شاہنشہ بے نبرد عشق ست	سلطان خرابہ گرد عشق ست
پر کوہ بہ غم کند عماری	بر مرکب خون کند سواری

ابتو میان آزاد چکر مین آئے مگر چھمی جان تجربہ کار اور زمرۂ عشاق زار تھے چتونون سے تاڑ گئے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگاہ نے گھائل کر دیا پھر کیا تھا بولے نیا رنگ لائی گلہری کہئے لکچر سُننے چلئے گا۔ —

ابتدا ے عشق مین روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

آزاد ۔ ابتو یہی دُھن ہے کہ سینے کو چمن بنائین ۔ لالہ رو کے داغ حسرت مین گل کھلائین ۔ ہاے وہ خال عنبرین وہ گیسوے مشکین ۔ وہ لعل نگارین وہ چشم سُرمگین ۔ وہ سنگار ۔ وہ نکھار ہم ہین تو جیتے جی مر مٹا یار و کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ وصال نصیب ہو باغ ہو جام ہو ہمین ہون اور وہ حبیب ہو۔

چھمی جان ۔ ابھی نام خدا عنفوان شباب ہی بچپنہ مغز جنون نہین میدان عشق کی پہلی ہی منزل ہی عشق کلوار کوئی سر میدان روک تو بے ہٹے بوٹ کے آدمیون کا جی چھوٹ جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ع ۔ عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیئے ۔

آزاد ۔ ع ۔ دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را
درد اکہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

حبیب لبیب ۔ خدا ہر بھلے مانس کو بُری صحبت سے بچائے یہ بھین سوجھی کیا کہ اس جلسے مین آئے ۔ —

باید منشین و باش بیگانۂ او	در دام افتی اگر خوری دانۂ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید	بنگر کہ چگونہ جست از خانۂ او

مگر یہ عشق سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی ۔ بندہ تو قائل نہین یہان تو دل مین ٹھن گئی کہ انھین سودا ہو گیا کسی طبیب حاذق کو بلاؤ ذرا انکی نبض تو دیکھے ۔

آزاد ۔ ع ۔ ہمکو سودا ابھی ہوا تو مزا یا نہ ہوا ؎ سودا ہو یا جنون سحر ہو یا فسون ابتو جان پر بن گئی ہے ۔ کلیجے پر چوٹ کھائی ہی طبیب بیچارہ نبض کیا دیکھے گا ۔ ع ۔

ہماری نبض ہمارے مزاجدان جانین

اور آپ طبیب کو بلا کر دل کا ارمان نکال لین لیکن ۔ —

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج	کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

چھمی جان ۔ اس فن کا قانون شناس تو بو علی سینا بھی نہ تھا طبیب تو کیا کھا کر مریض عشق کو چنگا کریگا ۔ ہان مجنون کی تربت پر پھولون کی چادر چڑھاؤ تو شاید غنچۂ مقصود شگفتہ ہو جائے ۔ ورنہ مسیحا کی مسیحائی بھی کارگر نہ ہوگی ۔ —

آگاہ نہ تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنون را
معشوقۂ نازنین طلب کن	عناب لبش بہ کار تب کن

ابتو بے کشود کار اطمینان دل معلوم ۔ سہل چھٹکارا یہ ہی کہ عاشق و معشوق دونون کا وصل ہو ۔ ورنہ حسن و عشق کا جھگڑا پاک ہو چکا

آزاد ۔ تیر ایسا کاری لگا کہ بلبلا اٹھا ۔ اب ہم ہین اور گرداب بلا دل ہی اور موج خیز خون ۔ دیکھین بحر عشق کے تھپیڑے کدھر بہا لیجاتے ہین اور دل کے داغ کیا سبز باغ دکھاتے ہین ۔ —

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

مگر بیڑا پار ہوتا نظر نہین آتا ۔ چاہ زنخدان مین دل ڈانواڈول ہی اب شہر بھر مین دھوم مچ گئی ۔ کہ ایک نئے بگڑے جہان جاؤ یہی چرچا میان آزاد کے لنگوٹیے یارون نے لاکھ فکر کی کہ انکو راہ راست پر لائین مگر عشق صادق سے ایک کی پیش نہ گئی قصر مراد تک کمند تدبیر نہ پہونچی میان آزاد کی حالت

اس درجہ ردی ہوگئی کہ دن کو آہ وزاری ۔ شب کو اختر شماری
کھانا پینا چھوڑا ۔ عیش و آرام سے مُنھ موڑا ۔ رنج و محن سے ناتا جوڑا
شیشۂ دل پر سنگ فراق کی ایسی ٹھیس لگی کہ چکنا چور ہوگیا
حبیب اللبیب نے چھمی جان کو اپنے طور پر سمجھایا کہ واسطے خدا کے
ان کے سامنے ایسی باتین نہ کرو کہ سمند جنون پر تازیانے کا کام
کرے عشق کی مذمت اور جنون کی ہجو کرنی چاہیے نہ کہ تعریف
چھمی جان کو اتنا اشارہ کافی تھا ۔

آزاد ۔ وہ لبون کی سُرخی ۔ دانتون پر پان کی تحریر ۔ وہ رخسار
تابان وہ مستانہ چال نہ بھولونگا ۔ نہ بھولونگا اُس گلابی ڈوپٹے
نے گل رخسار کے جوبن کو اور بھی دوبالا کر دیا ۔

چھمی جان ۔ ہم تو لکھنؤ کے رنگریزون کی خیر مناتے ہین واللہ
ٹکے کے شہاب مین دوپٹہ ایسا رنگ دین کہ انسان گھنٹون
اُسی کو گھورا کرے ۔ کیسی ہی بد قطع کریہ منظر کیون نہو دھانی
دُلائی اوڑھی اور دلھن معلوم ہونے لگی لیکن ۔ ع

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد
چون باز کنے مادر مادر باشد

حبیب اللبیب ۔ یہ جنیہ ہمارے رنگیلے جوان کا دل آیا ہی کچھ
ایسی آفت کا پرکالہ نہین ۔ ایسی تو گلی کوچون مین ماری ماری پھرتی
ہین ٹکے کو کوئی نہین پوچھتا مگر انکا عشق بھی عجب طرح کا ہو سچ ہے
جیسی روح ویسے فرشتے ہین تو ہنسی آتی ہو کہ میان کا دل بھی آیا
تو کس پر فریفتہ ہوے تو اسپر تسکل چڑیلون کی نانی پریون کا ۔

چھمی جان ۔ قسم حسینؑ کی ایسی ایسی زہرہ جبین رشک لیلی
غیرت شیرین نظر سے گذری ہین کہ صل وجل گر دل
ایکبار کو نہ دیا ۔

آخر کار احباب کی یہ صلاح ہوئی کہ کسی باغ نزہت افزا اور چمنستان پُر فضا مین
میان آزاد رہین شاید وحشت دل دور اور مرض جنون کا فور
ہو جائے ۔

سیران چمن کا جوبن اور گرمی ہنگامہ عشق عقل دشمن ع

ہنوز این اول عشق ست جانان گریہ تر کن
کہ این طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد

میان آزاد کی وحشت دل دور اور شیشۂ جنون کے چکنا چور کرنے
کے لیے لب جو ایک نزہت افزا اور پُر فضا باغ آراستہ ہوا
احباب صافی مزاج و بذلہ سنج مرنجان مرنج نے بھی اُنکی دلجوئی
کے لئے وہان ہی بستر جمایا اصلاح ہوئی کہ ہر روز دنیاے دون
کی بے ثباتی اور عشق خانہ خراب کے مضار ذاتی ہی کی گفتگو
ہو تاکہ آزاد کا دل ان باتون سے پھر جائے اور پھر کسی شمع رو کے
رُخ آتشین سے لو نہ لگائے ۔ شاید اس پند وموعظت سے
اُس ڈھرے کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے اور گمراہی سے نجات
کلّی پائے ۔ سوچے کہ کبھی کبھی اور تذکرے بھی ہوا کرین ورنہ اگر
حسن و عشق ہی کی مذمت کی تو مبادا کھٹک جائے احباب
خدا ترس و دقیقہ رس خورشید ضمیر و صبح نفس نے طرح طرح کی
دلچسپ روایتین کہنا شروع کین ۔

اوج ۔ ہندوستان جنت نشان کے ایک شہر نزہت آگین و
مینو آئین مین ایک خسرو کجکلاہ گیتی پناہ نے اپنی بیگم سے کہ
چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھی سوتے وقت کہا کہ ہمین
صبح صادق کے پہلے ہی جگا دینا اتفاق سے اس شب کو
مرغ نے آدھی ہی رات سے ککڑوں کون کی بانگ لگائی
وہ سیہ چشم جادو نگاہ خواب ناز سے بیدار ہوگئی اور حسب
وعدہ بادشاہ جمجاہ کو جگا دیا بادشاہ نے دیکھا کہ

کہ صبح صادق کیا معنی ابھی سحر کاذب بھی نہین شیطان نے پٹی پڑھادی کہ دال مین کچھ کالا ہے۔ نہایت ہی بد دماغ ہوے غصے کے تھرمامیٹر کا پارہ ایک سو پندرہ درجے پر پہونچا زبان حال و قال سے یہی صدا نکلتی تھی ؎

تو شبینہ می نمائی ببر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

جھلا کر شمشیر خوش غلاف ہاتھ مین لیے باہر نکل آئے چہرہ مارے غصہ کے سُرخ جیسے بیر بہوٹی۔ باواز بلند سر بریدن لازمست کہتے جاتے تھے آنکھون سے خون ٹپک رہا تھا ایک شاعر موزون طبع نے بھاپ لیا کہ کیا اسرار ہے حاضر جوابی کے صدقے۔ فی البدیہہ اور برجستہ یہ شعر زبان پر لایا۔ ؎

سر بریدن لازمست این مرغ بے ہنگام را
آن پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را

واللہ آگے کے شعراے رنگین خیال و شیرین مقال غیب کی باتین بھی جانتے تھے۔

آزاد۔ لاحول ولا بھئی کتنی بھونڈی بات کہی شعر تو غضب کا ہے مگر ع۔ عالم الغیب کیست غیر از حق ٭ شعرا عروض بحر صنائع و بدائع جانین غیب دانی سے اُنھین کیا سروکار۔ ایشیا کی ضعیف الاعتقادی پر خدا کی سنوار۔ بندہ درگاہ آج تک غیب دانی کے قائل ہی نہین ہوے۔

اوج۔ بارے شکر ہے کہ آپ نے برسون کے بعد آدمیت کی بات تو کی پڑھے جن ہو تمھارا شیشے مین اُتارنا کارے دارد۔ اپنی حرکات پر لعنت نہین بھیجتے کہ گرداب عشق مین غوطے کھا رہے ہو۔ ایشیا کے خیالات پر شیر ہین اپنی خبر ہی نہین۔

میان آزاد تھوڑی دیر کے لیے آدمی بن گئے تھے مگر عشق کا خرفتنہ درمیان مین آیا اور ہوش اُڑ گئے جنون سر پر چڑھ بیٹھا اُس سرو جویبار رعنائی اور گلبن گلزار دلربائی کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھر گیا مطرب کی ناخن بازی اور اُس خوش گلو کی نازک آوازی یاد آ گئی اب غم ہجران یار ہی یا آہ آتشبار سینہ بریان اور دیدۂ گریان حیران و پریشان۔ سراسیمہ سرگردان حسب حال اشعار حسرت بار نوک زبان ہین۔ ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

در قفس بسیار ناشادیم ما
از فراموشان صیادیم ما

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھو مین مبدل ہی
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہی
بہار آئی ہے ہنگام جنون ہی کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہو مین دیوانہ در زندان مقفل ہی
ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی
پیرہن تن پر مرے گرمی کا بالاپوش ہی

یارون نے دیکھا کہ پھر سیلاب جنون کا جوش ہی۔ پھر رخصت عقل و ہوش ہی ناچار بلیغ نے ایک اور ذکر چھیڑا۔

بلیغ۔ حضرت اپنا تو یہ مقولہ ہے کہ ع معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے ہم ظاہری حسن و جمال کے شیفتہ۔ نہ خط و خال کے فریفتہ۔ روے خوش کے ساتھ خوے خوش بھی ہو تو ہم ہزار جان سے اُس گل کے بلبل ہو جائین ورنہ۔ ؎

نشاید ہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش بود بلبلے

ایسا عشق باعث خواری ہی۔ نقل ہی کہ ایک شیخ ملکوتی صفات اشرف المخلوقات کی طبیعت لہرائی کہ سیر دریا کرین خراماں خراماں چلے جاتے تھے راہ مین ایک نو عروس پری پیکر برہنہ سر

لب بام کھڑی تھی شیخ نے کہا ای سرمایۂ ناز سر کو ڈھک لے۔ اُس جادوجمال نے جواب دیا کہ آنکھیں بند کر لے شیخ نے کہا کہ مین عاشق ہون کہین عشاق زار آنکھیں بند کرتے ہین۔ اُس غیرت ماہ نے عین مستی مین کہا کہ مین مستانہ ہون۔ مجھے سر ڈھکنے سے کیا کام اور بعدًا یہ شعر بہ لحن باربدی پڑھا۔ ؎

این موی نیست بر سر من بلکہ خار عشق	در پای من خلیدہ واز سر برآمدہ

شیخ مبارک نہاد سنتے ہی جان بحق تسلیم ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عاشقی خالہ جی کا گھر نہین ہی عشقبازی سربازی ہی مگر کوئی معشوق تو ہو مردوا نا کا معشوق مسلک نیک ہی۔

شمیم واللہ لب جوئبار یہ گلزار پر بہار ایسا لطف دکھاتا ہی کہ غنچۂ دل نسیم طرب کے اہتزاز سے کھلا جاتا ہی۔ ایام شاہی مین ایکمرتبہ بری کیفیت ہوئی تھی اعیان دولت مین سے ایک رکن رکین سلطنت کی دختر فرخندہ اختر کی شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ پیر فلک نے باوصف پیرانہ سالی اس دھوم کی شادی دیکھی نہ سُنی عین گومتی کے کنارے جشن جمشیدی بڑے کروفر سے منعقد ہوا وہ دھوم وہ ہجوم کہ عمل وجل۔ نور چراغان سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ رات رشک لیلۃ القدر ہی غیرت لیلۃ البدر ہی۔ جدھر جاؤ نور موفور برس رہا ہی۔ لب دریا اُس پار خیمون کی قطار۔ این رُوے دریا نوعروسان حسین کا نکھار بجرون پہ شاہدان جادوجمال ومشتری خصال مصروف رقص وسرود ہین۔ مطرب کا ہاتھ ساز پر۔ رنگین مزاجون کا کان آواز پر کہین زمزمہ جانفزا۔ کہین نغمہ طرب انتما۔ پھولون کی بھینی بھینی مہک سبزے کی لہک۔ مرغان خوش الحان کی نواسنجی۔ گل وبلبل کی شکر رنجی۔ میلے کی سی رونق تازہ اور سرور بے اندازہ۔ دریا خوب چڑھا ہوا ہی منیڈھا اُچھل رہا ہے

حباب آنکھیں بدل رہے ہین اور رنگین بجرے چھوٹے ہوے ہین۔ لاکھون تماشائی۔ غرضکہ بڑے دھوم دھڑکے اور ٹھسے سے شادی ہوئی کئی دن برابر دھماچوکڑی رہی۔ مگر آنکھ کھلی تو سب خواب اور نقش برآب تھا۔ رہے نام اللہ کا آزاد۔ وہ نرگس غمزہ زن وہ زلف پرشکن۔ وہ شوخ پرفن وہ گل سابدن۔ ؎

قد وقامت آفت کا ٹکڑا امتام	قیامت کرے جسکو جُھک کر سلام

ہاے۔ ع۔ جسے دلدار سمجھا تھا وہ دلبر نکلا + پند ونصیحت مرہم زخم جگر ہوگیا۔ ؎

منع کرتا ہی مجھے یار کے گھر جانے کو	ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

انور۔ اسوقت ایک لطیفہ یاد آیا۔ سناؤن تو ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ جائین۔ لوٹن کبوتر کی طرح لوٹنے لگو۔

نقل ہی کہ ایک صاحب نے اپنے غلام کو کہ صاحب طبع لطیف وبذلہ سنج تھا حکم دیا جا کر بازار مین تاک لگائے اگر انگور ہاتھ آئے تو فوراً خرید لائے غلام نے ایک دلبر میوہ فروش ستمگار وستم کوش کی دکان سے کئی خوشے خریدے اور مٹر گشت کرتے ہوے خرامان خرامان آقا کے پاس لے گیا۔ وہ نہایت ہی بددماغ ہوے فرمایا کہ ذرا سا کام اور یہ تاخیر اتنی دیر مین تو مین لندن ہو آتا ایسا کاہل دیکھا نہ سُنا خبردار آج سے اگر ایک کام کو بھیجون تو ہاتھون ہاتھ چار کام انجام دے لانا۔ غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر ومرشد۔ اس مرتبہ معاف فرمائین انشاء اللہ آیندہ ارشاد واجب الانقیاد کی لفظ بلفظ تعمیل ہوگی۔ دوسرے دن خواجہ کسی زبان دراز اور گستاخ کنیزک عشوہ پرداز پر ایسے گرمائے کہ تپ چڑھ آئی غلام کو حکم دیا کہ کسی طبیب لبیب کو بلاؤ

وہ فوراً گیا اور طبیب کے علاوہ اور چند آدمیوں کو بھی ساتھ لایا
خواجہ نے پوچھا کہ یہ جماعت کیسی ہے۔ ہم نے حکم دیا تھا کہ طبیب کو
بلاؤ تم اتنے آدمیوں کو کیون ساتھ لے آئے غلام نے بصد ادب
عرض کی کہ خداوند حضور تو بھول بھول جاتے ہین ابھی تو کل ہی
تاکید اکید کی تھی کہ اگر ایک کام کا ارشاد کرون تو کئی کام بعجلت
تمام سرانجام دے لانا الامر فوق الادب لیجیے آج دم کے
دم مین مین نے اتنے کام کیے قدردانی شرط ہے حکیم جی کو حسب الحکم
حضور بلا لایا کہ تشخیص مرض کر کے معالجہ کرین اور اُدھر ہی سے
لپکا ہوا گیا مطرب خوش الحان کو ساتھ لایا کہ اگر خداوند عروس
صحت سے ہم آغوش ہون تو قوال کی خوش آوازی اور ناخن بازی
سے بزم طرب آراستہ ہو غسال کو بھی لیتا آیا کہ زندگی کا کیا بھروسا
اگر پیک اجل حضور کو خلد علیین کی سیر دکھائے تو غسال
چھٹ پٹ غسل دیدے اُدھر سے ایک شاعر جادو بیان
اور طلیق اللسان کو ہمراہ لیا کہ مرثیہ موزون کرے اب باقی
کون رہا۔ گورکن۔ وہ بھی بات کی بات مین آن موجود ہوگا مطمئن رہیے
اب انصاف میرے آقاے نامدار کے ہاتھ ہے۔ غلام نے
انعام ہی کا کام کیا ہے۔ آیندہ اختیار بدست مختار۔

شرف۔ حضرت ایک لطیفہ بندے کو بھی یاد آگیا ایک تذکرے
مین نظر سے گذرا کہ ایک رند می آشام نے وقت نزع اپنے
احباب کو وصیت کی کہ یارو ہمپر اتنا احسان کرو کہ کہین سے باوا آدم
کے وقت کا پرانا دھرانا سڑا گلا کفن لا رکھو۔ جب ہم دم توڑین
تو اُسی کفن کہنہ مین لپیٹ کر ہمین گور مین دفنا دینا لوگ متحیر ہوے
کہ یہ عجب انوکھی بات ہے پوچھا اس سے فائدہ حضرت نے آہ سرد
بھر کر بصد حزن و ملال زیر لب کہا کہ بھئی ہم تمام عمر پرلے سرے کے
بدمعاش اور آوارہ وعیاش رہے یاد الٰہی سے طبیعت نفور تھی
منہیات و معصیات سے بالکل اجتناب کیا خوب شراب لنڈھائی
خود بھی پی اوروں کو بھی پلائی دن رات بتون ہی کے کوچے مین
پڑے رہے نماز کے قریب نہ پھٹکے۔ جو فعل کیا خلاف شرع جو
کام ہو امنافی تہذیب۔ ؎

وہ ایسا کون سا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین ان پر ہماری بھی نشانی ہے

اب ہم سوچتے ہین کہ بارخدایا ہمارا سرانجام کیا ہوگا۔ ہین تو ہم
اسی قابل کہ نار جہنم مین جلائے جائین۔ مگر ایک تدبیر سوجھ گئی
پرانے کفن مین ہماری نعش ہوگی۔ منکر نکیر آئین گے کفن کہنہ
دیکھ کر سمجھین گے کہ مردہ دیرینہ ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین گے
ہم اسی حیلہ سے نجات پائین گے۔ ؎

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

حبیب لبیب۔ ایسے بھونڈے عشق خانہ خراب کا یہی
انجام ہے۔

بحر عشق کی طغیانی اور قلزم جنون کی روانی

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

اس گلزار رشک فرخار اور لالہ زار سراپا بہار اور نسیم مشک بیز
وعنبر بار نے میان آزاد کی آتش عشق کو اور بھی بھڑکا دیا جنون
کی مذمت نے کشتی دل کے ساتھ باد مخالف کا کام کیا آہ آتشبار
نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی سبزان چمن کا
جوبن دیکھ کر سبزہ خط گلگون کا خیال آیا حنا نے خون رُلایا کبھی
کنگھی کو دیکھ کر اُس پریشان کاکل کی زلف چلیپا یاد آئی

کبھی چشم مست کی یاد مین نرگس شہلا سے آنکھ لڑائی سرو کو دیکھا تو اپنے سرو بلند اقبال کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھر گیا شمشاد نظرون سے گر گیا۔ گل رعنا کی دید سے گل رُخسار کا خیال بندھا۔ بلبل شیدا کا نالہ زار تیر کی طرح جگر کے پار ہوا۔ الغرض اضطراب و بیقراری نالہ شیون و آہ و زاری دن دونی رات چوگنی ترقی پاتی تھی۔ ع

بے گلعذار جا کے گلستان مین کیا کیا
ہان یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا

عین حالت انتشار و ہجوم افکار مین یہ سوجھی کہ اب رسیان تڑا کر نکل بھاگو اور بیابان کی راہ لو۔ ع

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین | گریبان پھاڑ کر جا بیٹھے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

مزاج اصلاح پر آنا دشوار تھا۔ دل مثل برق بیقرار تھا۔ آخر کار باغ کی دیوار پھاند کر یہ جادہ جا۔ راہ مین سوچتے جاتے ہین کہ اگر وہ گل اندام ملے تو پھولے نہ سماؤن باغ باغ ہو جاؤن جو ملتا ہے اُس سے کوے یار دل آزار کا پتا پوچھتے ہین۔ وہ ہوا بتاتا ہی قہقہہ اُڑاتا ہی اور بھانپ جاتا ہی کہ جنون کی امنگ اور عشق کی ترنگ ہی۔ بادۂ محبت کے نشہ مین چور مست و مخمور کبھی خندان کبھی گریان آنکھین اشکبار۔ لب پر عاشقانہ اشعار۔ ع

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

جدھر سیلاب جنون بہا لے گیا اُدھر چلے۔ جب رات بھیگی تو ایک مقام پر کیا دیکھتے ہین کہ پچاس ساٹھ کہار اڈے پر جمع ہین ایک کہار ہڑک بجاتا ہے چار پانچ جوڑی جھولکی جھانجھ بجانے مین مصروف ہین دس پندرہ گردن ہلا ہلا کر بھجن اور گیت گاتے ہین سامعین کو وجد مین لاتے ہین۔

ہک۔ ہک۔ ہک۔ ہک آ ہی سبحان اللہ کیا کہنا ہی یہ رزن ہی نرالا ہی چند کہار ڈولیون کے اندر بدمست پڑے ہین کچھ ادھر کچھ اُدھر نشے مین چور کھڑے ہین۔ کوئی لال لال وردی دکھاتا ہی کوئی پگڑی کی مچھلی پر اتراتا ہی۔ ہنڈے مین دارو بھری ہی کٹورا چل رہا ہی طاق پر چراغ جل رہا ہے۔ آپس مین دھول دھپا ہو رہا ہی۔ راجہ بھرا اڈے کے چودہری بلا تشبیہ فغفور چین بنے بیٹھے ہین۔ ہنگامہ حشر برپا ہی۔ آگے بڑھے تو دیکھا کہ کندن سنار نے گھریا مین سہاگا ڈالا سونا گلایا اور کسی سیتن کے لئے طلائی چھپکا تیار کیا۔ وہان سے چلے تو ایک دکان پر دیکھتے کیا ہین کہ چق والا دوزانو بیٹھا کہانی کہہ رہا ہی۔ اور چق والی ایک پھٹی چٹائی پر لیٹی ہوئی ہون ہون کرتی جاتی ہے اور ارد گرد دو ایک مرد تین چار عورتین بڑے لطف کے ساتھ کہانی سن رہی ہین۔ جسمین ایک بات سچ تو ۹۹ نغو اور بیس قدم آگے بڑھے ہونگے کہ ایک وسیع میدان مین کوریون کا ہجوم دیکھ کر ٹھٹک رہے نرکل کی چٹائیان بچھی ہین کوری اور کورنین چوطرفہ جمع ہین ایک کوری نوجہ کشتی گیر نیلا لہنگا پہنے لال لال پھریا اوڑھے عورت کی قطع بنائے گیت گاتا ہی دل ہمارا تیری نجر ہی تو تو پیارے ہی بکھر ہے۔ اڑوسی پڑوسی تالیان بجاتے ہین قہقہے لگاتے ہین مرچنگ بج رہا ہے۔ ہر سمت عیش و عشرت کے سامان ہین یہ اپنی دھن مین ناک کی سیدھ پر چلے جاتے تھے آنکھ جھپکنے کی دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک نئے محلے مین پہونچے۔ چوطرفہ سناٹا ہو کا عالم۔ جانور نہ آدم کتے تک دبکے پڑے ہین۔ کوئی بھنکتا بھی نہین۔ دروازے افیونیون کی آنکھ کی طرح بند

کہین بوڑھا نہ فرزند۔ حیرت تھی کہ یاللعجب اچھے شہر خوشان مین گذر ہوا جہان ہر کوئی دیوا رہے باورے کتے کی طرح ادھر سے ادھر بوکھلائے پھرتے تھے بارے ایک دفعہ ہی آواز آئی کہ (پو بارہ شش واللہ خوب ہی داؤن اٹھا) اب انکی جان مین جان آئی کہ ہمجنس کی آواز تو خدا نے سنائی جس رخ سے کان مین یہ آواز آئی تھی ادھر ہی چلے۔ پھر آواز آئی کہ وہ فردیٹالی (دوسری آواز) واللہ ہاتھ چوم لے کیا موقع پر کچے پھینکے ہین (تیسری) خدا کی مار ایسے پانسے پر۔ جب دیکھو بدی کر جاتا ہے پہلے سہ کی بازی گئی۔ اب شش کی ہارے۔ اتنے مین ایک دروازہ کھلا اور پانچ سات سفید پوش جھڑ جھڑا کر نکل پڑے وہ شور وہ غل کہ کان پڑے آواز نہین سنائی دیتی کوئی کسی کی سنتا ہی نہین۔ اپنی اپنی سب گاتے ہین۔ کوئی پورب گیا کوئی پچھم۔ ایک بزرگوار نے میان آزاد کو دیکھا تو تعجب ہوا کہ یا جنبی اسوقت یہان کیا کر رہا ہے۔

بزرگوار۔ کون! آپ کون صاحب ہین۔

آزاد۔ ہم کوئی ہین آپ اپنی کہیے۔

بزرگوار۔ اجی حضرت آپ تیکھے کیون ہوے جاتے ہین مین سیدھی بات کرتا ہون آپ ٹیڑھے ہوتے ہین ابھی ارقندا ز برقنداز دیکھے تو کوتوالی کا چبوترہ ہی دکھائے۔

آزاد۔ برقنداز کی ایک ہی کہی۔ برقندازون سے تم ایسے قماربازون کو خوف ہے یا ہمکو۔ یہان تھانہ دار کا خوف نہ حولدار کا ڈر۔ ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

بزرگوار۔ (دل ہی دل مین) اچھے بیڈھب آدمی سے مڈھبھیڑ ہوئی ہاری مانتا ہی نہ جیتی۔ اپنی ہی سی کہے جاتا ہے (آزاد سے) یا حضرت اک ذرا سی بات کو آپ نے کتنا طول دیا قسم لیجیے جو مین نے آپ کو برا بنایا ہو صرف اتنا پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیے جاتے ہین۔ ای بس اتنی سی بات پہ آپ بگڑ اٹھے لگے بے نقط سنانے۔

آزاد۔ خیر اگر بندے ہی کا قصور ہے تو معاف فرمایئے مگر خدا کے لیے اتنا تو ضرور بتایئے کہ اس ٹکڑی مین کون کون ذات شریف جمع تھے اتنا ہمپر احسان کیجیے۔

بزرگوار۔ ذات شریف! سبحان اللہ! خوب پہچانا۔ اے قبلہ یہ سب شریف زادے تھے۔ اہل قلم۔ عالی خاندان معالی دودمان لائق فائق۔ بذلہ سنج۔ خوش فکر۔ تربیت یافتہ۔ دن بھر اپنے اپنے کام مین رہتے ہین۔ شام سے آدھی رات تک یہان جمتے ہین چوسر۔ شطرنج۔ گنجفہ۔ چہل۔ مذاق۔ لپاڈکی۔ یہی عیش زندگی ہے۔ ؎

بہار عمر ملاقات دوستداران ست
چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

آزاد۔ کیون حضرت بھلا کوئی اور شغل بھی رہتا ہے۔ یا جکھا ہی (؟) اڑا کرتا ہے۔

بزرگوار۔ اور کیا چانڈو پیتین سیری اڑائین۔ افیون گھولین تاڑی منگائین۔ دس پانچ ہمسن بیٹھے خوش گپی ہونے لگی۔ یاران چو ری نہ پیران دغا بازی۔

آزاد۔ اجی خدا کی مار ایسے اشغال بیہودہ پر ہم حال ہی مین خوب غور سے تجویز کر چکے ہین کہ کرمی۔ کہار۔ لہار پنچ قوم دن بھر لہو پسینا ایک کر کے شام کو خوش خوش گھر آتے ہین اور اپنے اپنے مذاق کے موافق طرح طرح کے اشغال مین

مصروف رہتے ہین - کوئی ڈفلی کوئی ہڑک بجاتا ہی - کوئی ذن بھر
کا ٹھکا مانڈ مزے سے لیتا ہوا کھانی کہکر اپنے عزیزون کو خوش
کرتا ہے لیکن واہ رے اہل قلم - واہ رے شریف زادو عجب
دیکھو گنجفہ ہو رہا ہے ایک دو تین لا بوجھ کو چھین رو سے چار جا کے
برات عاشقان بر شاخ آہو - سات آٹھ نو - نو برابر بہشت
دکھا دو - وہ تاج - ا - کیون سچ کہنا کس قماش کی بوجھ نکالتے ہین
آفتاب آیا ہی سورج کنڈ ھ مین - اب کی اللہ نے چاہا تو دو دستہ
ہو نا دری چڑھے تو پھر دل لگی دیکھیے - ہفتون مہینون برسون
پتون ہی کی اُکھٹا پھیر رہی - جب دیکھو ورق گردانی جیتے تو بشاش
ورنہ پشیمانی - واہ ری نادانی بیسیون دور ہو گئے مگر طبیعت سیر
نہوئی - چوسر کی طرف جھک پڑے تو ٹڑکا کر دیا - بازی پر بازی
سہ اور پنج اور شش کے داؤن لگا رہے ہین - آپس مین
گتھم گتھا گلنچ - مار دھاڑ لڑائی تکرار - رنگ بدرنگ کے پھیر مین
عمر گنوائی پاسے پھینکتے پھینکتے ہاتھون مین گھٹے پڑ گئے لاحول
ولاقوۃ - لکھنا پڑھنا چھوڑا - احباب سے ملنا ترک کیا -
خط کتابت سے ہاتھ دھویا - جو پیدا کیا وہ سب کھویا مطالعہ کتب
کا شوق - نہ اخبار بینی کا ذوق - صبح چوسر - شام چوسر - ادھر
چوسر - اُدھر چوسر - الٰہی خیر - اور لطف یہ کہ ہنکارنے کو موجود
کہ ہم شریف ہین تربیت یافتگی کا دم بھرتے ہین ہمچو من دیگری نیست
اور افعال ایسے قبیحہ و ذمیمہ - اُنسے تو کوری کہار ہی اچھے
کہ اپنے پیشے اور اپنی تھوڑی سی عقل کے موافق دلبستگی کی تو صورت
نکالتے ہین - مانا کہ اُنکے اشغال بھی تعریف کے لائق نہین
ریشائیل مردون کا پھریا اور ڈھ کر تھر کنا نفرت انگیز فعل ہی
مگر وہ منطقی فلسفی تو ہین نہین - تربیت یافتہ علم سے آشنا آپ تو
دون کی لیتے ہین اور با اینہمہ لن ترانی دہی ڈھاک کے
تین پات اوقت فرصت ہوا کھایئے کیتنجا نہ جایئے جلسہ تہذیب
جایئے کتب مفید مطالعہ کیجئے - لکچر یا تصانیف لطیف کی فکر
معقول فرمایئے تو ہم سمجھین کہ تربیت یافتہ ہین - یہ نہین کہ
جواریون کی طرح تہذیب کی خواری کرین - یکلو اور کھیل آلا اور
کھیل سرا اور اٹھارہ اور پانچ دو کے سوا اور کچھ نہ سیکھے اور
ہر شب کو بد بدا گنجفے یا چوسر مین سر مغزن کی -

رنگے سیار

میان آزاد - زلف پریشان کی یاد مین رات بھر خواب پریشان
دیکھا کیے - تڑکے خواب خرگوش سے بیدار ہوئے تو پھر
سینیچر پانون پر سوار ہو گیا دوپہر تک بے آب ودانہ ہر دم خیال
وصل جانانہ - دوپہر ڈھلے ایک قصبہ مین پہونچے پیپل کے
پیڑ کے سایہ مین بستر جمایا - سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن بنایا -
پیپل کے دھانی دھانی پتون کی رنگت پر جو نظر پڑی تو ان
رنگین ادا کا حسن برشتہ یاد آیا - کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے
تھکے ماندے چلے آتے تھے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے
ذرا دل کو ڈھارس ہوئی پانون پھیلا کر لمبی تانی تو دنیا و ما فیہا کی
خبر نہین - جب خوب نیند بھر سو چکے تو ایک مرد آدمی نے جگا دیا
الا اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے دہشت کسی قدر دور ہو گئی تھی مگر پیاس کے
مارے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے - سامنے اندارے پر
ایک گلبدن سیمتن عورت عجب نزاکت سے پانی بھر رہی تھی
حضرت بھی پہونچے -
آزاد - کیون نیک بخت ہمین اک ذرا سا پانی نہین پلاتین
بھرنا دو بھر ہو تو لاؤ ہم بھر دین - تم بھی بیٹھو ہم بھی بیٹھین -
احسان ہوگا -

سیمتن - جواب ندارد تیکھی چتون سے بھر پور نظر ڈالی مگر قہر کی بھری ہوئی -

آزاد - سنخی سے سوم بھلا جو ترنت دیوے جواب - بیوی پانی پلاؤ یا ٹکا سا جواب دو - یہ قصبہ تو اپنے حق مین دشت کربلا ہو گیا ایک بوند پانی کو ترس ترس گئے - ابتو آب خنجر کی چاہ ہے ایک دفعہ دزدیدہ نگاہ سے پھر دیکھ لو تو پانی بھی نہ مانگون -

سیمتن - (لب تک نہ ہلے - سکوت مگر ایک ناز معشوقانہ سے ظرف سیمین بھر کر پانی لیے چلی) -

آزاد - بھئی اچھا گانون ہی - جو بات ہی انوکھی جو ریت ہی نرالی ایک آبخورہ پانی نہ ملا واہ ری قسمت - لوگ تو ہس بھا دو نکی جلتی بلتی دھوپ مین لو سالے بٹھاتے ہین - کیوڑا پڑا ہوا آب سرد پلاتے ہین یہان کٹورون کی جھنکار نہ (سبیل ہے نذر حسین) کی پکار

میان آزاد کو حیرت تھی کہ یہ کسن نازنین پریشان افشان بال اور مستانہ چال یہان ویرانے مین اسکا کیا کام سایے کی طرح ساتھ ہو لیے وہ کنکھیون سے دیکھتی جاتی تھی مگر منھ نہین لگاتی تھی - بایے سڑک سے داہنی ہاتھ پر ایک خوشنما پھاٹک کے قریب وہ گلفام سیم اندام ٹھہر گئی ظرف سیمین کو دوسرے ہاتھ مین لیا اور پیڑ کے سایہ مین بیٹھکر ستانے لگی -

آزاد - ہم بھی ہمراہ رکاب ہین - ہم تاڑ گئے کہ نزاکت کے مارے یہ ہلکا پھلکا برتن ہی پہاڑ ہو گیا - اشارے کی دیر ہے - ذرا لب ہلاؤ تو ہاتھ بٹا لون - قسم لو جو ایک قطرہ بھی پیون - گو پیاس کی شدت سے کلیجہ منھ کو آتا ہی - دم نکلا جاتا ہے اور چاہون تو چھین لون لیکن تمھارا دل دکھانا منظور نہین - ہمین چاہے جان پر بن آئے افسوس یہ چہرۂ نورانی اور یہ نامہربانی - !

اُس ناظورۂ طاؤس زیب و عابد فریب نے پھر اُس تن کو بڑی کوشش سے اُٹھایا اور پھاٹک کے اندر ہو رہی میان آزاد نے ایک درد انگیز آواز سے حسب حال ایک شعر پڑھا اور چپکے چپکے خود بھی پھاٹک مین دبے پانون اُس گلعذار کے پیچھے پیچھے گئے وہ رعنا شمائل ایک کھلے ہوے چھوٹے سے بنگلے مین جا بیٹھی میان آزاد ایک روش مین دبک رہے گو شیطان ورغلاتا تھا کہ چلکر زلف چلیپا کی بلائین لین مگر ڈر تھا کہ کہین یہ کالی ناگنی ڈس نہ جائے اور تہذیب بھی مانع تھی جی بھر بھر آتا تھا مگر قدم آگے نہین بڑھتا تھا - ؎

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت سمجھاتی تھی ہان

اب اُس فرح بخش و دلکشا مقام مسرت التیام کا ذکر سُنیے چو طرفہ کھائی کھدی ہوئی آٹھ آٹھ گز گہری سرپٹ ارد گرد بوئی ہوئی ایسی گھنی کہ چڑیا تک کا گذر نہو سکے اور وہ تیز کہ تلوار گرد - بڑا عالیشان محراب دار پھاٹک لگا ہوا ہی وہ جو سرد ار شیشم کی لکڑی کہ باید و شاید کیاریان روز سینچی جاتی تھین - روشون پر سرخی کُٹی تھی اشجار پُر بہار گویا آسمان سے باتین کرتے ہین کہین انار کی قطار - کہین لکھوٹ کی بہار - ادھر انبہ لذیذ و شیرین اُدھر امرود ہلواسے بیدود - چکوترون اور پپتا بیون سے ٹہنیان جھکی پڑتی تھین - نارنگی - اور میٹھے شاخون پر لدے تھے - پھولون کی بو باس - کہین گل مہندی کہین گل عباس نواڑی پھولی ہوئی چوطرفہ عالم نور ہے - ہر سمت لطف ہو فو رکر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا - اودی اودی گھٹا - کلیون کی چٹک جوہی کی بھینی مہک - کلغے کی دہک کینیل کی ومک وسط باغ مین ایک تین فٹ کا اونچا پکا مربع چبوترہ بنا ہی اور ایک کونے مین چھوٹا سا خوشنما بنگلہ ہے - اغل بغل دو ایک صاف ستھری

کوٹھریان رہیہ تو سب کچھ ہی مگر مکین کا پتہ نہین اس سیمتن کی چال ڈھال اور طرز نشست سے اجنبیت برستی تھی۔ حیرت تھی کہ اس باغ لطافت بار کے مکین سلیقہ شعار کہان چھپ رہے۔ ؎

باغ ہے پر عجب ہے یہ روداد
نہ کہین آدمی نہ آدم زاد

گل ہین سب اپنی اپنی جوبن پر — بوے گل ہی صبا کے توسن پر
ہی عجب لطف پر شگوفہ و گل — کہین شبّو کھلی کہین سنبل

اُنھون نے دیکھا کہ وہ بت طناز سرمایۂ ناز ظرف سیمین زمین پہ ٹیک کر ایک نوارکی نازک پلنگڑی پر سو رہی۔ ابتو انکو خوب ہی موقع ملا اُٹھے اور میوہ تر جس قدر جی چاہا خوب چھک کر کھائے اور اُس ظرف سیمین کو منھ سے لگا یا تو ایک ایک قطرہ پی گئے اتنے مین پانون کی آہٹ سنائی دی۔ میان آزاد جھٹ انگور کی ٹٹی مین چھپ رہے مگر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ دیکھین ہی کون۔ دیکھا تو پھاٹک کی جانب سے کوئی آہستہ آہستہ آرہا ہی قریب آیا تو اُنھون نے بغور نظر ڈالی۔ ایک کشیدہ قامت جسیم و تنومند ڈیل چٹ لنگوٹ باندھے اکڑتا اینڈتا اُس بنگلہ کیطرف جاتا ہی سمجھے کہ کوئی پہلوان کشتی گیر اپنے اکھاڑے سے واپس آتا ہی قریب آیا تو یہ گمان دور ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ کوئی شاہ جی ہین وہ چٹ لنگوٹ جس سے پہلوان کا دھوکا ہوا تھا۔ تہ بند نکلا۔ شاہ صاحب سیدھے بنگلے مین داخل ہوے سیمتن کو پلنگڑی پر سوتا پایا ایک دفعہ ہی پلنگ پر ہاتھ مار کر چلا اُٹھے ڈ اُٹھ حکم معبود) وہ زن رعنا شمائل گھبرا کر اُٹھ بیٹھی۔ اُٹھتے ہی قدم لیے شاہ جی نے فرط شفقت سے اُسکی جبین نورانی اور چین پیشانی پر بوسہ دیا اور ایک تپائی پر بیٹھ کر یون تقریر کرنے لگے۔

شاہ جی۔ بیٹی۔ آج تمکو ہمارے سبب سے بہت راہ دیکھنی پڑی ایک گانوُن مین یہان سے دس کوس پر راجہ رہتا ہی مگر اسی برس کا ہو گیا اللہ نے اُسے لڑکا دیا نہ لڑکی۔ ایک دن مجھے بُلوایا مین کہین کو جاتا آتا تو ہون نہین۔ وہ رانی کو لیکر آپ آیا قدمون پر گر پڑا۔ مین نے رانی کے سر پر ایک گلاب کا پھول بن ہوکہا دے مارا پانچوین ہی مہینے اللہ نے لڑکا دیا راجہ میرے پاس دوڑا آتا تھا کہ مین راہ مین ملا۔ دیکھتے ہی مجھے رتھ پر بٹھا لیا۔ کہتا ہے روپیہ لو جاگیر لو۔ گانوُن لو۔ ہاتھی گھوڑے لو۔ مگر مین کب مانتا ہون۔ اس وقت بیچھا چھوٹا تم پانی لائی ہو گی تو مین پھونک دونگا۔ جسمین تم نامحروم نہ رہو۔

سیمتن۔ مین آپکی لونڈی ہون یہی کیا کم ہی کہ آپکی زیارت نصیب ہوئی پانی وہ رکھا ہی آپ پھونک ڈالدین تو مین رخصت ہون یہ کہکر سیمتن اُٹھی دیکھا تو ظرف موجود مگر پانی ندارد این یہ پانی کیا ہوا۔ زمین کھا گئی آسمان کھا گیا۔ ابھی پانی رکھا دیکھتے ہی دیکھتے اُڑ گیا۔ ہی ہی شاہ صاحب آپکے پاس مین جھوٹی بنی۔ میری جڑی کر کری ہوئی زمین پھٹ جائے تو مین دھنس جاؤن۔ ای لو غضب خدا کا ایک بوند تک نہین اندر جانتا ہے لبالب بھرا ہوا تھا۔

شاہ جی۔ بتاہی دون۔ اچھا۔ اب بچین ہو۔ مجھے اشراق سے معلوم ہو گیا کہ تم آئی ہو۔ جب تم سو رہین۔ تو مین نے آنکھ بند کی اور یہان پہونچ گیا پانی پیا پھر آنکھ بند کی اور راجہ کے پاس ہو رہا پھونک ڈالنے کی ساعت اُسی وقت تھی ٹل جاتی تو پھر ایک مہینے پر بات جاتی۔ اب تم پانی لاؤ تو کل آدھی رات کو

کسی مرگھٹ مین دفنا دو بس مطلب حاصل ہو جائیگا -

سیمتن نے الائچی لی اور اُسی دم واپس گئی - میان آزاد چپکے چپکے سب سن رہے تھے اب اُنھین خوب ہی معلوم ہوگیا کہ شاہ جی رنگے سیار ہین - آفتابے کا پانی تو اُنھون نے پی لیا تھا اور شاہ صاحب نے معًا یہ بھی کہ آنکھ بند کرتے ہی یہان آئے اور پانی پیکر پھر کسی ترکیب سے چلدیے - یہ سُنکر آزاد خوب کھلکھلا کر ہنس پڑے - شاہ جی کی باتون سے ان کے دل پر نقش ہوگیا کہ بڑے ہی ذات شریف ہین - اتنا بڑا جھوٹا دیکھا نہ سُنا - ایسے بڑے ولی اللہ ہو گئے کہ اُنکی دعا سے ایک رانی پانچوین مہینے بچہ جن پڑی اس کذب پر خدا کی سنوار - جھوٹھ بھی تو کتنا اور علم اشراق مین بھی حضور کو بڑا دخل ہی چشم بد دور حق تو یون ہی کہ جھوٹون کے سردار ہین مگر بیٹے بڑھاپے - تہ بند باندھ کر شاہ جی بن گئے لگے تبھے کوئی بیٹا مانگتا ہے - کوئی تعویذ کا خواستگار ہے کوئی کہتا ہی کہ میرا مقدمہ جتوا دو تو حق خدمت بجا لاؤن - کوئی کہتا ہے کہ فلان عہدہ دلوا دیجیے تو مٹھائی کھلاؤن - اتفاق وقت سے مطلب بر آیا تو شاہ صاحب کی چاندی ہے - ورنہ مجال کس کی کہ شکایت کا لفظ زبان تک لائے ڈر ہی کہ کہین زبان نہ سڑ جائے اللہ ری دھاک - بہت سے دشمن عقل ان بنے ہوے فقیرون کے دام تزویر مین پھنس جاتے ہین - بعض بعض تو معاذ اللہ اُنھین دوسرا خدا سمجھتے ہین خدا ایسے خیالات فرخرف سے بچائے میان آزاد اُس درویش مصر کی گفتگو سے سمجھ گئے تھے کہ پڑھے لکھے خاک بھی نہین ہین ورنہ (بہ سبب) اور (نامحرم) نہ کہتے - بھلا ان پڑھ کندۂ ناتراش بھی کہین مسالک خداشناسی کے سالک ہو سکتے ہین - اور غیب کی بات تو جناب باری عز اسمہ کے سوا اور کوئی جانتا ہی نہین - یہ شاہ جی بیچارے کیا کھا کر بتائین گے - یہ سب باتین ہین ضعیف الاعتقاد آدمی ایسے جاہل مکارون کے پھرون مین آئین تو آئین - ہم بھلا کب پھنسنے والے ہین - ای توبہ یہان طفلی ہی سے فقیرون کے قائل نہوئے اور ان شاہ جی نے تو کذب کے پل باندھ دیے - وہ بیچاری عورت ناقص العقل دنیا کے حالات سے واقف نہین جسکا جی چاہا بہکا دیا ہم ایسون کو شاہ جی چکما دین تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن -

میان آزاد کی کارستانی اور شاہ جی کی پریشانی

ہم سے کھلجاؤ بوقت مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑین گے رکھ کر عذر مستی ایک دن

میان آزاد ایسے بنے ہوے سدھا اور رنگے سیار فقیرون کی قدر تک سے واقف تھے معًا تاڑ گئے کہ شاہ صاحب ایک ہی مرشد بڑے ہی رنگباز ہین خرقۂ سالوس در بر - اور عمامہ زور بر سر لوگون کو پھانس پھونس کر ہنڈیا چڑھاتے ہین اور بیوقوفون کو اور بھی اُلّو بناتے ہین - ان پڑھ گنوار چنگ پر چڑھ جاتے ہین سوچے کہ شاہ جی کی قرار واقعی مرمت کر دینی چاہیے اتنے مین شاہ صاحب نے ایک صاف شفاف چبوترے پر لنگی بچھائی اور اُسپر دراز ہوکر مناجات پڑھنے لگے - مگر پڑھے لکھے تو تھے ہی نہین صرف حافظے پر دار و مدار تھا - شین قاف تک درست نہین شاعری کا خوب دل کھول کر خون کیا اور اناپ شناپ بکنے لگے - ؎

خدایا جہان پادشاہی تراست	تما خدِ آمدائی تراست
ہمان آفریدی بالا دیست	توئی آفرین ندہ والا وکشت
توئی کاسمان از زمین ساختی	زمین را زمان و زمین ساختی
بنائی زما جو بس بجز کردنی	دگر خفتنی بار آبے خوردنی
دکانست بافر فرخندگی	خداوندما از تو بندگی

شاہ جی نے بڑے سوز و گداز سے لہرا لہرا کر حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ والغفران کے کلام معجز نظام کا خون اپنی گردن پر لے رہے تھے کہ میان آزاد سے نہ رہا گیا ایکدفعہ ہی بول اٹھے کہ یا وحشت تیرا ہی آسرا ہی) اب تو شاہ جی چکر مین آئے۔ یہ آوازہ کس نے کسا۔ یہ خرلیف کون پیدا ہوے۔ یہ پھبتی کس نے کہی۔ ادھر اُدھر دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ مگر آدم نہ آدم زاد انسان نہ انسان کا سایہ۔ یا الٰہی یہ کون بولا۔ یا خدا یہ کس نے ٹوکا سمجھے کہ یہ آسمانی ڈھیلا ہے۔ خدا کھوپڑی کو بچائے ڈرپوک ضعیف الاعتقاد تو تھے ہی ڈرے کہ کوئی بلاے ناگہانی یا آفت آسمانی ہی۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے بدن تھرتھرانے لگا ہاتھ پانون پھول گئے۔ کشف و کمال سب بھول گئے حواس بلا اجازت سپاٹو پر ہو رہے۔ ہوش قلابازی کھانے لگے دفع بلا کی آیتین پڑھنا شروع کین۔ آخر مین بآواز بلند چلا اُٹھے کہ (یا مظہر العجائب) ادھر یہ بول اُٹھے (لنگی مع شاہ جی غائب) اب شاہ جی کی گھبراہٹ کا حال نہ پوچھئے کچھ چہرے پر مردنی چھا گئی ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین ❊ دم بخود۔ میان آزاد نے بھانپ لیا کہ شاہ صاحب پر رعب چھا گیا۔ جھٹ نکل کر پتون کو خوب پاؤن سے کھڑکھڑایا شاہ جی کانپ اُٹھے کہ پریون کا لشکر کا لشکر آن کھڑا ہوا اب گئے ہی گذرے آزاد نے بلحن داؤدی خاص اہل عجم کے لہجہ مین ایک غزل پڑھی۔ گو شاہ جی الف کے نام بے بھی نہین جانتے تھے مگر رات خوب ہی بھیگی تھی اور چاندنی نکھری تھی۔ ہواے سرد پھولون کی بو باس کو منتشر کر رہی تھی۔ آزاد نے ایسی سریلی آواز سے اُس حقانی غزل کو گایا کہ کندۂ ناتراش تک کو وجد آیا۔ شاہ جی مست ہو گئے۔ سمجھے کہ کوئی درویش باکمال آ نکلے۔ اب تو جان مین جان آئی۔ میان آزاد کے قدم لیے اُنھون نے پیٹھ ٹھوکی۔ شاہ جی اُس وقت دو آتشہ شراب اڑائے ہوے تھے۔ نشہ کے ترنگ مین خیال بندھ گیا کہ کوئی آسمان سے اترا ہے۔

آزاد۔ کیستی و از کجائی و با منت چہ کار ست۔ سکوت تا کے ما اسمک انت شیخ او سید۔

بلغنا المراد و زال العنا ذلک الحمد و الشکر یا ربنا۔ اب دس باقی ہوس شاہ جی کے رہے سہے حواس اور بھی غائب ہو گئے زبان سمجھ مین نہ آئی سمجھے کہ بیشک فرشتہ آسمان ہے۔ ہماری روح قبض کرنے کو نازل ہوا ہے دانتون فرماتے کیا ہین کہ مین علم سے نامحرم ہونگا۔ سمجھتا نہین ہونگا کہ آپ اسوقت کیا حکم دیتے ہین ہم نے بہت گناہ کیے اب ماف (معاف) فرماؤ کچھ دن اور جینے دو تو توبہ کرون یہ ٹھگ بدیا چھوڑ دون مین سمجھ گیا تھا کہ آپ فرشتے ہو روح قبض کرنے آئے ہو۔

آزاد۔ یہ پیرانہ سالی اور یہ بد اعمالی۔ یہ سن و سال اور یہ چال ڈھال یاد رکھ کہ قعر جہنم مین پڑے گا اور نار دوزخ مین جلایا جائے گا سُن فرشتہ آسمانی نہ ملک روحانی مین حکیم بلیناس کی روح پاک عالم ہون حکیم ہون خدا ترس ہون رحیم ہون ملکوتی صفات ہون صاحب طلسمات و نیرنجات ہون۔ شجاعت مین رستم سیستانی حکمت مین ارسطوے ثانی۔ مصوری مین رشک بہزاد و مانی۔ سکندر نامہ مین نظامی نے یہ شعر میری ہی شان مین کہا ہے۔ ؎

بلیناس فرزانہ را پیش خواند
بنزدیک جام جہان بین نشاند

میری تعریف و توصیف مین بڑے بڑے شعراے بلند پایہ و سخنوران گرانمایہ رطب اللسان ہین میرا مزار اسی جگہ پر تھا جہان تیرا چبوترہ ہی اور جہان تو ناپاک رہتا ہی اور شراب مین لنڈھاتا ہے

خیر ۔ تیری ناواقفیت کے سبب سے تجھے مین نے چھوڑ دیا لیکن اب آپ نے یہ نیا ہتکھنڈا سیکھا کہ اُس زن جادو جمال زہرہ تمثال کو پھانسا اور اُس سے کچھ اینٹھا چاہتے تھے وہ اُس زمانے مین میری منکوحہ اور مطبوعہ بیوی تھی ۔ اب یہ ہتھکنڈے چھوڑ دو مکر و ریا سے منہ موڑ دو ورنہ تم ہو اور ہم ۔ ابھی ابھی ٹھیک بناؤنگا اور ناچ نچاؤنگا ۔ مفر اسی مین ہے کہ اپنا کل حال پوست کندہ راست براست بے کم و کاست کہہ چلو نہین خود ہی بھگتو گے میرا کچھ نہ جائیگا شاہ جی نے شراب کی ترنگ مین مارے ڈر کے اپنی بیتی صاف صاف کہہ سنائی جسکو ہم اپنی زبان مین ادا کرتے ہین ذرا کان دھر کر سنیے ۔

شاہ جی ۔ چودہ برس کے سن سے مجھے چوری کی لت پڑی وہ مشاقی بہم پہونچائی کہ آنکھ چوکی اور گٹھری اُڑائی ۔ غافل ہوا اور ٹوپی کھسکائی ۔ پہلے کچھ دن تو اُٹھیا چور رہے ۔ مگر یہ تو کرتی بدیا ہی چند ہی روز مین چورون کے ولی ھنگر ہوگئے سیند لگانا کوئی ہم سے سیکھے ۔ کمند پر چڑھنا کوئی ہم سے سیکھے چھت کی کڑیون مین یون چپٹ رہون جیسے چھپکلی ۔ اُچک پھاند مین بندر میرے مقابلہ مین گرد ہین ۔ دبے پاؤن کوسون نکل جاؤن ممکن کیا کسی کو آہٹ معلوم ہو ۔ شہر بھر کے بدمعاش ۔ اوباش لچے شہدے ۔ گرگے ۔ ہماری ٹکڑی مین شامل ہوے بڑے بڑے مہاجن ساہوکار جھک جھک کر سلام کرنے لگے جس نے ہیکڑی کی ۔ اُسکو نیچا دکھا دیا جو چڑھا ہوا اُسکو سیدھا بنایا خوب چوریان کرنے لگے ۔ آج اُسکا مال مارا کل اُسکی چھت کاٹی ۔ پرسون کسی نواب کے گھر مین سیند دی ۔ رفتہ رفتہ ڈاکے مارنے لگے ۔ سڑکون پر لوٹ مار شروع کر دی تھانگ مین دنیا بھر کے بیفکرے جمع ہین ۔ ایک طرف یاران سرپل چانڈو اُڑا رہے ہین دوسری طرف چرس کے دم لگا رہے ہین ۔ گانجا بھنگ ٹھرے سب کا شغل ہے تانین اُڑ رہی ہین شراب کی بوتلین چنی ہوئی ہین ۔ گنڈیریون کے انبار لگے ہین مکھیان بھن بھن کرتی ہین ۔ سب کو یہی فکر ہے کہ کسی کا مال تاکین کوئی زردار کورا نہ بچ نکلے داغی ضرور ہو ایک دن شامت اعمال سے ایک نواب صاحب ذی مقدرت کے یہان چوری کرنے کا شوق چرآیا ۔ اُن کے خدمتگار کو ملا یا ۔ ماما چھچھو کو کچھ چٹایا ۔ ایک بجے کے وقت گھر سے نکلے ۔ اسی محلے مین ایک مہینے قبل مکان کرایہ پر لیا ۔ اُسی مکان مین بیٹھے نواب کا ایوان عالیشان کوئی پچاس ہی قدم کے فاصلے پر ہوگا تین آدمی دس قدم پر اور پانچ بیس قدم پر کھڑے ہوے ۔ ہم اور خدمتگار اور ایک چور ساتھ چلے کہ گھر مین دھنس پڑین ۔ قریب گئے تو ڈیوڑھی پر چوکیدار نے پکارا ۔ کون ۔ سن سے جان نکل گئی ۔ عمر بھر مین یہی خطا ہوئی کہ چوکیدار کو پہلے سے نہ ملا لیا ۔ اب کیا کرین ۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد ۔ قہر درویش بر جان درویش ۔ پھر چوکیدار نے للکارا کون آتا ہے ہم نے کہا ہم ہین بھئی (چوکیدار) ہم کی ایک ہی کہی ہم کا کچھ نام بھی ہے آخرکار ہم نے چوکیدار کو اُسی دم کچھ چٹا کر سیند دی گھر مین گھسے تو دیکھتے کیا ہین کہ نواب صاحب پلنگ پر سوتے ہین اور اُنکی بیگم دوسرے پلنگ پر خواب ناز مین ہین ۔ مگر شمع روشن ہے اپنے ساتھی سے اشارہ کیا کہ شمع کو گل کر دے اتفاق وقت سے وہ ایسا گھبرایا کہ بڑے زور سے پھونک ماری ۔ مین نے کہا خدا ہی خیر کرے ایسا نہو کہ نواب جاگ اُٹھین ۔ تو لینے کے دینے پڑین ۔ آگے بڑھ کے مین نے بتی کو تیل مین کھسکا دیا ۔ چلیے چراغ گل پگڑی غائب

بیگم صاحب کے سرہانے زیور کا صندوق رکھا تھا - مگر آڑ مین ہم تو ماما کی زبانی کچا چٹھا سُن چکے تھے - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے فوراً صندوق اُٹھا اور دوسرے ساتھی کو دیا کہ باہر پہونچائے وہ کچھ ایسا گھبرایا کہ مارے بوکھلاہٹ کے کانپنے لگا اور ایکدفعہ ہی اراراکر دھم - دھماکے کی آواز سنتے ہی نواب چونک پڑے شیر بچہ سرہانے سے اُٹھا پلنگ سے اُٹھ پیترے بدل بدلکر بھکیتی کے ہاتھ دکھانے لگے مین نے ایک چالاکی کا ہاتھ دیا اور جھٹ کمرے سے نکل دیوار پر چڑھ پچھواڑے کود اور چور چور پکارتا ہوا ناکے باہر وہ دونون سر بو جھیے نوسکھیے تھے دھر لئے گئے - مگر واہ رے نواب واللہ جری آدمی ہی - دونون کو گھیر لیا وہ تو جیلی نہ گئے - بندہ نلوہ بچا - اب ہم نے یہ پیشہ چھوڑا اور سفاکی پر کمر باندھی - ایک مہینہ مین کئی خون کئے - پہلے ایک سوداگر کو گھر مین گھسکر چارپائی پر ڈھیر کر دیا - اور جمع جتھا ہمارے باپ کی ہوگئی - پھر ریل پر ایک مالدار جوہری کا گلا گھونٹ ڈالا اور جواہرات صاف اُڑا لیئے تیسری دفعہ دو بنجارے سرائے مین اُترے تھے ہمین خبر ملی کہ اُنکے پاس سونے کی اینٹین ہین اُنکو سرا ہی مین انٹا غفیل کرنا چاہا بھٹیارن نے ہمین دیکھ لیا - غل مچایا پکڑے گئے چالان ہوا مجسٹریٹ نے قیدخانہ دکھایا - وہان آٹھ دن رہے تھے کہ نوین دن آزادی یاد آئی - رات کو موقع پاکر کال کوٹھری کا دروازہ توڑا ایک کنجی بردار کا سر اینٹ سے پھوڑا - پہرے کے کانسٹبل کو اُسی بندوق سے شہید کیا - صاف نکل بھاگے - اب ہم سوچے کہ کوئی نیا پیشہ اختیار کرین - اس گانون مین آئے تو عجب ہتھکنڈے سے درویش باکمال بن بیٹھے - فقیرون کا بھیس بدل کر ایک پیڑ کے نیچے بستر جما دیا تپنے لگے ایک دن اس

گانون کے ٹھاکر کا لڑکا بیمار ہوا - یہان طبیب نہ ڈاکٹر کسی نے کہدیا کہ ایک ولی اللہ پکریا کے نیچے بیٹھے یاد خدا کیا کرتے ہین چہرے سے نور برستا ہے کسی سے لیتے ہین نہ دیتے ہین ٹھاکر نے سنتے ہی اپنے بھائی کو بھیجا ہم ساتھ گئے - چہرہ بشاش کہ آج پالا ہمارے ہاتھ رہا تو عمر بھر چین سے گذرے گی ہمارا پہونچنا تھا کہ سب اُٹھ کھڑے ہوے - ہم کسی سے بولے نہ چالے (قدم درویشان رد بلا) یہ آواز بلند کہکر لڑکے کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ بڑ بڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے دیکھا کہ لڑکے کا بُرا حال ہے بچنا محال ہے ٹھاکر قدمون پر گر پڑا ہم نے بیٹھ پھونکی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھائے چلدیے - اُس دن حسن اتفاق سے ایک یورپین ڈاکٹر دورہ کرتے ہوے اُس گانون مین آئے - اور اُنکے معالجہ سے مریض چنگا ہوگیا اب لطف دیکھیے کہ ڈاکٹر کا تو کوئی نام بھی نہین لیتا سب ہماری تعریف کرتے ہین - کوئی عیسےٰ بناتا ہی کوئی خدا رسیدہ کہتا ہے ٹھاکر نے ہمین ایک ہاتھی اور ہزار روپیہ دیا - وہ ہم نے قبول نہ کیا سبحان اللہ پھر تو ہوا بندھ گئی - اب چو طرفہ ہم ہی ہم ہین کوئی بیمار ہو تو ہم پوچھے جائین - کوئی مرے تو ہم بلائے جائین - میان بیوی کی شکررنجی مین ہم قاضی بنتے ہین - باپ بیٹے کا جھگڑا ہم فیصل کرتے ہین - صبح سے شام تک ڈالیون پر ڈالیان اور نعمتون پر نعمتین ہمارے سامنے چنی رہتی ہین - عورت مرد غریب و امیر برنا و پیر سب زیارت کو آتے ہین - ہمارے آزاد منش بیباک روش پاکیزہ مشرب عالی گوہر فرخندہ اختر معزز ممدوح میان آزاد اب حکیم بلیناس فرزانہ کی روح بن بیٹھے - بھئی کیا کیا فقرے یاد ہین - اچھا روپ بدلا - شاہ جی کو وہ

گیدڑ بھبکی بتائی کہ آئے حواس غائب ہو گئے۔ شراب کے نشہ نے
سمندِ وحشت پر ایک اور کوڑا جمایا۔ مکر و زور کا سارا حال مو بمو
کہہ سنایا۔ واللہ اچھا سہل نسخہ ہاتھ آیا۔ شاہ صاحب کی قلعی
کھلگئی۔ سچ ہی ہر فرعونے را موسےٰ گانون بھر چرکھایا تھا
خوب دام تزویر پھیلایا تھا۔ اب پھنسنے بچا۔ میان آزاد نے
جب دیکھا کہ مارے بوکھلاہٹ کے انکی جان پر بن آئی ہی تو
تشفی دی اور یون سمجھایا۔ سنو شاہ جی سمک سے سما اور ثری سے
ثریا تک اپنا راج ہی لیکن ہماری بیعت لاؤ ہمین اپنا پیر بناؤ
تو چھوڑ دین اسوقت تو مزے سے پانون پھیلا کر سو رہو کل ترکے
گجر دم گانون بھر مین غلغلہ ڈال دو کہ ہمارے پیر مقدس نے
قدم رنجہ فرمایا ہے۔ مگر ہمارا سن دو سو گیارہ برس کا بتانا اور
سب سے کہہ آنا کہ ابھی نام خدا سبزہ آغاز ہی اور جوان طناز ہی
معلوم ہوتے ہین۔ شاہ جی کی باچھین کھلگئین کہ چلو کسی طرح
جان تو بچی نور کے ترکے تمام گانون مین اس سرے سے اس
سرے تک پکار آئے۔ کہ ہمارے پیر مقدس آتے ہین جسے دیکھنا ہو
دیکھ لے۔ شاہ جی کی تو وہان دھاک بندھی ہی تھی جب لوگون
نے سنا کہ انکے بھی ولی ھنگر آئے ہین تو شوق چرایا کہ زیارت
کو چلین دو دن اور دو رات میان آزاد نے کسی کو رخ تابان
نہ دکھایا۔ تیسرے دن فقیرانہ لباس پہن کر ہرے ہرے پیڑون
کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے مین آن بیٹھے میان آزاد گلفام
و نازک اندام حسین و مہ جبین تو تھے ہی شنجرفی تہ بند اور پیرہن
نے آتش حسن کو اور بھی بھڑکا یا دیکھتے کیا ہین کہ پو پھٹتے ہی زن و مرد
و غریب و امیر برنا و پیر زیارت کو آرہے ہین ٹھٹ کے ٹھٹ
جمع۔ ہندو اور مسلمان کی عورات جوان کو دیکھ کر ان کی آنکھون
سے خون ٹپکنے لگا۔ جوان کم سن جادو جمال زہرہ تمثال۔
شوخ و طناز۔ خوش انداز سراپا ناز زیور سے مزین لباس
گران بہا سے مشین چھما چھم کرتی چلی آتی ہین دس دس کوس سے
فینسون پر سوار بصد شوق زیارت کو آئی ہین رنگین طرحدار
مہریان ساتھ بانکی ادا سے فینس کے کونے پر ہاتھ۔ کوئی بڑے
ٹھٹے سے ڈولی پر کوئی پیادہ پا غنچہ کھلا ہوا ہے۔ میان آزاد نے
دل ہی دل مین انکے ورثا کو خوب صلواتین سنائین کہ فقیر اور
باکمال کا نام سنتے ہی کیا جھٹ سے بھیجدیا۔ خدا کی مار۔ ان کو
اتنی عقل بھی نہین ہی کہ ذرا دل مین سوچین کہ ہم بھیجتے کہان ہین
الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔ میان آزاد نے نہایت جوش و خروش اور
فصاحت و بلاغت کے ساتھ اشعار اور آیات پڑھنا شروع کین
اور خوب ہی بنے بھئی واللہ کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہی جس نے
کپڑے رنگ لئے وہی خدا رسیدہ بن بیٹھا۔ دنیا بھر کے بفکری
فقیر کے لباس مین مال مارتے ہین۔ اور اکثر تربیت یافتہ ثقات
مسن تک انکے باکمال ہونے پر کنگا اور قرآن اٹھاتے ہین
کوئی ذی عقل سمجھائے تو الٹی آنیتن گلے پڑین ـ

خیانت سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

صحبت رندان مے آشام و مہوشان نازک اندام

گھٹا کالی کالی دھنک لال لال — گنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال
گھٹا اور بجلی ہین آج چوٹ — ہے آبی دوپٹے مین بجلی کی گوٹ
گلستانِ عالم مین چھائی گھٹا — وہ آئی وہ آئی وہ آئی گھٹا
سیہ ابر مغرب سے ایسا اٹھا — مین سمجھا کہ کعبہ کا پردہ اٹھا

آزاد خانہ برباد مستانہ وار جھومتے چلے جاتے تھے کہ ایک
کمرے سے آواز آئی (اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو ٹھوڑی

بیگم صاحب کے سرہانے زیور کا صندوق رکھا تھا - مگر آڑے مین ہم تو ماما کی زبانی کچا چٹھا سُن چکے تھے - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے فوراً صندوق اُٹھا اور دوسرے ساتھی کو دیا کہ باہر پہونچائے وہ کچھ ایسا گھبرایا کہ مارے بوکھلاہٹ کے کانپنے لگا اور ایکدفعہ ہی اراراکر دھم - دھماکے کی آواز سنتے ہی نواب چونک پڑے شیر بچہ سرہانے سے اُٹھا پلنگ سے اُٹھ بنیتیرے بدل بدلکر پھکیتی کے ہاتھ دکھانے لگے مین نے ایک چالاکی کا ہاتھ دیا اور جھٹ کمرے سے نکل دیوار پر چڑھ پچھواڑے کودا اور چور چور پکارتا ہوا ناکے باہر وہ دونون سر و جیسے نو سکھیے تھے دھر لئے گئے - مگر واہ رے نواب واللہ جری آدمی ہی - دونون کو گھیر لیا وہ تو چلتی نہ گئے - بندہ نلوہ بچا - اب ہم نے یہ پیشہ چھوڑا اور سفا کی پر کمر باندھی - ایک مہینہ مین کئی خون کئے - پہلے ایک سوداگر کو گھر مین گھسکر چارپائی پر ڈھیر کر دیا - اور جمع جتھا ہمارے باپ کی ہوگئی - پھر ریل پر ایک مالدار جوہری کا گلا گھونٹ ڈالا اور جواہرات صاف اُڑا لیئے تیسری دفعہ دو بنجارے سرائے مین اُترے تھے ہمین خبر ملی کہ اُنکے پاس سونے کی اینٹین ہین اُنکو سرا ہی مین اغتنا غفیل کرنا چاہا بھٹیارن نے ہمین دیکھ لیا - غل مچایا پکڑے گئے چالان ہوا مجسٹریٹ نے قیدخانہ دکھایا - وہان آٹھ دن رہے تھے کہ نوین دن آزادی یاد آئی - رات کو موقع پاکر کال کوٹھری کا دروازہ توڑا ایک کنجی بردار کا سر اینٹ سے پھوڑا - پہرے کے کانسٹبل کو اُسی بندوق سے شہید کیا - صاف نکل بھاگے - اب ہم سوچے کہ کوئی نیا پیشہ اختیار کرین - اس گانون مین آئے تو عجب ہتھکنڈے سے درویش باکمال بن بیٹھے - فقیرون کا بھیس بدل کر ایک پیڑ کے نیچے بستر جما دیا تپنے لگے ایک دن اس گانون کے ٹھاکر کا لڑکا بیمار ہوا - یہان طبیب نہ ڈاکٹر کسی نے کہدیا کہ ایک ولی اللہ پکڑیا کے نیچے بیٹھے یاد خدا کیا کرتے ہین چہرے سے نور برستا ہے کسی سے لیتے ہین نہ دیتے ہین ٹھاکر نے سنتے ہی اپنے بھائی کو بھیجا ہم ساتھ گئے - چہرہ بشاش کہ آج پالا ہمارے ہاتھ رہا تو عمر بھر چین سے گذرے گی ہمارا پہونچنا تھا کہ سب اُٹھ کھڑے ہوے - ہم کسی سے بولے نہ چالے (قدم درویشان رد بلا) یہ آواز بلند کہکر لڑکے کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ بڑ بڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے دیکھا کہ لڑکے کا بُرا حال ہے بچنا محال ہے ٹھاکر قدمون پر گر پڑا ہم نے بیٹھ تھوکی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھائے چلدیے - اُس دن حسن اتفاق سے ایک یوروپین ڈاکٹر دورہ کرتے ہوے اُس گانون مین آئے - اور اُنکے معالجہ سے مریض چنگا ہوگیا اب لطف دیکھیے کہ ڈاکٹر کا تو کوئی نام بھی نہین لیتا سب ہماری تعریف کرتے ہین - کوئی عیسےٰ بناتا ہے کوئی خدا رسیدہ کہتا ہے ٹھاکر نے ہمین ایک ہاتھی اور ہزار روپیہ دیا - وہ ہم نے قبول نہ کیا سبحان اللہ پھر تو ہوا بندھ گئی - اب ہر طرف ہم ہی ہم ہین کوئی بیمار ہو تو ہم پوچھے جائین - کوئی مرے تو ہم بلائے جائین - میان بیوی کی شکر رنجی مین ہم قاضی بنتے ہین - باپ بیٹے کا جھگڑا ہم فیصل کرتے ہین - صبح سے شام تک ڈالیون پر ڈالیان اور نعمتون پر نعمتین ہمارے سامنے چنی رہتی ہین - عورت مرد غریب و امیر برنا و پیر سب زیارت کو آتے ہین - ہمارے آزاد منش بیباک وش پاکیزہ مشرب عالی گوہر فرخندہ اختر معزز ممدوح میان آزاد اب حکیم بلیناس فرزانہ کی روح بن بیٹھے - بھئی کیا کیا فقرے یاد ہین - اچھا روپ بدلا - شاہ جی کو وہ

گیدڑ بھبکی بتائی کہ آئے حواس غائب ہو گئے۔ شراب کے نشہ نے سمند وحشت پر ایک اور کوڑا جمایا مگر زور کا سارا حال مو بمو کہ سنایا۔ واللہ اچھا سہل نسخہ ہاتھ آیا۔ شاہ صاحب کی قلعی کھلگئی۔ سچ ہے ہر فرعونے را موسیٰ گانوں بھر چرکھایا تھا خوب دام تزویر پھیلایا تھا۔ اب پھنسنے بچا۔ میان آزاد نے جب دیکھا کہ مارے بوکھلاہٹ کے انکی جان پر بن آئی ہے تو تشفی دی اور یون سمجھایا۔ سنو شاہ جی سمک سے سما اور ثری سے ثریا تک اپنا راج ہے لیکن ہماری بیعت لاؤ ہمین اپنا پیر بناؤ تو چھوڑ دین اسوقت تو مرنے سے پانوں پھیلا کر سو رہو کل تڑکے گجر دم گانوں بھر مین غلغلہ ڈال دو کہ ہمارے پیر مقدس نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ مگر ہمارا سن دو سو گیارہ برس کا بتانا اور سب سے کہہ آنا کہ ابھی نام خدا سبزہ آغاز ہے اور جوان طناز ہے معلوم ہوتے ہین۔ شاہ جی کی باچھین کھلگئین کہ چلو کسی طرح جان تو بچے نور کے تڑکے تمام گانوں مین اس سرے سے اُس سرے تک پکار آئے۔ کہ ہمارے پیر مقدس آتے ہین جسے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ شاہ جی کی تو وہان دھاک بندھی ہی تھی جب لوگون نے سنا کہ انکے بھی ولی ٹھنگر آئے ہین تو شوق چرّایا کہ زیارت کو چلین دو دن اور دو رات میان آزاد نے کسی کو رخ تابان نہ دکھایا۔ تیسرے دن فقیرانہ لباس پہن کر ہرے ہرے پیڑون کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے مین آن بیٹھے میان آزاد گلفام و نازک اندام حسین و مہ جبین تو تھے ہی شنجرفی تہمد اور پیرہن نے آتش حسن کو اور بھی بھڑکا یا دیکھتے کیا ہین کہ پو پھٹتے ہی زن و مرد و غریب و امیر برنا و پیر زیارت کو آرہے ہین ٹھٹ کے ٹھٹ جمع۔ ہندو اور مسلمان کی عورات جوان کو دیکھ کر ان کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا۔ جوان کم سن جادو جمال زہرہ تمثال۔ شوخ و طناز۔ خوش انداز سراپا ناز زیور سے مزین لباس گران بہا سے مشین چھماچھم کرتی چلی آتی ہین دس دس کوس سے فینسون پر سوار بصد شوق زیارت کو آئی ہین رنگین طرحدار مہریان ساتھ بانکی ادا سے فینس کے کونے پر ہاتھ۔ کوئی بڑے ٹھٹے سے ڈولی پر کوئی پیادہ پا غنچہ کھلا ہوا ہے۔ میان آزاد نے دل ہی دل مین اُنکے ورثا کو خوب صلواتین سنائین کہ فقیر اور باکمال کا نام سنتے ہی کیا جھٹ سے بھیجدیا۔ خدا کی مار۔ ان کو اتنی عقل بھی نہین ہے کہ ذرا دل مین سوچین کہ ہم بھیجتے کہان ہین الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔ میان آزاد نے نہایت جوش و خروش اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ اشعار اور آیات پڑھنا شروع کین اور خوب ہی بنے بھی واللہ کیا بہروپ یا دھسان خلقت ہے جس نے کپڑے رنگ لئے وہی خدا رسیدہ بن بیٹھا۔ دنیا بھر کے بفکری فقیر کے لباس مین مال مارتے ہین۔ اور اکثر تربیت یافتہ ثقات مسن تک انکے باکمال ہونے پر گنگا اور قرآن اُٹھاتے ہین کوئی ذی عقل سمجھائے تو الٹی آنیتن گلے پڑین ؎

خیانت سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

صحبت رندان مے آشام و مہوشان نازک اندام

گھٹا کالی کالی دھنک لال لال
کنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال

گھٹا اور بجلی مین ہے آج چوٹ
ہوا آبی دوپٹے مین بجلی کی گوٹ

گلستانِ عالم مین چھائی گھٹا
وہ آئی وہ آئی وہ آئی گھٹا

سیہ ابر مغرب سے ایسا اُٹھا
مین سمجھا کہ کعبہ کا پردہ اُٹھا

آزاد خانہ برباد مستانہ وار جھومتے چلے جاتے تھے کہ ایک کمرے سے آواز آئی (اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو تھوڑی

تھوڑی پھوہار سبزۂ نو دمیدہ کی بہار ننھی ننھی بوندیں - ابر طرب خیز نسیم سحری مشک بیز - تڑکے کا وقت اس صدائے خوش آہنگ کے سنتے ہی میاں آزاد نے اُسی جگہ ایک کیاری میں بستر جمایا پھر آواز آئی (پیا پیا سے اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو واہ اُستاد تم تو اپنے وقت کے میان شوری نکلے - کیا تان سین کے قبر کے پیڑ میں ایک پتی بھی باقی نہ رکھی جڑ سے پھنگی تک سب چٹ کر گئے - ہاں ذرا اونچے سروں میں چھیڑ چھیڑ کے (سیّاں پیا سے اتنی ارج موری مان) اتنے میں اُس کمرے سے قہقہے کی آواز آئی - اور دس پانچ آدمیوں نے گردن نکال کر میاں آزاد کو دیکھا کہ ایک تھالے میں دوزانو بیٹھے موجیں لے رہے ہیں -

ایک - حضرت یہ خانۂ بے تکلف ہے بسم اللہ تشریف لایئے
میاں آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے کمرے میں داخل -
السلام علیکم -

دوسرا - وعلیکم السلام -

تیسرا - ؎
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

چوتھا - بندہ نواز - ادھر تشریف رکھیے آپ تو کانٹوں میں گھسیٹتے ہیں خیر ع - صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست -

پانچواں - گستاخی معاف - آپ کس طریقت میں ہیں

آزاد - ؎
از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم
من رہم این دیار ندانم مسافرم

چھٹا - کبھی کبھی جام بھی دیکھا ہے -

آزاد - ای حضرت یہ نہ پوچھیے - صبح ازرق ہو اور بام مرزق ہو - شراب شیراز ہو تو عمر دراز ہو - ؎

گویند بہشت و حور و کوثر باشد
زانجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پُر کن قدح بادہ کہ معلومم نیست
نقدی ز ہزار نسیہ بہتر باشد

شراب ایک ہے کوثر کی ہو کہ لندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہیں

مگر بندہ محروم ہے - اب اُس جلسۂ احباب اولوا الالباب بادہ خوار و مے گسار بلا نوش ساغر نوش سرخوش و مدہوش جفا کیش دل ریش کی چہل پہل کا حال عبرت مآل بگوش ہوش سنئے - فراخ و وسیع میدان میں ایک ایوان سپہر نوا ہے - جو طرفہ سبزہ روئیدہ کی لہک اور گلہائے مشک بیز کی مہک - بقول عنایت اللہ خرد آگاہ نمک ریزی سبزان بہار و رامشگری مرغان چمن زار و مستانہ روے آب رود بار و قہقہہ تدروان خوش رفتار و پائے کوبی غزالان مینا سم و خنیاگری طاؤسان مرصع دم - غرض کہ عجب لطف بہار ہے - سرو دربار چمن کا چوبدار ہے - بستی کے باہر گومتی کے تٹ پر باغ ہے جسکے ہر چہار سمت جنگل اور راغ ہے - ایوان ذیشان کے بیچوں بیچ ایک سجے سجائے کمرے میں بزم طرب آراستہ اور محفل سرور پیراستہ ہے - چاندنی وہ صاف بچھی ہے کہ چاندنی بھی شرمائے - اور اُدھر مے کی گلابیاں چُنی ہوئی ہیں صراحی گردن کشی کر رہی ہے - لعل آتشیں نہاں جواہر روح کے جام منتظر ہیں کہ لب سے ملے - ہمارے یار طرحدار میاں آزاد نے کہا کہ حضرت ہم غریب الوطن آدمی ہیں - ہمیں شرکائے جلسہ کی مختصر کیفیت سے آگاہ کیجیے مالک مکان بول اُٹھے کہ ہم سب اپنی اپنی تعریف آپ کہہ چلیں گے - ذرا دور تو چلنے دیجئے یہ کہکر حضرت نے گردن شیشہ پیمانہ پر جھکائی اور شراب ناب اور مصفّا اُڑائی - دور چلنے لگا - اب طرب ناک کا وہ سرور جما کہ سب سیہ مست ہو گئے -

ایک ۔ آب و گل من فیض عام ست / از خطۂ پاک بلگرام است
سبحان اللہ چہ بلگرامے / کوثر مے و آفتاب جامی

لیکن حضرات بادہ گسار اور عشاق زار کا وہان کال ہی ۔ گو علما فضلا شعرا الملا کی ٹکسال ہی اور دھر مین لکھنؤ کے بعد پھر بلگرام ہی کا نمبر ہی ۔

دوسرے ۔ بندہ رئیس پنجاب ہی جو تمام عالم مین انتخاب ہی ۔

چہ پنجاب انتخاب ہفت کشور / قسم خوردہ بہ خاکش آب کوثر
فضائے نشئہ مستی ہوایش / زمینے کاسما نہا خاک پائش
غبارش آب و رنگ چہرۂ گل / گیاہش دلربائے زلف سنبل
بہر جا سبزہ از خاکش دمیدہ / رخ خوبان بہ پیشش خط کشیدہ
نجا کش سایۂ پرہائے بلبل / جواب یک چمن خندیدن گل
بہر شہرش بتان گرم بازار / پے سودا دل عاشق خریدار

تیسرے ۔ خاکسار کا مسکن و مولد خطۂ مینو سواد کشمیر جنت نظیر ہی ۔ جو باغ نعیم سے بھی زیادہ دلچسپ و دلپذیر ہی ۔ ہر مرغزار نزہت پیرا ہر سبزہ طراوت افزا ۔ واللہ عجب گلزمین ہی باللہ دلکش بہشت برین ہے ۔ ؎

ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر درآید / گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
از بسکہ کند جذب رطوبت خط ریش نیست / گر کاسۂ چینی زہوا بر حجر آید
این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل / آن شرح ندارد کہ بگفتار درآید
بنگر کہ ز فیضش چہ شود گو سر کیتا / جائیکہ خزف گر رود آنجا گہر آید

چوتھے ؎ سنا رضوان بھی جسکا خوشہ چین ہے
وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے

سبحان اللہ کیا طبقۂ مردم خیز ہے ۔ زبان اور لطف بیان نکتہ رانی اور غزل خوانی اہل لکھنؤ ہی کا حصہ ہے جو شاعر ہی خدائے سخن جو ستار ہی کامل فن ۔

پانچوین ؎ گفتگوے عاشقان در کار شب
جوشش عشق ست نی ترک ادب

ہمارا اشعار و دثار صوفیان صافی طینت عالی گوہر راست کردار کا سا ہی عقیدت و طریقت وجود وحدت پر ہی یعنی ہم وحدت وجود کے قائل ہین ۔ روزے سے غرض نہ نماز سے سروکار ۔ جو نقطۂ وحدت سے ملجائے اُسکی نجات ہی ۔ ہم اُس واحد حقیقی کے افراد مین جسکی وحدت سے اس عالم افراد مین یہ کثرت ہی ۔ سنو ۔ یقین مانو وحدت عین کثرت اور کثرت عین وحدت ہی ۔ عالم مشاہدہ مین ایک مثال اُسکی دیتا ہون جس سے اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ مقولہ نظری ہے بدیہی ہو جائے ۔ دیکھو ایک تخم خربزہ ہم نے بویا اُسنے اپنی طبیعت سے اپنے کو ایک پودے اور چند پتون مین ظاہر کیا ۔ پھر بڑھتے بڑھتے چند عرصے مین اُسنے اپنے تئین پھر اپنی اُسی ذات خربزہ مین ظاہر کیا اور اُسی تخم مین اب دیکھو ایک تخم واحد نے جسمین وحدت ہی وحدت تھی کسقدر کثرت مین اپنے کو جتایا پھر وہی بیج کا بیج ۔ چنانچہ ہمارے امام ہدایت اور پیشوائے رشادت نکتہ رس علی الاطلاق حکیم الاشراق مولوی صوری و معنوی قدس سرہ الخفی و الجلی اپنی مثنوی مین اس مطلب کی طرف اشارہ بہ این اشعار فرماتے ہین ۔ ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند / و ز جدائی ہا شکایت میکند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند / از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

نیستان سے وہی وحدت حقیقی کا بن مراد ہی جس سے کٹ کٹکر ہم بانسریان ترانہ سنج ہین ۔ ؎

شب از مطرب دلخوش باد ویرا / شنیدم نالۂ دلسوز نے را
چنان در جان من سوزش اثر کرد / کہ بے رقت ندیدم ہیچ شے را

ہمین کچھ سالک و مجذوب سے مطلب نہین ہم اپنی لو سے

لگائے بیٹھے ہین - فقہ و حدیث سے غرض نہین - ؎

جام جم رکھدے طاق کسری پر | میرا چلّو شراب سے بھر دے

بھلا انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان قرآن مین آیا ہی مگر یہ ہم لوگون کے واسطے نہین ہی اچھا یہ صحیح ہی سہی - و اثمہما اکبر من نفعہما - لیکن ہمارے پیر مغان اور ہادی دوران دیکھو کدھر جاتے ہین - ؎

دوش از مسجد سوی میخانہ آمد پیر ما | چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما
ما مریدان رو بسوی کعبہ چون آریم چون | رو بسوی خانۂ خمار دارد پیر ما

باقی رہا عذاب عقاب نعیم و جحیم یہ فقط شرعی دھڑکا ہی ع -

بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی ایک شرعی دھڑکا ہی

چھٹے سے ؎ کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

صوفی عالی مقام کو اینجانب کا سلام - حضرت آپ کی گفتگوے عاشقانہ اور کلام صوفیانہ سے طبیعت کو سرور حاصل ہوا ہم بھی دوزخ اور بہشت کو شرعی دھڑکا ہی سمجھتے ہین - ؎

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالبؔ خیال اچھا ہی

ہان روزہ رکھنا اچھا ہی کشف رطوبات ہوتا ہی - مے لعل فام دا آتش لباس ہمارے مشرب رندانہ مین بھی جائز ہی -

ساتوین سے ؎ گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد
بے دوسہ چھینٹا کشتی روح رمیدن ندہم

واہ مولانا چوک گئے - مولوی معنوی کے شعر کے معنی اچھے حل کیے - ع

بشنو از نے چون حکایت میکند

نے سے مطلب ابھی سمجھے خاک نہین - اجی حضرت یہ چانڈو کی نے سے عبارت ہی چانڈو کی نے کی دلی تمنا ہی کہ لوگ ہر دم اُسے منھ سے لگائے رہین جبھی کہا ہی کہ - ع -

وز جدائی ہا شکایت می کند

آٹھوین سے ؎ صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
تا بنگری صفای مے لعل فام را

راز درون پردہ ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را

یہ یاران سر پل کی میٹھک ہی - یہان زہّاد اور صوفیان صافی کا کیا کام - جام اور بادۂ گلفام کا ذکر چھیڑے - یہ حقانی باتین مزا کرکرا کیے دیتی ہین - والد مرحوم بڑے بیوقوف تھے - جیبر غٹو کرکے ہمین مدرسے بھیجا اسپانگ بک بھی ہنوز نہ ختم کی تھی کہ ہم بھاگ کھڑے ہوے - سلیٹ کو کلوار کی بھٹی پر گرو رکھ خوب راسی اُڑائی -

الغرض صبح سے چار بجے تک تر زبانی اور شعر خوانی بادۂ انگور حور قصور کی چمیگوئیان رہین - لطیفے ہوا کیے - چار بجے کے بعد حضرت آزاد نے زبان کھولی تو یہ سب بند ہو گئے -

آزاد سے ؎ دن رات گفتگو ہی شراب و کباب کی
کیا منھ لگون نے یار کی صحبت خراب کی

اس صحبت اور جلسے پر خدا کی مار - اور شراب خانے پر شیطان کی پھٹکار - لاحول ولا قوۃ - یارو اخلاق سیکھو - آدمی بنو آدمیت کا سبق لو شنا فع پند احبا و ابرار و مضار صحبت اشرار زین تمیز کرد یہ نہین لڑکے سے بیٹھے تو بھور ہو گیا - شام تک سوا پیمانہ و میخانہ کے کوئی چرچا ہی نہین - ان بزرگوار کی جمعیت کے صدقے کہ اپنے باپ کو بیوقوف بناتے ہین - مگر واللہ کہتے سچ ہین - یہی تو انکی بیوقوفی ہے الٰہی توبہ - الٰہی توبہ کیا اشغال فرخرفندہ ہین - خدا پناہ مین رکھے اور صحبت

بد سے بچائے - ع

حیف از تو کہ روزی کہ مقیم باغی | زبلبل غافل وحریف زاغی
صحبت اینجا موثرست آگہ باش | در آب روی تری در آتش داغی

یہ شراب خانہ خراب نے لاکھون گھر بلٹائے - یہ ہزارون تاجدارون کو گدائے بینوا بنائے - مُنھ لگائی اور مُنھ کی کھائی - فلک رفعت تاجرون کو اسنے خاک مین ملایا - مہاجنون کا دیوالہ اسنے نکلوایا یا خدا مدد دے یا خدا مدد دے - ع

زچوب تاک گویا عود خود را ساخت این مطرب
کہ خوش مستانہ بیرون نغمہ ہا از ساز مے آید

اُن یاران صادق و دوستان موافق یاران بادہ نوش و بذلہ سنجان عشرت کوش مین دن بھر تو وہ چہل پہل قہقہے اور چہچہے رہے سر شام سے ناچ رنگ کی دھاچوکڑی مچی - خانہ باغ مین جس کے در و دیوار سے صحرائیت برستی تھی شامیانہ عیش کا شان بصد حشمت شاہانہ نصب ہوا - یاران سرپل بیٹھے رنگ لیان مناتے ہین - گلرخان پری چہرہ شادیانے بجاتے ہین طبلے پہ تھاپ ہے - گت بج رہی ہے - حاضرین جلسہ زیر و بم سے واقف چڑھاؤ اُتار کے سمجھنے والے خوش خو خوش رو خوش گلو - کوئی تان سین بنا بیٹھا ہے کوئی بیجو باورا گردن سب کی ہل رہی ہے آہا ہا - اہو اہو ہو - واہ وا واہ - اے سبحان اللہ ای صدقے قربان جاؤن کیا گلا ہے - یہ گلبانگ توصیف و طنطنہ تعریف ہر سمت بلند ہے - ایک بت پندار شوخ و ستمگار نے یہ غزل عجب لطف و انداز برنائی اور شان خود آرائی سے ادا کی - ع

خدا جانے یہ آرائش کرے گی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئنہ کو یاد کرتے ہین

اُسپر کٹاؤ تھے - سب بیخود - بیہوش - بیقابو - بیدل - بے صبر سر و پا کی خبر نہین ایک رند عالم سوز و آزادہ نغمہ سنجی کے دلدادہ نے چوتالے کی فرمائش کی - کہنے بھر کی دیر تھی سارنگی غضب ڈھانے لگی اور (مجیرا پابند یا لیگیو ہور) کی آواز خوش آنے لگی - اُدھر مطرب کی ناخن بازی اِدھر خوش الحانون کی نازک آوازی بیفکرون کی واہ واہ - الحذر - خدا کی پناہ - کسی سیہ چردہ شیرین حرکات نے خدیو مصر سخن واقف رموز ہر فن عراقی آن جہان کی یہ غزل گائی اور ہاتھون ہاتھ داد پائی - ع

صنمارہ قلندر سزدار بمن نمائی | کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی
بطواف کعبہ رفتم زحرم ندا برآمد | کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
در دیر چون زدم من زدرون ندا برآمد | کہ بیا بیا عراقی تو ز خاصگان مائی

اسکا مطلب تو دو ہی چار سمجھے مگر ٹوپیان چو طرفہ اُچھلنے لگین سحر کاذب کے وقت جب پپیہا بولنے لگا - اور نسیم سحری مشک و عنبر سے بسی ہوئی بہشت کی لپٹین لانے لگی تو کہروے کی فرمائش ہوئی زلفین پریشان مست و خوش الحان سب حاضرین جلسہ شادان و فرحان مگر حضرت آزاد آزردہ و گریان - لاحول گویان بے اعتدالی اور بے عنوانی - سحر بیحیائی کی روانی و طغیانی دیکھ کر اُنکا دل اس صحبت فسق و فجور سے پھر گیا - چہرہ مارے غصے کے لال بھبھوکا بدن مین رعشہ - مزاج کبھی تولہ کبھی ماشہ - معلوم ہوتا ہے ایک آدھ کو چپا ہی ڈالینگے یا گھس پچی بتائینگے - چکٹ دیا ہی چاہتے ہین - آٹے ہاتھون لیا ہی چاہتے ہین - اتفاق سے اُس تخلیے کی صحبت مین ایک خواجہ صاحب کا بھی گذر ہوا تھا - اور وہ بیچارے نئے نچھی تھے میان آزاد کے بشرے سے تاڑ گئے کہ اس صحبت سے حضرت بہت کبیدہ خاطر ہین وہ بھی اُنسے متفق الراے تھے لہذا دونون مین سرگوشی ہوئی -

خواجہ - یا حضرت مجرا عرض ہے -

آزاد - سبحان اللہ - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی - یہ ریش سفید یکمشت و بانزدہ انگشت - اور یہ شستہ تقریر یہ جبہ و دستار اور یہ شعار کہنے لگے مجرا عرض ہے تسلیم آداب کورنش بندگی السلام علیکم بالائے طاق - ناچ رنگ کا ضلع حفظ ہے - واہ ری جگت بازی استغفر اللہ -

خواجہ - قبلہ یہ دیکھئے واللہ ہے کہ مین بھی گھبرا اُٹھا - یہ بیحیائی دیکھی نہین جاتی جو ہے مست - جو ہے رند خرابات - جو ہے پھکڑ یہ دیکھئے اللہ ہے کہ آپکے چہرے کی رنگت سے بھانپ لیا کہ تہی محفل مین ایک یہ ہمدرد ہین - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یار لوگون نے ترلکا کر دیا مگر آنکھ تک نہ جھپکی - دیدے پھاڑ کر دیکھ رہے ہین -

آزاد - جی ہان اور ابھی کوئی نیک کام کرتے ہوتے تو چراغ جلے ہی سے پڑ رہتے - ایک جو منکتا - مگر اس تمتر کنے اور چمک دمک کے قربان کہ چار پہر بیٹھے ہی بیٹھے کاٹ دیے - اُٹھنا دو پہلنے تک کی قسم ہے - ستم ستم ہے - دمبدم حقہ چلم پر چلم بھری جاتی ہے - خمیرا دو سیر مشکبو دھوان دھار اُڑ رہا ہے - گلوریون پر گلوریان چلی آتی ہین عطر کی شیشیان لنڈھائی جاتی ہین سچ کہون حضرت پہلے تو آپ مجرا ایسا بجا لائے کہ مین سمجھا کہ آپ بھی اس چھٹی ہوئی محفل کے چھٹے ہوئے ہین مگر آپ تو بندے کے ہمدرد نکلے -

خواجہ - یہ دیکھئے واللہ ہے کہ یہ جتنے حضرات نظر آتے ہین سب شرفا کے صاحبزادے ہین - نصف تو امرا کے لڑکے ہین دال روٹی سے خوش - باقی ماندہ مفلس ٹکا کفن کو پاس نہین مگر بانکپن پہ جان دیتے ہین - گھر مین فاقہ ہے - رمضان شریف در پر کھڑے ہین ہر مہینے مرچڑون کیطرح اڑتے ہین - ٹوپی ہے تو جوتا غائب غلط جوتا ہے تو ٹوپی ندارد - لیکن اکڑتے نکلتے ہین - پڑھنا لکھنا تلاش معاش سب کی دُم مین رہتا - لنگوٹی مین پھاگ کبھی رنگ کبھی راگ بھیرون ہو یا اور پھاگ امرا زادون کو دیکھئے واللہ ہے کہ کیا قطع بنائی کیسی وضع بھائی جنکے پاس روٹی کھانے کو نہین وہ تحصیل علم سے باز رہین تو مضائقہ ندارد مگر انسے کوئی اتنا تو پوچھے کہ کیون بھئی تم پر کون ایسی سختی پڑی تھی کہ کالج چھوڑ بیٹھے عربی پڑھی نہ انگریزی - موچی گری کروگے یا رنگریزی - جگت بولنے مین سب طاق ہین - ابھی کوئی ضلع بولیے دیکھیے واللہ ہے کہ سب کے سب طوطی کی طرح چہچہے زن ہوتے ہین یا نہین - ہان ذرا چھیڑیے تو آپ کو واللہ بس ایک فقرہ چست کر کے چپکے ہو رہیے وہ برسون تک سے جائینگے -

آزاد - حضرت مجھے تو انکی صورت سے نفرت ہوگئی - بس چلے تو کھڑے کھڑے شہر بدر کرا دون ابھی حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم نافذ کرون یہ ننگ خاندان پیدا ہوئے ہین - س

زنان باردار اے مرد ہشیار
اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزدیک خردمند
کہ فرزندان ناہموار زایند

جلسہ برخاست تا بہ چاشت - وقت در دہنگام کاشت - پاس مراتب نگاہداشت - یہ بے تکی صدا ایک کونے سے آئی طبلیون نے بغچہ سنبھالا - ڈھاریون نے بوریا بندھنا اُٹھایا - عابد فریبون نے نازو انداز سے قدم بڑھایا - صبح کی نوبت بجنے لگی مرغ نے بانگ لگائی شوالے کا گھنٹا ٹھنا ٹھن بجنے لگا - موذن نے مسجد مین اللہ اکبر کہنا شروع کیا -

منشی سحر ہاتھ مین لے کر قلم زر
لکھنے لگا منصوبی و معزولی لشکر
لے فرشب کو کیا خارج دفتر
منصوب ہوا عامل روز اپنی جگہ پر
مہتاب پہ جاری تھا قلم مرو نہی کا
پروانہ چراغون کو ملا برطرفی کا

شمع گل پگڑی غائب - رند جھٹ سے جانماز بچھا نماز پڑھنے لگے ایک مسخرے نے اپنے قریب کے یار عیار کو ڈھکیل دیا تو منہ کے بھل زمین پر دوسرے نے ایک کی کھوپڑی پر چپت جمائی تو ٹوپی دس قدم پر تیسرے نے چوٹھی کو آنکھ



بتا [illegible] یاروں شا نے [illegible] پانچوین نے بآواز بلند کہا۔ ؎

بنکا رواج [illegible] ذوق | چھوڑ دو کہین وظیفہ بہت پڑھ چکے

ایک اور بادہ گسار نے دیکھا کہ وہ سب مرتی رہے ہم ہی پھسڈی رہے جاتے ہین فرمایا۔ ؎

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب | بس ہو چکی نماز مصلّا اُٹھایئے

چلیے حضرت اللہ میاں پر احسان کر چکے۔ نماز پڑھی یا نہ پڑھی وضو کر کے مستعد تو تھے۔ الاعمال بالنیات۔ پھر خوف کاہے کا ہے اور بھی نماز چاہے ایک نہین پچاس بار قضا ہو جائے۔ نماز خفتن پڑھ لین گے چلو چھٹی ہوئی میان آزاد کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا کہ یہ سواد الوجہ فی الدنیا حضرت قادر ذوالجلال سے بھی نہین چوکتے نماز مین بھی دل لگی عبادت مین مسخرہ پن۔ خاصے تیچے ہین ؎

ای فسق و فجور کار ہر روزۂ ما | وی پر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
می خندد روزگار ہی گرید خلق | بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما

خواجہ۔ یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یہ مرتد رحمت رب سے محروم ہین گے اپنے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ یہ دیکھیے واللہ ہے کہ توبہ ہی بھلی۔

آزاد۔ بندہ پرور گستاخی معاف۔ یہ تکیہ کلام تو چھوڑیے آپ ایک جملہ بولتے ہین تو تین سے سینتیس (یہ دیکھیے واللہ ہے) کوئی فقرہ (یہ دیکھیے واللہ ہے) سے خالی نہین۔ یہ بُری عادت ہے۔

خواجہ۔ یہ دیکھیے نہین۔ توبہ توبہ۔ مگر یہ دیکھیے واللہ ارے! پھر ہی فقرہ نکلا۔ مگر واللہ اس جوڑ توڑ کے قربان ۳۶۵۔ کی بہت ہوئی سال مین ۳۶۵۔ ہی دن ہوتے ہین۔

میان آزاد بس صحبت رندان مے آشام سے ایسے ناراض ہو کے کہ بلا رخصت بھاگ گئے۔ اجی حضرت اجی حضرت سُنیے تو سہی سُنیے تو سہی۔ واسطے خدا کے پیچھے پھر کے نہ دیکھیے تو خبث سے نکالا جائے وہ سُنتے کسکی ہین۔ یہ جا وہ جا۔

برات کی دھوم

ایک رئیس گردون مدار و امیر باوقار کی ایک دختر فرخندہ اختر تھی۔ رئیس موصوف نے اُسکو بہ ناز و نعم پالا۔ جب لڑکی کچھ سیانی ہوئی تو اُسکی شادی کی فکر پیدا ہوئی۔ بڑے بڑے نام برآوردہ رؤسائے ذوی الاقتدار کے یہان سے پیام آنے لگے۔ دور دور تک اُسکے حسن و جمال کی شہرت ہوئی آخر کار ایک رئیس و الاتبار ذی حشم و اقتدار کے ساتھ نسبت قرار پائی پھر کیا تھا طرفین سے تیاریان ہونے لگین۔ اشتیاق کی یہ درجہ فرائش ہے کبھی چاہتا ہے سب جمع جتھا لٹا دین آنکھ بند کر کے خرچنے لگین ایک نے اسّی ہزار روپیہ قرض لیے دوسرے نے تعلقے کے کوڑے کیے دو دونی لنگوٹی مین پھاگ کھیلنے لگے۔ جوڑے نے۔ خدمتگارون ماماؤن اصیلون نوکرون چاکرون نے بیش بہا جوڑے پھڑکائے۔ خوب انعام خلعت پائے برات کے دن بڑے کر و فر سے برات سجی گئی دونون طرف خوب ٹھاٹھ تھے ؎

الماس کے وان تھے جھاڑ فانوس	یان جلوہ فروش تخت طاؤس
مہتاب سے چاندنی کا وان فرش	یان چرخی سے چرخ مین سر عرش
گلگون تھا کسی کا باد رفتار	گلرنگ کسی کا تھا ہوادار
ہاتھی تھے تو مستیون کی وحشت بھی	گھوڑے تھے تو چابکی کی لت بھی
وہ ماہ کہ تھا سوار شبدیز	تھا پا برکاب شوق مہمیز

سب سے پہلے نشان کا ہاتھی شب رنگ مست صورت دیکھے انسان ڈر جائے اُسکے بعد بڑی دور تک جلوس کی بہار اور سانڈنیون کی قطار تھی عربی ترکی۔ تازی۔ ویلا کیپ۔ انواع و اقسام کے رہوار باد رفتار خوشخرام و تیز گام ساز دار سجے سجائے ہرے کے ٹپے جائے چاندی کا گہنا پہنے دُلھن کی ایسی صورت بنائے چھم چھم کرتے چمکتے جاتے ہین آرائش کے تخت بڑے صنّاعان چابکدست کے بنائے ہوئے لطف جلوس دو بالا کرتے تھے معلوم ہوتا تھا گلزار ارم کے پھول پھولے ہین سرو بنایا تو نقل کو اصل کر دکھایا۔ چاندو بازون کا تخت قابل دید تھا۔ کوئی نشے مین جھوم

رہا ہے کوئی ذی کو چوم رہا ہے۔ کوئی گرمٹ تھامے غین ہے۔ کوئی کتارا چوستا ہے بعینہٖ چانڈوخانہ کی تصویر کھینچدی۔ خربزے کا پتلی کا تخت رہس منڈل دیکھنے سے دلکو سرور ہوتا تھا سوارونکا تخت ستم ڈھاتا تھا سوار خاکی وردیان پہنے کرچ لٹکائے گھوڑے کی باگ اُٹھائے دھاوا بولا ہی چاہتے ہین۔ قدم قدم پر آتش بازی چھوٹ رہی ہے انار آسمان کی خبر لاتے ہین پھلجھڑی کی تعریف مین اچھے اچھے آتش زبانون کی زبان لال ہے چرخی کا چرخ دیکھکر عقل چرخ تھی۔ کامل فن آتشبازون نے بڑی دلسوزی سے آتشبازی بنائی تھی انار سے تختۂ زمردین نظر آتا تھا۔ باجے والون کی جماعت دل کی دھوم۔ تماشائیون کا ہجوم۔ گورونکی لال لال وردیون سے گل لالہ کھلا تھا۔ تلنگونکی کالی کالی کرتیون سے حاسدونکا منھ کالا تھا ایک سمت چوبدار عصائے نقرئی لئے پگڑیان جمائے گھوم رہے تھے دوسرے سمت خاص بردار رنگین جھنڈیان اُٹھائے پھرتے تھے رئیس شریف عمائد لاتعد و غیر محدود تھے جملہ سامان لطف و مذاق موجود تھے۔ نوشہ حسین و مہ جبین خلعت بیش بہا زیب تن کیے بصد طنطنہ و دبدبہ گلگون خوش عنان پہ سوار تھا گھوڑا ایسا شایستہ کو دودھ پیتا بچہ تک سوار ہوجائے۔ پاؤن کی منھدی نے دلھن بنادیا تھا۔ ع

اسپت کہ حنا زیب قبای تن اوست — کو ہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
زین غلط کہ آسمان دگرست — در رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

نوشہ کے گھوڑے کے بعد کئی ہاتھی تھے مکنا اور اک دنتا اور دم کٹا اور پاٹھا۔ اُنپر دس دس بارہ بارہ چودہ چودہ برس کے لڑکے سوار بیٹھے تھے ہاتھی پر ہین مگر نظر کمر دن پر ہے۔ دو دو چوبخین لڑتے چلے آتے ہین الغرض خوب چہل پہل کا عالم کر ہو کر اور سوتون کو جگا کر برات دلھن کے مکان سے تھوڑی ہی دور پر تھی کہ آتشبازی سے ایک ہاتھی بھڑکا دوسرے نے اُسکا ساتھ دیا۔ فیلبان لاکھ تدبیرین کرتا ہے۔ آنکس پر آنکس لگاتا ہے مگر وہ بری وحشت میں ایک نہین سُنتے تیسرا ہاتھی بکا تو ایک بڑھیا کچل گئی۔ ایک پنشاخہ والا پس گیا۔ دس دکانین تہ و بالا ہوگئین گھبراہٹ اور بدحواسی سے پندرہ بیس آدمی زخمی ہوے اتنے مین آرائش لٹنے لگی ہلڑ ہوگیا۔ برقندازون کی ایک نہین چلتی آدھے تخت لٹ گئے چھڑ ٹوپیان اُتر گئین۔ تین لڑکون کا زیور اُچکون نے سنبھالیا ایک کا کان کٹ گیا۔ چلو ناک تو بچی۔ مبارک باد ہے خدا خدا کرکے دلھن کے مکان پر برات پہونچی۔ ع

در تک جو برات ادھر سے آئی — کی سب نے اُدھر سے پیشوائی
باران گلاب و بارش گل — ہوکر بڑھے آگے باتجمل
قلیان پہ مشکبو دھوان دھار — بیڑے چکھے پان کے مزے دار
جب عقد کی اُنکی ساعت آئی — دو رشتون مین اک گرہ لگائی
زلفین ہوئین چہرے کی بلائین — ٹونا وہ نگاہین سحر آگین

میان آزاد گھنٹون یہ کیفیت چُپکے چُپکے دیکھا کیے اور یہ سوچنے لگے کہ اسقدر زر کثیر بیوجہ بلا سبب مفت بیکار ضائع ہوا اور ہزارون روپیہ غارت کیے اگر یہی زر خطیر امور رفاہ عام اور فائدہ انام مین صرف ہوتا تو سبحان اللہ۔ افسوس صد افسوس کہ ہندی اس آرائش پر لٹو ہین۔ ہم نے کہین سُنا ہی نہین کہ اس فضول دھوم دھام سے کسی ملک کو فائدہ پہونچا ہو۔ ع

ادبار کا کھٹکا حشم و جاہ مین ہے — بھاگو بھاگو کہ خوف اس راہ مین ہے
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا — دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہے

یہ ٹھسے کی براتین یہ دھوم یہ رسوم مذموم دردانگیز حسرت خیز ہین مگر اہل ہندان ہی کے ہاتھ بک گئے ہین۔ وہ اسی کو بڑا عروج سمجھتے ہین کہ تمام عمر کی آمدنی ایک برات کی نذر کردین۔ دو گھڑی کی واہ وا اس کے بعد حال تباہ عیاذاً باللہ۔ شادی کو غم سے مبدل کرنا کون دانائی ہے لیکن حیف صد حیف کہ ان امور پر نظر ہی نہین ڈالتے۔

لکھنؤ کا محرم الحرام

سینو نین جگر پہ تیر غم چلتے ہین — رخسار دن یہ اشک شمع سان ڈھلتے ہین
کیون تعزیہ خانو مین نہ رونق ہو زیاد — دل بھی تو چراغون کی طرح جلتے ہین

میان آزاد سیلانی آدمی سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہوئے سر گشتی کی دُھن جو سمائی تو ریل کے انجن کیطرح چل کھڑے ہوئے اور سوچے کہ چل کے محرم لکھنؤ کا دیکھ لین۔ دیکھتے کیا ہین کہ گھر گھر شیون و شین گھر گھر بکا و بین گریہ و زاری۔ اشکباری جم غفیر مجمع کثیر۔ ایک جلتے تن بول اُٹھے اور کیون نہ ہو مجالس عزا کی دھوم دہام ہے۔ لکھنؤ کا محرم الحرام ہی۔ لکھنؤ کی سوز خوانی لکھنؤ کی خوش بیانی۔ لکھنؤ کی عزاداری لکھنؤ کی سوگواری از شام تا روم مشہور ہر مرز و بوم ہے تعزیہ خانون مین دھوم امام بارڑون مین ہجوم ہی اور ان سب مین حسین آباد مبارک کا لبدر فی النجوم ہی ان کے ساتھ ان کے ایک دوست بھی ہو لیے تھے اُنکی بیقراری کا حال کچھ نہ پوچھیے وہ لکھنؤ سے واقف نہ تھے لوٹے جاتے ہین کہ شہید کربلا کا واسطہ آل مصطفےٰ کا صدقہ ہمین لکھنؤ کا محرم دکھا دو۔ مگر کوئی جگہ چنیوٹنے نہ پائے۔ ایک شخص نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ میان اب وہ لکھنؤ کہان۔ وہ لوگ کہان۔ وہ دن کہان لکھنؤ کا محرم رنگیلے پیا جان عالم کے وقت مین دیکھتا تو ارنی گوی اوج طور بھی غش کرجاتا بانکون کی شمشیر دو پیکر جب بکھو میان سے دو انگل باہر کسی نے ذرا تیکھی چتون کی اور انھون نے کھٹ سے سر دی کا تُلا ہوا ہاتھ چھوڑا بھنڈا کھلکیا۔ ایک ایک گھنٹون مین مبیس بیس خانہ جنگیون کی خبر آتی تھی دکاندار جوتیان چھوڑ چھوڑ کر سٹک جاتے تھے وہ دھکم دھکا وہ بھیڑ بھڑکا ہوتا تھا کہ واہ جی واہ انتظام کرنا خالہ جی کا گھر نہ تھا۔ اب کوئی چونا بھی نہین کرتا۔ دنی ادنی آدمی ہزارون لٹاتا تھا۔ اب کوئی بھی نذر حسین نہین نکالتا اب انیس ہین نہ دبیر مونس ہین نہ شیر ضمیر ہین نہ دلگیر۔ ؎

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نہ گئے — اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کونسا نخل جسنے دیکھی نہ خزان — وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

دبیر مبرور کی تربت کو خدا عنبرین کرے واللہ خدائے سخن تھا سر بمہر ؎

جب قفل دہن کھلا جواہر نکلے — گویا کہ زبان کلید گنجینہ ہے

ایک ہی رباعی پڑھی اور سامعین جار موجۂ حیرت مین غرق ہو گئے کہ اللہ اللہ یہ فصاحت یہ بلاغت۔ ؎

مداح امیر ابن امیر آتا ہے — دربار مین شاہون کے فقیر آتا ہے
مشتاق سخن خلق چلی آتی ہے — لو مرثیہ پڑھنے کو دبیر آتا ہے

اور انیس مغفور کو خدا بخشے باللہ العظیم کلام کیا جواہرات کے ٹکڑے قند و نبات کے ریزے نور کے مرثیہ ہین۔ ع

جوہر شناس ہی تو انھین موتیون مین تول

فصحائے خطۂ پاک ایران تک کہتے ہین کہ کجا انیس کجا فردوسی کجا گنبد مرصع کجا شان طوسی بزم مین وہ ڈھنگ رزم مین وہ رنگ کہ ؎

مضمون انیس کا نہ چرباً اُترا — آترا بھی تو کچھ بگڑ کے نقشا اُترا
نقاش نے سو طرح کی خفت کھینچی — تصویر نہ کھینچ سکی تو چہرا اُترا

لیکن ہاتھی لٹے گا بھی تو کہان تک اب بھی اس شہر کی سی عزاداری ہفت اقلیم مین نہین ہوتی۔ اب کہیے کہان کی سدھیان نجف اشرف۔ کربلا کاظمین۔ میر باقر کے امام باڑے۔ چوپٹیان۔ جہان چلو داخل حسنات ہو۔ واللہ بہشت کی بھی کیا سیدھی راہ ہے ؎

دربار جناب مصطفےٰ کو دیکھا — ان آنکھون سے شان کبریا کو دیکھا
فردوس مین ہو بیٹھے جو نجف مین پہونچے — جنت دیکھی جو کربلا کو دیکھا

رنگ لیان مناتے ہو قدمے چلے جاتے تھے راہ مین وہ بھیڑ وہ ریل پیل کہ عیاذاً باللہ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ ہو اجب بعد خرابی بصرہ کہین گذر پائے تو ضیق النفس ہو جائے بانکے ترچھے تیکھے ثقات مقدس ناکس غریب امیر برنا و پیر اُمڈے چلے آتے ہین۔ جدھر دیکھو ریل پیل

مومن پاک مثل کعبہ سیاہ پوش۔ کوئی ماتم حسین مین برہنہ سر چلا جاتا ہے کوئی حلہ پوشان بہشت کی طرح ہرا ہرا جوڑا پھڑکاتا ہے حسینان عنبرین مو اور مہ جبینان قوس ابرو کی مستانہ چال ماتمی پوشاک بکھرے ہوے بال۔ واہ وا وہ ناز۔ وہ نگاہ غلط انداز وہ چھپ چھپ کر کترا جانا کبھی بچانا کبھی مسکرانا بغیکڑون کی سو سو چک پھیریان تماشائیون کی زور آزمائیان عاشق تنون کی گھاتین۔ رمز و کنایہ کی باتین یہانین گنوارینین مہندی لگائے پھریا پھڑکائے گوندھے پٹیان جمائے حیرت سے باہم چہ میگوئیان کر رہی ہین۔ س

اری دیدی تنک مہکا بتادے | یہ کندلین جو لٹکت ہین دیرمان
حسین آباد تو بھر بھر ہی بیکنٹھ | برت ہی یان دیا لکرن کے گھر مان

تبھی آغا باقر کے امام باڑے مین کھٹ سے داخل۔ ادھر بھی خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہے۔ واہ میان باقر کیون نہو۔ نام کر گئے جگہ جگہ کا عالم ہے لیکن گلی تنگ تماشائیون کی عقل دنگ۔ ع۔ جائے تنگ ست و مردمان بسیار۔ مگر خلقت گھس پیٹھ کر دیکھ ہی آتی ہے ناک ٹوٹے یا سر پھوٹے آغا باقر کا امام باڑہ ضرور دیکھین وہان سے جو طرارہ بھرا تو کچے پل پہونچے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک پیر فرتوت دقیانوس کے ہمعصر بیٹھے اگلے وقتون کے لوگون کو رو رہے ہین واللہ لکھنؤ کے کمہار بڑے نادرہ کار ہین ایسا بڈھا بنایا کہ معلوم ہوتا ہے پوپلے منھ سے اب بولا اور اب بولا وہی سن کے سے بال وہی سفید بھوین۔ وہی چتون وہی پیشانی کی شکن وہی ہاتھون کی جھریان۔ وہی کمر خم وہی سینہ جھکا ہوا۔ واہ رے کاریگر۔ تو بھی اپنے فن مین یکتا ہے۔ اور یہ تیرا ٹھوا تو اللہ ہی اللہ۔ وہان سے جو چلے تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑہ مین آئے۔ یہان سورج مکھی پر وہ جوبن تھا کہ آفتاب اگر ایک نظر چھپ چھپا کر وہ نور دیکھ پاتا تو مارے غیرت کے بحر ظلمات مین غوطے کھاتا۔ بے تکلف کرسیون پر جھاڑ ٹنگے اہلکاران سلیقہ شعار

نے الائچی چکنی ڈلی پیشکش کی وہان سے حسین آباد مبارک مین پہونچے سبحان اللہ سبحان اللہ یہ امام باڑہ ہے یا روضۂ رضوان۔ الٰہی یہ مکان ہے یا باغ جنان۔ ہر در و دیوار سے محمد علی شاہ فردوس آرامگاہ کا نام روشن ہے۔ امام باڑہ سجا سجایا دلھن کا ایسا جوبن ہے۔ ہر جوبن پہ ضیائے موفور۔ تو منار نور علیٰ نور حیرت تھی کہ یہ کوہ نور ہے یا شعلۂ طور ہے۔ سرخ قندیل پر یاقوت احمر پیر اکھائے۔ چراغان کی قطار پر مہتاب پروانہ ہو جائے پھر نہر مصفا جو نظر آئی تو آنکھون نے عجب طراوت پائی۔ س

منور ہمچو چشم تیز بینان | مصفا چون دل خلوت گزینان
رسیدہ عمق او تا گاو ماہی | نمودہ ہمچو عینک در سیاہی
پے کسب لطافت آب حیوان | در و کشتہ چو دردا زتہ نشینان

بتون کی گلی چھوڑ کر کون جاوے
یہین سے ہے کعبہ کو سجدہ ہمارا

اب انکے دوست کو شوق چرایا کہ ارباب نشاط کے امام باڑون کی زیارت کرین پہلے تو میان آزاد جھجکے۔ ای حضرت خدا خدا کیجیے بندہ ایسی جگہ نہ جانے کا اپنی وضع کے خلاف ہے۔

دوست بھئی واللہ کتنے روکھے پھیکے آدمی ہو ارے میان حیدر کی نازک آوازی مشتری کی جادو طرازی۔ گوہر کی چمک دمک آبادی کے رخ انور کی جھلک سے کانون کو سرور آنکھون کو نور نہ حاصل ہوا تو لکھنؤ کا محرم کیا خاک دیکھا اور پیر و مرشد خدا اور رسول خدا کا رسول آگاہ ہے کہ انھین دس دن تو مزے سے جہان چاہیے جائیے رنگین کمرون پر دو گال ہنس بول آئیے بچے اور بوڑھے سب پہونچتے ہین مضمون واحد ہے۔

آزاد۔ یہ کہیے تو خیر۔ چلیے بندہ بھی لاحول کر شہیدون مین داخل ہو جائے پہلے گوہر کے یہان پہونچے اصداعہد دماغ عرش برین پر ہے۔ اچھے اچھے

رئیس زادے فخریہ مصاحبت کر رہے ہین۔ ایک بڑے مالدار جوہری صاحب مٹکتے ہوے آئے۔ دس روپیہ کی کارچوبی ٹوپی زیب سر فانسی اطلس کا فوق البھڑک دگلہ زیب بر سنہری لیس ٹکی ہوئی یکرنگ جوڑا غاصے مرغ زرین بنے ہوے۔ خدمتگار کے کاندھے پر زرنگاری دوشالہ۔ یہ وضع یہ قطع۔ مگر بیٹھتے ہی ٹوکے گئے بیٹھے تو ضریح کی طرف پشت کرکے۔ صاحب خانہ نے ایک عجیب ادا سے دریا سے جھڑک دیا۔ اوہو واہ بڑے خوش تمیز ہو حضرت ضریح مبارک کی طرف پشت سیدھے بیٹھیے آدمیت کے ساتھ۔

جوہری - ماجلا (معاذ اللہ) بیوی مجھے بٹیذ نہین آتا۔

میان آزاد نے چپکے سے دوست کے کان مین کہا لاحول ایسے میان یہ بانہمہ پشم ٹام گھڑکے گئے اور ذرا جبین نہ ہوے پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔

دوست - بھائی جان۔ گوہر جان لکھنؤ شان لکھنؤ آن بان لکھنؤ روح روان لکھنؤ ہے رگ رگ مین شوخی۔

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

ایسا خوش قسمت کوئی ہو توے کہ اس بت عربدہ جو کی گھڑکی سہے حاضرین ادب سے گردن جھکائے بیٹھے ہین جسے دیکھو دزدیدہ نگاہ سے محو نظارہ بازی ہے لیکن رعب حسن سے بات کرتے کلیجہ لرزتا ہے۔

غرور حسن اجازت اگر دہد ادای گل کہ پرستش بکنی عندلیب شیدا را

یہان سے درد کیطرح اٹھے تو فرنگی محل مین حیدر جان کے یہان پہونچے۔

نکلے خیمہ سے جو ہتھیار لگائے عباس پھر کے رہوار پہ میدان مین آئے عباس

اس سوز کو ایسی نازک آوازی سے سارنگ کی مانجھ مین ادا کیا کہ سامعین لوٹن کبوتر ہوے جاتے تھے۔ راگ اور راگنی تو اُنکی لونڈیون کا نام ہے اہوہو ہوہو کی صدا ہر در و دیوار سے بلند تھی۔ واللہ کیا پیارا گلا پایا ہے۔ میان آزاد کی باچھین کھلی جاتی تھین اور گردن تو گھڑی کا کھٹکا ہو گئی تھی۔

اب پھدک کر بی منجھو مشتری کے کمرے پر پہونچے اُنکی لفاظی اُنکی جادو طرازی اُنکی خوش بیانی اُنکے طرز سوز خوانی کی دھوم ہے ارباب صافی مذاق کا وہ ہجوم ہے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین۔

خنجر جو بوسہ گاہ پیمبر پہ چلگیا

اسکو جھنجھوٹی کی دھن مین اس لطف سے پڑھا کہ سامعین سر دھننے لگے

دوست - کیون یار کیا لکھنؤ مین زیور پہننے کی قسم ہے۔

آزاد - لاحول ولا قوۃ تم بالکل ہی گنوار ہو۔ ماتم مین زیور کا کیا ذکر گورے گورے کانون مین کالے کالے کرن پھول۔ ہاتھون مین سیاہ سیلی بس کافی ہے۔

سیاہ سیلی بدست آن نگارے بشاخ صندلی پیچیدہ مارے

لیکن یہ سادگی بھی عجیب لطف دکھاتی ہے چلیے ذرا مجالس عزا کا رنگ ڈھنگ بھی تو دیکھین۔ نواب باقر حسین خان بہادر اور داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم اور جناب سید العلما مہر سپہر شرع و دینداری سید ابراہیم صاحب اور جناب آغا علی خانصاحب سابق ناظم کی مجلسون مین گئے۔ ماتم داران جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا اور زائرین مصائب خامس آل عبا کی اشکباری اور گریہ و زاری سے یقین کامل ہو گیا کہ ماتم داری لکھنؤ پر ختم ہے۔ عاشورا کی رات تو نچوڑ کا دن تھا۔ آزاد نے لکھنؤ کے محرم کا خوب لطف اُٹھایا۔

الوداع ای اشکبار روا الوداع عشرۂ ماہ عزا کا ختم ہے

آخری یہ شب ہے یارو الوداع سر کو پیٹو اور پکارو الوداع

جدھر جاتے ہین آواز گریہ و زاری جسے دیکھتے ہین صرف اشکباری رات تو زیارت مین بسر ہوئی۔

پید اشعاع مہر کی مقراض جب ہوئی اور قطع زلف لیلی زہرہ لقب ہوئی

پنہان درازی پر طاؤس تب ہوئی مجنون صفت قبائے سحر چاک جب ہوئی

یعنی عاشورہ کے دن پو پھٹنے کے وقت تعزیہ نکلے۔ رانگے کا تعزیہ جو کا تعزیہ۔ موم کا تعزیہ۔ کھلونوں کا تعزیہ۔ روئی کا تعزیہ۔ پیل کے پتون کا تعزیہ۔ انڈون کا تعزیہ۔ لوگرہ تعزیہ لاکھون تعزیے تالکٹورے کی کربلا مین دفنائے جاتے ہین۔ ارباب نشاط برہنہ سر برہنہ پا۔ سیاہ ماتمی پوشاک نے انکے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکلوا دیا لیکن

رومال نہ اشکون سے بھگونے پائے ‖ سنہ آپ گھر سے نکلی نہ دھونے پائے
کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر ‖ جی بھر کے حسین کو نہ رونے پائے

تندرستی ہزار نعمت ہے

لکھنؤ کے محرم کی چہل پہل۔ علم اٹھانے والون کا زور اور بل امام باڑون کی تیاریان صناعون کی گلکاریان نازک اندامونکی بہار جوانی صادق علیخان کی سوزخوانی ارباب نشاط کی بناوٹ دکانونکی سجاوٹ تنبولیون کی سرخروئی دلبر میوہ فروش کی دلجوئی تعزیہ خوانون کی دھوم۔ تالکٹورے کی کربلائے معلی کا ہجوم حسین آباد مبارک کا نور۔ نجف اشرف کا لطف موفور۔ ماتم داران سید الشہدا کی گریہ وزاری مومنون کی اشکباری دیکھ کر حضرت آزاد باد دل شاد طاؤس مست کی طرح جھومتے چوک مین آنکلے دیکھتے کیا ہین کہ پندرہ بیس کم سن لڑکے جزدان لٹکائے سلیٹین دبائے پیچ جمائے پوقدمے آتے ہین۔ پندرہ پندرہ بیس بیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن لگر کمر بہتر جلہ سے خم جیسے تیغ ریختہ دم۔ گالون پر جیچل کے بدڑھے کی طرح جھریان۔ آنکھیں گڑھے مین دھنسی ہوئین منہ پر ہوائیان چلنا محال ہے۔ یا الٰہی یہ جھکا ہوا سینہ یہ شانے۔ یہ ڈنڈ اور ران کا تکنے اس نئی جوانی مین قبلہ پیری وصد عیب بن بیٹھے پیرانہ سالی مین تو شاید اٹھ کر پانی پینا بھی وبال جان ہو جائے گا۔ ٹرود کر ہے

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل ‖ آتے ہو کدھر سے صورت سیل

میان صاحبزادہ ہمین سوقت واللہ حیرت ہے کہ عنفوان شباب اور کمر دری۔

طالبعلم۔ یہ بیچارے طاقت توانائی او کس بل کس کے گھر سے لائین زور دوا تو ہے نہین کہ عطار کی دوکان پر جائین۔ دعا نہین کہ کسی شاہ جی سے رجوع لائین۔ انکی تو جان عذاب مین ہے دس برس کے سن مین تو بیوی چھم چھم کرتی ہوئی گھر مین آئین جلیبے اسی دن سے پڑھنا لکھنا چھپر پر رکھا نظارہ بازی کا سبق نوک زبان کیا جب دیکھیے چاہتی بیوی کے مصحف رخ پر نظر ہے۔ نئی دھن ہے کچھ اور ہی ادھیڑ بن ہے۔ تیرھوین ہی برس ایک چھوکری کے باپ یا چھوکرے کے ابا جان بنے فکر معاش نے دامن پکڑا کھلائی دائی ماما چھوچھو کی فکر ہوئی یہ دبلے پتلے نہ ہون تو کون ہو انکو بھی جانے دیجیے ورزش سے طبیعت نفور ڈنڈ مگدر سے منزلون دور کشتی سے اجتناب غذا مقوی نہین طرز معاشرت بھونڈا۔

میان آزاد اس تقریر پر تنویر سے باغ باغ ہو گئے بلین سوچنے لگے کہ ہائے انکی جوانی کیسی برباد جاتی ہے۔ اسی ادھیڑ بن مین کہین حضرت گنج دلکشا سکندر باغ کی طرف نکلگئے دیکھتے کیا ہین ایک فرح بخش نزہت انتہا دلکش وخوشنما بنگلے مین دس دس پندرہ پندرہ برس کی انگریزون کی لڑکیان اور لڑکے صاف ستھری پوشاک زیب تن کئے ہوے کھیل رہے ہین سب سیم بدن غنچہ دہن۔ ایک پیڑ کی ٹہنی پر جھولتا ہے دوسرا دیوار کو رہوار بنائے خر بسے ہمپر تو ندناتا ہے ٹخ ٹخ ٹخ ٹخ دس بیس دو دو میل سے رپ رپ کرتے آتے ہین چار پانچ گیند کھیلنے پر لٹو ہین۔ ایک مقام پر دیکھا کہ رسی کا سرا ایک لڑکے نے ادھر اور دوسرے نے ادھر سے لیا اور کسی قدر رفعت زمین سے بلند کیا۔ اور ایک پیاری لڑکی بدن تول کر زمین سے اس پار اچک گئی دوسری طرف سے ایک لڑکا جھپٹ کر گیا گز رسی سے اونچا دہ کود گیا کوئی دوڑتا ہے کوئی کرکٹ کھیلتا ہے سب صحیح و تندرست

خوش و خرم دوڑ دھوپ مین طاق جس سڑک پر جاتے ہین
اور جس طرف بار پاتے ہین یہی تماشا۔ اسوقت حضرت آزاد نے
اُن ہونہار لڑکون اور گل اندام لڑکیون کو دل سے دعا دی
اور ہندوستان کے ادبار پر لاحول پڑھتے ہوئے گھر آئے۔

امیر زادون کو فکر معاش اور نوکری کی تلاش

ساقیا مے پلا کے ٹھلیا دے — سوندھی مٹی کی بھر کے کلھیا دے
ساقیا تجھ سے التجا یہ ہے — سچ جو پوچھے تو مدعا یہ ہے
گھول کر اک ذری پلا افیون — تاکہ پھر نشے مین گتھے مضمون
حظ اٹھایا بہت مسہری کا — اب تماشا دکھا کچہری کا

میان آزاد صبح منھ اندھیرے تارون کی چھاؤن مین
بستر استراحت سے اُٹھے معاً دل مین ٹھان لی چلو بھئی ادھر اُدھر کے
تو خوب سیر سپاٹے کئے اب ذری عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی
سیر کر آئین۔ پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک لق و دق باغ ہے اور
سہانی چھاؤن مین میلا سا جمع ہے۔ کوئی حلوائی سے میٹھی میٹھی
باتین کرتا ہے۔ کہین خوانچے والا بیٹھا ہے (گلابی حلوا سوہن) مزا رکے
حقے ایک سمت تانے کئے جاتے ہین وہ تڑاقا کہ واہ واہ مین آ
تو آ یہ آوہ آ۔ آدمیون کا تانتا لگا ہوا ہے بیسیون منشی متصدی
چٹائیون پر بیٹھے عرضیان لکھ رہے ہین مستغیث ہین کہ
ایک ایک کے پاس دس دس جھرمٹ کیے بیٹھے قانون چھانٹ
رہے ہین (ارے منسی جی یو کا انٹ سنٹ چنگھٹیان سی کھائے
دیہو۔ ہم تو آپن مجبون تبادت ہین آؤ تم اپنے اڑھائی چانول
الگے چوراوت ہو۔ ے مور منسی جی تنک اس سوچ بچار کر
لکھو تاکہ پھر یک ثانی کیا ر ملدمہ ٹھسما سے جائے تو ہار
گوڑ دھرت ہی دوہی کچا اور ے لیو) یہ زبان سنتے ہی میان
آزاد ہنس پڑے گواہ گھر کی طرف جو رخ کیا تو سبحان اللہ قندیلین
اور فوق البھڑک چغے ہی چغے نظر آتے ہین۔ وکلا ادھر اُدھر
بیٹھے مقدمے چکار رہے ہین ہین تو میرزا منش لیکن ہکوتا کیسا
اِدھر اُدھر دیکھا۔ یار نہ غمگسار۔ نہ کوئی ہان ہون سے شریک
نہ کوئی پرسان حال اکیلا بالولا مثل مشہور ہے پیچھے پھر کر دیکھا
کہ ایک دوست کھڑے گلوریان بنوا رہے تھے۔ جان مین جان
آئی۔ مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ فرط ابتہاج سے بول
اُٹھے کہ اے حضرت (ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین) اخاہ
آپ ہین۔ آئیے۔ کہان بھول پڑے۔ جی یون ہی چلا آیا دوست
نے کہا آئیے کچہری کے اندر چلیے دو قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے
کڑک کر آواز لگائی (سیتا بیگ حاضر ہے) ایک افیمی کے پاؤن
لڑکھڑائے۔ سیڑھیون سے لڑھکتے ہوئے دھم سے نیچے۔ یا علی
ایک ٹھٹول نے کہا واہ قبلہ دیکھیے یہ شرط نہ تھی گرے تو مگر نیندہ
درگاہ سے پوچھو نہ لیا اُٹھے تو یار لوگون نے گرد جھاڑ دی اتنے
مین ایک اپرنٹس (امیدوار) اور آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا

امیدوار۔ کہان سے آنا ہوا۔

دوست۔ جی اسی شہر مین رہتا ہون۔

اُمیدوار۔ کچہری مین کھڑے رہنے کا حکم نہین ہے۔ ہمارے کمرے
مین سے آپ جائیے ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہون۔

دوست۔ بگڑیے نہین بس صرف یہ تو بتا دیجیے کہ آپ کا
عہدہ کیا ہے۔

امیدوار۔ ہم اُمیدواری کرتے ہین تین مہینے سے روز یہان
کام سیکھتے ہین۔ اب فراٹے اڑاتا ہون۔ آٹھون گانٹھ کمیت ڈرافٹ
تڑ سے لکھ لون۔ نقشہ چٹکیون مین بناؤن کسی کام مین بند نہین
پندرہ روپیہ کی اسامی ہمین صبح و شام ملا ہی چاہتی ہے مگر پہلے تو
واللہ گھانس چھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا اب بقراط بنگیا۔

یعنی عاشورہ کے دن پو پھٹنے کے وقت تعزیہ نکلے ۔ رانگے کا تعزیہ جو کا تعزیہ ۔ موم کا تعزیہ ۔ کھلونوں کا تعزیہ ۔ روئی کا تعزیہ ۔ پیپل کے پتوں کا تعزیہ ۔ انڈون کا تعزیہ ۔ نوگزہ تعزیہ ۔ لاکھون تعزیے تالکٹورے کی کربلا مین دفنائے جاتے ہین ۔ ارباب نشاط برہنہ سر برہنہ پا ۔ سیاہ ماتمی پوشاک نے انکے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا لیکن

رومال نہ اشکون سے بھگونے پائے ۔ منھ آپ گھر سے بھی نہ دھونے پائے
کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر ۔ جی بھر کے حسین کو نہ رونے پائے

تندرستی ہزار نعمت ہے

لکھنو کے محرم کی چہل پہل ۔ علم اٹھانے والون کا زد راور بل امام باڑون کی تیاریان صناعون کی گلکاریان نازک اداؤن کی بہار جوانی صادق علیخان کی سوزخوانی ارباب نشاط کی بناوٹ دکانون کی سجاوٹ تنبولیون کی سرخروئی دلبر میوہ فروش کی دلجوئی تعزیہ خوانون کی دھوم ۔ تالکٹورے کی کربلائے معلیٰ کا ہجوم حسین آباد مبارک کا نور ۔ نجف اشرف کا لطف موفور ۔ ماتمداران سید الشہدا کی گریہ وزاری مومنون کی اشکباری دیکھ کر حضرت آزاد بادل شاد طاؤس مست کی طرح جھومتے چوک مین آنکلے دیکھتے کیا ہین کہ پندرہ بیس کم سن لڑکے جزدان لٹکائے سلیٹین دبائے بھیجے جمائے پو قدمے آتے ہین ۔ پندرہ پندرہ بیس بیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن ۔ لیکن کمر بہتر جگہ سے خم جیسے تیغ ریختہ دم ۔ گالون پر بچے پل کے بڈھے کی طرح جھریان ۔ آنکھین گڈھے مین دھنسی ہوئین منھ پر ہوائیان چلنا محال ہے ۔ یا الٰہی پچکا ہوا سینہ یہ شانے ۔ یہ ڈنڈ اور ان کا نے اس نئی جوانی مین قبلہ پیری وصد عیب بن بیٹھے پیرانہ سالی مین تو شاید اٹھ کر پانی پینا بھی وبال جان ہو جائے گا ۔ تہ ہو کر سہ

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل ۔ آتے ہو کدھر سے صورت سیل

میان صاحبزادہ ہمین اسوقت واللہ حیرت ہے کہ عنفوان شباب اور کمزوری ۔

طالبعلم ۔ یہ بیچارے طاقت توانائی اور کس بل کس کے گھر سے لائین زور دوا تو ہے نہین کہ عطار کی دوکان پر جائین ۔ دعا نہین کہ کسی شاہ جی سے رجوع لائین ۔ انکی تو جان عذاب مین ہے دس برس کے سن مین تو بیوی چھم چھم کرتی ہوئی گھر مین آئین جلیبے اسی دن پڑھنا لکھنا چھپر پر رکھا نظارہ بازی کا سبق نوک زبان کیا جب دیکھیے چاہتی بیوی کے مصحف رخ پر نظر ہے ۔ نئی دھن ہے کچھ اور ہی ادھیڑ بن ہے ۔ تیرھوین ہی برس ایک چھوکری کے باپ یا چھوکرے کے ابا جان بنے فکر معاش نے دامن پکڑا کھلائی دائی ماما چھوچھو کی فکر ہوئی یہ دبلے پتلے نہ ہون تو کون ہو سکو بھی جانے دیجیے ورزش سے طبیعت نفور ڈنڈ مگدر سے منزلون دور کشتی سے اجتناب سنغذا مقوی نہین طرز معاشرت بھونڈا ۔

میان آزاد اس تقریر پر تنویر سے باغ باغ ہوگئے دلمین سوچنے لگے کہ ہائے انکی جوانی کیسی برباد جاتی ہے ۔ اس رنج مین کہین حضرت گنج دلکشا سکندر باغ کی طرف نکلگئے دیکھتے کیا ہین ایک فرحبخش پر نزہت اتما دلکش وخوشنما بنگلے مین دس دس پندرہ پندرہ برس کی انگریزون کی لڑکیان اور لڑکے صاف ستھری پوشاک زیب تن کئے ہوئے کھیل رہے ہین سب سیم بدن غنچہ دہن ۔ ایک پیڑ کی ٹہنی پر جھولتا ہے دو سرا دیوار کو رہوار بنائے خرسیے ا پہر وندناتا ہے شیخ شیخ شخ شخ دس بیس دو دو میل سے رپ رپ کرتے آتے ہین چار پانچ گیند کھیلنے پر لٹو ہین ۔ ایک مقام پر دیکھا کہ رسی کا سرا ایک لڑکے نے ادھر اور دوسرے نے ادھر سے لیا اور رسی کو ذرا زمین سے بلند کیا ۔ اور ایک پیاری لڑکی بدن تول کر زمین سے اس پار اچک گئی دوسری طرف سے ایک لڑکا جھپٹ کر کھی گز رسی سے اونچا دہ کود گیا کوئی دوڑتا ہے کوئی کرکٹ کھیلتا ہے سب صحیح وتندرست

خوش و خرم دوڑ دھوپ مین طاق جس سڑک پر جاتے ہین اور جس طرف بار پاتے ہین یہی تماشا۔ اسوقت حضرت آزاد نے اُن ہونہار لڑکون اور گل اندام لڑکیون کو دل سے دعا دی اور ہندوستان کے ادبار پر لاحول پڑھتے ہوے گھر آئے۔

امیر زادون کو فکر معاش اور نوکری کی تلاش

ساقیا مے ہلا کے ٹھلیا دے	سوندھی مٹی کی بھر کے کلھیا دے
ساقیا تجھ سے التجا یہ ہے	سچ جو پوچھے تو مدعا یہ ہے
گھول کر اک ذری پلا افیون	تا کہ پھر نشے مین گٹھے مضمون
حظ اٹھایا بہت مسہری کا	اب تماشا دکھا کچہری کا

میان آزاد صبح منھ اندھیرے تارون کی چھاؤن مین بستر استراحت سے اُٹھے معاً دل مین ٹھان لی چلو بھئی ادھر اُدھر کے تو خوب سیر سپاٹے کئے اب ذری عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی سیر کر آئین۔ پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک لق و دق باغ ہے اور سہانی چھاؤن مین میلا سا جمع ہے۔ کوئی حلوائی سے میٹھی میٹھی باتین کرتا ہے۔ کہین خوانچے والا بیٹھا ہے (گلابی حلوا سوہن) مداری حقے ایک سمت تازے کئے جاتے ہین وہ تڑاقا کہ واہ واہ مین آ تو آ یہ آوہ آ۔ آدمیون کا تانتا لگا ہوا ہے بیسیون منشی متصدی چٹائیون پر بیٹھے عرضیان لکھ رہے ہین مستغیث ہین کہ ایک ایک کے پاس دس دس جھرمٹ کیے بیٹھے قانون چھانٹ رہے ہین (ارے منشی جی یو کا انٹ سنٹ جنگھٹیان سی کھجائے دیہو۔ ہم تو آین مجبون تیادت ہین اَو تم اپنے اڑھائی چانول اگلے جو راوت ہوے مور منشی جی تنک اس سوچ بچار کر لکھو تا کہ پھر یک ثانی کیا رُ مکدمہ ڈھسمسائے جائے تو ہار گو ڑدھرت ہی دوہی کچا اور سے لیو) یہ زبان سنتے ہی میان آزاد ہنس پڑے گواہ گھر کی طرف جو رخ کیا تو سبحان اللہ نہر نہ بند یلین اور رفوق البھڑک پٹنے ہی چنے نظر آتے ہین۔ وکلا ادھر اُدھر بیٹھے مقدمے چکار رہے ہین ہین تو میرزا نمش لیکن یہ کوتا کیسا اِدھر اُدھر دیکھا۔ یار نہ غمگسار۔ نہ کوئی ہان ہون سے شریک نہ کوئی پرسان حال اکیلا باؤلا مثل مشہور ہے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ایک دوست کھڑے گلوریان بنوا رہے تھے۔ جان مین جان آئی۔ مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ فرط ابتہاج سے بول اُٹھے کہ اے حضرت (ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین) اخاہ آپ ہین۔ آئیے۔ کہان بھول پڑے۔ جی یون ہی چلا آیا دوست نے کہا آئیے کچہری کے اندر چلیے دو قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے کڑک کر آواز لگائی (سیتا بیگ حاضر ہے) ایک افیمی کے پاؤن لڑکھڑائے۔ سیڑھیون سے لڑھکتے ہوے دھم سے نیچے۔ یا علی ایک ٹھٹول نے کہا واہ قبلہ دیکھیے یہ شرط نہ تھی گرے تو مگر نندہ درگاہ سے پوچھ نہ لیا اُٹھے تو یارلوگون نے گرد جھاڑ دی اتنے مین ایک اپرنٹس (امیدوار) اور آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا

امیدوار۔ کہان سے آنا ہوا۔

دوست۔ جی اسی شہر مین رہتا ہون۔

اُمیدوار۔ کچہری مین کھڑے رہنے کا حکم نہین ہے۔ ہمارے کمرے مین سے آپ جائیے ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہون۔

دوست۔ بگڑیے نہین بس صرف یہ تو بتا دیجیے کہ آپ کا عہدہ کیا ہے۔

امیدوار۔ ہم اُمیدواری کرتے ہین تین مہینے سے یہان کام سیکھتے ہین۔ اب فراٹے اُڑاتا ہون۔ آٹھون گانٹھ کمیت ڈاکٹ تر سے لکھ لون۔ نقشہ چٹکیون مین بناؤن کسی کام مین بند نہین پندرہ روپیہ کی اسامی ہمین صبح و شام ملا ہی چاہتی ہے مگر پہلے تو واللہ گھانس چھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا اب تقراط بنگیا۔

آزاد - کیون میان صاحبزادے تمھارے والد کہان نوکر ہین
اُمیدوار - نوکر - توبہ توبہ کیجیے وہ دس گانون کے زمیندار ہین
آزاد - کیا تمکو گھر سے نکال دیا یا عاق کر دیا - یا کچھ کھٹ پٹ ہے
اُمیدوار - ہم ہونہار لڑکے ہین اس سن مین نوکری کی فکر ہوئی -
آزاد - حضرت جسے کھانے کو روٹیان نہون وہ سر باندھکر نوکری کے پیچھے پڑے تو مضائقہ ندارد - تم خدا کے فضل سے خوش و خرم مرفہ حال فارغ البال - زمیندار روپیہ والے ہو - تمکو یہ کیا سوجھی کہ دس پانچ کی نوکری کے لئے ایڑیان رگڑتے ہو اسی سے تو ہندوستان خراب ہی - ہاے اسی سے ہندوستان خراب ہی - واہ رے ادبار جسے دیکھو نوکری پر ہزار جان سے عاشق میان صاحبزادے کہا مانو اپنے گھر جاؤ اپنا کام دیکھو اس پھیر مین نہ پڑو - عمامہ باندھا اور کچہری مین جوتیان چٹخاتے پھرتے ہین محرری پر لوٹ - امانت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہین - اور گھر مین سونے کی اینٹین بھری ہین - لاحول ولا قوۃ -

دوسرے اُمیدوار کی نسبت معلوم ہوا کہ ایک مہاجن لکھپتی کا لڑکا اُمیدواری کرتا ہی - باپ کی کوٹھی چلتی ہی - لاکھون کا وارا نیارا بیٹا بارہ روپیہ کی نوکری کے لیے سو سو چکر لگاتا ہی - چوتھے درجہ سے مدرسہ چھوڑا - اور اپرنٹس ہوے کام خاک نہین جانتے ہین ڈاکٹ مین لکھتے انڈرسر باہر جاتے ہین تو منصرم صاحب سے پوچھکر مولوی صاحب اگر اجازت باشد - آب خوردہ بیایم اسوقت جب سب دفتر والے اپنے اپنے گھر جانے لگے - تو حضرت پوچھتے کیا ہین - کیون جی یہ سب چلے جاتے ہین اور ابھی چھٹی کی گھنٹی تو بجی ہی نہین اسکول کی گھنٹی یاد آ گئی -

میان آزاد دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کمسن لڑکے مسین بھیگتی ہوئین - نوجوان - امیرون کے لڑکے ابھی گبھرو نام خدا پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کا سن - پڑھنے لکھنے کے دن آئے مدرسہ چھوڑا کالج سے منھ موڑا - امیدوارون کے زمرے مین شامل اپرنٹسون کی ٹکری مین داخل - الغرض الف بے کا گاڑا علم و ہنر کو چنے کے کھیت مین پچھاڑا - ہاے ستم والے ستم محنت کرنا وبال ہی - درس و تدریس مین جی لگانا دشوار دو چار برس جم کر پڑھنا محال - لاحول ولا - یہ سب ہندوستان کے ادبار پر دال ہی - یورپ مین دیکھیے کہ ایک ایک پیرزال تک تربیت یافتہ و بدیع الخیال ہے - افسوس اپنی تو یہ کیفیت کہ جہان کسی کمسن مرفہ حال کو قبل تکمیل مدرسہ چھوڑتے دیکھا سینہ پاش پاش ہو گیا - دل کراہنے لگا - اکثر لوگون سے پوچھا کہ بھئی صاحبزادے مدرسہ کیون چھوڑ بیٹھے - تو جواب یہی پایا کہ اُقلیدس کی شکل سے نفرت ہے - جبر و مقابلہ سیکھنا طبیعت پر جبر کرنا تھا - تاریخ یاد کیسے رہے یہان تو خدا جھوٹ نہ بلائے گھر کے بچون کا نام یاد نہین آتا - لہذا پڑھنے کی دُم مین نمدا باندھا - ہم بھی سوچے کہ کہان کی جھنجھٹ بھئی الگ بھی کرو چلتا دھندا کرو - اور لطیفہ سنیئے مدرسہ چھوڑا اور نوکری کی فکر ہوئی - عمامہ اور پٹا تنگ باندھا اور کچہری مین غڑاپ ہو جو اس لپیٹی دستار کے قربان اور اس دھشت کے صدقے زمیندار کے لڑکے کی یہ خواہش ہوتی ہی کہ کھیتی کو یک قلم القط کرے اور کچہری مین گھس پیٹھ کر داخل ہوے - تاجر کے صاحبزادے کو جی سے لگی ہے کہ کالج سے چھٹ ہون اور کچہری کی کرسی پر جا ڈٹون - متصدی محرر منشی اہل قلم کے صاحبزادون کی تو گھٹی ہی مین نوکری ہی - علما فضلا عقلا کملا معزز حکام اور افسران ذوی الاحترام کہتے کہتے تھک گئے کہ پڑھ لکھ کر اپنا اپنا پیشہ کرو اور اُسی کو چمکاؤ - مگر بابو بننے کا شوق اور اہل دفتر کہلانے کا

عشق ایسا چرّاتا ہے کہ عقل بالائے طاق وحشت گلے کا ہار ہوتی ہی مگر دیکھئے تو سہی رفتہ رفتہ سب سیدھے ڈھرے پر آجائین گے اور چار دانگ ہند مین تربیت یافتہ ہی تربیت یافتہ نظر آئین گے -

رُت آئی بسنت عجب بہار

ساقیا برخیز در دہ جام را — خاک بر سر کن غم ایام را
بادہ در دہ چند ازین باد غرور — خاک بر سر نفس نافرجام را
ساغرمی بر کفم نہ تا ز سر — بر کشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان — مانمی خواہیم ننگ و نام را

کیسا کباب کیسی شراب - کیسا مطرب کہان کا رباب - یہان بادۂ فصاحت کے نشہ سے آنکھین چور ہین چشم بد دور اچھا پھر ہی ساقی ہو یا نہ ہو - کیا غم ہے مطرب سے واسطہ - دل بہلانے کے لئے میان آزاد کا ترانہ کیا کم ہی - اب سُنئے کہ ادھر - ع

منشی سحر ہاتھ مین لے کر قلم زر — لکھنے لگا منصوبے وعزل شفق
لے فردسیہ شب کو کیا خارج دفتر — منصوب ہوا عامل روز اپنی جگہ پر

مہتاب پہ جاری تھا قلم امر و نہی کا
پروانہ چراغون کو ملا برطرفی کا

سویرے ہی سویرے ایک دوست نے آن کر میان آزاد کو اُٹھایا
بگڑے دل دوست - یا حضرت کچھ بسنت کی خبر ہی -
آزاد - کیا آنکھون مین سرسون پھولی ہی یا ساون مین پھوٹی تھین
ارے نادان یہان دل سرد چہرے زرد - جدھر جاؤ گرد برد ہی خیر اللہ
اچھی صفت عکس وطرد ہی کہ آپ بسنت بسنت پکارتے ہین ہوش کی دوا کیجئے
بگڑے دل - وہ دل سرد ہو یا چہرہ زرد ہو لیکن آپکو بسنت کی خبر ہی نہین
دونون دوست چلے جاتے تھے کہ چند آدمی ملے - جو باہم گفتگو کر رہے تھے چلو ہنسیا کلوارن کی دکان پر ادھر سے چلو نگا ہین

اور جھوم جھوم کر بسنت گائین - فصل بہار ہی ۔ اس دن کا تیوہار ہے صبح کا سہانا وقت اور نسیم طرب انگیز و عنبر بار پیشرو قافلہ بادہ تار ہی - ع

آن تلخ وش کہ ساقی ام الخبائثش خواند
اشہی لنا واحلے من قبلۃ العذارا

وہ سب رند ہنسیا کلوارن کی بھٹی پر جا ڈٹے ایک نے کہا - ع

روح مدت سے نظر آتی ہی کچھ پیاسی مجھے — ہنسیا دے کورے سکورے مین تو آب مجھے

ہنسیا تو اس فن کے رندان بلانوش گندم نما وجو فروش کی قدر تک سے واقف تھی - ایک سوندھی کوری کلھیا مین دو آتشہ شراب انڈیل دی اُنھون نے خوب چسکی لگائی - اور کچھ پیچی آڑائی بیٹھتے ہی لے اُڑی بیٹھے تو اُٹھنا دو بھر - اُٹھے تو چلنا اجیرن چلے تو یہ لڑکھڑائے وہ ڈگمگائے وہ رُکھے یہ آئے - دھم - پانون بہکے تو راسی کی ہٹلیا پر گرے اُنکی بساط کیا چکنا چور ہوگئی تو فرماتے کیا ہین - ع

کہ سبو زخم بر سنگ کہ بپای خم شکستم — ہنسیا مرنج از من عالم جوانی ہا ست

الغرض کپڑے شرابور ہو گئے - اور ہنسیا نے تاک کر چیت گاہ پر ایک چپت اس زناٹے سے جمائی اور وہ فرمائشی دھول لگائی کہ تڑکی آواز سے بھٹی بھر گونجنے لگی مگر بھیا کی بلا دو مسکرا کر فرماتے ہین کہ - ع

دھول دھپا ہنسیا کی تو اُس کی عادت تھی — ہائے کر بیٹھے تھے ہم ہی جیسے ستی ایک دن

وہان سے اور دو قدم چلے تو ایک پیر دو سرا گرا - ع - پا بدست دگر دست بدست دگرے - آنکھڑون مین لال ڈورے میان آزاد اور اُنکے دوست بھی یہ کیفیت دیکھ کر چلے تو دیکھا کہ ہر شئی زرد زرد ہی اشجار زرد - در و دیوار زرد - رنگین کمرے زرد - لباس زرد - کپڑے زرد - شاہ مینا کی درگاہ مین دھوم ہی - تماشائیونکا ہجوم ہی ارباب نشاط کے جھمکڑے رنگیلے جوانون کی ریل پیل - صوفیون اور رندون کا میل - اندر کے اکھاڑے کی پریون کا دنگل ہی جنگل مین منگل ہی -

بہار بسنت جوش زن ہی۔ زہاد خشک کا نشہ ہرن ہی جسے دیکھو زرد پوشاک زیب تن ہی۔ زعفرانی دوپٹون اور کیسری پائجامون پر عجب جوبن ہی۔ ؎

ہے لطف حسینون کی دو رنگی کا امانت
دو چار گلابی ہین تو دو چار بسنتی

وہان سے طرارہ بھر کے چوک پہونچے۔ واہ جی واہ۔ جوہریون کی دکان پر ایسے خوشرنگ عقیق ہین کہ پکھراج پری دیکھتی تو مارے غیرت کے ہیرا کھاتی۔ اور اندر کا اکھاڑا بھول جاتی۔ ٭ لب میوہ فروش زرد آلو۔ نارنگی زردک امرود چکوترہ مہتابی کی بہار دکھاتی ہی چمپئی ڈوپٹے پر اتراتی ہی۔ مالن گیندہ ہزارہ زرد گلاب کی بو باس سے دماغ کو طبلۂ عطار بناتی ہی اور صدا ایسے دے کر لبھاتی ہے کہ گیندے کی بہار ہی گلے کا ہار ہی۔ حلوائی طوپرے کی زرد برفی۔ پستے کی زرد برفی۔ نان ختائی بیسن کے لڈو۔ نخودی کے لڈو۔ مونگ کے زرد لڈو۔ خوانچے والے پاپڑ۔ دال موٹھ سیو مونگ کی دال بیچتے پھرتے ہین۔ ایک ایک کے دس دس لیتے ہین الغرض دونون دل بہلاتے چلے جاتے تھے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک گلی کے نکڑ پر لالہ بسنت رائے کا ایک خوشنما مکان ہی۔ اور اس مکان مین ایک دلربا دالان ہی اور اس دالان مین عجیب سمان ہی۔ بانکی ٹوپیان جمائے بسنتی پگیا باندھے۔ زعفرانی لباس پہنے گائے رنگیلے جوان بیٹھے ہین اور سامنے مہوشان پری پیکر رشک قمر زرین کمر نازک بدن سیمتن غنچہ دہن بسنتی چمپا۔ زعفرانو۔ نوبہار کی دھن مین بسنت گاتی ہین اور کافی انعام کھناکھن اشرفیان پاتی ہین زرد زرد قناتیے زرد چھت پوش زرد جھاڑ زرد کنول۔ زرد جھالرے مکان سجا سجایا ہی بسنت پنچمی نے در و دیوار تک کو زرد پوش بنایا ہی گلرخان گلفام کا زرد لباس اور

اسیر عطر فتنہ کی بو باس جسے دیکھو راحت و آرام سے ہم آغوش رنج و محن آس نہ پاس کوئی نازک آوازی سے تان سین کی روح کو شرماتی ہے اور چمک دمک کر تان لگاتی ہے۔ ؎

رت آئی بسنت عجب بہار — کھلے جرد پھول بردن کی ڈار
چٹکو کسم پھولے لاگی سرسون — پھبکت چلت گیہون کی بار
ہر کے دوارے مالی کا چھوہرا — گروا اڈارت گیندون کے ہار
ٹیسو پھولے انبا بورائے — چمپا کے روکھ کلین کی بہار
گروا اڈائے استاد کے دوارے — چلو سب سکھین کر کر سنگار

کوئی برق وش انا البرق کہتی ہوئی چمک جاتی ہے اور میان امانت کی یہ غزل گاتی ہے۔ ؎

ہی جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی — پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہین کھلائے — معشوق ہین پھرتے سر بازار بسنتی
گیندا ہی کھلا باغمین میدانمین سرسون — صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی
منھ زرد دوپٹے کے نہ آنچل سے چھپاؤ — ہوجائے نہ رنگ گل رخسار بسنتی
رت پھر گئی عالم مین چلی باد بہاری — مینانون کو سجواتے ہین میخوار بسنتی

گھر پر آئے تو میان آزاد نے ایک اخبار کے لیے مضمون دلکش لکھا۔

بسنت کی بہار

دمید برگ و نہال طرب بیار آمد
بہ نو عروس چمن رقعۂ بہار آمد

اللہ اللہ کیا روح افزا بہار ہے جسطرف دیکھئے زعفران زار ہے صوفی صافی تک مرید مغبچۂ بادہ فروش ہی۔ ہر سمت۔ ؎

ہات الصبوح حیوا یا ایہا السکارا

کا خروش ہی۔ بہار بسنت کا وہ جوش ہی کہ ساقی تک مدہوش ہے اور کیون نہو۔ ؎

حکمرانی یہ ہوا میل سلیمان بہار — عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے — نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

بہار باغ کا عالم خط گلزار مین مسطور ہے صفحۂ قرطاس نور علی نور ہے۔ گلزار دبستان ہین کہ جنت کے چمن۔ حور و غلمان ہین یا نسترن و نسترن۔ فردوسی آئے تو گلچین ہو جائے۔ رضوان دیکھے تو سر ہلائے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی ٹھوکرن۔ باد بہاری کے جھونکے۔ سناسن سبزے کی لہک گل جعفری کی مہک کلیون کا چٹکنا پھولونکا مہکنا۔ شاخ گل کی کج ادائی۔ سنبل کی آشفتگی۔ گلونکی رعنائی دزدیدہ نگاہون سے نرگس شہلا کی نظارہ بازی زبان حال سے سوسن کی زبان درازی۔ شاخ گل کا مستانہ وار جھومنا۔ اشجار پُرمیوہ کا زمین کو بار بار چومنا سنبل کی سیہ مستی۔ نرگس کی جام پرستی نونہالان چمن کے ہاتھون مین پھول کے جام جیسے رندان مے آشام منقار بلبل نغمہ خیز۔ نالے موسیقار ترانہ ریز طوطی کی خوش بیانی عنادل کی غزلخوانی۔ کوئل کی کوکو۔ قمری کا نعرہ حق سرہ سبحان اللہ سبحان اللہ

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر

عنادل جوش مسرت مین بے پر کی اڑاتے ہین۔ غنچۂ گل سن سنکر زیر لب مسکراتے ہین شبنم کے قطرے ہرے ہرے تختہ پر سطح نمودار ہین جیسے کسی سبز تہ گلگون کے ہاتھ مین لآلی آبدار ہین درخت پھولے پھلے۔ سرو سہی سانچے مین ڈھلے نسرین و نسترن کا حسن بے عیب و داغ۔ نرگس و گل چمنستان کے چشم و چراغ۔

وہ بہار آئی ہوے نغمہ سرا مرغ چمن — غیرت باغ ارم آج ہے صحن گلشن
جوش ہے زمزمہ سنجی پہ ہین مرغان بہار — کیا تعجب ہے جو گویا ہو زبان سوسن
کرم ابر بہاری سے ہے سیراب زمین — خاک اڑکر نہیں ہوتی ہے غبار دامن
نئے مضمون ادا کرتی ہے سبزے کی زبان — کھولتا نکتہ سربستہ ہے غنچہ کا دہن

آب شبنم سے کہاں کاسۂ گل ہیں لبریز — جلترنگ آج بجانے کو ہے معشوق چمن
آبشارونکا سر آئینہ بجاتی ہے صبا — تال دیتا ہے کف برگ سے ہر نخل چمن
کوئی افسانۂ زاہد نہیں سنتا ہے — خس و خاشاک سے کیا صاف ہے صحن گلشن
ایسی کثرت سے جو ہو بارش باران بہار — زاہد خشک کا ممکن ہے نہ تو ہو دامن

پھولون سے لبریز گلچینیون کی جھولی ہے۔ باغبان کی آنکھون مین سرسون پھولی ہے۔ حوض باغ آئینہ کی صورت صاف۔ پانی مثل بلور شفاف روشین صاف و پاک۔ پٹریان بے خس و خاشاک رنگیلے جوان نشاء گلگشت مین مخمور۔ بادۂ مسرت سے چور لکھنؤ مین ہر گلی کوچہ زعفران زار ہے کیون نہو آخر بسنت کی بہار ہے۔ یون تو ہر سمت طبلے پر تھاپ سارنگی کی چھیڑ چھاڑ اور نغمہ سرائی کا انتظام ہے۔ مگر شاہ مینا صاحبؒ کی درگاہ سب مین انتخاب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اللہ اکبر گرد مزار کہین تو جوانون کی وہ دھوم دھام ہے کہ جسطرف دیکھئے ازدہام عام ہے۔ غٹ کے غٹ جوق کے جوق چلے جاتے ہین۔ غول کے غول امڈے آتے ہین۔ وہ بھیڑ بھڑکا وہ دھکم دھکا وہ ریل پیل وہ شور و شر کہ الامان۔ الحذر۔ ایک دوسرے کو ریلتا ہے دوسرا تیسرے کو ڈھکیلتا ہے ڈولیون پر ڈولیان اور فنس پر فنس چلی آتی ہین۔ مہ جبینان ماہرو تماشبینون کی بدولت گلچھرے اڑاتی ہین۔ قدم بھر چلنا دشوار۔ سر پہ خاک چہرے پر غبار مزار شریف کے گرد جابجا گلرخان سنبل مو عجب ناز و انداز سے جلوہ گر جسے دیکھو طرحدار۔ ہلال ابرو رشک قمر۔ صندلی رنگ شوخ و شنگ پوشاک از سر تا پا دھانی دوپٹہ ہلکا زعفرانی۔ خوشبو۔ خوش رو خوش خو۔ مرغولہ مو۔ آئینہ زانو۔ نازک اندام نازنین۔ حور لقا۔ زہرہ جبین۔ شوخ و بیباک چست و چالاک۔ خوش الحان غزل خوان گوہر یاقوت لب مین گاتی ہے دل بہار گلعذار بہار کی تان اڑاتی ہے عجب ناز و انداز سے کھڑی ہاتھ سارنگی والے کے

کا ندھے پُھڑ پُھڑے کمر کو لوچ دیے (رُت آئی بسنت عجب بہار) کی تان اُڑا رہی ہین اشارون مین سارے نکتہ سربستہ بتا رہی ہین ہر ایک تان جانستان تان سین کی روح جسپر قربان۔ نور کے گلے نور کی آواز۔ بلا کا ناز قہر کا انداز۔ مطرب کی ناخن بازی پر دل لوٹ ہی۔ ارباب نشاط کے رقص اور ٹھوکر سے کلیجے پر چوٹ ہے رقص کا وہ سمان بندھا کہ عاشقون کا دل بھی گنگنانے لگا۔ ؎

آفت جان ہی ترا سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
جی اُٹھے مردے ہزارون سُنکے گھنگرو کی صدا
واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

سارنگیان ہان مین ہان ملانے کو تیار۔ واہ بیوی اس خوش الحانی کے نثار طبلہ نواز کمربستہ خدمتگزار۔ گرد اگرد تماش بینون کی قطار۔ دوسری جانب قوّال حقانی غزلین گاتے صوفیون کو وجد مین لاتے ہین کسی اہل دل کو حال آیا کوئی آنکھون مین آنسو بھر لایا ہو حق کا نعرہ بلند ہی۔ سرود و غنا کا لطف دو چند ہی۔ ایک سمت ساقیون کا گرم بازار۔ دوکانین دھوان دھار۔ چلم پر چلم بھری جاتی ہی۔ دم پر دم پڑتے ہین۔ ناتوان نوجوان نشہ کے زور مین عجیب لوچ سے اکڑتے ہین۔ بسنت نے بھی اچھا رنگ جمایا ہی چنڈو بازون تک نے زعفرانی بنایا ہی لباس در کنار جسم تک زعفرانی ہین۔ بیمار دعا مانگنے آئے تو وہ بھی یرقانی ہین۔ بگھیون کی آمد و رفت سے وہ دھول وہ خاک وہ گرد وہ غبار ہی کہ دم لینا دشوار ہے۔ سانس باہر نکلتے جان چراتی ہی کیون نہو آخر ہولی خاک اُڑاتی آتی ہے۔ الٰہی جس طرح بسنت آیا ہولی بھی آئے قلم جادو رقم جی کھولکر خاک اُڑائے۔ ہمارے رنگیلے جوان حسینون کے سنگار دان میان آزاد اور اُنکے دوست بسنت کی بہار پریون کے نکھار۔ مہ جبینون کے سنگار۔ میوون کے انبار بادہ نوشون کی تکرار۔ کہارون اور کلارونکی جوتی بیزار۔

نسیم مشک بیز و عنبر بار شمیم زلف مہوشان گلعذار زعفران پوشون کی قطار۔ جلسۂ مسرت آثار۔ زرد زرد لباس عطر کی بو باس دکانون کی بناوٹ گردن کی سجاوٹ۔ قوّالون کی نازک آواز مطربون کی جادو طرازیان۔ خوش گیون کی لفاظیان عاشق تنون کی نظارہ بازیان دیکھ کر چل کھڑے ہوے تو ایک نئی قطع نئی وضع کے بزرگوار سے مڈبھیڑ ہوئی بڑے عیار بڑے تجربہ کار۔ بڑے جہان دیدہ۔ بڑے سن رسیدہ بڑے خرانٹ گرگ باران دیدہ۔

خرانٹ۔ آئیے آئیے یون آئیے۔ اے حضرت تکلف سے بندۂ درگاہ کو نفرت ہی۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

خوب ملے واللہ شریف کی صورت پر عاشق ہون چین و ماچین ختن و ختین۔ سمرقند اور خجند۔ تاتار اور سبزوار۔ لاسا اور کوکانار ہند اور سند۔ ھسپانیہ اور رمانیہ روم و شام۔ طوس و جام کوہ قاف اور موسلی باف۔ الغرض ساری خدائی کی۔ بندۂ درگاہ نے خاک چھانی ہے اور تو یار جانی ہے سفر کا حال سن گھنگرو بولے چھین دل خراش سینہ پاش پاش رود نیل کی روانی بھری برسات مین طغیانی۔

شاہونکی وہ جا ہی تاجدارونکی ہی
مسکن پس مرگ ذی وقارونکی ہی
حیران ذہن رسا کا حوصلہ پست ہے
رفعت یہ مصر کے منارونکی ہی

یہ تقریر سنکر آزاد کے ہوش پتر اگئے سمجھے کہ کوئی پاگل پیچھے کا ساتھ ہوا۔ وحشت دل کا علاج ہاتھون ہاتھ ہوا۔ یا کوئی مقدس بزرگوار ہین۔ معمر و تجربہ کار ہین۔ مگر جنون کے ایسے آثار ہین اتنے مین خرانٹ نے پھر بڑ شروع کی۔

خرانٹ۔ سنو یار۔ عرض خاکسار۔ ہم سو رہین تم جاگو۔

پھر ہم اُٹھ بیٹھین تم سورہو سفر دور و دراز ہے سوتے جاگتے ٹھہرتے بھاگتے راہ کاٹین سفر کا اندھا کنواں اُنھین انیئون سے پاٹین اب ریل ایک اسٹیشن پر ٹھہری اور خرانٹ نے ایک خوانچے والے کو بُلایا -

خرانٹ - کھٹیان کتنے سیر - برفی کا کیا بھاؤ - لڈو پیسے کے کتنے بولو جھٹ پٹ ورنہ ریل چلی جائے گی -

خوانچے والا - آپکو سودا تو نہین ہو گیا ہی - آپ مٹھائی خریدتے ہین یا جھگڑا چکاتے ہین - الغرض تین چار آنے کی مٹھائی لی میان آزاد کو کھلائی - اور سقے سے پانی پلوایا - ریل پھر سن سے چل کھڑی ہوئی

خرانٹ - بھائی اب سو رہو ہم اسباب تاکتے ہین -

اُسکے بعد میان آزاد سے ایسی میٹھی میٹھی باتین کین کہ وہ بھی باغ باغ ہو گئے اور دوست صادق سمجھ کر لیٹ رہے لیٹے تو ایسے سوئے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا - ؎

بھاگے جہان وہان نہ بزن اور بکٹ ملا | لُٹ پٹ کے گھر کو آئے تو ٹھگ کا ٹکٹ ملا

کئی دن کے تھکے ماندے تو تھے ہی سوئے تو گھوڑے بیچکر - سر و پا کی خبر نہین فردون سے شرط کی تھی خرانٹ نے وہ لفاظی کی کہ آزاد اٹاچت ہو گئے وہ ایک کائیان دنیا بھر کا نیار یا اُنکو غافل پایا تو بوریا بدھنا اُٹھایا اور چلتے ہوئے اُنھون نے کروٹ تک نہ بدلی جاگے تو کب جب ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند | تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

بدحواسی کے عالم مین اُترے تو اسٹیشن کو سر پر اُٹھایا - اور وہ غل غپاڑا مچایا کہ زمین کو زلزلہ آ گیا - در و دیوار تھرا گئے انسان دھوان کانپ اُٹھے دہائی ہے سرکار کی - لوٹ لیا اب کبھی ٹکٹ بابو کے پاس جاتے ہین کبھی کانسٹبل پر چلاتے ہین کبھی اسٹیشن ماسٹر کے کمرے مین غل مچاتے ہین - ادھر اُدھر تلاش کیا مگر خرانٹ کہان وہ یہان سے ۴۸ - کوس پر تھے رو پیٹ کر بیٹھ رہے بابو نے ٹکٹ لیا - اور اُنکو سیدھا راستہ بتایا چلے تو سینہ بریان با دیدۂ گریان یا الٰہی کدھر جاؤن - بار خدا چو رسینہ زور کو کہان پاؤن پاؤن تو کچا ہی کھاؤن - یہ پردیس کا واسطہ نیا شہر اپنا نہ پرایا - خویش نہ بیگانہ - ایک قدم تک چلنا دوبھر تھا - مگر قہر درویش بر جان درویش - ناچار ٹھوکرین کھاتے چلے جاتے تھے - ایک چوراہے پر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے ایک جوان طناز دور کا مشکی گھوڑا پھیکتا چلا آتا ہی - اور سمند و غا پسند ایسا سرپٹ جاتا ہی کہ ہوا اُسکے غبار تک کو نہین پہونچتی - ایک کونے مین دبک رہے کہ ایسا نہو کہین جھپیٹ مین آ جائین - اور وہ پشتک کھائین کہ ہاتھ پاؤن ٹوٹے یا سر پھوٹے - اتنے مین سوار انکے کلے پر آن کھڑا ہوا - جھٹ گھوڑے کی باگ روکی - اور انکی طرف نظر بھر کر دیکھنا شروع کیا - یہ چکرائے کہ الٰہی خیر - یہ شخص تو بے طور گھور رہا ہی - خدا پناہ مین رکھے اب ہنٹر دیا ہی چاہتا ہے موے پر سو دُرّے - اُس سوار کی قطع وضع پر جو اُنھون نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ آدمی شریف خوش پوش حسین وجیہ اور جری ہے اور گھوڑے پر تو ایسا جمتا ہی کہ سبحان اللہ -

جوان - کیون حضرت آپ کسی کو پہچانتے بھی ہین - اِس بھولے کے قربان - خدا کی شان - آپ اور ہم کو بھول جائین - یہ معاملہ کیا ہے -

آزاد - میان تمھین دھوکا ہوا ہوگا - مین صورت آشنا بھی نہین مین تو ایک غریب الوطن غمزدہ - دل شکستہ خستہ و خراب مسافر پردیسی ہون -

جوان - کیا ! غمزدہ ! تمھارے دشمن - دل شکستہ ! خدا نہ کرے - خراب وخستہ ! جو تمھاری طرف دیکھ نہ سکے -

یہ کہہ کر وہ جوان طناز سمند باد رفتار سے اُتر پڑا اور میان آزاد سے
چمٹ گیا - میان آزاد حیرت مین ہین کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے جوان نے
مسکرا کر کہا کہ یار تم ہمارے ہم مکتب ہو - یاد ہے کالج مین ہم تم
ایک ہی درجے مین پڑھتے تھے - وہ کشتی پہ ہوا کھانے جانا
اور دریا کے مزے اُڑانا - وہ مداری خوانچے والا وہ اُقلیدس کے
وقت اُڑ بھاگنا - منطق سے جی چُرانا - سب بھول گئے تب تو
میان آزاد خوب بغلگیر ہوے اور رو دیے - یہ خوشی! -

جوان - تمھین یاد ہوگا کہ جب انٹرنس کا امتحان دینے کو تھا تو
میرے پاس دس روپیہ کا ٹھکانا نہ تھا کہ فیس بھیجتا - سرگردان و
پریشان اِدھر اُدھر تلاش زر مین بھٹکتا پھرتا تھا کہ راہ مین اسپتال
کے پاس تالاب پر تم سے مڈبھیڑ ہوئی اور تم نے میرے حال زار پر
رحم کر کے دس روپیہ کی فکر کر دی - درجۂ اول مین بندہ پاس ہوا
اور پھر تمھاری پرورش سے بی - اے تک پڑھا اور ڈگری پائی -
اب مین یہان دو سو روپیہ ماہواری پاتا ہون اور تمھاری
بدولت دندناتا ہون لیکن تمھاری صورت سے مایوسی اور وحشت
برستی ہے اسکا کیا سبب ہے -

آزاد نے اپنا سارا دُکھڑا کہہ سُنایا اور کہا کہ بھئی تو ہی اس کاڑھے
وقت پر آڑے آیا -

جوان - تعجب ہے کہ ایسا تجربہ کار آدمی اور اتنا جھونڈا حکیم
کھائے اور پھر دن مین آ جائے - ارے میان مسافر کا اعتبار کیا
ریل پر بڑی ہوشیاری لازم ہے - مسافرت خالہ جی کا گھر نہین کیل
کانٹے سے درست آٹھون گانٹھ کُمیت ہونا چاہیئے - لے
اب کان پکڑو کہ پھر کسی مسافر کی دوستی کا اعتبار نہ کرینگے لاحول ولا
قوۃ - واللہ اسوقت تمھاری حالت دیکھ کر ایسا رنج ہوا ہے کہ بیان سے
باہر - تم تو ساری خدائی کے نیارے تھے - ایسا غچا کھا گئے ہو
اگر مین راہ مین نہ ملتا تو خدا جانے تمھاری کیا حالت ہوتی چلو
اللہ نے بڑی خیر کی - کپڑے تک اُتار لے گیا - اور آپ کو
ہوش ہی نہین یہ بیخبری -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص نے میان آزاد سے آنکھ
بچا کر پوچھا کیون قبلہ اولڈ ٹام کو خالی پیتے ہین یا سوڈا واٹر ملا کر
اکثا ممبر دن مین تو ہم نے لمنیڈ ملایا ہے - مگر اولڈ ٹام کا حال نہین
معلوم) شراب کا حال سننا تھا کہ آزاد کے بدن پر رونگٹے کھڑے
ہو گئے اور بڑی دیر تک حضرت لکچر دیا کیے کہ خبردار شراب نہ پینا
ورنہ دھوبن کان پکڑے گی کلوارن دھبین جڑیگی - آبرو خاک
مین ملجائیگی شراب خواری ستم ڈھائے گی - الغرض وہ جوان اپنے
محسن میان آزاد کو اپنے گھر لے گیا - ہ

نہ تو شیشہ ہی ملا اور نہ ساغر پایا
ساقیا لے تری محفل سے جیے پھر پایا

میان آزاد اور کہین دو دن جم کر ٹک جائین - معاذ اللہ کیا
مجال ایسے سیلانی اور کسی خاص مقام پر بستر جمائین استغفر اللہ مجال
انکے پانون مین تو پرکار کی گردش تھی - چلتے پیر کی بیعت لائے
تھے - سیر ہو سپاٹا ہو - سفر ہو رپاٹا ہو تو چین آئے ورنہ
پانون سوج کر کپا ہو جائے - بھئی واللہ کیا اُنچی بات ہے
ایک دن اپنے لنگوٹیے یار کے ساتھ رنگ رلیان منا رہے
تھے اور خوشی کے شادیانے بجا رہے تھے کہ دفعتًہ ان کے
پانون پر سنیچر سوار ہوا پھر کیا تھا عقل کو رو بیٹھے اب تو شیطان نے
دور سے اُنگلی دکھائی چل چلاؤ لگ رہا ہے - تلوے کھجلانے لگے
جوتے پر جوتا سوار ہو گیا سفر کا بھوت سر پر چڑھ بیٹھا بادیہ پیمائی کی
دُھن سمائی اللہ ری وحشت - ہ

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سوچے کہ یارسے کہین یا چپکے سے چلدین کسی کو کانون کان خبر نہ کرین بوریا بدھنا سمیٹ جنگل کی راہ لین کہین بہنین اور سفر ہی مین سر دھنین مگر دل نے سمجھایا کہ جائین ڈنکے کی چوٹ گا بجا کے - محلہ والون کو جتا کے ورنہ کہین اڑوسی پڑوسی کہین گے کہ اچھے بوٹیا چور تھے آئے تو اسطرح جیسے بھونچال گئے تو اسطرح جیسے سگ زرد برادر شغال - آخر کار دل مین ٹھان لی کہ جائین گے اور بیچ کھیت جائین گے مگر یار سے مافی الضمیر نہ چھپائینگے -

آزاد - حضرت سلامت نے لبس اب رخصت - ایک جگہ بیٹھے بیٹھے بھپھوندی لگ گئی پانون مشتاق دشت نوردی ہین بادۂ سفر خم کدۂ دل مین جوش زن ہے گلگون خیال جولانگاہ بادیہ پیمائی مین سُبک پویہ ہے - عشرتکدہ مین دو چار دن خوب گلچھرے اڑائے پلاؤ اور زردے پر بڑھ بڑھ کر ہاتھ لگائے - مگر اب یہ صحبت کاٹے کھاتی ہے طبیعت اُچاٹ ہوتی جاتی ہے - یہان شوق شراب خواہش ساقی - یار زندہ وصحبت باقی - ؎

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر	پھر ملین گے اگر خدا لایا

یار - نیا رنگ لائی گلھری - کیا دماغ پر گرمی چڑھ گئی - یا جنون نے زور کیا اب کی فصل بہار خیر سے گذرے تو تربت مجنون پر پھولون کی چادر چڑھانا اہل وحشت کا کیا ٹھکانا - ہوش کی باتین کیجیے بہت وحشت کی نہ لیجیے - جانا اور آنا اور ملنا اور ملانا کیا بچھڑے ہوے البتہ ملتے ہین - ہم تم تو آمنے سامنے بیٹھے ہین

آزاد - ہم تو اس طرح جائین جیسے روح تن سے یا جوانی کا بل پیرون کے بدن سے - یا بوے گل چمن سے یا بردہ فروشی کی رسم یمن سے - ؎

درویش رواں رہے تو بہتر	آب دریا بہے تو بہتر
عقل اور جنون کا سامنا کیا	مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا

تمکو شکر لبان عنبرین چہرہ ہمکو سفر اور جنگل کا بسیرا مبارک خدا حافظ - ؎

کب سبکدوش رہے قیدی زندان وطن	
بوے گل پھاندتی ہے باغ کی دیوارون کو	

جب میان آزاد نے دیکھا کہ ان کے یار بھی دُھن کے پکے ہین تو بات ٹال دی اور قہقہہ لگا کر کہا (لے واہ حضرت آ گئے نہ جھانسے مین) ع

اب تو سودا نے ترے در پہ بٹھا یا زانو

بیٹھے تو ایسے جیسے نقش قدم اُٹھنا فنا پر موقوف) الغرض تتو تھمبو کرکے انکو ٹالا - جب وہ خراٹے لینے لگے تو خدام با ادب سے مانگا کاغذ دوات وخامہ

مانگا کاغذ دوات وخامہ	جھٹ پٹ موزون کیا یہ نامہ

بگڑے دل کے خدمتگار کو میان آزاد نے یہ نامۂ منظوم دیا اور چل کھڑے ہوے - ؎

اُکتا گیا جی یہان سے بھائی	پھر چلنے کی دل مین جھک سمائی
ایسی صد ہا پڑی ہین اُفتاد	روکے سے کہین رکے ہین آزاد
گردش مین ہے اندنون جو اختر	پانون پہ سوار ہے سنیچر
کیا تم سے کہون مین یار کیا ہون	چلتا پُرزا بنا ہوا ہون
چھپر پہ دھرا ہے عیش و آرام	سیاحون کو ایک جا پہ کیا کام
بس ہے یہی لطف زندگانی	دانہ ہو نیا نیا ہو پانی
چشمہ نہ بہے تو شمین ہو آگے	خنجر نہ چلے تو مورچہ کھائے
اجسام مین دل چلے تو بہتر	گردش خون مین رہے تو بہتر
گردش سے زمین نے اوج پایا	افزون ہوا مہر ومہ سے پایا
کھلتے ہین کہین وطن مین جوہر	کیا قدر گہر صدف کے اندر
ہر چند کہ صورت سقر ہے	پر گلشن شجر ان سفر ہے
ہر رنگ کے گل کھلے ہوے ہین	میوون سے شجر لدے ہوے ہین
جو پھول کہ خوشنما نظر آئین	بھر بھر کے وہ جھولیون لیجائین

جو میوے لطیف دل کو بھائین
کھائین خود غیر کو کھلائین
گُل سے تو مرا دیان ہی فیشن
میوٗون سے غرض ہی علم اور فن
نا فہم کرے سفر کو مطعون
جانے کیا شیخ زنخ صابون
لیتے ہین خبر اِدھر اُدھر کی
اب پھرتے ہین سدّھیان سفر کی
پھر سیر کی ٹھن گئی ہی جی مین
ہم کو تو مزہ ہے دل لگی مین
سیٹی بجی ریل کی مری جان
لو جاتے ہین اب خدا نگہبان
اب تو اپنی جگہ سے ہُمسے
جیتے ہین تو پھر ملین گے تم سے

یہ لکھکر خدمتگار کو دیدیا اور کہا جب میان جاگین اُنکو دیدینا اور عمامہ باندھ کپڑے پہن کمر کس - چوکس ہو گئے یہ جا وہ جا -

نیچریہ شاعری

میان آزاد ایک مرتبہ سیر کرتے ہوے ایک شہر مین داخل ہوے اور ہوٹل مین فروکش ہوے جھٹپٹے وقت ہوا کھانے چلے تو دیکھا سرا کی ایک کوٹھری کے برآمدے مین چار پانچ سفید پوش فرش مکلّف پر بیٹھے عظیم اللہ خانی حقے مشکبو دھوان دھار اُڑا رہے ہین اور گلوری چبا رہے ہین - مگر سب موزون طبع شعرا نازک خیال و شیرین مقال - حامی - علاّمی - فہاّمی - وقّاد و جواد - ایک شاعر نے کہا کہ بھئی ہم تینون کے تخلص کا وزن ایک ہی - علامی - فہامی - اور حامی - مگر تم دو ہی ہو - وقّاد و جواد ایک شاعر اور آجائے تو چہار گُدم کی خوب ٹھہرے - اتنے مین میان آزاد تڑسے ہو پہنچ گئے - اپن ! آپ کون شاعر غرا پوچھا - آپ تخلص کیا کرتے ہین - فرمایا آزاد - تب تو ان سب کی باچھین کھل گئین کہ اچھا قافیہ ملا لو صاحب - اب جواد - وقاد اور آزاد یہ تین شعرا بھی ہم قافیہ تخلص والے جمع ہو گئے بھئی خوب آئے واللہ آپ ہی کی کسر تھی - اب شعر خوانی ہونے لگی ایک شعر پڑھتا ہے باقی داد دیتے ہین - ای سبحان اللہ واہ

میر صاحب - یہ حضور ہی کا حصہ تھا - حاصل زمین - بارک اللہ کیا خداداد طبیعت پائی ہی - واللہ کیا ذہن کی رسائی ہی - پھر فرمایئے گا حضرت خدا کی قسم قلم توڑ دیے کیا روزمرہ ہی - ہائے اس بول چال کے صدقے - واللہ کیا خوب تقسیم ہی - ٹوپیان اُچھل رہی ہین - کوئی جھومتا ہی کوئی وجد کرتا ہی -

آزاد - میان سنو - اینجانب اس شاعری کے قائل نہین ہین ہمین نیچریہ کلام پسند ہی - یہان اس شاعری کے معنی ہی سمجھ مین نہین آتے آپ لوگ تو زبان پر مرتے ہین اور ہم خیالات پر جان دیتے ہین - ہائے شاعری تو انگریزی پر ختم ہی - نیچر نیچر ہائے نیچر وائے نیچر نیچر کہان پایئے - گل و بلبل کا عشق معشوق کے قد کو تاڑ بنایا اور دربردہ کل طویل الخ کی پھبتی سنائی -

فہامی - اخاہ آپ نیچریے ہین اینیے اور دبیریے تو سنتے تھے اب نیچریے پیدا ہوے غضب خدا کا ایسا کلام دلکش پسند نہین یہ اُن شعرا کا کلام فصاحت التیام ہی جو بغیر شعر گوئی کے جنکا سب کلمہ پڑھتے ہین بلکہ خدائے سخن تھے -

آزاد - بندہ صاف گو صاف باطن آدمی ہی لگی لپٹی نہین رکھتا یہ شاعری نہین خبط ہی بے تکا پن ہی مبالغہ بھی تو کتنا کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے لے اب کان کھولکر نیچریہ کلام سنو - اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ سرا بھر گونج اُٹھی - پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے - بڑی دیر تک ہنسی ضبط نہو سکی -

فہاّمی - واہ قبلہ واہ - آپکی نیچریت کے صدقے اچھی گٹ پٹ ہی

آزاد - حضرت شیخ کیا جانین صابون کا بھاؤ - اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھین کھونا بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے

میان آزاد نے اپنی نیچریہ شاعری کی تعریف کے وہ پل باندھے کہ بحر ظلمات پٹ جائے - تعریف کیا ایک سمندر کا سمندر تھا

جبکا اور نہ چھوڑ ممکن کیا کہ کوئی تھاہ پائے ادھر وہ پانچون اردو کی شاعری پر عش عش آتش و میر کے روزمرے پر عش عش کرتے تھے - ناسخ کی بلاغت انیس کی فصاحت - ذوق کی تشبیہ غالب کے کلام ادق و خیالات نفیس - مومن کی زبان سلیس امیر کے استادانہ کلام کی بڑھ بڑھ کر تعریف کرتے تھے - اب فرمایئے فیصلہ کون کرے بھٹیارن جھگڑا چکانے سے رہی - بھٹیارا لگانس چھیلنا جلنے شاعری علم دریا ہو - آخرکار فریقین کی راے یہ قرار پائی کہ شہر چلیے جو پڑھا لکھا آدمی پہلے ملے وہی حکم جو کہدے آمنا و صدقنا منظور - سب نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلنے ہی کو تھے کہ بھٹیارن نے انکو للکارا اور جھپٹ کر میاں جواد کا دامن لیا میان یہ تتے کسی اور کو بتانا - ہم بھی اس شہر مین اتنے بڑے ہوے ہین ہون تو ابھی آیکی لڑکی کے برابر ل سیکڑون ہی کھونون کا پانی پی ڈالا پہلے کوڑی کوڑی بائین ہاتھ سے رکھو جایئے پھر اسباب اٹھایئے اور تشریف کھسکایئے -

علامی - بدبخت یہ شریف بھلے مانس ہین - دو پیسے کیواسطے کہین شرفا ایمان بیچا کرتے ہین - چلو دامن چھوڑ دو ابھی دم کے دم مین آئے -

بھٹیارن - اس دم مین بندی نہ آئے گی - ایسی بالون مین نہ آنے کی ایسے بڑے ساہوکار رکھرے اسامی ہو تو ایک گنڈا چھپکے سے نکال دو نہ - اے واہ میان - بڑا اکڑا پن دکھاتے ہین - یہان اس ۱۹ - برس کی عمر مین ہزارون ہی چراڈالے ہونگے -

وقاد - یہ مڑ چڑی ہی یا بھٹیارن - عورت ہی یا ڈائن - اری سواری صاحب للہ اس سے پیچھا چھوڑاؤ ورنہ ریش مبارک پر ہاتھ ڈالا ہی چاہتی ہی بھئی ایسی بھٹیارن دیکھی نہ سُنی

بھٹیارن - میان کچھ بدھے تو نہین ہوے ہو - یا بلی نانگھ کر گھر سے چلے تھے - یہ الم کاف ذری زبان سے نہ نکالو - ہون چھوٹی تو کیا ہوا پرسیں کی گانٹھ ہون میرے کاٹے کا منتر نہین -

میان جواد آدمی تھے صلح کل جب اُنھون نے دیکھا کہ آفت مین دھرے گئے تو کہا بھئی تم پانچون جاؤ ہم یہان بی مہترانی کی تشفی کے لئے بیٹھے ہین اور ابھی ہماسنے پر ابھی دیتے جائین گے تم لوگ نپٹ آؤ - خیر وہ سب تو اُدھر چلے اور جواد سراہی مین زیر حراست بی بھٹیاری رہے دو چار منٹ بعد پکارتے ہین کہ بی مہترانی - بی مہترانی - مین لٹیا ہون کہین ایسا ہو - پیٹ مین چوہے دوڑتے ہین کہ رفوچکر ہوے - پھر تین منٹ کے بعد گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے - بھٹیارن بھٹیارن - ہم بھاگنے والے اسامی نہین تم بیفکری سے دال بگھارو جب بار بار اُنھون نے چھیڑنا شروع کیا تو وہ آگ بھبھوکا ہو گئی -

بھٹیارن - میان مین ایسے دو پیسے سے درگذری - بلی بخشتے چوہا لنڈورا ہی جیے گا - تم نے تو غل مچا مچا کر میرا کلیجہ پکا دیا ناکون دم آ گیا - آپ جائین بلکہ کٹھیا سمیت دفان ہون تو مین خوش میرا اللہ خوش - یہ بات وہ بات نکالا میرے ہاتھ ای واہ دیکھی تیری کالپی اور باون پورے اجاڑ میان ہون تو ابھی جمعہ جمعہ سات و آٹھ دن کی پیدائش - مجھے تو نگوڑی کبھی کبھی نہین آتی تل ناک پر تو کبھی بیٹھنے دیتی نہین -

ادھر تو میان جواد سادہ دلی سے بی بھٹیارن سے چہل کر رہے تھے ادھر سُنیے وہ پانچون سرا سے چلے تو راہ مین سناٹا - آدمی نہ آدم زاد چلتے چلتے ایک مرد مقدس باریش مخضب سے دو چار ہوے -

حامی - السلام علیکم -

مقدس - وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

حامی - یا حضرت مولانا ایک مسئلہ حل کیجیے تو احسان ہوگا

مقدس - عرض کرون پیر و مرشد خاکسار ایک ذرۂ بے مقدار اضعف العباد ہیچمیرز ہیچمدان دبستان نادانی کا ابجدخوان خاک پاے سخنوران نامی زلہ رباے خوان عسجدی و جامی - خاک بیز کوچۂ ناکامی ہے پس مخاطب بخطاب مولانا فرمانا ضعف العباد ناہنجار ننگ انام رذائل مستہلام کو صریح بنانا ہے مولانا ہونا ایک امر ہے ایس دشوار - فاعتبروا یا اولی الابصار -

حامی - آج خدا ہی ہمارا حافظ و ناصر ہے حکم بھی ملے تو ایسے واہ رے قسمت کی خوبی - قبلہ اگر اسی طرح دو چار بار انکسار کی باتین کیجیے گا تو بھور ہو جائیگا اور ادھر جاڑا ہمارے کو بھٹیار نخاس دکھائے تو عجب نہین - ہم دو بھی بات کے عاشق ہین سنیے آپ اسوقت قاضی اور آپکے گھر کے چوہے سیانے آپ ایک امر متنازع فیہ کا فیصلہ کر دیجیے اور دولت خانہ کا راستہ لیجیے اور ہم سب کے جد امجد کے جد امجد اور ان کے نانا جان کے جد امجد پر احسان کیجیے - وہ یہ کہ یہ حضرت آزاد نیچریہ شاعری کا جلسہ کرتے ہین اور ہم چارون اردو شاعری پر جان دیتے ہین -

مقدس - یہ تو کوئی غور طلب مسئلہ اوق نہین کہ غور و تعمق کا محتاج ہو - آپ چارون کا فعل عبث ہے آپ سیدھے دار الشفا جائیے اور فصد کھلوائیے شاعری پر جان دینا کار عقلاے دہر نہین فعل حمقاے روزگار ہے - جان عطیہ حضرت ایزد کردگار ہے اسکو اسی کی راہ مین صرف کرنا فرائض انسانی ہے ورنہ شعر و سخن پر جان دینا خریت اور حماقت کی نشانی ہے - باقی رہی سری نوع کی شاعری - اسکے نام سے اس نابکار و خلائق رو سیاہ کے کان آشنا نہین - یہ نیچریہ شاعری کس عالم اجل اور محقق کی تحقیق انیق ہے - یہ قسم جدید ہے - یا عتیق ہے بینوا و توجروا -

اس بینوا و توجروا پر پانچون ہنس پڑے اور اس زور سے قہقہہ لگایا کہ مولانا صاحب کفش کو سر پر رکھ کر جبہ و دستار کو سنبھالتے چلتے ہوے اب سراپا دآئی اپنا سا منہ لیکر ناک کی سیدھ پر لو کدم بھاگے راہ مین آزاد نے کہا کہ بھئی سنو غزل مسلسل بندہ درگاہ کو البتہ پسند ہے یہ نہین کہ پہلے مصرع مین شہید ہو گئے دوسرے مین بوسۂ لعل شکر خا کے خواستگار ہین مطلع مین معشوق کے خط آنے کا دکھڑا رویا - مقطع مین محرم آب روان کی تعریف کی اب غزل مسلسل سنیے - ع

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا
بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا

وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی
زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکالے تھے دو چاند اسنے مقابل
وہ شب صبح جنت کا جسپر گمان تھا

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرحناک تھی روح دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین
مکان وصال کا اک طلسمی مکان تھا

حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی
کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا

کیا تھا اسے بوسہ بازی نے پیدا
مگر کسطرح سے جو غائب دہان تھا

حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
نہان جسکو سمجھے ہوے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

اہو ہو ہو واللہ کیا غزل ہے - پھڑکا دیا - روح شاد ہو گئی الغرض وہ سب سرا گئے اور آزاد ہوٹل ہو پہنچے سرا مین داخل ہوے

اب ادھر انکے یار وفادار کا حال زار بغور سنئے یہ جو حسب معمول تڑکے گجر دم آنکھیں ملتے پلنگ سے اٹھے تو سب کے سب غائب غلہ -

میان جواد

وہ شعرا دل لگی دیکھنے کے لئے اس دن سرا نہ گئے تاکہ میان جواد اور بھٹیارن مین گلخپ ہو اور یہ دل لگی دیکھین بھٹیاری سے ملکر اسباب بھی غائب کر دیا -

جواد - غیاث (خدمتگار)

خدمتگار - حضور الغیاث - الغیاث -

جواد - این! یہ کیا سنائی -

خدمتگار - پیر و مرشد غلام کی تو جان پر بن آئی -

جواد - یہ جان پر بن آنا کیسا -

خدمتگار - خداوند چل دے گئے اور اسباب بھی کھسکا دیا -

جواد - یہ پہیلی تو ہمارے فرشتہ خان کے بوجھے بھی بوجھی نہ جائے گی -

خدمتگار - جب آفتابہ اور دیگچی ڈھونڈھیے گا تو قلعی کھل جائے گی -

جواد - کیا آفتابہ اور دیگچی بھی غائب ہے -

خدمتگار - جی حضور ذرا اٹھیے تو میان وہ لے دے کے چلدیے -

جواد - ارے تمنے جانے کیون دیا - ٹانگ کیون نہ لی -

خدمتگار - ٹانگ لینے کے لیے گلا ٹانگ پالیے - آپ تو پاس لیٹے ہوئے تھے آپنے ہی ٹیٹو ایسا ہوتا مجھپر آپ ناحق کو خفا ہوتے ہین تب تو حضرت بہت ہی گھبرائے - رنگ فق ہو گیا چو طرفہ ڈھونڈھنے لگے - الغرض کنوؤن مین بانس پڑے مگر کہین تھاہ نہ پائی تو وہ شوخ بھٹیاری کیا کہتی ہے حضور ہمنے اول ہی کہدیا تھا کہ حضور چھٹ یہ موئے سرکے سب بڑے خورندے ڈال کے ٹوٹے ہین باورچی خانہ چٹ کر جائین اور لنگوٹے ڈکار تک نہ لین چھنو تو غفی غفی دو چپاتیان کھانے والے وہ بڑھ بڑھ کر ہاتھ لگانے والے وہ تو کہو موئے آفتابہ ہی کے ہاتھ لگی نہین وہ تو مچھر تک چٹ کر جاتے - میان جواد سخرہ پن مین طاق - ضلع جگت مین مشاق دل لگی چہل مین شہرہ آفاق تھے جھپ سے تک ملا گردن ہلا ہلا کر ایک نامہ لکھا -

اے انجن ریل رہ نوردی　　اے بچیہ چھکڑہ دو بردی
اے کاگ جھنڈہ [illegible]　　اے برق جھنڈہ بریگیڈ
اے رشک خرام ریل گاڑی　　اے رکش ناگن پہاڑی
اے رنگ و بو برنگ و ڈول　　اے گولۂ توپ جنگ کابل
اے تیر کمان ملک ایران　　اے برش خنجر صفاہان
اے جوش آبال گرم [illegible]　　اے قلقل بوتل برانڈی
اے ریگ روان دشت [illegible]　　اے چنگاری سنگ چقماق
اے خضر کوے [illegible] دشت　　اے رشک جہانیان جہان گشت
اے شوخی ناز مہ جبینان　　اے طرز خرام نازنینان
بعد از شوق لقائے صوری　　دو دو باتین سنو ضروری
کیون جی یہی شرط دوستی تھی　　جو کچھ مرے ساتھ آپ نے کی
غیرون کو تو راستہ بتایا　　یارون سے بھی راز دل چھپایا
چار آنکھون کی بھی فقط مروت　　بس دیکھ لی آپ کی محبت
دہشت نے جو ہاتھ پاؤن پھیلائے　　ایڑی گھسنے کو تلوے کھجلائے
تم کیا کہو تیرھوین صدی ہے　　ہر ایکی کا بھی بدی ہے
معلوم ہوا کہ تم ہو بے پیر　　چلنے مین کڑی کمان کے تیر
جس جا سے چلا کہین نہ اٹکا　　یہ پاؤن مین یا گھڑی کا کھٹکا
جو کچھ دیکھی بہت سفر مین　　نقطے کا ہے بل سفر سفر مین
برباد کرو نہ مفت جان کو　　صحرا کی نہ خاک دھول پھانکو
کچھ کام نہ آئینگے یہ خم دم　　غربت مین نہ یار ہین نہ ہمدم

احسان کیا ہم پہ تم نے جانو — اب بھی لوٹ آؤ بات مانو
اب مانو نہ مانو تم ہو مختار — پچھتاؤ گے یار آخرکار
یہ کیا روش اختیار کی ہے — دانشمندی یہ کون سی ہے
کیا لطف نہ آؤ تاؤ دیدن — زردادن و درد سر خریدن
چانڈو کی قسم تمھیں پلٹ آؤ — بابو کی قسم تمھیں پلٹ آؤ
افیون ہی کو کھاؤ گر نہ آؤ — گانجے کو جلاؤ گر نہ آؤ
آئے نہ تو ٹلے ہی کو پیٹے — کتوں ہی کی لاش کو گھسیٹے
سوگند تمھیں مدک کی آزاد — ہے تم کو قسم سٹک کی آزاد
لوٹ آؤ کہیں میاں خدارا — تکلیف کرو ذری گوارا

رکتا ہے اسی دعا پہ خامہ
بن جاؤ تمھیں جواب نامہ

ایک دن بازار کی طرف جا نکلے تو ایک مکتب خانہ نظر سے گذرا ٹوٹا پھوٹا مکان۔ پرانا دھرانا دالان۔ دیواریں بابا آدم کے وقت کی ایک مولوی صاحب قیامت کے ہمعصر بیٹھے ہل ہل کر پڑھا رہے ہیں اور بیس پچیس کم سن لڑکے رٹل قافیہ اڑا رہے ہیں ایک لڑکے نے دوسرے کی چاند پر تڑ سے دھپ جمائی کسی نے چپت لگاؤ پر زناٹے سے دھول لگائی۔ مولوی صاحب پوچھتے ہیں ارے یہ کیا ہوا۔ جی کچھ نہیں مولوی صاحب تختی گر پڑی تھی ایسا تختی کی آواز تھی۔ جی ہاں اور نہیں تو کیا۔ اتنے میں دو چار شریر لڑکوں نے آپس میں منھ چڑھانا شروع کیا۔ دیکھئے مولوی صاحب یہ منھ چڑھاتا ہے۔ نہیں مولوی صاحب یہ چھپک مارتا ہے اور ان کا مولوی صاحب میں بھی دیکھتا تھا۔ نہیں مولوی صاحب یہ تو گر گیا تھا دو جانے والے کی ایسی تیسی۔ مولوی صاحب نے کیا خوب فیصلہ کیا کہ چپ رہو (بک بک بک بک) آتا ہوا کی طرف دیکھ۔ اچھا قضیہ چکایا۔ غل غپاڑے کی آوازیں بلند ہیں کہ آسمان کی خبر لاتی ہیں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی جدھر دیکھو چل پون کاؤں کاؤں ڈھول ڈھپا لپا ڈگی۔ جوتی پیزار۔ جھگڑا تکرار مگر سب کے سب ہل ہل کر بڑبڑاتے جاتے ہیں کتاب تو وہی چار پڑھ رہے ہیں۔ مگر واہی تباہی اناپ شناپ بہتوں کی زبان پر ہے۔

ایک۔ آج شام کو میں بانے کی کنکیاں ضرور لڑاؤں گا۔
دوسرا۔ آغا تقی کے باغ میں کو الال ہے۔
تیسرا۔ ارے مانی تجھے گل بوٹے کی پہچان رہے۔
چوتھا۔ مولوی صاحب گو پیر ہوئے نادان رہے۔

پانچواں — سو پڑھوگے لکھوگے تو ہوگے خراب
جو کھیلوگے کودوگے ہوگے نواب

الغرض دس پندرہ لڑکے غل مچا کر بیہودہ بک رہے ہیں مگر سب کی آواز مل ملا کر خاک سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا خرافات بکتے ہیں ورنہ مولوی صاحب تجی سے ضرور خبر لیتے ادھر لونڈے یہ تاو فقرے اڑا رہے ہیں ادھر مولوی صاحب مزے سے اونگھتے ہیں دربار کے خلیفہ جی سوئی تاگا لئے ہوئے انگرکھے میں پیوند لگا رہے ہیں اللہ پوتے خلیفہ ہوگئے۔ آخرکار جب مولوی صاحب خواب خرگوش سے بیدار ہوئے تو ایک لڑکے کو بلایا۔ آؤ کتاب لاؤ سبق پڑھو تو وہ سر کھجلاتا ہوا گلستان بغل میں داب مولوی صاحب کے قریب جا بیٹھا اور سبق شروع ہوا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مولوی صاحب۔ چھیدا ذری چلم تو بھر لانا۔ شاباش بیٹا دیکھو دو تمباکو دھرا ہی لڑکے نے پھر کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہرمزرا گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہے معلوم نکردم ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابت من در دل ایشاں بیکراں ست و بر عہد من اعتماد کلی ندارند ترسم کہ

از بیم گزند خویش آہنگ ہلاک من کنند پس قول حکما را کار بستم کہ گفتہ اند قطعہ

ازان کز تو ترسد بترس ای حکیم	وگر با چو او صد برآئی بجنگ
ازان مار بر پاے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ

مولوی صاحب بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہین اور حقہ گڑگڑاتے جاتے ہین اب ترجمہ سنیئے - ہرمز کے تئیں کہتے ہین کہ وزیرون سے کیا خطا دیکھی تو نے کہ بند فرمایا تو نے گفت کہا گناہ ایک معلوم نہ کیا مین نے ولیکن اور لیکن بہ یقین ساتھ یقین کے دانستم جانا مین نے کہ خوف میرا بیچ دل اُنھون کے بہت ہے اور اوپر عہد میرے کے پورا نہ رکھا - ڈرتا ہون کہ خوف اپنے کے ڈر سے قصد بارڈالنے میرے کا کرین پس قول حکما کے تئیں کام باندھا مین نے کہ کہا ہے قطعہ اُس سے جو کہ تجھ سے ڈرے ڈر تو اے حکیم - جو ساتھ جنگ کے شکار مین بیچ لڑائی کے ہُس سے ساپ اور پاؤن راعی کے مارتا ہے - کہ ڈرتا ہے سر اُسکے کو کھوٹنے کے ساتھ پتھر کے -

ماشاء اللہ کیا ترجمہ ہے اور کیا روزمرہ ہے راعی کے معنی راعی کے تئیں کیا فصاحت ہے - ع - وگر با چو او صد برآئی بجنگ + کے معنی یہ بتائے گئے کہ اور جو ساتھ جنگ کے بیچ لڑائی کے ور برعہد من اعتماد کلی ندارند کا ترجمہ بھی سننے کے قابل ہے کہ اوپر عہد میرے کے پورا نہ کیا - اسی طرح نصف طلبہ نے مولوی صاحب کو سبق سنایا اور نصف نے خلیفہ جی کو خلیفہ جی نے مولوی صاحب کے بھی کان کاٹے - معلاتا غت ربود سے بھی بڑھ گئے - مصرع - شاخ درخت الا موتیہ + گو ہر درج گنج اسرار یم + کا ترجمہ یون بتایا ہر غا شام کے وقت ٹھنی پیڑ پہ گگڑون کرتا ہے اور اور اگرچہ ہر دُبا گنج کا اسرا ہے - اوصل علی کیون ہو - سے

گر ہمین مکتب ست و این ملا	کار طفلان تمام خواہد شد

دوپہر کے وقت لڑکے تختی لے کر بیٹھے - کوئی گیندے کی پتی تختی پر ملتا ہے کوئی مہرے یا کوڑی سے تختی کو چکناتا ہے - کوئی دوات صاف کرتا ہے کوئی قلم پر چاکو تیز کرتا ہے الغرض آدھ گھنٹے تک یہی ہوا کیا بعد ازان لڑکے لکھنے بیٹھے - مولوی صاحب نے کوٹھری سے کھٹولا نکالا اور دروازہ بند کرکے سو رہے - یہان خوب لپاڈگی ہوئی دو گھنٹے کے بعد مولوی صاحب چونکے کوٹھری کھول دیتے ہین تو یہان دو لڑکون مین چٹ پٹ ہو رہی ہے دونون گتھے پڑے ہین نکلتے ہی ایک پر دو سٹر لگانا شروع کئے - اب سنیئے کہ کرخوند بیل لڑکا بانی شر تھا اُس سے تو مولوی صاحب نہ بولے مگر دبلے پتلے بیچارے پر خوب ہاتھ صاف کیا دو چار تختیان دیکھین پھر سبق سنا - چلے چھٹی -

یا مظہر العجائب ہاتھی مع ہودا انعام

میان آزاد مکتب خانہ کی ہجو کرتے بربڑاتے دل ہی دل مین گالیان دیتے جاتے تھے کہ واہ یہ مکتب ہے یا منڈی لٹنے مین ایک رئیس باتوقیر کی عالیشان کوٹھی کی طرف گذرے تو حسن اتفاق سے اُسوقت رئیس موصوف عالمگیر کا یہ فقرہ پڑھ رہے تھے - (آدم خوب بدست می آید کشمیری درین صوبہ نیست کہ امقرر کنیم) میان آزاد تڑسے بول اُٹھے آدمی تو کھانچون ملین مگر قدردان کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے - دو رکیون چاہیئے ایک بندہ درگاہ کی موجود ہین - رئیس نے اشارے سے بلایا اور کہا -
(اچھا آؤ ادھر)

آزاد - ع - آتا ہون تیغے کو چڑھائے ہوئے کل پر -

رئیس - ماشاء اللہ آپ شاعر بھی ہین -

آزاد - جی اور چشم بد دور اپنے جناب ساحر بھی ہین -

رئیس - ہم سحر کے کبھی قائل ہی نہین ہوئے -

آزاد - بس معلوم ہو گیا کہ آپ کسی قوس ابرو کی تیغ نگاہ کے گھائل ہی نہین ہوئے -

رئیس - بھئی واللہ کتنے حاضر جواب ہو -

آزاد - تم بھی بے تکے پن مین انتخاب ہو -

رئیس - تم تو گالیان دینے لگے تو نوکری کر چکے بس ہوا کھایئے

آزاد - بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنایئے یہان ہی بات کے لاکھون پاتے ہین کہ ہر بات مین تک ملاتے ہین -

رئیس - اچھا آج سے آپ ہمارے مصاحب ہوے مگر سوتے جاگتے ہمیشہ قافیہ ہی مین جواب لین گے -

آزاد - دینگے اور پیچ کھیت دینگے -

تھوڑی دیر کے بعد رئیس نے بلایا - آزاد

آزاد - خانہ احسان آباد -

رئیس - اخاہ آپ ہین -

آزاد - جی اور نہین تو کیا آپکے باپ ہین -

رئیس - مت بک فضول -

آزاد - چوچنچ سنبھال نامعقول -

اب سنیے کہ رئیس سمو المکان بڑے دھوم دھڑکے سے ہاتھی پر سوار ہوے اور سیر دریا کو چلے - میان آزاد خواصی مین بیٹھے ہین ہاتھی دیلا مست تھا جیسے ہی دریا مین ہاتھی ڈالا اُس نے سونڈ سے پانی اُچھالا - ہودا ڈانوان ڈول ہونے لگا اب گرے اور اب گرے -

رئیس - خدا بچائیو -

آزاد - یا خدا ڈوبائیو -

رئیس - امام ضامن کی دُہائی

آزاد - آج پوری شامت آئی -

رئیس - یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے -

آزاد - خواجہ خضر ذرا ہاتھی کا پانون تو پھسلا دیجیے -

رئیس - یا مظہر العجائب -

آزاد - ہاتھی مع ہودا غائب -

اتنے مین فیلبان ہاتھی کو نکال لایا اور رئیس نے ایسے غصے کے آزاد کو دھتا بتایا ڈھکیلا تو زمین پر آ رہے اچھا - تک ملایا تھا وہ تو کہئے ریت تھی نہ تو قافیہ تنگ ہو جاتا ہاتھ کے ہاتھ جاتی یا پانون تنگ ہو جاتا - رئیس بھی سوچے کہ اچھے فقرہ باز ملے وقت بے وقت کہی ہی ماننے سے مطلب ہے - ہم کہتے ہین یا مظہر العجائب وہ فرماتے ہین ہاتھی مع ہودا غائب -

کھوسٹ شوہر کے نام نوخیز بیوی کا خط

ایک روز میان آزاد فرخ نہاد سیر کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد بٹھیا ٹیکتے کانپتے کونکتے آن کھڑے ہوے اور میان آزاد سے کہا کہ میان ذری یہ خط تو پڑھ دیجیے اور اسکا جواب لکھ دیجیے میان آزاد نے خط لیا کھولا اور پڑھ کر سنانے لگے -

خط - میرے کھوسٹ شوہر خدا تم سے سمجھے -

آزاد - این یہ نرالا القاب الو لکھا آداب ہی دعا چھپر پر - مزاج پرسی بالاے طاق بسم اللہ ہی غلط - ابتدا ہی سے کوسنا شروع کیا - اچھی خیر -

پیر مرد - حضرت آپ خط پڑھتے ہین یا میرے گھر کا تصفیہ چکاتے ہین پرلے جھگڑے سے آپکو واسطہ جب میان بیوی راضی ہین تو آپ کوئی قاضی ہین لے خدا کے لئے آپ لفظ بلفظ پڑھ دیجیے مگر اس جھگڑے مین نہ پڑیئے -

آزاد - اہاہا - تو یہ کہئے آپ کی زوجہ مقدسہ کا خط ہے ماشاء اللہ خیر صاحب مجھے میان بیوی کے جھگڑے سے کیا سروکار خط پڑھے دیتا ہون

خط - میرے کھوسٹ شوہر خدا تمسے سمجھے سکندر ظلمات سے پیاسا آیا مگر تمنے آب حیات کے دو چار قطرے ضرور پی لئے ہین جب ہی مرنے کا نام نہین لیتے کچھ اوپر سو برس کے تو ہوئے اب آخر کیا عاقبت کے بوریے بٹور دگے - ذرا دل مین شرماؤ تو ہزارون نوجوان نوخیز کفن پوش ہوتے جاتے ہین اور تم ٹیان سے موجود ہو تمکو غیرت بھی آیا اگر تم مونچھون پر تاؤ ہی دیتے رہے سیفیہ نے لکھو کھا آدمی چٹ کیے مگر حضور بیحیائی کی بلا دور سیفہ کے باپ چٹ کر جائین اور ڈکار تک نہ لین - بخار مین ہزارون حیادار چل بسے مگر تم اور بھی موٹے ہو گئے تم پر فالج تک نہین گرتا لقوہ بھی نہین مارتا - لون کے جھونکے بھی تمھین نہین جھلساتے دریا مین بھی تم پھسل نہین جاتے - اور سو بات کی ایک بات یہ ہے کہ اگر حیادار ہوتے تو ایک چلو کافی تھا - مگر تم وہ چکنے گھڑے ہو کہ عرق انفعال کے تم پر ہزارون ہی گھڑے پڑین لیکن ایک قطرہ نہ تھم سکے - واہ رے بڈھے - کیون نہو - بس بنے بڈھے ہی ہو - ہی ہی کس ساعت مین تمھارے پلے پڑی کس بری گھڑی تمھارے ساتھ بیاہ ہوا - ماں باپ کو کیا کہون مگر میری گردن تو کند چھری سے ریت ڈالی - اس سے تو کبھی کنوین ہی مین ڈھکیل دیتے قصائی ہی کے حوالے کر دیتے تو یہ روز روز کا کڑھنا تو نہ ہوتا - تم خود ہی انصاف کرو کہ تمھارے بڑھاپے سے مجھ پر کیا گاج پڑی - ہاتھون مین تو آپ کے رعشہ پانون مین سکت نہین - منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت - کمر کمان کی طرح خم - بینائی کی یہ کیفیت کہ دن کو اونٹ نہین سوجھتا - جو ٹیک کر دس قدم چلے بھی تو سانس پھولنے لگی دم ٹوٹ گیا - سستانے بیٹھے تو نقش قدم بن گئے صبح کو ننھی ننھی دو چپاتیان کھا لین تو شام تک کھٹی ڈکارین آ رہی ہین - گڑگڑی ہو گئی - تولہ بھر سکنجبین کا ستیاناس کیا مگر سوء ہضم کی شکایت بدستور - حافظے کا یہ حال کہ اپنے باپ کا نام بھی یاد نہین - پھر آخر سوچو تو کہ بیاہ کرنے کا شوق کیون چرّایا ایک پانون تو قبر مین لٹکا یا ہے اور خیال یہ گدگدایا ہے کہ دولھا بنین دلھن لائین - نوشہ کہلائین - اللہ سون جسوقت تمھارا پوپلا منھ اور سفید بھون اور گالون کی جھریان اور دوہری کمر اور گنجی چاند اور منحوس صورت یاد آتی ہے - کھانا حرام ہو جاتا ہے واہ بڑے میان واہ خدا جھوٹ نہ بلائے تو ہمارے ابا جان سے پچاس ساٹھ برس بڑے ہونگے - اور اماں جان کو تم نے گود مین کھلایا ہو تو تعجب نہین خدا گواہ ہے تم میرے دادا کے بھی باپ سے بڑے ہو مگر واہ ری قسمت کہ آپ اور میرے شوہر - زمین شق ہو تو مین دھنس جائون -

آزاد - قبلہ و کعبہ - اسکا جواب کسی منشی بے بدل سے لکھوائیے

پیرمرد - بڑھاپے مین اب کبھی شادی نہ کرینگے -

آزاد - کیا خوب! کیا ابھی شادی کرنے کی ہوس باقی ہے ابھی پیٹ نہین بھرا

پیرمرد - اچھا اسکا جواب کل سوچ کر دینگے -

میان آزاد دوسرے روز اٹھے اور سویرے ہی چل کھڑے ہوئے چو طرفہ سناٹا پڑا ہوا - مگر ہر سمت لطف اتم ہے نور کا عالم ہے جام گل قطرۂ شبنم سے لبریز نسیم سحری مشکبار و عنبر بیز کہین رندان ساغر نوش کا جوش و غل - کہین صراحی و بادۂ گلگون کا قلقل ادھر فاختہ و ستک زنان - ادھر قمری کوکو کنان - پپیہون کی پکار موریون کی جھنکار جس شجر کو دیکھو نہال - ہر غنچہ گل زر سے مالا مال کہین بلبل چہک رہے ہین اور پھول مہک رہے ہین کہین قطرہ ہاے شبنم جھلک رہے ہین اور تارونکی روشنی سے چمک رہے ہین -

صبح بہ فروغ دلکشائی　　بگداختہ شب بروشنائی

روشن چو جبین صبح خیزان　　فیض از دود بام چرخ ریزان

افشاند بنفشہ و گل از در　　سرتاسر باغ سایۂ و نور

آن گل کہ از دبروزگاران　　در یوزہ ۔ بو کند بہاران

می جست نسیم نوبہاران　　چون دیدہ در انتظار یاران

اس سہانے وقت کا سمان دیکھکر آزاد مسرور ہوئے خوش و خندان مست و غزلخوان دل شاد و روح فرحناک شعراے ایران زمین کے ساتھ ہمساز لب پہ شعر حافظ شیراز ۔ ؎

نسیم صبح کہ مستانہ در سیگذری　　ندامت زگدامی و یار میگذری

تھوڑی دیر بعد کانون مین بھنک پڑی کہ انکو کوئی پکارتا ہی کہ ۔ ع

ادھر دیکھنا اوادھر جانے والے

این ایہ غیب کی آواز کیسی پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو وہی پیر فرتوت جسکو اُسکی بیوی نے کھوسٹ شوہر کے القاب سے یاد کیا تھا ۔ اور خط مین خوب آڑے ہاتھون لیا تھا

آزاد ۔ اخاہ ۔ مزاج شریف ۔ کہیئے اور کوئی خط تو نہین آیا

پیر مرد ۔ اُسنے تو میرا ناک مین دم کر دیا اور سچ پوچھو تو جسدن سے اُسکو بیاہ لائے ناک ہی کٹ گئی ۔ ایسی تنک مزاج دیکھی نہ سُنی مجال کیا کہ ناک پر مکھی تو بیٹھ جائے ذرا میری ناک اُڑالے ذری کوئی خلاف بات ہوئی اور تنک گئین ۔

میان آزاد نے وہ چکنی چپڑی باتین کین کہ بڑھان پادرِ کنطری بھول گیا سوا سو برس کا تجربہ چٹکیون مین بھول گیا گانون کا نام مکان کا پتا صاف صاف بتایا اور ایسا دم مین آیا کہ بیوی کا کچا چٹھا کہہ سُنایا میان آزاد نے چپکے سے سب سُن لیا جھٹ دوات قلم کاغذ لے گلگون صبا رفتار خامہ کو صفحۂ قرطاس پر کڑکڑا دیا ۔ کھوسٹ شوہر کی طرف سے اُسکی بیوی کے نام جواب خط لکھا ۔ مگر یاران سر پل ایک اُستاد کسی بہانے سے خط کی نقل اُڑا ہی لائے ذری سُنیے گا ۔

جواب خط ۔ میری البیلی چھبیلی چھبیلی تنک مزاج نازک بدن مغلوب الغیظ غنچہ دہن آگ بھبھوکا سیمتن نوعمر و نوجوان کم سن نادان بیوی ۔ متوالی بیوی کو اُسکے سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کمر خمیدہ سنجیدہ ۔ و فہمیدہ شوہر کی اُٹھتی جوانی دیکھنا نصیب ہو ای وہ جم جم جیے اور تم پوتون پھلو دودھون نہاؤ ۔ اٹھارہ لڑکے ہون ۔ اور اٹھارہ دونی چھتیس چھوکریان جب مین دہلیز مین قدم رکھون تو سب بچے آبا آے آبا آے کھلونا لائے بتاشے لائے کہہ کہکر دوڑ پڑین ۔ مگر ڈر یہ ہی کہ تم بھی ابھی کمسن ہو انکی دیکھا دیکھی کہین مجھے آبا نہ کہہ اوٹھنا کہ پاس پڑوس کی عورتین مجھے اُنگلیون پر نچائین اور اُلّو بنائین ۔ مجھے تم سے اتنی ہی محبت ہی جتنی کسی کو اپنے جگر گوشہ کی ہوتی ہے ۔ میری نانی کو مین ایسا پیار نہ تھا جتنی تم مجھے پیاری ہو اور کیون نہو تمھاری پردادی کو مین نے گودیون مین کھلایا ہے اور میری اماں نے اُسے دودھ پلایا ہی مجھے تمھاری دادی کی خالہ کا گڑیان کھیلنا اسطرح یاد ہی جیسے کسی کو صبح کا کھانا یاد ہو ۔ مگر تمھارے خط نے میرے دل کے ساتھ وہ کیا جو خزان چمن اور برق خرمن کے ساتھ کرتی ہی لیکن مجھ مین ایک بڑا وصف یہ ہے کہ بڑے سرے کا بیحیا ہون اور کیون نہو شرم دُلھن کے لئے زیبا ہی ۔ بندہ تو چکنا گھڑا ہی ۔ مانا کہ آنکھون مین نور نہین مگر چشم نگران ست قوت سامعہ سے بے بہرہ ہی سہی لیکن گوش بر آواز زن جوان ست پیر ہون مگر بے پیر نہین ہاتھ مین رعشہ سہی مگر حاجت دستگیر نہین تم عصاے پیری ہو مگر خاص اخلاص میری ہو گو ضعف کے مارے مرتا ہون مگر تمھاری محبت کا دم بھرتا ہون

تمھارا پیارا پیارا مکھڑا - رسیلے نینان - نشیلی انکھڑیان گوری گوری بہیان جسوقت یاد آتی ہین کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے - وہ خندۂ شکر آمیز - وہ زلف عنبر بیز - وہ خال مشکین وہ لعل نگارین - وہ ابر کی ایسی مستانہ چال وہ خط و خال جیندے آفتاب جیندے مہتاب - وہ چاندنی رات مین نکھر کر نکلنا کبھی مسکرانا کبھی کھلکھلانا - کسکا شرمانا کیسا لجانا - اور تو اور تمھاری پھرتی سے دل لوٹ پوٹ ہے - کلیجے پر چوٹ ہے صحن سے جو طرارہ بھرا تو تڑسے بام پر - چلبلا پن - اور وہان سے ایک ذقن مین مہتابی پر ہو رہین اور وہان سے پھلانگ ماری تو دن سے پھر صحن مین ابر کیطرح اٹکھیلیان کر رہی ہین پھرکی کے مثل چوطرفہ گھومنا طاؤس وار جھومنا کبھی کھیلتے کھیلتے میری چہیت گاہ پر چپت جمائی کبھی شوخی سے وہ ڈانٹ بتائی کہ کلیجہ لرز گیا - کبھی آپ ہی آپ رونا کبھی دن دن بھر سونا لڑکپن کے دن - بارہ برس کا سن - تیرے بیساختہ پن کے قربان بیوی جان - بے کہا مانو - ہمین غنیمت جانو - ہین چراغ سحری ہون ہوا چلے یا نہ چلے - اب گل ہوا اب گل ہوا ہین آفتاب لب بام ہون اب غروب ہوا اب غروب ہوا ہین کشتی ہون جو ڈگمگا ڈبکا بیٹھو - مجھے ستانا موے پر سو دُرّے - تم خوب جانتی ہو کہ ہین شیرین بیان ہون - ستر برس ہوئے کہ دانت چوہے کی نذر کیے تب سے حلوے پر بسر ہے پھر جو روز حلوا کھائیگا اُسکی زبان تنگ شکر کیون نہ بن جائے وہ میٹھی میٹھی باتین کرون کہ لب بند ہو جائین مگر تم بھی بتصویر ہو تمھارے گود مین کھیلنے کے دن ہمارا اکہتر اوپر سو برس کا سن - تم طناز یہان کمر خم - تم سرو بلند اقبال یہان ریختہ دم - تم گلعذار باغ و بہار ہم ضعیف و خستہ و زار مگر ہمارا عشق بھی بلا کا عشق ہے ؎

عشقم کہ نصیبہ ایست زرس	نامش نہ شنیدہ بودم از کس
این شعلہ ندانم از کجا خاست	کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست
بے وصل تو زندگانیم چیست	صد خندۂ مرگ بر چنین زیست
دریاب کہ خاک خورد خونم	آتش بدماغ زد جنونم
باد تو رسید بر چراغم	بوے تو زوند بر دماغم

تم لاکھ روٹھو پھر ہماری ہو - بیوی بوبخت جگر ہو بیاہی وہ شبھ گھڑی یاد کرو جب ہم دولھا بنے پرانے سر پر نئی دستار جمائے سہرہ لٹکائے مہندی لگائے اُلو کی دم فاختہ ہو اسن باختہ ٹینی مرغی کے برابر گھوڑیا پر سوار بیٹھی ڈولی جاتے تھے اور تم دلھن بنی سولہ سنگار کیے قفس زرنگار مین سے جھانک رہی تھین ہمارے گالون کی جھریان ہمارا پوپلا منھ ہماری ٹیڑھی کمر دیکھکر خوش تو نہ ہوئی ہوگی - ع - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکرائی ہو اب ایک نصیحت بزرگانہ یاد رکھو - ایک تو میلے ٹھیلے نہ جانا - دوسرے آس پاس کی چھوکریون کو گوئیان نہ بنانا - خدا کرے جبتک زمین و آسمان قائم ہے تم جوان رہو اور نادان رہو - الڑھ پن دونی ترقی پائے اور جوبن روز بروز بڑھتا جائے - ہمارے سفید بال کھچڑی بجائین - حاسد خار کھائین تمھارا پیرنا بالغ شوہر -

لکھنؤ کا چہلم ؎

میان آزاد تڑکے تڑکے جو اُٹھتے ہین تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہر سمت تیرہ و تار ظلمات کی سی کیفیت نمودار کوئی شے نظر ہی نہین آتی نور کا فور سرا کے باہر آئے تو چوطرفہ دل بادل قبلہ کی طرف سے جھومتی ہوئی گھٹا اُٹھی - کالی گھٹا متوالی گھٹا ٹھنگھور گھٹا - گھنیری گھٹا - ابر اٹکھیلیون پر ہے شاخین مستون کیطرح جھوم رہی ہین - ہوا اس زناٹے سے چل رہی کہ کلیجہ لرزا جاتا ہے مرغان خوش نوا گھونسلون مین دبکے بیٹھے ہین - پرندہ

پڑھنے مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس ہے چرخ لگا کے ہے بھبوت ۔ یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر الجھی ہے ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی ۔ قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اور آوب انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔ اودی دھمری کاری بکری آئی اجیاری
کارے کارے پیرے بیر بدرا آئی گھیر ۔ بدرا کی گرج سنت جیرا گرجت برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہو کر لکھنو داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے ٹورے گنڈے تقے - تقدیرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان اہین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے برتے اینڈتے بنتے - اینٹھتے سنڑاتی کی تین کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے پٹے جمائے جارہے ہین جو ہوا اونچی بنا گنڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہوحق کی صدا بلند ہے مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی پونڈے جاتے ہین - ادھر ادھر دل ہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گریاتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور یا ہو کا یہان کیا کام ہی و اللہ کتنا اژدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار پیچوان پیتا ہی - زیر لنڈا زیر چوبن ہے حقہ کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہے موسیٰ کے ہاتھ مین پیچوان بولتا ہی مسیحا کی ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پاؤن پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو
کہ بیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہی۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی میستیونکی دھدت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیانک جابوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے تیجے زمین آسمان بالائے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخاسنج بیر بہوٹی بنے ہوئے یان بردار پان چمکاتے پھریرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھے ہین۔ بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا الغیاث کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان گشتیون کی قطار اور ائیر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصائے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی کسی سمت آہ و بکا اور صدا لیے ہین ہی۔ چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہی ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور پتکی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی توپرے کے پرے صاف کھیچ پیچ کھیت گہار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کرو بیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

وا حسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا
اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے
ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال
ہندی بنا کے لیجلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا
سب اونٹ پر سوار تھے مین سارباں تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہو شکار تند خو راہوار۔ سمند دعا پسند۔ گرنگ نقرہ خنگ جو پیے جنگ۔ کمیت اور سرنگ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑھیں مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کو سوجھن تک کالی کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - ؎

آتش گل کا دھواں بام فلک تک پہونچا — جم گیا منزل خورشید کی چھت میں کاجل
جوگیا بھیس ہے چرخ لگا کے ہے بھبھوت — یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہیں سکتا وہ اندھیرا ہے گھپ — برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی — قلعۂ چرخ میں ہے بھول بھلیاں بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر میں تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات میں بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن میں برق جہندہ زن اور چمن بھی اتنے میں ننھی ننھی بوندیں پڑنے لگیں - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئیں گھٹا کاری کاری — اودی دھمری کاری بجری پی کی اٹاری
کارے کارے ہیں سے بدرا آئے — بدرا کی گرج سنت جیرا گرجت موری سین کٹاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑنچھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہیں کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہاں سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میاں آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھیں گے اور ضرور دیکھیں گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہاں سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے - اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہے - بگھیوں اور راکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیوں اور فینسوں کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے ترکھے ٹورے گنڈے تھے - نقندرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیاں ایسی سے ستک گاہ پر جمائے - انکھڑیوں میں سرمہ لگائے بانڈی ٹکتے - آنکھیں سیکتے پر پرتے اینڈتے بنتے - اینٹھتے عنابی کی بتین کمر توڑ اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جا رہے ہیں جو ہے اونچی بنا ڈنڈ پیل چہل کرتا ہے صوفیان صافی طینت میں ہو حق کی صدا بلند ہے مگر افشائے راز میں زبان بند ہے خوش باش بھی پوقدمے جاتے ہیں - ادھر ادھر دل بہلاتے ہیں چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہیں جب گرماتے ہیں تو دھوئیں کے بقے اڑاتے ہیں - میاں آزاد گھبرائے کہ این یہاں بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور باہو کا یہاں کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہے امرا و روسا و عمائد شہر چھولداریوں شامیانوں خس کے بنگلوں اور خیموں میں تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی روسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافوں کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھواں دھار پیچوان پیتا ہے - زیرانداز پر جوبن ہے حقیقہ کیا دھن ہے حقہ نہیں عصا ہے یہ موسیٰ کے ہاتھ میں بیجان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ میں آگے بڑھتے ہیں تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقوں کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائیں اور صوفی کے بھی ہاتھ پاؤں بھول جائیں میاں آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولھے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھوں نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میاں آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ؎

دھوان بھٹی سے اُٹھکر بادل آیا ابر رحمت ہو
کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - سیتیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیانک حلیہ بوز ہی ماشاءاللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخ اسنج بیر بہوٹی بنے ہوئے بان بردار بان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھے ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا لفتان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور انبر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صدا لے بین ہی - چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پتیل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھومایا باہر دیا اور شیکھی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سر قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیسر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھی بیچ کھیت گھمار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواں ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا
اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے
ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال
ہندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا
سب اونٹ پر سوار تھے مین سار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہو شکار تند خو راہوار - سمند رعنا پسند - گُرنگ نقرہ خنگ جو پایے جنگ کمیت اور سبز رنگ سونے کی دیچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال تڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑھین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہے بھبوت ۔ یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر الکھ ہے ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی ۔ قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اور ابر بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔ اودی دھمری کاری بجری کی اجیاری
کارے کارے پیرے بیر بدرا ایسے سنگھ ۔ بدرا کی گرج سبت جبر اگر جنت برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اور بھی اوپر اڑ گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہو کر لکھنو داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے ترکھے ٹورے کنڈے تھے - تفنگدے - دو انگل کی نکے دار لوٹ پیان اپین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - اکڑتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے تنتے - اینٹھتے سنتی کی تیتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جارہے ہین جو ہے اونچی بناؤنڈ بیل جو بل کرتا ہے صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہے مگر افشائے راز مین زبان بند ہے خوش باش بھی یوقدمے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے لچھے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہے امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار پیچوان پیتا ہے - زیرانداز پر جو بن ہے حقیر کیا دھن ہے حقہ نہین عصا ہے یہ موسیٰ کے ہاتھ مین پیچوان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ نازوہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر بادل آئی ابر رحمت ہو	کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی۔میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین۔اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی۔کوئی جھومتا ہوا آتا ہی۔کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی۔میستیون کی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔لاحول ولا قوۃ کیا کاڑک کھڈ بھیانک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے یہ سمجھے زمین آسمان بالاے سر ہی۔خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔سرخ اسنج بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھرہرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے آتے ہین۔باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا القصہ کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔چوبدار عصائے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہین۔کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی۔چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور پھکیتی کا ہاتھ لگایا۔گتکہ سہ قدم پر اُچھل گیا۔ہاتھون ہاتھ سیسر پھر چلوا سو مین لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر بالیٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف تھے بیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔اب ماتم دارون کا نام لیا تو گردبون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

وا حسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجا خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے ہر اکاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو بیت کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے۔ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔پھولونکی بو باس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا۔دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب آہو شکار تند خو راہوار۔سمند وغا پسند۔گرنگ نقرہ خنگ جو کیسے خنگ کمیت اور سرنگ سونے کی دمچی۔گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔چادرین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رلایا۔ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - سع

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس کیے چرخ لگاکے ہے بھبوت ۔ یاکہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی ۔ قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اُلوپ انجن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین. اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔ اودری دھمری کاری بکری پی کی اجیاری
کاری کارے پیرے پیر بدرا ایسی سنگھ ۔ بدرا کی گرج سنت جیرا گر جت برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہوگئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہوکر لکھنؤ داخل ہوگئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے تورے گنڈے تھے - تقندرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان اپین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے باندی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے ٹنتی کی ٹِن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوے جمائے جارہے ہین جو ہی اونچی بناؤ نڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشائے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یوقدمے جاتے ہین - ادھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانہو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیرانداز زیر چوبن ہی حقہ کیا دلھن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ میں یہ بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہوگئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - سع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو　　کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی کوئی جھومتا ہوا آتا ہی کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مسیتو نکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیانک جابوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے پان بردار پان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین۔ بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان
کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی۔ کسی سمت آہ و بکا اور صداے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور انمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوٹا یا باہر دیا اور بنکیٹی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سے قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرک کر بالیٹ کا بھر پور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھیج کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتمدارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانوانڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا　　اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے　　ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجا خستہ حال　　بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا　　سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چھ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور پھر اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہو شکار تند خور راہوار۔ سمند رعنا پسند۔ گر رنگ نقرہ خنگ جویاے جنگ کمیت اور سبز رنگ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادرین خون کے ایسے دھبے جیسے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر ہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - ؎

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا بھیس ہے چرخ لگائے ہے بھبوت ۔ یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی ۔ قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اُوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔ اودری دھمری کاری بکری بجلی اجیاری
کارے کارے بیر سے بیر بدرا گھ ۔ بدرا کی گرج سنت جیرا گر جت برسن کو آئی کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہوگئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہوگئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے

ٹورے کنڈے تھے - تقدیرے - وہ انگل کی نکے دار ٹوپیان اپنین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے بنتے - اینٹھتے سنورتی کی ہتن کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جارہے ہین جو ہوا اونچی بناؤ نڈ بیل چوبل کرتا ہے صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہے مگر افشائے راز مین زبان بند ہے خوش باش بھی یو قدمے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانبو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہے امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار ہے پیچوان پیتا ہے - زیر انداز زیر چوبین حقہ کیا دلہن ہے حقہ نہین عصا ہے یہ موسیٰ کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پاؤن بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا- انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہوگئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ؎

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو ۔ کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی ۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین ۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی ۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہی ۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی ۔ سیستو نکی دھدت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین ۔ شتر غمزے کرتے جاتے ہین ۔ لاحول ولا قوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیانک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردی والے ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے نیچے زمین آسمان بالاے سر ہی ۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا ۔ سرخ اسرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھرہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے جاتے ہین ۔ باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع ۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور آبنیر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر ۔ چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہی ۔ کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی ۔ چپراسی لال لال پگڑیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور انمین پیتل کی پھلیان ۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہی ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور منکٹی کا ہاتھ لگایا ۔ گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا ۔ ہاتھون ہاتھ سپر بھر حلوا سو مین لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف پھر بیچ کھیت گھمار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین ۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کرو بیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی ۔ گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزار ہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا ۔ اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسر مصرع غل مین سن نہ سکے ۔ ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال ۔ بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا ۔ سب اونٹ پر سوار تھے مین سار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے ۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہار طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دریتیم و آبدار جھلکتے ۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا ۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب آہو شکار تند خورا ہوار ۔ سمند دغا پسند ۔ گرنگ نقرہ خنگ جو یاے جنگ ۔ کمیت اور سرنگ سونے کی دیچی ۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال ۔ اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی ۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا ۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا ۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کاٹے کو سون تک کالی کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا — جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا بھیس بدلے چرخ لگا رہے بھبھوت — یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی — برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی — قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اور اوپر الجن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین ۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری — اودی اودی دھمری کاری بجری پی اجیاری
کارے کارے پیر سے بیر بدرا آئیو — بدرا کی گرج سبت پیرا کر جت برسن کو آئین گھٹا کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہان تک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور لاکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے ٹورے کنڈے تھے - تقدیرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان اپنین سے مستک گاہ پہ جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹکتے - آنکھین سیکتے پرتے اینڈتے تنتے - اینٹھتے سنورتے کی ہتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہی اونچی بنا دُنڈ بیل چو بل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باشی بھی پوقدمے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گر جاتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ اپن یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بابو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا رؤسا عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز پر جوبن ہی حقہ کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین پیچوان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منہ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر بنا آئی ابر رحمت ہو | کہ بیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہی۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی سیستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوة کیا کاڈاک کھڈ بھیانک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے ورد بان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش بریں پر ہے یعنے زمین آسمان بالائے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی ململ لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخ سبز بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھریرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین۔ باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جما یا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا اللہ اللہ کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان

کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصائے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی۔ چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور ہنکتی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھوں ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر اکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی توبرے کے پرے صاف بھی بیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواں ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھیں پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان حجان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسر امصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجا خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے مین سار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہار طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہو شکار تند خورا ہوار۔ سمند دعا پسند۔ گرنگ نقرہ خنگ جو پائے جنگ۔ کمیت اور سرنگ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال۔ اسکے برابر شمشیر خار اشگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جسنے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑھنے مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا — جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس کیے چرخ لگا کر ہے بھبھوت — یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی — برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نہ سکی — قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اور ابر انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری — اودی اودی دھمری کاری کجری پی اجیاری
کارے کارے پیر سے بیر بدرا لیے سنگھ — ہرا کی گرج سبت جیرا گرجت برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے ترچھے ٹورے گنڈے تھے - تقدیرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان ایسین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے تنتے - اینٹھتے شتر تی کی رتن کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہوا اونچی بناؤ ندبیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی پو قدمے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ اہین یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانوکا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز پر جوبن ہی حقہ کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسی کے ہاتھ مین پیچوان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمکٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو | کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی سیسیونکی دھدت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاڑ اک کھڈ بھیا تک جابوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش بریں پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے یا ان بردار بانت چمکاتے پھرہرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا الفت کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور آبخورے گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صداے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوٹا یا باہر دیا اور پتنکی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیپر پھر چلوا سو مین لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر اکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف تھے بیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کردیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزار ہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھیں پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسر امصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُر یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہو شکار تند خو راہوار - سمند و غاسبند - گرنگ نقرہ خنگ جو ئیے خنگ کمیت اور سرنگ رسولے کی دیجی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال - اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جسنے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس کیے چرخ لگا رہے بھبوت ۔ یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمبل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی ۔ قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اُوپ اچھن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔ اودی اودی دھمری کاری بکری (؟) پی اجیاری
کارے کارے پیرے پیز بدرا سگھ ۔ بدرا کی گرج سنت جیرا گھبرات برسن کو آئی کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اُڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی بگھیون اور لاکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے تورے گنڈے تھے - لقندرے - دو اُنگل کی نکے دار لوٹ پاین ایسی سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے سنورتے کی بتن کمرتوئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہوا اونچی بنا ڈنڈ پیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشائے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یوقدمے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرجاتے ہین تو دھوئین کے بقے اُڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور یا ہو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار پیچوان پیتا ہی - زیرانداز پر جوبن دکھا کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا- انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو
کہ پیش زار ہان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اٹھا ہی - میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - سیستیونکی دھدت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین - شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیا تنگ جا بوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چار سو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخ اسنج بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھریرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھ ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نقشان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان
کشتیون کی قطار اور ابر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صداے بین ہی - چہر اسی لال لال پگیان جمائے ہد ہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پتیل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑ رہے ہین کہائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا ہاتھ دیا اور بنکیتی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر بالیٹ کا بھر پور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الکد فعہ ہی تین کی دوہری مات کی تو پرے کے پرے صاف بھیج کھیت کہار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانواں ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزار ہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا
اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے
ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال
ہندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا
سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بو باس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہوے تتار تند خورا ہوار - سمند رعنا پسند - گرنگ نقرہ خنگ جو پایے جنگ - کمیت اور سبز رنگ سونے کی بچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خار اشگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جنھنے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑھین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا
جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

جوگیا بھیس پہ چرخ لگا رہے بھبھوت
یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل

ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی
قلعہ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل

کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی
بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اور پ الجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری
اودی دھمری کاری کجری بجلی اجیاری

کارے کارے پیر سے بدرا سنگھ
برا کی گرج سنت جیرا گرجت برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے الله الله جہانتک نگاہ نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور لکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے ٹورے کنڈے تھے - تفنگ ہے - دو انگل کی ٹنکے دار ٹوپیان الپین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے باندی ٹکٹے - انکھین سیکتے برستے اینڈتے تنتے - اینٹھتے ستتی کی پتن کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہوا اونچی بناؤ ند بیل چولی کرتا ہے صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہے مگر افشاے راز مین زبان بند ہے خوش باش بھی پوقد سے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بابو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہے امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار ہے پیچوان پیتا ہے - زیر انداز زیر چوبی حقہ کیا دلہن ہے حقہ نہین عصا ہے یہ موسیٰ کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا آلہی ابر رحمت ہو　|　کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہی۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ کیا کاڈک کھڈ بھیا تک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخ اسرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھرہرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین۔ بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور ابر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی چیراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑرہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور ہتنی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی بنوٹ کی دوہری صاف کی توپرے کے پرے صاف تھے پیچ کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ وزاری بکاؤ اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھیں پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا　|　اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسر مصرع غل مین سن نہ سکے　|　ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پرشاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال　|　بندی بناکے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا　|　سب اونٹ پر سوار تھے مین سارِبان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُر یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہو شکار تند خورا ہوار۔ سمند دغا پسند۔ گرنگ نقرہ خنگ جو پایے خنگ کمیت اور سرنگ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر ہنین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کاے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - سے

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا — جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا بھیس کیے چرخ لگا ہے بھبوت — یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا چھپا ہی — برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لا نا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی — قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اُلوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین ۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری — اودی دھمری کاری بکری پی کی اجیاری
کارے کارے پیر سے پیز بدرا ایسی کھ — بدرا کی گرج سنت جیرا کرجت برسن کو آئی کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہوکر لکھنو داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور کون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے ٹیکھے ٹورے کنڈے تھے - تقدیرے - وہ انگل کی نکے دار ٹوپیان ایسی سے مستک گاہ پہ جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے پررتے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے ٹھنتی کی بتن کمر تونی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جماسے جاتے ہین جو ہی اونچی بنا ڈنڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یو قدمے جاتے ہین - ادھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانبو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوسالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر لنداز پر جو بن ہی حقہ کیا دلھن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین ہی بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - سے

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو
کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہے بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہے - میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھیں - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہے ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہے - کوئی جھومتا ہوا آتا ہے - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے میسٹیو نکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین - شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیانک جانور ہے ماشاء اللہ کیا قطع ہے یہ گردن ہے یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرشِ برین پر ہے نیچے زمین آسمان بالاے سر ہے - خاکی پلٹن کے چار سو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گلِ لالہ کھلا تھا - سرخ اسنج بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھریرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین - باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا لنتان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان
گشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصای نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہے - کسی سمت آہ و بکا اور صدا ہے بین ہے چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور مینکیتی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر بالیٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الکہ نعمہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھیج بیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کرّوبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا
اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسر مصرع غل مین سن نہ سکے
ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال
ہندی بناکے لیجلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا
سب اونٹ پر سوار تھے مین سار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو بیت کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُر یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بو باس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب آہوشکار تند خو راہوار - سمند و غالیسند - گُر رنگ نقرہ خنگ جو یا ہے جنگ - کمیت اور سرنگ سونے کی ہچچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خار اشگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جسنے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کوندی اور رعد نے گرجنا شروع
کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی کالی گھٹا ہی
نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - ؎

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا | جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا بھیس بدل کر لگا رہی ہے بھبھوت | یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی | برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لا نا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نہ سکی | قلعہ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی | بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین
بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق
چشمک زن اور آب ابجن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔
اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری | اودہی دھری کاری بجری پی ل اجیاری
کارے کارے بیرے بیرے بدرا الی سنگ | بدرا کی گرج سنت جیا گرجت برسن کو آئی

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے
کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک
حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی
دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر
بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے
محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی
کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہو کر
لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے
اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور راکون اور
گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا
تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے

ٹورے کٹڑے تھے - نقدے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان
اپنی سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے
بانڈی ٹیکتے - آنکھین سینکتے بررتے اینڈتے بنتے - اینٹھتے بنتی
کی پتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے
جاتے ہین جو ہی اونچی بنا ٹنڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی
طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند کی
خوش باش بھی بوقدمے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین
چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گر جاتے ہین تو دھوئین
کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی
چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہی و اللہ کتنا
ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولدارین شامیانون
خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان
ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے
شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوسالہ
زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو
دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز زیر جوبن ہی حقہ کیا دلہن ہی
حقہ نہین عصا ہی یہ موسی کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین
آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے
وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل
بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون پھول جائین میان آزاد
گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے
اور ایسے گرمائے جیسے چولھے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا -
انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ
نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان
آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ؎

دھوان بھٹی سے اُٹھکر بادلِ آہی بر رحمت ہو | کہ بیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع
کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے
سے اُٹھا ہی - میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے
کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۴۵
ہاتھی دہتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا
ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - میسیتونکی
دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے
کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیانک جل بوز
ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے
وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین
پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو
تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال
وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخ سبز بیر بہوٹی بنے ہوے
بان بردار بان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھ
ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے
نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا لفنان
کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان
کشتیون کی قطار اور آئینہ گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار
انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصای نقرئی و طلائی
لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صداے بین ہی
چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما
لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین
گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوٹا یا باہر دیا
اور پھنکیٹی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ

سیر بھر حلوا سو مین لیا یہ چمکا یا وہ کڑک کر بائٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا
واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی
تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف کھیچ کھیت
کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا
تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانواڈول
تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک
بلند تھی - گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی
ہزار ہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پر نم مرثیہ خوان خوش الحان
گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسر مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | ہندی بنا کے پیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین سار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی
۵۳۴ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید
تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور
انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس
سے دماغ طبلہ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب
آہوے شکار تند خو راہوار - سمند دغا پسند - گرنگ نقرہ خنگ جوئے
جنگ کمیت اور سبز رنگ سونے کی دیچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال
نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی
ہوئی - چادرین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون
رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

کہ دلدل سوار نے ابھی زخم کھایا ہے۔ اور فرس سلیقہ شعار اس سانحہ
ہوش ربا کی خبر لایا ہے اور میدان کارزار سے سیدھا چلا آیا ہے۔
باگ ایک طرف کٹی ہوئی ہے ہاے یہ واقعہ بھی کیسا جگر خراش ہے
ہے ہے سینہ پاش پاش ہے ادھر تیر اودھر کمان ادھر داستانہ اودھر عمامہ
حضرت فردوس آشیان فخر زمین و زمان پل پر مجمع خاص و عام
تھا خاتونان ملقبس منزلت اور بیگمات لکھنؤ کا بندگاڑیوں میں اژدہام
تھا۔ لوگ پلے پڑتے تھے چپے چپے پر لڑتے تھے سیا قنو نگی دکان
دھواں دھار ایک دم میں تو آسمان کے پار میاں آزاد یہاں سے
بھاگے تو اقتان و خیزاں کربلا میں دم لیا۔ کیوں میاں یہ قبر کسکی
ہے ایک جوان طناز با سینہ بریان و دیدۂ گریان بول اٹھا کہ یہ مقام
فشار ہے تیر غم جگر کے پار ہے ارے نادان یہ چھوجان کا مزار ہے یہ کم
ولفگار ہے چشم اشکبار ہے ادھر اودھر گلاس اور ہانڈیوں کی قطار
بیچ میں مرزنگوں کی بہار قبر پر زربفت کی چادر اور مقیش کی جھالر
چوطرفہ کرن۔ قبر ہے یا دلھن مسہری میں مرلوین کی نرم گون گھنڈیاں
لگی ہیں ان سب پر زربفت کا نمگیر استم ڈھاتا ہے۔ دل ہے کہ اٹڈا
آتا ہے اچھے اچھے وضعدار اردگرد کھڑے آٹھ آٹھ آنسو رُوتے ہیں
ایک جلسۂ یاران سرپل کی طرف سے گذر ہوا تو عجب گفتگو سننے
میں آئی ایک صاحب نے اپنی بیتی واردات یوں سنائی بھئی
قسم ہے خدا کی جیسے ہی جنگل میں پہونچا ہوں عجب تماشا دیکھا۔
واللہ باللہ تم باللہ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شیر ببر دم پھیلاتا درخت کے
سایے میں کھڑا ڈکار رہا ہے اور ابا جان کی قسم یہ دیکھئے واللہ کہ
مجھ سے اور اس سے کوئی چار ہی پانچ قدم کا فاصلہ ہوگا۔ حضرت
میری اٹھتی جوانی اور گینڈا بنا ہوا۔ اور بھئی اللہ گواہ ہے کہ میں
اپنی طاقت آزمائی بھی کر چکا تھا ایک دفعہ مکنا ہاتھی کو بڑھکر
طپانچہ مارتا ہوں تو دُم دبا کر یہ بھاگا وہ بھاگا۔ پھر میرا زعم
بیجا تو تھا نہیں۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بس شیر کو ایکدفعہ ہی
ڈپٹ دیا بھلا یے آگے قدم بڑھایا اور میں نے بھر پور ہاتھ جمایا
تب تو شیر اور بھی غرایا بس اسپر مجھے بھی غصہ آگیا پھر تو حضرت قسم
ہے جناب باری کی بندۂ درگاہ بھی جم گئے اور زنّاٹے سے بدن
تول کر ولایتی کا ہاتھ جو چھوڑا تو شیر نے تیورا کر منہ موڑا میں نے
کہا او گیدی نامعقول تو شیر ہے یا بھیڑ ہے یہ کہکر میں جھپٹ پڑا
اور جھپٹتے ہی میاں کی دم جو دبائی تو ہاتھ میں بھی پھر بھاگا
میں نے غل مچایا کہ ابے او لنڈورے (سوچنے لگے) واللہ ہے
بڑھ کر ایک ہاتھ ولایتی کا دیا کاسۂ سر کاٹتی ہوئی پیر کے بڑتک
پہونچ گئی۔ اتنے میں مجھے خیال آیا کہ این بار خدایا میں مسلح
وہ نہتا۔ یہ مقتضاے شجاعت نہیں معًا خدا گواہ ہے تلوار پھینک کر
چمٹ گیا (پھر سوچنے لگے) ہاتھوں ہاتھ دستی کھینچی اور کولے پر
لاد کر دھم سے زمین پر دے ٹپکا چاروں شانے چت وہ پچھاڑا
تین دفعہ تال ٹھونک یا علی کہکر اٹھا مگر اپنی جان کی قسم اسوقت
داد دینے والا کوئی نہیں ادھر اودھر دیکھا سناٹا اتنے میں جنگل کے
بھورے ریچھ نے آکر ڈنڈ مل دیے۔
میاں آزاد چپکے چپکے بیٹھے سن رہے تھے جب داستان ختم ہوئی
تو انکی گپ پر دل ہی دل میں ہنستے ہوئے چلے کہ اتنا جھوٹ ریچھ کا
ڈنڈ ملنا کیا معنی ریچھ بھی انکا کوئی چچا تھا اور ماشاءاللہ ایسے
کرارے ہیں کہ شیر ببر سے مقابلہ کیا اسپر بات بات میں قسم کھانا
اور جناب باری کو درمیان میں لانا لاحول ولا قوۃ۔

مکتب خانہ

ادھر آثار بہار گنبد دوار سے پدیدار ہوے اودھر میاں آزاد خواب
نوشین سے بیدار ہوے نور سحر جلوہ آمیز باد شمال عطر بیز نوبت خانوں سے
آوازہ زیر و بم بلند۔ نواے نائے جان نواز و دل پسند مرغان خوشنوا

پہنچے

شاخ گل پر غزل سرا غنچہ سرگرم شگفتن۔ خار مستعد سبزہ زار گشتن ہے

وقت ست کہ گل برفگند پردہ زرخ باد
زانسان کہ ز فانوس چراغی بدر آید

میان آزاد سرا سے اسطرح نکل گئے زن سے جیسے روح تن سے
یا بوے گل چمن سے۔ یا بزدل سپاہی رن سے شوق چرایا کہ اُس
پیر فرتوت قبلہ پیری و صد عیب کھوسٹ شوہر کی بیوی کا گھر ڈھونڈھ
نکالین خط دین اور جواب لین۔ اور دل لگی دیکھین شوق نے ایسا
گدگدایا کہ شتہ گام جانے لگے اور ڈوپٹا دپٹ کر قدم بڑھانے لگے دوپہر
کو ایک ہرے بھرے درخت کے سایہ مین بستر جمایا روغنی روٹی اور
گوشت اڑایا جب اُٹھے ہوے تو پھر کمر کسی اور چلتا دھندا کیا بارے
خدا خدا کرکے کافر سفر سر سے اُترا اور حضرت آزاد داخل منزل مقصود
ہوے گو بڈھے گاودی کو جھانسے دے دیکر ٹھیک پتا پوچھ آئے
تھے مگر پردیسی آدمی جھٹ پٹا وقت گلی کوچون سے ناواقف
اجنبی غریب الوطن۔ نیا شہر جائین تو کہان جائین اور پتا پائین تو
کیونکر پائین تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر بھٹکے پھرے آخر کار سرا مین
دھنسے۔ رات بھر وہان بسیرا کیا۔ نور کے تڑکے مکان کی تلاش مین
چل کھڑے ہوے۔ اب سنیے کہ پیر نابالغ کا مکان نیم ٹولہ مین تھا
ان حضرت کو املی محلہ یاد رہا چلیے مکان کھٹائی مین پڑ گیا۔ اب ایک
ایک سے گڑگڑا کر پوچھتے ہین کہ حضرت املی محلہ کدہر ہے کوئی دل لگی باز
اُنگلی کے اشارے سے بتاتا ہے کہ ادھر ہے کوئی کہتا ہے کہ ادھر ہے ایک
نے کہا ناک کی سیدھ پر چلے جائیے پھر داہنے ہاتھ آئیے پھر نکڑ کی
طرف منھ پھیلائیے سامنے املی محلہ ہے۔ لیجیے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے
نیم چڑھا۔ ایک تو پردیسی آدمی دوسرے ٹھٹھول فقرہ بازون نے
فقرے دینے شروع کیے چلتے چلتے ایک مکتب خانہ یہان بھی نظر
آیا مولویصاحب بڑے معمر و سن رسیدہ دروغ گو جہان دیدہ کھٹیا پر
دو زانو بیٹھے پڑھا رہے ہین ریش مخضب تا ناف سر مبارک کدو قاف
گول گول دبک کھوپڑی گھٹی گھٹائی اسپر کلاہ ترکی خوب جمی جمائی
ہاتھ مین تسبیح لیے کھٹ کھٹا رہے ہین لونڈے ارد گرد غل مچا رہے
ہین ہو حق کی آواز بلند۔ منڈی سے بھی غل غپاڑا دہ چند تہذیب
منزلون دور۔ ادب کافور۔ مگر مولویصاحب سے اسطرح ڈرتے ہین
جیسے چوہا بلاؤ سے یا افیونی ناؤ سے ذری چتون تیکھی ہوئی اور
کھل بلی مچ گئی سب کتابین کھولے جھوم جھوم کر مولویصاحب کو
پھسلا رہے ہین ایک شعر جو پڑھنا شروع کیا تو بلا کی طرح اسکو چمٹ
گئے مطلب تو یہ ہے کہ مولویصاحب منھ کا کھلنا اور زبان کا ہلنا
اور اُنکا جھومنا دیکھین۔ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے اِس سے سروکار
نہین طرز تعلیم سے مولانا بالعلم والفضل اولی الفضل ناواقف پڑھے
لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ کچھ شد بد جانتے تھے ایک شاگرد سے
چلم بھروائی۔ دوسرے سے حقہ تازہ کرایا۔ دم دھاگے مین کام
لیا حقہ گڑگڑایا اور دھوان اُڑایا شامت اعمال سے کہین حضرت
افیون کے بھی عادی تھے چینی کی پیالی آئی۔ افیون گھولی اور
نوش فرمائی ایک مہاجن کے لڑکے نے برفی منگوائی آپنے خوب ڈٹ کر
چکھوتیان کین جب ڈکار چکے تو پینک نے آ دبوچا۔ اونگھے حقہ ختم ہو گیا
ناک مین دم ہو گیا گردن اب مین پر آئی اور اب زمین پر آئی حقہ
یہ گرا وہ گرا۔ چل چل چل دھم چلیے حقہ تو چکنا چور ہو گیا دوا ایک لڑکونکی
کتابون پر چنگاریان گرین اب پینک سے چونکے تو دو چار شاگردونکو
دو ہتڑ پیٹنا شروع کیا ایسے جھلائے کہ کسی کو چپت لگائی کسی کی
کھوپڑی پر دھپ جمائی ایک کے کان گرمائے دوسرے کو چپتین
لگائین ماشاءاللہ اِس وحشت کے صدقے۔ پینک مین آکر خود تو
حقہ گرایا اور شاگردون پر بیقصور قمچیان پڑنے لگین خیر اتنے مین ایک
لڑکا مفید نامہ لیکر قریب آیا۔ رب یسر و تمم بالخیر۔ یا فتاح برادر صاحب

مظہر اشفاق و مہربانی و مصدر اخلاق و قدر دانی سلمہ اللہ تعالی
ترجمہ - برادر صاحب جائے ضرور اشفاق و نکے اور جائے صدور اخلاق ون
اور قدر جاننے والے کے سلامت رکھے تمکو اللہ برتر۔ اے سبحان اللہ
واللہ کیا ترجمے کی مٹی پلید کی ہے - اور تو اور یہ مظہر کا ترجمہ (جائے
ضرور) کتنا موزون ہے مصدر کے معنی جائے صدور لیکن کم استعداد
لڑکون کے لیے جائے صدور اور مصدر دونون یکسان۔ اور سنیے
آرزوے مواصلت سامی از تکلفات دانستہ بہ مطلب می گراید۔
ترجمہ - آرزو ملاقات بڑی کی تکلیفون سے جانکر بیچ مطلب کے
گراتا ہے - بارک اللہ کیا فصیح ترجمہ ہے - ماشاء اللہ - کیا روزمرہ ہے
(ملاقات بڑی کی) بیچ مطلب کے گراتا ہے) لاحول ولا ترجمے
کی اچھی ٹانگ توڑی - پھر لڑکے نے کہا - ع

دلم کشود کشادم چو نامہ ات گوئی   کلید باب گلستان دلکشائی بود

ترجمہ - دل میرا کھلا کھولا مین نے جو خط تیرا کہے تو کنجی دروازے
باغ دل کھولنے کی تھی (اے صل وجل)
اور دل لگی سنیے کہ مولویصاحب بھی شاگرد کے ساتھ پڑھتے
جاتے ہین اور دونون ہلتے جاتے ہین - جب یہ پڑھ چکے تو دوسرے
صاحب مینا بازار الغزل ہین دبائے تشریف لائے -
لڑکا - بسم اللہ الر-
مولوی صاحب - ہائین - گاؤدی نئی کتاب شروع کی اور
چراغی نذار دشکرانہ چھپر یہ ہدیہ بالائے طاق - جا دوڑ کر
گھر سے دو آنے لے آ -
لڑکا - مولوی صاحب کل لیتا آؤنگا آپ تو پہنچتے ہی پر
ٹوک دیتے ہین آپ کو اپنی مٹھائی سے مطلب ہے یا سفر کیسے
جھگڑے سے -
مولویصاحب - یہ چھانسے کسی اور کو دینا اچھا اپنے ابا کی قسم
کھا کہ کل ضرور لاؤنگا -
لڑکا - مولویصاحب کے بڑے سر کی قسم تڑپ بستے چاند تک لاؤنگا
اسپر سب لڑکے ہنس پڑے کہ کیا حاضر جواب لڑکا ہے قسم بھی
کھائی تو مولوی صاحب کے سر کی - او سر بھی بڑا واللہ کیا
زبان دراز ہے -
مولویصاحب - چپ نامعقول میرا سر کیا کدو ہے - اچھا پڑھو
بسم اللہ الرحمن الرحیم - رب یسر و تمم بالخیر - یا فتاح عصمتیان
روش حیا پرور دخلوتیان عفت کوش پاک نظر را مژدہ باد کہ
وقت گرمی بازار نشاط است و بسط بساط انبساط یعنی تزئین بازار
ملائک نظر فریب دلنشین تمام - لاحول ولا قوۃ - خدا فتونکو کیسا
ستیاناس کیا اور نفقرون کے ہاتھ ایسے توڑے کہ بالکل لنجا ہے
کرو یا عفت کوش کو عفت مژدہ باد اسکی دال کو کامستے
بانیہ سے خلط ملط کرکے دکہ بنایا - است کو بسط سے ملایا - ملائک
نظر فریب کے ملائک کو اوپر کے فقرے مین داخل کیا نظر فریب
کو دلنشین تمام سے پیوند لگایا - اور مولانا صاحب چون بھی
نہین کرتے - وہ اور ہی فکر مین ہین مٹھائی کی فکر مین لب بند ہین
سوچ رہے ہین کہ جو کل دو آنے نہ لایا تو خوب کوڑے کھڑکار دو
تسمہ تک تو باقی رکھونگا نہین - اپنے حلوا مانڈے سے مطلب
دس پانچ طلبہ عجب قطع سے پڑھ رہے ہین - کتابین تو سامنے
کھلی ہوئی ہین مگر نظر آسمان پر ہے - منہ سے اول جلول بک
رہے ہین - خالق باری حفظ - ما مقیمان بزبان مگر پوچھ بیٹھے
کہ ع چیل ہے درگوش کن گفتار من - کہان لکھا ہے تو بغلین
جھانکنے لگین - میان آزاد اٹھ کھڑے ہوے اور سیدھے
سرا ہو پہنچے -
میان آزاد مکتب خانے کی حالت سقیم اور مولویصاحب کی

طرز تعلیم اور لونڈون کی چل پون دیکھ سنکر ایسے طیش مین آئے
کہ اگر پاتے تو مولوی صاحب کو کچا ہی کھا جاتے۔ بس اہین جاتے ہی
حضرت نے مکتب خانہ کی تصویر کھینچی اور پھر اسکا خوب خاکہ اڑایا۔ اشتہار

گر ہمین مکتب ست و این ملا۔ کار طفلان تمام خواہد شد

یہ مکتب خانہ ہی یا وحشت کی منڈی ہے۔ جدہر دیکھو بوکھلاہٹ
کے ڈھیر حماقت کے تودے۔ جہل کی کھانچیان بھری ہوئی ہین
چل پون غل غپاڑا دھول دھپا۔ شور و غوغا۔ معلوم ہوتا ہی
بھری برسات مین جنادری مینڈک غاؤن غاؤن یا سحر کاذب
کے وقت کوے کاؤن کاؤن کر رہے ہین۔ مولوی صاحب کی
غرض فش طرز تعلیم واہ جی واہ لہذا بندہ درگاہ نے یہ چند سطور تنبیہ
غافلین اور قدردانی کاملین کے لیے تڑسے لکھ ڈالین۔ کہ
ثانی الحال سند بنا شد و عند الحاجت بکار نیاید۔

۱۔ نور کے تڑکے سے جھٹپٹے وقت تک لڑکون کو مکتب خانہ مین قید
رکھنا اینجانب کے پسند نہین۔ دس بجے آئین چار بجے رخصت
پائین چلیے چھٹی ہوئی۔ یہ نہین کہ دن بھر ناتا کلکل کر پڑھنا بھی
اجیرن ہو جائے اور خواہ مخواہ یہی فکر دامنگیر ہو کہ درس مین رس کیونکر ہین
موٹا سا رسا باندھین اور دل کھول کر گھڑے اڑائین۔ مولوی صاحب
کو ہوا بتائین۔ مدرسہ چھوڑین۔ پڑھنے لکھنے کی گردن مروڑین۔

۲۔ میان اس بھونڈی روش کو چھوڑ دو اور اس بھدّے قاعدے
سے منہ موڑو۔ کہ جتنے لڑکے ہین سب کا سبق مختلف دشمنون کی
آنکھون مین خار۔ خیر سے بیس چالیس طلبہ ہین دو دو
چار چار دس دس کی ایک ایک جماعت کیجئے تو کیا گناہ
ہی۔ محنت کی محنت بچے۔ کام کا کام زیادہ ہو اور فائدہ
گھاتے ہین۔

۳۔ جدھر نظر ڈالتا ہون انشا کی تعلیم ہو رہی ہی۔ کوئی انشاء خلیفہ
بغل مین دبائے ہی۔ کوئی انشاء فیض رسان کھولے بیٹھا ہی کوئی
انشاء دلکشا کا سبق پڑھ رہا ہی۔ یا دیوانون کی بھرمار ہی کہین
دیوان عرفی کہین دیوان بہار ہی اللہ بس باقی ہوس میان صاحب
اتنا تو سوچیے کہ تعلیم مین صرف علم ادب ہی شامل نہین ریاضی
مین ریاض کیجئے جبر و مقابلہ اور اقلیدس کا سبق دیجئے کسی
گھنٹے مین علم تاریخ لیجئے۔ وقس علی ہذا یہ نہین کہ گلستان مقیمان
عطائی نامہ انشاء خرد افروز ہی پر لٹو ہین واہ ری تعلیم مگر پڑھے لکھے
کون۔ مولانا صاحب کو تو سو تک کی گنتی بھی نہین آتی اقلیدس
کی صورت ہی نہین دیکھی۔

۴۔ سب لڑکون کا غل مچا مچا کر آواز لگانا پھر بات محض فضول
بالکل خرافات ہی۔ کوئی خوانچہ والا۔ گنڈیری والا۔ چنے پٹاخ والا
اسطرح چلائے تو مضائقہ ندارد۔ مٹر و ٹر گول گپے مصالح کے بینگن
مولی۔ توری ترکاری کو۔ یہ تو پھیری دینے والونکی صدا ہی پس
مکتب کو منڈی بنانا حماقت نہین تو کیا ہی بھئی واللہ کیا تماشا ہی
یہ چل پون داب آداب کے خلاف ہی۔ ہان کسی وقت آواز
بھی پڑھے تو خیر۔

۵۔ ترجمے پر خدا کی مار شیطان کی پھٹکار جاتا ہون بیچ ایک
باغ کے واسطے لانے اچھی چیزون کے لاحول ولا۔ لاحول ولا مین نے
دیکھا مین نے تو جاتا ہی تو رے واہ کیا تو مین ہی پھیری گردن
پر مولانا۔ واسطے خدا کے ذرا ترجمہ تو فصیح بنایا کرو ورنہ لڑکون کا
روزمرہ صاف ہو چکا۔ ترجمے مین اردو پن تو پایا جائے یہ تو
نہ کوئی آواز کسے کہ پشتو مین بھیک مانگ رہی ہین فقرے چست
ہون لفظ درست ہون۔ محاورات دلنشین سکھین آدمی بنین نہین
کہ الول جلول ترجمہ کر کے زبان ہی خراب ہو جائے۔

۶۔ پڑھتے وقت لڑکون کا ہلنا عیب ہی مگر کہین کس سے۔ مولوی صاحب

توخود جھومنے لگتے ہین ع۔ وزیرے چنین شہریارے چنان۔
ے۔ یہ ناک سے غنغنانا چہ معنی دارد۔ مدک خانہ ہی یا مکتب خانہ
معقول۔ جس لڑکے کو دیکھو ناک سے تلفظ کر رہا ہی۔
۸۔ مطلب مطلب متن پڑھو۔ اینڈا بینڈا ترجمہ کرد۔ مگر سمجھ خاک
نہین سمجھا۔ ارے ٹھہر کے ہوے مولانا ذرا دل مین سوچیے تو کہ جب
طالب علم مطلب ہی نہ سمجھےگا تو اُسکو فائدہ کیا خاک ہوگا۔ پڑھاؤ
چاہے کم مگر مطلب زیادہ بتاؤ۔ املا روز لکھاؤ ہجے ضرور پوچھو۔
۹۔ سبق کو برزبان رٹانا بھی حمق کی نشانی ہی کتاب بند کی اور
فرفر دس صفحے برزبان سنا دیے۔ خیر حافظہ ہی نے قوت پائی سہی مگر
ستم یہ ہی کہ پھر طوطے کی طرح حق اللہ پاک ذات اللہ کے سوا کچھ
یاد نہین رہتا مطلب پر نظر ہی نہین ڈالتے۔ مدعا سے سروکار ہی
نہین رکھتے۔ اور طرہ یہ کہ اگر پوچھ بیٹھیے کہ فلان شعر کہان ہی تو لگین
بغلین جھانکنے اور منھ تاکنے مولوی صاحب نے ایک سطر بتا دی
وہ لڑکے نے تھوڑی دیر مین نوک زبان کر لی اب اگر پوچھیے کہ لفظ
(گفتم) کہان ہی تو اُنکی بلا جانے اُنھون نے کل فقرہ یاد کر لیا۔
مگر حرف آشنا نہین۔ لا حول اے لا حول۔
۱۰۔ اُردو سے فارسی اور فارسی سے اُردو مین ترجمہ روز لکھنا چاہیے
ورنہ پھر یہی ہوتا ہی کہ مولانا بالعلم والفضل اولنا بنگئے لیکن ایک
سطر نہین لکھ سکتے۔
۱۱۔ کم استعداد طلبہ کو اکثر کتب ادق پڑھائی جاتی ہین ماشاءاللہ
کیا تعلیم ہی۔ ذری سے ٹٹو پر جب دو ہاتھیون کا بوجھ لادوگے تو
ٹٹو بیچارہ آنکھین مانگنے لگےگا یا نہین۔ معصوم بچہ اور پڑھے
سکندرنامہ۔ واہ ری عقل چارہ آخشیج کا تلفظ اسکے پرسے بھی
نہو سکے بھلا مناجات کا مطلب وہ کیا سمجھے جسن نوشابہ مین کیسے
کیا لطف اُٹھے۔

۱۲۔ لڑکے کو ابتدا ہی سے فارسی پڑھانا اُسکا ذہن کند کرنا ہی پہلے
اُردو پڑھائیے جب اُسمین عبور ہو تو بسم اللہ فارسی سہی مگر
ابتدا ہی سے کریما مقیمان پڑھانا اُسکی مٹی پلید کرنا ہی ابتدا مین
فارسی کی ایسی کتابین پڑھائی جاہئین جو سہل ہون جنمین عمدہ
محاورات ہون۔ لفظ ادق نہون۔
۱۳۔ مولویصاحب لڑکون سے چلم بھروانا حقہ تازہ کرانا چھوڑ دین
اسکے عوض اُن کو نشست برخاست کے قاعدے ادب و
تہذیب سکھائین۔
۱۴۔ افیونی مولوی چھپر پر رکھے جائین۔ مولوی نے افیون کھائی
اور لڑکون کی شامت آئی۔ وہ پینک مین جھوما کرینگے لڑکے ادھر
اُدھر گھوما کرینگے ع۔ کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہی۔
یہ اشتہار جلی قلم سے لکھ کر میان آزاد راتون رات مکتب کے
دروازے پر چپکا آئے اور جھٹ سے نقل کر کے شہر کے تین چار مشہور
مقامات پر بھی چپکا دیا۔ اور سرا مین لمبی تان کر سو رہے۔
میان آزاد پھر آپ جانیے ایک ل لگی باز آدمی مکتب خانہ کا خاکہ
اُڑا کر جا بجا مولوی صاحب کا اعمال نامہ چپکا کر چمپت ہوے دوسرے
روز گانوٗن والون کو شگوفہ ہاتھ آیا ہر اشتہار کے پاس ٹھٹ
کے ٹھٹ جمع۔ غٹ کے غٹ پلے پڑتے ہین۔ جسے دیکھو قہقہہ
اڑاتا ہی۔ لوٹن کبوتر ہوا جاتا ہی۔ بھئی واللہ کسی بڑے ہی
فقرہ باز کا کام ہی۔ اچھی اچھی پھبتیان کہین خوب آوازے کسے
اور مولوی بیچارے کو تو لے ہی ڈالا۔ اُسکو بیڑا ہی کر دیا۔
کیا گرما گرم فقرے ہین۔ مکتب خانہ مین لڑکون کے چہرے گلنار
ہوگئے باچھین کھلی جاتی تھین۔ ہات ترے کی۔ روز چند انگلیون پر
نچائے جاتے تھے چپتین لگانے تھے افیون گھولی اور سر پر تسبیح سدو
سولہ دو تھپڑ ٹھینا شروع کیا کسی کے کان گرمائے کسی کے سر پر دھپ لگائی

جب

جو بولا اُسکی شامت آئی خوب ماما نچتیان اُڑائین۔اب آٹے
دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔مولویصاحب تشریف کا بقچہ لائے
تو دیکھتے کیا ہین کہ ع۔ کچھ اور ہی گُل کھلا ہوا ہے۔ لڑکے کہنا
نہین مانتے۔مولویصاحب کہتے ہین کتاب کھولو۔ شاگرد جواب
دیتے ہین۔بس منھ بند کرو۔ فرمایا دور ہو۔ یہان سے اُٹھ جا۔ جواب
پایا کہ چپ چاپ بیٹھا رہ۔ فرمایا۔ کہ اب بولا تو ہم بگڑ جائینگے۔
شاگردون نے کہا ہم خوب بنائینگے تب تو جھلائے اور ڈپٹ کر
فرمایا کہ مین بڑا گرم مزاج ہون ایک زبان دراز نے مسکرا کر کہا
(پھر ہم ٹھنڈا بنائینگے) دوسرا بولا (قبلہ اگر آپ گرم مزاج ہین تو
برفستان مین بستر جمائیے) تیسرے حاضر جواب نے کہا (گرم مزاجی
تو بخیر مگر دماغ پر البتہ گرمی چڑھ گئی ہے) باہر کیطرف نظر ڈالی تو دیکھا
کہ جوق جوق تماشائی بازاری سفید پوش خوش باش گنوار کھڑے
قہقہے اُڑا رہے ہین۔ باہر گئے تو اشتہار نظر آیا۔ پڑھا تو عرق عرق
ہوگئے دل ہی دل مین راقم اشتہار کو گالیان دینے لگے پاؤن
تو کچا ہی کھا جاؤن۔ اتنے ڈنڈے لگاؤن کہ بچہ جی چھٹی کا دودھ یاد
کرین مردود نے کیسا خاکہ اُڑایا اور کچا چٹھا لکھ مارا۔ یہ جب ہی لڑکے
ڈھیٹ ہوگئے۔ مین کہتا ہون آم وہ کہتے ہین املی! اب غرت ڈوبی
جان ہی پر بن آئی۔ مکتب خانے مین ٹھہر و ریش بجان درویش
کھکر دھنس پڑون تو خوف ہے کہ مبادا لونڈے روز کی کسر نکالین اور
انجر پنجر ڈھیلے کر دین۔ بھاگ جاؤن تو ڈیوٹیون کے لالے پڑین
کھاؤن کیا انگارے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن سنگ آمد و
سخت آمد۔ الغرض ٹھان لی کہ بوریا بدھنا چھوڑو۔ ملا گیر لیسے منھ موڑو
چلتا دھندا کرو بھاگے تو گھر پر دم لیا۔ لڑکون نے جو دیکھا کہ مولویصاحب
پٹا توڑ بھاگے جاتے ہین تو جوتیان بغل مین دبا پائنچے چڑھا تختیان
اور بستے دبا دوا تین سنبھال دُم کے پیچھے چلے۔ فوج طفلان
مفت۔ یاران سرپل باہم کیا چہ میگوئیان کرتے ہین
ایک۔ ارے میان یہ بھاگا کون جاتا ہے بلکٹ۔
دوسرا۔ شیطان روز بچۂ انسان کو بہکاتے تھے اب چڑھ گئے
لڑکون کے داؤ پر بھئی اسنے شیطان سے بھی پناہ مانگی دیکھو نہ کیا
بھیگی بلی بنے دُم دبائے بھاگے جاتے ہین لاحول ولا۔
اب سنئیے کہ قصبے بھر مین کھلبلی مچ گئی۔ اجی ایسے مکتب کی ایسی
تیسی پڑھانیکی دُم مین نمدا۔ برسون سے لونڈے پٹتے ہین ایک
حرف نہ آیا۔ لڑکونکی مٹی پلید کی پڑھانا لکھانا خیر صلاح چلمین
بھروایا کیے۔ سب نے ملکر کمیٹی کی کہ ایک جلسۂ عام مین مولویصاحب
کا امتحان لیا جائے اور منادی ہو کہ جس مقدس بزرگ نے یہ
اشتہار لکھا ہے وہ ضرور قدم رنجہ فرمائین۔ عزت بخشین یہ ڈھنڈھورا قصبے بھر مین کہتا پھرا کہ خلق خدا کا ملک سرکار کا حکم
پریسیڈنٹ بہادر کا کہ آج نیب ٹولے مین ایک کمیٹی ہوگی۔
مولویصاحب جو لڑکون کو پڑھاتے ہین انکا کام تمام کیا جائے
اور امتحان لیا جائے گا جسنے اشتہار لکھا ہے وہ بھی حاضر ہو
کرٹم دھم کرٹم دھم۔
میان آزاد نے جو یہ ہانک سنی تو بہت ہی خوش ہوے
اہو ہو ہو۔ مولویصاحب کی قلعی بھی کھولینگے اور نیب ٹولے
مین پیر فرتوت کی البیلی چھبیلی بیوی سے بھی مل لینگے ع
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔ ہوا کے جھونکے کیطرح
سن سے کمیٹی مین داخل اور زغراب شریک محفل ہوے جب
دو مین سو آدمی اہالی موالی ڈوم ڈفالی اشراف اجلاف ایرا غیرا
نتھو خیرا حلوائی۔ نان بائی۔ خوش باش۔ عیاش سب جمع ہوے
تو صاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے فرمایا۔
صاحبو آج آپ کو اس غرض سے تکلیف مالایطاق دی گئی ہے

کہ مولوی صاحب کی خبر لیجائے۔ مولوی صاحب عرصۂ دراز سے میٹھے ٹکڑے اُڑایا کیے اور لڑکونکو وَاہی تباہی سبق پڑھایا کیے اوٹ پٹانگ اناپ شناپ بتایا کیے۔ اب اِن کا امتحان لیا جائے پورے اتریں تو خیر ورنہ القط۔

ایک ممبر نے کہا۔ حضرت یہ تو سب کچھ ہی مگر مولوی صاحب ابتو نداردہین۔ ایک طرفہ ڈگری نہ دیجئے۔ وہ آئین تو امتحان لیجئے ورنہ ع خاتۂ ملاح درچین ست وکشتی درختن۔ مگر کہین یہ نہ کیجئے گا کہ انکو کچا چٹھا لکھ بھیجئے۔ وہ کبھی جو آئین ہم ایک تدبیر بتائین جو وہ چلے نہ آئین تو مونچھ منڈ اڈالون ہاتھ قلم کرا ڈالون۔ کہلا بھیجئے کہ زید بکر خالد کسی کے یہان شادی ہی نکاح پڑھنے کے لیے ابھی بلاتے ہین سب حاضرین جلسہ نے کہا خوب سوجھی۔ دور کی سوجھی واللہ اچھی سوجھی آدمی گیا دروازے پر آواز دی۔ مولوی صاحب مولویصاحب اجی مولوی صاحب بہت ارے کیا مر گئے اس گھر مین کوئی ہی یا سب کو سانپ سونگھ گیا۔ اجی مولوی صاحب آہی تو یہ چیختے چیختے گلا سوکھ گیا مگر صدا بر نخاست۔ دروازہ دھمدھمایا کنڈی کھڑکھڑائی مگر جواب ندارد تب تو آدمی نے جھلا کر پتھّر پھینکنے شروع کیے اور دو ایک مولویصاحب کے سر مبارک پر بھی پڑے۔

مولویصاحب۔ کون ہی۔ ارے بھئی کون ہی

آدمی نے کہا ارے آپ زندہ تو ہوے مین سمجھا تھا کہ گور کن کی بن آئی مگر آپ نے موت کو بھی ہوا بتائی۔ چلیے اغل خان کے یہان عقد ہی نکاح پڑھ دیجئے۔ ابھی بلایا ہی۔ نکاح کا لفظ سنتے ہی مولانا خمیری روٹی کی طرح پھول گئے۔ انگرکھے کا بند تڑسے ٹوٹ گیا اور کفن پھاڑ کر چلّا اُٹھے دآیا آیا ٹھہرے رہو ابھی آیا شملہ مقدار علم کھوپڑی پر جمایا۔ بیرہن ٹ دانت عقیق کا کنٹھا ہاتھ مین لے سرمہ لگا گھر سے چلے آدمی ساتھ ہے دل ہی دل مین کتنے جاتے ہین کہ آج پو بارا ہی۔ بڑھ کر ہاتھ مارا ہی وہ چھپن کرور کی تہائی ہاتھی کے ہودے مین گھٹے۔ اب لمبے لمبے ڈگ بھرتے آدمی سے پوچھتے جاتے ہین کہ کیون میان اب کتنی دور مکان ہی کیون بھئی پاس ہی نہ دیکھین نکاح خوانی کا کیا ملتا ہی سو روپیہ تو معمول ہی ہی مگر خدا نے چاہا۔ بہت کچھ لے مرونگا آدمی پیچھے پیچھے ہنستا جاتا ہی کہ میان ہین کس خیال مین کہین گل کے عوض خار نہ پائین بارے خدا خدا کرکے وہ کا قرمنزل طے ہوئی مکان مین آئے تو ہوش اڑ گئے این! یہ اچھا بیاہ ہی خدا کی پناہ ہی بھلا یہان کیسا بیاہ ہی نہ ڈھول نہ شہنائی ہماری شامت آئی وزدیدہ نگاہ سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہین۔ عقل دنگ کہ بار خدایا یہ سب کے سب ہین کو کیون گھور رہے ہین۔ اتنے مین پریسیڈنٹ جلسہ نے کہا کہ جن صاحب نے اشتہار لکھا تھا وہ اگر رونق افروز جلسہ ہون تو وہ مہربانی کرکے کچھ فرمائین۔

میان آزاد۔ ایہا السامعین۔ ایک روز سعید بہتر از عید بہ آن حمید ؎

شب کو مین اپنے سر بستر خواب راحت — نشۂ علم مین سرمست غرور و نخوت
فرے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے — تھا تصور مرا ہر امر مین تصدیق صفت
جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام — عقل کو تجربہ سے اتنی ہوئی تھی کثرت
کبھی مین کرتا تھا اعراض مین جوہر قائم — کبھی مین کرتا تھا معلول سے ثابت علت

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت

کہ یکایک میٹھی نیند آگئی پلک کا جھپکنا تھا کہ ؎

آکے اک رشک مسیحا نے کہا بالین پر
لا تنم قم کہ یہ غافل نہین وقت غفلت

آنکھ کھلی تو ایک مکتب خانہ نظر آیا پہلے مولویصاحب کی قطع سنیے

شربتی آنکھیں گول گول دیدے پھولے پھولے گال بھورے
بھورے بال - لال داڑھی خرگوش کی جھاڑی تا بناگوش معلوم ہوتا
تھا کہ چوری نگل گئے ہیں - کوتاہ گردن تنگ پیشانی - شرافت اور
اصالت کی نشانی نیلی لنگی کسے - افیون کی بو میں بسے - پینک
میں اونگھ رہے ہیں - یا مٹھائی ٹونگ رہے ہیں - پڑھانے سے
جی چُراتے ہیں - پینک سے چونکتے ہی لونڈوں پر چپتیں جماتے
ہیں اور صلواتیں سناتے ہیں - طرز تعلیم سے محض ناآشنا اور کیونکر نہوں
ع - کار بوزینہ نیست نجاری - یہ معلمی خالا جی کا گھر نہیں کہ سر
گھٹایا اور ملا بن گئے چوری نگلی اور پیر جی بن بیٹھے - کنٹھا لیا
اور رٹنے لگے بڑبڑانے یا کریم یا رحیم یا اللہ -

اتنے میں مولوی صاحب بھاگنے ہی کو تھے کہ یاران سر پلے
لنگڑی لی ایک نے آنٹی بتائی تو چت سے زمین پر آرہے
یا علی اچھے پھنسے خوب عقدہ بند تھا - یہ راز اب کھلا - بنا بنایا گھر اب
بگڑ گیا مفت میں اُلو بنے یہ سب ہمیں پر ہو رہی ہے - خیر اب تو
اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں کا خوف کیا - میاں آزاد نے
پھر لکچر شروع کیا -

میاں آزاد - مولوی صاحب کو کسی مقبرے کا مجاور یا کہیں کا
تکیہ دار کر دیجیے تو خیر - خوب میٹھے ٹکڑے اُڑائیں کھائیں اور ڈنڈ
پیلیں اور حلوا ٹھونکیں - چپڑی اور دو دو - یہ مکتب خانے میں
اُلو کا سہرہ انکو کس نے بنا دیا - رٹو طوطے کی کیفیت سنیے کہ دن بھر
گلی ڈنڈا کھیلا کرتے ہیں رٹتے ہیں اور ڈنڈ پیلا کرتے ہیں - مگر
الف کے نام بے نہیں جانتے حرف تک نہیں پہچانتے - یوسف زلیخا
حفظ ہو گیا - گر زن نتوان بود یا مرد - گلستان نوک زبان لیکن حکایت
چہ معنی دارد - سکندر نامہ رٹ لیا - ذرا پوچھیے کہ خدایا میں
الف کیسا ہی تو بغلیں جھانکنے لگیں دن بھر میں اٹھارہ مرتبہ ہی
گفتگو کہ مولوی صاحب شاشہ کردہ بیایم مولوی صاحب آب خوردہ
بیایم - مولوی صاحب دیکھیے یہ ہماری ناک پکڑتا ہے - مولوی صاحب
یہ ہم سے لڑتا ہے - مولوی صاحب اب شام ہوئی - چھٹی دیجیے
مولوی صاحب سبق سن لیجیے - مولوی صاحب ایسی نہیں سنا کرتے
ان باتوں میں سر نہیں کھپا کرتے پڑھو تو واہ واہ نہ پڑھو تو واہ واہ
مگر رہتے جاؤ اور ایسا غل مچاؤ کہ کان پڑے آواز نہ سنائی دے ہمیں
چاہیے جو کچھ اول بلول بکو - الف بے نگاڑا میاں جی کو چنے کے
کھیت میں پچھاڑا - اتنے میں مولوی صاحب پھر رسی تڑا کر بھاگنے
لگے - لینا لینا جانے نہ دینا - واہ اچھا نکاح ہو - گئے تھے روزے
بخشانے نماز گلے پڑی واہ میری اُنٹی کے چھننے والے باگی تھی کہ
پڑی تباہی یا الٰہی - واہ بھئی اغل خان تم تو بغلی گھونسے نکلے -

میاں آزاد - آج ہی تو پھنسے میں پھنسے ہو روز تو ٹھاٹ بیٹھے
رہا کرتے تھے جیسے بن جکی کا تیہ یا گاؤ تکیہ در بغل - یہ تو ندہی یا
بے ایمان کی قبر یا غبارہ یا ہوا کا تکیہ اب پچک نجائے تو سہی - اور سنیے
لڑکوں میں فراموش بدی گئی ہے قلم دیا اور فراموش دو پیسے ہوئے
دوات دی اور وہ کہتے جاتے ہیں کہ یاد ہو یاد ہو جیسے سبق بھول گئے
فراموش البتہ یاد ہو اور کیوں نہو انکا استاد بھی تو بیوقوف مادرزاد ہے
شیطان نے مولوی صاحب کو یہ پٹی پڑھا دی ہے کہ لڑکے کو لفظ
بتائے جاؤ خود سمجھے کرکے وہ ایک لفظ نہ کہے - پھر لڑکا کودن ہو تو
کیا ہو اور ترجمہ تو اللہ ہی اللہ ہے - توئی کے معنی تو ہی تو - منم کے معنی میں
ہوں میں - اور محاورات بالکل دیہاتی - خدا جانے کہاں کا گنوار
بٹھا دیا ہے - انکو تو ہمایوں کے مقبرے میں مجاور یا حضرت عباس
کی درگاہ کا سقہ بناؤ -

الغرض کل صبح کو ان حضرت کا امتحان لیا جائے تو قلعی کھل جائے
کل حضار جلسے نے میاں آزاد کی پیٹھ ٹھونکی اور ڈنڈ مل دیے کہ

واہ اُستاد کیا کہنا ہے۔

مولوی صاحب۔ میان آزاد بڑے شیطان ہین۔

آزاد۔ اے حضرت یہ آپ اپنی تعریف کرتے ہین۔ بندہ کس لائق ہی بڑے تو حضور ہین۔ حق یون ہی کہ آپ لنگور ہین۔ مگر حیرت ہی کہ یہ چاہ زنخدان سے دم کی کوپل کیونکر پھوٹی۔ لوگون نے دلمین ٹھان لی کہ کل چاہے اولے پڑین چاہے کڑکڑاتی دھوپ ہو چاہے بھونچال آئے جو ہو ہم آئین گے اور ضرور آئین گے مولوی صاحب سے تاکید کیگئی کہ حضرت کل نہ آئیے گا تو یہان رہنا مشکل ہو جائیگا دل مین تو سب کی صورت سے نفرت تھی اور چہرہ بھی اُتر گیا تھا مگر بہت کڑک کر فرمایا کہ۔ ؎

جو انمردان نہ پیچند از سخن رو	ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو

ہم اور نہ آئین ان ہونی بات ہی۔ ہم اور منہ چھپائین یہ محال ہی ابھی آئین اور بیچ کھیت آئین اور ڈنکے کی چوٹ آئین۔ ہم کیا کوئی چور ہین یا کسی کا مال مارا ہی۔ آزاد تو کیا بیچارہ ہی۔ ہم ایسے ویسے نہین کہ کھسیڈی ہو جائین۔ آئین اور سرخرو ہو جائین۔ جسے دیکھو مولوی صاحب ہی کی طرف نظر ہی۔ چھوٹے بڑے سب حضرت ہی کو تاک رہے ہین جلسہ برخاست۔

مولوی صاحب کی خرابی

مولوی صاحب کے حواس غائب۔ آوازون کا چھرا ایسا چلا کہ جل بھن کے خاک ہو گئے مگر بھیا کی بلا دور۔ اور بھی بیباک ہوئے دل ہی دل مین کرورون صلواتین سنائین۔ لاکھون گالیان یاد آئین۔ لگے پانی پی پی کر کوسنے۔ اُس ملعون پہ گاج پڑے اسکی زبان سڑے منہ پھول جائے ساری چوکڑیان بھول جائے آسمان سے انگارے برسین۔ میان آزاد ایسی جگہ مرین جہان پانی نہ ملے بوند بوند کو ترسین۔ ڈنگو فیور ریسٹ کرے۔ انجن کے نیچے دب کر مرے۔ ہاتھی روند ڈالے۔ ہیضہ کھائے۔ خیر انکی تو خدا سُن چکا ایسے ایسے مداری میان آزاد نے بہت چنگے کیے تھے صدہا گنوار رنگے سیارون کے دُھرے کئے تھے۔ دوسرے روز [illegible] مین اہالی موالی۔ دُلی کالی۔ کنجڑے۔ مالی۔ شریف نجیب۔ منشی طبیب۔ ان پڑھ لبیب ہر پیشہ کے آدمی پو پھٹتے ہی آن موجود ہوئے مگر مولانا ایسے مفقود ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ بارے یاران سرپل تو ٹھمو کر کے سر سہلاتے بھبھا کھاتے سبز باغ دکھاتے گھسیٹ ہی لائے۔ آئیے آئیے۔ مولوی صاحب آئیے مکتب کے لڑکے بھی ڈٹے بیٹھے تھے۔ مگر مولوی صاحب ذرا ہٹے بیٹھے تھے کہ مبادا شیخ سدو سوار ہو تو مفت مین تکرار ہو۔

میان آزاد۔ کیون مولوی صاحب کس منصوبے مین ہو۔

مولوی صاحب۔ سوچتا ہون کہ اب کون چال چلون۔ تم نے تو پچ کر دیا وا دریغ بھر گئے۔ سوچ لیے ہین کہ اب ملاگری چھوڑ سپاہیون مین نوکری کرینگے۔ بس وطن سے جائینگے تو پھر لوٹ کر گھر نہ آئین گے میدان فکر مین خوب گھوڑے دوڑائین گے۔ رئیس امیر بادشاہ وزیر سب پر مصیبت پڑتی ہی پھر ہماری بساط کیا چارخانے کا پیرہن نہین گاڑھے کی مرزائی سہی۔ چاہے کوئی توپ کے مہرے اُڑا دے آزاد تم کو ہم صلواتین ضرور سنائین گے۔ تم نے ہم سے بُرد نہ کھیلی [illegible] ہون کہ کرون تو کیا کرون۔ اب نقشہ جمنا محال ہی۔ ہم نے انا [illegible]

ہم یار شاطر تم بار خاطر۔

میان آزاد۔ آپ لاکھ چنگ پر چڑھائیے ہم جھانسے مین نہ آئین گے یہ چکما کسی اور کو دیجیے۔

مولوی صاحب۔ چکما اچکے کی ایک ہی ہوئی۔ یہ عجب تماشے کی بات ہی۔ مین حضور کا غلام آپ میرے سرتاج۔ سر مبارک کی قسم ادھر آفتاب برآمد ہوا اُدھر ہم نے مکتب کا راستہ لیا دن بھر

ورق گردانی کی - مجال کیا کہ شاگرد کھیل مین مصروف ہون بولا اور مین نے ٹیپ جمائی - کھیلا اور شامت آئی سمجھ بوجھ کر چلتا بنا کوئی اکا دکا مکتب مین کھلونا ولونا لایا اور مین نے انگیٹھی مین سوختہ کر دیا - مگر میری سنتا کون ہے - آپ تو میر کے پایہ سے ہین -

پریسیڈنٹ - اجی اس دانتا کلکل سے کیا واسطہ مولوی صاحب کا امتحان لیجئے - سوال کیجیے -

میان آزاد الا اللہ کہکر کھڑے ہوے - اب مولوی صاحب کی بوکھلاہٹ کا حال نہ پوچھیے - رنگ فق خاصے (ہو نق) کلیجہ شق یاد مولی - یاد حق - آنکھین پرنم - کمر خم - اشکبار - بیقرار منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین - کلیجہ دھک دھک کرتا ہے ہاتھ کانپنے لگے کھڑے تو ہوے مگر قدم نہ جما پانون ڈگمگا ئے یہ گرے وہ لڑکھڑائے - اوسان خطا حواس پران - ہوش ہوا کی سیر کر رہے ہین - بلا اجازت غائب گول گول دیدے چمکا کر اور تو ند مٹکا کر کچھ کہنے ہی کو تھے کہ وحشت نے گلا دبوچا گھگھی بندھ گئی - ع

بہ فہمم ہیچ مضمون جز بہ لب بستن نمی آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

ہائے امتحان دینا تو ہے کے چنے چبانا ہے - انگارے کھانا !! نام سنا اور حواس بتیرا - میان آزاد نے جلسۂ عام مین سوالات شروع کئے - سب خاموش ہمہ تن گوش - کمیٹی رجوع ہو تو امتحان شروع ہو -

سوال - یہ اشعار کس بحر مین ہین -

پوچھو حال مرا ہون وہ مشتعل وحشی	کہ جس کے ہاتھ پہ انگارا جلاتے ہوے
جو پہونچا تربت عاشق پہ ناز کرتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے

مولوی صاحب - بحر مین آپ ہی غوطے لگائیے اور خدا کرے ڈوب جائیے - تھاہ خاک نہ پائیے - واللہ میرا تو قافیہ تنگ ہے عقل دنگ ہے کوئی مونس نہ جلیس خلیل نہ انیس - جسے دیکھو ہین یہ شیر ہے آتش زبانی دکھلانے کو مستعد - رند بنکر شیخ کے چھیڑنے کو تیار - برق بنکر جلانے کو آمادہ - نامعقول اتنا نہین سمجھتے کہ ہم مولوی آدمی لونڈے پڑھانا جانین - یا شاعری شعر و سخن کا ذوق کہان - تک بندی کا شوق کہان - بحر سے واسطہ - قافیے سے سروکار نظم سے مطلب - آئے وہان سے بحر پوچھنے مین خود بحر مواج علم و فضل ہون - وہ سمندر جسکا اور نہ چھور ساحل کا پتا ہی نہین - نہتا سے قعر تک زنجیر فکر پہونچے ! کیا مجال

سوال - بشنو از نے چون حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ان اشعار کے معنی بتائیے -

مولوی صاحب - (بیچ پر دو زانو بیٹھکر) یہ مولوی معنوی جعلہ اللہ الجنۃ مثواہ کا کلام جمیل ہے یہان جائے دم زدن نہ مقام قال و قیل ہے لیکن ساقی چلم فروش کی قسم وہ دھوان دھار معنی اڑاؤن کہ آسمان تک تو پہونچاؤن - ے اب سنیئے نے عبارت ہے چانڈو کی نے سے اس سے ایک تاریخی بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مولوی معنوی طاب ثراہ کے وقت مین بھی افیون کی گرم بازاری تھی اور چانڈو بازی بھی جاری تھی نیستان مراد ہے اس گلزار سراپا بہار رشک فرخار سے جہان چانڈو کی نے کا جنگل ہے اور چانڈو بازون کا دنگل ہے نفیر کے لفظی معنی بین بین ہین مگر چانڈو بازون کی اصطلاح مین نفیر اُس آواز دلربا کو کہتے ہین جو چانڈو پیتے وقت وہان بانک سے نکلے - دھک دھک - بھک بھک -

سوال ۔ بکری کی پچھلی ٹانگون کو فارسی مین کیا کہتے ہین ۔
مولوی صاحب ۔ یہ کسی اپنے بھائی بند بزقصاب سے پوچھیئے بندہ
چھیچھڑے کھائے نہ جانے ۔ واہ اچھا سوال ہے اب ملاؤن کو
بزقصابون کی شاگردی بھی کرنا چاہیئے ۔ کیا دل گردہ ہے ۔ پاؤن تو
پوٹیان ہی نوچ کھاؤن ۔ اور ایسا پچھاڑون کہ بہت بڑھ بڑھ کر
باتین بنانا بھول جاؤ ۔ بکری کی ماں کب تک خیر منائیگی ۔ ایک دن
چھری گردن پر ضرور پھیر جائے گی ۔
سوال ۔ ہندوستان کے شمال مین کون ملک ہے ۔
مولوی صاحب ۔ خدا جانے مین کیا دیکھنے گیا تھا یا آپ کی
طرح مین بھی کوچہ گرد ہون ۔
سوال ۔ سب سے بڑا دریا ہندوستان مین کون ہے ۔
مولوی صاحب ۔ فرات ۔ نہین ۔ وہ دیکھیے لاحول ولاقوۃ
بھولا جاتا ہون ۔ توبہ ۔ اجی وہی ۔ دجلہ دجلہ ۔ خوب یاد آیا ۔
حضار جلسہ ۔ اس یاد پر پتھر پڑین ۔ فرات و دجلہ ہند مین ہین
واہ واہ رے گاؤدی ۔ اجی اُلٹی گنگا بہائی ہے چلو بھر پانی
مین ڈوب مرو شیخی کرتے ہو اور اتنا نہین جانتے کہ فرات
کہان ہے لاحول ولا ۔
سوال ۔ زلزلے کے اسباب اور چاند کے گھٹنے بڑھنے
کا سبب بتاؤ ۔
مولوی صاحب ۔ واہ کیا خوب خدائی مین دخل در نا معقول
فرامشن (فری میسن) تو کسی کی سمجھ مین آتا ہی نہین پھر بھلا یہ کون
جانے کہ زلزلہ کیونکر آتا ہے ۔ زمین مین کسطرح ہل چل مچ جاتی
ہے یہ رموز سربستہ خدا ہی جانے ۔ باقی باتین ہین ۔ ہم ان ڈھکوسلون
کے قائل نہین ۔ باقی رہا چاند کا گھٹنا بڑھنا اور اسکا سبب
سو حضرت سبب یہی ہے کہ خدا کا حکم ۔ بندے کو دخل کیا ان قدرتی
امور کا کچھ سبب بھی ہوا کرتا ہے ۔
سوال ۔ بارش کیونکر ہوتی ہے ۔ یہ پانی کہان سے آتا ہے ۔
مولوی صاحب ۔ (خوب اکڑ کر) ہان دیکھیے اب سیدھے
ڈھرے پر آئے نہ ۔ بارش کیونکر ہوتی ہے اسکا دو ہی جواب یہ ہے

نہ بارد ہوا تا نہ گوئی ببار
زمین نا وردتا نہ گوئی بیار

اور پانی کہان سے آتا ہے ۔ یہ تو ہماری دادی جان تک کو
معلوم تھا خدا بخشے بیچاری کو سُنیے نہ کہ بادل تالابون بڑے بڑے چشمون
حوضون ۔ کنوؤن ۔ دریاؤن ۔ ندیون ۔ گڑھون ۔ بدروؤن
سمندرون ۔ بحرون خلیجون ۔ ٹاپوؤن مین گھس پیٹھ کر دو تین روز تک
خوب بیٹھ کر پانی پیتا ہے جب پی چکا تو آسمان پر اُڑ گیا اور منہ کھولا
تو پانی رم جھم برسنے لگا ۔ اشجار نہال ہو گئے غنچے دنا دن چٹکے
میگسارون کی بغل مین بادۂ ناب کے مٹکے ۔ ع

تند پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
مے کشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

حضار جلسہ ۔ ایسی مدرسی پر شیطان کی پھٹکار آئے وہان
مولوی بنکے ۔ واللہ کیا بے پر کی اُڑائی ہے ۔ کہنے لگے
بادل پانی پیتے ہین اچھی کہی ۔
سوال ۔ گنتی آپ کو کہان تک یاد ہے اور پہاڑا کہان تک ۔
مولوی صاحب ۔ جوانی مین روپیہ کے ٹکے گن لیتا تھا اب
بھی آٹھ آٹھ آنے دو دفعہ مین گن سکتا ہون ۔ مگر پہاڑا کسی حلوائی
کے لونڈے سے پوچھئے ۔ ڈھونچے پونچے سے یہان نفرت ہے
سوال ۔ جونپور مین زید نے ۹۹۵۲۶۷ من غلہ خریدا اور
شب کو چور نے موقع تاک ۶۲۳۶۱ من ہاتھون ہاتھ راتون
رات اُڑا دیا بتاؤ زید کو کتنا گھاٹا ہوا ۔

جواب - یہ جھگڑا جونپور کے قاضی چکائینگے - بندہ کبھی پھٹے مین پانون نہین ڈالتا - چوری چکاری کا حال تھانہ دارون سے پوچھیے بندہ مولوی ہے - مُلّا کی دوڑ مسجد تک -

سوال - شاہجہان کے وقت مین ہندوستان کی کیا حالت تھی اور اکبر کے وقت مین کیا حالت تھی -

مولوی صاحب - اجی آپ تو بُرانے مُردے اکھیڑتے ہین اکبر اور شاہجہان دونون کی ہڈیان گل کے خاک ہو گئی ہونگی اس دُکھڑے سے واسطہ -

سوال - طرز تعلیم کا سب سے بہتر قاعدہ کیا ہی -

مولوی صاحب - اس بحث سے فائدہ کیا ہی - مین کیا کوئی گو کھا ہون یا مجھے کوئی گدھا مقرر کیا ہی بڑے بڑے اُستادون کا کلام نوک زبان ہی -

سوال - عقل بڑی کہ بھینس -

مولوی صاحب - ان دونون سے گھوس بڑی جو دودھ دیتی ہی

سوال - آپ بھی کہینگے کہ ہم آدمی ہین -

مولوی صاحب - ای صاحب وہ آدمی نہین گرگ باران دیدہ گربہ مسکین - بچھیا کا تاؤ - اُلّو کی دُم فاختہ سہی - اب آپ بندے کو آزاد کیجیے تو عمر بھر احسان نہ بھولونگا -

حضار جلسہ - لاحول ولاقوۃ - یہ چرکٹا ہی کون - اس مردک کو یہی نہین معلوم کہ بجرکس چڑیا کا نام ہی - بادل کسے کہتے ہین - دو تک کا پہاڑا نہین یاد - گنتی جانتا ہی نہین - طرز تعلیم سے بالکل ناواقف دجلہ و فرات ہندوستان مین بتاتا ہی - اور باایہمہ شیخی جتاتا ہے جغرافیہ مین محض کورا - آدمی ہی یا دودھیا لنڈورا - تاریخ مین الف کے نام بے نہین جانتا اور خدا جھوٹ نہ بلائے تو شاید حرف بھی نہین پہچانتا اور چلے ہین مولوی بننے - لڑکون کی مفت مین مٹی خراب ہی اور سنیے بادل بدر رو سے پانی پیتا ہے اور تالابو کا پانی نوش کرتا ہے - اس تحقیقات کے قربان - واہ رے نادان -

ہندی اور یورپین کا طرز معاشرت

میان آزاد مکتب کا خاکہ اُڑا مولوی صاحب سے پیچھا چھڑا گانون سے ایک شہر مین جا دھمکے - اُہو ہو ہو - جدھر جاؤ چہل پہل جدھر دیکھو لہر بہر - ہر محلہ آباد - کوچہ و بازار رشک سواد - چپہ چپہ رشک بہشت شدّاد - جگر ٹھنڈا کرنے والی ہوا کے جھونکے سن سن چل رہے ہین - گویا پھلے پھولے ہرے بھرے درخت گلاب اور کیوڑے کے بسے ہوئے پنکھے جھل رہے ہین - میان آزاد دن بھر چک پھیریون مین رہے اور ع - جب نصف کو طوے سے فیلے شب آئی * تو میان آزاد کو سونے کی دھن سمائی ہوٹل مین آئے اتنے مین ایک آدمی چھریرا بدن پستہ قامت چشم ازرق مثے میگون رنگ زرد سامنے آن کھڑا ہوا - کون - ہم ہین بھئی - ہم کا آخر کچھ نام بھی ہی - مسافر - پھر یہان کیا کام - آفتابہ تاکا ہی یا ٹوپی لے بھاگیے گا - یا حضرت ذری بندہ درگاہ کی قطع شریف اور صورت مبارک تو دیکھیے - چوٹٹے ایسے ہی ہوا کرتے ہین - بھلا - اخّاہ - حضور ہین آیئے - میان آزاد نے آؤ بھگت کی پاس بٹھایا - عطر ملا - پان کھلایا - باہم خوب چہ میگوئیان ہوئین - آخر کار اُنھون نے کہا کہ کیون جی کیا یورپ مین ہم لوگون سے علم و فضل اور طرز معاشرت مین چڑھ بڑھ کر ہین - میان آزاد نے (ہو ہو) کر کے جواب دیا کہ درین چہ شک - یورپ مین علم کی گرم بازاری ہے - یہان حضرات ناعاقبت اندیش کی عقل حلیۂ عاقبت اندیشی سے عاری ہی - یہان کیا بہ لحاظ علم کیا باعتبار معاشرت بنگالی البتہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہے ہین

باقی خیر صلاح کے ڈھیر۔ اتنے مین بھٹیاری نے ہانک لگائی کہ (پھاٹک بند ہوتا ہی باہر والو اندر آؤ۔ اندر والو باہر جاؤ) میان آزاد بستر پر ڈٹ گئے۔ نور کے تڑکے حبیب لبیب نے میان آزاد کو خواب نوشین سے جگایا۔ این! آپ لمبی تانے بڑے خراٹے لے رہے ہین۔ اُٹھو اُٹھو۔ یہ طوطے چشمی! آنکھ تک نہین کھولتے کچھ کنمنائے تو سہی۔ ای لو وہ اُٹھ بیٹھے بسم اللہ کیا کل رت جگا تھا۔

میان آزاد نے کہا حضرت ایسا شل ہوگیا تھا کہ گھوڑے بیچکر سویا اور اب تک سوتا ہی رہا۔ خیر بارے آپ اُٹھے تو۔ ہان حضرت لے فرمایئے۔ بنگالی اور یوربین مین کیا بات ہی جس سے ہمارا علم اور طرز معاشرت اُنکے آگے مات ہی۔ مگر بندہ منطقی آدمی ہی براہین انی ولمی پیش کیجیے۔ میان آزاد نے لپ جھپ کپڑے ڈانٹے حبیب لبیب کو ساتھ لیا اور چل کھڑے ہوئے تڑکے کا سہانا وقت۔ ؎

وہ صبح اور وہ چھانون ستارون کی اور وہ نور
دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور

ادھر شوالے کا گھنٹا بجا ٹھنا ٹھن۔ ادھر دونا کون سے صبح کی توپ دغی دنا دن چلتے چلتے بستی کے باہر پہونچے سبحان اللہ خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہی۔ بہار دل کو لبھاتی ہی۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک دلچسپ و پر فضا فرحبخش و دلکشا بنگلہ خس پوش ہے سیڑیان صاف روشین شفاف۔ اشجار کا جھومنا مستانہ وار نے و نوروزی عنبر بار رو باغ طبلۂ عطار۔ ہر سمت باغ و بہار۔ پتے زمردین۔ بنگلے مینو آئین۔ دروازے رنگین ایک عالیشان کمرے مین ایک صاحب کرسی پر بیٹھے ہین اور اُنکے قریب ایک بت حور وش زیبا اندام گلبدن گلفام زن حسینہ و جمیلہ نازک سی کرسی پر متمکن ہے۔ وہ نورانی چہرہ وہ قیمتی ریشمی سیاہ لباس اُسپر عطر کی بو باس جسکی لپٹین سڑک تک آتی تھین اور دماغ کو تختۂ گلاب بناتی تھین۔ ؎

از کجا می آئی اے سر مست خوبی محو ناز
عطر آگین تا بدامن عنبر افشان تا کمر

دونون میٹھی میٹھی باتین کرتے ہین اور مٹن چاپ اُڑاتے ہین کمرے بھر مین وہ صاحب اور وہ بت بلند بالا غم و زدنی غم کا لا حبیب لبیب اس لطف کو مشاہدہ کرکے پھڑک گئے اور بے اختیار کہ اُٹھے کہ۔ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

میان آزاد اُنکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ دیے چپکے سے آگے بڑھے بیس قدم آگے نہ گئے ہونگے کہ سامنے سے کئی پابو کرنگ سرنگ اور نقرہ خنگ گذرے تیز اور سبک خیز۔ اُن پر خوشنما کاٹھیان اور سیمین تن غنچہ دہن لڑکے متمکن ہنستے کھیلتے بولتے چالتے ہوا کھاتے جاتے ہین۔ کپڑے سفید جیسے بگلے کے پر۔ کئی منٹ تک حبیب لبیب اُن گلبدن لڑکون کو دیکھا کئے اور میان آزاد سے کہا کہ بھئی واللہ بچون کی صحبت و ترتیب کا خیال اتنا تو ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے ہین کہ ایک فٹن پر پانچ نوجوان بنگالی ایک بیرسٹر۔ ایک سول سروس دو ایم۔ اے۔ ایک بی۔ اے چلے آتے ہین۔ انہین سے ایک میان آزاد کے خواجہ تاش تھے۔ علیک سلیک کے بعد ہاتھ ملایا اُنھون نے اُنکو چرٹ پلایا معلوم ہوا کہ وہ چار نوخیز بنگالی غریب آدمیون کے لڑکے ہین مگر اُن کے عالم باپ کے ہمدرد احباب نے اُنکو ولایت بھیجا اور خود صرف کے

متحمل ہوے - اب وہ مدارج اعلی حاصل کرکے آئے ہین رخصت ہوے تو میان آزاد اور اُنکے حبیب مشرق اور وہ نوجوان مغرب کی طرف چلے حبیب لبیب نے آہ سرد کھینچکر کہا کہ بس ان بنگالیون کے قدم لے بیس بیس برس تک کے لڑکے ایم - اے - بی ال ہو جاتے ہین - امیر تو امیر غریب تک اعلی درجہ کی تعلیم پاتے ہین - مگر ہندی ابھی بحر جہل ہی مین غوطے کھاتے ہین چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچے جہان سڑک پر دورویہ سوداگرون کی عالیشان کوٹھیان ہین جان اینڈ کمپنی رو اینڈ سن کے سہ منزلہ - پنج منزلہ - سر بفلک کشیدہ ایوان سپہر توامان گویا آسمان سے باتین کرتے ہین فلک الافلاک سے ٹکر لڑتے ہین - میان آزاد حبیب لبیب کو ایک کوٹھی مین لیگئے - الٰہی یہ مکان ہی یا صناعی کا کاشانہ - کوٹھی ہی یا لندن کا عجائب خانہ اشیاے غریبہ لاتعد و غیر محدود - تمام عالم کی نعمتین موجود حبیب لبیب نے کہا صل علی - صل علی - یہ تجارت کے شعبدے ہین - واہ ری تجارت تیرے قدم دھو دھو کر پیے - اتنے مین سامنے سے کئی بگھیان آئین اور زن سے نکل گئین سب پر یوروپین جنٹلمین اور لیڈیان متمکن - ہندوستانی کا منزلون پتا ہی نہین آگے بڑھے تو ایک کتب خانہ نظر آیا - لاکھون کتابین چُنی ہوئین - دفتیان قابل دید بلکہ دیدنہ شنید کسی الماری مین گل لالہ کھلا ہی - کہین زمردگون تختہ بنا ہی - انسان اگر سال بھر اس کتب خانہ مین جم کر بیٹھے تو عالم اجل اور فاضل اکمل ہو جائے سر شام سے آٹھ بجے تک شائقین آتے ہین سیر کتب سے دل بہلاتے ہین - لیڈیان اپنے مذاق کے اخبار اور کتب مطالعہ مین لاتی ہین اور دنیا کے حالات پر واقفیت پاتی ہین مگر ہندوستانی جنٹلمین کو ان امور سے کیا سروکار -

اس سیر سے جب خوب سیر ہو چکے تو سرا کی سوجھی - حیران و ششدر رکہ - ؎

کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے | تہمتین چند اپنے ذمے دھر چلے

خدا خدا کر کے بستی مین داخل ہوے - راہ مین ایک مرفہ حال اور صاحب جاہ و مال کے دروازے پر اُنکے دو کمسن لڑکون کو دیکھا نک سک سے تو درست ہین - مگر وضع نرالی کانون مین بالے - پانون مین بھدے بھدے کڑے - انگرکھا میلا کچیلا کثیف پائجامہ جا بجا جگہ سے چاک - ہاتھون پر گرد منھ پر خاک دروازے پر ننگے پانون کھڑے ہین - مولوی صاحب ڈیوڑھی مین بیٹھے دو اور لڑکون کو پڑھا رہے ہین لیکن ڈیوڑھی اور پائخانہ ملحق -

میان آزاد - کیسے پژمردہ غنچہ ہین سیمین بدن لڑکے اور وہ یا بو بھی یاد ہین - انکو دیکھیے میلے گندے دن بھر بیت الخلا کے پڑوس بھلا یہ توانا و تندرست چالاک و چست کیونکر ہون - ہان زیور سے البتہ گوندنی کی طرح لدے ہین حق یون ہی کہ چاہے لڑکا جسقدر زیور پہنے ہو مگر اُسکو وہ سچی خوشی نہین حاصل ہو سکتی جو اُن پیارے بچون کو نسیم سحری کے جھونکون اور ٹاپونکی کھٹ پٹ سے حاصل ہوتی تھی - لڑکا تڑکے گجردم بیدار ہوا - حمام خانہ گیا - صاف ستھرے کپڑے پہنے صبح کی ہوا کھائی یہ اچھا یا یہ اچھا کہ لڑکے اور پٹھے اور ریشت کے کپڑون مین جکڑ دیا جائے اور زیور سر سے پانون تک لاد دیا جائے اور گڑھیا پر بٹھا دیا جائے کہ کوڑے کے ٹوکرے گنا کرے الامان الحذر - اتنے مین سات آٹھ نوجوان سامنے سے گذرے ابھی ۱۹ ہی برس کا سن ہی مگر گالون پر جھریان کسی کی کمر خم کسی کا چہرہ زرد دل مر

سُرخ وسفید رنگ دھوان بنکر اُڑ گیا اور طرّہ یہ کہ الف کے
نام بے نہین جانتے - س اور ش نہین پہچانتے ایک نمبر اول
کے جانڈو باز ہین - دوسرے بڑے زبان دراز ہین وہ فرّاٹے
بھرین کہ بھلا چنگا آدمی گھنچکر ہوجائے ایک بہترین درجے مین تعلیم
پاتے تھے مگر پروفسر ریاضی سے گلخپ ہو گئی ہی جھٹ مدرسہ چھوڑا
کیون نہو میرے شیخ تنک مزاجی ختم ہے ایک صاحب اپنے داہنے
ہاتھ کی دو انگلیون سے بائین ہاتھ پر تال بجا رہے ہین - دھن تا
دھن تا دو صاحب بہادر نامے بٹیر کے گھٹ جانیکا افسوس کر رہے
ہین کسی کو ناز ہی کہ مین بانے کی کنکیان خوب لڑاتا ہون تکل
خوب بڑھاتا ہون -

میان آزاد نے پوچھا کیون قبلہ کہیے وہ بنگالی نوجوان بھی
یاد ہین - ان حضرات کو دیکھیے کہ مدرسہ چھوڑا - کوچہ گردی سے
ناتا جوڑا صحبت نیک سے منہ موڑا - افعال شایستہ کی گردن کو
مروڑا - لیاقت خدا کا نام ہے سرگشتی سے کام ہی یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ دو صاحب اشراف سفید پوش - صاحب تن و
توش حبیب لبیب نے کہا حضرت انکو پہچان رکھیے - ان مدعیان
خرد نے روپیہ کو دفن کر رکھا ہی - ایک کے پاس دو لاکھ سے زیادہ
ہی دوسرے کے پاس کوئی اسّی ہزار - مگر زمین مین دفن ہی اور
لڑکون کو کچھ زیور تو البتہ بنا دیا ہے - باقی اللہ اللہ خیر صلاح
اگر تجارت کرین تو وہ فروغ ہو کہ باید و شاید - مگر یہ سیکھا ہی
نہین میان آزاد نے کہا کیون میان وہ کوٹھیان بھی یاد ہین بنگال
بنک اور دہلی بنک کو سنا تھا یہ زمین کا بنک آج سُنا
بحمد اللہ کہ اب میان آزاد اور حبیب لبیب سرا مین داخل ہوے
آزاد - کہو یار ہے - صبح کے سوال کا جواب پایا سچ کہنا -
جو کہا تھا ثابت کر دیا یا نہین - اب پھر پوچھو گے کہ بنگالیون سے
عموماً اور یورپین سے خصوصاً ہندی کس بات مین کم ہین -
حبیب لبیب نے گردن جھکائی - آنکھین نیچی کر لین - ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگے اور فرمایا کہ خدائے پاک کی قسم ایسا شافی
اور برجستہ جواب پایا کہ عمر بھر تو بھولونگا نہین بھئی آج کی سیر نے
تو جام جمشید کا لطف دکھایا یورپین اور اہل ہند کے طرز معاشرت مین
زمین اور آسمان کا فرق پایا - واللہ تہذیب بھی صدہا امراض
جہالت کی دوا ہی - حبوب ہالوے ہی - اکسیر کی پڑیا ہی -

دوسرے روز ہمارے سودائی مزاج میان آزاد جھٹپٹے وقت
حبیب لبیب کو ساتھ لے شہر کے صدقے ہونے چلے چاندنی نے
سبزے مین کھیت کیا ہی - نوعروسان چمن کا جوبن پھٹا پڑتا ہی ایک
باغیچہ فرح بخش و دلکشا مین احباب بذلہ سنج و صافی مذاق بیٹھے
عظیم اللہ خانی حقے اُڑاتے تھے - اور رنگ رلیان مناتے تھے کہ
ایک دفعہ ہی بحث اور بحث سے تکرار تکرار سے گلخپ شروع
ہوئی میان برق نے کہا بھئی کلجگ ہی کلجگ جسمین جو ہو تھوڑا -
پُرانی رسمون کو اب بعض ذات شریف دقیانوسی بتاتے ہین شادی
بیاہ کے خرچ کو اخراجات فضول کہتے ہین - بچون کو زیور پہنانا گالی ہی
وقس علی ہذا اب کوئی ان حضرات سے اتنا تو پوچھے کہ جو رسم باپ دادا کے
وقت سے چلی آتی ہے اُسکو کوئی کیونکر مٹائے - یارو دہائی ہے یہ اندھیر
دوسرے صاحب شرق ان خیالات کے خلاف تھے - یہ باتین
ہو رہی تھین کہ اتنے مین پورب کی طرف سے شور اور غل کی صدا
ایسی بلند ہوئی کہ کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی تھی کسی نے کہا
چور آیا - لینا جانے نہ پائے - کوئی بولا سانپ ہی سانپ - کوئی
بھیڑیا بھیڑیا چلا اُٹھا کسی کو شک ہوا کہ آگ لگی - سب کے سب
گھبر گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے تو چور نہ چکار بھیڑیا نہ بار آگ نہ باگ
ع - کچھ اور ہی گُل کھلا ہوا ہے * ایک خواجہ صاحب لنگوٹ کسے

لٹھ ہاتھ مین لیئے اکڑے کھڑے ہین اور اُنسے دس قدم کے فاصلے پر ایک ٹیکرے پر کوئی لالہ جی بانس کی کھپاچ لیے ڈٹے ہوئے ہین اردگرد تماشائیون کا ہجوم ہی شور فساد دنگا اور دھوم ہی - ادھر خواجہ صاحب پیترے بدل رہی ہین ادھر لالہ اُنگلیان مٹکا مٹکا کر غل مچاتے ہین -

برق - اے خواجہ صاحب خیر تو ہی -

خواجہ - کیا عرض کرون منشی برق صاحب - آپکو دل لگی سوجھتی ہی اور یہان جان پر بن گئی ہی - یہ لالہ میرے ہمسایہ ہین انکا قاعدہ ہی کہ ہر [illegible] مجھے ہزار ہا گالیان دیا کرتے ہین - آج سنیے کہ کوٹھے پر چڑھ کر خدا واسطے کو صلواتین سنائین - اب فرمایئے انسان ضبط کہان تک کرے - لاکھ سمجھایا کہ بھئی آدمی سے اونٹ اور انسان سے خر بے دُم نہ بن جاؤ - عقل کے ناخن لو ہوش مین آؤ یہ بادشاہی نہین سنتے ہین کس شمار قطار مین ہون - خم ٹھوک کر لڑنے کو تیار ہو گئے خدا نہ کرے کہ کسی بھلے مانس کو ان سے سابقہ پڑے -

لالہ - ہونہہ او سنیے گا - ہم چار پانچ برس لکھنؤ مین رہے ہین پڑھے ہی ہین

خواجہ - بارہ برس دلی مین رہ کر تم نے کیا سیکھ لیا جو اب چار برس لکھنؤ مین رہنے سے فاضل ہو گئے -

لالہ - یہ ساٹھ برس سے ہمارے پڑوسی ہین خوب جانتے ہین کہ برس دن کا تیوہار ہی ہم شراب ضرور پئین گے جبھی ضرور لگائین گے نشے مین صلواتین ضرور سنائین گے - ہماری رسم ہی یہی ہی کہ راہی اُچکے محلے والون کو گالیان سناؤ خوب گلچھرے اُڑین لوگ ہمسے فرماتے ہین کہ چند مردمان سلیقہ شعار سبھا منعقد کرتے ہین کہ شراب قلیہ چھوڑ دو واہ بڑے نستعلیق تو بنے بھئے

برق - اجی لالہ صاحب عقل کے ناخن لیجیے بہت ہلکی ہلکی باتین نہ کیجئے ہم نے مانا کہ یہ رسم قدیم ہی - مگر ایسی رسم پر تین حرف آپ دیکھین تو کہ اسوقت آپکی قطع کیا ہی کیچڑ مین لت پت بھئی واہ واللہ تمھارا بابان قدم سے بھلے مانسون کو گالیان دیتے ہو اور کہتے ہو یہ تو ہماری رسم ہے - وہ سبھا بڑے دور اندیش بزرگوارون نے قائم کی ہی - تم ہی ایسے حمقا کی تنبیہ کے لیئے -

شرق - یا حضرت برق - ذرا مجھ سے تو آنکھین ملایئے شرمائیے تو نہو گے کیون صاحب یہ دن دہاڑے اندھیر جو بات اس لالہ کے یہان جسطرح ہوتی آئی ہی اُسیطرح اب بھی ہو گی - ابھی ابھی آپکا کچھ مقولہ تھا - اب کچھ اور کہنے لگے - یہ دھوپ چھائون کی رنگت آپ نے کہان پائی یہ گرگٹ کی خاصیت کیون بھائی - میان رسم بد کی حماقت پابندی کی نشانی ہی -

خیر برق کو قائل کر کے میان شرق اور میان آزاد حسب الطلب اور یاران موافق اُسی باغیچۂ نزہت انتما کی طرف جانے لگے اور برق کو ہنس ہنس کر جلانے لگے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک گنوار عورت روتی چلی جاتی ہی - اور ایک مرد چپکے چپکے سمجھا رہا ہی کہ (جیائی ہا ہا جیائی ہار) میان آزاد سمجھے کہ کوئی بدمعاش ہی - معاً للکارے - کون ہی بے تو بول ابے کون ہی - اُس عورت کو کہان بھگائے لیئے جاتا ہی اُس گنوار نے کہا صاحب بھگائے نہین لیے جات ہون یہ ہمری مہرارو ہی - ہماے یہان رسم ہی کہ جب جورو کا میکے سے سسرال لے جات ہین تو وہی تین کوس تلک مہرارو روت جات ہی -

برق - لاحول ولاقوۃ - واللہ مین کچھ اور ہی سمجھا تھا - بھئی ان گنوارون سے خدا کی پناہ - محض رسم کی پابندی کو فرائض دینی تک پر ترجیح دیتے ہین -

شرق - بجا ہی پیر و مرشد خود را فضیحت و دیگران را نصیحت گنوار تو خیر گنوار ہین کر چھوٹ جائین گے مگر آپ بھی اُس باغ مین کیا

کہ یہ بھی سچ ہے - دروغ گو را حافظہ نباشد - شایستہ اور تربیت یافتہ آدمیون کا پابند رسوم مذموم ہونا البتہ مقام استعجاب ہے - مگر دن دہاڑے یہ اندھیر - جو رسم اُس عورت کے یہان ہوتی ہے اُسے کیونکر چھوڑے اور اُسکے خلاف کرے تو آپ ہی قول کے بموجب اُسکا یہ فعل داخل گناہ کبیرہ ہے -

آزاد - واہ مولوی شرق صاحب - کیا کہنا ہے - واللہ مانتا ہون خوب آڑے ہاتھون لیا - ابتو میان برق مسکرا مسکرا کر رہجاتے ہین بھائی کچھ فرض نہین کہ عقل کی آنکھون کو پاکٹ مین بند کرکے پرانی رسمون کے ڈھرے پر چلنا شروع کرے - اور اتنی ٹھوکرین کھائے کہ قدم قدم پر منہ کے بھل گرے خدا نے عقل اسلیے نہین دی ہے کہ رسوم قدیم مین ترمیم نہ کرے بلکہ اس لئے کہ خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کیجیئے - اگر پرانی باتون کی پوری پوری پیروی کی جاتی تو یہ جامدانی کے کرتے اور مشربتی کے انگرکھے اور زربفت و کمخواب خواب مین بھی نظر نہ آتا باقرخانی اور پلاؤ اور نرگسی کباب کے عوض انسان پارٹھے اور ہرن کا کچا گوشت کھاتا خدا نے آنکھین دی ہین مگر افسوس کہ ہم نے بند کرلین پر دجود ہین مگر کام مین نہین لاتے یار و کچھ تو بلند پروازی کرو - ذرا تو آنکھ کھولو -

ای ذرہ یکی قصد رہ گردون کن	ای قطرہ یکی میل لب جیحون کن
ای دانہ کہ خوشہ میتوانی گشتن	درخاک چہ ماندۂ سری برون کن

برق - واہ بھئی واہ - واللہ تم بڑے گرما گرم آدمی ہو - اچھا آڑے ہاتھون لیا اور ایسا معقول کردیا کہ مین تمھارا ہی کلمہ پڑھنے لگا -

بوڑھے کھوسٹ کی نوخیز اور چنچل بیوی کی باتین اور عاشقی و معشوقی کی گھاتین

پھر مجھے لے چلا وہین دیکھو	دل خانہ خراب کی باتین

میان آزاد کو شوق چرایا کہ پیر فرتوت کی البیلی چھبیلی بیوی کو وہ خط دین اور دل لگی دیکھین - ٹانگون کی سواری باد بہاری - غڑاپ سے اُسی مقام پر داخل - رات کو پھیپھون کی طرح ایک پیڑ کے سایہ مین بسر الیا - اور صبحدم منھ بنوا خط دار گھٹوا آب سرد سے غسل کر جاکٹ زیب بر پتلون ڈانٹ ترکی پھندنے دار لال لال ٹوپی سر پر جما ہدہد کی صورت بنا نیب لوٹے کی طرف بوے گل کی طرح چل کھڑے ہوے - کپڑے فوق البھڑک رشک طاؤس نگارین روکش مرغ زرین - چلتے چلتے نیب لوٹے مین دن سے جا دھمکے پیر فرتوت نے تو ان کے دم دھاگے مین آکر اور ایسے حریف عیار کو لنگوٹیا یار جان کر بچا چھٹا کہ ہی سنایا تھا ناک کی سیدھ پر چلے اور ٹھیک اُسی نزہت کدہ پر فضا مین پہونچے جہان اُس گل رعنا کا مسکن تھا - اب اندر قدم رکھتے کلیجہ لرزا جاتا ہے اور باہر خیال دید گدگداتا ہے -

تنگ آیا تھا نہایت خاطر مشتاق سے	ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت سمجھاتی تھی ہان

اتنے مین ایک طرار اور ستمگار کہاری چمکتی ہوئی آئی -

کہاری - میان کون ہو - کہان سے آنا ہوا کسکی تلاش ہے

آزاد - بی مہری صاحب سلام - ہم مسافر پردیسی ہین -

کہاری - (جھڑک کر) اے واہ اچھے آئے - میان یہ کیا کچھ سرا ہے -

آزاد - (ہاتھ جوڑکر) از براے خدا اپنی بیوی سے کہین کہ دیتین کہ بڑے میان نے ایک خط بھیجا ہے -

مہری نے ایک طرارہ بھرا تو گھر کے اندر تھی - میان کے

پاس سے ایک صاحب آئے ہین خط لائے ہین۔ وہ چونک اُٹھین اپنے میان کے پاس سے چل جھوٹی مجھے نہ جھٹلانا کسی اور کو جا کر اُڑانا۔ یہان کچی گولیان نہین کھیلی ہین۔ میان کسی قبرستان مین میٹھی نیند سو رہے ہونگے۔ بیوی ذری جھرکے سے جھانکے تو وہ کیا سامنے کھڑے ہین۔

اتنے مین میان آزاد نے دو عورتون کی باتین سنین۔ ایک جوان۔ دوسری اُسکی مان۔ سنئے کیا مزے سے چہ میگوئیان ہو رہی ہین۔

جوان۔ ای امان آج تو بیطور کنگھی چوٹی کی فکر ہے۔ ؎

خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

کوئی گھورے تو انسان نکھار کرے۔ کوئی مرے تو آدمی سنگار کرے۔ تم دادا پراسی برس کی ہوئین منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت۔ مگر جوانی کا بل نہ گیا سہیلیان ارد گرد سنوار رہی ہین عطر لاؤ۔ غازہ لاؤ۔ بنکار رہی ہین جسن دان سامنے ہے۔ کس ٹھسّے سے مشاطہ چوٹی گوندھ رہی ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔

پیرزال۔ مجھ نصیبون جلی کی قسمتون مین یہی بدا تھا کہ سخت محنت مین باتین سنون اور بیٹی ہتھیتین تراشے۔ کوئی اور کہتی تو دست بناہ سے زبان نکال لیتی تم تو میری آنکھون کی پتلی ہو۔ ہاے ماتا بُری چیز ہے۔ بیٹا تم یہ باتین کیا جانو۔ نام خدا ابھی جوان ہو الھڑ ہو نادان ہو۔ ؎

ابھی ناکردہ کار ہو بابا
ذی لیاقت ہزار ہو بابا

بناوٹ سجاوٹ تو میری گھٹی مین پڑی تھی اور مین نہ بنتی ٹھنتی تو تمھاری چشم فسون پرداز کو تعلیم ناز کون دیتا۔ ستمگاری کا سبق کون لیتا۔ بے بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ باہر جاؤ تمھارے میان کا آدمی آیا ہے خط لایا ہے۔

میان آزاد نے جو یہ باتین اور رمز و کنایہ کی گھاتین سُنین تو ہوش پرّان ہو گئے آئے حواس غائب۔ اُس ؎

شمع افروز محفل عشاق
نمک جان بسمل عشاق

جرس کاروان منزل شوق
طرفہ لیلی نمائے محمل شوق

نامہ آموز بلبل حیرت
تخم افشان مزرع الفت

نے جھروکے سے دیکھا کہ ایک آدمی ہیچ مچ کھڑا ہے۔ مہری نے اُنکو بُلایا باہر کرسی پر حضرت متمکن ہوئے اور چق کے اُدھر وہ گلبدن اُس حور وش پر جو نظر پڑی تو نور کا بکہ نظر آیا تیر عشق جگر کے پار تھا دل مضطر و بیقرار تھا۔ کمر ایسی پتلی کہ سایہ کے بوجھ سے بل کھا جائے۔ مکھڑا بن گھنے چاند کو شرمائے۔ چاہ زنخدان وہ جسمین زلیخا کا دل ڈانواں ڈول ہو جائے۔ ؎

بہ فرقش گل کند گر سایبانی
قدش خم گردد از بار گرانی

براندامش شند گر پرتو ماہ
نزاکت سازدش در خواب آگاہ

اس حسن گلوسوز پر دہ سیاہ ریشمی لباس۔ اور اُسپر عطر عود کی بو باس۔ جوبن جو پھٹا پڑتا تھا۔ نظارے کا قدم پھسلتا تھا۔ ؎

حسن پر اس پری کے کی جوگاہ
نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ

پر اینلی کمال ہے وہ سمن
کم سنی کے سبب سے اٹھ رہی

اک جھمکڑے سے پھر وہ غیرت برق
زن سے بھاگی حیا کے صورت برق

حسن و خوبی مین وہ بت معزز
سر سے پا تک برنگ شعلۂ نور

سن برس چودہ اک کا ہوگا کمال
پر وہ ماہ دو ہفتہ بدر جمال

مست صہبائے غمزہ و انداز
اٹھتا جوبن شباب کا آغاز

انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز
دلربا بات کا نیا انداز

نشہ کے لال لال وہ ڈورے / جن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے
اونچی چوٹی وہ گوٹے کا موباف / پیچ سارے گندھے ہوئے شفاف
ناک مین بھی وہ نور کا تنکا / چشم زہرہ مین جسکی کھٹکے ضیا
اور گلے مین وہ نور کی ہیکل / دیکھکر جسکو جان ہو بیکل
زیب پا ہی جڑاؤ وہ پازیب / آدمی کیا ملک کو دے جو فریب
کاندھون پر وہ ڈوپٹہ ململ کا / فانسائی رنگا ہوا ہلکا
دھانی اطلس کی خوش چھوٹی کرٹ / دل عاشق ہو جسکو دیکھ کے لوٹ
کرتی شبنم کی آستینون دار / ملگجے پن پہ اُسکے اور بہار
پانون مین بوٹ بھی وہ زردوزی / شمع رخ محو گلشن افروزی
ناز سے پائنچے اُٹھائے ہوئے / شرم سے جسم کو چرائے ہوئے
نشہ بادۂ شباب سے چور / چال مستانہ حسن پہ مغرور

سیکڑون بل کمر کو دیتی ہوئی
جان طاؤس و کبک لیتی ہوئی

وہ جادو نگاہ غیرت مہر و ماہ مستون کی طرح جھومتی اٹھکھیلیان کرتی چلدی۔ ادھر مہری نے میان آزاد سے کہا کہ آپ سے خفا ہو گئین اسی وقت بوریا بدھنا اٹھایئے۔ میان آزاد بادل پر درد و آہ سرد چل کھڑے ہوے جان سے عاری عاشقانہ اشعار زبان پر جاری۔

میان آزاد تو تھے بڑے فراٹے باز۔ زبان دراز حاضر جواب لگاوٹ مین انتخاب میٹھی میٹھی باتون مین طاق رمز و کنایہ کی گھاتون مین مشاق عاشقی مین مجنون و فرہاد سے بڑھے سودائی کیسے آزاد لیکن بڈھے کھوسٹ کی چلبلی چنچل جورو سے جو آنکھ لڑی تو بلا کی مصیبت پڑی یہ شوخ و شنگ وہ بڈھا دقیانوس کا ہم سنگ اسکی اٹھتی جوانی نام خدا بارہ تیرہ برس کا سن۔ اُنکے چلو اکانے کے دن۔ اسکا حسن گلو سوز۔ وہ کالا کلوٹا ہفتہ کا روزہ

یہ رگ جان مین آفت اُٹھانے والی وہ صید پیرانہ سالی۔ یہ بت جادو جمال۔ وہ تیرہ صدی کا دجال۔ اسکا پیارا پیارا مکھڑا ایسا جیسے چودھوین کا چاند۔ اسکا وہ کالا کالا چہرہ جس کے مقابل مین اُلٹا توا بھی ماند۔ نشیلی انکھڑیون کے لال لال ڈورے خون رلاتے تھے طفل اشک رنگ لاتے تھے۔ زلف عنبرین سے بہشت کی لپٹین آتی تھین۔ دماغ کو طبلۂ عطار بناتی تھین۔ وہ طاؤس کی سی چال مستانہ کمر کا پائنچے کے بوجھ سے سیکڑون بل کھانا۔ وہ جلوہ فروشی وہ معشوقانہ انداز۔ وہ عربدہ جوئی وہ دلربایانہ ناز۔ وہ شوخی وہ مسکرانا۔ وہ دست حنائی وہ شان دلربائی۔ وہ گردن کا نہوڑانا۔ ڈوپٹے کا سینے سے لپٹا جانا۔

ناتوانی وہ چشم جادو کی
اور کھاوٹ وہ تیغ ابرو کی

الغرض جنون کے ترنگ اور عشق کی اُمنگ مین میان آزاد

پنجہ زد عشقش بلباس پارسائی پارہ شد
طاعت صدسالہ ام تاراج یک نظارہ شد

کہتے ہوے سر دھنتے تھے کہ یکایک ایک شخص سامنے آن کھڑا ہوا چھریرا بدن سیمتن نازک اندام۔ گلفام۔ یا حضرت حضور کی تو دھوم ہے۔ ذرا اس گاڑھے وقت غریبون کے بھی آڑے آیئے تو احسان ہوگا۔

آزاد۔ آپ اپنا مطلب فرمایئے حال صاف صاف کہہ سنایئے

مین تو اس درد سے نہ تھا آگاہ / دل کو کیا ہو گیا ہے اللہ
تپ عشق صنم نے شدت کی / سوز غم نے تباہ حالت کی
بیقراری دل ستانے لگی / چشم تر اشک خون بہانے لگی
شعلۂ شوق دل بھڑکنے لگا / مرغ جان حزین پھڑکنے لگا

یا حضرت وضع سے تو مولوی پن برستا ہے مگر گفتگو سے ٹپکتا ہے

کہ کسی ترک شوخ کے تیر نگاہ کی دل میں خلش ہے۔ بندہ میر شکار کمربستہ خدمتگزار مطلوب سے ملاؤں محبوب کو لاؤں دل شکستہ کی مومیائی میرے پاس ہے۔ مرہم زخم عشق و یاس ہے لیکن ذری اتنا احسان کیجیے کہ یہ اخبار پڑھ لیجیے اور جواب ترکی بترکی لکھ دیجیے۔

یہ کہکر میر شکار نے کئی اخبار میاں آزاد کو دیے یہ لاکھ سودائی تھے تو کیا ہوا۔ مگر چتونوں سے تاڑ گئے کہ یہ طوائف بچہ پڑھنے لکھنے کا شائق ہے۔ حلّال غوامض و دقائق ہے۔

میاں آزاد نے باواز بلند پڑھا اقوام مجہول النسب کی تعلیم

اخّاہ یہ بحث ہے۔ ہم تمھاری طرف سے بیڑا اٹھاتے ہیں اور اقوام مجہول النسب کی تعلیم کے فوائد زبان قلم پر لاتے ہیں۔

ارباب نشاط کی تعلیم

کل شیخ نے مجھے مجتہد العصر سا فتیا — دکھلا کے سبز باغ عذاب و ثواب کا
کہنے لگا ذرا تو سخن مجھے یہ طنز — معلوم ہوگا حشر میں پینا شراب کا
میں نے کہا کہ ہم بھی ہیں یہ خوب جانتے — پر کیا کریں کہ ہے ابھی عالم شباب کا
تقصیر ہو معاف تو اک عرض میں کروں — لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش — اور واں کوئی مخل ہو باعث حجاب کا
گردن میں ہاتھ ڈالکے اک شوخ بے حجاب — دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا
منت سے یوں کہے کہ ہمارا ہو فی ہے — گر پی نجائیے جلد یہ پیالہ شراب کا
اسوقت ہم سلام کریں قبلہ آپ کو — گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اڈیٹر صاحب۔ مجرا عرض ہے۔ ذرا بایاں قدم اور دایاں ہاتھ دیجیے واللہ آپ کو تو دور ہی سے سلام کرے۔ میں کہتا ہوں یہ آپ کو خوب سوجھی کیا کہ اقوام مجہول النسب کی دھجیاں اڑا دیں واللہ مانتا ہوں۔ اچھا فتوی دیا پہلے تو میں چکرایا کہ یہ مجہول النسب اور معروف النسب چہ معنی دارد یا معروف و مجہول سنا کرتے تھے اقوام معروف و مجہول اب سننے میں آئیں خیر پیر شو یا موزاب سنئے کہ گھبرا کر ایک مولانا بالعلم و الفضل اولٰنا کے پاس گیا السلام علیکم وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج اقدس الحمد للہ علی کل شی قدیر یا حضرت ایک شے ہے۔ فرمایا سگ ہے۔ یا خالی بک بک ہے یا الٰہی اتنے قافیے کہ قافیے کا بھی قافیہ تنگ ہے عقل دنگ ہے پوچھنا صرف اسقدر ہے کہ اقوام مجہول النسب چہ معنی دارد۔ استغفر اللہ کوئی مسئلہ منطقی پوچھا ہوتا تو جواب دیتا علم ہیات کا سوال کیجیے تو زمین و آسمان کے قلابے ملاؤں۔ لامکان کی خبر لاؤں ستارے آسمان سے اتار دوں حکیم عقل کل کی قبر پر لات ماروں فقہ کا مسئلہ پوچھو تو وہ بات بتاؤں کہ سیدھے طوبےٰ کے سائے میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے ہو میوہ گرا اور جنت سے نوش جان۔ سات طبق زمین اور نو طبق آسمان سب کی ہے۔ اور فلک الافلاک سے تا بہ تحت الثریٰ کی خبر ہے۔ قبلہ و کعبہ بندے کو یہی تقریر سے الجھن ہوتی ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان میں کہوں کچھ آپ کہیں کچھ آم حضور بورا گئے ہیں یا غلام اچھا تو سنو۔

اقوام مجہول النسب عبارت ہے ان اقوام ناعاقبت اندیش و ستم کیش خستہ جگر و دل ریش سے جنکے باپ کا پتا نہ دادا کا ٹھکانا لاکھ میدان فکر میں عقل کے گھوڑے دوڑائیے گا۔ انکا پتا نہ پائیے گا مثل رنڈی طوائف وغیرہ کے بس رخصت۔ ہم خرما خوردیم و حلق خود بدریدیم۔ لو صاحب اب ہم شیر ہو گئے معلوم ہوا کہ اقوام مجہول النسب طوائف بھگتیں اور بہرو الفون کو کہتے ہیں یا جو ان کے قبیل کے ہوں۔

یا حضرت آپ سچ سچ کہہ دیجیے کبھی جھوٹ بولے تو تمھارا ہی خون پیے راست راست بے کم و کاست بے دھڑک کہہ دو کہ انکی

تعلیم مین گناہ کیا ہے - اور ایمان سے کہنا تعلیم ارباب نشاط کے لئے موزون ہے یا آپ کے لئے وہ ہنسے بھی وہ ناک پر ہنسی آگئی - وہ ہونٹھ پر آئی - ع - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ - ؎

ہم خوب سمجھتے ہین تمھاری باتین — دکھلانے کی ہین فقط یہ پیاری باتین
منظور ہے جلوہ لن ترانی حیلہ — اللہ ری تمھاری پیاری پیاری باتین

میان ارباب نشاط کا دم غنیمت ہو دنیا کی چہل پہل اُن کے دم سے محفل کی رونق اُن کے قدم سے بھلا گو نگی محفل کس کام کی یہ زہاد خشک ہی کو مبارک رہے - یہان تو جبتک طبلے کی گمک نہو رخ انور کی جھلک نہو - کڑون کی جھنکا رنہو چھڑون کی چھنکا رنہو چھماچھم کی آواز نہ آوے - کان سرور نہ پائے - کوئی برقوش نظر نہ پڑے - کسی شوخ ستمگار سے آنکھ نہ لڑے طرہ نہ سجے تال نہ بجے دھاچوکڑی نہ مچے مہندی نہ رچے - رنگ رلیان نہ منائین شادیانے نہ بجائین - آوازے نہ کسین عطر مین نہ بسین تانین نہ سنین - سر نہ دھنین - نازک آوازی نہو - نظارہ بازی نہو - آنکھون مین لال ڈورے نہون - دودھیا لٹورے نہون - ناؤنوش نہو - صنم بادہ فروش نہو - عقل فراموش نہو - پریان عین مستی مین بلبل ہزار داستان کی طرح چہکتی نہون سیوطی کے پھول اور حنا کی ٹٹیان مہکتی نہون قہقہے نہون چہچہے نہون - تو کس مردود و مطرود کو اپنے حساب دم بھر جینے کو جی چاہے واللہ محفل باؤ لے کتے کی طرح کاٹ کھائے - ؎

محفل مین گدگدا تی ہو شوخی نگاہ کی
شیشون سے آرہی ہو صدا قاہ قاہ کی

اِدھر جام مُل ہو اُدھر صراحی کی قلقل ہو - ادھر گل ہو اُدھر بلبل ہو - اور کوئی نازنین مہ جبین بصد ناز معشوقانہ لبھا رہی ہو اور گا رہی ہو کہ - ؎

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو — بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے — بوسہ ستان بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلربائے من میکند از برائے من — نقش و نگار و رنگ بو تازہ بتازہ نو بنو

محفل کا رنگ خوب جما ہو - عجب دلربایانہ سمان ہو - پھر اگر گردن نہ ہلجائے تو جھک کر سلام کرون - اب غور فرمایئے کہ ایسے طائفے کو جو ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہے حضور نے کن الفاظ سے یاد کیا ہی - واہ بندہ نواز - ارباب نشاط کی اچھی گت بنائی - اُسکو بھی جانے دیجیے - ہاتھون ہاتھ ایک اور دلیل لیجیے - مگر ہٹ دھرمی کیجیے سنیے عالی خاندانی کا غرور - معالی دودمانی کا فخر - شرافت کا ناز - نجابت کا غرہ - دقیانوسی باتین ہین نئی روشنی سو جھاتی ہے ع - کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست - اگر آپ حضرت نوح کے ہمعصر ہوتے تو وہ بات ہی اور ہے - ورنہ بنظر انصاف دیکھیے کہ افعال کی نیکی اور بدی پر لحاظ کرنا چاہیے یا اِس پر کہ پدرم سلطان بود ماشاء اللہ بود یا نبود - مرا چہ ترا چہ - مانا کہ اُن کے فعل کو بعض دنیا پرست مخل تہذیب ہی سمجھین مگر حضرت یہ تو اپنا اپنا پیشہ ہے - وہ ناچنے گانے ہی کی روٹیان کھاتے ہین - آپ کیون اپنے اڑھائی چاول گلاتے ہین - یہ بھی نہ سہی جانے دیجیے اور سنیے - نیک کو تعلیم دینا تحصیل حاصل ہے اُسکی تو گھُٹی مین نیکی پڑی ہے تعلیم بدون کو دو کہ نیک ہو جائین طبلے اور ڈھولک کو توڑین - تھرکنے ناچنے سے منھ موڑین - بھاؤ بتانا چھوڑین - تہذیب سے ناتا جوڑین مگر بخیر اُنکو چچا سعدی کا شعر خوب یاد ہے - اور اسی سے دل فرحناک و روح شاد ہے کہ - ؎

شنیدم کہ در روز اُمید و بیم — بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

لیکن - ع - جہان دیدہ بسیار گوید دروغ - میان سنو تعلیم

وہ سمندر ہے - جسکا اُور نہ چھور - اور سمندر مین ناپاک بھی پاک ہوجاتا ہے خزین بھی فرخناک ہوجاتا ہے -

اور کرور باتون کی ایک بات یہ ہے کہ جو اُسنے کہا ہمنے لکھ مارا اور نہ اپنا تو مقولہ یہ ہے کہ چاہے کسے باشد خیر سے خالی نہو سترکے قریب نہ پھٹکے راہ راست سے نہ بھٹکے ع

خیر کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

ایک چھیل چھبیلی کامنی کی سواری باد بہاری اور میان آزاد کی بیقراری و اشکباری

میان آزاد نہار منہ شہر مین چکر لگا رہے تھے تو ایک دفعہ ہی کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے ایک زرنگار پُربہار فنس بڑے ٹھسے اور دھوم دھڑکے سے آرہی ہے - کہارون کی ہری ہری وردیا طوطے پھڑک - لال لال پگیا فوق البھڑک - کندھے جوتے ہوئے شہ گام جارہے ہین - چھڑکا سرخا سرخ لال بھبھوکا فنس زنگاری سواری ہے یا باد بہاری - ایک طرحدار باغ و بہار گلعذار شوخ و عیار مہری ساتھ ہے - نظر ادھر اُدھر مگر فنس کے ایک کرنے پر ہاتھ ہے بیحجاب برافگندہ نقاب - چندے خورشید چندے مہتاب -

آنکھون مین صہبائے جوانی کا سرور - وہ حسن وہ نور کہ ع

دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوج طور

میان آزاد دل ہی دل مین سوچ رہے ہین کہ اللہ اللہ جس پری کے جلو مین ایسی ایسی چھیل چھبیلی بانکی ترچھی دنیا سے نرالی سہیلیان ہین وہ خود کیسی ہوگی - اب ذرا مہری کی چال ڈھال اور جوڑے کا حال سُنیے - فالسئی اطلس کا لہنگا ہے - نازسے پائینچے اُٹھائے ہوے - ڈیڑھا تے کی ڈیڑھ ہاتھ چوڑی سبز سرخ گلابی کاہی گوٹا ہے - میان آزاد کے کلیجے پر چوٹ ہے - گوٹ پر آٹھ بلبلیتین اُس پر تاج بنے ہوے لال گرنٹ کا سفہ جو یاقوت احمر کو خون رُلائے شمین فالسئی ریشمی ازار بند پڑا ہوا گچھے دار کرن ٹکی ہوئی - ہاتھ مین آٹھ آٹھ لڑ کا توڑا گنگا جمنی وہ گوری گوری بہیّان اور کالی کالی لچھیّان - جیسے شاخ صندلی پر مار - آبرو ان کا نشست پھنسا ہوا شلوکا آستینون دار - جوڑی کے کڑے شیر دہان اور نازک نازک سبز سبز کریلیان - پور پور چھلّے - بازوؤن پر پکیے اور جوشن بلا کا نکھار غضب کا جوبن - ناک مین فیروزے کی ننھی سی کیل کانون مین تین تین اَنتیان اور بیچ مین بجلیان - زلف چلیپا تا بہ کمر - چھپکا زیب سر آگے مچھلی غیرت ماہ - چاہ زنخدان کی چاہ وہ دست حنائی اور فردی بوٹی کی دلائی - شربتی کا استر ڈیڑھ با کی گوٹ - دل لوٹ پوٹ - اُسپر کٹاؤ نے اور بھی کٹاؤ کیا گلے مین دُھکدھکی پڑی ہوئی میان آزاد سے آنکھ لڑی ہوئی کبھی بصد ادائے دلربا دُلائی کو سنبھالنا کبھی بالون کو سوارنا - پائینچے اُٹھائے فنس کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہے کبھی مُسکراتی ہے - کبھی کمر لچکاتی ہے جھٹکے مین سے وہ نور کا بکا نظر آیا کہ میان آزاد کلیجہ پکڑ کر رہ گئے - اب شہر بھر مین جس طرف فنس جاتی ہے سودائی مزاج مہری پر آوازے کستے ہین - کوئی بولا فنس ہے یا اُڑن کھٹولا دوسرے حیرت زدہ نے کہا کسی پری کی سواری ہے باد بہاری ہے تیسرے عاشق تن کیا کہتے ہین - راجہ ادھر بھی دھرے قدم - چوتھے محب عشق باز موزون طبع بولے ع

دیکھنا پینس ہے یا سکھپال ہے
وہ میان وہ جسکا چھڑکا لال ہے

کوئی امیر فقیر کا بھیس بدلکر کہتا ہے مہری کا جوبن برقرار رہین صدقے مین نثار - بیگم صاحب ان گورے گورے پیارے پیارے

ہاتھوں سے زکوٰۃ حسن دے ڈالو۔ سائلین کو بے دیے نہ ٹالو
مہری جھڑک رہی ہے۔ اے چل موئے درگور خبیث دور کبھی ہنسکر
گھڑکیاں دینا کبھی جھنجھلا جھنجھلا کر برا بھلا کہنا یہ موا مرچڑا تو اچھا رنگ
لایا ہے کیا نشہ پی کر آیا ہے۔

میاں آزاد غور کر کے دیکھتے ہیں تو وہی مہری جو پیر فرتوت کی
چھیل چھبیلی بیوی کی جلو میں تھی۔ دیکھتے ہی کھل گئے۔ اہو ہو ہو
آج تڑکے تڑکے بہتی اچھی ہوئی۔

آزاد۔ بی مہری سلام۔ غریبوں کو بھی پہچانتی ہو۔
مہری۔ اللہ دا آپ ابھی جیتے جاگتے ہیں۔ بیچیاکی بلا دور۔
آزاد۔ زندہ تو ہوں مگر زندہ درگور۔ اب جینا محال ہے
زندگی وبال ہے۔
مہری۔ ہم ابھی سے فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

اتنی شہ جو پائی تو میاں آزاد نے آگے قدم بڑھایا۔ مگر ٹکا سا
جواب پایا بس بس ذرا الگ رہیے گا۔ یہ خوش ہاتھ دیتے ہی
پہونچا پکڑلیا۔ اتنے میں کہار ہوا سے باتیں کرتے زن سے نکل گئے
اور یہ بیچارے سٹپٹا کر رہ گئے۔ جبتک فنس نظر آئی ادھر ہی نگاہ
تھی۔ ادھر وہ نظر سے غائب ہوئی تو آنکھوں سے بے شک
رواں منھ پر ہوائیاں قدم اٹھانا دوبھر تھا۔ الٰہی یہ چھلاوا تھا
یا سواری واہ ری ناکامی جو کام ہوا وہ پورا ہی نہوا۔ میاں آزاد
مارے رنج کے جاکر سو رہے۔

ماں بیٹیوں کی زبان درازی
اور میاں آزاد کی نظارہ بازی

خدا تر ا بت ناداں درازیٔ سن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

ہمارے سیلانی جوان میاں آزاد تو راہ عشق کے خضر مجنون
وفرہاد و وامق کی قبر تک سے واقف تھے رات تو جون توں کاٹی
مگر سحر کاذب کے تاروں کی چھاؤں میں نیب ٹوے پہونچے دل ہی
دل میں دعا مانگتے جاتے ہیں کہ خداوندا آج اس جادو نگاہ
غیرت ماہ نوش لب سیم غبغب کا چاند سا مکھڑا دور ہی سے دکھادے
تو جی اٹھوں تیری بندہ نوازی کے صدقے جاؤں اور نہیں تو
نظر بھر کر جھلک ہی دیکھ پاؤں۔ اہو ہو ہو۔ جامے میں پھولے
نہ سماؤں اس رشک خوبان فرخار مست بادۂ پندار کے ایوان
لطافت بار کی طرف سے نکلے تو کان میں بھنک پڑی کہ کسی سے
میٹھی میٹھی باتیں کر رہی ہیں اتنے میں انکی بوڑھی ماں نے کہا۔
اہو ہو ہو۔ اے ذری دیکھ تو کیا نور کی چاندنی چھٹکی ہے چاند بہت
دھن بنا ہوا ہے اسنے عجب سادگی سے جواب دیا۔ امی جان تمھاری
بھی انوکھی باتیں ہیں سردی کی چاندنی جیسے بوڑھے کی نصیبوں جلی بیوی
کی جوانی۔ اور آج تو آسمان یونہی جھک جھک کر رہا ہے آج نکلا تو کیا
جب جانیے کہ اندھیرے گھپ میں ہمیں اور پروالا سکو دکھائے
اندھیری رات میں نظر آئے۔ بوڑھیا ایک جہاندیدہ سن رسیدہ
تگی تشفی کرنے۔ جانی ذری صبر کرو اپنی جوانی کی قسم بڈھا تو قبر میں
پانوں لٹکائے بیٹھا ہے۔ آج مرا کل دوسرا دن تیں سے انتا غفیل
ہو جائیگا پھر ہم تم کو کسی چھٹے گھر بیاہیں گے۔ ابکی خدائی بھر کی خاک
چھان کر وہ ڈھونڈھ نکالوں جو اپنے وقت کا یوسف ہو قبول صورت ہو
صبح و شام خبر آیا ہی چاہتی ہے کہ بڈھا چل بسا۔ یہ سنکر وہ پرکالۂ آتش
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اماں۔ جب تم اپنی جوانی کی قسم کھاتی ہو تو ہمیں
بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ تم تو اپنے کو بالکل ننھی ہی سمجھتی ہو۔ کروڑوں
تو آپ کے گالوں پر جھریاں جونڈا اسفید جیسے بگلے کا پر۔ سر آپ کا
گھڑی کا کھٹکا بنا ہوا ہے۔ کمر ٹیڑھی ہو گئی۔ مگر منھدی
کا لگانا نہ چھوٹا نہ چھوٹا۔ رنگین دوپٹہ ہی عمر بھر اوڑھا

جب دیکھو کنگھی چوٹی سے لیس اللہ سون ایسی آن گڈھ بوڑھی دیکھی
نہ سُنی ہے چلو کوئی اور ذکر چھیڑو کرٹے مُرے نہ آگلیٹر و تم پیر ہین
دلگیر۔ تم سن رسیدہ۔ مین ستم دیدہ۔ بوڑھیا نے ٹوئیان ٹوٹے
کی طرح گردن ہلا کر پوپلے مُنہ سے کہا۔ پیاری تمھاری باتون سے
مجھے ہول ہوتا ہی۔ اللہ میری بچی پر رحم کھائے۔ بوڑھے کے مرنے
کی خبر سنائے۔ موا زندہ درگور ہو مہری آمین آمین کہتی جاتی ہے
تڑکے تڑکے اچھی دعا مانگی۔ اتنے مین مہری بھی چھپر کھٹ سے
انگڑائیان لیتی ہوئی اُٹھی بیوی آپکے نمک کی قسم صاحبزادی کو
دل و جان سے آپ کا پیار ہی۔ مگر ابھی نام خدا بچہ ہی ناکردہ کار
ہی سادگی سے جو ناپ شناپ منھ پر آیا کہہ سُنایا اور الھڑپنے
سے تو اُنکے دن ہی ہین ابھی جمّا جمّا (جمعہ) آٹھ دن کی پیدائش نیک و بد
اونچ نیچ کیا جانین جب سیانی ہونگی تو شہور (شعور) آپ ہی آپ
سیکھ جائینگی۔ بڑھیا نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جو مجھے انکی
باتون سے رنج ہوا ہو تو نیک بیبیون کے ساتھ حشر نہو۔ مگر کیا کرون
آگئی اور ریس مین۔ اپنا کیا اپنی آنکھون اور گھٹنون کے آگے آیا
سہین کسی کا کیا اجارا پھر ایک دفعہ ہی چھاتی پر ہاتھ مار کر بولی
بُرا تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ مجکو یہ آئے دن طعنے دیتی ہین کہ تم بڑھیا ہو
اس ضعیفی مین نکھرتی کیون ہو۔ یہی لوگو مین کس سے کہون کہ اُسکے
غم نے میری کمر توڑ ڈالی ہنین میرا ابھی سن ہی کیا ہی۔ اچھا از رہے
حلف تو یہی کہہ کہ کوئی اور بھی مجھے بوڑھی کہتا ہی مہری اپنے دل مین
تو ہنستی تھی کہ انھین جوان بننے کا شوق چرایا۔ بی حوا کے ساتھ
کھیلی ہونگی مگر ابھی ننھی ہی بنی جاتی ہین۔ لیکن ایک طرار مکار
کہتی کیا ہے۔ ای توبہ بوڑھے پن کی تو آپ مین چھاؤن بھی نہین
میرا اقتضا ہی جب آپ اور بیٹیا کو کوئی ساتھ دیکھ لیتا ہی تو بہنے
آپ پہ نظر پڑتی ہے۔ ایز۔ بلکہ ایک موئی دل جلی نے پرسون

آوازہ کسا تھا کہ چھوٹی بی تو چھوٹی بی بڑی بی سبحان اللہ لوگ
کہتے ہین کہ لڑکی تو خیر۔ سکی ماں نے خوب کاٹھی پائی ہے آپکے
چہرے سے ترخ ترخ نور برستا ہی۔ جو دیکھتا ہی ترستا ہی۔ پیرزن تو
کھلکھلین مارے خوشی کے ریشہ خطمی ہوگئین اتنے مین وہ پرکالۂ آتش
آگ بھبھوکا ہوگئی۔ اٹھلا کر اُٹھی اور تڑک کر بولی چل چپ۔ خوشامد
خوری اللہ کرے تیرا میان بھی میرے میان کا ایسا بڈھا ہو جائے
اور تم خوشامد نہ کرو تو کھاؤ کیا۔ اِن پر لوگون کی نظر پڑتی ہی چھوٹے پر
شیطان کی پھٹکار۔ بوڑھی عورت کچھ اوپر ستّو برس کا سن لقمیا
ٹیک کر دس قدم چلتی ہین تو گھٹنون ہانپا کرتی ہین۔ دن کو اونٹ
اور سارس ہنین سوجھتا مین اندھیری رات مین تاگا پروون ایلطرح
بھر دن تو آسمان مین تھگلی لگاؤن انکے بوڑھے غمزے دیکھ کر تو مجھے
ہنسی آتی ہی۔ جی جلتا ہی کہ یہ کس برتے پر اتراتی ہین منھ مین دانت
نہ پیٹ مین آنت۔ بھلا کر تو میرے غم کے سبب سے خم ہوگئی اور
دانت کیا ہوئے۔ مہری نے سمجھا سمجھا کر بات کو ٹال دیا۔ اب وہ
بت قوس ابرو عنبرین مو پلنگڑی سے بصد ناز اٹھی اور پائنچے مین
اٹھلا اٹھلا کر چہل قدمی کرنے لگی۔ بال بکھرے ہوئے یہی معلوم
ہوتا تھا کہ سانپ لہرا رہا ہی۔ مگر لاکھون بل کھا رہی ہی۔ میان آزاد
نے جو اُس بت پندار کو براگندہ نقاب دیکھا تو سن سے جان نکل گئی
زلف چلیپا پر نظر پڑی تو سانپ کلیجے پر لوٹنے لگا۔ وہ آب و تاب
وہ شباب وہ شوخی وہ دلربائی وہ شان خود نمائی۔ اہو ہو ہو
اتفاق سے اُس زاہد فریب دشمن صبر و شکیب نے کہین اُنکو دیکھ لیا
کہ مصروف نظارہ بازی ہین اور دور ہی سے جوبن لوٹ رہے ہین
جسم کو چھپائے آنکھ چُرائے بجلی کی طرح لوکا کر نظر سے غائب ہوگئی
میان آزاد حیران کہ اب کیا کرون آخر کار دل کی بیقراری نے ایسا
مجبور کیا کہ باواز بلند آٹھ آٹھ آنسو سے رو رو کر یہ اشعار زبان پر لائے

اور اُس صنم ستم کوش کو سُنائے ۔ ؎

او بت پر غرور و بے پروا — ہم غریبون پہ تو ہی رحم کی جا
تمکنت کو نہ کام فرماؤ — اک نظر مڑ کے دیکھتی جاؤ
عاشقون سے نہ اسقدر شرما — اک نگہ کے لیے نہ آنکھ چرا
جان جان کچھ ترس نہ کھاؤگی — نیم بسمل ہی چھوڑ جاؤگی
خنجر ناز سے کیا ہے جو قتل — تیغ انداز سے کیا ہی جو قتل

وہ ان ایسون کی کب سننے والی تھی ۔ مڑ کے دیکھنا گالی تھی ۔ تمکنت مانع تھی حسن پر قانع تھی ۔ وہ گیسوے غدار انداز یہ شہید کشتۂ ناز ۔ وہ طرحدار نکیلی گلعذار ۔ یہ صید عشق و ادبار ایک دفعہ ہی وہ غمزہ فروش سمن اندام بھیروین کی دُھن مین لہرا لہرا یہ ٹھمری زبان پر لائی اور جوش جوانی مین بحسرت خوب گائی ۔ پیا کے آون کی بھئی بریان درد جو اٹھاری رہون ۔ موری سیا گو بیگ لے آوری نکست جیرا جاے ہو ۔ پیا درد جو اٹھاری رہون اسکے جواب مین اُنکی امان جان ٹیپ دار آواز مین کیا کہتی ہین جو بنوا ہو چار دنا دینو ساتھ ۔ جوبن رُت جات سب ہین مکھ موریں رے ۔ کدر نہ پوچھے بات رے ۔ یہ جو بنوا ہو چار دنا دینو ساتھ

میان آزاد نے باہر سے تان لگائی ۔ ؎

تیرے نینونے مجھے مارا — رسیلی متواریون نے جادو ڈارا

بی مہری نے دیکھا کہ سب نے اپنے اپنے حسب حال ہانک لگائی ایک مین ہی پھسڈی رہگئی ۔ یہ بھی کفن پھاڑ کر نیچے جھاڑ کر چیخ اُٹھین

جاؤ جاؤ کاہے ہماؤ ڈارے گلے باہین رے — گھیر رہت نت پیر جیسے چھامین رے
جانت ہون جو ہم سے جہت ہو — ناہک اتنی منتی کرت ہو
کدر کرت ہو ارے ناہین ناہین رے — جاؤ چلو کاہے ہمارے ڈارے گلے باہین رے

ماشاء اللہ کیا ہی خوش قطع جانور ہی

ایک روز میان آزاد پچھلے پہر سے ہی سیر گشتی کے لیے نکل کھڑے ہوے تو سڑک پر کیا دیکھتے ہین کہ چھکڑون کا تانتا لگا ہی ۔ پہیے چون چون کرتے جاتے ہین ۔ گاڑیبان برہا گاتے ہین ۔ مسافر کوئی کمر کسے کوئی سر پر بوجھ لادے کوئی آفتابہ یا لوٹیا رسّی مین لٹکائے کوئی جوتا پہنے یا بغل مین دبائے چلا جاتا ہی ۔ کوئی تیز تیز قدم اُٹھاتا ہی ۔ شکرم یہ آئی وہ زن سے نکل گئی ۔ بھوپون بھوپون مسافر اِدھر اُدھر کترا گئے ۔ کوئی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار پیٹھی لوٹی جاتا ہی کوئی ٹٹو کو تخ تخ کرتا ہی کہ اتنے مین سامنے سے مبین پچیس اونٹ نظر آئے ۔ کسی پر انار چلغوزہ کسی پر خوبانی و انگوزہ غلیے ساتھ ہین ۔ پھر معلوم ہو نہ شُتم ۔ ایک اونٹ کا سر دوسرے کی دم ایک مسافر نے میان آزاد سے کہا سچ کہیے گا ۔ یہ وزن ہی الاکہ گردن کا بول بالا ہی ۔ ایسا جانور دیکھا نہ سُنا ۔ ماشاء اللہ کیا قطع شریف ہی ۔

میان آزاد صورت واہ جی واہ ۔ سیرت سبحان اللہ قطع دنیا سے نرالی طبیعت نہایت عالی ۔ جانور کیا جانورون کا قبلہ گاہ ہی ۔ اور حق یون ہی کہ رہ نوردان دشت عرب کا یہی پشت و پناہ ہی ۔ بے تکاپن قطع ہی سے ظاہر ہے گردن شیطان کی آنت یا طول امل ۔ مگر دُم مین ہمدا ۔ خاصہ لنڈورا ۔ اور بلبلانا ماشاء اللہ کتنا موزون ہی گویا ارگن باجا بجا رہے ہین اور سنیے کہ یہ حضرت بڑے جغادری ہین ۔ اس سے پُرانا جانور ہی نہین ساری خدائی کی خاک چھانیے مگر بھلا مشعل آفتاب لے کر ایسا پُرانا جانور کہین سے ڈھونڈھ تو لایئے ۔ جب ہی تو ہم نے انکو جانورون کا قبلہ گاہ کہا ۔ ہماچل پہاڑ کی چوٹی پر جو علما نے تحقیقات کی اور پہاڑ کھودا تو اونٹ کی ہڈیان پائین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اونٹ کا یہ مقولہ صحیح ہے ؎

من آن وقت بودم کہ آدم نبود — کہ آدم عدم بود و حوا نبود

اور لطیفہ سُنیے کہ جنگل سے حضرت ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ حضرت انسان کے پکے خیرخواہ ہین جنگل مین نام نہین غیر آباد مقام سے انکو کام نہین جب دیکھیے ہماری آپ کی خدمت کے لیے تیار۔ ناک مین نکیل پڑی ہوئی کمر پر بوجھ لادے ریگستان میدان بیابان مین گردن اُٹھائے بلبلاتے چلے جاتے ہین۔ اور طرہ یہ کہ جھٹکیٹا ہی کھاتے ہین۔ سادگی جو مزاج مین سمائی تو اغذیہ نفیس و لذیذ سے نفرت ہوگئی۔ تارک اللحم بھی حد سے سوا۔ گوشت کا چھونا قسم ہے۔ ہان کانٹون پر عاشق ہین ہمین کسی کا اجارا نہین املی کی پتی پر بھی لوٹ ہین۔ اب بعض علمانے تحقیقات کی ہے کہ دنیا مین ایسا بھی ایک مقام ہے جہان اونٹ جنگلون مین رہتے ہین ورنہ ابتک سب کو شک کی جگہ یقین تھا کہ اونٹ پالو ہی جانور ہے جنگل سے اسکو کوئی واسطہ ہی نہین۔ دور کیون جائیے۔ امریکہ اور اسٹریلیا مین کیون ٹھوکرین کھائیے ترکستان اور شمالی چین ہی کے جنگلون مین انسے نہ مصافحہ کر لیجیے اب سنیے کہ جنگلی اونٹ پالو کی نسبت زیادہ خاکی رنگ کا ہوتا ہے لیکن ناک کے پاس زرد ازرد۔ پھر سلیم الطبع حلیم المزاج اتنے بڑے کہ جب چاہیے جنگل سے پکڑ لائیے۔ ہان ذرا شتر غمزے تو دکھائین گے مگر جھپ سے دم مین آجائین گے۔ بیچون وچرا۔ شتر تو مزاج مین چھو ہی نہین گیا حضرت انسان کو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب۔ پکڑا اور چھری تیز کی اور گوشت خوب چھک کر چکھ گئے مگر ہان کوئی جنگل کا اونٹ پکڑ لینا دل لگی نہین ہے اور اگر پھنس بھی گیا تو پالنا محال ہے۔ وحشت عمر بھر جاتی ہی نہین کتے کی دُم جنگلی اونٹ ہوا سے باتین کرتا ہے۔ گھوڑے کو سانڈنی کی دُم مین نہ دو یہ کیسا ہی تیز رفتار ہو جھر تک کیون نہ ہو اُسکے غبار کو تو پہونچے نہین مگر جنگلی سانڈنی کی آواز نازک ہوتی ہے بلبلانے مین بھی معشوق پن کا انداز کہین ایسا نہو کہ بعض بے تکے شاعر اپنے معشوق کی آواز کو سانڈنی کی نازک آوازی سے تشبیہ دیدین۔ ہر سال بچہ جنے ممکن کیا کہ کسی سال ناغہ ہونے پائے کبھی کبھی توام بچے بھی جن پڑتی ہے۔ ورنہ عموماً ایک جنگلی کا گوشت پالو کے گوشت سے شیرین اور خوش ذائقہ ہوتا ہے جھیل تالاب نالہ پر بیشتر گھوما کرتے ہین لوگون کی یہ بھی دل لگی ہے کہ شکار کیا اور نوش جان فرمایا اور کھال دو ڈھائی روپیہ کو ہٹیل ڈالی نظر منزلون کی خبر لائے گد شرمائے۔ قوت شامہ ایسی تیز کہ کتا بھی مان جائے اور کان تو بلا کے پائے ذرا پتا کھڑکا اور اونٹ سرکا۔

نام بھی حضرت کے مختلف ہین اونٹ شتر بعیر کیمیل سانڈنی اوٹونا اور عرب کے لغات مین تو شاید ہی کوئی ایسا لفظ ہوگا جسمین انکا ساجھا نہو بھی چاہے کوئی اسکو بنائے چاہے اسکی نرالی سج دھج پر قہقہہ اُڑائے اسمین شک نہین کہ ریگستان کے تو یہ بادشاہ ہین مہینون کا پانی ایک ہی دفعہ شرک لیتا ہے پیٹ ہے یا بحر دقیانوس۔

ہات ترے چھینکنے والے کی ناک کاٹون

میان آزاد تو تیر عشق کے گھائل تھے۔ اُس پری پیکر رشک قمر کی تصویر ہر دم نظر کے روبرو رہتی تھی ایک دن اس تاک مین بیٹھے تھے کہ شاید اُس مست بادۂ ناز بت طناز کی سواری اور وہ قفس زنگاری نکلے تو خیر دور ہی سے آنکھین سینک لین جب دل زیادہ بیقرار ہوا تو آپ ہی آپ بڑ بڑا اُٹھے ہاے وہ مسی مالیدہ لب وہ سیم غبغب وہ ترچھی چتون۔ وہ نور کا جوبن۔

اُس لبِ جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک شب
مثلِ اسکندر تلاشِ آبِ حیوان مین رہے
یا خدا قسمت رسا ہو اس دلِ صد چاک کی
شانہ بن کر یار کی زلفِ پریشان مین رہے

اتنے مین دور باش و ادب کی کانون مین بھنک پڑی سمجھے کہ وہی سُرخا سُرخ جھنکا وہی فلس زنگاری ہے۔ وہی مہری وہی سواری ہے چہرہ گلنار ہو گیا۔ کلیجا دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ مارے خوشی کے آنسو ڈبڈبا آئے اور یہ شعر زبان پر لائے۔ ع

آمد آمد اُنکی ہے پر اجتک آتے نہین | غلغلے مدت سے سنتے ہین مبارکباد کے

مگر دیکھتے ہین تو ایک مست ہاتھی پر ایک مہنت جی سوار گیروے کپڑے پہنے بھبھوت رمائے بھیتی ماتے بڑے طنطنے سے بیٹھے ہین چیلے چاپڑ ساتھ کوئی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار کوئی پیدل کوئی خواصی مین بیٹھا مورچھل ہلاتا ہے۔ کوئی نرسنگا بجاتا ہے میان آزاد نے اپنے دل مین کہا کہ اچھے ملے ہم تو کچھ اور ہی سمجھے تھے مگر اپنی ناکامی کے صدقے۔ واہ ری قسمت۔ اتنے مین ایک خواہ مخواہ مرد آدمی انکے سامنے آن کھڑے ہوے۔

مرد آدمی۔ خیر تو ہے حضرت خیر تو ہے۔ آخر اس بیقراری اور پریشان حالی کا سبب کیا کچھ ہم سے تو کہیے۔

آزاد۔ کہین کیا پتھر کا سر۔ اور آپ سے کہین بھی تو مطلب آپ بیچارے بھلا کیا بتائین گے۔ ہمارے زخم کا کسی کے پاس مرہم ہی نہین۔ کوئی پری کو شیشے مین اُتارے تو ہم دردِ دل سُنائین ورنہ اپنا کلیجا کیون پکائین۔ ع

دل میرود ز دستم صاحب دلان خدارا
دردا کہ رازِ پنہان خواہد شد آشکارا

مرد آدمی۔ میان میری صورت پر نہ جاؤ مین عشق کے کوچے سے خوب واقف۔ پُرانا جفا دری ہون یے ذری چلیے تو میرے ساتھ جیسے ہی میان آزاد اُٹھے پٹ سے چھینک پڑی مرد آدمی تو بڑے پچھیا کے تاؤ تھے کہنے لگے۔ ارے ہت ترے چھینکنے والے کی ناک کاٹون۔ نامعقول نے اُٹھتے ہی پر ٹوک دیا۔ یاد ذرا دم کے دم تامل کرو چھینکتے چلنا بدشگونی ہے۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔ تو قبلہ ہمارا آپکا ساتھ ہو چکا چھینک کی ایسی تیسی خیر دونون پھر قدم چلے دس قدم بھی نہ گئے تھے کہ بلی راستہ کاٹ گئی۔ مرد آدمی نے میان آزاد کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ بھئی عجب بے تکے آدمی ہو میان بلی راہ کاٹ گئی۔ دم کے دم ٹھہرو پہلے کوئی اور جائے تو ہم بھی جائین۔ اب سنیے کہ آدھ گھنٹے تک منہ کھولے کھڑے ہین اللہ بھیج مولا بھیج یا الٰہی کوئی ادھر سے آئے آزاد نے جھلا کر کہا کہ بھئی ہم کو آپ کا ساتھ اجیرن ہو گیا۔ یہان ان باتون کے قائل نہ ان خرخرفات کی طرف طبیعت مائل۔ خیر خدا خدا کرکے وہان سے چلے تو پھر تھوڑے عرصے کے بعد مرد آدمی نے میان آزاد کو روکا۔ ہائین! ہائین خدا کا واسطہ ادھر سے نجا نا میان اندھے ہو کون۔ دیکھتے نہین دو گدھے کھڑے ہین انکے بیچ سے جانا بدشگونی ہے آزاد نے کہا۔ گدھے تو آپ خود ہین اتنے مین مرد آدمی نے ڈنڈے سے گدھون کی خبر لی۔ پھر دونون ساتھ چلے تو مرد آدمی کی بائین آنکھ پھڑکی۔ غضب ہی ہو گیا ہاتھ پانون پھول گئے۔ ساری چوکڑی بھول گئے۔ کیون یار کوئی تو تدبیر بتاؤ۔ للہ اسوقت کام آؤ بھئی ہماری بائین آنکھ بے طور پھڑک رہی ہے۔ مرد کی بائین اور عورت کی دائین آنکھ کا پھڑکنا ستم ہے ایک۔ نہ جی آہستہ آہستہ کہنا

شروع کیا۔ جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو میان آزاد کھل کھلا کر ہنس پڑے کہ عجیب بزرگوار ہین چھینک پڑی اور حواس غائب بلی نے راستہ کاٹا اور ہوش ہیرا۔ گدھے دیکھے اور اوسان خطا اور جو بائین آنکھ پھڑکی تو ستم ہی ہوا۔ حضرت اب آپکا ٹھکانا نہین۔ اب بائین پھڑکی خدا ہی خیر کرے۔ کہنا مانو ان خرافات باتون مین نہ جاؤ یہ وہم ہی وہم ہے جسکی دوا لقمان کے پاس بھی نہ تھی۔ لیکن مین آپکے ساتھ رہنا پسند نہین کرتا آپ جانین آپکا کام جانے ع۔ بندہ رخصت میشود اللہ نگہبان شماست

مول تول نو واجبی سو

میان آزاد یا ٹھوکرین کھاتے ڈنڈ اہلاتے ٹھنڈی سانسین بھرتے گریہ و زاری کرتے مارے مارے پھرتے تھے وہ شباب وہ آب و تاب وہ جوش جوانی وہ طرز غزلخوانی وہ چاند سا مکھڑا الغرض پرانا دکھڑا اسب نوک زبان تھا کبھی بیقرار ہوکر چلا اُٹھے رسیلی متوالیون نے جادو ڈالا۔ کبھی آہ و زاری اشعار عاشقانہ اپنے حسب حال زبان پہ لائے۔

حسن اتفاق سے ایک خوشخو خوبرو جوان طناز سے دوچار ہوے انھون نے انکو انھون نے انکو نظر بھر کر دیکھا یہ آگے بڑھنے ہی کو تھے کہ جوان طناز نے کہا۔ ع

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے … بے نیازی تری عادت ہی سہی

پیچھے پھر کر دیکھا تو جوان رعنا نے مسکرا کر کہا۔ ع

گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج … ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین

یا حضرت وحشت عرض ہے۔ کیسے پہچانا واہ اُستاد یہ اُڑان گھائیان گویا کبھی کی علیک سلیک ہی نہین۔ میان آزاد چکرائے کہ بھئی یہ اچھے آئے حضرت مین تو اس اُٹھتی ہی جوانی مین قبلہ پیری و صد عیب ہو گیا۔ واللہ کس ہر دک نے آپکو پہچانا ہو

این اما شاء اللہ۔ کمال کیا واللہ۔ ابتک نہ پہچانا میان ہم تمھارے لنگوٹیے یار ہین۔ انور۔ اخاہ۔ میان انور ہین یہ کہکر دونون گلے ملے اور ایسے خوش ہوے کہ دونون رو دیے پھر بغلگیر ہوے۔ پھر آنکھین پرنم ہوگئین۔ پھر ملے۔ پھر آنسو ڈبڈبا آئے اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم تم برسون ایک جگہ رہے ساتھ ساتھ سیر گشتی کی۔ کبھی باغ مین کبھی راغ مین کبھی چاندنی رات مین بھاگ اُڑاتے ہین کبھی جنگل مین منگل گا رہے ہین کبھی منطق کی بحث کبھی معقولات مین قیل و قال۔ کبھی عدم اور وجود عبد اور معبود کی بحث مین جنگ و جدال۔ کبھی بانک کا شوق کبھی لکڑی کا ذوق۔ میان وہ دن لد گئے۔

میان آزاد نے اپنے پرانے دوست کو جو پایا کچا چٹھا کہہ سنایا انور نے کہا بھئی چلو اب ساتھ ساتھ رہین جیئین یا مرین۔ مگر رفاقت نہ چھوڑین یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک شہر ہے بہت اچھا چہچہا آباد۔ وہان چلکر بیفکری سے بسر کرین مگر یار ہمین آج کچھ سودا خریدنا ہے۔ چلو لگے ہاتھون بازار سے لے تو آئین یہ کہکر میان آزاد اور میان انور چوک چلے اور چلتے چلتے چوک مین غراپ سے داخل ہوے بزازے مین دھنسے چارون طرف سے آؤ آؤ اور کاؤ کاؤ آوازین آنے لگین۔ آئیے آئیے اجی میان صاحب کیا خریداری منظور ہے۔ کہان صاحب کپڑا خریدیے گا آئیے وہ وہ کپڑا دکھاؤن کہ بجاز بھر مین کسی کے پاس نہ نکلے ایک دکان مین جاکر بیٹھے ہی تو گئے دکان مین ٹاٹ بچھا ہے اوپر سفید چاندنی۔ اور لالہ ہین سکھ دو ٹپے کا انگرکھا ڈانٹے بڑے ٹھسے سے بیٹھے ہین۔

تو ندہ فرمایئے کہ اللہ ہی اللہ جیسے روپیہ کے دو دو والے تربوز ایک سمت تنزیب شربتی ادھی کے تھانون کی قطار۔ دوسری سمت

مومی چھینٹ اور فلالین کی بہار - ایک جانب گرنٹ اور ساسلیٹ دوسری جانب چکن یا کیجل لیٹ الگنی یا کھونٹی پر رومال قرینے سے لٹکے ہوئے سرخ سُرخ - لال بھبھوکا - یا سفید جیسے بگلے کے پر - ہرے ہرے دھانی - جیسے لہر - دروازہ لال رنگا ہوا اینی سے منڈھا ہوا دیوار پر صد ہا چھیان میان آزاد اور اُنکے یار جا کر دُکان پر ڈٹ گئے -

انور - بھئی سیاہ مخمل دکھانا -

بزاز - بدلو بدلو - جری کھان صاحب کو کالی مخمل کے تھان دکھاؤ بڑھیا - لالہ بدلو کئی تھان تڑسے اُٹھا لائے - سوتی کاشانی بوٹی دار - باغ و بہار انور نے کئی تھان دیکھے - خوب دیکھ بھال پوچھا دام -

لالہ - گزون کے حساب بتاؤں یا تھان کے دام -

بھئی گزون کے حساب بتاؤ - مگر لالہ جھوٹ کم بولنا - لالہ نے قہقہہ اُڑایا - ہجور ہماری دُکان مین ایک بات کے سوا دوسری نہین کہتے کون میل پر سند ہے - انور نے ایک تھان پسند کیا اسکی قیمت بتاؤ - سُنیے کا صداوند - جی جیسے لیجیے جی جیسے نہ لیجیے - جی اکھتیار ہے مُل دس روپیہ گج سے کم نہ ہوگی این! دس روپیہ گز میان خدا سے ڈرو - اتنا جھوٹ - الٰہی توبہ - یار عزیز آخر خوف خدا بھی کچھ چیز ہے - اچھا تو پھر آپ بھی کچھ بھرماؤ - ہم چار روپیہ گز سے ٹکا زیادہ نہ دینگے میان آزاد کیا کہتے ہین - برادر ادل بہا مشک بہا انور نے جھڑک کر کہا بس آپ چپکے بیٹھے رہین آپکو ان باتون مین ذرا بھی دخل نہین - شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ -

لالہ - تو چار روپیہ گج تو بجار بھر مین نہ ملے گی - اچھا آپ بات کے دام دیجیے - بولے کتنی کھریداری منجور ہے - دس گج اتاردون کیا خوب دام چکائے ہی نہین اور گزون کی فکر پڑ گئی - واجبی بتاؤ واجبی - چکما کسی انیلے کو دیجیے گا - ہم ایک گھاگ ہین اچھا صاحب پانچ روپیہ گج لیجیے گا یا اب بھی چکما ہے - نا میان بڑی مہنگی ہے - خیر خاطر ہے سوا چار سہی - لے بس پانچ گز اُتار دو لالہ نے ناک بھون چڑھا کر پانچ گز مخمل اُتار دی اور کہا آپ بڑے کرڑے کھریدار ہین ہمین گھاٹا ہوا - کھیر کھاتی ہالنہ آپ کو کیا بھیجتے مُل ان دامون مین شہر بھر مین نہ پائیے گا -

آزاد - بھئی قسم ہے خدا کی میرا ایسا اینلا تو پھنس ہی جائے اور وہ غبّا کھائے کہ عمر بھر نہ بھولے -

انور - اجی ابھی آپنے دیکھا کیا ہے - آج تو شام ہوگئی - کل سہ پہر کو ہم آپ کو بازار کی سیر کرائینگے - دیکھیے گا کیا دل لگی ہوتی ہے یہ کہکر انور اپنے شفیق بالتحقیق کو اپنے گھر لے گئے -

تمھاری تیغ کا منھ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی نہ آپ سے ہم دب کے بانکپن مین رہے

میان آزاد کے تو زر سینے مین تو حسرت کا داغ تھا اور خونابہ دل دریا غ تھا - چہرے سے وحشت آشکار بشرے پر جنون کے آثار - چشم خون چکان سینہ بریان - دن کو گریہ و زاری شب کو اختر شماری -

انور نے جو اپنے لنگوٹیے یار کی یہ حالت زار دیکھی تو گھبرائے کہ یہ ماجرا کیا ہے - ع - درمان ہے کہ درد لا دوا ہے + آزاد نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا - ع

دلبرے بُرد از دلم صبر و قرار — کز رخش برقع بود صبح بہار
فتنہ جوئے آفت صبر و شکیب — تو گلے چشم خرابش عندلیب
زلف پُرچین کردہ عمر دراز — نوک مژگان خاصۂ تصویر ناز
بند مُجر قع طرۂ گیسوے حور — طوق گردن مشرق صبح ہور
چشم جادو یش گہ تسخیر جان — در نگہ ساز و تبسم را عیان

زلف وکاکل سنبل گلزار طور | ساق و ساعد ماہیِ دریائے نور

انور تو جتونوں سے تاڑ گئے تھے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگہ نے گھائل کر دیا۔ اب ان اشعار سے اور بھی یقین کامل ہو گیا کہ کسی نگار تند خو۔ آتشین رو کی نظر غلط انداز تیر کی طرح کلیجے کے پار ہو گئی اور یہ عشق وہ سم قاتل ہے کہ تریاق اکبر کو بھی مسموم کر دے آدمی تھے دانا دور اندیش۔ سوچے کہ فہمایش انکی آتش عشق پر روغن کا کام کرے گی۔ انکو نصیحت کرنا گویا سمند جنون پر تازیانہ لگانا ہے آؤ ادھر اُدھر کے سیر سپاٹے سے انکا دل بہلائین باتون مین لگائین۔ پوچھا کہو کہین بھی چلنے کا قصد ہے میان آزاد تو مستر کشتی پر اُدھار کھائے ہی بیٹھے تھے جھٹ راضی ہو گئے ایک پانون مین ادھوری استر کا گنوارو جوتا دوسرے مین ستھرا گھیتلا۔ اس وحشت کو دیکھیے گا یاران سر پل آوازے کسنے لگے۔ سڑی کے جوتے کا چور ہے۔ ماشاء اللہ کیا دورنگی ہے چلتے چلتے انور نے کہا لو خوب یاد آیا۔ اس پھاٹک مین ایک بانکے رہتے ہین ذری مین اُنسے مل لون۔ میان آزاد اور انور دونون پھاٹک مین ہو رہے۔ تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کس بل کے جوان رعنا ادھیڑ مگر جری اور دلیر بنوٹ پٹے مین طاق۔ بانک لکڑی مین مشاق کرسی پر بیٹھے ہین گھٹنا چوڑی دار چست۔ ذرا شکن نہین چنت دار انگرکھا ایڑی تک چھاتا گول کٹا ہوا چولی اونچی ٹکے دار ماشہ بھر کی کٹی ہوئی ٹوپی چپت گاہ کے ایک کونے پر مانگ نکلی ہوئی۔ سروہی سامنے رکھی ہے۔ اور جا بجا قرولی قرابنچہ کٹار کھانڈا تلوار تپنچہ خدائی کے ہتھیار چنے ہوئے ہین۔ علیک سلیک کے بعد انور نے کہا حضور وہ بندوق آپ نے پچاس روپیہ کو خریدی تھی دو دن کا وعدہ تھا جسکے چھ مہینے ہو گئے مگر آپ سانس ڈکار تک نہین لیتے۔ بندوق ہضم کی تو صاف صاف کہہ دیجیے۔ روز روز کی ٹھائین ٹھائین سے کیا فائدہ؟ اس بانکے نے مسکرا کر کہا ہوش کی دوا کیجیے عقل کے ناخن لیجیے۔ کیسا صندوق کیسکی بندوق۔ اپنا کام کرو میرے منہ نہ چڑھو۔ میان ہم بانکے لوگ ہین سیکڑون کو غچے۔ ہزارون کو جھانسے دیے آپ بیچارے کس کھیت کی مولی ہین۔ یہان نسلو بپشت سے سپہ گری ہوتی آئی ہے۔ ہم اور وہ امر دین۔ خدا خدا کیجیے۔ معقول!؟ ارے حضرت یہ اچھا بانکپن ہے۔ واہ اچھے بانکے ہین کہ آنکھ چوکی اور کپڑے غائب۔ کمل ڈالا اور لوٹ لیا۔ اور کہنے لگے ہم بانکے ہین۔ لقّون لچّون۔ شہدون لچّون کا کام ہے کیا بانکپن اسی کا نام ہے کہ قرض خواہ کو آنکھین دکھائے اور گیدڑ بھبکیان بتائے۔ آج کے ساتوین دن چہرہ شاہی بائین ہاتھ سے گن دیجیے گا۔ ورنہ خیر نظر نہین آتی۔ انور کہتے ہی رہے اور وہ مونچھون پر تاؤ ہی دیا کیے۔ کہا تو یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے زندگی اجیرن ہو گئی۔ ہمارے ہاتھ تمھاری موت بدی ہے بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ۔ پہلے اپنا منہ تو دیکھو آپ اور ہم سے لڑائین۔ آپ اور بانکون سے لڑائین۔ اے تری قدرت۔ اسپر انور آگ بھبوکا ہو گئے۔ لے زور ہے اس بانکپن پر۔ سینہ لگائین اور بانکے کہلائین آخر کار اس تکرار اور تو تو مین مین کے بعد میان آزاد کے ساتھ ساتھ گھر کی طرف رُخ کیا۔

اب سنیے کہ انور اور میان آزاد ادھر راہی ہوئے۔ اُدھر اُس بانکے کا بھانجا جو گھر مین گیا تو دیکھتا کیا ہے سب عورتین ناک بھون چڑھائے منہ بنائے غصے مین بھری بیٹھی ہین؟ این کیون کیون خیر تو ہے۔ یہ آج سب چُپ چاپ کیون

بیٹھے ہین گھر ہے یا شہر خموشان ۔ مکان ہی یا گنج شہیدان اتنے مین اُنکی ممانی کڑک کر بولین اب چوڑیان پہنو ۔ چوڑیان ۔ اور بہو بیٹیون مین دب کر بیٹھ رہو ۔ وہ موا ور گور کرورون باتین سُنا گیا اور یکے پہر بھر تک اول فول بکا کیا اور تمھارے ماموں بیٹھے سب سُنا کیے ۔ دیکھی تیری کایی اور ربادن پورے اجاڑ ۔ بس بس ۔ پھیری منھ پر بولی تو کر یگا کوئی ۔ جب شرم ہی نگوڑی بھون کھائی تو پھر کیا ۔ پڑے مردُے بنے ہین یہ نہ ہوا کہ موے کلیجھے کی زبان دست پناہ سے نکال لین الٰہی خیر انھون نے تو بانکون کے بھی کان کاٹے ۔ بلا کی عورت ہی ۔ یہ خم دوم ۔ بانکے کے بھانجے کو جوانی کا زعم طاقت کا غرّہ شیر خشمگین کی طرح بپھرا ہوا باہر آیا ۔ ماموں جان میراج آپ سے کس سے گلخپ ہوئی جلد بتایئے ورنہ مین ہیرے کی کنی کھا لونگا ہائے بانکپن مین بٹہ لگ گیا ۔ عورتون تک کی رگ حمیت جوش زن ہوئی اور آپ چپکے بیٹھے سنا کیے واللہ عزت ڈوب گئی ہے از برلے خدا اُسکا نام تو بتایئے قسم جناب امیرؑ کی ابھی آنتون کا ڈھیر ہو ۔

ماموں صاحب ۔ بھائی وہ ایک شریف زادہ ہی مین اُسکا قرضدار ہون ۔ اگر دو باتین اُسنے سُنائین بھی تو کیا اور وہ ہے ہی بیچارہ کیا ۔ وہ بیدی مین شہباز ۔ وہ دُبلا پتلا آدمی مین جوان طناز ۔ لوٹنے کا موقع ہوتا تو اسوقت اُسکی لاش پھڑکتی ہوتی مجھے جانتے نہین کیسا مغرور المزاج مغلوب الغیظ ہون مکھی تو ناک پر بیٹھنے نہین پاتی ۔ لے غصہ تھوک دو ۔ جاؤ کھانا کھاؤ ۔ آج میٹھے ٹکڑے پکے ہین ۔ قسم خدا کی جبتک اُس شمر کا خون نہ پی لون تب تک کھانا حرام ہے ۔ میٹھے ٹکڑون پر آپ ستیھے لگایئے یہان زندگی تلخ ہی ۔ الغرض ایسے طیش مین آئے کہ جل ہی کھڑے ہوے ۔ ماموں نے لاکھ سمجھایا ۔ مگر یہ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے ۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ انور جو اپنے گھر پر پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ اُنکا لڑکا تڑپ رہا ہے ۔ ہائین ! یہ کیا ! خیریت ہے ۔ لونڈی نے کہا میان کیا بتاؤن ۔ بھیا یہان کھیل رہے تھے کہ (کہ) کا لفظ کہکر وہ کچھ اور کہنے کو تھی کہ انور نے چلا کر کہا اُف غضب ہو گیا ۔ معلوم ہوتا ہے وہ سفاک طیش کھا کر آیا جب مجکو نہ پایا تو اُس معصوم بچے پر ہاتھ صاف کیا ۔ آزاد کے حواس غائب ۔ اری بدبخت جلد بتا ۔ خیر تو ہے ۔ ہان ہان سُنیے تو سہی ۔ بھیا یہان کھیل رہے تھے ۔ بچھی نے کاٹا بڑی دیر سے بچہ تڑپ تڑپ کر لوٹ رہا ہے ۔ اتنے مین میان انور کی زوجہ مخدرہ نے اپنے شوہر کو سب حال بتا یا اور آنسو بھر لائی ۔ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتے کہا کہ (ڈاکٹر کو لپک کے بُلا نہین لاتے) آزاد کو لڑکے کے پاس بٹھا کر میان انور ہسپتال چلے کہ جھٹ پٹ ڈاکٹر کو بلائین ۔

اب سنیے کہ راستہ مین نیا گل کھلا ۔ پچاس قدم بھی انور نہ گئے ہونگے کہ سامنے سے اُس بانکے کا بانکا بھانجا آ نکلا ۔ آنکھین چار ہوئین دیکھتے ہی شیر ببر کی طرح ڈکارا ۔ بس اناڑی بس ۔ تیری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ۔ ابھی ابھی کاسۂ سر خاک و خون مین لوٹ رہا ہوگا ہمارے ماموں کو صلواتین سُنانا بڑھ بڑھکر باتین بنانا ۔ بانکون کے منھ چڑھنا اُستادون سے بھڑ پڑنا خالہ جی کا گھر نہین ہی ۔ ہلا اور مین نے ہاتھ دیا ۔ بڑھا اور مین نے کوچے کاٹے انور بیچارے کی حیرانی و پریشانی ناگفتہ بہ ۔ اُدھر نور بصر اور لخت جگر کی وہ حالت سقیم پیارے معصوم بچے کا تڑپنا بلبلانا ۔ بیوی کا رونا تلملانا اعزا و اقربا کا بکا و بین ۔ اڑوسیون پڑوسیون کا شور و شین

لڑکے کی محبت۔ ادھر اُس شقی القلب سے مقابلہ جسم مین سکت نہین زور نہین طاقت نہین بھاگین تو قدم نہین اُٹھتے ٹھیرین تو پانون نہین جمتے نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ اردگرد ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہین۔ سب سمجھاتے ہین کہ آپ بانکے جوان۔ یہ دُبلے پتلے آدمی۔ آپ شیر غرّین یہ گربۂ مسکین سہ

خطا ست پنجۂ مسکین ناتوان بشکست	بہ بازوان توانا و قوت سرِ دست
کہ گر ز پای درآید کسش نگیرد دست	نترسد آنکہ بر افتادگان نہ بخشاید

انور نے بادیدۂ مطروح خلق خدا سے کہا کہ بھائی اسوقت میرا معصوم بچہ جان بلب ہے ہائے کیا جانے اسوقت کیسا ہوگا مین اُسکو نیمجان چھوڑ کر آیا ہون۔ ڈاکٹر کو بلانے جاتا تھا کہ راہ مین اُنھون نے گھیرا۔ اب کسی صورت سے مجھے بچاؤ اکثر رقیق القلب آدمی یہ رقت انگیز تقریر سنکر رو دیے۔ اور سب کے سب دست تاسف ملنے لگے۔ مگر اُس دشمن کے بچّے نے ایک کی نہ مانی۔ خدمتگار سے کہا ایک ولایتی ہمین دے دو ہم اُنکے حوالے کر۔ اُنھون نے پھر بگریہ و زاری سے کہا کہ مرد خدا میرا پیارا بچہ میرے خاندان بھر کا چشم و چراغ میری آنکھون کا نور میرے دل کا چین اسوقت حالت نزع مین تھا ہائے ہائے خدا جانے اُسپر اب کیا گذرتی ہوگی۔ بھائی مجھپر رحم نہ کرو اُس معصوم پر تو رحم کی جاہئے وہ سر وہی لے پیترا بدل کر سامنے آن کھڑا ہوا اور پھر خوب ڈکار کر کہا چُپ بُزدل زنان ستری آچوٹ کے سامنے۔

اتنے مین کسی نے انور کے گھر پر خبر پہونچائی کہ میان سے خانہ جنگی ہوگئی تلوار چلگئی۔ آپ جانین جتنے آدمی اُتنی ہی زبانین کسی نے کہدیا کہ خنجر کھایا اور گردن کٹ کے الگ ہوگئی۔ یہ سنتے ہی انور کی بی بی دو ہتڑ پیٹنے لگی لوگو دوڑو ہائے لوگو دوڑو ارے مجھپر بجلی گری۔ ہائے مین جیتے جی مرمٹی ہے ہے میرے سرتاج کا سر خاک مین لوٹتا ہے۔ ہے ہے اُسکی گردن سے خون کے فوّارے بہ رہے ہین یہ کہکر عین حالت بدحواسی مین لڑکے سے چمٹ کر خوب چلا چلا کر رونی اے میرے بچے اب تو یتیم ہوگیا اے تیرا باپ داغ دے گیا۔ ہائے مین اب کہان جاؤن اُس اگلے کو کہان پاؤن۔ ہائے میرا سہاگ لٹ گیا۔

یہ بیچاری عفیفہ دیوانی کی طرح سر ٹکراتی پھرتی تھی اور تمام عالم اُسکی نظرون مین تیرہ و تار تھا۔

میان آزاد یہ خبر پاتے ہی تیر کی طرح زن سے دوڑ گئے دیکھا تو وہ شقی شمشیر اصفہانی لیے فیل مست کی طرح چنگھاڑ رہا ہے میان آزاد خود بڑے بنوٹیے تھے۔ جھٹ سے جھپٹ کر وہ سر وہی اپنے قبضہ مین کی اور انور کو ہٹا کر یہ بھی پیترا بدل ٹھاٹ سے سامنے جا ڈٹے وہ تو جوش جوانی اور دعوی ہمہ دانی کے نشہ مین سرشار تھا بہتے تھپکی کا ہاتھ لگانا چاہا مگر آزاد نے خالی دے پھیر دیا اور چاہا کہ چاکی کا ہاتھ جائے مگر یہ آڑے ہوگئے وہ بجھیٹا چاہا کہ رانی کی چوٹ دے مگر یہ تھپکی کی طرف جھکے تو اُسکا ہاتھ آگے نہ بڑھا۔

آزاد۔ چہ آنکہ ہر کسی اپنے گنوار کو یہ اُڑن گھائیان بتانا میرے مقابل مین چھکے چھوٹ جائین تو سہی۔ ہان ہان آؤ چوٹ پر چوٹ ستانے کی سند نہین۔ ٹھینگس کے ہاتھ۔ وہ رنجک چاٹ گئی اتنے مین وہ بانکا جھلا کر جھپٹا اور گھٹنا ٹیک کر پالٹ کا ہاتھ لگانے ہی کو تھا کہ آزاد نے پیترا بدلا اور توڑ کیا۔ مونڈھا مونڈھا تو اُسنے بچایا مگر آزاد نے ساتھ ہی جنبیہ کا وہ تلا ہوا بھرپور ہاتھ جمایا کہ اُس کافر شقی کا بھنڈارا تک کھل گیا۔ اور فیل تن ارارا کر دھم سے زمین پر آرہا۔ میان آزاد کو سب نے گھیر لیا

کوئی پیٹھ ٹھوکتا ہی - کوئی ڈنڈ ملتا ہی - انور لپکتے ہوئے گھر گئے
بی بی کی باچھین کھل گیئن گویا مردہ جی اُٹھا لڑکے کو بھی افاقہ تھا

ہمارے حبیب لبیب ادیب - اریب - شوربخت بدنصیب
دشت رہ نوردی کے گرد باد میان آزاد کو وہ پیاری پیاری صورت
گورا گورا مکھڑا - زلف چلیپا لب لعل شکر خا جو یاد آیا تو کلیجہ دھڑ دھڑ
کرنے لگا - دل مثل سیماب بیقرار آنکھین جنبار کی طرح آتش بار
درد دل کی چمک غضب ڈھاتی تھی وہ نور کی صورت ہر دم
آنکھون مین پھر جاتی تھی - س

بڑھتی جب دل کی بیقراری
پڑھتا یہ غزل بہ آہ وزاری

کیا حال ہو گیا ہی دل بیقرار کا | آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا
مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین | پہلا پہر ہی میری شب انتظار کا
امسال دیکھنا مری وحشت کے ولولے | آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
راہ اُنکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی | آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

مقطع ہنوز پڑھنے نہ پائے تھے کہ انور نے بات کاٹ دی میان اس
عشق کا بُرا ہو جسنے تم کو دین و دنیا ایک کا بھی نہ رکھا - آزاد نے
کہا حضرت اس کوچے سے حضور واقف ہی نہین - کوئی میرے
جی سے پوچھے کہ مجھپر کیا گذرتی ہی مین عاشقون مین لاجواب وہ
حسن و جمال مین انتخاب اور اُسپر طرہ شباب - س

یا دز لفے سوختہ خون در جگرم | بوے عنبر سید بہ خاکسترم

گو ایک دفعہ پہلے بھی ایک بت شوخ و شنگ کے طرۂ شبرنگ
اور لیلۃ المعراج گیسو مین دل اٹک رہا تھا مگر - س

نازہ در مغزم شرابی ریخت عشق | روغنم با شعلہ آمیخت عشق

انور نے دیکھا کہ یہ بالکل دیوانے ہی ہو رہے ہین سمجھے چلو ذرا ہوا
کھلاؤ شاید وحشت دل دور اور شیشۂ جنون چکنا چور ہو دل مین

ٹھان لی کہ اسکے سوا کوئی علاج ہی نہین اور انکا ایسا کوئی سودائی
مزاج ہی نہین - غیر ٹال ٹول کرے چلے تو چلتے چلتے ایک باغ
مین پہونچے یہ دونون دن سے یہان تک مین داخل دیکھتے کیا
ہین کہ ایک شامیانہ بصد تزک و احتشام نصب ہی اور اُسمین
بارہ نوجوان بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین مگر تخلیے کی صحبت
ہی انور نے کہا یار ہم مخل نہو - نظر سے اوجھل کیفیت دیکھنے
لگے واہ وا واہ عجب لطف ہے ہندو بھی ہین مسلمان بھی
ہین - مگر شراب بے تکلف لنڈھائی جا رہی ہی - آزاد کو دل کو
اونٹ نہین سوجھتا تھا مگر میان انور نے اتنی دور سے بوتلون کے
سیل کو پڑھنا شروع کیا - ویراگا گ نیک - اولڈ ٹام جن شیا مپین
ارش - ہوسکی - کیا خوب یہان تو دور چل رہا ہی بڑے بڑے بابھی
اور شیخ شراب ناب کی چسکی لگا رہے ہین - ایک ہندو بیچارہ نیا پھنسا
تھا پہلے تو جام شراب لیتے جھجکا مگر ایک اور ہندو نے جو اُسوقت
ساقی بلکہ پیر مغان تھے کہا کہ کچھ سودائی سے ہوا ہے یہ تو گنگا جل
ہی پیتے ہی سیدھا بیکنٹھ پہونچ جائیگا چلئے وہ غٹ سے نگل گئے
ایک مسلمان نوآموز تھے ڈرتے ڈرتے ایک ایک گھونٹ پیتے تھے
مگر ایک شیخ صاحب نے ٹھوکا دیا - اور کہا پی بھی جاؤ میان - س

شراب ایک ہی بندن کی ہو کہ کوثر کی | اک اپنے واسطے زاہد حلال کر بیٹھا

تب وہ بھی غٹ سے اُڑا گئے بڑی دیر تک دور چلا کیا جب سب کے
سب نشے مین چور ہیں مست و مخمور ہوے تو ایک پری وش کو بلایا
کچھ دیر تک چہل کی باتین ہوا کین بعد ازان اُسنے یہ غزل گائی اور
محفل بھر کو وجد مین لائی - س

طرف گلشن اشک گلگون گل بداماں کسی | چند سنبل طرۂ زلف پریشان کسی ست
شور محشر خندۂ زخم نمایان کسی ست | مرہم دلخستگان شور نمکدان کسی ست
شب بروز آمد ز سوز نالہا گرم خیز | داغ درد لیا چراغ زیر دامان کسی ست

بلبل بدل برنگ گل در و بند قبا	در دل شوریدہ پنہاں درد پنہان کسی ست
بے تو در محفل دل پروانہ سوزد چون کباب	سیخ آہ آتشین شمع شبستان کسی ست
رخنۂ بر رسے کار زخم دل افتاد آہ	کار خود در پردہ سازد چشم فتان کسی ست
روی آسایش نداری از چہ و بیش نظر	یا تو عاشق صحبت دست و گریبان کسی ست

حاضرین جلسہ بادۂ گلرنگ کی ترنگ مین ایسے مست ہوے کہ سر و پا کی خبر نہین دنیا و مافیہا سے بیخبر -

اتنے مین اُن زندان محو آشام مین سے ایک نے دوسرے کی ناک پکڑی دوسرے نے تیسرے کے کان اُمیٹھے تیسرے نے چوتھے کی گت بنائی چوتھے نے پانچوین پر چپت جمائی - پانچوین نے چھٹے کے جانثار سید کیا چھٹے نے ساتوین پر دو تھڑ دیا - یہ ہو ہی رہا تھا کہ سب کے سب بھڑ بھڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے مگر پانون لڑکھڑا ائے - دھم دھس - ارارا دھون - دو قدم چلے اور لڑھک گئے - آزاد اور انور وہان سے چپت ہوئے تو راہ مین یون باتین ہونے لگین

آزاد - اس شراب خانہ خراب پر لعنت خدا - الٰہی توبہ الٰہی توبہ اب تک بہنے نباہی توبہ - آیندہ خدا حافظ و ناصر ہے - ؁

از مے گل مقصود نہ چیدست کسی	ہرگز بمراد بے نرسیدست کسی

انور - اجی حضرت آپنے شرفا کی صحبتین نہین اُٹھائی ہین اُنکی آنکھین ہی نہین دیکھی ہین - ؁

گر بادہ خوری تو با خردمندان خور	یا با صنمے لالہ رخ خندان خور
بسیار مخور رفاش مکن و رو مساز	کم کم خور و آہستہ خور و پنہان خور

الغرض دونون یار گھر پہونچے - اور لمبی تان کر خر خرا ٹے لینے لگے

ضرورت ہے ایک جورو کی

انور مع اپنے رفیق اور خلیق بالتحقیق عالی نژاد و فرخ نہاد میان آزاد کے ایک دن اپنے باغیچہ فرحت انتما اور نزہت افزا مین بیٹھے ٹھنڈی ہوا کھا رہے تھے اور گرما گرم چاے اُڑا رہے تھے کہ ایکدفعہ ہی ڈاک کا ہرکارہ ہری وردی پہنکر کالے لال لال بگیا جمائے خاصہ ٹیان بنا ہوا سامنے سے آن موجود ہوا جھکسکر سلام کیا اور ایک اخبار دیکر ملبا ہوا - اتنے مین انور کے ایک اور لنگوٹیے یار المتخلص بہ بہار تشریف لائے علیک سلیک اور مصافحہ و معانقہ کے بعد ایک کرسی پر وہ بھی ڈٹ گئے انور نے جھٹ پٹ اخبار کھولا - عینک لگائی اور بڑے غور سے پڑھنا شروع کیا - پڑھتے پڑھتے صفحہ آخر پر نظر پڑی تو باچھین کھل گئین چہرہ گلنار مزاج زعفران زار -

بہار - اللہ اللہ اسوقت حضور کھلے ہی جاتے ہین جامے مین پھولے ہی نہین سماتے - کیا پڑا پایا -

آزاد - ہم بتائین اور وہ تپے تپے کی بات بتائین کہ حضرت بھی وجد مین آئین کسی معشوق پری وش کی آمد آمد اسوقت ہے نہ کہو گے سچ کہیے گا کیا چتونون سے تاڑ گیا - واللہ ذہن کا بغارہ کھلا جاہی قربان اپنے اُستاد کے کیا دور کی کوڑی لاتا ہون ہم نے سب پاپڑ بیلے ہین - ؁

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے	خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

انور - حضرت آپ تو عاشق تن آدمی ٹھہرے جب دیکھو عشق کے پھیر مین بندہ اس کوچے سے منہ موڑون بھاگتا ہے - بتان زہرہ تمثال حسن و جمال اور عاشقی معشوقی کا خیال آپ ہی کو مبارک - مجھ بندے کو یہ مرض ہی نہین اسوقت ایک اشتہار پڑھکر باغ باغ ہو گیا - خدا نے چاہا تو اسی اٹھوارے مین پوبارہ لگی مین ہون - اشتہار سنیے تو آپ خود ہی سمجھ جائیے گا - نوٹس

Wanted

An Arabic Professor for the Nasirpur College Pay Rs 200 for particulars Apply to the Principal.

ترجمہ ضرورت ہی ایک عربی پروفیسر کی نظیر لوپر کالج کے لیے تنخواہ دو سو روپیہ ماہواری۔ اسکی نسبت جو کچھ دریافت کرنا ہو پرنسپل سے دریافت کیا جائے۔

بہار۔ ہم کچھ سمجھے؟ مجھے خاک بھی نہین۔ آخر اس سے مطلب کیا

آزاد۔ اسے صاحب ایک عربی پروفیسر نظیر لوپر کالج کے لئے چاہیے ہے دو سو روپیہ تنخواہ ملے گی میان انور درخواست داغنے والے ہین۔

بہار۔ خدا کامیاب کرے لیکن سنیے تو سہی۔ یہ تو اخبار ہے۔ اسمین خلوے عہدہ اور تنخواہ اور درخواست کا کیسا جھگڑا۔ اسمین محاربہ کا حال۔ یا جنگ و جدال علمی اور پولیٹکل قیل و قال چاہیے یا یہ جنجال۔

آزاد۔ تو قبلہ آپنے اخبار پڑھا ہی نہین۔ پیر و مرشد اخبار تو عطر مجموعہ ہے۔ لڑکون کا اتالیق۔ جوانون کا ناصح شفیق۔ بڈھون کے تجربہ کی کسوٹی۔ رکن رکین سلطنت۔ تجار کا دوست۔ صناعون کا یار غار۔ رعایا کا وکیل۔ جمہور انام کا سفیر۔ مدبرون کا مشیر۔ کسی کالم مین ہلکی چھیڑ چھاڑ۔ کہین سنجیدہ مضمون کہین اشعار آبدار کہین نوٹس اور اشتہار۔ انگریزی اخبارون مین طرح طرح کی باتین درج ہوتی ہین اور دیسی اخبار بھی انکا تتبع کرتے ہین۔ شطرنج کے حل مطلب نقشے۔ قصہ کہانی کا لطف۔ گھوڑدوڑ کا تذکرہ۔ سب ہی کچھ ہوتا ہے اور جب کبھی کوئی عہدہ خالی ہوا اور اچھا اہلکار نہ ملا تو حکام خلوے عہدہ کا حال مشتہر کرتے ہین لوگون نے پڑھا اور درخواست داغدی یہان اشتہار کے صیغے مین دیکھا کہ ضرورت ہی ضرور پڑ گئی کسکی ضرورت ہے؟ بعض اوقات بڑی دل لگی ہوتی ہے (ضرورت ہی) پڑھ کر شوق چرایا کہ دیکھین شاید ہمارے مذاق کے موافق ہو تو آدھ آنے کا خون کرین لگے تو یہ نیت نکا پڑھتے ہین تو وہان کچھ اور ہی رنگ ہے (ضرورت ہی) ایک آیا کی بوڑھی خرانٹ ہو شریف ہو دیانتدار ہو مگر دونون آنکھین ہون (دکانی ٹلو نہو) لاحول ولا قوۃ سمجھے تھے کہ کسی کلرک یا اکونٹنٹ یا مترجم کی ضرورت ہوگی وہ آیا کی فکر مین ہین دیسی اخبارون مین بھی اسکا کمابیش رواج ہو تو بڑے مزے ہون جیسے راجہ مہاراجہ نواب رئیس کو اہلکار کی ضرورت ہو کسی نامی گرامی اخبار مین چھپا دے تاکہ شرفا علما وغیرہ کو درخواست بھیجنے کا موقع ملے۔

بہار۔ لیکن حضرت۔ پھر تو طرح طرح کی ضرورتین چھپنے لگین چاندنی والے چھاپین کہ (ضرورت ہی) ایک ہبوکی جسمین دقیانوس کے وقت سے چاندی بیا گیا ہو اور جو چونٹ گیٹ جیجا ہو) کوئی نیا گنج آباد کرے تو اسکو لامحالہ یہ نوٹس چھپوانا پڑے (ضرورت ہی) ایک نوجوان ساقن کی نئے گنج مین دکان جمانے کے لیے کیونکہ جبتک دھوان دھار چلمین نہ اڑین چرس کی کو آسمان کی خبر نہ لائے۔ بگڑے دل دمونکی خبر نہ سنائین دلسوز دم پر دم نہ لگائین تب تک گنج کی رونق نہین افیونی اپنے رنگ کے موافق مشتہر کرین کہ (ضرورت ہی) ایک ایسے شخص کی جو افیون گھولنے مین طاق ہو دن رات پینک مین رہے مگر افیون گھولنے کے وقت چشم نیم باز سے چینی کی پیالی پر نظر ڈالے آرام طلب لوگ چھپوائین کہ (ضرورت ہی) ایک داستان گو کی جسکی زبان کترنی کی طرح چلی جائے جسکو امیر حمزہ کی داستان نوک زبان ہو۔ بدر منیر اور گلزار نسیم حفظ ہو بات بات مین قافیے کا قافیہ تنگ کرے ضلع جگت مین برق ہو۔ اور زمین و آسمان کے قلابے ملائے جھوٹ کے چھپر اڑائے شام سے جو بکنا شروع کرے تو تڑکا کر دے سننے والون کا بھورا ہو جائے مگر یہ علاوہ ازین کہ سامعین (ہون ہون) کرتے جائین تب وہ داستان سنائے ہم چاہے خراٹے ہی لیتے ہون لیکن وہ منہ کو لگا بکتا ہی جائے خوشامد پسند حضرات یہ خواہش ظاہر فرمائین کہ (ضرورت) ایک مصاحب کی جو آٹھون گانٹھ کمیت ہو۔ ہان مین ہان ملائے اور

ہمکو سخاوت مین حاتم شجاعت مین رستم حسن مین یوسف ثانی حکمت مین ارسطوے یونانی شاعری مین لاجواب - نثاری مین انتخاب بنائے منہ پر خوشامد کہ حضور ایسے اور حضور کے باپ ایسے مگر پیٹھ پیچھے گالیان دے کہ اس ان پڑھ ناتجربہ کار کو مین نے خوب ہی بنایا۔ پیکر ے اعلان کرین کہ (ضرورت ہی ایک بٹیر کی جو بڑھ بڑھ کر لات لگاتا ہو اور اچھے اچھے بٹیرون کو پالی سے نو کدم بھگاتا ہو - (ضرورت ہی) ایک مرغ کی - مگر ڈنڈیل ہو - تنا ہوا چوڑا چھاتا گتھ جائے تو حریف کو پیٹھ نہ دکھائے - بلکہ خون رلائے اور چھکے چھڑائے - سوا پا مارے - ڈیوڑھا مارے (ضرورت ہی) ایک مینڈھے کی جو پہاڑ سے ٹکر لڑنے مین بند ہو اور بھڑے تو دس بیس پہلوانون سے بھی نہ رک سکے (ضرورت ہی طبیلے کے لیے ایک بہادری بندر کی - مگر انیٹھا سنگھ ہون - لال بھبوکا خاصہ مچھندر) حضرت اور تو باتین ہین لیکن ہمین سوقت اپنی ضرورت یاد آگئی بھائی ازبراے خدا چھپوا دیجئے ضرورت ہی ایک جورو کی چالاک اور چست - خط و خال - نک سک سے درست شوخ و زبان دراز ہو - جوان ہو طناز ہو ہزارون مین انتخاب لاکھون مین لاجواب - اٹھتی جوانی عنفوان شباب ہو مگر بلا کی چنچل ہو کبھی ہنسی ہنسی مین اینجانب کی چپت گاہ پر دھول جمائے کبھی بعد ناز ٹوپی چھین کر چپت جڑے - کبھی روٹھ جائے کبھی گدگدائے - بخیل ہو ورنہ ہم سے نباہ نہ ہوگی - گاودیلا نہ ہو سن رسیدہ نہ ہو - شنجرفی چہرہ ہو برف کے ایسے ہاتھ پانون ہرن کی ایسی آنکھ - لیکن قد تاڑ کے برابر نہ ہو کہ ہمکو پاڑ باندھنے کے لیے مزدور بلوانے پڑین - بندہ پست قد آدمی ہی اور شرط یہ ہی کہ کھانا پکانے مین استاد - سینے پرونے گل بوٹے بنانے مین برق ہو - لیکن سو ہضم کی روز شکایت نہ رہے اور ضعف معدہ کا عارضہ ضرور ہو - ہلکی پھلکی دو چپاتیان کھائے تو تین دن مین ہضم ہون - سادہ مزاج ایسی ہو کہ زیور گہنے پاتے سے مطلب ہی نہ رکھے سادگی ہی جوبن دکھائے اور یہ بھی شرط ہے کہ مذہب کے ہاتھ نہ لگ گئی ہو خدا کو واجبی ہی واجبی مانتی ہو - سگر برانڈی کی تاک مین ہر دم رہے - غطاغٹ جام شراب پیے اور ہم میلے ٹھیلے بھی نچانے دینگے - اور محلے کی کسی عورت کو بھی نہ آنے دینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ چھریرا بدن ہو - نزاکت سے آنچل کا بوجھ نہ اٹھ سکے کمر لچک جائے گردن بل کھائے - ہنس مکھ بھی ضرور ہو روتے کو ہنسائے - مگر یہ نہین کہ پٹی ہوئی کی طرح موقع بے موقع محل بے محل دانت کھول دے - ہان اور طرح نہ ہو - ورنہ اجیرن ہو جائے گی طرار ہو - مکار ہو - عیار ہو - تیکھا لیو طرحدار ہو - باغ و بہار ہو - وہ ترچھی چتون - وہ بانکی ادا کہ بیساختہ زبان سے نکل جایا کرے (تیری بانکی ادا نے مجھے مارا) گانے بجانے کو عیب نہ سمجھتی ہو بلکہ وقت بے وقت ٹھمکنے مین عار نہو - لیکن چال بھونڈی نہو بھدے پانون نہ پڑین جب چلے اٹھلا اٹھلا کر درخواستین کھٹا کھٹ بندہ درگاہ کے پاس آئین مگر ٹکٹ چسپان نہونگی تو بیرنگ واپس - مکرر یہ کہ بی صاحب کے رخ انور پر ریش مبارک نہو -

آزاد - اور تو خیر - مگر یہ ڈاڑھی کی بڑی کڑی شرط ہو بھلا کیون صاحب عورتین بھی ریشا کیل یا مچھا کڑا بیگ ہوا کرتی ہین یہ انوکھی بات بتائی اچھی قید لگائی -

بہار - واہ معقول - آپ کیا جانین - اجی قبلہ یہ نکاح کی شرطین ہین احتیاط شرط ہی جب شرطین ہی کرنے پر آئے تو کوئی بات اٹھا کیون رکھین کہ پیچھے ہمارا ہو چھو اُنکے ہاتھ اور ہماری داڑھی ہمارے ہاتھ مین ہو -

آزاد۔ اجی بندہ نواز عورت کی ڈاڑھی چہ معنی دارد۔
بہار۔ معنی سے کیا مطلب۔ یہان تو صورت کا ذکر ہے بھلی چنگی
جو ہو۔ یہ تیغ ہم ضرور لگا لینگے کہ بی صاحب زن بروتی ہون۔
احتیاطاً شرط ہی۔ ع۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست +
انور۔ قبلہ سینے جورو کی تو پیچھے فکر کیجیے گا پہلے دماغ کی فکر کیجیے
شری سودائی کو شادی سے کیا کام۔
بہار۔ جی تو دماغ کی آپ جیسے زاہد خشک فکر کرین بندے کا
دماغ خوب چاق ہی۔ دیکھیے آج کے آٹھوین ہی دن کسی شوخ و شنگ
سے بیاہ نہ رچے تو سہی اگر یار شرطین بڑی کڑی ہین۔
آزاد۔ اور خصوصاً یہ داڑھی والی۔

ضلع جگت

ایک اتوار سے بین انور عربی پروفیسر ہو گئے۔ سمجھے تھے کہ
ٹکا سا جواب آئیگا مگر کھٹ سے درخواست منظور اور نادری حکم
کہ بقچہ سنبھال کر تڑ سے دھر دھمکو۔ ذری دیر ہوئی اور عہدہ غت ربود
انور تو نوکری پر اُدھار کھائے بیٹھے ہی تھے پچھلے پہر کو گس بیس ہو
بوریا بدھنا اٹھا روٹیان اور گوشت دسترخوان مین باندھ آنکھ
کو چوم بیوی سے مل چلے ڈاکگاڑی نے۔ میان آزاد ساتھ جب شکرم
پر سوار ہوے تو آزاد نے کہا۔ ؎

تو عزم سفر کردی و رفتی زبر من	بستی کمر خویش و شکستی کمر من

انور نے کہا بھائی گھر مین برسون بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی
زبان حال و قال سے یہی شعر ورد زبان تھا۔ ؎

سفر چگونہ گزینم ز آستانۂ خویش	کہ ہیچو مردم چشمم چراغ خانۂ خویش

آزاد۔ خیر المکتوب نصف الملاقات۔ یار زندہ صحبت باقی
دونون نے مصافحہ کیا بغلگیر ہوے۔ شکرم گھڑ گھڑ کرتی ہوئی چلی
انور نے کہا۔ الوداع۔ آزاد بولے فی امان اللہ۔ جب تک شکرم
نظر آئی حیرت کے ساتھ میان آزاد دیکھا کیے جب نظر سے اوجھل
ہوئی تو یہ بھی کھسکے چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ اثناء راہ مین پانچ چھ
نوجوان سفید پوش شریف و نجیب سڑک پر جا رہے ہین مگر سب
خوش رو خوشخو۔ میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان کی تیاریان
ہین۔ کہین مشاعرہ ہے۔ یا ناچ رنگ کا جلسہ۔ جی نہین جلسہ
نہ مشاعرہ۔ مگر جہان چار آدمی بیٹھ گئے وہین جلسہ ہی۔ اسوقت
چاندنی خوب نکھری ہی جی چاہتا ہی لپک کر چاند کا مکھڑا چوم لون
ہم یاران بذلہ سنج مرنجان مرنج نے ٹھان لی کہ گلگشت چمن اور
تماشائے نسرین و نسترن کرین نوعروسان چمن کا جوبن لوٹین نرگس
شہلا سے آنکھین لڑائین شادیانے بجائین دھما چوکڑی مچائین خوب
مزے اڑائین شب ماہ کے لطف اٹھائین۔ آئیے آپ بھی تشریف
لائیے۔ باغ مین قدم رنجہ فرمائیے عزت بخشیے رتبہ بڑھائیے میان
آزاد تو ایک ہی بیفکرے نمبر اول کے کوچہ گرد جھٹ سے راضی
ہو گئے چلیے بسم اللہ الامر فوق الادب باغ مین پہونچے تو ایک
روش مین چبوترے پر جا ڈٹے پہلے کچھ عرصے تک شعر خوانی رہی کی
بعد ازان ضلع جگت کی ٹھہری جو ہی ضلع مین طاق جگت بازی مین
مشاق۔ پہلے حقے کا ضلع شروع ہوا۔ میان تم کندن کیے دیتے
ہو۔ ایک قش ہم بھی تو لین اجی صل و جل۔ قش کے کیا معنی
حضرت۔ جی یہ قشیدن سے ہی بس بہت دم نہ دیجیے واللہ کیا
گڑ گڑ آدمی ہو بندے کا مکان مہنال در دانے مین ہے اور
ہمارا مسکن تو چرخ چنبر مین ہی۔ یہ آدمی ہی یا اُلٹا توا تمباکو کا پنڈا
یہ حقہ باز ہی ہم خوب سمجھتے ہین اجی ایسے مداریے ہم نے بہت
چنگے کیے اسکو کوئی لے کر کرے کیا لے بہت چٹخیے نہ۔ آپ تو بڑی
باتون سے سوختہ ہوے جاتے ہین۔ بندہ تازہ دم ہی دُہنی ہاک
کے تین پلٹ۔ واللہ آپکا سر تو چھلا چھلایا ناریل ہی۔ یار تو تو ریت

کی طرح جمٹا - تمھارا ضامن کون ہی میان کل تک تو کوڑی گنا نیچے پھرتے تھے آج باتین بناتے ہوے اب برف کی قفلی کھایئے یہ آپکا سر ہی یا مٹکے کا سرپوش - بہت اترایئے نہ ورنہ بجے لم لگا ئینگے - بھئی کیا بے تکی اُڑائی - واہ چلم کا تلازمہ تو رہا ہی جاتا تھا اب اسکو چھوڑیے اب بے تکی ہونے لگی چل سٹک - آیئے پان کا تلازمہ ہو بھئی واللہ کیا خوب بنگلہ ہی - دساور سے مال آیا ہے - میرے جوتے کا پان خوب چمکتا ہی - بہت چبا چبا کر باتین نہ کیجیے آج تو مین سرخرو رہا - آپ سبز بخت ہین - ذری کیوڑی سنگھ کو تو بلانا - برگ سبز ست تحفۂ درویش ہ آپکے پانون کا پان کیا ہی کیا چکنی چپڑی باتین ہین - مین تیرا یار کتھا - این! یہ کیا حضرت یہ کتھے کا تلازمہ ہی - لاحول ولا - بس لگے بے تکی اُڑانے آیئے گانے بجانے کا تلازمہ ہو واہ بندہ نواز کہیے آج تار برقی کیا ہی - طبیعت ناساز ہی - آپ مستان شاہ ہین دنیا کے پردے پر ایسا کبھی نہ ہوگا - کیا بیوقت کی شہنائی بجائی ہی - بتیال بجیسی پڑھیے بھئی تمھین قسم ہے آپکے گلے مین توڑا ڈال دو - دیکھیے دہل بجایئے گا اب لایا تب لا ہم اپنا دیس بھول گئے - جنگل کی دھن ہی یہ سر ہی یا تونبی - اب مین کہین کان نہ اینٹھون اچھا راگ لائے بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ - بس بس تانت باجی اور راگ بوجھا - بیوقت کی شہنائی ہی - واہ یہ ہو چکی ہی - چلو خوشی کے شادیانے بجاؤ کہین لونڈے تالیان نہ بجائین وہ ناچ نچاؤن کہ عمر بھر یاد کرو - بے بھاؤ کی پڑنے لگینگی آدمی ہے یا گھنچکر - اپنا تو کلیان ہو گیا - آیئے اب کھانے کا ضلع ہو بھئی نوجوانان مے آشام سے خدا بچائے آپ کی دال نہ گلنے کی جی کھچڑی اور دو - ظرافت تو آپ کے خمیر مین ہی - تم تو ماش کا آٹا ہوے جاتے ہو - یہ ناحق اپنے ڈھائی چانول گلاتے ہین - آپ کے منھ مین گھی شکر - ابھی کھچڑی پک رہی ہی کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہی - جاؤ ہنڈیا چڑھاؤ - آج تو پانچون گھی مین ہین اور سر کڑھائی مین - ہمین پوری نہ پڑے گی - اب مٹر گشتی کیجیے - اب کی ہولی مین شیر مالین کھائی تھین پاؤن تو تمھاری بوٹیان ہی چبا جاؤن -

میان آزاد نے جو دیکھا کہ اب یہ سب کے سب جھک مارنے لگے تو وہان سے چل کھڑے ہوے اجی حضرت اجی حضرت ذرا سنیے تو سہی - بس اگر ہوس ست ہمین قدر بس ست لاحول لا قوۃ - اس تضیع اوقات سے فائدہ ایک کہتا ہی چل سٹک دوسرا کہتا ہی تیرا سر کڑھائی مین مفت مین بیہودہ بکنے سے فائدہ قبلہ یہ تو دل لگی کا وقت ہی ہی علما فضلا شعرا کملا کے سامنے تھوڑے ہی یہ باتین ہونگی - ہونھ ہمکو کوئی گھس کھدا سمجھے ہین بس رخصت -

میان آزاد ایک روز مٹر گشت کرتے ہوے ایک محلے مین جا نکلے تو سنتے کیا ہین کہ ایک شخص کراہتا اور غل مچا مچا کر چلاتا ہی ہاے مرا ارے مرا - ہاے جان گئی - باپ رے باپ یا خدا بچائیو اُف اُف مرے مرے - ارے کوئی دوڑو خداوندا موت دے - یا الٰہی میری سن لے اُف اف ادھر انکے کان مین جو بھنک پڑی تو آواز کی سیدھ پر چل ہی تو کھڑے ہوے - دیکھتے کیا ہین کہ ایک ضعیف آدمی دقیانوس کا معصر چھپر کھٹ پر لیٹا ہوا سسک رہا ہے مگر چہرے سے موت کے آثار پائے جاتے ہین آنکھون سے جوے اشک رواں ہی انھون نے نبض پر ہاتھ ڈالا تو پتا ہی نہین سینے پر ہاتھ لے گئے تو کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہی - پوچھا مزاج کیسا ہی صداے برنخاست - اشارے سے دریافت کیا کہ کیسے ہو - آنکھ بند کرلی دو گھنٹے تک سسکتا رہا بعد ازان گھرّا لگا اور اوپر کی سانس بھرنے لگے اور آناً فاناً مین مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون - میان آزاد کا دل بھر آیا اور رقیق القلب تو تھے ہی آٹھ آٹھ آنسو روئے ایک مرد آدمی سے جو قریب بیٹھے تھے پوچھا کہ یا حضرت - بھلا یہ پیر مرد کس عارضے مین مبتلا تھے اُسنے آہ سرد کھینچکر کہا کہ یہ نہ پوچھیے حمق کا عارضہ تھا کیا حمق! یہ کون عارضہ ہی - صاحب قانونچے مین اسکا کہین پتا نہین طب اکبر مین اسکا ذکر بھی نہین یہ نیا عارضہ ہی - جی ام العوارض ہے ذرا اسکے علامات تو بتائیے اجی حضرت کیا بتاؤن عقل کی مار اسکا خاص باعث ہی - عرض کرون کہ یہ پیر مرد اسی برس کے تھے - مگر عقل کے پورے تمیز چھو نہین گئی خدا جانے دھوپ مین بال سفید کیے تھے یا نزلہ سے یہ عارضہ ہو گیا تھا -

اب سنیے کہ شامت اعمال سے حضرت کی پیٹھ پر ایک پھوڑا نکلا دس دن تک علاج ندارد - دسوین دن کسی گنوار نے کہہ دیا کہ گل عباس کے پتے اور سرکہ باندھو - جھپ راضی ہو گئے - سرکہ بازار سے خریدا - گل عباس کے پتے باغ سے توڑ لائے اور سرکے مین پتون کو خوب تر کر کے پیٹھ پر باندھا دوسرے روز پھوڑا آدھ انگل بڑھ گیا کسی اور گوکھے نے کہہ دیا کہ بھٹکٹیا اور نمک باندھو بسم اللہ کر کے آپنے وہ بھی کیا - لوگون نے سمجھایا کہ بڈھے کچھ گھانس تو نہین کھا گیا ہی ارے پھوڑے کو بھٹکٹیا سے کیا واسطہ - فرمایا کہ واہ آپ کیا جانین یہ کچھ علاج تھوڑا ہی ہی یہ تو ٹوٹکا ہی - خیر صاحب ٹوٹکا سہی - خدا کرے اس چھومنتر کی کالی بوٹی سے آپ چنگے ہو جائین مگر یہ بخیر - درد اور زیادہ شروع ہو گیا کسی نے بتایا املی کی پتی اور تھوہر اور گوبر باندھو وہان کیا تھا فوراً منظور - اب تڑپنے لگے اُف اُف اُف اُف لگے تلملانے اب ہوش و حواس باختہ - آگ لگ گئی - محلے کی ایک عورت نے کہا مین بتاؤن مجھ سے کیون نہ پوچھا سہل ترکیب ہے مولی کا اچار دفنا دو مگر تین تھلے ہون - اور دفنا کر نکال لو اور نکالکر کنوین مین ڈالدو اور اپنے ہاتھ سے پانی بھر دو - ابھی دم چنگے نہ ہو جاؤ تو ناک کٹا ڈالون سوچے کہ بھئی شرطا سنے بڑی کڑی کی ہی - کچھ تو ہی کہ ناک بدتی جھپ مولی کے تھلے لے دفن کیے اور پھر نکالے کنوین مین تینون تھلے غڑاپ داخل لگے پانی بھرنے - ڈول تھا وزنی - اور اُسپر طرہ یہ کہ مارے درد کے تڑپ رہے تھے رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور حضرت دھم سے گرے پھوڑا تو آپ جانیے شیشے کی مثال ٹھیس لگی اور بھی درد بڑھا لگے تلملانے آخرکار دم توڑا -

آزاد - افسوس صد افسوس ان مدعیان عقل سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ ہر کس و ناکس کی رائے پر علاج کیون کر بیٹھتے ہو جسنے جو بتایا آمنّا و صدقنا منظور - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو عارضہ بڑھ جاتا ہی یا جان سن سے نکل جاتی ہے -

وحشی مگر خدا ترس ریشائیل

میان آزاد ایک دن چلے جاتے تھے تو کیا دیکھتے ہین کہ کسی پرانی ڈھرانی گڑھیا کے کنارے ایک ریشائیل بیٹھے کائی کی کیفیت دیکھ رہے تھے کبھی ڈھیلا اُٹھا کر پھینکا - جھپ - ماشاء اللہ سن شریف چہل و شش نازم باین ریش و فش مسن آدمی اور لونڈے بنے جاتے ہین - اس داڑھی کا بھی خیال نہین اور لطف یہ کہ محلے بھر کے لونڈے لاڑیے ارد گرد جمع تالیان بجا رہے ہین اور اُنو بنا رہے ہین لیکن آپ گڑھیا کی لہرون ہی پر لٹو ہین پکڑ جھکائے ہوے چوطرفہ ڈھیلے اور ٹھیکرے ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایک دفعہ ہی کئی ڈھیلے اُٹھا کر حضرت نے گڑھیا مین پھینکے جھپ جھپ جھپ جھپ اُدھر سے ایک مرد آدمی بھی چلے آتے تھے - آپ کو دیکھا تو نظر سے اوجھل ذرا ٹھٹک کر لگے سیر دیکھنے دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ ماشاء اللہ اگو سالہ با پیر شد دگا و نہ شد - یہ سن و سال اور یہ حال

چہل سال عمر عزیزت گذشت	مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

مشین بدن - لباس فاخرہ زیب تن - یہ قطع - یہ وضع اور
چشم بد دور کس مزے سے گڑھیا پر بیٹھے رنگ رلیان منا رہے
ہین اور یہ خبر ہی نہین کہ گانوٗن بھر کے لونڈے پیچھے تالیان بجا
رہے ہین وہ ایک لونڈے نے چپت جمانیکا قصد کیا - مگر ہاتھ کھینچ لیا
دوسرے نے پیڑ کی آڑ سے وہ کنکری لگائی تیسرے نے ریش مبارک
پر گھانس پھینکی - چوتھے نے کہا میان تمھاری داڑھی مین تنکا مگر میرا
شیر درانہ تنکا - اب سنیے کہ گڑھیا سے اُٹھے تو دور کی سوجھی
جھپ سے ایک پیڑ پر چڑھ گئے اور پھنگی پر جا بیٹھے اور بندر
کیطرح لگے اُچکنے - اُس ٹہنی پر سے اُچکے تو دوسری شاخ پر پھدک
رہے اور ایسا ہلایا کہ درخت پر بید مجنون کا دھوکا ہونے لگا طرہ یہ
لڑکون کو بھی ہدایت کرتے جاتے ہین کہ آؤ درخت پر آؤ
املی کا درخت - ؎

شاخش کہ بسدرہ سر کشیدہ	سیلے برخ قمر کشیدہ

بلند ایسا کہ گویا آسمان سے باتین کرتا تھا - حضرت مزے سے
بے تکلف بیٹھے ہوے املی کھاتے ہین اور چئیین لونڈون پر تاک تاک کر
پھینکتے جاتے ہین - اور وہ غل مچاتے ہین کہ ایک چیان ہمکو ادھر اُدھر
ہاتھ ہی ٹوٹین جو اُدھر پھینکے خدا سمجھے کیا مزے سے غپڑ غپڑ کرتے
کھاتے جاتے ہین ادھر ایک چیان بھی نہین پھینکتے او بخیل او کنجوس
او ممسک - او بندر - او مچھندر - ایک ادھر ایک ادھر کیا خوب
گویا شہدے کسی رئیس سے مانگ رہے ہین تھوڑی دیر مین کھٹ کھٹ
کرتے درخت سے اُترے اتفاق سے کسر ٹ کے تین چار ہاتھی مستون
کی دھت مین جھومتے ہوے جاتے تھے مگر سب چاہتے اور رگنے
سے لدے ہوے - آپنے لونڈون کو سکھایا کہ ابے غل مچا کر کہو
ہاتھی ہاتھی گنا دے لونڈون نے جو اتنی شہ پائی تو آسمان سر پر اٹھا لیا
ہاتھی ہاتھی گنا دے ہاتھی ہاتھی گنا دے - اتنے مین ایک ریچھ والا
نکلا - ریشائیل نے جھٹ ریچھ کی گردن دبائی او پیٹھ پر ہو رہے
ٹخ ٹخ ٹخ - معقول! اچھا ٹٹو ہی - ریچھ والا چل یون مچا ہی کیا
اُنھون نے دو تین لڑکون کو آگے پیچھے اغل بغل بٹھا ہی لیا - مزے
سے اکڑے تنے بیٹھے ہین گویا اپنے وقت کے فغفور چین ہین تھوڑی
دیر کے بعد لڑکون کو زمین پر ٹپکا - اور خود بدولت بھی دھم سے
کود پڑے گویا اپنے حساب اونٹ پر سے اُترے تھے او جھٹ لنگوٹ
کس خم ٹھوک کر ریچھ سے کشتی پر آمادہ ہو گئے - تب تو ریچھ والا کفن
پھاڑ کر چیخ اُٹھا - میان کیون جان کے دشمن ہوے ہو چبا ہی
ڈالے گا یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے - آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ ہی
تو گئے اور ایک آنٹی بتائی تو ریچھ چارون شانے چت وہ مارا -
لونڈون نے وہ غل مچایا کہ ریچھ پورب اور ریچھ والا پچھم کی طرف
بھاگا محلے بھر مین قہقہہ اڑنے لگا - چند ہی لمحے گذرے تھے کہ ایک
بھڈری کی شامت اعمال اُسکو کشان کشان اسطرف لے آئی
ساعت بچارین شگن بچارین دھوتی باندھے پوتھی بغل مین
دبائے - اڈراج کا مالا پہنے باٰواز بلند ہانک لگاتا جاتا ہے ریشائیل
کے قریب نکلا تو اُنکو شکار ہاتھ آیا بھئی ادھر آنا اُسکی آنکھین کھلی
کہ گھرے ہین - پو بارہ ہین - اچھی بوہنی ہوئی - ریشائیل نے ہاتھ
دکھایا اور پوچھا کہ ہماری کتنی شادیان ہونگی اُسنے کہا - بہت نیک -
مگر سنکلپ کر کے بہت غور اور فکر کے بعد کہا کہ پانچ - آپنے آؤ دیکھا
نہ تاؤ اُسکی پگڑی اُچھال دی - ع - لڑکون کو شگوفہ ہاتھ آیا کسی نے
سر سہلایا کسی نے چپت جمایا - واہ اچھی بوہنی ہوئی - ریشائیل نے
کہا واہ اچھی ساعت بچارتے ہو اپنی ساعت بھی دیکھ لیتے ہو یا اورون
ہی کو راہ بتاتے ہو - سچ کہنا آج ساعت دیکھ کر چلے تھے یا یون ہی -
میان ہم سچ بتائین کہ ہم کیون جھلا گئے - وجہ یہ کہ ہماری چاہتی یونہی
تو تمنے کو سا بس مزاج کا پارہ اکیسویں درجے پر پہونچ گیا - اچھا خیر بتاؤ

ہمارے یہان لڑکا کبتک ہوگا بس بس آپ کسی اور سے توچھیے بھرپایا۔ اپنا کیا اپنے آگے آیا۔ یہ کہکر وہ اٹھ کر چلنے ہی کو تھا کہ ریشائیل نے لڑکون کو اشارہ کیا وہ تو اُنکو اپنا پیر دستگیر سمجھتے تھے ہی اُٹھ کھڑے ہوے ایک نے بوٹی لی۔ دوسرے نے مالا چھپایا تیسرے نے بکیا ٹہلا دی۔ دس پانچ جیٹ گئے۔ بیچارے کو ہزار دقت بیچھا چھڑا کر بھاگنا پڑا۔ اور قسم کھائی کہ اب اس محلے کیطرف رُخ کردن توچمار۔ اتنے مین ایک خوانچے والے نے آواز دی۔ گلابی ریوڑیان کراری کھٹیان۔ دال موٹ سلونے۔ مٹر تکونے۔ لونڈے اپنے اپنے دلمین خوش ہوگئے کہ ریشائیل کی بدولت خوب مٹھائیان چکھین گے اور خوانچہ لوٹ لین گے۔ مگر اُنھون نے منع کردیا۔ خبردار ہاتھ نہ بڑھانا جب خوانچہ والا پاس آیا تو اُنھون نے ٹھہرایا اور کہا سب خوانچے کے کیا دام ہین اُسنے کہا ڈھائی روپیہ این۔ ڈھائی روپیہ! بھئی مول تول نہین واجبی کہو واجبی۔ اچھا تو دو روپیہ دیجیے۔ دو روپیہ جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ دھرے اور لڑکون کو خوب چھک کر کھلایا۔ دس منٹ کے بعد آواز آئی کھیرے لو کھیرے جفرت نے اُچک کر ٹوکرا اُلٹ دیا کھیرے زمین پر آئے جیسے ہی لڑکون نے چاہا کہ کھیرے بٹورین کہ اُنھون نے ڈانٹ بتائی کھیرے والے کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور لڑکون سے کہا کہ کھیرے اُٹھا اُٹھا کر اسی گڑھیا مین پھینکتے جاؤ۔ اُنکے نزدیک یہی ایک دل لگی تھی کھیرا اُٹھایا اور غڑاپ گڑھیا مین پچاس ساٹھ کھیرے آنا فانا گڑھیا مین پھینکے جھٹپٹے وقت ایک چڑیمار کنپیا جال لیے ہوے آنکلا۔ ہاتھ مین تین چار جانور پنجرے کے اندر سب پھڑپھڑا رہے ہین کالا بھجنگا شکل کا روز۔ ریشائیل نے پکارا۔ آؤ آؤ میان ادھر آؤ۔ ایک بھجنگا لیکے اپنے اوپر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا۔ چڑیمار نے کہا ڈھکا ہوا) دوسرا جانور دو ایک لڑکون پر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا تیسرا جانور ایک سنیگی والی پر سے صدقہ کیا۔ اسی طرح دس پندرہ جانور صدقہ کرکے خاموش کھڑے ہوے۔ گویا کچھ مطلب ہی نہ تھا چڑیمار نے کہا۔ ہجور دام۔ آپنے فرمایا تمھارا نام۔ تب تو وہ چکرایا کہ اچھے ملے۔ خوب چھانسا دیا۔ ہجور دھیلی کے جنور تھے۔ این! دھیلی! کچھ گھانس تو نہین کھا گیا کیسی دھیلی۔ کہتا کس سے ہی ہوش کی دوا کر ہوش کی۔ بھنگ پی گیا ہی یا شراب کا نشہ ہی۔ یا بدھا ہی ادر سنیے۔ ایسے کھدا وند جنور سب سدکے کر دیے اب انکھین نکالت ہو لڑکون نے جال کمپا سب ٹہلا دیا۔ تھوڑی دیر رو یا پیٹا آخر کار صبر کرکے چل دیا۔

اس کارروائی کے بعد ریشائیل نے لڑکون کو چھوڑا اور اُس محلے سے منھ موڑ کر لمبے ہونے ہی کو تھے کہ میان آزاد اُنکے قریب آئے یا حضرت آپ آدمی کیا معجون وحشت ہین۔ مین عرصہ دراز سے آپکی انوکھی حرکتین دیکھ رہا تھا کبھی کھیرے گڑھیا مین پھینکے کبھی ملی پر اُچک رہے کبھی چڑیمار جنگ کا قافیہ تنگ کیا کبھی بھدری کو آڑے ہاتھون لیا۔ حضرت واسطے خدا کے فصد کھلوائیے حیدیا کے بال پر قینچ کردائیے ورنہ آپ بہت جلد پاگل ہو جائین گے۔

ریشائیل - اس ترزبانی اور خوش بیانی کے قربان۔ بندہ تڑی سودائی خبطی مستان - آیئے وہان سے بڑے وہ بنکے سنیے قبلہ ع۔ نکتہ ہاہست بسے محرم اسرار کجا ہے سمجھنے کے لیئے بڑی عقل چاہیئے۔ گڑھیا پر بستر جاکے ڈھیلے پھینکنے اور پیڑ پر اُچک کر املی کھانے اور ہاتھی سے گنے مانگنے کا سبب کہ لڑکے کبھی بیماری دیکھا دیکھی اُچک پھاند دوڑ دھوپ مین مشاق ہو جائین۔ یہ نہین کہ مرلی ٹٹو یا گاویل کی طرح جہان بیٹھے وہین جم گئے لڑکونکو کم سے کم دو گھنٹے روز دوڑ دھوپ کی مشق کرنی چاہیے ورنہ آئے دن بیماری ستائے گی۔ اور صحت تندرستی گھٹتی جائے گی۔ ریچھ والے کے ریچھ پر اُچک بیٹھنے اور ریچھ کے بھگانے

اور چڑیمار کے جانورون کو مفت بے کوڑی بے دام صدقہ کر دینے کا سبب خاص یہ ہی کہ جب ہم جانورون کو ایذا یا تکلیف کی حالت مین دیکھتے ہین تو کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہی اور ان چڑیمارون کا تو بندہ جانی دشمن ہی واللہ پاؤن تو کالے پانی بھجواؤن جہان دیکھا کہ دو چار سفید پوش کھڑے ہین لگے جانورون کو زور سے دبانے تا کہ وہ بیزبان ایذا کے سبب سے محشر بپا کرین اور لوگ اُنکی حالت دیکھ کر کچھ دینے نکلین۔ اُنکی ہنڈیا چڑھ جائے۔ مردہ دوزخ مین جائے یا بہشت مین۔ ٥

توای کبوتر بام حرم چہ میدانی ‖ طپیدن دل مرغان رشتہ برپارا

اُنکے درد دل کا حال کوئی کیا جانے۔ کھیرے اسلیے گڑھیا مین پھنکوا دیے کہ آجکل ہوا خراب ہی۔ کھیرے کھانے سے مرنا ہو تو انسان مرجائے مگر ان کنجڑون کبڑیون کو ان امور سے کیا واسطہ اُنکو اپنی بکری سے مطلب۔ ہم تو بنی نوع انسان کے ہمدرد ہین ایک کبڑیے کا نقصان ہو ہزار سے بچاسون بندگان خدا کی تو جان بچے گی دیکھو تو خوانچے والے کو ہم نے اپنے پاس سے دو روپیہ کھنا کھن گن دیے میان ہم خدا ترس ہین۔ مردم آزار نہین۔

نشہ بُری چیز ہے

ایک دن میان آزاد حسب معمول کوٹ پتلون پہنے ترکی ٹوپی زیب سر کیے پھرتی کے ساتھ کسی طرف جاتے تھے اور سامنے سے ایک صاحب آتے تھے۔ جب دونون قریب پہونچے تو اُسنے پوچھا حضرت آپ افیون تو نہین کھاتے۔ خدا کی مار افیون پر شیطان کی پھٹکار کسی ملعون نے آجتک ہاتھ سے بھی چھوئی ہو۔ بس سیاہ کاری سے بندہ ابتک تو بچا رہا آیندہ خدا مالک ہی واللہ افیون کے تو نام سے نفرت ہی اِسجانب کو۔ افیونی کی صورت دیکھون تو لاحول پڑھون اور جو کہین افیون پر ہاتھ پڑ جائے تو آب گھر سے ہاتھ دھوؤن اُسوقت اِس کالی بلا کا نام زبان پر آیا بس جی چاہتا ہی کہ پونے دو سو غرغرون سے زبان پاک کرون۔ یہ کہکر میان آزاد ندی کے کنارے جا بیٹھے وہان سے پلٹ کر جو آئے ہین تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا دیکھتے کیا ہین کہ وہ ذات شریف پڑے آنکھین مانگ رہے ہین اور کراہتے ہین صورت پر مردنی چھائی ہی۔ لب خشک چشم تر۔ سر کی فکر نہ پاؤن کی خبر تب تو میان آزاد چکرائے کہ یا الٰہی کیا اسرار ہی۔ پوچھا کیون بھئی خیر تو ہے ابھی تو خاصے بھلے چنگے تھے۔ یہ اتنی جلد کایا پلٹ کیسی ہو گئی۔ کچھ منہ سے بولو سر سے کھیلو۔ ع۔ دیر رہا ہے کہ درد لا دوا ہی ✚ اُسنے کانکھ کانکھ کر آہستہ سے کہا کہ یار دو مین تو مرتا بھائی کہین سے پانچ چھ ٹکے کی افیون لے آؤ۔ پیون تو آنکھین کھُل جائین۔ جان مین جان آئے بندہ چھٹپنے سے افیون کا عادی ہی۔ وقت پر نہ ملے تو نزع کی حالت ہو جائے این! یہ کیفیت ہی۔ حضرت آپکا کہین ٹھکانا ہی نہین کچھ انتہا بھی ہے چھ ٹکے کی افیون ایک دفعہ ہی نوش جان۔ آدمی ہی یا بلا نوش۔ نتیجہ لیک دن ہٹن سے مر جاؤگے۔ جی بجا ہی اور آپ تو شاید آب حیات پی کر آئے ہین عاقبت کے بوریے آپ ہی بٹوریے گا واہ میان واہ ہو تیکھے آدمی جیتون کہے دیتی ہی کہ بڑے خم و دم کے آدمی ہو رسی جلی مگر رسی کا بل نہ گیا واہ آغا کیون منہ سسک رہے ہو مگر جواب ترکی بترکی نہ دو تو دوزخ ہی نصیب ہو۔ حضرت افیون لائی ہو لائیے ورنہ یہان بک بک کا دماغ نہین۔ ٥

دوزخ مجھے قبول ہی یا منکر و نکیر ‖ لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

جی تو اس بجرے بھی نہ رہیے گا کہ ہم اور افیون لائین ہم تو اس فکر مین بیٹھے ہین کہ آپ مرین تو نوحہ موزون کرین۔ ہائے مرگیا کشتہ تیغ افیون ✚ یہ پہلا مصرع ہوگا۔ ایک بات مانو تو اچھی بتا جاؤن اور افیم لاؤن۔ ذرا لکڑی کے سہارے سے اُس ہرے بھرے پیڑ کے تلے چلو۔ وہان ہری ہری گھانس پر لوٹ مارو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ

واہ ابھی صلاح ای میان یہان جان دو بھر ہی چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا کیسا - بھائی کہا مانو میرے سہارے سے چلو - الغرض میان آزاد نے اُن افیونی کو پیٹھ پر لادا اور لے چلے - اُنکی یہ قطع کہ آنکھین بند منھ کھلا ہوا معلوم ہی نہین کہ جاتے کہان ہین - ایکدفعہ میان آزاد نے اُنکو ندی مین لیجا کر غوطہ دیا بس قیامت بپا ہو گئی ستم ڈھایا آفت کا سامنا بلا کا سامنا مصیبت کا سامنا تھا افیونی آدمی پانی کی صورت سے نفرت - لگے چلانے - ڈرا غپّا دے گیا - مار ا پڑا کر دیا عمر بھر مین آج ہی ندی مین قدم رکھا - خدا سمجھے تجھ سے بس سے جان نکل گئی ہو ہو ہو ہو ٹھٹھر گیا - او خدا نا ترس اب تو رحم کر - اتنے مین میان آزاد نے ایک اور غوطہ دیا - تیسرا غوطہ دیا - چوتھا غوطہ دیا تا بڑ توڑ کئی غوطے دیے اب اُنکی کیفیت نہ پوچھیے - بس ناگفتہ بہ کروڑون گالیان دین - لاکھون صلواتین سُنائین - میان آزاد نے اُنکو ریتی مین چھوڑ دیا اور لمبے ہوے - اور یہ افیون سنیے صاحب ہم نے جو ایک دو ستانہ صلاح دی تو کہنے لگے تم عاقبت کے بورئے بٹورو گے لو چنڈا گھیرو اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - ہات تیرے کی - میان آزاد وہان سے چلے تو راہ مین ایک اور حضرت ملے - آداب عرض ہے تسلیم آپ سے کچھ عرض کرنا ہے - فرمائیے - بندہ چانڈو باز ہے - اسوقت شہر بھر مین چانڈو کی دوکان ہی نہین - سب چانڈو والے میلے گئے ہین وہان جائین تو شام ہوجائے اور پھر جایا کس سے جائیگا - ہم تو نیم جان ہین - آپ کچھ سبیل کردین تو بڑا ہی احسان ہو - میان آزاد نے کہا مین بتاؤن - سامنے ناک کی سیدھ پر چلے جایئے وہ ہرا بھرا پیڑ نظر آتا ہے ندی کے کنارے - وہان ایک صاحب لیٹے ہوے چانڈو اُڑا رہے ہین آپ بھی شریک ہو جائین - اہاہا ہو ہو ہو کہکر اُچکتے ہوے چلے کبھی دو چار چھینٹے تو اڑائین اور فوراً گرائین میان آزاد ایک پچاس قدم گئے ہونگے کہ ایک اور ذات شریف سے دو چار ہوے

کیون بھئی گبھرو کبھی جام بھی دیکھا ہے - کیا اجام - جام کیسا - جام جہان نما کانون سُنا ہے دیکھا نہین - ارے میان ہم اُس جام کو پوچھتے ہین جو کونین نما ہے - کونین ! کیا بخار کا عارضہ ہے واہ بھئی اُلٹی سمجھنے والے - کونین دوا نہین - کونین کی جمع - نہ صاحب ہم نے ایسا جام دیکھا نہ سُنا - میان اب صاف صاف کہدین کبھی شراب بھی پی ہے - استغفراللہ - استغفراللہ - ع

کیا ذکر شراب یار توبہ خاور	ہوا ایسا نہ شرمسار توبہ خاور
دوزخ مین جلین گے مے کے پینے والے	توبہ خاور ہزار توبہ خاور

اجی تم تو گھامڑ ہی نکلے - میان - ع - نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے - کیا کہین بوتل مین اسوقت ایک بوند تک نہین ورنہ اُنکو ضرور مزہ چکھاتے - اسوقت طبیعت بے لطف ہے - بندہ ہر روز دو وقتہ شراب پینے کا عادی ہے - آج جان عذاب مین ہے -

میان آزاد نے کہا ہم بتائین وہ دیکھو سامنے املی کا پیڑ ہے چلے جاؤ وہان دو چار آدمی بیٹھے رانی اُڑاتے اور چسکی لگاتے ہین جاؤ غٹا غٹ شراب اُڑاؤ میان شرابی تو کھل گئے - اے خانہ احسان آباد واہ اُستاد - کیا بات بتائی - اسوقت جان بچائی - چلو تم بھی ایک چلو مین اُلّو ہو - میان آزاد نے کہا معاذ اللہ مین اور شراب آجتک کبھی پی نہ پیونگا - یہ کہتے ہی تھے کہ ہنسیا کلوارن اودی اودی پھریا پھڑکاتے اُدھر سے گذری - صورت دیکھتے ہی میان آزاد سیدھے نو کدم بھاگے پیچھے پھر کے دیکھنا قسم تھا مگر دل ہی دل مین سوچتے جاتے ہین کہ نشہ بھی کیا بری چیز ہے کہ ذرا وقت پر نہ ملا اور دم ٹوٹنے لگا -

میان مسافر میان مسافر سچ کہنا
مین نشہ مین تو نہین ہون

ابتک تو میان آزاد دن بھر چکر لگا کر رات کو دبک رہتے تھے

اب گرمی کی فصل جو آئی تو رات کو بھی لگین چک پھیریان ہونے ایک نشد دو شد - ایک شب کو ایک پرانے دُھرانے برگد کے پیڑ کے تلے جسکی ٹہنیان آسمان پر جھکی لگاتی تھین اور جسکی زمین دوز جٹا ئین پاتال کی خبر لاتی تھین پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک ذات شریف نشے مین چور سیہ مست و مخمور - ایک ذرا سی دبلی پتلی ٹٹوی پر سوار تخ تخ کرتے جا رہے ہین میان آزاد نے پوچھا اس ٹٹو پر کون لدا ہے - او چچا جی کون لدا ہو - اچھا لدا ہے - ایسا نہو کہین مین اُتر کر انجر پنجر ڈھیلے کر دون - یون نہین پوچھتا کہ اس راہوار صبا رفتار پر آسن جمائے باگ اُٹھائے کون شہسوار جاتا ہی آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ٹٹو ایسے ہی ہوا کرتے ہین بولو - میان آزاد نے کہا حضرت قصور ہوا معاف فرمایئے واقع مین یہ تو دو رکا بپورا گھوڑا دیلا کی نسل سے ہے خدا جھوٹ بلائے - جمنا پار کی بکری اس سے ذرا یون ہی سی نکلتی ہو گی مگر مرغ ٹٹی سے کہین بڑا ہے - ہان اب راہ راست پر آئے او رمیان - ابتو - ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

اب عربی ترکی کاٹھیاوار دیکھنے ہی مین نہین آتے اور قبلہ اس گھوڑے کی کچھ نہ پوچھیے - دو باگے ہین - تباگے ہین واللہ یہ بچھیڑا تو مان کے پیٹ سے چھد کتا اُچکتا نکلا تھا - بجا ہے وہ تو اسکی آنکھین ہی کہے دیتی ہین آپ کیون تعریف کی تکلیف گوارا کرتے ہین - واللہ گھوڑا کیا اُڑن کھٹولا ہی اوپ انجن ہو کہ دیکھا اور نظر سے غائب - اسکی قیمت بھی - آپ کو معلوم ہے - نا صاحب بھلا مین کیا جانون - آپ تو خیر گدھے پر سوار بھی ہین - یہان ٹانگون کی سواری روز ازل سے ہمارے نامۂ اعمال مین لکھی ہو مگر آپکے گھوڑے کو رقعات عالمگیری بھی ازبر ہے - اسکے کیا معنی - جی کچھ نہین ایک شعر مجھے اسکے حسب حال یاد آیا - ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست

ہان اسی بات پر کرٹ کڑا دون - یہ کہکر ایڑ لگائی مگر ٹٹو نے جنبش تک نہ کی اب ایڑ پر ایڑ لگاتے ہین - مگر وہ نقش قدم کیطرح جم گیا - ابتو خدا ہی ہٹائے تو ہٹے ورنہ ڈنڈے سوٹے - میان آزاد نے کہا بس زیادہ شیخی مین نہ آیئے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے خیر ادھر ٹٹو اُدھر میان آزاد پو قدمے جانے لگے - جب نشے کے طلوع کا وقت ہوا تو پانون ڈگمگانے لگے سباگ اب جھکی اور اب جھکی - دس قدم چلے اور باگ روک لی میان مسافر میان مسافر جی پیر و مرشد - ارشاد سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون ناصاحب نشہ کیسا - پھر گھوڑیا تیز کی اور ایک بیس قدم پر ٹھٹک رہے میان مسافر - میان مسافر - حاضر ہون - حکم - تمھین ایمان کی قسم سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون - اجی حضرت کیسا نشہ آپ ہوش کی باتین کر رہے ہین - پھر گھوڑیا کو ایڑ لگائی سات آٹھ قدم گئے ہونگے کہ پھر ہانک لگائی - ارے میان مسافر ہو ارے میان کیا سو گئے - جی ہمراہ رکاب ہون - بھئی سچ نہ کہے تو ہمارا ہی خون پیے - تمھین واللہ نشے کے کچھ بھی آثار ہمارے چہرے سے پائے جاتے ہین - ہوش و حواس درست ہین یا نہ - ہان ہان صاحب درست ہین - عرض تو کر چکا کہ آپ ہوش مین ہین ایمان سے کہتے ہو - توبہ آپ بھی عجیب شخص ہین ایمان سے نہین تو کیا بے ایمانی سے کہتا ہون - پھر چند قدم گئے اور گھوڑیا کو روک کر کفن پھاڑ کر چیخ اُٹھے - میان مسافر - میان مسافر - سچ کہنا ذرا بھی ہوائی بات تو زبان پر نہین آئی ہو - کیون ہے نہ یہی بات - بیشک جو بات

کہی پتے کی اور بوکھلاہٹ تو آپ کے قریب نہین پھٹکنے پاتی فوراً میرے شیر نے ٹٹو کی باگ پھیری اور لگے اُلٹے چلنے۔ ہائین ہائین ای حضرت کیا یہ اُلٹی گنگا بہائی ۔ ارے میان یون چلو یون۔ اچھا دن سہی یا یون سہی لیکن سچ کہنا کوئی بات نشے کی پائی جاتی ہے۔ میان آزاد نے اپنے کان اینٹھے اور کہا بندہ نواز وہم کی دوا تو لقمان کے پاس نہ تھی۔ ایکدفعہ بیس دفعہ پچاس دفعہ سمجھا دیا کہ آپ ہوش کی پوٹریا ہین۔ پھر آپ بار بار کیون پوچھتے جاتے ہین۔ خیر خدا خدا کرکے جانور کو پھیر اگر نشہ نے اُلٹیرن کر دیا۔ مسافر۔ مسافر۔ مسافر مسافر دیکھیے کیا قدم ہے نہ کہو گے سچ کہنا ۔جھوٹ بولنا اور سو رکھنا اپنے حساب برابر ہے ذرا بھی نشہ کی کوئی بات پائی گئی ۔ کیا مجال۔ بالکل ہوش کی باتین ہین۔ حضرت ۔خصوصًا اسوقت جو آپ نے گھوڑے کو پھیر دیا تھا یہ عین ہوش و حواس کی نشانی ہی اور یہ بار بار ایک ہی بات کو دہرانا صاحب ہوش کی باتین ہین۔ جیو شیر۔ ایک بجی اور چڑھالو تو یٹن ہی ہو جاؤ۔ ایکدفعہ ہی آواز آئی۔ مسافر۔ مسافر او میان مسافر۔ بدحواسی کی بات تو مین نے نہین کی۔ تمھین قسم ہے اپنے دین اور ایمان کی ۔ میان آزاد نے پھر اپنے کان اینٹھے ۔ بدحواسی تو چھو نہین گئی۔ معاذ اللہ جو کہین آپ بیہوش ہوتے تو ممکن تھا کہ گھڑیا کا رخ پھیر دیتے۔ ایک یہی ہوش کی بات ہی کہ کوئی اٹھارہ کرور مرتبہ مجھ سے آپ پوچھ چکے کہ مین ہوش مین ہون نہ پھر میان شہسوار نے چیخنا شروع کیا کہو بھئی مسافر دیکھنا ہم بھی کس خم و دم کے جوان ہین چشم بد دور دم غنیمت ہی۔ اور یہ دیکھو ذرا نشے کی بو تک نہین آتی۔ بجا ہی مشفق مین خوب واقف ہون نشہ ہوتا تو ایسے ٹھکانے کی باتین نہ سوجھتی جب میان آزاد نے دیکھا کہ اب یہ غین ہوے اور گھڑیا پر سے لڑھکا ہی چاہتے ہین اب خیر نظر نہین آتی ہی جھٹ گھڑیا کو ایک کھیت مین ہانک دیا اور غل مچایا کہ او کسان او کسان دیکھ یہ تیرا کھیت چرائے لیتا ہی کسان کے کان مین جو یہ بھنک پڑی تو لٹھ کاندھے پر رکھ لاکھون صلواتین سناتا ہوا چھٹا آج بچا بنا کے چھوڑونگا۔ روز سوری چرائے جاتے تھے آج ہی تو تھے چڑھے ہو۔ بچہ جی ۔ اب کہیے کیا درگت بناؤن قریب گیا تو دیکھتا ہی کہ ٹٹوی ہی اور ایک آدمی اُسپر لدا ہے۔ این! این گل دیگر شگفت ۔ اخاہ آپ ہین چلیے گھر ے چلون رات کو گھڑی بھر سوئیے کسان گو کسان ہی تھا گنوار ۔ مگر تیز طبع یہ جھانسا دیکر کہ تم کو گھر لے چلونگا۔ سیدھا کانجی ہوس پہونچا۔ پیچھے پیچھے ٹٹوی۔ ایک دفعہ حضرت چونچے تو ہانک لگائی میان مسافر میان مسافر بھئی سچ کہہ دو ذرا نشہ کی چھاتھ تک نہین ہے۔ او چھاجی ۔ یہ اپنے حساب ابھی راہ مین میان آزاد ہی کے ساتھ چلے جاتے ہین ۔اس وحشت کو ملاحظہ فرمائیے ۔ الغرض ٹٹوی اور سوار دونون کو کانجی ہوس مین ڈھکیلا اور چمپت ہوے ادھر میان آزاد نے راہ لی ۔ یہ بیچارے رات بھر کانجی ہوس مین رہے صبح کو دس آنہ دے کر پیچھا چھوٹا۔ خدا اس شراب خانہ خراب کو غارت کرے ۔ آمین آمین۔

اپنے حلوے مانڈیسے کام

میان آزاد کے تو پاؤن مین آندھی روگ تھا ۔ ادھر اُدھر چکر لگائے راستہ ناپا اور پڑکر سو رہے ایک دن حسب معمول تلوے کھجلائے تو چلے سرا کی طرف۔ وہ تو کہیے خیر گذری کہ جوش جنون نے جنگل نہ دکھایا ۔ دونون وقت ملتے سرا مین پہونچے ۔ بڑی چہل پہل ہی۔ ایک طرف روٹیان پک رہی ہین

دوسری طرف دال بگھاری جاتی ہی بھٹیاریان مسافرون کو گھیر گھار کر لا رہی ہین صاف ستھری کوٹھریان دکھا رہی ہین - حضرت اِدھر اُدھر خوب گھومے - دیکھتے کیا ہین کہ ایک کوٹھری کے پاس ایک صاحب لحیم و شحیم فربہ و جسیم جیسے ہی چارپائی پر بیٹھنے لگے پٹی ٹوٹ گئی اور حضرت غڑاپ سے جھلنگے مین ہو رہے ہائے موٹاپا بھی کیا بری چیز ہے - اب سنیے کہ گرے تو اٹھا نہین جاتا آخر کار دایان ہاتھ بھٹیارون نے لیا - بائین طرف میان آزاد نے ہاتھ دیا اور بعد خرابی بصرہ حضرت کو نکالا - جھلنگے سے باہر آئے تو نہایت ہی خفیف پہلے تو بی بھٹیاری سے خوب گلخپ ہوئی - واہ اچھی چارپائی دی اور جو میرا ہاتھ پانون ٹوٹ جاتا سر پھوٹ جاتا تو کیسی ہوتی - اے واہ میان ! الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ایک تو چھپر کھٹ کو چکنا چور کر ڈالا - پٹی کے بہتر ٹکڑے ہو گئے دینگے ٹکا - اور چھ گنڈے پر پانی پھیر دیا دوسرے ہمین کو للکارتے ہین - الغرض لوگون نے سمجھا بجھا کر جھگڑا پاک کیا تو حضرت ٹہل ٹہل کر یہ شعر پڑھنے لگے - ؎

رو اے دل حزین نہ تپ ہجر یار مین	بیمار کو مضر ہے نہانا بخار مین

میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان سے تشریف لانے کا اتفاق ہوا - فرمایا یہین تک آیا ہون - معقول ! سوال دیگر جواب دیگر - قبلہ آپ آئے کہان سے ہین - جی وطن سے آتا ہون - الٰہی خیر وطن کا کچھ نام بھی ہے - یا گمنام ہے - جی گوپامؤ مین مکان ہے - اخاہ آئیے آئیے - واللہ خوب ملے - تو یہ کہیے حضور کا دولت خانہ گوپامؤ مین ہے خوش آمدی - خوش آمدی - یہان کس غرض سے آنا ہوا - حضور جی بندہ حکیم ہے - یہ کہیے تو آپ طبیب ہین کیا اطبیب الطبیب آپ خود ہونگے ہم حکیم ہین - طبیب کہین اور رہتے ہونگے خیر صاحب وہ طبیب نہین - آپ حکیم بلکہ سلطان الحکما ہی

خفا کیون ہوتے ہو صاحب - کیا یہان مطب کرنے کا قصد ہے اور نہین تو کیا بھاڑ جھونکنے آیا ہون یا سینچر پانون پر سوار تھا بھلا یہ فرمائیے کیسا مقام ہے لوگ کس فشن کے ہین آب و ہوا کیسی ہے - حضرت یہ نہ پوچھیے - باشندے شورہ پشت - چاق و چوبند آنٹھون گانٹھ کمیت - اور آب و ہوا کا تو خیال ہی نہ کیجیے - برسون رہیے اگر کسی دن سوء ہضم کی شکایت ہو تو جرمانہ دون پاؤ بھر کی غذا ہو تو تین پاؤ کھائیے - ڈکار تک لیجیے تو مجھے سزا دیجیے یہ سنکر حکیم صاحب نے منھ بنایا اور گو لاکھ ضبط کیا مگر بے اختیار بول اٹھے لاحول ولا قوۃ - بڑے برے پھنسے ! این برے پھنسے ! یہ کیون کیون - اجی آب و ہوا مرغوب ہے - بیماری کا نام نہین یہ تو اچھا مقام ہے لاحول چہ معنی دارد ! حضرت آپ بڑے کوڑھ مغز ہین - ایک تو آپ نے یہ گولا مارا کہ آب و ہوا اچھی ہے اتنا نہین سمجھتے کہ آب و ہوا اچھی ہے تو ہم سے کیا واسطہ - ہمین کون پوچھیگا بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے مکھیان مارا کرینگے - ہم تو ایسے شہر جانا چاہتے ہین جہان ہیضے کا گھر ہو - بخار پیچھا نہ چھوڑتا ہو - ڈنگو روز ٹیٹوا دبوچے - قبض اور پیچش کی سب کو شکایت ہو آب و ہوا مین سم کی خاصیت ہو - چیچک کا وہ زور ہو کہ الامان جب البتہ ہماری ہنڈیا چڑھے - آپ نے تو واللہ آتے ہی گولا مارا سنتے ہی پر ٹوک دیا اور ماشاء اللہ کس ہمدردی سے آپ فرماتے ہین کہ سوء ہضم کی شکایت نہوگی - واہ سوء ہضم کی شکایت اُن کو ہوتی ہوگی جو ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا ہین اور اس پر طرہ یہ کہ پاؤ بھر کے عوض مین تین پاؤ غذا کھانے لگون - واہ واہ واہ - بیڑا ہی کر دیا - آدمی نگا ہین اور کھائین جو گگنا تو فرمائیے مرے یا جیے - صاحب بندہ سویرے ہی بوریا بدھنا اٹھا کر چمپت ہوگا - ایسے منحوس شہر مین میری بلا رہے

جہان سب ہٹے کٹے ہی نظر آتے ہین جسے دیکھو ڈنڈ پیل سنڈ اینٹھا ہوا بھلا کوئی خاص عارضہ بھی یہان ہی یا عارضے کا اس طرف گذر ہی نہین ہوا۔ حضرت یہان کے پانی مین یہ تاثیر ہی کہ برسون کا مریض آئے اور ایک قطرہ پی لیا چاہے بس خاصہ ہٹا کٹا لاحول! پانی کیا آب حیات ہی۔ تو سہی جو پانی مین زہر نہ ملا دیا ہوا ہے تو قبلہ ہزارون کنوین سیکڑون اندارے پچاسون باؤلیان کس کس مین زہر ملاتے پھرئیے گا۔ خیر یہ بھی سمجھا جائیگا مگر برے پھنسے واللہ بہت برے پھنسے۔ اس وقت ہوش ٹھکانے نہین ہی مہترانی۔ مہترانی۔ بی مہترانی ذری ہم کو پنساری کی دکان سے تولہ بھر سکنجبین تولا دینا اس وقت جی قابو مین نہین ہے۔ اے یہان پنساری یہان کہان کسی فقیر کی دعا ایسی ہی کہ یہان حکیم اور پنساری جمنے ہی نہین پاتا۔ کئی حکیم آئے مگر گور مین ہین کئی پنساریون نے دکان جمائی مگر چتا پر پھونک دیے گئے یہان تو بیماری نے آنے کی قسم کھائی ہے۔ ارے توبہ! ارے توبہ! ابھی واللہ کیا کل شہر ہے خداوند! بچائیو اس طرف رخ جو آج سے کرے اُس پر لعنت ہے یارو خدا کے لیئے ہمین ٹھوکر ایسے کردو تو رفو چکر ہو جائین پیچ پاہزار لعنت کھائی ایسے شہر کی ایسی تیسی غضب خدا کا یہان پنساری کبریت احمر کا حکم رکھتا ہی۔

میان آزاد نے انکو چھوڑا تو سراے دوسرے گوشے مین پہونچے کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگوار گوشۂ محل مین بستر جمائے فوق البھر کپڑے پہنے کھڑے ہین۔ یہ بے تکلف آدمی۔ اسلام علیکم کہکر گوشۂ محل مین داخل ہو گئے۔ وہ بھی بڑے تپاک سے پیش آئے ہاتھ ملایا بغلگیر ہوے تعظیم کی۔ لطف و اخلاق سے بٹھایا۔ مزاج اقدس الحمد للہ۔ جناب کا مزاج عالی شکر ہے مین تو ایک مسافر غریب الوطن ہون۔ آپ نے بڑی بندہ نوازی فرمائی۔ اور ممنون احسان کیا۔

ز قدر شوکت سلطان نگشت چیزی کم
ز التفات بہ مہمان سراے دہقانے
کلاہ گوشۂ دہقان بہ آفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ کوئی بڑے لسان آدمی ہین۔ پوچھا آپ یہان کس تقریب سے تشریف لائے ہین۔ فرمایا عرض کردن پیرو مرشد مین وکیل ہون۔ قصد ہی کہ یہان وکالت کرون کہیے یہان عدالت کی کیا کیفیت ہی۔ میان آزاد نے فرمایا یہ نہ پوچھیے یہان کے باشندے بھیگی بلی ہین۔ لڑنا بھڑنا جانتے ہی نہین۔ سال بھر مین دو چار مقدمے شاید ہوتے ہون چوری چکاری یہان کبھی سننے ہی مین نہین آتی۔ زمین آراضی لگان پٹی داری حقیت کے مقدمے کبھی سنے ہی نہین قرض کوئی لے نہ دے۔ وکیل صاحب کا رنگ زرد ہو گیا۔ مگر حکیم جی کی طرح مخبوط تو تھے ہی نہین کہ بلبلا اُٹھتے نہایت متانت سے فرمایا کہ سبحان اللہ بڑے مسکین آدمی یہان بستے ہین مگر دل مین افسوس ہوا اس ٹیم ٹام دھوم دھام سے آئے اور یہان وہی ڈھاک کے تین پات انکو بھی چھوڑا اور یہان سے اور طرف چلے۔ دیکھا کہ چارپائی بچھائے شہتوت کے پیڑ کے تلے ایک صاحب بیٹھے حقہ اُڑا رہے ہین پوچھا آپکا اسم شریف۔ فرمایا گمنام۔ پوچھا مسکن فرمایا۔ ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست

پوچھا پیشہ فرمایا خون جگر کھانا۔ اخاہ آپ شاعر ہین۔ یہ کہکر میان آزاد بھی چارپائی کے ایک کونے پر بیٹھ گئے لے حضرت حقہ تو بندے کے حوالے کیجیے اور آپ اپنا کلام سنائیے۔ بسم اللہ شاعر موصوف نے بہت کچھ چین و چنان کے بعد پڑھا یا کلام

اپنا کہکر یون سُنایا۔ ~

گفتمش اے مہ شب از من رُوے تابیدن چہ سود
گفت گستاخانہ بر رُوے من آن دیدن چہ سود
گفتمش رویت گل ست دگل براے دیدن ست
گفت بر دیدن وکان عاشقی چیدن چہ سود
گفتمش عشق گل رویت مگر باشد گناہ
گفت این رمزیست پنہان فاش نالیدن چہ سود
گفتمش نالیدہ ام کز جور تو رنجیدہ ام
گفت چون عاشق شدی از جور رنجیدن چہ سود
گفتمش بر جور نا فہمیدہ گشتم مبتلا
گفت این رسم قدیم ماست فہمیدن چہ سود
گفتمش فہمیدہ نا فہمیدہ گشتم مبتلا
گفت بس اے عقل مغز ما خراشیدن چہ سود

سبحان اللہ حضرت آپ تو شاعر غرّا ہین۔ عرض کرون حضرت شاعر غرّا ہونا تو محال ہی مگر آپ قدردان آدمی ہین۔ ورنہ شاعر غرّا تو عرب مین متنبّی اور امراء القیس۔ فارس مین سعدی خاقانی و فردوسی و انوری۔ ہند مین کالیداس اور کبراج اور اُردو مین انیس و دبیر آتش و میر گذرے ہین باقی خیر صلاح۔ اچھا حضرت کچھ اُردو کلام تو سنائیے۔ بہت خوب۔ ~

داغ دے جاتے ہین جب آتے ہین | یہ شگوفہ وہ نیا لاتے ہین

سبحان اللہ داغ کے لیے شگوفہ کیا خوب۔ (تسلیم)

یار تک بار کہان پاتے ہین | راستہ ناپ کے رہ جاتے ہین

کیا بول چال ہی کیا روزمرّہ ہی (آداب)

پھر جنون وحشت نہ دکھلائے کہین | آج تلوے مرے کھجلاتے ہین

اوہو ہو۔ کیا زبان ہی۔ سبحان اللہ حضرت۔ (کورنش)

ٹال جاتے ہین جو بوسہ مانگو | بات مطلب کی چبا جاتے ہین

بارک اللہ خدا کی قسم زبان چوم لے۔ بوسے کے لیے چبا نا بھی کیا خوب ہی ~

پھول کا جام پلا او ساقی | کانٹے تالو مین پڑے جاتے ہین

اہاہاہا۔ پھول کے لیے کانٹے ~

کنگھی کے نام سے ہوتے ہین خفا | بات سلجھی ہوئی اُلجھاتے ہین
نگہ رحم کبھی تو کیجے | کوئی دم رحم بھی فرماتے ہین

ساتھ لاتے ہین رقیبون کو ضرور
دل دُکھانے کو وہ عقل آتے ہین

اِسکے بعد شاعر نے پوچھا کیون حضرت یہان کے رؤسا مین کوئی قدردان شعر و سخن بھی ہے۔ یہ نہ پوچھیے یہان مارواڑی البتہ بستے ہین کتاب یا کتب فروش شاعر یا منشی کی صورت سے نفرت ہی یہان کے رؤسا سے کچھ بھروسا نہ رکھیے وہ شعر و شاعری کے قریب نہین پھٹکتے۔ لاحول ولاقوۃ۔ توبہ آنا ہی بیکار ہوا اجی ہمین کیا شک۔ لاحول ولاقوۃ۔ اے صاحب آخر کوئی صاف مذاق بھی ہی۔ اب آپ تو ملتے ہی نہین۔ یہان قدردان خدا کا نام ہی۔

آٹھون کا میلا

وہان سے جو میان آزاد تیر کی طرح روان ہوے تو راہ مین دیکھا کہ کئی مسافر لدے پھندے جا رہے ہین۔ کیون بھئی اسوقت کہان لکھنؤ لکھنؤ! یہ کیون! کیون کیا! آٹھون کا میلا ہی یا نہین بس دھوم دھڑکے کا میلا دیکھا نہ سنا ہان! تو اب ہم بھی چلتے ہین محرم الحرام اور بہار بسنت کے تو خوب مزے اُڑائے اب چلیے یہ میلا بھی دیکھ لین کیا جانے پھر ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے۔ یہ کہکر میان آزاد بھی لکھنؤ چلے۔ نور کے تڑکے داخل سبحان اللہ کیا صبح ہے۔ عارفان حق پرست کے دل کی طرح نورانی۔ اور باطن مین اہل تصوف کے

مثل مہبط فیض ربانی جدھر دیکھو تجلی اور نور۔ جدھر جاؤ لطف اور سرور سلطان خاوری کے تاج زرین کی چمک اور اشعۂ زرنگار سے ذرون کی جھلک نمودار۔ در و دیوار سے آیۂ وجعلنا الشمس ضیاءً آشکار یکشنبہ کا دن جسکی شان مین فصحا نے کہا ہی۔ (کہ مکتب خانہ ہا را روز بازار از دست و اطفال دبستان سبق آموز او۔ الف ابجد زبانان ست و نقطۂ اولین پرکار دوران) دیکھتے کیا ہین کہ صبح ہی سے میلے کا رنگ جما ہی۔ نخل بہار کی نشو و نما ہی غٹ کے غٹ ٹھٹ کے ٹھٹ۔ شہدے لُچّے۔ لٹیرے بیجے گرہ کٹ جیب کترے۔ جریبے مدکیے۔ گنجڑیے بھنگڑیے۔ شریف و نجیب زیرک و لبیب سب جوق جوق امنڈے آتے ہین۔ تا مدان ہوادار رہوار باد رفتار فنس زرنگار۔ ٹٹو گھوڑا اسپ خرامان خرامان پوقدمے آتے ہین۔ بگھی پر بگھی ٹوٹی پڑتی ہے۔ گاڑی سے گاڑی لڑتی ہی۔ رنگیلون چھیل چھبیلون کی بن آئی۔ گاڑھی بوٹی چڑھائی بن ٹھن کے چھیلا بن کے میلا دیکھنے چلے۔ بالون مین حنا کا تیل چھوڑے کیچل لسٹ کا دھانی رومال اوڑھے دو انگل مانگ کھوے بانڈی سے پٹیان جمائے گھڑی لگائے۔ داڑھی چڑھائے گلے مین گلو بند دلفریب شربتی کا انگرکھا تن کا زیب پانون مین مخملی جوتی۔ کاشانی یا سوتی قہقہے اڑاتے آنکھین لڑاتے جا رہے ہین ادھر ادھر نظارہ بازی کرکے مسکرا رہے ہین فنس پر ماہرو گھٹے سے بیٹھی ہین۔ مگر بند۔ ہٹو بچو کا شور بلند ساقیون کا بازار گرم کسی نے دو کش پیے نکا ہتھیا یا۔ ساقنون کی دکانین دھوان دھار۔ تنبولیون کے بڑے مزے دار کان ملیے کی سرگوشی۔ حجام کی رونمائی۔ برف والے کی سر دمہری شنکرلون کی ہانک۔ آنب کے مجے کی کمرکھ ہین۔ کابل کا میوہ رس بھری۔ تاجے گلابیان شہتوت۔ بوٹ لوہرے بھرے بوٹ۔ کسی طرف سرمہ مسی شیشہ کنگھی دیا سلائی کی ڈبیا ہے بخشی بھولا ناتھ کا باغ میلے کا چشم و چراغ ہے۔ ٹکیٹ رائے کا تالاب ہزارون مین انتخاب لاکھون مین لاجواب ہی جو سلسبیل و کوثر کو شرمائے۔ تسنیم دیکھے تو پانی پانی ہو جائے۔ عجب لطف و سماہے۔ ہزارہا تماشائی تالاب کے ارد گرد بستر جمائے کوئی دری کوئی زین پوش بچھائے بیٹھا میلا دیکھ رہا ہے۔ کوئی جہانیان جہان گشت چکر لگا رہا ہے کوئی ہوا کھاتا ہے۔ ایک فنس پر ایک جوان رعنا ڈھوہ کا ڈھوہ پچیس برس کا سن چلنے پھرنے کے دن لدا ہوا جا رہا ہی۔ کوئی ٹٹو کو ٹخ ٹخ کرتا آرہا ہے امرا کے لڑکے زیور سے گوندنی کی طرح لدے مٹھائی خریدنے مین مصروف ہین مگر خدمتگار دیکھ بھال رہا ہی۔ کہ کوئی دست چالاک ہاتھون ہاتھ پانون کے گونگھرو نہ اڑا لے۔ عورتین الگ زیور سے مُتجلی گھونگھٹ کاڑھے دبکی چلی جاتی ہین کہ کوئی جوہی دنیا نہ ہوس لیجائے۔ تخت رواں آتے ہین سوانگ کرتب دکھاتے ہین۔ شعبدہ باز سوانگ لاتے ہین۔ کوئی دہکتا انگارا کھا گیا کوئی لوہے کے چنے کرکرا کے چبا گیا۔ برہمن ڈول لیے گشت لگاتے ہین۔ سقے اور بہشتی کٹورے کھنکھناتے ہین سہ پہر تک خوب جمگھٹا رہا۔ چراغ روشن ہوے اور بیار لوگ کھسکے کسی نے مٹی کا بوا لیا کسی نے روئی کا لنگور۔ اتنے مین ایک ریلا آیا تو کھلونے چکنا چور۔ ایک غل مچا یا کہ وہ ہاتھی آیا بھیڑ چھٹ گئی اور وہ دراتے ہوے چلے۔ مگر بگڑے دل اپنی جگہ سے نہ ٹلے شربتی کا انگرکھا چاہے ان گاؤ زوریون مین جڑ سے نکل جائے مگر ممکن کیا کہ بل جائے اس بھیڑ بھاڑ مین پولیس کا انتظام خوب رہا چوٹے اُچکے جا کر پچھتائے بھلے مانس مزے سے گھر آئے ۔

ایک رئیس کی صحبت

ہمارے دقیقہ رس اور صبح نفس سیاح میاں آزاد آج شام سے سیر گشت کے لیئے چل کھڑے ہوئے ہین اور اتو فصل بہار مین جنون کے پینگ بڑھے ہوئے ہین - وہ شام کہ شام اودھ بھی اسکے مقابل مین گرد - وہ نور کہ صبح بنارس کا رنگ اُسکے آگے زرد - طرۂ شام روکش زلف مہوشان فرخار - سواد سرمہ کش دیدۂ خوبان گلعذار - ماہ مثل محبوب چاردہ سالہ منظر فلک سے جلوہ افگن - حیرت تھی کہ الٰہی یہ شام ہی یا روز روشن یہ قمر ہی یا محفل طرب کا چشم و چراغ - یہ شب ہی یا نور کا چھلکتا ہوا ایاغ آسمان ہی یا خوان جواہر الوان - میاں آزاد بادل شاد سیر کرتے پھونک پھونک کر قدم دھرتے مڑے مڑے چلے جاتے تھے اور بہار طبع تو تھے ہی قدم قدم پر وجد مین آتے تھے - چلتے چلتے ایک چمنستان پُر بہار گلزار بے خار مین گذر ہوا - سبحان اللہ سبحان اللہ جو در و دیوار ہے لطافت بار ہی - کہین امرود کے ہرے بھرے درخت کہین تختۂ انار ہی جس گُل کو دیکھتے ہین شگفتہ طبع کشادہ جبین - جس پھول کو سونگھتے ہین مشکبو عنبرین - عنادل پُرسوز زمزمہ پرداز - ہر روش گلستان سعدی شیراز جس غنچے کو دیکھو نازپرورد - کوئی سبز کوئی سُرخ - کوئی زرد کہین نرگس حیران و فتان - کہین ارغوان و عشق پیچان گل شبو صناعی مصور بہار کا گواہ اور شمیم مشکبار سے معنبر از ماہی تا باہ - گلنار انتخاب فصل بہار - کوکنار خال عارض شاہدان فرخار - ؎

در چمن بنگر بہار کوکنار | لالہ غلطان در کنار کوکنار
گرچہ افیون خویش را بیرون کشید | کم نشد زان اعتبار کوکنار
نشۂ وارد معرّا از خمار | شوخ پرکارے نگارے کوکنار
مخزن راز ست و مہرے بر دہان | اہل دل باشند یار کوکنار
سنگ بر سر میزند از ننگ آن | نیک تنگ آمد ز کار کوکنار

ناشپاتی کی آبداری و سیرابی - شفتالوے آروی و کاروی کی شادابی کچھ سبز کچھ سُرخ - ؎

تو گوئی کہ گُل چہرگان فرنگ | کشیدہ بسر چادر سبز رنگ

انار لعل آبدار شیرین کار - عناب بالب دلبران در شکر آب بر روش رشک بستان - ہر قطعہ روکش روضۂ رضوان - ؎

در دامن ہر شگوفہ باغے | ہر برگ گلے چو شب چراغی
گلہاے شگفتہ جام بر دست | برداشتہ بانگ بلبل مست
در ہر چمنے بہ چشم مینا | مینو کدہ برنگ مینا
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز | از لولو تر زمرد انگیز

وسط باغ مین سنگ مرمر کا ایک صاف و شفاف چبوترہ ہی اور اُسپر فرش مُکلف بچھا ہی - اور ایک رئیس با توقیر صدر محفل خلد نظیر مع رفقاے فرمان پذیر و بخرہ بیٹھے ہین شعر خوانی ہو رہی ہی اپنا اپنا رسوخ پیدا کرنے کے لیے ہر ایک مصاحب اساتذہ بے ہمتا اور شعراے غرا کے چیدہ چیدہ اشعار پڑھ رہا ہی - ؎

۱- وحشت عیان ہی خاک سے مجھ خاکسار کی | بھڑکے ہرن بھی سونگھ کے مٹی مزار کی

دوسرے صاحب بولے بھئی یہ رنگ پسند نہین - پھیکا رنگ ہی دیکھیے شعر ہم سُنائین ؎

۲- آبداری تو کرین خنجر مژگان پیدا | ہم بھی کر لین گے ہر اک سے مو رگ جان پیدا

دو چار حاضرین نے گردن ہلائی - مگر ایک صاحب جل مرے کہ ایسا نہو یہ رئیس گردون مدار کے مزاج مین دخیل ہو جائین تو ہم پھسڈی ہی رہین اُنھون نے یہ شعر پڑھا - ؎

۳- مے عاشقم دیار بکار دگران ست | چون غرہ سؤال کہ عید رمضان ست

اکثر مصاحبین نے اسپر وجد کیا۔ سبحان اللہ ع۔ چون غرۂ شوال که عید رمضان ست ۞ کتنا خوب کہا ہی۔

اتنے مین رئیس والا تبار نے فرمایا کہ جام و مینا کی تعریف مین کچھ شعر سُنائیے ؎

۴۔ ساقی سر دقد ما چو ز جا بر خیزد　　از لب ساغر می نام خدا بر خیزد

۵۔ میرود خندہ زنان باز صراحی برکوع　　این نمازی ست کہ از قہقہہ باطل نشود

۶۔ اعجاز بادہ کہ مسیحی بصد نیاز　　تعلیم قم قم از لب مینا گرفتہ است

۷۔ کہنہ ہر چند شود بیشتر ش میخواہند　　دختر تاک عجب بخت جوانی دارد

۸۔ وے شراب ارغوانی ساقیا　　ہے ابھی جوش جوانی ساقیا

اتنے مین ایک صاحب کو جام و مینا کا کوئی شعر اُسوقت یاد نہ تھا فرماتے کیا ہین حضور گردن کی تعریف مین نجف قلی بیگ نے کیا جادو بیانی کی ہی۔ اہا ہاہا۔ ؎

از لطافت میتوان چون نور در فانوس دید
از بیاض گردن او شعلۂ آواز را

سبحان اللہ کا ونگڑا برسنے لگا۔ اور کئی منٹ تک لوگون نے تعریف کی تب تو ایک بزرگوار نے اونکا رنگ پھیکا کرنے کے لیے یہ شعر فرمایا۔ ؎

خون عشاق بران گردن سیمین باشد
چون بیاضے کہ بر از معنی رنگین باشد

واہ وا سبحان اللہ خون کے لیے معنی رنگین۔ واللہ اس لفظ سے شعر مین جان پڑ گئی۔ اچھی طبیعت لڑ گئی خداوند یہ کسی کا حصہ نہین۔ حضور یہ اشعار سنیئے گا۔ مین نے ایک شیرازی کے سامنے پڑھے بے ادب کہنے لگا کہ این قال شما ست۔ مین نے عجز کی راہ سے کہا کہ بابا ما کہ شاعر نیستیم ہمیدانیم کہ کیستیم۔ پھر اصرار کیا کہ کلام خویش بر خوان۔ عرض کیا بندہ کم کم می گوید نہ قابل سماعت فصحائے خاک پاک شیراز لوحش اللہ۔ خیر وہ شعر تو سناؤن ؎

تا گرد ماہ سنبل مشکین نہادۂ　　لبس داغہا کہ بر من مسکین نہادۂ

بر عارض تو زلف سمن سا چہ حکمت است　　یعنی بجیب فاتحہ آمین نہادۂ

دان خال نازنین تو بر پشت دلفریب　　طغرای مشک بر گل نسرین نہادۂ

جانہا حیات یافت ز حسن کلام تو　　در زیر لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

فریاد ہائے قاسمی از آسمان گذشت
زین جور ہا کہ شیوۂ آئین نہادۂ

رئیس با وقار نے اس غزل کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ بھئی ہمین تو آتش اور حافظ کا رنگ دل سے پسند ہی۔ ؎

عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری ہے　　عروڑون کا کچھ مجنون کے تھی طفلی مین

طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لیے　　چال ہر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر

رفقا اور ہیمو بچو ر تڑ سے بول اُٹھے کہ بجا ہی خداوند آتش کی سی زبان کسی کو نصیب ہی نہین ہوئی۔ یہ روزمرہ کہان سے پائیے وہ تو وہ اُنکے تلمیذ سعید و رشید صبا کے محاورات اور بول چال کو تو دیکھئے۔ ؎

نہایت جوش پر دریا ہی اپنی طبع موزون کا
جہان مین شور ہی طوفان آپ دیدۂ مضمون کا

ایک صاحب نے کہا خداوند نعمت فصاحت اور جادو طرازی مین انیس مبرور۔ بول چال مین آتش مغفور۔ خیالات مین ناسخ۔ تشبیہ مین ذوق۔ عاشقانہ رنگ مین مومن۔ بلاغت مین دبیر۔ استعارہ مین میان امانت۔ مثنوی مین نسیم لکھنوی۔ واسوخت مین عیشی۔ ریختی مین بیدل۔ محلات کی بول چال مین حکیم نواب۔ خدا جانتا ہی کہ قلم توڑ گئے۔ اور سرور مبرور تو خدا ے نثر تھے۔ ذرا اس بول چال کو دیکھیے۔

وہ سرخ سرخ پیانہ سے سناری کا پکھار۔ سُریلی جھنکار۔ شیرمال

شنگرف کے رنگ کی خستہ بُھربُھری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے - ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون کہ آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے بات نہ کر سکے - سنگترین پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دُکانون مین انواع واقسام کے میوے قرینے سے چُنے - محاورے اُنکے دیکھے نہ سُنے کبھی کوئی یکار اُٹھی میان یہ ٹکے کو ڈھیر لگا دیا ہی - خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے دل جلون کے سینہ مین سوز و گداز ہی مرد قانع شاعر ممتاز ہی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے اُٹھکر ایک کاغذ رئیس جم جاہ کی خدمت مین پیش کیا -

رئیس - یہ کیا ہی بندہ نواز -

شاعر - حضور کی شان مین کچھ نثر پریشان کہی ہی اور کچھ اشعار موزون کیے ہین - اب لگے فارسی مین گفتگو کرنے - خداوند چہ گویم از مفلسی و تنگدستی نوبت کار و باستخوان رسیدہ نان گریہ بہ تیری دوزم اگر قصیدۂ ہذا کہ بیش از مزخرفات نیست پسند خاطر عاطر افتد فہو المراد ورنہ خیر خدا حافظ و ناصر ست زیادہ بجز دعاے دولت بندگان عتبۂ عالیہ متعالیہ چہ گویم

رئیس نے ایک مصاحب کو اشارہ کیا کہ پڑھو - اُنھون نے یون پڑھنا شروع کیا -

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب	کہ آمد ناگہان دلدارم امشب

روزے بباغے رسیدم دیدم کہ بلبل خوش نوا برگ گل در منقار داشتہ در وصے سخن بما نمودہ می سراید کہ ای مرد خدا ما کہ بسبب خجستہ وحیوانیت دور از تصور حضور موفور السرور سرتا پا نور حاجت رواے جمہور اکلیل تاج ارجمندی در غرر افسر سربلندی - کان سخا - جان وفا - مزین مسند علم و افضال - رونق محفل ہنر و کمال حمیدہ خصال خجستہ جمال - مریخ جلال - سکندر اقبال - ماہ خدم سپہر حشم - عطارد قلم - آسمان خیم - ستودہ شیم - عالی ہمم - کیوان ایوان - فریدون مکان - دادرس مظلومان - سحبان طلاقت انوری بلاغت - بوعلی ذکاوت - حاتم سخاوت - اسفندیار شجاعت - زینت وسادۂ دولت - زیب انجمن حشمت - صفا اخلاق - عمیم الاشفاق - ۵

نیر آسمان عز و علا	آفتاب سپہر مہر و وفا
کوکب برج دولت و اقبال	گوہر درج عظمت و اجلال
زیرک و مدرک و فہیم و عقیل	منشی بے بدل شکیل و جمیل
در دریاے ہمت و جرأت	معدن جود و مخزن نصفت
گل شاداب بوستان نقا	بلبل شاخسار بذل و عطا

اتنے مین میان آزاد چپکے سے بول اُٹھے کہ یہ چورن والے کی بات ہی یا امیر حمزہ کی کہانی ہے حضرت دم گھبرانے لگا - اب اُلجھن ہوتی ہی - یہ دُنبالۂ توصیف - الٰہی خیر

حاضرین جلسہ نے قہقہہ لگایا - اور اُنکو بھی چبوترہ پر بلایا اور پھر وہ زٹل قافیہ شروع ہوا - والانژاد - پاک نہاد - سرو قامت گل رخسار سہی قد ماہ عذار سنبل مو - خورشید رو - کاکل در پیچ و تاب بلبل را دل از مشاہدۂ جمال کباب - یاقوت لب سیم غبغب - ماشاء اللہ لب فوق از ظہور بروت تماشاگاہ حور - چاہ زنخدان از نمود ریش مصداق نورٌ علیٰ نور - از خجلت ابروان خمدار قوس قزح گوشہ گیر و از خوف سنان مژگان تیر بدامن نرگس امان گیر چشمانش رشک غزال ختن و شیر افگن - سلک دندانش خجلت دہ در عدن و عقیق یمن ماہ کامل بمقابلۂ عارض صاف آن دریا دل داغدار و مہر زرنگار پیش روے آن والاتبار شرمسار حکیمی کہ ارسطو جالینوس بقراط و بطلیموس را در مطبش لیاقت نسخہ نوشتن نیست و بوعلی بن سینا را پیش او مجال دم زدن نہ بہ تصدیق می گویم کہ در علم

منطق بہ تصور م در اشکال انواع انسانی مثل آن صاحب کمال
کسے نتیجہ بخش بدیہی نہ گذشت۔ ؎

ای رفیع المرتبت عالی نسب والا مقام	یافتہ از فیض بابت زیب بزم احتشام
مہر تابان دائما با انیسہ شان شکوہ	برور دولت سلطنت بینما اید اہتمام
حسن یوسف بود تماشائے رخ چون ماہ نو	چون زلیخا با ہزاران دیدہ می ماند مدام
از نہیب قہر تو لرزان شال شاخ بید	زیر مرقد رستم و سفندیار و زال و سام
گرد ہی ترتیب بزم راحت و عیش و سرور	چون گدا جمشید آید در پیت محتاج جام
از ادب پیش تو کے ہرکس تیغ انداپیش	چون کند اقبال دربانی در مثل غلام

اسپر ایک شخص نے دبے دانتون فرمایا اور ربانی در کی ایک ہی کہی ؎

چون نگیرد دام از خلق تو باد شمال	در گلستان غنچہ گل را انساز د بسام
ایک مصرع کی کٹ گئی ہے دم	ہی لنڈورا یہ مصرع وہ دمدار
گر کنی جولان سمند باد پا را در نبرد	فرق بخس خصم را آرد بزود از رکام
از صبا و سپ گلگون بسی فرق ست	تا بماند او ہین جا کند این دم و شام

واہ واہ واہ سپ گلگون کیا خوب فرمایا اور ہان بھی کلمۂ تنبیہ اچھا آیا

نعرۂ طے الحفیظ و الامان گردد بلند	روز میدان گر کشی تیغ غضب را از نیام
دشمنت در برج جوز اگر بجوید حفظ جان	ہیچو کھیرا میکند دو نیم تیغ سبز فام

اہاہاہا۔ کھیرا خوب موقع پر یاد آیا اس سے تو یون ہی کہا ہوتا کہ
چون خیار ترکند دو نیم تیغ سبز فام۔

شیر می ترسد چو بز از خوف عدل و داد تو	ساختی گردن کشان را این ہمہ رام
حاتم طے در طے میدان بخشش پیش تو	ای یحیی ابن السحی ابن السحی سرنگون باشد مدام

بارک اللہ مصرعۂ ثانی کیا مختصر و موزون ہی ایک دفعہ ابن السحی اور آجاتا
تو مصرعہ ابن الشیطان کی آنت بن جاتا۔ ؎

عادل و غربا نواز و جوہر مردم شناس	مسند آرائے امارت ہست آن گردون خیام

ماشاء اللہ جوہر مردم شناس اچھی ترکیب ہی۔ شیخ نہین کہ گئے ہین
درزبان آفرین غربا کی رائے مہملہ کاسکون عین لطف شاعری اور ثبوت

کمال شاعری ہی۔ ؎

فخر شعرائے زمان حال نازم و چین و ہند	اسکندر ختم دعا و ختم کل ختم کلام

اس مقطع کے قربان۔ یہ تعلّی تو جائز ہی ہی۔ نظامی نہین کہ گئے ہین

نظامی بسا صاحب آوازہ
کہن گشتہ و ہمچنان تازہ

ضعیف الاعتقادی

کوچہ گردون کے پشت پناہ۔ رہ نوردون کے قبلہ گاہ قلمرو
وحشت کے شہنشاہ ذیجاہ میان آزاد کو ایک دن شوق چرایا
کہ کسی مسجد مین جا کر نماز دوگانہ پڑھین۔ سوچے کہ آج یوم الجمعہ
روز آدینہ ہی کلیتون مین یہ آزادی کا سکہ بٹھاتا ہی مسجدون مین
اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہی۔ آج کے مبارک دن سے سبزہ
و گل بھی ہزار زبان سے وحدہ لاشریک لہ گویان ہے بلبل
رنگین گفتار کو وظیفہ معشوق حقیقی ورد زبان ہی۔ طاؤس طناز
فرط طرب سے رقص کنان ہی۔ طوطی مثل حلہ پوشان جنان سبز پوش
ہی۔ صوفی صافی نشۂ بادۂ عرفناک حق معرفت مین سرخوش
و مدہوش ہی۔ جدھر دیکھو تسبیحین کھٹا کھٹ چل رہی ہین شراب
عرفان کی مٹھورین جوش سے اُبل رہی ہین۔ بارک اللہ کیا روز
برکت آثار ہی کہ ہر در و دیوار فیض بار ہے۔ جبہ رہ گم کردگان
بادیۂ ظلمت کے لئے چراغ سراغ ہے۔ جبہ عرفان کا پھلا پھولا
باغ ہے۔

میان آزاد ایسے مزے مین آئے کہ مٹا چل کھڑے ہوئے
دیکھتے کیا ہین کہ بڑے بڑے زہاد اور مولانا بالعلم و الفضل اولنا
اور قاضی و مفتی شیخ و شاب عمامۂ فضیلت بر سر اور ردائے
معرفت در بر با جبہ و دستار بصد فخر و افتخار چلے جاتے ہین
چہرے سے نور الٰہی برستا ہی۔ اتنے مین دو رندان ساغر نوش

بصد جوش و خروش جن اور چڑیل کی باتین کرتے انکے قریب آئے ایک نحیم و شحیم دوسرا لاغر -

نحیم - یار تم تو مغز کے بھیجے کے گودے کے کیڑے تک چاٹ گئے بڑے بکّی ہو - لاکھون دفعہ سمجھایا کہ یہ سب ڈھکوسلا ہی مگر یقین تو کچے گھڑے کی چڑھی ہی - تم کب سب سننے والے ہو - مرد آدمی یہ سب لغو باتین ہین واللہ بنی ہوئی باتین ہین -

لاغر - قبلہ مرد آدمی تو خواہ مخواہ آپ ہی ہین - ماشاءاللہ صاحب تن و توش واللہ گینڈے بنے ہوے ہو - یا رکس چکّی کا پیسا کھاتے ہو موٹے آدمی تو بہت دیکھ ڈالے مگر واللہ ہی جو ایسی کلائی ایک کی ہو سٹا پا پھٹا پڑتا ہے مگر استاد یاد رکھو - ؎

اسپ لاغر میان بکار آید | روز میدان نہ گاؤ پرواری

جیسے تم بھدّے ویسی تمھاری عقل بھدّی -

نحیم - بجا ہی پیر و مرشد - یونان کے حکما کا سرتاج بقیولز بھی بڑے تن و توش کا آدمی تھا - مگر اچھے اچھے حکیم اریب اور علماے ادیب اُسکے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے - یہ بحث مین موٹے اور دُبلے سے کیا واسطہ اگر آپ بھوت پریت دکھا دین تو ٹانگ کے راستے نکل جاؤن -

لاغر - ہان - یہ دعویٰ بھی پرسون ہی کا تذکرہ ہی کہ میرے ایک دوست نے آدھی رات کے وقت دیوار پر ایک چڑیل دیکھی چوٹی تا بناف اور جیسے کا موباف - بال بال موتی پروے ہوے یہ سبٹ مارے پڑے رہے منکے تک نہین مگر آپ کہ دینگے جھوٹ ہی -

نحیم - بھائی یہ سب غپ ہی - یہ واہمہ وہ بلا ہی جو صورت بناوے اور سناوے حس و حرکت دکھاوے - چلا پھرا دے - واہمہ خلّاق ہی آپ کیا جانین - ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی تو پیدائش ہے آپ کی - اور میان کرور باتون کی ایک بات یہ ہی کہ بے دیکھے اینجانب نہ پتیائین گے لوگ بات کا بتنگڑ سوئی کا بھالا - بزرہ کا نالہ بنا دیتے ہین - ایک صحیح تو ننانوے لغو - پتا کھڑکا اور بندہ سرکا اور آپ ایسے ڈھلمل یقین حضرات کا تو کہین ٹھکانا ہی نہین جو سُنا فوراً تسلیم کر لیا - برہان و دلیل سے سروکار نہین - رات کو درخت کی پھُننگی پر بندر دیکھا اور روح فنا ہو گئی کہ پریت جھانک رہا ہی لوٹے اور ٹیٹو الیا - کلبلائے اور گلا دبوچا - ذرا بلے اور سناٹا آئی اندھیرے گھپ مین تو یون انسان کا جی گھبراتا ہی - اور جو بھوت پریت کا خیال جم گیا تو ساری چوکڑی بھول گئے - ہاتھ پانوں سب بھول گئے - بلّی نے میاؤن کیا اور مرغ روح قفس تن سے پرواز کر گیا - چوہون کی کھڑبڑ سُنی اور بل ڈھونڈھنے لگے اب جو چیز سامنے آئے گی پریت بن جائے گی - اس وحشت کے قربان - میان بندۂ درگاہ سب پاپڑ بیل چکے ہین - کئی جن ہم نے اُتارے کئی چڑیلون سے ہم نے محلے خالی کرائے جہان وہ بھوتنی کھوپڑی پر جائے اور پریت نے بقچہ سنبھالا - میان ہم جیتے جاگتے بھوت ہین اور پڑھے لکھے جن - یہ سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا کوئی ہمیں بلائے تو جائین اور یون گپ اڑانے کو کہیے تو ہم بھی بے پر کی اُڑانے لگین یاد رکھو یہ عامل و اہل سب رنگے سیار ہین ع - روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر + بندر نہ نچائے مرغ نہ لڑائے پتنگ نہ چھپکائے - بھوت پریت ہی جھاڑنے لگے اتنا نہین سوچتے کہ بھوت پریت چڑیل برہم راکس کو مانو تو پھر لونا چماری اور نٹ پیتا بیتا کی بھی بیعت لاؤ - اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ لونا چماری کو کوئی بھی مانے گا - ارے غضب - ارے ستم -

لاغر - خیر اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ - چلیے ہمارے ساتھ یہان سے کوئی دو تین کوس کے فاصلے پر گانون ہی وہان ایک صاحب رہتے ہین اگر آپکی کھوپڑی پر اُنکے عمل سے بھوت نہ چڑھ بیٹھے تو گدھے کے

پیشاب سے مونچھ منڈا ڈالون کہئے گا شریف نہین چمار ہی سہی بس
چلئے۔ دعوی بے دلیل کے مہمل ہوتا ہی۔ بندہ بدیہی ثبوت دیگا۔
آپنے تو جہان ذرا سی چڑھائی اور بس کہنا شروع کیا کہ سب
لوچ۔ سب ہیچ۔ پیر و پیمبر۔ دیبی دیوتا۔ بھوت پریت۔ جوگی تصوف
شیطان۔ خبیث۔ بہشت دوزخ تک کے آپ قائل نہین لیکن
آج ٹھیک بنائے جائیے گا۔ یہ کہکر وہ دونون اُس گانون کی طرف
چلے۔ میان آزاد تو دنیا بھر کے بفکرے تھے ہی۔ شوق چرّایا
کہ چلو سیر دیکھ آؤ۔ اچھی دل لگی ہوگی۔ یہ بھی ان خیالات فضول
کے جانی دشمن تھے اب کہان تو مسجد جاتے تھے کہ نماز دوگانہ
پڑھین کہان چھو چھکے کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ مسجد کو دور ہی
سے سلام کیا اور سیدھے سرا پہنچے۔ ارے کوئی اکہ کرایہ کو
ہوگا۔ کوئی اِکے والا ہے۔ ارے میان کوئی بھٹیارا اکہ بھاڑے
کریگا۔ جی ہان کہان کو جائیے گا۔ کہان کو۔ سک جملدی پور
کیا دیجئے گا۔ پہلے گھوڑا اکہ تو دیکھین۔ گھر گھوڑا نخاس مول
وہ کیا کمانی دار اکہ کھڑا ہے اور یہ سرنگ گھوڑی ہے۔ ارے!
توبہ۔ مریل۔ دُبلی پتلی۔ ہڈی ہڈی گن لو۔ یہ تو کوئی نو دن مین
اڑھائی کوس چلے گی۔ کون؟ یہ گھوڑی۔ واہ حضور۔ ہوا سے
باتین کرتی جاتی ہے۔ بیٹھے اور رون سے پہونچے واہ وا۔ گھوڑیا کیا
ریل کا انجن ہو کہ چلتے ہی الوپ انجن ہو جاتی ہے۔ اچھا کسو چار آنے
دینگے۔ دھیلی کے پیسے لین گے۔ میان آزاد دوسری طرف چلے۔
پھر پلٹے اچھا پانچ آنے۔ ناہین کھداوند۔ سات گنڈے سے
کوڑی کم نہ لین گے۔ اچھا کسو۔ اتنے مین میان آزاد نے ایک صاحب
سے پوچھا کیون حضرت اس گانون کو سک جملدی پور کیون
کہتے ہین۔ بندہ نواز اسکی بڑی داستان ہی ایک صاحب تھے
شیخ جمال الدین اُنھون نے گانون بسایا۔ اور شوق چرّایا کہ
اپنا پورا نام رکھدین شیخ جمال الدین پورا نام رکھا۔ گنوار آدمی
شیخ جمال الدین کیا جانین۔ اُنھون نے شیخ کا سک اور جمال
کا جمل اور الدین کا دین کر دیا اتنے مین اکے والے نے
آواز دی کہ یکہ تیار ہے۔ میان آزاد جلدی سے اِکے پر سوار
ہوے اور اکہ کھڑ کھڑاتا چلا۔ اثنائے راہ مین اُنھون نے
پوچھا کہ کیون بھئی دن بھر مین کیا مل رہتا ہوگا۔ ہے حضور اب
رُجگار کہان صبح سے شام تک جو ملا پرندم پرندم۔ دو ڈھائی
آنے جنور کھا گیا۔ دو تین گنڈے گھر کے خرچ مین گئے۔ دھیلے
پیسے کا سُلپھا تباخو اُڑایا۔ پھر موچی کے موچی۔ مہاجن کے
پچیس روپیہ چھ مہینے سے بیباک نہ ہوے اور جو کہین کچی مین
چار پانچ کوس لے گئے۔ تو پٹھیان دھنس گئین ہنسلی ہال دھرے
ورے انجر پنجر سب نکل گئے۔ دو چار کے ماتھے گئی۔ اور میان
رُجگار تو تمھاری سلامتی سے تب ہو جب یہ ریل اُڑ جائے۔
اتنے سب رجگار لے ڈالے۔ اب آپ ہی نے سات گنڈے
جملدی پور تک کے دیئے مُل تین چکر لگا کر۔ یہ تو رجگار رہ گیا ہے
مل مل کے پیسہ نکلتا ہے۔ کوئی دو پونے دو گھنٹہ مین میان آزاد
سک جملدی پور پہونچے۔ پتا وتا تو اُنکو معلوم ہی تھا۔ سیدھے
چلے اور عامل کے مکان پر کھٹ سے داخل۔ اللہ اللہ بڑی
بھیڑ ہے۔ خلقت ہی کہ اُمڈی چلی آتی ہے۔ عورت مرد لوٹے
پڑتے ہین تماشائیون کا تانتا لگا ہی۔ ایک آدمی سے اُنھون نے
پوچھا کیا آج یہان میلا ہی۔ ناہین میلا ویلا ناہین۔ ایک نئی کے موڑ
پر آج پریت آئے ہے۔ تون مہاراو منیر و سب دیکھے آوت مین
ہان ہے دل لگی۔ اس جھنجھٹ مین اُنھون نے اس حکیم و تحیم آدمی
کو ڈھونڈھ نکالا۔ جو دعوی کرکے آئے تھے کہ بھلا ہم پر
تو کوئی پریت بلا دے اور تنہا ایک گوشے مین

لے جا کر یون کہا -

آزاد - میان ہم اُسوقت مسجد کے پاس تمھاری چہ میگوئیان کان دھر کے سُن رہے تھے - برب کعبہ جو آج تک ہم کبھی بھوت پریت کے قائل ہوے ہون - یار اب کچھ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ اس عامل کی قلعی کھُل جائے -

لحیم - اور مین آپ کس فکر مین ہون - آپ خاموش رہین دیکھیے مین ابھی ابھی ٹھیک بناتا ہون - ساری مشیخت کر کری ہو جائیگی تو سہی آج ہی تو پھنسے ہین چڈا گانجر و - ایسا دباؤن کہ چھٹی کا دودھ نکل پڑے - اب ہم ایک سے دو ہوے -

اتنے مین عامل صاحب عباسی تہ بند باندھے لمبے لمبے بال بڑھائے حنا کا تیل پڑا ہوا - پٹیان جمی ہوئین - مانگ نکالے کھڑاؤن پہنے تشریف لائے - آنکھون سے جلال برستا تھا جسکی طرف نظر بھر کر دیکھا وہی کانپ اُٹھا - کسی نے قدم لیے کسی نے سر ٹیک دی اور اُنھون نے غل مچانا شروع کیا کہ دھونی میری جلتی ہے - جلتی ہے اور رلتی ہے - دھونی میری جلتی ہے - کھڑی تخھین اور چیر ھی داڑھی لمبے گیسو والا ہے - لمبی زلفون والا ہے - میرا درجہ اعلی ہے - جھوم جھوم کر جو اُنھون نے ہانک لگائی تو حوالی موالی سب سنّاٹے مین ہو گئے - ایک دفعہ ہی باواز بلند پکارا کہ کسی کو دعوی ہو تو آکر کشتی لڑے - ہاتھی کو ٹکر دون تو چنگھاڑ کر نوک دم بھاگے (خم ٹھوک کر) آ - کون آتا ہے - اب سُنیے کہ پہلے سے ایک شخص کو سکھا پڑھا رکھا تھا وہ تو سدھا ہوا تھا ہی جھٹ کھڑا ہو گیا - ہم لڑینگے لوگون نے دیکھا کہ ایک ڈنڈ پیل کشتی گیر مقابلے کے لیے کھڑا ہوا ہے - تین انچھ کی دبیز گردن گینڈا بنا ہوا - خدا ہی خیر کرے - مگر عامل کی وہ ہوا بندھی تھی کہ لوگ اُس پہلوان کی حالت پر افسوس کرتے تھے کہ بدھا ہے - عامل چٹکیون مین زور سے چُر مُر کر ڈالے گا

الغرض دونون آمنے سامنے آئے - اور عامل نے گردن پکڑتے ہی زمین پر دے ٹپکا - وہ مارا کا دونگڑا برس گیا اور پہلوان پندرہ منٹ تک بیہوش بنا رہا - میان آزاد نے لحیم سے کہا کہ یہ ملی بھگت ہے اسی طرح گنوار معتقد ہو جاتے ہین اُنھون نے کہا جی مین ایسے مزورون کی تہ تک سے واقف ہون - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان عامل نے پھر اکڑتے ہوے ہانک لگائی - کوئی اور زور آزمائے گا - میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جٹ لنگوٹ باندھ دھم سے کود پڑے - آؤ اُستاد ایک ایک پکڑ ہم سے بھی ہو جائے تب تو عامل صاحب چکرائے کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے - پوچھا آپ انگریزی خوان ہین - آزاد نے کڑک کر کہا حضرت مین مغنخوان ہون - بس اب سنبھلیے مین آگیا - یہ کہکر گھٹنا ٹیک کر قلاجنگ کے پیچ پر مارا چارون شانے چت - عامل زمین پر دھم سے گرے انکا گرنا تھا کہ میان آزاد چھاتی پر چڑھ بیٹھے - اب بتاؤ بچا کاٹ لون ناک کترلون کان - باندھون دم مین مندا - ہات تیرے کی عامل بنے ہین - لحیم نے جھپٹ کر آزاد کو گود مین اُٹھا لیا واہ اُستاد کیون نہو - میان عامل کی ساری شیخی خاک مین ملگئی - گنوارون کا عقیدہ جاتا رہا - بیچارے کو اُسی دن گانون چھوڑنا پڑا صحرائے دشت نوردی کے گرد بادذی جودت وقاد میان آزاد اُس رنگے سیار عامل کو شیخی بتا کر اور گانون کے ڈھلمل یقین گنوارون کو سیدھے ڈھرے پر لگا کر میان لحیم فہیم کو ساتھ لے ہاتھ مین ہاتھ دے شہر کی طرف چل کھڑے ہوے راستے مین اُسی عامل کی باتین مزے مزے کی چہ میگوئیان کھُلّی بازیان ٹھٹھے ہوتے جاتے ہین کیون سچ کہنا کیسا اڑنگا دیا بہت

بلبلا رہے تھے جدّا ۔ سے

سمجھے تھے اب کوئی سرکوب ہی نہین	فرعون کے لئے کوئی موسی نہ آیگا

یہان اُستا دون کی آنکھین دیکھی ہین ۔ پور پور مین بجیتی کوٹ کوٹ کر بھری ہی ۔ ایک ایک پیچ کے دو دو سو توڑ یاد ہین ۔ گھنٹون لڑو لڑانے کا نام تہ ہون ممکن کیا کہ دم ٹوٹے ۔ ڑپتیے کا تو کینڈا ہی اُسکا نہ تھا ۔ گردن موٹی نہین چھاتا چوڑا نہین ۔ بدن کٹا پٹا نہین کان ٹوٹے نہین ۔ چیونٹون سے تاڑ گیا کہ ٹھاٹ ہی ۔ گردن پکڑتے ہی چرمر کر ڈالا ۔ مارا چارون شانے چیت دھڑ سے زمین پر گرا ۔ ارا ارا دھون ۔ بہت بلون پر تھے بچہ جی ۔ عامل کی دُم بنے تھے یاد ہی تو کرتا ہوگا قسم حسینؑ کی جوان باتون کی ذرا بھی اصلیت ہو ۔ کیسا پریت ۔ کسکا بھوت کہان کی چڑیل سب ڈھکوسلا سب گپ مگر خلقت بھی کیا بھیڑیا دھسان ہی سُن لیا چاہین بس فوراً ایمان لائین ۔ اور سُنیے ایکمرتبہ ایک بنے ہوے سدھ بلتھا مار کر بیٹھے اور لگے ڈبکارنے کہ کوئی چھپا کر ہاتھ مین پھول لے ہم چٹکیون مین بتا دینگے ۔ آگ لگ گئی واللہ شعلے بدن سے نکلنے لگے ۔ مین نے کہا اچھا ہمنے پھول لیا آپ بتائیے تو سہی پہلے تو آنکھین نیلی پیلی کرکے مجھے ڈرانے لگے ۔ مین نے کہا میان فقل کے ناخن لو مین ان گیدڑ بھبکیون مین نہ آنے کا ۔ یہ تیلیون کا تماشا کسی نادان کو دکھاؤ یے بتاؤ بس بتاؤ تھوڑی دیر سوچ ساچ کر بولے زرد پھول ہی مین نے کہا کہین ہو نہ زرد اتنا کہنا تھا کہ کہان پھول کا رنگ زرد بتاتے تھے کہان خود حضرت کا چہرہ زرد ہوگیا ۔ رنگ فق ۔ ع ۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین + پھر گھبرا کر فرمایا کہ ارے دھوکا ہوا سبز پھول ہی ۔ مین نے کہا واہ بھئی لال بجھکڑ کیون نہ ہو ۔ بھینس نہ کودی کودی گون یہ تماشا دیکھے کون ۔ ہرا پھول آج تک دیکھا نہ سُنا ۔ این گل دیگر شگفت اچھا شگوفہ چھوڑا ۔ واللہ یہ نیا گل کھلا ۔ واہ بھئی ۔ میرا اسقدر کہنا کہ اُنکا گلاب سا چہرہ کمھلا گیا ۔ میری باتین کانٹے کی طرح چبھنے لگین اور ادھر ۔ ع ۔ لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا + واللہ کوئی اسوقت اُنکی بیکلی دیکھتا اور مین جامے مین پھولے نہ سماتا تھا غنچے کیطرح کھلا جاتا تھا ۔ ان باتون سے اُنھین ایسا خار ہوا کہ بگولا بنکے وہان سے پٹا توڑ بھاگے ۔ لحیم نے کہا اُستاد واللہ باللہ ایک تم کو اپنا ہمصفیر ہمدرد پایا ۔ یار ہم بھی یہ سب معرکہ جھیلے ہوے ہین سب کھیل کھیلے ہوے ہین ۔

سنیے ایک دفعہ ایک صحبت مین جانے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک نیم مُلا خطرۂ ایمان لسان الغیب بنے بیٹھے ہین اور اچھے اچھے تربیت یافتہ اُنکا کلمہ پڑھتے ہین ۔ پوچھا آپکی تعریف کیجیے ایک صاحبنے جو اُس حزور کا ایمان لا چکے تھے دبے دانتون کہا شاہ صاحب غیب دان ہین آپکے کمالات ظاہری و باطنی کے جھنڈے گڑے ہوے ہین ۔ دس پانچ نے تو اُنکو آسمان ہی پر چڑھا دیا ۔ مین نے کہا تو زندہ جو اسے جھنڈے ہی پر نہ چڑھاؤن پوچھا کیون شاہ جی صاحب قبلہ یہ تو بتائیے کہ ہمارے گھر مین لڑکا کب تک ہوگا ۔ شاہ جی سمجھے کہ یہ بھی نئے چونگا ہی ہین ۔ چلو اناپ شناپ بنا کر چونگا کرو اور کچھ لے مرو میرا اور میرے باپ دادا اور اُنکے باپکے پردادا کا نام پوچھا یہان حافظے کی یہ کیفیت ہی کہ باپ کا نام تو اکثر یاد بھی رہتا ہی دادا جان کا نام کس ملعون کو یاد ہو مگر خیر جو زبان پر آیا الول جلول بتا یا تو حضرت فرماتے کیا ہین ۔ بچہ دو مہینے کے اندر ہی اندر بیٹا لے ہائین ! شاہ صاحب قبلہ ذری سنبھلے ہوے ۔ ابتو کہا اب نہ کہیے گا دیکھیے مین جتائے دیتا ہون کیا خوب آپ اچھے ملے اجی حضرت کچھ خیر ہے ۔ پندرہ دن تو بندے کی شادی کو ہوے

اور آپ فرماتے ہین دو مہینے کے اندر ہی اندر لڑکا ہے واللہ دوسرا
کہتا تو خون پی لیتا - اِس فقرے پر یار لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے
وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ کمرہ گونج اٹھا اور شاہ جی کے آئے حواس
غائب ہوگئے - دل مین تو کروڑون ہی صلواتین سنائی ہونگی
اے حضرت کیا عرض کرون اِس جوار مین لوگ انھین معاذ اللہ
خدا سمجھتے تھے - شاہ جی کبھی روپیہ برساتے تھے کبھی بے فصل
کا میوہ منگاتے تھے - کبھی ٹھکرے کو چکنا چور کرکے پھر ثابت
کر دکھاتے تھے - غرض کہ سیکڑون ہی اسیٹھین یاد تھین مگر میان
میرے سامنے تو ایک نہ چلی - نام سُنا تو ہکا بکا ہوگئے - صورت
دیکھی اور تھرا اٹھے جیسے شاہ چور سے اور سانپ مور سے
ڈرے - میان آزاد نے مسکرا کر کہا کہ واللہ شاہ اور چور کی اچھی
تشبیہ دی - بھئی سنو آزاد ہم گنوار آدمی تین پانچ تو جانتے نہین
ہمین بات کرنا کیا آئے - یار ہم تو دوست کے دوست
ہین مگر ایسے قابوچیون کے البتہ دشمن ہین - جہان مین ہون
بھلا کسی سدھ یا شاہ جی یا عامل کا رنگ جم تو جائے - کیا
مجال - رگید رگید کر اور کھدیر کھدیر کر مارون ادھ مرا کر دون تو
وجہ کیا مین تو زمانہ بھر کا نیاریا - چھٹا ہوا شہدا - ایک ہی کائیان
ہون نہ - مجھ سے اُڑ کر جائین گے کہان نیچے پاتال تک کی تو
خبر مین لاؤن - اوپر آسمان مین تھگلی لگاؤن مجھ پر بھلا وہ بیچارے
کیا ہاتھ صاف کرینگے -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے پوچھا کہ کیون پیر و مرشد
آپ انگریزی پڑھے ہین - میان آزاد نے کہا جی ہان کچھ شُد بُد
جانتے ہین آپ اپنا مطلب کہین - یا حضرت ایک چٹھی عرضی
کا ترجمہ منظور ہے - میری ہفتاد پشت پر احسان کیجیے اسکو فصیح
انگریزی مین خوب نمک مرچ لگا کر لکھ دیجیے - نمک مرچ!
نمک مرچ لگانا مین کیا جانون - یہ کسی گول گپے والے سے کہیے
بندے نے کالج مین یہ علم پڑھا ہی نہین -

مصاحبت

ہمارے ندیم بافرہنگ - ہمسنگ دانایان فرنگ والا نژاد
فرخ نہاد میان آزاد کڑی کمان کے تیر کی طرح چل کھڑے ہوے
اور سیدھے ریل کے اسٹیشن پر پہونچے لگے پلیٹ فارم پر چہل قدمی
کرنے پل مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ سامنے سے نور کا بکا نظر آیا
چکا چوند کا عالم تھا - انکے کان کھڑے ہوے کہ این گل دیگر
شگفت -

اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ اغل بغل مشعل دستی روشن ادھر اُدھر
مصاحبین رفقا خوشامد خورے لیمو نچوڑ بیچ مین ایک امیر کبیر رئیس
ابن رئیس بڑے ٹھسے سے آرہے ہین - ہٹو بچو دور باش و ادب
کی آواز بلند ہے - سب کے پہلے اُس جھنڈ کی نظر میان آزاد پر پڑی
جو ہے انھین کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہی - یہ سوقت وحشت مین جو آئے
تو اور بھی ڈبل چال چلنے لگے - رئیس کے مصاحبین سب حاضر جواب
تیز طبیعت زبان دراز فقرہ باز ٹھٹھول ضلع جگت مین طاق پھبتی
کہنے مین مشاق آوازہ کسنے مین شہرۂ آفاق تھے پھبتی نہ کہین تو
ذہن کند ہو جائے - ایک نے کہا حضور دیکھیے گا یہ فرنگی بھی واللہ عقل
کے پتلے ہین - آسمان مین انھون ہی نے تھگلی لگائی ذری دیکھیے
تو بے پری کے چھوٹا موٹا انجن چبوترے پر چلا دیا - دوسرا بولا
خدا کی قسم کیا آگ ہے - تیسرے صاحب نے فرمایا خداوند یہ چلتا پرزہ
ہے - چوتھے ماشاء اللہ! ذری اس وحشت کو ملاحظہ فرمائیے گا
یہ احتباس یہ گرمی اور آپ سیاہ بانات کا دگلا ڈانٹے گھوم رہے
ہین - پانچوان بادۂ انانیت کے نشے مین جھوم رہے ہین چھٹا یہ سر
یاد چھیلے والا کدو یہ توند ہی یا بانگر مؤ کا تربوز - ساتوان ماشاء اللہ

کیا چہرہ نورانی ہے۔
میان آزاد نے دیکھا کہ پھبتیون کا گراب ہی پڑنے لگا۔ جسے
دیکھو نئی سُناتا ہی۔ جو ہے وہ بناتا ہی تو پر پرزے جھاڑ کر یہ بھی جواب
ترکی بترکی دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جیسے ہی ایک مصاحب نے
کہا کہ ماشاء اللہ کیا چہرہ نورانی ہی۔ میان آزاد تڑ سے بول اُٹھے
واللہ اچھا غول بیابانی ہی۔ اب تک تو سیار اور سگ نر دبار
شغال ہی دور دور سے ہو ہو کیا کرتے تھے اب برھم راکس بھی
اسٹیشن پر آنے لگے۔ مین تو اس روشنی ہی سے تاڑ گیا تھا۔ کہ
غول بیابانی ہے۔
مصاحب۔ اندھیرے مین بہت دور کی سوجھی۔
رفیق۔ اس کالی بانات کے دگلے پر مجھے دھوکا ہوا کہ سُم
کے کھیت سے بنڈیلا نکل آیا۔
لیموچوڑ۔ ع۔ سب صورت لنگور ذرا دم کی کسر ہے۔
میان آزاد نے اسکا مصرع اولی پڑھ دیا ع۔ لاحول ولا قوۃ
یہ کون بشر ہی۔ ایک اور صاحب نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ اسم
نا مبارک۔ میان آزاد نے کہا آپکا مزاج بلید؟ دوسرے نے
قہقہہ لگا کر کہا کس کھیت کے ہو یہ بوے بھیڑیے کے بھاٹے سے
کب نکلے بھئی۔ رئیس کو میان آزاد کی باتین ایسی بھائین کہ پاس
بُلوا لیا۔ حضرت آپ اسوقت جو کھڑے رہے تھے یہ آپ ہی کا کام ہے
میان آزاد جھک کر ایک فرشی سلام بجا لائے۔ رئیس باتوقیر تو
امیر کبیر تھے ہی جس سے خوش ہوے دم کے دم مین نہال کر دیا
فرمایا کہ آج سے آپ ہمارے ساتھ رہا کیجیے۔ خانہ احسان آباد
بہت خوب ہمراہ رکاب ہون۔ جہان حضور کا پسینا گرے مین
خون گراؤن۔ کوئی آنکھ بھی چتون سے دیکھے تو آنکھین پھوڑ ڈالون
مصاحبون کو میان آزاد کا نوکر ہونا کانٹے کی طرح
کھٹکا۔
ایک۔ (دبے دانتون) پیرو مرشد۔ استخارہ تو دیکھ لیجیے
واجب آئے تو کیا مضائقہ۔
دوسرے۔ (جل بھنکر) خداوند بے سمجھے بوجھے کیونکر یہ
رکھ لیے گئے۔ خدا جانے چور ہین اُچکے ہین۔ خونی ہین۔ یہ ہین
کون بلا اور یون صورت سے تو مرد آدمی سب ہی معلوم ہوتے
ہین مگر کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔
تیسرے۔ بیشک کیا چوٹٹون کے سر پر دو سینگ ہوتے ہین۔
چوتھے۔ حضور والا یہ ایک دفعہ جعلی دستاویز بنانے کی
علت مین ماخوذ ہو چکے ہین۔
پانچوین۔ اجی یہ تو برف بیچا کرتے ہین۔ مگر واللہ اچھا
نقشہ جمایا۔
چھٹے۔ خداوند انکی چشم ازرق پر نظر ڈالین یہ عین دلیل
طوطے چشمی کی ہے۔
ساتوان۔ نا صاحب انکا یہان کہان ٹھکانا۔
میان آزاد سب کی ہانک سنکر بولے۔ پیرو مرشد یہ سب چوٹٹے
اُٹھائی گیرے ہین۔ جانبازون مین بندہ درگاہ ہی ہین۔ اچھا
ایک کام نہ کیجیے اسٹیشن پر کوئی کام بتا دیجیے۔ دیکھیے کون
حسن لیاقت سے انجام دیتا ہے۔
مصاحب۔ تو آپ تو ریل کے خلاصیون مین کام کر چکے
ہین آپ سے اسمین کون بڑھے۔
آزاد۔ اچھا حضور عروض مین کچھ سوال و جواب ہون دیکھیے
ان سب کا قافیہ تنگ کر دیتا ہون یا نہین۔
اتنے مین ایک مصاحب نے جھلا کر کہا۔ اب واہی ہوا ہے۔
پٹن پٹن لگائی ہی۔ کہین مین ایک گدا نہ دون حضور کو بھولا بھالا

سادہ مزاج دیکھ کر بہت چل نکلا ہے۔ چل الگ ہٹ۔

میاں آزاد	پری خون ہی کی مین نے بھی آنکھیں دیکھی ہین مین ڈر نجاؤنگا آنکھین دکھایئے نہ مجھے

میاں آزاد۔ یہ گیدڑ بھبکیاں! ای کیون نہو۔ شان خدا۔ آپ اور ہمین گدا دین سُن اوگا ودی ہم گدا کھانے والے ہنین کیا کہون ایک رئیس کے مصاحب نہین ہوتا تو اسی دم مین گردن ناپتا۔ مگر کل تم کو ٹھیک بناؤنگا۔ سہین ایک اور رفیق نے ڈپٹ کر کہا آپ ہین کس بھکوے رئیس کے مصاحب! میاں آزاد نے کہا دیکھیے خداوند نعمت ایسے مصاحب ہین حضور کے ایک تو حضور کے سامنے گدا دینے پر آمادہ ہین۔ دوسرے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے۔ تیسرے نے آپکے دشمنون کو بھکوا بنایا۔ چوتھے صاحب نے فرمایا کہ ہمارے آقا بھولے سادے آدمی ہین اب کون نہین جانتا کہ بھولا اور سادہ اس زمانے مین گاؤدی احمق گھامڑ سے مراد ہی۔ لاحول ولا قوۃ رئیس کو یہ کلمے ایسے بُرے معلوم ہوے کہ فوراً مصاحبون کو للکارا جسنے بھکوا کہا تھا وہ تو کھڑے کھڑے موقوف ہوا کیون بے نمک حرام یہ کیا بات چیت تھی۔ جسکا نمک کھائے اُسی کو بھکوا بتائے ابھی موقوف۔ انکو نکال دو۔ میاں آزاد نے (بہت خوب پیر و مرشد) کہکر اُنکو تو اسٹیشن کے باہر نکالا۔ اب اُنکی شامت آئی جو سادہ مزاج بتاتے تھے۔ کیون بے مردک ہم احمق ہین بھولے ہین گدھے ہین۔ ابھی دور ہو سامنے سے اگر ڈیوڑھی پر آیا تو رئیس نے تو کہا ہی تھا کہ میاں آزاد نے فقرا پورا کر دیا (تو وہ بے بھاؤ کی پڑینگی بچہ کہ سر پر ایک بال نہ رہیگا) رئیس نے پوچھا کوئی ہی؟ حاضر پیر و مرشد کہکر آزاد نے اُنکی بھی گردن ناپی اور اسٹیشن سے بدر کیا۔ خبردار جو ڈیوڑھی پر آیا تو جانے گا اب اُن حضرت کی باری آئی جو گدا دیتے تھے۔ ہان جی کیا تم نے کہا تھا ذرا پھر تو کہنا۔ گدا دوگے۔ میری طرف دیکھو۔ گدا دوگے اللہ اللہ اب آپ اتنے ہو گئے۔ کہ جسکو ہم نوکر رکھین اُسکو آپ گدا دین ہٹ سامنے سے۔

میاں آزاد نے دیکھا کہ سب کے سب کا موقوت ہونا اچھا نہین تو کس مزے سے کہتے ہین۔ ای خداوند۔ انسے مجھسے مذاق ہوتا ہی جانے دیجیے۔ دیکھو جی تم کو رئیسونکی ابھی صحبت نہین رہی ہی۔ کوئی اپنے آقاے نامدار کے سامنے ایسا کلمہ منھ سے نکالتا ہے اب خطا معاف اور کدورت صاف کراؤ ہاتھ جوڑو قدمون پر ٹوپی رکھو۔ بیچارے نے ناچار ہاتھ جوڑے اور کانپتے ہوے کہا خداوند قصور ہوا۔ از خردان خطا واز بزرگان عطا۔

اب سنیے کہ میاں آزاد نے کہا چلیے حضور ہوٹل گھر دکھا دون رئیس گردون مدار مع مشعل دستی و رفقا چلے تو آزاد نے کہا حضور اگر میرا کہنا مانین تو اس غٹ کے غٹ کو ساتھ نہ لے چلین۔ ان لوگون کو حکم دیجیے کہ باہر جہان گاڑی والا بیٹھا ہی وہان ٹھہرین اور روشنی گل کر دیجائے۔ حضور تشریف لے چلین۔ کمترین ہمراہ رکاب ہوا اور ایک خادم باادب لیا اُدھر رئیس مع میاں آزاد مصاحب خاص اور خادم باادب کے ہوٹل کیطرف چلے اُدھر مصاحبون مین ہنڈیان پکنے لگین۔ واہ بھئی واللہ ہم سمجھے تھے کہ ہم ہی زمانے بھر کے فقرہ باز ہین مگر یہ ہمارے بھی چچا نکلے۔ آدمی کیا بلا ہے بے درمان ہے۔ یہ وہ کالی ناگن ہی جسکے کاٹے کا منتر نہین اچھی سونگھ دیجائے تو انسان پٹ کر کے رہ جائے۔ ارے یار ہم جانتے تو ہم بد پر آوازے ہی کیون کستے۔ کیا کہین۔ شُد فی شُد فی دیکھو اوقات چٹکیون مین رنگ جمایا۔ آتے ہی دو کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا اور تیسرے کی خطا معاف کرائی ایسے دخیل ہو گئے۔ اور چوتھے

کس فقرے سے ہم سب کو سوقت ٹہلایا - اور گگڑ والے سے
مصاحبت گرانے کا حکم دلوایا ہات تیری دم مین موٹا سا رستا
باندھون مصاحب خاص بنے ہین - چڑا - یا روبیڑہ صب ہوئی
اب اس مردود کا نکلنا مشکل ہی - اسپر فقرہ چلنا سخت دشوار ہی
پرلے درجے کا مکار طرار عیار ہی - واللہ ہنسی آتی ہی - جی تو آپ کو
ہنسی آتی ہوگی - ہماری روح تو رو رہی ہی - بھلا ہنسی کا یہ کون
موقع ہی جسطرح دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے - اسطرح ہم آپ
برسون کے رفیق نکال دیے گئے - کٹ جانے کا مقام ہے یہ بیچے
اس ملعون نے خدا اسے غارت کرے آتے دستی گل دو مصاحب
غائب - خود مصاحب خاص الخاص بن بیٹھے - اب کوئی ایسی فکر
کرنا چاہیے کہ اب یہ جمنے نہ پائین - ہم بتائین مشہور کردو کہ یہ بوچڑ
ہین نیچ قوم - ہمارے حضور کو اسکا بڑا خیال ہی پھر بھی جو ابھی موقوف
نہ کردین تو ہاتھ کٹاتا ہون ناک بدتا ہون - واللہ بوچڑ کی
خوب سوجھی مگر کہے کون کسی ایرے غیرے بیچ کلیان کو لگادو -
اُدھر رئیس خورشید کلاہ کو آزاد شیخوخیت پناہ نے ہوٹل دکھایا لمونیڈ کا
ایک جام پلایا اور خراماں خراماں اسٹیشن کے باہر سیر کرانے لائے
مصاحبون نے دیکھا کہ مصاحب خاص سے میٹھی میٹھی باتین کرتے آتے
ہین - ایک شخص کو پہلے ہی سے سکھا پڑھا رکھا تھا - اُسنے آگے
بڑھکر آوارہ کسا کہ واہ رے زمانے کے اُلٹ پھیر - ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان | طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

شریف بیچارے تو نکالے جائین اور قوم کے بوچڑ رئیسون کی مصاحبت
پائین - اتنا سننا تھا کہ رئیس کے کان کھڑے ہوے - انکو نیچ
قوم خصوصًا بوچڑون سے بہت نفرت تھی فورًا میان آزاد سے بیساختہ
پوچھ بیٹھے کہ کیا آپ بوچڑ ہین - اتنے مین ایک مصاحب چلا اُٹھے
کہ حضور نہین تو اور رہنا کون - دوسرے نے موقع پاکر کہا ابھی کل تک
تو کلیجی بیچتے تھے آج حضور کے مصاحب خاص ہوے - ایاز قدر
خود بشناس - کیا مزے سے گرما رہے ہین - گوشت بیچتے بیچتے
عمر گذر گئی - اب باتین بناتے ہو - اور رئیس زادون کو بہکاتے ہو
اب میان آزاد حیران ہین کہ یہ سر دست اچھی ہٹی - خوب پچھاڑا
کیا دل گردہ ہی کہ کلہ بکلہ بوچڑ بنا رہے ہین - الغرض میان آزاد
کا رنگ پھیکا پڑ گیا - مصاحبین کا داؤن چل گیا - میان آزاد
بیچارے بوچڑ بناکر نکالے گئے - اور مصاحبین نے کہنا شروع کیا
کہ حضور تو اُس بوچڑ والے کے دم مین اچھے آگئے ہم برسون کے
جان نثار - پشت ہا پشت کے نمک خوار گگڑ والے کے سپرد
کیئے گئے اور وہ حضور کے ساتھ ساتھ اسٹیشن کی سیر کر رہا تھا
صاحب لوگون نے دیکھا ہوگا تو کیا کہا ہوگا کہ یہ امیر آدمی اور بوچڑ کے
ساتھ ہوا کھا رہے ہین - الٰہی توبہ - الٰہی توبہ -

کیا کمال ہے

زعفران کشمیر کوچہ گردی - گیسوے غدار دشت نوردی دبستان
جنون کے مسلم الثبوت اُستاد میان آزاد ایک روز بادۂ طرب
کے نشہ مین چور سرخوش و مخمور نور کے تڑکے سبزان چمن اور
خوبرویان گلشن کا جوبن لوٹتے چلے جاتے تھے - ہر سمت باغ و بہار
انفاس نسیم سحری عطر بیز و عنبر بار - آب جو ئبار کا جھلکنا
مرغان خوش الحان کا چہکنا - غنچون کا پیاری ادا سے چٹکنا
چکورے کے قہقہے - بلبل کے چہچہے - ابر کی اٹکھیلیان برق کی
بتیابیان سبزے کی لہک کلغی کی دمک سے فلک الافلاک تک باغ باغ
تھا سینہ فرط مسرت سے باغ باغ تھا - ایکدفعہ ہی چارون طرف سے
ابر تند و پرشور گھر آیا - فیل مست کی طرح جھوم جھوم کر گھٹا
آئی اور سیر باغ کی کیفیت دہ چند بڑھائی - پہلے تو ٹپ ٹپ

ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور پھر چشم زدن مین رم جھم موسلادھار دونگڑا برس پڑا - آسمان پر ابر محیط ناپیدا کنارا ور سحاب پر بحر کا دھوکا ہوتا تھا اتنے مین ہوا نے وہ زور باندھا کہ ٹہنیان پھٹ پڑین اُدھر برق نے چشمک زنی کی ادھر رعد گرجنے لگا جیسے جلترنگ بجاتے تھے - سارنگ گاتے تھے کالی کالی گھٹائین لال لال انگارا سی بجلی کا کوندنا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی حبشی کے جسم سے خون کے شرانٹے بہ رہے ہین - یا کسی گنوارن نے مانگ مین سیندور بھرا ہے - یا سونا کسوٹی پر کسا ہے - میان آزاد ایک [illegible] مین دبکے دبکائے بیٹھے تھے جب پانی کسی قدر کھل گیا اور سبزے کا غبار دھل گیا تو میان آزاد خرامان خرامان چلنے لگے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک یورپین معزز سوداگر ایک گلعذار کو بغل مین بٹھائے برانڈی کے نشے مین ٹُوکری دوڑائے زن سے نکلگیا پھر دور ہوا صبا رفتار ایک اسپ پاریختہ پر فرانسیسی ساج اور دوسرے گلگون آہو شکار پر ایک خاتون زہرہ جبین کڑکڑاتے اور چمکاتے چلے جاتے ہین ایک جنٹلمین باجر بادقار زن جمیلہ وطرحدار کو ساتھ لیے ہاتھ مین ہاتھ دیے میٹھی میٹھی باتین کرتے وہ نازدادا سے قدم دھرتے میان آزاد کے قریب سے نکلے - زن حسین ومہ جبین کی زلف پرشکن مشکبار ہے الٰہی یہ زلف ہی یا عرق بہار یا فتنۂ روزگار - سامنے سے تین چار لیڈیان غنچہ دہن سیمتن ہمجولیون سے چہل کرتی اٹھلا اٹھلاکر آرہی ہین اُدھر ایک عالیشان وسپہر توامان کوٹھی مین تین جنٹلمین پیارے پیارے اونچے سرون مین کچھ الاپتے ہین اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک احاطہ دلکشا اور فرح بخش مین چار پانچ لڑکے اور لڑکیان سبزہ زار پُربہار پر اُچک پھاند مین مصروف ہین میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ بہار عمر انھین کو حاصل ہی زندگی کے مزے یہی لوٹتے ہین - کہین باجا بج رہا ہی - کہین گانا ہوتا ہی - کوئی بگھی پر ہوا کھاتا ہے - کوئی پیدل جاتا ہی اُس سہانے وقت اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھوکون اور پھولون کی بھینی بھینی مہک کی ہی داد دیتے ہین - نوعروسان چمن کا جوبن دونون ہاتھون سے لوٹتے ہین - میان بیوی خوش وخرم خندان فرحان تر دماغ وغزل خوان یہ اُسیر عاشق وہ اُسیر مفتون - ع
زغم دزدی غم کالا + یہی خوشی اسے کہتے ہین - اب شہر کی طرف پلٹے تو بوے بد دماغ مین آنے لگی - کوئی پڑا سو رہا ہی - کوئی اپنی قسمت کو رو رہا ہی - ایک شخص نے ذرا سی بات پر اپنی بیوی کی کمر پر ایک لات کس کے لگائی اور پھر ایک چھڑی جمائی اور لے گی - حلوائی اور حلوائن نانبائی اور اُسکی بیوی مین جوتی پیزار نند بھاوج مین گلخپ اور تکرار - دیورانی جیٹھانی مین مار دھاڑ بہوٹے اور بہوون مین گالیون کی بوچھار ہو رہی ہی جس گلی کوچے مین نکل جاتے ہین شور محشر بپا ہے اور ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی کہ تڑکا ہوا اور لڑنے لگے - صبح صبح آدمی رام کا نام لیتا ہے خدا کی یاد کرتا ہے - پیغمبر کو مناتا ہے - یہ نہین کہ تڑکے تڑکے جوتا چلنے لگا - خیر یہ تو نیچ قومون کی بات چیت تھی - اب شرفا کا حال سنئے کوئی تو دروازے پر بیٹھا حقہ پی رہا ہی - کوئی لمبی تانے پڑے خراٹے لے رہا ہی - کوئی بیوی کو ڈپٹ رہا ہی - کوئی لہسن پیاز گوشت کی فکر مین ہی - اور کہین میان بیوی مین تیخ چل رہی ہی -

میان آزاد نے اپنے دلمین افسوس کیا کہ واہ رے ہم اور ہمارے شغل کجا وہ سجے سجائے بنگلے - وہ میٹھی میٹھی باتین وہ پیاری پیاری ادائین - وہ اودی گھٹائین - آبی لباس کی جھلک

وہ مل جل کر گانا۔ وہ مزے مزے سے باجا بجانا۔ وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے وہ چمن اور روشون مین اٹھلانا۔ کجا یہ جنون خیز گلیان۔ یہ وحشت انگیز کوچے۔ یہ عفونت بیز ہوا۔ یہ کیچڑ یہ جوتی بیزار۔ یہ میان بیوی مین تکرار جسے دیکھیے گھر سے باہر نکلنا ہی نہین جانتا۔ کوئی مُردون سے شرط کر کے سویا ہی۔ کوئی انگڑائیان لے رہا ہی۔ کوئی کروٹ پر کروٹ بدلتا ہی۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اتنے مین میان آزاد ایک مکتب کے قریب پہونچے بیس بائیس لڑکے جھوم جھوم کر بیٹھے پڑھ رہے ہین۔ اور ایک کمسن طالب علم کو مولوی صاحب یہ پڑھا رہے ہین۔

آن عشوہ گر کرشمہ سنج شیوۂ ساحری بکار بردہ و شعبدہ ساحری آشکار کردہ مرأتے از بغل برآوردہ درویش برکب اندوہ در محاذی آن بیدل لمحہ گذاشت و برگے چند از نار در آب رنجتہ بگفت منزل من حصنی ست حصین و حصاری ست بلند چون چرخ برین کہ در ہوائش پروا ز گم کند و سیمرغ در غیہ راہش بال مجال بریزد ہرزہ ہیون ہوس بسوی اجل متاز د بیہودہ بکام نہنگ گام منہ عبث با دپیمائے بادیہ جنون مباش و چون مجنون بزنجیر رسوائی سر در مکن کہ ذرہ بفتراک خورشید دست نتواند زد و پشہ بر بام آسمان نتواند پرید این بگفت و راہ منزل خویش گرفت زرگر کہ خدنگ دل دوز عشق آن جادو فطرت ماہ فریب تا سوفار در دل نشستہ بود برخاک بیقراری برافتاد۔ میان آزاد کے کان کھڑے ہوے کہ این! یہ تو بہار دانش ہے آگے بڑھ کر علیک سلیک کے بعد مولوی صاحب سے پوچھا کہ جناب مولانا صاحب آپ کیا درس دے رہے ہین۔ فرمایا بہار دانش کا سبق پڑھا رہا ہون۔ کیا بہار دانش!۔ اور مکتب مین۔ افسوس کہیے بیدنجم بھی پڑھایا۔ جی دو لڑکے تو ملک زادہ ختن اور عشق مہر بانو کا سبق پڑھتے ہین۔ اور ایک نے ابھی کوئی چالیس صفحہ تک پڑھا ہی۔ مولوی صاحب کیا بال دھوپ مین سفید کیے ہین گردن پیرانہ سالی کے سبب سے ہلنے لگی مگر ابھی تک عقل نہ آئی یا یون کہون کہ آپ سٹھیا گئے۔ ای قبلہ بھلا یہ کتاب اس لائق ہی کہ مکاتیب مین تعلیم دیجائے۔ سن شریف شصت و شش نازم باین ریش و فش ایسی کہین عشق جنون خیز کا قصہ۔ کہین بتان جادو فطرت کا فسانہ کہین گل فروش خونین نگاہ کا ذکر۔ کہین معشوقون کی کج ادائی۔ کہین عورتون کی بیوفائی کا مذکور یا جادوگرون کی حکایت دیو اور جن کی شکایت ہی۔ از سر تا پا فحش بلکہ افحش الافحاش۔ کمسن طلبہ کے دل پر اس کے مطلب کا کیسا خراب اثر ہوگا۔ حضرت از برائے خدا اس کتاب کو نہ پڑھایئے واہ صاحب آپ کیا جانین۔ یہ تو ہمارا علم ادب ہی۔ پھر آخر پڑھائین کیا۔ میان آزاد نے افسوس کیا کہ بعض گاودی مدرس کیسی کیسی واہیات کتابون کا طلبہ کو سبق دیتے ہین کہ معاذ اللہ

چلو مین الو

میان آزاد ایک روز چلے جاتے تھے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک چوراہے کے نکڑ پر بھنگ والے کی دُکان ہی۔ اور اُس پر اُنکے ایک لنگوٹیے یار بیٹھے ڈینگ کی لے رہے ہین کہ ہم نے جو خرچ کر ڈالا وہ کسی کو پیدا کرنا بھی نصیب نہوا ہوگا۔ لاکھون کمائے کروڑون لٹائے کسی کے دینے مین نہ لینے مین۔ اتنے مین میان آزاد نے جھک کر کان مین کہا۔ واہ بھی اُستاد کیون نہو۔ لفاظی کے صدقے اچھی لن ترانیان ہین۔ باوا تو آپ کے عمر بھر فالودہ بیچا کیے اور دادا جوتے کی دکان رکھتے رکھتے بوڑھے ہوے آپ نے کمایا کیا اور لٹایا کیا۔ یاد ہی کہ ایکدفعہ ساڑھے چھ روپیہ ماہوار ہی کی

محرری پائی مگر اُس سے بھی نکالے گئے۔ اب آپ ڈینگ کی لے رہے ہین اُسنے کہا آپ بھی نرے گاؤدی ہین ارے میان اب گپ اڑانے سے بھی گئے گذرے۔ بھنگ والے کی دُکان پر بندۂ درگاہ تہذیب کو رفوچکر کر دیتے ہین۔ تہذیب آئے تو بھنگ گھونٹنے کا سونٹا ہی لگاؤن۔ اور پھر اتنا تو سمجھو کہ یہان ہمین جانتا کون ہی۔ بھئی خیر بیٹھو یا جاؤ مگر از برائے خدا ہمسے پرے ٹلو کو میان آزاد تو ایک سیلانی آدمی تھے۔ خود بھی تپائی پر ٹک گئے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک درخت کے تلے چھپر پڑا ہی مگر سرکی کا۔ صاف ستھرا ایک تخت بچھا ہی۔ دو تین تولیان دو ایک گھڑے ڈول رسی لوٹے کونڈی بھنگ بھری دھتورا شکر کالی مرچ یہ سب سامان موجود ہے۔ بھنگ والا اصل پر رگڑے لگا رہا ہی۔ لگے رگڑا مٹے جھگڑا۔ دو چار بگڑے دل دُنیا و مافیہا سے بیخبر۔ نہایت بیتابی سے غل مچا رہے ہین کہ داتا تیری دکان پر ہُن برسے۔ ہان ہان ایسی چکی پلا جسمین جوتی کھڑی ہو۔ آج تو دھتورا بھی چاہیے ذرا سا گرط دے۔ ہان جسمین خوب سرور گٹھین اسے تیری دُکان کے تو چوہے بھی بھنگڑی ہو گئے۔ بھنگ والے نے دو تین کو خوب گاڑھی بوٹی پلائی وہ رفوچکر ہوے تو وہ چار آئے۔ اتنے مین میان آزاد کے دوست نے جنکو لوگ موٹاپے کے سبب سے بھد بھد کہا کرتے تھے یون ہانک لگائی۔ اُستاد آج تو دودھیا پلواؤ۔ مگر خوب چکی ہو۔ پیتے ہی سے اُٹھتے چلو مین اُلّو ہو جائین۔ اُستاد تو ان الیسون کی قبر تک سے واقف تھے دودھیا میٹھی کیوڑے سے بسی ہوئی پلائی۔ پہلے تو میان آزاد نے کہا کہ کیا! بھنگ! نشے کی چیز! ناصاحب توبہ توبہ۔ عطلے تو بلقاے تو بخشیدم۔ بندہ درگذرا۔ بلی بخشے چوہا لنڈورا ہی جی جائے گا۔ نشے کا تو مین جانی دشمن ہون۔ زر دادن درد سر خریدن۔ کونسی دانائی ہی دام خرچ کرکے اُلّو بننا۔ ذی ہوش ہو کر بیہوشی کو ترجیح دینا آدمی سے اونٹ بنجانا انسانیت سے اپنے کو خارج کر دینا حماقت ہی یا نہین۔

بھد بھد۔ تو یہ کہیے جیتین وچنان کے پھندے مین پھنس گئے اور پڑھلو کہتے ہین رفتہ رفتہ پاگل ہو جاؤگے لے اب پہلے تو آپ پھد کھلوائین پھر دماغ کا علاج کرین۔ میان ؏

بہار عمر ملاقات دوستداران ست	چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

ایک گلھڑ پیو۔ دیکھو تو کیسے سرور گٹھتے ہین۔ نہ پیے تو ہمارا ہی خرچ بھد بھد نے اپنے ایک دوست ہرنچھ کو پلا دی اور سب ملکر

بھد بھد۔ یہ چھوہارے کا پیڑ ہے۔

آزاد۔ ہان ہم خرما ہم ثواب۔

بھد بھد۔ کیا خوب۔

آزاد۔ تسلیم۔

راستے مین ہرنچھ نے پوچھا کیون یار یہ کون محلہ ہی۔ جی چینی بازار ہے واہ کہین ہو نہ۔ یہ چینیا بازار ہی۔ ماشاء اللہ یہ نیا نام سنایا۔ چینیا بازار کیسا چینی بازار ہی۔ آپ تو کہنا نہین ملنے کہتے ہین کہ چینیا بازار ہی۔ کیا اکہتے ہین۔ آپ ہین کون جو کہتے ہین ہم گلی گلی کوچے کوچے چپے چپے سے واقف ہین۔ آپ ہمین راستہ بتاتے ہین۔ ای تیری قدرت اسی شہر مین پیدا ہوے اسی مین عمر بھر رہے اسی مین لتنے بڑے ہوے۔ آپ فرماتے ہین چینیا بازار اور نہین تو کیا آپ کی طرح چینی بازار کہین۔ نا قبلہ بندۂ درگاہ کی زبان سے غلط لفظ نہ نکلے گا۔ جی ایسے ہی تو آپ بڑے محقق ہین سے چھرداں اب چینیا بازار نہ کہیے گا۔ میرے سامنے گنوار سا ہے۔ ایسے چینیا بازار کے کیا معنے مردک۔ ہائین کیا بکا۔ مردک! بدمردک کسے کہا۔ میری شان مین اور یہ کلمہ شہید مردون سے بھی دل لگی

اچھا کسی ثالث سے پوچھو۔ آزاد نے دونون کو سمجھایا کہ کیون لڑے مرتے ہو۔ مگر سنتا کون تھا۔ اُسوقت سامنے سے ایک آدمی چلا آتا تھا آزاد نے بڑھکر پوچھا کہ او میان جانے والے ہوت بھلا یہ کون محلہ ہی۔ اُسنے کہا کہ چینیا بازار اب بھد بھد اور ہرنجھج دونون نے اُسکو دق کرنا شروع کیا چینی بازار کہ چینیا بازار بولو۔ جلد بولو۔ چینیا بازار کہ چینی بازار۔ بتاؤ جھٹ پٹ۔ چینیا بازار کہ چینی بازار چینی بازار یا چینیا بازار۔ سو سو دفعہ پوچھ رہے ہین کہ چینی بازار۔ یا چینیا بازار اور آدھ کوس تک اُسکے ساتھ گئے اُس بیچارے کو ان بھنگڑ سلطانون سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگیا۔ بار بار ڈپٹ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار۔ اسنے صدہا مرتبہ کہدیا کہ جناب چینیا بازار اور چینی بازار دونون صحیح ہین۔ مگر انکو تو کچھ گھڑے کی چیڑھی تھی۔ انھون نے سوائے اسکے اور کچھ بات ہی نہ کی کہ چینی بازار یا چینیا بازار۔ جب آدھ کوس تک اُس بیچارے رہرو کو رگیدتے گئے اور چینی بازار اور چینیا بازار سنتے سنتے اُسکے کان تک پک گئے تو وہ جھلایا اور ڈانٹ کر بولا کہ چپ رہو بدمعاش چینی بازار اور چینیا بازار دونون کی ایسی تیسی اور تمھاری ساتھ ستائیس کر۔ اب بولے تو ہم کھوپڑی پر ایک ڈنڈا جمائینگے نامعقول۔ ہم کو بناتا ہی۔ ہم کوئی گنوار نہین۔ تم اپنے دل مین سمجھے کیا ہو۔ ابھی آواز دون تو تین سو تلوریے تلوارین سوت سوت کر آن موجود ہون۔ ایک گھنٹے سے جان عذاب مین کردی کہ چینیا بازار یا چینی بازار۔

ہرنجھج۔ ہت ترے بھد بھد کی ایسی تیسی۔ کہتے تھے مردک سے کہ ہم کو نہ پلانہ مانا۔ دیکھو بھنگ سے کیسی مت بھنگ ہوئی

صنعت اور تجارت کے کرشمے

اُدھر خاتون شب نے شکست فاش پائی اور عامل روز کی سواری بصد کر و فر آئی۔ چراغون نے برطرفی کا پروانہ پایا اور سفیدۂ صبح نظر آیا۔ ادھر مجنون لیلاے دنیاے دون۔ حدت تیغ کشور کشایان معرکۂ جنون۔ وحشت کے نہنگ بحر آشام شیطان سے زیادہ مشہور خاص و عام شیخو خیت پناہ میان آزاد لوحش اللہ چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ بستی سے کوئی دو گولی کے ٹپے پر ایک جوبار اور لب چشمہ سارنگلون کی قطار ہی اور ہر گلبن پر بلبل رنگین گفتار ہی غزل خوان گلشن کی زبان صرف قصیدہ ہاے نوروزی۔ ہر سمت سامان طرب ہی اور اسباب عشرت اندوزی۔ ہر مرغ خوش الحان ترانہ سنج ہی اور رہ نجان مرنج۔ سبزہ مثل ساکنان خلد سبز پوش ہی رند عالم سوز بھی بادۂ وحدانیت کے نشے مین سرخوش و مدہوش ہی۔ در و دیوار سے وجعلنا النہار معاشاً آشکارا اور مفہوم وجعلنا سراجاً وہاجاً نمودار۔ چمان چمان اور خرامان خرامان حضرت بھی گلگشت چمن کرتے چلے جاتے تھے اور تماشاے نسرین و نسترن سے دل بہلاتے تھے کہ دفعتہً ایک مقام پر پہونچے مینو سواد ہر کوچہ و برزن آباد۔ چپہ چپہ رشک بہشت شداد۔ ذکور حسیت و چالاک اُناث مست و فرحناک۔ مکانات فرح بخش و نغز آراستہ۔ دکانین بصد قرینہ پیراستہ۔ دلبر میوہ فروش۔ سبز تہ گلگون کی پیاری صدا انکھی چتون بانکی ادا جس گل زمین مین اُسکی دکان ہے وہ رد کش باغ نعیم رشک جنان ہے۔ ثریا دور سے خوشہ انگور کو تاکے۔ امرود حلواے بیدود۔ سیب دافع آسیب بہی قوت دل۔ انار راح روح۔ تنبولی کی دکان پر شوقین آدمی مصروف جان سپاری ہین اور ایک عالم مشغول خریداری اور کیون نہو سرخروئی کا بیڑہ اُٹھایا ہی۔ سبز بخت کا خطاب پایا ہے ادھر ٹکا ہاتھ مین لیا اُدھر چاندی کا ورق لگا کر بیڑہ دیا کتھا کیوڑے کا بسا ہوا ایک گلوری کھائے تو غذا ے

تقیل ہضم ہو جائے - گھٹے کا منھ کالا ہو باگرد کرڈالا - تمباکو والے کی دلکش دکان پر اور ہی آن بان ہی - نرالی سج دھج انوکھی شان ہی جسے دیکھو اُسی کا دم بھرتا ہے - ناکے پر پیے تو مہنال دروازے تک ٹراتے کی آواز جائے - نیچہ کیا ہزار داستان ہی - ہر فصل مین چہک رہا ہے - تمباکو مشک و عنبر کی طرح مہک رہا ہی آتش زبانی مین فرد - دود افگن کی گرم بازاری - اسکے مقابلے مین سرد پھول ہے سدا بہار - یا کوہ ہی آتش بار - بقول رسا گل بھی ہے بلبل بھی ہی - نقل بھی ہی مُل بھی ہی - گیند لطافت کا سر طوق جنبر ہے چلم گویا کلاہ ناز بر سر ہے - جہجہ زنی پر آمادہ ہوا تو اچھے اچھون کے دھوین اُڑا دیے - آتش نفسون کے چھکے چھڑا دیے محفل کی رونق اسکے دم سے مجلس کا لطف اسکے فیض قدم سے -

خوبان شکر لب کے ساتھ دمساز ہی - ہوا خواہون کا سرمایہ ناز ہی - دود عنبرین سرکش چشم پری رخان فرخار - چاند ٹو بازون کا لنگوٹیا یار - گندھی کی دُکان عنبر بار کی طرف جو گذر ہوا - تو دماغ طبلہ عطار بنگیا - خوشبو کیا فتنہ روزگار ہی - کسی کنٹر مین عرق عروس کسی مین عرق بہار ہی خراج خطا و ختن اسکا مول ہی قنوج اور جونپور اسکی چاہ مین ڈانوان ڈول ہی - نخلخہ در رائحہ سے دماغ معنبر ہے دور تک شمیم عنبر خیز عطر روح پرور ہی - دلدار چوڑی فروش بلاے بید ربان ہی - چوڑی سیاہ رد کش سرمہ آلودہ چشم خوبان ہی - سبز چوڑی سبزان ہند کی یاد دلائے - سُرخ چوڑی کے رشک سے یاقوت احمر ہیرا کھائے صورت دیکھے جی للچائے زاہد صد سالہ بھی دیکھ پائے تو بیدام بکائے خرید بیجائے رعب حُسن سے مول تول کا لفظ زبان پر نہ لائے چوڑی کیا مشاطہ چابک دست ہی جو ساعد سیمین کے جوبن کو بڑھا دے بانک دیرینہ رند کو محبوب چاردہ سالہ بنا دے - پھر جوہری کے دکانچہ زرنگار پر جو نظر پڑی تو گویا پکھراج پری سے آنکھ لڑی نیلک دیکھے تو لالی آبدار پر انجم نثار کرے - ایک ایک دُر یتیم کا مول خراج بدخشان ہی - حاصل بحر ایک دُر مکنون کا بہا نہو - پھر بزازے کی طرف جو نکل گئے تو آب روان کی جھلک پر خریداری کا شوق چرّایا روپیہ گاڑھے وقت کام آیا - زربفت گلبدنون کو بھایا - لالہ نین سکھ سے بھاؤ چکایا - انھون نے کبھی دس کبھی پانچ دام بتائے دھوپ چھانو نے گرگٹ کے ایسے رنگ بدلکر شرمایا - حلوائی کا میٹھا پکوان غضب کا آب و تاب - ہم خرما و ہم ثواب - برفی دیکھے تو منھ مین پانی بھر آئے - گرسنہ چشم کا جی چاہے کہ تھال کے تھال کھا جائے - کتب فروش کی دکان پر شائقین علم و ہنر کی گرم بازاری شمع کتب پر اہل قلم کا پروانہ وار ہجوم ہے - شعرا کے تذکرے دواوین مذرت طراز مثنوی کتب اخلاق - طب کے نسخے علم ہیات اور طبیات کے رسالے شعراے گرانمایہ ایران کا کلام فصاحت نظام علماے عرب کے مصنفات - عاشق مزاجون کے مطائبات ظرافون کے ہزلیات فرح سمات - جدھر نکل جاتے ہین خوشی کی کھانچیان بھری ہین - مسرت کے انبار لگے ہین - بازار نشاط کی گرم بازاری نے غم و زرد زغم کا لا - عیش و عشرت کا بول بالا - میان آزاد دل ہی دل مین سوچتے جاتے ہین کہ الٰہی یہ شہر ہی یا خلد برین - یہ زمین ہی یا سواد اعظم عرش تمکین - راستے صاف سڑکین شفاف - کوئی خوشی کے شادیانے بجاتا ہی - کوئی رنگ رلیان مناتا ہی کہین دنگا نہ فساد ایک کو دوسرے سے رنج نہ عناد - چلتے چلتے ایک شخص سے مڈبھیڑ ہوئی علیک سلیک کے بعد پوچھا کہ یا حضرت یہ کون گلزمین ہی مین تو اسیر ہزار جان سے عاشق ہو گیا - یہ سمان دیکھا نہ سُنا - باشندے سب مرفہ حال سیم و زر سے مالا مال بشرے سے خوشی ٹپکتی ہی - چہرے سے مسرت برستی ہی میان یہ شہر تقدس بنیاد مینو سواد رشک فردوس جنت ہی روز سے آباد ہی لیکن ایسی ساعت سعید اور آوان حمید مین اسکی بنیاد پڑی

کہ صناعی نے روز بہ ترقی پائی تجارت نے خوب ہاتھ پاؤن پھیلائے دستکاری کو دن دونا رات چوگنا فروغ ہوا حضرت یہ سب صنعت و تجارت کے کرشمے ہین۔ علم و فضل مین بھی یہان کے باشندون نے ید بیضا ے ناموری حاصل کیا۔ نثاری مین عدیم المثل و سہیم شاعری مین فقید المثال۔ نثر نثرہ نثار شعر شعری شعار الغرض کسی فن کسی صناعی مین کم نہین۔ سیم و زر کالعدم نہین۔ ہان ایک بات ضرور ہے نوکری کا کوئی شائق نہین اور نوکری بھی کی تو اعلیٰ فنون کی اسسٹنٹ سرجن۔ مڈیکل افسر انجنیر۔ اکونٹنٹ تاجر اور دستکار البتہ یہان بکثرت موجود ہین کشمیر سے شال۔ ڈھاکہ سے ململ۔ مالوا سے افیون متھرا سے پیڑے لکھنؤ کی کامدانی اور چکن۔ دہلی سادہ کاری انگوٹھیان۔ آگرہ کی دریان کانپور کے مونڈھے۔ بسوان کا تمباکو بمبئی کی اشیاے غریبہ عرب کے گھوڑے شفلیڈ کے چاقو مینچسٹر کا کپڑا۔ کابل کے انار بہی سیب کشمیر کا بنفشہ اچھو و خراسانی ساری خدائی کی مشہور چیزین یہان آتی ہین اور دم کے دم مین بکجاتی ہین۔ ایک ایک لال نے کوٹھیان بنالین لکھ پتی ہو گیا۔ میان آزاد ایسے خوش ہوے کہ جامے مین پھولے نہ سماے۔ واہ ری تجارت تیرے قدم دھو دھو کر پیے یہ تیرے ہی دم کا ظہور ہے یہ خدا کے مقبول بندے ہین۔ یہ نہین کہ الف بے پڑھی اور منڈاسا باندھکر کچہری پہونچے۔ پرچہ ختم کی اور جھٹ انٹا کر کلارکی کا بیڑا اٹھا کھا بیٹھے۔ برسون ایڑیان رگڑ رہے ہین مگر نوکری نہ ملی۔ چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہوجائے تو وہ نوکری ہی پر لٹو رہین گے۔ ہاے افسوس یارو از براے خدا ذرا اس شہر کی حالت پر نظر ڈالو۔ نوکری کے پھندے سے چھوٹو۔ یہ چہل پہل یہ رونق یہ کیفیت یہ لطف تازہ اور سرور بے اندازہ نوکری مین کہان۔

میان آزاد مترجم

اُس شہر مبارک بنیاد سے چلے تو ایک نئے مقام پر پہونچے اب سُنیے کہ کڑکڑاتی دھوپ پڑ رہی ہے۔ کھوپڑی چٹخی جاتی ہے ٹھیک دوپہر چیل انڈے پر انڈا چھوڑ رہی ہے۔ لون کے تھپیڑے وہ زناٹے کے چل رہے ہین کہ الامان۔ دانہ زمین پر گرتا تو بھن جاتا چو طرفہ سناٹا۔ ہو کا عالم پرند اپنے اپنے گھونسلون مین دبکے دبکائے حضرت انسان مکانون مین جان بچائے بیٹھے ہین معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آگئی آفتاب سوا نیزہ پر ہو رہا مگر واہ رے میرے شیر کیا کہنا۔ میان آزاد گلی کوچون مین چکر لگانے سے کب بند ہو۔ ع

شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے　　آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے　　گردون کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے

لیکن میان آزاد بے غل و غش شہر کے صدقے ہو رہے تھے آخر کار پھرتے پھراتے چلتے چلاتے ایک جوہری کے دکانچہ زرنگار کی طرف سے جو گذرے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کمسن لڑکا جھکا ہوا کچھ لکھ رہا ہے میان آزاد گھومتے گھومتے جہان دیدہ ہو گئے تھے ہی چتونون سے تاڑ گئے کہ یہ جوہری بچہ نوکری کی تلاش مین سرگردان ہے۔ لفافہ دور سے دیکھتے ہی خط کا مضمون بھانپ لیا۔ سوچے کہ اس سے کسی طرح ملین مگر جان نہ پہچان خالہ جی سلام۔ ملاقات کے لیے کچھ تو تقریب چاہیے آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پوچھا کیون صاحبزادے اس گانون کا کیا نام ہے۔

جوہری بچہ۔ گانون یہان سے کوئی دس بارہ گولی کے ٹپے پر ہے گانون کہین اور ہوگا۔ گانون کی ایک ہی کہی یہ شہر ہے یا گانون

آزاد۔ ہان وہی شہر۔ لاحول۔ کیون میان یہان میٹھا حلوا بھی بکتا ہے۔

جوہری بچہ۔ (مسکرا کر) اور کیا آپ کے گانون مین کھٹا حلوا بھی بنتا ہے۔ کیا کریلے کا حلوا بناتے ہین یا نیم کا۔

آزاد - میان مین مسافر غریب الوطن ہون سرا کا پتا بتا دیجیے تو احسان ہوگا -

جوہری بچہ - پورب کی طرف ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ بائین ہاتھ کو راستہ گیا ہو دس ہی قدم پر چوراہہ ہے بس سامنے سرا کا پھاٹک نظر آتا ہے - یہان آپ کا کس غرض سے آنا ہوا کسی بھٹیاری سے رشتہ داری ہے -

آزاد - کیون صاحب شہید مردون سے بھی دل لگی - ہم پر فقرہ بازیان - اے تیری قدرت آپ بھی اتنے ہوے خدا رکھے میان صاحبزادے ابھی نام خدا اٹھارہ برس کا سن ہے - جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - کل ہوش سنبھالا آج ہم پر منھ آنے لگے سنیے بندہ نواز ہم یہان مسافرانہ طور پر آئے ہین اگر ترجمہ در ترجمہ کہین ملے گا تو فہو المراد ورنہ چلتا دھندا - سو اگر آپ کے امکان مین ہو تو آپ ہی ترجمہ دلوا دین چہارم آپ کی بھی نذر ہے - ع

کوشش کرو کا رخیر ہے یہ

جوہری بچہ - واہ وا از ین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ مگر ترجمہ ایسا ہو کہ بوٹیا فرستادہ دھوتی رسید اور نہ ایسا کہ لکھے موسی پڑھے خود آئے -

آزاد - اجی ایسا ترجمہ کرون کہ آنکھین کھل جائین - ہم کیا کو دون دے کر پڑھے ہین خط دیکھیے موتی پروتا ہون -

جوہری بچہ - اچھا تو ہماری عرضی کا ترجمہ کر دیجیے چوّنی نذر کرونگا - ابھی ابھی دونگا - کھری مزدوری چوکھا کام -

آزاد - چوّنی! لو ایسے مترجم بہت ملجائین گے اچھا آپ لائین تو سہی صبح صبح یونہی سہی -

جوہری بچہ - اوچھا جی - ابھی آپکے نزدیک تڑکا ہی ہے - تو بس معاف کیجیے - دوپہر ڈھل گئی - آپکے یہان ابھی پو پھٹنے ہی کا وقت ہے - دن دہاڑے یہ اندھیر تو ترجمہ کیا بڑے کا سر کیجیے گا

بس قبلہ بس - خیر سُن تو لیجیے -

عرضی - کرم پرور غریب گستر نوشیروان ثانی عادل زمانی سلامت فدوی کے چینگی پوٹے ماشاء اللہ کھائی جیون بھرے ہین کوئی رتی بھر کا کوئی ماشہ بھر کا کوئی تولے بھر کا کوئی چھٹنکی کوئی پنسیری - دونی چونی اٹھنی گنی سب ہی رقم کے ہین - میری مصیبت پر نظر ڈالکر کوئی عہدہ عطا فرمائیے تو اسکے جلدو مین خدا حضور کو فرانس کا پریسیڈنٹ کر دے فدوی نے ایک کنڈے والے کی زبانی سُنا ہے کہ آجکل داروغگی بم پولیس بمشاہرہ تیس نبے روپیہ ماہواری خالی ہے - چونکہ کمترین کو صفائی کا بہت خیال ہے - لہذا اس استحقاق کے بموجب عرض رسان ہے کہ عہدہ مذکور پاؤن - واجب تھا عرض کیا - فدوی -

آزاد - سبحان اللہ - عرضی کیا لکھی ہے کہ قلم توڑ دیے - کیون بھی کتنی صاحبزادیان اور صاحبزادے آپ کے ہونگے - ہین کوئی آدھے درجن

جوہری بچہ (ہنس کر) اجی یہان تو ابھی شادی ہی نہین ہوئی ہمارے چھوٹے بھائیون تک کا بیاہ ہوگیا - چھما چھم کرتی بیویان آئین مگر ہم ترس ہی رہے ہین - رنڈوے کیسے -

آزاد - پھر یہ آپنے کیا لکھ دیا کہ کھائی جی بھر چینگی پوٹے ہین -

جوہری بچہ - اجی تو اب لکھنے سے بھی گئے گذرے - چور چوری سے گیا ہیرا پھیری سے بھی گیا - اب صاحب کو تو یہی پڑی ہے - کہ تحقیقات کرتے پھرین میر محلہ سے پوچھین تحصیلدار کے ذریعہ سے دریافت کرین - اور تو کچھ انھین کرنا ہی نہین آپکی باتین بھی واللہ لکھ رکھنے کے لائق ہین -

آزاد - عہدہ بھی چشم بد دور وہ تجویز ہوا کہ زمانے بھر کا کوڑا تیرا کا ہوا اور بم پولیس جھانکنے لگے - کبھی بھنگیون سے چخ چل رہی ہے کبھی بھنگنون سے کھٹ پٹ ہو رہی ہے - بھائی ابھی جوان ہو پڑھو لکھو جسم کر محنت کرو نوکری کی جھیکین کیا فکر ہے - لکھ پتی آدمی - جواہرات کے ڈھیر

لگے ہین - دکان جھک جھک کر رہی ہو - اور چلے بتیس روپیہ کی
نوکری کرنے - اری لعنت خدا -

جوہری بچہ - ہائین! ہائین! کہان تو عرضی لکھتے تھے کہان
لگے پانی پی پی کر کوسنے -

آزاد - میان پڑھنے لکھنے کا یہ ماحصل نہین ہو کہ خواہ مخواہ نوکری ہی
کرے - اور نہین تو داروغہ بم پولیس ہی سہی - خاصے جوہری
بنے ہو - صدہا آدمی لالہ جی لالہ جی کہتے ہین - لالہ جی کے دماغ پر گرمی
چڑھ گئی تو داروغہ بم پولیس بن بیٹھے - بات تری کج خلقی کی دم
مین نمدا - ایسے شوق ملازمت کی ایسی تیسی - خدا نخواستہ ایسا کیا
گاڑھا وقت ہو کہ پندرہ بیس کی نوکری پر جان دیتے ہو - یار عزیز اپنی
دکان کا کاروبار دیکھو بتیس روپیہ تو بات کی بات مین خیرات کر سکتے ہو -

میان آزاد وہان سے اُٹھے تو سوچے کہ بھئی شگون اچھا ہے -
جھپ سے ایک کمرہ کرایہ لے مترجم بن بیٹھے اور دروازے پر
ایک تختہ لگا دیا کہ (میان آزاد مترجم)

اب دل لگی دیکھیے کہ صبح سے شام تک بچا یون غرضمند
آنے لگے جیسے دیکھو مصاحبت کرتا ہو ایک لالہ صاحب قلمدان
دبائے عینک لگائے تشریف لائے - آداب بجا لاتا ہون کہکر
دستی سے کاغذ نکالا -

لالہ - بندہ پرور اس عرضی کا ترجمہ کر دیجیے - جو کچھ ہو لیجیے -

آزاد - آخاہ یہ تو عرضی کیا امیر حمزہ کی داستان ہو -
ذرا پڑھیے تو سہی -

لالہ - حضور پر نور دام - بعد آداب بجا آوردہ معروق رائے
فیض انجلائے گردانیدہ می آید کہ چون فی زمانہ بفضل قادر یگانہ
عہدہ ہائے چند در چند بوجہ انتزام دریا بُردی و دریا برآمدی خلو
خواہد شد اور فدوی جان نثار کئی ماہ سے سحر اور مساوظیفہ ترقی آپ کا
اور برزبان ہیون کے لاتا ہے - لہذا امیدوار ہو کہ اگر عہدۂ تحصیلداری
عطا ہو تو پرورش ہو - اور کمترین ماہ مین سے بندوبست مین محرر ہو -
کمترین کے بڑے بھائی کی بیوی یعنی کمترین کی پھوپھی جس سے مذاق کا
رشتہ ہو اُسکے باپ کے پہلے خسر کا چچا زاد بھائی داروغہ نہر مشاہرہ اسی روپیہ
ماہواری تھا - چونکہ حکم ہو کہ عالی خاندانان کی پرورش ہو گی لہذا اس
استحاقیت پر ملحوظ رہے - اور بندہ آبکاری کے کام سے بخوبی واقف
ہو - اُنکا کارگزاران کی پرورش اوپر حاکمان کے خداوند مجازی
اُنکو خواص وعوامان کہتے ہین - اُسی طرح لازم ہو جسطرح مسلمان کو
حج عتبات عالیات اور ہم ہندوان کو تیرتھ (گنگا توری لہر ہمارے
من بھائی - گنگا توری لہر) واجب ہو اگر عہدۂ مسطورۂ بالا عطا ہو تو
خدا حضور اور حضور کے بال بچون اور بابا لوگ اور قبیلہ کو ایاس کی
عمر دے - الٰہی دولت کا ستارہ بلند رہے - فدوی -

میان آزاد نے جو یہ عرضی سُنی تو لوٹنے لگے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے
اسقدر ہنسے اسقدر ہنسے کہ آنکھون سے اشک جاری ہو گئے -
لالہ جی عقل کے ناخن لیجیے - ہوش کی دوا کیجیے - پیش پا افتادہ الفاظ
کے املا مین تو ہزار جگہ آپنے غلطی کی - معروض کو (معروق) یہ نئی گڑھنت کا
لفظ ہو - انتظام کی خرابی (انتزام) تصدیعہ کے عوض (تسدیا) ملحوظ
کی جگہ (لحوظ) ماشاء اللہ - اور یہ دریا بردی اور برآمدی کی ایک ہوئی
(بعد آداب بجا آوردہ) سب سے افصح محاورہ ہو - عالی خاندان
کے لیے (عالی خاندانان) بہت ہی خاصے (استحاقیت) باب
استحاقیت سے ہو - اور واللہ (گنگا توری لہر ہمارے من بھائی) ایسان
تو ایسی اُڑائی کہ صاحب بھی ترجمہ جائینگے - واہ اُستاد اچھے گرو بائین
عالی خاندانی کا ثبوت بھی کتنا صاف ہو کہ حضرت کے بڑے بھائی کی
بھاوج کے باپ کے پہلے خسر کے چچا زاد بھائی اسی روپیہ مہینے کے
نوکر تھے - اللہ اللہ اے حضرت آپ تو بڑے عالی خاندان نکلے

اور یہ سمجھا دینا تو آپ پر فرض عین تھا کہ بھاوج سے آپ کو دن لگی کا رشتہ ہی۔ اسکے بغیر غرض پھیکی رہتی۔ قبلہ بندہ سے اس کا ترجمہ ہو سکے گا ذری اتنا تو بتا دیجیے کہ آپ ہین کون ٹھاکر۔

لالہ۔ جی بندہ تو اگن ہوتری ہی۔

آزاد۔ اگن ہوتری! یعنی بھڑ بھونجے۔ یہ کہیے تو پھر آپ کی عالی خاندانی مین کیا شک ہی۔ میان آدمیت سیکھو۔ سات کی محرری سے تحصیلداری کے طالب ہو۔ بھلا کوئی بات بھی ہی۔

میان بھڑ بھونجے بڑ بڑاتے ہوے چلے کہ واہ اونچی دکان پھیکا پکوان۔ نام بڑے درشن چھوٹے۔ مترجم نے ہین بڑا سا تختہ دروازے پر لگا دیا اور موٹے حرفون مین لکھدیا کہ میان آزاد مترجم

اکڑ فون

میان آزاد زمین کے گز بنے ہوے اودھر ادھر گھوم رہے تھے کہ اتنے مین ایک بڈھے کھوسٹ نے ایک بانکے سے کہا کہ میان سیدھے آئے ہو یا جان وبال ہی یا زندگی دوبھر ہے۔ یا چھینکتے گھر سے چلے تھے یہ اکڑنا اور بربرنا کیا معنی۔ یہان گردن جھکا کر چلا کیجیے ورنہ کوئی پہلوان گردن ناپے گا۔ تو یہ شیخت ساری خاک مین ملجائے گی۔ تنّا اور انیڈنا بھول جایئے گا۔ مفت مین کرکری ہوگی اس سے کیا واسطہ۔ یہ شہر کشتی پٹے بانک لکڑی کی ٹکسال ہی۔ بہت سے لڑنتیے آئے مگر پٹخنی کھا گئے۔ ہاتھ ملاتے ہی یہان کے پہلوان پکڑ لائے۔ اور مارا چارون شانے چت تنگڑی پر اڑانے مین طاق۔ سواری کسنے مین مشاق۔ کولے پر لادنے مین طرّاق۔ یہ سنتے ہی وہ میان بانکے آگ بھبھوکا ہو گئے۔ جی۔ تو کہین اس بھروسے بھی رہیے گا بندہ پٹخنی کھانے والا آدمی نہین ہی ہیچ کھیت پچھاڑ ن تو سہی فریان اپنے اُستاد کے جھنون نے ہمین لکڑی سکھائی۔ ٹاٹون کی لکڑی پھینکنا تو سب ہی جانتے ہین۔ مگر میدان کارزار مین ٹھہرنا البتہ کام ہے وارد۔ اور زبانی داخلہ تو اور ہی بات ہی ہمارے اُستاد بتیس بتیس آدمیون سے گھار رڑتے تھے اور کون لوگ۔ ایسے ایسے گنوار گھامڑ نہین۔ پڑھے ہوے پٹھے جنپر انکو ناز تھا۔ پھر یہ خیال کیجیے کہ بتیس گتکے برابر پڑتے تھے مگر بتیسون کی خالی جاتی تھین کبھی آڑے ہو گئے کبھی گتکے سے چوٹ کاٹ دی کبھی بدن کو سمیٹ لیا کبھی پیترا بدل دیا۔ شاگردون کو للکارتے جاتے تھے کہ لگا بڑھ کے ہاتھ آگھس کے اور وہ جھلا جھلا کے چوٹین لگاتے تھے۔ مگر منھ کی کھاتے تھے۔ اور اپنا سا منھ لے کر رہ جاتے تھے۔ جب سب کا دم ٹوٹ گیا اور رنگے ہانپنے تو گتکے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ پڑے گر گرا ہی گئے اُستاد۔ اُن کے وہی خم دم وہی چتون۔ وہی تاؤ بھاؤ۔ پہرون لکڑی پھیکین لیکن دم نہ پھولے اور جو کہین بھڑ پڑے تو بات کی بات مین پرے صاف تھے کسی پر بالٹ کا ہاتھ جما یا کسی کو جاکی کا ہاتھ لگایا پھر بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ پھلجھڑی چھوٹ رہی ہی۔ یا آتشبازی کی چھچھوندر ناچ رہی ہے (اُستاد کی اچھی تعریف کی) یا چرخی چکر مین ہی۔ جنیو کا ہاتھ تو آجتک چار دانگ ہند مین کوئی روک ہی نہ سکا وہ تلا ہوا پڑتا تھا کہ ادھر اشارہ کیا اُدھر تڑ سے پڑ گیا جنیو کا ہاتھ کیا قضاے مبرم ہی پیام اجل ہے آفت ناگہانی ہے۔ بلاے بیدرمان ہے۔ گتکا ہاتھ مین آیا اور معلوم ہوا کہ بجلی لوٹنے لگی۔ ممکن نہین کہ انسان کی آنکھ نہ جھپکنے پائے اور آدمی تورا نہ جائے۔ للکار دیا کہ روک جاکی۔ پھر لاکھ جتن کیجیے بھلا روک تو لیجیے۔ نشانہ تو کبھی خالی ہی جانے نہین پایا۔ تاکا اور بھر پور ہاتھ لگایا۔ پھری عمر بھر نہ چھوٹی۔ ایک انگ ہی لڑا کیے انکے ٹھاٹھ ہی نرالے ہین۔ چھریرا بدن سادہ مزاج۔ آدمی صورت دیکھے تو یقین نہ آئے کہ یہ اُستاد بے بدل ہین۔ مگر ایک ذرا سی بانس کی کھپاچ دیجیے پھر دل لگی دیکھیے کہ کیسے جوہر دکھاتے ہین میان ہم اپنے استادون کی آنکھین دیکھے ہوے ہین پٹے بانے بنوٹ کشتی لکڑی کسی مین

بند نہین - جی چاہے کسی سے بھڑوا کر دیکھ لیجیۓ اتنے مین ایک گنوار کا
لڑکا چلا جاتا تھا اُنھون نے پکارا کہ ابے ذرا ادھر آنا - اِدھر اُدھر کی
بات سُننے جاؤ - لڑکا قریب آیا تو پوچھا کہ اِنسے دو چوٹین ہوتی ہین
اُسنے نظر بھر کر دیکھا اور کہا ہان ہم کسی سے دب کے نکلنے والے
نہین جسکا جی چاہے ارمان نکال لے -

بانکا - ابے جا ایسے دیہاتی چھوکرے ہم نے بہت چرائے ہین
گنوار - جی تو کہین سوریان چرائی ہونگی - دیہاتی چھوکرون سے
شیطان نے پناہ مانگی ہے - آپ ہین کس شمار و قطار مین ہم نے
بھی شہر ہی مین تعلیم پائی ہے - ان گیدڑ بھبکیون مین اور آتے ہونگے
گنوار تو یہ فقرے سُنا کر چلدیا میان آزاد اور بانکا پھر شہر مین چکر
لگانے لگے چوک مین پہونچے تو جسپر نظر پڑتی ہو بانکا ترچھا ٹیکھا چنٹ دار
انگرکھے پہنے نکے دار کٹی ہوئی ٹوپیان سر پہ جمائے چست گھٹنے
ڈانٹے آنڈ دیرڑے ہوئے ڈھانٹے باندھے ہوئے تنے چلے جاتے
ہین تینچے کی جوڑی کمر سے لگی ہوئی دو دو لاتیان پڑی ہوئین باڑھین
چڑھی ہوئین - قرابینچہ پیش قبض - کٹار - سروہی شیر بچہ - سب سے
لیس - خاصے اودبی بنے ہوئے - ایک بانکے کو دیکھ کر ایک دکاندار
شامت اعمال سے کہین ہنس پڑا - اُنھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے
تینچہ داغ دیا - مگر حُسن اتفاق سے خالی گیا لوگون نے پوچھا کیون آغا
کیون بگڑ گئے تیکھے ہو کر فرمایا کہ ہم کو دیکھ کر بچہ جی مسکرائے تھے
ہم نے گولی لگائی کہ دانت پر پڑے اور اس جواب دندان شکن سے
آئندہ بھی دانت کھٹے ہو جائین - مگر زندگی تھی کہ گولی سے بچ نکلا
میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ بانکے تو بالکل ناخدا ترس ہین
انکو زیر نہ کیا تو کچھ بات نہین - ایک تنبولی سے پوچھا کہ کیون بھئی
اس شہر مین بانکے بہت ہین اُسنے کہا میان بانکا ہونا تو دل لگی
نہین - ہان یون کہیے کہ بیفکرے بہت ہین اور ان سب کے

گرو گھنٹال وہ ذات شریف ہین جنکو لوگ یکرنگ کہتے ہین - وہ
صندلی رنگا ہوا جوڑا پہن کے نکلتے ہین - مگر مجال کیا کہ شہر بھر مین
کوئی صندلی جوڑا پہن تو لے یکرنگ صندلی جوڑا کوئی پہن نہین
سکتا کوئی پہنے تو گولی بھی سر کر دین اسکے ساتھ یہ بھی ہے -
میان آزاد سوچے کہ اس یکرنگ کا ٹیٹوا نہ لیا تو کھانا حرام
دوسرے دن حضرت بھی صندلی بوٹ صندلی گھٹنا صندلی انگرکھا
صندلی ٹوپی دے کر نکلے - میان بھی صندلی - اب جس گلی کوچے
بازار سے گذر ہوتا ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ یہ آج اس ڈھب سے
کون نکلے ہین بھئی چوطرفہ اُنگلیان اُٹھنے لگین شدہ شدہ حضرت
یکرنگ کے چیلے چاپڑ نے اُنکے کان مین بھی بھنک ڈالدی -
سُنتے ہی منھ لال چقندر ہو گیا - کپڑے پہن ہتھیار لگا چل کھڑے
ہوے - میان آزاد تنبولی کی دکان پر جا کر ٹک گئے اُنکی وضع
دیکھتے ہی اُسکے ہوش اُڑ گئے - لگا ہاتھ جوڑنے اور منت کرنے
کہ از برائے خدا میری ٹوپی دے دیجیے - یا جوتا بدل ڈالیے
ورنہ وہ آتا ہی ہو گا مفت کی ٹھائین ٹھائین سے کیا واسطہ
انکو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی یہ مانتے کب تھے گلوری لی اور
اکڑ کر کھڑے ہو گئے ارد گرد تماشائیون کا ہجوم ہے اور شہر بھر
مین دھوم ہے کہ آج یکرنگ سے تلوار چلے گی - اتنے مین حضرت
یکرنگ بھی نمودار ہوے - تنبولی نے میان آزاد سے کہا
کہ سنبھلیے وہ - ہ - آتے ہین تینچے کو چڑھائے ہوئے
کل پر + اُنکے آتے ہی بھیڑ چھٹ گئی - بس - کوئی ادھر کترا گیا
کوئی اُدھر دبک رہا - کوئی گلی مین گھُسا - کوئی کمرے پر چڑھ گیا
یکرنگ نے جو انکو دیکھا کہ از سر تا پا صندلی پوشاک پہنے ہی ہوے
جل ہی مرا - نظر قہر آلود ڈال کر کہا - ابے او ہولا خبطہ -
اُتار ٹوپی بدل جوتا گستاخ! ہمارے ہوتے ساتھی تو صندلی جوڑا پہنکر نکلے

تیرے اور یہ خم و دم - اُتار - اُتار - نہین مین بڑھکر کام تمام کرونگا
میان آزاد پینترا بدل کر تیر کی طرح جھپٹ بڑھے اور نہایت پھرتی
سے یکرنگ کی توند پر تپنچہ رکھدیا - او خرنا شخص جنبش کی اور
دھوان اُس پار - ہلا اور ہائین کی آواز آئی - بولا اور لاش
پھڑکنے لگی - مردک بڑا بانکا بنا ہے - صدہا شرفا کو بے عزت کیا
تم جیسے بدمعاش اور بانکپن کا دم بھرو - اتنے چابک ماروُنگا کہ
یاد کروگے بچہ - ابھی اُتار ٹوپی - اُتار اُتار نہین دھوان اُس پار
اتفاق سے کہین ایک درزی کا اُدھر سے گذر ہوا میان
خلیفہ کی ٹوپی اُتار یکرنگ کی جیب گاہ پر رکھی اور یکرنگ کی صندلی
ٹوپی اپنی جیب مین رکھلی ہات تری ایسی تیسی - بڑے بانکے
بنے تھے شہر بھر مین کوئی یکرنگ جوڑا نہ پہنے - نادری حکم لگا دیا -
زبردستون غریبون شریفون کو بہت ستاتے تھے - ہم سے ایک
نہ چلی - حوصلہ ہو تو آؤ دو دو ہاتھ بھی ہو جائین خبردار جو آج سے
صندلی جوڑا پہنا تو تم جانوگے -

شہر بھر مین یہ دھوم ہوگئی کہ میان آزاد نے یکرنگ کے چھکے
چھڑا دیے گھگھی بندھ گئی چپ چاپ درزی سے ٹوپی بدلی سچ ہی
دبے پر بلّی چوہے سے کان کٹاتی ہے - اب تو میان آزاد پر
بانکوں کی بھی نظر پڑنے لگی جس ٹکڑی مین جاتے تھے لوگ بہ تعظیم
پیش آتے تھے - ایکدن اُنھون نے منادی کر دی - آج
میان آزاد ۶ بجے صبح سے آٹھ بجے تک اپنے فن کے کرتب دکھائینگے
جن اصحاب کو شوق ہو آئین اور حظ اُٹھائین روز معینہ کو ایک
فراخ و وسیع میدان مین خلقت کے غٹ کے غٹ جمع ہوے اور میان
آزاد نے طرح طرح کے جوہر دکھائے - لیمون پر نشان بنایا اور
تلوار سے اُڑایا تو نشان کے پاس کھٹ سے دو ٹکڑے کیسرو
اُچھالا اور پانچ چھ مرتبہ مین چھیل ڈالا - تلوار کی باڑھ سے دس

بارہ کی آنکھون مین سرمہ لگایا - چراغ جلایا اور کھانڈا پھیکتے پھیکتے
گل کاٹ ڈالا لو الگ بتی الگ - ایک پیالے مین دس کوڑیان
رکھین اور دو پر نشان بنادیا دونون کو تلوار سے پیالے ہی مین
کاٹا اور باقی کوڑیان تلوہ بچ نکلین - لکڑی ٹیکی اور چھت پر
ہو رہے گتکے کا ذرا اشارہ کیا اور بس ہاتھ اُڑگئے - چالیس چالیس آدمیون
نے گھیرا اور یہ صاف نکل بھاگے - پلنگ کے نیچے ایک جنگلی
کبوتر چھوڑ دیا گیا - اُنھون نے اُسکو نکلنے نہ دیا وہ لاکھ کوشش
کرتا رہا مگر پھڑ پھڑا پھڑ پھڑا کر رہ جاتا تھا - اتنے مین ایک پھکیت
بولے اجی یہ شعبدہ بازی ہے میدان کارزار مین سامنا ہو تو
جانین -

آزاد - ہان یہ دعوی - اچھا فہمیدہ خواہد شد - تمھارے یکرنگ
رنگے سیار کا رنگ تو پھیکا ہوگیا اب تم منھ آتے ہو - کسی دن
گردن ناپونگا -

پھکیت - جو بچ سنبھالو نہین ہم تمھاری خبر لین گے -

آزاد - یہی دلی خواہش ہے کہ تم جتنے گو کھے بانکے ہو سب کو نیچا
دکھاؤن اور تمھارا بل نکالون - دیکھو صبح و شام تمھاری بھی قلعی کھلی
جاتی ہے - تم لوگ بانکے نہین مردم آزار خونخوار نا خدا ترس ہو جس
طرف سے نکل جاؤ اُدھر آدمی کانپ اُٹھین کہ بھیڑیا آیا کوئی ہنسا
اور تم نے بندوق چھتیائی - کسی نے بات کی اور تم نے چوٹ لگائی
بھئی واہ اچھا بانکپن ہے تو جہ کیا جہان دس ڈھنڈ پیلے اور اُبل پڑے
دس بارہ دن لکڑی پھیکی اور محلہ والون پر شیر ہوگئے ورنہ باکمال
کو ہمیشہ بردباری دیکھا تم ایسے تو - ؎

باد شوند از بجر اغی رسند	دود شوند از بد ماغی رسند

جیسے رذیلون مین پھکیتی بنکیتی با نا شروع ہوگیا تب سے
شرفا اُسکو معیوب سمجھنے لگے اور یون اونچی بن کر اور خوب تن کر

نکلنا تو سب ہی جانتے ہین مگر ہون کا جاننا اور ہی شے ہے

اتنے مین میان آزاد کے قریب سے ایک پہلوان اینڈتے ہوے نکلے۔ چت لنگوٹ باندھے ململ کی چادر اوڑھے دو تین پٹھے ساتھ ایک کسیرو والے کی چپت گاہ پر پہلوان نے خدا واسطے کو دھپ لگا دی وہ پیچھے پھر کر دیکھتا ہی تو ڈھو کا ڈھوہ آدمی۔ قہر درویش بر جان درویش۔ بولے تو خوب پھٹ جائے۔ کان دبا کر دھپ کھا کر دل ہی دل مین کوستا ہوا چلا گیا ایک تھوڑی ہی دیر مین میان پہلوان نے ایک خوانچہ والے کا خوانچہ اُلٹ دیا۔ تین چار روپیہ کی مٹھائی خاک مین ملگئی۔ جب اُسنے خوب ہی غل غپاڑا مچایا تو شاگردون نے سر سہلایا۔ دو تین گدّے گھونسے ٹکّے لگادیے دو چار پڑ جما دیے وہ بیچارا روتا چلاتا دہائی دیتا چلا گیا! دہائی ہے میرا خوانچہ لوٹ لیا۔

میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ تو کوئی بڑا ہی شورہ پشت معلوم ہوتا ہے۔ کسی پر پڑ کسی پر پھٹ۔ واہ کیا پہلوانی ہی اسکی خبر لی تو کچھ نہ کیا۔ اُسنے تو شہر بھر مین تہلکہ مچا دیا ہی یہ سوچتے ہی میرا شیر جھپٹ پڑا اور پہلوان کے پاس جا کر گھٹنے سے ایسا دھکا دیا کہ میان پہلوان نے باانہہ تن و توش بیس لڑھکیان کھائین اور سنبھلتے ہی اُنکی طرف ڈپٹ پڑے یہ بھی شیر نکی طرح ڈکارتے ہوے چلے۔ تماشائی تو سمجھے کہ پہلوان توی ہیکل کس بل کا آدمی ہے چر مر کر ڈالے گا لیکن آزاد نے پہلے ہی سے وہ داؤن پیچ کیے کہ پہلوان کے چھکے چھوٹ گئے۔ ایسا دبایا کہ چھٹی کا دودھ حضرت کو یاد آیا پہلوان نے جیسے ہی میان آزاد کا بایان ہاتھ گھسیٹا اُنھون نے داہنے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ باندھا اور اپنا چھڑا لیا اور جھکیون مین کولے پر لا دکھنا ٹیک کر مارا چارون شانے چت۔ یا علی پہلوان ابتک کورا تھا۔ کسی دنگل مین آسمان دیکھنے کی نوبت نہین آئی تھی میان آزاد نے جو سر بازار ایک ٹھینی بتائی اور اُسنے ہزارون آدمیون مین پچھاڑ کھائی تو بڑی کر کری ہوئی اور تمام عمر کے لئے داغ لگا۔ میان آزاد نے شادان و فرحان اور اُس پہلوان نے نالان و گریان وہان سے اپنی اپنی راہ لی۔ اب تو میان آزاد جگت اُستاد ہو گئے۔ یکرنگ کا رنگ پھیکا پڑ گیا پہلوان نے ٹھینی کھائی اور وہ وہ جوہر دکھائے کہ لوگ دم بھرنے لگے بنکیتی پھکیتی کشتی شورہ پشتی کی شہر بھر مین دھوم تھی۔ جدھر جاتے تھے لوگ تعظیم بجا لاتے تھے جس سے چار آنکھین ہوئین اُسنے فرشی سلام کیا اچھے اچھے بانکون کی کور دبنے لگی جہان کسی زبردست نے زیر دست کو دبایا اور اُسنے غل مچایا دہائی میان آزاد کی۔ دہائی اُستاد کی اور یہ بانڈی نے کر آن موجود ہوے کمزور کو کسی مردم آزار نے ذرا اینٹھا ہو نچائی اور اُسنے ڈانٹ بتائی۔ ہائین ہائین نہین مانتے بلاؤن میان آزاد کو شہدے لقے لٹرے لچے میان آزاد سے ایسے تھرّاتے تھے جیسے چوہے بلّی سے۔ یا مریض تلی سے نام سُنا اور بغلین جھانکنے لگے صورت دیکھی اور گلی کوچون مین دبک رہے۔ الغرض شہر بھر مین اُنکا ڈنکا بج گیا ہر طرف سکہ بٹھا دیا ایک دن میان آزاد سرو ہی بنے اینڈتے جا رہے تھے اور لوگ اُنگلیان اُٹھا رہے تھے کہ ایک درزی کی دُکان کے قریب سے انکا گذر ہوا دیکھتے کیا ہین کہ تیرہ صدی کے ایک رنگیلے چھیل بانکے ترچھے جوان چھوٹے بھیجے کا چڑھوان مخملی جوتا پہنے زلفین لٹکائے چھری کمر سے لگائے درزی سے تکرار کر رہے ہین۔

بانکے۔ واہ میان خلیفہ تم نے تو ہمین اُلٹے اُسترے سے مونڈا واللہ عجیب قطع کے آدمی ہو بھئی۔ مین تو زمین کا گز بن گیا جب کہین یکسوئی ہاتھ آئی اور جو شے سلوائی ہوئی تم سے سلوائی

مگر تم خدا جانے کس کتر بیونت مین رہتے ہو سینا پرونا بخیر ہان زبان البتہ کترنی کی طرح چلا کرتی ہی - تم سے کپڑا سلوانا اپنے کو انگشت نما کرنا ہو - تمھارے رشتہ دار سب اُستاد ہین مگر تم نِرے گھامڑ نکلے - ہان دم دھاگا دینا خوب جانتے ہو - ٹوپی ایسی بھونڈی بنائی کہ یاران سرپل نے پھبتی پر پھبتی سُنائی - واللہ ہمارے ایک شفیق کا درزی کیا ٹوپی سیتا ہے کہ سر پر قالب کا دھوکا ہو جاتا ہے -

خلیفہ - ای تو حضور مین اسکو کیا کرون - میرا بھلا اسمین کیا قصور آپ کا سر ہی کاواک ہی - مین ٹوپی بناتا ہون سر بنانا نہین جانتا -

بانکے - او گیدی چونچ سنبھال - بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنا نہین مارتے مارتے اُتو کر دونگا جامے سے باہر ہوا جاتا ہے بانکون کے منھ آتا ہی اور سُنیے ہمارا سر کاواک ہی بے - تیرا سر سانچے کا ڈھلا ہی - چہ مغز نامعقول ابے تیرے ایسے ایسے درزی میری جیب مین پڑے رہتے ہین - جی چاہتا ہی لکڑی کھونس دون ملعون کے حلق مین - منھ بند کر نہین دونگا اُلٹا ہاتھ تو منھ ٹیڑھا ہو جائیگا اور تماشا دیکھیے - ہمارا سر گویا کدو ہو گیا ہم چو مغزے ہین کان کتر لونگا بچہ -

درزی - حضور مالک ہین پل میری کھتا نہین جیسا سر ویسی ٹوپی ایسا سر تو مین نے دیکھا ہی نہین - یہ نئی گرد ہت کا سر ہی صاحب پیچ پی ہزار نعمت کھلائی - آپ پھیلین بس مین سی چکا بھر پایا جب دام دینے کا وقت آیا تو یہ فقرا سنایا - یہ سنتے ہی بانکے نے درزی کو چپڑ غٹو کیا - اور اس درجہ پیٹا کہ وہ بیچارہ بیدم ہو گیا آخر کار کفن پھاڑ کر چیخا کہ دہائی میان آزاد کی - دہائی میرے اُستاد کی - میان آزاد دور سے کھڑے سیر دیکھ ہی رہے تھے جھٹ تلوار سوت عین موقع واردات پر پہونچ گئے - سنبھل او آکا کی دم بانکپن کا دعوی اور تم - پیچھے پھر کے دیکھا تو میان آزاد جگت اُستاد -

آزاد - اس ڈنڈبل کے قربان - واہ بھئی پہلوان - تم تو رستم داستان ہو - خلیفہ بیچارے پر ساری چوٹین صاف کر دین کبھی کسی کرٹے خان سے بھی پالا پڑا ہے کہین گھار بھی لڑا ہی یا غریبون ہی پر شیر ہو - بڑے دلیر ہو تو آؤ ہمسے بھی دو دو ہاتھ ہو جائین تم ڈھیر ہو جاؤ یا ہم چرکا کھائین آئیے پھر پیترا بدلیے - ای ہاں اب تامل کیا ہے - لے تیغ دو دم - اور لگا بڑھ کر ہاتھ ادھر یا اُدھر -

بانکے - ہائین ہائین ! - اُستاد - ہمین پہ ہاتھ صاف کرنے کا داعیہ ہی - ہماری تلوار تم پر اور تمھاری سر ہی پھیر چلے - کیا مجال ہم ابھی تو سیکھے تم گرو گھنٹال - کجا چرکا کجا طاؤس - نہ مردین بال اور راس - کمینے درزی کی طرف سے آپ بولتے ہین اور شمشیر بکف تلوار تولتے ہین - سبحان اللہ - آیئے آپ سے کچھ کہنا ہی آگے اپنا اپنا لہنا ہی - شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن مصیبت تکلیف سب کچھ سہنا ہے - اگر تم کمک کرو تو بیڑا پار ہو ورنہ ہم ہین اور منجدھار ہی -

آزاد - اچھا تو یہ کرو کہ اب کسی غریب زیر دست کو نہ دھمکائین گے

بانکے - اجی حضرت دھمکانا کیسا ہم خود بلا مین پھنس گئے - خدا ہی بچائے تو بچین - صاف صاف یون ہی کہ یہان ہمارا ایک پٹیت ہی کمیدان - بلا کا پھکیت - ستم کا بنکیت - قیامت کا ہاتھ ہی - اس سے ہم سے لاگ ڈانٹ ہو گئی - کل نوچندی جمعرات کو ہمین درگاہ مین گھیرے گا - کوئی دو سو بانکون کی جماعت سے ہیر چرب کرنے کا قصد ہی - ہم ٹس طرف ساری خدائی ہی ادھر کچھ بھی نہین -

ہم سوچتے ہین کہ درگاہ نجائین تو بانکپن مین حرف آتا ہے جائین تو کس برتے پر یار تم ساتھ چلو تو مزے ہین۔ ورنہ بے موت مرے۔

آزاد۔ بس اتنے ہی کے واسطے تو تمھارا ساتھ دیتے ہین بیڑا اُٹھا لیا کہ تم کو کل لے چلین گے۔ اور سب سے بھڑ پڑینگے وہ سو ہون خواہ ہزار۔ ہم ہین اور ہماری تلوار۔ خنجر ہی اور کٹار۔ اتنی کٹارین بھونکون کہ دم بند ہو جائے۔ مگر یہ بتا دو کہ تمھارا قصور تو نہین ہی۔

بانکے۔ نہین اُستاد شہید کربلا کی قسم۔ جو میری جانب سے پہل ہو تو ناک کاٹ لیجئے اور جو چاہیے سزا دیجئے مجھ سے اُنھون نے ایکدن اکڑ کر کہا کہ تو تلوار نہ باندھا کرین مین بھی آپ جانیے انسان ہون بشر ہون فرشتہ نہین ملک نہین مجھے بھی غصہ آ گیا۔ مین نے کہا۔ دت۔ تو اور ہم سے ہتھیار رکھوا لے۔ اے تیری قدرت اتنے مین لگا بے نقط سنانے اور پندرہ بیس آدمی اُسکی طرف سے بولنے لگے مصلحت وقت سمجھ کر مین نے بھی دو چار باتین کہین دبا نہین۔ مگر لڑ پڑنا خلاف عقل سمجھا۔ بانکا ہون تو کیا ہوا لیکن بے سمجھے بوجھے بات نہین کرتا۔ خیر اُسنے باآواز بلند کہا کہ اچھا چلو درگاہ مین سمجھ لین گے ابکی نوچندی مین یا ہمین نہ ہونگے یا تم ہی نہ ہو گے۔

آزاد۔ اچھا تم بس رہنا مین دو گھڑی دن رہے آؤنگا گھبراؤ نہین تمھارا بال بیکا ہو تو مونچھ منڈا ڈالون۔ یہ دو آدمی دیکھنے ہی بھر کے ہونگے جانباز اُنہین دو ہی دو چار ہونگے جو آزاد کی تیغ کی چمک اور آب خنجر کی جھلک کا سامنا کرین ورنہ ایک چھپا تو لو قدم بھاگین تو سہی۔ اجل کا تقاضا بلکہ نادل لگی نہین ہی۔ مرد میدان باید۔ بس اب رخصت کل ملین گے۔

میان آزاد دوسرے دن ہتھیار باندھ کر آدمی بنے ہوئے چلے راستے مین وہی بانکے ملے۔ علیک سلیک کے بعد دونون ساتھ ساتھ چلے۔ جھٹپٹے وقت ٹہلتے ہوئے درگاہ پہونچے۔

نوچندی جمعرات جسکے آگے بنارس کا بوڑھا منگل مات چوطرفہ چہل پہل۔ کہین مہوشان غنچہ دہن۔ کہین پری رویان سیمتن تماشائیون کا ہجوم ہٹو بچو کی دھوم ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہین آدمی پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین کوسون کا تانتا لگا ہوا ہی۔ میوہ فروش صدا لگا رہے ہین۔ تنبولی بیڑے بنا رہے ہین۔ گنڈیریان ہین کیوڑے کی۔ کلیجے ہین کباب۔ میان آزاد خرامان خرامان سیر کرتے گھورتے گھارتے پھاٹک پر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ سامنے تیس چالیس آدمیون کا غول ہی۔ بانکے نے کان مین کہا۔ یہی حضرات ہین۔ دیکھ لیجیے دنگے پر آمادہ ہین یا نہین اور لطف یہ کہ کوئی نہتا نہین۔

آزاد۔ بھلا یہان تمھارا ابھی کوئی جان پہچان ہی۔ ہو تو دس پانچ کو تم بھی بلا لو۔ بھیڑ بھڑکا تو ہو جائے۔ لڑنے والے ہم کیا کم ہین مگر ذرا دو چار جعالی خرپرے بھی چاہیین ڈالی کی رونق ہو جائے باقی ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور ہوتے ہین۔

بانکے۔ ابھی لایا۔ دس بیس اچھے جیوٹ آدمی کٹ مرنے والے آپ ٹھہرین مین دم کے دم مین آیا مگر باہر ٹہلیے تو اچھا ہی۔ یہان جوکھم ہی۔

میان آزاد پھاٹک کے باہر ٹہلنے لگے اور انکے یار چلے جیوٹ آدمیون کی تلاش مین۔ کیدان نے جو دیکھا کہ دونون کھسکے تو باہم ہنڈیان پکنے لگین۔ وہ بھگا یا وہ ہٹایا بھاگا ہے لو کدم ہاتھ تیری دم مین بمدا۔ ایک شخص نے کہا

حضور وہ بھاگا نہین ہی واللہ ایک ہی کائیان ہی کسی فکر مین گیا ہی
ذری کسی آدمی کو دوڑا دیجئے تو خبر لائے ایک بگڑے دل باہر
گئے تو دیکھا بانکے پچھم کی طرف شتر بے مہار کیطرح گردن اُٹھائے چلے
جاتے ہین اور میان آزاد پھاٹک سے دس قدم پر چہل قدمی
کر رہے ہین اُلٹے پانوُن آکر خبر دی کہ واللہ بس یہی موقع ہی
چلیے چلیے مار لیا ہی اناڑی کو۔ بائین ہاتھ چلا جاتا ہی اور اکیلا ہی
بہ یک بینی و دو گوش۔ تلوار آزاد کے پاس ہی۔ وہ سب دوسرے
پھاٹک سے بھڑ بھڑا کر چڑھ دوڑے۔ ٹھہر بے ٹھہر۔ ادھر اُدھر
بس رُک جا۔ آگے قدم بڑھایا اور تلوار کا زخم کھایا جنبش کی اور
دیا تلا ہوا ہاتھ۔ بچہ آج نوچندی جمعرات ہی۔ پندرہ بیس آدمیون
نے چو طرفہ سے گھیر لیا۔ اور لگا لیون کا چھرا چلنے۔ کمیدان کی
آنکھین لال انگارا خون ٹپک رہا تھا۔ بدن مارے غصے کے
تھرتھرا رہا تھا۔ بانکے کو اکیلا پاکر رفقا بھی شیر ہین کوئی اکڑتا ہی کوئی
بررتا ہی۔ اتنے مین دس پانچ نے مشیخت مین آکر تلوار کھینچ ہی تو
لی ہائین ہائین ہائین۔ اور لوگون نے دیکھا کہ ہم ہی پھسڈی
رہے جاتے ہین سڑ سے سر دہی میان کے باہر تھی۔ بانکے کا رنگ
فق کہ غضب ہی ہوگیا۔ اب کتے کی موت مرے۔ کس کس سے
لڑونگا۔ ایک دو ہو تو دو نہ کہ سو۔ خیر۔ پھر ہر چہ بادا باد۔ بیچارے
میان آزاد کو کوئی خبر کر دیتا تو وہ جھپٹ ہی پڑتے۔ مگر اب موقع
کہان۔ جبتک کوئی جائے جائے ہمارا کام تمام ہو جائے گا۔ ایک
یار نے بڑھ کر بانکے بیچارے مصیبت کے مارے پر ایک لٹھ لگایا
تو بائین ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ سہمین غل غپاڑے کی آواز میان
آزاد نے بھی سنی انھین کیا معلوم کہ انکے یار پر کیسا وقت
گذر رہا ہی ٹہلتے ہوے چلے اور بھیڑ کاٹ کر دڑاتے ہوے
پہونچے۔ اہو ہو ہو۔ یہ بانکے یہان پھنسے ہوے ہین۔ لاحول
ولا قوۃ ہم ٹہلتے ہی رہ گئے اور حریف جہانسا دے ہی گیا
تلوار کو ذرا اٹکا اور زن سے اُس پار آن پہونچے بھئی کھلاڑی
خبردار اناڑی۔ ہاتھ اُٹھایا اور مین نے چپر غوٹ کیا اور ٹٹوا لیا
بانکے کے دل مین ڈھارس ہوئی کہ شکر ہے خداوندا۔ جان
بچائی۔ از سر نو زندگی پائی۔ اتنے مین میان آزاد نے کہا
روکو اور۔ سے

یہ کہہ کے لی نیام سے تیغ شرر فشان	شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان	دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان

تلوار کا چمکنا تھا کہ سب ساتھی رفیق نام کے بانکے ہُر ہو گئے۔ میدان
خالی فقط میان آزاد اور بانکے ایک طرف کمیدان اور دو شریف زادے
دوسری طرف۔ باقی رفو چکر۔ ایک نے آزاد پر تنچہ چلایا وائین۔ مگر
خالی گیا پھر کل پر چڑھایا اور داغا گر بجک جاٹ گئی۔ آزاد نے
جھپٹ کر اُنکو تو ایسا چرکا دیا کہ تلملا کر گر پڑے۔ دوسرے حضرت
دس قدم پیچھے ہٹ گئے بانکے سٹک گئے اب میان آزاد اور
کمیدان۔ وہ کراک پر جھکے انھون نے نہایت خوبصورتی سے
چوٹ روک کر سر پر ہاتھ لگانا چاہا اُسنے روکا اور جاکی کا ہاتھ دیا الغرض
آدھ گھنٹے تک انکے اُنکے شپاشپ تلوار چلا کی۔ آخرکار اُنھون نے
بڑھ کر چینو کا وہ کافر ہاتھ لگایا کہ پھیپڑا تک کھل گیا۔ مگر کمیدان
بھی گرتے گرتے باہرہ دے ہی گیا۔ طرفین سے خون کے تراڑے
بہنے لگے۔ ادھر یہ اُدھر وہ دھم سے گرے انھون نے کہا یا علی
وہ بولے یا اللہ۔

پھوسے پھالے نواب

کمال بھی کیا چیز ہو واللہ انکے ٹھاٹھ دیکھیے کہ کیا آن بان ہے
جدھر گذر ہوتا ہی انگلیان اُٹھتی ہین شدہ شدہ نوابون رئیسون
مین بھی انکا ذکر خیر پہونچا۔ رئیسون کو مرض ہی کہ پہلوان پھکیت

بنوٹیے کو ساتھ رکھین۔ کبھی پریکر ہو اکھاڑے نکلین۔ ایک نواب صاحب نے انکو بھی بلوایا۔ یہ اپچی بنے ہوے دو دو ولایتیان کمر سے لگائے تنے ہوے جا پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک نواب صاحب اپنی مان کے لاڈلے۔ اندھیرے گھر کے اُجالے بھولے بھالے مسند پر بیٹھے پیچوان گڑگڑا رہے ہین۔ تمام عمر زنان خانہ ہی مین حضرت نے پرورش پائی تھی کبھی گھر کے باہر جانے تک کی نوبت نہ آئی تھی گویا باہر قدم رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ دن بھر کمرے مین بیٹھنا یاردن دوستون سے گپین اُڑانا کبھی چوسر کا رنگ جمایا کبھی بازی لڑی۔ کبھی پو پر گوٹ اُڑی کبھی سہ بازی دینی پڑی کبھی چکمہ اُڑانے لگے۔ ع۔ آفتاب آیا ہے سورج کنڈ مین بیٹھ برہن بیٹے کہ کفرستان بلرزد۔ بیت تاج کی کھیل اعلیٰ غلام ندارد برات کا سر۔ یہ فقرے اُڑے۔ پھر شطرنج بچھی۔ شاطر اپنے اپنے منصوبے کرنے لگے کسی نے پیادین کی۔ کسی نے گردبیلا۔ مہرے کھٹ کھٹ پٹتے تھے۔ کشت بادشاہ کہ پھر کشت۔ وہ گھوڑا پیٹ لیا وہ پیادہ ٹھپک لیا۔ رُخ چھڑا دیے۔ فکر کے میدان مین عقل کے گھوڑے دوڑ رہے ہین جب دل گھبرایا تو مدک کا دم لگایا۔ چانڈو کے چھینٹے اُڑائے۔ افیون کی چسکی پی۔ اُس دن حضرت اپنے صاف ستھرے کمرے مین بیٹھے ہوے تھے کہ اتنے مین میر آغا بیٹر کو مونڈھا کرتے ہوے تشریف لائے اور آداب بجا لا کر دوزانو بیٹھ گئے۔ میر آغا ابھی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اچھے مرزا لونڈا چھپائے ہوے آ ہی گئے اور ایک کونے مین جا ڈٹے میان چھمن انگرکھے کے بند کھولے گدی پر ٹوپی رکھے کھٹ سے موجود۔ آ کا دنی دن سے داخل۔ پھر کیا تھا تو آ مین آ۔ دس پندرہ حضرات جمع ہو گئے مگر سب جھنڈے تلے کے شہدے چھٹے ہوے گُرگے۔ کوئی چینی کی پیالی مین افیون گھول رہا ہے کوئی چانڈو کا قوام بنا رہا ہے۔ کسی نے گنڈیریان بنائین کسی نے امیر حمزہ کی داستان چھیڑی۔ سب اپنے اپنے دھندے مین مصروف ہوے۔ اتنے مین نواب صاحب نے میر آغا سے پوچھا کہ میر صاحب آپ نے خشکے کا درخت بھی ملاحظہ فرمایا ہی۔

میر آغا۔ حضور قسم ہے جناب امیر علیہ السلام کی ستر اور دو بہتر (وہ بہتر لاحول مجھے تو گنتی بھی نہین آتی) بہتر برس کی عمر ہونے کو آئی غلام نے آج تک آنکھون سے نہین دیکھا لیکن حضور ہوگا درخت بڑا تو وجہ کیا۔ ایک عالم کی اس سے پرورش ہوتی ہی جسے دیکھو خشکے پر ہتھے لگا تا ہی۔ پھر آخر یہ آتا کہان سے ہی۔

اچھے مرزا۔ قربان جاؤن درخت کے بڑے ہونے مین کیا منت ہی۔ کشمیر سے لے کر قربان جاؤن بڑے گانون تک اور لندھن سے تا بولایت سب اُسکے خوشہ چین ہین مگر حضور بنگال مین خشکے کے پیڑ بڑے بڑے کوئی ملبنیڈی کے برابر ہوتے ہونگے۔ وہان تو اسی پر دار و مدار ہے۔

نواب صاحب۔ میرا قیاس بھی یہی کہتا ہی کہ درخت ہوگا عظیم الشان لیکن ہان دریافت طلب یہ بات ہی کہ آخر کس درخت سے زیادہ مناسبت ہی۔ اگر یہ دریافت ہو جائے تو پھر جانیے کہ ایک نئی بات ایجاد ہوئی اور بھئی سچ پوچھو تو تحقیقات کے بھی یہی معنی ہین کہ جبتک ایک ایک بات کی خوب چھان بان نہو تب تک لطف نہین۔

مصاحب۔ حضور برگد سنا بڑا عظیم الشان درخت ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ نیم کا پیڑ تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ کتابون مین البتہ پڑھا ہی کہ ع۔ برگد کی جٹا مین بال اُسکے۔ اگر درخت بڑا نہوتا تو شاعر مثال کیون دیتے۔

چھمّن - ہم نے کیلے کا پیڑ امرود کا پیڑ گیندے کا پیڑ خربوزے کا پیڑ یہ سب انھین آنکھون دیکھ ڈالے -

آزاد - بھلا یہان کسی صاحب نے واہ واہ کی پھلیون کا پیڑ بھی دیکھا ہے -

گپی - جی ہان حضرت - ایکدفعہ نیپال کی ترائی مین دیکھا تھا مگر شیر جوڈکارا تو مین گیندے کے درخت پر جھپ سے چڑھ گیا - کچھ یاد نہین کہ پتی کیسی ہوتی ہے -

منے میان - بھئی خشکے کے درخت کا کچھ تو حال دریافت کرنا چاہیے - یہبھی فرمیشن ہو گیا ہی کیا کہ لاکھ جتن کیجیے بھید ہی نہین کھلتا - اور یون گدے بازیون سے کام نہین چلتا - پیپل سے بڑا درخت تو آج تک سُنا ہی نہین جتنی کہ لوگ اُس کے سایہ تلے کے لوگون کی قسم کھاتے ہین مثلاً - ع پیپل تلے کے بھتنے کے شیطان کی قسم ؎ انشاء اللہ کہہ گئے ہین -

اچھے مرزا - قربان جاؤن ان لوگون کی باتون کا اعتبار کیا سب سُنی سُنائی کہتے ہین - ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ - قربان جاؤن غلام نے وہ بات سوچی کہ سنتے ہی پھڑک جایئے - قربان جاؤن کہتے ہوے لب بندھے جاتے ہین -

نوابصاحب - ہان واللہ میر صاحب - آپکو قسم ہے پنجتن پاک کی جو نہ کہیے - حضرت اب اشتیاق بڑھتا جاتا ہے - ے واللہ ہے مجھے یقین ہو گیا کہ آپنے اسکی لم دریافت کر لی ہوگی واللہ دور کی کوڑی لائے ہو -

اچھے مرزا - قربان جاؤن اکتارے کو ٹیک کرادیتم خبر ہو کہ اگر خشکے کا درخت ہوگا تو اس کتارے کے برابر ہوگا جَو بھر بڑا نہ تِل بھر چھوٹا -

نوابصاحب - واللہ واہ میر صاحب کیا بات نکالی ہے -

مصاحبین - سبحان اللہ واہ اچھے مرزا واہ میرزا صاحب قربان اس سوجھ بوجھ کے - کیا شیرین بیانی ہے واللہ اس کتارے کے صدقے -

آزاد - آپ تو اپنے وقت کے لال بجھکڑ نکلے کیا بات پیدا کی ہے بھئی معلوم ہوتا ہے سفر بہت کیا ہے -

اچھے مرزا - کون - مین نے - سفر - اے توبہ قسم لو جو نخاس سے باہر گیا ہون - مگر میان مین لڑکپن ہی سے ذکی تھا - والد مرحوم تو بالکل بیوقوف تھے مگر اماجان بلا کی عورت تھین اُف فوہ - وہ بات مین بات پیدا کرتی تھین کہ اچھے اچھے مردون کی عقل دنگ ہو جائے - سترہ برس کی عمر تک اُنھون نے ہمین پالا پوسا - پھر بھلا ہم برق کیون نہون -

اتنے مین غل غپاڑے کی آواز آئی - ہائین! خیر تو ہے بھئی آخر ماجرا کیا ہی اندر سے مبارک قدم لونڈی پاؤن ننگے سر پیٹتی ہوئی آئی حضور حضور مین صدقے واسطے خدا کے جلدی چلیے یہ ہنگامہ کہان ہو رہا ہی - پڑوس مین موئے سنڈے خون کیے ڈالتے ہین بڑی بیگم صاحب کھڑی رو رہی ہین کہ میرے بچے پر آنچ نہ آجائے اور سنیئے کہ پچاس قدم پر تو جھگڑا ہو رہا ہے انکے یہان کھلبلی مچ گئی نوابصاحب جوتیان چھوڑ کر اندر بھاگے دروازے سب بند اب کسی کو حکم نہین کہ زور سے بولے اتنے مین ایک مصاحب نے ڈیوڑھی پر سے پکارا کہ پیر و مرشد میان آزاد پھر آخر کس مرض کی دوا ہین - گنڈیری چھیلنے کے کام کے نہین - قوام بنانا نہین جانتے بٹیر مٹھیانے مین جا نگلا انکو بھیجکر دریافت کرائیے کہ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے -

مبارک قدم - ہان ہان بھیجدیجیے - کیسے کتے کی جان جائین اور بلی کی جان آئین -

میان آزاد نے ایک خدمتگار کے ہاتھ مین تیغ اصفہانی دلی ور خود کٹارے کر اینڈتے ہوے چلے راہ مین لوگون سے پوچھتے جاتے ہین کہ کیون بھئی یہ فساد کیا ہی۔ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے۔ ایک نے کہا اجی چکنڈی مین بزقصابون مین چھیچھڑے پر چھری چلی۔ ایک شخص گوشت لینے آیا تھا اُسکو سر دست یہ سوجھی کہ اپنے کتے کے لیے چھیچھڑے لے بھاگے۔ جب بوچڑ نے دبوچا تو سب بوچڑون کے نام لے لے کر کوسنے اور صلواتین سنانے لگا اس چھیچھڑے پر چھری چلگئی ایک نے پچھاڑا دوسرے نے تنگڑی لی اور وہ تو جھپٹنے سے چوری چکاری مین برق ہو گیا ہی بس دل گردے کو تو دیکھیے کہ دن دہاڑے آنکھ مین خاک جھونک کر دکان پر سے مال غائب کیا۔ یہ چوری ہی یا سینہ زوری پانچ چار قدم آگے بڑھے تو دو چار آدمی باتین کرتے جاتے تھے کہ میان ہوا یہ کہ پنساری نے پڑیا مین بچا لنگوٹہ باندھ دیا پس انھون نے آتے ہی گردن ناپی کہ مغز کدو کے عوض بچا لنگوٹہ ملا دیا۔ اور دس قدم چلے تو ایک شخص نے کہا وہ تو کہیے خیریت گذری کہ جاگ ہو گئی نہین تو بھیڑیا گھر بھر کو اُٹھا لیجاتا۔ ہائین بھیڑیا کیسا۔ جی حضور ایک منہار کے گھر سے بھیڑیا تین بکریان دو مینڈھے ایک خرگوش اور ایک خالی پنجڑا اُڑا لے گیا اُسکی عورت کو بھی پیٹھ پر لاد چکا تھا کہ منہار جاگ اُٹھا۔ اب میان آزاد چکرائے کہ بھئی یہ عجب بات ہی جو ہی نئی سُناتا ہی انوکھی روایت بتاتا ہی قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ پندرہ بیس آدمی ملکر چھپر اُٹھاتے ہین اور غل مچا رہے ہین لاحول ولاقوۃ۔ کوئی کہتا تھا کہ چھیچھڑون پر چھری چلی۔ کوئی پنساری اور بچا لنگوٹے کی کہانی سُناتا تھا۔ ایک گرگ باران دیدہ بھیڑیے کی روایت بٹ لائے۔ بس دس ہی قدم مین پچاسون باتین سننے مین آئین اور قریب آئے تو ٹائین ٹائین فش۔ معقول جتنے مُنھ اتنی باتین۔ جتنی زبان اُتنے ہی بیان۔ الامان۔ الامان۔ اور واللہ ہنسی تو یہ آتی ہی کہ نوابصاحب کیسے بدحواس ہو کر غڑاپ گھر کے اندر ہو رہے اور گھر مین کہرام مچ گیا رفقا اور مصاحبین نے دروازے بند کر لیئے۔ آخر کار ہم اس میدان مین چت کر بھیجے گئے۔ اللہ ری دہشت واہ میان واہ بانکپن ختم ہے۔

ایک دن کوچہ گردون کے پیر پہلوان کشتی گیر منازل وحشت کے ہفت خوان۔ لڑنتیے جوان میان آزاد ادھر اُدھر ولائتی لنگا بانکے بنے ہوے۔ اکڑتے اور تنتے ہوے اپنے آقا نوابصاحب بہادر کے یہان پہونچے۔ مجرا عرض کرتا ہون حضرت۔ آیئے آیئے۔ آج تو میان آزاد پورے اوچھے بنے ہین۔ آپ ڈھال نہین باندھتے؟ پیر و مرشد ڈھال تو زنانون کے لیے ہے۔ ہم عمر بھر ایک انگ لڑا کیئے تلوار ہی سے چوٹ لگائی اور اسی پر چوٹ روکی۔ یا خالی دی یا کاٹ گئے یہ بنوٹ کے ٹھاٹھ ہی نرالے ہین۔ کون ایسا فن ہی کہ جسمین ہم طاق نہین شہرۂ آفاق نہین۔ واہ آقا کیون نہ دھوم ہے۔ یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہی۔ ایکدن حضور کو تلوار کے کچھ ہنر دکھاؤنگا اور حضور کی آنکھون مین آب شمشیر سے سرمہ لگاؤنگا۔ نا صاحب بندہ در گذرا۔ یہ کھیل اُجڈون کے ہین۔ میری روح کانپتی ہی تلوار کی صورت دیکھے جوڑی چڑھ آتی ہے۔ ہان میرزا صاحب چوٹ کے آدمی ہین۔ اُنکو جو رنگ کہیئے وہ اُف کرنے والے نہین۔

مرزاجی۔ خداوند۔ ؎

مرا بچنین چہرۂ گلفام بود — بلور نیم از شوخی اندام بود

مگر قربان جاؤن حضور۔ ؎

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے — یہ قصہ ہے جب کا کہ مرزا جوان تھا

اور اب تو سہ	وقت پیری شباب کی باتین ایسی ہین جیسے خواب کی باتین	

اب بال پک گئے - دانت چوہے کی نذر کیے - کانون پر جھریان پڑ گئین - کمر دوتا ہوئی بصارت نے ٹکا سا جواب دیا ہوش و حواس چمپت ہوے - بس ایک گرمٹ تو عصاے پیری ہے - باقی خدا کا نام - کیا کہون حضور جسوقت یاران سرپل گنڈیریان چوستے ہین منھ دیکھ کر رہ جاتا ہون - اور گنڈیری والا جب صدا دیتا ہے تو کلیجہ پکڑ کر رہ جاتا ہون - اتنے مین حوالی موالی میان ڈُنی میان کمالی - آن موجود ہوے - دربار گرم ہے - اور طرح طرح کی چہ میگوئیان ہو رہی ہین -

مٹر گشت - خداوند آج تو بڑی تشویش کی بات سنی میرے تو حواس فقرو ہو گئے - شہر بھر مین کھلبلی مچی ہے اللہ بچائے - ابکی گرمی کی فصل خیر سے گذرتی نہین سوجھتی - آثار برے ہین -

نواب - کیون کیون خیر باشد کیا قیامت آنے والی ہے یا آفتاب سوا نیزے پر ہو رہا - یا دوسرے طوفان نوح کا خیمہ نصب ہو گیا ہے - یہ کھلبلی کیسی مچی آخر ماجرا کیا ہے کچھ بتاؤ تو سہی - یہ تو بڑی بری سنائی - اللہم احفظنا من کل البلیات -

میرزا - ای حضور یہ جب آتے ہین ایک نیا شگوفہ چھوڑتے ہین خدا جانے کون فرشتہ انکے کان مین پھونک جاتا ہے - اسوقت ایسی سنائی کہ واللہ نشہ ہرن ہو گیا - جمائیان آنے لگین - ابھی افیم گھولی تھی ابھی ڈبیا کھولی تھی حضور کے سامنے ہی چسکی پی - مگر انکے آتے ہی نشہ ہرن ہو گیا - انکی عادت ہے کہ جب آئینگے کچھ نہ کچھ اوٹ پٹانگ ضرور سنائینگے - مفت مین نشہ اتر گیا -

مٹر گشت - اجی آپ کس کھیت کی مولی ہین ہمسے تو بڑے بڑون کے نشے ہرن ہوے ہین - آپنے تو جہان افیون کا جوگا کھایا اور آنکھین بند کین بس پھر بولنا قسم ہے کسی نے بات کی اور آپکی پینک مین فرق آیا - جب پہلی تاریخ آئیگی تو آپکی آنکھین کھل جائینگی - آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا - اور دو چار دن بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - ماما پختیان اڑا لو بیچے صاحب ہم تو ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر خبرین لائین آپ دن بھر پینک مین اونگھا اور مٹھائی ٹونگا کرین اور ہمین کو الو بنائین - انیڈی بینڈی سنائین - پہلی کو قلعی کھلے گی بچہ صورت بگڑ جائے تو سہی -

نواب - کیا کیا پہلی تاریخ کیسی - ارے میان تم تو پہیلیان بجھواتے ہو کچھ حال تو کہو - آخر پہلی کو کیا ہونے والا ہے -

مٹر گشت - ای حضور یہ نہ پوچھیے - بس کچھ عرض نہین کیا جاتا یہ ایک حلوائن ابھی جوان جہان ہے - پچوری کے ایسے پھولے پھولے گال آنکھین جیسے بتاسے پھینی کہین اتفاق سے اونٹا ہوا دودھ جو مارے ہوکے کے پی گئی - تو پیٹ پھول کے کپا ہو گیا - کسی نے کچھ بتایا کسی نے کچھ نسخہ پلایا - مگر وہ اینٹا غفیل ہو گئی - اب سنیے کہ اسکا میان اسکو بہت چاہتا تھا جب چتا پر جانے لگی تو ایک دفعہ ہی کلبلا کر اٹھی - آئین - ارے رام - ارے باپ رے باپ توبہ توبہ جیو کا ڈبھوا - حلوائیون اور گنوارون نے وہ بم مچائی کہ توبہ ہی بھلی ارے جیپی ہو - یو دیکھو - لہاس ہلت ہے - آخرکار دو ہیا حلوائیون نے جی کڑا کر کے لاش کو چپکے سے گھسیٹ لیا تو آہستہ سے کہتی کیا ہے (ارے یو کا وا اندھیر مچا یو - ارے مین جلی جات ہون رے) جھٹ پٹ کفن پھاڑ کر اسکو نکالا تو ٹیان سی اٹھ بیٹھی - حضور قسم ہے خدا کی اسنے وہ وہ باتین بیان کین کہ سننے سے تعلق رکھتی ہین کہنے لگی کہ جب مری تو فرشتون نے مجھے فرش گل پر چلایا - اور میری پیاری پیاری صورت پر عاشق

ہو گئے - دو تین مین خوب گدّے بازی ہوئی - دو نے تو بڑ دھکی کھائی - ایک نے مجھے اُٹھا کر خدا کے پاس پہونچایا خدا ئی بیٹھی پوری بلیت رہین (نقل کفر کفر نباشد) ہم کا دیکھ کر خدا ڈپٹا کہ اسکو بچاؤ - اتنے مین تم نے چناہی پر رکھدیا حضور مجھے اُسکی بولی تو یاد نہین مگر مطلب یہی تھا - پھر اُسنے کہا کہ پہلی کو بڑا اندھیرا گپ چھا جائیگا اور طوفان آئیگا - جتنے گنہگار بندے ہین سب سے اُسدن منکر نکیر سوال کرینگے اور افیمی جس گھر مین ہونگے اُسکو فرشتے جلا کر خاک سیاہ کر دینگے -

نواب - میرزا صاحب سے بوریا بدھنا اُٹھایئے - آپکا یہان ٹھکانا نہین - ناحق کہین فرشتے میری کوٹھی پھونکدین تو کہین شنوائی بھی نہ ہو سکے - قبلہ اب میرا پیچھا چھوڑیے بس لچّہ سنبھالیے کہین اور بستر جمایئے -

میرزا - پیر و مرشد یہ بڑا اڑی مار بے ایمان آدمی ہے حضور تو بھولے بھالے رئیس ہین جسنے جو کہا فوراً باور کر لیا - جو اسکی کچھ بھی اصلیت ہو - بھلا کہین فرشتے گھر پھونکا کرتے ہین - ذرا تو سوچیے اس مزور کے بھروّن مین آنکر مجھ بڈھے کو نہ نکالیے - غلام پشتہا پشت سے اسی دربار مین پرورش پا یا گیا ہی - اب کس کا دامن پکڑون - حضور کا سایۂ دامن کافی ہی - اس مروک کی افترا پردازی پر نہ جایئے - یہ تو میرا جانی دشمن ہی - بائے تو کچا ہی کھا جائے - ارے واہ رے فقرہ باز اچھی بُٗی - حلوائن کی چھوکری مری بھی اور جی بھی اُٹھی - جھوٹے کی ایسی تیسی بھلا کسی نے بھی یہ باتین سُنی تھین اور سُنیے کہنے لگے آنکھین جیسے بتاس پھینی واہ بھئی واہ کیا مثال دی ہی -

ظریف - حضرت یہ افیون کا تلازمہ تھا -

میرزا - جی بس آپ بیٹھے رہین کونے مین - یہ ٹھٹھا گی کا موقع نہین ہی آپکو تو سوائے مسخرے پن کے دوسری بات ہی نہین آتی -

نواب - خیر صاحب یہ جھگڑا تو ہوا ہی کریگا آپ اپنا سمجھیتا کرین میرے باپ دادا کی ملکیت مفت مین فرشتے پھونکدین تو مین کہین کا بھی نہ رہون - آپ ہین کس مرض کی دوا - چارپائیان توڑا کرتے ہو -

میرزا - واہ ری قسمت - برسون ریاض کیا - جان لڑا دی بکری کی جان گئی کھانے والے کو مزہ نہ آیا - اس ملعون سے خدا سمجھے جسنے میرے حق مین یہ کانٹے بوئے - خدا کرے اسکا آج کے ساتوین ہی دن جنازہ نکلے - جیسے ہی یہ آکر بیٹھا اور میری بائین آنکھ پھڑکنے لگی - سمجھا کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی سو یہ گل کھلا - اچھا بچہ چچا ہی بنا کر چھوڑون تو سہی -

نواب صاحب مصاحبون کو یہ نادری حکم دیکر زنانخانہ مین گھس گئے کہ میرزا صاحب کو نکلوا دو - وہ تو داخل دفتر ہوے یہان میرزا صاحب کی لے دے شروع ہو گئی -

ہمارے بھولے بھالے امان والے نوابصاحب کا زنانخانہ مین داخل ہونا تھا کہ ماں نے جھٹ پٹ بلائین لین - ماما اصیلون نے دعائین دین - چھوٹی بیگم صاحبہ نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا سب نے منّتین مانین - اب کی نوچندی خیر سے گذرے تو مسجد مین گھی کے چراغ جلائین - کمال شاہ کے مزار پر پھولون کی چادر چڑھائین ہی ہی پہلی تاریخ کیا آتی ہی جیسے کال آتا ہی - ای خدا کے لئے اُس نگوڑے افیمی کو نکالو - موے نے افیم گھول گھول کر اتنے دن سیہ کاری کی جب دیکھو سوگ نشینون کی طرح ماتم مین رہتا ہی ادھر باہر رفقا اور مصاحبین نے میرزا بیچارے کا ٹیٹوا دبوچا اور ناکدم کر دیا -

سرگشت - میرزا جی افیون کا ڈبّا بغل مین دبایئے اور

چلتے پھرتے نظر آیئے۔ سرکار کا نادری حکم ہو۔ اور چھوٹی بیگم صاحب مہنا متھ مچا رہی ہین کہ اس بڈھے خبیث کو کھڑے کھڑے شہر بدر کردو۔ سو اب کھسکیے ورنہ بُری ہوگی۔

مسیتا بیگ - واجبی بات ہو۔ سرکار چلتے چلتے حکم دے گئے تھے ہم لوگ مجبور ہین۔ اب آپ اپنا سیدھا کیجیے۔ ابھی سویرا ہی ہین ہم پر بپتیں پڑے گی۔ اور ابھی جب فرشتون کے آنے کا ڈر ہو۔ تو کوئی تم کو کیونکر اپنے گھر مین رہنے دے۔ جو کم ہو نہ اور جو فرشتون نے ایک ننھی سی چنگاری رکھ دی تو کیسے مکان جل بھنکر خاک سیاہ ہوجائے گا یا نہین۔ پھر کیسی ہوگی۔

میرزا - ابے تو نامعقول فرشتے کہین گانون جلایا کرتے ہین وہی اوٹ پٹانگ باتین بکتا ہی جنکا سر نہ پیر۔ لوصاحب ہمارے رہنے مین جو کم ہو۔ جو آٹھون پہر ڈیوڑھی پر بنے رہتے ہین تمسے اُٹھائی گیرے اور ہمین نکلوایئن۔ خدا کی شان۔ تم سب کی ملی بھگت ہو۔ ارے مین تو تمھاری قبر تک سے واقف ہون اچھا اڑنگا دیا۔

جھمن - اڑنگا وڑنگا مین نہین جانتا اب آپ کھسکنت کی ٹھہرایئن قبلہ۔ بہت دن میٹھے ٹکڑے اُڑائے چغل خور رئیس کا مزاج بگاڑ دیا۔ ذراسی خطا کسی سے سرزد ہوئی اور آپنے جڑ دی بُھس مین چنگی ڈال جما لو الگ کھڑی۔ صدہا تو خدمتگار تونے موقوف کرائے۔ اور پچاسون بھلے مانسون کی روٹی لی۔ بندہ بشر ہی غلطی ہو ہی جاتی ہو۔ یہ چغلی کھانا کیا معنی - ؎ - اصل بدا ز خطا خطا نکند ؛ تو سہی جو جہنم مین نہ ملادون۔ عرسٹری تو صاحبی اُسپر چبوترہ گچ کا ٹکے کا آدمی اور لگا فرعون سے ٹکر لڑنے پہلے اپنی ہستی کو دیکھ۔ غفور! میان غفور! میرزا تمھاری بھی تو بیخ کنی کی فکر کی تھی۔

غفور - (خدمتگار) کون - مرزا جی - یہ تو اپنے باپ کی جڑ کو کھودنے والے آدمی ہین۔ اندر سے باہر تک کوئی ماما کوئی اصیل کوئی آدمی انسے خوش نہین۔ ایسے چرچرے تو دیکھے نہ سُنے۔ آج ہی تو متھے چڑھے ہین انکے سر پر تڑ پڑے پڑین۔ پھر پیسر دیکھیے جیسے مینڈک کی کھوپڑی پر نمک چھڑک دیا۔

مسیتا بیگ - مرزا اگر غیرت ہی تو اس مصاحبت پر بامردی سے لات مارو جس اللہ نے منھ چیرا ہی وہ رزق بھی پہونچاوے گا۔

مبارک قدم - (لونڈی) غفور۔ غفور چھوٹی بیگم صاحبہ کا حکم ہی کہ اس موئے افیمچی کو شہر بدر کردو۔ فرماتی ہین کہ جبتک یہ دفان نہوگا دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے۔

میرزا - شہر بدر! کیا شہر شملہ ہی کچھ لوٹ پڑی ہی۔ تمام شہر پر بیگم صاحبہ کا کیا اجارہ ہی وہ بھی کل آیئن یہان اس گھر مین عمر بسر ہوگئی۔ اب وہ ہمین گدھے پر سوار کراکر شہر بدر کرواتی ہین جیسے نواب ویسے مصاحب ویسی ہی بیگم صاحبہ۔

اتنے مین یارون نے جو شہ پائی تو چوطرفہ سے للکار اُٹھے۔ ابے او نمکحرام۔ چھوٹا منھ بڑی بات بیگم صاحب کے کہنے کو ٹُکتا ہے اتنی پٹر پٹر بے بھاؤ کی کہ یاد کروگے بچہ بہت لن ترانیان اچھی نہین ہوتین کیسے بلون پر تھے۔ جب دیکھو نتھنے پھُلائے بیٹھے ہین بات کی اور لپک کے جکت دی۔ آپ ایسے شیر ہوگئے کہ بیگم صاحبہ کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ چاند گنجی کر دیجائے گی۔ جو زیادہ ٹرائے۔

میرزا - اب جو یہان پانی پیئے تو اُسکی ہفتاد پشت پر لعنت۔ چوطرفہ سے ہمین پر بوچھار ہونے لگی۔ اُٹھائی گیرون کا یہان طوطی بولتا ہی بو خدا حافظ۔ نظم

نواب کی جاہ دیکھیے گا	مرزا کا نباہ دیکھیے گا
لچون سے کھڑے کھڑے سمجھ لون	انشاء اللہ دیکھیے گا

جوتی خوڑے ہین بنا ئین	ما شاء اللہ دیکھیے گا
افیون کی لم مین یان سے نکلے	تقصیر وگناہ دیکھیے گا
مرزا کی آج افیم کا رنگ	سبحان اللہ دیکھیے گا

مصاحبین - واہ کیا زحل قافیہ ہو - بڑے شاعر کی دم بنے ہین بات یتر ے کی چلیے ہین گردن ناپی جاویگی بے بڑھو ہین دونگا دھکا بیٹے لڑھکنیان کھاؤگے -

میرزا بھئے تو پیر فرتوت مگر تیکھے - جھٹ بھرا ہوا پینچہ لیکر کھڑے ہوگئے یا جیو یہ لام کاف چہ معنی دارد - مین بھی ہمایون کی نسل سے ہون کوئی ایسا ویسا نہین تم ٹکڑگدون کی یہ مجال کہ ہمکو مارنے اُٹھو اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ واہ رے بڈھے بڑا تیکھا ہے - رسی جلگئی - رسی کا بل نہ گیا - القصہ میرزا نے افیم کی ڈبیا اُٹھائی اور چلے - لو بھئی - ف

رفتیم یاران تخفیف تصدیع	گر درد سر بود از ما شمارا

خدمتگارون نے اُنکے جلانے کے لیے فقرہ چست کیا کہ مرزا صاحب کبھی کبھی آجایا کیجیے - ایک بولا لا یئے ڈبیا مین پہونچادون - دوسرے نے کہا کہیئے تو گھوڑا کسوادون -

میرزا ف	جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا
	تو سلفے کا اور اُسکو کوڑا لگا

میرزا تو چار ناچار بحسرت وارمان نکلے - ادھر پہلی تاریخ آئی تو مٹر گشت چکرائے کہ اب مین چھوٹا بنا اور رسا کھو گئی - لوگون نے نواب کو چنگ پر چڑھایا کہ حضور جو ہم کہین وہ کیجیے تو آج کی بلا ٹل جائے نواب صاحب نے مصاحبون کو سیاہ سفید کا اختیار دے دیا - اب سرشام سے کیفیت قابل دید تھی - ایک طرف تو برہمن بیٹھے استت پڑھ رہے ہین - اور رکھشا کھٹ جاپ کر رہے ہین سواہا سواہا کی آواز آرہی ہو - دوسری طرف قرآن خوانی ہو رہی ہے اور علما قرأت کے ساتھ عمل پڑھ رہے ہین امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء - گھر بھر مین چراغان کی بہار - اور چراغون کی قطار - ہزارون لمپ جھاڑ کنول روشن ہین - اور محفل رقص وسرود آراستہ ہے - قدسی تماشا دیکھین تو لاہوت کو بھول جائین - ف

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جائے	
او دائرہ و اے گت چلی جائے	

ہان اور چھڑے جائے یہی آہنگ - یہی رنگ - فرشتو کو پھانسا کچھ خارجی کا گھر تو ہو نہین اسوقت تو حضرت جنون ہمارے مرشد کامل ہین سیر پھیر کر جھنجھوٹی کی دھن ہے - سُنا ہی کہ سبحان ملاء اعلیٰ اسی راگ پر مفتون ہین - اور اب اُنسے خوف ہی کیا ہو - وہ تو افیمچیون کی تلاش مین آتے ہین یہان کوسون افیمی کا پتا نہین مرزا سدھارتے ہین تو معاذ اللہ کا مقام ہوتا اسوقت خدا جانے کیا کچھ ہوگیا ہوتا -

نواب - ہوتا کیا کوٹھی کی کوٹھی بھک سے اُڑ جاتی - تو بہ کی کہ اب کسی افیونی کو آنے تک نہ دونگا - اس کالی بلا سے اللہ بچائے چاند تک خیریت ہی - افیم کا بندہ دشمن ہوگیا - خبردار آج سے افیونی دہلیز کے پار نہو نے پائے ہی ہو جو کہین مرزا ہوتے تو فرشتون نے وہ دند مچائی ہوتی کہ تو بہ ہی بھلی دل مسوس کر رہ جاتا - پہلی تاریخ کے انتظار مین آنکھین پتھرا گئین - بارے صد شکر کہ بخیر گذشت -

مسیتا بیگ - حضور میان شوری کا ٹپا سنیے گا - یا کوئی غزل چھیڑ دی جائے اچھا غزل ہی سُنیے - ذرا اشارے کی دیر تھی دو تین طوائفون نے ملکر یہ غزل گائی - ف

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل	بُلاؤن اگر مین بلانے کے قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے ... چلو تم نہین منھ لگانے کے قابل
ہنسا مین تو ہنسکر کہا اُسنے مجھ سے ... ہوے آپ بھی مسکرانے کے قابل
کہا کچھ جو مین نے تو بولے وہ صفدر ... ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

بھئی واہ واللہ کیا دور کی سوجھی کہ محفل رقص و طرب آراستہ ہو فرشتون کے بھسلانے کا نیا طریقہ ایجاد ہوا۔ ماشاءاللہ۔

میان آزاد کئی دن سے ساری کیفیت چپ چاپ بیٹھے دیکھ رہے تھے سوچے کہ ایسے رئیسون کی سرکار مین نوکری کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے چنلخوری کا بازار ہردم گرم ایک کا ایک دشمن۔

ایک دن مرزاجی منڈی مین پونڈے چکا رہے تھے اور سامنے سے میان آزاد باندھی ہاتھ مین لیے جھومتے جھامتے گھومتے گھامتے آرہے تھے۔ جب دوچار ہوے تو باہم یون گرم گفتار ہوے

آزاد۔ تسلیم کا جھراپھیکتا ہون۔ سن سے بچیے۔

میرزا۔ ہان! تو مین بھی آداب و اعتما ہون۔ دن سے سنبھلیے۔

آزاد۔ اللہ اللہ۔ ابھی تک چشمۂ لفاظی جاری ہے۔

میرزا۔ مگر یار خجل خورون سے عقل عاری ہی۔

آزاد۔ کہیے اب کیا شغل کیا رنگ ڈھنگ ہین۔

میرزاجی۔ پیچے کل پر چڑھے ہین آمادہ جنگ ہین حضرت ہم نے دھوپ مین تو بال سفید کیے نہین ہین ایک در بند سو در کھلے۔ مگر

ع۔ بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیدا است + ایک اور رئیس کے یہان گیا اور جاتے ہی چینی کی رنگ برنگ پیاری پیاری پیالیون مین اس حکمت کے ساتھ افیم گھولی کہ رئیس پیتے ہی پینک مین آگئے جسنے چسکی لگائی آنکھین بندان ہاتھون کے قربان اجی مجھ مین تو وہ جوہر ہے کہ جہان جاؤن قدر ہو۔ افیم کا بول بالا اور پینک کا منھ کالا۔ جب رئیس اور اُنکے رفیقون کو ذری ہوش آیا تو حقے کی پکار ہوئی۔ کوئی ہے۔ دس پانچ آدمی بول اُٹھے حاضر

حکم پیر و مرشد۔ ذرا پیچوان تازہ کرکے بھر لانا۔ بھائی ہماری سٹک بھی لاؤ۔ میان ایک اچھی سی چلم پلاؤ۔ مین تڑسے حقہ بھر لایا اور مشکبو تمباکو دھوان دھار رئیس کو پلایا۔ پینا دینا بخیر مینال منھ سے لگائے اونگھ رہے تھے جب پھر ہوش آیا تو دو چار کش پیے آنکھین کھل گئین۔ باچھین کھل گئین۔ یہ حقہ کس خدمتگار نے بھرا ہی؟ اسکو ہماری دُلائی انعام دے دو تب تو بندۂ درگاہ ہاتھ جوڑکر سامنے آن کھڑے ہوے۔ خداوند یہ غلام کی کارگذاری ہے خدمتگار کو اشارہ کیا تو دولائی اینجانب کے کاندھون پر جھک کر سات مرتبے فراشی سلام بجالایا۔ حق تعالی ایسے رئیسون کو سلامت رکھے۔ دم غنیمت ہے۔ اس وقت حضور کا بار احسان برروش ہی۔

رئیس۔ یہ افیم بھی تو آپ نے گھولی تھی واللہ مزہ آگیا۔

بندہ۔ قربان جاؤن حضور ایسی افیون پلاؤن کہ قیامت تک پینک رہے دخل کیا کہ بے کیف ہو جائیے۔ ہاتھ تلے ہوے ہین سانچے کے ڈھلے ہوے ہین پیر و مرشد کمال یہ ہی کہ دیکھتے دیکھتے آنکھین سرخ سُرخ ہوجائین۔ لال لال ڈورے رنگ جمائین سُنبل کے زیر بال کا لطف حاصل ہو۔ کیا مجال کہ کسی دوسرے کے ہاتھ کی افیم بھائے۔ اب شام کو حکم ہو تو غلام پھر پلائے۔

رئیس۔ ضرور! شام کیا معنی اب مین آپ کو جانے نہ دونگا۔ آپ تو واللہ ڈبیا ہی مین بند رکھنے کے قابل ہین۔ افیون تو کروڑون روپیہ کی پی ڈالی مگر ایسی کبھی آجتک نصیب ہی نہ ہوئی واللہ کیا ہاتھ ہین۔ جی چاہتا ہے چوم لون۔ مین نے پھر جھک کر فراشی سلام کیا۔ حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ مگر بھائی اسوقت جتنے خوشامد خورے بیٹھے تھے سب کا رنگ فق اور کلیجہ شق ہوگیا پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ اِسنے اچھا رنگ جمایا

ایسا نہو ہم نظرون سے گر جائین - کل کدھارے کو کہین دھتا بولدیا جائے تو اُف قیامت ہی کا سامنا ہو - واللہ مُعاوِدہ تدبیر کی کہ ہمارا اچھا بھلا رنگ پھیکا پڑگیا (سینیے افترا پردازون نے کیا شیطانی حرکت کی) ایک شخص نے کہا - حضور کی آواز اسوقت کچھ بھاری ہی دوسرے نے فقرہ چست کیا کہ آواز سے کچھ ضعف بھی پایا جاتا ہی تیسرے صاحب بولے نصیب اعدا کیا طبیعت بے لطف ہوگئی - چوتھے نبض پر ہاتھ لے گئے - اخاہ تپ چڑھی ہی - پانچوین نیم حکیم پیشانی پر ہاتھ رکھکر بولے - اُف فوہ ماتھا کیسا جلتا ہے چھٹے صاحب نے فرمایا کہ حضور کی آنکھون سے بھی نصیب دشمنان علالت پائی جاتی ہی - اب چوطرفہ سے یہی ہانک سُنائی دی کہ رئیس علیل ہین - جب سب نے ملکر کہنا شروع کیا تو وہ بھی گھبرائے فرماتے کیا ہین - ہان آج تو کچھ بدن بھی ٹوٹ رہا ہے آنکھین بھی جلتی ہین اور نبض مین بھی سرعت ہی اتنے مین ایک مصاحب نے کہا خداوندا کیا عرض کرون کلیجہ بیٹھا جاتا ہی - خدا جانے کیا ہوگیا دوسرے نے سر پکڑ کے کہا اُف سر پھٹا جاتا ہی - تیسرے نے آنکھین ملکر کہا بھئی آنکھین نکلی پڑتی ہین - الغرض سب نے ایک نئی بیماری بتائی - کسی کو بخار آیا - کسی کو جوڑی کسی کا بدن گٹھ گٹھنا ہوگیا - کسی کا جی متلایا - سب سلیمان بن بیٹھے - ایک کانپنے لگا دوسرا ہائے ہائے کرنے لگا - ہم چکرائے کہ بارخدایا یہ کیا بات ہی یہ سب کے سب ایکدم سے بیمار کیونکر پڑ گئے - ارے اچھر تو مین سوچا کہ یہ یاران سرپل کی کارستانی ہے - آنکھ مارا ملکر -

رئیس - آخر کچھ سوچے تو کہ یہ مجھے بھائے کیا گل کھلا ابھی تو ہم سب بھلے چنگے بیٹھے تھے - آناً فاناً مین کیسی ہوا چلی کہ درد سر درد کمر تپ لرزہ نے آدبوچا - ہمین کچھ فیہ ضرور ہی -

مصاحب - حضور تو جہان کسی نے دوچار چکنی چپڑی باتین سُنائین

بس دم مین آ گئے - خدا جانے ان ذات شریف نے افیم مین کیا ملایا تھا کہ سب کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے -

رفیق - کیا پتے کی بات کہی ہے - واللہ میری زبان سے لے گئے جیسے افیم پی جی متلانے لگا - اور ایک ہم پر کیا فرض ہے - سب کا یہی حال ہی -

لیمو نچوڑ - مین کہنے ہی کو تھا کہ یہ انھین تازہ وارد حضرت کے کانٹے بوئے ہوئے ہین اور حضور سچ کہون مجھے تو یہ کوئی اٹھائی گیرے معلوم ہوتے ہین دیکھئے آنکھون ہی سے چوٹاپن برستا ہی اور خدا جھوٹ نہ بلائے - تو یہ جیبر کی فکر مین آئے ہونگے - ضرور افیم مین کچھ ملا دیا انکو تھا نہ پر لے چلیئے -

خدمتگار - میرے سامنے انھون نے کچھ جیب سے نکالا اور افیم کے ساتھ گھولا - پھر حقہ بھرا تو تنباکو مین بھی کچھ ملا دیا - اب مجھے انکی نیت کا حال کیا معلوم تھا بھلا شکل صورت سے تو بھلے آدمی معلوم ہوتے ہین کوئی کسی کے پیٹ مین تو پیٹھا ہی نہین ہی -

رئیس - واہ صاحب آپ کے جوہر تو اب کھلے - بھلے کو جلد آپ کی ذات پہچان لی ورنہ آپ تو ایک آدھ کی جان لیتے اور سنکھیا دے دیتے اب خیر اسی مین ہی کہ آپ چپکے سے کھسک جائین ورنہ بری ٹھہرے گی -

مصاحب - ہم تو انکو بغیر ٹھیک بنائے نجانے دینگے - وہ تو کہئے حضور کی نیک نیتی ہی گاڑھے وقت آڑے آئی - ورنہ اسنے تو تسمہ تک نہین باقی رکھا تھا - انکو کوٹھری مین بند کرکے خوب ٹھونکئے اور پھر راہ خدا پر چھوڑ دے - مگر ذری خیال رکھے کہ خون نہ نکلنے پائے -

حضرت - تب تو میرے ہوش اُڑ گئے کہ خدا ہی خیر کرے تُبے پھنسے

دلائی کیا پائی کہ شامت ہی آئی۔ اب کرون تو کیا کرون۔ بھاگون تو چور بنون بیٹھون تو پچھا جاؤن مگر اتنی تشفی تھی کہ کوتوالی کوئی نہ دکھائے گا انہین اتنی جرأت کہان ایک دفعہ ہی مین اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی غنیمت سمجھے کہ ازین چہ بہتر۔ ایک نے دلائی پر ہاتھ مارا۔ دوسرے نے ہرونی چھین لی۔ تیسرے نے کہا بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی۔ لیجیے کہان تو دلائی انعام مین پائی تھی کہان شجاع الدولہ کے کوٹھون کی ہرونی بھی ہاتھ سے دی قہر درویش برجان درویش۔ بھاگا تو یہان آکر دم لیا۔ رخصت فی امان اللہ۔

میان آزاد دل مین سوچے کہ بھئی رئیسون کے دربار مین چنڈو خورون کی بڑی گرم بازاری ہے ان ملعونون کی دم مین رسّا نہ باندھا تو آزاد نہین۔ اُسوقت سے بیڑا اُٹھالیا کہ انکو ٹھیک بناؤنگا۔ پھر سوچے کہ کوشش ٹھکانے لگنا معلوم۔ ریل گھر پر تو ایک دفعہ بوچڑ بن چکے ہین اب کہین منہار یا چمار نہ بنائے جائین کہ ساری مشیخت نکل جائے بھئی کم کھائے غم نہ کھائے۔ اتنے مین میان آزاد اپنے آقاے نامدار کی کوٹھی پر پہونچے۔ تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے نواب صاحب کو ایک خط دیا اور کہا حضور میرزا جی نے یہ خط بھیجا ہے اسکو ملاحظہ کرکے جواب عنایت کیجیے مصاحبین کا چہرہ زرد اور دل سرد ہو گیا کہ اب اُسنے یہ تدبیر نکالی کہ چٹھیان بھیجنے لگا۔ ای حضور اس ردّی کو چاک کر ڈالیے۔ وہ اور خط بھیجے۔ اتنے ہوے اے تیری قدرت یہان تک آتے کیا پانون کی مہندی گھستی تھی ایسے بڑے مشیخت پناہ ہو گئے۔ نواب صاحب نے کہا اچھا پڑھو تو دیکھو کیا لکھا گیا ہے۔

میرزا صاحب کا خط

حقوق خدمت صد سالہ لعب طفلان ست
بکشوری کہ درو کودکان خداوندند

افیمچیون کے پشت پناہ۔ مدکیون کے قبلہ گاہ دام لعنتہ۔ لاکھ سکھایا پڑھایا مگر تم لونڈے ہی بنے رہے۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھوارے کی پیدائش اور یہ پیر عتاب۔ تمھارے دادا جان تک کی تو مین نے آنکھین دیکھی ہین اور تمھارے لکڑ دادا کے دادا پیر تک کی قبر سے واقف ہون۔ اس بڑھوتی وقت تم نے مجھکو نکالا ناچ نچاؤن تو سہی۔ سنیے صاحب ایک بدمعاش نے آکر زٹل قافیہ اُڑایا اور حضرت کو جنگ پر چڑھایا کہ ہم کو فرشتے گھر پھونکینگے۔ ہات تیرے چھچھوٹے کی دم مین رسا۔ اور نواب کو تو کیا کہون وہ تو چھپا کے تاؤ ہی نکلے جبکو اتنی عقل بھی نہین کہ فرشتے کہین چھپڑ جلایا کرتے ہین واہ ری عقل قربان اس فہم و دانش کے۔ تو صاحب اب فرشتے بھس مین چنگاری ڈالنے لگے۔ ارے توبہ۔ ارے توبہ۔ ان بے ایمانون پر آسمان نہین پھٹ پڑتا۔ اور دل لگی دیکھیے گا کہ حلوائن مر کر جی اٹھی اس کذب پر شیطان کی پھٹکار۔

نواب اب ذرا تو دل مین غور کرو کہ ساری خدائی بھر مین کہین بھی اندھیر اگھپ چھایا۔ کوئی بھی فرشتہ آیا ایک بھی گھر جلایا آپکے یہان مفت خورون نے میری بیخ کنی کے لیے یہ بھی مگر آپ تو سادہ لوح ہین سنتے ہی نادری حکم دیدیا کہ نکال دو۔ افسوس ع۔ گوسالہ ما پیر شد و گاؤ نشد + نام خدا سیانے ہونگے مگر ہو نرے دیوانے ہو۔ ذرا تو عقل سے کام لو۔ ذرا تو ان خوشامدیون کے منھ مین کالک ملو۔ کل کو کہین بیچاری بیگم پر آنچ نہ آجائے ایسا نہو کہ کسی الزام مین انکو بھی شہر بدر کرا دین۔

واہ بھئی واہ۔ کیون نہو آئے نہ جھانسے مین کھا گئے نہ غچا چڑھ گئے نہ جنگ پر۔ ابھی کیا ہے دیکھنا جو کہین نو مہینے یہ

لوگ جم گئے تو کوٹھے پر جھنڈی کا پھریرا اُڑ رہا ہوگا۔ ڈگڈگی بجے تو سہی کسی کا دل دکھانا اچھا نہین۔ اب تمھارے یہان تو بندہ آنے سے رہا۔ لاکھ روپیہ دو آنے والے کی دُم مین نمدا۔ سے

گر صد ہزار لعل و گہر مے دہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستہ

اب دل لگی دیکھیے تمھاری قلعی نہ کھولون تو میرزا نہین مجھے تو اندر باہر سب کا حال معلوم ہے نہ۔ وہ پتے پتے کی سناؤن کہ یاد ہی تو کرو۔ دریا مین رہ کر مگر سے بیر۔ ارے نادان نواب نوابی کے ٹھاٹھ ہی اور ہوتے ہین ریاست کے تیور ہی اور ہین وہ خم ودم ہی اور ہین۔ تم تو دمڑی کے بہوے ہی بنے رہے۔ نام کے نواب۔ میان نواب بننے کا شوق چرّائے تو ہم ایسون کو نوکر رکھو۔ داستان گوئی مین ہم بند نہین نقالی مین ہم بند نہین۔ خوشامد مین ہم بند نہین خراب بکے کون۔ آدمی ہو تو سمجھ جاؤ گے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔

ہمارے گول مول نواب صاحب ایکدن دونون وقت ملتے اپنی خوش سواد کوٹھی کے ایک رنگین کمرے مین بیٹھے مصاحبون رفیقون سے چہ میگوئیان کر رہے تھے کہ اتنے مین میان آزاد نے در وازے مین سے گردن نکالی مجرا عرض کرتا ہون پیرو مرشد آئیے میان آزاد۔ کہیے کہان سے سواری آتی ہے۔ اسوقت تو کچھ چہرہ تمتمایا ہوا ہے کیا کسی سے جھوڑ ہوئی ہے۔ اے حضور آپ کی جوتیون کے صدقے مین ہم جوار مین تو کوئی آنکھ نہین ملا سکتا دھاک ہے محلہ محلہ ہوا بندھی ہے۔ اچھے اچھے پہلوانون نے پچھاڑین کھائین۔ ہم نے وہ وہ ٹھینیان بتائین کہ چھٹی کا دودھ یاد آیا ہوگا۔ اسوقت بندہ ایک نانبائی کی دُکان پر کوکو پلاؤ بنانا سیکھتا تھا۔ آنچ کے سامنے جو جم کے کچھ دیر بیٹھنا پڑا تو چہرہ لال انگارا ہو گیا۔ خاصے تو یہ کہیے نانبائی گری کا بھی شوق چرّایا۔ ع۔ دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست۔ خیر صاحب ع۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر۔ کیون بھئی معقولات مین بھی کچھ دخل ہے یا لنگوٹا باندھکر کشتی اور دھینگا مشتی ہی جانتے ہو۔ کون! مین! معقولات! ۔ ہونھ۔ عمر بھر کیا کیا کیے۔ اس فن کی وہ کونسی کتاب ہے جسپر اینجانب نے نکتہ چینی نہین کی۔ فقہ امامیہ اور فقہ حنفیہ اور کتب تفسیر و تصوف جسمین چاہیے بحث کیجیے۔

مصاحب۔ حضور اس شہر مین ایک عالم آیا ہے کہتا ہے دنیا بھر کی کتابین چاٹ گیا ہون خصوصًا علم مناظرہ مین تو ید طولیٰ رکھتا ہے منطق کے زور سے جھوٹ کو سچ کر دکھائے مگر خدا کو نہین مانتا ہے۔ پکا ملحد اور منکر ہے۔

آزاد۔ واہ منطق کی اچھی قدر کی۔ حضرت اُنکے تو ہم بھی مشتاق ہین۔ واللہ خدا کا وہ کامل ثبوت دون کہ وہ خود پھڑک جائین۔ ذری یہان تک لائیے تو سہی۔ بھاگے راہ نہ ملے۔ جو پھر اس شہر مین منھ دکھائین تو آدمی نہ کہنا۔

نواب۔ ہان ہان میر صاحب ذری اُنکو پھانس پھونس کر لائیے تو میان آزاد کے جوہر تو کھلین۔ مگر میان ان منکرون سے بھڑنا دل لگی نہین کسی کے قائل ہی نہین۔ بس ایک مادے کے قائل ہین۔

اسپر میر صاحب نے زور سے دو چار دم لگائے اور لڑھکتے ہوئے گئے اور جھپ سے اُس دہریے کو لائے یہان ہجوم عام تھا وہ اژدحام تھا کہ تھالی اُچھالیے تو سر ہی سر جائے ملحد نے

آتے ہی پوچھا کہ کون بزرگوار بحث کرینگے -
میان آزاد بولے ہم - اب سب منتظر ہین کہ دیکھین کیا سوال جواب ہوتے ہین چوطرفہ کھچڑی پک رہی ہی کہ یہ ملحد تو کسی سے آجتک قائل ہی نہین ہوے انھین کوئی بند کیا کریگا -

میان آزاد

توحید مین مقام نہین قال وقیل کا
ہی کس کو ناطقہ ترے ذکر جمیل کا

یا ایہا السامعین - اس دہریے کے دل گردے کو دیکھیے کہ اللہ میان ہی کے قائل نہین - یہ شکل اور یہ صورت اور یہ خیال اے لعنت -

ملحد - پانی پی پی کر کوسنا اور بات ہی اور بحث کرنا اور بات ہی ہمین کوئی معقول کرے تو البتہ جانین - یہ کیا کہ لگے گالیان دینے -

آزاد - نامعقول کو معقول کون کرے - کوئی سوال کیجیے تو ہم جواب دین شک ہو رفع کر دین -

ملحد - اچھا پہلے تو ان تین سوالون کا جواب دیجیے پھر اور بحث چھیڑینگے -

سوال اول - خدا ہی تو ہمین نظر کیون نہین آتا -

سوال دوم - شیطان ناری ہی اور وہ دوزخ مین جلایا جائیگا - واہ وا واہ بھلا ناری کو آگ کا کیا ڈر ہی - اس سزا سے وہ ضرور نڈر ہے -

سوال سوم - جو کرتا ہی خدا کرتا ہے - پھر انسان کا قصور کیا - چوطرفہ سناٹا پڑ گیا - کہ واللہ کیا عالم ہی - اہو ہو ہو - کیا کڑے سوال کیے ہین سب کے اوسان خطا - ہوش اڑے ہوے - بگڑے دل لوگ دانت پیس رہے ہین کہ باہر نکلے تو گردن ہی ناپین کوئی دل ہی دل مین کوس رہا ہی کہ خدا کرے یہ مردک ابھی ابھی مر جائے کوئی قہر کی نگاہ سے گھور رہا ہی کہ اتنے مین میان آزاد نے کہا یار عزیز ایسی باتین نہ کرو جہنم مین جلائے جاؤگے جہنم مین اُسنے مسکرا کر کہا کہ - ع

ہمکو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی

اس پر میان آزاد نے ایک ڈھیلا کھینچ مارا کھٹ سے اُس منکر کی کھوپڑی پر پڑا - ہائے کر کے بیٹھ گیا - اُف لاحول ولاقوۃ اچھے وحشی سے پالا پڑا مین بحث کرنے آیا یا پتھراؤ کی - جب تقریر مین ہارے تو کلوخ اندازی کرنے لگے اور جو مین بھی ایک پتھر کھینچ مارون تو پھر کیسی ہو بچہ جی - جاہلون کا قاعدہ ہی کہ ہاتھا پائی پر آمادہ ہو جاتے ہین دہائی ہے نواب صاحب کی جیبہ بے سبب ہم پر ایک چھا کا چھار کھینچ مارا - سر بھنا گیا -

نواب بھئی آزاد ہمین یہ تمھاری حرکت پسند نہین آئی - یہ ڈھیلے بازی کے کیا معنی - مانا کہ یہ ذات شریف کشتنی سوختنی گردن زدنی ہین مگر بحث کر کے معقول کیجیے - یہ نہین کہ جوتا کھینچ مارا یا تان کے ایک ڈھیلا لگایا -

آزاد - پیرو مرشد مین نے تینون سوالون کا وہ جواب دیا کہ اگر کوئی قدردان ہوتا تو اسوقت گلے سے لگا لیتا اور کرورون روپیہ انعام کے دیتا - سنیے -

پہلا سوال - خدا ہی تو ہمین کیون نظر نہین آتا -

جواب - اگر اس ڈھیلے سے انکو چوٹ لگی تو چوٹ نظر کیون نہین آئی -

سبحان اللہ کا ڈونگڑا برس گیا - واہ اُستاد - واللہ کیا جواب ترکی بترکی دیا ہے -

دوسرا سوال - شیطان کو نار جہنم مین جلانا بیکار ہے وہ

تو خود نا رہی ہے -

جواب - انسے پوچھیے کہ یہ مٹی ہی کے پتلے ہین یا نہین - انکی کھوپڑی مٹی ہی کی بنی ہے یا سو بڑکی - پھر مٹی کا ڈھیلا لگا تو سر کیون بھنّا گیا - ہات ترے کی - واہ میان آزاد کیا جواب دندان شکن دیا کہ دانت کھٹّے ہو گئے -

تیسرا سوال - جو کرتا ہے خدا کرتا ہے -

جواب - پھر ڈھیلے لگانے کا جرم ہمپر کیسا -

ٹوپیان چو طرفہ اُچھلنے لگین - کہ واہ میرے شیر کیا کہنا ہے - اُہو ہو ہو کھو چیڈا گلیجرو - اب خدا کے قائل ہوے یا اب بھی کچھ مین میکھ ہے - کرورون باتون کی ایک بات یہ ہی کہ جب آپ ہی خاکی ہین اور مٹی ہی کا ڈھیلا مارا تو آپ کی کھوپڑی کیون بھنّائی -

لیجیے صاحب ابتک تو میان آزاد پہلوان اور پھکیت ہی تھے اب صوفی صافی اور مولوی بھی مشہور ہو گئے - نوابنے میان آزاد کی پیٹھ ٹھوکی - واہ کیون نہو - پہلے تو مین جھلّایا کہ یہ ڈھیلا بازی چہ معنی دارد - مگر پھر تو پھڑک گیا کہ واہ کیا نازک خیال آدمی ہے - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مصاحب بڑی سی رزائی جسمین کوئی دس سیر روئی پڑی تھی اوڑھ کر تشریف لائے این! یہ رزائی کیسی رزائی کیا لحاف کہیے - کیون میان یہ بے فصل رزائی اوڑھنا کیسا واہ قبلہ اس بھید کو آپ نہ سمجھے - اے بھائی رزائی تو طالبعلم کی لنگی ہے اوڑھیے تو گرم بچھایئے تو نرم - دبیجیے تو دھرم باندھیے تو بھرم - واہ بھی قافیہ سنجی بھی ہو تو اتنی -

ایک دن ہمارے باغ و بہار جوان لڑنتیے پہلوان میان آزاد اپنے آقاے نامدار نواب گردون مدار کی کوٹھی مین دو زانو بیٹھے مصاحبین سے گپ اُڑا رہے تھے - کسی کو لکڑی کی چوٹین کسی کو کشتی کے داؤ بتا رہے تھے کہ اتنے مین نواب صاحبنے کہا کیون آزاد کبھی بٹیرین بھی لڑائی ہین - نیت شب بخیر - اب کی ربیع الاول مین وہ گھماسان کی لڑائیان دکھائین کہ واہ جی واہ -

مصاحب - میان آزاد تم تو اپنے کو بڑا جہانیان جہان گشت سمجھتے ہو مگر واللہ یہ لڑائی نہ دیکھی ہوگی - سطرح گتھ جاتے ہین کہ توبہ ہی بھلی بٹیر کی لڑائی کے آگے تو توپ و تفنگ بھی گرد ہی اور پھر ہمارے نواب صاحب کے یہان کی پالیان - اُف فوہ آج ہماری سرکار مین جتنے بٹیر ہین اُتنے تو مٹیا برج کے چڑیا خانہ مین بھی نہونگے ایک ایک بٹیر ہزار ہزار کی خرید کا - نوک دم کے بنانے مین توڑے کے توڑے صرف ہو گئے - سیرون موتی مروارید تو مین نے اپنے ہاتھون پیس کر کھلا دیے ہین - کچھ دنون روز کھرل چلتا تھا - مگر واللہ آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین اس ڈیوڑھی پر اتنے دن سے ہوا ابتک بٹیر خانہ بھی نہ دیکھا ہے آؤ چلو تمکو سیر کرائین - یہ کہکر بٹیر خانہ لے گئے - میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ چو طرفہ کابکین ہی کابکین نظر آتی ہین - اور کابکین بھی وہ بیش بہا کہ اُہو ہو ہو - ہاتھی دانت کی تیلیان - اُپر گنگا جمنی گمذیان اور کارچوبی چھتین اور مقیش کی جھالر اُسپر کامدار مخملی غلافین - رنگ برنگ سونے چاندی کی ننھی ننھی کٹوریان جسمین بٹیر اپنی پیاری پیاری نکیلی چونچون سے پانی پیتین - پانچ پانچ چھ چھ سو کی لاگت کی کابکین ہر سمت ٹنگی ہین - کوٹھیان بھی رنگ برنگی - مصاحب ایک ایک کابک اُتار کر بٹیر دکھا کر تعریف کرنے لگے تو پُل باندھ دیے ایک بٹیر کو دکھا کر کہا کہ اللہ رکھے کیا منجھولا جنور ہے - صف شکن جو آپ نے سُنا ہو یہی حضرت ہین لندن تک خبر کے کاغذ مین اسکا حال چھپ گیا میری جان کی قسم ذری اسکی آن بان کو تو دیکھیے گا (بوسہ لیکر) ہاے کیا بانکا بٹیر ہے - یہ نوابصاحب

کے دادا جان کے وقت کا ہی۔ ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین
دم کے دم مین لاکھون پھونک دیے۔ روپیہ تو ٹھیکریان سمجھا کیے
پتنگ بازی کا شوق ہوا تو شہر بھر کے پتنگ بازون کو نہال
کر دیا کنکوے والے بن گئے۔ اجی اور تو اور لونڈے جو گلی
کوچون مین لنگر اور لگے سے کر ڈور لوٹا کرتے ہین روز دو پیچ پیکر
جھکوتیان کرتے تھے۔ عیاشی مین بھی وہ نام روشن کیا کہ کوئی
ڈوم ڈھاری غریب نظر نہ آیا۔ چانڈو کا شوق ہوا تو دقیانوس
کے وقت کی نگالیان ہزارون روپیہ کو خریدین اور فی سبیل اللہ
دو دو ڈھائی ڈھائی سو آدمیون کو ایک ایک دن مین چانڈو
پلا دیا۔ افیم اتنی خریدی کہ ٹکے سیر سے سولہ روپیہ سیر بکنے لگی۔
مالوا خالی چین ککھل۔ دن رات قوام کے چوطے کا منھ کالا۔
افیم کے ست کا بول بالا۔ جب دیکھو لمپ روشن جاگتی جوت
مکھیان تک فیض سے محروم نہین رہین بمبئی تک کے گنے آتے
تھے اور ہاتھی کے قد آدم چھلکون کا ڈھیر لگ جاتا تھا۔

آزاد۔ ہاتھی کے قد آدم بھی کتنا خوب۔

مصاحب۔ اللہ کی عنایت سے جو شوق کیا ایسا ہی کیا پھر
بٹیر بازی مین انکے سامنے کون ٹھہرتا۔ لاکھون روپیہ صرف
کر ڈالا اب یہ ایک صف شکن اُنکے وقت کا باقی رہ گیا ہی۔ یہ بزرگون
کی نشانی ہی۔ بٹیر کیا ہفت خوان منازل پہلوانی ہی ہفت اقلیم مین
لاثانی ہی۔ اُنکی وفات کو کوئی بیس تیس برس ہوئے ہونگے یہ تو
سمجھیے کہ محمد علی شاہ کے وقت مین خریدا گیا تھا۔ اب کوئی سو برس
کا ہوگا و کم یا دو اوپر مگر اس بڑھوتی وقت بھی وہ ہٹے موٹے
ہین کہ مرغ کو بیک کر لات دے تو وہ بھی چین بول جاوے جیسے
باز اور پدے کی لڑائی۔ اور کیون نہو نمک کس شور کا کھاتا ہی
اور نوابصاحب کے جیوٹ بنے کو تو آپ جانتے ہی ہین شاہی

مین جب وگلے والی پلٹن بگڑی تھی تو ہمارے حضور ہی بھیجے گئے تھے
پارسال کی دل لگی سنیے نواب صاحب کے ماموں تشریف لائے
انمین بھی ریاست کی بو ہی۔ کنکوا تو ایسا لڑاتے ہین کہ میان
ولایتی اُنکے آگے پانی بھرین دو دو توے افیم پی جائین اور وہی
خم و دم۔ بٹیر بازی کا بھی پرے سرے کا شوق ہی۔ آپکا ظفر پیکر
تو بلا کا بیٹر ہی۔ بٹیر کیا شیدی لندھور ہی۔ ڈھوہ کا ڈھوہ۔ جیسے
خاصہ چھوٹا تیتر۔ خیر آتے ہی نواب کو لیکر بٹیر دیکھنے گئے میرے
منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ حضور کو تو بٹیر دن کا مدت سے شوق ہی
کرورون ہی بٹیر دیکھ ڈالے ہونگے مگر صف شکن سا بٹیر تو حضور نے
بھی نہ دیکھا ہوگا۔

ماموں۔ ہونھ۔ اسکی اصل و حقیقت کیا ہی۔ ظفر پیکر کو دیکھو تو
آنکھین کھل جائین عقل کے ناخن لیجیے بڑھ کر ایک لات دے
تو صف شکن کیا معنی آپ کو تو کدم پالی باہر کر دے۔ حوصلہ ہو
تو منگواؤن۔

نواب۔ اچھا ماموں جان پھر کل شد ہو جائے۔ دو دو
چونچین تو ہون۔

ماموں۔ کیا مضائقہ۔ مگر اپنا بٹیر آپ مفت مین کٹوائینگے
آپس کی لڑائی سے فائدہ یا اچھا کل ہو ہی جائے۔ ادھر یا اُدھر۔
الغرض دوسرے دن پالی ہوئی۔ ہزارون آدمی جوق جوق آن
موجود۔ شہر بھر مین دھوم تھی کہ آج بڑے معرکہ کی جنگ ہی بھئی
قسم ہے رزق کی دو چیزین جسنے نہین دیکھین اُسنے دنیا مین کچھ
دیکھا ہی نہین ایک تو یہ پالی۔ دوسرے پیرو مل کی سوگھی۔ اُدھر
ظفر پیکر اس ٹھاٹھ سے آیا کہ زمین ہلگئی اور ہیرا تو کلیجہ ہلنے لگا
مگر صف شکن نے اُسدن آبرو رکھ لی۔ جب ہی تو نوابصاحب
اسکو بچون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین پہلے اسکو دانہ کھلوا لیتے ہین

پھر کہین آپ کھاتے ہین ایکدن خدا جانے بلّی دیکھی یا کیا ہوا کہ اپنے آپ پھڑکنے لگا - نواب سمجھے کہ بوندا ہو گیا پھر تو ایسے دھارون دھار روئے کہ گھر بھر مین کہرام مچ گیا مین نے نواب صاحب کو کبھی روتے دیکھا نہین - مجالس عزا مین ایک آنسو نہین نکلتا - جب بڑے نواب صاحب نے انتقال کیا تو اشک کا ایک قطرہ بھی نہ گرا - بھئی یہ بٹیر ہی ایسا انمول ہے - اور سچ تو یون ہے کہ اُسنے اُسدن نواب کی شامت بٹیرون پر احسان کیا واللہ جو کہین گھٹ جاتا تو بندہ تو جنگل کی راہ لیتا - میان جنگ مین آبرو ہی آبرو تو ہے - اور ہے کیا - خیر صاحب جیسے ہی دونون چکھی کھا چکے ظفر پیکر بجلی کی طرح صف شکن کی طرف چلا - یہ تو ری وہ گھاگر - آتے ہی دبوچ بیٹھا اور چوٹی کو چونچ سے پکڑ کر ایسی ایسی مرتوڑیان دین کہ دوسرا ہوتا تو ایک گز ٹے مین پھر سے بھاگ کھڑا ہوتا - نواب کا اُسدم چہرہ فق ہو گیا - اور کلیجہ شق منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - نصیب اعدا زہر کھانے کا وقت پہونچا کہ اتنے مین صف شکن قلفی کر کے لوٹ ہی تو پڑا - واہ میرے شیر - خوب پھرا - پالی بھر مین آواز گونجنے لگی - کہ اہو ہو ہو وہ مارا ہے - ہان بیٹھے دے بڑھ کر لات - ایک لات ایسی جمائی کہ ظفر پیکر نے منھ پھیر دیا - منھ کا پھیرنا تھا کہ صف شکن نے اُچک کر ایک جھنجھوٹی بتائی واہ واہ وا - اسی مقام پر ایک لات اور کس کر اہو ہو ہو شاباش - واہ پٹھے - اہو ہو ہو - اسی جگہ ایک اور اہو ہو ہو لگا ایک اور مرتوڑی - اہو ہو ہو اتنے مین میان ظفر پیکر پیچ کر کے تو کدم پالی باہر - پھُر سے اُڑ گیا - پالی بھر نے کہا وہ بھگایا - وہ مارا - چوطرفہ ٹوپیان اُچھل گئین - اور تالیان بجنے لگین واہ رے صف شکن - ظفر پیکر گھٹ گیا تو صف شکن کا دل اور بھی بڑھا - آج یہ بٹیر اپنا ثانی نہین رکھتا -

میان آزاد نے دیکھا کہ نواب کا ہزار ہا روپیہ بیٹرون کے پھیر مین ناحق گھوما جاتا ہے - ذہن کے پکے تو تھے ہی سوچے کہ آؤ آج ان سب کو اُڑا دین تو جبھی دل لگی ہو یہ سوچتے ہی مصاحب سے کہا کہ یار آج اچھی سی افیون گھول کر پلاؤ تو ہم بھی بسم اللہ کر دین - مصاحب کی باچھین کھل گئین کہ اچھے کو چیلا کیا - بڑے مڈھ کو مونڈا دوڑتے ہوئے گئے کہ افیون گھولکر لائین - ادھر میان آزاد نے میدان خالی پا کر کابکون کی کھڑکیان کھولدین - بٹیر سب پھر سے بھاگ گئے - صف شکن کو انھون نے چھپا لیا - باقی سب ہوا مین موجین لے رہے ہین - ہات ترے کی گھر بھر مین کتاب کا نام نہین کاغذ قلم دوات سے کام نہین کہین اور کابک اور بٹیر کے سوا کچھ نظر ہی نہین آتا - لو بچہ اور پالو بٹیر -

ہمارے رئیس نامدار یعنی نواب عرش وقار جھٹپٹے وقت اپنے باغچۂ پُر بہار مین فرش مکلف پر بیٹھے رنگ رلیان منا رہے تھے مصاحب اور رفقا خوشامد کی باتین بنا رہے تھے اور میان آزاد صحبت گرما رہے تھے اتنے مین دریائے اخضر فلک پر کشتی ہلال نظر آئی یعنی مہ نو نے اپنی پیاری پیاری صورت دکھائی چاندنی کا چھٹکنا تھا - کہ مصاحب بلبل کی طرح چہکنے لگے - نوابون کے دربارون مین مسخرون کا کال نہین - ایک افیمی پلاؤ کی چاٹ پر مسخرے بن گئے - چوطرفہ اُن پر بوچھار ہونے لگی - ایک شخص نے پوچھا کیون یار - واحد علی تمھارے کون ہین بھائی ہین نہ - تو فرماتے کیا ہین - جی واحد علی! میری خالہ جان کی بہن کے میان کے لڑکے کے باپ کے بیٹے ہین اسپر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ فلک ہفتم تک آواز پہونچی -

بھئی واللہ یہ نیا رشتہ ہی اچھی اُلٹ پھیر ہی - اور کیون میان تمھارے باپ تمھارے کون ہوے - واہ واسمین کونسی مشکل بات ہی بھلا - ہوے کون! باپ ہوے اچھے رہے اب ہمین ایسا گھامڑ سمجھ لیا ہی مجھے بھی کوئی گنوار مقرر کیا ہی - نواب صاحب نے کہا خوجی اس حوض مین نہاؤ تو ایک اشرفی دیتا ہون پیرومرشد اشرفیان تو حضور کی جوتیون کے صدقے مین بہت سی مل جائینگی مگر پھر جینا دوبھر ہو جائیگا - وہ نہ مرے سہی لیکن نکٹا جیا بُرے احوال - نا صاحب مجھے تو کوئی فی غوطہ ایک اشرفی دے تو بھی پانی مین نہ بیٹھون - پانی کی صورت دیکھے بدن کانپ اُٹھتا ہے اور روح لرزنے لگتی ہے بھئی واہ کیسے مرد ہو جی - میان نہاتے نہین - تو آپ کوئی قاضی ہین - ہم نہین نہاتے پھر آپ کو کیا - اجی سرکار کا حکم ہے - چلیے آپکی بلا سے کہنے لگے سرکار کا حکم ہے - پھر کوئی اپنی جان دیدے - حضور جو یہ ہوتے دھم سے حوض مین نہ کود پڑین تو افیم انھین نہ ملے - آپ بہت چل نکلے ہین - کھلائین حضور کھائین ہم - آپ کون بیچ مین بولنے والے اڑسٹھ برس سے تو مین افیم کھاتا آیا ہون اب آپ کے کہنے سے چھوڑ دون تو کیسے مرا جیا - نواب صاحب نے کہا اچھا بھئی جانے دو - دودھ کھاؤگے - واہ خداوند نیکی اور پوچھ پوچھ دودھ تو وہ شَے ہے جسکو انسان مان کے پیٹ سے نکلتے ہی غٹ غٹ پیتا ہی - لیکن ذری مٹھاس خوب ہو - شاہجہان پور کی سفید شکر یا روسڑکی کوٹھی کا قند یا کالپی کی مصری گھولیے گا اور تھوڑا سا کیوڑا بھی کبڑ دیجیے تو پیتے ہی آنکھین کھل جائین نواب صاحب نے حکم دیا کہ بھئی انکے واسطے دودھ لاؤ - کیون جی تم حلوائی کا دودھ پیتے ہو یا گھوسن کا - حضور جو ملجائے - آم کھانے سے کام ہی یا پیڑ گننے سے - غفور خدمتگار چاندی کے کٹورے مین دودھ لایا

خواجہ صاحب دودھ پیجیے - چُپ نامعقول اتنا بڑا لوڑھ ہوا ابے ابھی تک تمیز نہین آئی - یہ دودھ پینا کہان کا محاورہ ہے گنوار دودھ کھاتا نہین کہتا - کٹوری یہان رکھدے مین ابھی آیا ذری کتّے بلّی کو دیکھتے رہنا - کہان کہان - خوجی کہان - ای دودھ تو کھائے جاؤ مرد آدمی - کہین نہین حضور ابھی آیا - خوجی جب نظر سے اوجھل ہوئے تو میان آزاد چپکے سے آدھا دودھ کھا گئے اور کٹورا لبالب کرنے کے لیے حوض سے پانی لے کر بھر دیا - اتفاق سے ایک چھوٹی سی مچھلی بھی پانی کے ساتھ کٹورے مین آ رہی جب خواجہ صاحب تھوڑی دیر مین پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے ہوے برآمد ہوے اور کٹورے کو دودھ سے لبالب پایا تو باچھین کھل گئین جاتے ہی منھ ڈالدیا - اتنے مین مچھلی بھی منھ مین آئی تب تو چکرائے کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی - غفور پر بہت ہی جھلائے - اور نواب صاحب سے بڑی شکایت کی حضور اسکی کان گوشی واجب ہے - ایسا غافل ہو گیا کہ حوض سے مچھلی اُچک آئی اور انھین کانون کان خبر نہین - او گیدی اتنی قرولیان بھونکی ہونگی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا حاضرین نے خوب قہقہہ لگایا جسے دیکھو لوٹ رہا ہی کہ واللہ اچھی دل لگی ہوئی - اسپر میان آزاد نے کہا ع - اسے کھا جا یہ شیر ماہی ہو تب تو میان افیمچی نہایت ہی افسوس کرنے لگے کہ ہاے ہاے سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکل گئی - مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شیر ماہی ہے ورنہ کچا ہی چبا جاتا - اس قسم کی مچھلی مین یہ خاصیت ہی کہ اسّی برس کا بڈھا کھائے تو جوان ہو جائے نئے سر سے دانت نکل آئین اسپر گھنٹون دل لگی رہی اتنے مین ایک صاحب نے پوچھا کہ خواجہ صاحب لوگ آپ کے پدر بزرگوار کو باورچی بتاتے ہین واللہ ہم تو آپکو شریف زادہ سمجھتے تھے مگر آپ پاجی ہی نکلے پاجی آپ اور آپ کے باپ - کچھ سیدھے تو نہین ہو یہ پاجی کی

کونسی بات چیت ہی ہمنے تو عمر بھر کبھی چوطھا نہین پھونکا - باپ
دادا کا حال نہین معلوم کون تھے - کون نہین تھے - واہ میان واہ
تو یہ کہیے آپ کو اپنے باپ دادا کا حال ہی نہین معلوم - یا علی
تو بندہ نواز آپ کی عالی خاندانی کی قلعی کھل گئی - بس بس
اب آپ اس دربار کے لائق نہین - نواب صاحب نے
مسکرا کر کہا - ارے میان خوجی تمکو اپنی زبان سے بھی کہنا نہین
یہ تم بک کیا گئے - کوئی اپنے باپ دادا کو بھی نہین جانتا واہ
پاگل ساٹھ برس کا ہوا آدمیت نہ آئی سٹھیا گیا ہی - میان آزاد
نے پوچھا کیون میان صاحب آپ پٹھان ہین یا شیخ - جی مین
تو ہندوستانی ہون - این! یہ بھی کیا خوب ارے بھئی مسلمان
ہو یا کافر صاحب پیدا کہان ہوے - ہندوستان کے بیچ مین پھر
اس سے کیا واسطہ - اگر اصطبل کے بیچ مین پیدا ہوتے تو کیا
لوگون کے بیچ مین گھوڑے کہلاتے - اس معاملہ کے بیچ مین انصاف تو
کیجیے - پھر ایک فرمایشی قہقہہ پڑا - اور حاضرین لوٹنے لگے -

اب سنیے کہ ایک اور مسخر الدولہ آئے - حضور کو مجرا - اخاہ میر
مذاق ہین آئیے مشفق کہیے کوئی تازہ خبر - تازہ خبر یہ ہی کہ آج سے
اینجانب تارک اللحم ہو گئے - گوشت اب نہ چھوئین گے - نباتات ہی
پر دانت لگائین گے - کیون کیون خیر باشد - یہ کیا بد پرہیزیان
ہین - کیا باورچی نے گوشت نہین دیا - غفور - حضور - مجدو کو
بلاؤ - مجدو آیا - آداب بجالایا - کیون جی تم سے تو ہمنے کہدیا ہے
کہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھا کرو (اتفاق سے میان مجدو
واحد العین تھے) حضور غلام سب کو اسی ایک آنکھ سے دیکھتا ہی جھوٹ
کہتا ہو تو یہ (کانی کو دکھا کر) آنکھ اپنے بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پھوڑ ڈالیے (بائین ہاتھ کی چھنگلیا نواب صاحب کی نذر دیتی)
اسپر نواب صاحب ہنس پڑے - انکا ہنسنا تھا کہ مصاحبون
نے بھی کھلکھلانا شروع کیا - مسخر الدولہ بولے کہ خداوند اسکا
قصور نہین - مین کچھ اور ہی عرض کرتا ہون - وہ فرمائیے -
حضور ایک بڑے عالم نے لکھا ہی کہ نباتات کھایا کرو گوشت
کھانا برا - سو حضور کچھ دن آپ بھی اسکا تجربہ کرین مصاحبون
نے جو یہ سنا تو پیٹ مین چوہے چھوٹ گئے کہ کہین ایسا نہو کہ
نواب سیدھے سادھے تو ہین ہی گوشت ووشت کا کھانا
چھوڑ دین تو پھر ہم منہ ہی تاکا کرین یہ سیخ اور شامی کباب
اور قورما اور کوفتے اور دو پیازا اور کوکو پلاؤ کھانے ہی مین
نہ آئے - واہ بے بھاجی خور - اچھا آیا -

۱ - حضور انکو تو سودا ہو گیا ہی - گرمی کے دن آئے اور ان کے
سر پر شیخ سدو سوار ہوے کہنے لگے گوشت نہ کھائیے پھر
کھائین کیا برے کا سر - آپ تو گھانس کھا گئے ہین -

۲ - پیر و مرشد یہ ایسی ہی بے ٹھکانے بات بک دیا کرتے ہین
جسکا سر نہ پیر ایک عالم گوشت چکھتا ہی - انکے یہان ممانعت ہی
تو صاحب گوشت نہ کھائین تو پھر کیا بھوسا کھائین سانی کھائین
میلا کھائین چھپر کا پھوس کھائین -

۳ - ابھی انکی فصد کھلوائیے - قطرب کی علامت پائی جاتی ہے
حضور گوشت کبھی نہ چھوڑیے گا - یہ بڑی نعمت ہی -

۴ - میان کیسی باتین کرتے ہو - حضور چھوڑین بھی تو کہین چھوٹ
سکتا ہے - رئیسون سے گوشت بغیر ایک لقمہ تو کھایا نجائے نہ کہ
ترک کرنا - اور انکی نہ کہیے - یہ تو دیوانے مشہور ہی ہین -
پائین تو بکرے کا بکرا چکھ جائین اور ڈکار تک نہ لین - مگر
نصیحت کرنے مین آندھی ہین - آپکو قسم ہے جو آج سے گوشت
کھائیے - گوشت کھاؤ تو مردار - حرام - سور - کھو بیش باد
بس رہ گئے -

مسخر الدولہ۔ میان ستو برس کے بعد گھونٹے کے بھی دن ہوتے ہین سو کئی صدی بعد گھانس پھونس کی بھی رتی چمکی۔ دیکھ لینا جو دس برس مین ایک گوشت خور بھی نظر آئے سب گھانس خور ہو جائین تو سہی۔

میان آزاد ایکدن سویرے منھ اندھیرے بازار مین گشت کر رہے تھے۔ بازار بھر مین سناٹا۔ حلوائی بھٹی مین سو رہا ہے۔ مگر نانبائی برتن دھو رہا ہے دروازہ بند۔ کنجڑون کی دکان پر اردی نہ شکر قند۔ جوہریون کی دکان مین قفل لگا ہوا ہے۔ مگر تمباکو والا جگا ہوا ہے۔ خاکروب سڑک پر جھاڑو دے رہا ہے میدے والا پسنہاریون سے جائزہ لے رہا ہے۔ ادھر صدائے مرغ سحر اُدھر ندائے اللہ اکبر۔ شوالے کا گھنٹا ٹھن ٹھن بج رہا ہے کوئی اپنی دکان سج رہا ہے۔ میان بزقصاب دکان پر ڈٹے ہوئے کھٹا کھٹ چھری چلا رہے ہین۔ کتے دُم ہلا رہے ہین اور بوٹیون کی خیر منا رہے ہین۔ اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص لنگی باندھے افیم کی پینک مین جھوم رہا ہے۔ اور بوکھلایا ہوا چوطرفہ گھوم رہا ہے ہاتھ مین چلم۔ دکان کے صدقے ہو رہا ہے کہ کہین سے ایک چنگاری ملجائے تو دم لگے دھوان دھار حقہ اُڑے۔ جہان جاتے ہین پھر ہانک کی آواز آتی ہے بہت ہی چکرائے لاحول ولا قوۃ۔ بھئی ایسا شہر نہین دیکھا منحوس جہان آگ مانگے نہ ملے۔ جانو ہمین بھی کوئی چھین ٹکے صرف ہوتے ہین۔ یا گرہ سے کچھ جاتا ہے۔ الغرض محلے والونکو صلواتین سناتے اور دل ہی دل مین جھلاتے ہوئے نانبائی کی دکان پر حضرت پہونچے۔

حضرت۔ بڑے بھائی اک ذری آگ تو جھپ سے دیدینا میرا یار لاؤ تو جھٹ پٹ۔

نانبائی۔ اچھا اچھا تو دکان سے الگ رہو۔ چھاتی پر کیون چڑھے بیٹھتے ہو۔ یہان ستو دھندے کرتے ہین۔ آپکی طرح کوئی بیفکرا تو ہی نہین کہ تڑکا ہوا اور چلم لی اور لگے کوڑی دکان مانگنے۔ ملگئی تو خیر نہین تو گالیان دینی شروع کین۔ صبح صبح اللہ کا نام نہ رسول پیغمبر سے کام نہ رام رام چلم لیے دکان پر ڈٹ گئے۔ واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے۔ ایسی ہی طلب ہے تو ایک کنڈی کیون نہین گاڑ رکھتے کہ رات بھر آگ ہی آگ رہے۔ اب ہم اپنا کام کرین گاہکون کو سودا دین یا آگ دیتے پھرین۔ اب کیا کوئی خوان لے بھاگیگا۔ یا کھڑا تاکا ہے یا سیخ پر دانت ہے۔ ایسے ہی اُچکے تو چوری کرتے ہین۔ آنکھ چوکی اور مال غائب۔ کیا سہل نسخا ہے کہ چلم لیکر آگ مانگنے آئے ہین کسی دن مین چلم و لم نہ توڑ تاڑ کے پھینکدون۔ تم تڑکے تڑکے دکان پر آیا کرو جی۔ نہین محنت مین کسی دن ٹھائین ٹھائین ہو جاویگی۔

حضرت کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا جی چاہا کہ بھٹی ہی مین سر گھونس دین مگر سوچے کہ ہم افیمی آدمی وہ نانبائی گوشت پر پلے کھا کھا کر کپے کی طرح پھول گیا ہے ایسا نہو کہ ایک تیخنی بتائے۔ خیر دانت پیس کر رہ گئے۔ وہان سے چلے تو حلوائی کی دکان پر پہونچے۔

حضرت۔ میان ایک ذری سی آگ دینا بھائی ہوت۔

اُس وقت حلوائی کا دودھ بلی پی گئی تھی جھلایا بیٹھا تھا گھبراہٹ مین سمجھا کہ کوئی فقیر بھیک مانگنے آیا ہے۔ تڑک کر اور بھڑک کر بولا کہ اور دکان دیکھو۔ سویرے سویرے کوڑی کی پڑگئی۔ جاتا ہے کہ دون دھکا۔ رہین کہین ہرن کہین۔ کوڑی مانگنے یہان موجود دنیا بھر کے مرتے نانا مُوگھاٹ۔ اب کھڑا اگھورتا ہے کیا۔ دو دون کہین چھوڑ نہ ڈالون مین۔

حضرت - کچھ وا ہی ہوا ہے - ابے ہم کوئی فقیر ہین - مین ایک گھسن پٹی نہ بتاؤن بچہ - لو صاحب ہم تو آگ مانگنے آئے ہین - یہ ہم کو بھک منگا بتاتا ہے - اندھا ہے کون -

حلوائی - (دکان سے اُتر کر) بھک منگا نا ہین تو ہی کون لنگوٹی باندھ لین اور چلے آگ مانگے تمھارے بابا کا کج (قرض) دھرا ہے - جب انھون نے دیکھا کہ یہ لپاڈگی پر آمادہ ہو ہی گیا اور لنگ کس کر دھم سے کود پڑا تو سوچے کہ بولے اور پچھے گئے - یہ اسوقت جھلّایا ہوا ہی ایسا نہو کہ دو چار گدّے کس کے لگا دے تو پھر کس ہی نکل جائے چپکے سے کان دبائے چل کھڑے ہوئے آج ترڑکے ترڑکے کسکا منھ دیکھا تھا کہ جہان جاتے ہین جھوڑ ہو جاتی ہی - آگ نہ ملی نہ ملی - اتنے مین دیکھا کہ ایک سنار کی دکان پر آگ دہک رہی ہی اوہو ہو بھئی یہ بیچارہ بھلے مانس آدمی ہے بے عذر آگ دیدیگا - اتفاق سے اسوقت سنار دکان پر نہ تھا - یہ تو حقے کی فکر مین چوندھیائے ہوئے تھے ہی جھپ سے دکان پر چڑھ گئے انکا دکان پر چڑھنا تھا کہ سنار بھی اسی وقت آگیا اور ان کو دیکھ کر آگ بھبھوکا ہو گیا تو کون ہے بے - دیکھو بے تے نہ کرنا - سنار نے جھلّا کر ایک چپت جمائی ابے تو ہے کون - اور سنیے صاحب خالی دکان پر کیا مزے سے چڑھ گئے (ایک اور دھپ جما کر) اور جو کوئی عدد جاتا رہتا - میان انفیچی نے دیکھا کہ اسنے تو "اینجانب کا سر پنجون کا سر مقرر کیا" معًا چلم پھینک کر سامنے کھڑے ہوے بھلا اب کی تو ہاتھ چلا - سنار نے دیکھا کہ منحنی سا آدمی دبلا پتلا اور اتنا اکڑتا ہے - بڑھ کر ایک چانٹا اور رسید کیا اور ہے گا - اتنے مین تیس چالیس آدمی جمع ہو گئے - کیا ہے میان کیا ہے - ہے کیا یہ ہماری دکان پر چوری کرنے آئے تھے - ہم نے گردن ناپی - لو مین چوری کرنے آیا تھا - مین چور ہون چور کی ایسی ہی صورت ہوتی ہے -

لوگ - کون! تم! ہمین تو تم شاہین چور معلوم ہوتے ہو -

کال جواری - اچھا پھر تم انکی دکان پر گئے کیون - دکاندار نہین تھا تو وہان تمھارا کیا کام - اور جو سونا چاندی کا گہنا لے بھاگتے تو یہ تمھین کہان ڈھونڈھتے پھرتے -

سنار - توبہ کرو صاحب انکا پھرتیا کہان ملتا یہ چانڈو خانے مین جاتے یا جمنا اُس پار - چلو تھانہ پر -

لوگ - میان اب جانے دو - تم اپنی طرف دیکھو جاؤ خبردار اب دکان پر نہ چڑھ جانا - نہین پچھتاؤگے بچہ -

انفیچی کی جان اس جھگڑے سے بچی تو سب سے پہلے چلم کی فکر ہوئی این! چلم کون لے بھاگا بارے خدا خدا کر کے چلم ملی سنار نے کہا اچھا آؤ آگ لیتے جاؤ - حضرت نے آگ پائی اور گھر کی راہ لی ترڑکے ترڑکے اچھی بھنی ہوئی - چور بنے مار کھائی جھڑکے گئے تب کہین بعد خرابی بصرہ آگ پائی - ایسی طلب کو آگ لگے -

میان آزاد یہ دل لگی دیکھ کر آگے بڑھے چلتے چلتے نواب کی ڈیوڑھی پر آئے اور آداب بجا لائے -

نواب - آج اتنا دن چڑھ گیا کہان تھے - کیا دربار گئے تھے -

آزاد - حضور آج بڑی دل لگی دیکھنے مین آئی - واللہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جائیے گا - طلب بھی کیا بری چیز ہے اور یہ انفیچی تو اور بھی ستم ڈھاتے ہین (ساری داستان کہ سنائی) -

نواب - (کھلکھلا کر) واللہ اچھی دل لگی ہوئی - آگ کے عوض چپتین پڑین ارے میان ذرا خوجی کو بلانا ہان ذرا خوجی کے

سامنے سُنانا ۔ کسی دن وہ بھی بہکین گے ۔

اتنے مین خواجہ صاحب تو دہرا افیم پی کر نشے مین غین جھومتے جھامتے لڑھکتے پڑھکتے آئے ۔ غلام کو حضور نے یاد کیا ہے ۔ جی ہان اسوقت کس فکر مین تھے ۔ ای خداوند افیم گھول رہا تھا ۔ اور فکر تو حضور کی بدولت قریب ہی نہین پھٹکنے پاتی ۔ مین فکر کیا جانون جو رونہ جانتا اللہ میان سے ناتا ۔ دو وقتہ پلاؤ اُڑانا اور افیم کی چسکی لگانا ۔ حضور ابتو لٹ گیا نوابی مین غلام پر بھی جوبن تھا ۔ چوک مین اُنگلیان اُٹھتی تھین ۔

مصاحب ۔ (قہقہہ لگاکر) اچھی بے تکی سُنائی اسوقت جوبن اور ڈنڈ بل کا کیا ذکر تھا جی ۔

اتنے مین ایک چوبدار برہنہ سر پریشان ہانپتا کانپتا ہوا آیا ۔ خداوند بڑا غضب ہو گیا ۔ کیا ۔ کیون کیا کہون ۔ کہو ۔ این خیر ہے ۔ بولو تو ۔

سب کا رنگ فق کہ خدا ہی خیر کرے ۔ نواب کا کلیجہ دہل گیا میان کچھ منھ سے بولو ۔ سر سے کھیلو ۔ آخر کیا آفت آئی ۔ کچھ معلوم تو ہو

چوبدار ۔ (ہاتھ جوڑکر) جان بخشی ہو تو عرض کرون بٹیر سب اُڑ گئے

نواب ۔ (ہاتھ ملتے ہوے) سب !!! ارے سب اُڑ گئے ۔ ہائے میرے صف شکن کو جو ڈھونڈھ لائے ہزار نقد انقد گنوائے اسوقت مین جیتے جی مر مٹا ۔ اُف اُف ۔ ابھی ابھی سانڈنی سوار دوڑے حکم دو کہ مجکو سی دورہ کرین جہان صف شکن ملے سمجھا بوجھا کر لے ہی آئین ۔

مصاحب ۔ خداوند سمجھانا کیسا ۔ وہ بھی کوئی آدمی ہی کہ سمجھ جائیگا ۔ حضور لاکھ پڑھے پھر جنور ہے ۔

نواب ۔ کوئی ہے ۔

رفقا ۔ حاضر ۔ پیر و مرشد خداوند جی حضور ۔

نواب ۔ اپنے جوتے پڑین ۔ لو صاحب ہم تو اُسوقت گھبرائے ہوے ہین ۔ یہ بات کاٹتا ہے ۔ صف شکن کو تم ایسے گدھون سے زیادہ تمیز ہی ۔

رفقا ۔ حق ہے ۔ ای حضور وہ تو عربی سمجھ لیتا ہی ۔

دوسرے بولے خداوند اُسکو قرآن کے کئی سپارے یاد ہین ۔

تیسرے نے کہا قسم ہی پنجتن پاک کی مین نے اُسکو نماز پڑھتے دیکھا ہی

چوتھے ۔ ایکدن ہنس رہا تھا ۔ پانچوین ۔ اجی ہمنے ڈنڈ پیلتے دیکھا ہی

نواب صاحب کو اِن کل باتون کا یقین آ گیا ۔ اُس مصاحب بیچارے کی گُدّی پر دو چار گُدّے پڑ گئے ۔

بٹیر کیا اُڑ گئے کہ نواب کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے آنکھون سے اشک جاری ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہین ۔ کلیجہ بلیون اُچھل رہا ہی چہرے پر ہوائیان اُڑی ہوئی ہین ۔ ہاے میرا صف شکن ۔ پیارا صف شکن ۔ سہ

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

مجھے تو اُس سے عشق ہو گیا تھا جی ۔ مین تو اُسکی بانکی ادا پر جان دیتا تھا ۔ یارو ۔ وہ نکیلی چونچ ۔ وہ بیتابی سے کاکن جگنا جکھی کھائی اور ڈٹ گیا ۔ سیکڑون معرکون مین لڑا یا مگر کورا آیا ۔ دو دو چونچین ہوئین ۔ اور بٹیر دُم دباکر بھاگا ۔ پھر سامنا ہوا اور منھ پھیر دیا ۔ کس بانکپن سے جھپٹ کر لات دیتا تھا کہ پالی بھر بھر اُٹھتی تھی اور اُسکی بساط ہی کیا تھی ۔ منجھولا جنور ۔ لیکن بلا کا کس بل ۔ اور قسم ہی صف شکن ہی کی اُسکی خوبیان تو مجھپر آج کھلین ۔ یہ تو مین پہلے ہی سے جانتا تھا کہ وہ حقانی جانور ہی صورت بٹیر کی ۔ مگر سیرت فقرا کی ۔ اور ایک پنڈت نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ کیا جانے کیسی کھنڈت ہو گئی نہین تو اسکا بڑا درجہ تھا ۔ اب سُنا کہ نماز بھی پڑھتا تھا ۔

مصاحب ۔ حضور کو یاد ہوگا کہ رمضان شریف کے مہینے مین

اُسنے دن کے وقت دانہ تک نہ چھوا حضور سمجھے تھے بوند ہو گیا مگر مین تاڑ گیا کہ پابند صوم و صلوٰۃ ہی -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - کیا شان کبریائی ہی - خداوند اب مین حضور سے کہتا ہون کہ دس پانچ دفعہ مین نے افیم بھی پلادی مگر و اللہ باللہ تم باللہ جو ذرا بھی نشہ ہوا ہو - ہان انکھڑیون مین لال لال ڈورے تو پڑ گئے تھے -

میر صاحب - پیر و مرشد یقین جانئے پچھلے پہر سے سحر کاذب تک حق حق کی آواز کا ب کے آیا کرتی تھی غفور تم کو بھی تو ہم نے کئی بار جگا کر سُنایا تھا کہ صف شکن یاد خدا مین مصروف ہین -

غفور - ہان میان پچھلے سے حق حق کیا کرتے تھے اور اکثر دیکھا تھا کہ سجدہ کر رہے ہین -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - واہ میان صف شکن علی شاہ -

نواب - بھئی ہم نے اُسے پہچانا ہی نہین -

افسوس کہ عمر رفت و ہشیاری نیست	دردا کہ خیال خویشتن داری نیست

اُف اُف بھئی کوئی پنکھا جھلنا -

مصاحبین - (غل مچا کر) پنکھا لاؤ - جلدی - سامنے کھڑے ہو کر جھلو -

نواب - پیتم جو مین جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نا کوئے

خوجی - (پینک سے چونک کر) ہان ذری اونچے سرون مین - واہ اُستاد چھیڑے جا - اسوقت تو میان شوری کی روح پھڑک گئی ہوگی -

نواب - چُپ نامعقول - کوئی ہی - انکو یہان سے ٹہلاؤ - یہ رئیسون کی صحبت کے قابل نہین - مجھکو بھی کوئی گویا مقرر کیا ہی - یہان تو جی جلتا ہے اور اندر ہی اندر پُھنک رہا ہون اُنکے نزدیک قوالی ہو رہی ہی کہنے لگے اونچے سرون مین میان شوری یاد آتے ہین - تم ایسے مفت خورون کو کسی کے درد دکھ سے کیا سروکار - تم کو تو چکھوتیون سے مطلب ہی اور بس - فرنی ہو کھیر پکے - مزعفر پر ہاتھ پڑے - ٹکڑے کھائے دل بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے -

خوجی - خداوند غلام تو اسدم اپنے آپے مین نہین - ہائے صف شکن کی کا ایک خالی ہو اور مین اپنے ہوش و حواس سے چوکس رہون - میرا معشوق نظر سے غائب ہو تو طبیعت کیونکر حاضر ہو حضور نے اسوقت مجھپر جبر کیا - افسوس ہائے افسوس - ارے یارو صف شکن کو کہین سے تو ڈھونڈھ لاؤ کوئی تو پتا لگاؤ چور گیدی سے خدا سمجھے -

نواب - شاباش - خوجی شاباش - اسوقت طبیعت بہت ہی خوش ہو گئی - بیشک تم نمک حلال تمھارے باپ دادا نمک حلال ارے بھئی اُلنڈٹی سوار دوڑائے گئے یا نہین -

مصاحب - شجاعت علی سے کہو ابھی سانڈنی تیار ہو - اور پنجکوسی چکر لگائے - جہان صف شکن ملین اُنکو سمجھا بُجھا کر لے ہی آئے -

شجاعت - جاتا تو ہون مگر یہ تو منطق پڑھے ہین میری کیا سُنین گے کوئی مولوی بھی تو ساتھ بھیجیے اُنسے بحثے گا کون - غلام تو کچھ اونٹ ہی چلانا خوب جانتا ہی - اُنسے دلیل کون کرے بھلا -

خوجی - خداوند قربان جاؤن - افیم چانڈو مدک چرس کی بحث ہو تو بندۂ درگاہ کو بھڑا دیجیے مگر وہان تو حقانی باتین ہونگی آمین اینجانب کو واجبی ہی واجبی دخل ہے پھر دخل در معقولات دیگر آلو بھون مفت مین -

میان آزاد - پیر و مرشد - بانک بنوٹ لکڑی پٹے کا چرچا ہوتا تو بندہ بھی تلوار سوت کر عین موقع واردات پر جا ڈٹتا اور پیر کے پیر چرکا نشتر پر نشتر لگاتا - مگر منطق کی بحث کچھ خالہ جی کا گھر تو ہئی نہین کسی جغادری مولانا کو بُلوائیے -

مصاحبون نے ایک مولانا صاحب کو تجویز امولانا بیچارے

پھٹے حالون تھے۔ سمجھے کہ جو ملے غنیمت ہی مگر یاران سرپل نے اُنسے کل داستان نہین بیان کی۔ چوبدار مکان پر گیا اور کہا کہ نوابصاحب نے آپکو یاد کیا ہی چلیے کسی بڑے عالم سے بحث ہوگی

مولانا۔ السلام علیکم۔ حضور نے آج یاد فرمایا ہی؟ زہے نصیب

نواب۔ وعلیک السلام۔ آپ کو اسوجہ سے تکلیف دی کہ میرا قرۃ العین لخت جگر نور بصر ناراض ہوکر چلا گیا مگر منطقی آدمی ہی اسرار خدائی سے واقف۔ علم مناظرہ مین طاق۔ پابند روزہ و نماز آپ بحث کیجیے اور معقول کر کے لے آیئے۔

مولانا۔ انشاء اللہ۔ والدین کا بُرا عق ہوتا ہے وہ کیسے نادان آدمی ہین کہ والد سے خفا ہو گئے مقام استعجاب ہی۔

خوجی۔ مولانا صاحب۔ وہ بٹیر ہے۔ مگر خوش تمیز۔ عارف زاہد عفت کوش۔ متقی۔ متشرع۔ منطقی۔ فلسفی۔ سیاحت دان عربی خوان۔

میر صاحب۔ کیا صف شکن کا نام مولانا صاحب نے نہ سُنا ہوگا وہ تو روم و شام تک مشہور تھے قبلہ حقیقت حال یون ہی کہ سرکار کا بٹیر صف شکن کل کابک سے اُڑ گیا۔ اب تجویز یہ ہوئی ہی کہ ایک سانڈنی سوار جائے اور سمجھا بجھا کر لے آئے مگر شتربان پھر شتربان ہی۔ لاکھ صحبت یافتہ ہو تو کیا لہذا آپ بُلائے گئے کہ سانڈنی پر سوار ہو جیے اور اُنکو بلطائف الحیل بُلا لایئے۔

مولانا۔ درست۔ آپ سب کے سب نشے مین تو نہین ہین۔ ہوش کی باتین کیجیے۔ خود مسخرے بنتے ہو یا مجھے مسخرہ بناتے ہو بٹیر منطقی کیسا لاحول ولاقوۃ۔ آپ نے مجھے بھی کوئی نقل محفل بنایا ہے اور سُنیے بٹیر اُڑ گیا اُسکو سمجھا بجھا کر لاؤ۔ وہ بھی کوئی مولوی ہی یا آدمی ہے صف شکن؟ کون لڑائی سر کی تھی استغفراللہ استغفراللہ اچھے گاؤدیون کا مجمع ہے بندہ رخصت ہوتا ہی۔

نواب۔ یہ کس کوڑھ مغز کو لائے تھے۔ خاصہ جانگلو ہی۔

آزاد۔ اچھا حضور بھی کیا یاد کرینگے کہ اس اتنے بڑے دربار مین ایک بھی منطقی نہ نکلا سے اب غلام نے بیڑا اُٹھا لیا کہ جاؤنگا اور لاؤنگا۔ ایک تو سانڈنی دیجیے باد رفتار اور دو دن کی خوراک دیجیے اور ایک خط اپنے دستخط مبارک سے لکھ دیجیے۔ تیسرے دن غلام مع صف شکن خان بہادر کے ڈیوڑھی پر موجود ہو تو مونچھین منڈوا ڈالیے۔

نواب۔ اچھا آپ جایئے اور لیس ہو کر آیئے مین یہان بندوبست کیے دیتا ہون۔ مگر ابھی آیئے۔ دیر نہ ہونے پائے۔ اتنا خیال ہے

میان آزاد گھر گئے تو اور مصاحبون مین کھچڑی پکنے لگی۔ یار وہ تو بازی جیت لے گیا۔ بالا ہی کے ہاتھ رہا۔ اور جو کہین صف شکن کو لے آیا تو پھر ہم سب پر خیر ہو جائے گا۔ پھر آزاد ہی آزاد چوطرفہ نظر آئینگے ہم کو آپ کو کوئی نہ پوچھے گا۔ اسکی فکر ضرور کیجیے۔

خوجی۔ حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون۔

نواب۔ کہیے نہ یہ جان بخشی کا کون موقع ہے۔ کوئی عمدہ صلاح بتایئے۔ کوئی معقول تدبیر نکالیے۔

خوجی۔ حضور میان آزاد ابھی دو دن سے ہی دربار مین آئے ہین اُنکا اعتبار کیا۔ خدا جانے اُچکے ہین۔ اُٹھائی گیرے ہین۔ چور ہین۔ گرہ کٹ ہین۔ کوئی کیا جانے۔ اور جو سانڈنی ہی لے کر رفو چکر ہون تو پھر کوئی کہان اُنکا پتہ لگاتا پھرے۔ انصاف سے کہیے گا کہ ایک خانہ برباد خانہ بدوش آدمی کا ٹھکانا کیا۔ اور وہ کچھ بیدھا ہی کہ پھر واپس آئے گا۔

مصاحب۔ ہان خداوند کہتے تو سچ ہین۔

رفیق۔ پیر و مرشد سڑی ہی تو کیا ہوا مگر کہتا تے کی ہی۔

میر صاحب۔ یہ خوجی صورت ہی سے ایسے معلوم ہوتے تھے مگر

بات کہی ٹھکانے کی - اجی ہان ایسے آزاد کا ٹھکانا کیا - سانڈنی کے کوڑے کرے اور اپنی راہ لے -

مسیتا بیگ - ہم تو حضور کو صلاح نہ دینگے کہ میان آزاد کو سانڈنی دیجیے اور راہ خدا پر چھوڑیے جو کم سے خالی نہین -

نواب - چلو بس بہت نہ بکو - تم اُٹھائی گیرے مفت خورے ہو نہ سب کو اپنا ہی سا سمجھتے ہو - آزاد کی جوتیون کہے دیتی ہی کہ وہ وزارت کے قابل ہی - تم مین سے کوئی اُسکی جوتی کی بھٹ پھٹ کو نہین پہونچتا اور فرض کرو کہ سانڈنی جاتی ہی رہے تو کیا مین بھی کوئی ٹکرگدا ہون کہ سانڈنی کے کھونے سے مجھے بھیک مانگنے کی نوبت آئیگی اور ہزار بات کی ایک بات تو یہ ہی کہ صف شکن پر سے لاکھون صدقے ہین سانڈنی کس مین ہے -

پریون کا دنگل (بمبئی کے پارسیون کا تماشہ)

ہمارے سیلانی جوان - رنگیلے پہلوان - ظریفون کی جان زندہ دلون کی روح روان میان آزاد نے سانڈنی پر کاٹھی کسی اور بھولے بھالے دیوانے متوالے نواب سے رخصت ہوے

پیر و مرشد رخصت خدا حافظ و ناصر ہے میان آزاد - سہ

بہ سفر رفتنت مبارکباد	بہ سلامت روی و باز آئی

خوجی - فی امان اللہ - میان آزاد جسطرح بیڑا اُٹھا کر جاتے ہین خدا کرے اُسی طرح سُرخ رو آئین -

میر صاحب - ذری سانڈنی سے چوکس رہیے گا ہان ایسا نہو کہ

ع - چور جاتے رہے کہ اندھیاری + کا ایسا نقشہ ہو -

آزاد - خداوند رخصت - مجرا عرض ہی - غلام کے حق مین دعاے خیر دیتے جیئے -

نواب - خدا حافظ و ناصر ہے اور میرا تو رونگٹا رونگٹا دعا دے رہا ہے - لے بسم اللہ کیجیے -

میان آزاد نے پشت پھیری تھی کہ اتنے مین پیشا سے چھینک پڑی - ہات ترے کی ناک کاٹون ہٹے پر ٹو کا کمبخت نے لو میان ذری جوتا بدل ڈالو اور یہ گلوری کھا لو - میان آزاد پھر سب سے رخصت ہوئے - فی امان اللہ - خدا حافظ اللہ کو سونپا - مگر سانڈنی کی خیر نہین نظر آتی - بی مبارک قدم لونڈی اور ماما اصیلون نے جھٹ پٹ بلائین لین اور دعائین دین -

الغرض میان آزاد سانڈنی پر سوار ہو کر ہَوا ہوے - یہ جادہ جا تھوڑی ہی دیر مین نظر سے اوجھل - بانکا صندلی عمامہ بر سر اور جامۂ پہلوانی در بر - شتر بے مہار زیر ران - صرصر تک و سبک عنان گھونگرو چھن چھن بولتے جاتے ہین - کاٹھی پر قرمزی زرین پوشش اور کاکریزی گوٹ سے اونٹنی کا جوبن دو بالا ہو گیا چلتے چلتے ایک پھاٹک پر بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیکھ کر ٹھٹک رہے پڑھا تو باچھین کھلگئین -

بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے

(آؤ کھلاڑی آؤ) پریون کے یون دیکھ جاؤ - بمبئی کے پارسی لکھنؤ چھتر منزل مین اندر سبھا کا وہ تماشا دکھاتے ہین کہ اس فن کے مبصر تک وجد مین آتے ہین - وہ پیاری پیاری صورتین مٹی کی مورتین دکھائین کہ ناظرین دنگ ہو جائین - درجہ بندی تو ضرور ہے - پھر جیسا گُڑ ڈالوگے ویسا مزہ پاؤ گے - مگر دیکھین گے سب برائے خدا آؤ آؤ اور ضرور آؤ ورنہ پچھتاؤ گے -

آزاد تو سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہی ہوے تھے جھٹ سانڈنی کو لکھنؤ کے رُخ سبک پو یہ کیا جہان تماشا ہونے کو تھا - سانڈنی بلا کی باد رفتار آہو شکار دغا پسند و سر بلند - گردن اُٹھائے دُم دبائے بلبلاتی اور شتر غمزے دکھاتی تُند گام جانے لگی - اور دن سے لکھنؤ کے پکے پل پر پہونچی دو گھڑی مین داخل - میان آزاد کا دماغ فلک الافلاک

کہ میری اُنٹی کی کچھ نہ پوچھو - یہ بے پر کی پریون کو مات کرتی ہی وہان
سے ایک طرارہ بھرا تو چھتر منزل مین کھٹ سے آن موجود - اُہو ہو ہو
کیا مقام مینو سواد ہی - الٰہی یہ زمین ہی یا بہشت شداد ہی - یہ رنگین
در دانے ہین یا باب گلستان - یا ابواب الجنان - اہا ہا ہا آج معجزات
ہی مشتری کی کرامات ہی - روز آدینہ پر اُسکو تقدم بالزمان ہی سعد اکبر
مشہور جہان ہی - لیلاے شب کا کل پریشان - نوعروسان چمن مست
و غزلخوان - اُدھر چشمہ سار کی روانی - ادھر بحر طرب کی طغیانی -
تماشائی جوق جوق ڈٹ رہے تھے - ٹکٹ کھٹا کھٹ بٹ رہے تھے
اتنے مین گھنٹی بجی - اور محفل دُلھن کی طرح سجی سامنے پردۂ زنگار اور سُر
کہسار اور دامن کوہ مین سبزہ زار ادھر اُدھر اشجار پُر بہار عقل دنگ
ہی کہ الٰہی یہ پردہ ہی یا نگار خانۂ ارژنگ ہی - وہ گل بوٹے کہ واہ جی واہ
وہ نقش و نگار کہ سبحان اللہ - تماشائی پرانے رسیا تاڑ گئے کہ ع
کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین * اتنے مین پردہ اُٹھا - تو
آنکھ جھپک گئی - وہ چکا چوند کا عالم کہ نظر کا پاؤن پھسلا جاتا تھا -
راجہ اندر تخت جواہر نگار پر بڑی شان اور بان سے متمکن ہین تخت
فیروز بخت کو دیکھ کر حیرت تھی کہ یا للعجب یہ جواہر ثمین کی دکان ہی -
یا تخت روان ہی - تاج مکلل کے گوہر شاہوار افشان جبین خوبان
یغمائی - اور عکس یواقیت آبدار نور مہر دلربائی - برنائی اور خود نمائی
چہرے سے عیان - شان کشور کشائی بشرے سے نمایان - ع

می تافت ستارۂ بلندی	بالاے سرش ز ہوشمندی

پھر تو ہر در و دیوار سے چھُن چھُن چھم چھم کی آواز آنے لگی - اور محفل جھل
جھلانے لگی - ایک ٹولی غلمان نظیر نے عجب ٹھاٹ ولپذیر سے
چمک چمک کر گانا شروع کیا اور دائرہ والے نے گت کا بجانا شروع کیا - ع

سبھا مین دوستو اندر کی آمد آمد ہی
پری جمالون کے افسر کی آمد آمد ہی

اون - اون - این ! یہ کیا ؟ جی کا ہے ڈیوکی اند ہی -
ماشاء اللہ - انکی قطع اور نرالی وضع کے علاوہ خوش گلو بھی کتنے
بڑے ہین - اس گلے پر ٹڈیان اور چوہے نثار - یہ ٹڈیون اور چوہون
کی خصوصیت کیا تھی - کتے کیون نہ صدقے کر دیے - واہ واہ ٹڈیان
اور چوہے تو کھیت کے کھیت ستیا ناس کر جاتے ہین اور کتے
رات بھر چوکی پہرہ دیا کرتے ہین - اُنھون نے آتے ہی وہ داند جمائی
کہ ساری محفل لوٹ گئی - ماشاء اللہ خوش لقا ہی نہین خوش ادا بھی
ہین اللہم زد فزد - راجہ اندر نے حکم دیا کہ میری پریون کو بلاؤ اور کہو
اپنا اپنا جوہر دکھاؤ - پردہ پڑ گیا - اب تماشائی نرگس کی طرح
دیدۂ حیران ہین کہ کہین پردہ اُٹھے - زبان حال سے پکار رہے
ہین کہ - ع

کیسا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھائیے

اتنے مین ع

پل مارنے کی ہوئی جو دیری
سبحان اللہ شان تیری

یہ پردہ ہلا - وہ اُٹھا - جل جلالہٗ - عم نوالہٗ - اُہو ہو ہو - کیا پیاری پیاری
صورت نظر آئی ہی - کیا شان کبریائی ہی - چھم چھم چھم چھم - وہ برق دم
وہ خم و چم کہ زہاد صد ساد بھی آیۂ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھین
کیون نہین قدرت حق کا نمونہ ہی یا باتین ستجاب تھا کہ یہ باد بہاری
ہی - یا پکھراج پری کی سواری ہی - یہ انسان ہی یا سچ مچ کی پری
آؤ مزا اور یہ شان دلبری - ع

کہ پھسلتا تھا پاے نظارہ	اس طرافے سے تھی وہ مہ پارہ
صبح رخسار روکش رخ حور	روے تابان چراغ گلشن نور

محفل راجہ مین پکھراج پری آتی ہی
سارے معشوقون کی سرتاج پری آتی ہی

چھم چھم چھم چھم۔ ہاں گت چلی جائے گت۔

پھر پردہ پڑگیا۔ دیکھیں اب کی کس کا جھمکڑا نظر آتا ہے کس برق وش شعلہ رو کا حسن گلوسوز خرمن دل کو جلاتا ہے۔ کھٹ سے حجاب مرتفع ہوا۔ چھما چھم کرتی ہوئی نیلم پری آئی۔ اُس مصور کے صدقے جسنے یہ نورانی صورت بنائی۔ ؎

سبھا میں آمد نیلم پری ہے
سراسر وہ نزاکت سے بھری ہے

نہ دیکھا ہوگا ناچ ایسا کسی نے
بلا ہی سحر ہے جادوگری ہے

پھر پردہ پڑا اور دم میں غائب۔ یا مظہر العجائب۔ لال پری چمکتی ہے اور سرخا سرخ پوشاک دمکتی ہے۔

سبھا میں لال پری کی سواری آتی ہے
جمانے رنگ اب اندر کی پیاری آتی ہے

پھر وہ پردہ پڑگیا۔ ابھی تو کچھ ٹھاٹھ ہی نرالے ہیں۔ پردہ بھی فرط مستی سے جھوم رہا ہے۔ اور اندر کے اکھاڑے کو بار بار چوم رہا ہے الٰہی یہ کس مست صہبائے نازبت طناز کی آمد آمد ہے۔ ع۔ کہ شاخیں جھومتی ہیں نام بلبل ہو مستانہ + خدا ہی خیر کرے۔ ابھی تو قہر کا سامنا ہے ابھی سے دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس پردہ زنگار میں کوئی ترک زرین کمر ستمگر ضرور ہے۔

بعزم دل نوازیہا کہ می آید کہ در گوشم
صدائے آمد آمد می بر آید از دل طپیدنہا

وہ پردہ اٹھا اور نور کا بکا نظر آیا جیسے دامنی دمکے یا بجلی چمکے۔ الٰہی یہ نور کی سواری ہے یا خاتون حسن کا ہنڈولا ہے۔ نہیں نہیں میاں یہ سبز پری کا اُڑن کھٹولا ہے جل جلالہ جل جلالہ الٰہی یہ طوطی زمردین پر و بال ہے۔ یا طاؤس رنگین خط و خال ہے یا بت جادو جمال ہے قیامت کی عجب قہر کی چال ڈھال ہے۔ انکھڑیاں لگاوٹ باز مست خوبی و محو ناز گورا گورا مکھڑا چاند کا ٹکڑا اغالیہ مو۔ قوس ابرو نازک اندام۔ گلفام وہ سبک اندازی رفتار کہ نسیم فردوسی اپسر نثار۔ خرام ناز موج تسنیم بہار

ابرو بسم اللہ سورۂ نور یا پیش طاق منظر سرور۔ زلف سیاہ کے قریب کانوں میں دُرِ خوش آب۔ جیسے اندھیری رات میں کرمک شب تاب وہ جڑاؤ پازیب ملائک نظر فریب۔ ؎

خشمگین برق خرمن دل وجان
چتون رہزن متاع توان

غیرت چشمۂ حیات دہن
روزن کوزۂ نبات دہن

سرو جس پر فدا وہ قامت ہے
نازپروردۂ قیامت ہے

نشۂ بادۂ شباب میں چور
چال مستانہ حسن پر مغرور

شور خلخال برق خرمن ہوش
عکس نور عذار جلوہ فروش

پھر وسمے پر جو نظر پڑی تو بے اختیار محفل کی محفل زبان حال سے کہنے لگی کہ۔ ؎

خوش وسمہ کشیدی خم ابروے دوتارا
کردی چہ سیہ تاب دم تیغ قضارا

جب اس ٹھسّے سے سبز پری آئی اور سوہنی کی دھن میں امانت کی غزل گائی تو در و دیوار نے یہ صدا سنائی۔ ؎

تو بدین جمال و خوبی سر طور گر خرامی
ارنی بگوید آن کس بگفت لن ترانی

لب سرخ پر سبز پوشاک ہری۔ بقول اُستاد۔ چہرے میں زمرد سے سوا جلوہ گری فیروزے سے خوش رنگ اور رکھری۔ آب گوہر سے منھ دھوئے ہوئے بال بال موتی پروئے ہوئے وہ چمک دمک کہ الامان۔ وہ شوخی کہ الحفیظ۔ وہ قہر آلود نظر غلط انداز کہ الحذر محفل کا رنگ ایسا جما اور وہ سماں بندھا کہ واہ جی واہ۔ وہ نازک آوازی وہ لحن داؤدی وہ صورت بار بدی کہ واہ ہو بہو۔ ذرا مسکرا دیا تو عجبی بول اٹھے کہ بابا این تبسم نازست۔ نظامی گنجوی نے تربت سے آواز دی کہ دکان شکر فروش بازست۔ ناچنا شروع کیا تو دل عشاق پامال ہوگیا۔ شجر عاشقی نہال ہوگیا۔ ؎

ز رقص سبزہ پوشی مردہ زیر خاک می رقصند
تو گوئی در لباس خضر پیدا شد مسیحائی

زمزمہ جانفزا۔ نغمہ روح افزا۔

الغرض سبز پری کا شہزادہ گلفام کو خواب ناز مین دیکھنا اور شمع رخسار شہزادہ شعلہ رو سے آنکھین سینکنا - انگوٹھی کا بدلنا - اور فرط عشق سے مچلنا - کالے دیو کو اُسکی تلاش مین بھیجنا - اور شہزادے کا مع پلنگ آنا اور سبز پری کا شانہ پکڑ کر ہلانا اور خواب سے جگانا اور شہزادے کا بیدار ہو کر نظر حیرت سے چوطرفہ دیکھنا - سبز پری کا اصرار شہزادے کا انکار - پھر سبز پری کے ساتھ اندر کے اکھاڑے مین جانا اور لطف اُڑانا اس خوبی وخوش اسلوبی سے ادا کیا کہ ہر سمت شور تحسین بلند تھا - ہر تماشائی خرم و خرسند تھا - سبز پری نے راجہ اندر کی سبھا مین بیچ کی دھن مین (موری انکھیان پھڑکن لاگین رے) اس ٹھمری کو گایا - اور راجہ کو لُبھایا - اتنے مین لال دیو چغل خور نے چغلی کھائی - اور گلفام کی شامت آئی اور سزا پائی - سبز پری با دیدۂ مطروح و سینہ مجروح جوگن بن کے (شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان) ہاتھ مین سمرن دبائے منھ پہ بھبوت رمائے سر پہ انڈوا جمائے گردن مین سیلیان پڑی ہوئی در و دیوار سے آنکھین لڑی ہوئین لٹ چھٹکا کر بھیس بنا کر شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان) اُف ری لگاوٹ اور واہ ری بناوٹ نقل کو اصل کر دکھایا محفل بھر کو زار زار رُلایا - اس جوگن پن پر وہی عالم تھا شدہ شدہ راجہ اندر کو خبر ہوئی کہ ایک جوگن بن بن متوالے کی طرح گھوم رہی ہے اُنھون نے طلب کیا اور محظوظ ہو کر اِن دیا - گلفام اور سبز پری کا وصل ہونا یہ سما قابل دید بلکہ دید نہ شنید ہے اور جسوقت سب پریان ملکر مبارکباد گا مین اُسوقت تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ راگ اور راگنی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے - پریون کی چمک اور پاؤن کی ٹھیک اور پازیب کی چھمک اور نیلی ہری لال پوشاک کی جھلک اور طبلے کی گمک ستم ڈھاتی تھی - ہر سمت سے صدائے احسنت آتی تھی الغرض چھیل بل ناچنے گانے تھرک کر بتانے مین سب پریان بلا کی جان تھین - مگر سبز پری سارے معشوقون کی سرتاج تھی -

پارسیون کا عجیب و غریب تماشا

میان آزاد پھر آپ جانیے ترنگی آدمی - پرلے سرے کے سیلانی بلا کے رنگیلے غضب کے چھیل چھبیلے بمبئی کے پارسیون کا تماشا دیکھا تو لوٹ ہو گئے پیاری پیاری ادائین آنکھون مین کھپ گئین دوسرے دن سانڈنی کو املی کے پیڑ مین باندھ گٹھری بُقچہ بھٹیارن کو سونپ بھاٹے کی بگھی پہ سوار ہو کر جھپٹ منزل پہونچے ٹکٹ سے ٹکٹ لے جھپ سے درجۂ اول مین داخل بیگھیان کھڑ کھڑاتی ہوئی چلی آتی ہین فٹن آئی اور شہزادے اُترے - نواب زادے آئے - یوروپین جنٹلمین اور عمائد رؤسا اور عوام جوق جوق اُمڈے چلے آتے ہین ادھر ٹھن سے نو بجے اُدھر دن سے تماشے شروع ہوے -

پہلے چھیل بٹا اور موہنا رانی کا دلچسپ قصہ شروع ہوا - موہنا وہ پری چہم کامنی کہ شیخ و شاب تک کا بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہے - چاہ زنخدان وہ جوکنوین جھکائے وہ چلبلاہٹ وہ اچپلاہٹ - وہ سجاوٹ - وہ لگاوٹ - وہ بناوٹ کہ ایک ایک ادا پر انسان عش عش کرے - یوسف مصری بھی دیکھے تو غش کرے خماری انکھڑیان رسیلے نینان - نکیلی - گلعذار حاضر جواب طرار شوخ و شنگ گلرنگ - رشک پری رخان فرنگ - فرط مستی مین خیال ناموس نہ پاس ننگ - طاؤس رنگین خط و خال کی سی مستانہ چال - خرام ناز سے دل عشاق پامال - ؎

چہ گردن کشتۂ او شمع کافور　　بلورین دستۂ فوارۂ نور
نباید گردنش را داشتن دوست　　کہ خون عالمی بر گردن اوست
صراحی تا نظر گردش بگردن　　سرش فرسود از بس سجدہ کردن
ہوئدہ موج رنگ پان ز سینہ　　برنگ موج مے در آبگینہ
خوشا آئینۂ بے رنگ زانو　　کز و شد طوطی طبعم سخن گو

اب سُنیئے کہ یہ جادو جمال مشتری خصال رانی راجہ جے سنگھ راجپوت کے ساتھ کہ جوان رعنا بلند بالا تھا منسوب ہوئی ۔ مگر ایک عورت دلالہ نے کچھ ایسا جھیلا ادا کر دیا اور پڑھ کر وہ افسون پھونکا کہ جے سنگھ سے اُس پری رو کا دل پھر گیا اور ایک جوان نوخیز و طناز۔ سرمست صہبائے ناز پر جادو کے اثر سے ایسی مفتون ہوئی کہ یہ غزل گانے لگی ؎

ساقیا برخیز و در دہ جام را — خاک بر سر کن غم ایام را
ساغر مے بر کفم نہ تا ز سر — بر کشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان — ما نمی خواہیم ننگ و نام را

اُدھر چھیل بٹاؤ کو سحر نے وہ پٹی پڑھائی کہ تیر عشق کلیجے کے پار ہوا اور وہ زخم کاری لگا کہ بلبلا اُٹھا ۔ ؎

کس سے کرون مین دعوے دل جاکے بخدا — دلدادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون

سچ ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش — ز جان آرام برباید ز دل ہوش

ہائے اس عشق کا بُرا ہو جسنے فرہاد کی جان شیرین لی جسنے مجنون کو بن بن پھرایا جسنے وامق کو کنوین جھنکائے ۔ جسنے خسرو پر آفت ڈھائی ۔ چھیل بٹاؤ بھی جوان نازک بدن سیمتن غنچہ دہن تھا دلمین ٹھان لی کہ پیاری موہنا رانی نہ ملی تو دم توڑونگا ۔ زندگی سے منھ موڑونگا ۔ شدہ شدہ چھیل بٹاؤ کی بوڑھی مان کو پاس پڑوس کی عورتون نے خبر دی کہ تمھارا لڑکا چل نکلا کسی رانی کے عشق مین دیوانہ ہو رہا ہی مان کی محبت اخون نے جوش کیا اور ڈھارین مار مار کر رونے لگی ۔ ہئی ہئی دنیا مین ایک لڑکا اور اُسکا یہ حال ! اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سر پر خاک اُڑاتا ۔ رسیان تڑاتا ۔ اُفتان و خیزان زار و نالان حیران و ششدر بیقرار و مضطر اپنی مان کے پاس گیا دونون کا مکالمہ سننے کے لائق ہے ۔ مان بیٹے جو ملے تو رو رو کر یون کہنے لگے

چھیل بٹاؤ ۔ میری پیاری امان دودھ ہمین بخش دو دین صدقے میری امان ۔ دودھ بخش دو ۔ قسم لو جو پھر کچھ مانگون ۔ ہئی ہئی مادر مہربان سے مادر نا مہربان نہ بن جاؤ ۔ امان میری تو جان پر بنی ہے ۔ ہائے عشق کے خنجر نے مجھے گھائل کر دیا ۔ میرا کہا مانو دودھ بخش دو ۔ اُف ۔ اُف ۔ ہائے کلیجہ بلیون اچھل رہا ہی ۔

ضعیفہ ۔ میری جان کوئی ایسا نادان ہوجاتا ہی ۔ بہکی بہکی باتین نہ کرو ۔ یہ تو موئے شہدے نگوڑون کی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر چل نکلا ہی ۔ باپ نہ مارے پیڈری بیٹا تیرانداز ۔ اچھا نام جگاؤ گے شاباش برخوردار ۔ آخرش کچھ منھ سے بولو تو کس چڑھائی پر جاؤ گے جو تیر کمان سے جوڑے کھڑے ہو ۔ ارے لڑکے جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ۔ ذرا ہوش کی باتین کرو ۔

چھیل بٹاؤ ۔ امان مین اپنا گلا آپ گھونٹ کر مر جاؤنگا ۔ سنکھیا کھاؤنگا ۔ مگر دودھ بخشواؤنگا ۔ ہائے میرا دل تو موہنا نے موہ لیا بیمار عشق کا بس یہی علاج ہے کہ شربت دیدار نصیب ہو ۔ امان خدا را دودھ بخشو ۔ تو مین اپنی موہنا پیاری موہنا کو ڈھونڈھ نکالون ہائے وہ تو میری پتلیون کی تارہ ہے پری رخسار ہی مہ پارہ ہے موہنا ! موہنا !! موہنا رانی !!! ہائے موہنا وائے موہنا ! بارخدایا کسی در و دیوار سے موہنا پیاری کی پیاری صورت دکھا دے اے خضر پے خجستہ راہ ہی بتا دیجئے ۔

یہ کہکر چھیل بٹاؤ دیوانہ وار عشق کی ترنگ اور جنون کی امنگ مین بصد حسرت مستون کی طرح جھومنے لگا ۔ کبھی کنوان جھانکا اور پکارا موہنا ۔ کبھی اوپر نظر کی اور آواز دی موہنا کبھی موہنا موہنا کرتا لوٹ گیا کبھی موہنا کی یاد مین سر دھننے لگا ابھی رو دیا ابھی مُسکرانے لگا ۔ کبھی خاک سر پر اڑائی ۔ کبھی کہا جنون کی دہائی ہے ۔ یا مشکل کشا وقت مشکل کشائی ہے

یا علیؑ مدد دے - مرتضیٰ علیؑ مدد دے - ایک دفعہ ہی تنکے چننے لگا اور گریبان کو چرسے چاک کر ڈالا -

ضعیفہ - لوگو دوڑو (سر پیٹ کر) ارے لوگو دوڑو اچھاتی پٹیکر ہی ہو میری ستر برس کی کمائی لٹی جاتی ہے - میرے لال مجھے چھوڑ کر کہان جائیگا - ارے تو تو پورتڑدن کا رئیس ہی - ہی ہی بن مین تجھے کون کھلائیگا یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی کون پلائے گا - یہ جلتی بلتی فصل یہ گرما گرم لون - یہ چلچلاتی دھوپ کہ ہرن کالا ہو جائے - تجھ نصیبون جلی کو موت بھی بھول گئی اے نادان وہ راجا تو پرجا - کجا راجہ بھوج کجا گنگا تیلی - آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر - وہ بت مہوش تو رند سبوکش - وہ شوخ عیار - تو ناکردہ کار - وہ بلائے جان تو نادان وہ اپنے حسن وجمال پر مغرور - تو شراب عاشقی کے نشے مین چور - وہ راجہ کی رانی مہارانی - تو زمین گیر کوے پریشانی وہ نازک اندام وگلفام - تو نامراد و ناکام - وہ گلعذار جانانہ تو نام پر دیوانہ - تیرا اُسکا سامنا مٹی مین ہوا کا تھامنا - اُسکی چاہ نے اچھے اچھے شہزادون کو کنوین جھنکائے - تو اور اُسکو پائے - نادان نہ بن اُسکا نہ نام لے - بات مان عقل سے کام لے اُسکا مکان پرستان - تیرا جھوپڑا کلبۂ احزان - تیرے سے سیکڑون سودائی اُسکے در پر ٹھوکرین کھاتے ہین - مگر اُس کی گلبدن سہیلیون کی چھانہہ نہین پاتے ہین - بیٹا اس خیال خام سے درگذرو اور میری ضعیفی پر نظر ڈالو ایسی سُنائی پھر نہ سُنانا تمھارے ابا کو خدا بخشے مرتے وقت مجھے تمھارے سپرد کر گئے - اب مجھے اس بڑھوتی وقت کہان چھوڑ جائے گا -

چھیل ٹباؤ - امان - اُنھین کی روح پاک کی قسم - اب بن جائے زیست محال اور زندگی وبال ہی - اری موہنا پیاری مین صدقے ایک جھلک تو دکھا دے -

ضعیفہ جب سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی تو تھک کر پڑوس کی ایک طرار جوان وحسین عورت کو لپک کر بُلا لائی - وہ برق وش بجلی کی طرح چمکتی آئی اور بیڑا اُٹھا لیا کہ مین سمجھا بجھا کر پٹی پڑھا کر نہ جانے دونگی نہ جانے دونگی -

حسین - چھیل چھبیل - ہائین اای واہ میان یہ آج آپکا حال کیا ہی وہ رنگ نہ وہ روغن - نہ وہ جوبن - وہ شباب نہ وہ آب وتاب چہرے پر ہوائیان اُڑی ہوئین - بال بکھرے گریبان چاک دامن کا پتا ہی نہین انکھڑیان لال انگارا واہ اچھا سوانگ ہی - اب رنگ لائی گلہری - ہم نے سنا آپ موہنا رانی پر عاشق ہوے ہین سچ ہی جیسی روح ویسے فرشتے - جو عشق ہی چرایا ہے تو بیارے ہم کیا بُرے ہین -

چھیل ٹباؤ - پیارا تمھارا کوئی اور ہوگا مین تو پیاری موہنا کا پیارا ہون ہائے اسوقت پری خانہ مین سہیلیون کے ساتھ اٹھکھیلیان کر رہی ہوگی -

حسین - (جھڑک کر) بس جایئے دیکھ لیا ہم پر رئیس زادون بادشاہ وزیرون کی نظرین پڑتی ہین - تم اپنی موہنا کے پیچھے پڑے ہو کیا مین چنچل نار چھیل چھبیلی کامنی نہین ہون - موہنا کہان کی ایسی پدمنی ہی - جو بے جانے بے دیکھے بھالے اُسپر ریجھ گئے - اتنی دور جانا کیا دل لگی ہی اس سے پڑوس ہی مین کوئی شعلہ رو عنبر مو ملجائے تو دور کیون جاؤ - کہا مانو - ہمارے ساتھ بیاہ کر لو موہنا کو اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کر دون - میری رگ رگ مین شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہے -

چھیل نے قہر کی نگاہ سے اپنی زبان دراز اور بیباک ہمسائی کو دیکھا اور ایک نعرہ مار کر وہان سے چل کھڑا ہوا - بن بن جنگل جنگل کوہ و ہامون مین گھومتا ہوا موہنا رانی کے راج مین پہونچا - ایک گنوار

سے یارانہ پیدا کیا۔

چھیل۔ کاہے موہنیا بھلا موہنا رانی تھین گھر کے باہر نکلت ہین یا گھر ہی مان رہت ہین۔ سُنت ہین بھل سُندر رہین۔ نا تُمھی گنوار۔ کو۔ موہنارانی۔ ارے۔ وہ آکھن کا اس ٹکا وت ہین جس کنہیا کا کا کیا ربٹوا۔ بھائی ہن سُکٹ ٹپکت ہی جیسے گوڑیا۔

اب سُنئے کہ وہی ساحرہ جس نے یہ کانٹے بوئے تھے آن موجود ہوئی اور جادو کے زور سے وہ کرتب کیا کہ اُہو بہو چھیل ایکدن چھیلا نے بھیس عشق اور خمار صہبائے جنون سے نگری بھر مین گھوم رہے تھے۔ گویا اپنے وقت کے میان آزاد ہو گئے اُدھر موہنا رانی نے شب کو خواب مین چھیل بٹاؤ کی صورت دیکھی اور خواب ہی مین ہزار جان سے عاشق زار ہو گئین نیند اُچٹ گئی اُسی وقت سہیلیون کو جگایا ذری میرے کلیجے پر تو ہاتھ رکھنا۔ دھک دھک کر رہا ہی۔ آج سپنا دیکھا کہ ایک جوان رسیلا چھیل چھبیلا رنگیلا ایک کنوئین کی جگت پر کھڑا ہی جیسے ہی چار آنکھین ہوئین جی چاہا بلا ئین لون۔ ہائے دیکھتے ہی کنوئین مین دھم سے گر پڑا اور دھما کے کی ایسی آواز ہوئی کہ آنکھ کھل گئی۔ ہائے اب اُسے کہان سے لاؤن۔ کیونکر پاؤن مین تو جیتے جی مرمٹی۔ نوجوان سہیلیان تو باہم آنکھون سے اشارے کرنے لگین کہ رانی کا کسی کا لیلا آتش پر دل آگیا۔ مگر ایک بڈھی سہیلی نے بڑھکر کہا کہ رانی مین بتاؤن۔ وہ کنوان نہ تھا وہ تھارے پیار کی چاہ تھی دیکھ لینا صبح و شام ہی تمھارا دلدار تھین ملا چاہتا ہے۔

نور کے تڑکے موہنا رانی پیاری پیاری سہیلیون کے ساتھ باغ مین اٹھکھیلیان کر رہی تھی کہ اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سامنے سے آن موجود ہوا۔

موہنا۔ ارے! یہ تو وہی جوان سیم غبغب دلبر شکر لب ہی یہی پیارا پیارا مکھڑا تو مین نے خواب مین دیکھا تھا۔

چھیل۔ آلہی یہ ابرو ہی یا خنجر بُران یہ بحر لطافت ہی یا چاہ زنخدان یہ گردن ہی یا فوارۂ نور۔ آلہی یہ رانی ہے یا حورِ چشم بددور نورِ اعلیٰ نور۔ ~~

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز

موہنا ~~ صد شکر کہ آفتاب مقصود
از برج امید چہرہ بنمود

الغرض عاشق و معشوق مین دور ہی دور سے میٹھی میٹھی باتین اور رمز و کنایہ کی گھاتین ہوتی تھین کہ موہنا کی ساس بر آمد ہوئی موہنا موہنا کچھ خیر ہی۔ ناحق بن ناحق کلنگ کا ٹیکا لگا دے گی۔ سات پیڑھیون کا نام ڈبائے گی۔ یہ محل کے باہر بے حجابانہ بلا نقاب آنا اور اٹھلانا!

موہنا۔ ہمین ایک بات کی اجازت دیجیے کہ کل ہم دیوستھان جائین مگر سہیلیان سب ہمارے ساتھ ہون۔

ساس۔ اچھا آج منادی کرا دونگی کہ کوئی مرد کل گھر کے باہر نہ نکلے۔

موہنا۔ تو مین جا چکی کیا کچھ ڈر پڑا ہے۔ یا شہر شملہ ہے وہ جا گتی جوت ہے کہ کوئی نگاہ بد سے دیکھے تو آنکھین نکال لون ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہم جائین اور دن ہارٹے بیچ کھیت جائین۔

ساس۔ اچھا بہتر۔ تم خود مختار ہو جو چاہے سو کرو۔

دوسرے دن پچھلے پہر سے موہنا نے زرد فوق البھڑک ساری زیب تن کی اور سولہ سنگھار بلا کا نکھار کر کے چھم چھم کرتی دیبی کے مندر گئین۔ کم سن نوعمر نوخیز پری پیکر رشک قمر سہیلیان بھی بیان ارد گرد ہین۔ اور چہل کرتی چلی جاتی ہین۔

چھیل بٹاؤ سے توکہہ ہی دیا تھا کہ کل فلان مقام پر ملنا دونون کی
آنکھین ہوئین چار تو دل مین آیا پیار۔ یہ تیر نگاہ غلط انداز کا
گھائل اُسکی طبیعت اسیر بائل۔ اتنے مین ایک سہیلی نے
چمک کر کہا ای یہ مردوا یہان کون ہی۔

موہنا۔ (تنک کر) ہائین! ہائین! کوئی ہوگا۔ تم کو کیا
تم کوئی خدائی فوجدار ہو۔ وہ بیچارہ تو گردن جھکائے دیوانستھان
مین بیٹھا ہے تم کیون گھبرائی جاتی ہو۔

اس کے بعد موہنا رانی گردن نیوڑائے بیٹھ رہا ساری
پھڑکائے ہاتھون مین مہندی لگائے۔ پٹیان جمائے گیسو کی لٹ لٹکائے
بوٹی بوٹی پھڑکاتی۔ اینڈتی۔ اٹھلاتی۔ کنوین کے اردگرد پھیرے
دینے لگی۔ سہیلیان پرستان کی پریان بنی ہوئین ساتھ ساتھ
گھومتی تھین کوئی نوعمرا چپلاہٹ کے سبب سے پیشقدمی
کرتی تھی۔ کوئی شوخ و شنگ فرط مستی سے جھوم رہی تھی! کوئی
چلبلے پن کے مارے ہمجولیون کو چوم رہی تھی۔ مگر پیاری موہنا
نظر غلط انداز سے اپنے معشوق طناز چھیل بٹاؤ کو دیکھتی تھی
اور اُسی کے رُخ آتشین سے آنکھین سینکتی تھی اُسکا کنکھیون سے
دیکھنا قہر ڈھاتا تھا حشر توڑتا تھا۔ ادھر سہیلیون کی آنکھ چھپکی
اُدھر اُسنے چٹ چٹ بلائین لے لین جنھون نے سلسلہ جنبانی کی
اور اُسنے ہاتھ پھیر دیا۔

محفل بھر کی اُسی سمان کی طرف نظر تھی۔ اور غلغلہ جزاک اللہ
ہر سمت سے بلند تھا کہ واہ رے پارسیو۔ وہ تماشا دکھلایا کہ
روح فرحناک ہوگئی خصوصًا موہنا رانی کی پیاری پیاری صورت
خماری انکھڑیان بیساختہ پن۔ بلا کا بھبن جبین مبین کی افشان
اور بھی قیامت بپا کرتی تھی۔ چال تو ایسی مستانہ دیکھی نہ
سُنی۔ اس نازو اد اسے قدم دھرتی تھی۔ کہ اہو ہو ہو۔ اُسکی

صنعت بالغہ کے صدقے کہ ایسی ایسی رانیان بنائین اور پارسیون
کے ہاتھ چوم لے جنھون نے یہ نقلین دکھائین اور چشم فسون پرداز
کو قتل عام کی گھاتین سکھائین۔ الغرض آخرکار جادو کا اثر جاتا
رہا اور طلسم ٹوٹا تو راجہ جے سنگھ اور موہنا رانی اور چھیل بٹاؤ اور
سب سہیلیان مل مل کر خوب گائین مگر واہ ری موہنا کہ بالکل اُمنگ
ہی رہی۔

پارسیون کا نادر تماشا

میان آزاد کو پارسیون نے ایسا بھایا اور تماشا ایسا
بھایا کہ دوسرے دن ادھر گھڑیالی نے ٹھن ٹھن آٹھ کا گجر بجایا ادھر
میراشیر تماشا دیکھنے آیا۔ پارسیون نے تماشے کے آخر مین ایک
نقل ایسی دکھائی کہ محفل بھر بے اختیار کھلکھلائی۔ پہلے ایک سیٹھ جی
دُھتیا لٹکائے گال پھلائے۔ لال لال پگیا مستک گاہ پر جمائے
تشریف لائے ماشاء اللہ کیا قطع مبارک ہی۔ ترخ ترخ نور برس رہا
ہی آدمی ہی یا کشت زعفران جسنے دیکھا لوٹنے لگا۔ توند کوئی پچاس
من کی کھوپڑی سو من کی۔ بوکھلاہٹ بشرے سے نمایان۔ کائیان پن
چہرے سے عیان، صورت سے تو بچھیا کے تاؤ ہی معلوم ہوتے تھے
لیکن بنئے ہی گھاگ ایک ہی نیا لیے بڑے بڑے چالاک آدمیون
کو کھڑے کھڑے نخاس مین بیچ لین۔ اور اچھے اچھون کو چٹکیون
مین غتیا دیدین۔ اس کے بعد اُنکی چاہتی بیوی عجب ناز و ادا
اور انداز معشوقانہ سے چھان چھان آئین۔ مگر بہ رنگ گل کا
دھوکا ہوتا تھا۔ جو دیکھتا تھا عقل سے ہاتھ دھوتا تھا بیر بہوٹی
کی ایسی لال بھبوکا ساری سر تا سر سُرخ اور اُسکے نیچے پتیون دار
ہری ہری کُرتی آستینین پھنسی ہوئین سیٹھانی جی تنی ہوئین
شوخی رگ رگ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے حیرت تھی کہ یہ

ہندنی ہے یا کوہ قاف کی پری ہی۔ گل رخسار کی وہ رعنائی
نہ گلاب پانی پانی ہو جائے۔ دست سیمین وہ حنائی کہ
یاقوت احمر ہیرا کھائے۔ آنکھین وہ شوخ کہ الامان یہ عورت
ہے یا برق دمان۔ یا بلائے بیدرمان۔ یہ ابرو ہے
یا فتنۂ دوران۔ بلا کی ادا ستم کا ناز۔ ایک ایک اشارہ سرچشمہ
دیباچۂ انداز۔ زاہد صد سالہ کو مرید بنائے۔ جگ جان مین نشتر
لگائے۔ میان بیوی مین خوب گھل گھلکر میٹھی میٹھی باتین
ہونے لگین۔

سیٹھ۔ پیاری آج تمھارا چہرہ اُداس کیون ہی مطبل (مطلب)
کی بات ہو تو تم کو کھوش (خوش) کر دون۔

سیٹھانی۔ (تنک کر) اجی تم کو میری کیا پڑی ہی۔ مین تو
دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہون۔ آج یہ کیا جاتی دنیا دیکھی کہ
اتنا پوچھا یہ کدھر سے چاند نکلا ہے۔

راوی۔ اری واہ ری سیٹھانی۔ اللہ اللہ یہ خوش بیانی
بلا کی شوخ و چالاک۔ غضب کی بیباک شین وقاف سے
درست چالاک و چست۔

سیٹھ۔ اچھا تو کچھ کو ہو (کہو) تو میرے سے۔ میرے کو تھارا
بڑو پیار ہی۔

سیٹھانی۔ ای آگ لگے تیرے ایسے پیار کو موئے نگوڑی کنڈے
والیان تک بچھوا۔ ٹڑیان۔ ہنسلی۔ چُڑیان پہنے رہتی ہین گہنے
پاتے سے گوندنی کی طرح لدی رہتی ہین۔ یہان نگوڑی کیل تک ناک
مین نہین۔ ناک چھوچھی یہ لاکھون کماتے ہو کس دن کے لیے
جب دیکھو گاڑھے کی لنگوٹی باندھے ہین۔ یہ ڈھائی تلے کا جھڑ دچھا
جوتا کیا جانے انکے دادا کے وقت کا ہی یا لکڑ دادا نے مول لیا تھا
یہ گانٹھ گانٹھ کے توڑے کس دن کے لیے رکھتے ہو میری یہ جوانی

ہی ہی اُٹھتی جوانی۔ پہننے اوڑھنے کے دن۔ کھانے پینے کے
دن تم ایسے قصائی کے پالے پڑی سُکھ سپنے مین بھی نہین دیکھا
روئی کا نہ کپڑے کا۔ سیت میت کا بھترا۔

سیٹھ۔ ناک چھوچھی کا ہے کھاتر (خاطر) ہی لاکھ کی کالی کالی کیل
نہ بڑوا دونگا۔ اس گورے گورے مکھڑے پر کالی کالی کیل کھوب
(خوب) جھلکے گی۔

سیٹھانی۔ چمڑی جائے رہا دمڑی نہ جائے کیل بھی ہو تو
لاکھ کی۔ اچھا تم اپنا گہنا رہنے دو۔ ہمین ایک آدمی نوکر
رکھ دو۔ یہ گورے گورے ہاتھ یہ پیاری پیاری ہیبیان روز
ٹہل کرنے مین کالی نہ ہو جائینگی۔ ہمین ایک آدمی رکھدو۔
مین صدقے اجی ہمین تو کوئی چھپن ٹکے کا صرف نہین ہی خاصی
رانی بنی بیٹھی رہونگی۔

سیٹھ۔ شاستر مین لکھو ہے کہ گرت (گرہست) کو کام کاج
کرنا اچھا ہی وہ بے کاج بیٹھے تو بُری باتان کا کھیال (خیال)
جاتا ہے۔

سیٹھانی۔ اجی بھین تو یہی سوجھتی ہے۔ نامحرم مردوے پر
کبھی نظر بھی کی ہو تو تمھاری ہی آنکھین پھوٹین۔

راوی۔ دونون۔ دائین بائین دونون۔ واہ بی سیٹھانی کیا
قسم کھائی۔ سیٹھ بیچارے کی آنکھین کیا مفت کی پڑی
پائی ہین۔

سیٹھ۔ اچھا آج ہی کوئی کھندمدار (خدمتگار) کی تلاش کرتا ہون
اتنے مین ایک بابو صاحب تشریف لائے یہ بڑے ہی
رسیا نکلے۔ آئے تو تھے سیٹھ سے حساب کرنے اُنکی پری جیسی
بیوی کو جو دیکھا تو لوٹ ہو گئے۔ اب سیٹھ جی سے بات ہی نہین
کرتے سیٹھانی سے لسر کا لگا یا۔

سیٹھ - بابو صاحب میری جورو کو ایک چھوکری کی تلاش ہو گی بارہ برس کا آدمی لادو گے مگر ایسا ہو کہ کام تو کرے کم اور کھائے بہت - کھائے سیر دس بارہ - اور کام مین ننھا بیچارہ - مگر بارہ برس کا ہو جی -

بابو - (مسکرا کر) بھلا چھ چھ برس کے دو ہون -

سیٹھانی - (اچک کر) اجی بابو صاحب مین صدقے کوئی لادو -

سیٹھ - بس بس اب مت بولیو - یہ صدکے بدکے کیون بولی پرائے مردسے بولنا کیا بات ہے -

سیٹھانی - اجی بھلے مانس آدمی ہین - دیکھو بیچارہ نیچی نظر کرکے دیکھتا ہے -

سیٹھ - تو بابو شاحب ایسا ہو جو سیٹھانی کی کھدمد (خدمت) کرے اور لے کم -

بابو - اچھا جبتک کوئی اور ملے مین ہی نہ خدمت کیا کرون اور دینے لینے کی کیا بات چیت ہی - تمھاری چیز ہماری - ہماری چیز تمھاری -

سیٹھ - نہین نہین آپ جاؤ ہی ہم کھد (خود) تلاش کرین گے جی -

سیٹھانی - اجی تکلیف تو ہو گی - رہا بابو جی تکلیف نہو تو کبھی کبھی آدمی کو سکھا جایا کرو -

سیٹھ - (گال پھلا کر) ہجار بار کہدیا کہ پرائے مردوے سے نہ بول بکتی جاوتی ہی - بس اب نہ بات کرنا کہدیا ہی - یہ سکھائے گا آدمی کو - کیا میرے کو سکھانا نہین آتا -

سیٹھانی - بابو جی کب تک آدمی لاؤ گے -

بابو - سیٹھ دکان پر جالین تو ابھی لادون -

سیٹھ - ہم آج دکان ہی نہ کھولونگا جی - تم پرائی استری سے کیون باتین کرتے ہو گے جی -

بابو - اجی سیٹھ جی تمھاری جورو بڑی ہسیار (ہوشیار) ہین -

سیٹھ - (غصہ مین) ہان ہان سنو بابو شاحب مین بھی بڑا ہسیار ہون لے آپ ادھر کھڑے ہو جیے -

سیٹھانی - بابو جی صاحب اسوقت کے بجے ہونگے -

سیٹھ - (آنکھین نکالکر) ارے میرے پاس تو ایک چھوڑ دو دو گھڑی رکھی ہے - تو بابو شاحب سے کیون پوچھتی ہے -

بابو - سیٹھ جی تمھاری عورت تمسے چالانک ہی -

سیٹھ - نسان کھاطر (خاطر) رہو ہم اُس سے بھی چالانک ہی -

سیٹھانی - اجی بابو جی تمھاری طرف کیا سب ایسے ہی گورے ہوتے ہین -

سیٹھ - (بگڑ کر) پھر تو بولی - اری تو بولی - تیرے کو گورے کالے سے کیا مطبل ہو ری - بابو جی تم یہان نہ آیا کرو دکانڑ پر آیا کرو -

سیٹھانی - اے واہ اچھے آئے - کوئی بھلے مانس آئے تو دھتکار دین -

سیٹھ - ارے اُسنے ناک مین دم کر دیو رے (اگر الگا کہا) لے اور لے گی -

پھر بیچاری سیٹھانی نے رونا شروع کر دیا - ہاے یہ ہات ٹوٹ جائین اور نگوڑے کی ٹانگ بھی ٹوٹے - جب دیکھو موا ادا نکلا کیا کرتا ہی کیسی چنچل سے پالا پڑا ہوتا تو چاند گنجی کر دیتی جب دونون مین گتھم گتھا ہونے لگا تو بابو جی کی بن آئی بڑی ہمدردی سے بیچ بچاؤ کرنے لگے اب سنیے کہ سیٹھ کے تو ہاتھ پکڑ لیے اور سیٹھانی کو اشارہ کیا تو لگی دھڑ دھڑ کوٹنے اور جب سیٹھ کا وار ہوتا تھا تو حضرت بڑے ہی ہمدردی سے میر فصیل بنکر سیٹھانی کو چھپا لیتے تھے - آخرکار بابو جی آدمی کی تلاش مین گئے اور میان بیوی پھر ایک ہو گئے -

بابوجی سیر سپاٹا کرتے چلے جاتے تھے کہ اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک آدمی بانسری بجاتا چلا آتا ہی۔ ابے تو کون ہی۔ ہم کون ہین ہم آدمی ہین آدمی۔ ا۔ آدمی نہین تو کیا جانور ہو۔ جانور نہین تو کیا آدمی ہون۔ آپ اپنا مطلب کہین۔ ابے چل نوکری کر۔ ہان ہان (اُچھل کر) اہو ہو ہو کس کے یہان۔ ایک سیٹھ ہین۔ نا میان وہ مجھے مارےگا بھلا سیٹھانی بھی ہین۔ ہان ہین۔ اچھا چلو رہا صبح کو کھاؤنگا۔ نو بجے کھاؤنگا۔ دوپہر کو کھاؤنگا۔ تیسرے پہر کو کھاؤنگا۔ شام کو کھاؤن گا اور شام سے لمبی تانونگا تو صبح کی خبر لاؤنگا۔ اور جو آنکھ کھلی تو سیٹھ جی یا سیٹھانی کھانا دیجایئن۔ اچھا چلو تو وہان تک چلتا ہون مگر کھانا بہت سا کھاؤنگا۔ بہزار خرابی بابو صاحب اُسکو لے چلے۔ راہ مین کوئی اٹھارہ (۱۸) دفعہ ہی مچلا۔ بارے خدا خدا کرکے پہونچے۔

بابو۔ لو سیٹھ جی آدمی لے آئے۔

سیٹھ۔ کام اچھا کرے گا رے۔

آدمی۔ ہان بہت کھاؤنگا دس دفعہ کھاؤنگا۔

سیٹھانی۔ ارے کچھ کام کاج بھی کرے گا یا دن بھر منھ ہی چلاتا جائے گا موئے۔

آدمی۔ دس دفعہ کھاؤنگا۔

سیٹھانی۔ اب مین کہین جیپت نہ جاؤن بڑھ کر۔

سیٹھ۔ اسے تو پھر بولی۔ عورت جات اور جیپ کی بات جیت

سیٹھانی۔ اجی تو کیا یہ تمھارا کوئی قبلہ گاہ ہی۔

الغرض وہ جھٹ سے نوکر ہو گیا۔ مگر برابر یہی کہتا گیا کہ دن بھر مین اٹھارہ (۱۸) بار کھاؤنگا۔

سیٹھ۔ ہم ابہی دکان جاتا ہون سیٹھانی جو کہین وہ چپکے سے کان مین کہ جانا۔

یہ کہکر سیٹھ جی تو دکان پر گئے اور بابو صاحب سے حساب سمجھنے لگا۔

سیٹھ۔ (بہی کھولکر) آپ پر پانچ سو (۵۰۰) ہین جی۔

بابوجی۔ ارے! پانچ سو! یہ ڈھائی سو کے پانچ سو ہو گئے۔

سیٹھ۔ اور سود نہین چڑھا۔

سیٹھانی۔ آدمی او آدمی۔ ارے تیرا نام کیا ہی۔

آدمی۔ فضیحت۔ اجی مجکو روٹی دو۔ بھوک لگی ہے۔

سیٹھانی۔ مر موئے آگ لگے تیرے پیٹ کو۔ جا سیٹھ جی سے دکان پر جاکر چپکے سے کہدے کہ گھر مین چاول نہین ہی رہا کان مین کہنا الگ بلا کر۔

فضیحت۔ اجی روٹی تو دیدو۔ بڑی بھوک لگی ہی۔

سیٹھانی۔ اوئی دور ہو نگوڑے۔ چانول تو ہین نہین کھائیگا کیا انگارے

فضیحت نے دکان پر جاکر اور اشارے سے بتا کر سیٹھ کو علیحدہ بلایا اب سیٹھ جی جون جون آگے بڑھتے آتے ہین میان فضیحت پیچھے ہٹتے جاتے ہین آخر کار کان مین غل مچا کر کہا کہ چاول نہین ہین۔

سیٹھ۔ دت گدھا۔ ارے گل (غل) کیون مچایا۔ ہمارے یہان چانول نہین اور تو سب کے سامنے جور (زور) سے کہتا ہے۔

بابو۔ دیکھو فضیحت جو اب سیٹھانی جی بھیجین تو اُنکے کان مین کہنا جسمین کوئی اور نہ سُنے۔ خبردار۔ کان مین کہیو۔ کان مین۔

سیٹھانی۔ ارے فضیحت کہ آیا۔ جا اب اُنسے کہدے کہ تمھاری مان ابھی ابھی مرگیئن۔ جلدی جا دوڑتا ہوا۔ ہاے میری ساس بیچاری اُٹھ گئی۔ ارے جلدی جانا۔

فضیحت۔ اجی مجھے کھانا تو دیدو۔ جلدی دو بڑی بھوک لگی ہی

سیٹھانی۔ بھاڑ مین جاے تیرا پیٹ موے۔ ارے مردہ گھر مین پڑا ہی اور تو کھانا مانگتا ہی۔ اُن کی تو مان مرگئی اور تجکو پیٹ کی پڑی ہے۔

فضیحت - اچھا مُردہ اُٹھ جائے تو دو گی - تو لاؤ اُدھر سے اس
بڑھیا کو بھی گدھیا میں پھینکتا ہی جاؤں اور اُنکو بھی لے آؤں
جسمیں کھانے میں دیر نہو - اچھا جاتا ہوں - دکان پر پہونچکر
اپنی بانسری بجائی اور چپکے سے اشارہ کیا کہ یہاں آؤ سیٹھ جی
قریب آئے تو کہا کان پاس لائیے اور کھسک آئیے آپ کی
بڑھیا ڈھلک گئیں - سیٹھ نے سر پیٹنا شروع کیا اور میاں فضیحت
پر ایک دوہتڑ ایسا لگایا کہ اُنکے پُٹھے بگڑ گئے بابو بیچ بچاؤ کرنے
آئے تو اُنپر بھی دو ایک پڑ گئیں -

بابو - ارے بیوکوف (بیوقوف) یہ کون چھپانے کی بات تھی کہ
تو نے کان میں چپکے سے کہا اُنکی ماں مر گئیں اور تو چپکے سے
کہتا ہے جا گدھے روتے سر پیٹتے کیوں نہ آیا -

سیٹھانی - ارے فضیحت جا دوڑ کر کہہ آ کہ تھاسے گھر میں
لڑکا ہوا دوڑتا جا -

فضیحت - اہو ہو ہو - اہاہاہا - اب تو روٹی کھلاؤ - اجی مجھے بڑی
بھوک لگی ہے - پہلے تو جانول نہ تھے غرۃ - پھر بڑھیا ڈھلک گئی
فاقہ - اب لڑکا ہوا ہے - اسی بات پر کھانا کھلوا دو -

سیٹھانی - ارے موئے میں تو زچاخانہ میں ہوں - اُنکو بلا لا تو
آج وہی منھ پھونکیں - لکڑیاں لیتا آنا -

میاں فضیحت روتے سر پیٹتے غل مچاتے آنسو بہاتے دُکان پر
پہونچے - ہائے ہائے ارے یہ کیا ہوا - ارے دوڑو ہائے رے
اُف اُف - ارے آسمان پھٹ پڑا رے - اوہ اوہ سیٹھ جی بھی
لگے سر پیٹنے کہ کیا جانے کیا واقعہ ہوا -

بابو - ارے بتا تو ہوا کیا - آخر کوئی مر گیا ہے -

فضیحت - اجی بابو جی پہلے رو تو لو - خوب رو لو - ہائے ہائے
ارے اُف یا خدا (اہل جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر) تم بھی رو لو
(سیٹھ کے کان میں) آپکے یہاں لڑکا ہوا ہے جائیے منھ پھونکیے
لکڑیاں لیتے جائیے گا -

سیٹھ نے فضیحت کو خوب ٹھونکا اُس شخص کے یہاں تو لڑکا ہوا
وہاں سے روتا چلاّتا چیختا غل مچاتا آیا اور کہتا ہے کہ منھ پھونکو
چلکر اور لکڑی لیتے چلو -

بابو - ابے تو بڑا گدھا ہے بے -

فضیحت - واہ بابو بڑے تو سیٹھ ہیں اُنسے اُتر کر آپ -

بابو - جا اب ایسی بات ہو تو شکر بانٹتا آنا اور خوب کھلکھلانا -

سیٹھانی - ارے غضب - لو آگ لگ گئی - ارے فضیحت
جلدی دُکان پر جا - کہ گھر میں آگ لگ گئی -

فضیحت - اجی مجھے روٹی تو کھلا دو ہائے میں تو مرا جاتا ہوں

میاں فضیحت دُکان پر جاتے ہی خوب کھلکھلائے - اہو ہو ہو
اہاہاہا - قہ قہ قہ تو شکر کھاؤ - محلہ بھر کو شکر بانٹیے اور دوکان کیطرف
سے جو نکلے اُسے شکر کھلائیے -

سیٹھ - کیا ہے؟ کیا کوئی اور لڑکا ہوا -

فضیحت - گھر میں آگ لگی ہے سیٹھانی گھر کے باہر منھ کھولے
کھڑی سر پیٹ رہی ہیں سیٹھ جی ایسے گھبرائے کہ بہی کو دکان پر چھوڑ سیدھے
گھر گئے اور بابو صاحب نے موقع غنیمت جان کر بہی بغل میں دبائی اور
مع فضیحت کے چلے آگ بجھانے وہاں پہونچے تو بہی کو بھی آگ میں
"بھسم" کر دیا اور پانچ سو کے پانچ پیسے بھی نہ دیے -

پارسیوں کا دربار تماشا

ادھر عروس عدن نے پرند مشکین سے رخ انور کی جھلک دکھائی
اور لیلائے شب زلف عنبرین کھولے ہوئے آئی اُدھر شاہنشہ تخت
رہ نوردی خدیو مصر کوچہ گردی فلک سیر و ملک نہاد میاں آزاد کو
تماشے کی دُھن سمائی پھر کیا تھا ٹوند اسنبھالا اور ڈبل چال

کھٹ کھٹ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ٹھنڈی ہوا کھاتے سیر
دریا کے مزے اڑاتے تھے۔ منزل مین دھم سے آن کودے۔ دریا کی
روانی۔ بذلہ سنجون کی نکتہ رانی۔ بگھیون کی گھڑگھڑاہٹ معشوقون کی
اچپلاہٹ۔ تماش بینون کے ٹھاٹ اور رسیکون کے جماؤ دیکھ کر
میان آزاد در لیشہ خطمی ہو گئے۔ ایک جگہ بیٹھنے کی ٹھانی تو انھون نے
قسم کھائی تھی سوچے چلو اسوقت دریا مین ڈبکی لگائین یا بلا جی چیرین یا
چڑھاؤ کاٹین۔ کپڑے ویڑے اتارنے ہی کو تھے کہ گھنٹی بجی ٹھن ٹھن ٹھن ٹھن
ارے بھلے کو دریا مین کود نہین پڑا تھا۔ ورنہ غضب ہی ہو جاتا
جھٹ تنگ توڑا چڑھا کر آپ بھی ایک کرسی پر جا ڈٹے۔ سامنے
زرنگار اور پر بہار پردہ پڑا ہے یہ ہلا۔ وہ اٹھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک تاجدار
ثریا جاہ زین الملوک کج کلاہ تخت ہمایون بخت پر بیٹھا ہے آنکھین [illegible]
اوپر چتر سعادت اثر اور تاج مکلل زیب سر اپنے نور بصر شہزادہ
عالی مقام تاج الملوک گلفام پر جو شاہ گیتی پناہ کی نظر پڑی تو چشم روشن
مین آنکھ کی بینائی غائب۔ یا مظہر العجائب۔ ؎

مہر لب شہ ہوئی خموشی | کی نور بصر سے چشم پوشی
دی آنکھ جو شہ نے رونمائی | چشمک سے نہ بھائیون کو بھائی
گھر گھر یہی ذکر تھا یہی شور | خارج ہوا نور دیدۂ کور

کوئی نسخۂ نور لایا کوئی سرمۂ طور لایا۔ مگر آنکھون مین اجالا
نہ آیا نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سچ مچ کوئی اندھا ہی بیٹھا زبان
حال سے پکار رہا ہے کہ آنکھون والے بابا آنکھیان بڑی نعمت ہین
اتنے مین ایک کحال فرید الدہر دقیانوس کے دادا کا ہمعصر آیا اور
اسنے خوب سوچ ساچ کر بتایا کہ ؎

ہے باغ بکاولی مین اک گل | پلکون سے اسی پہ مار چنگل

یہ سنتے ہی چار خوش پوش خوش رو خوش ادا شہزادے بادشاہ
سے رخصت ہوے اور بوے گل کی طرح چمن وطن سے جنگل کیطرف
چلے۔ چلتے چلتے راہ مین حسن اتفاق سے زین الملوک سے چار آنکھین
ہوئین پوچھا کدھر کی سدھیان ہین۔ کسی لشکری نے ساری
داستان کہہ سنائی اور تاج الملوک کو گل بکاولی کی دھن سمائی
پردہ پڑا اور جب حجاب مرتفع ہوا۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ چارون
شہزادے بیٹھے شش و پنج کر رہے ہین اور دلبر بیسوا انکو داؤن پر
چڑھا رہی ہے۔ کھیلتے کھیلتے انکو بازی مین جیت لیا
تاج الملوک بھی گرتے پڑتے کہین وہان پہونچے اور انھون نے دلبر کے چھکے
چھڑا دیے تب تو وہ چکرائی کہ میان مین تو مرشد تھی تم ولی نکلے پھر
پردہ پڑا اور اٹھا تو تاج الملوک کے سر پر قضا۔ ایک دیو
سر بفلک کشیدہ کھڑا غرا رہا ہے دیو تو ایسا بنایا تھا کہ بارہ صدی کے
بنگالی صورت دیکھتے ہی آنکھین بند کر لیتے۔ الغرض دیو کو انھون نے
ایسا جیتے یار بنایا کہ وہ بھی انکا دم بھرنے لگا۔ پھر پردہ پڑا اب کی
کچھ اور ہی ٹھاٹھ نظر آتے ہین وہ اٹھا جل جلالہ تیری بندہ نوازی
کے صدقے۔ کیا گلزار پر بہار دکھایا۔ یہ بکاولی کا چمنستان لطافت
ہے باغ کیا ہے سچ مچ باغ و بہار ہے۔ الا اللہ کہکر انھون نے
چپکے سے پھول توڑا اور ؎

گل لے کے چلا ایاغ بر کف | چوری سے چلا چراغ بر کف

ایک دفعہ ہی دیکھتے کیا ہین کہ ؎

بارہ دری ایک سونے کی ہے | وہ خوابگہ بکاولی ہے
گل اسکے ستون ساعد حور | چلمن مژگان چشم مخمور
پردہ جو حجاب سا اٹھایا | آرام مین اس پری کو پایا

شوق چرایا کہ اس مست نشۂ خواب ناز کو جگائے مگر پھر ؎

سوچا کہ یہ زلف کف مین لینی | ہے سانپ کے منھ مین انگلی دینی

ادھر گلچین تو جیب و دامن کو گل مقصود سے بھر کر چمن سے
بوے گل کی طرح چل کھڑا ہوا ادھر ؎

وہ سبزۂ باغ خواب آرام — جاگی مرغ سحر کے غل سے
یعنی وہ بکاولی گل اندام — اُٹھی نکہت سی فرش گل سے

بکاولی کا خواب ناز سے بیدار ہونا اور حوض لطیف پر منھ دھونا پھول کا ہوَا بتانا اور گلچین کا نیا گل کھلانا - بکاولی کا جھنجھلانا سنبل سے تازیانہ منگانا - شمشاد کو سولی پر چڑھانا - ان سب باتون کو اس خوش اسلوبی اور لطف سے ادا کیا کہ تماشائی عش عش کرنے لگے اور پارسیون ہی کا دم بھرنے لگے اب بکاولی بھیس بدلکر گلچین کی تلاش مین چلین اور حضرت کو ڈھونڈھ نکالا - جب دونون مین ملاقات ہوئی اُسوقت کا لطف قابل دید تھا پہلے وہ قہر کی نگاہ پھر پیار اور چاہ - پہلے وہ تیکھی چتون - پھر عشق گلچین گلبدن - ؎

بولی وہ پری بصد تامل — کیون جی تمھین لیگئے تھے وہ گل

وہ شکر لب اس بیساختہ پن سے بول رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا لبون سے قند گھول رہی تھی -

تاج الملوک بیچارہ سرگردان و آوارہ نے - ؎

کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو — عاشق کی سزا جو پو جھیتی ہو
مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ — کالے ناگون سے مجکو ڈسواؤ
تلوار سے قتل ہو جو منظور — ابرو کے اشارے سے کر دو چور

القصہ ساری داستان کو اسطرح ختم کیا کہ حاضرین جلسہ پھڑک گئے اسکے بعد اندھیر نگری کی نقل چھیڑی - ایک رنگے سیار باباجی گیرؤے کپڑے پہنے ایک موٹے تازے چیلے کو ساتھ لیے بھجن گاتے کھنجڑی بجاتے ایک نئی بستی مین وارد ہوئے -

باباجی - بچہ جاؤ کچھ نون تیل لکڑی لاؤ - روٹی پکاؤ - خود بھی کھاؤ ہمکو بھی کھلاؤ - اور دند ناؤ -

چیلا چلا بازار مین ہوپنچے تو دُکانین جمی ہوئین - کراے تل کے لڈو گول گپے مصالح کے مٹر دٹر - گنڈیریان لوپونڈے کی - گلاب ریوڑیان اب جس دُکان پر جاتے ہین اور جو سودا چکاتے ہین سب ٹکے سیر چکرائے کہ این یہ کیا اسرار ہی ٹکے ہی سیر مُربا ٹکے ہی سیر چار ہی - ایک خوانچے والے سے پوچھا یہ کیا ہی - باباجی یہ ریوڑیان ہین اور یہ؟ یہ بیسن کے لڈو ہین - اور یہ؟ یہ دال موٹھ ہی اور یہ؟ کھاجا - ہوبہو کھاجا تو کھاجا - ایک کھاجا چکھ گئے پھر دوسرا اُڑایا - اسیطرح خوب مٹھائی ٹونگی اور کچھ کھائی کچھ باندھی پوٹ وہان سے ماری لوٹ تو باباجی کے پاس -

بابا - کیون بچہ کچھ گھی شکر آٹا لایا -

چیلا - ہونھ - گھی کیا کروگے کھاجا کھاجا - چکھو تیان کرو مٹھائی چکھو -

بابا - اس نگری کا کیا نام ہے -

چیلا - باباجی ہمین تو مٹھائی کھانے سے کام ہے - اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا -

بابا - ہان! بچہ یہ نگری رہنے کے لائق نہین - چلو بھاگ چلین -

چیلا - واہ ہم جاؤ ہین تو مٹھائی چھوڑ کر نہ جاؤنگا -

پردہ پڑ گیا اُٹھا تو اندھیر نگری کے چوپٹ راجا برآمد ہوئے - واہ بھئی واہ اچھے راجا ہین تو اندھیر نگری کیون نہو - راجہ صاحب شرابی مدکیے - چرسیے گنجیرے - بھنگیرے - چانڈوباز افیمچی نشے مین چور سینہ ست و مخمور کرسی پہ بیٹھے ہین - مگر گرے پڑتے ہین اتنے مین ایک فریادی آیا -

وزیر - جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے -

راجا - تمھارا دادی آیا ہے -

وزیر - نہین جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے -

راجا - اچھا - ہون - تو پانچ بلاؤ -

راوی - یہ بہکی بہکی باتین یہ بے تکا پن -

فریادی - حضور کل دیوار گر پڑی میرا لڑکا دب کر مر گیا -

راجا - ہان دیوار مر گیا - لڑکا دب گیا دیوار کو سولی دیدو -

وزیر - جہان پناہ - دیوار گر پڑی اور اسکا لڑکا مر گیا -

راجا - ہان ہان جہان پناہ گر پڑا اور دیوار پر لڑکا مر گیا اچھا لڑکے کو پھانسی دیدو -

وزیر - نہین خداوند لڑکا دب کر مر گیا -

راجا - معمار کو سولی دیدو -

معمار - پیر و مرشد مین بے قصور ہون - یہ مزدور کی شرارت ہے

راجا - مزدور کو سولی دیدو -

مزدور - مین نے کیا کیا سقے کا قصور تھا -

راجا - اچھا جاؤ سقے کو سولی دیدو -

سقہ - حضور میری کیا خطا - آپ کا کوتوال جو آیا تو مارے ڈر کے پانی زیادہ گر گیا -

راجا - کوتوال کو سولی دیدو -

راوی - واہ رے چوپٹ راجا - تحقیقات کسی کی نکرو جو ہو اُسے پھانسی دیدو - پھانسی پر کوتوال صاحب چڑھائے گئے تو چوبدار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد - پھانسی کا منھ بڑا ہے اور کوتوال دبلا پتلا

راجا - اچھا تو کسی موٹے آدمی کو پکڑ کر پھانسی دے دو -

موٹا اس اندھیر نگری بھر مین باباجی کا چیلا تھا دھرے گئے ہائے غضب بھئی ہم نے کیا کیا کہ پھانسی پر چڑھائے جائین گے واہ تم سب مین موٹے ہو چہ رنگ کیے جاؤ گے - ارے تو یار و یہ بھی کوئی جرم ہے کہ موٹا تازہ ہون - اتنے مین باباجی بھی حسن اتفاق سے سامنے نکلے دیکھا کہ چیلا رو رہا ہے -

بابا - کیون بچہ کیا کہا تھا کہ یہ اندھیر نگری چھوڑ دو - نہ مانا آخر وہی آگے آیا نہ -

چیلا - باباجی بچاؤ - میری طرف سے پھانسی پر چڑھ جاؤ -

بابا - ارے آج اچھا دن ہے جو پھانسی پر چڑھے وہ سیدھا سُرگ لوک کو جائے مین پھانسی پر جاتا ہون -

چیلا - نہین مین جاتا ہون -

اتنے مین راجہ بھی گرتے پڑتے آ نکلے -

راجا - وزیر پھانسی نہین ہوئی -

وزیر - خداوند گرو اور چیلے لڑ رہے ہین کہ مین پھانسی چڑھون وہ کہتا ہے ہی مین پھانسی چڑھون - آج بڑا ایرتھ کا دن ہی جو پھانسی چڑھے وہ بیکنٹھ مین جائے -

راجا - ہان تو چل مین پھانسی پر خود چڑھ جاؤن -

لیجئے چوپٹ راجا کھٹ کھٹ کرتے پھانسی پر چڑھ گئے

لیلی مجنون

بیا ساقی بیا جان تماشا	نہان در پردہ تا کی میکشی ہا
بیا ساقی بیا ای من مریدت	بدہ جامے کہ خواہم شد شہیدت
بیا ساقی بیا ای عین جادو	بدستت ساغرے چشم آہو
بیا ساقی بیا ای ابر احسان	بساغر کن می از خون رقیبان

سرت گردم بجامے ساز شادم
کہ رنگین قصہ آمد بیادم

ہمارے آوارہ و آزادہ - سر پھرا دادہ - میان آزاد خانہ برباد شب کو نواب کی برق وش باد رفتار سانڈنی پر سوار ہو کر بگولے کی طرح اُڑے تو لب جو بارہ چہتر منزل کے ایوان جواہر نگار مین دم لینے لگے - دونون ہاتھون سے دعائین مانگ رہے ہین کہ الٰہی کہین جلد گھنٹی بجے اور نقل سجے - اتنے مین پردۂ زرکار بندھا تو آنکھین کھل گئین -

بیا ساقی بیا ای جان جمشید | بدہ جامی وآتش دہ بخورشید

کہ دارم از تمناے دل ریش
خیال سیر مکتب خانہ در پیش

واہ کیا پری بزم مکتب خانہ ہی۔ مدرسہ کیا عیش وطرب کا کاشانہ ہی ہر طفل پریزاد فن دلبری مین بے بدل اُستاد ستم ایجاد وبلاے جان وامق وفرہاد۔ میان جی شمس بازغہ کے عوض بدر منیر کا سبق دیتے ہین اور رکھڑے بلائین لیتے ہین۔ کج ادائی مین شہرۂ آفاق دلربائی کے فن مین طاق۔ مولوی صاحب کی ریش مخضب تا بناف شریر لڑکون پر شراب شراب قمچیان جاتے ہین اور وہ اخوان الشیاطین حضرت کو بناتے ہین۔ اتنے مین سامنے جو نظر پڑی تو ایک بت غنچہ دہن سیم غبغب سے آنکھ لڑی۔ گیسو لیلۃ القدر جبین مطلع الفجر نسیم گلشن دلربائی۔ شمیم زلف آشنائی پرافشان جبین ناز سراپا انداز خوش وضع خوش قد۔ قامت دلجو۔ زلف عنبر بار جبین ابرو تیغ جوہر دار۔ قیامت کبریٰ سے دوش بدوش۔ غارت گر دین رہزن ہوش مصحف رخ سجدہ گاہ آتش پرستان ابروے کج قبلۂ کفر گزینان۔ رو کش خوبان فرنگ۔ نرگس مخمور صہباے حسن سے گلرنگ۔ رنگین ادا۔ وہ بانکی ادا وہ تیکھی چتون وہ قہر بھری نگاہ وہ جوبن کہ محفل بھر پھڑک گئی۔ یہ پیاری صورت اور چنچل پدمنی گھورنے ہی کے لائق تھی۔ گورا گورا مکھڑا ایسا جیسے چاند بلکہ چودھوین کا چاند بھی اُسکے مقابل مین ماند۔ بال بکھرے ہوے بانکی ٹوپی سر پر دھرے ہوے۔ عجب عُجب وغرور حسن سے متمکن تھی اسکی کم سنی اُسکے اڑھنے کے دن۔ اُسکی نزاکت اور صباحت ستم ڈھاتی تھی۔ ع

سرتا قدمش کرشمہ ونازہ | ہم سرکش حسن وہم سراندازہ
افگندہ بدوش زلف چون شست | او بے خبر ونظارہ گر مست

معجون لبش بدُر فشانی | پروردہ بہ آب زندگانی

میان آزاد آپ جانیے حسن پرست آدمی رند شاہد باز صورت دیکھتے ہی اُس گل چمن نزاکت پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے لوگون سے پوچھا کہ کیون حضرت یہ پری چہرہ خورشید لقا مہ جبین شیرین ادا۔ دختر گل رخسار۔ نازک اندام وطرار کون بت عیار ہی این! اجی واہ حضرت آپ کو بھی نہین معلوم بسنت کی خبر ہی نہین ای میان یہ لیلی مجنون کی نقل ہوتی ہی محفل بھر عقل سے ہاتھ دھوتی ہے۔ اُہو ہو ہو اب سمجھا۔ اُس لیلی پر تو ایک مجنون کی طبیعت مائل تھی مگر اس پیاری لیلی کے تیر نگاہ سے ساری محفل گھائل ہی یہ میان جی لیلی کے پدر بزرگوار ہین اور مکتب مین لونڈے پڑھا رہے ہین۔ ع

بہ مکتب میرود طفل پریزاد | مبارک باد مرگ نو باستاد
اگر باشد معلم خود فلاطون | باندک روز خواہد گشت مجنون

اُس مکتب خانۂ عشق کاشانہ مین مجنون بھی درس لینے آیا اس طفل سیم بدن غنچہ دہان۔ سرتا بقدم آفت جان پر جو طلبہ کی نظر پڑی تو۔ ع

ز طفلان ہر طرف برخاست فریاد | کہ یاران آتشی در مکتب افتاد
بگفت اُستادش اے مجموعۂ ناز | کہ بسم اللہ ز بسم اللہ کن آغاز
بہ پیش او الف چون دال خم شد | میان عشقبازانش علم شد

اب سُنیے کہ میان جی نے اور سب لڑکون کو تو چھٹی دیدی اور خود بھی سیر گشت کو چلدیے مگر لیلی مجنون دونون وہین رہے لیلی کی نظر جو سرو گلشن رعنائی پر پڑی اور مجنون کی آنکھ جو اس بحر لطافت وخودنمائی سے لڑی۔ جوان طناز نے بت سراپا ناز کو پایا اور صنم پری چہرہ کو امرد گلعذار نے والہ وشیدا پایا۔ خلوت مین دونون نے بوسون سے قند گھولے اور باہم یون ہنسے بولے۔

لیلیٰ سے

سرمست ناز آن بت بدست میرود
خود میکند خرام و خود از دست میرود

مجنون سے

دستے دہم بہ یار کہ بدست میرود
دستے بدل نہم کہ دل از دست میرود

لیلیٰ سے

سبزۂ دامن نسرین ترا بندہ شوم
ابتداے خط مشکین ترا بندہ شوم

حرف نا گفتن تمکین ترا بندہ شوم　　طرز محبوبی و آئین ترا بندہ شوم
اللہ اللہ زکہ این قاعدہ آموختۂ　　کیست اُستاد تو ابہا زکہ آموختۂ

مجنون سے

صد شعلۂ جنون ریخت باشفتہ سرہا
زد بخیۂ مژگان کہ بخون جگر ما

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مامک دیرینہ روز نے لیلیٰ کے باپ سے کچا چٹھا کہہ سنایا۔

ضعیفہ۔ لیلیٰ۔ پیاری لیلیٰ میری آنکھون کی تپلی اب اور ہی دھن مین ہین۔ مجنون پر انکا۔ کہتے کلیجہ لرزتا ہے اور مارے شرم کے گڑی جاتی ہون۔ لیلیٰ کو اب روگ ہے مجنون سے اُسکا دل منھ سے وہ لفظ نہین نکلتا۔

میاںجی۔ دت ناپکار۔ میری لیلیٰ اور ایسی خوار وہ ردپوش عصمت گوش ابھی نام خدا کمسن ہے۔ عاشقی معشوقی کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین کیا جانے۔ تو تہمت تراشتی ہے اور جھک مارتی ہے۔

الغرض وہ مامک دیرینہ ایک روز اُنکو ساتھ لیگئی تو دیکھتے کیا ہین کہ لیلیٰ اور مجنون گلے مل مل کر میٹھی میٹھی باتین کرتے ہین لیلیٰ کا سر مجنون کے کاندھے پر اور مجنون کا ہاتھ لیلیٰ کے دست حنائی مین اور مجنون کہہ رہا ہے کہ عمر بھر تیرے اس مکھڑے کی بلائین لیا کرون سے

برزمینے کہ نشان کف پاے تو بود　　سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

وہ فرط محبت سے بولین سے

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت　　جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
من آدمی بچنین خد و قد و روے و جمال　　ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت

لطف یہ کہ لیلیٰ کے والد بزرگوار اور وہ زن عیار دونون کلے پر کھڑے چپکے چپکے سب سن رہے تھے۔ ہین ہین یہ کیا آسمان پھٹ پڑا لیلیٰ اور مجنون عاشق و معشوق کو داغ ہجران نصیب ہوا۔ پھر پردہ پڑا سے

صحرا و کوہ و درہ من خستہ و ضعیف　　اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

پردہ کھڑکھڑایا۔ تو سامنے ایک لق و دق جنگل نظر آیا سبحان اللہ چھتر منزل مین سچ مچ کا جنگل۔ وہی بیل وہی بوٹے۔ وہی پہاڑیان وہی دشت وہی ہامون۔ اور ادھر مجنون سر پر خاک اُڑاتے پھونک پھونک کر قدم جماتے جنگل جنگل بیچارہ گھوم رہا ہے زار و نحیف لاغر و ضعیف بدن کی ہڈیان ہڈیان گن لیجئے لب پہ تبخالہ زبان پر آہ و نالہ چشم تر ابر گریان۔ آہ آتشین برق سوزان۔ شہید حسرت آغوش سیاہ پوش درد دل سے ایسا کراہتا تھا کہ سامعین کے کلیجے پر چوٹ لگتی تھی۔ وہ ڈاڑھین مار مار کر رونا۔ اشک گلگون چشم خونین سے بہانا غم و الم کی تصویر کھینچ دیتا تھا۔ سے

ماکوس بادشاہی دست جنون زدیم　　تخت روان آبلہ در زیر پای ما است

ادھر لیلیٰ بیچاری سوز غم سے شمع کیطرح جلنے لگی گل رخسار کو نسیم ہجران نے مرجھا دیا غزلخوان مو پریشان سینہ بریان دیدۂ گریان بصد حسرت و ارمان لیلیٰ کی بیقراری و بیتابی دیکھ کر حاضرین جلسہ نے دل مسوس لیا کہ ہے ہے یہ سرپا زدہ اور یہ حال زار یہ باغ حسن بدست خزان گرفتار سے

صد باغ و بزم چشم براہ نشست من　　دست جنون گرفتہ بویرانہ میبرم

آخر کار دونون کا وصال ہوا مگر فرط مسرت سے لیلیٰ نے ملتے ہی ابدی جدائی کی اور ملک عدم کی راہ لی عشق صادق اسے کہتے ہین۔

در ماتم تو دہر بسے شیون کرد　　لالہ ہمہ خون دیدہ در دامن کرد
گل جیب قباے ارغوانی بدرید　　قمری نمد سیاہ در گردن کرد

بھلا اب یہ مجنون کیونکر زندہ رہ سکتا ہے معًا دم توڑا اور دنیا کے دون سے منھ موڑا۔ شہید خنجر نازایسے ہوتے ہین۔ ؎

نیست پروائے عدم وا ندۂ ہستی ما را	ازقفس مرغ بہر جاکہ رود بستان ست

چہ میگوئیان

آج میان آزاد سرا مین لمبی تانے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین

بھٹیارن ۔ (پانوُن ہلاکر) اُٹھیے اُٹھیے۔ اے اُٹھو بھی۔ آج تو جیسے گھوڑے بیچ کر سوئے ہو اے لو وہ آٹھ کا گجر بجا۔ اے واہ میان انگڑائیون پر انگڑائیان لے رہے ہین مگر اُٹھنے کا نام نہین لیتے اجی میان مسافر (شانہ ہلاکر) اے میان مسافر آپ تو کہتے تھے کہ ایک دن تماشا نہ دیکھین تو کھانا نہ ہضم ہو۔ یہ آج بد پرہیزیان کیسی لے اُٹھو بھی بہت نخرے نہ بگھارو۔ اے ہوش کی دوا کر مردوے۔ اوئی۔

چانڈو باز ۔ اے بی تو تم کو کیا پڑی ہے سونے نہین دیتین کیا جانے کس موج مین پڑے ہین۔ ترنگی آدمی تو ہئی ہین مگر سچ کہنا کیسا دھاوت سیلانی ہے۔ اُف وہ۔ کچھ ٹھکانا ہے۔ دوسرا اتنا گھومے تو ہلکان ہو جائے انکا تلوا اُکتا ہی نہین۔ کوئی خاکی ہوتا ہے کوئی ناری۔ یہ سیمابی ہے۔ اور جو جگانا ہی منظور ہے تو آفتابے کی ٹونٹی سے ذرا سا پانی کان مین چھوڑدو دیکھو کیسے کلبلا کر اُٹھ بیٹھتے ہین۔

بھٹیاری نے چلّو سے منھ پر قطرہ افشانی شروع کی۔ دس ہی پانچ بوندین ٹپ ٹپ گری تھین کہ میان آزاد ہائین! ہائین! ہائین! ہائین! کرتے ہوے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

آزاد ۔ واہ خوب اچھی دل لگی نکالی ہے کیسی میٹھی نیند سو رہا تھا کہ واہ جی واہ خواب مین وہ پری چہم صورتین نظر آتی تھین کہ بس کچھ پوچھو نہین۔

بھٹیاری ۔ واہ وا۔ تو نقد تیرہ اُدھار اب تو پری چہم آنکھون کے سامنے ہے۔

آزاد ۔ کون؟ آپ نہ!

بھٹیاری ۔ اے آج حضور کی سواری چھتر منزل نہین گئی وہ دیکھو سانڈنی بلبلا رہی ہے۔

آزاد ۔ ارے آج تو اتوار ہے۔ بی بی۔ آج چھٹیان منائین کل سمجھا جائیگا۔

چانڈو باز ۔ کیون میان جٹاؤ تو خوب ہوتے ہونگے بھئی کل ہمین بھی سانڈنی پر بٹھا لینا۔

بھٹیاری ۔ مین واری میان مجھے ٹکٹ لے دینا۔

آزاد ۔ ارے یار بس یہی تو افسوس ہے کہ آدمی تھوڑے ہی آتے ہین جو سب کے سب ملکہ جلین تو خوب ہی نقشے جمین اور وہ دل لگیان ہون کہ آدمی لوٹتے لوٹتے فرش ہو جائین۔

چانڈو باز ۔ سنیے بندہ نواز رات کا وقت۔ نو بجے شروع ہو بارہ بجے ختم ایک بجے گھر پہونچے۔ محلہ بھر مین آگ ڈھونڈتے سلگائے حقہ بھرے تو اجائے گھنٹا بھر گڑ گڑائے۔ پلنگ پر جائے تو نیند اُچاٹ کروٹین پر کروٹین لے تب کہین چار بجتے بجتے آنکھ لگے پھر فرمائیے جو بھلے مانس چار بجے تڑکے سوئے وہ دوپہر تک اُٹھنے کا نام لے گا بھلا سمجھیے دن یون گیا رات وون گئی۔ اب انسان چانڈو کب پیے۔ داستان کب سنے۔ قوام کب بنائے پینگ کے مزے کب اُڑائے بھئی کون جائے۔ مفت مین مٹی پلید کرنا اس سے فائدہ کیا گلابو شتابو کے تماشے سے اچھا ہوتا ہو گا۔ اجی بس بیٹھے بھی جسوقت وہ ٹنک ٹنک کہتی ہین (جنیا لال ملونگی) واللہ بے چانڈو پیے نشہ چڑھ جاتا ہے جو وہان جائے تو اس سے ریچھ والے ہی کا تماشا نہ دیکھے وہ چپنی دی

اور وہ دے مارا رچار دن شانے چت - میان انیٹھا سنگھ کے
ھرنے نہ اڑائے - بکری پر تنے بیٹھے ہین - چھینک پڑی اور رکھٹ سے
پھُندنے دار ٹوپی الگ - آچھین - وہ پہونچی ڈگڈگی بج رہی ہے
بندریا تھرک رہی ہے - ناچ کھلاڑی دھنک دھنا بھی کوئی بیدھا ہی
ہے جو وہان جائے ہم تو نجائینگے - اور میان لوگ آئین کہان سے
خلقت تباہ خستہ ہے کسی مین دم کہان اور جب سے افیم سولہ روپے
سیر ہوگئی تب سے تو اور بھی خلق خدا کا دوالہ نکلگیا اور رہا سہا یہ
یہ چانڈو کی ٹھیکیون نے مارستیاناس کردیا جائے تو دام کس کے گھر سے
لائے سیلانی تو یہان کا چہا چہا ہے جیسے دیکھو سیر سپاٹے پر لٹو - گر ٹکٹ کا
نام نہو - اور بھی صاف تو یون ہے کہ ہم لوگ مفت کے تماشا دیکھنے
والون مین ہین میلا ٹھیلا تو کوئی چھوٹنے ہی نہین پاتا ایک بندہ درگاہ ہی
ہین کہ ساون بھر عیش باغ کے میلے چھوٹے - کبھی املیون مین
جھول رہے ہین کبھی بندرون کی سیر دیکھ رہے ہین - بہت بڑھکر
حاتم کی قبر پر لات ماری تو ایک گنڈے کے پونڈے لیے - ایک
گنڈا اور بڑھایا اور بی ساتن کی دکان پر دم لگایا چلیے پانچ چھ
پیسے مین میلا ہوگیا - بھلا یہ بات یہان کہان حقہ نوشی کی پہلے ہی
سے قطعی ممانعت ہوگئی - نادری حکم ہے کہ دھوان کوئی نہ اڑائے
نہین تو ہم سوچے تھے کہ چانڈو کا سامان سب لیتے چلین گے اور
مزے سے کسی کونے مین لیٹے چھٹے اڑاتے جائین گے ہمین کسی کے
باپ کا کیا اجارا - بندے کو خدا نے فعل کا مختار کردیا پھر اپنی اپنی
سب بھگت لین گے ٹکٹ تو کرادیجیے معاف اور جنیڈو کی دکان پیچھے
کھولیں اور دس دن پہلے ڈھنڈھورا پٹوا دیجیے کہ فلان تاریخ کو
سرِشام سے بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے ہونگے
ٹکٹ ندارد - مگر دھم کرم دھم پھر دیکھیے جو لکھنؤ بھر نہ ٹوٹ پڑے
تو بیٹا نام بدل ڈالون -

آزاد - جی بجا ہے - سوجھی تو خوب - چشم بد دور - دور کی
کوڑی لاتے ہو -

بھٹیارن - ہان ہان - اچھے آزاد پھر تو ہم بھی روز چلا کرین

آزاد - کتنی سادی ہو - یہ تو بھنگیا گئے ہین - رہا تمھاری عقل بھی
دیمک چاٹ گئی انکو کیا پڑی ہے بھلا - کہ بمبئی سے انگرہ ٹھنگ
لے کر کوسون اتنی دور آئین پہلتے چلتے اندھی روگ آجائے اور
یہان آن کر آپ کو مفت تماشے دکھائین چپڑی اور دو دو -
وہی بے ٹھکانے بات کہتی ہو جسکا سر نہ پیر - ایسے آنکھون کے
اندھے گانٹھ کے پورے اللہ کے بندے کہین اور رہتے ہونگے
ایسی تو خوبصورت بھی نہین ہو -

چانڈو باز - اچھا تو تمھاری خاطر ہی سہی تم بھی کیا یاد کروگے
بھلا - ایک دن ہم بھی چونی لگائین گے پر زنانے کا خون ہی سہی
کہان تماشا ہوتا کہان ہے گول دروازے مین نہ -

آزاد - ہین گول دروازہ نہ لمبا پھاٹک چھتر منزل مین یہان سے
دس قدم پر ہے -

چانڈو باز - ہونھ تو بندہ جاچکا دس قدم کی ایک ہی کہی - ہان
تم کو البتہ پاس ہے بندہ خان کی سرا سے نکلے اور کھٹ سے داخل
یہان سات بجے سے چلنا شروع کرین تو دس بجے پہونچین آدھا
تماشا ہوچکا ہو مفت مین الو بنین اور جو کہین پینک نے زور کیا تو خود
تماشا بن گئے - بگھی کرایہ پر کرین تو آٹھ آنے آنے کے اور آٹھ ہی
آنے جانے کے ایک روپیہ ہوا اور جو تین گھنٹے بگھی روک لی تو دو
روپیہ اسنے اور ٹھونک دیے مفلسی مین آٹا گیلا - تین بجے گھر پہونچین
تو جی چلے کہ اب تک میان تھے کہان نا صاحب ہم نجائین گے اور
میان اتنی عمر تماشے ہی دیکھتے دیکھتے گذری ہے اب تین اوپر ساٹھ
برس کے ہوئے مگر یار سنا ہے کہ سبز پری پر بلا کا نکھار ہے جو شوقین

ہے تو کسی روز جانڈو پہنے آئے ہی گی دیکھ لینگے۔

آزاد - جی منھ دھو رکھیے - یہ مداری لال کی اندر سبھا نہین ہے کہ جانڈو نہو تو آواز ہی نہ نکلے ارے نادان یہ سب تربیت یافتہ لوگ ہین نرے گاؤدی ہی رہے - اچھا بھئی اب انکو صلاح دینگے کہ شہر مین بھی دو ایک دن کے لیئے چلین - وہان تو آؤ گے -

جانڈو باز - مو چھون پر تاؤ دیکر انشاء اللہ تعالیٰ ضرور خیال کیجئے کہ کجا چھتر منزل اور کجا نگریان - دنیا کے اس سرے چلتے چلتے پانون سوج جایئن تین ۳ دن تک کھٹیا سے اٹھنا مشکل ہو الٰہی توبہ کیون جی سنا اڑن کھٹولے آتے ہین اور سچ مچ کی پریان آن کر گورا گورا مکھڑا دکھاتی ہین یعنی جا ہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے اینجانب کل ضرور ڈٹین گے - مگر یہ قید تو نہین ہی کہ کوئی باہر نجائے ایسا نہو جا ۲۴ گھنٹے تک قید مین پڑے رہین - بلا سے ہم باہر جنڈو اڑایئن گے ہمین کسی کا کیا اجارہ ہی اندر سبھا تو دیکھنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے کل سب کام چھوڑ کر جاؤنگا -

بھٹیارن - واہ تو شہر مین ہم کیونکر جایئن گے اتنی دور بھلا اچھا آزاد کی سانڈنی پر انکے ساتھ ہی سوار ہو لینگے - مزے سے دل لگی دیکھ کر ۲ دو بجے تک سرا مین آجایئن گے - پیدل جانا کٹھن ہی -

بلبل ہمارا

بیا ساقی کہ خلوت خانۂ ما ۔۔۔ سرور گشت از جانانۂ ما

بیا ساقی کہ شوق صحبت یار ۔۔۔ دلم را ہمچو من بر دشت از کار

بدہ جامے کہ چون چشمم کشاید

نگاہم بر جمال دوست آید

ہمارے جوان مرد جہان نورد میان آزاد فرخ نہاد سر مین ٹکٹ بانٹ زرق برق کپڑے ڈانٹ - سانڈنی پر کاٹھی کس کر عطر و عنبر مین بس کر بی بھٹیاری کو پیچھے بٹھائے اونٹنی کو جھکائے

یہ جا وہ جا - شہر بھر مین دھوم ہے ہر سمت ہجوم ہے - چپے چپے کو معلوم ہے -

بشہر امشب رسیدہ طرفہ جمعے ۔۔۔ شرر پروانہا بر گرد شمعے

مقلد پیشۂ با طرز د انداز ۔۔۔ مشعبد سیر تان با نغمہ و ساز

بعلم رقص و تقلید اوستادان ۔۔۔ مراد خاطر عشرت نژادان

بفن خویشتن استاد ہر یک ۔۔۔ گہے مرد و گہے زن گاہ طفلک

گہے سنا سیان مو پریشان ۔۔۔ گہے اسلامیان اہل ایمان

گہے رنگ زن نوزادہ بر رو ۔۔۔ بدست دایہ گریان زادۂ او

ز ہر قومے کہ خواہی جلوہ سازند ۔۔۔ بہر رنگے کہ گوئی جلوہ بازند

اہو ہو ہو - آج تو محفل جگمگاتی ہے - آنکھ جھپکی جاتی ہے - ہر دیوار پرستان کا لطف دکھاتی ہی - باد عنبر بیز سے باغ نعیم کی لپٹ آتی ہے سامنے پردۂ زمرد گون اور اسپر نقش و نگار بوقلمون - دامن کوہ مین لالہ زار سراپا بہار قلۂ کوہ پر سپہر زر نگاری و الا اعتبار ایک فرحی پردہ مین سے زمزمۂ سحر آمیز اور نغمۂ فسون انگیز سامعہ افروز ہوا اور دل سامعین رنگین طبع مصروف آہ جگر سوز ہوا - ہر سمت شور تحسین بلند تھا - ہر فرد بشر آرزو مند تھا کہ کہین گھونگھٹ کا طلسم ٹوٹے چاندنی چھوٹے نازک آوازی اور جادو طرازی کیے دیتی ہی کہ یہ پرے والی ابھی کمسن ہی - نام خدا اٹھتی سیٹے کے دن ہین سہ

بیا جانان کہ من از خویش رفتم ۔۔۔ زخود چندین بیابان بیش رفتم

شنیدم لحن خوبت رفتم از کار ۔۔۔ چہ خواہی کرد با من وقت دیدار

خدا خدا کرکے وہ کافر پردہ اٹھا - تو سہ

نظر پڑا اک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا ۔۔۔ جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

زہرہ کا کیا زہرہ کہ تاب جمال لائے مہ انور کو شوق دیدار جو آئے تو پہلے ستو بار آب کوثر سے منھ دھو آئے -

فروزان شمع باحُسن گلو سوز | پر پروانہالیش صبح نوروز
برولیش طرہ پُر پیچ وتاب ست | سیہ مستی زجام آفتاب ست

اُس بت شکرلب اور دلبر سیم غبغب کا بُلبل بہار نام ہے - اور واقعی اُسکی رسیلی آنکھ نرگس بیمار ساقی رندان مے آشام ہی اس محبوب چار دہ سالہ کو اُسکا دادا بجھیا کا ماما ایک پیر فرتوت کے سپرد کر گیا جسنے دقیانوس کے باپ کو گود مین کھلایا تھا اور بابا آدم کو بوسنا سکھایا تھا تو بھئی ہم تو سفر کر چلے - ایک مہینے مین جیتے بچوے تو فھوالمراد ورنہ تم جانو اور یہ پریزاد - فی امان اللہ یہ کہکر اُس پریزاد بار بدنژاد پری چہرہ کے جد امجد تو سدھارے - اور ایک مہینا بات کرتے گذر گیا اُنھون نے آنے کا نام نہ لیا - اُودھر بڈھے میان کو یہ بڑھ بھس ہوا کہ اُس برق دم پری جسم تدرو کو مسار دلربائی جدت تیغ رعنائی کے ساتھ بیاہ رچے - ؎

پیریکہ دم زعشق زند بس غنیمت ست | از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

واہ بھئی بوڑھے میان - واہ میان لال خان - بڑھوتی وقت ان سفید بالون مین کالک لگاؤگے - کمر بہتر جگہ سے خم - مگر یہ دم ماشاءاللہ منھ پچک رنگ فق - خاصے ہونق - گالون پر کرورون جھرّیان آنکھین اندھا کنوان کا نکھو کو نکھو کے لٹھیا ٹیکتے ہوی ذرا چلے تو بے پھسلن کے پھسل پڑے - دانت بتیسون[۳۲] چوہے کے بل مین اور خیال گدگدایا کہ اس پری پیکر کو عقد مین لائین اور بیوی بنائین عقدۂ دل کھلے - ایکدن مکر و مکس کر سفر کی تیاریان کر دین -

پیرنابالغ - او بت عیارہ ترک ستمگار رنگیلی گلعذار - پیاری بلبل بہار مین اس چاند سے مکھڑے پر واری - میری جان میری پیاری - وہ تو آج تک آتے ہی رہے اور ہم مناتے ہی رہے - آج ہم سوچے کہ کسی نا خدا ترس کے پالے پڑوگی تو میری روح پر صدمہ ہوگا اس سے میری شبستان کو اپنے چاند سے چہرے سے منور کر دو تو کیا - ہم اپنی بڑائی کھوپڑی پر نہی نئی پگیا جمائے نوشہ بنائے ٹٹو پر سوار ہو کر بین بین کرتے آئین تم سولہ سنگار کئے گردن نیوہڑائے بیٹھی رہو -

بلبل بہار (مسکراکر) ای واہ میان (واہ میان کا ڈونگڑا برس گیا)

پیرنابالغ - ادھر ساون بھادون کے چھائے ہون - ادھر ہم مین تم مین پینگ بڑھین - دونون جھولے پر چڑھین - بانس گڑے ہون امریون مین جھولے پڑے ہون - بیوی ملار گائین میان نغلین بجائین

بلبل بہار - نغلین نہین میان تالیان بجائین - امریون مین بور آجائین

پیرنابالغ - اشرفی لقمہ کھلاؤن - پھولون کی سیج پر سلاؤن -

بلبل بہار - ای واہ ری چاہ - بس اتنے ہی کے لئے بیاہ -

پیرنابالغ - تمھارے دم کے لیے گرمی کی فصل مین خسخانہ و برفخانہ ہو اور سردی کے دنون مین شراب ناب اور رکرما گرم نرگسی کباب ہو

بلبل بہار - یہ ٹھنڈی گرمیان ! -

پیرنابالغ - رات کو کہانیان سناؤن - فرمائشی قہقہے لگاؤن -

بلبل بہار - یہ سوکھے ٹھٹھے -

پیرنابالغ - رات کو ہم مال کی کوٹھری مین تم مہتابی پر سو رہو -

بلبل بہار - (گردن نیوڑھا کر) پھر آگے کیا -

پیرنابالغ - کہاں میری جان -

بلبل بہار - (قہقہہ لگا کر) ای واہ جی میان -

پیرنابالغ - مین نہاں عاشقی ہون -

بلبل بہار - مگر نخل بے ثمر -

پیرنابالغ - مین شمع محفل عشق ہون -

بلبل بہار - مگر چراغ سحری -

پیرنابالغ - مین آفتاب سپہر سرور ہون -

بلبل بہار - مگر آفتاب لب بام -

پیرنابالغ - ابتو عشق چرّایا سو چرّایا -

بلبل بہار۔ کس برتے پر۔

پیر نابالغ۔ بیاہ ہونگا۔ ضرور بیاہ ہونگا۔

بلبل بہار۔ شرط جوانمردی یہی ہے۔

پیر نابالغ۔ ہ

کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے

بلبل بہار۔ (انگلیاں مٹکا کر) اچھے دور۔

اس بت عنبرین مو۔ قوس ابرو کی اس حاضر جوابی اور بوڑھے میاں کی بیقراری و بیتابی پر محفل **عشعش** کرتی تھی۔

بلبل بہار کی تیکھی چتون اور پیاری ادا پر دل لوٹ لوٹ تھا کلیجے پر چوٹ تھی۔ کس ناز و ادا سے تھرک تھرک اور چمک چمک کر پیر فرتوت کو دندان شکن جواب دیتی تھی کہ واہ جی واہ عنفوان شباب اور آب و تاب اٹھتی جوانی اور خوش الحانی نازک آوازی اور زبان درازی نے ستم ڈھایا حشر بپا کیا ستم بپا کرنے اور آفت ڈھانے والی تھی ساری خدائی سے نرالی تھی۔ بوڑھے میاں نے بوڑھی خرانٹ ماما **عصمت** کو بلایا اور کہا کہ او عصمت ہم تو کچھ دن کے لئے باہر جاتے ہیں گھر بار اور پیاری بلبل بہار تم کو سونپ چلے پنبے غلام حبشی کو طلب کیا اور کہا خبردار چوکس رہنا عصا لے پیری تھام کر راہ لی۔

اب سنیئے کہ وہ گل سدا بہار یعنی بلبل بہار ایک جوان سادہ کار گل رخسار پر فریفتہ تھی اور وہ اسیر ہزار جان سے عاشق۔ سمجھا کہ ماما دیرینہ روز گرگ باران دیدہ ہے۔ چلو مطرب پسر اور خنیاگر کے بھیس میں چلیں۔ بڑھیا رنگین مزاج چہل طبع ہے شاید رنجھ جائے سارنگی بجاتے اور خوش الحانی سے ٹھمریاں گاتے بلبل بہار کے ایوان جواہر نگار کے پھاٹک پر ہو پہنچے پنبے کو شراب کی بوتل بطریق رشوت دی اور منہ کر گانا شروع کیا (پیا کے آون کی بھی بہ بان درو جوا ٹھیا لاگ رہی) بلبل بہار نے جو یہ آواز سنی تو بیقرار ہو کر دروازے کی سلاخون کے پاس سے تاک جھانک کرنے لگی۔ ادھر بڑی بی نے للکارا۔

عصمت	پنبے پنبے ارر رے کیا ہے یہ طوفان
پنبے	عاشق اور معشوق ملے ہیں چپ رہو او نادان
عصمت	منہ کالا ہو تیرا پنبے کیا بکتا ہے بدنام بڈھا ہمکو سونپ گیا ہے یہ دخت گلفام

عاشق۔ کیا ترتر کرتی ہے بڈھی تجکو اس سے کیا کام

پنبے۔ ارے یہاں قلف لگا ہے۔ اور قلفا۔ قلف کا بھی باپ۔

عصمت۔ ہے ہے اس بڈھے نے میرا بھی اعتبار نہ کیا۔ تو عصمت جو اس فیاض جوان طناز کو گھر میں داخل نہ کرون قفل لگا کا لگا ہی رہے یہ کہکر عصمت نے دو سو کی ہتیلی سیدھی کی اور بچوا ٹے کے دروازے سے عاشق زار کھٹ سے بلبل بہار سے ہمکنار ہوا۔

عصمت۔ ارے جوانی میں میں بھی آفت کی پرکالہ تھی۔ مجھپر بھی عالم تھا۔ اتنے میں پیر نود سالہ سفر سے واپس آئے۔ دروازے کو دیکھا تو افیونیوں کی آنکھ کی طرح بند۔ میاں پنبے کہیں اتفاق سے شراب لینے باہر گئے تھے انکی انکی چار آنکھیں ہوئیں۔

پیر۔ پنبے پنبے ارے کمبخت گھر بار کس پر چھوڑ گیا تھا۔

پنبے۔ بلبل بہار کے عاشق زار پر۔

پیر۔ ہائیں بلبل بہار کا عاشق زار تو میں ہوں۔ کیا اور بھی پیدا ہوا۔

پنبے۔ ہونہہ۔ اب چار دن میں سن لینا کہ لڑکا پیدا ہوا۔

پیر۔ (سر پیٹ کر) اُف۔ ہائے ستم۔ ہائے ستم۔

گھر میں گھسے تو بلبل بہار اور عاشق زار بیٹھے رنگ رلیاں منا رہے تھے

اُسوقت اُنھون نے توبہ کی کہ اب اس سن مین شادی کرے تو اسپر لعنت

نوابصاحب اور رفقا کی چہ میگوئیان

اب اُدھر نواب کے یہان کا حال سنیئے کہ وہان کیا ہوتا تھا جب کئی دن گذر گئے تو خوشامد خورون نے چنگ پر چڑھایا کہ پیرومرشد دیکھا ہم نہ کہتے تھے کہ میان آزاد خانہ برباد کا ٹھکانا کیا حضور نے ناحق آخرش سانڈنی کی سانڈنی گئی اور رنج کا رنج ہوا۔

خوجی- اور بیوقوف کے بیوقوف بنے۔

میر صاحب- اور انعام و زاد راہ جو دیا گھاتے مین سکی گنتی ہی نہین۔

غفور- ہجورا ب وہ پھرتے بخیر نہین آتے۔ ۲ دو تین ۳ سو کی سانڈنی پر پانی پھر گیا۔

خوجی- ہونھہ یہ دو ہی تین سو پیے پھرتے ہین۔ ای میان وہ سانڈنی بلا کی دھاوا کرنیوالی ہو۔ ریل کی دُم مین باندھ دو دیکھو چندے ٹمک برابر چھم چھم کرتی چلی جاتی ہو یا نہین۔ ہندوستان سے ملک مین ویسی ایک تو نظر آتی نہین۔ کیا دم خم ہو بھئی مین دو ایک دفعہ سوار ہوا۔ واللہ ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہوا پر جا رہا ہون وہ ٹھمک ٹھمک چال کہ اہو ہو ہو۔ سواری اور اونٹ بگھی گھوڑا پالکی ہاتھی سب اُسکے مقابل مین گرد ہین۔ اور بھئی سچ پوچھو تو میان صف شکن سے اُسکے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

میر صاحب- واہ خواجہ صاحب آپ بھی واللہ کیا بے تکی باتین کرتے ہین۔ کجا بے زبان جانور۔ کجا ہمارے صف شکن سلمہ اللہ تعالے پاجی اور بھلے مانس کا مقابلہ کیا ارے وہ اشرف الحیوانات ہو۔ ایسی ایسی ہزار ہا سانڈنیان اُنکی ایک لات پر نثار کہنے لگے سانڈنی کے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

نواب- اتنے بڑے لونڈے ہوئے مگر گو کھے ہی رہے جو بات کرینگے بے ٹھکانے سانڈنی ٹکے کا جانور۔ گئی گئی اب اُسکا رونا کیا۔ ہاے رنج تو یہ ہو کہ میان صف شکن اب ہاتھ نہ آنے کے میرا ہی دل جانتا ہو کہ کلیجے پر کیسی چوٹ لگی ہے بھئی اس سے تو مجھے ہی موت آجاتی تو سمجھتا بڑا خوش نصیب ہون۔ افسوس۔

مصاحب- حضور صبر کیجیے۔ ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد آتش کہہ گئے ہین۔ بڑے نواب صاحب مر گئے تو حضور نے کیا کر لیا چچا حضور کو چھوڑ کر چل بسے تو حضور نے کیا کر لیا دادا جان ساری ثروت سے منھو موڑ کر داغ جدائی دے گئے حضور نے کیا کر لیا اب صبر کیجیے۔ صبر کیجیے۔

نواب- میان بات یہ ہو کہ باپ دادا تو سب ہی کے مرا کرتے ہین مگر صف شکن سے وفادار جانور کا ایکدم بھی جُدا ہونا کھلتا ہو نہ کہ کا یک سے اُڑ جانا۔ خیر خدا اُنکو بخشے اسوقت دل ہو کہ بے اختیار اُمڈا چلا آتا ہے۔

خوجی- یہ کیا بک دیا کہ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ آتش کہہ گئے ہین۔ واہ ری معلومات۔ ای حضرت یہ سعدی کا شعر شیخ جی کا کلام ہے۔

نواب- کیا خرافات بک رہا ہو۔ یہ شعر شاعری کی تحقیقات کا بھلا کون موقع ہو وہ سعدی نہین رودکی کہہ گئے سی پھر اس سے واسطہ۔ معلوم ہے کہ آپ بڑے شاعر کی دُم ہین۔ عجب نامعقول آدمی ہو بھئی۔

مصاحب- اور خدا و ندیہ انہین سخت عیب ہو کہ کسی نے بات کی اور اُنھون نے جٹ کاٹ دی۔ یون نہین دون ہو وون نہین یون ہو۔ آم نہین املی ہو۔ یہ نہیں سمجھتے ہم تو اپنے آقا کی تسلّی کے لیے تشفی آمیز باتین کر رہے ہین کہ صبر کیجیے۔ یہ ٹیلوٹے پر چڑھے بیٹھے ہین کہ آتش نہین سعدیؒ کا کلام ہے جسمین لوگ سمجھین کہ آپ بھی بڑے

شاعر غرا ہین اور املا تک درست نہین - بھلا صف شکن تو اس کاغذ پر لکھ دیجئے -

خوجی - چلیے صاحب وہ ہم گو کھے گھامڑ گاؤدی سہی - آپ تو اپنے وقت کے افلاطون ہین نہ لبس چھٹی ہوئی -

نواب - چھٹی ڈونڈ کے بھروسے نہ رہیئے گا چھٹی نہین ہوئی ایک بھلے مانس کو آپ نے دس آدمیون کے سامنے ذلیل کیا آپ کو ہم ذلیل کرینگے - غفور قلم دوات کاغذ خوجی کو دو - لکھیے قبلہ - صف شکن کا لفظ لکھیے -

مصاحب - نہین حضور یہ فقرہ لکھوائیے کہ اسوقت ہوش و حواس دُرست نہین -

خوجی - نے یون لکھا (اسوقت حوش وہواس درست نہین)

مصاحب - (ہنس کر) واہ واہ واہ - کیا لیاقت ہی حوش کو حاء حطی اور ہواس کو آپ ہاے ہوز سے لکھتے ہین - یہ دیکھ لیجیے نہ -

نواب - اے لعنت خدا - اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ گے پھر کسی کو ٹوکو گے بچہ - اے میان ہوش وحواس نہین لکھ سکتے - اے پھٹکار شرمائے تو نہو گے ؟

میر صاحب - وہ شرما چکے - شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان بیاید شرم تو انھون نے بھون کھائی ہے - تب تو شرمائے نہین جب بڑی بڑی محفلون سے نکالے گئے -

خوجی - حضور کے مزاج مین انصاف تو ضرور ہی لیکن برب کعبہ اسوقت حضور نے میری گردن کند چھری سے ریتی ملے ملے اتنا تو سمجھیے کہ اگر ہوش وحواس ٹھکانے ہوتے تو بیش یا افتادہ الفاظ کے املا مین بھلا کیون غلطی کرتا - شاعر ہین - نثار ہین - مولوی ہین منشی ہین - مگر جب ہوش بھی ہون ہاے صف شکن کا پتا نہ ملے اور ہم ماما چھتیان اڑائین -

نواب - واہ خوجی واہ - اسوقت طبیعت تمھاری نمک حلالی دیکھ کر خوش ہو گئی - شاباش - کوئی ہی ؟ -

مصاحبین - کوئی ہو - حاضر ہو جلد - چلا -

پیرو - پیرو مرشد (دست بستہ) کیا حکم ہے -

نواب - داروغہ سے کہو کہ ہمارے رفیق خواجہ صاحب کو وہ عباسی رومال اُڑھادین جو پرسون خرید اتھا - لو خوجی یہ ہم نے انعام دیا - واہ بھئی واہ - گاہے بہ سلامے برنجند وگاہے بدشنامے خلعت دہند کہان تو خوجی پر وہ عتاب تھا کہان اب انعام پایا - داروغہ نے طشت مین رومال لاکر خوجی کو اُڑھا دیا خوجی نے استادہ ہو کر سات دفعہ سلام کیا اور کہا کہ واہ حضور کیا ریاست ہی - اب خدا گواہ ہی کہ اسوقت تہ دل سے دعا نکلتی ہی کہ میان آزاد مع صف شکن علی شاہ کے کھٹ سے آجائین اور حضور واللہ دل گواہی دیتا ہی کہ آیا ہی چاہتے ہین بس صبح و شام آئے داخل -

نواب - تمھارے منھ مین گھی شکر -

مسیتا بیگ - حضور مٹھائی کا اقرار کرلین -

خوجی - اور سنیے یہ بندۂ شکم گرسنہ چشم خوب بولا - ابے مٹھائی کیسی وہ جلسے اُڑین وہ جشن ہون کہ واہ جی واہ - جھینون جلسے پر تھاپ پڑے اور دور دور سے طائفے آئین - صف شکن کا آنا کوئی ایسی ویسی بات ہی - گیدی کہین کا -

نواب - انشاء اللہ - پھر مین اپنے دل کا ارمان نکالون وہ دھاچوکڑی مچے کہ واہ جی واہ -

مسیتا بیگ - (میر صاحب کے کان مین چپکے سے) نقل عیش بہ از عیش - آنا جانا ملنا ملانا معلوم - مگر واللہ آزاد بھی بلا کا جوان ہی وہ جھانسا دیا کہ نواب بھی ساری عمر نہ بھولین گے - سانڈنی تو بھئی اُسنے بیچ لی - اونے پونے دام سیدھے کیے صف شکن کی دُم مین

میر صاحب - (آہستہ سے) کیون جی یہ ہمارے رئیس بھی کتنے بھولے ہین - بٹیر سے صف شکن ہوے اور صف شکن سے اب صف شکن علی شاہ بنے (ہاہاہا) لاحول ولا قوۃ واللہ بزاگادی ہی ہاہا

مسیتا بیگ - اجی خدا کرے ایسا ہی بنا رہے مگر یہ یار خوجی کا عباسی رومال آنکھون مین کھٹکتا ہی - یہ مردک بگڑی بات کو ایسا بنا لیتا ہے کہ کچھ پوچھیے نہین -

میر صاحب - ہان مگر آزاد اُنکے بھی چچا نکلے اُنکے کان اُنھون ہی نے کاٹے - اور بھئی آدمی بھی پرکالہ آتش ہی - پڑھا لکھا عالم فاضل - شاعر نشار - پھر کشتی پٹے مین طاق -

نواب - اب زنان خانہ مین جاتے ہین ہم - رخصت -

شکر زی کی نقل

ہمارے رسیا یار ہے میان آزاد کے کان مین بھنک پڑی کہ لونے نوں کا عمل ہے - اے توبہ - آج ہم نے آتو ہی بنے -

بی بھٹیاری ایک سیلانی لگی للکارنے - اجی بس چلو میان جاؤ بھی - آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین کنگھی چوٹی ہی سے مہلت نہین ملتی جب دیکھو ڈھاٹا بندھا ہو پٹیان جمائی جاتی ہین او ئی لنگوڑی ہیسوائین بھی اتنا سنگار نکرتی ہونگی - ے اب گھر کسو چلو گے یا بٹھلے بازی ہی کیا کرو گے -

چانڈو باز - ای بی آخر شرجوان جہان ہین آرائش سرو دستار کے شوق پر لٹو ہین - تم بھی تو بے بال سنوارے گھر سے قدم نہین نکالتین -

بھٹیاری - آپ بھی بہنک سے چونکے - آج جسکی کم بختی آئی تو ایک چھینٹا اور نہ اُڑا لو - ہمارے تو سنگار نکھار کے دن ہی ہین میان - اُلٹا کیا دیتے ہو -

میان آزاد نے لپ جھپ فوق البھڑک کپڑے ڈانٹے اور بی بھٹیاری کو پیچھے بٹھا کر اونٹنی کو کرٹ کرڑا دیا - راہ مین بی صاحب رنگ لا ئین ہی ہی اس ہوئی سواری پر خدا کی سنوار اللہ ہو ن مارے ہچکولون کے ناک مین دم آگیا - میان آزاد ایک ٹھٹول آدمی - ایک ایڑ کا اشارہ جو بتاتے ہین تو سانڈنی اور بھی تیز ہوئی تب تو آگ بھبھوکا ہو گئین - ای مردوے کچھ خیر ہے - واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے مجھے بھی کوئی اور سمجھے ہو - واہ مین لاکھون سناؤنگی بس سیدھی طرح چلنا ہو تو چلو نہین مین چیختی ہون - پیٹ کا پانی تک ہل گیا ایسی سواری کو آگ لگے - میان آزاد نے ذرا لگام کو کھینچا تو سانڈنی بلبلانے لگی - بی بھٹیاری تو سمجھین کہ اب جان گئی گذری - دیکھو یہ چھیڑ چھاڑ یہان کسی کو گوارا نہین ہمین اُتار ہی دو بس بیچ بی ہزار نعمت کھائی - لو اور سنو ذرا سے ہچکولے مین منھ کے بھل آ رہون تو چکنا چور ہی ہو جاؤن - تم مشٹنڈون کو اسکا کیا ڈر ہی روکو - روکو - ہاے میرے اللہ مین کس بلا مین پھنس گئی میان اپنے خدا سے خوف کرو - بس ہمین اُتار ہی دو - سانڈنی کیا لنگور کی جوڑی ہی - اتنے مین حسن اتفاق سے سانڈنی ایک درخت کا سایہ دیکھ کر ایسی بھڑکی کہ چک کر دو تین قدم پیچھے ہٹ آئی -

میان آزاد تو ران پڑی جماے ہی بیٹھے تھے وہ تو لو وہ پچ نکلے آئی گئی بی بی صاحب کے ماتھے گئی - سانڈنی کا بچکنا تھا کہ وہ بھی ساتھ ہی دھم سے زمین پر آ رہتون - خدا کی مار اس موے موذی پر - وہ تو کہو خیر سے کچی سڑک نہ تھی نہین تو محنت مین ہڈی پسلی چور چور ہو جاتی -

چانڈو باز - شاباش ہو تیری مان کو چھٹی بھی کھائی گڑ ہی تیور دہی خم و دم ہین - دوسری حیادار ہوتی تو لاکھو برس تک سوار ہونے کا نام نہ لیتی - سواری کیا جنازہ روان ہی - گرچھاڑ پچھاڑ پھر موجود بیچائی بلا دور -

بھٹیاری۔ چلیے آپ کی جوتی کی نوک سے۔ ہم بیجا ہی سہی۔ آپ اپنی حیا کو چھپر پر رکھیے۔ عورت کوئی اور ہی ہوگی۔ بندی سوا مرد ہی سوار کو کھڑے کھڑے گھوڑے پر سے اتار لون۔ کیا جھانسے دینے آئے ہین جسمین مین اُتر پڑون اور آپ مزے سے چم جائین منھ دھو رکھیے ہم نے کچی گولیان نہین کھیلی ہین۔

جانڈو باز۔ بیوی تو سہی جو آپ کے ہاتھ پانوٗن نہ ٹوٹے سر نہ پھوٹے

الغرض بعد خرابی بصرہ میان آزاد داخل منزل مقصود ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ محفل جمی جمائی مثل نوعروسی سجی سجائی اتنے مین ایک پارسی نے آن کر کہا کہ (صاحبان مجلس) علاؤالدین اور اُسکے نادر چراغ کا ذکر آج ختم ہوا۔ اب شکر بی کی کہانی باقی ہی جسطرح آپ لوگون نے آج آسرا دیا اُسی طرح ہمین اُمید ہے کہ کل بھی آیئےگا۔

میان آزاد۔ ارے! ایک داستان کی داستان ختم ہوگئی اور ہم ندارد آج مزہ ہی کرکرا ہوگیا۔ کہین بی بھٹیاری سے نوک جھونک ہوئی کہین بالون مین حنا کا تیل ڈالا کیے۔ کہین ڈاڑھی مین ڈھاٹا باندھا واللہ بڑا ہی افسوس ہوا۔

اتنے مین شکر بی کی کہانی شروع ہوئی۔ پہلے ایک مخارام آئے۔ واہ میان تندیل چشم بد دور کیا قطع مبارک ہی۔ لال لال پگیا پر لٹو صورت دیکھی اور ہنسی آئی اور حضرت کی بھونڈی ادا اور بھی ستم ڈھاتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ سفر کی تیاریان ہین دسا ور مال لینے جاتے ہین۔ اس کے بعد ایک نگار شوخ و طرار چمکتی ہوئی آئی صورت سے چلبلاپن برستا ہے۔ رگ رگ مین شوخی۔ بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہی کبھی دھوتی کو سنوارنا کبھی بالون پر ہاتھ پھیرنا۔ کبھی آنکھین لڑانا کبھی مٹکنا کبھی اُٹھلانا۔ ابھی یہ کھڑی تھین۔ دم کے دم مین تڑپ کر وہ ہو رہین۔ اُف ری شوخی جو طرفہ کٹاؤ تھا غضب کا بناؤ چناؤ تھا۔

میان۔ ہم نے چھکڑا و کڑا ٹھیک کر رکھا ہی۔ اسباب سباب لدگیا ہی سب سامان لیس ہی تم میری جدائی مین گھبرانا نہین۔ جب جی گھبرائے تو گروجی کو بُلا لینا دو گھڑی دل بہلانا۔ مین نے مال لیا اور لمبا ہوا اب کی پو بارہ ہین۔

شکر بی۔ سبھ گھڑی جاؤ اور توڑے بھر کر آؤ پر ہا مجھے نہ بھولجانا نہین مین یہان کڑھ کڑھ کر مرجاؤنگی۔ تمہان سر پر اُٹھاؤنگی۔ ہی ہی تمھاری دو گھڑی کی جدائی بھی شاق ہے جلدی آنا۔ مین واری جلدی سے آجانا کسی کے کلپانے سے کیا ملے گا بھلا اچھا اب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھانو مین جاؤ۔

میان مخارام تو جو بردھے چھکڑے پر لد کر سدھارے ادھر انکے گروجی نے میدان جو خالی پایا تو آن موجود ہوے اور لگے اختلاط کی باتین عشق کی گھاتین کرنے۔ شکر بی ایک طرار عورت۔ تاڑ گئی کہ گروجی کی نیت ڈانوان ڈول ہی۔

گروجی۔ مخارام تو چلے گئے۔ ہم روز آئین گے اور میٹھی میٹھی باتین اچھی اچھی کہانیان تم کو سنائین گے۔ مگر شکر بی واہ وا تم نے کتنی پیاری صورت پائی ہے۔ دیکھون۔ مین صدقے۔ ذری مکھڑا تو دیکھون (چٹکی بجاکر) اِدھر اِدھر۔ پیاری ادھر دیکھو۔ اس جوبن کے واری کیا کامنی ہے چھب ادا سب مین برق دم۔

شکر بی۔ ہم آپکا مطلب آپ کی چتونون ہی سے تاڑ گئے رہا ایک بات مان لو تو ہم بھی تمھاری بات مان لین۔ اسوقت تو ہوا کھاؤ کل آٹھ بجے آؤ تو خوش روزہ منائین خوب گائین بجائین اسوقت میدان خالی ہی۔

گروجی جو پورے گرو تھے کھِل گئے کہ کل آٹھ بجے اور دھم سے یہان آن کودے۔ پیاری شکر بی اور ہم اینجانب رسیاوہ

پری چہم۔ خوب مزے سے کٹے گی۔ آج کسی اچھے کی صورت دیکھکر اُٹھے تھے گروجی مہاراج جو اس لائق تھے کہ دور ہی سے ڈنڈوت کرے خوش خوش گھر چلے مگر مچل مچل کر پھر پھر کر دیکھتے جاتے تھے اور اشارون سے بتاتے تھے کہ ہم اب مفتون ہو گئے۔ شکر بی لجا کر منھ پھیر لیتی تھین۔ مگر اس لجانے ہی مین وہ جوبن تھا کہ گروجی ریشہ خطمی ہوے جاتے تھے جب خدا خدا کرکے گروجی سدھارے تو شکر بی ایک جگہ کھڑی ہو کر دھاڑین مار مار کر رونے لگین اُدھر سے کہین کوتوال شہر برآمد ہوے۔ اس بت گلعذار کا رخسار تابان اور پتلی کمر اور نرگس بیمار دیکھ کر ہزار جان سے عاشق ہو گئے

کوتوال ۔ ای پری پیکر تو رشک قمر۔ جوان و طرحدار شوخ و عیار ہے مگر سر بازار رو رہی ہی۔ کیا کسی نے ستایا ہی۔ یا کسی پر دل آیا ہی تیرے رونے سے اسوقت میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ از برائے خدا بتا تو یہ بات کیا ہے۔

شکر بی۔ میان مین کیا بتاؤن۔ اسوقت کلیجے پر چوٹ لگی ہی کہتے شرم آتی ہی۔ میرے گروجی مجکو چاہنے لگے آپسے فریاد کرنے آئی ہون

کوتوال۔ گرو! اور تجھپر ریجھے۔ اُنکی ایسی تیسی ایسا ٹھیک بناؤن کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ ساری چوکڑیان بھول جائین۔ میری عملداری مین اور یہ اندھیر تجھ سی پری کے لائق ہم ہین یا وہ شیطان واہ کیا رنگین طبع شوخ مزاج معشوق ہی اسوقت دیکھا تو جی خوش ہو گیا۔ ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد	رویت ہمہ سال لالہ گون باد

اس حسن کے قربان اس رخ کے صدقے چلو تمھارے مکان چلین۔

شکر بی ۔ اچھا کیا مضائقہ۔ آیئے مگر ایک بات یا تو مین لونڈی ہو جاؤن آج تو روندیرہ ہو آؤ کل نو بجے ملین گے اور گھل گھلکر باتین کرینگے۔ عورت مرد راضی تو کیا کریگا قاضی۔

کوتوال۔ مگر ادھر دیکھو۔ ڈرتے ڈرتے ایک عرض ہی۔

شکر بی ۔ ای ہی تو اسمین ڈر کا ہے کا۔ کہہ تو دیا کہ کل نو بجے آؤ بس سمجھ جاؤ۔

کوتوال صاحب خوش خوش چلے ادھر شکر بی نے پھر زار زار رونا شروع کیا حسن اتفاق سے کہین وزیر ریاست اُدھر سے آنکلے این! یہ کون رو رہا ہی بھئی۔ مگر آواز ہی کسی چلبلی کی۔ اہو ہو ہو کیا چاند سی صورت ہی چاند بھی دیکھے تو بلائین لے عورت کیا پرکالہ آتش ہی کیون چنچل نارکس نے دُکھ دیا جو ڈاڑھین مار مار کر رو رہی ہو۔ مین اسی شہر کا وزیر ہون جس نابکار نے ستایا ہو اُس سے کھڑے کھڑے سمجھ لون اور مین تو تیری صورت پر دیوانہ ہو گیا جو حکم دے بجا لاؤن

شکر بی ۔ ہاتھ جوڑکر عرض ہی کہ اپنے کوتوال کو سمجھا دو وہ مجھپر بُری نگاہ ڈالتا ہے اب آپ کے سوا کس سے کہون۔

وزیر۔ میرا کوتوال اور ایسا بداعمال! کیا مجال۔ ابھی اُس لعین کو قتل کا حکم دون تو وزیر۔ تیری اُٹھتی جوانی اور یہ پھبن تو اس لائق ہی کہ وزیرون کے محل مین رہے مین تو تیرا درم ناخریدہ غلام ہون جو حکم دیجیے بجا لاؤن اشارے کی دیر ہی مگر۔

شکر بی۔ ہان ہان مین سمجھی۔ زہے نصیب۔ اگر مگر کیا معنی۔ اس وقت تو اب آپ جائین۔ کل دس بجے میرے مکان پر آئین۔

وزیر۔ (دست بستہ) ذرا خوب بن ٹھن کر بیٹھنا۔ ہان خوب نکھر کرکے اب ہم جاتے ہین۔

یہ حضرت بھی دفان ہوے تو سُنیے کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے ہائین ہائین! تو کون ہی۔ عورت یا پری۔ آج تڑکے تڑکے خدا نے اچھی صورت دکھائی۔ یہ کوہ قاف سے آئی ہی یا پرستان سے حور ہو حور تمھارا نام کیا ہی بی

شکربی - مجھے شکربی کہتے ہین -

بادشاہ - شکربی! واہ کیا میٹھا نام ہے اور کیون نہو بات کرتے وقت لبون سے قند گھولتی ہو - اپنے وقت کی شیرین ہو - اچھا پری پیکر یہ تو بتاؤ کہ صبح صبح یہ بیقراری اور آہ وزاری کیون ہو کیا کسی اگلے پچھلے کو رو دتی ہو - میرے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگا -

شکربی - اجی حضور کیا کہون آپکے وزیر کی مجھپر بے طور طبیعت آئی ہو - وہ وزیر مین فقیر - میری عزّت اب آپ ہی کے ہاتھ ہو -

بادشاہ - اوہ تو یہ کتنی بڑی بات ہو وزیر کو ابھی بیدخل کیے دیتا ہون تو کہا مان میرے ساتھ بیاہ کرلے - مزے سے راج کرنا مین اب والہ وشیدا ہوگیا -

شکربی - اجی واہ تم بادشاہ مین وادخواہ - تم راجا مین پرجا کہین گزی مین زربفت کا پیوند لگا ہو - تمھارے یہان ایک ایک پیش خدمت مجھ سے اچھی ہوگی - مین ہون کس مین -

بادشاہ - کوئی میرے دل سے پوچھے - یہ نرگس غمزہ زن - یہ زلف پرشکن - اہو ہو ہو - بلاے جان ہو - اب اتنا مان لے کہ -

شکربی - بس بس - اچھا - تو اتنا کہنا اس گھڑی آپ بھی مان لین آج تو مین سب سامان لیس کر رکھون - کل آپ گیارہ بجے آئین بس شکربی اور بادشاہ سلامت گھل گھل کر باتین کرینگے -

بادشاہ اور وزیر اور کوتوال اور گروجی بشاش گئے کہ مالہ مار لیا کل ڈیٹین گے ادھر آٹھ بجے اُدھر گروجی برآمد ہوے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہین سماتے - شکربی کے سراپا کی جو تعریف کرنے پر آئے تو پُل باندھ دیے - شکربی اپنے دلمین سوچتی تھی کہ یہ گھانس تو نہین کھا گیا ہے - موا یہ توند جیسے نقارہ یہ سن وسال - یہ صورت کالا کلوٹا اور میرا عاشق بنا ہے - ان موے کو تو ایسی جوتی پر سے بھی نہ قربان کردن - واہ رے گرو - تیرا ستیاناس جائے یہ گرہستو نمین آنے کے لائق نہین رہا - رہ جا تیرا منھ نہ جُھلسا ہو تو شکربی نہین - کیا مزے مزے سے میٹھی باتین بنا رہے ہین اور خبر ہی نہین کہ انکے بھی باوا آیا ہی چاہتے ہین" - اب گروجی چشمک زنی کرنے لگے - شکربی ٹال ٹال جاتی تھی کبھی شرماتی تھی - کبھی مُسکراتی تھی کہ واہ رے گرو - کیا بڑھ بس ہی گروجی بڑے مزے سے پلتھا مارے اکڑے ہوے بیٹھے تھے کہ اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا - این! یہ کون آیا - ارے باپ رے باپ یہ ہی کون - کوتوال - اُف رے غضب اب جان بچتی نظر نہین آتی شکربی ذرا ہمکو کہین بچاؤ - یہ کیون! یہ کیون! - آپ عاشق جو بنتے ہین - ہات ترے گرو کی دُم مین نمدا - رہ تو دیکھ تیری بوٹی بوٹی نہ چیلون کو دون تو شکربی نہین ای ہی اب کیا کرون شکربی - شکربی کہان چلی کہان - کہین دروازہ نہ کھول دینا مین تو باتون ہی تک کا گنہگار تھا - شکربی نے گروجی کی کھوپڑی پر جھلا کر دو تین چٹیین زناٹے سے لگائین - اور ایک بورئیے کے نیچے بٹھا کر دروازہ کھولدیا -

کوتوال - شکربی آج شام کو اس گرو کی خبر لونگا اور قید کردونگا - تم میری معشوق ہو اس موذی کی ایسی تیسی قبر مین پانون لٹکائے بیٹھا ہے اور یہ عشق چرّایا - تمھارے لائق تو ہم ہین پیاری آؤ ادھر بیٹھو - واہ کیا جمال ہو - کیا مستانہ چال ہو -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وزیر بھی آن موجود - دھم دھم - دھم دھم دروازہ کھولو اجی شکربی دروازہ کھولدو - کوتوال کے اوسان خطا کہ غضب ہی ہوا لو وزیر اعظم آگئے - اب میرا کہین ٹھکانا ہی نہین - الٰہی خیر - خداوندا بچائیو - ہاے کیا پھنسے پھنسے - دیکھ پائیگا تو رقابت کا خیال گدگدائیگا اور بوٹی بوٹی نوچ کھائیگا - شکربی قند بچاؤ - شکربی بی موے تیرا جنازہ نکلے یہ تو کوتوالی کرتا ہے مین تو گئی فریاد کرنے آپ مجھی پر پچھ گئے اب خمیازہ اُٹھاؤگے بھلے مانسون کی بہو بیٹیون سے یہ بدنیتی

کیا شہر شملہ ہے۔ چل اُس صندوق مین بیٹھ اور چُپ چاپ بیٹھ۔ یہ کہکر شکر بی نے دروازہ کھولا تو وزیر برآمد ہوے۔

وزیر۔ پیاری قسم لو جو کل رات کو آنکھ بھی جھپکی ہو۔ کوتوال مردک کو تو آج ہی موقوف کرتا ہون۔ مگر قسم دو کہ آج سے تم ہماری ہو۔ مین تو تیری ایک ایک ادا پر عاشق ہون۔ اب ادھر اُدھر ناچتی کہان پھرتی ہو۔ آؤ ادھر آؤ۔

اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا کون! یہ کون نا بکار آیا۔

چُپ جہان پناہ ہین۔ ارے! ستم ہی بپا ہو گیا۔ مین کہان جاؤن شکر بی بچاے واسطے خدا کے کہین چھپا لے۔ اُف۔ اُف مین اس صندوق مین گھس جاتا ہون تو بلا سے۔ دروازہ کھولا تو جہان پناہ برآمد ہوے شکر بی چاند مین داغ ہی تیرے مکھڑے مین داغ نہین آفتاب مین یہ چمک کہان۔ تو بادشاہون ہی کے لائق ہی۔ یہ ادا کوئی کہان سے لائے۔ یہ بوٹی بوٹی کوئی کیونکر پھڑکائے مجھے کیا دیکھا کہ خدا کی قدرت مجسم نظر آئی۔ جل جلالہ۔ اجی حضور مین آپ کے لائق کہان۔ آپ بادشاہ ہم غریب آدمی۔ ایں! کسی نے دھم دھمایا کون شخص ہی۔ اسوقت کہان سے یہ کمبخت آیا۔ ارے! ہٹو ہٹو تو بھی۔ یہ تو میرا میان ہی غضب مال لائے ہون گے۔ او شکر بی او شکر بی۔ میری عزت اب تیرے ہاتھ ہی کرسی کی آڑ مین انکو بھی چھپایا۔ دروازہ کھولا تو مختار ام دن سے داخل۔

شکر بی۔ آئے آئے میان آئے۔ سب خیر و عافیت۔

مختار ام۔ کئی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے ملگئے اونے پونے بیچا اور دام کھرے کئے اور یہان تو سب خیریت ہی گُرو جی تو اچھے ہین۔

شکر بی۔ آگ لگے موے گُرو کو۔ گاج پڑے اُس پر۔ وہ تو کسی اور ہی گھات مین تھے (بورا اُٹھا کر) لیجیے درشن کیجیے۔

مختار ام۔ لعنت ہی تجھپر۔ مردک۔ ڈوب مر چلّو بھر پانی مین تھو تیری اوقات پر (چپت لگا کر) اے پھٹکار (دھول جما کر) ای پھٹکار۔

شکر بی۔ موذی جوتی خورے۔ شرم نہین آتی۔ دیکھو پاکدامن عورتین ایسی ہوتی ہین۔

مختار ام۔ تم نے کوتوال سے کیون نہ فریاد کی۔

شکر بی۔ بس چُپ بھی رہیے وہ موا اسکا بھی چچا نکلا (صندوق کھولکر) یہ آپ کے کوتوال صاحب ہین۔ یہ اپنے ہی ڈورے ڈالتے تھے۔ یہ کیا حرکت کتھی تھرتی ہی۔

مختار ام۔ کیون بے نالائق۔ جاؤن وزیر سے کہدون۔

شکر بی۔ واہ وزیر ان کے بھی گرو گھنٹال ہین (صندوق کی طرف اشارہ کر کے) یہ وزیر بیٹھے ہین۔ ای لعنت۔ دیکھو حیا پروری اسے کہتے ہین۔

مختار ام۔ سلام صاحب سلام۔ چلّو بھر پانی مین ڈوب مر جاؤ تف ہی۔ تم نے جہان پناہ سے ان سب کی کیون نہ فریاد کی۔

شکر بی۔ ہونہہ وہ بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہین (کرسی ہٹا کر) مجرا عرض کرو بادشاہ سلامت یہ چھپے ہوے ہین۔ واہ حضور۔

مختار ام۔ ارے ستم! بادشاہ وقت اور یہ حال!۔

شکر بی۔ کیون جہان پناہ مین نے انعام کا کام کیا یا نہین۔ واہ ری شکر بی۔

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

دوسرے روز میان آزاد نے سانڈنی کی دُم مین بندا باندھا اور کرایہ کی گاڑی پر لد کے چلے تماشا دیکھنے۔ کوچبان کوچبان گھوڑیون کو کرڑ کرڑا دو تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی غل غپاڑا

مچا یا کہ کوڑے پھٹکارو - گھوڑون کو للکارو - واہ اچھی گھی ہی نون چلے اڑھائی کوس - ای ہجوراب چلتے چلتے چلین یا کہین اُڑنے لگین کیا ریل گاڑی مکرکی ہی - ہمارے کی گاڑی تو یون ہی جائیگی - چاہے اُتر پڑے ابھی سویرا ہی - میان اچھا اچھا باتین پیچھے بنانا - چلو تیز ہا یٹ ہائیٹ بارے خدا خدا کر کے پہونچے اور ڈٹ گئے لیلی مجنون کی داستان شروع ہوئی - آج تو پارسیون نے محفل کو رُلا چھوڑا مجنون کا بن بن جنگل جنگل ٹھوکرین کھانا جوش جنون مین سر در و دیوار سے لیلی کو بُلانا - دن کو گریہ وزاری - شب کو اختر شماری - چلا چلا کر رونا اور اشک گلگون سے ہر دم گل رخسار کو دھونا ایسا ثابت کیا کہ حاضرین جلسہ پھڑک گئے - کبھی کسی شجر ارفع سے چپٹ کر پکارا لیلی لیلی - کبھی لب جوئبار اشجار و سبزہ زار کا عکس دیکھ کر غل مچایا لیلی لیلی - پانؤن مین کانٹے چُبھے مگر اُف تک نہ کیا - بدن گلا جاتا تھا لیکن زبان پر لفظ فریاد نہین آتا تھا یون نام کو مجنون بن جانا تو سب ہی جانتے ہین مگر وہی ادا وہی بیقراری وہی عشق صادق ظاہر کرنا کارے دارد - ادھر لیلی بھی تڑپ رہی تھی آخرکار جذب دل نے رنگ اثر دکھایا اور عاشق و معشوق کو باہم ملایا اُسوقت لیلی نے وہ ستم ڈھایا کہ الامان - اتنے مین مجنون نے آنکھ کھولی معشوق پری پیکر کو ہمکنار پایا دیکھتے ہی دم توڑا - اور لیلی بھی ساتھ ہی چھری بھونک کر چل بسی -

اس مقام پر حاضرین جلسہ کا دل بھر آیا اور بعض رقیق القلب آدمی دھارین مار مار کر رونے لگے - محفل سکتے کی حالت مین تھی بس شہر خموشان معلوم ہوتا تھا جیسے دیکھو مارے رنج کے بات نہین پھوٹتی - آنسو ڈبڈبا آئے - کلیجہ دھک دھک کرنے لگا -

الغرض پارسیون نے اسدرجہ رقت اور عبرت ظاہر کی کہ جلسے کو ایک قسم کی مجلس کر دکھایا اور حاضرین کو زار زار رلایا - سب کی گردن ہل رہی تھی کہ اہو ہو ہو اور باہم یہی گفتگو چپکے چپکے ہوتی تھی کہ آج تو غضب ڈھایا اتنے دن رہے تماشا دکھایا مگر یہ حسرت کبھی نہوئی تھی جو اسوقت ہوئی واہ وا واہ - خصوصاً لیلی کا مجنون کی لاش پر رونا اور بصد حرمان کہنا کہ ہاے دل کی دل ہی مین رہی مراد ایک نہ برآئی - داغ جُدائی نصیب ہوا - صدمۂ ہجر سہا - ای وائے بخت میان آزاد کی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے تھے اور ارد گرد کے حضار جلسہ رومال سے اپنے اپنے اشک پونچھتے تھے اور بعض تو پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے - بس درجہ محو ہو گئے کہ ڈویتین بدتمیز آدمیون کے عین اسوقت جبکہ لیلی نہایت حسرت مین ہجر کے صدمون کو رو رہی تھی ہنس دینے پر محفل بھر قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگی - جب پہلا تماشا ختم ہوا تو چوطرفہ سے واہ واہ - سبحان اللہ - بارک اللہ - صل و جل - اہو ہو ہو کا غلغلہ بلند تھا -

میان آزاد مٹر گشتی کے عادی - ڈھائی گھنٹے جم کر بیٹھنا پڑا تو گھبرا اُٹھے سوچے کہ چلو محفل بھر مین گھوم آئین دیکھین تو لوگون کی کیا رائے ہی اب سُنیے کہ بیس منٹ درجہ دوم مین ادھر بیٹھے ۱۵ منٹ اُدھر ڈٹے پھر پھدک کر درجہ سوم مین ہو رہے - وہان چہ میگوئیان کین اور جو درجے مین کھٹ سے موجود کئی آدمیون کا مکالمہ سُنا -

ایک - یار اُن کے پاس سامان تو خوب لیس ہی -

دوسرا - واہ کیا کہنا زرق برق پوشاکین اور لطف یہ کہ سب سچی جھک جھک کر رہی ہین - اور پردے تو ایسے دیکھنے سُننے میں ہی یقین ہوتا ہے کہ بارہ دری کا پھاٹک ہی یا پری خانہ ہے جنگل کا سامان دکھایا تو وہی بیل بوٹے - وہی دوب - وہی پیڑ وہی جھاڑیان - وہی باڑیان - وہی کہسار - وہی لالہ زار بس بالکل سُندر بن معلوم ہوتا ہے -

تیسرا - اور سبز پری کی تعریف ہی نہ کی -

چوتھا - کون! حضرت واللہ ہی جو وہ کہین لکھنؤ مین چھ مہینے بھی تعلیم پائے تو پھر آفت ہی ڈھائے - یہ نورانی گلا - یہ ٹیپ دار آواز یہ سن وسال یہ حسن وجمال - واللہ لاکھون لوٹ لیجائے لاکھون ہر رئیس کے یہان سے بلوا آئے اور جہان جائے کھنا کھن اشرفیان پائے اور جو شاطہ سنوائے تو پھر دیکھیے جوبن دونا ہو جائے

تیسرا - (پھر) جی ہان کیا خوب بات کہی ہی - جو کہین دو مہینے بھی یہان تک جائین تو پھر واللہ کلیون دار پائجامہ نہ پہنا دیا ہو تو لکھنؤ نہین - اصیلین پائنچے اُٹھائے جاتی ہون اور سبز پری جھوم جھوم کر آتی ہون اور حاضرین جلسہ پکار رہے ہون کہ خدا اکر کہ بجائے کہین کلائی مین موچ نہ آجائے - بھئی لکھنؤ پھر لکھنؤ ہی - ہاتھی لٹے گا تو کہان تک -

دوسرا - (پھر) بھئی انکے ساتھ مین وہ سپنے بڑا جید مسخرہ ہی بس پورا بھانڈ ہے میان -

ایک طرف تو یہ باتین ہوتی تھین - اب درجۂ سوم مین جو گئے تو دو تین چاند ڈو باز شمسو اور میان جمرو اور قنبر بیٹھے چہ میگوئیان کر رہے تھے -

جمرو - اجی دھویا ہی دھویا ہی - کچھ ہین نہین -

شمسو - ہان ٹن ٹن کی آواز تو آتی ہے - باقی خیر صلاح -

قنبر - اجی تم دونون تو چانڈو کی پینک مین اونگ رہے تھے نہ نقل دیکھی نہ کچھ اور رنگے گا بیان دینے بھلا قسم تو کھاؤ کہ لیلی مجنون کا سارا قصہ دیکھا آنکھین تو آپ کی بند تھین آپکو سوجھا کیا خاک تم نے تو کچھ دیکھا ہی نہین مزے تو ہم لوٹتے تھے اسوقت اس سرے سے اُس سرے تک کہرام مچا تھا سب کے سب ڈھارین مار مار کر رو رہے تھے آپ نے گھنٹا بھر کے بعد آنکھ کھولی تو بڑا اُٹھے کہ دھویا ہی دھویا ہے ذرا آنکھین کھولکر دیکھو تو -

شمسو - کیا یار کی اندر سبھا سے تڑھ کر ہے -

جمرو - اجی واہ - اندر سبھا کی ایسی تیسی وہ لوگ کیا جانین یہ چمکتی دمکتی پوشاکین - یہ روشنی یہ حسن وجوانی یہ سبز پری کی غزلخوانی اُنکو نصیب کہان - آپ بھی گزری اور شربتی کو ملاتے ہین -

قنبر - ہان - اور نہین تو کیا - اجی یہ سیکڑون نقلین کرتے ہین ایک اندر سبھا کیسی - لیلی مجنون کا قصہ چھیل بٹاؤ اور موہنا رانی کی داستان - سات پریون کا تماشا - گل بکاؤلی - شکر بی کی جٹک مٹک میان فضیحت کا مسخرہ پن - صدہا تماشے یاد ہین اور سب چوٹی کے یہان سے پھدک کر میان آزاد درجۂ اوّل مین آئے -

رئیس - ان لوگون کو کمال حاصل ہے -

مصاحب - ہان پیر و مرشد یہ دیکھیے بڑے بلا کے نقال ہین -

رئیس - بلا کے - ! - اجی یون کہو کہ نور کی طبیعت پائی ہے -

مصاحب - بجا ہی خداوند - یہ دیکھیے گلے کتنے نورانی ہین اور مانگ پر تو حضور یہ دیکھیے وہ جوبن ہے کہ واہ جی واہ حضور یہ دیکھیے محفل بھر اُسی کو گھورا کرتی ہے -

خانصاحب - ہان واللہ سچ کہیے گا کتنی پیاری ادائین ہین -

رئیس - دو ایک کی آواز بھی بہت اچھی ہے -

مصاحب - ہان خداوند - یہ دیکھیے بہت اچھی ہی روشنی بہت ہی اچھی -

رئیس - روشنی تو ہے ہی - مین آواز کو کہتا ہون -

مصاحب - بجا ہے حضور والا - آوازین بھی نورانی ہین - کوئی کیا گائے گا - اور گائے گا بھی تو یہ گلا کہان سے لائیگا - یہ خداداد بات ہی - حضور کی قدر دانی پر اُن لوگون کو بڑا بھروسہ ہی حضور نے بڑی جوہر شناسی کی یہ دیکھیے سب مدلح ہین -

صاحب بہادر - ول لیلی اچھا نی تھی - پسند کیا -

میم صاحب - اوئیس بہت پسند - کھوب کپڑا اور بات کو سمجھاتا

اچھا - لیلی کی شکل بھی گوری ہے -

اتنے مین بہادر شاہ ظفر کا حال شروع ہوا - واہ وا واہ - یہ اُس سے بڑھکر ہے - ہمین اور ہی لطف ہے بھئی - ہاے دہلی کی تباہی کو اسطرح بیان کیا کہ لوگ پھوٹ پھوٹ کر رد دئے - جلسہ برخاست ہوا -

تھانہ دار

ادھر دھوم دھڑکے سے خاتون شب کی سواری آئی - اور چراغون نے پروانہ تقرری کی خوشخبری پائی - اُدھر قبلہ کے رُخ سے جھومتی ہوئی گھنیری گھٹا چھائی - مورلیون کی سُریلی جھنکار اور پپیہون کی پکار نے گھٹا کی کیفیت بڑھائی - اتنے مین بجلی تڑپی اور بادل گرجنے لگے ارے او واہ کیا بیوقت کی شہنائی ہے - غضب ہی ہوگیا - اب تماشا وماشا غیر صلاح ہے - یہ سُنیے وہ ٹپ ٹپ بوندین گرنے لگین میان آزاد جھنجھلا کر کہنے لگے ؎

کیا برستا ہی یون برس کمبخت　　کوہ سے لیکے ڈوب جائین درخت

بارے ایک دفعہ ہی ہوا نے وہ زور باندھا کہ بادلون کو اوپری اوپر اُڑا لے گئی - مطلع صاف - اہو ہو ہو - ابتو لیلی شب پر بلا کا نکھار ہے - غضب کا سنگار ہے ؎

مہتاب شبے جو وصل معمور　　بر روز کشیدہ پردۂ نور
در راہبری چو دو رہبان　　در پردہ دری چو مہر جبینان
ابروے افق گرہ کشادہ　　افلاک صلاے نور دادہ
از خوشی طرب زمانہ سیراب　　پا لغز نظر زمین ز مہتاب

اللہ اللہ رات کیا لیلۃ البرات ہے - بلکہ وہ بھی مات ہے چاندنی سینۂ عارفان حق پرست کی طرح صاف - پرتو ماہ از قاف تا قاف پردہ دار عاشقان ہے - مضمون اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَاءَ بِزِیْنَۃِ الْکَوَاکِبِ ہر در و دیوار سے عیان ہے - شب معشوق سیہ پردہ ہے - تو چاند محبوب چاردہ (۱۴) سالہ - ہمارے صوفی صافی طینت نہ ریاض جنون کے زیب وزینت میان آزاد بی بھٹیاری کے ساتھ اکے پر سوار ہوکر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے خوش گپیان اڑاتے چلے - راہ مین ایک فقیر نے پیچھا کیا - جوڑی سلامت میان بیوی کی جوڑی سلامت ان گورے گورے ہاتھون سے ایک پیسہ دلوایئے سائین کو -

چانڈو باز - سائین میان بیوی نہین - بہن بھائی ہین -

فقیر - بھائی بہن کی جوڑی برقرار - مان کا کلیجہ ٹھنڈا رہے -

میان آزاد بہت ہی جھینپے - بی بھٹیاری خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین لواب تو ہمارے میان ہوے اور میان سے بھائی جان - اب مُکرنے کی سند نہین - بولو دونون مین کون پسند ہے - میان آزاد اور بھی شرمائے - لاحول ولا قوۃ - بھئی آج سے تمھارے ساتھ آئے تو تمھارا ہی بھائی - خیر قہقہے لگاتے اور اکا اُڑاتے دن سے داخل محفل ہوئے آج ستم کا جوبن ہے کہین بولیان گلعذار - کہین پری رُخان شوخ وعیار - کھچا کھچ آدمی بھرے ہین - اور شہر بھر ٹوٹ پڑا ہے اتنے مین نقل شروع ہوئی -

ایک سیٹھ جی دستار گلنار سر پر جمائے - دھوتی کی لانگ لٹکائے مچھندر کی صورت بنائے - دانتون مین مسی لگائے مٹکتے ہوے آئے اور ساتھ ساتھ اُنکی نکیلی رنگیلی البیلی چھیل چھبیلی بیوی عجب ناز و دلربائی سے آبیٹن وہ چھبن وہ بانکپن - وہ نکھار وہ سنگار کہ زاہد صد سالہ بھی دیکھے تو کلیجے پر چوٹ کھائے - ہزار جان سے عاشق ہو جائے ؎

جھبجھو کا روپ سج دھج قہر آفت چلبلاہٹ ہے
جھمکڑا لو رکا نکھرا غضب اُسکی سجاوٹ ہے
خبر لیجیو یہ کس کے پانون کی اٹکھیل اہٹ ہے
کہ ہر ٹھوکر پہ جسکی دل مین اُٹھتی گدگداہٹ ہے

چکا جو ندی نہ لگ جاوے بھلا کس طرح آنکھونکو
بسان برق بیتابا نہ اُسکی اچپلاہٹ ہے

بہار باغ رعنائی - افشان جبین دلربائی - تیز و گرم خیز شکستہ دلون کے لیے مومیائی - پیاری مائی -

میان - پیاری اسوقت تو رنگ فق اور کلیجہ شق ہو گیا - اب جان پر بن آئی ہے - ملک الموت کی دُہائی ہے - ہاے میرا یہ سن و سال اور موت کا خیال - کیا بُرا دھڑکا ہے کس مزے سے کٹتی تھی -

بیوی - (روتی ہوئی) اجی کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہے - خاصے جیتے جاگتے ہٹے کٹے بنے کھڑے ہو - مرنا کیسا - ہو اکیا - ہاے میرا تو کلیجہ پھٹ گیا -

میان - جس سوداگر کا مین کمبخت نوکر ہون اُسکی بیگم نے بُلا کر کہا کہ وہ چل بسے اور کہہ گئے ہین کہ سیٹھو کو میرے پاس بھیجدینا سو اب مین جاتا ہون - رخصت - ہاے تیری محبت کا پانی پیٹ مین چلبلا رہا ہے - آؤ پیار کرین یہ آخری پیار ہے - اب وہان ملین گے -

بیوی - ارے مین تو کہین کی نہ رہی - ہاے اسوقت آنکھون مین اندھیرا چھا گیا - مجھے چھوڑ کر کہان جاؤگے - کس کو سونپے جاتے ہو (گلے چمٹ کر) اب گلے کس کو لگاؤنگی - ہاے میرا سوہاگ سوگ سے بدلگیا - رنڈاپا دیکھنا قسمت مین بدا تھا جتنی ہنسی نہ تھی اُتنی اب روؤنگی -

میان - آؤ پھر گلے مل جائین ارے اب پیار کون کرے گا یہ آخری ملاقات پیاری آخری ملاقات ہے - تمھارا پیارا اب تم سے جدا ہوتا ہے کہا سنا معاف کرنا - یہ دم واپسین ہے خوب نظر بھر کر دیکھ لو - بس پھر وہان دیکھنا نصیب ہوگا -

بیوی نے دھارون دھار رونا شروع کیا - ہچکیان آنے لگین سر پر خاک اُڑائی - چوڑیان چٹاچٹ توڑ ڈالین - لوگو دیکھو رانڈ بیوہ کی صورت دیکھو - ہاے جیتے جی مرمٹی - ہے ہے مجھی کو موت آئی ہوتی - ہاے مین جیا نہ مری - نہ مری - اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرونگی -

میان - واہ وا واہ - تو جب مین مرونگا تب رو لینا - ابھی تو سامنے کھڑا ہون اور تو کہتی ہے کہ مین رانڈ ہو گئی - مین سنڈا بنا ہوا ہون تو رانڈ کیونکر ہو گئی -

یہ نقل اتنی ہو چکی تھی کہ میان آزاد کو ایک سپاہی نے بُلایا اور کہا چلیے تھانہ دار صاحب نے بُلایا ہے -

میان آزاد مزے سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے - سیٹھ جی کی دستار گلنار اور زوجہ شوخ و ستمگار سیٹھانی کی جوانی اور خوش بیانی چلبلاپن اور پھبن دیکھ کر عش عش کرتے تھے کہ دفعتہً عین کریال مین غلہ لگا سارا مزہ کرکرا ہو گیا - برقنداز نے آن کر کہا کہ آپ کو تھانہ دار صاحب نے اسوقت بُلایا ہے چلیے ذرا جلدی اُٹھیے -

آزاد - کون تھانہ دار؟ ہمسے تھانہ دار سے واسطہ - کوئی وجہ بھی ہے یا یون ہی بُلایا ہے - چلو چلو ایسے بہت بُلایا کرتے ہین ہمین بھی کوئی ایسا ویسا مقرر کیا ہے - کیا دل لگی ہے - جاؤ بُلا لاؤ اُنسے کہیے کہ آپ کو خود میان آزاد نے یاد کیا ہے ابھی حاضر ہو -

بھٹیاری - ہون ہون ہے بس بیٹھے رہو - بہت اُجڈ پنا بھی نہین اچھا ہوتا - واہ کہنے لگے ہم نہ جائین گے وجنیہ (وجہ) مفت مین بیٹھے بٹھائے لڑنا جھگڑنا - بڑے وہ بنے ہین اور نہین تو کیا - آخر بش سانڈنی کی رپٹ لکھوائی ہے کہ نہین پھر اب دوڑو دھوپو گے نہین تو بنے گی کیونکر اور وہان تک

جاتے کیا چوڑیاں ٹوٹتی ہین یا پاؤن کی منہدی گھس جائے گی
مین تو مرد ہوتی تو اب تک سانڈنی کی طرح لگالی ہوتی اسنے ذری
تھانہ تک نہین جایا جاتا - واہ یہ دھاچوکڑی تو روز ہی مچی رہتی ہی
کل آکے دیکھ لینا کیا تاؤ مارا جاتا ہے -

آزاد - بھلا تماشا چھوڑ دون - یہ پری چہرہ نازنین یہ گلفام
مہ جبین پھر کہان سے نظر آے گی -

بھٹیاری - ای میان ادّھی کے روغن مین تو وہ روپ نکل
آتا ہے کہ آدمی سجدہ کرنے لگے - اچھا ہم تم تو سراہی مین یہ
رنگ و روغن نہ دکھا دین تو آدمی نہین -

آزاد - اچھا چلو چلین مگر چلو تم بھی ساتھ چلو راستے مین دو گھڑی
دل لگی ہی ہوگی - ہان خوب یاد آیا تھانہ دار سے اور ہمسے تو
لاگ ڈانٹ ہے اُسدن چخ چل گئی تھی نہ کہین ایسا نہو کہ وہ
کوتوالی کے چبوترے پر بیٹھکر فرعون بے سامان بن جائین اور
ایک آدھ اوچھی سنائین تو پھر مین بے ہی پڑونگا اتنا سمجھ لینا
مین آدھی بات سُننے کا روادار نہین - سانڈنی ملے یا جہنم مین
جائے اُسکی پروا نہین مگر کوئی اینڈا بینڈا فقرہ سنایا اور مین نے
کرسی کے نیچے پٹخا - مین آدمی مراقی ہون اور پھر کیون سننے لگا
سبب کیا - چور نہین کہ کوتوال سے ڈرون جواری نہین کہ
پیادے کی صورت دیکھکر جان نکلے - دوڑ کا خوف ہو بدمعاش
نہین کہ منھ چھپاؤن - مریل نہین کہ دو باتین سہ جاؤن کوئی
بولا اور ادھر بندے نے خنجر تولا - یا ہم نہین یا وہ نہین -

بھٹیاری - تم کو تو خفقان (خفقان) ہی مین دیوانی تو ہون
نہین وہ بچارہ تو ایک ہنس مکھ آدمی ہے - رنگیلا جوان
لڑائی کیون ہونے لگی -

کانسٹبل - چلیے یا نہ چلیے مگر نہین تو دیر ہوتی ہے چلیے تو اچھا
نہ چلیے تو کہدون کہ وہ اسوقت نہ آوینگے - ہا ہم تو جانتے ہین
چلیے ہی چلیے دو دو باتین کیجیے گا اور پھر یہین آجایئے گا -

آزاد - ارے ہان ہان تم تو تھانہ دار کے مزاج سے واقف
ہوگے بھلا گالی تو نہین دے بیٹھتے ہین -

کانسٹبل - (دانت کے تلے اُنگلی دبا کر) نا ہین گالی دینا کیا
کچھ ہنسی ٹھٹھا ہی آپ نشان کھاطر رہین (نشان خاطر)

العرض اس قیل وقال کے بعد میان آزاد اور بی بھٹیاری اور
کانسٹبل تھانہ پر چلے - راہ مین ایک آدمی اکڑتا ہوا جاتا تھا -
میان آزاد مست آدمی اُسکا اینڈنا دیکھکر آگ ہوگئے قریب جاکر
ایک دھکا جو دیتے ہین تو کوئی پچاس[۵] لڑھکنیان کھائین اور بازار
بھرنے تالیان بجائین - بی بھٹیاری نے حضرت کے ڈنڈ ل دیے
اور تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک شخص چادر بچھائے جڑی بوٹی اُسپر
پھیلائے بیٹھا گپ اُڑا رہا تھا کہ اس بوٹی سے اسّی برس کا بڈھا
جوان ہوجائے - اس جڑ کے استعمال سے بال سفید نہونے پائین یہ
چوبیس[۲۴] دن نہار منھ ایک ایک تولہ پیے تو بوا سیر عمر بھر نہ ستائے میان آزاد
اُسکی طرف جھک پڑے کہو بھئی کھلاڑی یہ کیا کرکری خانہ پھیلا کر
بیٹھے ہو - آج صبح سے کتنے گوکھے پھانسے کتنے عقل کے اندھے
گانٹھ کے پورے کو غچّا دیا کس کس کو مونڈا واہ سوجھی خوب
بہت سے بیوقوف اُلّو بنے ہونگے کہو سلاجیت بھی ہے - ہاہاہاہا -
وہ ایک کائیان تاڑ گیا کہ یہ بڑے حضرت ہین - کان مین
چُپکے سے کہا کہ اُستاد جانتے تو ہو پھر یہ سب کے سامنے ہماری
ہجو کرنا کیسا یہان - ع -

روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر

میان آزاد نے آہستہ سے اُنکی کھوپڑی سہلا دی اور چل کھڑے
ہوے تو ایک تیلی جا رہا تھا - پوچھا کیون میان تیلی کتنا دن ہوگا

تیلی جو پیچھے پھر کے دیکھتا ہی تو اُسکے اوسان خطا ہو گئے چپکا چلدیا
بیدوس قدم آگے بڑھے تھے کہ غل غپاڑے کی آواز آئی ایک
حلوائی گاہک سے تکرار کر رہا تھا -

حلوائی - کھالی بھیجیا نا ہین بکت ہی ہمری دکان پر کس کس
دے دیئی بھلا -

گاہک - ابے مین کہتا ہون کہین ایک گُدّا نہ دون -

آزاد - گُدّا تو پیچھے دیجیے گا مین ایک گدا آپ کی گدی پر
نہ جماؤن کہین -

گاہک - آپ کون ہین کہین بیدھا تو نہین ہوا ہی -

آزاد - ان ہاتھ پاؤن پہ یہ طیش - بھلا اُس بیچارے کو جو تم
للکارتے ہو تو اسکی وجہ -

بھٹیاری - ای ہی تو مرد دیے تو کوئی خدائی فوجدار ہے - ادئی
کسی کے پھٹے مین تم کون پاؤن ڈالنے والے - میرا تو ناک مین
دم آگیا - اسکو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی مل اُسنے نہ مانا نہ مانا -

آزاد - وہ تو کہو چلدیا نہین مین گھسن ٹپی بتاتا -

کانسٹبل - بھیا یہ بڑے لڑاکا بس کا دکھی - جہان دیکھو اڑ پڑتے ہین -
یہان سے چلے تو بی بھٹیاری نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا
جواب کسی سے تم جھگڑے تو خون خچر کروا دونگی - تھوڑی دیر
مین تھانہ پر پہونچے -

کانسٹبل - یے آیا وہ کھڑے ہین -

تھانہ دار - اور یہ زنانہ ساتھ کیسا - اخاہ بی اللہ رکھی ہین -
مین تو اس چلبلی مست چال ہی سے سمجھ گیا تھا کہ بی چکو ہین - آؤ نہ
کوئی بات - کچھ بیٹھنے کو دو انھین - سچ کہنا تمھاری چال سے
کیسا پہچان لیا -

آزاد - واہ بھئی واہ - واللہ دور کی کوڑی لائے اور اپنے
اپنون کو سب ہی پہچان لیتے ہین -

تھانہ دار - یہ کون بولا - ہادی حسن - کون ہی بھئی -

بی بھٹیاری نے دیکھا کہ اب بات بڑھے گی - اور مفت مین
ٹھائین ٹھائین ہوگی - آزاد مست آدمی - تھانہ دار کو حکومت کا
غرّہ - یہ ایک کہینگے تو میان آزاد دس سنائین گے عورت تھی چالاک بھی

بگڑی ہوئی بات یون بنائی

چمک کر تھانہ دار کی طرف چلی -

بھٹیاری - ای بس چلو دیکھ لیا - منھ دیکھے کی محبت ہی یہ
گھر کی تھانہ داری اور تین دن سے موئی سانڈنی نہ ملی - تم سے
تو بڑی بڑی اُمیدین تھین (آزاد کی طرف مخاطب ہوکر) آؤ
مولانا صاحب آؤ ادھر آن کر بیٹھیے (تھانہ دار کی طرف مخاطب
ہوکر) ای ذری ہٹو جگہ دو - آخر بیٹھین کہان زمین پر -

میان آزاد نے مونڈھا اپنی طرف گھسیٹا اور ٹک گئے -

تھانہ دار - کہو جی وہ سانڈنی تمھاری ہی نہ -

آزاد - تم کی تقریر کا اینجانب جواب نہین دیا کرتے - آپ کیسے
مین کوئی چیر کٹا نہین ہون -

تھانہ دار - کیا ! -

بھٹیاری - (سر پیٹ کر) ہائے میرے اللہ مین کیا کرون یہ لوگ
جہان جاتے ہین دنگا مچاتے ہین - مجھ اُجڑی ہوئی کو ان کے
لچھّن کیا معلوم تھے بھلا -

تھانہ دار - کیا کچھ انسے تعلق ہے - سچ کہنا تمھین قسم ہے اپنے
شیخ سدو کی -

بھٹیاری - لو تمھین معلوم ہی نہین - ای واہ اچھی تھانہ داری
کرتے ہو مین تو ان کے گھر پڑ گئی ہون نہ -

تھانہ دار - لا نا ہاتھ -

آزاد - بس الگ کسی کی بیوی سے ہاتھ ملانا کیا دل لگی ہی - ذرا سنبھل بیٹھیے گا ہٹ کر -

تھانہ دار - حضرت آپکو بیوی مبارک ہون سے مجھے اُس رشتے کا حال کیا معلوم تھا بھلا یہ عقدہ تو اب کھُلا کہ عقد ہوگیا - ہی مبارک مبارک - چین کیجیے - آج ہماری بائین آنکھ پھڑکتی تھی -

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ بڑے ضعیف الاعتقاد ہین - بولے حق - حق - حق - حق - اللہ باقی والکل فانی -

اِسکو جو میان آزاد نے لہرا لہرا کہ بآواز بلند پڑھا اور قرأت کے ساتھ ادا کیا تو تھانہ دار کے ہوش اُڑ گئے پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے لگے تھرتھرانے -

تھانہ دار - (ہاتھ جوڑ کر) یا شاہ اجنہ - اگر کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو تو - وہ تو تو تو ہی کرتے رہے میان آزاد نے کڑک کر کہا کہ اسعید من وعظ بغیرہ -

تھانہ دار صاحب نے کانپتے کانپتے کہا کہ جو حکم - بی بھٹیاری بولین کہ سانڈنی کانجی ہوس سے منگوا دو تھانہ دار نے فوراً حکم دیا کہ ابھی سانڈنی لاؤ -

کھٹ سے سانڈنی آن موجود ہوئی - میان آزاد سوار ہوے اور پیچھے بی بھٹیاری مزے سے بیٹھین -

بھٹیاری - میان تمھارا بایان قدم ہے - اخوہ - تم تو آدمی کیا بلا ہو - ہم تو مان گئے - ایمان کی قسم آج سے مان گئے - وہ ڈانٹ بتائی کہ تھانہ بھر تھرا اٹھا -

آزاد - (کڑک کر) القبر صندوق العمل - الدال علی الخیر کفاعلہ -

بھٹیاری - ذرا سنبھلے ہوے کہین سانڈنی پر سے ڈھکیل نہ دو ن مجھے بھی کوئی ڈرپوک سمجھے ہو مجھ سے ذری یہ شیخی کی نہ لیجیے گا یہ نخرے کسی اور ہی سے تمھارے -

آزاد - ہائین تم ہم سے نہین ڈرتا -

بھٹیاری - یا دحشت -

آزاد - ہم شاہ اجنہ ہین -

بھٹیاری - ہم تمھارا بھی کان کاٹے گا -

دونون نے ملکر خوب قہقہے لگائے -

آزاد - لے آج تو تم دس آدمیون کے سامنے ہمین اپنا میان بنا چکی ہو - مکر نہ جانا -

بھٹیاری - پھر تمھاری قسمت ایسی قبول صورت بستی بھر مین کوئی دکھلا دو بھلا - مگر ہمین غرض کیا - ہمارے میان آپ موجود ہین جی اتنے مین سرا ہو بج گئے - روز تو میان آزاد سویرے منہ اندھیرے نور کے تڑکے گجردم بلکہ پچھلے سے اُٹھتے تھے آج کچھ ایسے گھوڑے بیچکر سوئے کہ دُنیا و مافیہا کی خبر نہین - بی بھٹیاری جھٹ سے صبح صبح اُٹھنے کی عادی مگر نو بج گئے دس کا عمل ہو اجی خراٹے ہی لے رہے ہین - دونون خواب خرگوش مین ہین - دونونکی چارپائیون پر دھوپ پھیلی ہوئی ہی - خُرخُر خرّار - خٹ خٹ ای واہ یہ وزن ہی نرالا ہی - اچھی خٹ خٹ اور خُرخُر نکالی ہے کیون نہین - سانڈنی پائی ہے یا باتین -

بی بھٹیاری کھلی جاتی ہین کہ میان آزاد ہم پر فریفتہ ہوگئے اب نکاح ہوا ہی چاہتا ہی - جب سے یہ خبط ہوا تب سے وہ بھی نخرے بگھارنے لگین - جاگی تو ہین مگر مکر کیے پڑی ہین منکی تک نہین -

اتنے مین میان جانڈو باز آئے - آتے ہی پکارا میان آزاد میان آزاد - بی بھٹیاری بی بھٹیاری - صدائے برخاست

یہ آج ہو کیا میان۔ خدا ہی خیر کرے۔ اُفوہ بھلا کچھ ٹھکانا ہے
دس کا عمل اور ابھی تک کھٹیا ہی پر پڑے ہین کل شب کو تماشا
بھی نہ تھا۔ پھر یہ کیا کیے۔ درخت کی طرف نظر پڑی تو سانڈنی
بندھی ہوئی۔ اہو ہو ہو۔ یہ بی سانڈنی آگئین شکر ہے جب ہی
خوش خوش سو رہے ہین۔ ارے بھئی آزاد ہوت ارے میان
آزاد۔ ارے میان کیا سانپ سونگھ گیا۔ یہ ماجرا کیا ہو (ہاتھ ہلا کر)
اُٹھیے اُٹھیے۔ آخر کب تک خفتن کا صیغہ گردانیے گا ہان اللہ
کہکر اُٹھ تو بیٹھو شاباش ہو میرے شیر۔

آزاد۔ (انگڑائی لے کر) اون۔ اوو ون۔ اوو ون۔
اُف کیا صبح ہوئی ہے۔

چانڈو باز۔ صبح گئی کھیلنے۔ آنکھ تو کھولو تڑکے کا باپ ہو
یا صبح ہو۔ اب کوئی دم کے دم مین بارہ کی توپ دغا چاہتی ہو
دن سے۔ دیکھنا آج دن بھر سستی نہ رہے تو کہنا۔ وہ تو جہان
ذرا دیر کرکے انسان اُٹھا اور بس ہاتھ پاؤن ٹوٹنے
لگے۔ اب ایک کام کرو سر سے نہا ڈالو۔

آزاد۔ کیا بک بک لگائی ہے۔ سونے نہین دیتا۔

چانڈو باز۔ اچھا۔ ابھی سونے سے پیٹ نہین بھر آیا۔ تو یہ
کہیے کوئی برس ڈیڑھ برس سوئیے گا۔ ایسی نیند بھی کیا نیند نہ ہوئی روگ ہوا

بی بھٹیاری چپکے چپکے سب سُن رہی ہین۔ مگر اُٹھتی نہین
اتنے مین میان چانڈو باز نے انکی طرف بھی نظر عنایت سے
دیکھا۔ اور غڑاپ سے چارپائی کی پٹی پر جا بیٹھے اے اُٹھ اللہ
کی بندی۔ ایسا سونا بھی کیا۔ بکھرے ہوئے بال جو زمین
پر لٹک رہے تھے اُنکو اُٹھا کر حضرت نے چارپائی پر رکھا
ہاتھ سونگھا تو وہ بوئے خوش کہ دماغ معنبر ہو گیا۔ ادھر میان
آزاد کی آنکھ کھُل گئی۔ اور جاگے تو پہلے ہی سے تھے۔

چانڈو باز۔ (گُدگُدا کر) اُٹھو میری جان کی قسم وہ ہنسی آئی
وہ مُسکرائی۔

آزاد۔ او گستاخ یہ کیا حرکت تھی۔ الگ ہٹ کر بیٹھو ہمارے
سامنے اور یہ بے ادبی۔

چانڈو باز۔ اوہو اوہو۔ بڑے وارث علی خان بن بیٹھے۔
بھائی آخر تم کو بھی تو جگایا تھا۔ اب اُنکو جگانا شروع کیا تو
تنکتے کیون ہو بھلا۔ ہم تو سیدھے سادھے بھولے بھالے صاف
طینت آدمی ہین۔

آزاد۔ اس صفائی پر شیطان کی پھٹکار ہمین تو شانہ پکڑ کر
جگایا یہ معلوم ہوا کہ چارپائی کو جوڑی چڑھی یا بھونچال آگیا
اور انھین گُدگُدا کر جگاتے ہین۔ کیون بچہ۔

یہ سنکر بی بھٹیاری جاگی تو کہتی ہین کھلکھلا کر ہنس پڑین ای
ہٹ مردوے۔ یہ پلنگ پر آن کر بیٹھ جانا کیا معنی مجھے بھی کوئی
وہ مقرر کیا ہے۔ چانڈو باز نے طیش کھا کر کہا۔ واہ وا۔ پلنگ
پلنگ کی اچھی کہی۔ رہین جھوپڑون مین اور خواب دیکھین
محلون کا۔ کبھی باہار اج پلنگ دیکھا تھا کہنے لگین پلنگ
اے تیری قدرت۔ میان مجھ سے یہ جلی کٹی باتین نہ کیجیے گا ذری
وہ ہم جھوپڑون ہی مین رہتے سہی اور پھر اب تو ہم ایک
بھلے مانس کے گھر پڑنے والے ہین۔ کیون میان آزاد۔
ہے نہ یہ بات دیکھو مکر نہ جانا۔

آزاد۔ (مسکرا کر) واہ مکرنے کی ایک ہی کہی نیکی اور
پوچھ پوچھ۔ بیچ کھیت۔ ایسی بات ہو بھلا۔ جو کہا وہ کرین
قول جوانان کے ساتھ ہو۔

بھٹیاری۔ ہان اور کیا۔ قول مردان جان دارد۔ تمھین
شرم نہین آتی کہ اس نامحرم نے ہاتھ لگایا اور تم مُکر دکھائیے

ڈوب نہین مرتے جاکر چلو بھر پانی مین - پھیری منھ پر بولی تو
کیا کرے گا کوئی - دوسرا ہوتا تو مہنا متھ مچاتا -

چانڈو باز - کیون لڑوائی ہوئے بھلا مفت مین - ہمین کیا
معلوم تھا کہ یہان نکاح کی تیاریان ہو رہی ہین -

اتنے مین میان آزاد حمام گئے - تو چانڈو باز اور بی بھٹیاری
مین یون باتین ہونے لگین -

چانڈو باز - آخر کہو تو یہ بات کیا ہے - واللہ تمھارا بایان قدم
نے پھانسا تو بڑے مذہ کو - کیا سچ مچ نکاح پر راضی ہی ہو گئے
جانے نہ دینا - ایسا نہو نکل جائے - بھئی قسم خدا کی عورت کیا
بس کی گانٹھ ہے تو -

بھٹیاری - مگر تم بھی کتنے بے شہور (شعور) ہو اُسکے سامنے
آپ نے گدگدانا شروع کیا - اب وہ کھٹکے نہ کھٹکے تمھاری
بھی جو بات ہو دُنیا سے انوکھی بلبنڈی ساقد بڑھایا مگر تمیز
چھو نہین گئی -

چانڈو باز - اب تم سے جھگڑے کون - مین کیا کچھ علم غیب
تھوڑا ہی پڑھا ہون مگر پکّی کر لو -

بھٹیاری - ہان پکّی پوڑھی ہونی چاہیے - کسی اچھے وکیل سے
صلاح لو - وہ کون وکیل ہین جو کمید گھوڑے کی جوڑی پر نکلتے
ہین اجی وہی گبھروسے ہین ابھی -

چانڈو باز - اجی وکیلون کی نہ پوچھو - وکیل تو تین سو ساٹھ ہین
کسی کے پاس لے چلین گے -

بھٹیاری - نہین واہ - ہو نہ - کسی بوڑھے وکیل کے یہان تو
ہم نہ جائین گے - ایسی جگہ چلو جو جوان ہو اچھی صلاح دے -
یہ نہین کہ عورت کو دیکھا اور دو دو بک بتائی -

چانڈو باز - اچھا آج اتوار ہے شام کو میان آزاد سے کہنا کہ
ہمین اپنی بہن کے یہان جانا ہے - بس ہم پھاٹک کے اُس طرف
دبکے کھڑے رہین گے - تم آنا ہم تم چلکر سب معاملہ بھگتا دینگے -
کیون ہے نہ عقل کی بات -

بھٹیاری - (قہقہہ لگاکر) اچھا - اچھا - اچھا - اوہو ہو کیا سوجھی ہے

ادھر عامل روز نے بحر ظلمات کا راستہ لیا اور مہ انور نے جلباب
خفا سے رخ انور نکالا اُدھر بی بھٹیاری نے میان آزاد پر فقرہ
چست کیا -

بھٹیاری - ہمین تو آج بہن کے ہان نیوتا ہے - کوئی گھڑی دو گھڑی
مین آجاؤنگی تو اب ہمین جانے دو - تمھاری سالی نے بڑے
پیار سے بُلایا ہے -

آزاد - ذرا سالی کی صورت ہمین بھی تو دکھا دو - ایسا بھی کیا پردہ
ہے کہو تو ہم بھی ساتھ ساتھ نہ چلے چلین - تھک جاؤگی تو گود مین
اُٹھا لونگا -

بھٹیاری - بس رہنے دیجیے - یہ دل لگی تہ کر رکھیے - گود کسی
اور کو بٹھائیے -

یہ کہکر بی بھٹیاری تنک کر کوٹھری مین گئین اور سولہ سنگار
کرکے نکلین تو میان آزاد بھڑک گئے اُسوقت اُنپر ظلم تھا - جوبن
پھٹا پڑتا تھا - پٹیان جمی ہوئین - گوری گوری ناک مین کالی کالی
لونگ پیارے پیارے مکھڑے پر زلف عنبر بو - ہاتھون مین کڑے
پانون مین چھڑے - چھم چھم کرتی ہوئی چلین - میان چانڈو باز تو راہ
مین منتظر کھڑے ہی تھے جیب سے ہاتھ مین ہاتھ دے کر لے چلے -

چانڈو باز - ذرا اُنکے سامنے چمک چمک کر باتین کرنا - یہ نہین
جھینپنے لگو -

بھٹیاری - مجھے اور آپ سکھائین چمکنا بھی کچھ سکھانے سے آتا ہے
میری تو بوٹی بوٹی یون ہی پھڑکا کرتی ہے - نہ کہا ایسی جگہ تھا - آپ چلین تو

جو میری باتون اور میری آنکھون پر نہ عاشق ہوجائین تو اللہ رکھی نہین - بات تو اُنھین کرنے نہ دون کچھ ایسا کرو کہ وہ بھی نکاح پر رضا مند ہون تو اُسنے اور آزاد سے ذری جوتی چلے -

اتنے مین وکیل کے مکان پر پہونچے - اہوہوہو - مکان کیا بہشت برین ہی - باغ نعیم ہی - وہ فرح بخش بنگلہ کہ روح خوش ہوجاے پاگل جائے تو آدمی بن جائے باغچۂ دلکشا مین تخت بچھے ہین اور اُنپر ٹاٹ اور اُسپر دری اور اُسپر سفید چاندنی جیسے بگلے کا پر - اور اُسپر یاران بذلہ سنج بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین - اغل بغل کرسیان اُسپر بھی احباب چمن طبع رنگین مزاج -

خدمتگار - (وکیل سے) گریب (غریب) پرور ایک عورت آئی ہے کہتی ہی کچھ کہنا ہی -

احباب - کون کون - کیا - کون آیا ہی بھئی - ارے میان عورت کیسی جوان ہی یا پیر زال -

خدمتگار - اب ہجور یہ تو دیکھنے سے معلوم ہو - پل ابھی ہی جوان

وکیل - کہو صبح کو آئے - اسوقت نہین - آخر ہی کون -

احباب - واہ واہ واہ - صبح کی ایک ہی کہی - اجی بلاؤ بھی بھئی ہمارے سر کی قسم بلاؤ ذرا واسطے خدا کے - لو ٹوپی تمھارے قدمون پر رکھ دین -

بی بھٹیاری چھڑون کو چھم چھم کرتی ہوئی عجب مستانہ چال سے اٹھلاتی بوٹی بوٹی پھڑکاتی ناز و انداز سے قدم دھرتی ہوئی جہان جہان آئین جسنے دیکھا پھڑک گیا کوئی چال پر عاشق ہوا کوئی ناز دلربایانہ پر مرنے لگا - کسی کو پیاری پیاری صورت دیکھ کر بلبل تصویر کی طرح سکتا ہو گیا - لطف یہ کہ منچلے کی صحبت -

یاران سرپل جمع - سب رنگیلے - عاشق تن - سودائی مزاج ٹھٹھول - بگڑے دل - مہذب شہدے ایسے ہی ہوا کرتے ہین

نواب - (وکیل سے) یا حضرت آداب عرض ہی - اجی قبلہ تسلیم باانیہمہ تہذیب یہ شاہد پرستی - مگر واللہ آپ کے مذاق پر صاد ہی خدا کی قسم حسینان روزگار ڈھونڈھ نکالی -

منشی - بھئی صورت سے تو بڑے مہذب معلوم ہوتے تھے لیکن ایک ہی مرشد نکلے -

شمیم - میان عالم جوانی ہاست لیکن چیز خوب ہی - خوش رو خوش خو خوش سلیقہ خوش تمیز -

وکیل - بھئی اب ہم کچھ نہ کہین گے اور کہین کیا چھاگئی قسم لو جو انکی صورت بھی دیکھی ہو - بی صاحب آپ کس کے پاس آئی ہین کہان سے آنا ہوا -

بھٹیاری - الٰہی خیر ایسی اجیرن ہوگئی -

جوان - ای ہین - ای لو واہ - تم اور اجیرن - سہ

گر بر سر و چشم من نشینی | نازت بہ کشم کہ نازنینی

بیٹھیے ادھر تخت پر آیئے - مزاج شریف - مین اور میرا خدا رعب حسن سے بات کرنا دوبھر ہی -

بھٹیاری - ہان بنا لیجیے ہم تو سیدھے سادے ہین صاحب -

جوان - ہائے تیرے اس بھولے پن کے صدقے - آپ بھولی ہین بجا ہے -

وکیل - واللہ بڑی مغرز معلوم ہوتی ہین - عورت ہی یا پرستان کی پری ہے -

احباب (قہقہہ لگاکر) رتبجے - رتبجے - رتبجے - رتبجے - حضرت رتبجے - لو بی اب لو بارہ ہین -

بھٹیاری - حضور ہم یہ لو بارہ اور تین کانے تو جانتے نہین ہمارا مطلب نکل جائے تو آپ سب صاحبون کا منھ میٹھا کرونگی -

احباب - آپ کی باتین ہی کیا کم شیرین ہین اور حسن ہی کیا

کم نمکین ہی۔
بھٹیاری - کیا خوب شیرین نمکین دونون - تو یہ کیسے کھٹ مٹھی
ہون - واہ اچھی کڑوی تعریف ہی۔
ٹھٹھول - اللہ ری شوخی - اف ری بچپن - بلا کا نکھار ہی اور
تقریر مین جادو ہی جادو ہے -

اتنے مین میان چانڈو باز برآمد ہوے -

وکیل - (گھبرا کر) کون - باہر ٹھہریے اسوقت - لاحول ولا قوۃ
بھٹیاری - میرے بھائی ہین سگے - آپ ڈر ڈرائے دیتے ہین -
جوان - آئیے آئیے - آپ کی ہمشیرہ جان تو واللہ بلاے
بے درمان ہین -
چانڈو باز - حضور عرض کرون یہ بی اللہ رکھی بھٹیاری ہین -
آج دور دور تک اُنکا نام روشن ہی -
جوان - اور آپکا اور آپ کے باپ کا نام بھی انھون نے
خوب روشن کیا -
چانڈو باز - بندہ نواز سرا مین ایک خوش رو جوان کرارے
پہلوان زندہ دل صبح نفس روشن ضمیر بزرگوار ٹکے ہین - وہ
انکے اوپر جان دیتے ہین اور یہ اُنپر مرتی ہین - کئی آدمیون کے
سامنے وہ قبول چکے ہین کہ انکے ساتھ نکاح کرینگے مگر آدمی ہین
تلون مزاج ایسا نہو کہ انکار کر جائین -
بھٹیاری - حضور مجھ غریبنی سے کوئی چھپین ٹکے تو آپکو ملنے
نہین ہین رہا اتنا ثواب کیجیے کہ کوئی تدبیر بتا دیجیے جسمین وہ
شکنجے مین جکڑ جائین اور سرکار کے ذریعہ سے نکاح کرنا ہی پڑے
اب اکیلے رہتے رہتے جی گھبراتا ہے -
ٹھٹھول - اگر نکاح ہی کرنے کا شوق چرایا ہی تو ہم کیا بُرے
ہین مین صدقے ہمین سے نہ نکاح پڑھا لو -

جوان - اچھا تم نہین ہم سہی -
احباب - ایک تم پر کیا فرض ہی - جی یہان سب جھنڈو تلے
کے شہدے چھٹے ہوے لچے جمع ہین تم جسکو پسند کرو اسی کے
ساتھ نکاح ہوجائے یون سہی - ہان جوانو - ذرا نکھر کر اور اکڑ کر
بیٹھنا تو ہان لے اب جیتیے - خدا کرے ہمین پر نظر پڑے -
وکیل - اچھا کل آؤ تو ہم وہ ترکیب بتائین کہ تم بھی یاد کرو -
یہ بتاؤ کہ تمھارے میان کہان ہین -
بھٹیاری - خدا گنج پہونچے -
وکیل - اوہ تو پھر کیا مشکل ہی - کل تم اُنسے کہو کہ چڑھے چاند کو
بیاہ ہوجائے - جو نہ مانے تو نالش داغ دو -
بھٹیاری - (جھک کر سلام کیا) مگر بندی نے کبھی سرکار دربار
کی سکل (شکل) آج تک تو دیکھی نہین - آپ وکالت کیجیے گا -
جوان - ہان ہان جی - ہمین منت ہی کیا ہی - مگر جانتی ہو یہ
وکیل تو روپیہ کے آشنا ہین -
بھٹیاری - واہ روپیہ یہان اللہ کا نام ہی - ہم ہین چاہے بیچ لو -
وکیل - اچھا تم کل آؤ پہلے دیکھو تو وہ کہتے کیا ہین -

میان آزاد کی پیاری اللہ رکھی بھٹیاری بیٹھے بیٹھے اُکتا گئین نام خدا
خوش سلیقہ تھین - کچھ دیہاتن تو تھین نہین کہ دفعتہً فتنہ کی طرح اُٹھ
کھڑی ہوتین طبیعت کو تو کلفت ہو گئی تھی لیکن مصرع ناموزون
کیطرح سکتے مین رہ گئین - جب بکلی بڑھی تو انکھیون سے میان
چانڈو باز کیطرف دیکھا اور چشم فسون پرداز سے اشارہ کیا کہ اب
بوریا بدھنا اُٹھائیے اور سرا مین بستر جمائیے وہ ایک خرانٹ
آٹھون گانٹھ کمیت چھوٹتے ہی تاڑ گئے کہ بی اللہ رکھی زلف معشوقان
فرخار کیطرح پریشان ہین تو یون منمنائے -
چانڈو باز - ای حضور ذری گھڑی کو تکلیف دیجیے گا دیکھیے تو کئے بجے ہین

بھٹیاری۔ مین تو جانون کوئی بارہ بجے ہونگے اٹکل سے کہتی ہون
چانڈو باز۔ مین بھی کہون یہ جماہیون پر جماہیان کیون آرہی ہین انگڑائیان الگ بدن کا کچومر نکال رہی ہین۔ ہڈیان جدا چُور ہو رہی ہین۔ ابتو مین پُھس ہو گیا۔ نشے کا وخت ٹل گیا کمبخت حلوائیون کی دُکانین بھی بڑھ گئی ہونگی۔ بالائی سے بھی گئے۔ آج بے موت مرے صبح صبح میان آزاد کی منحوس صورت دیکھی تھی جب ہی ان دہاڑون کو پہونچے۔ اے پیر و مرشد اگر پروانگی ہو تو رخصت ہون۔ ابتو چانڈو کی لو لگی ہی۔ مگر۔

بھٹیاری۔ اگر مگر تو رکھو چھپر پر۔ یہ میان آزاد کا نام کیسا لیا ہوش کی دوا کر مردوے۔ قدرت خدا کی۔ ابکی کہا تو کہا اب ایسی اینڈی بینڈی سُنائی تو مجھ سے بُرا کوئی نہین۔ دست پناہ سے پکڑ کر زبان کھینچ لونگی۔ چلو ہٹو ایسی باتین ایک آنکھ یہان نہین بھاتین خدا جھوٹ نہ بلائے تو آئینے مین سویرے اپنا ہی منھ دیکھا ہو گا ناحق بن ناحق کسی پر چھدّا رکھنا اچھا نہین۔

چانڈو باز۔ کیون مفت مین جھیجھڑ دن سے بیزار ہوئی جاتی ہو یہان خود ستر ہون کرم ہو گئے۔ ع

بیوی خطا معاف کرو مین نشے مین ہون	
شیشے مین مے ہی مے مین نشہ مین نشے مین ہون	

اے وکیل صاحب۔ اب ٹھیک ٹھیک وخت (وقت) بتا دیجئے یہ تو ہندی کی چندی نکالا ہی کرینگی۔ یہان اپنا قل ہوا جاتا ہی ایک آدھ چھینٹا اُڑائین تو جی مین جی آئے بے پیے نشہ چڑھ گیا۔

یاران سرپل۔ قدرت۔ اے میان قدرت۔ دیکھو دکانین بڑھ نہ گئی ہون۔ تو انکو چانڈو ہین بلوا دین۔ ذرا دو گھڑی بی اللہ رکھی سے صحبت گرمائین۔

قدرت۔ جانے کو کیسے مین جاؤن ایک نہین سب دفعہ ملُ

دُکانین کب کی بڑھ گئی ہین ۸ بجے سے چانڈو خانے مین جانے کا حکم نہین۔ کوئی بیدھا ہی جو اسوقت چانڈو بیچے گا۔ کتے بھونک رہے ہین۔ سناٹا بزار (بازار) بھر مین پڑا ہوا ہی۔ چڑیان چنگن تک سوئی پڑی ہین۔ چوکیدار خربوزون کے کھیت بچا رہے ہین باغبان گوندنی کے کھٹکھٹے کو کھٹکھٹا رہے ہین۔ اب کوئی دم مین چکیّان چلین گی۔

بھٹیاری۔ (تالیان بجا کر) اے ادئی کیا آدھی رات ڈھلگئی باتون باتون مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات کدھر گئی۔ لے ابتو بندی رخصت ہوتی ہی۔

یاران سرپل۔ اے واہ۔ یہ اندھیری رات۔ آدمی نہ آدم ذات (زاد) ٹھوکرین کھاتی اس اندھیاری مین کہان جاؤگی۔ ساتھ مین ایک مردوا سو بھی عورت سے بدتر۔ کیا بدی کیا بدی کا شوربا آج رات یہین نہ بیتر کیجیے۔ فجر کو اپنے چل دینا۔ ہم تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہین۔ نہین تو ہم پہونچا دین۔

چانڈو باز۔ جی ہان گود مین اُٹھا لیجیے نہ۔ ع

جب حُسن ہی تو عشق کا ہونا ضرور ہے	
آنکھون کی کچھ خطا ہی نہ دل کا قصور ہے	

یہ چہرہ کیا پری کا ٹکڑا ہے۔ واللہ کیا گورا مکھڑا ہے۔

بھٹیاری۔ اب خوش گپیان تو ہو چکین۔ آنکھین بند ہوئی جاتی ہین نیند نے بوکھلا دیا بس اب رخصت حضور بھو لیے گا نہین۔ اتنی دیر مزے سے باتین کی ہین۔ یاد رکھیے گا لونڈی کو۔

یاران سرپل۔	وہ ہنستے آئے یہان سے ہمین رُلا کے چلے نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اُٹھا کے چلے
وکیل۔	دکھا کے چاند سا مکھڑا چھپا بازلفون مین دو رنگی ہمکو زمانے کی وہ دکھا کے چلے

جوان۔ دکھایا ضعف نے زور اپنا جب مکان سے چلے
مثال نبض وہین رہ گئے جہان سے چلے

ٹھٹھول۔ ہوائے عشق سے ہے شہر بھر مین اب شہرہ
قلم کیطرح جدھر ہم چلے زبان سے چلے

وکیل۔ انیس بار علائق یہ اور بار گناہ
وہ بوجھ اُٹھا کہ جو اس مشت استخوان سے چلے

داروغہ۔ نہ تھا جو کوچے مین اپنا قیام مدنظر
تو میرے بعد مری خاک بھی اُڑا کے چلے

احباب۔ قسم حسینؓ کی۔ اسوقت دل مسوس کر رہ گئے واللہ کیا پیاری صورت پائی ہی۔ شان کبریائی ہی۔ اسدم تو سب کے سب شہید ناز مرغ بسمل ہو رہے ہین (ہاتھ جوڑکر) از برائے خدا اتنا تو اقرار کرتی جاؤ کہ کل ضرور ملونگی۔ ہاتھ پر ہاتھ مارو۔

بھٹیاری۔ ہی ہی میرے دل کا تو عجب حال ہی۔ یہ کیا جادو کر دیا بھلے مانسو۔ بس رخصت۔

احباب۔ یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیکے نام
سُنو! ارے بیٹھے بیٹھے ہمین تم رُلا چلین

وکیل۔ آنکھون آنکھون مین لے گئین وہ دل
کانون کانون ہمین خبر نہ ہوئی

اتنے مین بی بھٹیاری چمک کر اتا ابرق کہتی ہوئی چل کھڑی ہوئین۔ میان چانڈو باز سایہ کی طرح ساتھ ساتھ ہین۔ اُدھر وہ نظر سے اوجھل ہوئین اِدھر یاران بذلہ سنج ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے عورت ہی یا چھلاوا۔ جادو کر دیا۔ سحر کر دیا۔ ٹونا کر دیا۔ واللہ معشوق تو بہت دیکھے مگر یہ آئے وارد۔ ع

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

خیر بی اللہ رکھی میان چانڈو باز کو لے کر سرا مین پہونچین۔ راہ مین وہ تو اپنے حسن وجمال اور کبک دری سی چال اور رنگین خدو خال اور پیاری پیاری بول چال کی تعریف کرتی جاتی ہین کیون سب کے سب ہماری ادا پر لوٹ گئے نہ۔ میان یہ تو فقیر کی دعا ہے کہ جس محفل مین جاکر بیٹھ جاؤن وہین کٹا ڈ ہونے لگے راہ مین سیکڑون شریف زادے آوازے کستے ہین۔ ہزار دل عاشق مزاج ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین۔ کوئی کہتا ہی خدا نظر کو بچائے کوئی کہتا ہے الٰہی اس مکھڑے کے صدقے اس چھب کے واری اس سج کے قربان۔ اس ناز کے نثار قسم تو جو آنکھ اُٹھا کر کسی کو دیکھتی بھی ہون اور جو کہین کسی سے آنکھ لڑ گئی تو کلیجہ پکڑ کر رہ گیا بی اللہ رکھی تو اپنے حُسن پر اتراتی تھین۔ اُدھر میان چانڈو باز اپنی ہی سُناتے تھے پیچ کہنا کیسے وکیل کے پاس لے گیا صحبت کتنی اچھی ہے۔ میری جان کی قسم نہ کھوگی۔ ہم تو ہوا خواہ ہین۔ دونون مین خوب چخ چلی۔ ہوتے ہوتے میان آزاد سے سرا مین دوچار ہوے۔

بھٹیاری۔ اللہ اللہ آپ جاگ رہے ہین۔ آج کیا ہی۔ جو لک تک نہ جھپکی جی۔ یہ کسکی یاد نے نیند اُچاٹ کر دی۔ ع۔ دل مری طرف نظر کہین اور ہے آثار تو کچھ برے ہین۔

آزاد۔ ہان جلاؤ۔ جلاؤ۔ دو دو بجے تک ہوا کھاؤ اور ہم سے لگی باتین بناؤ۔ اور غرا اُو چلئے بس دیکھ لیا۔ یہ چلتر بازیان رہنے دیجئے مین ایک گھاگ ہون مجھ سے اُڑکر کہان جاؤگی بھلا۔ تم ڈال ڈال تو مین پات پات۔ بندہ پُرانا سیار ہی۔

بھٹیاری۔ اہو واہ۔ یہ بدگمانی۔ تو میزان پٹ چکی۔ سُنئے اب انکے مارے کوئی بھائی بہن کو چھوڑ دے۔ آخر ہم نے کیا کیا وہان گئے تو شہر بھر کی بھٹیاریان جمع۔ خوب ڈھولکین تھین چہل پہل رہی دھا چوکڑی مچی اگر تم کو بھی لے چلین گے۔

آزاد - ہان ضرور اور میان چانڈو باز کیا کیا کیے -

بھٹیاری - کون یہ اونگھا کیے - آنکھیں بند - گردن زمین دوز یہ گرے وہ گرے - چل چل چل - دھم - وہ گر پڑے - ای لعنت خدا اتنا پی کیون جاتے ہو جو پھر اپنے آپے مین نہین رہتے - خیر جی یہ وہ کھڑا تو ہوا ہی کرے گا - اب یہ بتاؤ کہ نکاح کا کون دن قرار پایا ہے ہم آج سب سے کہہ آئے کہ میان آزاد کے گھر پڑین گے - پھر جھٹ پٹ نکاح پڑھوا لو - بکھیڑا جائے یہ روز روز کی فکر کیسی (گردن مین ہاتھ ڈال کر) اچھے آزاد - ابکی جڑے چاند نکاح ہو جائے صبح شام کیون لگاتے ہو - نوج جانے (خدا جانے) ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے -

آزاد - تم یہ کہتی کیا ہو - کیا سچ مچ تم سب سے کہہ ہی آئین غضب ہی کیا - واللہ کہین ایسا کرنا بھی نہین - مین دل لگی کرتا تھا خدا کی قسم فقط دل لگی تھی - مین پردیسی آدمی - شادی بیاہ کے کیا معنی - اور پھر بھٹیاری کے گھر پڑون - مانا کہ تم ہو پری جیم مگر پھر بھٹیارن ہی تو - اپنی وضع کے خلاف ہے - چار دن کے لیے سرا مین آن کر ٹکے یہان سے بلا ساتھ لے جائین -

بھٹیاری - (جھک کر) چوچ سنبھال مردوے - اور سنیئے گا ہم ایسے ہین جیسے سلیسے شہر کی نگاہ پڑی ہے - بے تکا پن بھی تو کتنا - دوسرا کہتا تو خون خرابا کر ڈالتی مگر کیا کرون قول ہار چکی ہون - برادری بھر مین کلنگ کا ٹیکا لگے گا - انگلیان اٹھینگی - بلا کی اچھی کہی - تمھارے منھ سے میری ایڑی گوری ہے چاہے ملا لو - آئے وہان سے بڑے غنادین بنکے -

آزاد - تو بی صاحب سنیے - اس خیال خام سے درگذریے تم کو مین دیکھتا ہون گلے کا ہار ہو گئین کیسی شادی کس کا بیاہ کہان کا نکاح یعقول -

بھٹیاری - معقول معقول کیا کرتا ہے نامعقول - کل ہی تو مین نالش داغتی ہون - تو سہی جو ناچ نہ نچاؤن - کیا نکلے جاتے ہین اقرار کرکے مکر جانا خالہ جی کا گھر ہے - دیکھو یہ سٹی پٹی سب بھول جاؤگے اے واہ (انگلیان مٹکا کر) ذری ٹھہرے ہوے - میان مین جو اپنی والی پر آئی تو بڑا گھر ہی دکھاؤنگی کسی اور بھروسے پر نہ بھولنا زمانا مجھ سے برا کوئی نہین -

آزاد - توبہ - خدا کی پناہ - مین ابتک سمجھتا تھا کہ مین ہی بڑا مقرر ہون مگر اس عورت نے میرے بھی کان کاٹے - بھلا دی ساری چوکڑی - ہاری مانتی ہے نہ جیتی - خداوندا کہین تڑکا جلدی سے ہو تو مین دوسری کوٹھری لون -

بھٹیاری - (ناک پر انگلی رکھ کر) روئے روے - اس سے چھوکری ہی ہوے ہوتے تو کسی بھلے مانس کا گھر بستا - واہ رے مردوے - بھلا مجال پڑی ہے - کہ کوئی بھٹیاری ٹکا لے -

آزاد - تو سارے شہر بھر مین آپ کی حکومت ہے کچھ -

بھٹیاری - ہئی ہے ہئی ہے - دیکھ لینا نہ - کیا ہنسی ٹھٹھا ہے - کل پرسون تلک آئے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا -

آزاد - چلیے آپ کی بلا سے -

چانڈو باز - بلا ولا کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - الٹی آنتین پڑینگی - دو چار دن تم تاتھیا مچے گی -

آزاد - ذری آپ چپکے بیٹھے رہیے گا - تو ... بند ہوئی جاتی ہے بگڑ گڑے جوتی خورے - یہ تو نازنین کا منی ... چھوڑیے گا نہیں - ... ڑی کو - مفت مین شامت ہی آ جائے گی -

چانڈو باز - میرے منھ نہ لگیے گا - ہان اتنا کہہ دیا ہے -

میان آزاد نے اٹھ کر دو چار چانٹے جڑ دیے - بی بھٹیاری نے بیچ بچاؤ کر دیا - ہاتھ ہی ٹوٹین موے کے - کیا نرما پا کر جھٹ جھٹ

مارنے لگے - جانو - اسکی ہڈیان مفت کی ہین سے کے ہیٹ ڈالا
چانڈو باز کمر در مار کھانے کی نشانی بولے تو کیا بولے (میرے بھی
تو دو ایک پڑ گیئن جی) اُسوقت توسب کے سب لڑ جھگڑ کر سورہے
تڑکے بی بھٹیاری اور چانڈو باز وکیل کے گھر پہونچے ساری داستان
سنائی اور میان چانڈو باز نے اور بھی حاشیہ چڑھایا وکیل تو
بی بھٹیاری پر ریجھ ہی گئے تھے فوراً مسودۂ عرضی تیار کیا -

اللہ رکھی - مدعیہ ساکن سرائے مینڈھو خان - بنام میان آزاد
خانہ برباد ولد نا معلوم ساکن وحشت آباد - اللہ رکھی مدعیہ حسب ذیل
عرض کرتی ہے -

ا - یہ کہ مدعا علیہ جو شکل صورت سے بھلا مانس معلوم ہوتا ہے اُسنے
اس مہینے مین کئی بار مدعیہ سے شادی کرنیکا اقرار کیا کبھی کہا تم
پدمنی ہو کبھی کہا رشک نگار ارمنی ہو کبھی مستانہ چال پر ریجھا
کبھی لال لال گورے گورے گالون کی تعریف کی کبھی پیاری بنایا
۲ - یہ کہ مدعا علیہ کے وعدے پر مدعیہ نے ایک رئیس سے جنکو
اُسکے ساتھ بیاہ کرنے کا شوق چرّایا تھا صاف انکار کر دیا تو وجہ کیا
اس خوش رو جوان کا حُسن گلو سوز دل مین کھپ گیا تھا -
۳ - یہ کہ رئیس سے انکار کرنے مین اُسکا دو ہزار سات سو اکتیس روپیہ ۲۷۳۱
۱۴ ر آنہ پانچ پائی کا نقصان ہوا -

لہذا دادخواہ ہے کہ مدعا علیہ قرق کر لیا جاوے اور مدعیہ کے ساتھ
بیاہ دیا جاوے اور زر مذکور مع سود بحساب ۲ ؍ فی صدی مع
ہرجہ مدعیہ کو دلایا جاوے -

مین کہ نام میرا عرضی دعوی مین درج ہے اقرار کرتی ہون کہ
بیان دعوی میرے علم و یقین مین صحیح اور درست ہے اور حاصل
اسکا یہ ہے کہ شوہر مستقل دلایا جائے -

میان آزاد تو سرا مین موجین لے رہے ہین اور بی اللہ رکھی
اس فکر مین ہین کہ اُنکے ساتھ بیاہ رچے - اب صبح شام نالش دغا ہی
چاہتی ہے اور کچہری جگا ہی چاہتی ہے میان چانڈو باز اور بھی ہشہ
دے رہے ہین - وکیل اور اُنکے احباب بذلہ سنج گویا شگوفہ ہاتھ
آیا اُنھون نے بی اللہ رکھی کو وہ پٹی پڑھائی کہ کھل گیئن - اب یہ
فکر ہے کہ میان آزاد قرق ہو جایئن - ابھی قرقی ہے اُنکو یہ حال معلوم
نہین کہ وہان کیا ہنڈیا پک رہی ہے - یہ تو یہان کا حال ہوا -

اب نواب نامدار کے دربار دُربار کا کچا چٹھا سُنیئے - ایکدن
نواب صاحب زنان خانے مین بیٹھے بیگم صاحب سے میٹھی میٹھی
باتین کر رہے تھے -

بیگم - اے ہان - آزاد کس کھوہ مین دھنس گیا مین تو جانون
کوئی دو مہینے سے کم نہوے ہونگے جس دن سدا بہار کی لڑکی
گل چمن کی ہنسلی بڑھائی گئی تھی اُسی دن لدھپند کر گیا تھا -
مین کھڑکی سے جھانک رہی تھی -

سدا بہار - اے وہ چمپت ہوا - موا چور -

بیگم - بس انھین باتون پر تو مین جھلّا اُٹھتی ہون پھر کہتی ہے چھوٹی
بیگم مجھ سے تیکھی رہتی ہین - تیری باتون سے میرا جی جلتا ہے -

نواب - تو کٹی کیون مرتی ہو بھلا - چاہے اُدھر کی دُنیا ادھر ہو جائے
پر آزاد میان صف شکن علی شاہ کو لا ہی چھوڑیگا - ہم جانتے ہین علمی
بحث ہو رہی ہے - اور پھر تم جانو علم تو وہ سمندر ہے جسکا اور نہ چھور -

بیگم - (قہقہہ لگا کر) علمی بحث ہو رہی ہوگی - کیون صاحب
میان صف شکن علی شاہ علم بھی جانتے ہین (پھر قہقہہ) مین کہتی ہون
آخر اللہ نے تم کو کچھ رتی ماشہ تولہ عقل بھی دی ہے - موا بٹیر - ذری سا
جنور کا کن کے تین دانون مین پیٹ بھر جائے اُس کو آپ بوڑھے
حافظ سے بھی زیادہ علم والا سمجھتے ہین (پھر قہقہہ) میرے میکے کے پڑوس
ایک سٹری سودائی دن رات واہی تباہی بکا کرتا ہے اُسکی اور تمھاری

باتین ایک سی ہین ۔

سدا بہار ۔ نابوی (دانت کے تلے انگلی دبا کر) اوی کوئی ایسا کہتا ہی اُس سودائی لگوڑے کو اپنے سے صدقے کر دون ۔ واہ واہ

نواب ۔ یہ سمجھی نہین سدا بہار ۔ ابھی تو الھڑپنے ہی کے دن ہین نانکے ۔ خدا کی قسم مجھے انکی یہی باتین تو بھاتی ہین ۔ یہ کمسنی کا سبھاؤ ہے اور دو تین برس ۔ پھر یہ شوخی اور چلبلاپن کہان ۔ یہ جب جھڑکتی یا گھڑکتی ہین تو جی خوش ہو جاتا ہے ۔

سدا بہار ۔ ہان ہان پھر جوانی تو باولی ہوتی ہی ہی ۔

بیگم ۔ اچھا سدا بہار سے کہو کہ اُسکو اپنے بڑھاپے کی قسم جو جھوٹ بولے ۔ بھلا کیون سدا بہار ۔ بیٹر پڑھے لکھے بھی ہوا کرتے ہین منھ دیکھی نہ کہنا اللہ لگتی کہنا ۔

سدا بہار ۔ بڑھاپا یا ! ہونھ ۔ بڑھاپا کیسا ۔ بیوی بس یہی باتین تو اچھی نہین لگتی ہین ۔ مین بوڑھی کاہے سے ہو گئی ۔ بُرا نا نا تو کہون آپ سے ابھی ٹانٹھی ہون ۔

اتنے مین غفور خدمتگار نے پکارا ۔ فرخندہ ۔ فرخندہ ۔ اری بوا فرخندہ سرکار سے کہدو کہ بیچوان بھرا رکھا ہی ۔ یہان بھیجدون یا نیچے مین رکھون ۔ حضور باہر نہ آئین گے کیا ۔

نواب ۔ وہ چاندی والی چھوٹی گڑگڑی بیگم صاحب کے واسطے بھر لاؤ کل نسوان سے تنبا کو آیا ہی ۔ وہی بھرنا اور بیچوان باہر لگا دو ہم ابھی آئے ۔

یہ کہکر نواب نامدار بیگم صاحب کے ہنسی ہنسی مین آہستہ سے ایک چٹکی لے کر مسکراتے ہوئے باہر تشریف لیگئے اور حالی موالی مصاحب رفقا انکے جاتے ہی سر وقد تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے ۔ آداب بجا لاتا ہون حضور ۔ کورنش ہی پیر و مرشد تسلیمات عرض کرتا ہون خداوند بجز اعرض ہی حضور والا ۔ چو طرفہ سے آداب و تسلیمات کے چھرّے چلنے لگے

خوجی ۔ اُف اسوقت ملک الموت سے سامنا ہوا ۔ ایسا دھچکا لگا کہ کلیجہ بیٹھا جاتا ہی اور بے اختیار رونا آتا ہی ۔ بات تیرے گیدی چوک گئی

نواب ۔ کیون خیر باشد ۔

خوجی ۔ پیر و مرشد اُسوقت بٹیر خانے کی طرف گیا تھا وہان ۔

نواب ۔ اُف (دھم سے گر پڑے)

مصاحبین ۔ یا علیؑ ۔

نواب ۔ بھئی دل بیقرار ہی طبیعت بے لطف ہو گئی ۔ خوجی میان تم کو تو ہماری تشفی کرنا چاہیے تھی کہ اُلٹے خود ہی روتے ہو ۔ جسمین ہمارے ہاتھ پاؤن اور بھی پھول جائین ۔ اب شاہ جی سے ہاتھ دھونا چاہیے ۔ ہم جانتے نہین کہ انکا وصال ہو گیا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

رفقا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

خوجی ۔ (پینک سے چونک کر) اسی بات پر پھر کچھ مٹھائی نہین کھلواتے منگواؤ تو کوبی کی دکان کی مٹھائی ۔

نواب ۔ کوئی ہی ۔ اس مردک کی گردن تو ناپنا ۔ ہم تو اپنی قسمت کو رو رہے ہین یہ مٹھائی مانگتا ہی بے نکا نک حرام ۔

خوجی ۔ دیکھئے دیکھیے پھر میری گردن کُند چھری سے ریتی جاتی ہے مین مٹھائی کچھ کھانے کے واسطے تھوڑا ہی منگواتا ہون مین تو اس لیے منگواتا ہون کہ فاتحہ پڑھون ۔

نواب ۔ شاباش جی خوش ہو گیا ۔ خوجی مجھے معاف کرنا بے اختیار نمکحرام کا لفظ نکل گیا تم برُے ۔

مصاحب ۔ حلال خور ۔ حلال خور ہو ۔

اسپر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ نواب صاحب لوٹنے لگے ۔ اور بیگم صاحب نے گھر سے لونڈی کو بھیجا کہ دیکھنا تو یہ کیا ہنسی ہو رہی ہی ۔

نواب ۔ بھئی کیا آدمی ہو واللہ رونے کو ہنسانا اسی کا نام ہے

خوجی بیچارے کو حلال خور ہی بنا دیا۔

خوجی۔ حضور اب مین یہان نہ رہونگا۔ کیا بیوقت کی شہنا ئی سب کے سب بجانے لگے کہ توبہ ہی بھلی۔ افسوس صف شکن علی کا کسی کو بھی خیال نہین۔

اتنے مین نواب صاحب پلنگ پر دراز ہوے اور رفقا مین سے کوئی چانڈوخانہ پہونچا کوئی افیم گھولنے لگا۔

رند ساغر نوش۔ فتنہ ہمدوش۔ ستم ایجاد۔ میان آزاد سراین کھٹیا کی پائی پر مزے سے بیٹھے سرور کے ساتھ بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی عجل الجنۃ مثواہ کی یہ غزل بہ لحن داؤدی لہرالہرا کر پڑھ رہے تھے اور اس سرمست صہبائے عرفان کے کلام سحر نظام پر احسنت و مرحبا کہہ رہے تھے ؎

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیز است
بہ بانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیز است

در آستین مرقع پیالہ پنہان کن
کہ ہمچو چشم صراحی پیالہ خون ریز است

عراق و فارس گرفتی بشعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

مقطع پر میان آزاد لوٹ گئے اور عین حالت وجدان مین غلغلہ جزاک اللہ بلند کرنے لگے۔ اور چارپائی سے دس دس انگل اچھل پڑے بار بار یہی شعر شیرین اور کلام رنگین زبان پر لائے کہ ؎

عراق و فارس گرفتی بہ شعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگ حلہ پوشان بہشت کی طرح جامۂ سبز در بر اور شملہ بقدر علم بر سر سامنے آن کھڑے ہوے چہرے سے نور الٰہی برستا ہی۔ ریش مبارک یک مشت و دو انگشت میان آزاد اور اُس بزرگ قدسی نہاد کی چار آنکھین جو ہوئین تو اُس بزرگ موصوف نے یون فرمایا ؎

آن سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست
چشم میگون لب خندان دل خرم با اوست

گرچہ شیرین دہنان بادشہانند ولے
او سلیمان زمان ست کہ خاتم با اوست

میان آزاد نعرۂ حق سرہٗ بلند کرنے ہی کو تھے کہ ایک سنگین اور غنچہ دہن طفلک دہ سالہ آفت کے پرکالہ نے ایرانیون کے لب و لہجہ مین ان اشعار سحر بار کو ادا کیا اور میان آزاد کو لٹا دیا ؎

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست
منزل آن مہ عاشق کش و عیار کجاست

اسیر میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری بھی انا البرق کہتی ہوئی آئین اور یون گائین۔ ؎

شب تاریک و رہ وادی ایمن در پیش
آتش طور کجا موعد دیدار کجاست

ہمارے عارف باللہ ولی حق آگاہ میان آزاد درویش شیخ خیت پناہ تڑپے کہ اُٹھے۔ ؎

دلم از صومعہ و صحبت رندان بگرفت
باز ترسا بچہ و خانۂ خمار کجاست

سب کے آخر مین میان چانڈو باز بھی منمنائے۔ اُنھون نے دیکھا کہ سب بلبل ہزار داستان کی طرح اسوقت چہک رہے ہین ایک ہم ہی پھسڈی رہے جاتے ہین کچھ بات نہین امول کے شہیدون مین داخل ہو گئے اور بولے تو کیا بولے ؎

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد
بے دو سہ چھینٹہ کشتی رفع رسیدن نہ ہم

اب میان آزاد چکرائے کہ خداوندا یہ اسرار کیا ہی۔ ان بزرگ نے آکر حضرت خواجہ حافظ طاب ثراہ کا کلام معجز نظام پڑھا تو مقام استعجاب نہین۔ مگر بی اللہ رکھی اور حافظ شیراز کا شعر اس آب و تاب سے پڑھین اور شین قاف درست۔ فقرے اور بندش چست۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہی اور طرہ یہ کہ ذری سا لونڈا اور بھی جھوم جھوم کر۔ ع۔ ای نسیم سحر آرامگہ یار کجاست۔ پڑھ رہا ہی اور میان چانڈو باز جنکو تھک اور چانڈو اور لمبو اور گرسٹ اور چھینٹے کے سوا دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہین وہ بھی مصروف

خوش الحانی اور مشغول غزلخوانی ہو گئے - ایک نظر غلط انداز سے اُنھوں نے سب کو آنکھ بھر کر دیکھا مگر لہجہ حیرت مین غوطے کھا رہے ہین کہ الٰہی مین یہ خواب تو نہین دیکھ رہا ہون - آخر یہ ماجرا کیا ہے اس بھٹیاری کو حقانی کلام سے کیا سروکار اور یہ سبزپوش کون بزرگوار ہین جنکے چہرے سے نور الٰہی اور صفات ملائکہ نورانی آشکارا ہین و اللہ قدسیون نے لاہوت پر بھی یہ تماشا نہ دیکھا ہو گا جو ہم یہان مشاہدہ کر رہے ہین - خدا کرے کسی طرح یہ بھید ہم پر کھل جائے و اللہ اسوقت تو پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوئے ہین کہین یہ سب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین تو ہم بی اللہ رکھی کی خوشامد کرین کہ واسطے خدا کے کچھ حال ہمین بھی تو بتاؤ اُنھون نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بزرگوار رنگے سیار ہین اور بی اللہ رکھی کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے ہین ایکدفعہ ہی اُسنے حق حق حق تین بار کہا اور دھپ سے زمین پر گر پڑا اب تو یا علی کہکر میان آزاد جھپٹے اور اُنکو ترٹے سے اُٹھایا - یا حضرت پیر جی اتنا کہنا تھا کہ وہ بزرگ آنکھین کھولکر مسکرائے اور میان آزاد کو جھک کر سلام کیا اور کہا (حضور میرا انعام ہوا) سچ کہیے گا ایسے بہروپیے کم دیکھے ہونگے کیون کیسا روپ بھرا - لونڈے نے کہا اور کبھی یا رسی بولا (بی اللہ رکھی مسکرا کر بولین (ہم نے بھی کیا جلد تک لگا دیا) میان چانڈو باز موچھون پر تاؤ دیکر فرمانے لگے کہ کیون بھئی شعر خوانی مین بھی اپنے چانڈو کو نہ چھوڑا - میان آزاد اس درجہ خفیف ہوے کہ گویا عرق خجالت کے سیکڑون گھڑے اپر پڑ گئے - اب ایسے خوش ہوے کہ بوکھلا کر بی اللہ رکھی کی نوق ابھرٹ دی (لاؤ) اُسکو انعام مین جیب دیدی بی صاحب نے دیکھا تو دُلائی گئی مگر شاباش شاباش کہکر آزاد سے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی - بہروپیے نے دُلائی لی جھک کر سلام کیا اور چلتا ہوا لونڈے نے دیکھا کہ مین ہی رہا جاتا ہون بڑھ کر میان آزاد کا دامن پکڑا (ہمین کچھ بھی نہین (حضور) میان آزاد نے جیب سے ایک روپیہ نکال دیا کھن سے بی اللہ رکھی سمجھین کہ سوقت میان آزاد حاتم کی قبر پر لات مار رہے ہین فرط شوخی سے چمک کر آگے بڑھین اور رہا نہ گیا ایک عجیب ادا سے دلربا سے بڑھا کر کہا (اور ہمین) ؟ -

آزاد - تمھارے لیے جان حاضر ہے -

چانڈو باز - سب زبانی داخلہ خالی خولی باتین - اور بیوی کو یہ خبر ہی نہین کہ دُلائی انعام مین دیدی گئی - میان ہی کی جوتی میان ہی کا سر - ہوتے اُلٹی چلی ہین مانگنے - لیڑی کی خبر ہی نہین بہروپیے کو کیا جھٹ سے دُلائی اُڑھا دی یہ نہوا کہ بی بھٹیاری کو بھی اودی اطلس کا پائجامہ بنوا دین - پڑاتے کی چوڑی گوٹا لگی ہو یہ نہ ہوا کہ چاندی کے چھڑے بنوا دیتے کہ سرا بھر مین چھما چھم کی آواز گونجتی یہ نہوا کہ کسی دن ہمکو دو چار روپیے دے ڈالتے کہ بھئی اتنے دن سانڈنی کی رکھوالی کی ہے - جاؤ میان بس تم کو بھی دیکھ لیا کون کے یار ہو - چمڑی جائے دمڑی نہ جائے -

بھٹیاری - (ہنستی ہوئی) ای واہ ری تیری ہانک - کہین گرمی تو نہین چڑھ گئی - ذرا چندیا کے پٹے کترواڈال - نرا گو کھا ہی رہا یہ چمڑی اور دمڑی کا کون موقع تھا -

آزاد - انکی نہ کہو یہ جوتی خورے ہین پٹنے کا انھین ڈر نہین جوتے کھانے کا انھین خوف نہین - گالی کھانے کا انھین لحاظ نہین خاصے پاک بیباک چھٹے ہوے گرگے ہین مردک کو کہتے ہوے شرم نہین آئی کہ سانڈنی کی رکھوالی کی - اچھی رکھوالی کی - وہ تو کہیے قسمتون سے ملگئی ورنہ ہم تو ہاتھ ہی دھو چکے تھے - اور اوپر سے باتین بناتا ہے شرمائے نہ شرمانے دے -

بھٹیاری - چلو یہ باتین تو ساری عمر نہ ختم ہونگی اب کہو نکاح کی کب تیاریان ہین -

آزاد - ابھی نکاح کی اُمید آپ کو ہی - واللہ کتنی خوش عقیدہ ہو سچ ہے دُنیا بہ امید قایم -

بھٹیاری - چہ خوش چرا نبا شد معقول - کیا آپ نکل بھی جائینگے ای ہین تو چرڈھونگی عدالت واہ کہہ کہہ کر مُکر جانا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے مجھے بھی کوئی ایسی ویسی سمجھے ہو - مجھ سے بُری کوئی نہین -

آزاد - اخاہ - یہ خم وچم - یہ دعوی - واہ بی واہ - عدالت! اچھا کیا نالش کیجئیے گا -

بھٹیاری - کیون! کیا کچھ شک بھی ہی - کرینگے اور بیچ کھیت کرینگے ہم کیا کسی کے دبیل ہین - یہ چکنی چُپڑی باتین وہان ایک نہ چلینگی دیکھیے گا مزے - وکیل ایسا ویسا نہین ہی معلوم ہوگی قدر آفیت (عافیت)

چانڈو باز - (داڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اور گواہ کو دیکھ رکھیے پیرو مرشد دُلائی کیا جھپٹ اُٹھا دی - پرائی دُلائی کے آپ کون دینے والے تھے یہی ثبوت کافی ہی اور مین تو وہ تقریر کرون کہ آپ کے ہوش اُڑ جائین ایسے گواہ بھی نہ دیکھے ہونگے -

آزاد - اچھا تو میان جھگڑا کاہے کا - یہ شوق سے نالش کرین نہ اور آپ گواہی دین تو چشم ما روشن -

چانڈو باز - کیا! چشم ما روشن - یا چشمان ما روشن کیا ایک ہی آنکھ ہی -

آزاد - اب ایسا نہو کہ مین دونون پھوڑ دون -

چانڈو باز - ذری میرے منھ نہ لگیے گا - ہان مین نے عرض کر دیا مین پھر گواہی دونگا -

بھٹیاری - (جھڑک کر) چل ہٹ بڑا آیا وہان سے گواہی دینے والا ایسا ہی ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا - گوا دینگے - ابھی مین جھپٹ جاؤن تو ٹھنی کھا بائے گواہ دینگے - اور پٹ چکا ہی تیسرا - بڑا بھیا ہے

خیر میان چانڈو باز تو اپنے گھر سدھارے اور بی اللہ رکھی چھپر کھٹ پر سو رہین - میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کیون جی جو کہین سچ مچ اُسنے نالش واغ دی تو بڑی ہنسی ہوگی وکیل کا نام لیا ہی - ایسا نہو کوئی وکیل جنگ پر چڑھ جائے آنکھ دو گھڑی کی دل لگی ہوا اپنا کام تمام ہو جائے - اسی سوچ مین میان آزاد سو رہے -

شوخ مدہوش فتنہ ہمدوش - ستم ایجاد - جان آزاد بی اللہ رکھی بھٹیاری

	جاگی مرغ سحر کے غل سے اُٹھی نکہت سی فرش گل سے	

میدان نشہ بازی کے یکہ تاز - بی بھٹیاری کے ہمراز میان چانڈو باز گرمٹ لیے - لدے پھندے سامنے موجود -

چانڈو باز - لگی بھی کیا بُری ہوتی ہی - ہو نہ کہان تو آٹھ آٹھ بجے تک پلنگڑی پر دراز رہتی تھین - راحت افزا پھولون کی پنکھیا جھلا کرتی تھی - فجر کو چاندنی تان دیجاتی تھی کہ دھوپ سے گورا گورا مکھڑا کمھلا نہ جائے مگر پھر بھی چھن چھن کے شعاع آتی ہی تھی گل شبو چیٹی کرتی جاتی تھی - بی اللہ رکھی ہین کہ مسہری ہی پر انگڑائیان لے رہی ہین کبھی ادھر کروٹ بدلی کبھی ادھر لیٹ جھک کر ہو رہین ململ کا لباس اور اُسپر عطر فتنہ کی بو باس کو سون بھینی بھینی مہک سے دماغ معنبر ہوا جاتا ہی - زلف چلیپا کیا مشک اذفر تھی یا لخلخہ و عنبر تھی - یا آج دیکھیے تو سویرے سویرے منھ اندھیرے آنکھین کٹورا سی کھلی ہوئی ہین - بکھرے بال چہرے کی بلائین لے رہے ہین -

آزاد - (چادر کو منھ سے اُٹھا کر) جھوٹے پر خدا کی مار شیطان کی پھٹکار پلنگڑی! یہ نہین کہتے ہو کہ ٹوٹی پھوٹی کھاٹ - اور وہ راحت افزا اور گل شبو کہان ہین - اپنے ہاتھ سے تو بوی پنکھیا جھلتی ہین کہنے لگے مشک اذفر ہے - اور لخلخہ عنبر ہی - ہا تیرے خوشامد خورے کی

دُم مین رسّا باندھون۔ دس بجے تک تو بیوی دھوپ مین پڑی رہتی تھین مسہری اور پھولون کی پنکھیا کی ایک ہی کہی۔

چانڈو باز۔ جی ہان آپ جلے پھپھولے پھوڑیے۔ فریاد کیجئے فریاد

آزاد۔ کیسی شکایت۔ کسکا شکوہ۔ ع۔ تقدیر سے گلہ ہی بتون سے گلہ نہین

مین نہ فریادی بتون کا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلہ نا آشنا کے سامنے

اللہ رکھی۔ ای تو اس بحثا بحثی سے مطلب کیا جب سرکار کا پیادہ آئیگا تب میان کی آنکھین کھل جائینگی یہ کہہ کر مکر جانا۔ واہ کیا ہنسی ہے

چانڈو باز۔ چلو پھر اب دن چڑھتا جاتا ہی۔ وہان ہو آئین نہ ابھی کنگھی چوٹی مین مچھین گھنٹون لگین گے۔ اور وہ سرکاری درباری آدمی ٹھہرے یک انار وصد بیمار۔ ایک انگور وصد زنبور۔ مقدمہ والے صبح شام ڈٹے رہتے ہین۔ جب دیکھو بگھیان ٹم ٹم فنس جوڑی گاڑی گھوڑے ہاتھی پالکی۔ اکے یا بوفنس میانے دروازے پر موجود۔

آزاد۔ بس چپ نہ ہو رہیئے بکتے جاؤ نہ۔ آج سرور خوب گٹھے ہین معلوم ہوتا ہے۔

چانڈو باز۔ اجی یہان بی اللہ رکھی کی بدولت روز ہی سرور گٹھے رہتے ہین میان آپ اپنی کہیے۔ کہ ہردم کچھ گھرے ہی کی چڑھی رہتی ہے اب دیکھیے نشہ ہرن ہوا جاہتا ہی۔ انشا اللہ بی اللہ رکھی نے کوٹھری مین جاکر سنگار کیا اور نکھر کر چلین تو میان آزاد کی آنکھ پڑ ہی گئی۔ ہائے حُسن بھی کیا بُری چیز ہے۔ چار آنکھین ہوئین تو دونون مُسکرا دیے۔ میان چانڈو باز کن انکھیون سے دیکھ ہی رہے تھے بولے کہ ؎

انکو دیکھا تو یہ ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

ہنسنے ہی میں ہنسے۔ ع۔ وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مُسکراتے ہو

آزاد۔ رعد کا شور ہو موروں کی صدا سے پیدا — جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
قد کشی آج وہ سروں سے ہین کرتے جاتے — کل کی ہی بات ہے ہوتے جو ذرا سے پیدا
ای شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے — لڑکے ہوتے ہین فقیروں کی دعا سے پیدا

اتنے مین بی اللہ رکھی ایک ہری ہری نازک سی چھتری لگائے چانڈو باز کو ساتھ لیے ہوئے چھم چھم کرتی چلین۔ بازار مین جدھر جاتی تھین۔ یاران سرپل آوازے کستے تھے۔ جسے دیکھو مصروف نظارہ بازی ہی مگر وہ غرور حسن سے کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتین۔ چانڈو باز ہٹو بچو دوت دبک کرتے جاتے ہین۔ ذری ہٹ جانا سامنے سے۔ این اواہ میان۔ کیا جھگڑا آتا ہی۔ ہٹ جاؤ بائین کو یا وحشت آخر کیا ہی کیا۔ کچھ معلوم تو ہو۔ اخاہ۔ یہ کہئے یہ انکی آمد آمد تھی۔ کیون نہین۔ لو صاحب ہٹ گئے بس۔ مگر واہ رے زمانے اب بھلے مانسون نے بس یہ شیوہ اختیار کیا ہی کہ ایک کو ساتھ لیا کسی کے وارث بنے۔ بازار بھر مین غل مچاتے چلے جاتے ہین۔ ای لاحول ولاقوۃ۔

عاشق تن۔ اسوقت تو بازار بھر مرغ بسمل کیطرح تڑپ رہا ہی۔ بی اللہ رکھی اور میان چانڈو باز آگے آگے پو قدمے جا رہی ہین اور میان عاشق تن لڑھکتے پڑھکتے پیچھے آرہی ہین طبع موزون کا دریا ہی کہ اُمڈا آتا ہی۔ شعر پر شعر پڑھ رہی ہین تک سے مطلب نہین کبھی دیوان ناسخ کا مطلع پڑھ دیا۔ کبھی عمر خیام کی رباعی بک دی کبھی معمیا یاد کرنے لگے۔ کبھی خالق باری کے شعر ورد زبان ہین ع۔ جیل ہی درگوش کن گفتار من۔ اور سمجھاتے بھی جاتے ہین کہ اس ذرا سے مصرعے مین۔ ہی درگوش کن گفتار من بہ اسقدر برائے بیت ہی۔

چانڈو باز نے دیکھا کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے۔ ساتھ جو ہوا تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے۔ اور منھ جو کھولا تو دیوان کے دیوان

پڑھ ڈالے۔ انسے کسی طرح پیچھا چھڑانا چاہیئے۔ اتنے مین عاشق تن نے کہا۔ ؎

چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد — کچھ نہین اور تو حسرت ہی سہی

چانڈو باز بولے کہ حضرت آپ کون ہین اور یہ ساتھ ساتھ آواز کستے ہوئے آپ کیون آتے ہین۔ یا آگے بڑھیے یا پیچھے چلیے کسی بھلے مانس کو ستانا کیا معنی۔ اسپر بی اللہ رکھی نے چانڈو باز کے کان مین چپکے سے یون کہنا شروع کیا۔ سنو تو بھلا۔ یہ بھی تو شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین۔ ہمین انسے کچھ کہنا ہی بس یا تو انھین اپنے یہان لے چلو۔ یا انکے یہان چلو۔ ہان! تو یہ کہیئے اب آپ اینپر ریجھ گیئن۔ اچھا ہمارا ہرج ہی کیا ہی۔ ہم تو حکم کے بندے ہین بیوی جو کہو منظور۔ مگر جلتی تو وکیل کے پاس تھین۔ کہان عرضی دینے کی فکر مین تھین کہان اس ٹری سودائی سے بال ویر ملانے کی فکر ہوئی سچ ہی معشوقون کے مزاج کا ٹھکانا ہی کیا تو آخر یہ تو بتا دو کہ اس سے کہون کیا "کہنا اور سننا کیا معنی یہی کہو کہ انکو آپ سے کچھ کہنا ہی"

چانڈو باز۔ یا حضرت ذری ادھر گلی مین آیئے گا۔ آپ سے کچھ کہنا ہے۔

عاشق تن۔ واہ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ چلیے ہم گلی مین مگر انکو یہان بیچ سڑک پر اکیلا کہان چھوڑ جایئے گا۔ انھین بھی ساتھ لیتے چلیے بی تم بھی چلی چلو نہ۔

عاشق تن اور چانڈو باز اور وہ تینون گلی مین گئے تو دیکھا کہ اس گلی کے اندر ایک اور گلی ہی ہمین دھنسے۔ اس کے اندر ایک اور گلی بھی ہمین گھسے "کیسے حضور کیا حکم ہی" اجی انکو آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے ہان۔ زہے نصیب زہے نصیب اسوقت تو ہمنے منھ مانگی مراد پائی دل کی آرزو برآئی۔ یہ اور ہمین بلائین آج اپنی قسمت پر ناز ہی۔ کہیے بی صاحب جو حکم۔ ای تو اس گلیارے مین کیا کہون۔ کوئی آئے کوئی جائے۔ کھڑے کھڑے کہین باتین ہوا کرتی ہین ہمین اپنے گھر لے چلو تو خیر۔ کیا مضاقہ (مضائقہ) چلیے چلیے واہ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ چانڈو باز سوچے کہ دوسرا گل کھلا چاہتا ہی پوچھا کہ میان تمھارا مکان یہان سے کتنی دور ہی جو کافی دور ہو تو مین ایک بگھی کرایہ کر لون۔ انسے اتنی دور چلا نہ جائے گا عورت ذات اور نازک اور دھوپ اب زیادہ ہوتی جاتی ہے انکو تو مارے نزاکت کے چھتری ہی کا سنبھالنا دوبھر ہو گیا ہے۔ اتنی دور جائے گا کون۔ آندھی روگ۔ نا صاحب دور نہین۔ بس کوئی دس قدم۔ آیئے ایک لمحہ مین پہونچتے ہین۔ چلے تو عاشق تن نے چھتری لے لی اور خدمتگار کیطرح چھتری لگا کر ساتھ ساتھ چلنے لگے چانڈو باز نے دیکھا کہ اچھا گاودی ملا۔ اپنا بوجھ بھی اُن پر لادا اور خود بھی چھتری کے سایہ مین رئیس بنے ہوئے چلنے لگے گلیون سے نکلے سڑک پر آئے۔ سڑک سے بائین کو مڑے نالے مین گئے چڑھائی اترے پھر بازار ملا۔ چلیے کھٹ سے عاشق تن کے مکان پر تھے صحن مین چوکیون پر صاف ستھرا فرش بچھا ہی جا کر بیٹھے۔ خدمتگار پنکھا جھلنے لگا۔

عاشق تن۔

وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

چانڈو باز۔

عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

عاشق تن۔ جب ہم چھٹے ہوئے گرگے بدمعاش تھے تب تو ایک بھی معشوق پری پیکر نظر نہ آیا۔ اب جو توبہ کی تو یہ صورتین دیکھنے مین آتی ہین ؎

یون تو لے ابر تیا بھی ہمین ملتا تیرا — توبہ کرتے ہی چھلکتی ہو سیاہی تیری

مگر اپنا عاشق بھی دُنیا سے نرالا ہی جسکو دل دیا اُسکو دیا - پختہ مغز
جنون ہین - جان جائے - مال جائے - عزت جائے - بدنام ہون -
ستم سہون - یہ سب گوارا ہے ہین تو ہزار جان سے عاشق زار ہون
کہو تو پانی مین کود پڑون کہو جلتا بلتا انگارا اٹھا لون ہمارا عشق خام
نہین جان کا دینا یہان بائین ہاتھ کا کرتب سمجھتے ہین - ع

تو عاشقان مسلم ندیدۂ جانے | کہ تیغ بر سر خود بندہ دار و پیش اند

چانڈو باز - اب انکا مطلب سنیے - یہ بیچاری ابھی کوئی اٹھارہ
اُنیس برس کی ہونگی - ے ابھی کل تو پیدا ہوئی ہین مگر بلا کی شوخ
طبیعت اور چنچل اور بات ایسی تاڑتی ہین کہ جسکا حق ہی حسن جمال پر
تو آپ ہی سمجھے ہین - اب سنیے کہ اُنکے میان یہان سے اٹھ بھاگ کر
اور شاید کچھ بگڑ ابگی کیا تھا غرض کہ بھاگ کے حیدر آباد دکن
گئے وہان کسی کو گھر مین ڈال لیا - اب یہ اکیلی ہین - انکا جی گھبراتا ہے
اور پھر آپ جانئے یہ شباب یہ حسن شوق ہوا کہ بیاہ کرین - ادھر
اُدھر ہین اور یہ دونون ملکر خوش رو گبھرو جوان ڈھونڈھتے تھے
کہ حسن اتفاق سے سرا مین ایک چھیلا جوان آیا اپنی سین بھیگتی ہین
بھٹیاری - ہان کلّے ٹھلے کے جوان ہین اور میان آنکھین تو ایسی
رسیلی دیکھین نہ سُنین مین کیا کہون تم سے بس دیکھنے سے تعلق ہی
چانڈو باز - ای تو مجھی کو اب کہنے دو - تم تو بات کاٹے دیتی ہو
ہان تو حضرت مین کیا کہتا تھا - ہان اُنکی انکی چار آنکھین ہوئین تو
اُدھر وہ ادھر یہ دونون گھائل ہو گئے - پہلے تو آنکھون ہی آنکھون مین
باتین ہوا کین پھر کھل کے صاف کہہ دیا کہ ہم تم کو بیاہین گے مگر پھر
نکر گئے - رہا ایک بات یہ تو ہی کہ جب اُنکو دیکھ لیتے ہین تو ٹھنڈی
سانسین بھرتے ہین اور اُف اُف کرنے لگتے ہین - اب انکا
قصد ہے کہ اُن پر نالش جڑ دین -
عاشق تن - اجی اُنکو بھاڑ مین جھونکو - جو بیاہ ہی کرنا ہی تو ہم سے
نکاح پڑھوا لو اُنکو دھتا بتاؤ - واہ چاہیے تھا انہین عاشق ہونا
اُلٹے تم ہی عاشق ہوئی جاتی ہو - ہمارے ساتھ عقد کر لو دونون
کے دونون مزے سے رہین - پھر تو بیوی کیا مرضی ہی -
اللہ رکھی - سچ کہون - تم مردون کا ہمین اعتبار ہی نہین
رہا اب جی نہین چاہتا کہ کسی سے دل ملائین اور محنت کا
(مفت کا) دُکھ لین -
عاشق تن - تم نے ابھی ہمین پہچانا ہی نہین - پانچون انگلیان
برابر نہین ہوتین - بھلا ہمین بھی آزما دیکھیے - ہم شریف زادے
ہین بیوی -
اللہ رکھی - سچ کہون - لوگ ایرے غیرے تو ہمین ساری خدائی
یہی سمجھتی ہی کہ اللہ رکھی بڑی خوش نصیب ہین - مگر میان مین کس سے
کہون دل کا حال کوئی کیا جانے اُنھون نے چپک دمک دیکھی اور
مرنے لگے - اب مجھ سے سنو کہ مجھ سے بڑھکر کوئی بدقسمت ہی نہین
اس سن مین میان ندارد - اُٹھتی جوانی اور یہ حیرانی کہان ماری
ماری پھرون - دن رات اسی سوچ مین رہتی ہون کہ کوئی
بھلے مانس ملین تو نکاح پڑھوا لون سو میان اپنے سوچ سمجھ لو
اور مجھے قول دو -
عاشق تن - قول مردان جان دارد -
چانڈو باز - یہ دیکھیے عرضی دعوی ہے -
عاشق تن - ارے یہ کس پاگل نے لکھی ہی جی - یہ کہین ایسا
ہو سکتا ہے بھلا - سرکار یہ نہین کر سکتی ہی کہ آزاد کو خواہ مخواہ پھنسین
دلوا ہی دے - ہان اتنا ہو سکتا ہی کہ ہرجہ دلوا دے سو اسکا
بھی ثبوت مشکل ہی ذرا -
بھٹیاری - اچھی ہو گا بھی مسودا (مسودہ) پھاڑ ڈالو - اب
میان آزاد سے مطلب ہی کیا رہا -

عاشق تن - ہم بتائین - نالش تو داغدو - ہرچہ بلا تو ہرج ہی کیا ہی باقی بیاہ کسی کے اختیار مین نہین ادھر تم مقدمہ جیتین اُدھر ہم برات لے کر آئے اور تم کو سُکھپال پر بٹھا کر لے چلے -

اللہ رکھی - تو چلو تم بھی وکیل کے یہان تک چلے چلو نہ -

عاشق تن - ہان - ہان - چلو - چلو -

عاشق تن اور میان چانڈو باز اور بی اللہ رکھی چلین وکیل کے یہان -

میان آزاد ایک دن خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو سوچے کہ واللہ واہ رے ہم - بیفکری بھی تو کہان تک - آزادی تا کجا واللہ آئے تھے تماشہ دیکھنے لیکن خود ہی تماشہ بنگئے پہلے تو وہ فکر ہوئی تھی کہ سانڈنی شتر غمزے کرتی ہوئی سدھارین - واہ میری اُلٹی کے سننے والے - اور اُسکی کاٹھی اپنے ہی اوپر کسنی پڑتی پھر یہ گاج پڑی کہ بیاہ کا تول ہارے - مگر آنکھ کھلی تو بنشانہ ہاتھ مین برات نکل گئی خود بدولت نئی سڑک پر بتا پوچھتے چلے جاتے ہین اور جو کہین نواب کے آدمی چھوٹین تو پھر خدائی بھر مین اپنا ٹھکانا نہ رہے چور کے چور بنین اور اُلو کے اُلو بنائے جاین اور طرہ یہ کہ کسی کے منھ دکھانے کے لائق نہ رہین - کوئی کہان تک بدنامیون کا ٹوکرا اُٹھائے - اس آزادی نے تو کلنک کا ٹیکا لگایا - آبرو پر پانی پھر گیا - عزت خاک مین ملگئی - ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے - کس کس کی ناز برداریان کرنی پڑتی ہین کس کس کے آگے سری ٹیک کی نوبت آتی ہی - کہان کہان ٹھوکرین کھاتے ہین کیسی کیسی زکین پاتے ہین سلجھی ہوئی بات ہم نے اُلجھائی دل کا دل دکھایا اور داغ کا داغ پایا - جب دیکھو تلوے کھجلایا کرتے ہین - دنیا بھر کا راستہ ناپتے پھرتے ہین - اس جنون کے صدقے جس نے ہمین دشت دکھلایا فلک بے مہر نے کبھی نگہ رحم نہ فرمائی - کوئی دم چین لینے ہی نہ دیا اگر پہلے کانٹا چُبھتا ہی پھر کہین پھول ہاتھ آتا ہی خدا کرے اسی مین کچھ مجھ غریب کی بہتری منظور ہوگی - ع

دردِ ہر کسے بہ گلعذاری نرسید	تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نشد	دستش بسر زلف نگارے نرسید

دفعۃً سرا مین غل مچا - لینا - لینا - لینا - یہ گڑبڑا کر کوٹھری کے باہر نکلتے ہین تو ع - کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہی ٭ سانڈنی نے رسی وسی تُڑا کر پھینکدی ہی اور سرا بھر مین اُچکتی پھرتی ہی مگر حقیقت حال حضرت نہ سمجھے کہ ایک ٹھٹھول نے دل لگی دل لگی مین رسی کو چاقو سے کاٹ ڈالا اور بھُس مین چنگی ڈال چلا تو بھاگ کھڑی ہوئی سانڈنی پہلے تو ایک مسافر کے ٹٹو کی طرف جھپٹی اور اُسکو ایسے ٹھینگون کے بوکھلا دیا مسافر بیچارہ ایک لگا لیے ہوے کھٹا کھٹ ہاتھ صاف کر رہا ہی مگر کہین کھپا بچون سے اتنے بڑے جانور مانتے ہین پھر جو وہان سے طرارہ بھرا تو دو تین بیلون کا کچومر ہی نکال ڈالا گاڑیبان ہائین ہائین کر رہا ہے لیکن اس آئین بائین شائین سے بھلا اونٹ سمجھا کیے ہین - یہان سے بلا کی طرح جھپٹی تو ایک کمہار جپیٹ مین آگیا - دھم سے منھ کے بھل زمین پر - مٹی کے بھوے بھالے کھلونے سب چکنا چور پھر دُم دبائے ہوے ذقند بھری تو دو چار اکون کو گرا دیا کسی کی کمانی توڑی - کسی کے انجر پنجر الگ - سرا مین چو طرفہ غل مچا ہوا ہے - ٹٹو والا اپنا سر پیٹتا ہی - گاڑیبان کھڑا رو رہا ہے - کمہار ادھمرا ہوگیا - چانڈو باز توبڑا دکھاتے پھرتے ہین - ہنسوڑ آدمی فقرے پر فقرے چست کر رہے ہین - تھان ہی تھان واہ ری اونٹنی کیا کہنا ہے دے بڑھکر لات چبا جا ایک آدھ کو چانڈو باز سانڈنی کو پکڑنے دوڑتے ہین تو یار لوگ دور ہی سے

تالیان بجادیتے ہین وہ اور بھی بوکھلا گئی بگی بلبون اُچھلنے جب
چوطرفہ سے یاران سرپل نے خوب ہی دق کیا تو بیک کر اُس نے
ایک ذات شریف کو دانتون سے دبا کر اُٹھا لیا اور ریھنیکا دھم سے
ہاے کچھ فر نکل گیا - گرے تو بیدم زخمون سے خون کے سرّاٹے بہنے
لگے اور حوالی موالی سب نفرو ہوگئے - ساری بھیڑ کائی کی طرح
پھٹ گئی تب تو چانڈو باز بیکے کہ نکیل لون - وہ نام پوچھتی ہی
بارے جب خوب ہی شل ہوگئی تو اُنکے ہاتھ آئی - اُنھون نے
چمکار کر باندھ دیا کبھی جھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا - بیل بھی کنمنا کر
بھوسے کی طرف جھکے مگر ٹٹو کی بُری نوبت ہی -

ادھر کا تو یہ حال تھا اب اُدھر کا ذکر سنیے کہ میان چانڈو باز اور
عاشق تن اور بی اللہ رکھی ملکو وکیل کے یہان گئین - لیکن
بڑی دیر تک تینون کے تینون باہر ہی ٹاپا کیئے - یہ رئیس آئے
وہ امیر آئے - کبھی کوئی مہاجن آیا کبھی کسی بیوپاری نے اپنا مقدمہ
سُنایا خیر عرصہ کے بعد اُنھون نے بار پایا - وکیل جو دیکھتے ہین تو
آج وہ رنگ و روغن ہی نہین - وہ جوبن ہی نہین - وہ مسکرانا
وہ لجانا سب بھولی ہوئی ہین - کیون خیر باشد - آخر ماجرا کیا ہی بی -
آج چہرہ اتنا اُداس کیون ہی - خدا ہی خیر کرے - ہماری جان کی قسم
سچ سچ بتا دو مقدمہ تو گیا جہنم مین یہ دو ہی دن مین ہو کیا گیا کہان تھا
وہ چمک دمک تھی - کہان یہ حال - کہان وہ شگفتگی تھی کہان یہ
ملال - کہان وہ جوش جوانی - کہان یہ سراسیمگی و پریشانی - کہان
وہ رخ انور غیرت ماہ - کہان لب پر فغان و آہ - کہان وہ حجب وہ کھین
کہان یہ رنج و محن - زلف پُرشکن کا وہ پیچ و تاب نہین - چہری پر وہ آب و
تاب نہین - الٰہی یہ کیسی ہوا بندھی کہ حسن کا چراغ ہی گل ہوگیا شوخی و
مستی کا قتل ہوگیا - اتنے مین بی اللہ رکھی کا دل بھر آیا اور ٹپ ٹپ
آنسو گرنے لگے - خوب پھوٹ پھوٹ کر روئین آنسو کا تار بندھ گیا
روتے روتے ہچکیان بندھ گئین وکیل سناٹے مین کہ الٰہی یہ کیا
اسرار ہی اُس دن تو کھلکھلا کر ہنستی تھی آج آٹھ آٹھ آنسو روتی ہی
یا تو ادائے دلربا مین لاکھ انداز تھے - کبھی سیاہی زلف چلیپا کی
جھلک دکھائی - کبھی دُر دندان کی چمک دکھائی مُسکرا مُسکرا کر باتین
کرنا ناز و انداز سے قدم دھرنا - آج بیقراری اور اشکباری اور
گریہ و زاری ہے - انکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے لاکھ ضبط
کیا مگر دامن تر ہی ہوگیا - ؎

وان جھوٹ موٹ تم نے بناوٹ سے غش کیا
ہم سچ مچ ایسے روئے کہ یان جیتے غش کیا

میان چانڈو باز تو کل کارروائی سے واقف تھے بی اللہ رکھی
کے درد دل کو وہی خوب سمجھے اور وکیل کی پریشانی دیکھ کر بولے کہ
حضرت یہ بڑی پاکباز عفت کوش حیا پرور عورت ہین -

بھٹیاری - جی وہ تو میری وزارا (وضع) کہے دیتی ہے - اُف -

چانڈو باز - انکی ظاہری وضع پر نہ جایئے گا یہ واقعی بڑی وضعدار
ہین جیسی گلعذار باغ و بہار طرحدار ہین ویسی ہی خدا کی قسم وضعدار
ہین گو سر تا بقدم نور ہے - پرستان کی حور ہین چنچل رنگین مزاج بہار
طبع رنگین ادا نازک آواز فصیح نکتہ پرداز چُست و طرار - عالم فریب
ستمگار مگر میرا خدا اور ہین کہ بُری راہ چلتے آجتک نہین دیکھا - ان کی
پاکدامنی کی قسم کھانی چاہیئے - خیرات فرمایئے کہ مقدمہ کی کیا صورت کیجائے

عاشق تن - جی ہان پیر و مرشد - کوئی فکر معقول بتایئے مگر زبردستی
تو یہ شادی نہین کرا سکتین - ہان - ہرج کا ثبوت ہو تو بیشک ملجائے
پھر ہرج ہی کیا ہی - بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی - کچھ تو بے ہی منگی

چانڈو باز - مرین انکے دشمن آپ بھی کتنے پھوہڑ ہین - واہ -

وکیل - اچھا تو یہ بتایئے کہ وہ رئیس کہان سے آئین گے
جو عدالت مین بیدھڑک کہہ گذرین کہ ہم سے اِدانسے بیاہ کی

ٹھہری تھی پہلے کوئی تجویز تو کر لیجیے ورنہ عدالت مین جانا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہین -

عاشق تن - اب بتاہی دون - بندہ سمجھے صاحب بندہ درگاہ کہین گئے کہ ہم سے مہینون سی بات چیت ہے بیچ مین میان آزاد کو دیر تک ہم منھ تاک کر رہ گئے - واللہ وہ جواب دون کہ آپ بھی خوش ہو جائین

وکیل - واہ تو پھر کیا پوچھنا ہے - ہم آپکو ذرا ایک گنا یہ بتا دینگے پھر آپ فراٹے بھرنے لگیے گا - گو دو ایک گواہ تو ٹھہرا لیجیے بس ایک روپیہ مہینے گنیے - پٹی ہم انھین پڑھا دینگے -

چانڈو باز - ایک گواہ تو مین ہی بیٹھا ہوا ہون - فراسے باز

خیر اب بات کو طول کون دے بی اللہ رکھی سیدھی کچہری پہونچین بس پیڑ کے نیچے جا کر بیٹھین وہان وہ ٹھٹھ کہ الامان - جدھر گذر ہوا کٹھا کر دیا - کچہری بھر کے آدمی ٹوٹے پڑتے ہین - میان چانڈو باز عظیم اللہ خانی حقہ گڑگڑا رہے ہین - اور وارث علی خان بنے بیٹھے ہین جاؤ بھی اپنا کام کرو - آخر میان کیا میلا ہے بھی واہ اچھی دل لگی نکالی - کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہے !

ایک - جی بھیڑیا دھسان خلقت ہے - آپ لائے ہی ایسی ہین -

دوسرا - اچھا ہم کھڑے ہین - آپکا کچھ اجارہ ہے - واہ اچھے آئے -

تیسرا - آپ کوئی خدائی فوجدار ہین -

چوتھا - بھائی ذری ہنس بول لین - آخر مرنا تو ہے ہی -

خیر جب ایک بجا تو بی اللہ رکھی نازو ادا سے اٹھلاتی دوپٹا پھڑکاتی چھڑون کو چھم چھم کرتی ہوئی چلین عرضی دینے چانڈو باز ایک ہاتھ مین حقہ لیے ہین دوسرے مین چھتری خدمتگار بنے چلے جاتے ہین اب سُنیے کہ کچہری کے دروازون پر یاران سرپل تھتھو کے ٹھٹھ لگائے کھڑے تھے چانڈو باز تو برآمدے مین ٹھٹک رہے - اب بی اللہ رکھی کو کوئی بتاتا نہین کہ عرضی کہان لیجاتی ہے - ایک کہتا ہے داہنے ہاتھ جاؤ

دوسرا کہتا ہے نہین نہین بائین - تیسرا بولا میان کیون بہکاتے ہو بیچاری کو دیکھو وہ سامنے کمرا ہے -

الغرض بی صاحب چمکتی ہوئی منصرمی مین پہونچین عرضی دیا منصرم صاحب پرانے رسیا - خوب گھورا کیے - خیر اُسنے پرچہ لیا اور یہ چل کھڑی ہوئی -

دوسرے دن تورکے تڑکے میان آزاد چھپر کھٹ پر لیٹے ہوے لہرا لہرا کر عین حالت وجد مین پڑھ رہے تھے کہ

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلاے سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا	چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار و چہ مست

اتنے مین عدالت کے مذکوری نے سمن لا کر دیا اور بی اللہ رکھی مسکرانے لگین -

مذکوری - سمن آیا ہے -

آزاد -

شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	کہ مہتاب دل افروز است و طرف لالہ زار سے خوش

مذکوری - حضور سمن آیا ہے کانے کو تون بھر پڑا ہے - لیجیے دستخط تو کر دیجیے -

آزاد -

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بہ میخانہ	کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کارے خوش

مذکوری - اجی صاحب شعر ہی پڑھا کیجیے گا یا میری بھی سنیے گا -

آزاد - کیا ہے سے کہتے ہو -

مذکوری - جی اور نہین تو کس سے کہتے ہین - یہ لیجیے آپکے نام سمن آیا ہے -

آزاد - (سمن لے کر) یہ سمن کیسا بھئی - ذرا پڑھین تو -

ازانجا کہ بی اللہ رکھی نے تم پر نالش کی ہے لہذا حکم ہوتا ہے کہ حاضر عدالت ہو - ارے واہ واہ واہ - یہ سچ مچ نالش ہی جڑ دی -

چانڈو باز - کیون میان مذکوری اگر ہم نہ جائین تو کیا ہو -
مذکوری - جی کچھ بھی نہین وارنٹ آنے سے رہا یک طرفہ ڈگری ہوجائے گی -
آزاد - اور جو روپوش ہوجائین -
مذکوری - تو ہوا کیا - وارنٹ جاری ہو - بس دیوانی کے مذکوریون کی حراست مین آئین - مزے سے دوپہر اسی ساتھ مذکوری نے دستخط کرائے اور بی اقدر رکھی کو گھیرا - آج تو ہاتھ گرمائو ایک چہرہ شاہی لاؤ "اے تو ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا جیتین تو نام و نام دین محنت محنت مین کون دے بھلا!" اجی تم جیتی داخل ہو بی بی - ہمارا حق نہ مارو "اچھا کل آؤ تو لے جاؤ" اچھا -
میان آزاد کے بیت مین چوہے چھوٹے کہ بڑی بدتہذیب ہوئی شوہر بنے تو مزے ہین جب چاہین گے بیوی کو ٹھکار کر چمپت ہوجائین گے لیکن جو کہین جرمانہ ہوا تو کس کے گھر سے دینگے یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اہو ہو ہو - خوب یاد آیا - نواب کی سانڈنی کے کوڑے کرین گے پوبارہ ہین - ؎ - انہم اندر عاشقی بالا سے غم ہاے دگر ۔ لیکن بی اقدر کھی ہشاش بشاش چو طرفہ چہکنے لگین اور آس پاس کی بھٹیارین سے چلا چلا کر کہنے لگین - ابھو چاندی ہی جیتے تو گھی کے چراغ جلائین گے نہ کہا کہ منھ میٹھا کرینگے گلگلے کھلائین گے - دوسری نے کہا اچھا کرے جیتو تو نہ کھلاؤگی تو نکاح والے دن ڈھولک کون بجائے گا -
میان آزاد نوحشتا ملنے جب سمن پایا تب سے اُن کے ہوش بتیر اُڑے - آزادی کا نشہ ہرن ہوگیا سوچے اب کرین کیا جائے ماندن نہ پاے رفتن - بھاگ کھڑے ہون تو مذکوریون کی حراست مین آئین نواب صاحب کے مصاحب حسد کے مارے خوب ہی آڑے آتے ہیں - ڈٹے رہین تو یہان والے قہقہے لگائین کچھ کرتے

دھرتے بن ہی نہین پڑتی - یار نہ مددگار - ؏ - زمانہ برسر جنگ ست یا علی مددے - ؏ - یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے - یکایک دفعہ انھین خیال آیا کہ یو سوچ کاہے کا ہو - چپکے سے چلتا دھندا کرو - کوئی کہان ڈھونڈھتا پھریگا ٹھور نہ ٹھکانا - یہ سوچتے ہی انکا چہرہ بشاش ہوگیا - ادھر بھٹیاری کی آنکھ چوکی اُدھر جھپاک سے کاٹھی کس بقچہ سنبھال ٹنڈا ایسے یہ جا وہ جا - ناکے تک تو انکو کسی نے نہ ٹوکا - مگر جب ناکے سے کوئی گولی بھر کے ٹپے پر باہر نکل گئے تو میان چانڈو باز سے چار آنکھین ہوئین - ارے! غضب ہی ہوگیا اب دھر لیے گئے -
چانڈو باز - اے بڑے بھائی کدھر کی تیاریان ہین - یہ بھاگ جانا ہنسی ٹھٹھا نہین ہو بندہ پرور کاٹھی کسی اور چل کھڑے ہوئے - مگر مجھین اُنھون نے بھاگنے کیا سمجھ کر دیا بھئی - یا آنکھون مین خاک جھونک کر چلے آئے - بس اُتر پڑو - آؤ ذری حقہ تو پی لو دم تو لگاؤ -
آزاد - اس دم مین ہم نہ آئین گے - یہ فقرے کسی گنوار کو دیجیے آپ اپنا حقہ رہنے دین بس اب ہم خوب پی چکے ناکون دم کر دیا بدمعاشون نے - چلے تھے مقدمہ دائر کرانے - اب جو ہماری چھانو بھی پاؤ تو آزاد نہین - ہائے تیرے کی کس مزے سے کہتے ہین کہ حقہ پیے جاؤ - ایسے ہی تو بڑے ہمدرد ہین - آپ اپنی ہمدردی نہ کر رکھیے -
چانڈو باز - نیکی کا زمانہ ہی نہین - ہمنے تو کہا اتنے دن ملاقات رہی ہے - آؤ بھئی تواضع تکریم خاطر مدارا کرین اب خدا جانے کب ملنا ہو -
آزاد - خدا نہ کرے کہ تم ایسے منحوس بے ایمانون کی صورت پھر کبھی خواب مین بھی نظر آئے -

اتنے مین چانڈوباز نے غل مچانا شروع کیا کہ دوڑو چور ہے بنیا چور چور چور۔ میان آزاد نے ادھر چانڈوباز پر شڑاپ سے کوڑا اٹھکارا اور اُدھر سانڈنی کو جو ایک ایڑ لگاتے ہین تو چھن چھن چھن چھن یہ پہونچ وہ پہونچ۔ شہر سے باہر ہوے تو میان آزاد کی روح فرحناک ہوگئی۔ صبح کا سہانا وقت۔ صبا نافۂ نسیم عنبر بیز طرف چمن غالیہ بار۔ ہر سمت باغ و بہار۔ سانڈنی اٹھکھیلیان کرتی جاتی ہین۔ سوچے کہ اللہ اللہ آج بعد مدت روح نے غذا پائی اور میدان کی صورت نظر آئی۔ چلو بڑے فنطے سے جان بچی سستے چھوٹے میان آزاد سرائی سرگذشت سوچتے چلے جاتے تھے کہ راہ مین دو مسافر باہم یون باتین کرنے لگے۔

ایک - ارے میان آجکل لکھنؤ مین ایک نیا گل کھلا ہے کسی ذات شریف نے کرورون روپیہ کے جعلی اسٹامپ بنائے اور لندن تک مین جا کر کوٹ لیے۔ سُنا کابل مین دو جعلیے گرفتار ہوے مشکین کس لی گیئن اور ریل پر بند کر کے یہان پہونچ گئے مگر میان اللہ جانتا ہے کیا جعل کیا۔ جو جوہر بھی فرق معلوم ہو تو مونچھین منڈوا ڈالو۔ سُنا کئی برس سے بیچا کیے۔ کوئی ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے تھے اور کچھ چوری چھپے نہین۔ کھلم کھلا۔ اور سنیے ایک میان حسین بخش ہین مصور اور فوٹو گراف کی تصویر کھینچتے ہین وہ بھی اس چپیٹ مین آگئے۔ کنھیالال نامے ایک جعلیا ہے وہ بھی دھر اگیا اور اُسکے چیلے چاپڑ بھی پھنسے ہین۔

دوسرا - واہ دنیا مین بھی کیسے کیسے کائیے پڑے ہین ایسون کے تو ہاتھ کٹوا ڈالے۔

ایک - واہ وا۔ کیا قدردانی کی ہے کہنے لگے ہاتھ قلم کروا ڈالے یہ نہ کہا کہ پھانسی دیدے۔ واللہ ہے کہ اُنھون نے تو وہ کام کیا کہ ہاتھ چوم لے۔ جاگیرین دے۔ کارے کردہ است برادر کارے کردہ است واللہ کارے کردہ ست۔ اس سوجھ بوجھ کے صدقے۔

میان آزاد کو پہلے مسافر کے مبالغہ اور تعریف پر بے اختیار ہنسی آئی اور سوچے کہ ایسے ہی ذات شریف تو بات کا بتنگڑ بناتے ہین۔ کیا جھپ سے جعلیون کو کابل تک پہونچا دیا۔ اور ہندوستان کے اسٹامپ لندن مین بکوائے۔ واہ ری عقل اچھی ہے جی۔ انھون نے اُنسے پوچھا کہ کیون جی کیا کرورون کے اسٹامپ بیچ ہیے بھی کمال کیا ہی واللہ۔ وہ دونون سمجھے کہ یہ کوئی پولیس افسر ہین اور بھیس بدل کر سانڈنی پر سوار ہو چلے ہین ٹوہ لینے۔ ایسا نہو کہین ہمکو بھی گرفتار کرلین کوئی کہدے کہ (امینم بچہ اشتر ست) تو پھر بیڈھب ہی ٹھہرے اور صاف ٹکر جاؤ۔ انگریزی ہے دل لگی نہین ہے کہ بیچ میدان مین کھڑے ہو کر سرکار دربار کی باتین کرنے لگے۔ اس سے بالکل انکار ہی کرنا اچھا۔

آزاد - کیون صاحب کتنے کے جعلی اسٹامپ بیچے۔

مسافر - جی!۔

آزاد - آپ ابھی کہتے نہ تھے کہ جعلی اسٹامپ بیچنے والے دھرے گئے ہین۔

مسافر - کون ؟ ہم نہین تو۔

آزاد - اجی آپ باتین نہین کر رہے تھے کہ اسٹامپ کسنے بنائے اور ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے چلے آئے مگر اب پکڑے گئے تیری بیتون کی آڑ مین کب تک چھپے گی۔

مسافر - (کانپتے ہوے) حضور ہم کو تو کچھ معلوم نہین۔

آزاد - (ڈانٹ کر) ابھی بتاؤ سو رنہین ہم تم کو بڑا گھر دکھائے گا اور بیڑی پہنائے گا۔ تم بدمعاش۔ ابھی بتا۔

میان آزاد تو انکی بیتون سے تاڑ گئے کہ دونون کے دونون چونگا ہین۔ مارے ڈر کے اسٹامپ کا لفظ زبان پر نہین لاتے

آؤ انکو ذرا دق کرین - جیسے ہی اُنھون نے ایک ڈانٹ بتائی اور اُنکے اوسان خطا ہوئے - ایک تو بگٹٹ پچھم کی طرف بھاگا دوسرا اکھڑ بڑ کرتا ہوا پورب کے رُخ - اُنھون نے سانڈنی کو ذرا تیز کیا تو وہ بھی دوڑنے لگے - اس وحشت کے قربان -

میان آزاد چلے جاتے تھے تو راہ مین دو چار مسافر ایک پیڑ کے سایہ مین بیٹھے حقہ پی رہے تھے یون گفتگو کرنے لگے -

جوان - کوئی تدبیر ایسی بتایئے کہ لو نہ لگے - آج کل کے دن بڑے ہی برُے ہین - اب دوپہر یا کسی باغ مین منایئے چلکر -

پیر مرد - لو نہ لگنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ پیاز کی گھٹی پاس رکھے جتنی لُو چلے گی وہ سب اُس گھٹی مین جذب ہوتی چلی جائے گی - یا دو چار کچے آم توڑ لو اور ایک ٹھنکری نمک کی یا ذرا سی شکر ڈالکر اور ایک آبخورہ پانی ملا کر پی جاؤ - گر آمون کو پہلے بھون لینا جب خوب پلپلے ہون تو گود انکا لکر چھلکا پھینکدو اس سے سہل نسخا ہی نہین -

جوان - اور جو کہین اسوقت برف ملجائے تو پانی مین ڈال کر غٹ غٹ پی جاؤن کلیجہ تک ٹھنڈا ہوجائے -

پیر مرد - کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا - نِرے صاحبزادے ہی رہے پانی مین تو برف ڈالنی ہی نہ چاہیے - برف کے پانی مین آبخورہ رکھدیا جب خوب ٹھنڈا ہوجائے تو آبخورے کا پانی پیے ورنہ مضر ہی

جوان - واہ لاکھون آدمی پیتے ہین -

پیر مرد - اجی لاکھون آدمی جھک مارتے ہین - لاکھون چوریان بھی تو کرتے ہین بس دیکھ لیا کہ لاکھون آدمی ایسا کرتے ہین - پھر اس سے مطلب - صدہا آدمیون کو ہمنے دیکھا ہی کہ گڑھیاؤن اور تالابون کا پانی سفر مین پیتے ہین آپ پیجیے گا - ہزارون آدمی دھوپ مین کوسون چلکر کھڑے کھڑے تین چار لوٹے پانی کے پی جاتے ہین مگر یہ کچھ اچھی بات تھوڑا ہی ہے -

میان آزاد کا ایک دلکش باغ کی روح افزا بہار دیکھ کر جی للچایا کہ ذرا اٹک جایئن - سانڈنی پر سے دھم سے کودے ایک درخت کے قریب اُسکو باندھا اور زین پوش اُتار کر ایک صاف ستھرے مقام پر پیڑ کے سایہ مین بچھا کر ٹھٹک رہے تو کیا سُنتے ہین کہ ایک گانون مین دو آدمی بیٹھے ہوے باہم مزے مزے سے یون گفتگو کر رہے ہین -

ہندو - ارے میان کچھ اور بھی سُنا -

مسلمان - اب سونے دو بھئی - آخر منزل طے کرنی کچھ دل لگی ہے - بک بک بک لگائی ہے یہ سنو وہ سنو - یہان آج مارے گرمی کے پُھنکر بگڑے ہوے ہین -

ہندو - اجی وہ بات سنادُن کہ نیند خواب مین بھی نظر نہ آئے یاد ہوگا کہ اُس بوڑھے کھوسٹ نے ایک جوان طناز شوخ سراپا نازکو بیاہا تھا نہ اور خود جاکر دوسرے شہر مین بسے تھے وہ انتقال فرما گئے ہوے اور اُنکی بیوی نے سرا مین کچھ دکانین سی بنوا کر رہنا اور مسافرون کو بسانا شروع کیا - میان آزاد نامے ایک بھلے مانس اُسپر ایسے لٹو ہوے کہ روز اپنے ساتھ سانڈنی پر بٹھا کر تماشہ دکھانے لے جاتے تھے - ایک دن ایسے رتجھے کہ اُسکے ساتھ بیاہ کرنیکا اقرار کرلیا - اور پھر بگڑ گئے اب اُسنے نالش جڑ دی تو وہان سے بھاگ کھڑے ہوے یہ دیکھیے یہ لیٹے ہوے ہین -

مسلمان - ہونھ کہنے لگے بھلے بھلے مانس ہوتے تو چھوڑ بھی دیتے - اجی مزے سے نکاح پڑھواتے - اور اُسکی جمع جتھا لیکر دھتا بول دیتے -

میان آزاد کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ یہان بھی ہمارے پہچاننے والے موجود ہین - جب ٹھنڈا وقت ہوا تو میان

آزاد پھر چلے مگر افسردہ اور پژمردہ چلتے چلتے خدا خدا کرکے نواب کے شہر کے قریب پہونچے۔ جب کوئی ڈھائی کوس شہر رہ گیا تو ایک کنوئین پر پانی پیا کہ اتنے مین ایک بھڈری آنکلا۔ ساعت بچارین ساعت۔ سگن بچارین۔

بھڈری۔ (پوتھی سنبھال کر) تمھاری نواب صاحب کے یہان بڑی تلاش تھی جی۔ تم گائب کہان ہو گئے تھے او نٹ لے کے اب مین جا کے کہونگا کہ مین نے پرشن دیکھا تو نکلا کہ آجاد (آزاد) پانچ کوس کے اندر ہی اندر مین جب تم ٹپ دینی پہونچ جاؤ گے تو پھر ہماری چڑھتی کلان ہوگی۔ تم کو بھی آدھون آدھ بٹا دین گے مگر بھانڈا نہ پھوڑنا چڑھ باجی ہے۔ جو تم راضی ہو جاؤ تو چاندی ہی

آزاد۔ واللہ کیا سوجھی ہے۔ منظور ہے بس اب تم جاؤ ہم بھی تم کے دم مین پہونچتے ہین۔

بھڈری نے پشتاک بغل مین داب کر راہ لی اور نواب کے یہان دھر دھمکے۔

خوجی۔ اجی جاؤ بھی تمھاری ایک بات بھی ٹھیک نہ نکلی اب کہو کچھ حکم لگاتے ہو۔

نواب۔ برسون ہمارا نمک تم نے کھایا ہے برسون۔ ایک دو دن نہین برسون برسون۔ اب اسوقت کچھ پرشن ورشن بھی دیکھو گے یا باتین ہی بناؤ گے چکنی چپڑی۔ ہم کو تو مسلمان بھائی تمھاری وجہ سے کافر کہنے لگے اور تم ذرا محنت کرکے کوئی اچھا سا حکم نہین لگاتے۔

بھڈری۔ وہ حکم لگاؤن کہ بٹ ہی نہ پڑے۔

خوجی۔ اجی جاؤ بھی دیکھ لیا۔ بس زبانی داخلہ ڈینگیے ہو خاصے کہین کسی روز مین قرولی نہ بھونک دون۔ سوا اسے بے پر کی اڑانے کے بات سیکھی ہی نہین۔ مرد آدمی سال بھر مین ایکدفعہ تو سچ بولا کرو۔

مصاحب۔ واہ سچ بولتے تو قصائی کے کتے کی طرح پھول نہ جاتے۔

نواب۔ یہ کیا واہیات گفتگو ہے۔

بھڈری۔ ناہین ہم سے انسے ہنسی ہوتی ہے۔ یہ ہمین کہتے ہین ہم انھین۔ اب آپ کوئی پھول من مین لین۔

نواب۔ یہ ڈھکوسلے ہمین اچھے نہین معلوم ہوتے۔ ہمین صاف صاف بتادو کہ میان آزاد کب تک آوین گے۔

بھڈری۔ (کچھ بڑبڑا کر) پانی کے پاس ہین۔

مصاحب۔ واہ آسون برکھا گھم گھم برسے۔ واہ استاد پانی کے پاس ایک ہی کہی۔ لڑکی نہ لڑکا۔ دونون طرح اپنی ہی جیت۔

بھڈری۔ یہان سے کوئی تین کوس کے اندر ہی اندر ہین جو نہون تو ناک کٹا ڈالون۔

خوجی۔ آؤ آؤ ناک بدتے ہین وہ منزلون کی راہ ہین سانڈنی کے گھوڑے کیے ہونگے۔ گلچھرے اڑا رہے ہونگے آپ تین کوس لیے پھرتے ہین۔

رفقا۔ حضور یہ بھڈری بڑا فیلیا ہے۔ آپ تو پوچھتے ہین کہ میان آزاد کب آئین گے وہ کہتا ہے کہ تین کوس کے اندر ہی اندر ہین۔ واہ رے جھپ جھپا۔ سوا سے جھوٹ۔ سوا سے جھوٹ۔

بھڈری۔ تو بتاتے بتاتے بتائین گے۔ یا ایکدم سے بتا دین۔ سیوپٹ بچارین بھی تو۔ لے ناک ناک کون بدتا ہے۔ کاٹ ہی لونگا۔ ناکے کے پاس گوندنی والی بغیہ مین میان آجاد بیٹھے ہونگے جاؤ دیکھ لو پوتھی جلا دون ناک کٹا ڈالون جو جھوٹ نکلے۔

نواب۔ جا ایک سوار کو بلواؤ اور حکم دو کہ ابھی سرنگ گھوڑی پر سرپٹ جائے اور دیکھے میان آزاد ہین یا نہین۔ ہون تو اس بھڈری کا آج گھر بھر دون۔ بس آج سے اسکا معتقد ہی ہو جاؤن۔

چابک سوار نے بانکا منڈاسا باندھا اور سرنگ گھوڑے پر کاٹھی کس یہ جا وہ جا پچاس ہی قدم گئے ہونگے کہ گھوڑی بھڑکی اور عین تیزی مین دوسرے ناکے کی راہ لی - چابک سوار بہت اکڑے بیٹھے تھے مگر روک نہ سکے - دھم سے منھ کے بھل سڑک پر گھوڑی چمپت -

خوجی - حضور گھوڑی نے نادر علی خان کو دے ٹپکا اور کیا جانے کس طرف نکل گئی -

نواب - چلو خیر سمجھا جائیگا - تم شرغہ ٹانگن کسواؤ اور دوڑ جاؤ -

خوجی - پیر و مرشد مین تو بوڑھا ہوگیا اور رہی سہی سکت افیم نے لے لی - ٹانگن ہی بلا کا شریر کہین پھینک پھانک دے ہاتھ پاؤن ٹوٹے تو دین و دنیا دونون سے جاؤن - آزاد خود بھی گئے اور ہم سب کو بھی بلا مین مبتلا کر گئے حضور مجھے معاف کیجیے شرغہ ٹرا ہوتا ہی اور یہ ٹانگن برسون سے بندھا ہی اور کاٹ کھاتا ہی تنبک اچھالتا ہی دولتیان جھاڑتا ہی - خدائی بھر کے عیب تو انھین کوٹ کوٹ کر بھرے ہین میرا تو بھرکس ہی نکل جائے گا -

میان آزاد ذرا ادھر ادھر ٹہلنے لگے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے تھوڑی دور پر ایک پختہ مکان بنا ہے مختصر و موزون - خوشنما اور دلکشا - اردگرد گلبن بھی ہین - دوب بھی چوطرفہ جمی ہوئی ہی - سڑک پر سرخی بھی کٹی ہی - شوق چرایا کہ دیکھین تو یہ کیا ہی جب ہم تھے تب تو یہان اسکا نام و نشان بھی نہ تھا حال مین بنا ہی خرامان خرامان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے لکڑی ہلاتے پہونچے تو دیکھا کہ کسی کا مقبرہ سا ہے اخاہ یہ کسی بڑے شخص کا مقبرہ ہے کتبہ پڑھا تو یہ لکھا تھا ٥

شو یے شدہ از خواب عدم چشم کشودیم　　دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

مزار پر انوار مقبول بارگاہ لم یزلی ولی حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ برد اللہ مضجعہ و انار اللہ برہانہ ٥

پختہ مکان کسطرح سے ہو فکر گور بھی　　انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے
رہتا ہی آدمی کا نشان اس جہان مین　　بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے
ای خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار　　کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میان آزاد نے جو یہ پڑھا کھلکھلا کر ہنس پڑے - یہ کیسے یار لوگون نے قبر بھی بنوادی - واللہ کیا کیا فقرے باز ہین -

ادھر چابک سوار نے شبدیز آہو شکار سے پٹخنی کھائی ادھر ایک لونڈے نے تالی بجائی - مگر واہ رے شہسوار کچھ فرق نکل گیا لیکن وہی چم دم گرد جھیجے جھاڑی پہلے نواب کے اصطبل مین گئے اور ایک خوش خرام و تیز گام کمیت پر کاٹھی کس سوار ہوتے ہی کڑکڑا دیا ہوا سے باتین کرتے جاتے ہین - چلتے چلتے گومتی والی نیپہ مین دھم سے جا کودے دیکھا تو سانڈنی پر کانکر یزی جھول جھلک رہی ہے اور اونٹنی گردن جھکائے چوطرفہ تک رہی ہی پکارا میان آزاد - میان آزاد ہوت - اخاہ - آپ ہین - آئیے ذرا بغلگیر تو ہو جیے مصافحہ معانقہ دونون مین سے ایک تو ہو بسم اللہ کیسے مزاج معلیٰ اجی ہمارے مزاج کی نہ پوچھو - گھڑی مین ماشہ گھڑی مین تولہ - ابھی شیطان انگلی دکھائے تو دلی ہور ہین وہان وحشت ٹٹوائے تو ڈھاکے سے جبل پور پہونچین - آپ کہئے نواب کے یہان تو خیریت ہی جی ہان خیر صلاح کے ڈھیر ہین - مگر آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین اے میان کچھ اور بھی سنا آپ کی قبر بنائی گئی ہے - سمجھے صاحب یہ سامنے وہی تو ہے واللہ لانا تو ہاتھ - یار تمھاری ہی کسر تھی کہو ہنسے سنا خوب گلچھرے اڑائے چلو پھر اب نواب نے یاد کیا ہے اپنا انھین ہمارے آنے کی کہان سے خبر ہوگئی بھی - اجی اب یہ ساری داستان راہ مین سنادین گے - اچھا تو پہلے آپ ہمارا خط نواب کے پاس لیجائین - لائیے ایک نہین دس -

میان آزاد نے تڑسے خط کھینچ ڈالا۔

آج قلم کی باچھیں کھلی جاتی ہین۔ دماغ فلک الافلاک پر ہے سینہ تختۂ گل بن گیا۔ اور کیون نہو۔ میان صف شکن علی شاہ حضرت آگاہ قدس سرہ الشریف کی سواری آتی ہے۔

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما | مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان | کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما
ای باد اگر بگلشن احباب بگذری | زنہار عرضہ دہ برجانان پیام ما

حضور کے نمک کی قسم ادھر تحت الثریٰ اُدھر کرسی آسمان تک ہو آیا تب کہین جا کے کھوج پایا۔ شاہ جی صاحب ہر روز ڈاڑھین مار مار کر روتے ہین اور الحق الحق حق الحق حق کیا کرتے ہین کل ہی سے عندالتذکرہ آلای ذکر خیر حضور بہ سلک بیان پروئے تو آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ بہ خداوندے شخصے کہ رحیم ست و کریم ست و علیم ست و حلیم ست و حکیم ست و عظیم ست و سلیم ست و قدیم ست و شریف ست و لطیف است و خبیر ست و بصیر ست و کبیر ست و رؤف ست و غفور ست و شکور ست و ودود ست و مرا خلق نمود ست و بود خالق آفاق قسمیم خوریم اکنون مرا ہیچ از ہجو تو سروکار نبود ست ولی از خوفت گشت شروع این ہمہ اقوال فرخنت شنو لے مردک نادان اندر دہنت آب نزخم دمبدم یاد اللہ کی دم بدم۔ خم اندر چم۔ چم اور خم ابھو بھئی ابھو ہ

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور | آرام محل رکھو اسم دل کا اور جور
وہ طور دکھایکہ کل ہو معلوم | ہوسے کا عالم اور وہ لمعۂ طور

سنیے حضور پرنور۔ بندۂ جان نثار نے وہ کام کیا ہے کہ خلعت دیجیے انعام و اکرام دیجیے۔ زر و جواہر دیجیے۔ یاقوت اور جواہرات میرے اوپر سے صدقے دیجیے۔ اللہ اللہ یہ کار نمایان کیا کہ صف شکن علی شاہ غازی کو سمجھا بجھا منا کے لے آیا۔ بڑی بڑی دلیلین چھانٹتے تھے پہلے فرمایا کہ ع۔ درین بزم رہ نیست بیگانہ را: مین نے چھوٹتے ہی جواب دیا کہ شاہ جی۔ ع۔ کہ بیگانگی داد بیگانہ را: کھلکھلا کر ہنس پڑے اور اشارے سے بُلا لیا۔ روبرو گیا تو خدمتگار سے کہا۔ ع۔ رمضان گمان می آید: مین نے بڑھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد ع۔ نا گمان بیش گمان می آید: پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ شاباش برخوردار نواب صاحب کی صحبت مین آپ بہت برق ہو گئے ہین۔ الغرض کامل دو ہفتے تک مجھ سے رد و بحث رہی۔ آخر کار فرمایا کہ تمھاری سر مغزن سے یاد الٰہی مین فتور پڑتا ہے۔ مین نے قدم لیے اور دست بستہ عرض کیا کہ آپ چلیے ورنہ مین زہر کھا کر مر جاؤنگا مجھے سمجھایا اور کہا دیکھو یہ زندگی بھی عطیۂ یزدان ہے اسکو مفت مین رائیگان کرنا خلاف عقل و سعادت ہے۔ مگر خیر تمھاری خاطر سے چلتا ہون لیکن وہ خوجی جو نواب صاحب کے مزاج مین دخیل ہین اُنسے میری طبیعت نفور ہے۔ مین ایک شرط سے چلتا ہون کہ جسوقت مین وہان پہونچون تو نواب صاحب کے سامنے خوجی بہ نفس نفیس مشکین بھرین عرض کیا جی نہین بابیوں فرمایا کہ قول دو عرض کیا کہ قول جان کے ساتھ ہے۔ تب کہین آئے۔ اب آپ لوگون کو ٹھاٹھ سے بھیجیے تو دھوم دھام سے میان آزاد کو ساتھ لائین اور اہل شہر اُنکی زیارت سے استفادہ اُٹھائین۔ مین بالکل چور چور ہو گیا ہون لیکن حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ اب جلوس جلد بھیجیے تو شاہ جی صاحب تشریف لائین۔

یہ خط لیکر چابک سوار روانہ ہوا۔

نواب کا کامل فن شہسوار شبدیز باد رفتار کو ران کے تلے دبائے باگ اُٹھائے آسن جمائے مہمیز کا اشارہ کرتا اکڑتا بڑبڑاتا کھٹ کھٹ جا رہا تھا اور بھیا جیت کوڑے جا رہا تھا چھیل گھوڑا۔ اور سر گھوڑا تاب کہان ہوا کی طرح جھپٹا بگولا بن گیا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ دریا لہرین مارتا ہے۔ ہوا بھی مقابلہ کو آئے تو پچھاڑین کھا کے اسکی گرد تک کو نہ پائے کیون نہین۔ نواب کے اصطبل کے گھوڑے خاصے کے گھوڑے پر بڑا د

گھوڑے دیو نژاد گھوڑے ہین کہ باتین -

الغرض میان آزاد کا خط لے کر چابک سوار نواب کی خدمت مین حاضر ہوا -

چابک سوار - مجرا عرض ہے -

نواب - سلام - کہو بیٹا کہ بیٹی - جلدی سے بولو یہان پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوے ہین -

چابک سوار - حضور غلام نے راہ مین دم لیا ہو تو جریانہ دون بس گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گرد کر ڈالا -

خوجی - کتنے بے تکے ہو میان - سوال دیگر جواب دیگر کہین کھیت کی سنین کھلیان کی - بھلا اپنی کارگذاری جتانے کا یہ کون موقع ہے جی آزاد کا پتہ بتاؤ ہائے مشیخت کے دبلے ہی ہوے جاتے ہین -

چابک سوار - حضور گوندنی والی بغیا کے پاس زین پوش بچھائے بیٹھے ہین اور حضور کو یہ عرضی دی ہے -

نواب - لاؤ لاؤ لاؤ لاؤ جبھی لاؤ کہین لاؤ تو - کوئی ہے - منشی صاحب کو آواز دینا -

منشی - تسلیمات عرض کرتا ہون پیر و مرشد -

منشی صاحب نے خط پڑھنا شروع کیا تو حاضرین جلسہ کا رنگ فق ہو گیا - ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین -

خیز ولا صبح سعادت دمید
فصل گل و باد بہاری وزید

از مدد شیر خدائے ودود
صورت عنقائے طرب بر کشود

ذہن و ذکا رقص چو طاؤس کرد
مست شدہ آہو صحرا نورد

طائر اقبال بہ نشو و نما
سایہ فگن گشت بسان ہما

بوقت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع
کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع

یکایک ابر سے شیشے کے ہو گیا ساقی
وہ نور نور سے خورشید جام تاب طلوع

خوجی - خداوند جان بخشی ہو تو غلام کچھ عرض کرے -

نواب - جان بخشی کیسی - آج تو وہ خوشی ہے کہ بادشاہ قیدیون کو چھوڑ دیتے ہین اور یہان تو اسوقت شادی مرگ کی نوبت ہو گئی ہے قدسیون نے لاہوت پردہ نہ دیکھا ہوگا جو ہمنے ان آنکھون سے اس دار الغرور مین دیکھ ڈالا - ایسی خوشی کے وقت جان بخشی بھی کیسی بے تکی بات ہے - کہونا -

خوجی - پیر و مرشد - اور تو میان آزاد نے جو کچھ لکھا اسمین رتی بھر فرق نہین مگر غلام کا جو حال لکھا ہے وہ سب ڈھکوسلا ہے جو ذری بھی اصلیت ہو تو ہاتھ کٹا ڈالون -

بھڈری - بس بیٹھے رہیئے - تم پہلے بھی تو ناک کٹاتے تھے - اب کاٹ لون جڑ سے ناک - ہجو غلام کا پرشن کیسا ٹھیک نکلا جو ہے سو مانو نشانے پر تیر - کھٹ وہین بیٹھ گیا -

نواب - ہاتھی گھوڑا جاگیر انعام اکرام خلعت جو کہو دینگے مگر ذرا میان آزاد کو آنے تو دو اور کیون بھئی رمال نے تو بیان کیا تھا کہ صف شکن علی شاہ کے دشمن خدانخواستہ خدانخواستہ داخل خلد ہوے یہ میان آزاد کو کہان سے ملگئے حیرت ہے - کیون میر صاحب واللہ اعلم یہ کیا اسرار ہے -

میر صاحب - خداوند نعمت اسکی کنہ حقیقت تک پہونچنا امر محال ہے - جناب باری کے قصر رموز کا کنگرہ رفیع اسقدر بلند ہے کہ اسکے لب بام تک کمند اوہام کا پہونچنا دشوار ہے - ازبس دشوار ہے ما عرفناک حق معرفتک - ما عبدناک حق عبادتک -

ہے تجھکو جنون کی قسم اے جذب محبت
اُس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھا دے

رفیق - قربان جاؤن حضور ہمین تو کچھ دال مین کالا کالا معلوم

ہوتا ہی شق القمر تک تو جناب رسالتمآب نے کر دکھایا اور استدراج
کے اعتبار سے ہو تو سمندر پھاند پھاند گئے ہین لیکن یہ ہمارے فرشتون
نے بھی نہین سنا کہ مُردہ بٹیر از سر نو زندہ ہو جائے گیا لوٹا لوٹ گے
پر پُرزے جھاڑ کر اُٹھ بیٹھے ہین توبہ کیجیے جو سچ ہو تو ڈاڑھی
مُنڈوا ڈالون -

اتنے مین اندر چھوٹی بیگم کو خبر ہوئی - مُبارک قدم نے
کچا چٹھا کہہ سنایا -

بیگم - ہمارے میان کا ایسا سُست اعتقاد کوئی خدائی بھر مین تو
ہووے گا نہین - نوچے کے برابر تو موا بٹیر اور خوشامد خورون
نے اُبھار اُبھار کر مقبرہ بنوا دیا - میری باتین تو اُنھین بُری لگتی ہین
مین خواہی نخواہی روز روز کہا تک بکون مجھے تو ڈر ہی کہ کوئی مجھ پر
کچھ طوفان نہ باندھ دے - اسی سے مین چھیڑ خانی نہین کرتی انکے
پاس جو آتا ہی جھوٹون کا سردار -

مُبارک قدم - بیوی بُرا مانو یا بھلا - تمھین وہ راہین ہی نہین
معلوم کہ میان قابو مین آجائین - ہم نے تو نک قدم کے آبا کو
شیشے مین اُتار لیا تھا ہاں تمھین تو بھولی مونگ سمجھتے ہین
جھوٹے خوشامدیون کی دھاڑ کی دھاڑ جمع رہتی ہی - نوج ایسے
کسی کے میان ہون آپ تو جان بوجھ کے انجان ہی جاتی ہین -

بیگم - تم نے تو مبارک قدم دھوپ مین یہ چونڈا سفید کیا ہی - میری
جوتی کی نوک کو کیا غرض پڑی ہوئی رہے - جب تو مین ان وہاڑون
کو ہوئی ہوتی کلہ درازی کرتی تو جانے کیا ہوتا - ایکدن ذری منہ پھلا کر بیٹھی
تھی تو جبڑا کیل اگلے نے نہ بنوادی نہ بنوادی - تم ابھی پٹی پڑھاتی ہو -

ادھر تو بیوی اور لونڈی مین یہ پیچ چل رہی تھی اُدھر سنیے
کہ نواب قمر رکاب نے کُل رفقا اور مصاحبین اور حوالی موالی کو
بُلا کر حکم دیا کہ اصطبل کے سب ترکی عربی تازی گھوڑے اور
فیل خانے کے دیونژاد مستیون کی دھمت ہاتھی اور نیش اور
بگھیان اور خاص بردار اور جھنڈی بردار سپاہی جتنے ہماری سرکار
مین ہین سب سے کہو لیس ہو رہین اور شہر بھر کے امیرون اور
رئیسون سے جلوس طلب کرو اور سجا کر جاؤ صف شکن علی شاہ کو
ساتھ ہی لے آؤ مگر انتظام ایسا ہو کہ لوگ دور دور تک تعریف کرین
سب چیزین اپنے اپنے قرینے سے - انگریزی باجا ضرور ہو

خوجی - ای پیر و مرشد انگریزی باجا تو آج کل دھوبیون بھنگیون
تک کی برات کے ساتھ ہوتا ہی اسمین کیا شان ہی - رہا جو دھوم دھام
چاہتے ہون حضور تو غلام کو افسر مقرر کیجیے اور میر صاحب کو میری
نیابت مین دیجیے پھر مزہ دیکھیے انتظام کا -

میر صاحب - جی بجا ہی - یہان بادشاہون کی مصاحبتین کیا
کیے ہین اور آپ کے نائب ہون -

نواب - اچھا تم دونون مل جلکر انتظام کرلو -

پھر کیا تھا - اتنا اشارہ پانا تھا کہ لگے ہاتھون سب بند و بست
ہو گیا کیل کانٹے سے دُرست چھوٹی بیگم کوٹھے پر کھڑے کھڑے
جلوس دیکھ رہی ہین اور دل ہی دل مین ہنس رہی ہین کہ نواب کے
دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہی - اُس وقت کوئی خوجی کو دیکھتا - دماغ ہی
نہین ملتے تھے اسکو ڈانٹ اُسکو ڈپٹ کسی پر دھول جمائی کسی کو
چانٹا رسید کیا - اسکو پکڑ لاؤ - اُسکو گرفتار کرو - کبھی مشعلچی کو گالیان
دین کبھی بہشتی والے کو بے نقط سنائین -

الغرض جد و جہد اور اہتمام بلیغ کے بعد جلوس اس ترتیب سے
چلا سب کے آگے نشان کا ہاتھی - ہری ہری جھول پڑی ہوئی مستک
پر سیندور سے گل بوٹے بنے ہوئے ایک ڈنکا لٹکتا ہاتھی جھوم جھام
کر جا رہا ہی - اسکے بعد ہندوستانی باجا - گھڑ جھینجر - تڑ تڑ تڑ تڑ
دھم دھم دھم دھم - اس کے بعد آرائش - پھولون کے تخت جھلمل

کھلا ہی چاہتی ہے۔ کلیاں چٹکنے کو ہی ہیں کیتکی اب مہکی اور اب مہکی۔ جوہی پر نیا عالم ہے۔ موگرا کا تختہ جوبن پر ہے۔ گل لالہ کھلا ہوا ہے رہس منڈل وہ بنایا کہ جسنے دیکھا جی خوش ہو گیا۔ چانڈو بازوں کے تختے مین قلم توڑ دیے (ماشاءاللہ کیا تعریف کی ہے) دو چار تو پینک مین غین ہین۔ دنیا کی خبر ہی نہین دس پانچ اوندھے پڑے ہوے منھ سے دھوئین کے بکے اُڑا رہے ہین۔ کوئی بھبی کا یونڈا لیے ہوے چانڈو بازانہ ادا سے چھیل رہا ہی ایک گنڈیری چوس رہا ہی۔ گرمٹ تھکک۔ افیم بنگالی تیل کی کپی۔ سب ہی کچھ ہے شکار کا وہ سمان باندھا کہ واہ جی واہ۔ ایک شکاری بندوق چھتیائے گھٹنا ٹیکے آنکھ دبائے نشانہ لگا رہا ہی۔ وائین کی آواز بس آیا ہی چاہتی ہی۔ ہرن وہ چوکڑیان بھرتے جاتے ہین خرگوش وہ کان دبائے لپکے آتے ہین۔ اس کے بعد انگریزی باجا تال سم درُست سے درست اُسکے بعد گھوڑے۔ کُمیت کاٹھیاوار کچھ سبزہ رنگ۔ کرنگ۔ نقرہ خنگ۔ کمیت سبزہ۔ دیلا۔ چھم چھم کرتے بجتے جا رہے ہین۔ دو دو آدمی تعینات گھوڑے دلھن بنے ہوے مہندی کا رنگ رچائے سجے جائے۔ کمر نازک ذرا سی تھوتھنی۔ چوڑی پیشانی۔ کنوتیان بدل رہی ہین۔ اسکے بعد پھر ارگن باجا غول کے غول۔ اُسکے بعد تامدان فنس۔ پالکی۔ نالکی۔ سکھپال اسکے بعد پھر باجا اسکے بعد پریون کے تخت۔ نازنینان عربدہ جو اور پری پیکران عنبر مو تختون پر تھرک رہی ہین۔ صد ہا تماشائی اُنکے شمع رخسار کے پروانہ ہین۔ اسکے بعد روشن چوکی والے ستم ڈھا رہے ہین

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
باصنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے
بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو

اُسکے بعد ہاتھیون کی قطار۔ جھومتے جھامتے سونڈ سے کھیلتے جاتے ہین۔ روشنی کا انتظام بھی چوکس تھا۔ پنشاخے اور لیمپ لالٹینین جھک جھک کر رہی تھین۔ سوئی گر پڑے تو اُٹھا لیجیے۔ رائی کا دانہ صاف نظر آئے۔ اس ٹھٹے سے برات چلی۔ ارے توبہ۔ برات کیسی جلوس چلا کہ میان صف شکن علی شاہ کو لائین جلوس کا جانا جگر کھاتے شہر بھر کو دکھاتے ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام	ع	زیر قدمت ہزار جان ست

شہنائی بین گاتے بیفکرے بے تکی اُڑاتے۔ اڑھائی چانول کلاتے چلے گوندنی والی بغیا۔ راہ مین جو دیکھتا ہے کہین اتنا ہی کہ واہ اچھی برات ہی۔ دولھا کا پتا ہی نہین۔ برات کیا گورکھ دھندا ہے ٹیم ٹام دھوم دھام سب کچھ۔ مگر نوشہ ندارد۔ دولھا غائب تمام شہر اور شہر کے گلی کوچین۔ اور گلی کوچون کے مکانون اور مکانون کے در و دیوار کے صدقے ہوتے جلوس علین گوندنی والی بغیا پہونچا اب سنیے کہ میان آزاد اپنی سانڈنی پر سوار صف شکن علی شاہ کو کاٹھ مین بٹھائے سڑک پر ڈٹے ہوے تھے۔ ایین! صف شکن علی شاہ کہان سے آگئے۔ اجی کسی ایڈیٹر کو ادھر اُدھر سے خرید لیا ہوگا۔ ناصاحب وہی صف شکن۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نے اور سب ایڈیٹرون کو تو اُڑا دیا تھا مگر صف شکن علی شاہ کو چھپا رکھا تھا اب موقع پر انکو نکالا۔ خیر خوجی آتے ہی اُنسے بغلگیر ہوے اور میر صاحب گلے ملے اور غفور خدمتگار نے سلام کیا اور رفقا و مصاحبین سے مصافحہ ہوا خوجی۔ مثل مشہور ہی کہ سو برس بعد گھورے کے بھی دن پھرتے ہین سو ہمارے تو آج دن پھرے کہ آپ آئے اور شاہ جی کو لائے عذاب کے بیان سنا تا پڑا ہوا تھا۔ وہ چہل پہل ہی نہین وہ دل لگی ہی نہین۔ صف شکن کے سوگ مین سب پر مردنی چھائی تھی۔ نواب چونک چونک پڑتے تھے۔ کھٹ ہوا اور پوچھا آزاد آئے دھم ہوا

اور کتنا ئے مگر آپ نہ آئے نہ آئے - حاسدون نے تو جڑ دی تھی کہ حضور وہ سانڈنی دانڈنی ئے کر لمبے ہوے کیسے آزاد اور کہان کے صف شکن وہ پہونچے یہان سے سَو منزل پر - مگر یار ہم تمھارا جذبہ کرتے تھے -

میر صاحب - جی ہان اور ہم بھی آپ ہی کی طرف سے لڑتے تھے - ہم اور خواجہ صاحب دونون -

آزاد - بھائی کچھ پوچھو نہین - واللہ آسمان مین تھگلی لگائی تب کہین انکی زیارت نصیب ہوئی خدا جانے کن کن جنگلون مین جانے کا اتفاق ہوا اور وہان کیا کیا اُفتادین پڑین -

خوجی - جی اسمین کیا شک ہی حضرت - یہان لوگون نے وہ گپین اُڑائی تھین کہ توبہ ہی بھلی - کسی نے کہا بھانڈون کے یہان نوکری کرلی - کوئی طوفان باندھتا تھا کہ کسی بھٹیاری کے گھر پڑ رہے - اَلْغرض سب بہتان - لوگ تہمتین تراشتے تھے - لیکن اب سب نے منھ کی کھائی ہات تیرے گیدی کی -

خلاصہ یہ کہ خوجی اور میر صاحب اور رفقا اور مصاحبین سب کے سب ملکر میان آزاد کو چیتے یار بناتے تھے کہ ہمارے آزاد کا بھی اُستاد - ان مردکون کی قرتک سے واقف تھے خوب سمجھے کہ اب نواب کے یہان جو ہمارا طوطی بولے گا اس سے یہ سب ہمارے یار بن رہے ہین - تھوڑی دیر تک خوب گھل گھل کر باتین ہوئین - تو میان آزاد نے کہا حضرت اب رات جاتی ہی یا آتی ہی چلیے بس اب انتظار کیسا ہی - اچھا بسم اللہ کیجیے - بنشاخے چڑھاؤ لالٹینین جلاؤ گھوڑے چلاؤ - ہاتھی کے پرے جماؤ - باجا بجاؤ - تامدان بڑھاؤ سب قرینے سے لگاؤ - جب جلوس آراستہ ہوا تو میان آزاد ایک فیل فلک شکوہ پر جا ڈٹے - اور صف شکن علی شاہ کی کابک کو آگے رکھ لیا خوجی اور میر صاحب کو حکم دیا کہ خواصی مین بیٹھین - بائین ! اراہم

بھی کوئی چوڑے چار میکئے ہین جو خواصی مین بیٹھین گے - آپ بھی خوب کہتے ہین - لوگون نے سمجھایا کہ اجی کچھ واہی سے معلوم ہوتے ہو بیٹھو نہین بیتے خواصی ہین - کیا مشیخت مین بٹا لگے گا - یا شان کرکری ہوگی - خیر قہر درویش برجان درویش دونون کے دونون پیچھے بیٹھ لیے اور جلوس چلا - شہر مین تو پہلے ہی سے ہلڑ تھا کہ نواب والا بیٹر بڑے ٹھسے سے آرہا ہی - لاکھون آدمی چوک مین تماشا دیکھنے کو ڈٹے ہوے تھے چھتین پھٹی پڑتی تھین - وہ بھیڑ بھڑ کا کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا باجے کی آواز جو کانون مین پڑی تو تماشائی چشم براہِ انتظار ہوے نشان کا ہاتھی جھنڈے کا پھریرا اُڑاتا اٹکھیلیان کرتا سامنے آیا پھولون کے تخت آگے تھے - انگریزی باجے نے کانون کو سرور نازنینان پریوش کے رخ انور نے آنکھون کو نور بخشا - جیسے ہی عین چوک مین میان آزاد کا ہاتھی پہونچا ویسے ہی دیوانی کے دو مندکورون نے ڈانٹ کر کہا کہ ہاتھی روک لے - آزاد کے نام وارنٹ آیا ہی ارے ! - او میان خفا ہو گئے - فیلبان نے جو دیکھا کہ سرکاری آدمی لال لال پگیا باندھے کالی کالی وردی ڈانٹے - خاکی پتلون پہنے چپراس لٹکائے وارنٹ لیے ہاتھی روکے کھڑے ہین تو اسکے ہوش پران ہو گئے اور ہاتھی کو جدھر اُنھون نے کہا اُدھر ہی پھیر دیا - میان آزاد مع خوجی اور مع میر صاحب و مع میان صف شکن علی شاہ اور مع فیلبان اور مع ہاتھی اور مع ہاتھی کی دُم مندکورون کے ساتھ ساتھ چلے - جلوس تتر بتر - کوئی تخت لیے بھاگا جاتا ہی - کوئی جھنڈے لیے وہ کا پھرتا ہی گھوڑے تھان پر پہونچے - تامدان اور پالکیون کو چھوڑ چھوڑ کر کہار اڑے پر ہو رہے - جلوس کا پتا نہین - برات وراث سب غائب غلہ اب نئی سڑک کا پتا پوچھتے جاتے ہین خوجی ابھی افیم کی پینک ہی مین ہین میر صاحب چانڈو کے نشے مین غین - اچھی دل لگی ہوئی آئی بھی تھی ہوا باندھی کہ ایک ہی جھونکے مین برات کا چراغ گل جلوس

غائب۔ میاں آزاد لدے پھندے خوجی اور میر صاحب خواصی میں بندھے میاں صف شکن علی شاہ جور و جفا سہتے ہوئے اور فیلبان بری اور دھت کہتے ہوئے چلے نئی سڑک کا پتہ پوچھتے پنشاخہ ہاتھ میں دو مذکوری ساتھ میں۔ اب سنیے کہ ہاتھی اک دنتا مست

گویا خرطوم اژدہا تھی | صورت دیوار قہقہہ تھی

سنسان بیابان۔ ہُو کا عالم۔ پرند کہیں پر نہیں مارتا تھا اتنے میں ہاتھی جو گرجا تو جنگل بھر میں ہوک پڑ گئی اور خوجی اور میر صاحب ایک دفعہ ہی پینک سے چونک پڑے۔

خوجی۔ این پنشاخے چڑھاؤ۔ پنشاخے۔ ابے یہ کیا اندھیر مچایا ہے (آنکھیں ابھی نیم باز ہیں) اور سنیے گا۔ ذری یوں ہی آنکھ جھپک گئی تو کی کرائی محنت ساری خاک میں ملادی۔ اب میں اتر کر کوڑے پھٹکار ونگا تب مانیں گے۔ تو دجہ کیا باتوں کے آدمی کہیں لاتوں سے مانتے ہیں (کہتے کچھ ہیں منہ سے نکلتا کچھ ہے)۔

میر صاحب۔ ہائیں! ہائیں! او فیلبان۔ یہ کہاں نگلی میں آیا۔ یہ کیا آتشبازی سے بھڑکتا ہے ہاتھی۔ بڑھائے چلو۔ میل میل۔ دھت۔ دھت (آنکھیں کھول کر) این! ارے میاں خوجی کیس چٹیل میدان میں آ نکلے۔ ذری خواب خرگوش سے جاگو۔ بھاگو بھاگو۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے بھئی میاں ذری دیکھو تو آئی خیر اللہم احفظنا من کل البلیات۔ یا اللہ بچا یئو۔ ع

یا علی مشکلکشا مشکل کشائی کیجیے

خوجی۔ (چونک کر) پنشاخے چڑھاؤ پنشاخے۔ اور یہ باجے والوں کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔ ذرا زور زور سے چھیڑے جاؤ۔ ابتو بھاگ کا وقت ہے بھاگ کا۔

میر صاحب۔ آنکھیں تو کھولیے روشنی کا چراغ گل ہو گیا۔ آپ کا اور میرا دونوں کا قتل ہو گیا۔ باجے والوں کی درگت ہو گئی۔ آپ

وہی بیوقت کی شہنائی بجا رہے ہیں۔ اس جنگلے میں آپکو بھاگ کی دھن سمائی ہے۔

خوجی۔ پنشاخے چڑھاؤ۔ پنشاخے نہیں میں کچا پیا تو دونگا نہیں جب سے چڑھانا تو پنشاخے۔ شاباش ہے بیٹا۔

میر صاحب تو جلے بھنے بیٹھے ہی تھے خوجی نے جب کئی بار یہ ہانک لگائی کہ پنشاخے چڑھاؤ تو وہ جھلا اٹھے۔ ایکدفعہ ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ خوجی بیچارے کو دھم سے ہاتھی پر سے نیچے ڈھکیل ہی تو دیا اررا دھوں کون گرا۔ کون گرا۔ ذری ٹوہ تو لینا کون گرا کون ای حضرت ٹوہ کیا لیں آپ ہی تو لڑھکے۔ اے! میں۔ ہائے ہائے وہ تو کہیے ہڈی پسلی بچ گئی نہیں شیطان نے تو تسمہ تک باقی نہیں رکھا تھا یا رو ذری دیکھنا تو ہمارا سر بچا یا نہیں۔ واہ رے میرے گرنے بس یہی معلوم ہوا کہ کوئی ڈوہ کا ڈوہ ہاتھی گرا۔ اللہم احفظنا من کل البلیات مذکوری چلو بس کل بلیا رہنے دو۔ ہونھ کابلیا۔ وہ تو کہو تیل ہتا نا ہیں کلبلیا نکل جات۔ پھر ہیں ستھنا اور چلے کابلیا ہے۔ ادھر آؤ اٹھاؤ اٹھاؤ۔ اپنا بوجھ ایک مذکوری نے خوجی پر لادا)۔

خوجی۔ ہائیں! کیا کوئی مزدور مقرر کیا ہے۔ یا سر بوجھیا بنایا ہے۔ شریف اور پاجی کو نہیں پہچانتا ہے اب اتارتا ہے بوجھ یا میں ناہیں پھینکدوں۔ یا باپ کا سر سمجھ کر بوجھ لاد دیا جانو ہم گدھے ہیں اوگیدی لا ناقولی۔

میر صاحب۔ گدھے نہیں اور ہو کون۔ تم نے بوجھ اٹھایا ہے کیوں بڑا پاگل ہے۔ جب بوجھ سر پر رکھ لیا تب جھگڑتے ہیں بلکہ سرا پڑی اور سنیے گا بوجھ سر پر رکھ لیا اور لگے گالیاں دینے۔ مزدور کہیں کا۔

دوسرا مذکوری۔ ہتین کو ہس لے۔ ارے ہتین کو ہس۔ اتر ہاتھی پر سے اترت ہے۔ کہ ہم پوچھے پھر۔ ہائیں منھ میں ناہیں بولت ہے یہ تو اسے ہم بکبت ہیں اور ان پھر۔ ہتین اس نہ منھیے۔

میر صاحب - کہتا کس سے ہو - ارے کس سے کہتا ہی کچھ بیدھا تو نہین ہو - اور سنیئے گا صاحب - ارے کی یہ کیا تقریر ہی بچہ - ارے ترے کیسا - اور آنے مین کیا ہم کچھو نابر تھوڑا ہی ہین ہو آئے (دھم)

دوسرا مذکوری - اُٹھا یہ بوجھ اُٹھا - لکڑی ہے - ایک تھریا ایک لوٹیا رکھ موڑے پر اور آگو آ -

میر صاحب نے نیچے اُتر کر دیکھا تو سرکاری پیادہ لال پگیا جما وردی ڈانٹے کھڑا ہے - اوسان خطا ہو گئے لگے تھر تھر کانپنے چُپ چُپاتے تھالی لوٹا اُٹھایا اور مچل مچلکر چلنے لگے - مذکوری دونون کے دونون خواصی مین جا بیٹھے - اب خوجی اور میر صاحب دونون مزدور بنے ہوئے لدے پھندے گرتے پڑتے جانے لگے -

خوجی - واہ ری قسمت - کہان تو فیل نشین تھے کہان اب سر بوجھے لیے چلتے ہین - واہ کیا زمانے کا نشیب و فراز ہی - کیون جی میر صاحب ہم تو یاد الٰہی مین تھے - یہ تم کو کیا ہوا تھا تم کہان تھے -

میر صاحب - جہان حضور تھے وہین بندہ بھی تھا - آپ بھی بینگ مین تھے مین بھی بینگ مین تھا - دونون غین و اللہ باللہ ثم باللہ یہ آزاد چکما دے گیا - یہ اُسی کی ساری کارستانی ہی -

خوجی - خدا سمجھے ایسا شریر آدمی تو دیکھا ہی نہین و اللہ ہے -

آزاد - ذرا چونچ سنبھالے ہوئے نہین اُترتا ہون پھر آؤن کر دون مرمت -

خوجی - بھائی فیلبان ہوت - تمکو خدا کا واسطہ اتنا بتا دو ذری کہ یہ ہوا کیا - یہ برات کدھر رفو چکر ہوئی انشا خے بنشا خے سب غاب غلہ با جا و اجا سب تین تیرہ - نہ وہ روشنی نہ وہ گگر - فقط ہم اور یار دو خر و اللہ طلسمات کا سامان نظر آتا ہی - یہ سب جادو کی کرامات ہی -

چلتے چلتے تڑکا ہو گیا تو خوجی بولے لو بھئی ہمارا تو بھور ہی ہو گیا اب جو بوجھ اُٹھا کر لے چلے اُسکی ہفتاد پشت پر لعنت (بوجھ پھینک کر) لے جسکا جی چاہے اُٹھائے مذکوریون نے بوجھ تڑ سے اُٹھا لیا - اور ان دونون کو بھی ہاتھی پر بٹھا لیا - جب ذرا دن چڑھا تو ایک مذکوری نے کہا بھئی پھیلبان سامنے ہاتھی روک لینا ہم ایک دو گوتے (غوطے) تو لگا لین جھپاک سے بے نہائے چین نہین -

فیلبان - یہ کیون - کیا کُتیا گھسیٹی ہے -

مذکوری - ہان تم کو کیا تم تو چاہے بیس بیس دن نہ نہاؤ - ہم تو جات باہر کر دیے جائین -

فیلبان - اجی تو ایسا نہانا بھی کیا - تالاب دیکھا اور کود پڑے گڑھیا ملی اور پھاند پڑے - واہ نہانا بھی کچھ قضا ہی کہ ٹلے ہی نہین اچھے رہے - تم گنور دل ہی رہے -

مذکوری - ہان تمھرے تردن (طرح) عید بکرید نہائین تو گنگ ل نہ رہین -

آزاد - خوجی کہو یار جے نہاؤ گے بھئی ایک غوطہ لگاؤ ہماری خاطر سے واسطے خدا کے -

خوجی - یون ہی نہ زہر کی پُڑیا دیدو - گلا گھونٹ ڈالو نہ - یہ دل لگی ہمین پسند نہین -

خیر صاحب خدا خدا کر کے کہین شہر مین داخل ہوئے آزاد نے متحیر ہو کر کہا کہ این اتنا دن چڑھ گیا -

اب سنیئے کہ سب سے پہلے تو میان چانڈو باز کی منحوس صورت نظر پڑی -

چانڈو باز - بڑے بھائی سلام - کہو خیر سلا چینگی پوٹے کچے بچے سب اچھے یار کرورون منتین مانین تب میرے اللہ نے تمھاری صورت دکھائی بھائی آنکھین تم کو ڈھونڈھتی تھین - ترس گئے یار ترس گئے - اب کہو بناؤ کی بھی کوئی صورت ہی - ہمارا کہا مانو تو اس فضیحتی سے بچ جاؤ - بی اللہ رکھی نے یہ خط دیا ہی چپکے سے پڑھ کر جواب لکھ دو اب کہا مان لو اپنا خاکا اُڑانا مفت مین اپنے تئین ہنسوانا اس سے فائدہ -

میان آزاد نے خط لیا کھولا پڑھا۔

بی اللہ رکھی کا خط

صدقے آنکھون کے تیرے ساقی ۔ ہے مجھکو ہوس ابھی تو باقی
ایسی ہی شراب دے دھوان دھار ۔ بڑھ جائے یہ جس سے شکر کا تار
اطراف حبش مین جو بنی ہو ۔ انگور سیاہ کی جنی ہو
تیزی مین سیاہ مرچ سی ہو ۔ جھونک اُسکی نکیلی کرچ سی ہو
جس سے جھٹ چاندنی کے کھیت ۔ چمکے تارون کی وضع سے ریت
بادل آئے ہین عیش کے جھوم ۔ اسوقت نہ رکھو تو مجھکو محروم
جس سے کہ سرور یاد آئے ۔ اللہ رکھی مراد پائے
گہری دلدار سے چھنی ہے ۔ آزاد سے عقد کی ٹھنی ہے

میان مجرا عرض ہی۔ کیون جی اسی منھ سے کہتے تھے کہ میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری۔ کیون حضور رندی کا قصور آپ تو مفت کے بھیاسے دیکر سدھارے مگر اپنا دل کراہا کرتا ہی ہی ہی اندر دانے کو کوئی کہان تک سمجھائے یہ کسی کے مان ہی کا نہین انھین کرتوتون تو اِس درجہ کو پہونچا۔ ہاے یہ کیسا ازغیب کا بکھیڑا خدا کے واسطے کا بکھیڑا ہی۔ دیکھین ابھی کیا کیا جھک جھوڑے جھیلنے اور کیسے کیسے پاپڑ بیلنے ہین۔ بن بیاہ کے تو میان یہ بیل منڈھے نہ چڑھے گی۔ یہ عشق بھی حد بھر بُرا عارضہ ہی خدا جانے مجھے یہ ہوا کیا گھر گھاٹ نہ سوچا اور ساری آبرو کھاری کنوئین مین ڈبائی۔ اور روز کی دانتا کلکل اور ان تمھارے چوچلون سے اور بھی میرا جی جلتا ہی جو ہمارے ساتھ بیاہ رچے تو تمھارا نصیبا جاگ اُٹھے میان مین شوخ محبوب۔ تم مست و مجذوب۔ مین چندے آفتاب چندے مہتاب۔ تم خانہ بدوش خانمان خراب۔ مین مہ پارہ۔ تو ہیچکارہ مین باغ و بہار تو دلفگار۔ مین ستم ایجاد۔ تو خانہ برباد۔ مین فتنہ ہمدوش تو خود فراموش۔ مین برق شرربار۔ تو رند بادہ گسار۔ ذری اپنا منھ تو دیکھو میان چہرہ زرد۔ دل سرد۔ کپڑون مین تومن گرد۔ رہ نورد عورت سے بدتر نام کا مرد۔ مین بت طناز سراپا انداز۔ سرمست خوبی محو ناز۔ نازک آواز۔ گلعذار۔ گلبدن۔ گلرخ گلرنگ۔ رنگین ادا شوخ و شنگ چست و طرار۔ مردم آزار۔ آتشین رو۔ یاسمین بو۔ مین آشوب دوران تو سست پیمان۔ ؎

بنی گویم کہ تو نامردی آزاد ۔ ولیکن بوالعجب بیدردی آزاد
بجان من بلا آوردی آزاد ۔ جہانے را تباہی کردی آزاد

ترا من ناخدا دانستہ بودم

زجورت جان من برلب رسیدہ ۔ جگر خون گشتہ از مژگان چکیدہ
بمردن کارم از دستت رسیدہ ۔ دلت وا دم مسلمان زادہ دیدہ

نہ کافر ماجرا دانستہ بودم

پاک پروردگار کی قسم جو ہمارے میان بنو تو وہ پیاری پیاری صورتین دیکھنے مین آئین کہ پرستان کو بھول جاؤ۔ دھاڑے کا دھاڑا راجہ اندر کا اکھاڑا۔ جو ہی وہ پری چہرہ۔ جو ہی وہ جان عالم۔ مگر تم تو وہی ہیر پھیر کے وحشت ہی کی لیتے ہو پہلے اتنے ہو تو لو کہ کوئی ناز کبدن محبوب چار دہ سالہ تم پر مرے۔ سچ ہی۔ ؎

غالب ان سیمین تنون کے واسطے ۔ چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

خاتون جنت کی قسم جو کہین ہم سے تم سے بیاہ رچے تو کیسی مزے مزے سے کٹے۔

اور پھر لطف یہ کہ جہان کہین ہمکو اپنے ساتھ لیجاؤ وہان خدائی بھر تمھاری ہی خوشامد کرے اور نہین تو کیا۔ اور کیون صاحب یہ دھاندلی کیسی۔ بھلا نہا دھو کر اور صاف پاک ہو کر قرآن شریف پر ہاتھ دھر و کہ بیاہ کا وعدہ نہین کیا تھا پھر فرمایئے ہمین گنجائش شکوہ سنجی ہو یا نہو۔ کیون ناحق انصاف کا گلا کُند چھری سے رِیتتے ہو۔ چلو اب ہنسی دل لگی تو ہو چکی کہیے اب وحشت دور ہوئی یا نہین تم بھولے

کی سیج پر سوؤ گے سونے کو خسخانہ - پینے کو برف آب صبح کو شراب شام کو کباب - چڑی اور دُو دُو - بیمروت اب اس خط کا جواب تو لکھ دینا - نہین مین اپنی جان دونگی - اب جواب کے بدلے کہین ٹکا سا جواب نہ دے بیٹھنا -

میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری -

میان آزاد پھر آپ جانیے عاشق تن آدمی - اور بی اللہ رکھی کی پیاری پیاری ادائین تو دل مین کھُب ہی گئی تھین - وہ چیلا اہٹ وہ چلبلاہٹ آنکھون کے سامنے پھر گئی - خط کو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور جواب مین لکھا مگر دو ہی باتین -

سنو بوی ہم جنٹلمین ہین کوئی اُٹھائی گیرے نہین ہین تم لیڈی ہو تین تو خیر مضائقہ نہین - مگر ٹھرین بھٹیاری - بھلا پھر ہم سے کیونکر بنے - مانا کہ آشوب دوران بلائے جسم و جان ہو لیکن شریف زادی تو نہین - زربفت مین زربفت ہی کا پیوند لگتا ہے گاڑھے کا پیوند بے تکا پن ہے - اللہ اللہ آپ بھی اتنی ہوئین کہ ہماری چاہتی بوی بنین - اے تیری قدرت شان خدا - مگر سچ کہون جسوقت وہ زلف چلیپا یاد آتی ہے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے - وہ چال - وہ بال - اچھا پھر اب کیا کہتی ہو - بیاہ کرو گی تو خیر ہم بھی موجود ہین - جب کہو سہرا بندھے - بس اب خوش ہوئین وہ ہنس دین - اس مسکراہٹ کے قربان - لو قول دیا اب بیاہ رچے چلو اس مقدمے کی جھنجھٹ ہی سے بچے سہی - اب کوئی کہا تک - اسوقت تو نیند آ رہی ہے - آنکھین جھکی پڑتی ہین - والسلام

خانہ برباد میان آزاد

چانڈو باز نے جو یہ خط پایا تو - ع - بتا ہوا اور رتبے پہ آیا -

چانڈو باز - بی اللہ رکھی - ای بی اللہ رکھی - ای لو سو رہین ای واہ دن دہاڑے خرخراٹے لینے لگین - دیکھو تو مین لایا کیا ہون -

اللہ رکھی - دور کی کوڑی لائے گیا ہوا پنا سر میٹھی نیند مین جگا دیا لے کے بڑے وہ بنے ہین -

چانڈو باز - بڑے چھوٹے کے برتے پر نہ رہیے گا دیکھو تو مین کیا لکھوا لایا - آزاد نے تو اپنے ہاتھ ہی کاٹ دیے لواب کیا پوچھنا ہے - ابتو چڑھ بنی - آج کے دسوین دن دولھن بنو میان پائے - بیاہ مبارک - ہمارا حق دلواؤ - جس طرح وکیل صاحب نے پٹی پڑھائی تھی اُسی طرح کُل کارروائی بھگت گئی -

اللہ رکھی چین کرو یہ لکھا ہی کہ نکاح کرونگا ؟ جو یہ نہین لکھا تو پھر کچھ بھی نہین - جاؤ وکیل کو خط دکھا دو - اور جو کہین وہی کرو -

قسمت کو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

نواب پھول کے کپّا ہو گئے تھے جیسے خاصہ ہاتھی کا پاٹھا مارے خوشی کے ایسے پھولے کہ سچ مچ جامے مین نہ سمائے - بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے - اور کیون نہو غنچۂ دل کھل گیا تھا - بڑے ٹھسّے سے بغیچے مین جھوم جھوم کر ٹہل رہے تھے - آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے جاتے ہین کہ جلوس اب آیا اور اب آیا - کڑک دھون کی آواز اب آئی اور اب آئی - نشان کے ہاتھی کا پھریرا اب سامنے اُڑا اور اب اُڑا اب اُڑا - صف شکن علی شاہ کی زیارت اب نصیب ہوئی اور اب نصیب ہوئی - ایک دفعہ ہی چوبدار بدحواس دوڑتا ہوا آیا

چوبدار - خداوند لُٹ گئے لُٹ گئے لُٹ گئے - ہاے لُٹ گئے وہ دیکھو صاحب تمھارے لٹ گئے -

نواب - ہائین ! ہائین ! یہ کوئی بہروپیا تو نہین ہے - میان لُٹ کیا گئے کچھ کھو گئے بھی - یا کُٹ گئے - لُٹ گئے ہی بکا کرو گے کہین پاگل خانے سے تو نہین بھاگ آیا ہے -

چوبدار - خداوند برات کو اُٹھائی گیرون نے لوٹ لیا مع ہاتھی غائب

نواب - ہون - برات ابرات کسکی کہین شاہ جی صاحب کی سواری سے تو نہین مطلب ہوا رے یار وجلدی بتاؤ - اُف ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے -

چابک سوار - غلام عرض کرے جو جان بخشی ہو تو -

نواب - ای ہی تو اب ان پہیلیون کا بھلا کونسا موقع ہی میری بائین آنکھ پھڑکنے لگی -

چوبدار - وہ دیکھو صاحب تمھارے - برات پھرتی پھراتی گھومتی بڑے بھٹے سے آرہی تھی - چوک مین تماشائیون کا یہ عالم کہ چھتین پھٹی پڑتی تھین ایک پر دس اور دس پر سو گرے پڑتے تھے شانے سے شانہ چھلتا تھا - بھائی اُچھالیے تو سر ہی سر جائے آتشبازی سے برات کا جوبن اور بھی دونا ہوگیا - کوئی پھلجھڑی پر لوٹ ہے - کوئی چرخی کو دیکھ دیکھ خوش ہوتا ہی اور تخت رواں - اجی وہی دیکھو صاحب تمھارے پریون کا تخت تو بس اُڑن کھٹولے تھے - وہ دیکھو صاحب تمھارے بس جیسے بادشاہون کی سواری نکلتی ہے مُدامیان جیسے ہی بیچ چوک مین پہونچے کہ بس دو چار سپاہیون نے للکارا کہ ہاتھی روک لو ہاتھی ابھی پھیر دے - ہاتھی پھیر اُدھر - بس وہ دیکھو صاحب تمھارے ہاتھی اُدھر جھک پڑا - اب ادھر صاحب تمھارے بنشانے تو یار لوگ لے اُڑے اور دو چار چوٹٹے بدمعاشون نے ٹوپیان وپیان بھی اُتارلین - سب تربتر غائب غلہ - وہ دیکھو صاحب تمھارے کہان تو باجے بج رہے تھے کہان سناٹا -

نواب - بھلا شاہ جی کہان ہین -

چوبدار - اجی حضور شاہ جی کو لیے پھرتے ہین یہان دیکھیے صاحب تمھارے -

نواب - کوئی ہی؟ ادھر آنا - ان کے کلّے پر کڑے ہو جتنی مرتبہ (وہ دیکھو صاحب تمھارے) انکی زبان سے نکلے اُتنے جوتے انیر پڑین - وہ دیکھو صاحب تمھارے - اُنھون نے کہا اور جوتا پڑا تڑسے - نامعقول - ایک لفظ بولتا ہی تو تین سو ساٹھ (وہ دیکھو صاحب تمھارے) -

چابک سوار - اجی خداوند - اب اسوقت غصے کا موقع نہین ہی اب کوئی فکر ایسی کیجیے کہ شاہ جی صاحب تو چھوٹ آئین -

نواب - این! کیا وہ بھی گرفتار ہو گئے -

چابک سوار - جی اور میر صاحب بھی -

چوبدار - اور خوجی بھی -

غفور - اور میان آزاد بھی -

چوبدار - اور ہاتھی بھی اور اُسکی دُم بھی -

نواب - اخاہ تو یہ کہیے بڑے کا بڑہ گیا ہی واہ - ۶ - کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال ؛ اب ہمین یہ کیا معلوم تھا بھلا - ورنہ ایک گارد ساتھ کر دیتے - چلو خیر - ابتو جو ہوا سو ہوا افسوس صف شکن علی شاہ کی زیارت نصیبون مین نہین ہی - آخر کچھ معلوم بھی ہوا کہ یہ دھڑ پکڑ کیسی تھی - سچ تو یون ہی کہ اسوقت ہمارے ہاتھ پانؤن پھول گئے ہم سے تو کچھ امید نہ رکھو روپیہ ہم سے لو اور فکر تم کرو -

مصاحبین کی بن آئی اب کیا پوچھنا ہی چین لکھا ہی - پانچون گھی مین ابتو چاندی ہی اپنی ہنڈیا پکنے لگین کہ واللہ ایسا موقع پھر تو کبھی ہاتھ نہ آئے گا جو کچھ لینا ہوے لو اور عمر بھر چین کرو - اسوقت یہ بوکھلایا ہوا ہی جو کہو گے بیدھڑک دے نکلے گا لیکن ایک کام کرو - دس پانچ آدمی مل جلکر باتین بناؤ اور جنگ پر چڑھاؤ ایک آدمی کے کیے کچھ بھی نہو گا کہین بھڑک گئے تو پھر غضب ہی ہو جائے گا اکیلی تو لکڑی بھی چولھے مین نہین جلتی - چلو سب کے سب ہمصفیر ہو کر الّو بنائین

آج تو واللہ بی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا ہے - خدا کرے روز آپکے وارنٹ جاری ہون تو دل لگی ہے مگر اتنا یاد رکھیے گا جو کہین زنان خانے مین خبر ہوئی تو چھوٹی بیگم واللہ چھچھوندر ہی کی طرح سے ناچینگی اور ناک چوٹی اچھیلین اور بھی مہنا متھ مچا ئینگی - پھر آپ کے کرتے دھرتے کچھ بھی نہ بن پڑے گی - ہان اتنا سمجھے رہیے گا ذری -

اب سُنیے کہ مُبارک قدم دروازے کے پاس کھڑی سب سُن رہی تھی - نواب تو نیچے مین ٹہلتے تھے اور مصاحب ادھر چہ میگوئیان کر رہے تھے اور بی مبارک قدم چپکے چپکے ساری داستان سُن سُنکر مُسکرائی جاتی تھین لپک کر گئین اور چھوٹی بیگم کو بُلا لائین ذری چلیے تو سہی مین صدقے - ذری جلدی جلدی قدم اُٹھائیے آئیے آپ کو کچھ باتین سُنوا لائین - یہ موے خوشامد خورے کیا واہی تباہی بک رہے ہین منھ جھلس دے پکڑ کے اور نہین تو بیگم دبے پانون گئین - ذرا چاپ بھی نہ معلوم ہوئی - آہٹ کیسی وہ بیفکری سے نواب کو صلواتین سُنا رہے تھے اور گھاتین باہم بتا رہے تھے - بیگم صاحب نے تھوڑی دیر مین مُبارک قدم سے پوچھا کیون مبارک قدم یہ گورا گورا جوان سامنے کون بیٹھا ہے وہ کیا ہین سامنے چھریرا چھریرا بدن ہو اور ابھی مسین بھیگتی ہین - وہ بولی ای حضور یہ بھی رئیس زادے ہین - کوئی ایسے ویسے تھوڑا ہی ہین - ان کے یہان ابھی کل کی بات ہی ہزارون مصاحب نوکر چاکر تھے - انکے باپ فیل نشین تھے - یہان چھوٹا بڑا ایسا کون ہی جو انھین نہین جانتا - اب نواب صاحب سے سب باتین کہو گی کہ نہین مین تو ابھی جڑ دونگی - تو جس پتل مین کھائین اُسی مین چھید کرین - بیگم کڑکڑا کر بولین - اچھی مبارک قدم اور سب کی جڑتا - رہا اس بیچارے کا نام نہ لینا بھلا انکی عمر کیا ہوگی

مُبارک قدم نے مُسکرا کر کہا مین تو جانون کوئی ہونگے برس بیس ایک کے - ای ابھی کل کا لڑکا ہے مسین بھیگتی ہین رہا ہین ہنس مکھ اور بانکے آدمی - انکا نام نواب سے ہم نہ لین گے -

بیگم - ہان مفت مین کسی کی روٹیان کیون لو بھلا -

اتنے مین بی مبارک قدم گئین نواب کو بلا لائین -

بیگم - ای مین کہتی ہون آخر یہ ماجرا کیا ہی - منھ دیکھنے کو نگوڑا جی ترس گیا - دن رات کُڑھا کرتی ہون - اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر میرے جی کا حال اللہ ہی جانتا ہے یا مین جانتی ہون - آپ کا یہ حال ہی کہ جو بیسوین دن صورت بھی دکھائی تو جیسے آگ لینے آئے تھے - آخر یہ کس گانون کی ریت نکالی ہو - ای واہ بس چلیے زبانی اختلاط دیکھ لیا آپ کا -

مبارک قدم - یہ حضور کے مصاحب اللہ جانتا ہی کہ ایک ہی اڑی مار ہین جنکے کاٹے کا منتر ہی نہین - پلاؤ پر ہتے لگائے اور اُڑ نچھو ہوئے - جو ہی وہ جھوٹون کا سردار - مگر حضور انکو کیا جانے کیا سمجھتے ہین - میری تو عقل گم ہے جو فردوز ادھر ایڑیان رگڑتے تھے وہ لگے تکیون پر آپ کی بدولت سوار ہونے - پھر اُن کا دماغ کہان سے ملے - ایسے ہی جھوٹے خوشامدیون نے تو لکھنو کو ستیا ناس کر دیا - چچوڑا ہوا چلتی تو ٹھنڈا پانی پیتے اب دن بھر شورے کا جھلا پانی ملتا ہے پینے کو اور خدا نے نیامت (نعمت) کھانے کو دی - پھر انھین دور کی نہ سونجھے تو کسے سوجھے -

نواب - یہ آج کیا ہی کیا - بیوی بھی ناک بھون چڑھائے ہین لونڈی بھی منھ پھلائے ہے - کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - آتے ہی شکایت کے دفتر کھل پڑے -

مبارک قدم - یوجہ لونڈی! آجتک کسی نے لونڈی نہین بنایا تھا

بڑے نواب صاحب کو خدا بخشے جب کہا بی مبارک قدم صاحب ہی کہا۔ آپ لونڈی بناتے ہین سنتی ہو ماماجی۔ ذری سنو تو ہم لونڈی ہین۔

ماماجی ۔ بیٹا انھین آنکھون آصف دولہ (آصف الدولہ) کا زمانہ دیکھا۔ انھین آنکھون امجد علی شاہ کی عملداری دیکھی ان آنکھون جانے کیا کیا دیکھ ڈالا۔ بڑے بڑے شہزادون نے ہماری گود دیکھون سے بھری۔ ہمارا بھی کوئی زمانہ تھا جسوقت گلابی پشواز پہن کر نکلتی تھی اچھے اچھون کی آنکھین پڑتی تھین۔ جب ہماری یہ بیقدری ہے تو تم کس کھیت کی مولی ہو۔

مبارک قدم ۔ جی ہان۔ درین چہ شک۔ ستر چوہے کھاکے بلی حج کو چلی۔ ہم کوئی ایسے ویسے ہین۔ آپ بڑی وہ بنی ہین۔

بیگم ۔ اے تو اس جھنجھٹ سے کیا مطلب (نواب کیطرف مخاطب ہوکر) چلو ہمین تخلیے مین کچھ مشورہ کرنا ہے۔

میان بیوی دونون کے دونون تخلیے مین گئے۔ کیا جانے چپکے چپکے کیا باتین ہورہی تھین۔ اب کہین کل بات پھوٹے گی۔

میان آزاد جس دن شہر مین داخل ہوے اُسدن اتفاق سے تعطیل تھی۔ دوسرے دن پھر تعطیل۔ کچہریان بند لیکن جس گلی کوچے بازار کیطرف سے نکل جاتے ہین انگلیان اُٹھتی ہین لوگ آپس مین پوچھتے ہین کہ کیون بھئی یہ کہان کے رئیس ہین ایک بولا راجہ ہین کہین کے دوسرے نے کہا کہ کوئی ٹھاکر ہین اور شوکت تو یہ رئیس ابن رئیس ابن رئیس بنے ہی تھے فیل نشین خواصی مین دو شریف بیٹھے ہوے اغل بغل چپراسی یہ کسی کو معلوم ہی نہین کہ میان کے نام وارنٹ جاری ہوا ہے مذکوریون نے حضرت کو ایک باغ مین اُتارا آپ الا اللہ کہکر ہاتھی پر سے دھم سے کودے

خوجی ۔ میان فیلبان ۔ بھئی ذری زینہ لگا دینا۔

فیلبان ۔ کیا زینہ! اچھے آئے اب آپ کے لیے زینہ بنواؤن ایسے تو خوبصورت بھی نہین ہین آپ۔

میر صاحب ۔ ہونھ ۔ زینہ ڈھونڈھتے ہین۔ یار نہ بندھوا دو ہاتھی پر سے کودنا کتنی بڑی بات ہے۔

یہ کہکر میر صاحب بہت ہی بررکر دُم کی طرف سے کودے۔ تو اس بوکھلاہٹ مین کہ سر نیچے اور پاؤن اوپر ا روک۔ روک۔ ہات تیرے فیلبان کی سچ ہی گاڑیبان۔ شتربان۔ کوچبان۔ فیلبان یہ جتنے بان ہین سب شریر سب منفنی۔ لاکھو نیچے گر اوندھے ہی ہوگئے واہ ہمارا ہی کلہ جانتا ہے۔ کھٹ سے بولا۔ وہ تو کہیے مین ہی ایسا بیحیا ہون کہ باتین کرتا ہون۔ ورنہ دوسرا تو پانی نہ مانگتا خوجی بہت کھلکھلا کر ہنس پڑے ہات تیرے کی۔ ہمنے جو زینہ مانگا تو ہمین بنانے لگے ۔ مگر بیحیائی کی بلا دور۔ دوسرا ہوتا تو گھنٹون سینکا کرتا انکے بھاؤ مین کچھ بھی نہین ۔ میان اُترتے ہو کہ مین دون دھکا خوجی بیچارے جان پر کھیل کر جیسے ہی اُترنے کو تھے کہ اتفاق سے ہاتھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ یاعلی ۔ یاعلی بچائیو ۔ خداوندا خداوندا مین گنہگار بندہ ہون ۔ گنہگار۔ گنہگار۔ تو رحیم و غفور ہے۔ قہار ہے جبار ہے

رحمت کا تری امیدوار آیا ہون　　منہ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہون

چلنے نہ دیا بار گنہ نے۔

(نے) تک لکھ چکے تھے کہ فیلبان نے سچ مچ ڈھکیل ہی دیا۔ دھڑ ڑ رر دھم ارے او ظالم ۔ فیلبان کا ہے کو ستمگر ہے مردک اور جو میری ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی تو پھر کیسی ہوتی۔

ہونھ ۔ ٹوٹ جاتی ٹوٹ جاتی ۔ ہونھ وونھ کے بھروسے نہ رہیئے گا ذری ہان مین نے جتا دیا ہے۔ اچھا تو ہڈی پسلی ٹوٹتی تو سمجھ لیتے اب پیڑ کے تلے لوٹ ماریے ۔ ہان بھئی پھر لوٹ نہ رہینگے تو کرینگے کیا بھلا یہان کچھ کھانے دانے کو بھی ملتا ہے ۔ جی ہان گھاس

چھیل چھیل کے کھائیے - ہم تو آج میان آزاد کے ساتھ کھانا کھائین گے - اُستاد دیکھو تکلیف نہ کرنا بس اپنے اور ہمارے برابر پکوانا - کوئی ڈُو سیر کا قورمہ ہو - ایک تین پاؤ کی سیخ اور شامی کباب اور کوئی سیر بھر کا پلاؤ اور دھنیے کا دوپیازا اور کچھ پراٹھے اور نان پاؤ ہون - بس زیادہ بکھیڑے سے مطلب - سُنا بھئی آزاد آج تمھارے ہی ساتھ کھائین گے - میان آزاد ایک کانیے بولے کہ ہم اسوقت کھانا ہی نہ کھائین گے سو ہضمی کی شکایت ہے شام کو مُنگچی اور دُو پُھلکے کھائین تو کھالین ورنہ غرّہ -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان آزاد نے دیکھا کہ باغ کے ایک گوشۂ محل مین ایک دختر دہ سالہ ململ کا دوپٹہ اوڑھے چھڑے پہنے ہوے ایک پیر مرد سے پوچھ رہی ہے کہ کیون آبا صاحب لف ونشر کسے کہتے ہین - اُسکی کوئی مثال تو دیجیے -

پیر مرد - لف کے معنی لپیٹنا - اور نشر کے معنی پھیلانا یہ ایک صنعت کا نام ہے - مثال ؎

لپیٹ کر جو چلا کوئی چاندنی اپنی | کُھلا یہ راز کہ اب راہ اُسنے لی اپنی

آزاد - الغلط - الغلط - الغلط - لف ونشر کی یہ مثال ہی نہین اور واللہ شعر بھی کتنا برجستہ پڑھا ہے ؎ چہ خوش گفت است تلسی داس در ضو ؎ کالا اُجلا سیہ سفید * اس لپیٹنے اور کھلنے نے شعر مین جان ڈالدی - لف ونشر کی دو قسمین ہین - مرتب اور غیر مرتب - مرتب کی مثال لیجیے - ؎

سرو و گل شوق مین تیرے قدو عارض کے سدا
نالہ کرتے ہین ہم قمری و بلبل کی طرح

سرو کے لیے قمری - اور گل کے لیے بلبل - یہ اسیر فداہ کا شیدا - اور مثال سُنیے - ؎

بروز نبرد آن یل ارجمند | بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست | یلان را سر و سینہ و پا و دست

شمشیر کے لیے برید اور خنجر کے لیے درید اور سینہ گرز کے لیے شکست اور پا کمند کے لیے یہ بست اور دست بعض اسکو تقسیم جلی بھی کہتے ہین اور مثال دون ؟ لیجیے ؎

امین ہلاہل مد بھرے سویت شیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت جیہہ چیتوت اک بار

ہاے قربان اس کتبائی کے - واہ واہ - واہ واہ - واہ واہ امین کے معنی آب حیات کے اُسکے لیے سویت یعنی سفید اور جیت لائے ہلاہل یعنی زہر - اسکے لیے شیام - یعنی سیاہ اور مرت لائے رتنار یعنی بادۂ احمر - اُسکے واسطے جھک جھک پرت - اہو ہو ہو یہ معشوق کے آنکھ کی تعریف ہے - اب لف ونشر غیر مرتب کی مثال سنیے ؎

روئے پیٹے مرے ماتم مین وہ اتنا اے قدر
ہاتھ کی مہندی چھٹی آنکھ کا سُرمہ چھوٹا

پہلے مصرعے مین روئے پہلے ہے پیٹے اسکے بعد رونے سے آنکھ کا سُرمہ چھوٹتا ہے - وہ مصرعہ ثانی مین دوسرے نمبر پر ہے - اور پیٹنے مین ہاتھ کی مہندی چھٹتی ہے وہ مصرعۂ ثانی مین اول نمبر پر ہے - یا ؎

یاد مین اُس طرۂ و رخسار کے
ہاتھ سر پر مارتا ہون صبح و شام

سمجھے صاحب - طرہ کے لیے شام اور رخسار کے لیے صبح ہے لیکن پھیر پھار کے ساتھ -

پیر مرد - شاباش تم تو اپنے وقت کے عرفی ہو بھائی -

آزاد - آپ کی صاحبزادی نے جو میری پیاری بہن ہے عرفی کے بھی کان کاٹے - یہ سن وسال اور اسدرجہ بدیع الخیال

پیر مرد - جہان آرا ذرا یہان آؤ -

جہان آرا ۔ حاضر ہوئی ابا جان ۔ ابھی آئی ۔

جیسے ہی جہان آرا نے باہر قدم رکھا اور میان آزاد سے چار آنکھین ہوئین ویسے ہی نامحرم کو دیکھ کر دیوار سے ٹھٹھک رہی لیکن عجب الہڑپن کی ادا سے ۔

پیر مرد ۔ آؤ آؤ ۔ شریف زادے ہین ۔ آؤ بیٹیا ۔ اتنا نہین سمجھتی کہ بھلا مین نامحرم کے آگے تم کو خدا واسطے کیون بلاتا ۔ کیا ستر برس بھاڑ جھونکا کیا ہون ۔

جہان آرا ۔ حاضر ہوئی (میان آزاد کو) آداب بجا لاتی ہون ۔

آزاد ۔ زندہ باش ۔ جان برادر زندہ باش ۔

کچھ دیر تک آزاد نے خوب گھل گھل کر باتین کین اور دل مین سوچے کہ واہ ری لڑکی حیا پرور ۔ پاک نظر ۔ اور بلا کی ذہین ۔ نازنین حسین ومہ جبین خدائی بھر کی صفتین اسمین کوٹ کوٹ کر بھری ہین کبھی ہم کو یہ ملجائے تو ہم اسکو خوب ہی پڑھائین اور جب کہین پڑھ جائے تو واہ واہ ہندوستان بھر کا نام روشن کرے ۔

جہان آرا ۔ اچھا ابا کوئی اور صنعت بتاؤ ۔

آزاد ۔ ہم سے پوچھو بہن ہم بتائین ۔ ہجو ملیح یعنی اسطرح ہجو کہ بادی النظر مین وہ تعریف معلوم ہو مگر سمجھنے والا سمجھ جائے کہ ہجو کر رہا ہے ۔ مثلاً ؎

یک قطرہ بود پیش دہانت یم قلزم
وصف دہن تنگ ترا ہیچ نہ گفتم

ظاہر مین تو یون معلوم ہوتا ہی کہ گویا معشوق کے دہن تنگ کی بڑی ہی تعریف کی کہ اُسکے منھ کے سامنے ایک قطرہ گویا یم قلزم ہی ۔ اتنا سا منھ ۔ مگر درپردہ مطلب یہ کہ تیرا منھ سمندر کا قبلہ گاہ ہے جس کے مقابل مین یم قلزم ایک قطرہ ہے ۔

پیر مرد ۔ اگر آپ کو تکلیف نہو تو مشہور صنعتین مع مثالون کے جہان آرا کو لکھد تیجیے تو یہ یاد کرلے ۔

آزاد ۔ بسر و چشم ۔ ضرور بالضرور ۔ چشم ما روشن دل ما شاد ۔

جہان آرا ۔ خانۂ احسان آباد ۔

میان آزاد اس فکر مین تھے کہ اسی دم جھپ سے ایک رسالہ کا رسالہ لکھ ڈالون ۔ کیونکہ اُس پیاری لڑکی کی بھولی بھالی ادا اُنکے دل مین کھُپ گئی تھی بے اختیار جی چاہتا تھا کہ اپنی سگی بہن کیطرح اُسکو پیار کرین پڑھائین لکھائین اور اچھے گھر بیاہین ۔ اتنے مین لونڈی نے آنکر کہا کہ میان کھانا پکا ہے چلیے پیرمرد نے میان آزاد سے کہا کہ آپ کو تو سوء ہضمی کی شکایت ہے ۔ آج کل کے دن ہین خراب بندہ اصرار نہ کرنے کا مگر شام کو کھچڑی یا مونگ کی دال اور پھُلکا غریب خانہ ہی پر تناول فرمائیے گا ۔

یہ کہکر وہ تو گھر مین گھس گئے اور اُنکی دختر دہ سالہ دوپٹہ سنبھالتی ہوئی پیچھے پیچھے اٹھکھیلیان کرتی چلی میان آزاد نے اپنے دلمین سوچا کہ واقعی اچھے پھنسے ۔ زبان سے کہنا ہی نہین ۔ کہنے تو دل لگی دل لگی مین کہا تھا کہ سوقت سوء ہضم کی شکایت ہی یہ اگلے وقتون کے لوگ سچ مچ ہی سمجھ بیٹھے ۔ اور لطف یہ کہ شام کو مدعو بھی ہوئے تو کھچڑی اور دال مونگ واہ ری قسمت اب اسوقت روزہ ہی شام کو بھی غرہ مرے بے موت ۔

میان آزاد اپنے دل مین یہ سوچ رہے تھے کہ سامنے سے ایک جوان طناز اکڑتے ہوے آئے ۔ علیک سلیک کے بعد وہ بھی کُرسی پر جا ڈٹے این ! یہ اجنبی کون ہی بھئی ۔ ہی تو آدمی سُرخ وسفید ۔ اور سفید پوش ۔ مگر یہ یہان کہان پہونچے ۔

جوان ۔ آپ کا کہان سے آنا ہوا ۔

آزاد ۔ بندہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہتا ہی اسوقت ایک ضرورت سے یہان باغ مین فروکش ہوا تو پیرمرد کی

پیاری بیٹی کی بھولی بھالی باتین سُنکر جی خوش ہوگیا - ذرا دو گھڑی یہان ہی آ بیٹھیے - ۵

جوان	من ازان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

میان یہ تو بھولی بھالی لڑکی ہو - سگی بہن کو آپ نے نہین دیکھا اُنھین معشوق پن کی ساری باتین خدا نے کوٹ کوٹ کر بھری تھین اور ایسی خندہ پیشانی ہنس مکھ عورت تو دیکھی ہی نہین لیکن بوڑھے میان اُس سے ناراض ہین - وجہ سُنیے - اجی یہ تو تیرھوین صدی ہو اور وہ ٹھہرے حضرت نوحؑ کے وقت کے - اُف ری جوانی کی اُمنگ اور ہائے رے شباب کی ترنگ اِس زمانے کی نادان لڑکیان دانت مچاتی ہین ہتمان سر پر اُٹھاتی ہین سسرال جانے کی خوشیان مناتی ہین ان بڑے میان کو دیکھیے کیا بڑھ ٹھس لگا کہ اٹھارہ برس اپنی بڑی صاحبزادی کی شادی نہ کی - تب تو اُس شوخ فتنہ ہمدوش نے ایک دن اپنی مان سے کہا کہ امان جان ابتو تم صاف صاف کہلواتی ہو - آخر میرا کیا اجاڑ ڈالو گی جو ایک مہینے کے اندر شہنائی کی آواز دروازے پر نہ آئی تو ہم ہیرے کی کنی کھا کر مرجائینگے - خاتون جنت کی قسم پھر آپ کو اپنی صورت نہ دکھائین گے پاس پڑوس کی عورتون نے سمجھایا کہ بیوی اب یہ ماشاءاللہ سیانی ہوئین کھیلنے کھانے کے دن ہین - اب بیاہ نہوگا تو کیا جب سر ہانے لگے گا تب ہوگا - اُنکی یہ کیفیت کہ چٹاخ پٹاخ ہمجولیون مین کسی کو منھ چڑھایا کسی کو بنایا - اُف رے تیری شرارت اللہ رے تیری شوخی - الغرض عمدہ جگہ ایک اونچے گھر مین نسبت ٹھہری تو مان نے کہا -

مان - اے بیٹی مُبارک ہو - تیری شادی ٹھہر گئی -

لڑکی - امان ہمین یقین نہین آتا -

مان - اوئی بیٹا تمھارے ابا نے خود ٹھہرائی ہے -

جب منگنی ہوگئی تو پھر مان نے کہا کہ -

مان - اے بیٹی مُبارک ہوا بتو منگنی بھی ہوگئی -

لڑکی - امان جان مجھے تو ابھی ہرگز ہرگز یقین نہین آتا -

مان باپ نے جھٹ پٹ سامان دُرست کیا اور مانجھے بٹھایا

مان - لو بیٹا ابتو مانجھے بھی بیٹھین -

لڑکی - نا اماں مجھے یقین نہین آتا -

آٹھ دس دن کے بعد ساچق آئی چڑھاوا چڑھا -

مان - لو بیٹی مُبارک ابتو ساچق بھی ہوچکی -

لڑکی - (شرما کر) اماجان مجھے تو اب بھی یقین نہین آتا -

دوسرے دن منھدی کی رسم ہوئی - دلھن کے منھدی لگائی گئی اور رہی جھوٹی چھائی دولھا کو بھیجی گئی -

مان - اے بیٹی - ابتو منھدی رچی - ابتو مبارک ہو -

لڑکی - (لجا کر) اماجان کہو تمھاری خاطر سے کہدون ورنہ مجھے تو ابھی یقین نہین آتا -

راوی - یقین کیونکر آوے - ۵

وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

اے لو صاحب دوسرے دن بڑے دھوم دھام سے برات آئی دروازے پر دھما چوکڑی مچی ہوئی - سمدھنین زرق برق پوشاک پہنے ہوئے چھما چھم کرتی اُترنے لگین - ادھر گالیون کی بوچھار ہوئی - ڈومنیون نے تھرک تھرک کر گانا اور دست حنائی سے گھری گھری ندیا بتانا شروع کیا - ہر ناچ ہونے لگا مولوی صاحب آئے نکاح پڑھا گیا دولھا اندر آیا ریت رسم ہوئی وقت رخصت مان نے چپکے سے بیٹی کے کان مین کہا کہ -

ماں - اے بیٹی مبارک ہو اب تو دولھا کے گھر چلیں -
لڑکی - (مسکرا کر) اما جان - ابھی یقین نہیں -
الغرض برات چلی - یہ گئی وہ گئی - دوسری صبح کو دلھن اپنے میکے آئی -
ماں - اے بیٹی مبارک اب تو شادی ہو گئی -
لڑکی - (آنکھیں نیچی کر کے) اماں جان بندگی - (دبے دانتوں) جی ہاں بندگی سمجھیے قبلہ وہ ایسی تھیں -
آزاد - حضرت خدارا اُنکے مکان کا پتا تو ہمیں بتائیے - واللہ کیا گرما گرم فقرے سنائے ہیں - وہ تو خدا کی قسم زیارت ہی کے قابل ہوئے ہائے یار ایسی ہی بیوی تو ہم بھی چاہتے ہیں تو پھر سچ سچ بتائیے کیا سچ مچ بیاہ پھر ہو ہی گیا -
جوان - اللہ ری بدگمانی - حضرت اُسکو تو یقین ہو ہی گیا - لیکن آپ کو ابتک یقین نہ آیا اللہ ری بدگمانی - اللہ ری بدگمانی بھی بیاہ ہو گیا یا اب - ع - پس ماندہ کا پیش خیمہ آیا + اور ع - اُمید کے نخل نے دیا بار -
آزاد - سچ کہو واللہ وہ تو اس ہی لائق ہے کہ اُس کے قدم چھو کر پیے - کیوں نہ کہے صاحب جب ماں باپ پاگل بنا کھڑیں تو کیونکر نہ کہے -
وہ جوان تو یہ داستان دلچسپ سنا کر اور میاں آزاد کو واہ وہ کہتا چھوڑ کر لمبا ہوا یہاں کیا سنتے ہیں کہ دو آدمی باہم یہ باتیں کرتے ہیں -
ایک - بھئی آخر منھ پھلائے کیوں بیٹھے ہو - یا کیا منھ ایسا ہی بچپن سے عشرے کے دن تو پیدا ہی ہوے تھے -
دوسرا - ہاں یار جسکو نہو وے بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی یہاں جان پر بنی ہے - آپ عشرۂ محرم لئے پھرتے ہیں اجی ہمنے بی اللہ رکھی سے دو سو روپیہ مہینے بھر کے وعدے پر لیے تھے سو اُسکو آج کوئی دو برس ہونے آئے اب وہ کہتی ہیں کہ یا تو ہمارا روپیہ دو یا ہمارے مقدمے کے گواہ ہو جاؤ نہیں تو ہم داغ دینگے اور جیل خانہ دکھائیں گے وہاں چکی پیسنی ہوگی اور سڑک پر ورمٹ چلانا ہوگا - رام بھج - رام بھج - سو اب ہم سوچتے ہیں کہ کریں تو کیا کریں مصیبت میں پڑ گئے بھائی - گواہی دیں تو کس برتے پر میاں آزاد کی تو صورت ہی سے آشنا نہیں اور نہ دیں تو وہ نالش جڑے دیتی ہیں اور یہاں دو سو کیا معنی پچاس روپیہ کا دینے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا بس سوچ لیے ہیں کہ آج شام کو چھپ سے چل کھڑے ہوں ریل کو خدا سلامت رکھے بھاگیں تو پتا بھی نہ ملے -
دوسرا - ارے میاں وہ ترکیب بتاؤں جسمیں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے تم میاں آزاد سے ملجاؤ - اور اُنھیں کے مفید مطلب گواہی دو ادھر اللہ رکھی سے بھی ملے رہو اور سیر سے دونوں میٹھے کہتے ہوے عدالت سے سرخرو آؤ تمھارا اُلو کہیں نہیں گیا ہے اور بچہ تم ہو کس بھروسے پر چار چار گنڈے میں تو وہ گواہ ملتے ہیں جو تڑ سے جھوٹا قرآن یا گنگا اٹھالیں اور جھوٹ کے پل باندھ دیں آپ ہم کس میں ہیں ہمکو کوئی دو ہی روپئے نے قرآن اُٹھوا لے جو چاہے کہوا لے آخر ہماری طرف سے کوئی ڈبلیو ہوگا یا نہوگا - پھر واہی ہو خاصے میاں دو سو ملتے ہیں دو سو - اللہ رکھی کی طرف سے ضرور گواہی دو اور نہیں کھیت گواہی دو - جھوٹ سچ سے واسطہ سچ وہی جسمیں دو سو ملیں بھئی یہ تو کلجگ ہے اسمیں سچ بولنا حرام ہے اور جو گتے نے کاٹا ہو تو سچ ہی بولیئے -
ایک - حضرت سنیے سچ پھر سچ ہے اور جھوٹ پھر جھوٹ ہی

اتنا یاد رکھیے گا۔

دوسرا۔ ابے جا۔ لایا وہان سے جھوٹ پھر جھوٹ ہی ارے نادان اس زمانے مین جھوٹ ہی سچ ہی۔ اک ذرا سے جھوٹ بولنے مین دو دو سو جہرے شاہی آئے گئے ہوتے ہین۔ ذرا زبان ہلا دی اور دفعۃً دو سو ہضم۔ دو سو کا خیال کیجیے۔ کتنی رقم کثیر ہی دل لگی نہین ہی دو سو کیا کچھ تھوڑے ہوتے ہین ہمین کسی سے تم دو گنڈے ہی لوا دو دیکھو حلف اٹھا لیتے ہین یا نہین سو بھائی جو عقل سے کام لو تو ہمارا کہا مانو ورنہ تم جانو تمھارا کام جانے۔

آزاد۔ کیون بھئی جوانو!۔ اور جو اقرار کر کے مکر جائے تو پھر یہی ہو عورت کی بات کا اعتبار کیا۔ اس سے بہتر ہی کہ اللہ رکھی سے اسٹامپ کے کاغذ پر لکھوا لو۔

ایک۔ اچھا اچھا واللہ کیا سوجھی ہے۔

دوسرا۔ کیا میان۔ کیا کہتے ہو۔ اسٹامپ کیسا۔ ہم کیا جانے کیا مشورہ کر رہے ہین۔ آپ آئے وہان سے۔ اسٹامپ پر لکھوا لو۔ ہم کیا کوئی چور ہین۔

ایک۔ اجی وہ تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہین۔ تم تو سمجھتے ہی نہین۔

دوسرا۔ (چپت لگا کر) چپ گو کھے نامعقول ایسی باتین کہین راہ چلتون سے کہدیا کرتے ہین۔ آخر وہ آپکے ہین کون پھر بھلا اُن سے راز دل بتانا حماقت ہی یا نہین۔ مجھکو بھی لیکر دھر واؤ گے معلوم ہوتا ہے۔ بس اب تم سے مشورہ کرے تو اُس پر لعنت۔

آزاد چپکے سے جا کر دونون مذکوریون اور خوجی اور میر صاحب اور فیلبان کو بلا لائے تھے اور کہا تھا کہ ساری داستان سن رکھیے گواہی دینی ہوگی۔

خوجی۔ سننے کو تو سب سنا لیکن میان گواہی روا ہی ہم نہ دینگے اور جو زبردستی کروگے تو تم کو دھروا ہی دینگے۔

میر صاحب۔ اجی ہم گواہی دینگے اور ڈنکے کی چوٹ۔

فیلبان۔ جو سنا وہ کہدینگے۔

میان آزاد مذکوریون کی آنکھ بچا کر چلدیے یہ جا وہ جا اسٹیشن پر داخل اور جھٹ سے ٹکٹ لیکر ریل کے ایک درجے مین بیٹھے جاتے تھے کہ اتنے مین ایک بڑے اسٹیشن پر ریل ٹھہری اور آپ کھٹ سے اُتر پڑے رات کا سمان۔ چوطرفہ اندھیرا گھپ گھٹا ٹوپ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا۔ انھون نے ریل سے اُترتے ہی واند مچائی کہ کوئی قلی ہی۔ کوئی مزدور ہی۔ خدا کے فضل سے زمانہ بھر کو ٹھگ کر آئے تھے کپڑے کی گٹھری۔ چینی کی پیالی۔ دو ڈھائی سو روپیہ کی پوٹلی۔ میوہ کا ٹوکرا۔ بیگ۔ بقچہ۔ بچھونا۔ الم غلم۔ کئی گدھون کا بوجھ ان کے پاس تھا قلیون کے سر پر لاد کر باہر نکلے۔ آیئے حضور ہم گاڑی دین۔ لیجیے یہ پالکی گاڑی آپ ہی امیرون کے لائق ہی۔ اجی یہ کمانی دار یکہ کر لیجیے۔ ہوا کے موافق مشکی یابو جاتا ہی چھُن چھُن کرتا ہوا اجی ادھر آیئے میان ہم بھی دین کہان چلیے گا کہان۔ کیا لوگے۔ کہان جایئے گا۔ سرا۔ سرا تو یہان ایک چھوڑ دس دس ہین۔ جو سب مین بڑی ہو مگر صاف ستھری۔ اچھا ایک روپیہ ہوا۔ واہ پہلے گھنٹے کے ۶ دوسرے گھنٹے کے ۳ اور پندرہ منٹ کی راہ جسکے ۱۶ سولہ گنڈے مانگتے ہو۔ ہم پانچ آنے دینگے ہزار دفعہ غرض ہو چلو نہین نہ سہی اچھا چلیے پہونچا دین۔

میان آزاد نے اسباب کو بگھی پر لادا۔ اور چل کھڑے ہوے کھٹ سے سرا مین داخل۔ سرا کے معاملے اور بھٹیارون کے ہتھکنڈون سے تو یہ خوب ہی واقف ہو چکے تھے ایک کوٹھری مین جا ڈٹے اور بچھونا بچھا کے خوب لہرا لہرا کے باواز بلند گانا شروع کیا۔

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت	عبیر ملائک دران می سرشت

میان آزاد بڑے ذوق اور جوش شوق سے گاتے تھے کہ ایک آواز آئی - بس زبانی داخلہ ہی یا اور کچھ بھی - اسکے بندۂ درگاہ قائل نہین ایسا کر دکھائیے تو جانین - اگر شوق چرایا ہو تو دون ایک ساغر آب اندیشہ و بادۂ جان پرور - گلگون احمر قدح ارغوانی - لطف زندگانی کیمیاے فتوح جوہر روح - صبح کا سہانا سمان ہی)

میان آزاد نے جو یہ آواز سنی تو چوکنّا ہو کر لگے ادھر اُدھر دیکھنے کوئی بھی نہین یہ بھی یہ کس گوشے سے آواز آئی - ہے کوئی طرار آدمی الفاظ چست - لب و لہجہ درست - معجز بیان طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہی اتنے مین ایک صاحب برآمد ہوے - فالسئی تہ بند شربتی کا زعفرانی پیرہن زیب تن کیے - مانگ نکالے پٹون مین حنا کا تیل ڈالے آنکھون مین سرمہ لگائے - ہاتھون مین مہندی رچائے ایک زن ملیح و سبزہ رنگ جوان شوخ و شنگ کی طرف مخاطب ہو کر حضرت نے یون فرمایا - ؎

ای پیک پی خجستہ چہ نامے فدیت لک
ہرگز سیاہ چردہ ندیدم باین نمک

علیک سلیک کے بعد آزاد کے چھپر کھٹ پر ڈٹ گئے - بابا ہم شاہ جی ہین قدسی شاہ ہمارا نام ہی عشق بتان ہمارا خاص کام ہی اسوقت جو آپ نے ہمارے مرشد کامل حضرت حافظ شیراز رح زندہ باد کا شعر بلحن داؤدی پڑھا تو طبیعت مسرور ہو گئی اور دنیا و ما فیہا کی فکر دور ہو گئی لیکن بابا کبھی بادۂ آتش فشان کا جام نوشین روان بھی دیکھا تھا سچ کہنا معلوم ہوتا ہے چوری چھپے پیا کیے ہو - مگر فعل نیک مین محتسب کا ڈر نہ قاضی کا خوف - ؎

زیادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
بیانگ بربط و می رازش آشکارا کنم

آزاد - شراب تو بندۂ درگاہ نے ترک کردی - کب کی توبہ کر چکا - ابتو اس مُردار کو چھوڑا سو چھوڑا آپ پیتے ہون تو پیجیے ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

شاہ جی - نا بچہ - توبہ کیسی - یاد رکھ توبہ توڑنے کے لیے اور قسم کھانے کے لیے ہی بہار توبہ شکن ہی ساقی گلعذار توبہ شکن ہے - یہ مرغزار توبہ شکن ہی - یہ رود بار توبہ شکن ہی - وہ جھومتی ہوئی گھٹا آئی - وہ ٹھنگھور گھٹا چھائی - ؎

توبہ زمے کردم و آمد بہار
ساقی توبہ شکنم آرزوست

یہ کہکر شاہ جی نے جھولی مین سے سونف کی ولائتی میٹھی شراب نکالی - دھانی بوتل اور کہا کہ - ؎

سبز بوتل مین لال لال شراب
شاہ جی میکدے مین بیٹھے ہین

خیر ایمان کا خدا حافظ
اس مسلمان کا خدا حافظ

آزاد - یا حضرت اینجانب نے تو قسم کھائی ہی کہ جبتک کوئی زن جوان و زہرہ جبین گلرخسار نازنین اپنے دست حنائی سے شراب آتش خواص نہ پلاے گی اور سیکڑون قسمین نہ کھلائیگی کہ اگر یہ پیالہ غٹ غٹ کر کے نہ پی جائے تو ہمارا ہی لہو پیئے تب تک ایک قطرہ نہ پیونگا - ؎

کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نہ خورم بے رخ بزم آرائے

شاہ جی - اسیر ہمنے جھٹ پٹے مین مصرعے لگائے تھے سنیے گا ذری - ؎

واعظا چون بطمع چند درآئی بخروش
گیرم آن خود ہمہ نوش ست ولیکن مستی دوش

کہ بیاد رچمن خلد می کوثر نوش
کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش

کہ دگر می نخورم بے رخ بزم آرائے

آزاد - بارک اللہ خوش گفتی بلکہ دُر سفتی

قدسی بہ فصاحت و بلاغت | گویا سلمان ساوجی ہے

قدسی شاہ سمجھے کہ اب میان نیم راضی ہو گئے اشارہ سے اس جوان سراپا انداز سرمست صہباے ناز کو بلایا اور وہ ایک ادا سے دربا سے قدم دھرتی چھماچھم کرتی میان آزاد کے چھپرکھٹ پر غڑاپ موجود ہو گئی - اتنے مین بھٹیاری نے جو یہ حال دیکھا تو بجلی کیطرح چمکتی ہوئی آئی اور اس درجہ چیخی چلائی کہ الامان "ای واہ میان اٹھارہ اٹھارہ سنڈون کو لیکر کھٹیا پر بیٹھتے ہین - اور جو پاٹی کھٹ سے ٹوٹ جائے تو کس کے ماتھے - ایسے بھی مسافر نہین دیکھے ایک تو ماشاء اللہ سے خود نتھے سے آدمی ہین دوسرے دس دس کو لے کر بیٹھے ہین - لے چرپائی خالی کیجیے ہم ایسے کرایہ سے درگذرے چرپائی نگوڑی کی بساط ہی کیا ہے" میان آزاد کی تو بھٹیاری کے نام سے روح تھراتی تھی چپکے سے چارپائی خالی کر دی اور پائی چھوڑ کر دری بچھوا کر مزے سے شاہ جی اور اُس نوعروس سرمایۂ ناز کو لے کر بیٹھے اور دور چلنے لگا -

وہ گلبدن اپنے پیارے ہاتھون سے بھر بھر کے جام شراب ناب پلاتی جاتی تھی اور میان آزاد کے جسم مین گویا جان تازہ آتی جاتی تھی شاہ جی نے ایک جرعہ لیا اُس غنچہ دہن نے ایک گھونٹ پیا میان آزاد نے مزہ چکھا اسیطرح جام پر جام لنڈھایا جاتا تھا - اور دونون کو شیر مادر کا مزہ آتا تھا - ۵

دور چلے دور چلے ساقیا | اور چلے اور چلے ساقیا

اور سہی - پھر دور چلا - اب کی کورے سکورے مین انگور کی شراب ہو یہ بھی سہی - پہلے اُس سیمتن نے چسکی لگائی پھر جھوٹی چھائی میان آزاد نے اُڑائی بچی بچائی میان قدسی شاہ کے حصے مین آئی - ابھی دور کا قل نہین ہوا ہوش باقی ہے -

دور چلے دور چلے ساقیا | اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین میان آزاد تو غین ہو گئے - مدہوش و سیہ مست سر و پا کی خبر نہین - ایکدفعہ ہی اُٹھ کھڑے ہوے - اُٹھتے ہی دھڑ سے گرے گرے تو یا بدست دگرے دست بدست دگرے -

ادھر شاہ جی تو اسی گھات مین آئے ہی تھے جھپاک سے کپڑے وپڑے باندھے جمع جتھالی اور چلتا دھندا کیا سیمتن بھی ان کے ساتھ ساتھ لمبی ہوئین - میان آزاد رات بھر بیہوش پڑے رہے سحر کاذب کے وقت انکی آنکھ کھلی تو حال کھلا - یکہ و تنہا - نہ قدسی شاہ نہ وہ گوہر دُرج دلربائی فقط میان آزاد اور اُنکی چارپائی - ۵

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

پیاس کے مارے گلے مین کانٹے پڑے جاتے ہین - ہاتھ پاؤن ٹوٹے رہے ہین - جی مالش کرتا ہے طبیعت گھبراتی ہے - ۵

دوشینہ بکوے میفروشان | پیمانۂ مے بزر خریدم
اکنون ز خمار سرگرانم | زر دادم و دردسر خریدم

اُٹھے تو لڑکھڑاہٹ نے پاؤن لیے - لڑھک گئے - پھر اُٹھے پھر منھ کے بل گرے - ہاے خدا خدا کر کے ہزار خرابی آفتابہ سے پانی پیا - آب سرد و خوشگوار نے کسی قدر تقویت بخشی - لیٹے تو آنکھ لگ گئی - پھر اُٹھے پھر پانی پیا - پھر پیا - پھر پیا - جب پیچھے ترہ کا ہو گیا تو دیکھتے کیا ہین کہ سرھانے پر ایک خط رکھا ہے کھولا پڑھا

خط

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین تست
مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی

کیون بچہ اُدھر رہیو گے اب پیوگے تو پھر جیوگے بھی نہین - ان اسکے

میان آزاد بڑے ذوق اور جوش شوق سے گاتے تھے کہ ایک آواز آئی - بس زبانی داخلہ ہی یا اور کچھ بھی - اسکے بندۂ درگاہ قائل نہین ایسا کر دکھایئے تو جانین - اگر شوق چرّایا ہو تو وہ دن ایک ساغر آب اندیشہ و بادۂ جان پرور - گلگون احمر قدح ارغوانی - لطف زندگانی کیمیاے فتوح - جوہر روح - صبح کا سہانا سمان ہی)

میان آزاد نے جو یہ آواز سنی تو چوکنّا ہو کر لگے ادھر اُدھر دیکھنے کوئی بھی نہین یہ بھی یہ کس گوشے سے آواز آئی - ہی کوئی طرار آدمی الفاظ چست - لب و لہجہ درست - معجز بیان طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہی اتنے مین ایک صاحب برآمد ہوے - فالسئی تہ بند شربتی کا زعفرانی پیرہن زیب تن کیے - مانگ نکالے پٹون مین حنا کا تیل ڈالے آنکھون مین سرمہ لگالے - ہاتھون مین مہندی رچائے ایک زن ملیح و سبزہ رنگ جوان شوخ و شنگ کی طرف مخاطب ہو کر حضرت نے یون فرمایا - ؎

ای بیک پی خجستہ چہ نامے فدیت لک
ہرگز سیاہ چردہ ندیدم باین نمک

علیک سلیک کے بعد آزاد کے چھپر کھٹ پر ڈٹ گئے - بابا ہم شاہ جی ہین قدسی شاہ ہمارا نام ہی - عشق بتان ہمارا خاص کام ہی اسوقت جو آپ نے ہمارے مرشد کامل حضرت حافظ شیراز رند شاہد باز کا شعر بلجن داؤدی پڑھا تو طبیعت مسرور ہو گئی اور دنیا و مافیہا کی فکر دور ہو گئی - لیکن با ایں ہمہ بادۂ آتش فشان کا جام نوشین روان بھی دیکھا تھا سچ کہنا معلوم ہوتا ہے چوری چھپے پیا کیے ہو - مگر نعل نیک مین محتسب کا ڈر نہ قاضی کا خوف - ؎

زیادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
بانگ بربط و می رازش آشکار کنم

آزاد - شراب تو بندۂ درگاہ نے ترک کر دی - کب کی توبہ کر چکا

ابتو اس مُردار کو چھوڑا سو چھوڑا آپ پیتے ہون تو پیجیے ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

شاہ جی - نا بچہ - توبہ کیسی - یاد رکھو توبہ توڑنے کے لیے اور قسم کھانے کے لیے ہی بہار توبہ شکن ہی ساقی گلعذار توبہ شکن ہے - یہ مرغزار توبہ شکن ہی - یہ رود بار توبہ شکن ہی - وہ جھومتی ہوئی گھٹا آئی - وہ گھنگھور گھٹا چھائی - ؎

توبہ زمے کردم و آمد بہار
ساقی توبہ شکنم آرزوست

یہ کہکر شاہ جی نے جھولی مین سے سونف کی ولائتی میٹھی شراب نکالی - دھانی بوتل اور کہا کہ - ؎

سبز بوتل مین لال لال شراب	خیر ایمان کا خدا حافظ
شاہ جی میکدے مین بیٹھے ہین	اس مسلمان کا خدا حافظ

آزاد - یا حضرت اینجانب نے تو قسم کھائی ہی کہ جبتک کوئی زن جوان و زہرہ جبین گلرخسار نازنین اپنے دست حنائی سے شراب آتش خواص نہ پلاے گی اور سیکڑون قسمین نہ کھلائیگی کہ اگر یہ پیالہ غٹ غٹ کر کے نہ پی جائے تو ہمارا ہی لہو پیئے تب تک ایک قطرہ نہ پیونگا - ؎

کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نہ خورم بے رخ بزم آرائے

شاہ جی - اسپر ہمنے جھٹ پٹ مین مصرعے لگائے تھے سنیے گا ذری - ؎

واعظا چون بطامی چند درآئی بخروش	کہ بیاد چمن خلد می کوثر نوش
گیرم آن خود ہمہ نوش ست و لیکن می دوش	کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش

کہ دگر می نخورم بے رخ بزم آرائے

آزاد- بارک اللہ خوش گفتی بلکہ دُر سفتی

قدسی بہ فصاحت و بلاغت | گویا سلمان ساوجی ہے

قُدسی شاہ سمجھے کہ اب میان نیم راضی ہو گئے اشارہ سے اُس جوان سراپا انداز سرمست صہبائے ناز کو بُلایا اور وہ ایک ادائے دلربا سے قدم دھرتی چھما چھم کرتی میان آزاد کے چھپر کھٹ پر غڑاپ موجود ہو گئی۔ اتنے مین بھٹیاری نے جو یہ حال دیکھا تو بجلی کیطرح چمکتی ہوئی آئی اور اس درجہ چیخی چلائی کہ الامان: "ای واہ میان اٹھارہ اٹھارہ سنڈون کو لیکر کھٹیا پر بیٹھتے ہین- اور جو پاٹی کھٹ سے ٹوٹ جائے تو کس کے ماتھے- ایسے بھی مسافر نہین دیکھے ایک تو ماشاء اللہ سے خود نتھے سے آدمی ہین دوسرے دس دس کو لے کر بیٹھے ہین- لے چرپائی خالی کیجیے ہم ایسے کرایہ سے درگذرے چرپائی نگوڑی کی بساط ہی کیا ہی!" میان آزاد کی تو بھٹیاری کے نام سے روح تھراتی تھی چپکے سے چارپائی خالی کر دی اور پائنی چھڑکوا کر دری بچھوا کر مزے سے شاہ جی اور اُس نوعروس سراپا ناز کو لے کر بیٹھے اور دور چلنے لگا-

وہ گلبدن اپنے پیارے ہاتھون سے بھر بھر کے جام شراب ناب پلاتی جاتی تھی اور میان آزاد کے جسم مین گویا جان تازہ آتی جاتی تھی شاہ جی نے ایک جرعہ لیا اُس غنچہ دہن نے ایک گھونٹ پیا میان آزاد نے مزہ چکھا اسیطرح جام پر جام لنڈھایا جاتا تھا- اور دونون کو شیر مادر کا مزہ آتا تھا- ؎

دور چلے دور چلے ساقیا | اور چلے اور چلے ساقیا

اور سہی- پھر دور چلا- اب کی کورے سکورے مین انگور کی شراب ہو یہ بھی سہی- پہلے اُس سیمتن نے چُسکی لگائی پھر جھوٹی چھائی میان آزاد نے اُڑائی نپی بچائی میان قدسی شاہ کے حصے مین آئی- ابھی دور کا قل نہین ہوا ہوش باقی ہی-

دور چلے دور چلے ساقیا | اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین میان آزاد تو غین ہو گئے- مدہوش و سیہ مست سر و پا کی خبر نہین- ایکدفعہ ہی اُٹھ کھڑے ہوے- اُٹھتے ہی دھڑ سے گرے گرے تو پا بدست دگرے دست بدست دگرے-

ادھر شاہ جی تو اسی گھات مین آئے ہی تھے جھپاک سے کپڑے ویڑے باندھے جمع جتھالی اور چلتا دھندا کیا سیمتن بھی ان کے ساتھ ساتھ لبی ہوئین- میان آزاد رات بھر بیہوش پڑے رہے سحر کاذب کے وقت انکی آنکھ کھلی تو حال پتلا- یکہ و تنہا- نہ قدسی شاہ نہ وہ گوہر دُرج دلربائی فقط میان آزاد اور اُنکی چارپائی- ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

پیاس کے مارے گلے مین کانٹے پڑے جاتے ہین- ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین- جی مالش کرتا ہے طبیعت گھبراتی ہے- ؎

دوشینہ بکوے میفروشان | پیمانۂ مے بزر خریدم
اکنون ز خمار سر گرانم | زر دادم و درد سر خریدم

اُٹھے تو لڑکھڑا ہٹ نے پاؤن لیے- لڑھک گئے- پھر اُٹھے پھر منھ کے بل گرے- بارے خدا خدا کرکے ہزار خرابی آفتابہ سے پانی لیا- آب سرد و خوشگوار نے کسی قدر تقویت بخشی- لیٹے تو آنکھ لگ گئی- پھر اُٹھے پھر پانی پیا- پھر پیا- پھر پیا- جب تڑکا ہو گیا تو دیکھتے کیا ہین کہ سرھانے پر ایک خط رکھا ہی کھولا تو

خط

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین تست
مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی

کیون مجھہ اور پیوگے اب پیوگے تو پھر جیوگے بھی نہین- ہان اسکے

ساتھ یہ بھی ہی - ہو کاہی تو کہنا - بوتل کی بوتل منہہ سے لگائی اب خمیازہ کھینچا - ہات تیرے کی - کیا مزے سے معشوق پری پیکر رشک قمر کے پاس بیٹھے ہوئے غٹ غٹ اُڑا رہے تھے گھڑی وگھڑی گھوم گئی نہ ہات تیرے کی اب کہو اُستاد صبوحی نہ اُڑیگی بھئی ہماری خاطر سے ایک جام تو لو - کہو تو ہمیں کے ہاتھ بھیجون ہات تیرے کی مثل مشہور ہی کہ انسان کچھ کھو کے سیکھتا ہی مگر تم کھو کے بھی نہ سیکھے یاد ہی ریل پر ہمنے تمہارا بقچہ اُڑا دیا تھا اب جیتے مچھیی - رہی شاہ جی ہم ہین - مگر ہان تب اور روپ مین تھے اب اور بھیس ہی - تب بھی چکما دیا تھا - ابکی بھی غچّا دیا جو تم انسان ہوتے تو ہمارے پھندے مین نہ آتے - اب ہم جتائے دیتے ہین خبردار مسافر کا اعتبار نہ کرنا اور سفر مین تو کسی پر بھروسا رکھنا ہی نہین دیکھو آخر ہم دے کے چلدیے تمنے عمر بھر سفر کیا مگر آدمی نہ بنے

"درویش مشیخت پناہ قدسی شاہ"

یہ خط پڑھکر میان آزاد پر گویا غرق خجالت کے سیکڑون گھڑے پڑگئے اور اتفاق وقت ہی ہنسیا کلوارن بھی اُدھر سے چمکتی ہوئی گذرین -

پیچھے چور کے گھر چور پیٹھے ڈاکو کے یہان ڈاکہ پڑا - گٹھ کٹے کی جیب کتری گئی - بڑے نیاریے نے غچّا کھایا - میان آزاد سب کو موس لائے تھے مگر یہان بقچہ و تھیلہ گٹھڑی وٹھڑی - روپیہ پیسا جمع جتھا سب غائب غلّہ ہو گیا دکھن کی کمائی کا ندو کے نالے مین گنوائی ساری چوری سرا مین لٹائی اب ٹکا کفن کو پاس نہین کوڑی کوڑی کو محتاج -

بہت کچھ غل غپاڑا مچایا - سرا بھر کو سر پر اُٹھایا - بھٹیارے کو دو چار جھپتین لگائین - بھٹیاری کو بے نقط سنائین - مگر لال نہ ہلا نہ ہلا شاہ جی رفوچکّر ہوے مگر نام کیا متبرک رکھا تھا قدسی شاہ - شاہ یا چورون کے پشت و پناہ اور ڈاکوؤن کے قبلہ گاہ - لوگون نے صلاح دی کہ جاؤ تھانہ پر رپٹ لکھاؤ گرتے پڑتے چلے تھانہ پر - اثنا راہ مین پنساری کی دکان پر ایک شخص اخبار پڑھ رہا تھا - میان آزاد اپنا نام اُسکی زبان سے سُنکر چونکتا ہوے - اِین! ہمارا ذکر خیر اخبار مین کیسا - سنتے ہی ٹھٹک رہے کیون قبلہ ذرا یہ اخبار ہم بھی پڑھ سکتے ہین - جی ہان جو پڑھے لکھے ہین آپ تو پڑھ سکیے گا ورنہ خیر صلاح کے ڈھیر بیچیے ملاحظہ فرمایئے - وہ تو گلقند آفتابی لے کر رفوچکر ہوے - یہ اخبار پڑھنے لگے -

میان آزاد! میان آزاد!! میان آزاد!!!

نگوڑی چاہت کو کیون سمیٹا عبث کے جھگڑے جھیلنے کو
دوگانہ پڑ جائے ٹھگی ایسی تمھارے اٹھکھیل کھیلنے کو
نصیب جاگین گے میرے جسدم تو مین بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو آزاد سے ہمین ہان پڑے ہین پاپڑ سے بیلنے کو

پر بیتی کون کہے - ہماری بپتی سنو - سرا مین ایک گورا گورا لانبا لانبا جوان خوبرو آکر ٹکا ٹکا کیا بلکہ جم گیا - اور جمتے ہی ہمسے نکاح کا وعدہ کیا - ہم تو سیدھے سادھے ہین - ہمین اُسکے ہتکھنڈے کیا معلوم ہم بھی نکاح پر جھپ سے راضی ہو گئے - اے جب نکاح کے دن قریب آئے تو موا اُنگر گیا ہم نے نالش داغدی تو بھاگ گیا سرکار نے اُسکو پکڑوا بلایا - پھر چمپت ہو گیا - تو جو کوئی ڈھونڈھ لائے ہم اُسکے ساتھ نکاح کر لین گے - الھدرکھی بھٹیاری

یہ اشتہار میان آزاد پڑھ ہی چکے تھے کہ دوسرا نظر سے گذرا

لوٹ لیا! لوٹ لیا!! لوٹ لیا!!!

چل دیا دے کے جل ہمین مکار | ایسے شیطان پر خدا کی مار

دُہائی ہی - دہائی ہی - وقت مشکل کشائی ہی بس اب جان پر بن آئی ہی مین بوڑھا مہاجن اگلے وقتون کا ریزہ کچہری دربار عدالت سرکار سے

ناواقف - ایک چور دن کے قبلہ گاہ ڈاکوؤن کے پشت پناہ ذات شریف کے جنگ پر چڑھ گیا تو اُسکو ڈھائی سو ۲۵۰ روپیہ نقد کھنا کھن گن دیے اب سُنیے کہ مشک تو ہمارے پاس ہی مگر اُس کا ستیاناس ہو گیا جانے کہان چل دیا میان آزاد کے ساتھ آیا تھا جو کوئی اُسکو پکڑ لائے اُسکو ہم دو ۲ روپیہ انعام دینگے - لالہ گوجر مل مہاجن

اسکے بعد ایک تیسرا اشتہار پڑھا -

مُوس لیا! مُوس لیا!! مُوس لیا!!!

ہات ترے چور کی دُم مین موٹا سا رسّا باندھون - نابکار چھ سات روپیہ کا میوہ لے کر چھپا نسا دیکر چلدیا آزاد نام ایک صاحب اُنکے ساتھ تھے صبح کو کافور ہو گیا - یہان سے منزلون دور ہو گیا اگر کوئی صاحب اُنکا پتا لگائین تو بے فصل کے آم کھلواؤن -

جمالی مالی

یہ تینون اشتہار پڑھ چکے تو ایک چوتھا اور نظر آیا

لینا! لینا!! لینا!!!

جانے نہ پائے - جانے نہ پائے - چور - چور - چور - بلکہ سینہ زور واضح ہو کہ میان آزاد کے ایک دوست نے ہماری کوٹھی سے کئی روپیہ کا مال جاکر خریدا اور وعدہ کیا کہ تڑکے دام بھیجدینگے -

ہم تو سادے غریب کیا جانین
اُس فرور کو کیونکر پہچانین

سمجھے کہ شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین جھوٹ کیا بولین گے وہ تڑکے لے دے کے چلدیے تو آجتک آتے ہی ہین اسی سے تو کسی کی ساکھ نہین رہی - اگر کوئی بزرگوار اُس بے ایمان کو گرفتار کرا دین تو ہم دس گز ریشمی کپڑے سے کمین

کالا تھا اینڈ کمپنی سوداگر

پانچوان اشتہار بھی موجود -

ٹھہر تو جا! ٹھہر تو جا!! ٹھہر تو جا!!!

آزاد نام ایک عروض دان اور سخندان ہمارے باغ مین ٹکے تھے دو چار دن ہمارے ساتھ خوب میٹھے ٹکڑے اُڑائے آخر کار اُنکے دوست جو اُنکے ساتھ تھے کوئی پانچ چھ ۶ روپیہ کے چینی کے پیالے بھی لے بھاگے سو بھئی آزاد جو یہ اشتہار پڑھو تو واسطے خدا کے وہ پیالے اپنے دوست سے دلوا دو -

پیر مرد

ابھی ایک اور باقی ہے -

پھنسا دیا! پھنسا دیا!! پھنسا دیا!!!

ہم ایک برات مین ہاتھی لے کر گئے تھے - شامت اعمال سے ایک اشتہاری مجرم اُسی ہاتھی پر سوار ہوا - سرکاری مذکورون نے اُنکو گرفتار کر لیا اور یہان لے آئے اب وہ تو خود چلدیے اور ہم کو مع ہاتھی اور ہاتھی کی دُم کے قرق کرا گئے - یارو چھڑا اُنکو یا دُترلاؤ

فیلبان

ادھر میان آزاد تو اس جھنجھٹ مین پڑے تھے اُدھر نواب کے یہان کا حال سُنیے کہ وہ کس مصیبت مین مبتلا تھے جب برات لُٹ گئی تو لوگ رو رو کر یون کہنے لگے - ع

ہوا آزاد پر وارنٹ سرکار
کچہری مین گئے ہو کر گرفتار

غضب ہشیار تھے بیباک تھے وہ
ازل سے نام جب اُنکا ہی آزاد

ہوے مفرور کیا چالاک تھے وہ
وہ سہتے کس طرح محبس کی بیداد

دوسرا لے گئے تھے ہو کے جس ہاتھی پہ سوار
ضمانت مین اُسے لکھوا یا اکبار

امانت مین تھین کے قرق ہو وہ
ضمانت مین نٹھین کے قرق ہو وہ

تیسرا لے گئے خالی وہان سے بھی نہ ٹھہر
ہر اک کو موس کر کے بھاگے دو دل ے

چوتھا سہ | کسی سے پیالیاں چینی کی لی تھین
فقط ترٹکے ہی کے وعدے پہ دی تھین

انھین بھی ہضم حضرت نے کیا ہی | وہ بوڑھا پیالی والا رو رہا ہی

پانچوان سہ | تھے بزازون سے جاکر مال لائے
اُنھین بھی خالی سُتّے ہی بتائے

چھٹا سہ | مہاجن سے لیے تھے ڈھائی سو قرض
ادائی اُنکی تھی آزاد پر فرض

ساتوان سہ | ہمیشہ سے یہی تھا اُنکا شیوہ
لیا اک میوہ والے سے تھا میوہ

عجب کھوٹی ہی کچھ اُنکی بھی نیت | اُسے بھی آجتک دیتے ہین قیمت

آٹھوان سہ | سوار اک گاڑی پر ہوکر گئے تھے
کئی گھنٹے اُسے چکّر دیے تھے

غضب کا پیٹ ہے اللہ اللہ | کرایہ نوش اُسکا کر گئے واہ

نواب سہ | بڑا افسوس ہوتا ہے ہمین یان
نہ تھے اسطرح کے ہرگز وہ انسان

نہایت ہی دیانت دار تھے وہ | نہ تھے خائن امانت دار تھے وہ

راوی - واہ اچھی بے پر کی اُڑ رہی ہے اِس شاعری کے صدقے -

میان آزاد تھانہ تک جاتے جاتے راہ مین کوئی اٹھارہ ہی جگہ پر ٹکے ہونگے - تھانہ پر جانا گویا جوے شیر لانا تھا - اخبار مین درجن بھر اشتہار پڑھے تو ماتھا ٹھنکا کہ خدا ہی خیر کرے اور طرّہ اُسپر یہ کہ بی اللہ رکھی نے ٹوہ لگا کر خط بھی بیرنگ روانہ ہی کردیا - اب جاے رفتن نہ پاے ماندن - ضغطے مین جان ہی خوف یہ کہ تھانہ پر جائین تو مبادا کوئی حلیہ ملائے مفت مین دھر لیے جائین بارے سہ

ماکار خویش را بخداوند کارساز
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

کہتے ہوے تھانہ پر دَن سے داخل ہوگئے تو کیا دیکھتے ہین کہ تھانہ دار صاحب چھپر کھٹ بچھائے بیٹھے ہانک رہی ہین کہ ہمین نے فلان گانون مین ۱۸ - ڈاکوون سے مقابلہ کیا اور ۳۴ - برس کی چوری برآمد کی اور گلباز سے نامی چور کو گرفتار کر لایا - کانسٹبل ہان مین ہان ملاتے اور بھرّے دیتے جاتے تھے کہ آپ ایسے اور آپ ایسے اور آپ ڈبل پیسے -

اتنے مین انکے اور تھانہ دار صاحب کے ساڑھے تین آنکھین ہوئین این! یہ ساڑھے تین چہ معنی دارد تھانہ دار کی ڈیڑھ ہی آنکھ تھی - آدھی ڈاکوون کی نذر کر چکے تھے -

آزاد - السلام علیکم -

تھانہ دار - وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج اقدس -

آزاد - عالم بالا پر ہے اب گٹھری دلواؤ اُستاد جی -

تھانہ دار - اُستاد جی کس بھکوے کا نام ہے - یہ اُستاد جی کہان رہتے ہین - اور گٹھری کیسی؟ یہ کیا بہکی بہکی باتین کرتے ہو -

آزاد - واہ ری تیری تھانہ داری - ماشاءاللہ صورت سے نہین پہچان جاتے کہ مستغیث مظلوم ہے -

تھانہ دار - کیا کوئی واردات ہوگئی -

آزاد - جی اور نہین تو کیا کتّے نے کاٹا تھا جو مین خاک پھانکتا ہوا یہان آتا -

تھانہ دار - اچھا پھر آپ روزنامچے مین رپورٹ لکھوائیے منشی جی لکھ لو -

منشی جی - آپ کا کیا نام ہے -

آزاد - اس سے آپ کو کیا کام ہے - آخر آپکو ناؤن اور گاؤن سے کیا واسطہ -

میان آزاد اور تھانہ کے منشی سے آدھ گھنٹے تک گلخپ رہی میان آزاد کو نام بتانے مین انکار منشی کو اصرار - اور میان آزاد نام بتاتے تو بتاتے کیونکر میاؤن کا جو خوف تھا -

خیر آخر کار بڑی غرفش کے بعد نام بتایا مگر مصنوعی اچھا کچھ بجی ہمارا نام جنٹلمین ہے -

منشی - کیا جنٹلمین ؟ بھئی واللہ یہ تو انوکھا نام ہے - آپ کرسٹان ہین - ہندو مسلمان کا تو ایسا نام آج تک سُنا نہین -

آزاد - آپ کوئی قاضی ہین -

منشی - آپ کا اسباب وسباب نہین کھویا ہی بس معلوم ہوگیا آپ فقرہ باز آدمی ہین - نو برس سے ہم منشی تھانہ ہین ایسے منطقی دیکھے ہی نہین جیسے آپ ہین - سوائے اسیٹچھ کے دوسری بات نہین یاد ہے اگر بیوجہ بھی کسی سے پوچھین کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے تو اسکو بتانے مین اغماض نہو مگر آپکی عقل کے قربان آئے ہین رپٹ لکھانے اور نام بتانے مین مچلتے ہین -

آزاد - مجھ سے زبان نہ ملائیے گا اتنا مین نے کہدیا ہے ذری مین ٹیڑھا آدمی ہون -

تھانہ دار - اچھے اچھے ٹیڑھون کو تو ہمنے سیدھا بنایا - آپ ہین کس کھیت کی مولی - کوئی ہے - گیان سنگھ - وہ حلیہ تو ملاؤ - بالکل ویسی ہی شکل وصورت ہے -

گیان سنگھ نے حلیہ جو ملایا تو سر مو فرق نہین غضب ہی ہوگیا مگر اسوقت کر کیا سکتے تھے دھر لیے گئے فوراً حوالات مین دندنانے لگے -

میان آزاد مصیبت رسیدہ ایک ہی گرگ باران دیدہ پرلے سرے کے بنیا ریے خرانٹون کے قبلہ گاہ اُستادون کے پشت پناہ بھلا وہ اور حوالات مین رہین - واہ رہ چکے - یہ ستم سہہ چکے کانسٹبل کو وہ وہ بھرے دیے کہ جنگ پر چڑھ گیا - باتون باتون مین یارانہ پیدا کر لیا - دم کے دم مین وہ پینگ بڑھائے کہ اُن کا دم بھرنے لگا - اب اُسے فکر ہوئی کہ انکو حوالات سے ٹہلا دے حوالی موالی سنتری گھڑیالی کی آنکھ چوکی اور میان آزاد اسطرح غائب ہوئے جیسے جان تن سے یا بوے گل چمن سے - ع

کب سبکدوش رہے قیدی زندان وطن
بوے گل پھاندتی ہے باغ کی دیوارون کو

دائین بائین دیکھتے چُپ چاپ دبے پاؤن جانے لگے ذرا آہٹ ہوئی اور انکے کان کھڑے ہوئے کہ پکڑے گئے کھٹ کی آواز آئی اور ہوش پران کسی نے کسی کو پکارا اور میرے شیر نے قدم بڑھایا - بارے خدا خدا کرکے وہ کا فرراستہ طے کیا اور دُن سے سرا مین داخل ہوے - جاکٹ پتلون ڈانٹا ہاتھ مین ایک موٹا سا بید لیا - اسباب کا بقچہ سنبھال بیگ گلے مین ڈال بی بھٹیاری کو بھاڑا دے کر عینک چڑھا قدم بڑھا - یہ جا وہ جا اب راہ مین ایک ایک سے پوچھتے ہین کہ کیون حضرت اسٹیشن کی راہ کدھر ہے - کیون میان ریل کا راستہ کس طرف ہے - دل لگی باز آدمی بھر آپ جائیے ایک ٹھڈول - کوئی پچھم بتاتا ہے - کوئی پورب - ایک مزدور گٹھا لیے ہوے اُتر کی طرف چلا - دوسرے نے دکھن کی راہ لی - سوچے کہ ابھی ہم پورے جنٹلمین نہین بنے جھپاک سے ایک گاڑی کرایہ کی اب ٹھیٹھ جنٹلمین بن گئے - بگھی کھڑکھڑاتے ہوئے اسٹیشن پر داخل ان کو تحقیقات کا عارضہ لگے ہر ایک سے ادھر اُدھر کی گپ

اُڑانے آدمی تھے مشین جاکٹ پتلون اور البرٹ فیشن کے بال دیکھ کر لوگ سمجھے کہ کوئی جلیل القدر عہدہ دار ہین دس پندرہ آدمیون سے ساری خدائی کے تذکرے کرکے ایک صاحب سے مڈبھیڑ ہوئی یہ آنکی آنکھون سے تاڑ گئے کہ آدمی حسین طبع اور باوضع ہین انھون نے جو اُنپر نظر ڈالی تو دیکھتے ہی بھانپ گئے کہ رنگین مزاج اور خوش فکر باغ وبہار آدمی ہین - یہ کہتے ہین کہ وہ پہلے بولین - وہ کہتے ہین یہ اقدام کرین - آخرکار میان آزاد نے سکوت کا قفل توڑا -

آزاد - یا حضرت سچ کہیے گا کیا فرمایشی گرمی پڑتی ہے - ہر بن مو العطش گویان ہی -

جواب - عرض کرون حضرت العطش تک تو خیریت ہی جو کہین خدا ناکردہ ہفتہ عشرہ یہی چلچلاتی دھوپ پڑی اور امساک باران کی یہی کیفیت رہی تو ہر بن مو سے الجوع الجوع کی صدا نکلیگی - غلہ صاف جواب دیجائے گا - خداوندا بچائیو - اور جو کہین جھڑی لگجائے تو پھر مزے ہین کھیت لہلہائین - لوگ ملار گائین - کسان بغلین بجائین - امریون مین جھولے پڑین - اور اُنپر مہوشان طناز جھولین - تماشائی سیر دیکھین - عاشق تن آنکھین سینکین

آزاد - اسم شریف -

جواب - موج اور آپ کا اسم مبارک -

آزاد - آزاد خانہ برباد - کہیے کس طرف کے عزم ہین مضائقہ نہو تو ہمارا آپ کا ساتھ ہو - ایک ہی درجے مین بیٹھین - خوب گپین اُڑین کسی طرح راستہ تو کٹے -

موج - میان - ع - ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہین سہی - لیکن حضرت راستہ کاٹنے کا یہ طریقہ ہی نہین - بندہ رشتائیل آپ سمجھا کہ ایک راستہ کٹنے کی یہی صورتین ہین - بھلا ہان اگر کوئی عروس نوخاستہ ساتھ ہو تو راستے کے لطف دیکھیے واللہ یہی دعا مانگون کہ الٰہی آج کی رات کی سحر ہی نہو - سٹیشن کا پتہ ہی نہ ملے -

آزاد - لانا ہاتھ - واللہ اُستاد کیا کہنا ہی - بھئی ہم تو چتونون ہی سے تاڑ گئے تھے کہ اسٹیشن بھر پر ہمارے مذاق کے بس ایک تم ہی تو ہو - پھر چلیے کوئی رنگین کمرہ ڈھونڈھین - ع - گہری چھنیگی آج کسی گلعذار سے ۔ واللہ بس ہمارا ابھی یہی فشن ہے - یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک دفعہ ہی چھما چھم کی آواز آئی -

آزاد - یادش بخیر - ع

دل گواہ است کہ در پردہ دل آرائی ہست
ہستی قطرہ دلیل ست کہ دریائی ہست

الٰہی یہ کس متوالی کی آمد آمد ہے کہ چھڑون کی جھنکار سنتے ہی ایسے مست ہوگئے جیسے بسنت کی رُت مین بھونرا - مگر اے لاحول ولاقوة - ہم سمجھے تھے کہ اس نقاب سے کوئی جھلکتا ہوا رُخ انور غیرت شمس وقمر جلوہ کنان ہوگا مگر وہ حسن گلوسوز نہ وہ نور عالم افروز کالا بھجنگا سفتہ کا روز -

اتنے مین تیسری گھنٹی ہوئی اور میان آزاد اور میان موج ریل پر ترٹ سے جا بیٹھے اور انجن بھک بھک کرتا ہوا چلا - اب راہ کی لگی سُنیے کہ میان آزاد کے درجے مین بہت سے مسافر بیٹھے تھے اور سب اپنی اپنی ہانک رہے تھے انھون نے جو سب پر نظر کی تو انکو جنٹلمین کوئی نہ نظر آیا (بجز اپنے) ٹوپی کو تو انھون نے ترٹ سے پھینکا اچکین تانگین پھیلا کر ناول پڑھنے لگے (مانٹی کرسٹو) پندرہ ۱۵ بیس منٹ مین ناول کو بھی پھینکا اور لگے ٹہلنے - گلاس نکالا اور لمینڈ کی بوتل کو کھولا - کاگ دن سے اُڑا کر غٹ غٹ پی گئے - رومال سے منھ پونچھا - پھر ٹہلنا شروع کیا پھر ناول پڑھا پھر شراب کی بوتل بیگ سے نکالی (کارلو ڈنر) چسکی لگائی کہ اتنے مین سامنے دو باپ بیٹون مین تکرار ہونے لگی -

باپ۔ تو بڑا شہدہ ہے بے۔

بیٹا۔ آپ تو ناحق بن ناحق کانٹون مین گھسیٹتے ہین قبلہ و کعبہ آپ کے ہوتے ساتھی بڑا مین کیونکر ہو سکتا ہون۔ بڑے آپ چھوٹا مین۔

باپ۔ محض بیوقوف ہے۔

بیٹا۔ درین چہ شک۔ آپکی بیوقوفی مین ہی تو ہون۔

باپ۔ اُلّو کہین کا۔

بیٹا۔ اُلّو نہین اُلّو کا پٹھا سہی۔

درجے بھر مین اس حاضر جوابی پر قہقہے پڑنے لگے۔ میان آزاد کو تحقیقات کا مرض۔ گھنٹون دریافت کیا کیے کہ آخر لڑکے کی گستاخی کا سبب کیا۔ تو معلوم ہوا کہ تعلیم اچھی نہین ہوئی ماں نے لاڈ کیا۔ باپ نے طرح دی مولوی صاحب دن بھر اونگھا کیے لونڈا خدائی خوار گدھے اسوار زمانہ بھر کے گنڈون لتون شہدون لچون کے ساتھ پھرنے لگا۔

میان آزاد صافی مذاقون کو اشعار آبدار سُناتے کن رسون کو سُریلی آواز سے رجھاتے کشتی گیرون کو بیٹھے ہی بیٹھے ہاتھون ہاتھ دستی اور روم قلاجنگ اور حلقوم کے داؤ پیچ بتاتے ہنستے کھلکھلاتے ریل پر چلے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ہی ریل ٹھہری اور اسٹیشن کے چبوترے پر ایک شخص نے کفن پھاڑ کر چلانا شروع کیا (ہو ہو ہو) این! یہ ورزن ہی نرالا ہی۔ وحشت کا بول بالا ہی انکی سُنیے کہ چبوترے کے اس سرے سے اُس سرے تک اپنی ہی ہانک رہے ہین (ہو ہو ہو) الٰہی خیر ٹھٹھول مسافرون نے آوازے کسنے شروع کیے دماغ پر گرمی چڑھ گئی۔ شیطان نے دور سے اُنگلی دکھا دی یا وحشت ٹھہرے ہوے فیصلہ کلو اُفصد آخر یہ ہو ہو ہو کے معنی کیا بھئی تو کہتا گیا ہے کسی! واہ معنی! معنی! کیسے! معنی کسی مولوی سے پوچھیے۔ ہو ہو ہو۔ ہاین! پھر وہی ہو ہو ہو۔ اسٹیشن ماسٹر دیکھیے یہ پاگل ہو ہو ہو کر کے ہم کو ڈراتا ہے۔ ہاین (نہین) پاگل نہین جاپ راسی (چپراسی) ہے اسٹیشن کا نام بتاتا ہے بھیوہو۔ کیا! بھیوہو؟ لاحول ولا۔ وہ تو ہو ہو ہو کر رہا ہی۔ ہان دل جلدی۔ جولدی (جلدی) بولتا ہے۔ اجی ایسی جلدی پر شیطان کی پھٹکار۔ آخر گھبراہٹ گیا ہی بارے چلتے چلتے ایک اور اسٹیشن پر پہونچے اخاہ کچھ ٹھکانا ہی یہان تو مسافر پٹے پڑے ہین۔ اسٹیشن پر بنارس سے ٹرھوا منگل آگرے کی تیراکی کا ایسا جماؤ ہی۔

اسٹیشن ماسٹر۔ (ایک مسافر سے) یہ لاکھون من کا بوجھ تم کیسے لے جانے پاوے گا۔

مسافر۔ لاکھون من بوجھ تو سوجھا مگر یہ کرورون آدمی نہ سوجھے

اسٹیشن ماسٹر۔ ول تو اتنا آدمی کہان ہی۔

مسافر۔ ول تو پھر اتنا بوجھ کہان ہی تم نے سیرون بوجھ کو منون کہا ہم نے پچاسون مسافرون کو کرورون کہا۔ چلیے برابر ہو گئے نہین تم لوگون کا قاعدہ ہی کہ ناحق بن ناحق چلتے بیل کے سینگ پکڑتے ہو گیارہ آدمی اور چوبیس سیر بوجھ۔ کیا بہت ہوا جبین جیر کرتے ہو اتنے مین تیسری گھنٹی ہوئی۔ گارڈ نے جھنڈی کے عوض ہاتھ دکھایا اور ریل کھڑ کھڑاتی ہوئی چلی تو کھٹ سے اسٹیشن پر داخل اب ہائے پیاس کے مسافرون کے گلے مین کانٹے پڑ گئے۔ چو طرفہ چل پون مچی ہوئی ہی۔ پانی والا۔ پانی والا میان بہشتا ہوت مصری مصری پانی والے مصرجی۔ اتنے مین اسٹیشن ماسٹر نے غل مچایا مسافر لوگ کو پھورنگ (فوراً) جلی (جلی) پلاؤ۔ ایک طرف مصرجی دھوتی باندھے دوسری جانب میان بہشتا پانی چھڑکائے پانی پلانے لگے۔ مگر آدھا لوٹا پلایا اور دن سے دوسری گاڑی مین۔ پانی کی جھلک دکھائی اور جھپاک سے پچانوے قدم پہ ہد ہے اب مسافرون کا ریلا آیا

میان آزاد کوٹ پتلون ڈانٹے جنٹلمین بنے ہوے تھے۔ مجال کیا کہ کوئی اُنکے درجے مین قدم تو رکھے پھر ریل چلی گھڑ گھڑ بھک بھک چھنک چھنک۔ دھمک دھمک۔ این! یہ چھنک چھنک۔ دھمک دھمک کے کیا معنی۔ جی یہ ریل گنگا کے پُل پر سے جا رہی ہی بہت ہی خاصے۔ ایک دفعہ ہی ہندوؤن نے غُل مچایا کہ (بول سری گنگا جی کی جے) ریل بھر گونج اُٹھی۔ جے۔ میان آزاد بھی الاپنے لگے۔ گنگا توری لہر ہمارے من بھائی۔ گنگا توری لہر۔ بلہاری بلہاری ریل ہوا ہوئی اور دھماک سے اسٹیشن پر موجود۔

میان آزاد کھٹ سے ہوٹل مین پہونچے۔ حکم دیا کہ ایک گلاس شری ایک بوتل لمونیڈ اور برف لاؤ۔ غٹ غٹ پی گئے کیا دام ہوے ہجور شری کے ۸ رلمنیڈ کے ۴ ر برف کے ۲ ر آٹھ اور چار بارہ بارہ اور دو چودہ آنے ہوے۔ روپیہ دیا دو آنے واپس لیے اور ریل کے درجے مین تھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک جوان رعنا بلند بالا بیگ گلے مین ڈالے درجے کی تلاش مین گھوم رہا ہی مگر چہرہ اُداس ضیدِ حسرت و یاس آنکھون سے جوے اشک جاری اور ایک غشی سی طاری۔ حیرت تھی کہ بار خدا یہ کیا اسرار ہی گبھرو جوان نک سک سے درست۔ یہ ردی صورت کیون بنائے رکھے ہی جھپ سے اپنے درجے کی کھڑکی کھولی اور کہا آئیے یہان آئیے وہ بیچارہ مصیبت کا مارا جھپکے سے آن بیٹھا ریل چلی تو میان آزاد سے یون مکالمہ ہوا۔

آزاد۔ کیون میان صاحبزادے بھلا بتاؤ تو۔ ع۔ کس کے ستم رسیدہ ہو کس کے ستائے ہو۔ آخر یہ کیون منھ بنائے ہو۔

جوان۔ جی صورت ہی ایسی ہے ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

آزاد۔ ناصاحب۔ صورت سے صاف برستا ہی کہ آپ شگفتہ جبین ہین مگر اسوقت سرکہ جبین ہونے کا سبب کچھ اور ہی ہی۔ ہم نے بھی اس کوچے مین خاک اُڑائی ہی بس تاڑ گئے کہ کسی بُت حور وش پر حضور کی طبیعت آئی ہے اور کسی ترک ستمگار نے تاک کر عین جگر پر نظر کی برچھی لگائی ہے۔

جوان۔ حضرت اسوقت آپکی تقریر سے دل بھر آیا۔ اور پُرانا قصہ از سر نو یاد آیا۔ اصل حال یون ہی کہ خدا ہر شریف کو صحبت بد سے بچائے۔ ؎

مگر نشین با بدان کہ صحبت بد		اگرچہ پاکی ترا پلید کند

صحبت بد وہ کالی ناگن ہے جسکا کاٹا منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

آزاد۔ حق ہے مگر صاف صاف حال کہیے۔

جوان۔ عشق خانہ خراب نے ہمین ادھر کا رکھا نہ اُدھر کا۔ دین کا رکھا نہ دُنیا کا۔ ؎

این عشق ندانم از کجا خاست		کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست

اُف ایک روز گھنگھور گھٹا چھائی تھی۔ بادل جھوم جھوم کر منڈلا رہے تھے یاران سرپل ملار گا رہے تھے اور بندۂ درگاہ چوک مین چکر لگا رہے تھے کہ دفعتہً ایک رنگین کمرے پر نظر پڑی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ صورت سے لوگ بھانپ گئے کہ عشق چرّایا۔ لاکھ چھپایا مگر کہین عشق چھپائے سے چھپتا ہی۔ اے توبہ۔ پھر صورت وہ کہ پری یا چاند کا ٹکڑا۔ یاران سرپل نے سمجھا نا تو درکنار اور اُلٹا پھنسوا دیا اور روز بندۂ درگاہ شہدون کے ساتھ وہان پہونچنے لگے۔ خوب گلچھرّے اُڑنے لگے۔ مگر زبانی داخلہ۔ ہان اتنا تو ضرور کہونگا کہ اُسکو بھی گونہ لطف تھا۔

خیر ایک دن یاران سرپل اُسکو میلے لے گئے اب سنیے کہ پہلے ہی دن پیڑ کے تلے شرابین لنڈھائی گئین۔ انکا نمبر دن ایک بوتل

شامین ایک بوتل۔ روز ایک بوتل۔ وسکی ایک بوتل۔ اولڈ ٹام ایک بوتل۔ اور بیل برانڈی ایک بوتل۔ کل چھ بوتلین اور دس آدمی پینے والے ساقی اور صنم بادہ فروش وہ خود ہین ساڑھے چار بوتلین تو یاران سرپل نے پین اور مارے ہوکے وہ خود ڈیڑھ بوتل اڑا گئین۔ شام کو گھر آئین تو مخمور نشے مین چور۔ بارہ بجے سے طبیعت گھبرائی۔ اُنکی بہن ایک فنس پر سوار کر کے اُنکو اسپتال لائی۔ مگر آتے ہی آتے نور کے تڑکے دم توڑا دُنیا سے منھ موڑا یاران سرپل کو خبر ہوئی کہ چل بسین۔ سر پر خاک اڑاتے اور چلّاتے وہ بھی پہونچے۔ ؎

قبر پر آ کے بہت روئے کیا یاد مجھے
خاک اڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے

اسپتال مین چو طرفہ کہرام تھا۔ فنس کے ارد گرد ازدحام تھا جسے دیکھو مصروف گریہ و زاری۔ ہر آنکھ سے اشک جاری ہی ہی گل نوخیز گلستان صباحت مرجھا گیا۔ ہی ہی پھولا پھولا ہرا بھرا گلبن کمھلا گیا۔

یہان اس حادثۂ نادیدنی اور سانحۂ ناشنیدنی کی کانون کان خبر ہی نہین مگر تڑکے بستر سے جو اُٹھے تو بیٹھا بیٹھا درد سا ہونے لگا سوچے کہ ڈاکٹر سے رجوع لائین اور دوا کھائین۔ اسپتال مین آئے تو انبوہ کثیر۔ جم غفیر۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع۔ کیون کیون خیر باشد حضرت خیر کجا۔ ایک بیچاری کی مفت مین جان گئی۔ ہائے ابھی اُٹھتی جوانی تھی۔ حسن پھٹا پڑتا تھا۔ گو رہے نام اللہ کا۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ خدا ہی خیر کرے کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔ ؎

ندی کنارے دھوان اُٹھت ہے مین جانون کچھ ہوے
جس کارن مین جوگن بھئی وہی نہ جلتا ہوے

فنس کے قریب گئے تو شک دور اور گمان کافور ہو گیا۔ ہائے جوانی کا یہ جوش اور کفن پوش۔ ہی ہی یہ کیا ہوا۔ مین تو جیتے جی موا طبیعت بیقرار۔ سینہ فگار۔ حالت زار۔ آنکھین اشکبار۔ دُنیا کی فکر نہ عقبیٰ کا ہوش۔ بادۂ محن کے نشے مین مدہوش۔ مین خرقہ پوش خونابہ نوش۔ رند شاہد باز۔ بندۂ بُتان طناز۔ خوگر راحت اب یہ مصیبت سہنی پڑی۔ جوش سودا نے وہ رنگ اثر دکھایا کہ فکر بیگانہ نہ خیال خویش مین اور دل ریش ؎

زہر غصوم طپیدن زد چنان سر	کہ شد بیرا ہنم بال کبوتر

اُف اُف۔ اوف۔ دوستون نے سمجھایا کہ مرد خدا عقل کے ناخن لو۔ دیکھو رُسوا ہو جاؤ گے۔ اب معشوق کا زندہ ہونا معلوم پھر گریہ و بکا سے فائدہ۔ مگر جوش جنون اور خبط یعنی چہ ؎

بر پند عاقبت طلبان گوش کے نہیم
کین مومیائی است کہ خواہد شکست ما

کسی حضرت نے جڑی کہ زہر دیا گیا تھا۔ حکم ہوا کہ لاش چیری جائے ہائے ستم کہ یہ کام اُس نوجوان کے سپرد ہوا جو اُس پری پیکر کے عشاق زار مین سے تھا۔ مگر حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ناچار قہر درویش بر جان درویش کہہ کے رنج و الم سہہ کے چھری لیکر کمرے مین گیا تو اپنے معشوق زہرہ تمثال مشتری خصال کی نورانی صورت گورے گورے مکھڑے شرمگین آنکھ لب لعل شکر خا دست حنائی کو آغشتۂ خون و خاک دیکھ کر ایک چیخ ماری اور چھری پھینک کر بھاگا تو دھم سے زمین پر۔ کسی اور نے جڑ دی کہ یہ بھی اُس جلسے مین شریک تھے حالانکہ ہمارے فرشتہ خان کو بھی خبر نہین۔ مگر مجرم ہین تو صرف اسقدر کہ دو چار بار آئے گئے لیکن صحبت بد کا بُرا ہو کہ رجسٹر پر ناکردہ گناہ اینجانب کا نام بھی درج ہو گیا مگر خدا ہی خوب جانتا ہے کہ ہم بالکل بیگناہ ہین۔ ہاتھ بھی لگایا ہو تو ہاتھ ہی ٹوٹین کبھی اشارہ بھی کیا ہو تو آنکھین پھوٹین خدا صحبت بد سے بچائے۔ شہدون کی ٹکڑی مین

بھلے مانس کو نہ پھنسائے۔ ؎

اے طالب لذت غذا ہاے لذیذ	جو یائے حلاوت مربّائے لذیذ
با نان جوین بساز و بیش و وبال	کف کفچۂ کن از پے حلوائے لذیذ

میان آزاد ریل پر بیٹھے ناول پڑھ رہے تھے کہ دوسرے درجے سے ایک شخص نے پوچھا (یا حضرت) دو ایک دم لگایئے تو پیچوان حاضر ہے۔ واللہ وہ مشکبو دھوان دھار پلاؤن کہ چھٹا نا کی دکان کی تمباکو کا مزہ حاصل ہو۔ لیکن قبلہ اتنا یاد رہے کہ ؎

حقہ یک دم دُو دوم سہ دم باشد	نہ کہ میراث جد و عم باشد

ایسا نہو کہ آپ بھیپیا جونک بجائین۔ جی ذری اتنا خیال رہے

این! حقہ یہان ریل پر کیسا۔ پیچھے پھر کے میان آزاد نے دیکھا تو ایک بگڑے دل مزے سے بیٹھے ہوئے بے غل و غش پی رہے ہین۔

آزاد۔ یہ کیا اندھیر ہے بھئی واللہ کیا کیا بگڑے دل جمع ہین آپ ریل ہی پر گڑگڑانے لگے دھوان دھار اور طرفہ یہ کہ حقہ بھی نہین پیچوان اور رابنٹ کا جنگی تو اجو پہرون کی خبر لائے جو کہین گارڈ یا اسٹیشن ماسٹر دیکھ لے گا تو اُلٹی آنتین گلے پڑینگی پھر آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ چڑا اور جو آگ لگ جائے۔

بگڑے دل۔ اور جو مینھ بھی ساتھ ہی برس پڑے اور جو آگ لگتے ہی بجھ جائے اور جو ریل ہی ٹکرا جائے اور جو آسمان پھٹ پڑے اور جو بجلی گرے۔ اس (اور جو) کا تو جواب ہی نہین ہے پیچھے لگا۔ یا باتین بنایئے گا۔ دیکھیے کیا خمیرہ ہے کوڑی نہ دیجیے دم تو لگا لیجیے۔

آزاد۔ یہ دم کسی اور کو دیجیے گا۔ بندہ جنجال در دانے مین رہتا ہے آپ ضامن ہوتے ہین کہ ریل پر حقہ پینا جرم نہین ہے۔

بگڑے دل۔ اجی یہان تو بے حقہ گڑگڑائے چین ہی نہین آتا دوزخ جانے مین اینجانب خوش کاہے سے ہین۔ اسی سے کہ وہان جلتے بلتے انگارے ملین گے۔ یارون کے توے خوب مزے دینگے سیجے اور پکّے گولون کی انکے آگے اصل و حقیقت ہی کیا ہے اِی توبہ۔

اجی جایئے بھی آپ تو باتون مین لگاتے ہین یہان حقہ ٹھرکا جاتا ہے۔

دو چار بیفکرون نے خوب مزے سے حقہ پیا۔ دو چار نے چلم ہی پر کفایت کی جب اسٹیشن قریب آیا تو آگ گل چلم غائب۔

میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ دھت بھی کیا بری چیز ہے۔ چاہے جرمانہ ہو جائے دھرے جائین ذلیل و خوار ہون مجرم بنین مگر حقے کا دم نہ چھوٹے۔ ایسی دھت پر تین حرف۔

ایک اسٹیشن پر ریل ٹھہری تو خربزے اور آم بٹتے ہوئے کھانچیون کی کھانچیان لدی پڑی ہین۔ شاخین آم کے بوجھ سے جھکی پڑتی ہین۔ ٹپکا لگا ہے۔ آم ٹپ ٹپ گر رہے ہین۔ کوئل کی سریلی جھنکار ستم ڈھاتی ہے پپیہون کی پیاری پیاری صدا کانون مین آتی ہے۔ اللہ اللہ یہ اسٹیشن ہے یا آم کی دکان۔ یا خربزے کی کھان۔ کیون بھئی یہ آمپور ہے یا خربزہ نگر۔ جدھر نظر اٹھتی ہے آم اور خربزہ ہی نظر آتا ہے۔

ایک مسافر بولے اجی نظر نہ لگایئے حضرت ابکی فصل تو کھا لینے دیجیے یہان اسی پر تو زیست ہے۔ خدا جھوٹ نہ بلائے ہم بھی کس آفت کے بندے ہین۔ الغلط۔ اچھا خدا کے بندے سہی تلفظ ادا املا غلط۔ اچھا اپنے آپکے بندے سہی۔ انشا غلط اچھا صاحب شیطان کے بندے سہی۔ از سرتاپا غلط۔ ارے بھئی کھاؤ پیر کے بندے سہی۔ پیٹ کے بندے سہی۔ ہان یہ ہان۔ اسکے ساتھ زبان کا چسکا بھی ایسا ہی ہے کہ خدا کی پناہ۔ دن بھر کولھو کے بیل کی طرح منھ چلا جاتا ہے۔ الم غلم خدا جانے کیا کیا زہر مار کیا کرتے ہین۔ یہ سال بھر کے چھٹے کا ست ہے۔ مگر خربزہ اور آم کی فصل مین اور ہی مست ہے۔ اور سچ پوچھو تو درگت ہے۔ فالیز مین بیل بڑھی اور

یہان کچے گھڑے کی چڑھی - آم بازار مین آئے اور اِنجانب بورائے - این بورانا چہ معنی دارد - لاحول ولا - آپ بھی کہین گے مین آدمی ہون - نرے چوغے ہی رہے واللہ - بس جمالی خربزے ہی نکلے - بس بھدی تکدری سمجھ پر ہمارا مین حرف - ذرا تو مغز سخن کو پہونچو بندہ درگاہ تو خربزے اور آم پر اُدھار کھائے بیٹھے ہین - کپڑے بیچ کھائین - باسن نخاس میں لائین مگر برلتا نہ رہے - چوٹے پر توا نہ رہے - اُدھار لین سُتھنا تک گرو رکھین - بگڑا کرین - جھگڑا کرین مگر خربزے پر چُھری ضرور تیز ہو - مابدولت ہون اور فایز ہو - ترٹ کا ہوا جا قو ہاتھ مین لیا اور رسیدہ چلا - بازار ہے کہ مہک رہا ہے کھانچیون کی کھانچیان - کھچاکھچ بھری ہوئی ہین نو عمر شکر نین عجیب ناز معشوقانہ سے ہانک لگا رہی ہین ؎

لختے بردا ز دل گذرد ہر کہ ز پیشم
من قاش فروش دل صد پارۂ خویشم

خریدار ہین کہ ٹوٹے پڑتے ہین - لڑتے ہین جھگڑتے ہین یہ کھانچی ہماری وہ ڈھیر ہمارا - دلبر میوہ فروش جوانی کی اُمنگ اور شباب کی ترنگ مین فرط غرور حُسن سے اچھے اچھون کو ڈانٹ بتاتی ہے - میان الگ رہو - کھانچی پر نہ گر پڑو - بس دور ہی سے بھاؤ تاؤ کرو - واہ محنت (مفت) کی جھنجھٹ - لینا ایک نہ دینا دو - ابھی کنجڑا بوے تو دھپ کھائے وہ دسؔ کے بیسؔ ہاتھون ہاتھ لے لین - ایک تراشا دوسرا تراشا تیسرا تراشا - خوب چکھے - انگھوچی کی تو دو چار منہ مین دبائے اور چلتے پھرتے نظر آئے واہ آدمی کیا بندر ہو گئے - میان سچ تو یون ہے کہ لکھنؤ کے ایسے کھرے خربزے ساری خدائی مین نہین دیکھے نہ سُنے لذیذ و شیرین اور پھر اب کی سال تو یارون کے پوبارہ ہین - گرمی

کی شدت آفتاب کی حدت - دھوپ کی تمازت - زمین کی حرارت نے وہ اعجاز دکھایا کہ ایک ایک پھل کو کوزۂ قند و نبات بنایا - کابل کے سردے کا بازار سرد ہے کشمیر کا گلاس گرد ہے - ادھر خربوزون کا خاتمہ بخیر ہوا - اُدھر آم کی فصل آئی پھر کیا تھا - منھ مانگی مراد پائی - جدھر دیکھیے ڈھیر کے ڈھیر چُنے ہین جس طرف نظر کیجیے انبار کے انبار لگے ہین بمبئی - سلٹ - مالدا - شاہ پسند - زعفرانی بیوندی تخمی - قلمی - وزیر پسند - سفیدا - الفن - جعفر باغ فقیر والا - لنگڑا - کھچاکھچ کھانچیون مین بھرے ہین - شیرہ شیرین خوشگوار بو باس مین تار تار مہک مین طبلۂ عطار - شیرینی مین شہد کی کپّی یا تنگ شکر - نکہت انگیزی مین کشت زعفران یا مشک اذفر - ؎

معطر چو جیب سمن غنچہ بان
از و لب حبشی کام شیرین لبان

سفیدا رنگ و بو مین ضرب المثل - یہ سرخا ہے یا کرمیدی زرد کی بوتل - پونڈے کا قلم بناؤن تب تو شیرینی کی تعریف لکھ پاؤن واہ کیا بات ہے - آم کیا ہے شیرۂ قند و نبات ہے یا یون کہون کہ چاشنی بخش حیات ہے - شاخ نبات ہے - سچ تو یون ہے کہ اُسکا شیرہ آب حیات ہے - ریشہ ریشہ حسرت دلما سے ریشہ مین وہ مزا ہے شکر لبون کے منہ مین پانی بھر آئے - یہ اصل قند نقل ہے عسل کی بھلا کیا اصل ہے - یہان تو یہ کیفیت ہے کہ دیکھا اور جھپاک اُٹھایا - اُٹھایا اور تراشا - تراشا اور رکھا یا - کھایا اور لوٹ ہو گئے - دم نقد آدمی ٹھہرے - مال اسباب کے کوڑے کیے اور بے گنتی لیے - کھانے بیٹھے تو دو ڈاڑھی کھا گئے چار ڈاڑھی کھا گئے - این! یہ ڈارھی کھانا کیسا - اجی حضرت آم اتنے کھائے اتنے کھائے کہ - الٰہی خیر کچھ کہو گے بھی - اجی

اتنے کھائے کہ ڈاڑھی اور ٹھوڑی تک انبار لگ گئے۔

حضرت گرسنہ چشم یہ ڈینگ ہانک ہی رہے تھے کہ ریل ٹھہری اور ایک اہلکار سرکار نے انکے درجے مین آنکر پوچھا کہ فلان شخص کہان ہے۔

میان آزاد آپ جانیے ایک ہی کائیان آدمی۔ دُنیا بھر کے نیارئے بھانپ گئے کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہی۔ بولے کہ ہم مسافر آدمی ہمین بھلا کیا معلوم کہ کون کہان ہی ہم کیا کوئی خدائی فوجدار ہین۔

اسپر حضرت بندۂ شکم نے چادر سے منھ لپیٹ کر روپوشی کی اور وہ اہلکار دوسرے درجے مین تلاش کرنے لگے۔

میان آزاد نے دبے دانتون کہا کہ اُستاد تم جو روپوش ہوئے تو ہمین کچھ (نیہ) ضرور ہی بھئی اور کسی سے کہو یا نہ کہو یارون سے تو نہ چھپاؤ۔

اس نے کہا کیا۔ روپوشی۔ ماشاء اللہ اچھی کہی۔ کیا کسی کا قرض دھرا ہے ہین۔ یا مال مارا ہی۔ یا کسی کا باپ مارا ہی یا کہین خون کر کے آئے ہین۔

آزاد- آپ بہت تیکھے ہوجیے گا تو بندہ دھروا ہی دے گا۔ بس کچا چٹھا کہ سناؤ ورنہ مین پکارتا ہون پھر-

ارے نہین نہین ایسا غضب بھی نہ کرنا یار۔ جے میان صاف صاف بتا دین ہم نے اب کی فصل مین خرپزے اور آم خوب چھک کر چکھے مگر ٹکا کفن کو پاس نہین۔ پوچھو لائے کس کے گھر سے پہلے تو قرض دام لیا پھر ایک دوست کا مکان اپنے نام سے بیٹھل ڈالا- کوڑے کیے اور آم بیے- اب نالش ہوئی ہی سو ہم بھاگے جاتے ہین-

آزاد- ایسے آم کھانے پر بھی چار حرف- ل ع ن ت-
ارے نادان- ؎

خوردن برای زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

دیکھیے نادان وادان نہ بنایے گا۔ یہ جلے کٹے فقرے کسی اور کو سنایے گا- ورنہ بیڈھب ٹھہرے گی-

ہان یہ کہیے تو بیڈھب ٹھہرے گی اچھا بلاؤن چپراسی کو دھروا دون کہ نہ بھائی چاہے دو چار صلواتین اور سنا لو-

اتنے مین ایک مسافر نے کئی درجے پھاندے- وہ اُچکا یہ آیا یہ جھپٹا وہ پہونچا اور دھم سے میان آزاد کے پاس ہو رہا-

مسافر- (میان آزاد سے) غریب پرور- غریب پرور-

آزاد- کس سے کہتے کس سے ہو- ہم سے؟ آج تو کہا اب کہنا ہم غریب پرور نہین- امیر پرور ہین رئیس پرور ہین-

مسافر- حضور امیر لوگ غریبون کی بھی سُنا کرتے ہین-

آزاد- ہان تو جو امیر ہو نہ- اچھا تب تو امیر پرور رئیس گر ہین امیر پرور بن کر اب غریب پرور ہمارے دشمن ہون-

مسافر- چلو صاحب وہ امیر پرور نہین- امیر کے باپ پرور دادا پرور سہی- ذری ہماری بھی تو سنو- ہم بھی امیرزادے ہین- رئیس کے لڑکے ہین- اسوقت ایک سوال ہی-

آزاد- سوال سکول کے لڑکون سے کیجیے- یا وکالت کے اُمیدوارون سے

مسافر- داتا ذرا سنو تو-

آزاد- داتا بھنڈاری باورچی کو کہتے ہین- داتا کہین اور رہتے ہون گے-

مسافر- الٰہی توبہ اچھے سوم سے سوال کیا- کسی سخی سے مانگتے تو گھر بھر دیتا-

آزاد- کہو تو تمھارا منھ ہم بھی موتیون سے بھر دین- اب کچھ کہو گے بھی یا بکتے ہی چلے جاؤ گے-

مسافر- کہون کیا- صورت سوال ہی- ایک روپیہ دلواؤ- تو دعائین دیتا جاؤن-

آزاد- اوہ جی- دعا کے تو اپنجناب قائل ہی نہین-

مسافر۔ اچھا تو پھر گالیان دون صلواتین سناؤن۔
آزاد۔ گالیان دو تو بتیسی حلق مین ہو۔ الٹی آنتین گلے پڑین
مسافر۔ یا الٰہی یون جئین نہ وون جئین۔ اے غضب۔ لے لو
اسٹیشن قریب آگیا۔ اب مفت مین بے عزت ہونگے۔
آزاد۔ یہ کیون۔
مسافر۔ کیون کیا ٹکٹ پاس نہین۔ گھر سے دو روپیہ لیکر چلے تھے شامت اعمال بنارس کا لنگڑا آم نظر پڑا۔ بندۂ درگاہ کھاؤ پیر کے مرید۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ دو روپیہ ٹینٹ سے نکالے اور آم پر چھری تیز کی۔ اب گرہ مین کوڑی نہ پاس ٹکا گئے کھائین ایسے
آزاد۔ واہ بے بیٹو۔ بھلا پھر یہانتک آئے کیونکر۔
مسافر۔ اسکی نہ پوچھیے۔ یہان سیکڑون ہی السیٹین یاد ہین۔ لیکن اب ایک نہ چلیگی۔ ابتو اسٹیشن آگیا۔

اتنے مین ریل رکی اور اسٹیشن موجود۔ ٹکٹ بابو کی کالی کالی ٹوپی اور سفید کھوپڑی چمکتی ہوئی نظر آئی۔ ٹکٹ ٹکٹ۔ ٹکٹ۔ نکالو۔ میان آزاد تو ٹکٹ دے کر لمبے ہوے۔ بابو نے انسے ٹکٹ مانگا تو لگے بغلین جھانکنے۔ دل تمھارا ٹکٹ کہان۔ صدائے برنخاست وہ سر کھجلا رہے ہین۔ دل ٹکٹ نکالو۔ تم کیسا آدمی ہی۔ بابوجی ہم پر تو اب کی سال ٹکس وکس نہین بندھا۔ یو فول الّو آدمی معقول۔ الّو آدمی کیسا ہوا کرتا ہی۔ آپکے بنگال مین ہوتا ہوگا ادھر تو کبھی دیکھنے مین نہین آیا۔ تب تو بابو جھنجھلایا کانسٹبل کانسٹبل۔ اسکو حوالات کرو۔ ٹکٹ نہین دکھاتا۔ اور اول فول بکتا ہے شالا۔ کانسٹبل نے حضرت کی گردن ناپی اور حضرت گرسنہ چشم۔ ع۔ زندان کو چلے مچل مچل کر۔

سر آمد محفل آرایان بزم رہ نوردی۔ جوہر شمشیر کشور کشایان معرکۂ کوچہ گردی میان آزاد خانہ برباد گردون دوری مین خوش گپیان اڑاتے لطیفے سناتے قہقہے لگاتے جا رہے تھے۔ ریل گیا ان کے حساب خالہ جی کا گھر تھا۔ ایکدفعہ ہی کیا دیکھتے ہین کہ ؎

قطرہ زنان میرسد ابر بہاری زراہ
وقت گل و لالہ خوش مژدہ بجا رو گیاہ
نامیہ خیاط وار زاطلس گلگون دگر
فرق گل و لالہ را دوختہ رنگین کلاہ
لشکر گرد و غبار چون نگریزد کہ باز
بر سرش ابر سیہ رانده زبان را سیاہ

ہر سمت جوش بہار ہی۔ ہر طرف فیض سحاب آزار ہی زاہد پرہیز شعار بھی رند بادہ گسار ہی۔ ہر طرف چمن غالیہ بار ہی نسیم سحری کی مشک بیزی اور بادۂ طرب انگیز کی نافہ ریزی سے غنچۂ دل تنگ کھلا جاتا ہی۔ ہر مرغ چمن ہزار زبان سے شکر الطاف خداوندی بجا لاتا ہی۔ عندلیب نالان کو وظیفۂ گل نوک زبان ہی طاؤس طناز فرط ابتہاج سے رقصان ہی۔ قمریون کا شمشاد پر ہجوم ہی۔ کوکو کا شور نالۂ حق سرہ کی دھوم ہے۔ ؎

عیش و شور از در و دیوار پدید ست پدید
وحش اللہ از ین دور ہمایون آثار

ریل پر جو بیٹھ کر سیر کیجیے تو فرمایئے لطف بے اندازہ ہوا یا نہو۔ ریل پر موسلا دھار پانی پڑے تو مسرت تازہ ہوا یا نہو۔ رنج و ملال کی گرد میان آزاد کے دل سے دھل گئی اور ریل ہی پر لگے ملار اڑانے اور تان لگانے۔ اسٹیشن پر ریل ٹھہری تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک خوبصورت جوان کوئی بیس اکیس برس کا سن ٹیڑھے بکھے کے دن۔ گیرے کپڑے پہنے ہاتھون مین ہتھکڑی پاؤن مین بیڑی ہے اور دو کانسٹبل ساتھ۔ گردن نیوڑھائے آنکھین جھکائے منہ بنائے ان کے ساتھ چلا جاتا ہی اور پیچھے ایک پیر فرتوت آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے

وہ گریۂ تلخ کہ الامان اسٹیشن بھر پر ایک کہرام سا مچا ہی۔ جوان و پیر جسے دیکھو مصروف آہ و بکا ہی۔ میان آزاد رقیق القلب آدمی انکا بھی دل بھر آیا۔ اور آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اتنے مین میان آزاد کے قریب کے درجے مین کانسٹبل اس نوجوان کو لے کر بیٹھے اور پیر مرد نے بہ خشوع و خضوع میان آزاد سے روتے روتے کہا کہ اگر مضائقہ نہ ہو تو مین آپ کے پاس بیٹھون تاکہ اس کمبخت لڑکے کی قربت رہے۔ میان آزاد کا تو دل بھر ہی آیا تھا معاً بلا لیا۔ اور بڑے تپاک سے بٹھایا۔ جب ریل کوکی اور گھر گھڑاتی ہوئی چلی تو میان آزاد نے پیر فرتوت سے یون گفتگو کی۔

آزاد۔ کیون قبلہ۔ اگر بے ادبی معاف ہو تو بصد عجز دریافت کرون کہ اس اشکباری اور گریہ و زاری کا کیا سبب ہی۔ دل گواہی دیتا ہے کہ آپنے وہ چوٹ کھائی ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ روتے آپ ہین مگر آواز میرے کلیجے کے پار ہوتی ہی اور خلق خدا یہ گریۂ و زاری سُنکر روتی ہی ؎

پیر مرد۔

دست الم سے لے ولے ویلا
سونے نہ پائے ٹک پاؤن پھیلا

کیا کہون۔ کل تک بھلا چنگا تھا آج مجھ سے زیادہ مصیبت زدہ ستم رسیدہ ساری خدائی مین کوئی نہین۔ آنکھون مین نور نہ رہا۔ قوت سامعہ سے بے بہرہ ہوگیا۔ تاب و طاقت نے ٹکا سا جواب دیا کمر پیرانہ سالی کے سبب سے تو خم ہو ہی گئی تھی اس سانحۂ نادیدنی نے اور خم کردی یہ جوان بدبخت میرا داماد ہے۔ ریاض خاندان کا زیب و زین۔ دل کا چین۔ ایک لڑکی کے سوا اور کوئی اولاد نہین۔ لیکن صحبت بد سے خدا سمجھے جس نے اسکی مٹی پلید کردی۔ اور آج یہ دن دکھایا کہ مین اس اتنی برس کے سن مین اسکو ایسی حالت زار مین دیکھتا ہون جو خدا کسی کو نصیب نہ کرے۔ اُف سا تو مین دشمن کو بھی نصیب نہ کرے (لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر) ؎

انچہ کردی تو بہ من ہیچ بہ انسان نہ کند
مرگ با جان نکند کفر بہ ایمان نہ کند

اُف۔ ستم ستم۔ غضب غضب۔ جب اسکی شادی ہوئی تو یہ کوئی گیارہ برس کا تھا مگر اُسی سن سے اسکے ماں باپ نے اسکو بالکل مطلق العنان چھوڑ دیا تھا۔ بازارون مین بے غل و غش گھومنا بات بات پر زبان سے گالی نکال لینا۔ کسی کو دھول کسی پر چپت جمانا دو دو دن گھر مین نہ آنا۔ ہر بات پر مچل جانا ہمین یہ خوب ہی طاق تھے۔ اس کے پدر بزرگوار کو اس کا اصلا خیال نہ تھا مین نے جو دو چار بار سمجھایا کہ بھائی دیکھو لڑکا خراب ہوا جاتا ہے تو مجھے للکارنے اور صلواتین سُنانے لگے کہ واہ آپ ٹوکنے والے کون۔ کیا خانہ داماد بنائیے گا یا غلام بنانے کی فکر ہے آپ نے لڑکی کیا بیاہی کہ اتالیق بن بیٹھے رفتہ رفتہ صاحبزادۂ بلند اقبال نے چوری چوری اسباب کے کوڑے کرنے شروع کیے کبھی آفتابہ غائب۔ کبھی زیور کا پتا نہین۔ کبھی میوہ فروش دروازے پر غل مچاتے ہین کہ دو مہینے سے ڈھائی روپیہ نہین دیا اب باہر نکلو گے نہ بچہ۔ کبھی تنبولی نے نالش جڑ دی کہ گیارہ روپیہ کی گلوریان چکھ گئے۔ دام مانگتا ہون تو اوپر سے غراتے اور آنکھین دکھاتے ہین۔

آخر کار یہ نوبت پہنچی کہ آج پا بجولان ہین۔ افسوس صد افسوس

آزاد۔ حیف صد حیف۔ پھر اب علاج۔

پیر مرد۔ علاج اعلاج اب کیا۔ ع۔ علاج واقعہ قبل از وقوع

بایدکرد ۔ مگر وکیلون نے راے دی ہی کہ گھبرانے کی بات نہین ہی مقدمہ جان دار ہے ۔ اپیل مین رہا ہو جائے گا ۔

آزاد ۔ خدا ہمچنین کند ۔

پیر مرد ۔ پھر ۔ بازیچہ ۔ اب کی اگر رہا بھی ہوے تو آگے چلکر کیا ہونا ہے ۔ اگر یہی حرکتین ہین تو خدا ہی حافظ ہی ۔ ان کے ہتھکنڈے نہ چھوٹین گے ۔

خوے بد در طبیعتے کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست

میان آزاد بڑی دیر تک اس نوجوان کو سمجھایا کیے بعد ازان دوسرے اسٹیشن پر وہ نوجوان اور پیر مرد دونون اُتر گئے ۵

بیا ساقی بیا اے من مریدت
بدہ جامے کہ خواہم شد شہیدت
سرت گردم بجامے ساز شادم
کہ رنگین قصہ آمد بیادم

مشاطگان عرائس روایات دلنشین او زنگار بندان عرائس حکایات رنگین نے شاہد مضمون کو یون جلوہ پرداز بیان کیا ہی کہ عروس وحشت کے برقع کشا ۔ جرعہ نوش جام بلا نمک پاش متاع خوان عشق ۔ اسیر زندان عشق ۔ میان آزاد خانہ برباد ریل پر سے اُترے تو اندھیرا گھُپ ۔ اسٹیشن بھر گپ چُپ ۵

بود شبے چون دل گبر سیاہ
تیرہ درون چون مژہ شمع نگاہ

الٰہی یہ رات ہی یا نمونہ ظلمات ہی ۔ بلکہ وہ بھی اس کے مقابلہ مین مات ہی ۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہی کالا متوالا بادل جھوم جھوم کر قبلہ کے رُخ سے آیا ہی وہ گھنگھور گھٹا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے بار خدایا یہ شب تار ہی یا طالع عشاق زار ہی ۔ یا زلف مہوشان زرنگار ہی ۔ تاریکی نے کچھ ایسی ہوا باندھی کہ چراغ ماہ گل ہو گیا ۔ فوج انجم کا قتل ہو گیا ۔ یہ شب ہی یا تیرہ درونون کا دل ۔ یہ شب ہی یا جنون کی پہلی منزل ۔ سر فروش بجز جیب ٹیکتا ہوا اچل رہا ہی مگر کلیجا دہل رہا ہی کہ کہین ٹھوکر نہ کھائین ۔ کہین منھ کے بھل زمین پر نہ لڑھک جائین ۔

اب میان آزاد کے آئے حواس غائب ۔ کہ یا مظہر العجائب پردیس کا واسطہ مسافر آدمی جاؤن تو کدھر جاؤن ۔ سرا کا پتا پاؤن تو کیونکر پاؤن ۔ ایک دفعہ ہی کسی شخص سے سر ٹکرایا کھٹ کھٹ ہائین بے اندھا ہی ۔ کون ۔ تو کون ۔ جاتا ہی کہ دون ایک کہین سیدھا تو نہین ہی ایسا نہو ایک جا دون تو پھر روتے ہوے جاؤ ۔

میان آزاد نے جو دو چار گرما گرم فقرے چُست کیے ۔ تو اُنکی عقل سرد ہوئی ۔ تاڑ گئے کہ اس سے بولونگا تو خوب پچھا جاؤنگا آؤ چپکے ہو رہو ۔ اور دو قدم بڑھے تو ایک مسافر نے للکارا کون آتا ہی میان ذری سنبھلے ہوے دیکھو پتنگ رکھے ہین دب کے جانا ۔

آزاد ۔ این! معقول ۔ راستے مین پتنگ کیسے ۔ واہ اچھی بے پر کی اُڑائی ۔

پتنگ باز ۔ بھئی ریل پر بھی واللہ کیا کیا بگڑے دلون سے سابقہ ہو جاتا ہے ۔ ہم تو لجاجت سے کہتے ہین کہ میان ذری دب کے جاؤ آپ بیکھے ہوے جاتے ہین ۔

آزاد ۔ دبکے جاؤ! ۔ ہونھ دب کے کوئی اور جاتے ہونگے ہم دبنے والے آدمی نہین ۔ اور واللہ کتنے گوکھے ہو ۔ ارے نادان یہان ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا ہی نہین پتنگ کس بھکوے کو سوجھنے لگے

پتنگ باز ۔ کیا تو تندی آتی ہے ۔

آزاد ۔ اچھی کہی ۔ ع ۔ اندھے کو اندھیرے مین بہت دور کی سوجھی کیا پتنگ نیچے جاتے ہو ۔

پتنگ باز - لاحول ولاقوۃ کتنے بے تکے آدمی ہو - ہم خود
گھر کے امیر ہین پتنگ بھین ہمارے دشمن - کوئی اور کہتا تو گردن ناپتا
آزاد - گردن تو پیچھے ناپیے گا ذری ڈنڈ بل میرے دیکھ لیجیے -
پتنگ باز - ارے بھئی یہان سے کوئی چار کوس پر ایک قصبہ ہے
وہان ایک رئیس زادے ہمارے لنگوٹیے یار ہین انسے ہم سے
پتنگون کا میدان بدا گیا تھا ہم اپنے رفقا کو لے کر ایک بارہ دری
کے کوٹھے پر تھے وہ اپنے دیوانخانے کی چھت پر حوالی موالی کو
لیے ہوے تھے - کوئی سات بجے سے ادھر بھی پتنگ چھپکے ادھر بھی
بڑھے خوب لم ڈورے لڑے - پانچ روپیہ فی پیچ بدا تھا یار
ایک پتنگ خوب لڑا ہمنے مانگدار بڑھایا تھا اور ادھر سے گول
دو پنا کل پتا چھپکا دیا دس بارہ منٹ داؤگھات کے بعد پیچ پڑ گئے
پہلے تو ہمارے کنے غوتے گئے - ہاتھون کے طوطے اڑ گئے سمجھے کہ اب
کٹے اور اب کٹے مگر واہ رے استاد ایسے کنے چھڑائے کہ واہ جی واہ
پھر پیچ لڑ گیا خدا جھوٹ نہ بلائے تو منبیون ڈور بلا دی کنکوا آسمان سے
جا لگا جو کوئی دم اور ٹھہرتا تو جل بھن کے خاک ہو جاتا کرہ نار تک
پہونچنے ہی کو تھا اتنے مین ہم نے غوطہ دیکر ایک جھپکا جو دیا تو
وہ کاٹا وہ کاٹا - فریق ثانی (ارے) کر کے رہ گئے اب کوئی کہتا ہے
ہم تھے پر سے اکھڑ گیا کوئی کہتا ہے ڈور الجھ گئی تھی مگر یہ باتین ہین
اب سنیے حماقت نے جو گھیرا تو چلے چمٹانے کٹ سے الگ تھا
بیوی گئی تھین نماز بخشانے روزے گلے پڑے - ایک اخیر پوند
کنکوے سے ہم نے کوئی نوڈنٹ کے قریب کاٹے مگر پھر تو کچھ ایسی
سودا چلی کہ تو بہ ہی بھلی - اک طرف کوئی بلا کا استاد آ گیا انسے
حضرت کھینچ کے وہ وہ ہاتھ دکھائے کہ الامان - ہاتھ ہی تو تین
ہر دنگ کے پیچ کے چھوڑ دیے کبھی سٹر سٹر کرتا ہوا نیچے سے کھینچ
گیا کبھی اوپر سے پتنگ پر چھاپ بیٹھا کبھی دھوکا دے کر
ڈھیر انگال لے گیا - آخر مین نے حساب جو لگایا تو پچاس کے پیٹے
مین گئے اور یہان ٹکا پاس نہین ہم نے بھی ایک مال تک لیا ہے
گھر کے سونے کے کڑے کسی کے ہاتھ ہتھیلین گے کوئی دن تو یہ کام
ہوگا چپکے سے اڑا دونگا کسی کو کانون کان خبر ہو تو ہاتھ کٹوا ڈالون
آئی گئی نوکرون ماماؤن اصیلون کے ماتھے
جائے گی -

آزاد - آپ کے والد کیا پیشہ کرتے ہین حضرت -
پتنگ باز - جی زمیندار ہین مگر اینجانب کو زمینداری سے
نفرت ہے - زمیندار کی صورت سے نفرت - اس پیشہ کے نام سے نفرت
شریف آدمی اور لٹھ لیے ہوے کھیت کھیت گھوم رہے ہین ہم سے
یہ نہوگا - انگریزی فارسی پڑھکر کسانی کرنا چہ معنی دارد - ہم کوئی
مزدور ہے تو ہین نہین - یہ گنوارون ہی کو مبارک رہے -
آزاد - حضور نے تعلیم کہان پائی ہے - واللہ آپکے خیالات تو
ایسے ہین آپ تو لندن کے عجائب خانہ مین رکھنے کے لائق ہین
پتنگ باز - یہین کے تحصیلی سکول مین کچھ دن گھاس چھیلی ہے -
آزاد - کیا گھسیارے بننے کا شوق چرایا تھا - کہین گھاس تو
نہین کھا گئے ہو -
پتنگ باز - بھائی کوئی چھ سات برس پڑھے مگر گنڈے دار
پڑھائی ایک دن حاضر تو دس دن غیر حاضر - اتنے مین پہلے درجہ کا
امتحان دیا مگر لڑھک گئے پھر دیا پھر اپنا سا منہ لیکر رہ گئے
وظیفہ ملا نہین اور ابا نے کہا کہ بلا وظیفہ ہم نہ جانے دینگے ورنہ ضلع
اسکول مین ہم تعلیم پاتے - خیر اس جھنجھٹ سے نجات پائی تو
پیشکار صاحب کے منجھلے صاحبزادے سے دوستی بڑھائی تب تک
ہم نرے جانگلو ہی تھے بس انتہا یہ ہے کہ حقہ تک پینا نہین جانتے
تھے - تو وہ کیا اچھی صحبت مین کبھی بیٹھے ہی نہ تھے - چھوٹے مرزا

بیچارے نے ہمین حقہ پینا سکھایا۔ شدہ شدہ چانڈو کے چھینٹے انکے ساتھ اڑائے پہلے آپ مجھے دیکھتے تو کہتے قبر مین ایک پانون لٹکائے بیٹھا ہی بدن مین گوشت کا نام ہی نہین ہڈی ہڈی گن لیجیے اب جب سے چھوٹے مرزا کی صحبت مین تاڑی پینا شروع کی تب سے ذری ہرا ہون۔ پہلے ہم بالکل گاؤدی ہی تھے یہ پتنگ اڑانا تو اب آیا ہے گر اب کی پچاس ۵۰ کے پیٹے مین آ گئے۔ منجھلے میان سے ہم نے تدبیر پوچھی واللہ تڑ سے بتایا کہ جب ہمن یا جھاوج یا بیوی کی آنکھ چوکے تو کوئی طلائی عدد صاف اڑا دو بھئی ضلع اسکول مین پڑھتا تو ایسی اچھی صحبت نہ ملتی یار جیب

آزاد- واللہ آپ تو خرا دپر چڑھ گئے اٹھون گانٹھ کمیت سب گنون پورے تمھین کون کہے لنڈورے -

پتنگ باز- آپ یہان کہان فرو کش ہونگے چلیے اس وقت غریب خانے ہی پر با حضر تناول فرمایئے اور شب باش ہو جیئے تنا ہان چہ عجب گر بنوا زند گدا را ؛ سرا ئین تو تکلیف اٹھائیے گا ہان جو کوئی تعلق ہو یا پیدا کرنے کا شوق چرایا ہو تو کیا مضائقہ (مسکرا کر) سچ کہنا استاد۔ کچھ لسر کا ہے۔ یا ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی -

آزاد- میان یہان - دل ہی نہین ہو پاس محبت کرینگے کیا ؛ مگر خیال خاطر احباب ضرور چاہیے چلیے آپ ہی کے مہمان ہون - یہان تو بیفکری کے ہاتھ بک گئے ہین - مگر استاد اتنا یاد رہے کہ بہت تکلیف نہ کیجیے گا بندہ تکلف کا دشمن ہے - ع

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے ہین وہ جو تکلف نہین کرتے

پتنگ باز- ہائے واللہ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ بس ایک دس سیر کا پلاؤ تو بنوایئے گا مگر تکلف نہ کیجیے گا اور کوئی آٹھ دس قسم کا گوشت بھی ہو- مگر میرے ہی برابر- واللہ مانتا ہون آپ کا بایان قدم ہے -

اتنے مین میان آزاد اور پتنگ باز رتھ پر سوار ہوے تو خوشامد خوردن ہیون نخوڑون نے کہا آداب بجا لاتا ہون حضور رخصت ہوتا ہون پیر و مرشد- کورنش عرض ہی خداوند کل نور کے تڑکے حاضر ہونگا - جناب مین بھی دوپہر کو کھانا کھانے کے قبل پہونچ جاؤنگا - رتھ چلا تو ہوا سے باتین کرتا ہوا کھٹ سے مکان پر داخل - آیئے آیئے منجھلے میان آئے - اندر سے باہر تک خبر ہوگئی کہ منجھلے میان تشریف لائے - میان آزاد اور وہ دونون اترے - صاف ستھرے کمرے مین مکلف فرش پر جا کر بیٹھے اتنے مین ایک لونڈی اندر سے آئی -

لونڈی - منجھلے میان چلیے بڑے صاحب نے آپکو اندر یاد کیا ہی-

منجھلے میان - (وہی پتنگ باز) ای ہی ناک مین دم کر دیا - آتے دیر نہین ہوئی بلاتے ہین - چلو آتے ہین نبی بخش آپکے لیے حقہ بھر لاؤ اور خاصدان مین گلور یان تیار کرو- (آزاد سے آپ اجازت دین تو ذری والد سے مل آؤن ابھی آیا - آپ تب تک حقہ نوش جان فرمایئے - گانا رانا سنیئے تو بلواؤن کسی کو- مغنی ہو مطرب ہو قوال ہو صنم خوش جمال زہرہ تمثال ہو- شراب ناب ہو- نرگسی کباب ہو یہ کہکر منجھلے میان تو ایک خادم با ادب سے علحدہ چپکے چپکے کچھ چہ میگوئیان کرنے لگے اور لونڈی اندر پہونچی -

لونڈی - میان- میان - انکے پاس تو کوئی انکے دوست مسند تکیا لگائے زانو سے زانو بھڑائے بیٹھے ہین -

میان - انکے دوستون کی نہ کہو شہر بھر کے خدائی خوار گرہ کٹے سوار بدمعاش عیار چور مکار چھوٹون کے سردار انکے لنگوٹیے یار ہین - بھلے مانس سے تو ملتے جلتے انھین دیکھا ہی نہین-

لونڈی ۔ نا میان شکل صورت وضا (وضع) سے شریف خاصے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین مثل ہین بڑے لستان - ابھی جوان جہان کلے ٹھلے کے گبھرو ہین اور قبول صورت ہنس مکھ ہین تو جانون کہین باہر سے آئے ہین بی بی انھین اچھی طرح کھلانا پلانا دوڑ دوڑ کو مین موجود ہون اور لونڈیون اصیلون کی دھاڑ کی دھاڑ موجود ہے رہا منجھلے میان سے دوستی بھتے نہ دیکھی چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ ۔

خیر شب کو میان آزاد اور منجھلے میان نے خواب ناز کے لطف اٹھائے صبح کو حوالی موالی جمع ہوے ۔

لفاظ ۔ حضور کل تو خوب خوب پیچ لڑے اور ہوا بھی خوب ہی موافق تھی ۔

منجھلے میان ۔ پیچ کیا لڑے پچاس۵۰ کے ماتھے گئی ۔ خیر اسکا تو یہان غم ہی نہین مگر کرکری بڑی ہوئی ۔

طرار ۔ واہ حضور کرکری کی ایک ہی کہی ۔ قسم خدا کی وہ لم ڈورا پیچ نکالا کہ باید و شاید ۔ ہزار پیچ بھی جو کٹ جاتے تو اُسکے آگے گرد تھے

فقرہ باز ۔ درین چہ شک ۔ حق ہے حضور ۔ واللہ باللہ تم باللہ زمانہ بھر یہی کہتا تھا کہ بھئی پیچ کیا کاٹا کہ کمال کیا ۔ کچھ انعام دلوایئے خداوند

لسان ۔ خداوند آپکے قدمون کی قسم ہے ۔ آج شہر بھر مین اُس پیچ کی دھوم ہے اور قربان جاؤن پیر و مرشد ۔ چالیس۴۰ پچاس۵۰ روپیہ کی بھلا کوئی اصل و حقیقت ہے ای یہ تو ہاتھ کا میل ہے ۔

رند ۔ حضور آج منجھلے آغا کے یہان مشاعرہ ہے تشریف لے چلیے گا

آزاد ۔ ضرور

مشاعرہ کی دھوم اور شعرا کا ہجوم

در نظم پیچ و در سخن او	چون اکذب اوست احسن او

شام کے وقت میان آزاد اور اُنکے حبیب بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نور اللہ مرقدہٗ کے مطائبات رشیقہ اور غزلیات انیقہ با معان نظر مطالعہ کر رہے تھے ۔ شیخ مبارک نہاد کے کلام ندرت التیام نے آزاد کو کہ خود سخن سنج ملیح الکلام شیرین مقال ذکی الطبع بدیع الخیال ہین ایسا مست الست کر دیا جیسے بسنت کی رت مین بھونرا کلیون کے رس سے مست ہو جاتا ہے عین حالت وجد مین جھوم جھوم کرکے اشعار آبدار بلحن داؤدی پڑھ رہے تھے ۔

اے نقش خرم باد صبا	از بر یار آمدہ مرحبا
قافلۂ شب چہ شنیدی ز صبح	مرغ سلیمان چہ خبر از سبا
بر سر خشم ست ہنوز آن رقیب	یا سخنے میرود اندر قفا

کہ یکایک ایک مرد معمر و سن رسیدہ ۔ گرگ باران دیدہ مولویانہ قطع بنائے لٹیٹی دستار کھوپڑی پر جمائے ۔ کالی آنکھ کو اُسکے خم و پیچ مین چھپائے دوسری مین سرمہ بریلی کا لگائے عقیق کا کنٹھا ہاتھ مین دبائے کھٹ کھٹ کرتے کمرے مین دراتے چلے آئے ۔ السلام علیکم ۔ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ مزاج شریف الحمد للہ علی کل شئ قدیر ۔

خیر ان تکلفات ضروری کے بعد حبیب سے ایک اشتہار نکالا اور آزاد کی خدمت مین بصد ادب بطریق نذر پیشکش کیا ۔

اشتہار

فصحاے گرانمایہ کو مژدۂ تازہ اور شعراے بلند پایہ کو نوید بے اندازہ ہو کہ ۱۳ ۔ فروری کو روز آدینہ وقت شام نواب بلیغ الدولہ بہادر کی گلابی بارہ دری مین صحبت مشاعرہ قرار پائی ہے خاکسار میر مشاعرہ نے انصرام و انتظام کار خیر مین بڑی محنت شاقہ اُٹھائی ہے لہذا ناظرین تقدس آئین کی خدمات رفیع البرکات مین بصد خشوع و خضوع التماس عجز اساس ہے کہ بروقت مقررہ و تاریخ معینہ سب کام چھوڑ کر عبادت الٰہی سے منھ موڑ کر

مشاعرے مین قدم رنجہ فرمائین ۔ عزت بخشین ۔ رتبہ بڑھائین
مصرعہ ہاے طرح درج ذیل ہین ۔

ا۔ ہم سے اُس شوخ نے عیاری کی ۲ پریشان گشتہ ام جانان
زبخت واژگون خود

مولانا صاحب تو اشتہار دیکر اور اشتیاق دلاکر الوداع کہتے ہوے اُلٹے پانون لپے ہوے یہان حیرت دامنگیر ہے کہ یا للعجب فروری تو ۲۹ ۔ اور کبھی ۲۸ ۔ ہی دن کا مہینہ ہوتا ہے یہ ۳۱ ۔ فروری چہ معنی دارد ۔ بارے معلوم ہوا کہ اسی وقت مشاعرہ تھا ۔

خیر میان آزاد اور اُنکے دوست نہایت شوق اور غایت ذوق سے پتا پوچھتے ہوے گلابی بارہ دری مین داخل ہوے جیسے لبیب نے اس دلکشا بارہ دری کی تعریف مین زبان فیض ترجمان سے شاعر آتش زبان خواجہ آتش لکھنوی جعل اللہ مقامہ فی الجنان کا یہ معرکہ کا شعر فرمایا ہے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے | زمین جسکی چہارم آسمان ہے

آگے بڑھے تو ایک گلزار پر بہار لطیف و خوشگوار رشک فرخار نظر سے گذرا ۔ ع

در دامن ہر شگوفہ باغے | ہر برگ گلے چو شب چراغے
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز | از بوے تر زمرد انگیز

غرضکہ عجب سمان ہے بارہ دری کیا ہفتم آسمان ہے فرش مکلف سے آراستہ اور تکلفات اہل لکھنؤ سے پیراستہ ۔ شمع کافوری نوربخش چشم نابیناے مادرزاد جیبہ جیبہ فصحاے نکتہ پرور کے فیض قدم سے آباد ۔ در و دیوار سے نور برستا ہے ۔ اس زمین کی لطافت دیکھ کر پیر فلک ترستا ہے ۔ نئی نئی وضع نئی نئی قطع نئے نئے لباس نئے نئے فیشن کے لوگ جمع ہین کسی کا دماغ ہی نہین ملتا جسے دیکھو اپنے خیال مین مست تانا شاہ بنا بیٹھا ہے ۔ ہفت اقلیم کی بادشاہت کو جوتی کی نوک پر مارتا ہے عظیم اللہ خانی ٹھوکون کے تڑاقون سے لطف صحبت دیرینہ آنکھون مین پھر گیا ۔ ع

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

ارباب صافی مذاق و آزادہ ۔ اصنام شعر و سخن کے عاشق و دلدادہ سیہ خیمہ لیلاے نظم کے والہ و مجنون ۔ دلبر نظم طرازی کے مفتون ۔ جوق جوق اُمڈے چلے آتے ہین ۔ شعرا اور سامعین کھچا کھچ بھرے ہین ۔ کہین تل رکھنے کی جگہ نہین ۔ تھالی اُچھالیے تو سر ہی سر جاے ۔ غرضکہ جب رات بھیگی ۔ اور چاندنی خوب نکھری مشاعرہ شروع ہوا ع

طرہ دستار کلام کلیم | بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعراے طلیق اللسان اور فصحاے رنگین بیان کے گلدستہ اشعار لطافت بار نے وہ رنگ اثر دکھایا کہ گلابی بارہ دری مین گل لالہ کھل گیا جسے دیکھو بلبل ہزار داستان کی طرح چہک رہا ہے ۔ کوئی عالم تصور مین نرگس غمزہ زن سے چشمک زنی کرتا ہے کسی کا دل زلف پر شکن کے پیچ و تاب مین پھنسا ہے بلبل کی خوش نوائی گل کی کج ادائی ایک پرانے مردے کو اُکھیڑ کر منصور کو از سر دار پر کھینچتا ہے ۔ دوسرا صدہا سال بعد سرمد سرور کا گلا رنیتا ہے ۔ کوئی دُردندان کے مقابل مین سلک گُہر کو بے آبرو بناتا ہے ۔ کوئی رقیب روسیاہ کو سگ حضور بناتا ہے ۔ کوئی زلف چلیپا کو طول امل سے زیادہ طول دیتا ہے ۔ کوئی عالم خیال مین چاند سے مکھڑے کی بلائین لیتا ہے ۔ قدردان کی ہر جگہ خرابی ہے ۔ ارباب دل اولا الباب داد سخن دینے پر آئے تو اس درجہ چیخے چلائے کہ لب اور گلو سوکھ کر کانٹا ہو گئے اہوہوہو ۔ اہاہا ۔ واہ واہ ۔ اے سبحان اللہ شاعر نے پورا شعر پڑھا ہی نہین کہ یار لوگ لے اُڑے حاصل زمین

واہ حضرت کیون نہو قسم حسین کی قلم توڑ دیے - واللہ آج اس لکھنؤ مین یکتہ ہو - ایک پستہ قامت زیبا اندام تیز طبیعت ملیح الکلام شاعر بلگرام تربیت یافتہ لکھنؤ نے طرح کے مصرع پر ایک غزل پڑھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہی - ؎

ہم کو دیکھا تو وہ ہنس دیتے ہین
آنکھ جھپتی ہی نہین یاری کی

سامعین - گاڑی کی - بارک اللہ کیا تا یاب شعر فرمایا کیا گاڑی کی - اب جسے دیکھیے غل مچا رہا ہی گاڑی کی گاڑی کی شاعر بیچارہ چیختا ہے کہ حضرت گاڑی کی نہین یاری کی - مگر غل غپاڑے مین سنتا کون ہے - تب تو میان آزاد نے جھلا کر کہا کہ صاحبو - اگاڑی نہ پچھاڑی جو پہیا نہ پالکی گاڑی - واسطے خدا کے پہلے شعر سن لو - پھر تعریف کے پُل باندھو - گاڑی کی نہین یاری کی ہے - آنکھ جھپتی ہی نہین یاری کی ہے - واہ کیا نیچر ہے - شاعر بھی کھل گئے کہ خیر سچے کلام کی سچی داد دینے والے بھی موجود ہین -

دوسرے شاعر خوش فکر و نکتہ سنج نے اپنی پرانی غزلون مین سے ایک غزل پڑھی - پڑھتے پڑھتے یہ شعر فرمایا -

اُمید روز وصل بھی کس بدنصیب کو
قسمت الٹ گئی مرے روز سیاہ کی

سامعین - نگاہ کی - سبحان اللہ - حضرت یہ آپ ہی کا حصہ ہی
شاعر - قبلہ نگاہ نہین روز سیاہ - نگاہ تو بالکل مہمل و بیمعنی لفظ ہوگا
آزاد - واللہ کیا مارچال ہی اور کیا صاف بول چال ہی -

شاعر صاحب جھک کر آداب بجا لائے اور پھر اُسی شعر کو باآواز بلند فرمایا اس مرتبہ سیاہ کے لفظ پر خوب زور دیا کہ کوئی ذات شریف پھر نگاہ نہ کہہ اُٹھین -

واضح ہو کہ مارچال ہندی کی شاعری مین ایک صفت کا نام ہی - روز سیاہ کی قسمت الٹ گئی یعنی بخت خفتہ بیدار ہوگیا چونکہ شاعر موصوف کتابائی مین بھی دخل رکھتے ہین اس سبب سے اُنکا کلام درد انگیز اور عشق خیز ہی - اس صفت مارچال کو تو حضرات سمجھے نہین اور تعریف کے پُل باندھ دیے -

تیسرے شاعر غرّا نے فارسی طرح پر یہ مطلع دلکش فصحاے خطۂ پاک ایران کے لب و لہجہ مین پڑھا - ؎

شستم اگر در خون ز چشم لالہ گون خود
تو چون دشمن شدی من ہم -

سبحان اللہ - ارشد ک اللہ - تحسین اور مرحبا خدا کہ آپ نے مشاعرے بھر کی ناک رکھلی - میدان فصاحت مین کل فصحا کے دہرے گوے سبقت لے گئے - اب ذرا اس وحشت کو ملاحظہ فرمایئے کہ شاعر نے مصرعۂ ثانی نصف بھی نہ پڑھا تھا کہ تعریف کی بوچھار ہونے لگی - توصیف کی جھڑی لگ گئی - پھر شاعر نے مجبور ہو کر دوسرا مصرعہ پڑھا - ع

تو چون دشمن شدی من ہم کمر بستم بخون خود

اب سنیے کہ خون کا خون کر کے اس لفظ کو ایک رکیک لفظ سے بدل دیا اور رنگین ٹوپیان اُچھلنے - بارک اللہ کا غل فلک ہفتم سے پار ہو کر لامکان تک پہونچ گیا کوئی لوٹ رہا ہی - کوئی ہو حق کر رہا ہی شور محشر بپا ہی - واہ واہ کی صدا سے پڑوسیون کی نیند حرام ہوگئی - شاعر نے غل مچانا شروع کیا کہ جناب یہ لفظ خون ہی مگر نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی - من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید

الغرض تین بجے تک وہ دھوم اور وہ ہجوم تھا کہ باید و شاید مجال کیا کہ کان پڑی آواز سنائی دے ایک ایک شعر کے پڑھنے کی چار چار دفعہ فرمائش ہو رہی ہی اور بیس بیس مرتبہ اُٹھا بیٹھی سلام پر سلام اور آداب

پر آداب - اور کورنش پر کورنش - ابھی تو اعد ہوئی غزل ختم ہوئی
تو دم ٹوٹ گیا - ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے - بعض بعض شعرائے
تلامذ الرحمٰن معدن طبع وقاد و عالی خیال و خوش فکر نے البتہ وہ وہ
اشعار فصاحت بار سنائے کہ سمجھنے والون کو حال آگیا اور بے اختیار
بول اُٹھے کہ بھئی یہ غزل نہین خدائے سخن کا کلام مجید ہے احسنت
و مرحبا کی آواز گونج رہی تھی - خوشوقت رائے حمار اور
خرسند رائے بصیر تین تین سو شعر کی غزل کہہ لائے ہین جسکا ایک شعر
درست نہ ایک مصرعہ چُست - ساٹ بجے سے پڑھنے بیٹھے تو
آٹھ کا گجر بجا دیا لوگ کانون مین اُنگلیان دے سمجھے ہین مگر وہ
موجبین سے رہے ہین -

حقیقت حال یون ہی کہ جو بزرگوار شاعری کے رموز سے واقف
ہین وہ ٹھیک موقع پر داد خوش کلامی دیتے ہین ورنہ چُپ رہتے
ہین برعکس اسکے بعض کم علم کم عقل کم فہم لغو اے ۶۰ - ہم بھی ہین
پانچوین سوارون مین :: تعریف کے دریا بہا دیتے ہین جسکے پاٹ
کی ابتدا ہے نہ انتہا - جو مضامین منافی نیچر اور خلاف طبیعت ہین
اُنکو خیرباد کہکر معشوقہ خیالات مغربی کو اپنی زبان کے لباس
مین فرنٹن اور فیشن کرین تو پھر دیکھیے شاعری کیسی چمکتی ہے -
افسوس ہی کہ نوجوان تو خیر اُنگیا اور رجوٹی اور موباف اور زنارستیان
اور موے میان پر اس درجہ لٹو ہین کہ فن شاعری کے پنجر
بگاڑ دیے - الکذبہ احسنہ نے کمیت وحشت پر اور بھی ایک
کوڑا جمایا - پھر کیا پوچھنا تھا لگے زمین و آسمان کے قلابے ملانے -
قدکو تار اور زلف کو سنبل بتانے -

وہان سے میان آزاد دو بجے اور منجھلے میان تڑکے آئے
صبح کو یون باتین ہوئین -

آزاد - اجی حضرت تسلیم - آج تو آپ بڑے سویرے اُٹھے ابھی تو
دس ہی بجے ہین بھئی بڑے سونے والے ہو - آپ کے یہان
گویا اب تڑکا ہوا -

منجھلے میان - بجا ہی کل تو مشاعرے مین تڑکا ہی ہوگیا -
اپنا تو بھور ہو گیا مگر واللہ کیا کیا غزلین سُنی ہین کہ واہ جی واہ انصاف
کیجیے کہ جب انسان تڑکے سوئے تو دس بجے خواہ مخواہ اُٹھا ہی
چاہے اور سچ تو یون ہی کہ ابھی اور سونے کو جی چاہتا ہے لیکن کچھ
مشاعرے کے جھگڑے کا حال بھی سُنا - ارے میان بڑی شکر رنجی
اور بے لطفی ہوگئی تم تو کوئی چار بجے سو رہے تھے ہم نے ساری
داستان سُنی اور سُنی کیا معنی آنکھون دیکھی - لاحول ولاقوۃ بڑی
جج چلگئی - مولوی بدر اور منشی نثار مین تو لکڑی چلتے چلتے رہگئی
جو میان رنگین نہوتے تو دال مین جوتی بٹے - بارے بخیر گذشت
لیکن ابھی دل کے بخار نہین نکلے -

آزاد - کیون کیون خیر تو ہے -

منجھلے میان - آپ تو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے تھے - ہم سے
پوچھیے جو تڑکے تک وہان ڈٹے رہے - اُف - واللہ مین تو
سمجھا کہ اب لکڑی چلی اور اب چلی - اور خرابی یہ کہ دو دو مین پھنکیت
بھی موجود تھے - اُنکو اپنی پھنکیتی کا دعویٰ -

آزاد - تو مشاعرہ کیا پالا تھا - پوچھیے شاعری کو لکڑی اور بانک
سے کیا واسطہ زور قلم دکھانا چاہیے تھا یا زور بازو - افسوس ہی
کہ مشاعرہ بھربھنڈ ہو گیا اب جنا محال ہی کسی طور پر بدر اور
نثار مین ملاپ کرا دیجیے -

منجھلے میان - اجی توبہ - ملاپ - کیا مجال - ملاپ ہو چکا - بدر کے
چہرے سے جلال برستا ہی - ایسے غلو بالغضب تو عمر بھر آنکھون سے
نہین دیکھے - بات کی اور غصہ آگیا - اور میان نثار اُنکے بھی چچا ہین
یہ بات پیچھے کرتے ہین چانٹا پہلے رسید کرتے ہین - پھر پھوٹ کے پوچھو

نہو۔ میل کی اب کون صورت ہی۔ ع

اگر در ہر دو جانب جاہلانند	اگر زنجیر باشد بگسلانند

ایک حلیم الطبع ہو تو بات نہ بڑھے اور جب دونون طرف سے اجہل ہون تو بات بن چکی۔

آزاد۔ آخر بگھڑے کا سبب کیا۔

منجھلے میان۔ حضرت اس بغض اور حسد کا بُرا ہو کہ انسان کی آنکھ پر پٹی باندھ دیتا ہی۔ ہوا یہ کہ فشار نے پہلے پڑھا۔ اس پر مولوی بدر بگڑ کھڑے ہوے سُوقت تو کچھ بولے ہنین جب اُنکے پاس یکہ (ذاکہ) گیا تو جھٹ ہی گرمائے کہ واہ ہم پر انکو کیون ترجیح دی گئی انمین کیا بات ہی۔ ہم بھی تو اُستاد زادے ہین آخر۔ یہ بچاسے ہین کیا۔ آپ بھی لتے ہوے۔ اسپر فشار بولے کہ میان صاحبزادے ابھی بوے شیر دہن سے آتی ہے۔ ع۔ اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دُنیا دیکھو ٭ تم ابھی بیٹھ یا افتادہ الفاظ کے ہجے تو جانتے ہی ہنین شاعری کیا جانو۔ کچھ دن اُستاد کی جوتیان سیدھی کرو خدمت کرو تو آدمی بنو۔ شان خدا آپ اور ہم پر منھ آئین اے تیری قدرت۔ ع

بُت کرین آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی

بدر بہت گرمائے اور خوب ہی جھلائے۔ آستینین الٹ لین اور چڑھ دوڑے۔ فشار کے شاگردون نے بھی ڈنڈا سیدھا کیا۔ اسپر تو این! ہائین۔ ہائین۔ ہائین جانے دو۔ جانے دو۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ مگر مشاعرہ بھر آمادہ ہو گیا تھا کہ بچ چلے تو خوب بات ہی بات ہے۔ ع۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭

ہمارے وحشی مزاج میان آزاد کا بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا تلوے کھجلائے اور وحشت نے سیر صحرا کی یاد دلائی۔ اپنے شفیق باتحقیق منجھلے میان سے کہا کہ قبلہ اب تو ایک جگہ بیٹھے بیٹھے بچھو ندی لگ گئی۔ چلیے ذرا چار پانچ کوس سیر تو کر آئین منجھلے میان نے چار پانچ کوس کا نام سُنا تو چکرائے کہ خدا ہی خیر کرے۔ یہ بچارے معین آدمی آدھ کوس چلنا بھی دوبھر تھا دس قدم چلے اور ہانپنے لگے۔ ذرا چکر کھایا اور چکر آیا۔ بھلا دس میل کون جاتا۔ قدم ڈگمگانے لگتے اور واقعہ ہی ہو جاتا۔ جو کہین گئے بھی تو ٹانگھن پر یا فنس پر لدے۔ یا رتھ کی سواری۔

آزاد۔ اب کیسے چلیے گا نہ۔ بس اک پانچ کوس کا چکر لگائین اور دم کے دم مین واپس آئین گے کھانے کے وقت یہان ہی ہون تو سہی۔

منجھلے میان۔ حضرت بندہ اس سیر سے درگذرا۔ آپکو تو ڈاک کے ہرکارون مین نوکری کرنی ہی۔ بندۂ درگاہ ان جھنجھٹ مین ہنین پڑنا چاہتے۔ مجھے کیا کتے نے کاٹا ہی کہ بے وجہ بے سبب پنجکوسی چکر لگاؤن اور آدمی سے اونٹ بنجاؤن۔ آپ جائین مگر جلد آیئے گا۔ یار سچ کہتے ہین کہ لمبا آدمی عقل کا دشمن ہوتا ہی یہ گپ اُڑانے کا وقت ہی یا جنگل مین گھومنے کا۔

مصاحب۔ بجا ہی پیر و مرشد۔ بھلے مانسون کو کبھی جنگل کی دُھن سمائی ہی نہین اور حضور کے یہان رتھ پالکی۔ گھوڑا۔ یابو۔ بگھی۔ سب سواریان اللہ کی عنایت سے موجود ہین۔ پیادہ پا جوتیان چٹخاتے ہوے آپ کے دشمن چلین۔ آپ ایک نازک رئیس ہین کبھی پیدل چلنے کا اتفاق کاہے کو ہوا۔

آزاد۔ بھئی ان خوشامد خورون سے تو اور بھی ناک مین دم آگیا یہ نزاکت ہنین اسکو تپ دق کہتے ہین ای صاحب آپ پانچ کوس نہ چلیے دو ہی کوس چلیے۔ آدھ ہی کوس چلیے۔ ایسی بھی کیا نزاکت ہو۔ لاحول ولاقوۃ۔

مصاحب۔ نا صاحب حضور نہ جائین گے۔ آپ اپنے جائیے

اور جو سوء ہضم کی شکایت ہو تو کھانے کا وقت ٹال جایئے گا بہت ہو کا اچھا نہین ہوتا۔

آزاد۔ کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ بندہ بلا نوش آدمی ہی پاؤن تو آپ تک کو چٹ کر جاؤن۔

میان آزاد لمبے لمبے ڈگ بڑھاتے۔ ڈاڑھی چڑھاتے پچھم کی طرف چلے۔ اونٹ جب بھاگتا ہی پچھم کی سمت چلتے چلتے رستوگی ٹولہ پہونچے۔ اس محلے مین قدم رکھا ہی تھا کہ وہ غل غپاڑے کی آواز سُنی کہ الامان شور محشر بپا تھا کان پڑی آواز کا سُننا مشکل زمین لرزنے لگی۔ در و دیوار غل کی دھمک سے کانپ رہے تھے گھبرائے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہی۔ بجلی گری یا آسمان پھٹ پڑا یا آگ لگی۔ یا بھیڑیا دن دہاڑے نکل آیا خداوندا بچائیو۔ سوچے کہ بھئی یہان سے بھاگ چلو۔ انگریزی زمانہ ہی کہین فوجداری ہو رہی ہو تو گواہی مین دھرے جائین اب وہ ہرونگ کا وقت تو ہی نہین کہ ہر روز خانہ جنگیان ہوتی ہین۔ چوطرفہ تلوار میان سے باہر ہی شڑاپ شڑاپ شٹر شٹر کی آوازین آ رہی ہین۔ خون کی ندیان بہ گئین اور کسی کو کانون کان خبر نہین۔ جب بانکے تلوار یے مار کوٹ کر چلدیے تو روندآئی دھوتو دھوتو دھوتو۔ وہان میدان صاف۔ آدمی نہ آدم زاد۔ وہ ایک دُکان دار ون کو دھمکا یا۔ ذرا غرفش کیا۔ چلیے تحقیقات ہوچکی۔ اب قضیہ بالعکس ہوگیا جب ہم گواہی شہادت سے منزلون بھاگتے ہین۔ یہان سے پولیس کی چوکی پر جائین۔ وہان سے تھانے پر۔ وہان سے مجسٹریٹی وہان سے اگر گڑبڑائے تو جیلخانہ۔ چلیے اب چکی پیس رہے ہین آئے تھے سیر سپاٹے کو مفت مین مصیبت جھیلین۔ بھاگنے ہی کو تھے کہ ایک آدمی سے پوچھا کہ۔

آزاد۔ کیون میان یہ غل غپاڑا کیا ہو رہا ہی۔ وہ شور ہی کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہین۔ الٰہی توبہ۔

آدمی۔ (ہنس کر) کل طویل احمق تو برسون سے سُنتے آئے ہین مگر آنکھون آج ہی دیکھا۔ یہ بلبنڈی سا قد کس گانون مین بڑھایا ہے بانس بریلی کے پاگل خانے سے تو زنجیر تڑا کر یہان چلے آئے سچ کہنا اُستاد۔ کرسی مین مکان ہی کیا۔ ہوش کی دوا کیجیے۔ عقل کے ناخن لیجیے کیسی لڑائی کیسا جھگڑا۔ کہان کی گپ شپ کس کا بگڑا۔ نہ کہین فساد ہی نہ کچھ۔ گروجی لڑکے پڑھا رہے ہین۔

آزاد۔ ارے لاحول۔ گروجی بھی بس نرے گروجی ہی ہین۔ بندہ ناخواندہ تو ہی نہین ہم نے بھی کئی مکتبون کی خاک چھانی ہے لیکن معاذ اللہ یہ غل غپاڑا۔ ایسے شور پہ تین حرف۔ یہ گدڑی بازار ہی۔ یا مکتب خانہ۔ یا وحشت کا کاشانہ۔ لاحول ولا قوۃ پاگل خانہ مین اتنا غل ہے تو مضائقہ نہ ارے۔ چلیے ذرا گروجی کے درشن تو کرین۔ واللہ زیارت ہی کے قابل ہونگے۔

آدمی۔ ہان جایئے۔ ضرور جایئے۔

میان آزاد جو اُدھر گئے تو دیکھتے کیا ہین کہ گروجی مہراج دھوپ مین ایک چھپر کھٹ پر اُلٹا چت پڑے ہین قطع وضع چال ڈھال دیکھی تو اللہ ہی اللہ۔ ماشاء اللہ آپ ہین اسی لائق کہ بایان قدم لے اور دور ہی سے ڈنڈوت کرے۔ لونڈون کی مٹی پلید کرنا ہو تو اس مکتب مین بھیجے۔ گروجی مہراج ذرا چیتے۔ دیکھیے تو کیا کہہ رہے ہین۔

اتنے مین دو چار لڑکے اور آئے۔ گروجی رام رام۔ گروجی سیتا رام۔ جیتے رہو۔ آؤ بیٹھو۔ آج ابیر کرکے کیون آئے گروجی آج نیوتا تھا۔ دیا بھی رگھناتھ کی تیجی دونون جون۔

یہ مقام لکھنؤ کے متصل ہے جہان کے آدمی عقل بھوگام مشہور دیار ہین۔

بنو۔ میل کی اب کون صورت ہی۔ ۵

اگر در ہر دو جانب جاہلانند	اگر زنجیر باشد بگسلانند

ایک حلیم الطبع ہو تو بات بنجائے اور جب دونون طرف سے
اجہل ہون تو بات بن چکی۔

آزاد۔ آخر بکھیڑے کا سبب کیا۔

منجھلے میان۔ حضرت اس بغض اور حسد کا بُرا ہو کہ انسان کی
انکھ پر پٹی باندھ دیتا ہی۔ ہوا یہ کہ فشار نے پہلے پڑھا۔ اس پر
مولوی بدر بگڑ کھڑے ہوے سُوقت تو کچھ بولے نہین جب اُنکے
پاس یکہ (ڈاکہ) گیا تو جھٹ ہی گرمائے کہ واہ ہم پر انکو کیون ترجیح دی
گئی اُنمین کیا بات ہی۔ ہم بھی تو اُستاد زادے ہین آخر۔ یہ بیجا سے
ہین کیا۔ آپ بھی لتے ہوے۔ اسپر فشار بولے کہ میان صاحبزادے
ابھی بوے شیر دہن سے آتی ہے۔ ۶۔ اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی
دُنیا دیکھو۔ تم ابھی بیش یا افتادہ الفاظ کے ہجے تو جانتے ہی نہین
شاعری کیا جانو۔ کچھ دن اُستاد کی جوتیان سیدھی کرو
خدمت کرو تو آدمی بنو۔ شان خدا آپ اور ہم پر منھ آئین
اے تیری قدرت۔ ۵

بُت کرین آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی

بدر بہت گرمائے اور خوب ہی جھلائے۔ آستینین اُلٹ لین
اور جھپٹ دوڑے۔ فشار کے شاگردون نے بھی ڈنڈا سیدھا
کیا اسپر تو ایں! ہائین۔ ہائین۔ ہائین جانے دو۔ جانے دو۔
لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا مگر مشاعرہ بھر آمادہ ہو گیا تھا کہ جوتے چلے تو خوب
بات ہی بات ہے۔ ۶۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۴

ہمارے وحشی مزاج میان آزاد کا بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا۔ تلوے
کھجلائے اور وحشت نے سیر صحرا کی یاد دلائی۔ اپنے شفیق باتحقیق
منجھلے میان سے کہا کہ قبلہ اب تو ایک جگہ بیٹھے بیٹھے جھپھوندی
لگ گئی۔ چلیے ذرا چار پانچ کوس سیر تو کر آئین منجھلے میان نے
چار پانچ کوس کا نام سُنا تو چکرائے کہ خدا ہی خیر کرے۔ یہ بیچارے
نہین آدمی آدھ کوس چلنا بھی دوبھر تھا دس قدم چلے اور ہانپنے
لگے۔ ذرا چکر کھایا اور چکر آیا۔ بھلا دس میل کون جاتا۔ قدم
ڈگمگانے لگتے اور واقعہ ہی ہو جاتا۔ جو کہین گئے بھی تو ہاتھون
پر یا فنس پر لدے۔ یا رتھ کی سواری۔

آزاد۔ اب کیسے چلیے گا نہ۔ بس اک پانچ کوس کا چکر لگائین گے
اور دم کے دم مین واپس آئین گے کھانے کے وقت یہان
ہی ہون تو سہی۔

منجھلے میان۔ حضرت بندہ اس سیر سے درگذرا۔ آپکو تو ڈاک
کے ہرکارون مین نوکری کرنی ہی۔ بندۂ درگاہ اِس جھنجھٹ مین
نہین پڑنا چاہتے۔ مجھے کیا کتے نے کاٹا ہی کہ بے وجہ بے سبب
پنجکوسی چکر لگاؤن اور آدمی سے اونٹ بنجاؤن۔ آپ جائین
مگر جلد آئیے گا۔ یار سچ کہتے ہین کہ لمبا آدمی عقل کا دشمن ہوتا ہی
یہ گپ اُڑانے کا وقت ہی یا جنگل مین گھومنے کا۔

مصاحب۔ بجا ہی پیر و مرشد۔ بھلے مانسون کو بھی جنگل کی دُھن
سمائی ہی نہین اور حضور کے یہان رتھ پالکی۔ گھوڑا۔ بابو۔ بگھی۔
سب سواریان اللہ کی عنایت سے موجود ہین۔ پیادہ پا جوتیان
چٹخاتے ہوے آپکے دشمن چلین۔ آپ ایک نازک
رئیس ہین کبھی پیدل چلنے کا اتفاق کا ہے کو ہوا۔

آزاد۔ بھئی ان خوشامد خورون سے تو اور بھی ناک مین دم آگیا
یہ نزاکت نہین اسکو تپ دق کہتے ہین ای صاحب آپ پانچ
کوس نہ چلیے دو ہی کوس چلیے۔ آدھ ہی کوس چلیے۔ ایسی بھی
کیا نزاکت ہی۔ لاحول ولاقوۃ۔

مصاحب۔ نا صاحب حضور نہ جائین گے۔ آپ اپنے جائیے

اور جو سوءِ ہضم کی شکایت ہو تو کھانے کا وقت ٹال جائیے گا بہت ہو کا اچھا نہین ہوتا -

آزاد - کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا - بندہ بلانوش آدمی ہی پاؤن تو آپ تک کو چٹ کر جاؤن -

میان آزاد لمبے لمبے ڈگ بڑھاتے - ڈاڑھی چڑھاتے پچھم کی طرف چلے - اونٹ جب بھاگتا ہی پچھم کی سمت چلتے چلتے رستوگی ٹولہ پہونچے - اس محلے مین قدم رکھا ہی تھا کہ وہ غل غپاڑے کی آواز سُنی کہ الامان - شور محشر بپا تھا کان پڑی آواز کا سُننا مشکل زمین لرزنے لگی - در و دیوار غل کی دھمک سے کانپ رہے تھے گھبرائے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہی - بجلی گری یا آسمان پھٹ پڑا یا آگ لگی - یا بھیڑیا دن دہاڑے نکل آیا خداوندا بچائیو - سوچے کہ بھئی یہان سے بھاگ چلو - انگریزی زمانہ ہی کہین فوجداری ہو رہی ہو تو گواہی مین دھرے جائین اب وہ ہرونگ کا وقت تو ہی نہین کہ ہر روز خانہ جنگیان ہوتی ہین - چوطرفہ تلوار میان سے باہر ہی شڑاپ شڑاپ شٹر شٹر کی آوازین آرہی ہین - خون کی ندیان بہ گئین اور کسی کو کانون کان خبر نہین - جب بانکے تلوار یے مار کوٹ کر چل دیے تو روندآئی دھوتو دھوتو دھوتو - وہان میدان صاف - آدمی نہ آدم زاد - وہ ایک دُکان دارون کو دھمکا یا - ذرا غرنش کیا - چلیے تحقیقات ہو چکی - اب قضیہ بالعکس ہی بھئی ہم گواہی شہادت سے منزلون بھاگتے ہین - یہان سے پولیس کی چوکی پر جائین - وہان سے تھانے پر - وہان سے مجسٹریٹی وہان سے اگر گرٹ بڑائے تو جیلخانہ - چلیے اب چکی پیس رہے ہین آئے تھے سیر سپاٹے کو مفت مین مصیبت جھیلین - بھاگنے ہی کو تھے کہ ایک آدمی سے پوچھا کہ -

آزاد - کیون میان یہ غل غپاڑا کیا ہو رہا ہی - وہ شور ہی کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہین - الٰہی توبہ -

آدمی - (ہنس کر) کل طویل[1] احمق تو برسون سے سُنتے آئے ہین مگر آنکھون آج ہی دیکھا - یہ بلبنڈی سا قد کس گانون مین بڑھایا ہے بانس بریلی کے پاگل خانے سے تو زنجیر توڑا کر یہین چلے آئے سچ کہنا اُستاد - کُرسی مین مکان ہی گیا - ہوش کی دوا کیجیے - عقل کے ناخن لیجیے کیسی لڑائی کیسا جھگڑا - کہان کی کھٹ پٹ کسکا بگڑا - نہ کہین فساد ہی نہ کچھ - گروجی لڑکے پڑھا رہے ہین -

آزاد - ارے لاحول - گروجی بھی بس نرے گروجی ہی ہین - بندہ ناخواندہ تو ہی نہین ہم نے بھی کئی مکتبون کی خاک چھانی ہے لیکن معاذاللہ یہ غل غپاڑا - ایسے شور پر تین حرف[2] - یہ گڈری بازار ہی - یا مکتب خانہ - یا وحشت کا کاشانہ - لاحول ولاقوۃ پاگل خانہ مین اتنا غل مچے تو مضائقہ نہ دارد - چلیے ذرا گروجی کے درشن تو کرین - واللہ زیارت ہی کے قابل ہونگے -

آدمی - ہان جائیے - ضرور جائیے -

میان آزاد جو اُدھر گئے تو دیکھتے کیا ہین کہ گروجی مہراج دھوپ مین ایک چھپر کھٹ پر اُتان چت پڑے ہین قطع وضع چال ڈھال دیکھی تو اللہ ہی اللہ - ماشاءاللہ آپ ہین اسی لائق کہ بایان قدم لے اور دور ہی سے ڈنڈوت کرے - لونڈون کی مٹی پلید کرنا ہو تو اس مکتب مین بھیجے - گروجی مہراج ذرا چیتے - دیکھیے تو کچھ کہہ کیا رہے ہین -

اتنے مین دو چار لڑکے اور آئے - گروجی رام رام - گروجی سیتارام - جیتے رہو - آؤ بیٹھو - آج ابیر کرکے کیون آئے گروجی آج نیوتا تھا - دیا بھی رگھناتھ کی تو کچھی دونون جون -

[1] یہ مقام لکھنؤ کے متصل ہے جہان کے آدمی مثل بھونگام مشہور دیار ہین -

بھلا ہما سے کھاتر کیا لائے۔

رام اوتار۔ کچھو ناہین۔

گروجی۔ دھپ جما کر۔ دُت بیوکوف۔ سب لڑکے اس کے کان گرا دو۔

انند سروپ۔ گروجی دُو پوریان اور گوجھے لایا ہون۔

گروجی۔ تم چلو بیٹھو۔ دیکھو لڑکو انندا ہماری کیسی کھاتر کرتا ہی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ اگلے دن کے پہاڑا تو سنا دیو سب لڑکے مل کے۔ کھبردار۔ آگے پاچھوت رہیو چلو۔ ارے چلو۔ ایکنا ایک دونے دو ترکو تین۔ چوکے چار۔ پنجے پانچ چھکو چھ۔ ستو سات۔ اٹھو آٹھ۔ نیا نو۔ دہام دس۔ دو کا دو۔ دو دُنا چار۔ دو تیا چھ۔ دو چوکو آٹھ۔ دو پنجے دس۔ دو چھنگ بارہ دو ست چودہ۔ دو اٹھ سولہ۔ دو نوان اٹھارہ۔ دو دہام بیس۔

ایک ایک سوایا دوسری اڑھیان۔ تیسر پونے چار چار سوایان پانچ۔ پانچ سوایان سوا چھ۔ چھ سوائین ساڑھی سات سات سوائین پونے نو۔ آٹھ سوائین دس۔ نو سوائین سوا گیارہ دس سوائین ساڑھے بارہ ایک ایک ڈیوڑھے دو ڈیوڑھے تین تین ڈیوڑھے ساڑھے چار۔ چار ڈیوڑھے چھ۔ پانچ ڈیوڑھے ساڑھے سات۔ چھ ڈیوڑھے نو۔ الخ

اونا ماسی ڈھنگ۔ کا کھا گا گھا نا۔ چا چھا جا جھا نا ٹا ٹھا ڈا ڈھا نا۔ پا پھا با بھا۔ چار الا وا شا کھا سا ہا۔

اسپر میان آزاد نے ہانک لگائی کہ ٹھیو آئے دھوت ٹکا ٹکا لو سو مت سوم سوم تو را بھلا ہوئی۔ ہاتھ کی ڈنڈی لاگی کا ئی چھو ٹیا کا چھوٹا بھائی۔ خوب قہقہہ پڑا اور کئی بازاری جمع ہو گئے اور گروجی بچارے پر آوازے کسنے لگے۔

اتنے مین بارہ کی توپ دغی۔ دَن۔ لونڈون نے غل مچایا کہ گروجی جیو آئین۔ کھاے آئین۔ ہان جاؤ۔ روٹی کھا کے جھپ سے آجاؤ نا دیر مت لگاؤ نا۔ پاٹی تیری کھڑ ری ہی کنول رام بدل لائیو۔ بابو سے کہیو کہ پاٹی بدل دین۔ لڑکے بھر بھرا کر نکلے۔ کسی نے لکڑی کا گھوڑا بنایا کسی نے گھٹنون پر دو تسڑ لگایا۔ غل غپاڑا مچاتے آسمان سر پر اُٹھاتے چلے۔

میان آزاد ایک دُکان پر ٹک گئے کہ اُنکی سیر ذرا تو دیکھین جب لڑکے واپس آئے تو گروجی نے دو ایک سے پوچھا کہ کہو پاٹی کھڑی گروجی کہن ہین کہ دو چار روج مین کاٹھ یا پرون جرور آجہیے۔ دیر کیون لگا لیس رے۔ گروجی رسوئیان مین ابیر ہتی۔ دیکھو گروجی یوہ ہمرے باپ کا گر یاوت ہی۔

گروجی۔ بھلا بے کہانا ہین مانت رے رچیا رے رہ ہم تم کا کھوب جانت ہین جو ہے سسر۔

آزاد۔ اچھا سسر کی ایک ہی کہی۔ ع

گر ہمین مکتب ست وا ہین ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

جب چھٹی کا وقت ہوا تو گروجی بولے چوپائیان کہو سری گنیش جی کرپا کرین لکھین چو کڑی۔ مان باپ پوجین وہ گھڑی ایسی گھڑی رامچندر لادین۔ گروجی آوین۔ مہرین پاوین دہی برفی کھائین۔ کھاے گھوڑے کے دین اسیس۔ لڑکے جیوین لاکھ برسیں۔ آئے بسنت مہا سکھ وائی۔ رچھیا کرین کالکا مائی اور ڈنڈے بجاتے جاتے تھے کھٹا کھٹ۔ گروجی مہنت بنے ہوئے سُن رہے تھے اور سوچتے جاتے تھے کہ برفی دہی کی دعا روز مانگی جاتی ہی مگر کھانے مین ایک دن نہین آتی۔

ڈاک

میان آزاد خانہ برباد ہوئے گل کی طرح سبک سیر۔ ایک دن کیا معنی دو[۲] دن کہین ٹک جائین تو تلوے کھجلانے لگین دامن

نرگس یاد آئے۔ سیر دشت کو جی چاہے۔ سیلانی آدمی۔ سیر سپاٹے کے عادی۔ منجھلے میاں کے یہاں چار پانچ روز جو جم گئے تو طبیعت گھبرانے لگی۔ کھانا پینا حرام ہو گیا۔ ہنسنا بولنا وبال۔ سیر سپاٹا چنچل ہوا۔ جنگل کی دھن سمائی۔ دل میں ٹھان لی کہ اب نہ ٹکیں گے نہ ٹکیں گے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔ بوریا بدھنا اُٹھایا اور مصافحہ کرکے ڈاکخانہ کی طرف چلے۔ راہ میں پوچھتے جاتے ہیں کیوں بھئی امام بخش کا ڈاکخانہ کہاں ہے۔ رمزی صاحب کی ڈاک کا راستہ کس طرف سے ہے۔ پہلے تو امام بخش کے یہاں پہونچے آیئے کہیے کیا چاہیے۔ ڈاک ہو گی۔ ہاں ایک سواری اچھا تو دو روپیہ ہوے۔ دو روپیہ؟ اچھا آپ ۲ رکم دیجیے۔ لایئے بیعانہ بائیں ہاتھ سے داخل کیجیے۔ ہم سوا روپیہ دینگے۔ نہیں صاحب سوا میں نہو گی۔ اچھا آیئے ڈیڑھ روپیہ دیجیے۔ آیئے حضور آپ تو چلے جاتے ہیں۔ میاں آزاد یہاں سے رمزی صاحب کے ڈاکخانہ پہونچے ایک سواری کا کیا لوگے ڈیڑھ روپیہ اچھا ہم چلینگے بیعانہ داخل کیجیے۔ لو ایک روپیہ اب کس وقت جائیگی ڈاک بس اب چالان چھوٹتا ہے۔ اسباب وسباب رکھیے۔ اجی یہاں اسباب خدا کا نام ہے فقیروں کو ننگ دھڑنگ سے بھلا کیا کام ہے۔

اتنے میں سامنے سے ایک ڈاک نکلی یہ کس کے یہاں کی ڈاک ہے جی۔ کون! یہ؟ یہ امام بکس کی ڈانک ہے۔ پہلے ہی روانہ ہو جاتی ہے وہ چاہے جب روانہ ہو۔ کل ۱۲ بجے کے ادھر پہونچنے سے رہی اور آپ رات ہی کے چار بجے دن سے داخل ہو جائیے گا۔

خیر میاں آزاد اور دو مسافر ڈاک پر بیٹھے اور شکرم کھڑکھڑاتی ہوئی زناٹے سے چلی۔ تو راہ میں ایک گنوار جو میاں آزاد کے قریب شکرم پر بیٹھے تھے لگے بے تکی اُڑانے۔ میاں آزاد تو آپ جانیے خوش گپ آدمی انھوں نے بنانا شروع کیا۔

گنوار۔ کا ہے ہو۔ ارے تم سے کہت ہی کوچ بکس۔

آزاد۔ (کوچبین سے) بولو بھئی کوچ بکس۔ ارے میاں کوچ بکس بولتے نہیں۔

گنوار۔ کا ہے ہو ہم تم سے پوچھت ہیں کہ یہ اونٹ گاڑی ہے کہ بیل گاڑی۔

آزاد۔ گدھا گاڑی۔

جب رات ذرا بھیگی تو آزاد کی آنکھ جھپک گئی۔ آنکھ کا جھپکنا تھا کہ کھٹ سے داخل۔ ایں کیا پہونچ گئے۔ جی حضور۔ دیکھیے ٹھیک چار بجے پہونچایا۔ انعام ہو حضور۔

آزاد۔ انعام ہوا؟ بیشک ہوا۔ ہماری ڈاک بڑی تیز آئی ہے۔ میاں امام بخش کی شکرم تو ابھی راستے ہی میں ہو گی۔

مسافر۔ (شکرم کی چھت پر سے) ہم سے سُنیے۔ شامت اعمال نے جو گھیرا تو ہم پرسوں یہاں سے امام بخش کی ڈاک پر گئے تو بہی بھلی رو رو دیے راستے میں۔ خدا کسی بھلے مانس کو نہ لیجائے لاحول ولا قوۃ ہم سے کہا کہ سات بجے گاڑی چھوٹ جائیگی۔ آپ ساڑھے چھ بجے ضرور آجایئے۔ ہم کوئی پونے سات بجے بڑے پھندے مزدوروں کو ساتھ لیے گھر سے چل کھڑے ہوے مگر بدحواس۔ راہ میں لمبے لمبے ڈگ بھرتے مزدوروں کو للکارتے چلے آتے ہیں کہ تیز چلو قدم جلد اُٹھاؤ۔ ادھر یہاں سنسان مقام پایا وہاں تھوڑی دور دوڑنے بھی لگے کہ وقت پر پہونچیں۔ ایسا نہو کہ دیر لگے۔ وہاں ٹھیک سات بجے پہونچے تو گاڑی اگاڑی نہ پچھاڑی سناٹا پڑا ہوا۔ آدمی نہ آدمزاد۔ ارے میاں چپراسی۔ منشی جی اجی منشی جی کیا سانپ سونگھ گیا۔

اتنے میں ایک چپراسی آیا۔ کہیے کیا ڈاک کیجیے گا۔ ایں! اور سنیے ڈاک کیجیے گا کی تو ایک ہی کہی۔ میاں بیعانہ کا روپیہ

بھی دے چکے۔ ہان تو اس گھانس پر بستر جمایئے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے مزے اڑایئے۔ یا ذرا بازار کی سیر کر آیئے۔ این سیر کیسی؟ ڈاک چھوٹے گی آخر کس وقت۔ کیا معلوم۔ دیکھیے منشی جی سے پوچھون۔ (منشی جی آئے) ارے صاحب سات بجے بلایا تھا جس کے ساڑھے سات ہو گئے۔ جناب آج تو آپ ہی آپ ہین۔ اور کوئی مسافر ہی نہین پھر ایک آدمی کے لیے چالان تھوڑا ہی چھوٹینگے این! واہ وا۔ کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ بندہ بیعانہ دے چکا ہے۔ اچھا ٹھہریے۔ آٹھ بج گئے نو بج گئے۔ دس بج گئے۔ یا الٰہی کب تک ٹھہرے رہین اب طبیعت پریشان ہو گئی۔ جی چاہا کہ بھاگ جاؤن۔ کہ اتنے مین تین مسافر آئے ایک سے دو روپیہ لیے دوسرے سے سوا روپیہ۔ تیسرے سے پھر اور ہم سے ڈیڑھ روپیہ خیر صاحب خدا خدا کر کے بیٹھے اور چلے۔ اب منزل منزل وہ خراب چوکی۔ چوکی کا حال سنیے۔

پہلی چوکی۔ ایک سرنگ ٹھگا۔ دوسرا سبزہ میانہ قامت۔ کوئی آدھ کوس تو دونون گھوڑے تیزی کے ساتھ گئے۔ اور پھر سرنگ بول گیا۔ اب سبزہ تو گرمایا اور چلا۔ لیکن سرنگ کے جی چھوٹ گئے یہ گرا وہ گرا۔ کوچبین نے گھوڑے پر کوڑے جمانے شروع کیے مگر اُسنے بھی عہد کر لیا کہ ٹلون ہی گا نہین۔ کھسکا اور وضع کے خلاف نہ ہلا۔ نہ ہلا۔ کوچبین۔ بارگیر۔ گھسیارا سب کے سب ٹھونک رہے ہین مگر وہ کھڑا ہانپتا ہی۔ خدا خدا کر کے۔ ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام | زیر قدمت ہزار جان است

کھڑا ہوا ٹھونک ٹھونک کے قدم رکھا۔ راہ مین ناکون دم آگیا جان عذاب مین ہو گئی۔

دوسری چوکی۔ ایک ٹٹو دبلا پتلا شرغہ۔ دوسرا گھوڑا مرا ہوا ہڈیان تک گن لیجیے۔ یہ پہلے ہی سے رنگ لائے۔ کوچبین نے حسب معمول شڑاپ شڑاپ کوڑے جمائے۔ بعد خرابی بسیار کہین چلے۔ دس قدم چلے تھے کہ پھر دم لیا۔ اور لگے ہانپنے سائیس نے آنکھین بند کر کے رستی پھٹکارنی شروع کی پھر دس بیس قدم آہستہ آہستہ بڑھے اور ٹھہر گئے۔ خیر ہزار خرابی چوکی آئی۔

تیسری چوکی۔ ایک دبلا پتلا اگلا مرا گھوڑا مشکی رنگ کا۔ دوسرا نقرہ پہلے ذرا چین چپڑ کیا۔ مگر چلے۔ ایک آدھ کوس گئے تھے کہ کیچڑ ملی۔ بس قبلہ پھر تو قیامت کا سامنا تھا۔ گھوڑے تھان کی طرف بھاگتے تھے۔ کوچبین راس تھامے ٹخ ٹخ کرتا جاتا تھا۔ بارگیر پہیون پر زور لگاتے تھے مسافرون کو حکم ہوا کہ اُتر آیئے ذرا ہوا کھایئے۔ اُترے بیچارے۔ آدھ کوس تک پیدل چلے اور گھوڑے قدم قدم پر منھ موڑے دیتے تھے اور جی چھوڑے دیتے تھے وہ غل مچتا تھا کہ الامان۔ شور محشر بپا تھا آدھ کوس کے بعد حکم ہوا کہ اپنا اپنا بوجھ اُٹھاؤ گاڑی بھاری ہے چلیے صاحب سب نے گٹھریان سنبھالین۔ بقچہ سنبھالا۔ سر پر اسباب لادے چلے جاتے ہین۔ واہ میری اٹّی کے سُننے والے مانگا تھا پیچھے دیا اوپر۔ تین گھنٹے مین کہین چوکی طے ہوئی۔ مسافرون کا ادھر دم ٹوٹ گیا اور اُدھر گھوڑون کی ناف ٹل گئی۔ کوچبین اور سائیس کے ہاتھ کوڑے مارتے مارتے اور پہیون پر زور لگاتے لگاتے تھک گئے۔ اب سُنیے کہ چھ سات گھنٹے گذر گئے اور ابھی تین ہی چوکیان طے ہوئین۔ لیکن مسافر گھوڑے آدمی نوکر چاکر سب بیدم۔

چوتھی چوکی۔ ڈگا شرغہ دورکا بہ نقرہ۔ ہان یہ جوڑی ہے۔ ایکی کبھی تیز جائے گی۔ مگر۔ ؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ یہ گھوڑے تو جالی خربوزے ہی نکلے۔ بس دیکھنے ہی بھر کے تھے۔ نام بڑے

درشن چھوٹے - کوچبان اور بار گیرون نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ چلین مگر اُنھون نے ذرا کان تک نہ ہلایا - کنوتی تک نہ بدلی - بُت بنے کھڑے ہین - میدان مین اڑے ہین - اٹے سوارٹے کوئی تو گھاس کا مٹھا لاتا ہے - کوئی تو بڑا دور سے دکھاتا ہی - کوئی پہیے پر زور لگاتا ہی - کوئی اوپر سے کوڑے جاتا ہے - آخر کار مسافرون نے بھی اُتر کے زور لگایا - مگر ٹا یئن ٹا یئن فش - ناچار گھوڑون کے عوض بیل جوتے اور ملا رگاتے میان امام بخش کو ہزارون صلواتین سُناتے چلے - لیجیے صاحب دام دیے شکرم کے سوار ہوے بیلون پر چلتے چلتے چوکی ملی تو جان مین جان پڑی کوچبین اتنے مین خوب سوچ چکے تھے - اُنکی چاندی تھی - یہان خوب حقے آڑا ے -

پانچوین چوکی - بابا آدم کے وقت کا ایک گھوڑا آیا - گھوڑا کیا اسپ خرس نما عمر تو نہین معلوم ؎

لیکن مجھے زروے تواریخ یاد ہی	شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

آنکھین مانگ رہا ہی - مکھیان بھن بھن کرتی ہین - رات کو بھی مکھیون نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا -

مسافر - ارے بھئی اب چلو - آخر یہان کیا ہو رہا ہی - راستہ چلنے ہی سے کٹتا ہے -

کوچبین - اے لو صاحب گھوڑے کا تو بندوبست کر لین - ایک ہی گھوڑا تو اس چوکی پر ہی -

آزاد - اجی دوسری طرف بھینس جوت دو نہ -

مسافر - یا ہم ایک سہل تدبیر بتائین - ایک کام کیجیے مسافرون سے کہیے کہ اُتر پڑین - بوجھ اپنا اپنا سر پر لاد ین اور زور لگائین گھی کو ایک چوکی تک ڈھکیل لے جائین -

اتنے مین ایک بھٹیارہ ٹٹو کو ٹخ ٹخ کرتا چلا آتا ہی - کوچبانکی جان مین جان پڑ گئی -

کوچبین - کہو بھئی بھاڑا کرتے ہو جی چاہے سو مانگو دینگے نقد دام لو اور گھی پر بیٹھ جاؤ - ایک چوکی تک تمھارے ٹٹو کو گھی مین جوتین گے نشان کھا تر (خاطر) رہو آہستہ آہستہ لیے چلین گے ایک چوکی کے بعد تم اپنے چلے آنا - چار آنے آٹھ آنے روپیہ تک دینگے -

بھٹیارا - واہ اچھے آئے ٹٹو کبھی گاڑی مین جوتا بھی گیا ہے مرغی کے برابر ٹٹو اور جوتنے چلے ہین شکرم مین - یہ سلطانی ڈاک ہی یون چاہو ٹٹو پر سوار ہو لو - مزے سے ایک چوکی دو چوکی چلے چلو - مدا ڈاک گاڑی مین کیسے جا سکت ہی -

کوچبین - ارے بھئی تم کو بھاڑے سے مطلب ہی یا تکریر (تقریر) کروتے ہم تو اپنی ترکیب سے جوت لینگے - لو چہرہ شاہی لو اور چلو -

ہم نے بھٹیارے سے کہا کہ تم تو واہی سے ہو چکے ہو رہو - روپیہ ٹینٹ مین رکھو اور کہو اچھا جو تو - دل لگی ہی کچھ تھک تھکا کر آپ ہی ہار جائین گے - روپیہ تمھارے باپ کا ہو گیا پو بارہ ہین - ہم نے دل لگی دیکھنے کے لیے بھٹیارے کو چنگ پر چڑھایا اور وہ گاؤدی آدمی جھپ سے راضی ہو گیا گھنٹون تدبیرین کین کہ ٹٹو کو جوتین - مگر اُسنے سیکڑون ہی بار شتک اُچھالی اور دولتیان جھاڑین مگر گاڑی کے قریب نہ گیا نہ گیا - اسپر ایک شخص نے ٹٹو کو کوڑا مارا تب تو بھٹیارہ آگ بھبوکا ہو گیا - ای واہ میان اچھے ملے - ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہمارا جانور گھی مین نہ چلے گا - آپنے زبردستی کی اب مفت مین گدھے کی طرح گد گد پیٹا کیا معنی بھلا خیر کسی نہ کسی طرح اُسنے تو اپنا پیچھا چھوڑایا اور ٹٹو کو بغل مین داب لمبا ہوا - یہان شکرم میدان مین پڑی ہوئی ہی مسافر بچارے مصیبت کے مارے اللہ بیچ مولا بیچ کہتے جاتے ہین - سائیس چلم پر چلم اُڑاتے ہین اور مسافرون کو

جلاتے ہین - بگھیان شکرمین کھڑکھڑاتی ہوئی زناٹے سے آئین اور نکل گئین بگل بھون پوبھو پون بج رہا ہی - یہان پڑے آنکھین مانگ رہے ہین - سب مسافرون نے ملکر قسم کھائی کہ اب بھولے سے بھی امام بخش کی ڈاک پر نہ چڑھین گے ادھر تو رُخ ہی نہ کرینگے خدا جانے کیا گناہ کیا تھا کہ یہ مصیبت سہی - اب تیج بلی ہزار نعمت پائی - کان پکڑے توبہ کی - پیدل آنا - ہی سے اچھا - ایسی شکرم پر تین حرف - سر بوجھے بنے - مزدور بنے قلی بنے - بگھی کو ڈھکیلا - پہیون پر زور لگایا کیچڑ مین لت پت بیدم ہوگئے بیدم - لاحول ولاقوۃ - توبہ توبہ - خداوند ابچائیو -

خلاصہ یہ کہ بہزار خرابی رورو کے یہانتک آئے - جیلخانہ اچھا یہ ڈاک نہین اچھی - اور بھئی ہندوستانی کارخانہ ہے نہ - بس ۲ دو کوڑی کا - رفری صاحب کی ڈاک ۱ واہ جی واہ کیا انتظام ہی -

غواص محیط سدا و میان آزاد خانہ برباد نے ۲ دو دن اُس شہر مینوسواد مین خوب سیر سپاٹا کیا - دوسرے دن شیطان نے اُنگلی دکھائی کہ بس اب بھاگو ۲ دو دن کچھ تھوڑے تھوڑا ہی ہوتے ہین کیا یہان چھاؤنی ڈالنے کا قصد ہے - چلیے جب اُن کے پیر نے ڈانٹ بتائی تو پھر کیا تھا - بقچہ سنبھالا اور لمبے ہوئے قسم کھائی تھی کہ میان امام بخش کی شکرم پر نہ جائینگے نہ جائینگے چاہے اُدھر کی دُنیا اِدھر ہو جائے - یہ مصیبت کون سہے کہ ۲ دو ۲ دو کوس پیدل چلے اور پھر لطف یہ کہ سر پر بوجھ رکھے اور اسپر بھی قناعت نہین گاڑی کو ڈھکیلو اور پہیون پر خوب زور لگاؤ - قلی بننا ہو تو البتہ ایسی شکرم پر جائے ورنہ اپنے حساب اسپر تین حرف لاحول ولاقوۃ رفری صاحب کی ڈاک خوب ہی - بیٹھے اور تڑسے چوکی پر داخل ذرا آنکھ جھپکی اور کھٹ سے منزل مقصود پر - پہونچے رفری صاحب نے ٹکٹ اٹھائے گئے - پوری گاڑی بیٹھنے کا نہین بھی ایک سواری سوا روپیہ ہوا - لو بجا نہ - پونی ہے - آئیے تو حضور اب آپ جاتے کہان ہین - گاڑی چھوٹا ہی چاہتی ہی بس - ہان تو روپیہ بھی لو لائیے اسباب مین رکھدون اور کچھ ہی - نا صاحب اور درویش کے پاس کیا خاک ہی - یہان ٹکا کفن کو نہین - آپ اسباب لیے پھرتے ہین - چپراسی نے اور مسافرون کو پکارا - رسالدار صاحب آئیے - وہ کہان ہین لالہ ملیٹو - آؤ جی گاڑی چھوٹتی ہے تین مسافر اندر بیٹھین گے - ایک اوپر کے درجے مین ہان تو پھر تو چین ہی چین لکھتا ہے -

الغرض شکرم روانہ ہوئی - کوئی آدھ ہی کوس گئی ہوگی کہ لالہ ملیٹو نے گل کھلایا - ٹھرّے کی بوتل نکالی اور لگے کچی پر کچی اُڑانے میان آزاد کا مارے بدبو کے دماغ پراگندہ ہوگیا - گو مذہبی خیالات سے اُنکو اصلاً واسطہ نہ تھا - کیونکہ خدا کے سوا اور کسی کو مانتے ہی نہ تھے - الہام اور وحی اور منہیات اور معصیات کے اصلاً قائل نہ تھے - بہشت کو مانین نہ دوزخ کو جانین لیکن بوے بد نے انکی طبیعت کو بیچین کر دیا رسالدار صاحب کی جان عذاب مین تھی - یہ شراب کے نام پر لاحول پڑھتے تھے اور اُسکی بو سے منزلون بھاگتے تھے - لیکن قہر درویش بر جان درویش - میان آزاد سے رسالدار صاحب نے چپکے سے کہا کہ -

رسالدار - حضرت یہ تو بیڈھب ہوئی - اب کہیے تو اُنسے صاف صاف کہدین کہ واسطے خدا کے اسوقت نہ پیجیے - معاف کیجیے - ہم پر احسان ہوگا ورنہ تھوڑی دیر مین ہم اور آپ دونون کو گالیان نہ دینے لگین تو کچھ ہارتا ہون - ذرا آنکھ دکھا دیجیے جسمین بہت بڑھنے نہ پائین -

آزاد - خدا کی قسم اسوقت روح پر صدمہ ہے اور دماغ تو

پھٹا جاتا ہے۔ مگر جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ آپ ڈپٹ کر للکار دیجیے نہ مانے تو بندہ مستعد ہے کان گرما دونگا۔

رسالدار۔ کہین ایسا بھی غضب نہ کیجیے گا۔ پیچھے جھاڑ کے لڑنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ شرابی کے منھ لگنا کس نے کہا ہے بھلا کسی حکمت سے انکو راہ پر لائیے تو خیر ورنہ چپکے ہو رہیے۔

میان آزاد اور رسالدار مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے مین لالہ پلٹو نے ہانک لگائی ہات تیرے کی۔ ہرے ہرے باغ مین گولا۔ بولا۔ بولا۔ آن بولا۔ (ہنس کر) پگ آگے پگ پیچھے۔ ہہاہہا یہ بے تکی کہکر ایک دو ہتڑ جو لگاتے ہین تو رسالدار کی دونون ٹانگون پر شراب کی چھینٹین پڑ گئین۔ ہائین ہائین! او نامعقول مردود۔ خبیث۔ مردک۔ الگ ہٹ۔ دیکھتے ہو بدبخت کی باتین اور اوپر سے آنکھین نکالتا ہے (پلٹو تان کے) دون ایک مردود اور سنیے اچھی دل لگی نکالی ہے۔ اٹھ جا یہان سے رسالدار نے خوب ہی ڈانٹ بتائی۔ مگر وہان سنتا کون ہے ہوش کسے۔ حواس کجا بولے تو کیا بولے۔

پلٹو۔ ہمارا بیوقوف باپ جہنم کا باپ بڑا گدھا۔ بہت بڑا ہہاہہا (ماشاء اللہ وزن ہی نرالا ہے) سمجھے۔ دھنی کے برابر دیو۔ لیو نہ دیو۔ اکبر اور بیربل۔ برسورام جھڑ اگے سے رسالدار کی بڑھیا مر گئی فاقہ سے۔

رسالدار۔ (گھونسا تان کر) چپ مردک۔ ٹھولنس دون بانس منھ مین مردک۔

پلٹو۔ اجی تو ہنسی ہنسی مین روئے کیون دیتے ہو۔ آپ تو ڈپٹے لیتے ہین۔ واہ ہمتو اپنے باپ کو برا کہتے ہین۔ یہ اپنے تئین گدھا سمجھتے ہین۔

آزاد۔ کیا تمھارے باپ گدھے تھے۔

پلٹو۔ ہونھ۔ یہ بھی کوئی چھپی ہوئی بات ہے اور نہین تو تھے کون آخر آپ ہی بتائیے۔ عمر بھر ڈولی اٹھائی مگر مرتے دم تک نہ اٹھانی آئی۔

آزاد۔ ارے غضب کیا مر گیا بیچارہ۔ افسوس خوب آدمی تھا بڑا رنج ہوا۔

راوی۔ جی بجا ہے۔ آپ کو رنج نہ ہوگا تو کس کو ہوگا گویا آپسے ملاقات ہی تو تھی نہ۔

رسالدار۔ اور ڈولی اٹھانا کیا معنی۔ کیا کہار تھا۔؟۔

پلٹو۔ اور نہین تو کون چمار تھا۔ یا سیلدار تھا۔ یا جو رجکار تھا۔ یا وہ بھی آپ کی طرح رسالدار تھا۔

آزاد۔ ہے نشے مین تو کیا ہوا بات پکّی کہتا ہے۔

رسالدار۔ جی ہان درست ہے۔ آپ پکا کر کے بے نقط سنوائیے گالیان دلوائیے۔

پلٹو۔ اجی ایمین چوری کیا ہے۔ ہم کہار ہمارا باپ کہار دادا کہار۔ پردادا کہار۔

آزاد۔ کہیے آپ کی مہری تو بخیر وعافیت ہین۔

پلٹو۔ چل شکرم چل گھوڑے۔ چل کوڑے۔ بجے بگل بھون پو بھون پو بھون پو۔ اگلے وقتون کے لوگ سمجھتے کہ اور کیا۔ ہہاہہا۔ خہ خہ خہ خہ۔ یہ کہکر دھم سے گرے۔ سر پولا کھٹ۔ پھر سنبھلے پھر لڑھکے پھر اٹھے۔ پھر دھم۔ اب لگے واہی تباہی بکنے۔ ہم ہم۔ ہم کو کوئی جانے۔ سامنے کانٹا۔ دکان مین آنٹا۔ کبڑیے کے یہان بھانٹا۔ رسالدار کو لگاؤن چانٹا۔

رسالدار۔ اب ایسا نہ ہو کہ مین نشہ وشہ سب ہرن کر دون نامعقول بیہودہ بکتا ہے۔ زبان کو لگام دے۔

پلٹو۔ کیا! لگام! سائیس سا معلوم ہوتا ہے۔

آزاد - میاں سیٹی علم دریاؤ ہے -

پلٹو - تیرا سرناؤ ہے تو بن بلاؤ ہے -

رسالدار - کوچمین بگھی ٹھہراؤ -

پلٹو - کوچمین بگھی چلاؤ - گھوڑو - ای گھوڑو - ارے گھوڑے یوں ٹٹوؤں اور ٹٹویوں گرماؤ - گرماؤ - خوب گرماؤ - تیز - تیز - خیز - خیز - بریز - بریز - چلی چل چل نخرے نہ کر - آٹا گوندھ گیلا نہ کر -

میاں آزاد نے دیکھا کہ رسالدار کا چہرہ مارے غصے کے لال انگارہ ہوگیا جیسے چقندر - اور اب کوئی دم میں پلٹو مہراج پر ایک آدھ چپت جمایا ہی چاہتے ہیں - انھوں نے بات ٹال دی اور پوچھا کہ کیوں پلٹو مہراج سچ کہنا اُستاد تم نے تو کبھی ڈولی نہیں اُٹھائی پلٹو بولے نہیں کبھی نہیں - برتن البتہ مانجے ہیں مگر ہوش سنبھالتے ہی مدرسے میں پڑھنے لگے اور اب تار گھر میں نوکر ہیں ہم اور ہیونگا - رسالدار جی تو پیتے ہو - رسالدار کے منھ کے پاس گجی لے جا کر کہا کہ پیو پیو - پی پی اتنا کہنا تھا کہ رسالدار جل بھن کے خاک ہو گئے - آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑ سے ایک چانٹا رسید کیا دوسرا اور دیا - تیسرا پھر - چوتھا اُسپر اور - پانچواں گھاتے میں بوکھلا دیا لالہ پلٹو مزے سے بیٹھے چپتیں کھایا کیے اور جب خوب تھک چکے تو ایک قہقہہ لگا کر فرمایا کہ ابے جا بڑا رسالدار بنا ہی نام بڑا درشن چھوٹے ایک جون بھی نہ مری رسالداری کیا خاک کرتے تھے تم رسالدار - رسالدار - رسالدار چلو اب تو ایک گجی پیو - تمھیں قسم ہے اپنے بڑے سر اور گنجی آنکھوں کی - دولہ پھر بولو جھٹ پٹ لو پیو نہ -

رسالدار - بھئی اسنے تو ناک میں دم کر دیا - پناہ خداوندا پناہ - ہاری مانتا ہو نہ جیتی - پیٹتے پیٹتے ہاتھ تھک گئے مگر اس کے خم دوم ویسے ہی ہیں - ذرا فرق نہیں -

کوچمین - رسالدار صاحب یہ کیا غل مچ رہا ہے -

آزاد - بڑی بات کہ تم جیتے تو بچے - ہم سمجھے تھے کہ سانپ سونگھ گیا - یہاں مار دھاڑ بھی ہوگئی مگر تمھیں اطلاع ہی نہیں -

کوچمین - مار دھاڑ! یہ مار دھاڑ کیسی؟ دیکھوں (اُتر پڑے)

رسالدار - دیکھو یہ بچیا سور بیٹھا شراب پی رہا ہے اور سب کو بے نقط سُناتا جاتا ہے - مین نے خوب ہی درست کیا - ایسا پیٹا ایسا پیٹا کہ یاد ہی تو کرتا ہوگا -

پلٹو - جھوٹے پر لعنت کہو بیش باد - کہو بس اب کہو نہ - ای پھکا لعنت خدا یہاں تو کان پر جوں بھی نہ رینگی -

کوچمین - تھوڑی سی ہم کو نہیں پلاتے -

پلٹو - اوہ واہ وا - نیکی اور پوچھ پوچھ ہم تو چاہتے تھے - کہ کوئی ساتھی ملے -

الغرض لالہ پلٹو اور میاں کوچمین دونوں کے دونوں کوچ بکس پر جا کر بیٹھے اور گنجیوں کا دور چلنے لگا - جب دونوں بدمست ہوئے تو باہم خوب ہی گلخپ ہوئی - اُسنے اُسکو پٹرا لگایا اُسنے اُسکو تاک کے ڈک جمایا - پلٹو نے دھپ دی - اُسنے ایک چپت جڑی - اُسنے اُسکو رلایا - اُسنے اُسکو ڈھکیلا اور پلٹو زمین پر ہورہے - گرتے ہی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹا تو کوچمین بھی دھم سے گرے گرتے ہی چمٹ گئے - چمٹتے ہی وہ بھی گتھ گیا - ایک نے کولے پر لادا - دوسرا بغلی ڈوبا - اُسنے دستی کی اُسنے ہفتے کا نتھنے کے لیے پیشدستی کی - اتنے میں دونوں چمٹ گئے - اور لگا مکا چلنے - دائیں - دھائیں - دائیں - دھائیں دھم دھم دھس دھس - تڑ - تڑ - تڑاق - پڑاق - دھوں - دھائیں کوچمین نے جھپٹ کے میاں پلٹو کی لنگوٹی لی - اُسنے چٹلے اکھاڑے -

اتنے مین رسالدار نے بلمٹو کو بے بھاؤ کی چپتین لگائین ایک دو تین چار کرکے کوئی پچاس تک گن گئے - آزاد نے دیکھا کہ مین خالی کھڑا ہون - اُنھون نے کوچبین کو چیتپا نا شروع کر دیا اب سنیئے کہ بارگیر اور سائیس اور ایرے غیرے سب بھاگ کھڑے ہوے - دونون کا نشہ جب ہرن ہو گیا تب جا کے کہین چھوڑا -

آزاد - کیون بچہ پھر پیوگے شراب - کیون چڈّا اگلیز و - اور شراب منگواؤن - نامعقول! گاڑی چلاتا ہے یا شراب پیتا ہے ہاتھ پاؤن ڈھیلے کر دونگا -

رسالدار - ہاتھ تیرے کی -

بلمٹو - تو کیا آپ اکڑ رہے ہین - آپ کی رسالداری کو تو ہم نے دیکھ لیا - آپ کے ہاتھ مین سکت ہی نہین - دیکھو کوچبین کے سر پر آدھے بال رہ گئے - یہان بال تک بیکا نہوا -

رسالدار - بس اب ہم ہار گئے -

اب سنیئے کہ اس ٹھائین ٹھائین اور جھنجھٹ اور مار پیٹ کو کچھ عرصہ ہوا لیکن کوچبین نے مارے خوف کے گھوڑے ایسے تیز چلائے کہ عین وقت پر بگھی پہونچ گئی ذرا دیر نہوئی جو کہین لالہ بھنگو یا میان امامی کی ڈاک ہوتی تو دو ہی دن مین پہونچتی لیکن ہندوستانی کارخانہ پھر ہندوستانی ہے - دو قواعد کی پابندی کجا ضابطے کی فکر کس کو -

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل
آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

ہمارے شفیق نیک نہاد کوچہ گرد خانہ برباد چشتی مادرزاد اسم بامسمیٰ وارستہ و آزاد رنگیلے جوان بنے ٹھنے بڑی آن بان سے تنے ہوے شکرم پر سے اُترے تو نئے شہر کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے ہر محلہ آباد - کوچہ و برزن خوش سواد - ہر سمت لطف خداداد الٰہی یہ شہر ہے یا بہشت شداد - سڑکین صاف چپہ چپہ شفاف - کوڑے کرکٹ سے کام نہین - گندگی و عفونت کا نام نہین - کہین گرد نہ غبار - در و دیوار ندرت بار - ہر سمت سبزہ زار ہر باغ رشک فرخار - چوطرفہ گلزار اور گلہاے بے خار پت جھاڑ سے واسطہ نہ خزان سے سروکار - دماغ طبلہ عطار نسیم عنبر بار اور رگ کش صد ہزار نافۂ تاتار - اُسمین ایک رنگین کوٹھی جو نظر آئی تو آنکھون نے چشم بددور وہ طراوت پائی کہ واہ جی واہ اُسکی بناوٹ اور سجاوٹ ایسی بھائی کہ سبحان اللہ - بس دل مین کھب ہی تو گئی - روشین دُنیا سے نرالی بیلین ساری خدائی سے انوکھی - پودون پردہ جوبن کہ انسان برسون گھورا کرے درختون پردہ بھبن کہ دیکھنے سے سیری ہی نہو - سرو مثل قامت مہوشان فرخار آزاد - سبزان چمن خندان و شاد - زمین زمرد رنگ کوہ زمرد کے ہم سنگ -

چمن زمردین فلک اس زمرد رنگ کو دیکھے تو شرما جائے گل لالہ کے تختہ پر یاقوت احمر ہیرا کھائے - صبح ہو اور شام ہو یہ باغ زیبا ہو اور دلارام گلفام ہو - تبارک اللہ یہ باغ نزہت فزا ہے یا عروس آراستہ - یہ گلشن پرفضا ہے یا نگار پیراستہ - گلزار ارم اسکے مقابل گرد ہے - باغ نعیم کا چہرہ زرد ہے - الٰہی یہ باغ جنان ہے یا روضۂ رضوان ہے - جو نہال ہے عشوہ ریز جو ٹہنی ہے بہجت خیز جو پھول ہے رنگ آمیز اور مشک بیز - نرگس مثل چشم آہو چشمان چگل ملائک نظر فریب سنبل مثل طرۂ تابدار پری رخان فرخان آشوب زمانہ و عدوے شکیب - رضوان دیکھے تو مارے شرم کے عرق عرق ہو جائے - فردوسی دیکھ پائے تو گلچین بنجائے

زمین زمین شعر کی طرح رنگین - ہوا عنبر بار و عطر آگین -
میان آزاد نے ایک ہرے بھرے درخت کے سایہ مین جسکے
زمردین پتے حلہ پوشان بہشت اور سبزان ہند کی یاد دلاتے
تھے - زین پوش بچھایا - سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن خاص بنایا ٹہنیان
ہوا کے جھونکون سے مستون کی طرح جھومتی تھین اور فرط میوہ
سے زمین کو بار بار چومتی تھین - چوطرفہ فرش زمردین اور گلہا
رنگین غنچون کا چٹکنا - شاخون کا جھومنا - پھولون کی مہک
سبزے کی لہک - سوسن کی زبان درازی نرگس کی نظارہ بازی
آنکھون کو سرور بخشتی تھی اور روح کو لطف موفور جہان تک
پیک نظر کی رسائی تھی قدرت کے عجب کیفیت خدا داد دکھائی
تھی - اور ہر سمت سے نمایان شان کبریائی تھی لیکن اس رنگین
کوٹھی پر اور ہی عالم لطف دوبالا تھا اُسکا باوا آدم ہی نرالا
تھا - گلابی رنگ - سبز دروازے لاجوردی پردے جن کے
دیکھنے سے بادام ترکی طرح آنکھ سبز ہو جائے اور قوت باصرہ
خضارت پائے ادھر اُدھر دوب ہری بھری اور اسکے بیچ بیچ
مین رنگین بارہ دری - چوطرفہ چشمہ اور ادھر اُدھر سبزہ لہلہا رہا ہے
اور مرغ چہچہا رہا ہے - گرداگرد چشمہ سار اور جوئبار پُر بہار
سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ جزیرہ ہے - ایک رہرو سے میان
آزاد نے پوچھا کہ -

آزاد - یا حضرت ذرا ادھر تو آیئے -

رہرو - الامر فوق الادب لیکن قبلہ کہین وہی سوار والی مثل
نہو کہ ایک مجہول آدمی نے ایک سوار کو جو فرس تندخو کی باگ
اٹھائے کڑکڑاتا چلا جاتا تھا دور سے پکارا میان سوار میان
سوار تمھین قسم ہے خدا کی جو ادھر نہ آؤ - سوار بیچارہ سمجھا کہ
کوئی شخص مصیبت کی حالت مین پڑا سسک رہا ہے چلو مدد کو
پہونچو - گھوڑا پھیر دیا - جب قریب پہونچا تو دیکھتا کیا ہے کہ ایک
آدمی صاحب تن و توش خاصہ ہٹا کٹا موٹا تازہ ایک درخت
کے نیچے لیٹا ہوا ہے مگر چیت آنکھین آسمان کی طرف - پوچھا
کیون بلایا تو فرماتے کیا ہین کہ بھئی بھلیندا ٹپ سے چھاتی پر
گر پڑا اور ہی اتنا احسان کرتے کہ چھاتی پر سے اٹھا کر کھلا دیتے
تب تو سوار چکر مین آیا کہ لاحول ولاقوۃ اچھے نامعقول مجہول
آدمی سے پالا پڑا - دو کوس سے ہمین بلایا - اور یہان
بُلا کر اُلّو بنایا - تو حضرت اگر کچھ ضروری بات ہو تو
خیر ورنہ رخصت -

آزاد - یہ ندی کہان سے نکلی ہے اور گرتی کہان ہے
طول اور عرض کیا ہے اور راس پر کون شہر بستا ہے اور
پُل کتنے بنے ہین -

رہرو - لے اب سیدھے چلے جاؤ داروغہ پاگل خانہ بیچارے
پر کیون جرمانہ کراؤ گے مفت مین - واہ کیا سہل بات پوچھی ہے
ندی نکلی کہان سے ہونھ - یہ اچھی سوجھی - اجی پہاڑ سے
نکلی ہے اور کہان سے نکلی ہے - کیا املی کی جڑ سے نکلی ہے
گرنے کا حال خدا جانے -

آزاد - اس کوٹھی اور بارہ دری مین کون رئیس رہتا ہے

رہرو - رئیس نہین ایک رئیسہ رہتی ہین - بڑی مالدار ہین
اب تو کوئی ساٹھ برس کی ہونگی - رات کو روز بجرے پر دریا کی
سیر کو نکلتی ہین - اُن کی دونون صاحبزادیان بھی ہوتی
ہین اور دو تین ماما اصیلین - مغلانیان - ایک پیرکتا -
دو مانجھی روز بلا ناغہ جاتی ہین -

آزاد - تو بجرہ کیا حضرت نوحؑ کی کشتی ہے (بلاتشبیہ)
بھلا کیون صاحب صاحبزادیون کی عمر کیا ہوگی - بیاہی ہین

کہ بن بیاہی۔

رہرو۔ اب سن وسال کا حال بندہ کو کیا معلوم مگر سیانی ہین کوئی تیرہ چودہ برس کی ہونگی۔ بس اور کیا۔ شریف زادیان رئیس زادیان ہین۔ بڑی تمیزدار۔ بڑی سلیقہ شعار۔ بڑی خوش فکر اور بڑھیا تو بقراط ہے اپنے وقت کی۔ ایسی منتظمہ تو دیکھی نہ سُنی بڑی پاکباز۔ بڑی راستباز۔ مخیر۔ جواد۔ غیور۔ خوش خلق اور تربیت یافتہ۔ لڑکیان بھی اپنی مان کے قدم بقدم ہین آنکھون مین شرم۔ مزاج مین آزرم۔ روپوش۔ عفت کوش۔ حیا پرور۔ پاک نظر۔ نازونعم پروردہ مگر خوانندہ۔ یہ نہین کہ الف کے نام بے نہ جانتی ہون۔ رات کو بڑی سیر ہوتی ہے جسوقت بجرہ فراٹے سے بہاؤ پر جاتا ہے اہو ہو ہو۔ وہ لطف آتا ہے واہ۔ واہ۔ شب ماہ مین البتہ کیفیت مزید حاصل ہوتی ہے۔ ایکمرتبہ کھانا بھی بجرے ہی پر نوشجان فرمایا تھا۔ بڑی دل لگی ہوئی۔ چھوٹی صاحبزادی نے کھاتے کھاتے فرمایا کہ ؎

دریاے اخضر و فلک و کشتی ہلال
ہستند غرق نعمت حاجی قوام ما

واللہ کیا کہی ہے۔ کیا برجستہ سوجھی ہے۔ بڑی صاحبزادی نے ایک لطیفہ غضب کا سنایا۔ اُنکی اماجان نے کہا کہ باقر روٹیان خوب پکاتا ہے (باقر اُن کے باورچی کا نام ہے) تو اسپر بڑی صاحبزادی مسکراکر فرماتی کیا ہین (ہان ہان ہان جان وہ نہین تو اور کون پکائے گا اسی کے نام سے تو باقرخانی مشہور ہے) سبحان اللہ۔

آزاد۔ شادی ابھی نہین ہوئی بھلا کہین پیغام دیغام ہے۔

رہرو۔ ابھی شادی نہین ہوئی نہ کہین بات چیت ہے دونون بہنون کو مطالعہ کتب کا ازبس شوق ہے۔ پڑھنے لکھنے اور سیر دریا یا گلگشت چمن کے سوا اور کوئی کام نہین اصغری اور اکبری کا قصہ ابھی وہی مرآۃ العروس اور بنات النعش اور فسانۂ حامد اور تزک جرمنی اور علی بند اور اخلاق کاشی وغیرہ کتب نو تصنیف مطالعے مین رہتی ہین اور اُن کو دل لگاکر پڑھتی ہین۔ سینے پرونے کاڑھنے مین بھی دونون بہنین برق ہین۔ کھانا بھی خوب پکالیتی ہین صفائی کا دونون کو خیال ہے۔ میلے کچیلے مکان مین دم بھر نہ بیٹھین۔ ہوادار کمرون پر لوٹ ہین۔ خدا کرے اُن کی شادی اچھے گھرون مین ہو۔ ؎

غالب ان سیمین تنون کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

آزاد۔ بندہ نواز ہم تو اسوقت ریشہ خطمی ہو گئے۔ پوچھیے وجہ سُنیے جہان ہم نے اپنے وطن کی کسی تعلیم یافتہ پڑھی لکھی لڑکی کا حال سُنا اور بس باچھین کھل گئین خدا کرے تعلیم نسوان اس ملک مین روز بروز ترقی پائے۔ اور ہر ایک لڑکی فارسی یا ناگری پڑھ جائے آمین۔ لیکن واللہ اب دلی خواہش یہ ہے کہ کسی ترکیب سے بجرے کو دیکھین اور خدا کا شکریہ ادا کرین کہ اس ملک مین بھی ایسی خوش فکر شریف زادیان ہین جو تعلیم و تربیت کو گناہ نہین سمجھتین۔

رہرو۔ تو پھر اسی جگہ بستر جما رکھیے۔ مین سرِ شام ہی آجاؤنگا۔

آزاد۔ حضرت مین مسافر غریب الوطن آدمی ہون ایسا نہو کہ آپ شام کے عوض صبح کو بھی نہ آیے اور یہان میدان لق و دق مین اینجانب کو بھیڑیا اُٹھا لیجائے۔

رہرو۔ آپ بڑے دل لگی باز معلوم ہوتے ہین۔ آپ کو تو ستارہ ہین سے بھی خوف نہین۔ آپ ٹھہرین۔ مین

دم کے دم مین آیا۔

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

غواص قلزم غمر زنشانی - آشنائے محیط پریشانی - مصباح مجالس دد اد وحشی مادرزاد میان آزاد خانہ برباد زلف کی طرح خانہ بدوش و پریشان روزگار شام تک اُس یار وفادار کے انتظار مین سر دُھنا کیے اور مرغان خوش رنگ اور خوش آہنگ کے ترانے سُنا کیے - تدرو خوش خرام کا قہقہے لگانا - عندلیب شیدا کا چہچہانا - موریلون کی سُریلی جھنکار - پپیہون کی پکار - رامشگری مرغان چمن زار و مستانہ روی آب رود بار مرغزار پُر بہار کی نمک ریزی نسیم بہجت انگیز کی عطر بیزی شاخ گل کی مہک - سبزۂ زمردین کی لہک - دریا کی روانی - بحر مسرت کی طغیانی - اہو ہو ہو - اہاہا - جو مرغ چمن ہے رنگین اور خوش نوا ہر طرف مشاطۂ صبا کی گلکاری تھی - اور نسیم عنبر شمیم کی فیض باری چشمہ سار کا پانی جو نوش جان فرمایا تو گویا قند و نبات کا مزہ پایا بلکہ آب حیات یاد آیا - ہر سمت نکہت روح افزا اور رائحۂ دل آرا - امرود - حلوائے بے دود - سیب دافع آسیب ترنج مشک آگین - رشک آہوے چین - عناب بالب شکر زبان و شکر لب شفتالوے کاردی و آردی کچھ سُرخ کچھ سبز گویا سبزان ہند گلابی پوش ہین یا یاد معشوق مین خونتابہ نوش ہین انبہ پیوندی نوش بیوند ہے دلبند و بادشاہ پسند ہے - سبزۂ ہمشیرہ جان شیرین - انار حقہ حقہ یاقوت نگار حلاوت آگین

میان آزاد وحشی مزاج کو لطف بہار ایسا بھایا کہ بے اختیار لہرا لہرا یون گایا - ۵

شب شنبہ و عید و ابر بہار | سرت گردم ای ساقی عشوہ باز
مو و مطرب از ہر چہ بایدم خوش است | شب شنبہ از روز عیدم خوش است

میان آزاد کا جنون بہار فروش تھا اور ستم کوش سوچے کہ جناب باری نصیب آزاد دیدار یار جانی کرے - دعائے حزین گل زمین اجابت مین ریشہ دوانی کرے - کبھی دھنا دینے کا شوق چرایا - کبھی بھاگ جانے کو جی چاہا - کبھی سر دُھنتے تھے کبھی تنکے چُنتے تھے - آشنا نہ بیگانہ - خویش نہ یگانہ - ہی ہی یہ بہار اور یار کا انتظار - فرقت کا دھڑکا - ہجران کا کھٹکا - ۵

سوختم از غصہ درین نوبہار | بادہ من در خم و من در خمار

دل ہی دل مین یون سوچنے لگے - وہ رہزن تو واللہ جھانسا ہی دے گیا اب شام مین باقی کیا ہے - آنا ہوتا تو آ گیا ہوتا بس آ چکا اور مجرا دکھا چکا - ہائے یہ چاہ کنوین جھکائے گی تنکے چُنوائے گی - مگر - ع - دل کو میرے آفرین یہ چوڑ ڈھٹا سوٹا مین بھی نہ ٹلونگا نہ ٹلونگا - ع - اب تو آزاد نے اس در پہ جمایا زانو ۔

ہندوستان مین ایسی شریف زادیان نظر کہان آتی ہین جو زیور علم و فضل سے متحلی ہون - حلی شایستگی سے متجلی ہون کسی کو فکر پوری و دال ماش کسی کو شوق تراش و خراش اللہ اکبر اس درجہ دنیا و ما فیہا سے بیخبر - ہندیون کا ادبار آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہے - کلیجہ منھ کو آتا ہے - ہمدردون کا جی جلتا ہے اور فرط جوش حب وطن سے سینہ مثل دیگ اُبلتا ہے پُرانے فشن کے اکثر بزرگ لکیر کے فقیر ہین - جدت سے طبیعت نفور شایستگی کی باتون سے منزلون دور -

میان آزاد عین حالت پریشانی مین یہ سوچ رہے تھے کہ رہزن نے کہا اسلام علیکم اللہ بالخیر -

آزاد ۔ عمرت دراز باد ۔ خانہ احسان آباد ۔ آپکے فراق نے کنوین جھنکائے مگر خیر وقت پر آئے ۔ پھر اس فرش زمردگون پہ بستر جمایئے ۔ سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن بنایئے ۔ سچ کہیے گا کیا سہانا وقت ہی ۔ ہر عروس چمن سبز بخت ہی ۔ ؎

کشیدہ ام ز جنون ساغرے کہ ہوش نماند
وگر معاملہ با پیر مے فروش نماند

نرگس کی طرح دیدۂ حیران ہون اور مثل گل چاک گریبان ہون ۔ ؎

ما کوس بادشاہی دشت جنون زدیم | تخت روان آبلہ در زیر پاے ماست

آج اس بہار کافر بہار نے ہمارے سمند جنون پر اور بھی تازیانے کا کام کیا ۔ ؎

ہر صبح میزند چو شفق جوش خون ما | موقوف بر بہار نباشد جنون ما

رہرو ۔ اگر یہی رنگ بہار ہے اور یہی لیل و نہار ہی تو مجنون کا کوئی نام بھی نہ لے گا ۔ ؎

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
قبلہ و کعبہ لکھا کرتے تھے القاب مجھے

آزاد ۔ حضرت یہان تو جنون نیک فال سے سروکار ۔ نہ عشق پری رخان گل رخسار نہ شوق اصنام طرحدار مطلب سعدی دیگر ست اصل منشا تو یہ ہی کہ ہندوستان کی عالی خاندان معالی دودمان نجیب الطرفین و شریف الجانبین رئیس زادیون کو تربیت یافتہ اور شایستہ دیکھین اور جناب باری کی درگاہ مین شکریہ ادا کرین ہم تو ہندوستان کے نام پر فدا ہین اسی کے عاشق و شیدا ہین عاشقی و معشوقی روح مجنون و وامق ہی کو مبارک رہے ہم ایسے ویسے محبوب کو دل نہین دیتے دل کا سودا دل لگی نہین ہے ۔ ؎

شاہد آن نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

رہرو ۔ الحمد للہ ۔ الحمد للہ تو منھ مانگی مراد پائی ۔ وہ سامنے سے پالکی آئی ہے اب سجدہ کرو اور نماز شکریہ پڑھو ۔

دیکھ لو وہ سامنے سکھپال ہی | وہ میان وہ جسکا پردہ لال ہی

آزاد ۔ (عینک کو کپڑے سے صاف کر کے) کہان! کہان! کدھر میان بتاؤ ۔ بتاؤ ۔

رہرو ۔ انیٹ کی عینک لگاؤ ۔ اتنی بڑی پالکی نہین دیکھ سکتے کیا رتوندھی آتی ہے ۔

آزاد ۔ آنکھین ہی پھوٹین جو نظر پڑی ہو ۔ اندھا ہی ہون جو پالکی سے آنکھ لڑی ہو ۔ اہاہاہا وہ دیکھی ۔ این! وہ تو درخت کے سایہ مین رک رہی جی ۔ یہ کیا ۔ ؎

قسمت کو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

رہرو ۔ گھبرایئے نہین آپ کے تو ہوش ہی پتیرائے جاتے ہین بکیا رہا ہاتھ پاؤن پھولے جاتے ہین ۔ اب کوئی اور ذکر چھیڑیے جسمین معلوم ہو کہ دو مسافر تھک کر کھڑے باتین کر رہے ہین ۔

آزاد ۔ سوجھی تو اچھی ۔ اب مین کوئی اور ذکر چھیڑتا ہون کیون صاحب اب کی آم کی فصل خوب ہوئی ۔ جدھر دیکھو ٹپے پڑے ہین شیرہ شکر ریز ہی آم پر چھری تیز ہے ۔ منڈی جایئے کھانچون کی کھانچیان تربوز کی دیکھ آیئے ۔ کوئی ٹکے کو نہین پوچھتا اور آم کے سامنے تربوز کو کون ہاتھ لگائے بھئی ہمین تو بمبئی پسند ہے اور آمن تو قیامت کی شیرین ہے ۔

رہرو ۔ دیکھیے کہین فرہاد کی روح کے منھ مین پانی نہ بھر آئے

بھئی امسال تو ہم نے خوب ہی آم کھائے۔

کچھ دیکھا۔ وہ دیکھو۔ ہاتھی آرہا ہے۔ ہاتھی کیسا کوہ کا کوہ ہے فیل فلک شکوہ ہے۔ س

به پیشانیش شنگرف ست دلکش | زکوه طور رخ بنموده آتش

اب سب آ گئے وہ دیکھو بجرا تیار ہو رہا ہے اس فیل مست پر دونوں بہنیں بصد ناز دلربائی و انداز زیبائی متمکن ہیں اور پالکی میں بڑی بیگم صاحب جلوہ فگن ہیں۔ اب بجرے پر سوار ہوا چاہتی ہیں۔

یہ میٹھی میٹھی باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک دفعہ ہی قبلہ کے رخ سے کالی گھٹا متوالی گھٹا جھومتی ہوئی اٹھی اور بجلی نے لو نکلنا شروع کیا۔ رعد کی گرج سے کان پڑی آواز کا سننا محال تھا اور رم جھم لگا مینھ برسنے۔ س

ز فیض ابر سر خوش میگساران | ہوا از نا رہند از تار باران
کند قوس قزح باران سگالے | چنین باشد گمان بر شگالی
ز فیض ابر گلشن کامیاب ست | صدائے رعد چون بانگ رباب ست
فروغ برق بین در ابر سیراب | بعینہ ہمچو عکس لالہ در آب

ادھر قطرہ افشانی ہوئی اُدھر فیلبان نے ہاتھی کا رخ پھیر دیا کہاروں نے پالکی کو لیا اور چلے گھر کی طرف۔ اے چرخ ستمگار نے پیچھے ہی پر ٹوک دیا۔ آتے آتے روک دیا۔ بجرے کی روانی اور دریا کی طغیانی اور باران رحمت کی قطرہ افشانی کیا کچھ لطف نہ دکھاتی۔ دل کی کلی کیسی کھلکھلاتی۔ مگر قسمت۔ س

ساقی و جام و می و گوشۂ دیر ست اینجا | قد الحمد کہ احوال بخیر ست اینجا
کشتۂ عشق بہ پرسید کہ ہوشم باقی ست | سخن از یار مگوئید کہ غیر ست اینجا

اس شہر نشاط آباد و خوش سواد میں میاں آزاد خانہ برباد نے بادل شاد شب دلا ویز کو بستر استراحت پر آرام فرمایا تو رات بھر کروٹ تک نہ لی نور کے تڑکے نسیم طرب انگیز نے جگایا اور بہار توبہ شکن نے ایسا لبھایا کہ دل سیر کو چاہا۔ خیال گلگشت چمن و تماشائے نسرین و نسترن نے گدگدایا۔ شوق چرایا کہ احباب بذلہ سنج مرنجان مرنج ہوں اور ارباب لطیفہ گو و نکتہ سنج ہوں اٹھے تو اشعار آبدار ورد زبان غنچۂ دل گل خندان۔ س

بکوئے عاشقی چون من نخواہد بود رسوائے
دلم صد پارہ و ہر پارۂ عاشق بیک جائے

رہرو۔ الٰہی خیر صبح صبح رسول پیغمبر سے کام نہ خدا کا نام بس ایک ذکر جام دوسرے خیال دلآرام۔ س

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

آزاد۔ میاں یہ سب بوڑھوں وقت کے خیال ہیں۔ یہاں تو حضرت دل خرام ناز کے پامال ہیں۔ مگر ہم ترک زرین کمر و موئے میان کے دلدادہ نہیں۔ عاشق جام و بادہ نہیں۔ یہاں اور ہی دھن ہے۔ اور ہی ادھیڑ بن ہے۔ ہندوستان کے عاشق زار ہیں اسی مرض میں گرفتار ہیں۔ دل سے لگی ہے کہ ہندی آدمی بجائے میدان تہذیب میں علم وحدت اٹھائیں۔ ذکور حلیۂ شائستگی سے مشین ہوں۔ اناث زیور علم سے مزین ہوں۔ ع۔

ہمکو سودا بھی ہوا تو میرزا یا نہ ہوا

بہار ست اے ساقی لالہ رنگ | بدہ ساغرے مرا بید رنگ

اسوقت تو در و دیوار عشرت بار ہے۔ رند و چلو عالم بہار ہے خزان کا بازار سنسان ہے۔ اللہ اللہ فصل گل کی بھی کیا آن بان ہے۔ س

ہے شوخیوں پہ حسن طرحدار آجکل | پال پری ہے طرۂ دستار آجکل

رہرو۔ لیجیے منھ دھوئیے۔ حمام خانے جائیے۔ ماحضر تناول

فرمایئے اول طعام بعدہٗ کلام۔ راحت الروح فی قلۃ المنام۔ ہان
ے اب اللہ اکبر کہکر اُٹھ تو بیٹھیے بسم الرحمن الرحیم سستا کر آٹا اور
مہنگی کر افیم۔ ادھر آفتاب رُخ انور کی جھلک دکھائی ادھر
میان آزاد کو سیر دریا کی دُھن سمائی۔ رہرو کو ساتھ لیا ہاتھ مین
ہاتھ دیا اور اشعار سُناتے رہرو کو وجد مین لاتے گاتے لہراتے
پھونک پھونک کر قدم جماتے باد بہاری اور قدرت گلکاری
کے مزے اُڑاتے چلے۔

اب سنیے کہ شام کا سہانا وقت۔ ہر عروس چمن شاد کام و خرم بخت
ٹھنڈی ہوائین۔ اودی گھٹائین کلیون کا مسکرانا۔ پھولون کا
کھلکھلانا۔ نرگس شہلا کی چشمک زنی عندلیب شیدا کی جانکنی
ادھر جوئبار۔ اُدھر بگلون کی قطار کہین انہار آبدار کہین ازہار
مسرت بار۔ کہین فاختہ دستک زنان۔ کہین قمری کوکو کنان
لالہ کا لباس گلگون۔ کہین نمونۂ قدرت بیچون کہین روش دلکش
کہین بوے خوش۔ ہوا فیض بیز عنبر افشان و بہجت انگیز
گل قدم کی زبان سے صدائے اللہ اکبر بلند ہی مشک دانہ کا لباس
زعفرانی دلپسند ہی۔ گل چینیہ دُر خوش آب ہی۔ گل مہندی کی
رنگینی اور طراوت لاجواب ہے۔ یہ تختہ گل فرنگی ہی۔ بارک اللہ
کیا تازہ رنگی ہے۔

لب جو دونون دوستان صادق اور یاران موافق نے
جا کر دم لیا اور حدیث حسن و عشق کو سر کیا۔ میان آزاد خانہ باد
اس بہار روح افزا اور گھنگھور گھٹا پر ہزار جان سے عاشق
تھے۔ ؎

چون نکہت گل چمن در آغوش　　چون زلف نسیم خانہ بردوش

خاتون شب نے برقع نیلی سحاب سے صورت زیبا چھپائی اور
کالے کوسون تک وہ تاریکی چھائی کہ الحفیظ۔ الٰہی یہ شب دیجور ہی
یا گیسوے حور ہے۔ جدھر دیکھو سیاہ ہی سیاہ۔ مہر نہ ماہ ہے
خونابۂ دل کا یہ جوش۔ اور شب اس درجہ قیامت در آغوش
ماتمیون کی طرح سیہ پوش۔

آزاد ؎
آہ کیا قہر کیا تفرقہ پردازون نے
کر دیا جلسہ ہی برہم خلل اندازون نے

رہرو۔ یہ بھی اپنی قسمت کی خوبی ہے۔ اس تیرہ بختی کے
قربان کہ شب ماہ شب تار سے مبدل ہو گئی بس اب تو یہ صحراے
جنون خیز دشت وحشت بار ہے۔ ہم ہین اور دل داغدار ہے
نہ لطف سیر نہ دیدار مہوشان برق رفتار ؎

در رہ ہر کسے بہ گلعذاری نہ رسید　　تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نہ شد　　دستش بسر زلف نگارے نرسید

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک دفعہ کچھ آواز سی کان مین
آئی معلوم ہوا کہ بڑی دور سے کئی سوار رہوار آہو شکار و برق رفتار
کڑکڑاتے اور چمکاتے ہوے آ رہے ہین میدان بھر گونج گیا
این! اسوقت ہماری طرح کس کو تباہی آئی کہ سیر صحرا کی دُھن
سمائی تڑتڑ تڑ تڑ کرتے ہوے باد رفتار گھوڑے چار تلیون سے
اُڑتے چلے آتے ہین۔ یہ کھائی پھاندی دن سے وہ نالی پھ
اُچک آئے زن سے ایک دفعہ ہی بجلی جو چمکی تو گھوڑے ان کے
سر پر تھے دیکھا کہ چار پانچ سوار چست و چالاک گھوڑون پر سوار
سبزہ زار پُر بہار مین اشجار تناور کے سایہ مین کھڑے ہین گھوڑے
ہنہنا رہے ہین۔ چمک رہے ہین۔ یہ کڑکڑا لے وہ پہونچے
وہ چمکے یہ آ رہے جو شبدیز ہے سبک خیز ہے۔

آزاد۔ کیون قبلہ۔ یہ جوان رعنا بلند بالا گلعذار طرحدار کون
ہین کہان سے آئے۔ کدھر کے عزم ہین۔ ذرا دریافت تو کیجیے
مگر واللہ کیا رنگیلے جوان ہین اور گھوڑے تو سبحان اللہ

زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ گھوڑے ہین یا پری اللہ اللہ یہ شان دلبری۔ رگ رگ مین سرعت بھری ہے جیسے دیکھو برق دم پری چھم

قدم باز ایسے گویا زیر با مواج دریا ہی
سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

رہرو۔ اُدھر آسمان پر ادھر زمین پر بجلی چمک رہی ہی ابھی طرارے بھرین تو فلک الافلاک پر جھکّی لگا ئین لیکن حضرت یہ فوجی آدمی ہین انسے باتین کرتے ہوے ذرا روح کانپتی ہی۔ یہ لوگ بات پیچھے کرتے ہین چانٹا پہلے دیتے ہین۔

آزاد۔ ہونھ۔ چانٹا! اسکا تو ذکر ہی نہ کیجیے یہان مرد میدان ہین دیکھیے ہم پر بال ملاتے ہین۔ ابھی باتون مین لگاتے ہین دیکھین تو ہین کون۔ آئیے کہان سے۔ عزم کدھر کے ہین یہ کہکر میان آزاد نے۔ ؎

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل | جاتے ہو کدھر کو صورت سیل

شہسوار۔ ؎

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے خوبی دیدہ دری کی قسم
رخ حُسن کی جلوہ گری کی قسم غم عشق کی پردہ دری کی قسم

اے صنم یہ ستم خدا سے ڈر
قافلے والو اک ذرا ٹھہرو
تم کو چاہا بڑا گناہ کیا
عاشقانہ مزاج رکھتے ہین

عاقبت بندۂ خدا ہین ہم
پھر کے دیکھو شکستہ پا ہین ہم
ہان سزوار ہر سزا ہین ہم
حال مین اپنے مبتلا ہین ہم

آزاد۔ اہاہاہا۔ آئیے مصافحہ تو کرین۔ آپ بھی عاشق مزاج چمن طبع باغ و بہار جوان طرحدار نکلے۔ ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

شہسوار۔ ؎

بنال بلبل اگر بامنت سر یاری ست
کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاری ست

رہرو۔ معقول! یہ اچھی ہوئی واللہ۔ دونون سودائی مل گئے اب دیکھیے کوئی دیر مین دال مین جوتی بٹا ہی چاہتی ہے۔ خوب ہی گلچھب ہوگی۔

پانچون سوار گھوڑے پر سے اتر پڑے اور سب نے میان آزاد سے مصافحہ کیا۔ رہرو کے ہوش پران کہ واہ رے آزاد کیا دم کے دم مین پر و بال ملا لیے گویا برسون کی ملاقات دانت کاٹی روٹی ہے۔

اتنے مین موسلا دھار مینھ برسنے لگا اور میان آزاد رہرو کا ساتھ چھوڑ کر سوارون کے ساتھ ہو رہے۔

آزاد۔ یہ باغ ہو اور چوطرفہ راغ ہو اور احباب لطیفہ گو ہون اور اصنام عربدہ جو ہون۔

شہسوار۔ حضرت آپ ہمارے ساتھ چلیے تو ساری داستان سنیے۔ مگر رقابت کی سند نہین۔ ہاتھ پر ہاتھ ماریے۔ قول ہارئیے پرسون یہان ایک پری وش نظر پڑی جسدم سے آنکھ لڑی عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ فہم کو رو بیٹھا۔ دن ہی اور گریہ و زاری شب ہے اور اختر شماری۔ ؎

صد شعلہ جنون ریخت بہ آشفتہ سر ما
زد بخیۂ مژگان کہ بخون جگر ما

دوسرا سوار۔ (آزاد کے کان مین چپکے سے) انکو بہت منھ نہ لگائیے گا۔ ورنہ پچھتائیے گا اور دست حسرت ملکر رہ جائیے گا یہ گھر بار چھوڑ کر وطن سے منھ موڑ کر جنون کی امنگ اور وحشت کی ترنگ مین اس طرف نکل آئے ہین۔ یہان ایک کافر پر نظر پڑ گئی اور بت عربدہ جو غالیہ مو سے نظر لڑ گئی لیکن وہ عفیفہ

و پاکدامن عصمت مآب عفت قباب ہو۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب ہے۔

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام		قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

اُس کے جمال باکمال نے آپ کی آتش جنون پر اور بھی تیل کا کام کیا بلکہ اُنکا کام ہی تمام کیا۔ اب آپ ہان مین ہان نہ ملایئے گا بات ٹال جایئے گا۔ ورنہ انکا خدا حافظ ہے آیندہ اختیار بدست مختار۔

تیسرا سوار۔ حق یون ہے کہ بلا کی صورت پائی ہے۔ کیا آن بان کیا شان دلربائی ہے۔ اول تو شباب اُسپر یہ آب و تاب جوش جوانی اور شکل نورانی۔ قادر مطلق نے کل خوبیان جو معشوقان طناز و سراپا ناز مین چاہیئن اسمین کوٹ کوٹ کر بھری ہین رگ رگ مین شوخی لیکن پاکباز و پاکدامن۔ ؎

حیا بہ پیش رخت چشم بستہ مے آید
ادب بہ بزم تو صد جا شکستہ مے آید

آزاد۔ دیکھیے مین سُراغ لگاتا ہون کل ہی تو کچا چٹھا سناتا ہون سچ کہون۔ صورت دیکھی ہو تو آسمان پھٹ پڑے لیکن ؎

کس سے کرونمین دعوی دل جاکے اے خدا		دلدادۂ زلف رُخ دلبر ندیدہ ہون

چوتھا سوار۔ کیا خوب یک شد دو شد مسیحا خود مبتلا مرض ہین تو مریض اچھا ہو چکا بس۔ اب مریض عشق کا خدا ہی حافظ ہے ع

مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہین

الغرض ہوا کھاتے اور گپین اُڑاتے ہوے سب کے سب داخل منزل مقصود ہوئے۔

میان آزاد تو وحشیون کے اُستاد ادب آموز دامق و فرہاد تھے ہی رات بھر تو سوار دن کی ٹکڑی مین چین سے بسر کی لیکن ادھر مرغ سحر نے بانگ دی اُدھر میرے شیر نے کچھا رکی راہ لی۔

کہان کہان۔ اے حضرت کدھر کی سدھیان ہین۔ تڑکے تڑکے کیا وحشت نے گھیرا کہ پانون پر سنیچر سوار ہو گیا۔ خدا ہی خیر کرے تو میان آزاد کیا کہتے ہین۔ حضرت چلیے ذرا شہر کی تو سیر کر آئین کسی سے پوچھین کہین پتا لگائین۔ جی چاہے تو آپ بھی چلے چلیے نہ دو ایک بگڑے دل سیلانی جوان کمر کس کے لیس ہو گئے بسم اللہ چلیے چلیے۔ تو مست و غزلخوان۔ کبھی خندان۔ کبھی گریان چلتے چلتے شہر مین داخل ہوے۔ اہو ہو ہو۔ شہر تو خوش سواد ہے لیکن بھئی مکھیون کی بھِن بھِن نے ستم ڈھایا۔ ناکون دم آگیا جس گلی کوچے بازار منڈی مین جاؤ بھِن بھِن بھِن بھِن۔ الٰہی توبہ کیا جانے مکھیون کو یہان کے باشندون سے کیون عشق ہے۔ ایک رہرو نے سُنا تو جوش وطن سے بولا کہ قبلہ یہ اس شہر کا قصور نہین آپکی آنکھون کا فتور ہے۔ عینک چڑھائی مگر پھر بھی بات سمجھ مین نہ آئی۔ این! سمجھو تو عینک سے کیا کام ہے معقول ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ اے صاحب مطلب یہ ہے کہ عقل کی آنکھون سے کام لیجیے مکھیان کیونکر ہون بھلا۔ آخر آم کی فصل ہے کہ دل لگی اور اپکا آم سا آم ہوا۔ ہمارے ہوش مین تو اس کثرت سے کبھی بور ہی نہ آیا شاخین جھکی پڑتی ہین منزلون سفر کیجیے آم ہی آم چوطرفہ باغون مین نظر آئین اور بور کی خوشبو تو داہ جی واہ۔ جی خوش ہوا جاتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ باغون ہی مین لوٹ لگائین غلہ کی گرانی سے جو حشر ٹوٹا تھا وہ آم کی ارزانی سے دور ہو گیا اب غریب غربا دو وقتہ آم ہی آم چکھتے ہین۔ ہمہ شما بھی روٹی اور گوشت کے ساتھ انبہ شیرین پر چاقو تیز کرتے ہین لیکن حضرت جو لوگ باغون مین آم کھا رہے ہین اُنکی بد فراجی پر شیطان کی پھٹکار آم تو گلی کوچون مین پٹے پڑے ہین ٹکے سیر نہین ٹکے نیرا

لگا دیے لیکن جہان کسی بھلے مانس نے راہ چلتے کوئی آم اُٹھا لیا
اور بس جھپٹ پڑے ابھی پرسون ہی کی تو بات ہے کہ یہان سے
کوئی چار کوس پر ایک مسافر میدان مین راہ راہ چلا جاتا تھا
اتفاق سے ایک کانا کھدرا آم ٹپ سے زمین پر ٹپک پڑا
مسافر کو کیا معلوم کہ کون ادھر اُدھر تاک رہا ہے۔ دیکھا تو سناٹا
چپکے سے آم اُٹھا لیا۔ لیکن ؏ مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین
شست ہے ٭ اُٹھانا تھا کہ دو گنوار دل لٹھ کاندھے پر ڈالے
مار سارے کا۔ مار سالے کا۔ مار سالے کا کرتے ہوئے نکل
آئے۔ کھڑ بڑ کھڑ بڑ۔ مسافر نے آم جھٹ زمین پر ٹپک دیا
لیکن ایک گنوار نے آتے ہی بے نقط سنانا شروع کین اور
دوسرے نے گھونسا تانا۔ مسافر بھی چھچھری آدمی۔ آگ ہو گیا اور
مارے غصے کے بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ ایک دفعہ ہی آؤ دیکھا نہ
تاؤ بڑھ کے جو ایک چانٹا دیتا ہے تو ایک گنوار لڑکھڑا کے
لڑھکنیان کھاتا ہوا دھم سے زمین پر۔ دوسرے نے جو یہ
کیفیت دیکھی تو لٹھ تانا۔ لٹھ کا تاننا تھا کہ راجپوت بغلی ڈوب کر
جا پہونچا اور ایک آنٹی جو دیتا ہے تو حضرت چاروں شانے
چیت جیسے گون کو کوئی شخص بھینسے پر سے لڑھکا دے
ارارا دھون ہات تیرے کی پھر اُٹھا پھر چھچھری نے اڑنگا
دیا تو دھم سے زمین پر آرہا۔ دون دھون ہات تیرے کی
الغرض ایک گنوار تو چانٹا کھا کر اپنا سا منھ لے کر رہ گئے
اور دوسرے کا کچومر ہی نکل گیا اور کل ہم بھی پھنسے تھے رحمت
جو آئی تو ایک درخت کے سایہ مین دوپہریا منانے بیٹھ گئے
بیٹھنا تھا کہ ایک نے تڑسے گالی دی۔ اب سنیے کہ گالی تو دی
ہم کو لیکن ایک پہلوان بھی قریب ہی بیٹھا تھا۔ سنتے ہی جھپٹ گیا
اور جھپٹتے ہی کولے پر لادا اور کولے پر لادتے ہی زمین پر ٹپکا تو دھما
سے گرے۔ مگر منھ کے بل۔ پہلوان تو داؤ پیچ سے واقف۔
معاً چھاپ بیٹھا اور فوراً ہٹنے گانٹھ لیے اور بل سینگڑا باندھ کر
آسمان دکھا دیا۔ اور اپنے شاگردون سے کہا کہ چڑھ جاؤ پیڑ پر
اور آم پتے بور ٹہنی جو پاؤ توڑ توڑ کر پھینک دو۔ پیڑ نوچ ڈالو۔
لیکن لوگون نے سمجھایا کہ نا اُستاد جانے دو۔ ابھی گالی دینا تو
اُن کا ادنے سا کام ہے۔ یہ تو اُن کے نزدیک کوئی بات ہی
نہین یہ اسی لائق ہین کہ خوب دھنین۔

آزاد۔ وجہ آخر کوئی وجہ تو ڈھنے کی بیان کیجیے۔ ای صاحب
ایسا نہ کرین تو باغ بھر مسافرون ہی کے لیے وقف ہو جائے
ایک ایک مسافر پیڑ کا پیڑ مع جڑ اور پھننگی کے چٹ کر جائے۔
اور ڈکار تک تو لے نہین۔ آپ تو سمجھے کہ یہ ایک آم پر کٹ مرا مگر
اتنا نہین سوچتے کہ ایک ہی ایک کر کے ہزار ہوتے ہین اس تاکید
اور احتیاط پر تو یہ حال ہے کہ ہزارون آم مسافر لوگ نوش جان
کر جاتے ہین اور جو کہین اتنی تو تو مین مین نہ ہو تو معاذ اللہ خدا
جانے کیا ستم برپا ہو۔ باغ والا تو بلٹ ہی جائے۔

ظراف

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک مرد آدمی اپنے لڑکے کو
گودی مین لیے ہوئے تھپکی دے دے کر سلا رہا ہے اور بہلا رہا ہے کہ
آجا ری نندیا تو آ کیون نہ جا۔ میرے بالے کو گود سُلا کیون نہ جا۔
میان آزاد ایک دل لگی باز آدمی قریب جا کر اُس سے پوچھتے
کیا ہین کیون میان یہ تمھاری گود مین کس کا پلّا ہے۔ وہ بھی
حاضر جواب آدمی۔ جیسے ہی اُنھون نے پوچھا کہ کس کا پلہ ہے۔
ویسے ہی اُسنے کہا کہ مت بھونک پلا پڑتا ہے۔ ڈوریے کا
انگرکھا پہن لیا اور چلے مشیخت پناہ بن کر۔ بڑے نستعلیق پیدا

ہوئے ہین میان آزاد کی باچھین کھل گئین کہ خیر سے ایک ظراف تو ملا فوراً ہاتھ ملایا گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا یار اسوقت تمھاری حاضر جوابی سے جی خوش ہوگیا واللہ خوش مذاق آدمی ہو کیون نہو اُستاد لے اب چلو ذرا اپنے شہر کی ہین سیر تو کرالاؤ کچھ عجایب و غرایب کچھ حُسن و جمال کچھ علماے باکمال کا ذکر مذکور فرمائیے ہم غریب الوطن مسافر ہین ؎

خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

ظریف۔ ہم تاڑ گئے۔ ہم بھانپ گئے شہر کے باہر دیکھیے گا لُطف یا اندر۔

آزاد۔ جہان جائیے۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ظریف۔ سنیے قبلہ۔ اس شہر مینو نژاد مین ایک محلہ ہی خوش سواد محلہ کاہے کو مکان ہی۔ بلکہ مکان کیا باغ جنان ہی۔ پھر جہان جنان ہو وہان حور کیون نہو۔ لیکن حور دور از قصور ہی۔ دشمن صبر و شکیب ملائک نظر فریب۔ مگر مجال کیا کہ کوئی تاب نظارہ لاسکے۔

آزاد۔ پھر کب۔

ظریف۔ کل شام کو جھٹپٹے وقت۔

آزاد۔ اچھا رخصت۔

ظریف۔ فی امان اللہ۔

میان آزاد کی رگون مین خون کے عوض پارہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ پھر ایک جگہ انکو چین کہان کبھی اس محلے مین کبھی اُس محلے مین جو طرفہ باولے کتے کی طرح گھومتے پھرتے تھے شب کو سواردن کے پاس بستر جمایا۔ بسیرا لیا۔ صبح تڑکے گجر دم اُٹھے اور رروان پہونچے ظراف کے مکان پر۔ کیون حضرت اب لمبی تانے پڑے سویا ہی کیجیے گا۔ یا اُٹھیے گا بھی۔ یا آلمی ؎

شب بنیمہ گذشت و صبح سر زد		اے مرد خدا بخواب تا کے

کیا گھوڑے بیچ کر سوئے ہو بھئی آلمی خیر۔ واہ رے ماچا توڑ اہو ہو ہو کیا وقت بہار ہی۔ اور کس جوبن پر سبزہ زار ہی۔ اے غافلو اُٹھو یہ وقت خواب نہین۔ عالم بہار ہی نسیم سحری عنبر بار ہی یہ پڑے خراٹے لیتے ہین بارے میان ظراف کُلبلا کر اُٹھے اور پھر دھم سے چھپر کھٹ پر۔ این ماشاءاللہ میان خدا کا نام لیکر اُٹھ تو کھڑے ہونا جھپاک سے شاباش ہی نیم خیز ہوکر پھر لڑھک رہے۔ تب تو میان آزاد نے ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔ مشفق۔ مشفق۔ اجی مشفق۔ میان سات بج گئے۔ اُٹھے مگر آنکھین نیم باز۔ پھر کھٹ سے پائنتی کی طرف سرکرکے پڑ رہے۔ اتنے مین اُن کے دوچار دوست آشنا اور آگئے۔ اللہ اللہ ہم دوکوس سے آئے یہان ابھی چھپر کھٹ بھی نہ چھوٹا۔ بھئی بڑا سونے والا ہی۔ اُف فوہ کچھ ٹھکانا ہی۔ ہم نے غسل کیا۔ حقہ پیا۔ دو چپاتیان کباب کے ساتھ کھائین منھ ہاتھ دھویا کپڑے پہنے۔ اُن سب کو ان کے گھرون سے لیا پو قدمے خرامان خرامان یہان تک آئے یہ ابھی خفتن ہی کا صیغہ گردان رہے ہین۔

دوسرے نے کہا اجی انپر پانی ڈالیے یاران سرپل نے منھ پر چھینٹے دینے شروع کیے۔ کسی نے کان مین پانی ڈالا۔ کسی نے بستر پر۔ تب تو حضرت کُلبلائے اور انتہا کے جھلّائے۔ دیکھو دیکھو۔ ہائین ہائین نہین مانتے۔ واہ اچھی دل لگی نکالی ہی لگے صلواتین سنانے۔ اے صاحب ذرا آنکھ تو کھولیے۔ نہین کھولتے آپ کا کچھ اجارہ ہی۔ دیکھیے یہ میان آزاد تشریف

لائے ہین۔ بے حمیتی بھی تو کتنی۔ اُٹھئے۔ ادھر مولوی صاحب کھڑے ہین اُنسے تو ملیے۔ یار عزیز درع۔ نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے ہ سوسو کے نحوست پھیلا رکھی ہی۔

مولوی صاحب اجی حضرت۔

ظرافت بھئی دق نہ کرو ہمین سونے دو۔ واہ لائے وہان سے اجی حضرت یہان مارے نیند کے بُرا حال ہی آپ کو دل لگی سوجھتی ہی بس اب ہم سے نہ بولیے گا۔ آپ کو تو کچھ کرنا نہین ہی۔

آزاد۔ یا حضرت کورنش ہی۔

ظرافت۔ اور سنئے یک نشد دو شد۔ آپ اور آئے وہان سے جان کھانے سویرے سویرے آپ کو بلایا کس نامعقول نے تھا بھلے مانس کے مکان پر جانے کا یہ کون وقت ہی۔ بھلا ترڑے کے ترڑے ستعد کچھ بندہ آپ کا قرض تو نہین چاہتا ہی چلیے بس بوریا بدھنا اُٹھائیے۔ تڑکا ہوا اور مستعد۔ کہین اور جگہ نہین ملتی شاید (آنکھین کھول کر) اخاہ آپ ہین معاف کیجیے گا حضرت آزاد مین نے آپ کی آواز نہین پہچانی۔

مولوی صاحب مین بھی مجرا عرض کرتا ہون کیے خاکسار کی آواز تو پہچانی۔ یا کچھ مین میکھ ہی۔

ظرافت۔ اخاہ جناب مولانا ہین تسلیمات عرض ہی۔ معاف فرمایئے گا مین اپنے آپے مین نہ تھا۔

مولوی صاحب۔ اے حضرت اتنا بھی نیند کے ہاتھ بک جانا کیا بھلا کوئی بات بھی ہی۔ آٹھ بجا چاہتے ہین اور آپ پڑے سو رہے ہین۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا کل رت جگا تھا۔ خیر بندہ تو اب رخصت ہوتا ہی ریل کا وقت قریب ہی آپ حکیم صاحب کے نام خط لکھ بھیجیے گا مگر ابھی ابھی۔ ہان ایسا نہو کہ دیر ہو جائے کہین پھر نہ لڑھک رہیئے گا۔ آپ کی نیند سے ہم ہارے۔ معاذ اللہ لے اب رخصت۔

ظرافت۔ ؎ بسفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی

سب صاحبون کو خدا کو سونپا۔

لفافہ کیا شیطان کی آنت ہی

ظرافت۔ اور باتین تو پیچھے ہونگی۔ پہلے آپ اس بات کا جواب دیجیے کہ آپ کھانے دانے سے تو فراغت کر کے آئے ہین نہ یا یہان ہی ڈھئی دیجیے گا۔ آج ماما علیل ہو گئی ہی اور گھر مین کچھ طبیعت ناساز ہی۔ بندے نے روزے کی نیت کی ہی۔ آپ بھی روزہ رکھ لین۔ خوش روزے کا خوش روزا در اجر کا اجر اور پھر حکمت عملی کی رو سے بھی روزہ جائز ہی۔ (ع۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار)۔

آزاد۔ ایسے خوش روزے پر تین حرف۔ اجر کی یہان خواہش نہین اللہ میان ہمین یون ہی بخش دینگے اور حکمت کو آپ کل حکمت کر رکھیے اچھی سُنائی۔ واللہ تم بڑے دل لگی باز آدمی ہو۔

ظرافت۔ جی تو کہین دل لگی کے بھروسے بھی نہ رہیے گا ہان بندہ کھرا آدمی ہی۔ اہو ہو ہو۔ خوب یاد آیا مولوی صاحب خط لکھنے کو کہہ گئے ہین۔ خیر دو پیسے کا یہ بھی خون سہی۔ کل بھی روزہ رکھنا پڑا۔

آزاد۔ ہم تو آپ کے خیرخواہ ہین۔ وہ تدبیر بتائین کہ ٹکے کے عوض ہین پیسا ہی صرف ہو۔ مگر ڈبل۔

ظرافت۔ وہ تدبیر کیا ہی بھئی ذرا بتایئے تو ہم بھی سُن رکھین داشتہ آید بکار۔

آزاد۔ اجی اب پیسے والے ٹکٹ جاری ہوے ہین۔ پوسٹ کارڈ لفافہ اور خط سب ایک مین ایک طرف مطلب لکھیے دوسری جانب لفافہ کوئی ایسی ہی پوشیدہ بات لکھنی ہو تو مجبوری ہے ورنہ ایک پیسا کافی ہے۔ چار دمڑی کا پیسا ڈال دیا اور خط روانہ کیا۔

ظرافت۔ واللہ ارے میان۔ ایک ڈبل کا خط بھئی انگریز بڑے حکمتی ہین کچھ ٹھکانا ہے۔ وہ وہ ایجادین کین کہ عقل خود دنگ ہی کلین وہ ایجاد کین کہ واہ جی واہ۔ فوٹوگراف مین وہ حکمت نکالی کہ سبحان اللہ ایک روپیہ دیجیے۔ دم کے دم مین تصویر لیجیے۔ کیون صاحب وہ پوسٹ کارڈ کہان بکتے ہین ہم ابھی منگوائینگے۔

آزاد۔ پوسٹ کارڈ کیے۔ پوسٹ کارڈ کیسے۔ ڈاکخانہ مین ملین گے۔

ظرافت۔ روشن علی۔ روشن علی۔ ڈاکخانہ سے جاکے ایک آنے کے پوسٹ کارڈ لے آؤ۔

روشن۔ (مسکراکر) میان مین دیہاتی آدمی ہون۔ انگریزی نہین پڑھا ہون۔

ظرافت۔ ارے بھئی تم کہنا کہ حضور وہ لفافے دیجیے جو پیسے پیسے بکتے ہین اور جس مین خط اور لفافہ دونون ہوتے ہین جا جھٹ سے کتے کی چال جانا اور بلّی کی چال آنا۔

روشن۔ اجی مجھ سے کہیے تو مین گدھے کی چال جاؤن اور بس کھوپڑے کی چال آؤن۔ مگر میان ڈاک والے مجھکو پاگل بنائینگے اور تم تو ہو ہی جس نے جو کہدیا مان لیا بھلا آجتک کبھو پیسے کو پچھا (لفافہ) ملا ہے۔

ظرافت۔ ابے مردود تجھے اس حجت سے کیا واسطہ بھئی کیا زمانہ ہے آدمی ملا وہ بھی منطقی۔

روشن۔ (تھوڑی دیر کے بعد) لو میان لے آیا سچ کہتے تھے مل پچھا چا کیا کھلونا ہے۔

ظرافت۔ لاؤ دیکھون تو۔ واہ واہ واہ۔ اہاہاہا۔ اہوہوہو۔ کیا بات نکالی ہے کہ بس۔ قلم دوات لاؤ جلد لاؤ ابھی لاؤ سارے لایا۔ پہونچا۔ جلد قدم بڑھا۔ چالاکہ مین پہونچون۔

روشن جو جلدی جلدی دوڑے کہ میان ٹھوکین نہین تو کیچڑ مین پاؤن پھسلا اور دھم سے وہ گرے گرتے ہی کمبخت گر جا و مین پکار تجھپر خدا کی مار۔ ٹانگ کی ٹانگ ٹوٹی اور اوپر سے گالیان کی گالیان حسین۔ بکری کی جان گئی کھانے والے کو مزا (مزہ) نہ آیا۔ چل بیٹھ دور ہو میرے سامنے سے۔ مین خود لے آؤنگا میان ظرافت جھپٹ کے قلم دوات لائے اور بڑی خوشی سے لکھنے بیٹھے۔ اب ذرا دل لگی دیکھیے۔ حضرت نے لکھنا شروع کیا۔

بجناب فضیلت انتساب عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین مجمع کمالات صوری و معنوی واقف السنہ پہلوی و دری دبیر نکتہ دان بلیغ طلیق اللسان گل سرسبز بوستان فصاحت۔ گدبور گلزار بلاغت مسیح الزمان سحبان گیہان افصح الفصحا ابلغ البلغا۔ اکمل الکملا۔ المشہور فی المشارق و المغارب۔ زندہ دلون کی جان و روح معززمن ممدوح خلیل باصفا۔ دوست باوفا مہر سپہر نکتہ رانی انشان جبین خوش بیانی۔ رکش بوعلی سینا حضرت حکیم مولانا حکیمی محمد مسیح الزمان خان بہادر دام شموس ظلالکم لامعۃ الی النشور بعد تسویغ لوازم تعظیم و تبلیغ مراسم تسلیم و تفہیم بقدر خور مافی و بیان عقیدت شعار ست معروض رائے فیض انجلا ے۔ ارے!
لاحول ولا قوۃ۔ یہ تو پیسا ہی غارت گیا۔ مطلب خاک نہ نکلا!

اب لکھین کہان۔ جگہ تو باقی ہی نہین۔ بُری ٹھہری مُفت مین ایک پیسا گیا گذرا۔

آزاد۔ چلو جانے دو۔ اب غم کاہے کا ہی۔ دوسرے پر لکھیے

ظرّاف۔ بہت خوب کہکر لکھنے بیٹھے تو لکھتے کیا ہین کہ حضرت طویل القاب اور لمبا چوڑا آداب اور تکلف کی باتین اور رنگین نویسی اور منشی گری اور نوک جھونک اور فصاحت و بلاغت سب برطرف۔ ہم نے طول نویسی کو اب طلاق دے دیا۔ اختصار مد نظر ہی اور میان۔ ؎

کار دنیا کسے تمام نہ کرد | ہر چہ گیرید مختصر گیرید

بس اب دو ٹپی باتین کرینگے۔ تو چل مین آتا ہون۔ لوٹیا فرستاد دھوتی رسید وہ دل کے ولولے وہ جوش و خروش کی باتین وہ رمز و کنایہ کی گھاتین سب کو برطرفی کا پروانہ دیا وہ بیگھے بھر کے آداب وہ دس دس کھیت کے برابر القاب وہ مزاج پرسی وہ دعاے خیر سب پر اوس پڑ گئی۔ وہ کچا چٹھا کہہ سُنانا چینگی پوٹون کا حال بتانا۔ کچے بچے انڈے بچون کی خیر و عافیت سب روانہ سوے کالعدم کالعدم۔ اب ہم بالکل مختصر لکھین گے قسم کھائی ہی کہ جب قلم اُٹھائینگے۔ دس سطرون سے زیادہ نہ لکھین گے نہ لکھین گے بھی قسم قرآن کی نہ لکھین گے اس مین چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے چاہے آسمان کا آسمان پھٹ پڑے چاہے جو ہو سو ہو۔ بس قول مردان جان دارد۔ او راب آپ بھی اس پرانے فیشن کو چھوڑ دیجیے ہم تو صرف مطلب سے مطلب رکھین گے حشو و زوائد دور کیجیے دور۔ اطناب جمل سے طبع خاکسار ملول۔ وہ خط لکھون کہ عرض ہو نہ طول۔ خیر اب حاصل مطلب تو سُنیے وہ یہ کہ مولوی۔ ارے! آگے آیت یہ خط بھی گیا گذرا۔ اب جگہ تو تل رکھنے بھر کی بھی باقی نہین لاحول ولا۔ اچھی کفایت پر کمر باندھی تھی۔ لیجیے بات کرتے کرتے دو پیسے کا خون ہو گیا اور مطلب نہ نکلا۔ اس سے دو پیسے کا ٹکٹ لاتے تو واللہ ہی کھرے کا کھرا لکھ ڈالتے اور نہین تو کیا۔

آزاد۔ مین دیکھون تو آپ نے لکھا کیا ہی۔ اللہ اکبر۔ یہ پوارٹا کچھ ٹھکانا ہی یہ تو آپ نے اپنی چھٹی کا کچا چٹھا کہہ سُنایا ہی۔ ای صاحب مطلب سے مطلب رکھیے بیہودہ نہ بہت بکیے خیر اب سے آئے گھر سے آئے۔ اب بسم اللہ کرکے تیسرے خط کو داغی کیجیے مگر ذرا شبدیز قلم کو روکے ہوے۔ ایسا نہو کہ اب کی بھی جولانی پر آجائے اور مُنھ کے بھل گر کے وہ ٹھوکر کھائے کہ بول ہی جائے بس خاص مطلب لکھو۔ یہ بحر طویل و اہی تباہی خُرافات واہیات مجنون کی سی بڑ آپ کیا لکھ مارا کرتے ہین۔ اب کی سنبھل کے لکھیے وحشت بھی تو کتنی۔

ظرّاف۔ اچھا صاحب یون سہی اب کی خاص خاص باتین لکھونگا۔ بس حشو و زوائد پر طلاق (لکھنے لگے)۔

جناب فضیلت انتساب مولانا محمد مسیح الزمان خان بہادر مد ظلکم العالی الی یوم النشور بعد تسلیم بعد عجز و الحاح و ہزاران ہزار خشوع و خضوع التماس میرود کہ احوال اینجا بفضل ایزد منان مقرون صحت ست و اعتدال مزاج وہاج از بارگاہ صمدیت نیکو خواستگار۔ ماحصل اس تحریر کا یہ ہی کہ اختصار کے ساتھ لکھون جسمین ایک ہی پیسا صرف ہو کُل باتین بالتفصیل و التوضیح لکھنا خلاف عقل و حکمت و منافی آداب ڈاک خانہ و مصلحت و کفایت ہین اب اصل حال عرض کرون قبلہ و کعبہ کو گنجایش خیالات بہت اس پیسے لفافے پر بہت خیالات بیشمار کا لکھنا آب دریا بکوزہ پیمودن ست و آفتاب بگل اندودن ہم جس قدر لکھ سکتا ہون اس سے

دریغ نکرونگا۔ مگر مین لکھون کیا کاغذ کو جو دیکھتا ہون تو ایک رُخ
سب کا سب لیپ گیا۔ دوسرا رُخ لکھنا پڑا مگر۔ ع۔ عمر
تھوڑی حسرتین دل مین بہت ہ اجی اب مطلب سُنو۔ باتین
ہوا ہی کرینگی۔ واللہ اسوقت جی چاہتا ہی کہ قلم کو کڑکڑا دون
مین تو توسن خامہ کو ایڑ لگاتا ہون۔ اور جولانی طبع دکھاتا ہون
پھر اسمین ع۔ ہرچہ باداباد ماکشتی درآب انداختیم ہ مگر یہ ڈوبی
وہ ڈوبی۔ چل چل چل چل۔ ای لودہ تہ پر پہونچ گئی ارے!
ارے غضب! لو صاحب تین پیسے ہٹے یہ سب میان آزاد
کے نام لکھے گئے۔ میرے تین پیسے بات کی بات مین آپ
کی نذر ہوے حضرت یاد رکھیے گا۔ آپ چاہین دین ٹکا نہین
حساب دوستان دردل۔ لیکن صلاح حضور ہی نے
دی تھی۔

آزاد۔ ای حضرت ہوش کی باتین کیجیۓ عقل کے ناخن لیجیے
مین نے یہ کہا تھا کہ آپ تاریخ فرشتہ خط مین لکھکر بھیجدیجیۓ یہ خط
ہی یا طومار یا طول امل یا شیطان کی آنت خط کیا راانڈ کا چرخہ
ہی خلاصہ۔ ماشاءاللہ اتنے بڑے ہوے خط لکھنے تک کی لیاقت
نہین چلیۓ بس چپکے ہو رہیۓ کہ دیا سمجھا دیا سکھا دیا پڑھا دیا
کہ بس مطلب سے مطلب رکھو۔ آپ نے جو القاب شروع کیا
تو خط ہی لیپ ڈالا۔ ایسے خط کا مُنھ کالا۔ تم لوگ پُرانے منش کو
نہ چھوڑوگے نہ چھوڑوگے۔ مین آپ سے پوچھتا ہون آخر
اس اتنے بڑے القاب کی کیا ضرورت تھی کہ دبیر نکتہ دان اور
بلیغ طلیق اللسان اور افشان جبین حماقت اور مہر سپہر بلادت
وجہالت یہ خط ہی یا کسی کتاب کی تقریظ اور پھر دعا بھی وہ دی
جسکے لکھنے کو دس تختے چاہیین۔ مادام شموس ظلالکم لامعتہ
اسیر اکتفا نہین۔ اُس مین الی یوم النشور۔ اور بڑھایا۔ ابے

واہ بے نادان لاحول ولا قوۃ۔ واللہ تمھاری صورت سے نفرت
ہوگئی بس بے تکے پن کا آپ پر خاتمہ ہی۔

ظرّاف۔ واہ ری قسمت تین پیسے گرہ سے گئے اور اُلّو کے اُلّو
بنے اور میان آزاد الگ للکارنے لگے۔ سچ ہی کہ نقصان مایہ
دیگر شماتت ہمسایہ۔ اس ہدایت کے صدقے کہ القاب نہ لکھو۔
آداب کو توپ دو۔ مزاج پُرسی کو چھپر پر رکھو۔ ماشاءاللہ بھلا۔
آپ ہی لکھیے تو جانین لیکن قبلہ اب ایک ہی ٹکٹ رہ گیا ہی۔
خدا کے لیے بندۂ درگاہ پر رحم کیجیے گا ذری۔ ورنہ روشن علی کو پھر
ڈاکخانے دوڑانا پڑے گا۔ بسم اللہ پھر قلم اُٹھایۓ دیکھین تو سہی
آپ اس ذرا سے کاغذ پر کل مطلب کیونکر لکھتے ہین۔ اسکے لیے
تو مانی وبہزاد اور کامل فن اُستاد چاہیۓ جو چپتے پر ہاتھی اور شیر
اور گینڈے اور چیتے کی دس دس تصویرین بنا دین۔

آزاد۔ آپ اپنا مطلب خاص مجھ سے فرما دین تو ابھی لکھون مین کچھ
سٹڑی تو ہون نہین آپ کی طرح۔

ظرّاف۔ میرا مطلب سُنیے۔ یہان خیریت۔ آپکی خیریت مطلوب
مولوی ضامن علی صاحب خدمت شریف مین پہونچے ہونگے اُنکو
اُس تیس روپیے کی اسامی پر نوکر رکھا دیجیۓ آپ کا عمر بھر احسان
ہوگا۔ اور دعاے خیر دونگا۔ یہ کھاتے مین ہی۔ خیر و عافیت مزاج
سے اطلاع بخشتے رہیۓ۔ بس اسی کو خوب بڑھا دیجیۓ۔

آزاد۔ معاذ اللہ۔ بڑھا دیجیے ہی پھر کہا۔ پھر وہی جھک مارا۔
یہ نہ کہا کہ بس اسی قدر مطلب ہی۔ اسکو اختصار کے ساتھ لکھیے خدا
کی مار اس عقل پر۔ لاؤ لفافہ دیکھو یون لکھتے ہین۔

حضرت سلامت۔ مولوی ضامن علی صاحب پہونچے ہونگے
وہ تیس روپیہ والا عہدہ انکو دلوا دیجیے تو احسان ہوگا۔ خیریت
مزاج کا طالب۔ ظرّاف۔ لو دیکھا۔ اتنی سی بات کو اس درجہ

طول دیا کہ تین تین خط لکھے اور چاک کیے اور دونون رُخ لیپ ڈالے۔ لاحول ولاقوۃ آدمیت نہ آئی۔

ظرّاف معقول یہ اچھا بریدہ دم کتّا۔ لنڈورا خط ہی او سچ پوچھو تو خط کیا دیوان غنی ہی جس مین ایک دُو دُو شعر کی غزلین لکھی ہین اچھا اب لفافہ بھی تو لکھیے۔

آزاد۔ لایئے پتا بتایئے۔

جبلپور۔

جناب حکیم مسیح الزمان بہادر۔

لیجئے لفافہ ہوگیا۔

ظرّاف ۔دیکھون ۔ماشاءاللہ۔ اجی بعونہ تعالیٰ کہان ہی۔ اجی لفافہ ہٰذا در شہر جبل پور کہان ہی۔ بملاحظۂ اشرف واقدس جناب مستطاب حضرت حکیم مسیح الزمان خان بہادر کہان ہی۔ بوقت نیک درآید کہان ہی۔ تاریخ کہان ہی۔ میرا نام کہان ہی۔

آزاد۔ آپکا نام بیوقوفون کی فہرست مین ہی۔ تاریخ کتب فروش کی دُکان پر۔ اگر بوقت نیک نہ لکھیے گا تو شاید خط نہ پہونچے گا۔ کیون؟ واہ ری عقل۔

ظرّاف ۔اچھا صاحب تو خط مین ابھی گنجایش ہی لایئے مین بھی دو چار سطرین بڑھا دون۔

حضرت نے جو لکھنا شروع کیا تو لفافے کی طرف بھی لکھ ڈالا۔ اور لکھتے کیا ہین کہ۔

تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھیے گا۔ اختصار کو گستاخی پر محمول نہ فرمایئے گا بندہ نیاز مند قدیم اور نمک پروردہ ہون۔ اب کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتی۔ ؎

از دست گدائے بینوا ناید ہیچ	جز آنکہ بصدق دل دعای بکند

یہ شعر کسی فصیح شاعر کا ہی۔ مگر مصداق حال خاکسار

آزاد۔ ہائین۔ ہائین۔ ہائین۔ غارت کیا نہ اسکو بھی۔

ظرّاف ۔کیون۔ کیون آخر مین نے کیا کیا۔ جگہ باقی تھی پیپا پُورا تو وصول کرنے دو۔

آزاد۔ جی پیپا نہین ایک آنہ وصول ہوگیا۔ اسکی بھی خبر آگئی۔ اب اور منگوایئے۔ ایک ہی طرف مطلب لکھا جاتا ہی دوسری طرف فقط لفافہ۔ آپ سے تو عرض کردیا تھا ہم نے۔

ظرّاف ۔لاحول ولاقوۃ۔

روشن۔ میان اب مین نہ جانے کا۔ آپ ہی ڈاکخانے جائین مین یہان گھر رکھتا ہون۔

ظرّاف ۔(ہاتھ مل کر) توبہ توبہ توبہ۔

میان آزاد اپنے شفیق نیک نہاد و فرخ نژاد ظرّاف کو ساتھ لیے ہوے سیر کو چلے۔

آزاد نے شہرون مین جب جائے عجائب و غرائب ضرور دیکھے خدا کی خدائی ہمارا تماشا۔ یون ہی تو کامل تجربہ ہوتا ہی۔ ع۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے + آگرے مین تاج محل دیکھکر روح خوش ہوگئی مولوی غلام امام شہید نے خوب ہی کہا ہی کہ۔

پھر جو روضہ نظر آیا تو وہ سمان آنکھون مین سمایا کہ نہ دیدے خواب کی آنکھون سے کبھی دیکھا۔ نہ شنیدے نے خیال کے کانون سے کہین سُنا۔ الٰہی یہ روضہ ہی یا خلد برین۔ آسمان ہی یا زمین سُنہرا کلس ہی یا سورج کی کرن۔ گنبد ہی یا نور کا مسکن قبرستان ہی یا روضۂ رضوان مکان ہی یا جواہرات کی کان۔ جو پتھر ہی جواہرات سے بہتر ہی۔ صبح نے مرمر کے ایسی صفائی پائی تب سنگ مرمر کی صورت بنائی۔ سنگ موسٰی کو شعلۂ تجلی نے طور پر جلایا تب اِس درگاہ کے صرف مین آیا کلس کا سایہ دریا مین ایسا رہتا ہی جیسا برج آبی مین آفتاب ۔حوض مین چاندا ایسا۔

نظر آتا ہی جیسے دریا مین حباب دیوار مین منھ نظر آتا ہی۔ گویا آئینہ ہی جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ ہوتا ہی گویا قرابہ ہی گلاب سے بھرا ہوا۔ صبح کی طباشیر استرکاری کے صرف مین لائی گئی جو ابتک وہی نور کا عالم دکھاتی ہی رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیش کر گارے مین ملائی گئی جو آج تک وہی خوشبو دماغ مین آتی ہی آفتاب کے ترنج کا عرق نچوڑ کر ماہتاب کے پیالے مین موتی کی آب سے ملایا تھا جو چونے مین یہ نور اور ایسی صفائی ہی بہشت کے کافور کو شفق کے ساتھ آفتاب کی کھرل مین پیس کر صبح کے دامن مین چھانا تھا جو رنگ نے یہ آب و تاب پائی ہی۔ جالیون کی نزاکت مین عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کر دیا یا خیال کا جالا سمجھکر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام بنا لیا۔ ہر ایک جالی مین وہ ملاحت ہی کہ دیکھنے مین پنیر کی حالت ہی۔ کاغذی وصلی پر حرفون کا اُبھار اپن تو معلوم بھی ہوتا ہی یہان پتھر پر پتھر کی پچہ کاری کا نہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند۔ اور جوڑ نہ کہین سے پست ہی نہ بلند بس شہید بس کر اب لکھنے کی مت ہوس کر۔ کلام کو طول ہوا جاتا ہی حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہی۔ سحر بیانی تیری مشہور ہی تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور ہی پر فرمائش سے مجبور ہی کہ رنگین عبارت لکھنے کی اجازت نہین۔ نہین تو تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہین لیکین یہان بھی عجب کام کیا ہی کہ سادگی مین رنگینی کا رنگ دکھا دیا ہی۔ سو یہ دوستون کے سیر کے لیے گلزار ہمیشہ بہار ہے۔ اور حاسدون کی نگاہون مین کھٹکتا ہوا خار ہے دہلی مین جامع مسجد کی زیارت کرتے ہی ہم نے جناب باری کا شکریہ ادا کیا اور دوگانہ نماز پڑھی اور سر بسجود ہوے۔ جے پور گئے تو صلِّ علیٰ بس صفائی کا اس شہر پر خاتمہ ہی۔ اسکی صفائی کی تو قسم کھانی چاہیئے ایسا نادر اور دلکش شہر خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ ایک ایک مکان نمونہ جنان۔ ایک ایک محلہ غیرت گلستان ہی۔ واہ کیا بات ہی۔ باغ ارم بھی اسکے مقابلہ مین ہات ہی۔ بنارس سبحان اللہ۔ ؎

از بنارس نروم معبد عام ست اینجا	ہر برہمن پسر لچھمن و رام ست اینجا

صدہا مندر۔ جو ہی سر بفلک کشیدہ۔ آسمان سے باتین کرتا ہوا صبح و شام گھنٹہ ٹھنا ٹھن بج رہا ہی۔ کوئی پجاری دیوتا کو سج رہا ہے کہین نوبت کہین نقارہ۔ پنڈتون کے پو بارہ۔ جب دیکھو دریاے گنگ پر تماشائیون کا ہجوم ہی۔ ایک ایک بچہ وہ پیرتا ہی کہ بارک اللہ کوئی کھڑی لگاتا ہی۔ کوئی شیر کی پیرائی سیکھتا ہی۔ کوئی ملاحی چیر رہا ہی جس گھاٹ پر جایئے۔ وہ چہل پہل کہ میلا سا جما ہوا آؤ جھانو۔ گھر گھاٹ کشتی پہ کشتی آتی ہی اور ڈونگی پر ڈونگی جاتی ہی اور کلکتہ تو بس دیدنی ہی نہ شنیدنی ہی۔ اک داروے مرگ تو وہان نہین باقی چڑیا کا دودھ تک موجود۔ ہفت اقلیم کی نعمت وہان لے لیجیے مگر ہان ذرا گرانی ہی۔ چھوٹے بڑے شہرون مین گرانی تو ہوا ہی چاہیے گوشت گران۔ ترکاری گران۔ مکان کا کرایہ گران۔ آدمی گران بس انتہا ہی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ بمبئی بھی قابل دید ہی ایسا بندر نہ دیکھا ہوگا۔

ظرّاف۔ واللہ یہ باتین سُن سن کر جی بے اختیار بھر بھر آتا ہے کہ ابھی ابھی چلین مگر سمندر کا سفر تو خوب بات ہی اور اُسکے ساتھ یہ بھی ہی کہ۔ ؎

بدریا در منافع بیشمار ست	اگر خواہی سلامت بر کنار ست

آزاد۔ خیر صاحب یہ باتین ہوا ہی کرینگی پہلے آپ اس شہر کی تو سیر کرا لایئے۔

ظرّاف۔ اچھا پھر آپ بھی کیا یاد کیجیے گا آیئے چلیے (دونون کے

دونون ساتھ چلے)۔

دیکھیے یہ اسکول ہی۔

اتنے مین دو چار لڑکے اسکول سے نکلے۔ سب ہم سن اور کم سن۔ مگر انھین سے ایک بڑا شریر۔ انتہا کا متفنی۔ کسی پر دھپ جمائی۔ کسی کو چپت لگائی۔ کسی کے کان گرما دیے۔ اپنے سے ڈیوڑھوں دونوں تک کو چپتیاتا تھا۔ اور کالا کلوٹا چیچک رو بد قطع بد وضع کپڑے سب پھٹے پھٹے پرانے دُھرانے میلے کچیلے روشنائی سے آستین اُسکی صورت کی طرح سیاہ۔ ہاتھ پانوں پر اسدرجہ گرد کہ خدا کی پناہ۔ معاذ اللہ آزاد نے ظرّاف سے پوچھا کہ کیون صاحب یہ حضرت تو بڑے مرشد پرے سرے کے بدمعاش ایک ہی گرگے معلوم ہوتے ہین۔ ذرا دیکھیے تو اپنے سے دونے تک کی خبر لیتا ہی۔ مگر دیکھ لیجیے گا کوئی اُنکا بھی گرو پیدا ہو ہی جائے گا کسی روز ٹھونکے جائینگے بس پھر یہ سب باتین بنانا بھول جائینگے ظرّاف نے مُسکرا کر چپکے سے کہا کہ میان خدا کے لیے اِن کے مُنھ نہ لگنا انکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ یہ اسکول بھر مین مشہور ہین جس طرف نکل جاتے ہین اُنگلیان اُٹھتی ہین۔ دو دفعہ تو چوری کی علت مین دھرے گئے۔ ایک مرتبہ مارپیٹ کی وجہ سے چالان ہوئے کچھ پوچھیے نہ۔ انکے مارے محلے بھر کا ناکون مین دم ہی ایسا خدائی خوار تو کوئی دیکھا ہی نہین۔ ایک روایت سُنیے۔ ایک دفعہ حضرت کو شوق شرارت چرّایا پھر سُوچنے اور غور و خوض کرنے کی حاجت نہ تھی ہتّا سُوجھتی ہی تھا۔ توجہ کیا انکی شرارت مین کچھ آورد تو ہی نہین آمد ہی۔ اسکا ملکہ ہوگیا ہی۔ خیر صاحب فوراً سُوجھے ایک پانوں کا جوتا نکال کر حضرت نے ایک الماری پر رکھدیا اور اُسی الماری پر ایک طالب علم کی کتابین بھی رکھی تھین اُن کتابون پر آپ نے جوتا باحتیاط تمام رکھدیا اور تھوڑی دیر کے بعد اُسی طالب علم سے کہا کہ ارے یار رذری اسوقت اُقلیدس تو دینا شب کو سو رہے ایک شکل بھی نہین یاد کی۔ آج ماسٹر صاحب بے طور ٹھونکینگے اب بچنا محال ہی لاؤ بھائی ذرا بستے مین سے اُقلیدس نکال دو سب نہین تو کچھ تو یاد کر لینگے وہ سیدھا سادھا لڑکا۔ ع

وہ تو سادہ غریب کیا جانے		اس مزوّر کو کیون کہ پہچانے

چپکے سے اُٹھا کہ تحریر اُقلیدس نکال دے۔ جیسے کتاب الماری پر سے اُٹھائی بس ویسے ہی جوتی مُنھ پر آئی اور اُچھل کر قریب کے ایک اور طالب علم کے شانے سے چھو کر زمین پر گری تڑ سے اور کلاس مین فرمایشی قہقہہ پڑا سب لڑکے کھلکھلا کر ہنس پڑے ماسٹر صاحب یوروپین جنٹلمین وہ الگ چونک پڑے کہ یہ ماجرا کیا ہی۔ اُنکا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ ع۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین ٭ بہت ہی جھلا کر پوچھا کہ یہ کسکی جوتی کا پانوں ہی۔ اب آپ چپ چاپ بیٹھے جغرافیہ پڑھ رہے ہین۔ گویا اُن سے کچھ واسطہ ہی نہ تھا کانون کان خبر ہی نہین۔ مگر اُنکا تو درجہ بھر دشمن تھا۔ کیونکہ یہ سب کو چھیڑا کرتے تھے۔ کسی لڑکے نے اشارے سے جڑ دی کہ حضرت ہین زور سے چلا کر نہین کہا کہ ایسا نہو باہر نکل کر گدّے جمائے۔ صاحب نے اُنکو میز کے قریب بُلایا اب قلعی کھُل گئی۔ حضرت کی قطع مبارک ملاحظہ فرمایئے گا بال بکھرے ہوے سر پر خاک۔ بدن پر مٹی۔ ایک پانوں مین بوٹ دوسرے مین صفایا۔

ماسٹر۔ ول دوسرا پانوں کہان تمارا دوسرا پانوں کدر دکدھر۔

جواب۔ جناب پانوں تو میرے دونون مستعد ہین پانوں دکھا کر لیجیے۔ ایک۔ اور یہ دوسرا۔ بس دونون ہوگئے یا نہین۔

ماسٹر۔ ول جوتا۔ جوتی۔ جوتو۔

جواب۔ بہت ہی خاصے۔ جوتا مذکر مردانہ۔ جوتی مؤنث زنانی اور جوتو جیسے چمار کہتے پھرتے ہین کہ جوتو بنوالو جوتو۔

ماسٹر۔ بچہ بنچ پر کھڑا ہو۔

جواب۔ (گڑگڑا کر) مین ڈنڈ پیل جوان۔ بے ریش دراز اور کھڑا ہون بنچ پر۔ نا صاحب۔ کوئی اور سزا تجویز کیجیے۔

ماسٹر۔ اچھا کل کے سبق کو سو بار کاغذ پر لکھ لانا۔

جواب۔ کتنے کتنے کتنے مرتبہ؟ سو!!!۔ اور سبق کب یاد کرونگا ناقبلہ۔ کوئی اور سزا تجویز کیجیے۔

ماسٹر۔ ول ایک درجہ ہم نے گھٹا دیا تمھارا۔

جواب۔ دیکھیے انصاف کا خون نہ کیجیے قصور مین کرون مجرم درجہ ہو درجے بیچارے نے کیا کیا۔ وہ تو اپنی جگہ سے ہلا تک نہین

ماسٹر۔ اچھا آٹھ آنہ جریمانہ (جرمانہ)

جواب۔ (اس طالب علم کی طرف مخاطب ہوکر جس بیچارے پر بوٹ گرا تھا)۔ لو بھئی پھر بھنائے کون۔ کہو تو پورا روپیہ ہی نہ لیتے آئین سمجھے اسپر ایک ور فرمایشی قہقہہ پڑا اور درجہ بھر لوٹنے لگا اب صاحب حیران ہین آخر یہ سب کے سب ہنسے کیا سمجھ کر گر وہ اس روایت کو کیا جانین۔ خیر جب چھٹی ہوئی تو آپ ہاتھ باندھکر صاحب کے سامنے کھڑے ہوے حضور آپ بجاے میرے باپ کے ہین۔ اُستاد اور باپ کا ایک درجہ ہوتا ہی جرمانہ مین نہ دے سکونگا۔ آپ کل ضرور ضرور یاد کرکے آٹھ آنے ساتھ لیتے آئیے گا بھولیے گا نہین۔ خیر دوسرے دن آپ جرمانے کے آٹھ آنے ساتھ لائے تو موٹے پیسے کھٹ کھٹ کرکے میز پر ڈال دیے این اِیہ کیا۔ حضور پیسے ہین۔ ول اٹھنی کیون نہین لایا قبلہ و کعبہ یہ شرط نہ تھی۔ اور لطف یہ کہ لائے بھی تو پورے آٹھ گنڈے مگر موٹے پیسے زیادہ چلتے ہین۔

ایک دفعہ آپ نے ایک کُتّے کی دم مین کپڑا باندھا اور اُسمین چھچھوندر باندھی اور آگ دکھا دی پھر لُطف دیکھیے کہ جو طرفہ تماشا ناچتا تھا سگ با سوختہ آپ نے سُنا ہوگا مگر اِن میان نے دکھا ہی دیا کئی چھپر پھونک دیے کئی دُکانین جھلس دین۔ کئی آدمیون کے کپڑے جلا دیے بستی بھر مین شور تھا بارے خدا خدا کرکے آگ بجھی مگر اُس بے زبان بیچارے کی جان ہی پر بن آئی اور سُنیے ایک بھلے مانس کے یہان کہلا بھیجا کہ تمھارے لڑکے کو اسکول مین ہیضہ ہوا۔ جلدی جاؤ اور ابھی لاؤ اُن کے گھر مین رونا پیٹنا مچ گیا اُس لڑکے کا باپ اور بھائی اور چچا اور ماموں سب دوڑتے ہوئے اسکول پہونچے اور عورتون نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا۔ کوئی سر پیٹتی ہی۔ کوئی نام لے لے کر پکارتی ہی وہ لوگ جو اسکول گئے تو دیکھتے ہین کہ لڑکا مزے سے باتین کرتا ہوا اور طلبا کے ساتھ ساتھ آرہا ہی گلے ملے اور خدا کا شکریہ ادا کیا آخر کار معلوم ہوا کہ یہ انھین ذات شریف کی کارستانی ہی۔ انتہاے شرارت یہ ہی کہ اپنے باپ کو ایک مرتبہ نمک کے عوض پھٹکری کھلا دی اور جان بوجھکر۔ طرّہ اُسپر یہ کہ بڑے فخر سے آپ نے فرمایا کہ ابا سچ کہنا کیا گھر اچھا ہوا ہی کیون نہ کہو گے۔

آزاد۔ واہ وا یہ تو ایک ہی مرشد نکلے۔

ہی یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہین
وان لڑی آنکھ جہان اپنا گزارہ ہی نہین

صبح بفروغ دلکشائی | بگداختہ شب بروشنائی
روشن چو جبین صبح خیزان | فیض از در و بام چرخ ریزان
دریاے حضور موج در موج | خورشید ظہور اوج در اوج

بارقہ ہفت اختر دوردی افشان جبین کوچہ گردی ادب آموز وامق و فرہاد میان آزاد خانہ برباد لوحش اللہ نے عروس بہار کی

جوانی اور صبح مسرت کی گلفشانی جو دیکھی تو غنچۂ دل اہتزاز نسیم بہجت سے کھل گیا۔ گویا قارون کا خزانہ مل گیا۔ نقش مراد کرسی نشین ہوا تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوا آرزوے دلی بر آئی مُنھ مانگی مراد پائی۔ سیر دریا کا مزہ آیا گلگشت چمن کا شوق چرایا۔ چلے تو نوجوانان چمن محو نازِ نرگس کی چشمک زنی مین لاکھ لاکھ انداز۔ بادِ بہاری صبح خیز نکہت گل عطر بیز چرخ کہن فرط طرب سے رقاص ہے میان آزاد کے لیے عشرت خاص ہے۔ زمانہ محو خود آرائی خلق خدا تماشائی غایت مستی سے نسیم سحری لڑکھڑاتی ہوئی چمن مین قدم دھرتی ہے شاخ گل جھوم جھوم کر کورنش پر کورنش کرتی ہے بلبل اگرچہ کا اہل نہین لیکن بقول غنیمت فارسی زبان ہے۔ زاہلی نہین بگر رستم ہزار داستان ہے طاؤس طنّاز کے زرین پر و بال نیرنگی قدرت حق پر دال۔ جو عروس چمن ہے ستم کا جوبن ہے۔ قیامت کا پھبن ہے شگفتہ جبین۔ نازک آئین کہین گل ریحان کہین عشق پیچان وہ حسن برشتہ پر مغرور۔ یہ رشک طرّۂ حور۔ ادھر گلنار ادھر سدا بہار۔ یہ خرزہ جیسا کہ بنت العنب چُست و چالاک۔ انگور کی ٹٹیون سے نوجوانان ساغر نوش کی تاک جھانک ہے سبزہ برگ کی طراوت سبزۂ نو دمیدہ کی خضارت۔ الٰہی یہ کشمیر ہے یا باغ مینو نظیر ہے۔ جو مقام ہے بہشت بہجت۔ جو شجر ہے طوبیٰ طراوت۔ گلزمین ہے۔ یا زمین شعر کی طرح دلکشا نسیم ہے یا مثل آب غوطہ لہا روان روح افزا۔ ؎

ٹھنڈی ہوائین سبزۂ صحرا کی وہ لہک
شرمائے جس سے اطلس زنگاری فلک
وہ جھومنا درختوں کا پھولونکی وہ مہک
ہر برگ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جھلک

ہیرے خجل تھے گوہر یکتا نثار تھے
پتّے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

پھر جو چشمہ سار نظر آیا تو آنکھوں نے وہ نور پایا کہ واہ جی واہ دم تحریر کلک سیہ مست جھوم رہا ہے۔ ناطقہ زبان کو چوم رہا ہے۔ میان آزاد نے ٹوپی اچھالی شیخ و شاب نے پگڑی سنبھالی۔ رندان ساغر نوش کو مے کی گلابی یاد آئی۔ آزاد چلا اُٹھے کہ رندو چلو فصل بہار آئی اور ایک دفعہ ہی کالی متوالی گھٹا چھائی۔ بادہ کشون کی بن آئی دور چلنے لگے قرابے اُبلنے لگے۔ رندون نے وَن سے کاگ اُڑائے اور چُسکی لگائی۔ اب سُنیے کہ بیچون بیچ مین جوئبار اور لب چشمہ سار عشاق زار ار دگرد بادہ گسار چو طرفہ سبزہ زار اور اشجار پر بہار اور دشت جنون خیز مین بہار نسیم مشک بیز و عنبر باز اور دیدار یار کا انتظار۔

آزاد آج تو یہان ازدحام عام ہے مگر جسکو دیکھو رند مے آشام ہے کیا تیراکی کا میلہ ہے جسے دیکھو نقّارۂ پادشاہی دشت جنون بجا رہا ہے روح مجنون و فرہاد کو شرما رہا ہے۔ ؎

گر جنون آید بسویم رہ بدہ بیگانہ نیست
ور خرد پرسد سراغ من بگو در خانہ نیست

ظراف میان آمد آمد یار جانی ہے وقت جانفشانی ہے اجی تیراکی کا میلا کیسا۔ یہ کچھ اور ہی جھمیلا ہے۔ آن دونون تو عروسان زہرہ تمثال اور مہوشان مشتری خصال کی چشم فتّان اور موے میان اور گل رخسار اور ناز کی رفتار نے ایک عالم کو مفتون کر دیا۔ لیلاے زلف تابدار و عنبر بار نے خلق خدا کو مجنون کر دیا۔ دیکھو یاقوت سرشک چشم خونبار سے رواں ہین طفل اشک ہر سو دوان ہین۔ غشی سی سب پہ طاری ہے عقل عاری ہے کبھی اشکباری کبھی گریہ وزاری کبھی دل کی بیقراری۔ ؎

نہ اشک است اینکہ از چشم من مہجور مے آید
برای دیدنت شخصے غریب از دور مے آید

جب شام ہوئی تو وہ پانچون سوار نوجوان طرحدار افراس تند خو کو کڑکڑاتے اور چمکاتے آن موجود ہوے کالے

کوسون تک بجلی لونکنے اور رعد گرجنے لگا اور تاریکی چھا گئی وہ گھنگھور گھٹا کہ الاماں ایک دفعہ ہی دور سے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز آنے لگی اور تماشائیون نے نعرۂ فتبارک اللہ احسن الخالقین بلند کیا۔ اتنے مین گھوڑے قریب آئے تو شک دُور ہو گیا۔ اور شبہہ کافور۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک شبدیز سُبک خیز پر ایک نوعروس سرمایۂ ناز بت شیرین انداز ملائک نظر فریب بلاے جان عدوے شکیب بُت شکن کفر گزینان۔ روکش زہرہ جبینان چُست وطرار باغ وبہار عنبرین مو قوس ابرو سوار اٹھکھیلیان کرتی چلی آتی ہی میان آزاد نے اس بُت رنگین ادا مہ لقا کو پشت توسن پر دیکھا دوسرے سمند وغا پسند پر ایک حسین مہ جبین نازنین آفت جان ناتوان۔ بلاے بیدرمان ناوک نگاہ نگر پاک دامان۔ ترش رو مگر شیرین زبان۔ تُند خواز سرتا پا جادو سرو قد یاسمین بو تنی ہوئی بیٹھی۔ فرس سُبک عنان کو جولان کرتی ہوئی آتی ہی۔ ؎

بُت رنگین سمند ناز جولان کردہ مے آید
کلہ بر سر کج وکاکل پریشان کردہ مے آید

فرس تُند خو اور شبدیز جنگجو سے دونون بہنین ایک عجب ادا ے دلربا سے اُتر پڑین اور اُترتے ہی بجرون پر چڑھین۔ اُدھر چشمہ سار لطافت بار مین بجرے روان تھے۔ ادھر سبزہ زار مین عشاق دلفگار دوان تھے۔ اُدھر ہواؤ پر بجرے فرّاٹے سے جاتے تھے ادھر قدم لڑکھڑاتے تھے اُدھر شباب اور آب وتاب اِدھر دل پر اضطراب وہ حُسن وجمال کے چشم وچراغ۔ یہ خونابۂ دل درایاغ۔ اُدھر بادۂ جوانی کا سرور۔ اِدھر نشۂ شراب خم عشق سے آنکھین چور۔ اُدھر دریا کی طغیانی اور بجرون کی روانی اور جوش جوانی۔ اِدھر شراب ارغوانی آب زندگانی اور شوق نظّارۂ یا ہجانی۔ اُدھر موج مستون کی طرح آشفتہ دستار اور بجرا گرم رفتار۔ اِدھر جنون سر پر سوار۔ اور موج خیز گریۂ زار۔ اتنے مین میان آزاد کو ایک۔ ؎

نمک پروردہ ملّاح ملیحے ۔۔۔ چو کلک نکتہ پردازان فصیحے

نظر پڑا اور اُس سے اُنھون نے بآواز بلند بصد حسرت و حرمان نالان وگریان یون کہا۔

آزاد ؎
دریا زکوہ ودرّہ من خستہ وغریب
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہمتم

زر لو جواہر لو مگر مدد دو۔ ؎

چو داغ لالہ اے آشفتہ کردار
زر خود را بدست خود نگہدار

یہ سُنکر ملاح خرد پرور نے لب پر اُنگلی رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش ؎

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار ۔۔۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

اب سُنیے کہ میان آزاد نشہ مین ایسے غین ہو گئے کہ سر و پا کی خبر نہین۔ یہ گرے وہ گرے ع۔ پا بدست دگرے دست بدست دگرے۔ ملاح صبح نفس و دقیقہ رس تیون سے تاڑ گیا کہ یہ جوان طنّاز و نازک آواز ان دونون مہوشان گلعذار رشک شاہدان فرخار کا عاشق زار ہی اور تیر عشق کلیجے کے پار ہی۔ ان دونون بہنون کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ ؎

نمایان شد باوج آفتابی ۔۔۔ فروزان اخترے از برج آبی
رُخے چون برگ گل بسیار نازک ۔۔۔ تنے ہمچون دل بیمار نازک
ہنوزش خط از ستہ از بنا گوش ۔۔۔ بمرگ عاشقان زلفش سیہ پوش

بس یہی کہا کہ ان دونون پر جان جاتی ہی۔ ہاے موت بھی نہین آتی ہی۔ لیلۃ المعراج گیسو مین دل پھنس گیا۔ خدا گواہ اور صداقت مقال پڑگاہ ہی کہ ایسا جوان طلیق اللسان فصیح البیان شاعر

سخندان یکتا۔ خوش رو خوش خو حسین و مہ جبین دکھانہ سُنا اور نام خدا ابھی اُٹھتی جوانی ہو۔ ؎

هنوزش گرد گل نارستہ شمشاد ❘ ز خوبی سر داد چون سرو آزاد

آن بتان جادو جمال و زہرہ تمثال نے فرط شوق سے جانب ساحل ایک نظر غلط انداز ڈالی تو میان آزاد شکر خواب مین تھے نشے نے وہ زور باندھا کہ سبزہ زار پر دھم سے گر پڑے۔ ہاے کس موقع پر کیا ہوا پیر مرد بھانپ گیا کہ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ❘ بسا کین دولت از گفتار خیزد

ذکر خیر جوان طنار سُنکر اُنکو بھی شوق دیدار چرایا۔ مگر محبوب مطلوب کو نہ پایا۔ ہاے اس شرابخانہ خراب کو خدا غارت کرے جس نے میان آزاد کے ساتھ وہ کیا جو مرگ جان اور کفر ایمان کے ساتھ کرتا ہو۔ ہاے کس شوق و جوش صادق سے آئے تھے اور کیا حالت ہو گئی۔ ؎

ہاے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے
دُور لیجا کے چمن سے پر بُلبل کترے

میان آزاد نشے مین چور سرشار مخمور سبزۂ نو دمیدہ کے فرش زمردین و رنگین پر خدیو مصر مستی اور شاہنشہ ملک بادہ پرستی بنے ہوے غلین پڑے تھے اور اُنکے جیب لبیب میان ظرّاف سرھانے بصد حسرت و حرمان کھڑے تھے۔ ایک دفعہ ہی میان آزاد ذرا کُلبُلائے اور کفن پھاڑ کر یون چلائے۔ ؎

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

ظرّاف۔ بس بس ذرا شبدیز سُبک خیز زبان کی باگ روکے ہوے دیکھیے سنبھلیے کہین ٹھوکر نہ لے۔

آزاد۔ اے سبحان اللہ! کیا بھٹیارے کا ٹٹو مقرر کیا ہو اے قبلہ دو باگے گھوڑے ہین۔ ؎

اِشارون پر چلا کرتے ہین یہ شایستہ گھوڑے ہین
کہ صورت انکی حیوانی ہی سیرت اِن کی انسانی

ٹھوکر کوئی اور کھاتے ہین۔ یہ طرّارہ بھر کے شیر گردون کو ٹاپ مین مار آتے ہین۔ ؎

تصویر کھیے اسکی مصوّر تو بڑے دھوم ❘ سُرعت قدم توسن تصویر کوے چوم
کوڑا لیے تعزیر جو چاہے کرے مرقوم ❘ اک آن مین تصویر کا سب رنگ معدوم

نقّاش کا دل نقش پہ آمادہ ہی رہ جائے
بس ہاتھ مین اُسکے ورق سادہ ہی رہ جائے

ظرّاف۔ چلو بس چپ بھی رہو گے۔ یا فرّاٹے ہی اُڑایا کروگے کہنے لگے صحبت باغ و بہار اور طرفہ جوئبار اور مے خوشگوار۔ اے پھٹکار کچھ اپنی حالت بھی دیکھتے ہو۔ یا زندان مستی ہی کی یاد پر لٹّو ہو۔ حیادار ہو تو ایک چلو کافی ہی مگر بیحیا کی بلا دور یا بے حمیتی۔ تیرا ہی آسرا ہو۔ ہاے جسکے عشق مین خون تھوکا اُس سے آنکھین بھی چار نہوئین عین وقت نظارہ بازی بیہوش اور دین و دنیا۔ فراموش۔ ہاے کن انکھیون سے نظر ڈالتی تھی مگر یہان میان گھانس پر لوٹ رہے تھے۔ اس شراب خانہ خراب سے خدا سمجھے ہمین تو رونا آتا ہو۔ اور تمھارا تو دل روتا ہو گا۔ اب ہمارے سامنے کبھی ساقی مہ وش اور بادۂ دلکش اور وقت خوش اور بادۂ ناب اور ارغوانی شراب کا ذکر نہ کرنا۔ آب زندگانی شراب ارغوانی ہو تمھ۔ اچھا آب زندگی ہو۔ جسکے پیتے ہی انسان زندہ در گور ہو جاتا ہی۔ اور اچھی شراب ارغوانی ہو جسکا ایک چلّو انسان کا مُنھ کالا کر دیتا ہی۔ واسطے خدا کے اب دیوان حافظ کو طاق پہ رکھیے۔ بادۂ گلگون کو مصفّا جواہر نہ سمجھیے۔

مسٹر آزاد

آزاد ؎

صد غنچہ بشگفت الا دل من
اے وا دل من آ وا دل من

اس دل کی کلی نے چٹکنا سیکھا ہی نہین - یہ کہکر میان آزاد خانہ برباد اُٹھ کھڑے ہوے اور بیتیابانہ اس ایوان کیوان نشان کی طرف چلے جو اُن بتان نازنین روکش لُعبتان چین کا مسکن تھا - اور جس کی کل زمین کا چپہ چپہ چرخ برین اور خلد علیین پر طعنہ زن تھا - ظراف نے جو یہ کیفیت دیکھی تو جھپٹ کر میان آزاد کا ہاتھ پکڑ لیا - اور یون سمجھانا شروع کیا اِس بیقراری اور اشکباری سے مطلب برآری معلوم - ناحق ناحق سر دُھننا اور تنکے چُننا فعل عبث ہی - اسوقت جنون کی امنگ اور عشق کی ترنگ نے تمھین دیوانہ بنا دیا - آخر یار عزیز ذرا تو دل مین سوچو کہ جاتے کہان ہو - کوئی تمھین جانتا بھی ہو کوئی پہچانتا بھی ہو آشفتہ دستار خدائی خوار بنکے جانا اور در و دیوار سے سر ٹکرانا یعنی چہ -

آزاد - اب تو یہ سر ہی اور وہ در ہی - بس آزاد ہی اور کوے بتان ستم ایجاد ہی - دل ہی اور بیتابی عشق ہی اور خانہ خرابی - چشم ہی اور خونباری - طبیعت ہی اور بیقراری - سر ہی اور سودا ہی سودا ہی اور پریشانی ہی - سرگرانی اور گران جانی ہی -

ظراف - اسکا نتیجہ پشیمانی ہی - یہ محض نادانی ہی - یاد رکھو یہی حماقت کی نشانی ہی -

آزاد ؎

فاش میگویم واز گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

سایۂ طوبی و دلجوئی حور و لب حوض
بہواے سر کوی تو برفت از یادم

کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت
یارب از مادر گیتی بچہ طالع زادم

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چکنم حرف دگر یاد نداد استادم

گر خورد خون دلم مردمک دیدہ رواست
کہ چرا دل بجگر گوشۂ مردم دادم

ظراف - تم تو آپا بانا (؟) بی کر نشے مین چور اور سیہ مست و مخمور لڑکھڑا کر سبزے مین لوٹ گئے مگر ہم پر تم ڈھایا اپنا تو کلیجہ منھ کو آیا اُس ملاح ملیح و وجیہ نے تمھارے حُسن و جمال اور خط و خال اور مستانہ چال اور اُٹھتی جوانی اور نکتہ رانی عالی خاندانی اور معالی دودمانی کی اس درجہ تعریف کی کہ وہ دونون پری رُخان زہرہ جبین و نازنین نظر غلط انداز سے بصد شوخی و ناز دیکھنے لگین اُنکا دزدیدہ نگاہ دیکھنا اور فرط شوق سے چُپکے چُپکے آنکھین سینکنا ستم بپا کرتا تھا حشر ڈھاتا تھا - آخر کار ملاح عیار اُستاد کامل فن سخندان پروردہ پیر کہن نے بگڑی ہوئی بات بنائی اور کہا کہ آزاد پر غشی چھائی - تاب نظارہ نہ لاسکا - اب صلاح یہی ہے کہ پہلے اُس ملاح سے پر و بال ملاؤ - کچھ چٹاؤ پھر اُسکے مشورے کے مطابق عمل مین لاؤ - ورنہ بے سمجھے بوجھے جانا اور اپنا سا منھ لے کر واپس آنا نشان بالغ خردی نہین - ع -

چرا کارے کند عاقل کہ باز آرد پشیمانی

الغرض میان آزاد وحشی مادر زاد اور ظراف نیک نہاد دونون ملک چشمہ بسار کی طرف چلے - تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی پیر مرد ملاح ملیح ایک ڈونگی کھیتا ہوا آرہا ہی - ان کو دیکھا تو اشارہ کیا کہ ٹھہرنا مین آتا ہون ڈونگی کو دم کے دم مین کنار جو ئبار لاتا ہون میان ظراف کی باچھین کھل گئین - دل کی مرادین مل گئین اور آزاد تو ریشہ خطمی ہی ہوگئے - شادی مرگ کی نوبت آئی منھ مانگی مراد پائی پیر مرد ڈونگی سے اُترا تو آزاد نے یون کہا - ؎

خیر مقدم مرحبا اے طالع میمون قدم
شادمان کردی مرا نازم ترا ستا قدم

تا بدانی آنکہ ہجران خون عاشق میخورد
نالہ شبگیر کارست و آہ صبحدم

پیر مرد۔ کیسا نالۂ شبگیر کیسی آہ صبحدم کیسا طاق کسری کیسا جام جم
بھی گھبرو ہم تو تمہارے سچے مددگار اور پکے طرفدار ہین لیکن حسن
و عشق کا جھگڑا چکانا عاشق و معشوق کا ملانا خالہ جی کا گھر
نہین بچون پاک حسینؑ اور بحق دین محمد وہ دونون شکر لبان زہرہ
تمثال اور مہوشان مشتری خصال حیا پردہ نشین پاک نظر ہین۔
عفت کوش ہین۔ روپوش ہین۔ وہان پرندون کے پر جلتے ہین
فرشتے سر کے بل چلتے ہین۔ زہّاد صد سالہ سجدے کرتے ہین سبحان
ملا اعلیٰ پھونک پھونک کر قدم دھرتے ہین۔ بوے گل کو خبر نہین
باد صبا کا گذر نہین اس سرزمین کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ اس
ایوان سپہر توامان کا درجہ فلک الافلاک سے بھی اعلیٰ ہے۔ مگر میری
گود کھلائی ہین۔ مین تقریب کرونگا۔ نکاح کا نشا ظاہر کرونگا۔
دونون بہنین پری زاد ہین اور طرہ اسپر یہ کہ تربیت یافتہ اور
عالی نژاد ہین۔ لیکن افسوس ہے کہ ایک اونچے گھر سے پیغام
آیا ہے۔ انکی ماں کو شوق چرایا ہے کہ وہان ہی بیاہ ہو بشرطیکہ
داماد خرد آگاہ ہو۔ تم خاطر جمع رکھو خدا کی عنایت پر شاکر
رہو۔ ؎

غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب | عاقبت روزے بیابی کام را

دل کو ڈھارس دو بہت وحشت کی نہ لو۔ اب اسوقت تو
جاؤ مگر گل نور کے تڑکے یہان آؤ میان آزاد الوداع کہکر چلنے ہی
کو تھے کہ اتنے مین۔ ؎

پل مارنے کی ہوئی جو دیری | سبحان اللہ شان تیری

کیا دیکھتے ہین کہ وہ دونون بتان سیم غبغب و نوش لب جادو نگاہ
غیرت مہر و ماہ جھروکے سے جھانک رہی ہین۔ ؎

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز
چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

آزاد ؎
منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمے بحال غریب دیار خود پرداز

بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند | بشرط آنکہ ز کارم نظر نگیری باز
برآستین خیال تو میدہم بوسہ | برآستین وصال تو نیست دست نیاز
درون سینہ دلم چون کبوتران بطپید | چہ آتشی ست کہ بر جان ما نہادی باز

جھروکے مین سے ایک صداے دلربا آئی کہ ؎

بروم نال ز شامے کہ صبح در پے اوست
کہ نیش و نوش بہم باشد و نشیب و فراز

اتنا سننا تھا کہ میان آزاد کی جان مین جان آئی اور انکھ فرط
شادی سے آنسو ڈبڈبا لائی وہ دونون نظر سے اوجھل ہو گئین
میان آزاد کو حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا بو العجبی ہے۔ یہ چھلاوا
تھا۔ ٹونا تھا۔ سحر تھا۔ جادو تھا۔ آخر تھا کیا۔ طلسمات کا سا
سمان ہے عقل خود حیران ہے۔

اتنے مین پیر مرد نے اشارے سے کہا کہ بس اب جاؤ اور حسب
مشورہ تڑکے گجر دم آؤ۔ دونون یاران موافق اور محبان صادق
خوش و خندان مست و غزل خوان چلے۔

ظراف۔ کیون استاد کیا ترکیب بتائی ہے سچ کہنا کیا دور کی
کوڑی لائی ہے۔ اس ملّاح کا خدا بھلا کرے اور اسکو خواجہ خضر کی
عمر عطا کرے۔ واللہ خدا جانے یہ کون ہے۔ کیون جی کہین سچ مچ
خضرؑ پے خجستہ ہی نہو۔ کیا ای ہے۔

آزاد۔ یار یہان ان باتون سے نفرت ہے ضعیف الاعتقادی
کے بندۂ درگاہ دشمن جانی ہین۔ خواجہ خضرؑ کا ذکر آپ تہ کر
رکھین وہ مقدس بزرگ ہین۔ ہم ایسے رندان مست
مین انکا کیا کام۔

ظراف۔ اسوقت تو حضور کا چہرہ گلنار ہے طبیعت باغ و بہار ہے

سچ کہنا کیا صورت زیبا پائی ہی۔ کیا کج ادائی اور دلربائی ہی۔ خدا نے
یہ صورت پیاری پیاری مورت اپنے ہاتھ سے بنائی ہی۔ ع

	ای خوش آن صبح کہ عاشق ز شکر خواب وصال دست در گردن معشوق حمائل برخاست
آزاد —	وزیدا اینک نسیم وصل خوش در گلشن جانم چنان شادم کہ غم با من درین غم خانہ می رقصد

عروس وحشت کے برقع کشا۔ جرعہ نوش جام بلا۔ روح روان
عشق بکماش متاع خوان عشق۔ میان آزاد خانہ برباد ایسے
بشاش ہوے کہ ایوان سپہر تو امان جب نظر سے اوجھل ہوا اور
سنسان بیابان کف دست میدان آیا تو خوب اُچکے پھاندے
اور پھر پھر کے اسی طرف جھانکنے لگے اور آپ ہی آپ مجذوبون
کی طرح یون بڑبڑانے لگے۔ ایک وسمہ ابروے دلربائی دوسری
افشان جبین خوش ادائی۔ ایک کے رُخ انور سے نور سعادت
عیان۔ دوسری کے سر پر بال ہما کا سائبان ایک چُست چالاک
دوسری شوخ و بیباک۔ میان ظرافت نے سمجھایا کہ دیکھیے دیکھیے
پھر وحشت کی دھن سمائی پھر شیطان نے دور سے انگلی دکھائی
پھر وہی بے تکی باتین۔ پھر وہی حرکتین جس مین شہر بھر واقف
ہو جائے کہ (ع) یہ بھی ہین پانچوین سوارون مین، تم تو خدا جانے
کہان کے خدائی خوار ہو آج آئے کل ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ گے
چلتے پھرتے نظر آؤ گے۔ یہان اسی شہر مین رہنا ہی ہم سے
پڑوسیون کے طعنے نہ سُنے جائین گے۔ یاران سرپل ضرور
منھ آئینگے۔ اس سے وہ بات کرو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی
ٹوٹے آخر متانت بھی تو کوئی چیز ہی یا بالکل عشق ہی کے ہاتھ
بک گئے آج چل کر غریب خانے پر شب باش ہو۔ نور کے
تڑکے ہم تم دونون آئینگے۔ لیکن حضرت واسطے خدا کے
میرے گھر پر یہ حرکتین نہ کیجیے گا کہ بیٹھے بیٹھے کودنے لگے یا یہ
اُچکے وہ آئے۔ وہ کودے یہ پہونچے۔ اب آپ بچون مین
نہین ہین جوان ہو۔ مسین بھیگتی ہین تو کیا ہوا۔ ایسی فکر نہ کیجیے گا
کہ میری بیوی کو خبر ہو جائے کہ میان بھی عاشق زار بن بیٹھے
ہین ورنہ ہماری زندگی تلخ ہو جائے گی اور جان پہ
بن آئے گی۔

آزاد —	طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

کیا بیوی سے آپ اس درجہ خائف ہین۔ خدا ہی خیر کرے۔
ارے میان اتنا خوف۔ روح ہی فنا ہوئی جاتی ہی کچھ ٹھکانا ہے۔
لاحول ولا۔ ایسے زن مرید بھی کم ہونگے۔ آخر خوف کاہے کا۔
ظرافت۔ خیر آپ کو اس جھگڑے سے کیا سروکار۔ گھر وہان چلکر
متانت سے رہیے گا یہ نہین کہ غل مچانے لگے۔ چلانے لگے۔
مذاق مین مضائقہ نہین لیکن سنجیدگی ضرور ہو۔
آزاد۔ یار سُنتے ہو بیوی تم پر حاوی ہین بھی مگر پھر ہمکو یار کی یاری
سے کام۔ اُسکے فعل سے کیا واسطہ۔ آم کھانے سے مطلب
ہی کہ پیڑ گننے سے۔
الغرض میان آزاد اور ظرافت گھر پہونچے۔ روشن نے کہا حضور
بیگم صاحب آپکو کوئی بیس بیر پوچھ چکی ہین اتنے مین لونڈی اندر سے
آئی (میان گھر مین بُلاتی ہین) میان ظرافت نے دہلیز پر قدم
رکھا ہی تھا کہ انکی بیوی نے آڑے ہاتھون لیا۔ یہ دن دن بھر
آپ غائب کہان رہنے لگے۔ اب تو خیر سے بڑے سیلانی ہو گئے
صبح کے نکلے نکلے شام کو خبر لی۔ چلو میرے سامنے سے جاؤ مجھے
ان باتون سے نفرت ہی بس آج کھانا دانا خیر صلاح ہی یہان
کچھ پکا وکا نہین حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ پڑھو

ستوری روٹیان اُڑاؤ یہان کسی کو گتّے نے نہین کاٹا ہو کر خت
بیوخت چولھے کا مُنھ کالا کیا جائے بھلے مانس آدمی دو ایک
گھڑی کے لیے کہین ذری گئے تو گئے یہ نہین کہ دن دن بھر پتا ہی
نہین۔ اچھے ہتکنڈے سیکھے ہین ظرافت نے چپکے سے کہا کہ
نیکبخت ذرا آہستہ آہستہ باتین کر باہر ایک بھلا مانس بیٹھا ہوا ہی
اتنی بھی کیا بیحیائی۔ اسپر وہ چمک کر بولین کہ بس بس زبان نہ
کھلواؤ بہت تمھین جو دوست ملتا ہی خدائی خوار گھر نہ بار۔
جانے کہان سے یہ انگھڑے انکو ملجاتے ہین کبھی کسی شریف زادے
سے دوستی کرتے دیکھا نہین۔ چلیے اب دور ہو جیے نہین تو ہم
ایسے طور پیش آئینگے مجھ سے بُرا کوئی نہین۔ میان ظرافت بیچارے
کی جان عذاب مین کہ گھر مین بیوی بے نقط سُنا رہی ہین اور
باہر میان آزاد لاکھون ہی گالیان دینگے کہ آپ کی بیوی نے
آپ کو تو خیر جو کچھ کہا تھا وہ کہا ہی تھا مجھے کیون سے ڈالا
مین نے کیا اُنکا بگاڑا تھا۔ اپنا سا مُنھ لے کر باہر نکل کر آئے
اور آزاد سے کہا کہ یار آج روزے کی نیت کر لو۔ بیوی فوجداری پر
آمادہ ہین بھئی ایسی ترش مزاج سرکہ جبین تو دیکھی ہی نہین۔
بات ہوئی اور تنک گئین مہینون روٹھی ہی رہتی ہین۔ مگر
کیا کرون امیر کی لڑکی ہی۔ ورنہ مین ایک جھلّا۔ مجھے یہ بدمزاجی
پسند کہان لیکن۔ ؎

باہمین مردمان بباید ساخت	چہ توان کرد مردمان این اند

سو بھئی آج فاقہ ہی فاقہ ہی سہی۔ قہر درویش برجان درویش
آزاد بولے کہ فاقہ آپ کے دشمنون کو چلیے نانبائی حلوائی کسی کی
دُکان پر مزے سے چل کر کھانا چکھ آئین اور درد نالئین اُنھون نے
آہ سرد کھینچ کر کہا۔ اتنے ہی ہوتے تو پھر بیوی کی کیون سنتے
میان پیسا ٹکا پاس نہین حلوائی کیا ہمارا ماموں ہی آزاد
ایک ہی خرانٹ گرگ باران دیدہ بولے کہ واہ اسکی فکر کسے ہی
آپ ہمارے ساتھ چلیے اور مزے سے مٹھائیان چکھیے۔ مگر جو تدبیر
بتاوین اُس مین سر مو فرق نہ آنے پائے۔ ہان ذری اس کا
خیال رہے۔ چلیے بس اب ہمراہ رکاب۔ وہ سُوجھی ہی کہ کبھی پہلے ہی
نہ پڑے۔ سونے کی چڑیا ہتّھے چڑھے۔

الغرض میان آزاد حضرت ظرافت کو لے کر بازار پہونچے اور حلوائی
کی دُکان کے قریب سے یہ آگے بڑھ گئے آزاد ذرا پیچھے رہ گئے ظرافت
سکھائے پڑھائے سمجھائے بجھائے تو تھے ہی جاتے ہی حلوائی سے
کہا کہ میان آٹھ آنے کے پیسے دو اور آٹھ آنے کی پنج میل مٹھائی
حلوائی نے پنج میل مٹھائی خاصی تازی تازی تول دی اور
آٹھ آنے ڈبل گن دیے پیسے تو میان ظرافت نے ڈوپٹے مین
باندھے اور مٹھائی اُسی کی دکان پر چکھنے لگے۔ اتنے مین میان آزاد
نمودار ہوے۔ بھئی لالہ ذرا عمدہ تازہ لڈّو تو ایک روپیہ کے تول دینا
مگر نخودی کے ہون۔ اُسنے ایک روپیہ کے لڈّو تول کر چنگیل اُنکے ہاتھ
دھری اتنے مین حضرت ظرافت نے پیسے اور مٹھائی جو حلوائی سے
پہلے لی تھی سنبھال کر چلنے کا قصد کیا اور بسم اللہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوے
تب تو حلوائی نے للکارا کہ میان چلے کہان ذری پہلے بائین ہاتھ
سے پیسے تو رکھے جاؤ۔ وہ۔ پیسے کہتا ہون۔ روپیہ۔ خوب اچھا مزا ہی
این! ابے روپیہ کیا تو نے پایا نہین پہلے روپیہ دیا پھر سودا لیا کیا
چورون اُچکّون سے سابقہ رہا ہی۔ اور سُنیے صاحب اچھّے ملے
دو دو مرتبہ روپیہ دین لیے مرتے ہو کہین مین رپٹ نہ لکھوا دون مجھے
بھی کوئی گنوار سمجھے ہو۔ ارے نامعقول چہرہ شاہی تو ابھی ابھی دے
چکا ہون اب کیا کسی کا گھر لیگا۔ اسپر حلوائی اور ظرافت مین تکرار
ہونے لگی اور اسقدر بڑھی کہ تو تو مین مین ہونے لگی لوگونکو شگوفہ ہاتھ
آیا انکی دو گھڑی کی دل لگی ہوئی۔ اِردگرد سب جمع ہوا۔ یا بازاری تماشائی

لُوٹ گئے۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے ہین کوئی کہتا ہی لالہ گھانس
کھاگئے ہو۔ کوئی کہتا ہی میان ایک روپیہ کے لیے نیت ڈانوان ڈول
نکرو۔ اتنے مین میان آزاد نے کہا کہ میان حلوائی اب کہین اسی طرح
میرا روپیہ بھی نہ بھول جایئے گا۔ کیا آپ کا روپیہ! آپ نے
روپیہ دیا کسکو چلیے یک نشد دو شد۔ اب جو سنتا ہی وہ اُس حلوائی
ہی کو اُلّو بناتا ہی چو طرفہ سے اُسپر لے دے ہونے لگی۔ اور لوگون نے
بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ شریف آدمیون کو بے عزّت کرتے
ہو۔ روپیہ لے کے خوب مُکر جاتے ہو لالہ ساکھ جاتی رہے گی۔
اتنے مین اُس حلوائی کا بڈھا باپ جو آیا تو دیکھتا کیا ہی کہ دُکان
کے ارد گرد ازدحام عام اور جمّ غفیر ہی پوچھا کیا ماجرا ہی کیا دُکان
لُٹ گئی ہی۔ ایک بگڑے دل نے کہا۔ اجی لُٹ تو نہین گئی مگر
اب تمھاری دُکان کی ساکھ جاتی رہی۔ ابھی ایک بھلے مانس
نے کھن سے روپیہ پھینکا۔ اب کہتا ہی کہ ہم نے روپیہ پایا ہی نہین
اُسکو چھوڑا تو دوسرے بیچارے شریف کا دامن پکڑ لیا کہ تم نے
بھی روپیہ نہین دیا حالانکہ وہ بیچارے سیکڑون قسم کھاتے ہین
کہ مین دے چکا ہون حلوائی بڑا تیکھا بڈھا تھا۔ سنتے ہی آگ ہو گیا
اور جھلّا کر اپنے لڑکے کی کھوپڑی پر تان کے ایک ٹیپ لگا بیٹھا
ہاتترے کی کہتا ہون کہ بھانگ نہ کھایا کر سانتا ہی نہین۔
کیون پھر کھائے گا بھانگ۔ جا بیٹھ دُکان پر۔

ظرّاف اور میان آزاد نے مزے سے ڈیڑھ روپیہ کی مٹھائی
باندھ لی اور آٹھ آنہ کے پیسے مزید بران راستے مین قہقہے لگاتے
چلے جب گھر پہونچے تو خوب لڈّو اور برفی اور پیڑے چکھّے بچے
بچائے اندر بھیجے۔ اب آزاد سے میان ظریف نے کہا یار اسیطرح
روپیہ کی فکر نہین کرتے۔ کہین سے روپیہ دلواؤ تو جانین اُنھون
نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے اُستاد ہمارا ذمہ۔ ابھی ابھی
چلو۔ مگر کسی سے مانگ مونگ کر کچھ اشرفیان یا روپیہ لے چلو اشرفی
ہو تو نور علی نور۔ ظراف نے دو سو اشرفیان کلدار نکالین اور کہا
لیجیئے۔ مع ہمیانی کے موجود ہین اسکے بعد ہمیانی اُٹھائی اور آزاد
و میان روشن علی کو ساتھ لیا۔ بازار چلے پہلے ایک مہاجن کو
اشرفیان دکھائین اور پرکھائین بیچتے ہین کھری کھوٹی دیکھ لیجئے
مہاجن نے اُنکو خوب کسوٹی پر کسا اور کامل عیّار پایا اور کہا
اُنیسؔ کے حساب سے لینگے ظرّاف دوسری دُکان پہونچے اور
وہان بھی اشرفیان گنوائین اور پرکھوائین اور چلتے ہوے اب
اثناے راہ مین میان آزاد سے کہا کہ یہان ایک کوٹھی بھی ہی۔
ایک کوٹھی کیا بلکہ بیس چلو وہان چلین۔ الغرض ایک مہاجن
کی کوٹھی پر پہونچے مگر اشرفیان راستے مین آزاد کو دے دین اور
کہا تم سیدھے گھر کی راہ لو۔ کوٹھی پر پہونچ کر کہا کہ ہم کو دو سو اشرفیان
خریدنی ہین۔ مہاجن نے دیکھا کہ آدمی متین ہین اور ریاست
چہرے سے برستی ہی۔ کپڑے بھی نفیس اور قیمتی زیب تن کیے ہوے
ہین۔ فوراً دو سو اشرفیان اُنکے سامنے ڈھیر کر دین۔ ظرّاف نے
پوچھا کہ در کیا ہی۔ بولے خریدتے ساڑھے اُنیسؔ کے حساب سے
ہین اور بیچتے بیس روپیہ کے درسے ہین۔ اخّاہ اتنا فرق اچھا
دو سو اشرفیان کا حساب ساڑھے اُنیس کے در سے کسی کاغذ پر
لکھ تو دو۔ مہاجن کے مُنیب جی نے ایک پرچے پر حساب لکھدیا
حضرت نے وہ کاغذ تو جیب مین رکھا اور اشرفیان باندھکر کھڑے
ہوے اور طرارہ بھر کے کوٹھی کے باہر تھے۔ ہائین۔ یا ہئین ہائین
ہان لینا لینا۔ کہان کہان۔ ظرّاف پیترا بدل سامنے کھڑے ہو گئے
بس دُور ہی سے بات چیت ہو سامنے آئے اور مین نے تلا ہاتھ
دیا۔ اے صاحب روپیہ تو دیجیے کیسے روپے۔ آخر روپے کیسے
ہم نہین بیچتے۔ کیا کہا؟ نہین بیچتے۔ کیا اشرفیان آپ کی ہین

جی اور نہین تو کیا آپ کے باپ کی ہین۔ ہم نہین بیچتے آپکا اجارہ ہی کچھ۔ آپ ہین کون زبردستی کرنے والے اتنے مین آزاد بھی آن پہونچے۔ ظراف بولے ساڑھے اُنیس کے حساب سے ہم کیون بیچنے لگے بھلا۔ مہاجن اور اُنکے نیب جی اور چیلے چاپڑ غل مچارہے ہین کہ تم اشرفیان لائے کب تھے۔ وہ ایک نہین سنتے اتنے مین کوئی دو سو آدمی جمع ہو گئے اور اہل پولس بھی آن موجود۔

جمعدار۔ یہ کیا فساد ہی لالہ جی مال وہ نہین بیچتے تو زبردستی کیون کرتے ہو اپنے مال پر سب کو اختیار ہی۔ وہ بیس چھوڑ بائیس کے حساب سے دین پھر آپ کون۔ مفت مین دروازے پر فساد کرنا کونسی دانائی ہی بھلا۔ چلو اب جاؤ اپنا کام دیکھو۔

مہاجن۔ آپ اچھے میر فیصلی بنے۔ یہان چار ہزار روپیہ پر پانی پھرا جاتا ہی آپ کہتے ہین جانے بھی دو یہ تو ہماری اشرفیان ہین سیہ خریدنے آئے تھے ہم نے گن دین۔ بس باندھ بوندھ کر چل کھڑے ہوے۔

تماشائی۔ واہ بھلا کوئی بات بھی ہی۔ یہ اکیلے آپ دس۔ جو ایسا ہوتا تو یہ کوٹھی کے باہر بھی آنے پاتے۔ آپ سب مل کر انکا اچار نہ نکال ڈالتے۔ ابتک انکا کچومر نکل گیا ہوتا۔ اتنے بڑے مہاجن اور دو سو اشرفیون کے لیے ایمان چھوڑے دیتے ہو۔

جمعدار۔ حد بھر بُری بات ہی۔

ظرآف۔ دیکھیے آپ بازار بھر مین دریافت کرلین کہ ہم نے کتنی دکانون مین یہ اشرفیان دکھلائین اور پرکھوائین۔ بازار بھر گواہ ہی کچھ ایک دو آدمی وہان تھوڑا ہی تھے۔ اسکو بھی جانے دیجیے۔ یہ پرچہ پڑھیے اسمین ساڑھے اُنیس کے درسے حساب لگایا ہی یا کچھ اور۔ اگر یہ بیچتے ہوتے تو بیس کے درسے حساب لگاتے یا ساڑھے انیس سے ملان کر لیجیے یہ انھین کے ہاتھ کا پرچہ ہے یا اس سے بھی انکو انکار ہی۔ مفت مین ایک شریف کے پیچھے پڑے ہین لینا ایک نہ دینا دو۔

جمعدار۔ یہ تو خوب ثبوت دیا۔ لالہ جی افسوس ہی کہ آپ اور یہ بگڑا آخر یہ آپ کے نیب کے دستخط ہین یا کسی اور کے پھر جھگڑا کاہے کا بھلا سو بات کی ایک بات تو یہ ہی کہ بازار مین چلیے دیکھیے انکے پاس اشرفیان تھین یا نہ تھین۔ اچھا اسوقت وہان اور بھی کوئی تھا۔

روشن۔ جی ہان مین تھا۔

جمعدار۔ تم نے کیا دیکھا۔

روشن۔ یہ میان آئے اور جرد جرد (زرد) اشربھی (اشرفی) اُنڈیل دی۔ لالہ سے بھاؤ تاؤ ہوا بس باندھ کے لے گئے۔ تو لالہ نے غل مچایا کہ لوٹ لیا۔ لوٹ لیا۔ بس اور کچھ نہین دیکھا ایمان نہین چھوڑنا ہی۔

جمعدار۔ تو اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ اب چلو بازار بھی چلین۔

الغرض میان ظرآف اور ساہوکار۔ اُنکے نیب اور جمعدار اور تماشائی سب ملکر بازار چلے وہان تحقیقات کی تو دلالون مہاجنون نے گواہی دی کہ بیشک انکے پاس اشرفیان تھین اور انھون نے پرکھوائی بھی تھین۔ ابھی ابھی یہان سے گئے تھے۔

جمعدار۔ لالہ صاحب بے خراسی ہین ہی کہ چپکے ہو رہیے۔ ورنہ بیڈھب ٹھہرے گی۔ ثبوت کافی موجود ہی آپکی ساکھ کی ساکھ جائیگی اور نیب کی تو شامت ہی آئیگی۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔

مہاجن۔ کیا اندھیر ہی چار ہزار روپیہ پر پانی پڑ گیا بیٹھے کھاتے مین اتنا روپیہ کبھی عمر بھر مین نے جمع ہی نہین کیا تھا آج بھنک

اور جو ہی ہمین کو اُلّو بناتا ہی- خیر ہاتھ دھویا-

میان آزاد تو کھسکے اور روشن ہشّاش بشّاش اُنکے ساتھ چلے- میان ظرّاف کے گھر پہونچے تو چہرہ گلنار- باچھین کھلی جاتی ہین- جاتے ہی دوسو اشرفیان کھن کھن کرکے سامنے ڈالدین کہ دیکھا یون لاتے ہین لو یہ اب اشرفیان ہماری بھابھی جان کے پاس رکھو- خدا کی قسم تم نے وہ جعل کیا ہی کہ واہ جی واہ تم سے بڑھکر نیاریا اور کون ہوگا بھلا-

ظرّاف- بابان قدم ہے- واللہ ہم سب گُرو پُورے ہمین کون کے لنڈورے- اُف فوہ واہ رے اُستاد بھائی یہ فن تم بھی سیکھ لو آج سے ہمارے شاگرد ہو-

آزاد- یہ زبانی داخلہ پسند نہین-

ظرّاف- مٹھائی! رکھو سامنے- دل لگی نہین ہی- ڈیڑھ روپئے کی مٹھائی-

آزاد- لے بھابھی سے تو خوشخبری کہدو- بہت مُنھ پُھلائے بیٹھی تھین-

ظرّاف- (گھر مین جاکر) کہان ہو کیا سو رہین-

بیوی- کیا کمائی کرکے لائے جو ڈپٹ رہے ہو- سو نہ رہین تو کیا تمھاری طرح رات بھر چوکی پہرا دین-

ظرّاف- (اشرفیان کھنکا کر) لو ادھر آؤ- بہت صلواتین سُناؤ یہ لو دس ہزار کی اشرفیان-

بیوی- واہ یہ کسی اٹیلی کو دیجیے گا- یہ تو وہی اشرفیان ہین جو چچا جان امانت رکھوا گئے ہین- اُڑتے ہین آپ- شان خدا!!!!-

ظرّاف- وہ یہ ہین-

بیوی- دیکھون دکھا کھلا کر (آہا) واہ کیا کسی کے یہان بھاند تھے آخرش یہ لائے کسکے گھر سے- بس چُپکے سے صندوقچے مین ہمارے رکھدو-

ظرّاف- جی بجا ہی- آپکا صندوقچہ ایسا ہی تو بڑا ہی-

بیوی- (ہنس کر) واہ ای واہ الائچی رکھنے والا نہین وہ بڑا صندوق جس مین ہمارا زیور رہتا ہی-

ظرّاف- یہ اشرفیان وہی لائے ہین جنکو تم اُنقتے اور نُقتے بناتی تھین اور ہم نے مدد دی-

بیوی- (ہاتھ جوڑ کر) میان قصور معاف کردو- ہماری خاطر سے کہا سُنا بھول جاؤ- انسان کی طبیعت ہمیشہ ایک سی تھوڑا ہی رہتی ہی- مین تو تمھاری لونڈی ہون- بیوی پیاری بیوی ہون-

آزاد- (باہر سے) ہم بھی سُن رہے ہین بھابھی صاحب ابھی تو آپ نے ہمارے بھائی بیچارے کو ڈپٹ لیا تھا- اور خدا جانے کیا کیا صلواتین سُنائین- گھر سے باہر کردیا- کھانا نہ دیا- کھڑے کھڑے نکال دیا- اور ہم کو جو بے نقط سُنائین وہ گھاتے مین- گیہون کے ساتھ گھن بھی پس گیا- اب جو زرد زرد اشرفیان دیکھین تو پیاری بیوی بن گئین خیر چلو بھائی تو بچ گئے- اب نہ للکارئے گا- اب انکا بھی پوبارہ ہی- اور جو کہین ہم برس چھ مہینے ٹک گئے تو سونے کی اینٹون سے مکان بنوا لیجئے گا مگر ذری انکے کان نہ گرمایا کیجیے- یہ بیچارے بے باپ کے ہین-

بیوی- (قہقہہ لگا کر) اب آپ ہمارے مہمان ہین آپکو کیا کہون آپ تو ہنسی ہنسی مین دو چار فقرے چُست کر گئے- مگر آپکی ہنسی ہمارے سر آنکھون پر-

بے دیکھے بھالے شادی

چہرہ پرداز ہیولائے رہ نوردی- جُرعہ نوش جام کوچہ گردی سر بصحرا دادہ- میان آزاد آزادہ- سحر کاذب کے وقت خواب

کیا دیکھتے ہین کہ مہر جہان تاب نے جلباب خفا سے رخ انور نکالا ہی اور ظلمت شب دور چوطرفہ اُجالا ہی۔ اور اُنکے سر بالین ایک بلبل ہزار داستان نشۂ راح ریحان نسیم مین سرخوش و مخمور چہک چہک کر یون کہہ رہا ہی۔ ؎

صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن
دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

ایک دفعہ ہی آنکھ کھلی تو نہ نغمۂ عندلیب بے تاب نہ رباب فقط میان آزاد اور دل پر اضطراب۔ آسمان کی طرف نظر پڑی تو تیرہ و تار بجلی یہ چمکی وہ آسمان کے پار۔ سوچے کہ ہم مانین یا نہ مانین ہی فال نیک۔ اللہ کہکر شکر خواب سے اُٹھے۔

اتنے مین شوالون مین ٹھناٹھن گھنٹون کی آواز آنے لگی امرا کے یہان نوبتی نوبت بجانے لگے۔ مسجدون مین مؤذنون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ بادہ گسارون کو صبوحی یاد آئی مرغ سحر خیز نے ککڑون کون کی بانگ لگائی۔ چلیے تڑکا ہو گیا۔ ادھر میان آزاد بن ٹھن کر تیار ہوے اور اُدھر میان ظرّاف کمر کس کر دان سے آن موجود دونون چلے۔ ؎

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوے یار روند

آپس مین میٹھی میٹھی باتین ہوتی جاتی ہین کہ ملّاح بلیج کیا میز انش بزرگ ہی۔ دیکھین آج کیسی گذرتی ہی۔ خدا نے چاہا تو گھری چھنے آج پو بارہ ہین۔ اس بہار اور لب جوئبار اور طرف گلزار اور قدرت کے نقش و نگار کا لطف بے گلعذار کجا۔ سچ ہی۔ ؎

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے بادہ بہار خوش نباشد
طرف چمن و ہواے بستان
بے لالہ عذار خوش نباشد

اب اُدھر کا ذکر سُنیے کہ وہ دونون بہنین نام خدا سیانی تھین اور مست بادۂ جوانی تھین لیکن ابتدا ہی سے انتہا کی حیاپرور اور پاک نظر۔ اور اُسپر طرہ یہ ہوا کہ تعلیم اعلیٰ درجہ کی پائی کتب اخلاق و پند و موعظت کی خوب ہی سیر فرمائی لیکن اُنکی بوڑھی امّان جان پُرانے فیشن کی رئیس زادی ضعیف الاعتقادی تو اُنکا خاص حصہ تھا اُنھین پُرانی باتون پر لٹو تھین۔ بلّی اگر گھر مین کسی روز آوے تو ستم ہو جائے۔ اُلّو بولا اور ان کی روح فنا ہوئی اب صبح تک تالیان ہی بجا کرینگی۔ جوتے پر جوتا دیکھا اور آگ ہو گئین کسی نے سیٹی بجائی اور اُنھون نے کوسنا شروع کیا۔ پائون۔ پائون پر رکھ کر کوئی سویا اور آپ نے للکارا ہجر یا غم و الم کا شعر کسی نے زبان سے نکالا اور اُنھون نے فورًا روک دیا۔ کتا گلی مین رویا اور اُنکا دم نکل گیا۔ کُتیا نے کان پھٹ پھٹائے اور اُنھون نے تھوتھو کرنا شروع کیا راستے مین کانا ملا اور اُنھون نے فنس پھیر دی۔ تیلی کی شکل دیکھی اور دوپٹی خون خشک ہو گیا۔ کسی نے لکیر بنائی اور اُس کی شامت آئی۔ جو کہین جاتی ہون اور کوئی ٹوک دے تو پھر اللہ دے اور بندہ لے۔

ہندوؤن کی طرح ساون کے مہینے مین چارپائی بنوانے کی قسم کھائی تھی۔ دن رات بوڑھا چونڈا ہلانا اور باتین بنانا مگر تھین بڑی مالدار۔ الغرض اس بڑھاپے مین بھی آنکھون سے خون ٹپکتا تھا اور مُنھ سے انگارے برستے تھے جب دیکھا کہ لڑکیان سیانی ہو گئین تو سوچین کہ کنوارپنے کے دن کب تک کاٹینگی بڑی لڑکی کی شادی کی فکر دامن گیر ہوئی اُونچے اُونچے گھرون سے پیغام آنے لگے اور کیون نہ آتے ایک تو نوجوان دوسرے آن بان۔ تیسرے

ماللار۔ چوتھے شوخ وطرار۔ پانچوین فہمیدہ وسنجیدہ چھٹے گلفام نازک اندام۔ ایک زمانے کا دل اُنپر آیا تھا۔ مکھڑا چاند۔ بلکہ بن گہا چاند بھی اُنکے مقابل مین ماند۔ قامت زیبا سرو آزاد بلکہ رشک شمشاد۔ زلف چلیپا بلاے بیدرمان۔ غارت گر دین وایمان۔ ابرو شمشیر بران یا تیغ اصفہان۔ ؎

به قامت از قیامت مژده داده
براندامش فتنه گر پرتو ماه
بفر نقش گل کند گر سائبانے
نگارین پاے اور نگین تذروے

به بالا از بلا حرفے زیاده
نزاکت سازدش در خوابگاه
قدش خم گردد از بار گرانی
شگفته لالهٔ بر پاے سردے

بڑی بیگم نے ایک رئیس یا توقیر کے صاحبزادۂ اکبر کے ساتھ اپنی بڑی صاحبزادی کا عقد کرنا چاہا اور اُن کے پیغام کو قبول کرلیا بڑی لڑکی حُسن آرا بیچاری ششدر اور حیران و مضطر کہ یا الٓہی اب مین کیا کرون۔ میان جو ہونے والے ہین اُن کی صورت کبھی خواب مین بھی نہین دیکھی ہمجولیان مبارک سلامت کہتی ہین یہان بلیون خون خشک ہوا جاتا ہی اور کلیجہ مُنھ کو آتا ہی کہ خدا جانے بد قطع ہی بد وضع ہی۔ پڑھا لکھا ہی۔ یا جاہل ناخواندہ۔ واللہ اعلم خیالات کیسے ہین۔ یا الٓہی کیا کرون کہان جاؤن۔ راز دل کسکو سناؤن۔ بولون تو اڑوس پڑوس کی عورتین طعنے دین کہ واہ لڑکی کیا بلاے بیدرمان ہے یہ تو سوار کو کھڑے کھڑے گھوڑے پر سے اُتارلے۔ اے ہی ایسی لڑکی نوج کسی کی ہو۔ یہ دیدہ دلیری!! ؎

عجب دردیست جانم را اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم که مغز استخوان سوزد

دل ہی دل مین بیچاری کڑھنے لگی۔ اپنی پیاری چھوٹی بہن سے درد دُکھ کہتی تھی اور کس سے کہتی وہ بیچاری بھی سُنکر اُداس ہوگئی وہ اٹھکھیلیان سب بھول گئی۔

ایک دن بڑی بیگم جو صبح کو پلنگ سے اُٹھین تو پٹے سے چھینک پڑی چھینک کا پڑنا تھا کہ اُنکے پانوٗن تلے سے مٹی نکلگئی اور کلیجہ دھک دھک کرنے لگا ضعیف الاعتقاد تو تھی ہین سمجھین کہ فال بد ہی اب سُنیے کہ خواہ مخواہ یہ بھی سمجھ بیٹھین کہ میری بائین آنکھ پھڑکتی ہی۔ اب کوّا بھی بولتا ہی تو ماتھا ٹھنکتا ہی کہ فال بد ہے تیور آنے لگے۔ بڑی بیگم کی تو یہ کیفیت تھی۔ اب حسن آرا کا ذکر سُنیے کہ وہ اور اُسکی چھوٹی پیاری بہن سپہر آرا شہ نشین مین فرش مُکلف پر بصد شان دلبری بیٹھی ہوئی اخبار پڑھ رہی تھین پڑھتے پڑھتے کیا دیکھتی ہین کہ ایک مضمون کی یہ سُرخی ہی (شریر لڑکا) کیا! شریر لڑکا۔ آؤ اسکو پڑھین۔ دیکھین کس شریر لڑکے کا حال ہی۔

شریر لڑکا

کم سن لڑکون کو تو حکما اور علما اخوان الشیاطین کہتے ہی آئے ہین لیکن جس شریر لڑکے کا ہم ذکر کرتے ہین وہ شرارت مین شیطان کے بھی چچا ہین۔ ان نالائق کی حرکتین اب اس لائق نہین کہ ہم اُنسے اغماض کرین بلکہ ہم پر بحیثیت وقائع نگاری فرض ہی کہ اُن کو طشت از بام کرین تاکہ لوگون کو عبرت ہو اور شریف بزرگوار ایسے بدوضع لڑکے کی صحبت مین اپنے صاحبزادون کو نہ بٹھائین بلکہ اُس سے احتراز واجتناب کرین۔ یہ شریر لڑکا اسکول مین پڑھنے جاتا ہی۔ مگر گنڈے دار پڑھائی۔ دو دن گئے چار دن غائب۔ تین گھنٹے درجے مین بیٹھے رہے اور بس بھاگ کھڑے ہوے۔ پتا ہی نہین گھر سے دس دس دن غائب غُلہ کنوون مین بانس پڑ گئے مگر وہ چانڈو خانے سے نہ نکلے نہ نکلے اور اگر برآمد بھی ہوے تو جوا خانے پہونچے۔ مدرسے مین کل طلبا

اُنسے نالان۔ کسی پر دھپ جمائی کسی کو دھول لگائی۔ کسی کی کتاب کو پھاڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ کسی کی سلیٹ کو توڑ ڈالا۔ کسی کے قلم کو پانؤن سے کچل دیا۔ کسی کے کپڑے چاک کر ڈالے۔ ماسٹر روز بنچ پر کھڑا کر دیتے تھے اور سزاے سخت دیتے تھے مگر وہ چکنا گھڑا پانی کی بوند پڑی اور ترسے زمین پر۔ دو دفعہ قید بھی رہ چکا مگر بچیا پاک بیباک۔ اور افسوس تو یہ ہی کہ ذات شریف ایک رئیس کے صاحبزادے ہین خوب نام روشن کیا۔ افسوس صد افسوس اسکول مین کئی بار لڑکون کی کتابین بھی چرائین اور قلم اور پنسل کے تو انسے بڑھکر چور دیکھے نہ سنے درجے بھر مین قلم بچنے ہی نہین پایا۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہان تک تو خیر خیریت تھی۔ اس سے بڑھکر یہ شرارت کی پرسون سب کو ایک مہاجن کے یہان کودے اور کوٹھری کے قفل کو توڑ کر اندر گھسنے لگے۔ اتنے مین اُس مہاجن کی چاردہ سالہ لڑکی نے جو آہٹ پائی تو کلبلا کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور ڈرتے ڈرتے اپنی مان کو جگایا۔ امّان امّان۔ اد امّان۔ ذری جاگو تو۔ بلّی نے تیل کا گھڑا گرا دیا۔ بھشت بھشت۔ بل بل۔ اُسکی مان گڑبڑا کر جو اُٹھی تو حضرت کوٹھری کے باہر ایک چارپائی کے نیچے دبک رہے اُس نے اپنے لڑکے کو جگایا۔ وہ ڈنڈبیل جوان خم ٹھونک کے ایک مرتبہ دھم سے چارپائی پر سے کودا۔ چور کے پانؤن کٹنے۔ چارپائی کے نیچے سے گھبرا کر نکلا۔ مہاجن کا لڑکا بھی اُسکی طرف جھپٹ ہی تو پڑا۔ اُسکا جھپٹنا تھا کہ وہ ذات شریف ہا و ہا کر کے اُسکو ڈرانے لگے چھتری کٹ مرنے والے۔ اور طرّہ اُسپر یہ کہ ڈنڈبیل جوان خاصے پہلوان۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرے چڑھا نیم اُنکو تاب کہان جاتے ہی چمٹ گئے۔ دونون مین خوب پچھتیان ہوئین۔ آخرکار مہاجن کے لڑکے نے اُنکو اُٹھا کر دے مارا۔ اتنے مین اُس کمبخت لڑکے نے کمر سے چھری نکالی اور بھونک دی بیچارے کی آنتین نکل پڑین۔ اُسکی مان نے سر پیٹنا اور چلّانا شروع کیا۔ پڑوسی اور خدمتگار باری اور کہار پاسی اور برقنداز فوراً دوڑ پڑے اور صاحبزادے صاحب کو ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا خاکسار اڈیٹر کو یہ بات لکھتے ہی بے اختیار رونا آتا ہی کہ مہاجن کا لڑکا دو دن کے بعد جان بحق تسلیم ہوا اور وہ رئیس زادہ جو چوری کرنے گیا تھا اب حوالات مین ہی اور ضرور پھانسی پائے گا۔ افسوس صد افسوس کہ اس رئیس زادے کی شادی ایک تربیت یافتہ اور حسین رئیس زادی کے ساتھ قرار پائی تھی جس کا نام حُسن آرا ہی۔

یہ پڑھکر حُسن آرا آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اُسکی پیاری چھوٹی بہن گلے سے چمٹ گئی اور اُسکی بہت کچھ تشفی کر کے اخبار اپنی بوڑھی مان کے پاس لے گئی اور روتے روتے بصد حسرت و حرمان کہا کہ امّان جان دیکھیے کیا غضب ہو گیا تھا آپ نے بے دیکھے بھالے بے سمجھے بوجھے شادی منظور کر لی تھی۔ اسکے بعد اخبار کا کل مضمون از سرتاپا پڑھکر سُنا دیا۔ انکی امّان روتے روتے بولین کہ بیٹا آج تڑکے جب مین پلنگ سے اُٹھی تو بیٹا سے کسی نے چھینکا۔ اور میری بائین آنکھ بھی پھڑکنے لگی ہی ہی۔ اُسی دم پانؤن تلے سے مٹّی نکل گئی۔ مین تو سمجھی ہی تھی بابا کہ آج کچھ سُنانی سنین گے۔ چلو اللہ نے بڑی خیر کی حُسن آرا کو میری طرف سے چھاتی سے لگاؤ اور کہدو کہ جو شریف زادہ تم کو پسند ہو اُسکے ساتھ نکاح کر دون گی۔ مگر پڑھا لکھا ہو۔ عالی خاندان ہو۔ دس آدمی اچھا کہین گو اِس بات پر اکثر آدمی ہم کو ہنسین گے۔ مگر تم سواے حُسن آرا کے اور کسی سے ذکر نہ کرنا۔

خاتون مہ لقا حسن آرا کی پیاری بہن سپہر آرا اپنی بوڑھی مان کے پاس سے آئی تو باچھین کھلی ہوئین ہنسی ضبط نہین ہو سکتی آنکھون سے خوشی برستی ہی کلیجہ گز بھر کا۔ گویا قارون کا خزانہ مل گیا۔ آتے ہی بڑی بہن سے چمٹ گئی اور کہا لو بہن مبارک۔ پیاری بہن مبارک ہو۔ لو اب تو منھ مانگی مراد پائی دل کی تمنا بر آئی۔ اب اُداس کیون بیٹھی ہو اچھی بہن ذری مسکرا دو میری خاطر سے دگلے سے چمٹ کر) مین صدقے نہ ہنسے تو ہماری بھتی کھائے ہمکو روئے آخر شش اب رنج کا ہے کا۔ اللہ سون وہ خوش خبری سناؤن کہ جی خوش ہو جائے۔

حسن آرا۔ ای ہی تو کچھ کہوگی بھی۔ یہان کیا جانے اسوقت کس غم مین بیٹھے ہین انھین دل لگیان سوجھتی ہین۔ یہ خوشی کا کون موقع ہی بہن۔ تم نے تو اور کلیجہ پیپ کر دیا۔

سپہر آرا۔ ای واہ۔ یون ہم بتا چکے۔ بلا مٹھائی لیے نہ بتائین گے بات یہ ہی کہ مین نے اماں جان کو جا کر سب مضمون سارا کا سارا سنا دیا وہ بھی اُداس ہو گئین اور کہنے لگین کہ دیکھا آج سویرے سویرے میری بائین آنکھ پھڑکتی تھی۔ سو یہ سنانی سننے مین آئی۔ تب تو مین نے کہا کہ اماں جان اسکو آپ سنانی سمجھتی ہین شکر نہین بھیجتین کہ لڑکی اتنی بڑی بلا سے بچی۔ نہین جانے کیا کچھ ہو جاتا۔ اللہ نے بڑی آبرو رکھ لی۔ ہی ہی غضب خدا آپ نے تو اندھے کنوئین مین لڑکی کو ڈھکیل دیا تھا۔ مگر خدا بڑا کارساز ہی۔ آپ تو آج گھی کے چراغ مسجد مین جلائین کہ بڑی آئی ہوئی ٹل گئی۔ کیا جانے کس کا دیا آڑے آیا۔ آف مین جب سوچتی ہون تو میرے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ سو بہن پیاری اماں یہ سنکر بولین کہ اب مین نے حسن آرا کو انکے فعل کا مختار کر دیا جس کے ساتھ جی چاہے شادی کرلین انکی پسند پر ہی مین اب دخل نہ دونگی۔ مگر شریف زادہ ہو اور عالی خاندان ہین نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اماں جان اپنے قول پر رہیئے گا۔ اُنھون نے چھوٹتے ہی میری اور تمھاری دونون کی قسم کھائی کہ اپنے اپنے نکاح کا تم کو اختیار ہی لیکن شریف زادہ ضرور ہو۔ خاندان کا نام نہ ڈبونا۔ پسند تمھاری منظوری ہماری۔ جسکو تم پسند کرو بشرطیکہ ہم بھی منظور کرین اُسی کے ساتھ نکاح ہو مگر باجی خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا کوئی مرد حسین تمھارے واسطے تجویز کرینگے۔

حسن آرا۔ (مسکرا کر) یہ کیون۔ حسن تو عورتون کے لیے زیبا ہی مردون کو اس سے کیا کام۔ ہان سخن سنج ہو۔ سخندان ہو۔ سخنور ہو۔ خاندان کا اچھا ہو۔ بد قطع چیچک رو کالا کلوٹا نہو۔ بس۔

سپہر آرا۔ بس بس مین نہین جانتی۔ آپ اتنا یاد رکھیے گا کہ جو دولھا بھائی کالے بھجنگا ہوے تو ہم سے نہ بنے گی۔ اللہ نے حسن کو بڑا رتبہ بخشا ہی۔ آدمی آدمی انتر۔ کوئی ہیرا کوئی کنکر۔ اور پھر تمھارا یہ چاند سا مکھڑا۔ کیا چاند مین گہن لگاؤ گی۔ لوگ نہ کہینگے کہ بی بی کا یہ حسن گلوسوز (سالی کا یہ نور عالم افروز) اور میان کالے بھجنگا ہفتے کا روز۔

حسن آرا۔ (ہنس کر) ای تو۔ سوت نہ کپاس کوری سے ٹھم ٹھا۔ خاطر جمع رکھو مجھے اس کا خود خیال ہی۔ مگر بات وہ کرنی چاہیئے کہ پاس پڑوس کی عورتین ہجولیان طعنے نہ دین۔ اتنے مین پیر بخش بڈھے نے آواز دی۔ بیٹا کہان ہو۔ مین بھی آون۔

سپہر آرا۔ آؤ آؤ تمھاری ہی تو کسر تھی۔ یون آؤ۔ آج سویرے سویرے کہان تھے۔ شام کو ہم بجرے پر ضرور رہا

کھائینگے مگر شرط یہ ہی کہ جو مطلع صاف رہا تو اور جو آج پھر گھٹا چھائی تو بندی نہ جانے کی دکانون پر ہاتھ رکھکر آجا شاہین نہ جانے کی کل تو بجرا ایسا ڈانوان ڈول ہوتا تھا کہ مین سمجھی اب ڈوبی اور اب ڈوبی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے تنکا بہا چلا جاتا ہی مین اُنکا مُنھ تاکتی تھی یہ میرا۔ اُف کلیجہ دھک دھک کرتا تھا اور پانی بلّیون اُچھلتا تھا۔

حُسن آرا۔ اُسوقت تو میری جان پر بن آئی تھی۔ بارے بخیر گذشت۔

پیر بخش۔ تم سے کچھ کہنا ہی بیٹا۔ دیکھو تم ہماری پوتیون سے بھی چھوٹی ہو تم دونون کو مین نے گودیون کھلایا ہی۔ اور تمھاری مان ہمارے سامنے بیاہ آئی ہین۔ تمھارے ابّا کو خدا بخشے اُن تک کو مین نے پالا تھا۔ مگر رہے نام اللہ کا۔ مین تو تمھارے دادا کے یہان داروغہ تھا۔ ملّاحی تو شوقیہ سیکھی کچھ میرا پیشہ تو ہے نہین۔ تم دونون کو مین اپنے فرزند سے زیادہ چاہتا ہون جو مین کہون اُسے کان دھر کے سُننا تمھارے بھلے کو کہتا ہون۔ سُنو تم اب سیانی ہوئین اب تمھاری شادی کی ہین فکر ہی پہلے تم سے مشورہ کر لون پھر بیگم صاحب سے عرض کرون یون تو کوئی لڑکی آج تک بن بیاہی رہی ہی نہین لیکن دولھا اُنھین لڑکیون کو اچھا ملتا ہی جو خوش قسمت ہین تمھاری مان کو پردے کا کچھ کچھ خیال ہے۔ ہان اور اُمور مین پُرانی ہی لکیر کی فقیر ہین۔ وہی دقیانوسی خیالات مگر یہ میرا ذمّہ کہ جس شریف کو تم پسند کرو۔ اُس کو وہ بھی منظور کر لین گی۔ اور تم بھی نام خدا سیانی اور فہیدہ ہو تمھاری پسند کچھ ایسی ویسی تھوڑا ہی ہو گی۔ آج کل یہان ایک جوان نوخیز وارد ہوے ہین۔ صورت شہزادون کی سی۔ سیرت فرشتون کی سی۔ وضع بھلے مانسون کی سی مگر بانکپن لیے ہوے۔ حُسن کا یہ عالم کہ انسان گھنٹون گھورا کرے۔ بدن چھریرا مگر کسیلا۔ مسین بھیگتی ہین۔ ڈاڑھی مُونچھ کا نام نہین۔ ابھی اُٹھتی جوانی ہے اور طبیعت وہ نور کی پائی ہے کہ اہو ہو ہو۔ شعر گوئی مین برق۔ بول چال روز مرّہ اُن کا حصّہ ہی۔ علم و فضل مین یکتا۔ خوشنویسی مین دوسرے یاقوت رقم خان۔ تصویر ایسی کھینچین کہ نقل کو اصل کر دکھائین بانک پٹے کشتی بنوٹ مین نظر نہین رکھتے۔ نثر نثرہ نثار۔ شعر شعری شعار۔ غرض کہ اسقدر اوصاف حمیدہ جناب باری نے اُس جوان نوخیز کی رگ رگ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہین کہ شاید ایک متنفس مین تو اتنے اوصاف نہ ہون گے عالی خاندانی چہرے سے برستی ہے۔ خدا ایسا کرتا کہ حُسن آرا کے ساتھ اُن کا نکاح ہوتا تو خوب بات تھی۔ تم دیکھ لو جو تم کو پسند ہو تو تمھاری مان سے ذکر کرون نہین تو کمکر بات گنوانے سے فائدہ۔ا۔ ہان خوب یاد آیا یہ وہی جوان ہے جو بجرے کے ساتھ تم کو دیکھتا ہوا باغ مین جا رہا تھا۔ سمجھین۔ یاد آیا۔

حُسن آرا۔ (آنکھین نیچی کر کے) وہان تو بہت سے آدمی تھے۔ کیا جانے کس کو کہتے ہو۔ چلو خیر۔ بے دیکھے کوئی کیا کہے۔

سپہر آرا۔ مطلب یہ کہ دکھا دو۔ بھلا دیکھین تو ہین کیسے آپ نے تو تعریف کے پُل ہی باندھ دیے۔ خوبصورت اور تربیت یافتہ اور عالی خاندان اور کم سن ہون اور چاہے کوئی صفت ہو یا نہ ہو تو چشم ما روشن ورنہ بخیر۔

پیر بخش۔ بابا جب دیکھو گی تو خدا کا شکریہ ادا کرو گی کہ ایسی پیاری پیاری صورت دکھائی ایسے جوان ہم نے تو آجتک کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ وہ نور ہی کہ نظر نہیں ٹھہرتی۔ نظر کا پانون پھسلا جاتا ہی اور تربیت یافتگی تو انکی تقریر ہی سے ظاہر ہی قسم ہے خدا کی جو بات کرے ریجھ جائے اور ابھی مسین بھیگتی ہین۔ ابھی سن ان کا کیا ہی۔ حسن آرا کا اگر ان کے ساتھ نکاح ہو تو ان کی خوش نصیبی۔ ہم تو تم کو اپنی لڑکیان سمجھتے ہین۔ تمھارے باپ ہم کو دادا کہا کرتے تھے۔ تمھارے دادا البتہ ہمارے ہم سن تھے۔

سپہر آرا۔ یہ تو تم تب کہو جب کوئی تمھارا کہنا نہ مانے۔ اچھا پھر انکو کب دکھاؤ گے اور وہ یہان آنے کیون لگے بھلا۔ ہم کسی کے مکان پر جایا نہ چاہین۔ چلو بس دیکھ چکے تائین تائین فش۔

حسن آرا۔ ہم بتائین جب ہم بجرون پر ہوا کھانے چلین تو وہ بھی کسی ترکیب سے وہان ہون۔ بجرے پر تو ہم آنے نہ دینگے مگر وہ کنارے پر کھڑے رہین ہم انکو بخوبی دیکھ لینگے تو ان سے کہین اور پھر انکو مکان پر بلوائین اور باتون باتون مین ان کا امتحان لین دیکھین تو پڑھے کتنا ہین جو اچھی تعلیم نہ پائی ہو گی تو ہماری نظرون سے گر جائین گے۔ جو میان اور بیوی دونون تعلیم یافتہ ہون تو خوب ہی مزے سے کٹے مین نے تو دل مین ٹھان لی ہی کہ تو عمر بھر بن بیاہی رہونگی یا اگر شادی کرونگی تو کسی ایسے کے ساتھ جو زیور علم وفضل سے متجلی ہو اور حسین بھی ضرور ہو۔ وہ میان کیا جو الف کے نام بے نہ جانتے ہون جنکو مین خود برسون پڑھانے کا دم بھر دن مجھے تو مر جانے کے برابر ہی کہ میان بالکل جاہل گنوار ہین اور ایک مجھ کیا فرض ہی جو پڑھی لکھی ہو گی وہ پڑھے لکھے ہی کو چاہے گی۔ ہان مورکھ عورتین چاہے اسکی فکر نہ کرین۔ مگر ہمین تو شاق گذرے لطف ہی کہ میان کتاب پڑھ رہے ہین بیوی مزے مزے سے سن رہی ہین بیوی نے پڑھا کبھی میان کو سنایا۔ کبھی اخلاق کی بحث ہو رہی ہے کبھی شعر شاعری کا چرچا ہی۔ کبھی کوئی دلچسپ قصہ پڑھ رہے ہین۔ مذاق کی باتون پر میان بیوی دونون کے دونون کھلکھلا کر ہنس پڑے ہین۔ یہ انکو صلاح نیک دین وہ انکو مشورہ دین۔ ان پڑھ لاکھ ذکی ہو پھر جاہل ہی۔ عورت جبتک خواندہ نہین کوئی صلاح معقول نہین دے سکتی۔ وہ تو ہزار باتون کی ایک بات کہدے گی کہ ہین مورکھ جاہل یہ باتین کیا جانون بھلا میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ بن پڑھی بیوی سے تربیت یافتہ خوش کیونکر رہتے ہین۔ مگر ہان انکو یہ ڈھارس ضرور ہوتی ہو گی کہ کرین کیا۔ تمام ہندوستان مین اگر مشعل لے کر ڈھونڈھین تو بھی خواندہ اور تربیت یافتہ عورتین شاید دو ہی چار ملینگی ہم نے دو ہی چار کا نام سنا ہی۔ ایک راما بائی۔ دوسری چندر مکھی۔ اور دو چار ہونگی باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

حسن آرا یہ گفتگو کر ہی چکی تھین کہ پیر مرد نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی ابھی آتا ہون۔ اور خدا نے چاہا تو آج ہی سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ اب دیر اچھی نہین۔ کسی تدبیر سے مین تمکو دکھا دیتا ہون۔ انسے رخصت ہو کر پیر مرد باہر گئے اور انتظار مین کھڑے ٹہل رہے تھے کہ میان آزاد اب آئین اور اب آئین۔

اور انکی کیفیت سنیے کہ ظراف کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے جھان جھان چلے آتے ہین۔ چو طرفہ اودی گھٹائین اور ٹھنڈی ہوائین۔ ہر سمت بہار اور لالہ زار اور طرف چمن غالیہ بار اور میدان بھر مین میان آزاد۔ اور ان کے یار میٹھی میٹھی باتین

ہوتی جاتی تھین۔

ظرافؔ۔ اب گھبراہٹ کیا ہو میان۔ اب تو کوے دلدار سامنے ہی۔

آزاد۔ سنا نہین۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

ایک ایک قدم اسوقت ایک ایک منزل ہی چلنا دوبھر ہوگیا بس یہی شوق ہی کہ پر لگالیتا اور اُڑ جاتا۔ اور پھدک کر اُس ایوان کیوان نشان پر ہو رہتا۔ جو اسوقت دھوپ نکل آئے تو موت ہی کا سامنا ہو۔

ظرافؔ۔ یار تمھاری وحشت سے ہم بہت ہی گھبراتے ہین مگر واسطے خدا کے وہان وحشت کی نہ لینا۔ ورنہ کی کرائی محنت سب خاک مین ملجائے گی۔ وہ آدمیت کے زمرے سے خارج نہ ہو جایئے گا۔

اتنے مین سامنے سے آٹھ دس گدھے آرہے تھے اور گدھے والا تڑاتڑ کوڑے اُن سب پر پھٹکار رہا تھا میان آزاد نے کہا کیون بھئی آخر ان گدھون نے تمھارا کیا بگاڑا ہی جو پیٹتے جاتے ہو۔ راہ راہ بیچارے جاتے ہین اور تو خواہ مخواہ اُن کو اس بیرحمی سے ٹھونکتا جاتا ہی آخر کچھ خدا کا بھی خوف ہی یا نہین۔ گدھے والے نے اسکا تو کچھ جواب نہ دیا اور گدھے ایک اور جمائی تب تو میان آزاد آگ ہو گئے اور اُنھون نے بڑھکر ایک ڈنڈا جمایا اور پھر دوسرا دیا اور پھر تیسرا اور لے گا نامعقول۔ ابے آخر تیرے نزدیک ان مین جان ہی نہین ہی اگر یہ چلتے تو ہم کہتے کہ بھئی خیر یون بھی سہی۔ خاصے جا رہے ہین کھٹا کھٹ اور آپ پیٹے رہے ہین۔

ظرافؔ۔ بس اسی کو تو وحشت کہتے ہین۔ کوئی پوچھے آپ کون آخر۔ آپ کو کسی فعل سے کیا واسطہ۔ آپ کوئی قاضی ہین کوتوال ہین مفتی ہین۔ اُسکے گدھے ہین وہ جو چاہتا ہے کرتا ہی آپ بیچ مین بولنے والے کون۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو کہنے لگے گدھون کو کیون پیٹا۔ اُس نے خوب کیا آپ بولنے والے کون۔

آزاد۔ بھئی پھر جو ہو ہم سے تو یہ نہین دیکھا جاتا کہ کسی بے زبان زیردست کو کوئی ظالم زبردست دق کرے اور ہم ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مضمون پر عمل کرین۔

کوئی دس ہی قدم آگے بڑھے ہونگے کہ دیکھا ایک چڑیمار جنگل سے لاسا لپیٹے ہوئے لگائے جانورون کے فریب دینے کو ٹٹی پر پتے جمائے جال لٹکاتے ہوے جانورون کو پکڑتا پھرتا تھا ایک دفعہ ہی ایک طوطا پھنسا تو چڑیمار نے حسب معمول بڑی بیدردی سے اُسکو جھولے مین ڈالا۔ میان آزاد آگ بھبوکا ہو گئے۔ اور غل مچا کر للکارا کہ او چڑیمار چھوڑ دے اس طوطے کو ابھی چھوڑ ابھی ابھی چھوڑ چھوڑ تا ہی یا مین آؤن چڑیمار ہکا بکا۔ کہ یا الٰہی مین کرون تو کیا کرون۔ یہ تو عجب وحشی آئے۔ اُسنے کہا صاحب یہ تو ہمارا پیشہ ہی آخر اُسکو چھوڑ دین تو کرین پھر کیا۔ آپ بولے کہ بھیک مانگ مزدوری کر۔ مگر یہ چھوڑ دے۔ تب تو میان ظرافؔ اور بھی بگڑے۔ لاحول ولا قوہ۔ آخر آپ کوئی خدائی فوجدار ہین۔ آپ ہین کون سُنیے وہان اُس گدھے والے سے لڑ پڑے۔ یہان چڑیمار کی شامت آئی۔ ایسا تو مزاج ہم نے کسی کا دیکھا ہی نہین آج تک جس سے دیکھو لڑنے پر آمادہ خم ٹھونک کے کُشتی کے لیے موجود۔ میان آزاد نے جھپٹ کر جھولا دولا کمپا ونپا جال وال سب چھین چھان لیا اور جھولے کو جو کھولا تو جانور سب پھرّ سے اُڑ گئے۔ ایک مشرق

دوسرا مغرب۔ تیسرا شمال۔ چوتھا جنوب کی سمت پھُر پھُر۔ جانوروں نے جو قید سے آزادی پائی تو جنگل کی خوب ہوا کھائی مگر چڑیمار کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا کہ اتنی دیر دوڑ دھوپ کرکے چند جانور ملے تھے وہ یوں گئے۔ میاں آزاد کو صرف اِتنے ہی پر قناعت کہاں۔ پِنجے کو کھٹ سے کاٹ کوٹ کے پھینکا۔ جال کو بھی نُوچ نلچ کے برابر کیا چڑیمار قہر درویش بر جان درویش۔ کہکر چُپ ہو رہا۔ لیکن میاں ظرّاف کا چہرہ مارے غُصّے کے سُرخ۔ آزاد نے جیب سے نکال کر دس روپے چڑیمار کو دیے اور بڑی دیر تک فہمائیش کی۔

آزاد۔ کیوں قبلہ اب تو منزل مقصود قریب ہی۔

ظرّاف۔ قریب دریب مین نہین جانتا۔ آپ کا دماغ صحیح نہین ہی ہماری تو یہی رائے ہی کہ آپ کسی طبیب حاذق سے رجوع لائین۔

آزاد۔ بھائی تم سمجھتے ہی نہین کہ میرا اصل مطلب کیا ہی۔

ظرّاف۔ بس قبلہ اپنا مطلب آپ رہنے دیجیے۔ سلام۔

آزاد۔ سُنیے تو سُنیے تو کہاں چلے کہاں۔ خدا کا واسطہ جو آگے بڑھے۔

ظرّاف۔ آپ کو شاید جو اور کھٹکا ہو تو مطمئن رہیے گا۔

آزاد۔ اجی لاحول ولا قوۃ۔ ؎

قرار در کف آزادگان نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

لے اب غُصّے کو تھوک دیجیے اور چلئے ہمارے ساتھ۔

ظرّاف۔ اب تو راستے مین نہ لڑ پڑیے گا

آزاد۔ کیا مجال۔

الغرض میاں آزاد اور ظرّاف چلے۔ چلے تو دیکھتے کیا ہین کہ راہ مین ایک گاڑیبان بیل کی دُم اینٹھ رہا ہی۔ آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک دفعہ ہی للکارا کہ او گاڑیبان خبردار جو آج سے بیل کی دُم اینٹھی ظرّاف نے غُل مچایا کہ کیوں صاحب پھر وہی کیوں صاحب اتنی جلد قول و قرار بھُول گئے۔ یہاں میاں آزاد چُپ چاپ چلنے لگے۔ تھوڑی دیر مین دونوں اُس ایوان کے قریب پہونچے۔

یہ نرالا امتحان ہی

دلدادۂ جمال جانانہ میاں آزاد موزون ترانہ اپنے شفیق رفیق اور خلیل بالتحقیق میاں ظرّاف کے ساتھ اُس ایوان سعادت توامان کے قریب چمان چمان اور خرامان خرامان جانے لگے تو کیا دیکھتے ہین کہ ملّاح ملیح یعنی وہی پیر مرد وجیہ پھُونک پھُونک کر قدم رکھتا ہوا سامنے سے آرہا ہی۔

آزاد۔ السّلام علیکم۔

پیر مرد۔ علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ظرّاف۔ مزاج اقدس حضور کا۔

آزاد۔ مزاج معلّیٰ۔

پیر مرد۔ آپ اپنے مزاج کی کیفیت فرمایئے میرا مزاج تو آج اوج عیوق پر ہی۔

آزاد۔ ہاں تو پھر ہمارا دماغ بھی عالم بالا کی سیر کر رہا ہی۔ بے پر کی آج اُڑا رہا ہی۔ آپ کے چہرے سے خوشی برستی ہی۔ ؎

مرحبا طائر فرّخ پے دفر خندہ پیام
خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام

ظرّاف۔ راہ تو وہ نکالی ہی کہ ہم آپ کے لیے خضر ہو گئے اور یار خواب ناز مین ہی۔

آزاد — توبجواب ناز بودی و من از رقیب پنہان
کفِ پا تو بوسہ دادم رفقا شنیدہ باشی

ظرّاف۔ درست تو رقیب بندہ ہوا۔

آزاد۔ کہیے پھر کچھ کہیے تو مژدہ سُنانے مین اتنی دیر۔

پیر مرد۔ آیئے غریب خانہ تک قدمرنجہ فرمایئے۔ وہ سامنے کلبۂ احزان ہی چل کر بآرام تمام تشریف رکھیے اور داستان سُنیے۔ فتح ہی فتح۔

آزاد ع۔ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ؎۔

خانۂ احسان آباد۔

پیر مرد۔ اے حضرت یون تشریف رکھیے۔ میان ظرّاف صاحب میری خاطر سے آپ ہی یون آیئے۔ یارو مجھ بوڑھے کا اتنا تو کہنا مانو خیر صاحب۔ ع۔ صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست ؎ سُنیئے بندہ آج صبح کو اُن دونون کے پاس گیا۔ اور آپ کی اسدرجہ تعریف کی کہ پُل باندھ دیے۔ اور پھر آپ جانیئے بندہ گو عالم نہین۔ فاضل نہین۔ منشی نہین۔ مولوی نہین لیکن آخر علما اور فُضلا اور کُملا اور شُعرا کی آنکھین تو دیکھی ہین بڑے بڑے نکتہ پردازون اور جادو طرازون کی صحبت مین باریاب رہا ہون اس لسانی اور لفاظی سے تقریر کی کہ اب آپ کے جمال باکمال دیکھنے کو نعل در آتش ہین۔ کئی بار کہہ چکین کہ صورت تو دکھا دو۔ لو حضرت معاملہ تو سب لیس ہے۔ ذرا کسر نہین۔ لیکن بڑی بڑی بخ ہے۔ وہ آپ کا امتحان لینگی۔ سوالات کے جوابات آپ کو دینے ہونگے ہان یہ بڑی سخت شرط ہے دونون کی دونون پر کالۂ آتش ہین۔ ایسا نہو کہ وہ کچھ پوچھ بیٹھین اور آپ بغلین جھانکنے لگین یہ البتہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے جو رائے ہو اُس سے اطلاع دیجیے۔ خدا کی قسم اُنھون نے قسم کھائی ہے کہ جاہل مورکھ ان پڑھ کے ساتھ نکاح نکرینگے نکرینگے ہرگز نہ کرینگے آپ سوچ سمجھ لیجیے۔

آزاد — اے خدا قربان احسانت شوم
این چہ احسان ست قربانت شوم

واللہ مُنھ مانگی مراد پائی۔ جو تمنّائے دلی تھی وہ برآئی۔ ایک نہین ہزار بار امتحان لین تو کیا پروا ہے۔ کچھ مضائقہ نہین۔ ہمین بھی آپ کوئی گُوکھا سمجھے ہین کیا۔ ہم تو لاکھون مین امتحان دین ہمین منظور ہے۔ بسم اللہ جو چاہے جو امتحان لے اور اگر وہ خود امتحان لین تو واللہ روح خوش ہو جائے۔ ازین چہ بہتر ہمارے جوہر تو کسی طرح اُنپر کھلین منطق مین فقہ مین ادب مین فلاسفہ مین ریاضی مین ہیأت مین نظم مین نثر مین جس مین چاہین امتحان لین بھئی جو نکل جاؤن تو آزاد نہین۔ عمر بھر آخر کیا کیا کیے۔

ظرّاف۔ بھائی امتحان کا نام بُرا۔ شاید رہ گئے تو پھر۔

آزاد۔ پھر آپ کا سر۔ رہ جانے کی ایک ہی کہی۔ اور امتحان کے نام سے آپ جیسے گوکھون کی روح فنا ہوتی ہے یا ہماری۔ خیر آپ چُپ چاپ بیٹھے رہین ہم اپنے سمجھ لینگے۔

پیر مرد۔ مین جاکر کہدون کہ وہ آئے ہین بسم اللہ امتحان لیجیے۔ اُنھین بسر و چشم منظور ہے۔ لیکن اُنھون نے ہم سے کہا تھا کہ ہم بجرے پر سوار ہون اور اُسوقت اُنسے آنکھین چار ہون مگر شرط یہ کر دی ہے کہ چاہے بدلی ہو لیکن مینھ نہ برستا ہو اور ہوا بہت تیز نہو۔ سو اسوقت بدلی بھی چو طرفہ چھائی ہوئی ہے اور ہوا تو اِس زنّاٹے سے چلتی ہے کہ دُبلا پتلا آدمی شاید پتّا نے لگے اچھا آپ بیٹھین مین آتا ہون۔

کہین (تو چل مین آتا ہون) کے مطابق ہے

عملدر آمد نہ کیجیے گا۔

الغرض پیر مرد رخصت ہو کر اور اجازت لے کر محل مین گئے

حسن آرا۔ کہیے آپ کیا خبر لائے۔ کچھ خوش خوش آرہے ہو۔

پیر مرد۔ وہ آئے ہین امتحان کا نام سُنتے ہی باچھین کھل گئین۔ کہیے تو بلا لاؤن بیٹی دیکھتے ہی جی نہ خوش ہو جائے تو سہی۔

سپہر آرا۔ نامحرم کا کھٹ سے گھر مین چلا آنا کیسا پہلے اُنسے کہیے کہ چلیے باغ کی سیر کرین۔ روشون مین اُنکو لے کر ٹہلیے ہم جھروکون سے دیکھین تو سہی۔ یہ نہین کہ ایرا غیرا بچلکیان جو آیا داخل۔ واہ۔

حسن آرا۔ ہان کہتی تو سچ ہو ابھی بے موقع ہے۔

پیر مرد باہر گئے اور کہا کہ ابھی آرام مین ہین آیئے تب تک ہم آپ مل کر گلگشت چمن کرین۔ دیکھیے تو باغ مین کیا فضا ہے اور روشون مین سُرخی پر قیامت کا جوبن ہے چلیے چلو باغ مین ٹہلین۔ اِدھر میان آزاد اور میان ظرّاف اور پیر مرد باغ کی روشون مین ٹہلنے لگے اور اُدھر جھروکون سے اُن دونون زہرہ جبین نازنین رشک قمر پری پیکر خاتونون نے دزدیدہ نگاہ سے دیکھنا شروع کیا۔ میان آزاد مہر طلعت مہ لقا سبزہ آغاز شوخ و طنّاز حسین و مہ جبین اونچی بنے ہوئے باغ مین ٹہل رہے تھے۔ دیکھتے ہی پھڑک گئین۔ بڑی بہن نے تو ضبط کیا مگر چھٹکی سے نہ رہا گیا۔

سپہر آرا۔ اہو ہو ہو۔ کیا رنگیلا چھیل چھبیلا جوان ہے۔ کیا نورانی صورت ہے بہن یہ تو تمھارے ہی لائق ہین۔ اللہ نے یہ جوڑی اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ میری اچھی باجی جان ہماری خاطر سے اُنکے ساتھ بیاہ کر لو مین صدقے گئی مان لو

حسن آرا۔ اے واہ کیسی نادان ہو بھلا شادی بیاہ بھی کہین کسی کی خاطر سے ہوا کرتے ہین۔ یہ دل کا سودا ہے۔ ہم بے سمجھے بوجھے دل سی پیاری چیز کسی کو نہ دینگے دِکھلا کر اور پھر ایسی ہی تم گرویدہ ہو تو تم ہی سہی۔

سپہر آرا۔ (گردن نیچی کر کے) بڑی بہن ہو کیا کہون۔

اُدھر وہ سب سبزہ و لالہ و گل و سُنبل کے جوبن لوٹتے تھے اور وہ دونون گلبدن سیمتن دزدیدہ نگاہ میان آزاد پر ڈالتی تھین کہ ایک دفعہ ہی دو سوار سُبک خیز اور بلا کے تیز گھوڑون پر سوار عجب بانکی ادا سے آن موجود ہوئے اُنھون نے میان آزاد کو اور میان آزاد نے اُنکو تیکھی چتون سے دیکھا۔

آزاد۔ (پیر مرد سے) یہ تو اچھے رقیب پیدا ہو گئے بغلی گھونسا اِنکو کسی ترکیب سے ٹال دیجیے۔

پیر مرد۔ یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ ان دونون کے مُنہ سے تو انگارے برستے ہین فوجی آدمی ہاری مانتے ہین نہ جیتی۔ مگر ہین رئیس زادے یہ بھی اور فوج کے افسر ہین۔ آپ اونچی بنے ہوئے ہین۔ آپ کی تلوار ہر دم میان سے دو اُنگل باہر رہتی ہے آج خون ہوتا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ اگر ایک بھی حلیم مزاج ہو تو بات بن جائے اور جو دونون کے دونون مغرور المزاج ہوے تو پھر وہی شعر صادق آتا ہے۔ ؎

وگر در ہر دو جانب جاہلانند
اگر زنجیر باشد بگسلانند

ایک کام کیجیے آپ کا اور اُنکا سب کا امتحان لیا جائے۔ جو اول رہے اُسی کے نام کی فتح۔ سچ کہیے گا کیا فیصلہ کیا ہے۔

آزاد۔ منظور۔

پیر مرد نے محل مین جا کر حسن آرا اور سپہر آرا سے کہا کہ وہ دونون گبھرو جوان بھی سامنے گھوڑون پر سوار کھڑے ہین۔ میان آزاد

انکو اور وہ انکو قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگے تو مین نے یون فیصلہ کیا کہ تم سب کا امتحان لیا جائے۔ دیکھین کسکا ستارہ چمکتا ہے قسمت آزمائی ہی۔ اُنھون نے میرے اس مشورے کو پسند کیا مگر سپہر آرا سوچ کر بولی نہین بہن۔ آزاد ہی کے ساتھ بیاہ رچے تو کیا بات ہی۔ خیر۔ پیر مرد خوش خوش باہر گئے اور اُن دونون جوانان روئین تن سے یون گفتگو کی۔

پیر مرد۔ اترو بھیا گھوڑون کو سائیس کے سپرد کر دو آؤ بیٹھو۔ الا اللہ کہکر وہ دونون دھم سے اتر پڑے تو پیر مرد نے کہا سُنو بھائی ان دونون مہ وشان جاہ و جلال پر اگر آپ کا دل آیا ہی تو ہم ایک سہل سی تدبیر بتا دین یہ بے سمجھے بوجھے بیاہ نکرینگی۔ اتنا سُننا تھا کہ ایک کڑک کر بولا کیا کہا۔ دوسرے نے کہا داغ دے دھوان اُس پار ہو۔ پیر مرد کے ہوش پران کہ بُرے پھنسے آہستہ سے کہا کہ وہ امتحان لینے کو کہتی ہین۔ امتحان چہ معنی دارد سٹھیا گیا ہی بڈھے کیا۔ ارے صاحب۔ ارے ترے کہان کی نکالی نامعقول۔ اجی حضور وہ علم وفضل مین امتحان لینگی۔ کیا ؟ علم وفضل ہم کیا کچھ مکتب خانے کے لونڈے ہین۔ ہمارا علم ہماری تلوار دسٹراپ سے میان کے باہر نکال کر یہ چمکتی دمکتی تلوار دوسرے کی تلوار تڑسے میان کے باہر تھی) اب پیر مرد کھٹکا لگا کہ بات کرتے ہی تلوارین اُگل پڑین۔ خدا ہی خیر کرے بھئی اچھے اچھلون سے سابقہ پڑا ہی۔ بولے کہ آپ امتحان دینگے یا نہ دینگے ایک نے کہا دینگے دوسرے نے کہا پہلے تیرا سر کاٹ لینگے تب تو پیر مرد بھی کسیقدر تیز ہوئے۔ بس میان بس۔ بہت بانکپن کی نہ لو میرے بوتے کے برابر ہو اور مجھی کو للکارتے ہو اور تلوار دکھاتے ہو بڈھون کے منھ لگتے ہو دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر توبہ توبہ بانکپن کے یہ معنی نہین کہ بڈھون پر تیز ہو۔ میان گھر مین دانت نہ بیٹھے

مین آنت ہم تو اب حلوا کھانے کے کام کے ہین۔ لڑنے بھڑنے کا زمانہ اب کہان رہا۔ ایک جوان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ معاف کیجئے گا۔ دوسرے نے قدمون پر ٹوپی رکھی کہ قصور ہوا۔ خیر اب اصل حال اور گل داستان کا لب لُباب سُنیے۔ کہ حسن آرا سپہر آرا سولہ سنگار کر کے ایک پُر تکلف کمرے مین جلوہ گر ہوئین اور میان آزاد کو وہان بُلوایا۔ یہ مژدۂ روح افزا سُنتے ہی میان آزاد کے رُخسار تابان پر فرط طرب سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے قدم بڑھاتے ہوئے کمرے مین پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ کمرا دلھن کی طرح سجا ہوا ہی مشک وعنبر کی جو طرفہ خوشبو آتی ہی۔ جو شے ہے بے بہا۔ جو چیز ہی دلربا۔ فرش مُکلف کرسیان رنگین در ودیوار غیرت آگین۔ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

سامنے جو نظر کرتے ہین تو ایک زرنگار اور پُر بہار پردہ پڑا ہی اور وہ دونون خواتین ملائک نظر فریب مہ لقا اور جادو نگاہ و رنگین ادا متمکن ہین مگر پردہ حائل۔ نور نظر سے غائب تب تو میان آزاد بے اختیار بلحن داؤدی کہ اُٹھے۔ ؎

بازار خویش و آتش ماتیز می کنی	دیدار می نمائی و پرہیز می کنی

طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

حسن آرا۔ مزاج شریف۔

آزاد ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد
رویت ہمہ سال لالہ گون باد

حسن آرا۔ یا الٰہی دیوان کے دیوان نوک زبان ہین ہین۔ مین مزاج شریف پوچھتی تھی۔

آزاد ؎ خجالت آفتاب ہر نظر باد
زخوبی روے خوبت خوبتر باد

سپہر آرا۔ کوئی فی البدیہہ شعر سنائیے۔

آزاد ؎ کے شعر ترانگیز د خاطر کہ حزین باشد
یک نقطہ دریں معنی گفتیم ذہین باشد

حضرت اب تاب گفتگو نہین روح پر صدمہ ہی واسطے خدا کے ہمارا اور رقیب روسیہ کا امتحان لیجیے۔

الغرض پیر مرد اُن دونون جوانان طنّاز و سراپا انداز کو بھی لے آئے اور امتحان شروع ہوا۔

حُسن آرا۔ اس مصرعہ کا دوسرا مصرعہ فرمایئے۔ مگر مطلع ہو ؎ مصرع

شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما

جوان ؎ شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما
پُر شدہ از جوہرِ دل جام ما

آزاد۔ الغلط شراب کو فصحاے نکتہ پرور۔ اور شعراے ذی ہنر نے جوہر روح باندھا ہی۔ جوہر دل نیا محاورہ ہی۔ لسان الغیب حافظ شیراز کا شعر ہی ؎

بدہ ساقی آن جوہر روح را | دواے دل ریش مجروح را

دیکھو مصرع یون لگاتے ہین ؎

شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

حُسن آرا۔ بارک اللہ۔ ایک بوڑھا اپنی نئی شادی کرنے کی ٹھانے مگر لڑکی چھوٹی ہو سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین بیاہ قرار پایا مادہ تاریخ تو اسوقت موزون کیجیے۔

آزاد۔ پیر نابالغ۔ [۱۲۹۶ھ ?]

سپہر آرا۔ دیکھون پیر کے دو اور دس بارہ اور دو سو۔

دو سو بارہ ہوے۔ اور نا کے پچاس اور ایک اکیاون اکیاون اور دو سو بارہ کتنے ہوے دو سو تریسٹھ۔ اور با کے تین۔ دو سو چھیاسٹھ اور لغ کے تیس اور ہزار ایک ہزار تیس اور دو سو چھیاسٹھ بارہ سو چھیانوے ہوے۔

حُسن آرا۔ واہ۔ واہ واہ سبحان اللہ کیا موزون طبیعت پائی ہی چشم بددور کیا ذہن کی رسائی ہی کیا برجستہ تاریخ فرمائی ہی۔ وہ دونون جوان سخت شرمائے اور گو بڑے کرارے اور طاقت اور فنون سپہ گری مین طاق تھے مگر آزاد پر نظر ڈالی تو انکے حُسن اور کس بل اور قد و قامت اور رعنائی کے مقابل مین جھینپ کے چلدیے۔ ؎

بیا ساقی کہ فتح ماست امروز | شکست توبہ ہا برخاست امروز
بیا ساقی کہ خلوت خانۂ ما | منور گشت از جانانۂ ما
بدہ جام مے از میخانۂ عشق | کہ بیخود سر کنم افسانۂ عشق

اب میان آزاد [?] افلاک الافلاک پر چھلانگ لگا کر لامکان کے پار ہو گئے اور کیون نہو۔ ایک مہ پارہ شوخ و شنگ رو کش پری رخان فرنگ سے دوچار ہو گئے۔ ادھر آزاد شیفتہ و دیوانۂ شمع رخسار آتشین پر پروانہ ادھر پری خانہ اور جان جانانہ۔ ایک دفعہ ہی بادہ بہاری نے اُس پردۂ زرنگاری کو جو اُٹھایا۔ تو نور کا بُکّا نظر آیا حُسن آرا بحجاب۔ سپہر آرا برافگندہ نقاب۔ دونون نکھری ہوئین۔ زلفین بکھری ہوئی۔ پردے کا گرنا اور نامحرم پر نظر پڑنا ہی تھا کہ وہ دونون اناالبرق کہتی طرارہ بھر کے بدن کو چھپاتی ہوئی وہ ہو رہین۔ اُسوقت اُن دونون کا بیتابانہ پھرتی کے ساتھ۔ اُچھلنا اور بجلی کی طرح چمکنا میان آزاد کی آنکھون مین کھُب گیا سپہر آرا کی تو رگ رگ مین شوخی بھری تھی وہ تو دم کے دم مین چمک دمک کر ایک ہی ذقند مین نظر سے اوجھل ہو گئی مگر حُسن آرا اسیقدر

نستعلیق تھین عمداً ذرا لڑکھڑانے لگین اُس بت طناز کو میان آزاد خانہ برانداز نے نظر بھر کر دیکھ لیا۔ ؎

نگارین دختری بر دوش زہرہ ہوش | چہ دختر از قیامت دوش بر دوش
نہان در گیسوا د لیلۃ القدر | عیان از جبہۂ او مطلع الفجر
غزال چشم تکلیف رم ہوش | نگاہ مست صد میخانہ در جوش
دراز از زلف او عمر تسلسل | عیان از پیچ و تابش مرگ سنبل
بعش با آب حیوان در تکلم | نمودہ عرض جان ہا در تبسم
حنائی پنجہ اش خورشید دلہا | ہلال ناخنش صید تماشا

سپہر آرا۔ اس ہوا کو آگ لگے۔ اسیر ٹھٹکی پڑ بجائے۔

آزاد۔ اب تو آپ ہوا سے بھی لڑنے لگین۔ خدا ہی خیر کرے۔

حسن آرا۔ جی ہان آپ تو کہیے ہی گا آپ اُسکی ہوا خواہی کا دم نہ بھرینگے تو کون بھریگا۔ پردہ اُٹھا دیا نہ۔

آزاد۔ ہوا نے در پردہ فہمایش کی کہ بھلے مانسون سے بھلے مانسون کو پردہ کیسا۔ ؎

کسکا حجاب کیسی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھائیے

حسن آرا۔ ماشاء اللہ ابھی شاید کلیجے مین ٹھنڈک نہین پڑی بے نقاب تو دیکھ لیا اب اور کیا چاہتے ہو۔ بندہ پرور کچھ تو قناعت چاہیئے۔

آزاد۔ ؎ قانع بہ تجلی نشود شائق دیدار
پروانہ بہ مہتاب تسلّی نہ توان کرد

حسن آرا۔ صاحب سنیئے یہ دل کا سودا ہے دل لگی نہین ہے تعجیل کار شیطان ہے۔

آزاد۔ ؏ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؂

ملاح۔ سنو بھئی آزاد ایسی جلد بازی ہمین پسند نہین۔ ذرا التاخیر من الرحمن والتعجیل من الشیطان کے مفہوم پر بھی نظر ڈالنے۔ اپنی امّان جان سے تو پوچھ لین۔ یہ بھی کیا کوئی گڑیا گڈون کا بیاہ ہے۔

آزاد۔ ؎ منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمے بحال غریب دیار خود پرواز

سپہر آرا۔ (قہقہہ لگا کر) سائین اس وقت پھر مانگیے۔ ہاتھ خالی نہین ہے۔

غرور حسن اجازت مگر نہ داد اے گل
کہ پرسشے نکنی عندلیب شیدا را

ملاح۔ آپ کا عشق اب دائرۂ اعتدال سے قدم باہر نکالنے لگا۔

آزاد۔ ؎ فاش می گویم و از گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہان آزادم

ملاح۔ آج تو آپ جائین کل تشریف لائین۔ معاملہ سب ٹھیک ہے لیکن ذرا انکی بوڑھی ماں کو بھی تو اطلاع دے دین کل اُنکے سامنے ذرا خوب مولویانہ تقریر کیجیے گا اور ایک بات اور دیکھیے تیمور لنگ ہی سے اپنا شجرہ ملائیے گا۔

آزاد۔ واہ یہ بھرے کسی اپنیلے کو دیجیے۔ بندہ لنگڑے لولون کا پوتا نہ بنے گا۔ مگر پدرم سلطان بود ضرور کہونگا۔ اب بندہ رخصت ہوتا ہے لیکن خدا کی قسم عمر بھر شکایت رہے گی کہ منہ دکھاتے ہی نظر پھیر لی۔ ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

رخصت۔

سپہر آرا۔ امام ضامن کو سونپا۔

حسن آرا۔ فی امان اللہ۔

ظرافت فرخ نہاد اور میان آزاد چلے تو آزاد کے انگرکھے کے بند

جٹ جٹ ٹوٹ گئے۔ ظراف نے کہا اللہ اللہ آج تو آپ جامے مین پھولے نہین سماتے ہین انگرکھے کے بند تک ٹوٹے جاتے ہین۔ ہم یہان کھڑے ٹاپتے تھے اور راستہ ناپتے تھے رستہ دیکھتے دیکھتے طبیعت گھبرا گئی۔ مین تو جانے ہی کو تھا کہ آپ آ گئے۔ کہیے کیسی گذری بامراد آئے یا ناکام۔ اجی ناکام آئین ہمارے دشمن جو ہماری طرف دیکھ نہ سکین ہم بامراد آئے پیغام کون لاتا تھا اندر سے۔ پیغام! کیا خوب! اجی حضرت پردۂ زنگاری بیچ مین حائل تھا اور وہ بھی زرق برق بخود نمائی مائل تھا۔ حسن اتفاق سے باد بہاری نے اُس پردۂ زنگاری کو بھی اُڑا دیا تو شمس و قمر ایک برج مین دیکھکر قران السعدین کا دھوکا ہوا نظر کا ٹھہرنا محال تھا۔ ؎

چو دیدم روے خوبت سجدہ کردم	بحمد اللہ نکو کردار مشب

قربان صنعت قلم آفریدگار۔ کیا کیا صورتین پیاری پیاری صورتین بنائی ہین کہ ہو بہو دونون چندے آفتاب چندے مہتاب مگر اِس پھرتی سے طرارا بھرا ہی کہ جیسے بجلی لونک جائے بس نظر کی طرح غائب پھر حضرت دہ وہ کڑے سوال ہوے ہین کہ اچھے اچھون کے ہوش اُڑ جائین۔ مگر قربان اپنے اُستاد کے برجستہ جواب دیے ہین بھئی یہان سوال و جواب کا دماغ کجا نکیرین کے سوالات تک کا جواب تو دون نہین۔ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ لیکن اُس بُت نازنین غارتگر ہوش کے حکم کی تعمیل بسر و چشم منظور تھی۔ اب کل بُلایا ہے۔

ظراف۔ پھر کیا ہے پانچون گھی مین۔ اسی اٹھوارے مین انشاء اللہ لال لال گلنار خلعت فاخرہ پہنے ہو تو سہی۔ دولھا نے یار ہو قسمت کے دھنی اچھی دُلھن پائی مگر ہندوستان مین کبھی دُلہنون نے امتحان لے کر شادی نہین کی ہے۔

بڑی بیگم

اِدھر تو یہ خوش گپیان ہوتی جاتی تھین۔ اُدھر کا حال سُنیے کہ سپہر آرا مچل گئی کہ بہن تم دس دن کے اندر ہی اندر میان آزاد کے ساتھ بیاہ کر لو۔ مین ایک نہ مانونگی منہ ماتھہ بچاونگی آسمان سر پر اُٹھاؤنگی۔ اب پیر مرد اور حسن آرا دونون سمجھاتے ہین کہ سُنو سُنو ٹھہرو ٹھہرو کسکا سُننا مین ایک نہ مانونگی مین روؤنگی جبتک بہن میری بات نہ مانینگی۔ ہم کسی کی تو سُننے کے نہین پیر مرد نے سمجھا کر بسہولت کہا کہ تم تو اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار ہو تم سے نبٹے کون۔ آخر اُس اسی برس والی بوڑھی دادی سے بھی پوچھو گی یا تھین اُنکی بڑی بن بیٹھین الڑھ پنے کی باتین کرتی ہو چلو پہلے بڑی بیگم صاحب سے کہین اُنکی رائے لین اُنکو سمجھائین صلاح مشورہ ہو بیاہ نہوا ہنسی ٹھٹھا ہو گیا۔ سپہر آرا اور پیر مرد بڑی بیگم کے پاس گئے اور آداب بجالا کر پیر مرد نے کہا کہ حسن آرا آپ کے سلام کو حاضر ہوئی ہین اور کچھ عرض کرنا چاہتی ہین اُنھون نے گردن ہلا کر کہا آؤ بابا آؤ۔ کہو۔ اب تو مین نے شادی تمھاری ہی رائے پر چھوڑی۔ مگر شریف زادہ ہو۔ آج کیا جانے کیا خوشخبری سُننے مین آئیگی کہ فجر سے میری بائین آنکھ پھڑک رہی ہے پیر مرد ایک جہان دیدہ خرانٹ سوچا کہ بس یہی موقع ہے کہا کہ حضور اس سے بڑھکر اور مژدہ کیا ہوگا کہ حسن آرا اپنے نکاح کا کچھ حال کہنے حاضر ہوئی ہین مگر شرماتی ہین۔ لجاتی ہین۔ کہہ نہین سکتین۔ یہان ایک شریف زادہ آجکل آیا ہوا ہے بس بلا تشبیہ یوسف ہے انتہا کا حسین و مہ جبین اور علم کا یہ حال کہ عجب نورانی طبیعت پائی ہے شاعری مین اُنکے جھنڈے گڑے ہوے ہین نثر لکھنا اُنکا حصہ ہے۔ اور شریف مسلمان نجیب الطرفین۔ تیمور کے گھرانے سے ہین عربی فارسی انگریزی حساب کتاب سیاق سباق سب مین برق اور تقریر سے

تو جادو ہی ٹپکتا ہی اور ابھی نام خدا مسین بھیگتی ہین بس اللہ نے یہ جوڑی سچ مچ اپنے ہاتھ سے بنائی ہی کیا خوبصورت میرزادہ ہی کہ واہ۔ سپہر آرا بولی کہ مین نے تو آج تک ایسا خوبصورت آدمی دیکھا ہی نہین اور لطف یہ کہ شریف ہنس مکھ اور پڑھے لکھے۔ اماں جان آپ بھی ایک دن دیکھ لین اور آپ ان کو اجازت دیجیے۔ اتنے مین حسن آرا کو بڑی بیگم نے بلوایا بچاری لجائی جاتی تھی اور فرط حیا سے ہان یا نہین کچھ زبان پر لا سکتی تھی نیچی نظرون سے چپکے چپکے پیرزال کے چہرے کو دیکھتی جاتی تھی کہ بشاش ہین یا ملول۔ اتنے مین بڑی بیگم نے سپہر آرا کو چھاتی سے لگایا اور ہنس کر کہا کہ لڑکی مجھ سے اُڑتی ہی سکھائی پڑھائی آئی ہی اچھا کل ہم بھی اُنھین دیکھ لین تو پھر مشورہ کرین ۔

حسن آرا اور سپہر آرا تو چلی آئین مگر پیر مرد تھوڑی دیر تک وہین بیٹھے باتین کیا کیے۔ جہان تک زبان نے یاوری کی اُنھون نے میان آزاد کی خوب ہی تعریف کی اور یقین دلا دیا کہ حسن آرا کے لیے آزاد ہی سا شوہر موزون ہی۔ وہ بہت ہی خوش ہوئین اور دعائین دین کہ حسن آرا کا جیسا تم نے خیال رکھا ویسا خدا تم کو اجر دے۔

دوسرے دن میان آزاد یکہ و تنہا وہان پہونچے ظرّاف کی دم مین بھی رسا باندھا پہلے تو پیر مرد کے یہان گئے۔ اُن سے کچھ دیر گلچھپ رہی اور اُنھون نے یہ مژدہ فرح بخش سنایا کہ بڑی بیگم نے بھی نکاح منظور کر لیا مگر ایک دفعہ آپکو دیکھینگی ضرور۔ آج یا کل چلیے ہمارے ساتھ۔ انشاء اللہ وہ بھی خوش ہون تو سہی۔

میان آزاد ملاح پلیح کو لے کر حسن آرا کے پاس گئے مگر وہی پردے کی ملاقات۔

آزاد۔ بندہ حاضر ہی۔

حسن آرا۔ مزاج معلیٰ۔

آزاد۔ الحمد للہ۔

سپہر آرا۔ بندہ پرور آج پردہ خوب مضبوط بندھا ہی آج تو ہوا کیا معنی آندھی بھی آئے تو ذرا نہ ہٹے۔ گر پڑنا کیا معنی۔

آزاد۔	نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین	

حسن آرا۔ کل تو آپ کے فیضان صحبت سے ہم نے بہت سی باتین سیکھین۔ ہان صاحب خوب یاد آیا۔ تقدم کی دو چار قسمین بیان کیجیے۔

آزاد۔ تقدم بالزمان۔ تقدم بالشرف تقدم بالعلت تقدم بالمکان۔

حسن آرا۔ علم منطق کی تعریف کیجیے۔

آزاد۔ آلۃٌ قانونیۃٌ تعصم مراعاتہا الذہن عن الخطاء فی الفکر۔

حسن آرا۔ جذب شعری کس قوت کا نام ہی۔

آزاد۔ تجاذیب انابیت شعری اُس قوت کشش سے عبارت ہی جسکے ذریعے سے پانی اور اسی قسم کی اشیاء رقیق چھوٹے چھوٹے سوراخون کے وسیلے سے اپنی سطح سے کسی قدر اوپر چڑھ جاتی ہین اور وہان قائم رہتی ہین شعر بالفتح عربی مین بال کو کہتے ہین وجہ تسمیہ یہ کہ جسقدر نلی کا سوراخ چھوٹا ہوگا اُسی قدر اشیاء رقیق زیادہ بلند ہونگی۔ اگر بال کے برابر باریک ہون تو اشیاء بہت زیادہ اونچی ہو جائین۔

حسن آرا۔ یہ اتنے پہاڑ اللہ میان نے دنیا مین کیون پیدا کر دیے آخر فائدہ ؟

آزاد۔ جو بیشمار اور غیر محدود فوائد پہاڑون سے حاصل ہوتے ہین

وہ خداے پاک کے فضل وکرم پر وال ہین۔
پہاڑون کی چوٹیان بادلون کے پانی کو جذب کرلیتی ہین جس سے انسان فائدہ کثیر اٹھاتے اور پودے نشو ونما پاتے ہین پہاڑ نہوتے تو مینھ کا پانی زمین مین جذب ہو جاتا اور چو طرفہ دلدل ہی ہوتی۔ جو ابخرے کشش آفتاب سے صعود کرکے ہواے جو مین منتشر ہوتے ہین اُنکے سد راہ ہوکر انکو ایک جگہہ مجتمع کرتے ہین۔ اور یہ بخارات اعتدال اور ہواے محیط ارضی کے مطابق اولے یا برف یا بارش ہوکر زمین پر برستے ہین جو رطوبات اس طرح حاصل ہوتی ہین وہ پہاڑون کی درزون اور مسامات مین منجذب ہوکر زمین کے ابتدائی طبقون مین جمع ہوتی ہین اور انجام کار چشمون اور ندیون اور نہرون وغیرہ کی مبداء ہوجاتی ہین۔

حُسن آرا۔ آپ کی ذکاوت اور طباعی بر صاد ہی آپ بڑے ذی لیاقت آدمی ہین۔

آزاد۔ پھر آپ زکاۃ حسن تو دیجیے۔ ؎

زکوٰۃ حُسن دہ حق دارم اے شب ۔۔۔ تو صاحب نعمتی من مستحقم

حسن آرا۔ گھبرائیے نہین۔ ذرا استقلال بھی چاہیے۔

آزاد۔ ؎
عیشم مدام ست از لعل دلخواہ
کارم بکام ست الحمد للہ

ای بخت سرکش تنگش ببر کش ۔۔۔ گہ جام زر کش گہ لعل دلخواہ
مارا بمستی افسانہ کردند ۔۔۔ پیران جاہل شیخان گمراہ
شوق رخت برد از یاد آزاد ۔۔۔ درد شبانہ درس سحر گاہ

پیر مرد۔ (آزاد سے) حضور تشریف لائی ہین۔ آداب بجا لائیے جُھک کر حُسن آرا کی امان جان ہین۔ یہی میان آزاد ہین حضور

آزاد۔ ز زمین دوز ہوکر) آداب بجا لاتا ہون۔

بیگم۔ جیتے رہو بیٹا۔ آؤ ادھر آکے بیٹھو مزاج اچھے۔

آزاد۔ دعا کرتا ہون ایک عرصۂ دراز سے حضور کی قدمبوسی کا تہ دل سے اشتیاق تھا بحمد اللہ کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی بزرگون کی زیارت بڑے خوش قسمتون کو نصیب ہوتی ہے۔

بیگم۔ سپہر آرا تمھاری بڑی تعریف کرتی تھی اور بیشک تم اسی لائق ہوکہ تعریف کیجائے چشم بد دور لیئق اور خوبصورت اور اچھی بنے ہو اسوقت تمکو دیکھا بہت ہی طبیعت خوش ہوئی۔ اچھا پھر اب پرسون ہم سے ملنا۔

آزاد۔ (اُٹھکر) آداب بجا لاتا ہون اور اسوقت رخصت ہوتا ہون پرسون بشرط زیست ضرور حاضر ہونگا۔

بیگم۔ امام ضامن کو سونپا۔

میان آزاد اور پیر مرد دونون باہر گئے پیر مرد نے کہا کہ لو میان مبارک۔ فال نیک ہے اب پرسون آنا کل نہ آنا۔ خدا حافظ اب آپ نے پالا جیتا۔ ہو قسمت کے دھنی۔ ؎

بتون کی گلی چھوڑکر کون جاوے
یہین سے ہی کعبہ کو سجدہ ہمارا

اِدھر مہر عالم افروز بصد کر و فر نور افشان ہوا۔ اُدھر سرتاج عشاق زار جواب مصرعۂ زلف مہوشان فرخار یعنی میان آزاد کوی یار کی طرف سر کے بھل روان ہوے تو کیا دیکھتے ہین کہ برہمن چندن لگائے دھوتی بغل مین دبائے دریا سے نہا کر آرہے ہین اور پوجاری شوالون مین سنکھ بجا رہے ہین۔ ملا سرگرم گفتگو۔ زاہد بہ تہیۂ وضو نوبتی نوبت بجا رہے ہین۔ بادہ گسار جھومتے ہوے میخانے جاتے ہین برقنداز جابجا ڈٹے کھڑے ہین۔ بدمست خواب خرگوش مین پڑے ہین۔ حلوائی بھٹی پر سوتا ہے کتلبرون کی قسمت کو روتا ہے۔ افیونی غین۔ چانڈو باز ٹین نئی روشنی والے ہوا کھاتے ہین۔ مسافر لدے پھندے جاتے ہین کوئی بھجن گاتا ہے

کوئی مثنوی سُنتا ہے ؎

سپیدہ دم کہ صبا بوے گلستان گیرد	چمن ز لطف ہوا نکہت جنان گیرد
نواے چنگ بد انسان زند صلاے صبوح	کہ پیر صومعہ راہ در مغان گیرد
بہر مگاہ چمن رو کہ خود تماشائی ست	کہ لالہ کاسۂ نسرین در ارغوان گیرد

اتنے میں ایک رند ساغر نوش بادۂ گلگون کی بوتل دبائے لڑکھڑاتا اور بیتیرے بدلتا ہوا نکلا۔

رند۔ اُستاد جام حاضر ہے۔ بادۂ ریحانی شراب ارغوانی۔

آزاد۔ نوش جان۔ آپ ہی کو مبارک رہے۔ یہاں بے پیے ہر دم کچے گھڑے کی چڑھی رہتی ہے۔

رند ؎	وقتیکہ طلوع صبح ازرق باشد باید کہ بکف جام مروق باشد

میان خدا را ذرا تو چسکی لگاؤ۔ اس میں عجیب خاصیت ہے کہ ٹھنڈک کے وقت پیو تو گرما جاؤ۔ اور لو ن میں پیکر نکلو تو جوڑی چڑھ آئے۔

آزاد۔ جی بجا ہے۔ بندہ اسکی خاصیت سے خوب واقف ہے اور ہمنے تو سُنا ہے کہ شراب پی کر آگ میں پھاند پڑے تو آگ گل ہو جائے اور جو سمندر میں کودے تو انسان سے پل ہو جائے اور جو زیادہ پی جائے تو بس قل ہو جائے۔ بس دور ہی دور سے باتیں کیجیے گا۔ الگ الگ۔

دس قدم آگے بڑھے تو دیکھا دکان پر ایک افیونی نے چینی کی پیاری پیاری چھوٹی رنگا رنگ پیالیوں میں افیون کو گھولا اور میان آزاد سے کہا کہ کبھی کمان کی سدھیان ہیں۔ آؤ۔ ذرا چینا بیگم سے تو علیک سلیک کرتے جاؤ۔ میان آزاد نے کہا جی بس چینیا بیگم کو دُور ہی سے سلام ہے اس کالی بلا سے یہاں کیا کام ہے۔ اور دو چار قدم بڑھائے تھے کہ ایک بھنگڑ سلطان سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ ایک چاند میں آتو بہار بجے کی بوٹی اُڑائیں ذرا ادھر تو آئیے۔ خانۂ احسان آباد۔ یہاں کوئی بنگ نوش نہیں ہے۔ آپ اپنی بوٹی رہنے دیں۔ اور آگے چلے تو دو چار آدمی اپنے بخت برگشتہ کی طرح اوندھے پڑے بھک بھک چانڈو اُڑا رہے ہیں اور حقے کے دم لگا رہے ہیں۔ ایک چھینٹا پیجئے جائیے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے۔ جی بس عنایت خدا اِس بلاے بید رہان سے بچائے۔ یہ مرحلہ طے کر کے میان آزاد کف دست میدان سنسان بیابان میں آئے تو پھولوں کا مہکنا اور کلیوں کا چٹکنا ستم بپا کر رہا ہے شاہد بہار کے خوب جوبن لوٹے اور چلتے چلتے دن سے داخل منزل مقصود پیر مرد سے چار آنکھیں ہوئیں تو دونوں مسکرا کر باتیں کرنے لگے۔

آزاد۔ کورنش عرض ہے قبلہ۔

پیر مرد۔ زندہ باش۔ آج بڑا کڑا امتحان ہے بڑی بیگم صاحب امتحان لینگی اگر پورے اُترے تو ہاتھوں ہاتھ انعام دینگی۔

آزاد۔ یا قسمت یا نصیب۔ آج بھی بالا جیتوں تو سہی خدا کرے کوشش ٹھکانے لگے حضرت بحق قوت جبرئیل و بحق صور اسرافیل و بحق دین محمدؐ و بحق خلیلؑ کچھ بتا تو دیجیے کہ کس میں امتحان لینگی۔ اور کیا انعام دینگی۔

پیر مرد۔ میان وہ پرانے فشن کی آدمی ہیں کوئی دقیانوسی باتیں پوچھیں گی۔ اللہ پر شاکر رہو بھائی۔ اور انعام کو کیا پوچھتے ہو وہی جان آزاد بہت ستم ایجاد انعام ہے۔ اس میں غور و فکر کا بھلا کیا مقام ہے۔ یہ انعام بڑے خوش قسمتوں کو ملتا ہے ؎

غالب ان سیمیں تنوں کے واسطے چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

چلیے پھر بسم اللہ آپ کو بیگم صاحب تک لے چلوں۔
آزاد۔ (بڑی بیگم سے) آداب بجالاتا ہوں۔
بیگم۔ جیتے رہو بیٹا۔ اے فرخندہ۔ ذری پنکھیا جھلو آپ کے آپکا سن شریف کیا ہوگا۔
آزاد۔ یہی کوئی اُنیس بیس برس کا۔
بیگم۔ اللہ رکھے۔ بوڑھے ہو۔
آزاد۔ (جھک کر) آداب عرض ہے۔ اسوقت آپ نے وہ دعا دی کہ میرا ہی دل جانتا ہے۔ سچ ہے بڑے بوڑھوں کی کیا بات۔
بیگم۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اگر انسان کا سجدہ جائز ہوتا تو بیویاں اپنے شوہروں کا سجدہ کرتیں۔ اور اُنکے قدم پر سر دھرتیں کیا شان کبریائی ہے۔ صدقے صدقے۔
آزاد۔ جل جلالہ۔

صدقے اس بندہ نوازی کے ترے ہم جائیں
باپ ماں ہوتے ہیں کب ایسے شفیق و مشفق

بیگم۔ کیوں بیٹا ہاتھی کو خواب میں دیکھے تو کیسا۔ اسکی تعبیر کیا ہوگی
آزاد۔ برا۔ ہاتھی کی تعبیر بلائے جان۔ مگر ہاں ایک بات ہے کہ اگر ہاتھی کسی پر اپنی سونڈ پھیر رہا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ آئی ہوئی بلا ٹل گئی۔
پیرزال۔ شاباش تم بڑے لئیق آدمی ہو چشم بددور۔ تھوڑا سا کالا دانہ انپر سے جلا دو۔
الغرض بیگم صاحب نے میاں آزاد کو دن بھر بٹھایا۔ اور ساتھ ہی کھانا کھلایا اور خوب دیکھا بھالا چنانچہ برتا لا میاں آزاد گربہ مسکین بنے ہوے ہاں میں ہاں ملاتے جاتے ہیں اور دل ہی دل میں کھل کھلاتے جاتے ہیں جب دن قریب اختتام ہوا اور وقت شام ہوا تو پیرزال خجستہ خصال نے کہا کہ بھائی اب دو گھڑی حسن آرا اور سپہر آرا کے پاس بھی جاؤ۔ دو گھڑی وہاں بھی خوش گپیاں اڑاؤ۔ پیرمرد کو کنکھیوں سے اشارہ کیا کہ سایہ کی طرح قدم قدم پر ساتھ رہو میاں آزاد اور پیرمرد اُٹھے اور بڑی بیگم سے رخصت ہو کر حسن آرا کے کمرے میں گئے آزاد نے پیرمرد سے کہا حضرت ہمیں حیرت ہے کہ باانیہمہ ضعیف الاعتقادی اسقدر بے تکلفی کسی اور پرانے فیشن کے خاندان میں یہ بے تکلفی کب جائز رکھی جائے گی پیرمرد نے کہا یہ سچ ہے مگر مجھے نصیحت ہو رہی ہے کہ خبردار ساتھ نہ چھوڑنا۔
آزاد۔ بندہ حاضر ہے۔
سپہر آرا۔ بسم اللہ آیئے بسر و چشم۔ کہیے اماں جان سے کیا بات چیت ہوئی۔
آزاد۔ آپ کی اماں تو بالکل سفید آدمی ہیں مگر بلا کی ضعیف الاعتقاد آج تمام دن بھوت پریت چڑیل بن مانس چھلاوے جادو ٹونے ہی کی باتیں کرتی رہیں میں بھی ہاں میں ہاں ملاتا گیا۔ آخر اور کیا کرتا مصلحت وقت کا تقاضا ہی یہ تھا۔
حسن آرا۔ اے تو بوڑھی عورت اور پڑھی لکھی نہیں پھر ان باتوں کو نہ کیسے مانیں۔
آزاد۔ اب تو اس گھونگھٹ کے طلسم کو توڑیئے۔ مانا کہ آپ مہ پارہ ہیں مگر ہم بھی طالب نظارہ ہیں۔ اتنا بھی بخل کیا روز مصاحبت فرماتے ہیں مگر صورت دیکھنے کو ترس ترس جاتے ہیں۔
سپہر آرا۔ چلیے آج ساتھ ساتھ سیر دریا کریں۔

بجرے کی روانی اور جان جانی

شب کو گھڑی بھر رات گئے حسن آرا اور سپہر آرا

پر ہفت آرائش سے مجلی اور محلی۔ پیرایش سے مزین ہوکر اس زرق
برق سے اور اس شان سے نکلین کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ پرستان سے
پریان اُتر آئی ہین مگر دونون کے چہرے پر نقاب ہر امر مین حیا و حجاب
اتنے مین بت رنگین ادا حسن آرا اور معشوق دلربا سپہر آرا اور آزاد
گرنگ اور سرنگ اور نقرہ خنگ پر سوار گھوڑون کو جماتے اور چمکاتے
لب جوئبار آکر اُتر پڑے اور اُترتے ہی بجرے پر چڑھے ؎

بہار آئی لے ساقی گلعذار — کھلے گل ہوا لطف سیر و شکار
مرقع ہین سبزے سے دشت و جبال — ہرن مست ہین شوخیون پر غزال
گھٹاؤن کی آمد ہی بارش کا تار — کبھی ہی تقاطر کبھی ہے پھُہار
چمن مین عنادل ہین جنگل مین مور — وہ کوئل کی کوکو پپیہون کا شور
کہین جدول آب کی آب و تاب — کسی جا ہی لالہ کسی جا گلاب
گلستان کا ہی اب سبق بر زبان — وہ موسم ہی کانٹے بھی ہین تر زبان
شکار بطے ہی مد نظر — دکھا سیر میخانہ اے باخبر
نہین دختر رز کو خلوت پسند — پری اب رہیگی نہ شیشے مین بند

ادھر بجرا دریا مین روان ہوا اُدھر میان آزاد کو گلستان کا
باب پنجم در زبان ہوا۔ مور بلون کی جھنکار پپیہون کی پکار۔
تھوڑی تھوڑی پھوہار حسن آرا کی ہنستی پیشانی سپہر آرا کا جوش
جوانی چاہ زنخدان وہ جو کنوئین جھنکائے۔ زلیخا کا دل اُس کی چاہ
مین ڈانوان ڈول ہو جائے رگ جان مین آفت اُٹھائے۔ یوسف
مصری کو شرمائے ان دو گنبدون کے عکس سے دریا کا پانی
گلاب ہوگیا۔ فرط خجالت سے گل آب آب ہوگیا۔ الٰہی یہ سرو
قامت ہی یا قیامت ہی۔ یہ سرو ہی یا شمشاد یا الف جان آزاد
آرزو۔ رشک شمع کافور۔ فوارۂ نور۔ رخسار سے گل تر رشک قمر
بیٹھا دریا مین اُچھل رہا ہی۔ فرط جوش سے سینہ مثل دیگ
اُبل رہا ہی۔ ہر طرفہ بہار ہی۔ ادھر سبزۂ نو دمیدہ ادھر مرغزار
ہی بیچون بیچ مین چشمہ سار لطافت بار سا اور بجرے پر وہ دونون
پری رخان طرحدار۔

آزاد ؎
منم موسیٰ نقاب از چہرہ بردار
نمی آید خوشم این لن ترانی

الٰہی یہ عارض تابان پر نقاب ہی یا مہر عالم افروز تہ سحاب ہی۔

سپہر آرا ؎
حیا کنم نہ چرا از رخ نقاب ہنوز
مرا حجاب ندیدست بیحجاب ہنوز

حسن آرا۔ حضرت وہ لگاوٹ باز انکھڑیان کہین اور ڈھونڈھیے
یہان چشم حیا پرور ادب آموز نگاہ ہی۔ حیا بھی سامنے آئے تو
آنکھین بند کرکے بوئے گل تک گریبان کو چاک نہ دیکھے۔
اب سنیے کہ ادھر استغنائے ناز اُدھر آئین نیاز۔ ادھر نقاب
و حجاب اُدھر طالب نظارہ کا دل پُر اضطراب۔ ادھر کلیجہ فرط
ابتہاج سے باغ باغ۔ اُدھر نقاب رنگین سے دل داغ داغ
حسن آرا کا دھانی اور سپہر آرا کا ارغوانی لباس اور اُس پر
عطر عروس کی بو باس۔

آزاد ؎
لباس سبز در بر کردہ سرو من برعنائی
برآید آفتاب طالع از چرخ مینائی

حسن آرا ؎
توان شناخت بیک روز از شمائل مرد
کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو — کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

آزاد۔ سبحان اللہ۔ یہ لب شیرین اور یہ جواب تلخ۔ تیوری چڑھاکر
یہ اچھی جھڑکی دی۔ بس سخن طرازی اور نکتہ پردازی آپ پر ختم ہی۔
مہمانون سے کوئی ایسی بدکلامیان کرتا ہی ؎

صبحدم مرغ چمن باگل نوخاستہ گفت — ناز کم کن کہ درین باغ بسے چون تو شگفت
گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے — ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

حُسن آرا۔ (گردن نیوڑھا کر) آپ بھی کیسے انجان بنے جاتے ہین ذراسی بات پر ناک بھون چڑھاتے ہین۔ بادل کی یہ اٹھکھیلیان بجلی کی یہ شوخیان۔ پھر مین نے بھی شوخی کی تو کیا گناہ کیا ہمارا حریفانہ جواب اور تمھارا عتاب۔ اور خیر سے آپ معشوق کس کے بنے ہین۔ ای تیری قدرت آپ بھی اتنے ہوے خیر مہمان ہو کیا کہون۔

آزاد۔ ~	خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہی سب کی شوخی ہی مگر آپکی شوخی تو غضب کی شوخی +	

سپہر آرا کے تو اسوقت بڑے کڑوے تیور پڑتے ہین۔ ذرا ہماری خاطر سے مسکرا دیجئے۔ غریبون کی ہفتاد پشت پر احسان کیجیے۔ ~

	بر آسمان چہارم مسیح بیمار ست تبسم تو زبہر علاج مے خواہد	

پیر مرد۔ میان یہ عروس شرمگین اور عصمتیان پردہ نشین ہین حیا اور مزاج جیسے بو در گل۔ ادب اور طبیعت جیسے کیف در مل۔ خدا کا شکر کرو کہ ایک رنگین و پر بہار بجرے پر ایسے سہانے وقت یہ روکش شاہدان فرخار تمھارے قریب اِس شان برنائی اور زیب و خود نمائی سے بیٹھی مذاق کر رہی ہین پہلے کوئی آشنا ہو تو لے صبر کرو۔

آزاد۔ ~	عاشق سے بھی ہوتا ہو کہین صبر و تحمل وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین مجھکو	

اتنے مین وسط دریا مین ایک رنگین عشرت آگین و خوشنما اور باتزئین کوٹھی نظر آئی اور سپہر آرا اسکو مشاہدہ کر کے خوب ہی کھلکھلائی۔ حُسن آرا بول اُٹھی کہ لو وہ کوٹھی آئی وہ کوٹھی آئی پیر مرد نے کہا چلو اب بن آئی۔

سپہر آرا۔ یہ کوٹھی ہی یا روضۂ رضوان۔ یہ مکان ہی یا چوتھا آسمان یہ دریا ہی یا سلسبیل یہ باغ ہی یا گلزار خلیل سبزہ چو طرف لہلہا یا گلستان عالم برابر مسرت چھایا۔ کہین کوئل کی کوک کہین مورون کی ہوک۔ اِدھر اُدھر دریا روان۔ بیچ مین ایوان سپہر توامان چلیے یہان لطف صحبت اُٹھائین سب سے الگ تھلگ بستر جمائین۔

آزاد۔ واہ کیا پری خانہ ہی کہ پرستان بھی اسکے آگے مات ہی یہ رات ہی یا شب برات ہی۔ اور کیون نہو سعد اکبر کی کرامات ہی سچ تو یون ہی کہ یہ سب طلسمات ہی۔ ساری کلفت دُور ہو گئی دل کی بیتابی کافور ہو گئی۔ ~

نظر آیا کوثر کی موجون کا نور		نہ ٹھہریگا دل بے شراب طہور

میان آزاد اور پیر مرد فرخ نہاد اور وہ دونون پیاری بہنین لطف بہار اُٹھاتی سیر دریا کرتی چلی جاتی تھین بجرے بہاؤ پر فراٹے سے روان۔ باد بہاری جہان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کالی کالی گھٹائین۔ سپہر آرا کی پیاری پیاری باتین حُسن آرا کی رمز و کنایہ کی گھاتین۔ بوندون کا گرنا اور آب جوئبار کا جنبش کرنا عجب بہار دکھاتا تھا۔ دریا کا پانی لہرین مارتا ہوا جاتا تھا ایک دفعہ ہی ہوا نے وہ زور باندھا کہ بیڑا اُچھلنے لگا۔ اب بجرے کی یہ کیفیت ہی کہ ڈانوان ڈول تہ و بالا ہو رہا ہی۔ یہ گرا۔ وہ گرا۔ یہ ڈوبا وہ ڈوبا۔ یہ لہرائی وہ ہو رہا۔ وہ تھپیڑا کھایا یہ آیا۔ پیر مرد بیچارہ گو جہان دیدہ اور خرانٹ تھا لیکن اسکے بھی ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ سیر دریا کی کہانیان سب بھول گئے چہرے پر عرق ہاتھ کانپ رہے ہین۔ بدن بھر مین رعشہ حُسن آرا کا چہرہ زرد۔ سپہر آرا کا دل سرد۔ دونون بہنین ایک دوسرے کو حسرت کی نگاہ سے دیکھنے لگین سپہر آرا کی آنکھون سے

ہوے اشک جاری حُسن آرا مصروف بگریہ وزاری میان آزاد
خستہ وخراب بادل پُراضطراب حیران وپریشان کہ یا الٰہی کیا
بُرے پھنسے۔ کنار دریا کو جو دیکھتے ہین تو کاٹے کو سون بیچون بیچ
مین بجرا جا رہا ہی۔ ایک مرتبہ ہی بجلی اِس زور سے تڑپی کہ
حُسن آرا ڈر کر میان آزاد سے چمٹ گئین۔ میان آزاد اوسوقت
بے اختیار رو دیے کہ معشوق گلے بھی ملا تو اس نازک حالت
مین یہ پہلا ہی مرتبہ تھا۔ کہ میان آزاد کو کسی نے روتے دیکھا
ہو۔ حُسن آرا اور میان آزاد خوب پھوٹ پھوٹ کر گلے مل مل
کے روئے۔ اتنے مین ایک دفعہ پھر بجلی کونکی اور رعد اس زور
سے گرجا کہ سپہر آرا ڈر کر دوڑی اور افسوس صد افسوس کہ
مارے گھبراہٹ کے ندی مین گر پڑی۔ ڈوبتے ہی پہلے غوطہ
کھایا۔ اور لگی ہاتھ پانؤن چھٹ پھٹانے۔ اور بھی نیچے ہو رہی
اتنے مین اُبھری اور پھر غوطہ کھایا۔ حُسن آرا سکتے کے عالم مین میان
آزاد نے جو یہ کیفیت دیکھی تو جھٹ پٹ کپڑے اُتار کر دھم سے
کود ہی تو پڑے اب حُسن آرا بیچاری سمجھی کہ سپہر آرا اور
میان آزاد دونون کے دونون ڈوبے لگی دوہتڑ پیٹنے۔
میان آزاد نے غوطہ کھایا تو سپہر آرا کی زلف پریشان ہاتھ آئی
اُنھون نے جھپ سے زلف کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ اُبھری۔ یہ
وہی سپہر آرا ہی جو پردۂ زنگاری کے اُٹھتے ہی عجب ادا سے دلربا
سے بھاگ گئی تھی۔ یہ وہی حُسن آرا ہی جو نامحرم کو مقابل دیکھکر
بدن کو چھپاتی تھی۔ اور پھرتی سے بھاگ جاتی تھی کل یہ
پردہ تھا آج گلے لپٹی۔ الغرض میان آزاد سپہر آرا کو ساتھ لیے
ملاحی چیرتے اور کھڑی لگاتے ہوے چلے کہ بجرے کی طرف
لے چلین۔ لیکن بجرا ہی کہ ہوا سے باتین کرتا چلا جاتا ہی اور
پانی بلّیون اُچھلتا ہی۔ ایک دفعہ ہی آزاد نے باواز بلند پکارا
پیرمرد۔ پیرمرد ملاح۔ ملاح بجرہ روکو۔ واسطے خدا کے روکو۔
پیرمرد کے اُسوقت ہوش وحواس اُڑے ہوے تھے اور
حُسن آرا غش مین پڑی تھین۔ بجرا خدا کی راہ پر جدھر چاہتا تھا
جاتا تھا۔ ہوا ملاح اور خدا ناخدا۔ میان آزاد گو پیراک بہت
اچھے تھے لیکن برسون سے مشق چھُوٹی ہوئی تھی دم پھُولنے لگا
اتفاق سے ایک بھنور مین پڑ گئے اُسکے پانی نے ایسا چکر کھایا
کہ یہ بیخود ہو گئے لاکھ طاقت کی مگر ایک چل نہ سکی۔ اور ستم پر ستم
یہ ہوا کہ سپہر آرا چھُٹ گئی۔ اور چھُٹتے ہی تہ پر تھی۔ میان آزاد
کی آنکھون سے پھر بے اختیار آنسو نکل پڑے اور یہ دوسرا مرتبہ
تھا کہ میان آزاد عمر بھر مین کبھی روئے۔ اب کی یہ بڑی پھرتی
سے جھپٹے اور معًا لاش کو اُبھارا اور پھر لاد کر چلے
مگر بجرے کا کہین پتا ہی نہین۔ وہان حُسن آرا تختے پر غش
مین پڑی ہوئی تھی اور ملاح نے بجرے کو راہ خدا پر
چھوڑ دیا تھا اُنھون نے پھر پکارا کہ ملاح او ملاح بجرے کو
روک لو۔ دل مین سوچے کہ معلوم ہوتا ہے بجرا غرقاب ہو گیا
اور حُسن آرا اور ملاح دونون کے دونون لقمۂ نہنگ اجل
ہوے۔ اب مین سپہر آرا کو لادے لادے کہان تک جاؤن
اور کیا کرون۔ لیکن آزاد نے دل مین ٹھان لی کہ چاہے
بچون چاہے ڈوبون جب تک جان مین جان ہی سپہر آرا کو
نہ چھوڑونگا۔ نہ چھوڑونگا۔ اتنے مین پھر پکارا کہ یارو کوئی مدد کو
آؤ کیا دیکھتے ہین کہ لب چشمہ سار ایک ٹیکرے پر ایک مقدس
بزرگ کھڑا دیکھ رہا ہے اُس نے آزاد کو اس حالت زار مین
دیکھکر آواز دی کہ شاباش برادر شاباش۔ ع۔ این کار
از تو آید و مردان چنین کنند ؎ کارے کردہ بابا کارے
کردۂ۔ باش باش کہ من ہم میرسم۔ اسکے بعد اُس پیر مقدس نے

کپڑے اُتارے اور لنگوٹ باندھکر دھم سے کود ہی تو پڑا الا اللہ
اس الا اللہ کی آواز کا سُننا اور اُس پیر قدسی صفات کا کودنا
تھا کہ میان آزاد کو ڈھارس ہوئی اور تیزی کے ساتھ چلنے لگے
پیر مقدس بوڑھا سفید آدمی دو ہی ہاتھ لکڑی کے لگائے تھے
کہ سانس پھول گئی اور پانی نے اس زور سے تھپیڑا دیا کہ پچاس
گز کے فاصلے پر ہو رہے اب نہ میان آزاد کو وہ سوجھتے ہین اور
نہ اُنکو میان آزاد نظر آتے ہین۔ ملاح نے اُس پیر مقدس کو اس
کیفیت مین دیکھ لیا اُسوقت اُسکی آنکھون مین اندھیرا چھایا ہوا
تھا جب سمجھا کہ میان آزاد ہین تب تو اُسنے آواز دی کہ آزاد بھائی
آزاد ارے بھائی ذرا زور کرکے بجرے کی طرف آؤ پیر مقدس
نے بڑی کوشش کی کہ بجرے کی طرف جھپٹے مگر نہ جاسکا اتنے مین
ملاح نے ڈنڈ دار کو ہاتھ مین لیکر کھینا شروع کیا۔ قریب ہی
پہونچ گیا تھا کہ ایک ناگ نے اس بوڑھے بیچارے کو بھاڑ سا
مُنھ کھول کر ہضم کر لیا۔ ملاح نے ڈنڈوار کو پھینک کر سر پیٹنا شروع
کیا۔ ہائے ستم وائے ستم۔ واحسرتا۔ آزاد۔ آزاد۔ آزاد۔ ہائے
چل بسے۔ تم بھی چل بسے۔ سپہر آرا بیچاری کا ساتھ دیا۔ یار داغ
جدائی دے گئے۔ آزاد ارے میرے آزاد۔ سپہر آرا پیاری سپہر آرا
ہائے ہائے تجھے کس ناز نعم سے پالا تھا۔ تیرے دم سے گھر کا اُجالا تھا
پیارے آزاد جوان مرد آزاد۔ اُف۔ اُف۔ اوف۔ یہ آواز میان آزاد
کے کان مین بھی پڑی۔ لیکن بُعد کے سبب سے کچھ سمجھ نہ سکے
کہ کون ہے سمجھے کہ وہی پیر مقدس جو ٹیلے پر سے کودا تھا غل مچا رہا ہے
تھوڑی دیر مین اُنکو بجرا نظر آیا تو باچھین کھل گئین۔ اب یہ بالکل
خستہ اور شل ہو چکے تھے لیکن نہایت ہی استقلال اور جوانمردی
سے اُنھون نے لکڑی لگانی شروع کی۔ ملاح نے دُور سے دیکھا کہ
کوئی شخص آ رہا ہے آزاد کو تو یہ سمجھ گئے کہ ڈوب ہی چکے تھے اور سپہر آرا
کے دیکھنے کی اُنکو ذرا بھی اُمید نہ تھی۔ اب اُنکو حیرت تھی کہ یا الٰہی یہ
ہماری طرح اور کس بیچارے پر مصیبت پڑی کہ اس وقت پیرتا چلا
آتا ہے آزاد نے پُکارا کہ جیتے بچے شکر ہے اُف ری تباہی اللہ نے
عزت بچائی۔ کہو حُسن آرا کہاں ہین۔ پیر مرد نے بغور دیکھا این! یہ
حُسن آرا کا نام کس نے لیا پوچھا کہ آپ کون ہین آیئے بجرا حاضر
ہے۔ ایک سے دو بھلے۔ ہائے واویلا۔ آزاد نے کہا آپ اسوقت
مستقل مزاج ہین ہین آزاد ہون اتنا سُننا تھا کہ پیر مرد کی باچھین
کھل گئین۔ سوچے کہ الٰہی یہ خواب دیکھ رہا ہون۔ یا سچ مچ آزاد
ہی ہے۔

جب میان آزاد فرخ نہاد بجرے کے قریب آئے تو پیر مرد
یعنی ملاح ملیح نے پہچانا اور فرط طرب سے تالیان بجانے لگے
آزاد نے سپہر آرا کو بجرے مین لٹا دیا۔ اور پیر مرد سے کہا کہ آیئے آپ
اور ہم اُنکو کسی طرح ٹانگین اور اُنکے مُنھ سے پانی نکالین یہ اتنی دیر
مین کیا جانین کسقدر پانی پی گئی ہین پیر مرد اور میان آزاد نے
سپہر آرا کو خوب مضبوط پکڑا اور ٹانگا تو بہت سا پانی مُنھ سے نکلا
اسکے بعد بجرے مین لٹا دیا اور بیگ کھول کر کسی دوا کا ایک جام
اُسکو فوراً پلا دیا۔ اب حُسن آرا کی فکر ہوئی۔ وہ بیچاری غش مین
پڑی تھی آزاد نے اُسکے منھ پر پانی کے خوب چھینٹے دیے تو
ذرا ہوش آیا مگر آنکھین بند۔ ہوش آتے ہی پوچھا کہ پیاری سپہر آرا
کہان ہے آزاد جیتے بچے۔ پیر مرد نے پکار کر کہا کہ آزاد تمھارے سرہانے
بیٹھے ہین اور تمھارا سر اُنھین کے زانو پر ہے اور سپہر آرا صحیح و سلامت
تمھارے پاس لیٹی ہین۔ اتنا سننا تھا کہ حُسن آرا نے میان آزاد کے
زانو پر بوسہ دیا۔ اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ حُسن آرا نے اپنے سچے عشق
کا حال کسی طرح مُنھ یا زبان یا لب سے ظاہر کیا ہو جب حُسن آرا نے
آنکھ کھولی اور آزاد کو دیکھا تو کہا۔

حسن آرا - آزاد میری روح اگر تم پرسے فدا ہوجائے تو اسوقت مجھے اُس سے زیادہ خوشی ہو جسقدر سپہر آرا کے بچ جانے سے ہوئی سُنو آزاد مین صدق دل سے کہتی ہون کہ مجھے تم سے سچا عشق ہے یہ کہکر حسن آرا نے آزاد کا ہاتھ چوم لیا - اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ میان آزاد کے ہاتھ پر کسی مہوش کے بوسے کا نشان پڑا ہو -

اتنے مین دوا کا اثر جو پہونچا تو سپہر آرا بھی آہستہ سے اُٹھ بیٹھی اور اُٹھتے ہی حُسن آرا کو جمٹ کر فرط شادی و مسرت سے رونے لگی حُسن آرا بھی خوب دل کھول کر گلے ملی اور اشارہ کیا کہ میان آزاد نے جان بچائی - سپہر آرا نے میان آزاد کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور رو رو کر کہا کہ میان آزاد مین تم پر سے صدقے مین تم پر سے واری ہوجاؤن مین تم پر سے قربان ہوجاؤن تم نے آج وہ کیا جو ساری خدائی مین کوئی ایک اجنبی کے ساتھ نکرتا - پیر مرد نے سپہر آرا کی پیشانی پر بوسہ دیا اور میان آزاد کو صد ہا دعائین دین اس مصیبت ناک کارروائی مین عرصہ گذرا اور وہ ایوان کیوان نشان جو دریا کے بیچون بیچ مین واقع تھا نظر سے اوجھل ہوگیا - ہوا اب بند ہو گئی تھی اور دریا مین مینڈھا بھی نہین اُچھلتا تھا بجرا آہستہ آہستہ کنارے پر آلگا اور سب کے سب اُسپر سے اُتر پڑے -

آزاد - (ھانس پر لیٹ کر) اُف مرتے مرتے بچے - ارے توبہ ! کیا ناشکری کا کلمہ منھ سے نکل گیا (گال پر تھپڑ لگا کر) یون کہنا چاہیے کہ جی اُٹھے

حُسن آرا - بیشک بے شبہہ - سپہر آرا کی جان بچائی میری جان بچائی اماں جان کی جان بچائی - اس بیچارے بوڑھے کی جان بچائی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا - تم تو ہمارے لیے مسیحا ہو گئے خدا اسکا تمھین اجر دے -

آزاد - (ہنس کر) شکر ہے -

حُسن آرا - (بگڑ کر) خیر جان بچائی ہے -

ملاح - میان آزاد - خدا تمکو ایسا بوڑھا کرے کہ تمھارے پر پوتے مجھ سے بڑے بڑے تمھارے سامنے کھیلین مین کچھ اور ہی سمجھا تھا ایک شخص پیرتا ہوا جاتا تھا مین سمجھا تم ہو -

آزاد - ہان ہان لو مین تو بھول ہی گیا تھا پھر وہ کہان گیا -

ملاح - کیا کہون اُسکو تو ایک ناکا کھا گیا -

آزاد - کھا گیا - ارے - توبہ ! - افسوس - کیا جری آدمی تھا جب مین سپہر آرا کو لیے ہوے ملاحی پیرتا تھا کبھی کھڑی لگاتا جاتا تھا تو مین نے غل مچایا کہ یار دوڑو - وہ بیچارہ ایک ٹیلے پر سے دھم سے کودا اور اس طرف چلا لیکن تھوڑی دیر کے بعد تلاطم آب نے اُسکو بھی کوئی پچاس ساٹھ گز کے فاصلے پر ہٹا دیا ہاے اب سُنا کہ وہ ڈوب گیا -

سپہر آرا - ڈوب نہین گیا ناکا کھا گیا ہاے کیا مرگ مفاجات تھی افسوس یہ مجھ کمبخت کے سبب سے اُس بیچارے کی جان مفت مین گئی - میرا دل اسوقت بھر آیا میری آنکھون مین تاریکی سی چھائی ہوئی ہے ہاے یہ دریا اسکا ستیاناس ہوجاے اسوقت کال نظر آتا ہے اُف جسوقت مین اپنا گرنا اور غوطے لگانا یاد کرتی ہون رونگٹا رونگٹا کھڑا ہوجاتا ہے اور کلیجہ منھ کو آتا ہے جیسے ہی مین گری میرے ہوش اُڑ گئے پہلے تو خوب ہاتھ پاؤن مارے مگر پھر جب تہ پر بیٹھ گئی تو منھ مین پانی جانے لگا منھ کو مین نے دونون ہاتھون سے بند کیا تو اُبھری - اُبھری تو پھر پانی نے بٹھا دیا - پھر مجھے کچھ یاد نہین -

حُسن آرا - میان آزاد بڑے گاڑھے وقت مین کام آئے -

آزاد - کس لطف کو اپنے حسابون یقین بھی ہو کہ جیتے بچین گے دو مرتبہ سپہر آرا ہاتھ سے چھُٹ چھُٹ گئین - بارے خدا نے بچا یا مگر اُسوقت میرے بدن کا یہ حال ہے کہ مین ہی جانتا ہون جیسے

کسی کو صیتون کا نجار ہو۔ بس وہی کیفیت ہے۔ شل ہون۔ شل مگر شکر ہے۔

ملّاح۔ اب آپ ذرا سو رہیے تو تھکاوٹ کسی قدر کم ہو جائے اور بیگ یہ لیجیے حاضر ہے۔ دم کے دم آپ سو رہین۔

میان آزاد اور سپہر آرا اور حُسن آرا اُسی سبزۂ نودمیدہ کے فرش زمردگون پر لیٹے تو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ہوائے خنک کا چلنا تھا کہ تینون کی آنکھ لگ گئی ملّاح نے اُنکی حفاظت کی سوئے تو گھوڑے بیچ کر دنیا و مافیہا سے بیخبر ہوش ہی نہین چار گھنٹے کامل سو یا کیے اسکے بعد اُٹھے تو میان آزاد نے مُنھ ہاتھ دھویا حُسن آرا و سپہر آرا نے سنگار کیا اور پیر مرد نے کہا ہمکو تو تم اپنے حساب غرقاب سمجھ بیٹھے ہو گے۔

آزاد۔ قبلہ اب یہ تذکرہ ہی جانے دیجیے۔ وحشت ہوتی ہے کتابون مین کشتیون کے ڈوبنے کا حال پڑھا کرتے تھے۔ آج دریا کے مصائب کو اپنی آنکھون دیکھا اور بچشم تجربہ کیا۔ خود اپنے اوپر بیتی اس سے بڑھکر اور کیا ہو گا اس گفتگو کے بعد پیر مرد نے کہا کہ اس فرح بخش ایوان عالی شان مین کیونکر جائیے گا بجرے پر تو اُسوقت سوار ہونا حماقت ہے میان آزاد نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ واہ ایسا بھی کیا خوف ہے اب کیا ہر دم طوفان ہی آیا کرتا ہے کچھ حُسن آرا اور سپہر آرا نے کہا قسم ہے خدائے پاک کی کہ اس وقت تو ہم بجرے پر نہ چڑھین گے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔

آزاد۔ جو اسوقت جھجک گئین تو عمر بھر خوف ہی دامن گیر رہیگا۔

حُسن آرا۔ آپ کی بلا سے۔

سپہر آرا۔ چلیے رہنے دیجیے۔ ابتو مارے تھکاوٹ کے آپ کے بدن مین اتنی سکت بھی نہ رہی ہو گی کہ کسی کی لاش کو دو قدم بھی لے چلیے۔ نا صاحب۔ بندی نہ جانے کی ہمارے بجرے کی صورت دیکھنے سے بدن کانپتا ہے۔ تم بڑے دلیر ہو۔ ہم تمھین بھی نہ جانے دینگے۔

آزاد۔ واہ۔

سپہر آرا۔ دیکھ لیجیے گا۔ آپ اُدھر بجرے پر بیٹھے اور ادھر ہم دریا مین پھاند پڑے۔

آزاد۔ اچھا پھر بجرا پیر مرد لائین آپ اور ہم کنارے کنارے خشکی خشکی آئین۔

ملّاح۔ جی مین ہی تو ایک فالتو ہون۔ اچھا تجویزا۔

القصہ پیر مرد تو بجرے پر گئے اور یہ تین کے تینون خشکی کی راستے چلے۔

پیر مرد و جیہ تو ادھر چشمہ سار مین بجرا چلا رہے تھے اُدھر میان آزاد ان دونون شاہدان طناز اور سراپا ناز کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے کنارے کنارے جا رہے تھے دریا کی روانی دیکھکر سپہر آرا کانپ کانپ اُٹھتی تھین اور حُسن آرا صرف آزاد کے چھیڑنے کو نقاب سے مُنھ ڈھانپ رہی تھین۔

آزاد۔ بس یہی تو قہر ہے۔ اب ہم سے پردہ کیسا۔

حُسن آرا۔ ہم نامحرم سے بات کرنا وضع کے خلاف سمجھتے ہین

آزاد۔ ہان! ذرا اِدھر چار آنکھین تو کیجیے پھر تو فرمائیے نامحرم! ہم نامحرم ہین۔ کیون سپہر آرا بیگم۔ اِنکی باتین تو سُنو ہمین نامحرم بتاتی ہین۔

سپہر آرا۔ آپ اور نامحرم۔ اس وقت تو دریا کو دیکھکر مین سہمی جاتی ہون۔ اُف۔ رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ اللہ بچائے۔

ملّاح۔ ہمارا بھی خدا حافظ ہے۔

حُسن آرا۔ (گھانس پر بیٹھکر) اُف بھی ہم سے تو اب ایک قدم نہ چلا جائیگا۔ پاؤن مین چھالے پڑ گئے۔ آپ جائین ہم نہ جائین گے۔

آزاد۔ اللہ اللہ اتنی آپ ہوئین کہ اس چٹیل میدان سنسان بیابان مین تن تنہا گھانس پر لوٹین چلیے بس اب تھوڑی دور تو ہی ہی ہماری خاطر سے چلی چلو۔

حُسن آرا۔ اللہ جانتا ہی جو اُٹھا بھی جاتا ہو۔ آپ کچھ فکر کیجیے ہم سے تو ہمسا تک نہین جاتا۔ آخر چلنے کا کچھ ٹھکانا بھی ہی۔

آزاد۔ اب آپ بجرے پر سوار ہون مین ساتھ ہون۔

سپہر آرا۔ (کانون پر ہاتھ رکھکر) معاذ اللہ خدا کی قسم ہم نہ جانے گے۔ بجرے پر سوار ہوتے تو روح فنا ہوتی ہی بس بجرا وجرا رہنے دیجیے۔

حُسن آرا۔ نہین بہن بجرے پر مین خود ہی نہ سوار ہونگی۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ میان آزاد نے بیر مرد کو کنارے کیطرف پکارا اور کہا کہ بجرا روک کر اتر آؤ۔ جب بیر مرد نے بجرے کو چھوڑا اور کنارے پر آیا تو آزاد نے کہا کہ گھر جا کر گھوڑے یا فنس لے آؤ۔ حُسن آرا تھک گئی ہین مگر واسطے خدا کے سپہر آرا کے ڈوبنے اُڈابنے کا حال وہان کچھ نہ کہنا۔

حُسن آرا۔ تم اتنا کہدینا کہ کل تک ہم سب آئینگے اور سب خیریت ہی ہے۔

الغرض بیر مرد تو سواری لینے گئے اور میان آزاد اور سپہر آرا اور حُسن آرا بیٹھے باتین کرنے لگے شطرنج کا ذکر حُسن آرا نے چھیڑ دیا۔ اور کہا کہ آپ تو علم صحبت کے بادشاہ ہین کبھی شطرنج کا بھی شوق رہا ہی۔ ایک نقشہ حل کیجیے تو جانین خدا کی قسم رُخ چھوٹ چھوٹ جائین نرح ہو جائیے تو سہی بڑا پیچیدہ نقشہ ہی اور چار چال کا کچھ کچھ بدتیجے تو کیا مضائقہ ہی۔

آزاد۔ بسم اللہ کچھ فرمائیے۔ اسی بالو پر نقشہ بنا دیجیے ابھی حل کرتا ہون۔

حُسن آرا۔ دیکھیے یہ نقشہ ہی۔

سبز بازی

					وزیر سرخ		
	فیل سرخ		پیادہ سبز				
				شاہ سبز			
	پیادہ سرخ						
	شاہ سرخ						

سُرخ بازی۔ چار چال مین مات کرے

آزاد۔ چار چال مین مات ہی۔ اچھا پہلے کون چلے سبز یا سُرخ۔

حُسن آرا۔ واہ واہ تو آپ نقشہ حل کر چکے جو مات کرتا ہی وہی پہلے چلتا ہی۔ نقشے کا یہ قاعدہ ہی بس آپ حل کر چکے۔ قابلیت حضور معلوم کردم۔

آزاد۔ اچھا چلیے کشت۔

حُسن آرا۔ (قہقہہ لگاکر) واہ کشت کی اچھی کہی نقشے مین پہلے ہاتھ کشت تو دی نہین جاتی۔

آزاد۔ لو ہم حل کر چکے۔ مگر ذرا غور کرنے دیجیے چار چال کی

پیچ بڑی ہی اچھا سوچین تو ۔ وہ حل کر لیا ۔ نہ کہو گی ۔ اول چال شاہ سرخ بخانۂ دوم فیل کھیلے ۔ دوم پیادہ سرخ ایک گھر چلے ۔ سوم فیل سرخ بخانۂ چار وزیر کھیلے ۔ چہارم وزیر کی شہ مات ہو گی ۔

حسن آرا ۔ اسکی تشریح کیجیے ۔

آزاد ۔ اول چال شاہ سرخ بخانۂ دوم فیل کی ہر طرح رہیگی اب اگر حریف شاہ سبز کو بخانۂ چہارم بادشاہ سرخ کھیلے تو مات کرنے والا پیادہ سرخ چلے اگر شاہ سبز بخانۂ وزیر یعنی جس گھر پر بچا جاوے تو شاہ سرخ کو بخانۂ سوم وزیر چلے شاہ سبز کو حکمی پیادہ چلنا پڑے گا اور فیل کی شہ مات ہو گی ۔

حسن آرا ۔ سبحان اللہ ۔ آپ واقعی بڑے ذکی الطبع آدمی ہین کیا چٹکیون مین نقشہ حل کیا ہی ۔ ہم نے تین دن مین بڑے غور کے بعد کہین حل کیا تھا آپ نے دیکھتے ہی دیکھتے نقشہ نکال لیا ۔

اتنے مین ایک آدمی سامنے سے نکلا تو حسن آرا اور سپہر آرا دونون نے منھ پھیر لیا کہ اجنبی کی نظر نہ پڑے ۔ میان آزاد نے اُس سے پوچھا کہ کہو بھئی تم کون ہو اور کہان جاتے ہو ۔ ادھر تمھارا کیا کام ۔

اجنبی ۔ حضرت مین ایک ایرانی کے پاس نوکر تھا پہلے تو کچھ عرصے تک ادھر اُدھر مارا مارا پھرا کیا کہین روزگار نہ ملا ۔ ایک دن گھومتا گھومتا سرا مین جا نکلا تو ایک ایرانی بڑا سا عمامہ باندھے بیٹھے تھے تین روپیہ ماہواری اور خوراک پر نوکر ہوا ۔ مگر اُنکی گفتگو میری سمجھ مین نہین آتی تھی کہ بک کیا رہے ہین ۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ لو یہ رکابی لو اور اسکو دو کر لاؤ مین نے پوچھا کہ وجہ تو فرمایا کہ تم کون وجہ سے تم سے کیا واسطہ ۔ جاؤ اسکو دو کر لاؤ تب تو مین گیا اور ایک بٹا جو رکابی پر مارتا ہون تو اتفاق سے تین ٹکڑے ہو گئے مین نے کہا خدا ہی خیر کرے اب مارہی ڈالے گا اُسنے کہا تھا دو کر لاؤ ۔ ہم نے تین ٹکڑے کر دیے خیر مین نے کہا کہ پھر اب جا ہے جو ہو مین ڈرتا ڈرتا وہ رکابی اُن حضرت کے پاس لے گیا اور جا کر چپکے سے کونے مین کھڑا ہوا اُسوقت وہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے جب میری طرف دیکھا تو آگ ہو گئے پوچھا کہ یہ تم کیا کر لائے ۔ مین نے کہا خداوند کر کیا لائے ایک کے تین کر لائے آپ نے دو ٹکڑے کہے تھے مین تین کر لایا ۔ بٹا جو پڑا تو ایک ٹکڑا زیادہ ہو گیا معاف کیجیے ۔ اتنے مین ایک شخص نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے اس رکابی کے دو ٹکڑے کس غرض سے مانگے تھے ۔ اُنھون نے کچھ فارسی مین جواب دیا تو معلوم ہوا کہ اسکا مطلب یہ تھا کہ اُس رکابی کو دھو کر لاؤ مگر دھو تو منھ سے نکلا نہین ۔ کہا دو کر لاؤ ۔ مین دو کے اور تین کر لایا جب سمجھا تو بہت ہی ہنسا ۔ کہ بڑا دھوکا ہوا ۔ اُنکی ایک لڑکی بھی تھی اُس لڑکی کی جہان شادی ہوئی ہی وہان مین جاتا ہون ۔

اتنے مین ملّاح سواریان لے کر آئے ۔ فٹس پر سپہر آرا سوار ہوئین اور ایک ترکی پر حسن آرا اور ایک عربی راہوار پر میان آزاد سوار ہو کر پوقدمے جانے لگے اب راہ مین وہ مین اور حسن آرا تیسرا کوئی نہین ۔ ملاح اپنے بجرے پر جاتے تھے ۔ راہ مین آزاد نے بڑی بے تکلفی سے گفتگو شروع کی اور درد دل شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور کہا کہ اس مرض کی دوا حکیم کے پاس ہے نہ ڈاکٹر کے پاس فقط تمھارے ہاتھ مین ہی ۔ چاہو جلاؤ چاہو قتل کر ڈالو ۔ مختار ہو جو چاہو سو کرو ۔

چین ہی چین لکھتا ہے

پلا ساقی گلبدن جام گل	کھلا چاہتا ہی اب اک در گل
کیا مست دور فرحناک نے	لگی دخت رز جھانکنے تاکنے

سمجھ دیکھ کر رنگ صحبت ذرا
مبارک ہو یہ جشن ہے دوسرا

چٹکتے ہیں غنچے کھلا لالہ زار
ہوئیں بلبلیں مست آئی بہار

لڑی آنکھ نرگس کی شمشاد سے
کیا ربط مہوش نے آزاد سے

یہاں شیشہ کو جام میں ربط ہے
نہ اب تاب نے طاقت ضبط ہے

یہ قلقل ہے پیغام عیش و سرور
دم بے حجابی ہے اے ذی شعور

دکھایا جوانوں کی صحبت نے رنگ
ادھر ہے ترنگ اور ادھر جلترنگ

جدھر دیکھیے دید و وا دید ہے
صراحی کے ہیں قہقہے عید ہے

نہ ہے محتسب بر سر احتساب
نہ قاضی کا ڈر ہے نہ فکر حساب

یہی وقت ہے جام دے جام پر
خدا کے لیے اب تو صرفہ نہ کر

غنیمت ہے یہ ولولہ یہ شباب
یہ صحبت یہ جلسہ یہ دور شراب

بہار عاشقی کے رنگ و بو دلدادۂ جمال اصنام سنبل مو میان آزاد خانہ برباد اور نو عروس سحر ایجاد بلائے جان آزاد بت رنگین ادا یعنی حسن آرا دور رکابے گھوڑوں پر سوار لطف بہار دیکھتے سنبل پر شکن اور نرگس غمزہ زن سے آنکھیں سینکتے شبدیز سبک خیز چمکاتے کبھی دوڑاتے کبھی چمکارتے چلے جاتے تھے اور بہار گلکاری قدرت داور دادار کے مزے اڑاتے تھے۔ ادھر معشوق زہرہ تمثال مشتری خصال سپہر آرا فنس پر خواب ناز میں تھیں اور چشمہ سار میں پیر مرد بجرے پر قدرت حق دیکھ دیکھ کر وجد کر رہے تھے۔ میان آزاد نے جو حسن آرا کو بے نقاب و بے حجاب پایا تو مدعائے ضروری الاظہار زبان پر آیا۔ مگر رمز کنایہ میں۔ حسن آرا چتونوں سے تاڑ گئی کہ جلد باز آدمی ہیں۔ مطلب کی بات چبا گئی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب دیا کبھی لجائی کبھی مسکرائی کبھی شرمائی۔ کبھی بات بنائی۔ مگر نکاح کا لفظ زبان پر نہ لائی نہ لائی۔ اتنے میں سب کے سب اس ایوان سپہر توامان میں پہونچے جو وسط چشمہ سار میں واقع تھا۔ اس عالی شان اور دلکشا فرح بخش و نزہت انتما محل میں جو میان آزاد نے قدم رکھا تو بے اختیار کہہ اٹھے۔ ع

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

فرش و فروش بیش بہا۔ شیشہ آلات خوشنما۔ یہ قالین ہے۔ یا نگار خانۂ ارژنگ۔ یہ سوزنی ہے یا تختۂ تصویر فرنگ۔ رنگین سائبان چھت گیری زرفشان۔ پردے خوش نقش و نگار۔ در و دیوار مسرت بار۔ پاندان مکلل و رنگین نشان۔ ہوا کے جھونکے سے بہشت کی لپٹ آتی ہے۔ نسیم عنبر بیز دماغ کو طبلۂ عطار بناتی ہے بزم طرب عطر روح پرور سے مست ہوئی جاتی ہے۔ طائر کلک نسرین سلک توصیف بزم طرب میں خس بدندان ہے۔ اور کیوں نہ ہو ایک ایک ذرہ رو کش خورشید تابان ہے۔ روشنی کا وہ عالم کہ مہتاب جگنو نظر آتا تھا۔ خورشید عالم افروز فرط غیرت سے بحر ظلمات میں ڈوبا جاتا تھا۔ کہیں چراغوں کی قطار کہیں کنول اور جھاڑ۔ جدھر نظر ڈالو جلوہ رعنائی۔ جدھر دیکھو رنگ خوشنمائی ہر سمت فیض کا ظہور ہے ہر طرف نور موفور ہے۔ ہر شے سے صناعان چابک دست کی صناعی نمودار ہے۔ اور حضرت نور الانوار کی صنعت بالغہ آشکار۔ یہ جو طرفہ آرائش کا سامان اور لطف کا سمان۔

میان آزاد خانہ برباد چاروں طرف حیرت زدوں کی طرح گھومتے تھے اور نشۂ بادۂ طرب سے ہر قدم پر جھومتے تھے کبھی جھروکے سے دریا کی روانی دیکھی کبھی چراغان کی نور افشانی دیکھی حیرت تھی کہ یا للعجب یہ جشن جمشیدی ہے یا بزم فریدونی

ہر سمت بہجت و شادمانی - ہر جانب طرب و کامرانی - بادۂ ابتہاج جام سرور مین موج زن ہی - بزم طرب پر دلہن کا ایسا جوبن ہی ع

شب این مجلس رنگین زحنا بند نیست
نتوان گفت بہشت ست کہ صد چند نیست

اتنے مین - ع

بیل لانے کی ہوئی جو دیری
سبحان اللہ شان تیری

میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ چار مہوشان گلرخسار حسن آرا - اور سپہر آرا کے ہمکنار ہوتی ہوئین چھما چھم کرتی چلی آتی ہین - چارون طرحدار باغ و بہار چارون کم سن - الہڑ پن کے دن جیسے دیکھو جوش شباب سے اکڑتی ہی - جوانی پھٹی پڑتی ہی - آرائش اس حسن پر جان دے اور حسن خود بلائین لے کسی کے ماتھے پر افشان کسی کے جبین مبین سے نور سعادت عیان - جوہری پری زاد ستم ایجاد - سرو قامت رشک شمشاد - ایک کی پتلی پتلی کمر لچکتی ہی - دوسری انا البرق کہتی ہوئی بجلی کی طرح چمکتی ہی یہ کوہ قاف کی پریان ہین یا جنت کی حوریان - نہین نہین - پریون مین یہ خودنمائی کہان - حورون مین یہ کج ادائی کہان ابرو قبلہ بے دل و دینان - سجدہ گاہ زہرہ جبینان انکھڑیان لگاوٹ باز سرمست خوبی و محو ناز - ع

محفل ہی حسینون کی یا کوئی مرقع ہی
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

حسن آرا کی زلف پریشان دیکھ کر میان آزاد آشفتہ حال ہو گئے گیسوے معنبر جان کے وبال ہو گئے -

بتون کے عشق مین اللہ کا جلوہ نظر آیا
حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے

حسن آرا اپنی ہمجولیون کو ساتھ لائی تھین اور وہ بڑے شوق سے آئی تھین کہ میان آزاد کے جمال پر نظر ڈالین دیکھتے ہی عش عش کر گئین کہ واہ کیا جوان رعنا بلند بالا ہی آدمی کیا آفت کا پتلا آتش کا پرکالہ ہی - گیتی آرا بیگم جو حسن آرا کی خالہ زاد بہن تھین کہنے لگین -

گیتی آرا - حسن آرا بہن تمھاری پسند پر صاد ہی - یہ انسان ہی یا پری زاد ہی - جوش جوانی ہنستی پیشانی - طاؤس مست کی طرح جھومنا اور شیر ژیان کے مانند تننا - ع

شگرفی چابکے چست و دلیری	بہر آہو بہ کینہ تند شیرے

سپہر آرا - (حسن آرا سے) باجی سلام - ہم نہ کہتے تھے کہ میان آزاد سا طرحدار جوان کوئی کم نظر آئے گا - اے جناب شکل کشا علی کی قسم مشعل لے کر بھی ڈھونڈھیے تو نہ پایئے مین صرف ظاہری صورت اور چاند سے مکھڑے کی نہین کہتی - حسن باطن پر نظر ڈالو تو نور علی نور - اور حسن ظاہری تو ظاہری ہی ع - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ؛ نظارے تک کے پر جلتے ہین - گیتی آرا بہن بھی دیکھتے ہی لوٹ ہو گئین - اور میری تو بے دست و پائی کی حالت مین انھون نے دستگیری کی ہی - کفران نعمت اپنا شعار نہین جب تک جیون گی ان کا دم بھرون گی -

جہان آرا - (گیتی آرا کی بہن) کیون جی (پیر مرد سے) اس سن سے سفید بالون مین خضاب کیون نہین لگاتے پہلے مہندی کا استر دیجیے پھر وسمہ کا ابرہ لگایئے - اب تو آپ نام خدا کوئی دو سو سے اوپر ہو گئے کیا عاقبت کے بورئے بٹوروگے یا مرنا بالکل بھول بیٹھے - تمھین ملک الموت نے بھی چھٹے سانڈ کی طرح چھوڑ دیا -

ملّاح - او خر جی۔ خضاب وضاب سے کیا ہوتا ہی۔ بہت کٹ گئی تھوڑی باقی ہی۔ یہ بھی کٹ جائیگی۔ خضاب لگا کر روسیاہ کون ہو۔ ؎

من موے خویش را نہ ازان میکنم سیاہ | تا باز نوجوان شوم و نو کنم گناہ

گیتی آرا - کیون ہن۔ میان آزاد کچھ شعر بھی کہتے ہین صورت سے تو معلوم ہوتا ہی کہ شاعر آدمی ہین۔

حُسن آرا - کیا خوب ماشاء اللہ قیافہ شناس بھی آپ ہین۔ پھر آپ انھین سے نہ پوچھیے۔ یہ گھونگھٹ کیسا۔

گیتی آرا - کبھی کی جان پہچان ہوتی تو خیر مضائقہ نہ تھا۔ بے جانے بوجھے نامحرم سے باتین کرتے شرم آتی ہی۔

آزاد - فقیر بینوا سے جان پہچان کیسی۔ درویش گوشہ نشین سے جھجھک یعنی چہ۔

گیتی آرا - یہ فقیر بینوا آپ کب سے ہوے۔

آزاد - جب سے سلطان خوبان کی صحبت مین باریاب ہوا۔

گیتی آرا - (مسکرا کر) چہ خوش۔ اچھی الٹی گنگا بہائی۔ بادشاہون کی صحبت مین تو گدا تک مستغنی ہوجاتا ہی۔ آپ کے سلطان خوبان اچھے خسرو ہین کہ آزاد کو گداے بینوا کردین۔

آزاد - (جھیپ کر) اپنی اپنی قسمت۔

گیتی آرا - واہ یک نشد دو شد قسمت کو تو نہ الزام دیجیے قسمت نے تو سلطان خوبان کے در دولت تک پہونچا دیا۔

آزاد - (پھر منھ کی کھائی) اسوقت بلبل شیدا کی طرح دلفگار ہون دماغ صحیح نہین۔

گیتی آرا - (قہقہہ لگا کر) کیا خدا ناکردہ خشکی زیادہ ہے۔ روغن گل ملیے۔

آزاد - سبحان اللہ اس گویائی کے صدقے بلبل کے لیے روغن گل اور دماغ کے لیے خشکی بھی اچھی رعایت ہی۔ یہ عروس فصیح البیان ہی یا طوطی ہندوستان۔ یہ بت نازک آواز ہی یا بلبل شیراز۔ میرا تو ناطقہ بند کردیا۔

گیتی آرا - (مسکرا کر) آدمی ہین منصف۔

حُسن آرا - (گردن پھیر کر) چشم بد دور۔

گیتی آرا - اگر طبیعت حاضر ہو اور دماغ چاق تو اس مصرع پر ایک غزل موزون فرمایئے۔ ع

مرض عشق لا دوا دیکھا

آزاد - طبیعت کی تو نہ پوچھیے ہر وقت حاضر رہتی ہی غائب ہونا تو جانتی ہی نہین۔ باقی رہا دماغ اسمین شمیم زلف عنبرین سمائی ہی۔ اسوقت اور شعر و سخن؟ مگر الامر فوق الادب بسم اللہ سنیے۔ ؎

شیخ کعبے مین تم نے کیا دیکھا | ہم بتون سے ملے خدا دیکھا
سوز نالہ نے کچھ اثر نہ کیا | ہم نے یہ ساز بھی بجا دیکھا
آہ نے میری کچھ نہ کام کیا | ہم نے یہ تیر بھی لگا دیکھا
آیئنہ کب مقابل دل ہو | ق گرچہ دونون کو باصفا دیکھا
وہ دکھاتا ہی عکس کم یہ کیف | اسمین رو اسمین مدعا دیکھا
ہر مرض کی دوا مقرر ہے | مرض عشق لا دوا دیکھا
شکل ناخن ہی گرچہ ابرو یار | پر نہ اسکو گرہ کشا دیکھا

ہم نے دیکھا نہ عاشق آزاد
اور جو دیکھا تو مبتلا دیکھا

گیتی آرا - بارک اللہ آپ تو شاعر غزا نکلے۔ کیون حسن آرا اب ہماری قیافہ شناسی کی آپ قائل ہوئین یا اب بھی شک ہی۔

حُسن آرا - قائل! اے بہن ہم معتقد ہین۔ قائل کیا معنی۔

گیتی آرا - کیا طبیعت حاضر ہی۔ واہ واواہ خصوصًا مطلع۔

تو مطلع آفتاب سے روشن تر ہے ؎

شیخ کعبے مین تم نے کیا دیکھا
ہم بتون سے ملے خدا دیکھا

اور وہ آئینہ والا قطعہ کتنا دلکش ہے کہ واہ جی واہ۔

آزاد۔ اب انصاف تو اسی کا مقتضی ہے کہ مین نے آپکو خوش کر دیا آپ مجھے مسرور کیجئے۔

گیتی۔ دل وجان سے منظور۔ آپ کچھ فرمائین مین سعی کرونگی۔ شاید میری ہی کوشش ٹھکانے لگے۔

آزاد۔ صورت سوال ہے۔ حُسن آرا کے حُسن گلوسوز نے خرمن صبر وطاقت جلادیا۔ نکاح کا سوال ہے ع۔ کوشش کرو کار خیر ہے یہ۔

گیتی آرا۔ یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے صاحب۔ دل کا سودا دل لگی نہین ہے آخر حسن آرا مین کیا بات ہے جو آپ لٹو ہو رہے ہین یا نام ہی پر عاشق ہو گئے (حُسن آرا سے) بہن لو۔

حُسن آرا۔ اے واہ کیا سفارش ہے۔ کیون مان لین یہ ہنسی ہمکو گوارا نہین۔

آزاد ؎

رحمے بدلم اے ستم ایجاد نہ کردی
این خانۂ ویران شدہ آباد نہ کردی
دلجوئی من آہ زبیداد نہ کردی
از گوشہ بفغان دل آزاد نہ کردی
پیشست ہمہ تن گرچہ زبانم چہ توان کرد

حُسن آرا۔ چہ خوش چہ انشا شد۔ اب ایسا عشق چرایا کہ ذرا ضبط نہین کر سکتے اس نالۂ شورانگیز کو تہ کر رکھیے۔ اور میٹھی میٹھی باتین کیجئے۔

آزاد۔ تلخ کامی مین میٹھی میٹھی باتین کیسی۔

حُسن آرا۔ سنیے بندہ پرور مین بے سمجھے بوجھے ہان نکرونگی

آزاد۔ تو نہین بھی تو نہ کیجیے۔

حُسن آرا۔ ع عشق بازی را تحمل باید اے دل پائے دار۔ (سُنیے دکان مین) مین آپ کی ادا۔ آپ کی وفا۔ آپ کے خط و خال آپ کی چال ڈھال آپ کے حُسن گلوسوز۔ آپ کے نور عالم افروز آپ کی بناوٹ آپ کی سجاوٹ۔ آپ کے فضل وعلم آپ کی متانت وحلم آپکی فصاحت آپکی ذکاوت پر ہزار جان سے عاشق ہون جو ایسے گلبدن کے ساتھ میرا عقد ہو تو جامے مین پھولے نہ سماؤن۔ باغ باغ ہو جاؤن۔ زہے نصیب کہ تمھارا سا شوہر ملے زہے بخت کہ کوئی تمھاری بیوی بنے۔ مگر یہ یاد رکھیے گا۔ کہ مین وہ فعل کرنا نہین چاہتی جس سے تعلیم یافتہ عورتین بدنام ہون۔ اور وہی مثل صادق آئے کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے میری دلی خواہش یہ ہے کہ تعلیم یافتہ شریف زادیان ایسا چال چلن رکھین جو اورون کے لیے نمونہ ہو تاکہ اور شریف زادیان بھی ہمارے نقش قدم پر چلین اور زیور علم وفضل سے آراستہ وپیراستہ ہو کر اپنے ملک کو فائدہ پہونچائین بچون کی تعلیم مین مدد دین حیا پرور ہون پاک نظر ہون عصمت ہاتھ پاؤن پھیلائے۔ عفت دن دونی رات چوگنی ترقی پائے مین جو بے سمجھے بوجھے آپ کے ساتھ نکاح کر لون تو آس پاس کی عورتین طعنے دینگی کہ واہ چٹ تیری منگنی اور پٹ تیرا بیاہ آج دیکھا کل نکاح۔ بوڑھی دادی کو طاق پر بٹھایا اور آپ بیاہ رچا یا میرے چال چلن پر ہزارون کی نظر ہے اس شہر کی سب مائین اور سب بیٹیان مجھے غور سے دیکھتی رہتی ہین کہ دیکھین اسنے جو ایک نئی بات کی کہ فارسی عربی پڑھی تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے ہمارے خاندان بھر پر لوگونکی انگلیان اُٹھتی ہین ایک مجھپر کیا فرض ہے جتنی بہنین ہین سب پڑھی لکھی کیا گیتی آرا بیگم کچھ کم ہین۔ یا جہان آرا ان پڑھ ہے۔ میرے خاندان اور میری

ہمجولیون مین کوئی جاہل نادان شورکھ نہین ہم جب کوئی بات کرتے ہین آپس مین مشورہ کرکے یہ نہین کہ کالا اور نے دوڑ ہین ہم چاہے مرجائین لیکن یہ نہ ہوگا کہ ننگ و ناموس مین دھبا لگائین شادی کرنے سے انکار نہین لیکن خوض کرکے دیکھو میان اور بیوی کو عمر کا ایک معتد بہ حصہ باہم صرف کرنا پڑتا ہی اگر نہ بنی یا چھوٹ ہوگئی یا چخ چلی یا شکر رنجی ہوئی تو زندگی تلخ ہوجاتی ہی۔ میان نے کس کر بیوی پر ایک لات لگائی بیوی نے جو دیکھا نہ تاؤ جھٹ چٹ کوسنا شروع کیا۔ وہ الگ منھ پھلائے بیٹھے ہین یہ الگ روٹھی ہوئی ہین ایسے میان اور ایسی بیوی کو دور ہی سے سلام ہی آپکی ایک ایک ادا دل مین کھپ گئی ہی آپ سے اچھا بیشک مجھے نہ ملے گا لیکن آپ کو یہان کوئی جانتا بھی تو نہین ہی۔ آپ دو تین مہینے یہان رہیے اور جو مین کہون وہ کیجیے۔

۱۔ پندرھوین دن آپ کے یہان مشاعرہ ہو تاکہ اس صحبت سے آپ کا نام ہو اور لوگ آپ کو جانین کہ آپ بھی کوئی ہین۔

۲۔ کوئی عمدہ اور خوشنما بنگلہ یا کوئی کوٹھی کرایہ پر لیجیے مگر سر راہ اور اُسکو نفاست سے آراستہ کیجیے تاکہ لوگ سمجھین کہ خوش سلیقہ آدمی ہی اور روٹیون کو محتاج نہین ہی۔

۳۔ شریف زادون رئیس زادون علما فضلا شعرا کے سوا اور کسی ایسے ویسے سے صحبت نہ کرائیے شہدون بدمعاشون اوباشون کو نہ آنے دیجیے

ہمنشین تو از تو بہ باید | تا ترا عقل و دین بیفزاید

۴۔ نماز جمعہ پڑھنے کے لیے ہر بار مسجد جایا کرو جسمین مسلمان یہ نہ کہین کہ پابند صوم و صلوٰۃ نہین۔ لامذہب آدمی کو کوئی اچھا نہین سمجھتا۔ خیالات چاہے جو ہون۔ لیکن دنیا پرستی اور ظاہر پرستی بھی کسی قدر ضرور ہی۔

۵۔ ایک سواری رکھیے۔ اور صبح و شام ہوا کھانے جایا کیجیے۔

۶۔ امان جان سے کبھی کبھی ملا کیجیے۔

اگر ان باتون کو آپ پسند کرین اور میرا کہنا مانین تو مجھے شادی کرنے مین اصلا عذر نہین۔ غور کرکے اسکا جواب لطف فرمائیے یون تو مین اور سپہر آرا دونون ممنون ہین۔ آپ نے اسکی جان بچائی آپ کی عنایت سے اُسنے دوبارہ زندگی پائی ہین تو آپ کی لونڈی ہون لیکن چونکہ آپ عالم آدمی ہین اور فہمیدہ اور سنجیدہ۔ لہذا صاف صاف سمجھا دیا۔ جو آپ جاہل ہوتے تو بڑی مصیبت پڑتی۔

آزاد۔ ایسے عالم ہونے سے ہم درگذرے ہم نے علم و فضل کو ابھی سے استعفا دیدیا ہم جاہل ہی سہی بلکہ اور گنوار کا لٹھ کندۂ ناتراش اچھا آپ نے جو کچھ کہا یہ سب منظور لیکن واسطے خدا کے دوسرے تیسرے دن مجھ غریب الوطن کو اپنے پاس تک تو آنے کی اجازت دیجیے اور یہ سب بھی آپ کے یہان رونق افروز ہون۔

گیتی آرا۔ ذرا پھر تو فرمائیے گا۔ چہ خوش۔ پہونچا دیتے ہی ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ کو اپنی حسن آرا سے کام ہی یا اُن کی بہنون سے ذرا سمجھ بوجھ کے کہا کیجیے حسن آرا نے جو تقریر دلپذیر کی اُس کو گوش دل سے سنیے اور سمجھیے ہم اور وہ سب اس بات پر راضی ہین کہ آپ کے ساتھ اُنکا عقد ہو لیکن ابھی جلدی نہ کیجیے گا سچ کہیے گا آپ شراب تو نہین پیتے۔

آزاد۔ شراب! توبہ صورت سے اور نام سے نفرت ہی۔

کہانتک آنکھون مین سرخی شراب خواری کے | سفید مو ہوے باز آ سیاہ کاری سے

حسن آرا۔ پھر آپ کے پاس بجرے پر کہان سے آئی جو آپ نے سپہر آرا کو پلائی۔

آزاد۔ سبحان اللہ وہ تو دوا تھی۔

کیا ذکر شراب یار توبہ خادر | رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خادر
دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے | توبہ خادر ہزار توبہ خادر

میان آزاد یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ہنسیا کلوارن دھانی بھریا پھڑکاتی ہوئی لب چشمہ سار نظر آئی اور اُسکو دیکھتے ہی اُنکو اُن خرابیون کی درگت یاد آئی جو بسنت کے دن یہ مست ہو گئے تھے

جہان آرا - ای باجی بھیّا کب سے سو رہا ہی - ذرا جگا دو - دو گھڑی کھیلنے کو جی چاہتا ہی -

گیتی آرا - نا کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا بچے جب سوتے ہون تو انکو جگانا نہ چاہیے - اب آج سے یاد رکھنا - کم سنی مین جب بچے سوتے ہین تو اُنکی بارَھ ہوتی ہی - اُنکو جگانا اُن کی نشو و نما کو روکنا ہی - اپنے آپ جگ ہی جائینگے یہی تو بڑی خرابی ہے کہ بچون کی غور و پرداخت کا کسی کو خیال نہین بچے تو کوپل ہین کوپل - چاہے جس طرف جھکا دو - لیکن بڑھ کر پھر مشکل ہی - تندرستی اُنکی صحت اُنکے چال چلن کا ابھی سے خیال چاہیے جس مین بڑھکر توانا و تندرست چاق و چوبند ہون - یہان کی عورتین بچون کو راہ خدا پر چھوڑ دیتی ہین - اسی سے تو اکثر بچے بیمار رہا کرتے ہین -

حسن آرا - اسوقت ہوا بڑے زور سے چل رہی ہی - اُف - جگر تک ٹھٹھر جاتا ہی - ای ہی - باجی - یہ کیا باتین ہین تمھاری اور سُنو - ہم بڑے بڑے تو کانپ رہے ہین رزائی اوڑھنے کا جاڑا ہی یہ دولائی چھوڑنے کو جی جو چاہتا ہو - اور بھیّا کو باریک تنزیب کی آصف خانی خالی خولی پہنا دی ہی - اسی سے تو سردی کا مرض ہو جاتا ہی ای دل بہار فلالین کا کرتا نیچے پہنا دو اور کانون مین دو ہرا ریشمی رومال باندھو یہ گلاب کے پھول ہین - کمھلا نہ جائینگے - اس اتنی ہوا کی انھین برداشت کہان

یہ روپیہ کون بھیا کے ہاتھ مین دے گیا ہی - واہ اچھا پیار ہی اور جو کھیلتے کھیلتے مُنھ مین روپیہ لیجائے تو کیسی گذرے چھین لو

دل بہار - ای حضور چھین تو سب کچھ لون جب وہ دے بھی وہ تو رونے لگتا ہی -

حسن آرا - دیکھو ہم کس ترکیب سے لیتے ہین بھلا روئے تو - (چمکا کر) بھیّا (ہنس کر) بھیّا (جھنجھنا ہلا کر) بھیّا (تالیان بجا کر) بھیّا (ہونٹ پر آہستہ سے اُنگلی رکھکر) بھیّا (گدگدا کر) بھیّا - گدگدانا تھا کہ لڑکا کھل کھلا کر ہنس پڑا اور روپیہ بڑے ہاتھ سے الگ حسن آرا نے روپیہ چپکے سے ہٹا کر کہا کیون دل بہار ہم نے روپیہ کیونکر چھپا کر لے لیا رویا نہ دھویا -

دل بہار - جی ہان - رونا کیسا اور ہنستا گیا بڑا شہدا ہے - کھیل کرا بڑا شہدا ہی - ہات ترے کی - خالہ کو کیسے چپ چپاتے روپیہ حوالے کیا اور ہم نے ہاتھ ہی لگایا تھا کہ غل مچانے لگا -

گیتی آرا - عمر بھر تمنے لڑکے پالے - ہا تمھین سلیقہ نہ آیا - بچون کی پرورش کچھ ہنسی کھیل تھوڑا ہی ہی -

دل بہار - آدمی کے بچون کا پالنا تو ایک طرف ای ہم کہتے ہین کہ کتون کے پلون تک کا پالنا ذری دل لگی نہین ہی - ایک جنور کا پالنا مشکل ہی - اور ابھی میرا سن ہی کیا ہی جو مین یہ باتین جانون بھیّا کو کل سے دست پر دست آرہے ہین اور ایک ہی دن مین اسکے دشمن گھل کر کانٹا ہو گئے - یہان جنگل مین اوپر آسمان نیچے سمندر نہ حکیم کوئی نہ ڈاکٹر -

گیتی آرا - ہان ہان پھر دست تو آوین ہی گے - دانت نکلتے ہین نہ بخار اور دست تو قاعدہ ہی ہی اسکا اس مین گھبرانے کی کیا بات ہی - ہم دوا دے دینگے - رات کو درخت کے تلے بچون کو نہ سلایا کرو -

حسن آرا۔ کیون اسکا سبب۔

گیتی آرا۔ لوگ کہتے ہین کہ رات کو درخت کے نیچے سونا برا آدمی کو بیمار کرتا ہی۔

دل بہار۔ بیمار و بیمار تو کوئی بھی نہین ہو جاتا یون کہو کہ سائین کے سو کھیل۔ خدا جانے آسیب ہو بھوت ہو پریت ہو کیا ہو کیا نہو۔ لڑکا جھپیٹے مین آجاتا ہی۔

حسن آرا۔ توبہ توبہ جھپیٹ کیسی اور بھوت پریت کیا بلا ہی۔ یہ سب ڈھکو سلا ہی ڈھکو سلا ہی تم ہی سی مورکھ عورتون نے تو جھوٹی باتین مشہور کر دی ہین رات کو درخت کے نیچے سونا اس سے برا ہی کہ شب کے وقت درخت سے ایک قسم کی خراب ہوا نکلتی ہی اور وہ صحت کے حق مین زہر کی خاصیت رکھتی ہی سو یا اور بیمار ہوا اسکا اثر رفتہ رفتہ تندرستی پر پہونچتا ہی۔ ہان دن کے وقت البتہ درختون کے سایہ مین سونا اچھا ہی دن کے وقت جو ہوا درختون سے نکلتی ہی وہ صحت کے حق مین فائدہ بخش ہے باقی چڑیل اور بھوت کے تو ہم قائل نہین اور نہ یہ کوئی ان لچر باتون کو مانتی ہونگی۔

حسن آرا۔ ہماری دلی آرزو یہ ہی کہ ہم یہان مدرسۂ نسوان قائم کرین یہان ہندوؤن کی بستی زیادہ ہی مین نے ایک لکچر لکھا ہی میان آزاد اگر اصلاح دے دین تو مین کسی دن یہان کی شریف زادیون کو جمع کر کے لکچر دون شاید کسی کے دل پر اثر کرے اور کوئی نتیجہ نکلے۔

آزاد۔ ہان ہان۔ ذرا لکچر سنائیے تو آپ کا لکچر تو قابل دید ہوگا۔ باقی رہا اصلاح یہ آپکا حسن اخلاق ہی مین ژولیدہ بیان کج مج زبان جاہل آدمی اصلاح دینا کیا جانون۔ ہان اگر آپ اپنی زبان سے خیالات فاخرہ فرمائین تو بجان منت۔

حسن آرا۔ الامر فوق الادب ہمین عذر نہین مگر دست بستہ التماس ہی کہ ہنسیے گا نہین۔

آزاد۔ ہنسون بھی تو ہنس نہین سکتا من ضحک بسم اللہ فرمائیے۔

لکچر نسبت تسلیم النسا مصنفۂ صاحب طبعہ رسا خاتون مہ لقا حسن آرا زاد اللہ حشمتہا

ظرفائے بصرہ مین سے چار بزرگوار جنمین سے ہر ایک بذلہ سنجی مین طاق اور لطیفہ گوئی مین مشاق تھا حضرت رابعہ بصری کے پاس گئے۔ ایک نے کہا۔ ای رابعہ ذکور کامل العقل ہین اور اناث ناقص العقل۔

رابعہ نے پوچھا وجہ۔ برہان۔ فرمایا کہ انکے نقصان عقل کی یہی کافی دلیل ہی کہ دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کہ آجتک کسی عورت نے پیغمبری کا درجہ نہین حاصل کیا تیسرے بزرگوار بولے کہ عورتین مہینے مین تین روز روزہ و نماز سے باز رہتی ہین چوتھے بزرگ نے فرمایا کہ بس دلائل متذکرۂ بالا سے ثابت ہی کہ عورتون پر مردون کو فضیلت ہی۔

رابعہ نے کہا کہ آپ کی دلیلین اور اعتراض ہمارے سر آنکھون پر لیکن تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا نقشہ ہے اگر کسی عورت سے پوچھیے تو وہ بھی عورتون کی تین فضیلتین بیان کر سکتی ہی۔

اولاً عورتون مین کوئی ایسی نہین سنی گئی کہ نہ مرد ہو نہ عورت ثانیاً آجتک کوئی ایسی عورت نہین سنی گئی جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو یہ بے ادبی مردون ہی سے سرزد ہوئی۔ ثالثاً انبیا اور اولیا اور صلحا اور صدیقون نے عورتون ہی کے

بطن مین پرورش پائی تھی۔

جب سب پر ظاہر ہی کہ اناث کو ذکور پر جسقدر فضیلت ہی اُسے ذکور اپنے غرور کے سبب سے تسلیم نہین کرتے ہین۔

یہ برجستہ جواب سُنکر اُن چارون کے حواس خمسہ مختل ہو گئے

اب میری پیاری بہنون کو غور کرنا چاہیے کہ ذکور ہمکو کس قدر بُرا سمجھتے ہین اور کس درجہ نظر حقارت سے دیکھتے ہین جاہل سُورکھ ان پڑھ ناقص العقل ناقص الدین یہ خطاب ہمارے لیے تجویز ہوے ہین لیکن ہم اسی پر قناعت کرتے ہین حالانکہ یہ بھونڈی قناعت ہی ہمین چاہیے کہ وہ تدبیر کرین جس سے ناقص العقل ہونے کا دھبا مٹ جائے لور وہ تدبیر یہی ہی کہ زیور علم سے متحلی ہون ہم تسلیم کرتے ہین کہ ہم ناقص العقل ہین سلمنا اور ناقص العقل ہونے کے سبب سے ناقص الدین بھی ہین لیکن یہ قصور کسکا ہی۔ ذکور کا۔ وہ ہمکو تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہین ہمارے پڑھانے لکھانے کو کفر و خطا تصور کرتے ہین اور پھر ہمین کو للکارتے ہین کہ تم کم عقل ہو۔ ذکور ہمکو بڑی ہی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین ہمارے دل پر داغ ہوتا ہے کہ وہ ہمین بہائم کچھ ہی بہتر سمجھتے ہین مگر ہماری آنکھون پر وہ غفلت کا پردہ چھایا ہوا ہی کہ ہمین اپنا نیک و بد کچھ نظر نہین آتا اگلے وقتون کے لوگ تعلیم نسوان کو آتش زن کالاے پارسائی اور فروغ بازار بیحیائی کہتے تھے۔ اور شریف زادیون کے تربیت یافتہ ہونے کو معائب شرافت خیر۔ اب نئی پود کے نوجوان البتہ اس امر کی طرف کسی قدر مخاطب ہوے ہین لیکن زبانی داخلہ بہت یہ نہین کہ اپنی اپنی بیوی کو پڑھائین لکھائین۔ پس خالی باتین سُن لیجیے جو لوگ تعلیم نسوان کو اچھا سمجھتے ہین وہ تین سوال پُوچھتے ہین۔

اولاً۔ کیا شرح محمدی اور دھرم شاستر کی روسے تعلیم نسوان ممنوع ہی۔

ثانیاً۔ ہمارے اسلاف فردوس آرام گاہ کے وقت مین تعلیم النسا کا رواج تھا یا نہین۔

ثالثاً۔ کب سے اور کیون موقوف ہوئی۔

یہ تین سوال غور طلب ہین اور اکثر اخبارون مین وقتاً فوقتاً ان کی بحث دیکھی۔

واضح ہو کہ امر اول کی نسبت سب یہی کہینگے کہ تعلیم النسا ممنوع نہین ہی دھرم شاستر اور شرع محمدی دونون کے روسے اسکا جواز ظاہر ہی۔ اگر شرع محمدی کی روسے عورتون کی تعلیم ناجائز ہوتی تو اہل اسلام کی وہ عورتین جو مقدس سمجھی جاتی ہین اور جو واقع مین اس لائق تھین کہ انکے نقش قدم پر چلے اور انکے چال چلن کو دستور العمل بنائے علم و فضل سے ضرور محروم رہتین ظاہر ہی کہ علم کے بغیر شرع محمدی کو مرد ہو یا عورت کوئی بخوبی سمجھ نہین سکتا اور جب تک بخوبی نہ سمجھے گا ضرور ناقص العقل رہیگا پس دین کی ترقی کے لیے لازم آیا کہ ذکور ہی نہین بلکہ اناث بھی تعلیم پائین شرع کی روسے ایسے امر مستحسن کی ممانعت یعنی چہ باقی رہا دھرم شاستر اسکی روسے جواز ظاہر ہی میری ہندو بہنین جانتی ہونگی کہ منتری جی جو جاگ دلک رکھیشر کی استری تھین وہ علم و فضل مین آجتک مشہور ہین مہاراجہ دھر تراشٹ کی استری گندھاری جی اسقدر عالمہ متبحرہ تھین کہ بیاس جی جیسے عالم اجل سے علمی بحث ہوا کرتی تھی لیلاوتی جی کے نام سے کون فرد بشر واقف نہین ہی حساب مین اُن کو اسقدر دستگاہ حاصل تھی کہ اچھے اچھے محاسب انکو مانتے ہین راجہ بھوج کے عہد مین دربار دھری جی مدارس نسوان کی منتظمہ

مقرر یقین۔ ایک اخبار مین مین نے پڑھا ہی کہ راجہ بھوج کی بیٹی
نے راجہ پرتھی راج کے نام اپنے ہاتھ سے خط لکھکر بھیجا تھا اگر
تعلیم نسوان خلاف احکام دھرم شاستر ہوتی تو ایسے ایسے
منی اور رشی اور مہاراجہ اسکو کب جائز رکھتے۔

اہل اسلام مین تعلیم نسوان کا رواج اس سبب سے کم ہوگیا
کہ وہ رفتہ رفتہ کاہل ہوتے گئے اور عیش و عشرت مین پڑ گئے
عورتون کی تعلیم کا بالکل خیال نہ رہا اب یہ کیفیت ہی کہ اہل اسلام
کی شرفازادیان نماز بھی اچھی طرح نہین پڑھ سکتین اور اہل ہنود
مین شاید پردے کی رسم کے سبب سے موقوف ہوگیا۔

عورتون کا ناقص العقل ہونا ہنود مین مشہور نہین ہی۔ تریا چرتر
البتہ مشہور ہی لیکن یہ اسی سبب سے کہ وہ بیچاریان جواب
نہین دے سکتین اگر وہ بھی پڑھی لکھی ہون تو مردون اور
عورتون کا اُس مین مقابلہ کرکے ثابت کردین کہ مرد زیادہ خوش وضع
اور نیک ہین یا عورتین۔ عورتین اگر ناقص العقل ہوتین تو مدارس
نسوان مین لڑکیان ایسی ترقی نہ کرتین جیسی اُنھون نے کین بلکہ
تجربے سے ثابت ہوا ہی کہ عورتین مردون سے ذہن و ذکاوت
مین کسی طرح کم نہین ہین صاحب ڈائرکٹر مدارس بنگالہ و مدارس
وغیرہ افسران اعلی کی رپورٹ سال تمام سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ مدارس نسوان مین لڑکیون نے بہت جلد ترقی کی اور لڑکون
سے بڑھ گئین۔

عورت اگر تربیت یافتہ ہوگی تو اپنے بچون کو ابتدا ہی سے
عمدہ تعلیم دے گی۔ اخلاق سکھائے گی اچھی اچھی باتین بتائیگی
کیونکہ دس بارہ برس تک بچے کنار مادری مین پرورش پاتے ہین
اور مان کی خو بو اُن مین زیادہ اثر کرتی ہی اگر مان تعلیم یافتہ ہوئی
تو اوائل عمر مین جسقدر عمدہ تعلیم لڑکے اُس سے پا سکتے ہین اسقدر
اور کسی طرز پر ممکن نہین۔

اوائل عمر مین جب لڑکے اور لڑکیان ساتھ کھیلتی ہین تو اُنکی
ذکاوت اور ذہانت مین فرق نہین معلوم ہوتا ہی اور اگر محسوس
بھی ہوتا ہی تو مفید بہ حق نسوان۔ لیکن پڑھکر مرد عالم و فاضل منطقی
و فلسفی ہوجاتے ہین اور لڑکیان گوڑیا گڈے کھیلتے کھیلتے محض
جاہل رہتی ہین عورتون کی ناقص العقلی اگر تھوڑی دیر کے لیے
تسلیم بھی کی جائے تو خلقی نہین افسوس ہے کہ گو اُنکو تحصیل
علوم اور اکتساب فنون کی قابلیت حاصل ہے تاہم ذکور
کی عدم توجہی ہم کو اُن سے محروم رکھتی ہی یہ کہنا کہ عورتون کو
پڑھنے لکھنے کا وقت نہین ملتا ایک عذر بدتر از گناہ ہی بعض
عورتین جو گھر کی اکیلی ہین وہ البتہ عدیم الفرصتی کا عذر پیش
کرسکتی ہین مگر یہ عذر عام نہین ہی۔ بہت سی عورتین ایسی ہین جنکو
ع بجز خفتنی بازیا خوردنی ہنک اور کوئی کام نہین مانا کہ نسوان
علم برق مین بُراق نہون۔ جر اثقال مین طاق نہون۔ شاعری
مین شہرۂ آفاق نہون۔ نثاری مین مشاق نہ ہون لیکن اخلاق
کی کتابین تو پڑھین کفایت شعاری کے رسالے معائنہ
کرین۔ مذہبی کتب معقول کی سیر کرین۔ حساب مین ضرب
تقسیم کسر اربعہ تک سیکھین۔ گھر کا خرچ روزمرہ لکھ لین چھوٹے
چھوٹے بچون کو ناگری یا اُردو کی کتابین تو پڑھا سکین۔ اب
انصاف کیجیے کہ کیا اس قدر تحصیل کے لیے خضر و الیاس کی
عمر چاہیے۔ ہم دعوی کرکے کہتے ہین کہ چاہے کیسی ہی غبی
لڑکی کیون نہ ہو چار پانچ برس مین یہ سب بآسانی سیکھ
سکتی ہی۔

یہ کتنا بڑا فائدہ ہی کہ اگر عورتین پڑھی لکھی ہون تو اپنے شوہر
کو کہین زیادہ خوش رکھین۔ ناخواندہ عورت دوست جاہل ہی

تربیت یافتہ بی بی مونس دانا پڑھی لکھی عورتین عموماً گھر کا انتظام ایسی خوش اسلوبی سے کر سکتی ہین جیسے اہل انگلستان ملک کا انتظام کرتے ہین بعض اصحاب اعتراض جڑتے ہین۔ کہ تعلیم و تربیت سے عورتین بدوضع ہوجائینگی۔ توبہ توبہ۔ کیا بھونڈے خیالات ہین۔ یہ علم و فضل پر بڑا بھاری الزام ہے مگر پایۂ اعتبار سے ساقط۔ اکثر صاحبون کا مقولہ ہے کہ جب عورتین پڑھ لکھ جائینگی تو خفیہ عشقیہ خط و کتابت شروع کر دینگی۔ توبہ توبہ کیا بدگمانی ہے جو عورتین ناخواندہ ہین کیا وہ زبانی پیغام نہین بھیج سکتین۔ ایک صاحب نے بہت صحیح لکھا ہے کہ خط کے بھیجنے مین تو یہ خوف دامنگیر ہو سکتا ہے کہ مبادا خط پکڑ اجائے اور پھر ساری قلعی کھل جائے انکار کی گنجائش بھی مطلق باقی نہ رہے اور اگر زبانی پیغام ہوا تو کھلے گا کیا اور کھلے بھی تو صاف انکار ہو سکتا ہے۔

بہرحال اب میری دلی خواہش یہ ہے کہ ایک مدرسۂ نسوان قائم ہو اور آپ سب مل کر مدد دین کہ ہندو اور مسلمانون کی شریف زادیان اُس مین پڑھنے آئین۔ بڑی احتیاط کیجاوے گی کہ اُس مدرسہ مین کوئی مرد نہ آنے پائے پرندہ پر نہ مار سکے اور عورتین بھی وہی آسکینگی جو شریف زادیان ہین ایسی ویسی عورتون کو آنے کی اجازت نہ دیجاوے گی۔

بس اسی طرح لکھا ہے ابھی صرف اسی قدر ہے بعض خیالات اس مین نہین آئے وہ بھی بڑھا دونگی۔ اب آپ فرمائیے حضرت آزاد کو پسند ہے یا نہین۔ ایک بات اور سن لیجیے کہ یہ لکچر ایک جلسے مین پڑھا جائے گا ذرا بغور اصلاح دیجیے اور عجب نہین کہ اخبارون مین بھی مشہور ہو۔

آزاد۔ بارک اللہ بارک اللہ یہ مضمون ہے یا فصاحت کا جیحون۔ اسوقت فرطِ طرب سے سینہ باغ باغ ہے چشم بددُور کیا طبع کی رسائی ہے اور کیا خداداد ذکاوت پائی ہے۔

ہان آج سخنور و نہین فائق ہے تو	ذی فہم و ذکی ذہین و لائق ہے تو
ہمپایۂ چرخ ہے تری فکر بلند	حلال غوامض وہ دقائق ہے تو

گیتی آرا۔ حسن آرا کی زبان چوم لے۔ اللہ جانتا ہے کہ کیا طبیعت پائی ہے۔ آمد ہے آمد۔ آورد کا نام نہین کیا خوب ثابت کر دیا کہ تعلیم نسوان ضرور ہونی چاہیے۔ جی خوش ہو گیا مدرسہ قائم ہو تو ایک گھنٹے بھر ہم بھی تعلیم دین۔

جہان آرا۔ دو گھنٹے ہم بھی پڑھائین۔

سپہر آرا۔ ہم کو تو چھوکریان پڑھاتے ہوے شرم آئے مگر جایا کرین ہم بھی۔

آزاد۔ اور ہم۔

حسن آرا۔ جی بجا ہے آپ کا وہان گذر کہان۔ سہ

انسان کو علم فائدہ دیتا ہے	آئینۂ عقل کو جلا دیتا ہے
دنیا مین جو عزت ہے تو عقبی مین بہشت	یہ دونون جہان مین مرتبہ دیتا ہے

واہ رے علم ہندوستان مین کروڑون عورتین ہین۔ گنوارنین بھی ہین دہقانین بھی ہین بیگمین بھی ہین۔ شریف زادیان بھی ہین لیکن سب کے خیالات مختلف پھر یہ تو نئی بنائی بات ہے دنیا مین جسطرح صورتین مختلف ہین اسی طرح سیرت بھی ایک سی نہین ہوتی۔ کوئی گورا ہے کوئی کالا۔ کوئی صبیح ملیح۔ کوئی نازک اندام کوئی گلفام کوئی بدقطع۔ کوئی خوبرو۔ گنوارنون کو دیکھیے کہ ٹکلی ماتھے پر چپکائے لال لال چنریا پھڑکائے کھیتون مین لہلہاتے ہوے سبزے کے دھانی رنگ پر لوٹ پوٹ ہین۔ پٹیان گوندھے جمائے اور سیندور کی لال لال مانگ نکالی اور سمجھین کہ بس اب ہم ہی ہم ہین اور ایسی پری زاد ین دنیا کے پردے پر

کم ہین۔ شہر کی عورتون کے ٹھاٹھ ہی ہین دنیا سے نرالے ساری
خدائی سے انوکھے۔ وہ فوق البھڑک لباس زرق برق کہ نظر کا
پاؤن پھسل پھسل جائے۔ وہ تراش خراش کہ زاہد صد سالہ تک
اُنکی بیعت لائے اور اُنھین کا کلمہ پڑھنے لگے۔ لیکن الف کے
نام بے تک نہین جانتین۔ بالکل جاہل کندۂ ناتراش۔ ان پر بھی
مورکھ ہاے ہاے یہ شریف زادیان۔ اور جاہل مطلق افسوس
شہر کی عورتین عموماً بات چیت بول چال روزمرہ محاورے مین تو
برق ہوتی ہین مگر پڑھنا لکھنا خیر صلاح پھر خالی خولی طراری اور
لفاظی اور لسانی سے کیا ہوتا ہے فرانس مین بھی لیڈیون کو
تراش خراش اور بناوٹ سجاوٹ کا بدرجۂ اتم شوق ہے اور
نئی نئی وضع نئی نئی قطع ایجاد ہوتی ہے نئے نئے فیشن نکلتے ہین
لیڈیان بانکی پوشاک بانکی وضع سے بن ٹھن کر سیر کو جاتی ہین
لیکن یہی نہین کہ خالی لباس پر بلیٹھی ہون علم و فضل مین دستگاہ ہے
ہاے یہی تو رونا ہے کہ یہان یا تو بالکل گنوار پن ہے یا پھر جامہ زیبی
اور طراری کا شوق لکھنے پڑھنے سے تو کوئی واسطہ ہی نہین۔
شریف زادی کے یہ معنے ہین کہ بھلے مانس کے یہان پیدا ہوئی ہو
خیالات چاہے گنوارون کے خیال سے بھی بدتر ہون اس سے بحث
نہین بڑی خرابی یہ ہے کہ اب وہ لوگ جو نیچ قوم کہلاتے ہین اُنکی عورتین
پڑھنے لکھنے لگین اور شریف زادیان رئیس زادیان امیر زادیان
بھلے مانسون کی مستورات ابھی جہالت ہی کی تاریکی مین ہین۔
اب چار دن مین سُن لیجئے گا کہ نیچ قوم کی عورتین شریف زادیون کو
دھمکائینگی کہ بیگم صاحب آپ جانتین کیا۔ گر یا اچھر بھینس برابر
لاحول ولا قوۃ۔ شریف زادیان ناحق اپنے کو داغ لگاتی ہین
واہ رے حُسن آرا حُسن و جمال تو خدا نے دیا ہی تھا اُسی کے
ساتھ طبیعت بھی وہ نورانی عطا کی کہ واہ جی واہ۔ خیالات کیسے

فاخرہ کہ باید و شاید۔ دل وہ نیک کہ آہو ہو ہو۔ دائے وہ ذہین
کہ سبحان اللہ۔ فکر وہ متین کہ اُسکی متانت فکر کی قسم کھائیے اور
یہ سب علم کی بدولت طبیعت ذکاوت تو جناب باری نے
کوٹ کوٹ کر بھری ہی تھی اُس پر عمدہ تعلیم پائی سے اُٹھی گویا
آئینہ عقل پر جلا ہو گئی چمک گیا۔ کیون نہو حسن آرا کا لکچر
قابل دید ہے بلکہ دید ہے نہ شنید ہے زبان کیسی شستہ و رفتہ خیالات
کیسے بلیغ و شگرف۔ صدائے کیسی فرخ اور نوادر ہمدردی ایک
ایک لفظ سے ٹپکتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دل سے لگی ہے
اور ہندوستان کی عورتون کو غریق بحر جہل دیکھکر اسکا جی جلتا ہے
اسنے بیڑا اُٹھا لیا ہے کہ عمر بھر تعلیم نسوان کی ترغیب دیتی رہے گی
آفرین صد آفرین۔ اب حُسن آرا کے خاندان کی اور شریف زادیون
حُسن آرا کی بہنون کی حُسن لیاقت دیکھئے کہ کیسی خوش سلیقہ باتمیز
ذی جودت تربیت یافتہ اور ذی خلق ہین کہ انسان اگر ایک
دم کے دم بھی ان کی صحبت مین بیٹھے تو اُس کا جی خوش
ہو جائے اور اخلاق و سلیقہ دیکھکر عش عش کرنے لگے کہ
واہ۔ ایسی شریف زادیان تو آج تک ہندوستان مین
دیکھی ہی نہ تھین دیکھیے تربیت یافتگی نے کیا رنگ اثر جمایا کہ
بچون کی پرورش اور غور پرداخت اور علاج اور دل جلانے
مین حُسن آرا اور سپہر آرا اور جہان آرا اور گیتی آرا سب کی
سب طاق تھین۔ بدتمیز عورتین عموماً اپنے بچون کی تندرستی کا
اصلا خیال اور مطلق پروا نہین رکھتین گو بچون کی عاشق زار
تو ہوتی ہین لیکن اپنی بدتمیزی کے سبب سے وہ فعل
کر گذرتی ہین کہ لڑکا بیمار نہ ہوتا ہو تو ہو جائے۔ حُسن آرا اور
گیتی آرا نے اُس دایہ کو کیسا للکارا تھا کہ خبردار لڑکے کو جگانا
نہین ابھی سویا ہے۔

نیند بھر کے سونے دو جب لڑکا سوتا ہو تو اُسکو کبھی نہ جگائے

خیر حُسن آرا اور سپہر آرا اور اُنکی خالہ زاد بہن گیتی آرا اور جہان آرا اور میان آزاد اور پیرمرد سب کے سب نے ملکر اُس ایوان کیوان نشان مین بڑے لطف و سُرور اور مسرت و بہجت سے دو روز کاٹے خوب خوش روزہ منایا اور حُسن آرا نے میان آزاد کی چال ڈھال وضع قطع بات چیت کو میزان خرد مین خوب تولا خوب جانچا پرتالا اور اُنکے زر شرافت کو کامل عیار پایا حُسن آرا کی دلی آرزو تھی کہ میان آزاد کی خوبو سے بخوبی واقف ہو جائین۔ دس دن مین بیس دن مین ایک مہینے مین دو مہینے مین جسقدر عرصے مین چاہے معلوم ہو کوئی دقیقہ باقی نہ رہجائے۔

دو دن اُس ایوان سپہر توامان مین اسی غرض سے رہی تھین کہ میان آزاد کے چال چلن کو بخوبی جانچین پرتالین۔ جب دو دن تک خوب دیکھ بھال چکین تو گیتی آرا نے کہا کہ حُسن آرا اب چلو گھر چلین اور میان آزاد سے کہو کہ کسی اور محلے مین مکان لین مگر آیا جایا کرین۔ بہن آزاد کی ہمکو دل و جان سے محبت ہے اللہ وہ دن دکھائے کہ آزاد کا اور تمھارا عقد ہو جائے آزاد ہم کو اپنی بڑی سالی کہین اور ہم اُن کو اپنا بہنوئی کیا آنکھین ہین اہو ہو ہو۔ کیا رخسارے ہین واہ واہ واہ۔ کیا قد و قامت ہے کیا شکل و صورت ہے کہ سُبحان اللہ۔ ایک طرف علم و فضل کو دیکھو۔ شاعر کیسے غرا سخندان کیسے بے ہمتا۔ منشی کیسے بے بدل۔ نثار کیسے بےمثل۔ مُورخ کیسے زبردست کیا برجستہ غزل کہی ہے کتنی دلربا اور چیدہ ہے مطلع مجھے تہ دل سے پسند ہے ؎

شیخ کعبے مین تم نے کیا دیکھا	ہم بتون سے ملے خدا دیکھا

اور لطف یہ کہ فی البدیہہ کہی ادھر فرمایش ہوئی اور غزل برجستہ موزون کر دی۔

حُسن آرا نے کہا بہن سُنو ہم تو اُن کے بڑے ممنون ہین۔ اُنھون نے تمھاری بہن سپہر آرا کی جان بچائی مین تو اُنکی لونڈی ہو جاؤن خدا کی قسم مگر بیاہ مین بے جانچے پرتالے نہ کرون گی اب تم اُنسے یہ کہو کہ کسی اور محلے مین فوراً نہایت ہی عمدہ مکان کرایہ پر لین اور اُس مین رہا کرین اور بہن اُنسے کوئی ایسی بُری بات کہو جو شریف زادون کی وضع کے بالکل خلاف ہے دیکھو یہ مانتے ہین یا نہین اُنسے تم کہو کہ فلان بات کر لاؤ جو بالکل وضع کے خلاف ہو اور اُنکو ترغیب دو کہ اگر تم یہ بات کرو تو ہم حُسن آرا کو بیاہ کرنے پر مجبور کر دینگے دیکھو مانتے ہین یا نہین۔ گیتی آرا نے کہا خوب سُوجھین تم اب یہان سے چلو تب کوئی بات ہو تم نے تو یہان خیمہ ہی نصب کر دیے حُسن آرا نے کہا پھر چلیئے۔

گیتی آرا۔ (میان آزاد سے) اب تو گھر چلنا چاہیئے دو دن ہو گئے۔

آزاد۔ ہان اب بوریا بدھنا اُٹھایئے بقچہ سنبھالیے۔ بڑی بیگم صاحب اپنے دل مین کہتی ہونگی کہ دو دن غائب غلہ رہنا چہ معنی دارد۔

گیتی آرا۔ اسکا تو آپ خیال ہی نہ کیجیے حُسن آرا کی والدۂ ماجدہ کو اُنپر کامل اعتماد ہے آپ اسکی فکر نہ کیجیے اپنے بچھڑے کے دانت سب ہی پہچانتے ہین۔ وہ حُسن آرا کو خوب جانتی ہین حُسن آرا بڑی نیک اور پارسا اور عفیفہ اور پاکدامن حیاپرور اور عفت کوش لڑکی ہے گو مجھ سے اُنسے دو ہی تین برس کی چھٹائی بڑائی ہے لیکن مین خوب سمجھتی ہون کہ وہ مجھ سے علم و فضل لیاقت

تمیز سلیقے مین بہت بڑھی ہوئی ہین۔ انکی مان اُنپر جان دیتی ہین
آپ ہرگز یہ نہ سمجھیے گا کہ یہان دو دن رہنے سے حُسن آرا کی
مان اُنکو بُرا سمجھین یا اُن سے ناراض ہو جائین یہان ہونی بات ہی
آزاد۔ نہایت طبیعت خوش ہوئی بی حُسن آرا بیگم سے اور بھی
زیادہ محبت ہو گئی۔

الغرض سب کے سب بجرون پر سوار ہو کر چلے راہ مین میان
آزاد نے کئی بار گیتی آرا سے کہا کہ اگر یہ نہ مانین گی تو مین زہر
کھاؤنگا میری تو جان جاتی ہی مین کیا کرون ہاے ستم مجھے خدا نے
ایسی پاکیزہ صورت کیون دکھائی۔ مین ادہمیرا خدا وکہ اُنکی ذکاوت
اور جودت اور چال چلن اور عفت نے مجھے اور بھی ان کا
عاشق دلدادہ کر دیا۔ اب مین کرون تو کیا کرون اگر یہ صرف اتنا
مجھ سے کہہ دین کہ تو گھبرا نہین تو میرا جی خوش ہو جائے مگر حیف
صد حیف کہ یہ بالکل انکار کرتی ہین اور ذرا اُمید نہین دیتین۔
حُسن آرا۔ (کان مین) آزاد ہم تم پر دل و جان سے عاشق
ہین اور عاشق صادق ہین مگر دیکھیے ذرا صبر کیجیے ذرا تحمل
کیجیے۔ ع۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد + آپ میرے
جمال میرے حُسن میری پیاری پیاری صورت میری سیرت کے
عاشق زار ہو گئے۔ گو یہ غرور کے کلمے ہین لیکن مین صاف
صاف کہتی ہون کہ اگر کوئی سُنے گا کہ اسطرح نکاح ہوا تو ہنسے گا
یہ نئی بات ہوگی اور جگت ہنسائی الگ۔
گیتی آرا۔ ہم سمجھ گئے۔ بس میان آزاد اب زیادہ اصرار نکرو
حُسن آرا نے صاف صاف کہہ دیا جو کچھ کہنا تھا اب بھی آپ
نہ مانین تو افسوس ہے الغرض میان آزاد اور حُسن آرا
اور گیتی آرا اور سپہر آرا اور پیر مرد سب بجرون پر
سوار ہو گئے

ہوا سے بینڈھے اُچھل رہے تھے۔ دریا نوجوانون کے
مزاج کی طرح بلبلون پر تھا موجین لہراتی ہوئی آتی تھین۔ پانی ساحل
کو چوم کر اٹھکھیلیان کرتا ہوا جاتا اور برجعت القہقری واپس
آتا تھا۔ اشجار پر بہار کا عکس جو بن دے رہا تھا بعض بعض
شاخین پانی کو چوم رہی تھین۔ اُنپر طیور ذی شعور اور مرغان
خوش الحان کا مزے سے بیٹھنا اور ہوا کے جھونکون کا اس
قدرتی جھولے کو پینگ دینا اور مرغان خوش نوا کا فرط طرب سے جھوم جھوم کر
چہکنا عجب لُطف بہار دکھاتا تھا۔ مچھلی یہ اُچھلی وہ ہو ہی کسی
نے کہا رہو ہی۔ کوئی بولا بام ہے۔ وہ دریائی جانور نے
سر نکالا اور غڑاپ غوطہ کھایا۔ کچھوا یہ تیرتا جا رہا ہی وہ گردن
غٹ سے پیٹ کے اندر کھینچی۔ کنارے پر گھانس خوب جمی ہوئی
ہے اور ایک کونے پر غوطہ خور بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہی۔ لہرین لہراتی
ہوئی آتی ہین اور اُسکے پانوٗن کو چوم جاتی ہین۔ ہوا ایسی سرد چل
رہی ہے کہ جگر تک کرہ زمہریر بن گیا روح ٹھٹھری جاتی ہے۔
جسم کے لحاف مین دبکی و بکائی پڑی ہی۔ نظر کے لیے چو طرف
خسخانہ بنا ہوا ہی شہتوت کی ہری بھری شاخ وہ تیرتی ہوئی۔
چلی آتی ہی سامنے سے کسی نے دریا مین چراغ بہایا اور اُسکے
دیکھتے ہی دل بہار نے غل مچایا۔ ای بیگم صاحب دوڑو دوڑو
دیکھیے کل آپ حجت کرتی تھین کہ بھوت پریت سب ڈھکوسلا ہی
وہ دیکھیے بر مہرا کھس دریا مین سامنے سے چلا آتا ہی۔ اس پر
فرمائشی قہقہہ پڑا۔ چراغ یہ آیا وہ آیا وہ بجھا یہ ٹمٹمایا۔ جابجا ناندین
پڑی ہین کہین گندکمین بھنور۔ یہ کیفیت دیکھنے سے غنچۂ دل
کھلا جاتا تھا اور بے اختیار جی چاہتا تھا کہ عمر بھر یہان ہی بسر
کیجیے۔ جانے کا نام تک نہ لیجیے۔ ہر سمت قدرت بالغہ نمودار
ہر طرف صنعت کاملہ آشکار۔ ف

پہونچے معنی تلک جو صورت دیکھے | صانع ملجائے گرچہ صنعت دیکھے
قطرہ قطرہ جو آدمی غور کرے | دریا دریا خدا کی رحمت دیکھے

اور اُس دریا کے بیچون بیچ مین اس فرح بخش و دلکشا عصمت آثار اور ندرت انتما کوٹھی پر کچھ اور ہی عالم تھا ہر طرف سے دریا دیکھ لیجیے نیچے دریا بہ رہا ہے مشرق مغرب شمال جنوب چو طرفہ پانی ہی پانی اور لطف یہ کہ اوپر نظر اُٹھائیے تو بھی دریاے اخضر فلک و کشتی ہلال اور زمین پر تو نظر کا دامن پھولون سے مالامال تھا جدھر دیکھو گلشن نگارین جدھر نظر اُٹھاؤ فرش زمرّدین ادھر پھار ہی اُدھر بہار ہے۔ اتنے مین باد طرب انگیز خوب سنناتی ہوئی آئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کالی گھٹا چھائی اُس وقت دریا کی کیفیت قابل دید تھی بلکہ دیدہ تھی نہ شنیدہ تھی سب کے دلون سے رہی سہی کلفت دُور ہو گئی۔ فکر منزلون کافور ہو گئی دو چار دن پری رُخان زہرہ تمثال مشتری خصال جوانی کے نشے مین چور میان آزاد بادۂ شباب سے سرخوش و مخمور۔ ان کی شوخیان اور اُمنگ۔ اُنکی آہ سرد اور جوانی کی ترنگ۔ میان آزاد نے پیر مرد سے کہا کہ شراب خواری تو بلاے بے درمان ہے ہم تو اُسکے نام پر لاحول پڑھتے ہین جسطرح ماہ کنعان کو خسوف چاہ سے خلاصی بخشی۔ یونس و ایوب کو بچایا۔ خلیل پر شرر ہاے جہندہ کو گلزار کر دیا اسی طرح خداوندا مجھے بھی اِس آب آتش خواص سے بچا۔ گیتی آرا نے آزاد کا غم غلط کرنے کے لیے طرح طرح کے مذاق کی باتین کرنا شروع کین لیکین آزاد کی نظر حُسن آرا کے رُخ انور پر تھی اور وہ کنکھیون سے آزاد پر نظر غلط انداز ڈال رہی تھی میان آزاد نے حُسن آرا سے پوچھا کہ کیون صاحب ہمارے بجرے پر کیون نہ سوار ہوئین بھلے مانسون کا اس زمانہ مین اعتبار نہین رہا۔ اُس نے آنکھون ہی آنکھون مین جواب یا

اِس پر سپہر آرا بولی۔ باجی تمھارا تو اچھا سبھاؤ ہے۔ اے واہ کوئی بھلے مانس بات کرے تو جواب تک نہ دو۔ حُسن آرا نے ایک عجب دلربا ادا سے کسی قدر تنک کر کہا کہ بھلے مانسون کو دیکھ لیا بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ اُنکی بھلمنسی اُنھین کو مُبارک رہے۔ آزاد باواز بلند گانے لگے۔ ؎

کبھی مذمت نہ ہو گی واعظ شراب گلگون کی مے کشون سے
زبان سے اُسکو بُرا کہین کیا جسے کہ مُنھ ہم لگا چُکے ہین +

حُسن آرا۔ جو دختِ رز کو مُنھ لگاتے ہین اُنکو ہم نہ مُنھ لگائینگے۔

اِتنے مین بجرے داخل ساحل ہوے وہ بتان جادو جمال بدرو ہلال تو ایوان کیوان نشان مین گئین اور میان آزاد نے اپنی راہ لی دُور تک فنسون کا جمگھٹا اور مہر یون کا جھمگڑا دیکھتے رہے جب فنسین نظر سے اوجھل ہوئین تو حضرت اپنے شفیق بالتحقیق میان ظرآف کے یہان چلے آنکھین اشک فشان اور اشعار عشقیہ ورد زبان۔ ؎

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری ان دنون | مرغ بسمل کی تڑپ ہے بیقراری ان دنون
واہ کیا جوبن پہ ہے حُسن عروسان چمن | ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری ان دنون
فرقت دلدار مین رخصت ہوے ہوش و حواس | درد اک کرتا ہے دل کی غمگساری ان دنون
جا بجا سبزہ ہوائین سرد نہرین موجزن | کیا گلستان مین ہے لطف بادہ خواری ان دنون

عاشق تو ہوے مگر مزاج وان نہین۔ اپنے ساقی لا اُبالی کا بایان قدم لین جسنے ہمین بادہ گساری مین یکا کر دیا۔ ؎

چھکایا مے سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل مین ؎
اِدھر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین اُمیدوارون مین ؎

ہاے اتنا کہنا بھول گیا کہ فصل بہار مین مجھے جنون ہو جایا کرتا ہے۔ سٹری سودائی کی باتون کا کیا بُرا ماننا ہے۔

اب سُنیے کہ ادھر میان آزاد تو اس سوچ مین تھے ادھر ملّاح

ملیح یعنی پیر بخش کو خط گھٹوانے کا شوق جو چرایا تو حجام کو بُلوایا۔ حجامون کا قاعدہ ہی کہ مُنھ بناتے بناتے چہ میگوئیان بھی کرتے جاتے ہین میان خلیفہ ملّاح ملیح کا خط بناتے جاتے ہین اور ساری خدائی کی گرماگرم خبرین سُناتے جاتے ہین۔ میان ہین لکھنؤ ایک دفعہ گیا تھا۔ تو وہان سرا مین یہ بھی ٹکے تھے۔ اجی یہی جوان ہین نہین گبھرو سے جون آپ کے پاس بیٹھے تھے اُس روج۔ (روز) ارے اون جوان گبھرو۔ کچھو پتاوے۔ اجی ابجو روہی گورے گورے ہین نہین۔ وہ جون بجرے پر بھی گئے تھے۔ ہان ہان وہ ہی میان آزاد۔ جی بس بس وہی میان آجاد ہان پھر کچھ کہے گا۔ وہ صاحب تمھارے ایک بھٹیاری سے شادی کرنے کو تھے مُل پھر نکل گئے۔ اُسنے اُنپر نالش جڑدی تھی۔ کہ یہ مجھے روٹی کپڑا کچھ دیتے دیتے نہین۔ اُس بھٹیاری کو یہ اونٹ پر سوار کرکے رات کو لیے پھرتے تھے اور کل پرسون اُنھون نے ایک چڑیمار کو مارا۔ اُس سے کہن کہ تو جال اور لاسا اور کمپا پھینک پھانک کے چل دے۔ وہ کب مانتا۔ آپ نے اُسپر دو تین چپتین جمادین آدمی کچھ ٹھیک نہین ہین اور شراب بہت پیتے ہین۔ مُدا بڑے علم کے آدمی ہین اور کبول (قبول) صورت بھی ہین۔ دیدا رو جوان۔ ملاح کا رنگ یہ داستان سنتے ہی فق ہوگیا۔ خبردار اور نہ کسی سے کہنا ہم سے کہا تو کہا اور کسی سے کہا تو بیڈھب ٹھہرے گی بس اب زبان سے نہ نکالنا۔ اچھّا مین نے تو ہجور سے کہا اور سے گرج (غرض)۔ اِدھر میان ظرّاف کے مکان پر حضرت آزاد پہونچے۔

آزاد۔ بھائی ہوت گھر مین ہو۔

لونڈی۔ میان تو ابھی ابھی کہین گئے ہین۔ آپ کہان سے تشریف لائے۔

آزاد۔ اجی وہ ہم کہین سے آئے تم کوئی قاضی ہو۔ تم بھابھی صاحب سے ہماری بندگی کہہ دو اور کہو مزاج پوچھتے ہین پہچانا یا بھول گئین غریبون کو۔

لونڈی۔ (دروازے کے پاس آن کر) بیگم صاحب سلام عرض کرتی ہین اور فرماتی ہین کہ کیسے کہان رہے اتنے دن۔

آزاد۔ اِدھر ہی اُدھر۔

لونڈی۔ وہ کہتی ہین جی بس ہم سے نہ بہت اُڑیے۔ یہان کچی گولیان نہین کھیلی ہین۔ کہیے آپ کی حسن آرا تو اچھی ہین۔ یہ چار چار روز بجرون پر ہوا کھانا اور یہان آن کر بتے بتانا۔

آزاد۔ (مسکرا کر) کیا خوب۔ آخر آپ سے یہ کس نے کہا کچا چٹھا ہی سُنا گیا یہ کن بزرگوار کی عنایت تھی۔

لونڈی۔ فرماتی ہین کہ آپ کے بھائی ایک ہی جہانیان جہان گشت ہین۔ شہر بھر کا حال اُنسے پوچھ لیجیے۔ اب ہمین اتنا بتا دیجیے کہ برات کس دن چڑھیگی۔ ہم نے سُنا کہ حسن آرا آپ پر فریفتہ ہوگئین اور کیون نہون آپ پر بھی ماشاءاللہ عالم ہی۔ نک سک سے درست۔ ہاتھ پانون خوبصورت مکھڑا پیارا۔ آنکھین نشیلی۔ بن پیے ہر وقت کچے گھڑے کی چڑھی رہتی ہی۔

آزاد۔ پھر بھائی کس کے ہین جیسے وہ خوبصورت ویسے ہم

لونڈی۔ فرماتی ہین کہ بس دھاندلی رہنے دیجیے۔

آزاد۔ بھابھی صاحب یہ گھونگھٹ کا طلسم کیسا۔ آپ اور ہم سے پردہ ہی سچ ہو یا نہو۔

اتنے مین کسی نے پیچھے سے میان آزاد کی آنکھین بند کردین آزاد چلّا اُٹھے

کہ بھائی ظرّاف بھائی ظرّاف - دونوں گلے لپٹ گئے -

ظرّاف - (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش ع - این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند - کیوں نہو واللہ مان گیا -

آزاد - قبلہ کچھ نہ پوچھیے - چلتے چلاتے سارا مزہ کرکرا ہو گیا اس شراب سے خدا سمجھے - اُس شیطان کی پھٹکار (کُل حال کہہ سُنایا)

ظرّاف - (دانتوں کے تلے اُنگلی دبا کر) ارے ارے اُف لاحول توبہ توبہ اکتنے نادان ہو تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی - لاحول ولاقوۃ کوئی ایسی حرکت کرتا ہے مجھی حد بھر احمق رہے تمھاری صورت سے واللہ نفرت ہو گئی -

آزاد - اجی مجھے تو اپنی صورت سے آپ نفرت ہو گئی - مگر اب کچھ چارہ بتاؤ -

اِدھر آفتاب لب بام ہوا اور وقت شام ہوا اُدھر میاں آزاد خانہ برباد اور ظرّاف فرخ نہاد نے کوے جاناں کی راہ لی اور ملّاح ملیح سے ملاقات کی -

آزاد - السّلام علیکم -

ملّاح - وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مزاج اقدس -

آزاد - (اور ظرّاف) الحمد للہ - آپ کا مزاج مبارک - ہمارے مزاج کی نہ پوچھیے - ؎

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں / میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
خنداں بشکل شیشہ و گریاں بشکل جام / اس میکدے میں آ کے عبث آفریدہ ہوں
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سچ داغ دل اور درد / جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

ملّاح - خدا پر شاکر رہو - وہی بیڑا پار کریگا - ہم اب بھی ساعی بالخیر ہیں -

آزاد - (ہاتھ جوڑ کر) ذرا دُور ہی سے وہ چاند سا مکھڑا دکھا دو واسطے خدا کے - للہ میں عمر بھر تمھارا غلام ہی بنا رہوں گا -

کیا بزرگ ہیں - واللہ مقدس - متبرک - پاک نظر قدسی صفات -

ملّاح - اب پھاٹ تو نبیے نہیں - باقی چلیے میں تقریب کردوں پیر بخش نے آزاد کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور لے چلے - حُسن آرا بیٹی ہم آتے ہیں اور میاں آزاد بھی تشریف لاتے ہیں -

آیئے آیئے تشریف لایئے اور جو کوئی صاحب ہوں اُن سے کہیے اسوقت تو معاف ہی فرمائیں ایک ضروری کام ہے - آزاد کو تاب کہاں تڑپ سے اندر داخل - جاتے ہی حُسن آرا کے قدموں پر ٹوپی رکھدی -

حُسن آرا - (ٹوپی اُٹھا کر) ؎

گر دست زلف مشکینت خطائے رفت رفت
ور ز ہندوے شما بر ما جفائے رفت رفت
گر دلم از طرۂ دلدار تابے برد برد
در میان جان جاناں ماجرائے رفت رفت

اب آپ کل تشریف لائیں -

میاں آزاد خانہ برباد کلیجے پر چوٹ کھائے ہوے رونی صورت بنائے ہوے نماز مغرب کے وقت میاں ظرّاف کے ساتھ گپ اُڑاتے اور تدبیریں بتاتے کوے جاناں کی طرف سدھارے بھری برسات کے دن کوئی گولی ہی بھر کے پٹے ہی گئے ہونگے کہ قبلہ کی رُخ سے متوالی کالی گھٹا جھومتی ہوئی آئی اور دم کے دم میں چوطرفہ وہ تاریکی چھا گئی کہ الامان - دُکاندار دُکانیں جھٹ پٹ بند کرنے لگے - خوانچے والوں نے خوانچہ سنبھالا اور لپے ہوے کوئی بگھی پر سوار کوئی گھوڑے پر سوار شڑاپ شڑاپ کوڑے جمار رہا ہے - کوئی فرس تندخو کو لڑکھڑاتا ہوا جا رہا ہے - فٹن کھڑکھڑاتی ہوئی یہ آئی وہ شن سے ہوا ہو گئی -

آگے والا ٹٹو کو سانٹے پر سانٹا لگاتا ہی۔ کسی کا بیل دُم دبائے بگٹٹ بھاگا جاتا ہی۔ کہار نفس اُٹھائے قدم جمائے اُڑے جاتے ہین دہنے جنگی بائین چرخا ہُونھ ہُونھ ہُونھ ہونھ ہُونھ۔ پیادہ پا رہرو تیز قدم اُٹھاتے ہین۔ پائینچے چڑھاتے ہین کسی نے جوتیان بغل مین دبائین اور سرپٹ بھاگا کسی نے کمر کسی اور یا بو کو ایڑ دی۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ تاریکی اس قیامت کی کہ راہ سُوجھتی ہی نہین ایک پر ایک بھد بھد کرکے گرتا ہی۔ اور میان آزاد قہقہے لگا کر کہتے جاتے ہین کہ (د ب) (د گرڑ) (د چل چل) دھم ارے! کیون حضرت پوچھنا نہ پانچھنا اور دھماک سے لڑھک جانا۔ اتنے مین تاریکی نے اور بھی زور باندھا ہندو اشلوک اور مسلمان برابر آیتین پڑھنے لگے اس عرصہ مین میان آزاد بستی کے باہر نکل گئے۔ وہان کف دست میدان سنسان بیابان مگر وہ تاریکی کہ الامان۔ ؎

وہ شب تھی کہ ناگن بلا تھی کہ شام — نہ تھا نور کا نام کو جس مین نام
وہ بیہڑ وہ جنگل وہ آفت کی رات — کہے تو کہ آئی قیامت کی رات
شرربار تھا اژدہا یا فلک — ستارون پہ تھا نیش عقرب کا شک
دیا باد صرصر نے شب کو فشار — زمین کی طرح ہل گئے کوہسار

ظرآف۔ ع۔ آہستہ کہ رہ بردم تیغ ست قدم را۔ ہای میان کچھ خیر ہی بھلا یہ بھی کوئی موقع سیر ہی۔ سمک سے سماک تیرہ و تار ہی۔ قدم اُٹھانا سخت دشوار ہی مگر تمھین تو کوے جانان کی یاد ہی۔ لب پر آہ و فریاد ہی۔ مگر ذری دیکھ بھال کر قدم اُٹھایئے گا ورنہ پیچھے پچھتایئے گا۔ یا الٰہی۔ یا خدا۔ اُف ہوا نے کیا زور باندھا ہی مین تو واللہ بتانے لگا اگر صلاح ہو گھر پلٹ چلین۔

آزاد ؎
باز گلبانگ پریشان مے زنم
آتشے در عندلیبان مے زنم

مجلۂ من بہر من بستند و من — سر بہ دیوار گلستان می زنم
در بن ہر خار خنجر مے خورم — بر سر ہر نیش جولان مے زنم
بسکہ لذت دوستم یک لخت دل — بر متاع صد نمکدان مے زنم

اتنے مین بُوندین پڑنے لگین۔

ظرآف۔ وہ لیجیے قطرہ فشانی ہونے لگی۔ اب کوئی دم کے دم مین جل تھل کردے گا۔

آزاد ؎
ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دار
برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دار

ظرآف۔ کسی بھلے مانس کے پاس جانے کا بھلا کون موقع ہی۔

آزاد۔ یہ عقل کی باتین ہین۔ اور یہان عشق کی گھاتین ہین پھر عقل اور عشق مین بھلا کیونکر بنے۔ گنگا اور مدار کا ساتھ کیسا۔ یہان تو کوس شاہی دشت جنون بجا رہے ہین۔ اور مزے مزے سے کوے جانان کی طرف جا رہے ہین۔ پیامبر کہان جو راز دل کا اظہار کرے۔ خود ہی عاشق۔ خود ہی قاصد۔ ؎

سویت کہ پیام ما رساند — این قصہ مگر صبا رساند
کو نکہت زلف عنبرینش — سوے من مبتلا رساند
خود کیست کہ درد ناتوانی — در جلوہ گہ دوا رساند

اتنے مین ایوان کیوان نشان نظر پڑا۔ اور میان آزاد نے فرط طرب سے ٹوپی اچھالی۔ رو کی اور اُچھالی پھر رُو کی اور پھر اُچھالی دو قدم چلے۔ اور پھر اُچھالی تب تو ظرآف نے ٹوپی لیکر مارے غصے کے ایک اندھے کنوئین مین پھینک دی اور کہا کہ بس یہی تو تم مین عیب ہی کہ اپنے آپے مین نہین رہتے اوچھے کے گھر تیتر باہر رکھون کہ بھیتر۔ ذرا سی بات ہوئی اور لگے اُچھلنے۔

آزاد۔

یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا لا کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

میاں تم روکھے پھیکے آدمی۔ دماغ میں پیوست چہرے پر پھوسا اُڑ رہا ہے تم عاشقی معشوقی کی راہیں کیا جانو۔

کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے | خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے

ایوان عالی شان کے قریب پہونچے تو چوکیدار نے للکارا (کون) دربان بولا (بس وہیں سے بات چیت) ظرافت تو جھلکے مگر میاں آزاد نے بڑھکر کہا کہ (ہم) اور (پھر) (ہم) ہم ؟ ہم کون ہم کا نام بھی ہے۔ یا ہم ہی ہم۔ اجی ہم اور کون۔ ہاں ہاں ہم ہی ہم۔ ہم نہیں تو کیا تم۔ اے صاحب ہم کا نام تو فرمایئے۔ یا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے ہم میاں آزاد آزاد! آزاد کون۔ اجی تم دل بہار کو اطلاع کردو۔ چوکیدار نے دربان سے کہا۔ دربان نے آواز دی۔ ای بوا دل بہار ذری ادھر آؤ۔ کوئی صاحب تشریف لائے ہیں۔ اندر سے آواز آئی پوچھو کون ہے اُس نے کہا آزاد نام بتلاتے ہیں۔ میاں آزاد کی مطبوعہ و مہ لقا حسن آرا تو اُس وقت خواب ناز میں تھیں لیکن انکی پیاری بہن سپہر آرا دیوان صفدر پڑھ رہی تھیں اور وجد کر رہی تھیں۔ جب دل بہار نے میاں آزاد کے آنے کی خبر سُنائی تو سپہر آرا پھولے نہ سمائی کہاں کہاں کدھر۔ بُلا و بُلاؤ اتنے میں میاں آزاد غڑاپ مکان کے اندر داخل ہوے۔

سپہر آرا۔

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

آزاد۔ جی بجا ہے مگر خدارا ہمیں میاں آزاد نہ کہنا۔ ہمیں دولھا بھائی کہا کیجیے۔

سپہر آرا۔ انشاء اللہ خدا وہ دن بھی دکھائے تو میرا آزاد مُنھ مانگی مراد پائے۔

آزاد۔ آپ کی باجی کہاں ہیں۔

سپہر آرا۔ آج نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہے۔ دل بہار جگا دو۔ کہو میاں آزاد آئے ہیں۔

جب اُس گوہر درج رعنائی اختر برج خود نمائی کو خواب ناز سے جگایا۔ اور میاں آزاد کے آنے کا مژدہ طرب انگیز سُنایا تو باچھیں کھل گئیں انگڑائی لیتی ہوئی بڑے ناز و ادا سے اُٹھیں اور اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی چلیں۔ اصیلوں نے دعائیں دیں اور چٹ پٹ بلائیں لیں۔ عجب ٹھسّے سے وہ نو عروس سرمایۂ ناز میاں آزاد کے قریب آن کر بیٹھی تو لباس گران بہا سے بہشت کی لپٹیں آنے لگیں۔

آزاد۔ مزاج اقدس۔

حسن آرا۔ درد سر ہے۔

آزاد۔

صندلی رنگوں سے مانا دل ملا
دردسر کی کس کے ملتے جائے گی

حسن آرا۔ خیر سے آپ صندلی رنگ بھی ہیں۔

آزاد۔ کوئی سپہر آرا کے دل سے پوچھے۔

سپہر آرا۔ کیا اسمیں شک بھی ہے کچھ۔ لاکھوں میں لاجواب کروڑوں میں انتخاب۔ یہ رُخسارے ہیں یا گلاب۔ اُف رے حُسن اللہ ری آب و تاب۔ اس ادا کے واری۔ اس سج دھج کے صدقے۔ یہ ہٹ دھرمی باجی اچھی نہیں۔

آزاد۔

ای ترک غمزہ زن کہ مقابل نشستۂ
در دیدہ ام خلیدۂ و در دل نشستۂ

کیا سچ مچ ہماری صورت نہیں بھائی ایسے نظروں سے گر گئے۔

حسن آرا۔ (مارے شرم کے آنکھیں نیچی کرکے بولی) اب

کوئی اور بھی تذکرہ ہو یا نہیں۔

آزاد ؎ سر پیش فگندہ بہ خجالت زنگاہے
شرمندہ ام از مردمی چشم سیاہت

آپ کی چشم بیمار جوفروش وگندم نما دہوش ربا ہی۔ اصل مین ظالم بلکہ اظلم لیکن ظاہر مین مظلوم نما ہی۔

حسن آرا نے اپنے دست نازک سے ایک گلوری بنائی اور اپنے ہی ہاتھ سے میان آزاد کو کھلائی۔ اُہو ہو ہو سپہر آرا بولی لو میان آزاد نقشہ جم گیا۔ اُس پر میان آزاد نے پاندان چھین کر ایک گلوری خود بنائی اور ہزارون قسمین دے دے کر اپنی مطلوبہ مطبوعہ کو اپنے ہاتھ سے کھلائی سپہر آرا نے کہین دیکھ لیا تو کہتی کیا ہو۔ اب ہمارے کلیجہ مین ٹھنڈک پڑی کوئی لاکھ چوری سے پان کھائے۔ لبون کی شوخی کب چھپ سکتی ہو حسن آرا کی پیشانی پر عرق آگیا۔ مگر جب ایک دفعہ چھوٹی بہن کی طرف دیکھا اور مُسکرا کر گردن پھیر لی۔ میان آزاد اُسوقت ریشہ خطمی ہوے جاتے تھے جامے مین نہین سماتے تھے۔ چہرہ گلنار۔ کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہو۔ باچھین کھلی جاتی ہین اور حسن آرا عرق عرق نیچی نظرون سے تاک جھانک ہونے لگی۔

آزاد۔ اسوقت ہمارے دل کی کلی کھل گئی۔

سپہر آرا۔ کیون نہین پھر منھ مانگی مراد بھی تو مل گئی۔ اب مٹھائی کھلایئے منھ میٹھا کیجیے۔ نہین مین بھانجی خوری پر کمر باندھون گی۔

حسن آرا۔ اللہ یہ ان دونون مین کیا رمز وکنایہ کی باتین ہو رہی ہین۔ یہ شیرینی کیسی۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

آزاد۔ ہم سمجھا دین کیون حضور۔

حسن آرا۔ جی نہین بس معاف کیجیے۔

آزاد۔ آخر اب ہم کب تک ترسا کرین۔ امتحان دیا پورے اُترے اب انعام تو ملے بس اب تکلف برطرف آج مین بے قبولوائے اُٹھون تو آزاد نہین ادب آموز فرہاد نہین ایک حسن گلوسوز اُسیر طرہ ناز جگر دوز ؎

آوازۂ حسنت شدہ از ناز وبالا	چون نغمہ کہ کشف شود از ساز و دبالا

حسن آرا۔ ہمارا تو اسوقت برا حال ہو۔ پسینہ اُٹھی چلی آتی ہو آنکھین جھکین پڑتی ہین۔ اُف جمائی پر جمائی آ رہی ہو۔ بند بند ٹوٹا جاتا ہو نیم خیز ہو کر اب ہمین سونے جانے دیجیے۔

آزاد۔ دوپٹا پاؤن سے دبا کر) بسم اللہ آرام کیجیے۔ جایئے اب جایئے اے صاحب تشریف لیجایئے۔

حسن آرا۔ (جھنک کر) چھیڑ خانی سے آپ باز نہین آتے۔ وان تو دبائے ہین اور کہتے ہین جایئے جایئے۔ اب جائین تو کیونکر جائین

آزاد۔ دوپٹے کو چھینک جایئے۔

حسن آرا۔ بجا۔ یہ کسی اور کو سکھایئے (بیٹھکر) اب صاف کہدون

آزاد۔ ضرور۔ مگر آپ کے تیور اسوقت بیڈھب ہین۔ خدا ہی خیر کرے کہ ڈالیے جو کچھ کہنا ہو خدا کرے میرے مطلب کی بات منھ سے نکلے۔

سپہر آرا۔ آمین۔

حسن آرا۔ آپ لائق فائق علم وہنر کے شائق معزز و ممدوح۔ زندہ دلون کی جان وروح۔ نوخیز نوجوان۔ خوش تقریر خوش بیان فصیح وزبان دان۔ نکتہ سنج مرنجان مرنج۔ عالی خاندان معالی دودمان فہمیدہ وسنجیدہ حسین ومحبین سب کچھ ہین اور مین تو آپ پر ایسی مٹی ہون کہ میرا ہی دل جانتا ہی فصاحت و بلاغت مین آپکو سلمان ساوجی پایا تو حسن وجمال مین یوسف مصری سے

دامان نگہ تنگ گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

گر آپ مسافر غریب الوطن اجنبی پردیسی آدمی۔ آپ کا ٹھور نہ ٹھکانا۔ گھر نہ بار خانہ بدوش خانہ برباد خانماں خراب مین کسی سے آپ کا ذکر کرون تو کہون کیا کس کے لڑکے ہین۔ کس کے پوتے ہین کس کے نواسے۔ کس خاندان کے ہین مکان کہان ہے مین بتاؤن گی کیا شہر بھر مین یہی خبر مشہور ہوجائیگی کہ حسن آرا نے ایک پردیسی کے ساتھ نکاح پڑھوا لیا جس کے حسب نسب کا پتا ہی معلوم نہین مجھے تو اسکی پروا نہین مین تو خوب جانتی ہون ۔ع۔

کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ مبادا اس نکاح سے اور تعلیم یافتہ شریف زادیون کو عوام حقارت کی نظر سے دیکھنے لگین۔ اور مجھکو لوگ بد وضع سمجھین جو مجھکو مرجانے کے برابر ہوگا۔ بات وہ کرنی چاہیئے کہ دھبّا نہ لگے۔ اور ہم اور تم لطف سے زندگی بسر کرین اب ساری بات یہ ہے کہ اپنے مشہور کرنے کی فکر کیجیے مشہور کرنے کے یہ معنی نہین کہ آپ کسی کے گھر پھاند یے اور ڈکیتی مین نام پیدا کیجئے مطلب یہ کہ نیکی کے ساتھ لوگ آپ کو یاد کرین۔

آزاد۔ (خوش ہوکر) چشم ما روشن دل ما شاد کہیئے تو آگ مین پھاند پڑون۔

حسن آرا۔ ماشاء اللہ کہی بھی تو وہی وحشت کی بات تم آگ مین پھاند پڑو اور مجھے جلاؤ۔ کوئی معقول بات سوچو جس (سے) نام ہو۔ اگر آگ مین پھاند پڑے اور بالفرض محال بچ بھی گئے تو لوگ آپ کو سڑی سودائی ہی سمجھین گے۔

سپہر آرا۔ کوئی کتاب تصنیف کیجئے۔

حسن آرا۔ نہین کوئی ہمت اور بہادری کی بات ہو کہ جو سنے عش عش کرنے لگے۔ اور پھر اچھی اچھی رئیس زادیان چاہین کہ اُنکے ساتھ میان آزاد کا بیاہ ہوجائے لیکن پھر اسوقت ہمین آپ کاہے کو پوچھنے لگے۔ پھر دماغ ہی نہ ملینگے۔

آزاد۔ اگر میرے ایسے خیالات ہون تو خدا مجھے غارت کرے

حسن آرا۔ تو سُنیئے اب روم و روس مین جنگ چھڑنے والی ہے روم کی مدد آپ پر فرض ہے۔ آپ روم کی طرف سے لڑیے اور تیغ بسالت کے خوب جوہر دکھایئے تمغے لٹکائے ہوئے آیئے تو وہ نام ہو کہ ہندوستان بھر مین گھر گھر آپ ہی کے چرچے ہون اور ہم فخر سے کہین کہ میان آزاد غازی ہمارے شوہر ہین

آزاد۔ (ٹوپی اُچھال کر) منظور منظور۔ جاؤن اور سینچ کھیت جاؤن مرے تو خیر اسلام کے نام پر جان دی اور زندہ رہے تو تم کو پایا۔

سپہر آرا اس تقریر کو سُنکر آنسو بھر لائی اور آزاد کے قدمون پر ٹوپی رکھکر کہنے لگی کہ واسطے خدا کے یہ خیال دل سے دُور کرو کجا روم کجا ہندوستان۔ وہان تک خیال بھی منزل بمنزل دم لیتا ہوا جاتا ہے اور میدان کارزار کے تو نام سے میرے ہوش پرّان ہوتے ہین۔ میان آزاد نے کہا آپ ابھی بالکل کم سن لڑکی ہین۔

میان آزاد وہان سے رُخصت ہوئے کہ کل ملین گے اور پرسون کوچ۔

سپہر آرا کا اصرار

بتا ساقیا دخت رز کا نشان
کہ ہے رنج فرقت سے ہونٹوں پہ جان

فرح بخش خاطر ہو وہ جام دے
طبیعت ہی بیکسل آرام دے

کہانتک یہ گردش یہ دوران سپہر
سفر ہوگیا اب تو مشکل سقر

یہ تفریق اور تفرقہ تا کجا
کہین رند ہین اور کہین میکدا

قیامت ہے ہر دم کی اُمید و یاس
پہونچ جائین منزل پہ منزل شناس

ناظورۂ ملائک نظر فریب عدوے صبر و شکیب خاتون مہ لقا حُسن آرا نے جوان گلعذار طرار و طرحدار میان آزاد کو ترکی جانیکی خبر جو سُنائی تو سپہر آرا اپنے بھولے پن کے سبب سے بہت ملول ہوئی دھاڑون دھاڑ آنسو بہائے اور گول گول اشک لڑھکتے ہوئے دامن تک آئے ایک دفعہ اپنی بڑی بہن سے چمٹ گئی -

سپہر آرا - باجی ہم کیا کرین دل بیقرار ہی چشم پُرنم اور اشکبار ہے میرے تو کلیجے مین جیسے کسی نے برچھیان چُبھو دین رات کاٹے نہین کٹتی - ہاے تم کیسی بے رحم ہوئی جاتی ہو - آزاد کو بیکار جنگ پر بھیجتی ہو - اُس بیچارے نے ابھی زُلف چلیپا بھی نہین چھوئی مگر خدا نہ کرے کہ عشق کی کالی ناگن اسے طرح ڈس جائے اچھی طرح راز دل بھی نہ کہنے پایا لیکن تم نے وہ گرما گرم فقرہ سُنایا کہ دوسرے کی عقل سرد ہو جاتی - ہی ہی باجی - کہان کاٹے کوسون بھیجتی ہو تمھین خاتون جنت کی قسم رگلے لپٹ کر) میری باجی مین صدقے اب اس خیال خام سے درگذرو - آزاد جائینگے تو پھر اُنکی صورت دیکھنے کو ترس جاؤ گی - دن رات آنسو بہاؤ گی زندگی تلخ ہو جائیگی قیامت بپا ہوگی آزاد سا نو عمر گل رُخسار شوخ و طرار خلیق بباغ و بہار نہ پاؤ گی نہ پاؤ گی - اچھا ہین کیا تم ہی پچھتاؤ گی - وہ بڑا دلیر آدمی ہی مورچے سے آزاد کا پھر آنا ایسا ہی ہی - جیسا ملک الموت کا واپس جانا کیون مفت مین کسی کی جان کی دشمن ہوئی ہو - ہاے اُس نے ہاتھ تک نہین لگایا اور خدا نے اُسکو یہ دن دکھایا - ؎

کنار دریا پہونچ کے پانی پیا نہین ایک بوند تسپر
چڑھی ہی موجون کی ہم سے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین

حُسن آرا - ہائین ہائین بہن - اہی واہ - یہ مُفت کا رونا دھونا اچھا سُوانگ ہی - وہ مبارک دن میری نظرون کے سامنے

پھر رہا ہی جبکہ آزاد تمغے لٹکائے ہوئے روم کی لڑائی سر کرکے ہمارے دروازے پر کھڑے ہونگے - گھوڑا ہنہناتا ہوگا اور آزاد کھٹ سے اُتر آئینگے اور ہم خوش خوش ملین گے -

اتنے مین میان آزاد بھی دن سے داخل ہو گئے - اُس سے میان آزاد پر اور ہی عالم تھا شباب وہ جوبن دکھاتا تھا کہ اہو ہو - جوانی پھٹی پڑتی تھی آنکھین سُرخ جیسے خون کبوتر گورے گورے رُخسارے بعینہٖ گُلاب کی رنگت اور لباس تو وہ بانکا پہنے تھے کہ سر سے پاؤن تک ایک ایک عضو بدن قابل دید تھا ٹوپی وہ بانکی کہ بانکپن بھی لوٹ ہو جائے جوانمردی خود بلائین لے شمشیر خوش غلاف اور خنجر خارا شگاف اور از سر تا پا صندلی لباس - اُسپر انگریزی عطر کی بوباس سپہر آرا تو اُن کو دیکھتے ہی آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی لیکن حُسن آرا نے ضبط کیا اور بار بار کنکھیون سے اُنکے گل رُخسار پر نظر ڈالنے لگی - اور ہنسی دل لگی کی باتون مین رنج فرقت ٹالنے لگی اُسوقت آزاد کا چاند سا مکھڑا حُسن آرا کو ایسا بھایا کہ بے اختیار اُسی وقت نکاح کرنے کو جی چاہا مگر اللہ رے استقلال و ضبط - ذرا اُف تک نہ کی - سپہر آرا نے کلیجے کو تھام آزاد سے روتے روتے پوچھا کہ یہ کہانکی تیاریان ہین آج کس پر چڑھائیان ہین چھُری کٹار خنجر تلوارے کر کہان چلے - تیور بڑے سخت پڑ رہے ہین -

آزاد - آج ہم موت کی تلاش مین نکلے ہین - کفن باندھکر قاتل کی جستجو ہی -

سپہر آرا - (قدمون پر گر کر) واسطے خدا کے اس خیال سے درگذرو -

آزاد - اب تو ؎

سُلطان عشق کی ہی فتح و شکست آئے	یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھو لینگے نقاب

حسن آرا سی بیوی پانا دل لگی نہین ہو ایسی حسین جبین معشوقہ نازنین خوش رو۔ خوش خو۔ خوش سلیقہ۔ خوش تمیز۔ بڑے خوش قسمتون کو ملتی ہین۔ ؎

غالب ان سیمین تنون کیواسطے ۔۔۔ چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

اب ہم حسن آرا سے اصرار کرین تو جوانمرد نہین اب ہمارے اُنکے اسی روز شادی ہوگی جب ہم میدان کارزار سے سُرخ رو ہو کر واپس آئینگے۔ حمیت اسلام بھی اسی کی مقتضی ہو کہ روم کے نام پر جان فدا کر دین۔ سر کٹوائین اور زخم پر زخم کھائین مگر میدان سے رُخ نہ پھیرین قدم نہ ہٹائین۔ ہم برٹش سبجکٹ ہین۔ ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ۔۔۔ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

سپہر آرا۔ جو آپ نے دہلیز تک بھی قدم رکھا تو ہم رو رو کے ابھی ابھی اپنی جان دیدینگے۔ ہائے یہ کیا سُنائی سُنائی۔

آزاد۔ سُنو سُنو تم ابھی ناکردہ کار اور کم سن ہو تم ہمارے دل کے جوش و خروش کو کیا جانو مگر تم گھبراؤ نہین جیتے بچے تو پھر آئینگے۔ ہمارے دل سے حسن آرا کی اور تمھاری محبت جاتی رہے یہ محال ہو بس ہمارا اتنا کہنا یاد رکھو۔ اور میری خاطر سے اب رونا دھونا چھوڑ دو مجھے چلتے چلتے رنج پر رنج نہ دو۔ خوب یاد رکھو کہ حسن آرا میرے ساتھ نکاح نہ پڑھوائین گی جبتک روم کی لڑائیان سر کر کے مین واپس نہ آؤنگا پھر سوچو تو کہ تمھارا اصرار بیجا ہو یا نہین میرے دل سے لگی ہو کہ مین جاؤن اور جیت جاؤن ہارون اور مرون۔ کاٹون اور کٹون تم رونے کیون جاتی ہو کیا لڑائی مین سب کے سب مر ہی جاتے ہین۔ کیا میدان جنگ سے کوئی واپس نہین آتا پھر تم اپنی آنکھون کی کیون دشمن ہوئی ہو۔

سپہر آرا۔ ہائے میری بہن کو یہ کیا ہو گیا اس بیچارے نے تو جان بچائی اور اُسکے جلدو مین اپنی جان شیرین گنوانے کو جاتا ہو اتنی دور جا کر واپس آنا معلوم۔ بس اب میری زندگی محال ہو مجھے دفنا کے جانا۔ ہو ہو اللہ جانے کن کن جنگلون مین بے آب و دانہ رہو گے کیسے کیسے پہاڑون پر چڑھنا ہوگا۔ کہان کہان لڑنا بھڑنا ہوگا۔ کس کس سے مقابلہ ہو اک ذرا سی گولی تو ہاتھی کا کام تمام کر دیتی ہو انسان کی کون کہے۔ ہائے یہ صورت یہ شکل گولیون سے چھلنی ہو ہمین تو تمھارا حال ہی معلوم نہوگا۔ دن رات بیٹھے کُڑھا کرینگے اور ایک ایک دن ایک ایک برس ہو جائیگا۔ اور پھر کیا جانے آؤ نہ آؤ۔ لڑائی پر چڑھائی پر جانا کچھ ہنسی ٹھٹھا تھوڑا ہی ہو۔ یہ تو تمھین مردون کا کام ہو۔ ہم تو یہان ہی سے نام سُن سُن کے کانپتے ہین۔

حسن آرا۔ بہن پیاری بہن۔ اب تم ہمارا کہنا مانو کہ۔

سپہر آرا۔ (کانون کو ہاتھون سے بند کر کے) نا۔ نہ مانونگی نہ مانونگی لاکھ برس تک نہ مانونگی۔ مر جاؤن۔ رہا یہ نہ مانونگی۔

حسن آرا۔ سُن تو لو۔

سپہر آرا۔ جی بس سُن چکی خون کیجیے اور کہیے سُن تو لو۔

حسن آرا۔ مین فقط یہ کہتی ہون کہ۔

سپہر آرا۔ کہتی کس سے ہو۔ ہم ایسی سُننے کب ہین۔

آزاد۔ اچھا انکی بھی خاطر کرو بڑی بہن ہین۔

سپہر آرا۔ واہ۔

حسن آرا۔ مین فقط اتنا کہتی ہون کہ تم پہلے مُنھ دھو ڈالو۔

سپہر آرا۔ وہ آزاد سے ہاتھ دھو کر مُنھ دھونے کی بھی طاقت رہے گی۔

حسن آرا۔ یہ کیا بُری بُری باتین زبان سے نکالتی ہو ہمین

برا معلوم ہوتا ہی۔

سپہر آرا۔ جی اگر ایسی ہی محبت ہوتی تو توپ کے مہرے ان کو نہ بھیجتین۔

حسن آرا۔ ہائین! ہائین! ور توپ کے مہرے ان کو بھیجتا ہی کون ہی کیا مین زبردستی تھوڑا ہی کرتی ہون وہ تو آپ جاتے ہین۔ ہان مین انکو روکو نگی نہین وہ اسلام کے نام پر سر کٹانے جاتے ہین اور برٹش گورنمنٹ کی رعایا ہین منع کرون تو کیونکر سلطان المعظم روم ہمارے ظہیر المذہب ہین۔ ہم پر اُن کی مدد ایسے نازک وقت مین فرض ہی اور ہماری ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے دوست۔

آزاد۔ ہان اُنھون نے مجھسے اصرار کب کیا کہ تو ضرور جا ہی۔ مین تو خود جاتا ہون۔ یہ منع کرکے دیکھ لین۔ دیکھین مین کہنا مانتا ہون کبھی نہین۔ جاؤن اور پھر جاؤن۔

سپہر آرا۔ محبت اور عشق اسکے معنی ہین کہ زبان سے اتنا بھی نہین نکالتے کہ قاتل ہمارا وہ ہی۔ ہاے مقتول ہونے چلے مگر اُف تک زبان پر نہ لائے سچ ہی۔ ؎

عاشقان کشتگان معشوق اند	بر نیاید ز کشتگان آواز

اے مُرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

بھلا خشکی جایئے گا۔

آزاد۔ سمندر سمندر۔

سپہر آرا۔ ہی ہی (ہاتھ مل کر) اُف اُف۔ سمندر؟ بڑی بڑی سُنائی۔ خدا بچائے۔ اللہ بچائے۔ علیؑ مشکل کشا مشکل کشائی کرے اُف کلیجہ منھ کو آگیا آج۔

آزاد۔ اب رات زیادہ آئی۔ آپ آرام فرمائین ہم کل شب کو یہان سے کُوچ کرینگے۔

سپہر آرا۔ ہی ہی کُوچ! اُف! اوہ۔ پھر دل دکھانے ہمارے پاس آئے ہی کیون تھے (دامن زور سے دباکر) جایئے تو دیکھون کیونکر جاتے ہین آپ۔

حسن آرا۔ (ٹپ ٹپ آنسو بہاکر) ؎

داغ اُلفت لگا دیا کس نے	نقش ہستی مٹا دیا کس نے
گُل سے شبنم بنا دیا کس نے	ہنس رہے تھے رُلا دیا کس نے
زُلف تیری اگر نہین لیلے	مجھکو مجنون بنا دیا کس نے

سپہر آرا۔ اللہ مین کسکو سمجھاؤن۔ دل کو سمجھاؤن جو مچلا جاتا ہی آزاد کو سمجھاؤن جو داغ فرقت دیے جاتے ہین یا حُسن آرا کو سمجھاؤن کہ اِس نوجوان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہی۔

آزاد ؎

دل و جگر خون ہو چُکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین
ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکے ہین

حسن آرا۔ ہاے کس غضب مین جان پڑی۔ اِسوقت عجب حالت ہی۔ بنڈا پھیکا پڑگیا۔ ہاتھ پانون ٹوٹے جاتے ہین آنکھین جل رہی ہین آزاد۔ جو مین جھوٹ کہتی ہون تو یہ دونون آنکھین پھٹم ہوجائین کہ دُنیا مین اگر کسی کی چاہ ہے تو آزاد کی لیکن دل سے لگی ہی کہ تم روسیون کو نیچا دکھاؤ رُوم کی کمک کو جاؤ۔ مرنا جینا مقدر کے ہاتھ ہے۔ کون رہا اور کون رہے گا ؎

غیرت حور مہ جبین نہ رہے	ہین مکان گر تو وہ مکین نہ رہے
جو کہ تھے بادشاہ ہفت اقلیم	ہوے جا جاکے زیر خاک مقیم
رشک یوسف جو تھے جہان حسین	کھا گئے ان کو آسمان و زمین

تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر ٭ ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے ٭ یہی دنیا کا کارخانہ ہے
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا ٭ نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا
بوے اُلفت تمام پھیلی ہے ٭ باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
صبح کو طائران خوش الحان ٭ پڑھتے ہین کل من علیہا فان

میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم سرخرو ہو کر آؤ گے۔

آزاد۔ یہان کیا راضی برضا۔ جو مرضی ہو۔ ہم تو کفن ساتھ لے کر جاتے ہین مورچے سے ہٹ جائین کیا مجال۔ زندہ رہے تو خیر ورنہ رخصت۔

سپہر آرا۔ (رو رو کر) ایسی باتین میرے سامنے تو نہ کرو ذرا رحم۔ ذرا رحم۔

آزاد۔ اب ایک کام کیجیے۔ بات کو زیادہ طول نہ دیجیے مین تو گھر جاتا ہون اور شب کو مل کر کوچ کرونگا تم سپہر آرا کو سمجھا رکھو ورنہ راہ مین جب مین اُنکے پیار کی باتین یاد کرونگا تو قدم نہ اُٹھے گا۔ بے روم جائے صورت نہ دکھاؤنگا۔

حسن آرا۔ سپہر آرا اچھا اب انکو جانے دو کل آئین گے۔

سپہر آرا۔ اچھا جایئے۔

آزاد۔ رخصت کل ملینگے۔

سپہر آرا۔ نیت شب بخیر۔

حسن آرا نے کہا اُف اسوقت بڑی نیند آرہی ہے اب سو رہو۔ سپہر آرا بولی باجی سونا کہو۔ ہمکو تو رونا کہو۔ نیند کسکی سونا حرام ہے۔ آزاد۔ آزاد۔ پیارے آزاد تو نے ہماری جان بچائی مگر اسکے صلے مین اپنی جان مفت مین گنوائی۔ خیر خدا مالک ہے۔

آج میان آزاد بُرے پھنسے بڑی ہی مصیبت پڑ گئی جان عذاب مین ساری شیخت خاک مین ملی سخت کر کری ہوئی۔ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ افعال بد کا نتیجہ دیکھا اعمال زبون نے روز بد دکھایا۔ میان آزاد جب سے گھر سے نکلے گرگٹ کیطرح رنگ بدلتے رہے کبھی درویش شیخوخت پناہ دلی اللہ عارف باللہ حق آگاہ مشیخت دستگاہ۔ کبھی جرعہ نوش مغبچۂ بادۂ فروش رند مے آشام صبح کو شراب شام کو جام۔ کبھی پہلوان یا پھکیت بن گئے کسی لڑنتیے یا نبوٹیے کو دیکھا اور تن گئے۔ اسکو دبوچا۔ اُسکا منھ نوچا اُسکو زمین پر دے ٹپکا۔ اسکو گدگدا دیا۔ کبھی پری رخون کا جمال دیکھکر مفتون ہو گئے کسی لیلی وش پر نظر پڑی اور مجنون ہو گئے مگر اُنسے بڑے بڑے کارنمایان بھی سرزد ہوے مکتبون کی اُنھون نے اصلاح کی۔ مدرسون اور کٹھ ملاؤن کی اُنھون نے خبر لی۔ بیالٹنون کا اُنھون نے خاکا اُڑایا۔ ان پڑھ گرگون کو اُنھون نے راستہ بتایا۔ مگر دو ایک حرکتین فضول بھی سرزد ہو گئی تھین جنکا اب خمیازہ اُٹھا ئینگے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نواب صاحب کے حکم سے میان صف شکن علی شاہ کو سمجھانے چلے تھے اور ایک سرا مین بی اللہ رکھی بھٹیاری سے آنکھ لڑ گئی تھی مگر زبانی داخلہ اللہ رکھی خود بھی انپر ریجھی تھین۔ اس بارے مین تو میان آزاد بڑے ہی خوش قسمت ہین کیسی ہی گلعذار پری رخسار کیون نہو انکو نظر بھر کر دیکھا اور عاشق زار ہو گئی۔ اللہ رکھی نے انپر نالش جڑ دی اور حضرت کو بھاگے ہی بن پڑی۔ اب سُنیے کہ اللہ رکھی نے اُڑتی سی خبر پائی کہ میان آزاد فلان شہر مین ایک خاتون مہ لقا کی زلف چلیپا اور رخ زیبا پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے ہین اور وہ زہرہ تمثال بھی اُن کو چاہتی ہے دونون عاشق اور دونون معشوق ہین سوچی کہ بدلا لینے کا اچھا موقع ہے میری زندگی مین تو میان آزاد شادی نہین کرنے پاتے تو سہی جو دہین نہ پہونچون اور سب معاملہ بھر بھنڈ نہ کر دون۔ کیا دل لگی ہے ہمین تج بتائین اورا ور دن کو

بیاہ لائین - اللہ رکھی نے دل مین ٹھان لی کہ جاؤن اور پھر جاؤن - یہ سوچ کر اپنے رفیق میان چانڈو باز کو ساتھ لے کر چلین اور روم سے داخل - ایک سرا مین پڑے ٹھسّے سے رہنے لگین - میان چانڈو باز چو طرفہ ٹوہ لینے لگے کہ میان آزاد کہان ہین - ایک دن چانڈو کی پینک مین جھومتے ہوے چلے جاتے تھے اور سامنے سے میان آزاد بھی بنے ہوے آتے تھے -

چانڈو باز - (ہنس کر) السّلام علیکم (گلے مل کر) مزاج اچھے اللہ اللہ بعد مدت کے زیارت ہوئی (رو کر) آنکھین آپکو ڈھونڈھتی تھین واللہ ترس گئے - وہ جو چلتے وقت ناکے پر آپ نے تان کر ٹاپ سے چابک جمایا تھا اُسکا نشان ابتک بنا ہے آپکی کس کس عنایت کا ذکر کرون بارے ملے خوب ملی اللہ رکھی تو مر گئین بیچاری - ہائے غضب ہو گیا مرتے وقت خدا کی قسم اللہ اللہ کہا کین اور دم توڑنے کے پہلے تین دفعہ آزاد آزاد آزاد کہا اور چل بسین - رہے نام اللہ کا -

آزاد نے جسوقت چانڈو باز کی صورت منحوس پہلے دیکھی تھی تو چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا تھا ہاتھ پاؤن پھول گئے - روم کا جانا اور تمغے لٹکانا بھول گئے - سوچے کہ کچھ دال مین کالا کالا ہے اب عزت خاک مین ملی اور ساری شخصیت نکل گئی - چانڈو باز نے جب اُنسے مصافحہ و معانقہ کیا تو اُنکا جی چاہا کہ قرولی بھونک کر للکارین لیکن چانڈو باز نے بیان کیا کہ اللہ رکھی رہگرا ے عالم جاودانی ہوئین تو کسی قدر خوش اور کسی قدر ملول ہوئے خوش اس وجہ سے کہ چلو بلا گئی خس کم جہان پاک - اور ملول اس سے کہ عین عنفوان شباب مین اُس نے وفات پائی لیکن جب میان آزاد نے سُنا کہ نزع کے وقت اُنکا نام ورد زبان تھا تو بڑا ہی افسوس ہوا پرانی محبت نے جوش کیا - اور آنسو آنکھون سے جاری ہو گئے - چانڈو باز دل مین سوچا کہ مار لیا پھر دون مین آ گئے پھانسا کھا گئے وہ چکمہ دیا کہ یاد ہی تو کرینگے -

آزاد - ؎

صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند	وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

کیون حضرت ہم سے بڑی محبت تھی - اُف - اسوقت بُرا حال ہی ہاے مرتے وقت دو دو باتین بھی نہ کرنے پائے -

چانڈو باز - جی کیا عرض کرون - واللہ ہر اس پیار اور اس حسرت سے تمھین یاد کیا کہ بس ہین کیا کہون میرا تو اسوقت عجب نقشہ تھا - روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور سر مقدس گھٹنے پر لے کر بیٹھا رہا - اور دم واپسین تک آپ ہی کی یاد کرتی رہین کھٹ ہوا اور آزاد آئے - دھم ہوا اور آزاد آئے آپ اپنا ایک رومال وہان بھول آئے ہین اُسکو ہر روز دیکھ لیتی تھین کئی تولہ عطر اُسمین ملا اور مرتے وقت کہا کہ ہماری تربت پر یہ رومال رکھ دینا -

آزاد - (رو رو کر) اُف کلیجہ منھ کو آتا ہے کس مردود کو معلوم ہو کہ اللہ رکھی کو ہم سے اس درجہ اُلفت تھی - ہاے ہم اُسکی پیار کی باتون اور رمز و کنایہ کی گھاتون کو ذرا نہ سمجھے -

چانڈو باز - ایک گلدستہ اپنے ہاتھ سے بنا کر دے گئی ہین کہ اگر میان آزاد حُسن اتفاق سے آجائین تو اُنکو دیدینا اور کہنا کہ اب حشر مین ہم آپ کی صورت دیکھینگے بس -

آزاد - بھائی اسی وقت دو - ابھی ابھی دو - واسطے خدا کے ابھی لاؤ - یار مین تو مرا بے موت - لاؤ تو گلدستہ ذرا مین چوم لون سر پر رکھون آنکھون سے لگاؤن گلے سے لگاؤن -

چانڈو باز - (آنسو بہا کر) چلیے مینا سرا مین فروکش ہون -

گلدستہ ساتھ ہی اُسکو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون - ہاے کیا گلدستہ ہی -

آزاد - سچ کہنا پیاری پیاری صورت تھی - اُہو ہو ہو - وہ مکھڑا کہ سبحان اللہ -

آزاد اور میان چانڈو باز ملکر چلے - راہ مین اللہ رکھی کے حُسن و جمال اور خط و خال اور بھولی بھالی باتون اور عشق کی گھاتون کا ذکر مذکور رہا - چلتے چلتے دونون سرا مین داخل ہوے میان آزاد جیسے ہی آگے بڑھے اور چانڈو باز کی کوٹھری مین گھُسے ویسے ہی دیکھتے کیا ہین کہ بی اللہ رکھی بگلے کے پر کا سا سفید لباس پہنے کھڑی ہین دیکھتے ہی میان آزاد کا رنگ فق ہو گیا - ارے اِع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین - چُپ اب ہلتے ہین نہ بولتے ہین پیکر تصویر کی طرح بےحس و حرکت پیشانی پر عرق عرق آنکھین جھپک گئین اور ایک دفعہ ہی باواز بلند کہا (اُف مر گیا) یہ کہکر میان آزاد دھم سے گر پڑے اور پھر کہا (اُف)

اللہ رکھی - زور سے تالیان بجا کر) مجرا عرض کرتی ہون - اے بندہ پرور ذری ادھر نظر کیجیے - یہ مہینون کی راہ طے کر کے ہم صرف آپ ہی کی زیارت کے لیے آئے ہین - اور آپکو ہم سے ایسی نفرت ہی کہ آنکھ تک نہین ملاتے - واہ ری خوبی قسمت اب ذرا سر تو اٹھایئے - گردن تو ہلایئے - وہ چاند سا مکھڑا تو دکھایئے ہائے کیا ستم ہی - جن پر ہم جان دیتے ہین وہ ہماری صورت سے بیزار ہین بقول صفدر - ؎

دل و جگر خون ہو چلے ہین	حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہی	ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین

کہیے آپ کی حُسن آرا اچھی ہین - سفدا ہم کو تو اُنکا جوبن دکھا دو ہم نے سُنا باد بہاری کی طرح کبھی چمن مین ناز کرتی پھرتی ہین - کبھی طاؤس طناز کے مثل جھوم جھوم کر چلتی ہین کبھی بجرون پر سیر دریا کو جاتی ہین - کبھی ہمجولیون کو لے کر جشن اُڑاتی ہین - اور نام خدا ابھی سولہ ہی سترہ برس کا سن ہی - اور ان دنون تو بناوٹ سجاوٹ پر اُدھار کھائے بیٹھی ہین - ؎

مصاحب ان روزون آئینہ ہی	سنگار کا اُنکو مشغلہ ہی
کبھی ہی سُرمہ کبھی ہی مسّی	کبھی ہی غازہ کبھی حنا ہی
تو اُنکے آگے سے کھینچتا ہی	وہ تیرے آگے سے کھنچ رہی ہین
غرض کہ آئینہ کا بھی طوطی	عجب حسینون مین بولتا ہے

کیون بندہ پرور ہم بک رہے ہین یا بھونک رہے ہین - (رخسارون پر ہاتھ پھیر کر) ہمارا ہی لہو ہے جو ادھر نہ دیکھے ایک نظر ذرا ادھر بھی -

آزاد - جناب باری کی قسم صرف تمھین کو دیکھنے آیا ہون -

چانڈو باز - کسی اور بھروسے نہ رہیے گا - اسوقت بھائی آزاد کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی ان کو بھی تم سے دلی اُنس ہے خدا کی قسم مین نے جو یہ فقرہ چُست کیا کہ اللہ رکھی نے نزع کے وقت آزاد آزاد کہکر دم توڑا تو اُن کے چہرے پر بھی موت کے سے آثار پائے گئے -

اللہ رکھی - خیر اتنی تو ڈھارس ہوئی کہ مرنے کے بعد ہمارا قاتل آنسو بہائے گا لیکن کیا ! - ؎

آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	خاک اُڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے

آزاد - اللہ رکھی اب ہماری عزت و آبرو تمھارے ہاتھ ہی تم چاہو تو جلاؤ چاہو تو نہ جلاؤ - اگر ہم تمھارے معشوق ہین تو ہمین دق نہ کرو ورنہ اب ہم سنکھیا کھا لینگے اور اسی دم جان دینگے اگر ہماری موت منظور ہو تو خدا کی قسم ہم کہکر کہ مرنے پر آمادہ ہو جائین اور اگر ہماری زیست چاہو تو ہمین آزاد کر دو - ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

اللہ رکھی - سُنو آزاد ہم بھی شریف زادی ہین - کوئی ایسی ویسی نہ سمجھنا - مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم بھٹیارون کی طرح سرا مین بھٹیاری بن کر رہین ہین ایک شریف کی لڑکی ہون افسوس ہمکو اسقدر جلد بھول گیا - یاد ہے کہ ہمارے بوڑھے میان نے تم سے ہمارے لیے خط لکھوایا تھا اور تم ہمارے گھر کا پتا ڈھونڈھتے ہوئے آئے تھے اور ہماری تمھاری چار آنکھین ہوئی تھین اور پھر ہم ایک دن فنس پر سوار بٹھیے سے جاتے تھے اور مہری فنس کا کونا دبائے چلتی ہوئی ساتھ ساتھ تھی اور کئی دن تک آپ ہم پر لٹو رہے - آخر کار آپ تو فرو ہو گئے - اور ہمارے بوڑھے میان نے انتقال کیا ہم کم سن کوئی چودہ پندرہ برس کی عمر - وہ دقیانوس کے ہمعصر ہمکین انکی صورت سے نفرت تھی - پوپلا مُنھ - دانت چوہے کے منڈسکر جھکے تھے مگر بہتر جگہ سے خم بھون تک سفید - حلوا دن آئے کھائین - نہ آنکھون سے سُوجھتا نہین - نہ قوت سامعہ سے بے بہرہ ہائے ہماری امان نے ہمین کس موے بوڑھے کے ساتھ بیاہا تھا دن رات ہم کڑھا کرتے تھے - اور ہماری جوانی مُفت مین ضائع جاتی تھی - آخر کار وہ تو قبر مین پانون لٹکائے ہوئے بیٹھے ہی تھے چل بسے - جس دن اُنکے مرنے کی خبر آئی ہم نے مسجد مین گھی کے چراغ جلائے لیکن ہماری امان نے پھر ہماری شادی نہ کی اور ہم کو یہ سُوجھی کہ گھر سے نکل بھاگین - اللہ جانتا ہے جو ننگ و ناموس مین فرق آیا ہو تم سے بیاہ کرنے کا بہت شوق تھا مگر تم یہ سمجھ کر کہ بھٹیاری کو کیا بیاہین نکاح پر راضی نہوئے - اب ہم نے سُنا ہے کہ حسن آرا کے ساتھ تمھارا نکاح ہونے والا ہو - اللہ مُبارک کرے - شبھ گھڑی بیاہ ہو - اچھی ساعت نکاح ہو - اب ہم اپنے آپ اجازت دیتے ہین - خوشی سے بیاہ کیجیے - پیاری پیاری دُلھن کے ساتھ نکاح کیجیے - چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن ہمین نہ بھول جانا لونڈی بن کر رہون گی - مگر تم کو نہ چھوڑون گی نہ چھوڑون گی -

آزاد - اُف اوہ - تم وہ ہو جسکا اُس بوڑھے خرانٹ پیر فرتوت کے ساتھ بیاہ ہوا تھا - اُف اوہ - یہ راز تو اب کھلا - ہمین خوب یاد ہے کہ تم چمن مین اٹھلا اٹھلا کر چلتی تھین - بات بات پر مچلتی تھین وہ اچپلاہٹ کہ الامان - وہ چلبلاہٹ کہ الحذر - وہ شوخی کہ الحفیظ - مگر ہائے افسوس تم نے یہ کیا کیا - اِسوقت کلیجہ پاش پاش ہو گیا - یہ تمھین سُوجھی کیا - ہائے ہندوستان کی ان رسوم مذموم کا بُرا ہو جنھون نے تمکو غارت کر دیا اور کہین کا نہ رکھا - تمھاری مان نے بڑی ہی بیوقوفی کی کہ تم سے جوان شوخ شنگ رشک شاہدان فرنگ کو ایک سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کے ساتھ بیاہا - ؎

شادی از پیران خم گردیدہ قامت بدنماست
جوہر شمشیر کم گردد چو خندان مے شود

ہائے ستم تم اور بوڑھے کے پالے پڑو - واہ رے ہندوستان ؎

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

آزاد - مین اب جاتا ہون - کوئی چار پانچ گھڑی مین آجاونگا - تم سے بڑی بڑی باتین کرنی ہین -

اللہ رکھی - اچھا جایئے مگر جلدی آیئے گا -

میان آزاد چلے تو اثنائے راہ مین ایک مقام پر مجلس رقص و سرود آراستہ تھی اور ایک زن نازنین کمر رشک قمر لہرا لہرا کر گا تی تھی

وہ دھما چوکڑی مچ رہی تھی کہ واہ جی واہ طبلے کی تھپک اور بائین
کی گمک نے انکو ایسا سرور بخشا کہ محو اور از خود رفتہ ہو گئے ایک
غزل ختم ہوئی دوسری شروع ہوئی - دوسری کا چکلی تیسری چھڑی
کبھی ٹھمری کبھی ٹپا - کبھی خیال - کبھی کدارا طبلیے اپنا کمال
دکھاتے ہین - سارنگی ستم بپا کرتی ہے - میان آزاد ایک ہی رنگین
آدمی - جم گئے اب اس وحشت کو دیکھئے کہ غیر کی محفل اور حضرت
اہتمام کرتے ہین کسی حقے کی چلم بھرواتے ہین کسی گڑگڑی کو تازہ
کراتے ہین - کبھی ٹھمری کی فرمائش کبھی حقانی غزل کی - دس
پندرہ گنوارون نے جو گانے کی آواز سُنی تو دھنس پڑے میان
آزاد نے سب کی گردن ناپی - الگ الگ - باہر سے سُنو
مالک خانہ نے جو دیکھا کہ ایک شریف سُرخ و سفید مشین آدمی
انتظام مین مصروف ہین تو انکو پاس بُلایا تپاک سے بٹھایا اور
حقہ پلایا - اب سُنیے کہ تڑکا ہو گیا - تب آزاد چیتے کہ ارے!
نہ تو حسن آرا کے یہان گئے نہ روم جانے کا بندوبست کیا
نہ اللہ رکھی سے ملے - اور بھور ہو گئی -

افشان جبین پریشانی گیسوے غدار سر گردانی - ماشطۂ
عروس حیرانی - دلدادہ جمال جان جانی - خانمان خراب خانہ
برباد میان آزاد لوحش اللہ نے رات بھر محفل رقص و سرود مین
خوب جشن اُڑائے اور عنبرین مویان پریزاد و مطربان باربد نژاد نے
اپنے اپنے کرتب خوب دکھائے - ارباب نشاط کی خوش الحانی
اور قوالون کی غزلہاے حقانی نے کانون کو سرور بخشا - اور
چراغان کی بہار اور گلبدنون کے گل رُخسار نے آنکھون کو نور
موفور - محفل دُلھن کی طرح سجی سجائی - لیکن ادھر کہروا شروع
ہوا اُدھر نوبتی نے صبح کی نوبت بجائی تڑکا ہوتے ہی میان آزاد
کا بھور ہو گیا - جان سنسنانے لگی - وعدے کی یاد دل دُکھانے لگی

بدن پر لرزا سا چڑھا آنکھین پُرنم ہو گئین - دل بھر آیا - ہاتھ
پاٹون بھول گئے - تانون پر سر ہلانا بھول گئے لُطف صحبت
کرکرا ہو گیا - اب وہ رنگ ہے نہ وہ ترنگ ہے - وہ جوش و
خروش نہ وہ اُمنگ ہے ہیت بھنگ عقل دنگ - یاے
خردلنگ کیسا ناچ کسکا رنگ میان آزاد اُٹھے اور وہان سے
مو پریشان نادم و پشیمان با دل سرد و پر درد چلے راستے مین
بصد حسرت و حرمان سوچتے جاتے ہین کہ اللہ اللہ ہم ایسی صحبت
بد مین اس درجہ محو اور خود فراموش ہو گئے کہ دنیا و مافیہا
کی خبر نہ رہی - ع

بے اعتدالیون سے سُبک سب مین ہم ہوے
جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہوے

حسن آرا کے دل مین طرح طرح کے خیالات جاتے ہونگے
سپہر آرا کو غش پر غش آتے ہونگے پیر مرد وجیہ واللہ اعلم کیا
سمجھاتے بجھاتے ہونگے - رقیب روسیاہ کچھ اور ہی پٹی پڑھاتے
ہون گے - حسن آرا آٹھ آٹھ آنسو روئی ہوگی - سپہر آرا
رات بھر نہ سوئی ہوگی - گیتی آرا کو یہی ذکر جہان آرا کو یہی فکر
ہوگی کہ آزاد کے دل مین یہ کیا سمائی - کیا روم چلے گئے اور
ہمین صورت بھی نہ دکھائی اللہ رکھی الانتظار اشد الموت
پڑھتی ہوگی - بیتابانہ سرا کی چھتون پر چڑھی ہوگی -

میان خوجی

میان آزاد خانہ برباد یہ سوچتے بصد حسرت و یاس سراسیمہ
و بدحواس جا رہے تھے کہ دفعتہً دیکھتے کیا ہین کہ ایک پر بہار کنج
مین چھوٹے چھوٹے بچے ہین اور بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کی
چھوکریان بٹیان جمائے ہاتھ پاٹون مین مہندی رچائے مانگ
نکالے گلے مین ہار ڈالے ہوے پینگ لگا رہی ہین وہ دھانی دھانی

دو دپٹون اور لال لال چنری کا جوبن دکھا رہی ہین اور سب کی
سب پیاری ادا اور سُریلی آواز سے لہرا لہرا کر یون گا رہی ہین
(ندیا کنارے بیلا کن نے بویا۔ ندیا کنارے۔ بیلا بھی بویا۔
چنبیلی بھی بوئی بیچ بیچ بویا رے گلاب۔ ندیا کنارے) میان
آزاد کو اُن پیاری پیاری گوری گوری لڑکیون کا گانا اور
لہرانا ایسا بھایا کہ تھوڑی دیر اُس کنج مین ایک درخت کے
سایہ مین ذرا ٹھہر گئے۔ جب کبھی پینگ رُک جاتا تھا تو میان
آزاد خود پینگ لگاتے تھے اور کبھی کبھی گنگناتے بھی جاتے تھے
اُنکو اُن پیاری معصوم لڑکیون سے ایسی محبت ہو گئی تھی جیسے
کسی کو اپنی سگی چھوٹی بہن کا پیار ہوتا ہے۔ انکے گانے اور گنگنانے
پر وہ کم سن لڑکیان کھل کھلا کھل کھلا کر ہنس ہنس پڑتی تھین۔
اتنے مین میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ ایک مجسم شامت پستہ قامت
کوتاہ گردن۔ تنگ پیشانی۔ شرارت اور خباثت کی نشانی کھڑا
دُور ہی سے جھولون پر نگاہ بد ڈال رہا ہے۔ جب اُنھون نے
کئی بار یہ کیفیت دیکھی تو اُنسے رہا نہ گیا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک
چپت زنّاٹے سے جما ہی تو دی ٹیپ کھاتے ہی وہ جھلا اُٹھا
اور گالیان دے کر کہنے لگا کہ نہوئی ولایتی اسوقت پاس ورنہ
بھٹا سا سر اُڑا دیتا اور جو کہین جوان ہوتا تو اسوقت کھود کر
دفن کر دیتا اور جو کہین بھوکا ہوتا تو کچا ہی کھا جاتا اور جو کہین
نشہ کی جھانج ہوتی تو گھول کے پی ہی جاتا۔
میان آزاد نے نشہ کا نام جو سُنا تو چونکے۔ غور کر کے دیکھا
تو سن سے جان نکل گئی۔
یہ میان خوجی تھے۔ کون خوجی؟ نواب صاحب کے
مصاحب کون نواب؟ وہی بٹیر باز۔ کون بٹیر باز وہی
صف شکن علی شاہ؟ کون صف شکن علی شاہ؟ وہی جنکی
تلاش کو میان آزاد نکلے تھے چار آنکھین ہوتے ہی اُنھون نے
اُنپر اور اُنھون نے اُنپر نظر ڈالی۔

آزاد۔ ایین! بھائی خوجی ہین۔ اللہ اکبر برسون کے بعد
ملاقات ہوئی۔ مزاج تو اچھا ہے۔

خوجی۔ جی ہان مزاج تو اچھا ہے لیکن کھوپڑی بھنّا رہی ہے
واہ اُستاد بات کرتے ہی گال کاٹ لیا اور تو در کنار۔ علیک
سلیک بالائے طاق۔ آتے ہی وہ زنّاٹے کی ٹیپ جمائی کہ
توبہ ہی بھلی بھلا آخر ہم نے تمھارا بگاڑا کیا تھا اُف۔ کھوپڑی
کے پرخچے اُڑ گئے نہ ہوئی قرولی۔

آزاد۔ (دست بستہ) بھائی معاف کرنا قصور ہوا معاف کرنا۔

خوجی۔ جی ہان جوتیان لگا بیٹھے اور کہیے معاف کرنا اور دل لگی
یہ کہ بیسیون دفعہ معافی مانگتے ہین۔ اچھی مزاج پرسی کی کہ
آتے ہی تڑ سے ایک دھول جمائی وہ تو کہیے مجھے جلدی سے
معلوم ہو گیا ورنہ اسوقت مین آپ کو جان سے مار ڈالتا۔ لانا
میری قرولی۔

آزاد۔ اس مین کیا شک ہے کہیے آخر آپ آئے کہان۔

خوجی۔ آپ ہی کی تلاش مین آئے تھے آپ نے ملتے ہی
کھوپڑی سہلا دی۔

آزاد۔ نواب تو اچھے ہین۔

خوجی۔ اجی وہ گئے چولھے مین۔ یہان سر بھنّا رہا ہے۔ اُف
لے اب چلو تمھارے ساتھ چلین۔ کچھ تو کھلاؤ یار۔ اس وقت
مارے بھوک کے بے دم ہوئے جاتے ہین۔

آزاد۔ چلیے آئیے۔ بسم اللہ۔ مگر واسطے خدا کے سچ کہنا ہماری
گرفتاری کے لیے تو نہین آئے ہو۔ بھائی ہم ہرگز نہ جانے
کے اب یہان اور ہی دھن ہے۔

آزاد اور خوجی دونون مل کر چلے تو کالی کالی گھٹانے وہ لطف دکھایا کہ آہا ہا ہا۔ میان آزاد اپنے دوست خوجی کو ایک نور بین کوٹھی مین لے گئے۔ اور وہان لیجا کر اتنی شراب پلادی کہ خوجی غین ہو گئے۔ تب میان آزاد نے دم دے دے کر ان سے پوچھا کہ سچ بتاؤ کہ کہان آئے ہو وہ تو اسوقت اپنے آپے ہی مین نہ تھے سب حال صاف صاف مونہ پر کہ دیا کہ نواب نے بھیجا ہی اور حکم دیا ہی کہ میان آزاد جہان ہون وہان سے لے آؤ۔ آپ سے بہت ہی ناراض ہین تین آدمی اور میرے ساتھ ہین۔ اب ہم آپ کو گرفتار کر لیجاینگے۔

یہ سنتے ہی میان آزاد کے کان کھڑے ہوے اور وہان سے بھاگے تو سیدھے میان ظراف کے گھر ہو رہے اچھے بچے۔

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان مین

میان آزاد خانہ برباد صبح کو ظراف کے مکان سے چلے تو بحر حیرت مین غوطہ زن کہ الٰہی جاؤن تو کہان جاؤن۔ ملون تو کس سے ملون۔ ایک معشوق ہو تو اُس پر جان دون۔ ایک بت ہو تو اسکا سجدہ کرون۔ ایک دلبر ہو تو اُسپر سے دل و جان دین و ایمان سب قربان کر دون جب ایک انار و صد بیمار یک انگور و ہزار زنبور کا نقشہ ہو تو کوئی کیا کرے۔ حسن آرا کے پاس جاؤن یا سپہر آرا سے معافی چاہون۔ یا اللہ رکھی کی خبر لون۔ یا خوجی بیچارے کو کوٹھی سے لاؤن۔ وقت تھوڑا فرصت کم مہلت عنقا مگر خواہشین شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل و عریض۔ ایک ایک خواہش سے اندازا اوٹ پا لگے بلکہ سمندر بیٹھ جائے۔ کبھی سوچے کہ حسن آرا سے ملین۔ کبھی شوق چرایا کہ اللہ رکھی ہماری تلاش مین کالے کوسون سے آئی ہی آؤ پہلے اسی کی خبر لین پھر جی چاہا کہ سب کے پہلے چل کر خوجی کو تو کوٹھی سے لائین طرح طرح کے خیالات جو دل مین جاگزین ہوے۔ تو جان عذاب مین ہو گئی۔ اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ میان چانڈو باز جھومتے جھامتے گھومتے گھامتے ایک پھٹی سی ٹوپی دیے ہوے سامنے سے آ رہے ہین اور دوسری طرف ملاح پلپلے جریب ٹیکتے ہوے بو قدمے جا رہے ہین اتفاق سے تینون کی مڈبھیڑ ہوئی تو عجیب سیر ہوئی چانڈو باز اسوقت پینک مین تو تھے ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ جھلا کر آواز بلند کہا کہ عجیب طرح کے آدمی ہو میان۔ اقرار کر آئے کہ ابھی آتا ہون وہ گھنٹے مین آیا۔ پل مارنے کی دیر نہو گی اور مین دن سے داخل ہو جاؤنگا ہو نہہ۔ اور تب کے گئے گئے ابتک صورت نہ دکھائی واہ اللہ رکھی بیچاری ڈاڑھین مار مار کر رو رہی ہی۔ جو ب ملے ے چلے اُنکے آنسو تو پونچھیے۔ دامن سب تر بتر ہو گیا ہی۔ سسک سسک کر جان دے رہی ہین ملاح نے جو یہ تقریر سُنی تو اُسکے کان کھڑے ہوے حجام کی زبانی تو یہ سُن ہی چکے تھے کہ میان آزاد کسی سرا مین اللہ رکھی پر فریفتہ ہو گئے تھے مگر انھون نے حسن آرا سے پوشیدہ ہی رکھا لیکن جب دو دن تک برابر آزاد کا پتہ ہی نہ ملا۔ یہ ناچ رنگ مین مزے اڑایا کیے۔ خوجی سے گلچھرے کرتے رہے۔ اللہ رکھی کا دکھڑا سُنا کیے اور سر دھنا کیے تیسرے دن انھون نے ملاح سے کہا کہ ذرا شہر جاؤ دو چار چکر لگاؤ۔ دیکھو تو آزاد کو کیا ہوا ملاح پلپلے نے دیکھا تو اور ہی رنگ اور ہی ڈھنگ۔ اللہ رکھی کا ذکر مذکور ہے۔ آزاد کا رنگ فق ہو گیا۔ اور ملاح کا کلیجہ شق ہو گیا۔ اب سنیے چانڈو باز خاموش ہوے۔ تو ملاح نے اپنی داستان چھیڑی بھائی آزاد کہان ہے بھیّا ایسا کوئی کرتا ہی۔ بھلا حسن آرا کی خونابہ فشانی اور سپہر آرا کی

اشک فشانی کا حال ناگفتہ بہ - رات رات بھر نیند نہین آتی
ہر دم آہ و زاری - ہر دم بیقراری - حُسن آرا تو خیر کسی قدر ضبط بھی
کرتی ہین مگر سپہر آرا بیچاری پھُوٹ پھُوٹ کر روتی ہین - ماہی
بے آب کیطرح تڑپا کرتی ہین کلیجہ تھام تھام کر اُٹھ اُٹھ کے
بیٹھ بیٹھ جاتی ہین خدا جھُوٹ نہ بُلائے تو چار دفعہ تو غش آیا ہوگا
مگر واہ رے آزاد کہ یہان کان پر جون تک نہ رینگی - کیا بس مُنھ
دیکھے ہی کی محبت تھی - جائیے بس دیکھ لیا - ہم تو بھاٹ نے
تعریفون کے پل باندھ باندھ دیے - بگڑی ہوئی بات بنائی
چاند سی صورت دکھائی اور آپ اب بتے بنانے لگے - کوئی
ایسا کرتا ہی - ذرا دل مین سوچو تو کہ سپہر آرا تمھاری کیسی عاشق زار
ہی حُسن آرا کو تمھارا کس قدر پیار ہی گیتی آرا اور جہان آرا
دن رات تمھارا ہی ذکر کرتی ہین - ہر دم دروازے پر نظر کر
اب آئے اور اب آئے اور آپ اپنی اللہ رکھی پر لٹو ہین اور جو
خدانخواستہ کہین وہ دونون بہنین سُن لین کہ یہ ذات شریف ہین
تو کیسی ہو بس اب بھلمنسی اسی مین ہی کہ میرے ساتھ چلے چلیے
چین چپڑ نہ کیجیے ورنہ حُسن آرا سے ہاتھ دھوئیے گا اور پھر اپنی
پھُوٹی قسمت کو روئیے گا - چانڈو باز نے جو یہ رنگ دیکھا تو
تو بگڑے کہ واہ جی تم کون ہو - میان ہوش کی دوا کرو بھلا
مجال ہی کہ اللہ رکھی کو چھوڑ کر یہ یہان سے جائین - کیا خوب
اچھی دل لگی نکالی ہی - چلو اپنی راہ لو - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ
معقول! ہم تو منزلون خاک پھانکتے سیکڑون کنوئین جھانکتے
یہان آئے آپ بیچ مین بولنے والے کون - آزاد نے جو یہ
کیفیت دیکھی تو سمجھے کہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے حُسن آرا الگ
بدظن ہو جائینگی اور اللہ رکھی الگ مُنھ پھُلائین گی اور سپہر آرا
ناک بھون چڑھائین گی - تو گیتی آرا گرما گرم فقرے سُنائین گی

ملّاح کا چہرہ اسوقت چانڈو باز کی اکھڑ تقریر سے لال انگارا ہو گیا
آزاد نے معًا فقرہ چست کیا اور چانڈو باز سے کہا کہ یار
تم گھبراتے کیون ہو - یہ پیر فرتوت افیمی آدمی ہے بازار سے
جا کر دو آنہ کی بالائی تو لپک کے لے آؤ - ان کو افیم پلا کر غین
کر دین اور ہم اور آپ مزے سے سرا چلین - کیون
استاد - ہی نہ معاملے کی بات - لانا ہاتھ - چانڈو باز تو پھر
آپ جانیے نشہ باز آدمی - بالائی کا نام سنتے ہی گلقند
آفتابی ہو گئے - واہ خوب کہی جھپ سے دو آنے لیے لڑھکتے
پڑھکتے چلے بالائی لانے - ادھر میان آزاد نے اس موقع کو
غنیمت جان کر ملّاح پلیج سے کہا کہ چلئے قبلہ - ہم اور
آپ چلین - راستے مین باتین ہوتی جائین گی دونون
ساتھ چلے - ساون کے دن گھٹا جھومتی ہوئی آئی اور
ہر سمت تاریکی چھائی کہین موجۂ سبزہ تو خیز کہین باد
عشرت انگیز میان آزاد مستون کی طرح جھومتے جاتے ہین -
اور پیر مرد جریب ٹیک ٹیک کر قدم اُٹھاتے
ہین - وہان چلنے مین آندھی روگ یہان
پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا عارضہ اُن کی
چال جیسے کڑی کمان کا تیر - یہ بیچارے ضعف
اور پیر جب آزاد نے ڈبل چال چلنے کا لگا لگایا اور مرد کئی گز
پیچھے رہ گئے تو اُنھون نے بآواز بلند کہا - ؎

مُجھکو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز
ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

آزاد - (رک رک کر) یہان شوق نظارہ ہی قبلہ - ایک ایک
قدم چلنا ایک ایک منزل طے کرنا ہو - آپ اب بوڑھے ہو گئے
آپکو یہ لطف کجا بس اب تھے پر نہ ٹوکیے ہمین سر کے بل جانے دیجیے

آپ تو پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہین اور بندہ شہ گام جا رہا ہی

ملّاح۔ میان صاحبزادے ہم بھی کسی زمانے مین جوان تھے ہم بھی پہاڑ سے ٹکر لڑنے کا دم رکھتے تھے مگر یہ تو دوسری بحث ہو آپ تو یہ فرمائین کہ تھے کہان اور یہ اللہ رکھی کون ذات شریف ہین ہی ہی جو کہین حُسن آرا سُن پائین تو تمھاری صورت یہ دیکھین گیتی آرا پاس بٹھانے کی روادار نہون اور وہ بوڑھی تو تم کو اپنے محل کے ایک میل ادھر اُدھر پھٹکنے نہ دین۔ اُف۔ خدا ہی خیر کرے۔ اب آپ دُر دُرا دیے جائینگے۔ اور خود کردہ را چہ علاج آپ نے اپنے پانون مین آپ کلھاڑا مارا مرد خدا ذرا تو سوچو کہ دو دو دن غائب اور پھر یہ بھی نہین کہ خدانخواستہ علیل ہو گئے ہو یا کوئی اور سانحہ ہوا ہو۔ یہ کچھ نہین۔ اللہ رکھی کے پھیر مین رہے اتنے دن۔ اُف غضب! دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر ستم ڈھایا تم نے ستم ڈھایا۔ اب ہمین شک ہی بھئی۔ اب شادی دادی ہونا خیر صلاح۔ ذرا حُسن آرا کے کان مین بھنک پڑے تو قیامت ہی بپا ہو جائے۔ خدا گواہ ہی۔ جو بات کرنے کی بھی روادار ہون۔ فعل بد کا نتیجہ بد ہی۔

آزاد۔ ع۔ ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔

ملّاح۔ آب واب کے بھروسے نہ رہیے گا میان صاحب ایسی باتین کیجیے گا تو پھر آپ کی جمعیت خاطر کی کشتی غرقاب ہی ہو جائیگی۔ اب آپ وہان غیر حاضری کا سبب کیا بتائیے گا۔

آزاد۔ بندے کو سوچنے کا مرض نہین۔ غور اور فکر سے نفرت ہی یہان۔ اُسوقت جو زبان پر آئے اور انشاءاللہ ایسی وکالت کرون کہ آپ بھی دنگ ہو جائین۔ زبان سے پھلجھڑی چھوٹنے لگے باقی رہا اللہ رکھی اُسکا حال نہ پوچھیے۔ وہ پھر بیان کرینگے۔

اتنے مین وہ کوٹھی سامنے نظر آئی اور دیکھتے ہی میان آزاد کے دل کی کلی کھل کھلائی اور غل مچایا وہ کوٹھی آئی وہ کوٹھی آئی وہ آئی۔ وہ آئی۔ ملّاح ملیح نے کہا آپ ذرا اس شہتوت کے درخت کے سایہ مین دم لین ہین دم کے دم مین آیا۔ یہ کہکر ملّاح ملیح کوٹھی مین گئے اور حُسن آرا سے خوش خوش کہا کہ لو میان آزاد آ گئے۔ سپہر آرا پلنگ پر سے چونک کر اُٹھی آئیے آئیے بلاؤ۔ بلاؤ۔ جھٹ دریچے مین سے جھانکنے لگی۔ میان آزاد اندر داخل ہوے تو سپہر آرا نے اُٹھ کر استقبال کیا اور دیکھ کر بشاش ہو گئی مگر حُسن آرا اپنی جگہ سے نہ اُٹھی نہ اُٹھی۔ جہان بیٹھی تھی وہین پیکر تصویر کیطرح خاموش رہی گویا دہن مین زبان ہی نہ تھی۔ میان آزاد با دب بیٹھے اور یون بولے۔

حُسن آرا۔ بہن انسے پوچھو کہ آپ کے آنے کا مدعا کیا ہی۔

آزاد۔ اصالتًا پوچھیے کیا لب نہین ہی یا دہن نہین ہی اور ہمارا مدعا کیا پوچھتی ہو۔ ؎

مترود ہی دل کہون نہ کہون — پوچھتے ہین وہ مدعا میرا
ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان — کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا
پاس تم کو اگر نہین تو نہ ہو — ہی بتو کیا نہین خدا میرا
لیے جاتے ہو تم کہان دل کو — ہی یہ مدت سے آشنا میرا

سپہر آرا۔ ع۔ جائیے بس خوب اُلفت آزمائی آپکی۔

آزاد۔ مزاج پرسی بالائے طاق خیر و عافیت کا حال دریافت کرنا در کنار علیک سلیک چھیڑ پر آتے ہی چشم فسون پرداز کو تعلیم نازوی گلگون حُسن پر اور بھی کوڑا جمایا۔ آپ کیا پھر گئین کہ اپنی قسمت ہی پھر گئی حُسن آرا کی آنکھون سے اسوقت قہر برس رہا ہی۔ تیکھی چتون آفت ڈھاتی ہی بجلی سی آنکھون کے سامنے کوند جاتی ہی۔ مگر اس مین بھی عجب بناؤ ہی۔ یہ بھی اچھا بگاڑ ہی۔

سپہر آرا باجی کی آنکھین رُوتے رُوتے خون کبوتر کی سی سُرخ

ہوگئین کھانا پینا حرام تھا کلیجہ ہر دم دھک دھک کرتا تھا طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ لوگون نے یہان آن کر کیا جانے کیا کیا کہا۔

آزاد ؎
پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

لگائی بجھائی باتون کا خیال کرنا وضعدارون کی وضع کے خلاف ہی۔

حُسن آرا۔ (تنک کر) پوچھو کہ اب آخر آپ چاہتے کیا ہین

آزاد۔ پوچھے کون۔ ای صاحب آپ خود کیون نہین پوچھتین آخر اللہ رے عتاب۔ اُف ری تیری تیکھی چتون۔ اور اللہ رے تیری لگاوٹ بازانکھڑیان ہم سے دریافت ہوتا ہی کہ اب آپ چاہتے کیا ہین۔ شان خدا ہم سے اور یہ سوال ؎

کیون کیا ہین تجھسے کہ کیا چاہتا ہون
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون
بہت آشنا ہین زمانے مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

حُسن آرا۔ ای لئیے یہ دونہ کہ اس شعر خوانی کو چھپر پر رکھین یہان کسی کمبخت واہی تباہی شعر کہنے کا شوق نہین ہی معلوم ہی کہ بڑے شاعر کی دم ہین۔ الکذب احسنہ پر عمل ہی نرے شاعر ہی ہین بس۔

سپہر آرا۔ ہین تم لاکھ بنو۔ ہزار بگاڑ کی باتین کرو لبون پر مُسکراہٹ آہی جاتی ہی۔ دل کی لگی کہین چھپانے سے چھپتی ہی۔ اُف توبہ۔

حُسن آرا۔ چلو بس چُپ بھی رہو۔ بہت کلیجہ نہ پکاؤ اسوقت دل پر جو دُکھ ہی وہ ہم ہی جانتے ہین۔ تم تو نری الڑھ ہو ہرجائیون سے ملاقات کیا۔ ایسون سے تپاک کیسا چلو اب ہم تم کمرہ خالی کردین۔ جسکا جی چاہے بیٹھے جسکا جی چاہے جائے حیادار کے لیے ایک چلو کافی ہی۔

یہ کہکر حُسن آرا اُٹھی اور سپہر آرا بھی ساتھ ہی ایک ناز دلربایانہ سے کھڑی ہوئین کہ اتنے مین میان آزاد نے سپہر آرا کا پہونچا پکڑ لیا۔ اب دل لگی دیکھیے کہ ادھر تو میان آزاد اُس نازک بدن کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور ادھر حُسن آرا اُس گلفام کو اپنی طرف گھسیٹ رہی ہین حُسن آرا بگڑ رہی ہین کہ ہماری بہن کا ہاتھ کوئی پکڑے تو ہاتھ ہی ٹوٹین۔ جب ہم نے ٹکا سا جواب دیا تو پھر کوئی یہان آنے والا کون۔ واہ ایسے حیادار بھی نہین دیکھے۔ آزاد نے کہا صاحب آپ اتنا خفا کیون ہوتی ہین واسطے خدا کے ذرا بیٹھ تو جائیے ایسا غصّہ بھی کیا مانا کہ ہم معیوب ہین مگر ہم سے جواب تو سُنیے خدا گواہ ہی کہ ہم بیقصور ہین حُسن آرا نے کہا بس بس زبان نہ کھلوائیے اور جو خدا ناکردہ کسی کی جان نکل جاتی تو کیسی ٹھہرتی۔ یہان نعل در آتش ماہی بے آب کی طرح بیقرار۔ طرح طرح کا انتشار سیکڑون افکار اور آپ کا پتا ہی نہین۔ خیر اب اسوقت ہم نہ بولینگے۔ آپ کل آئیے مگر آنیکے قبل اطلاع کر دیجئے گا۔ بسم اللہ اب رخصت۔ آپ اب چھ مہینے کے بعد صورت دکھائیے گا۔ خیر ہم بھی کلیجے پر پتھر رکھ لینگے۔ آزاد بصد حسرت رخصت ہوے۔

مزے مزے کی باتین اور عشق صادق کی گھاتین

آن سرو بن بہار پرورد
گل غنچۂ عشق و لالہ درد ؛

یعنی میان آزاد خانہ برباد قدم قدم پر آہ سرد بھرتے اور نفس امّارہ پر نفرین کرتے میان ظرّاف کے مکان پر پہونچے تو وہان افیونیون کے پشت و پناہ میان خوجی لوحش اللہ

چانڈو کے نشہ مین غین پڑے ہوے ہین اے بلا یہان کہان سے
آئی۔ ای لاحول بھی اسنے توبے طور پیچھا کیا ہے۔ مگر خیر اسوقت
پڑا رہنے دو۔ پھر سمجھا جائے گا۔ میان آزاد پلنگ پر لیٹے تو
ادھر اُدھر لوٹ مار رہے ہین مگر سونا حرام نیند نہین آتی پلک کا
جھپکنا مشکل ہو گیا۔ ہاے فعل بد کا نتیجہ بھی بد ہے۔ کس بُری
گھڑی اللہ رکھی سے آنکھ لڑائی۔ کیا شامت آئی۔ اور ستم پر ستم
یہ کہ میان خوجی ساتھ نہین چھوڑتے۔ رات بھر سونے کے
عوض رو کیے یہ سوچ رہے تھے کہ اتنے مین غنچۂ صبح
کھل کھلایا اور میان آزاد کو شوق چرّایا کہ چلو حُسن آرا سے
ملو۔ سچ ہے۔ ؎

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوی یار روند

چلے تو ذرّہ ذرّہ گل خیز۔ قطرہ قطرہ بادۂ مسرّت سے
لبریز باد بہار گلفشان۔ یہ بُلبُل زار مسرّت غزل خوان ساغر نوش
بدمست غنچے طرب پرست۔ اِدھر سبزے کی لہک۔ اُدھر
قطرہ ہاے شبنم کی جھلک۔ میان آزاد نے ایک بھٹی کے
قریب دو شرابیون کو لڑتے جھگڑتے دیکھکر کہا کہ خدائی خوار
گدھے اسوار تم دونون پر شیطان کی پھٹکار خدا کی مار۔
یہ وضع اور یہ جوتی پیزار۔ سر بازار تکرار اور مار دھاڑ ذرا
تو دل مین شرماؤ۔ مارے خفت کے زمین مین گڑ جاؤ اُن مین
سے ایک نے کہا ؎

رندان در میکدہ گستاخ ہین زاہد
زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبون کے

دوسرے نے اُسکو چھوڑ کر اُنکا پیچھا کیا۔ اُنکو پیچھا چھڑانا مشکل
ہو گیا۔ اب سُنیے کہ اُسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ میان آزاد کی ٹوپی۔
اُچھال دی۔ میان آزاد جھلاّئے اور وہ دونون بھی طیش مین
آئے اور لگا گد چلنے۔ آزاد نے چپت لگائی اور دھول جمائی

ہات ترے کی تڑا اور پھٹ۔ دھم اور کھٹ۔ تڑاق اور پڑاق
بازار مین ہلڑ مچا ہوا۔ تماشائی ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع۔ اتنے مین غل
جو ہوا تو میان خوجی پینک سے چونک پڑے۔ نظراف کی
لونڈی نے کہا میان ایسی نیند تو ج کسی پچھلے جنم مین کرکے آئے آزاد
سے باہر گڈے بازی ہو رہی ہے اور تم یہان خرّاٹے لے رہے ہو
اتنا سُننا تھا کہ میان خوجی آنکھین ملتے ہوے اُٹھے۔ اِدھر
اُدھر دیکھا تو لٹھ نہ ڈنڈا۔ اُنھون نے جیب سے چانڈو کی
نگالی اُٹھائی۔ اور لپکے۔ اور لپکتے ہی غل مچایا کہ ابے او
گیدی ٹھہر جا۔ مین آن پہونچا۔ شرابیون نے جو انپر نظر ڈالی تو
واہ جی واہ کیا قطع شریف ہے ننھے سے آدمی ٹھٹھی بھر کے
کے برابر قد۔ اور یہ خم اور دم۔ اُنھون نے آزاد سے اپنے کو
چھڑا کر اُنکی خبر لی جھلا کر آپ نے نگالی اُٹھائی۔ ایک نے
نگالی چھینی اور لگا کھٹا کھٹ جمانے میان ہی کی جوتی میان ہی کا
سر۔ دوسرے نے کسی سے پوچھا نہ پاچھا جھپٹ کر میان خوجی کو
کاٹ کھایا۔ اتنے مین میان آزاد نے جھکے سے اپنی راہ لی خوجی
بیچارے پٹ پٹا کر اُٹھے کچومر نکل گیا۔ مگر واہ رے خوجی پھر بھی
وہی خم و دم ہین وہی تیکھی چتون۔ ماشہ بھر کا تو قد شریف مگر
اکڑے ہی جاتے ہین اور دونون شرابیون کو اس طرح
گھور رہے ہین جیسے کھا ہی جائینگے حوالی موالی حضرت کی قطع
دیکھ دیکھکر لوٹن کبوتر ہوئے جاتے ہین ہنستے ہنستے پیٹ مین
بل پڑ پڑ گئے۔ اب خوجی ہین کہ دنیا بھر کو گالیان دے رہے ہین
آخر کار جھاڑ پونچھکر چل دیے۔ لونڈی نے کہا واہ میان گئے تھے
سینچنے اور اُنٹے پٹ کر آئے۔ اتنی پڑین بے بھاؤ کی کہ کھوپڑی
گنجی ہو گئی۔ چاند پر ایک بال تک نظر نہین آتا خوجی بہت ہی
جھلائے اور آگ بھبوکا ہو کر کہنے لگے کہ چپ نہکارہ تو ہین کیا جانے

کھوپڑی گنجی کیسی۔ یہ گنجی کھوپڑی کے کیا معنی۔ آخر تو نے کہا
کیا۔ ہماری کھوپڑی پر بال تھے ہی کب۔ یہان پیدایشی ہی
ایسے بال ہین۔ اور صاف چاند تو خوش اقبالون کی نشانی
ہے۔ اُس نے قہقہہ اڑا کر کہا کہ اب ہٹو بھی۔ آئے وہان سے
بڑے اقبال مند بنکر۔ واہ کیا اقبال ہے۔ صورت سے تو
پھٹکار برستی ہے اقبال والے بنے ہین۔ خوجی دانت پیسکر
رہ گئے اور بولے کہ بس چلی جا۔ نہ ہوئی جوانی۔ ورنہ
کھود کر اسی جگہہ دفنا دیتا۔

میان آزاد کو اس قصے سے کیا واسطہ۔ وہان تو اور ہی
دھن تھی اور ہی اُدھیڑ بن تھی۔ مگر اُنکی طبیعت بگڑنے لگی
اور رفتہ رفتہ ایسے علیل ہوے کہ تپ چڑھ آئی۔ اب ایک
قدم چلنا بھی دوبھر ہو گیا۔ ناچار پیپل کے درخت کے سایہ
مین جسکے دھانی دھانی پتون کی نمک ریزی ستم ڈھاتی
تھی بیٹھے اور بیٹھے بیٹھے تو گر گرے تو بیہوش۔ حُسن اتفاق سے
پیر مرد کا اُسی دم وہان گذر ہوا۔ یہ فنس پر سوار چلے جا رہے
تھے دور سے دیکھا کوئی سفید پوش خانہ بدوش بیہوش
پڑا ہوا ہے۔ جب قریب آئے تو کہارون کو حکم دیا کہ فنس رکھدو
بسم اللہ کہکر اُنھون نے فنس اُتاری پیر مرد قریب جا کر
جو دیکھتے ہین اُنکو آزاد ارے! معاذ اللہ۔ یہ بیچارہ آزاد ہے
اے خوب ہوا ہم اسوقت آگئے ورنہ اُنکا تو کام ہی تمام
ہو جاتا۔ کہارون نے میان آزاد کو اُٹھایا اور فنس پر لٹایا
اور لے چلے۔ پیر مرد پیچھے پیچھے پیادہ پا جانے لگے کہارون
نے جو قدم بڑھایا تو ہوا ہو گئے اور گھنٹے بھر سے ایوان سپہر
تو امان مین تھے اتنے مین پیر مرد بھی کانکھتے کانکھتے پہونچے
اور آزاد کی نبض دیکھی تو حرارت پائی۔ محل مین گئے حُسن آرا
سے کہا کہ جلد پلنگ بچھواؤ میان آزاد آئے ہین۔

حُسن آرا۔ ہائین! ہائین! اُنہی بڈھے میان ہوش کی
دوا کرو۔ تم تو اس وقت اپنے آپے سے گذر گئے ہو۔
اے واہ کہنے لگے آزاد آئے ہین۔ پلنگ بچھواؤ۔ یہ پلنگ
کی کیا بات چیت ہے۔

سپہر آرا۔ (گھبرا کر) اچھے تو ہین۔

پیر مرد۔ بیہوش پڑے ہین خدا ہی خیر کرے۔

حُسن آرا۔ (ہاتھ مل کر) ہے ہے یہ کیا کہتے ہو۔ پاؤن تلے سے
مٹی نکل گئی جی سنسنانے لگا۔

سپہر آرا۔ (بدحواس ہو کر) کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ اُف۔
ایسی سُنائی اللہ ساتوین دشمن کو بھی نہ سُنائے۔

پیر مرد۔ کہارو فنس یہان اُٹھا لاؤ۔

کہارون نے فنس اُٹھائی اور پلنگ کے پاس لگائی
کئی آدمیون نے مل کر میان آزاد کو پلنگ پر سُلا دیا۔ کمرے
مین فقط حُسن آرا اور سپہر آرا۔ دلبہار اور پیر مرد۔ حُسن آرا
نے جو یہ کیفیت دیکھی تو تن سے جان نکل گئی۔ سپہر آرا
کے گل رُخسار پر آنسو ہی آنسو نظر آتے تھے۔

دلبہار۔ بیوی اس سے کچھ نہ ہونے کا۔ دوا درمن
کرو۔ دوڑ دھوپ کرو حکیم جی کو بلاؤ۔ تم سب کے تو جیسے
ہاتھ پاؤن بھول گئے۔ (پیر مرد سے) اجی جا کر حکیم صاحب
کو بُلا لاؤ۔

حُسن آرا۔ حکیم جی کا یہان کیا کام۔ اور یون آپ چاہین
جسکو بلائین۔ ع

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج	اگر اے طبیب تو ہی کہ بہتر کیا علاج

یہ کہکر وہ خاتون مہ لقا آہستہ سے پلنگ پر جا بیٹھی اور سپہر آرا

چھوٹوں کی بنکھیا جھلنے لگی حُسن آرا نے میان آزاد کا سر اپنے زانو پر رکھا۔ پیر مرد کسی کام کے لیے باہر چلے گئے۔ دل بہار دوسرے کمرے مین گئی حُسن آرا نے فرطِ محبت سے میان آزاد کی نورانی پیشانی پر بڑے پیار سے بوسہ لیا ہنوز جو بھی پیشانی کے پاس سے نہ ہٹی تھی کہ میان آزاد نے آنکھ کھولدی اور کہا ایک اور۔ حُسن آرا کھل گئی سپہر آرا ہنس پڑی۔

آزاد۔ مرے جنازے کو اُنکے کوچے مین ناحق احباب لے کے آئے
نگاہِ حسرت سے دیکھتے ہین وہ رُخ سے پردہ اُٹھا اُٹھا کر
سحر ہے نزدیک شب ہے آخر سرا سے چلتے ہین ہم مسافر
جنھین ہے ملنا وہ سب ہین حاضر جرس سے کہدو کوئی صدا کر

حُسن آرا۔ کیون بندہ پرور یہ مکّاری! خدا کی پناہ میری تو بُری گت ہو گئی۔

سپہر آرا۔ چلو بخیر گذشت۔

آزاد۔ ایک اور ایک اور بس ع۔ یہی درویش کی صدا ہے آج۔

حُسن آرا۔ سائین اب پھر مانگیے بس وہ وقت اور ہی تھا اب ع۔ ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔

آزاد۔ مین نے کہا جو اُنسے کہ شب کو یہین رہو
آنکھین جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پر

حُسن آرا۔ آپ آخر یہان تشریف کیون لائے چھپایئے نہین صاف صاف بتایئے۔

آزاد۔
اب کہتی ہو کہ تم مری محفل مین آئے کیون
آتا تھا کوان کوئی کسی کو بلائے کیون
کہتا ہون صاف صاف کہ مرتا ہون آپ پر
ظاہر ہے بات ہے کوئی چھپائے کیون

یہان مارے نقاہت کے جان لبون پر آگئی۔ آپ مگر سمجھتی ہین۔

حُسن آرا۔ یہی نقاہت ہے تو پھر ناز کون اُٹھائے گا۔ جور و جفا کون سہے گا۔

آزاد۔ اب کل روانگی کا عزم ہے۔ کل اگر نہ جاؤن تو شریف نہین۔ روم و روس مین اب کھُلم کھُلا چھڑنے والی ہے۔

حُسن آرا۔ ہان حمیت تو اسی کی مقتضی ہے کہ جایئے۔ اور ضرور جایئے۔

سپہر آرا۔ جایئے اور بخیر و عافیت واپس آیئے

حُسن آرا۔
بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روے و باز آئی

اب ہمکو ایک بات یاد دلانی لازم آئی وہ یہ کہ میان آزاد سچ مچ بیمار نہین ہوے تھے۔ بلکہ بیمار بن بیٹھے تھے وجہ یہ کہ انکو خوف تھا کہ مبادا اللہ رکھی کا آنا حُسن آرا پر بھی کھلجائے تو پھر قیامت ہی بپا ہو۔ لہذا اُنھون نے یہ فکر کی کہ علیل ہو کر وہان جائین تاکہ حُسن آرا اُنکی علالت دیکھکر ترس کھائین سُوچے کہ پیر مرد فلان سڑک کی طرف سے روز آتے ہین لہذا حضرت آزاد موقع کو تاک کر ایک درخت کے نیچے لوٹ گئے کہ گویا جان ہی پر بن آئی۔

حُسن آرا۔ اب تو مزاج حضور کا اچھّا ہے آخر نصیب اعدا طبعیت ناساز کیونکر ہو گئی آپ جاتے کہان تھے۔

آزاد۔ آپ ہی کی قدم بوسی کو آتا تھا۔ اثناے راہ مین جی گھبرانے لگا اور غش کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ درخت کے سایہ مین ذرا دم لینے بیٹھا تو بیہوش۔ حُسن اتفاق سے یہ بیچارے ملے ورنہ خدا جانے کیا گت ہوتی اللہ کو کچھ اچھا کرنا منظور تھا۔ دن بھر اور رات بھر میان آزاد نے وہین بسر کی اور تڑکے

اُٹھتے ہی تیاری سفر کی کی کہ اتنے مین میان خوجی لڑھکتے پڑھکتے پتہ پوچھتے ہوے آن موجود ہوے۔

خوجی۔ میان ہوت ذرا آزاد کو تو بُلاؤ۔

دربان۔ کس سے کہتے ہو۔ آئے کہان سے۔ جاؤ گے کہان۔ ہو کون۔

خوجی۔ این! یہ تو کچھ تقریر یا سا معلوم ہوتا ہی۔ ابے اطلاع کر دے کہ خواجہ صاحب آئے ہین۔

دربان۔ ہونھ۔ خواجہ صاحب! ہین تو جولاہے سے معلوم ہوتے ہو بھلے مانسون کی ایسی ہی صورت ہوا کرتی ہی۔

خوجی۔ اور نہین تو پھر کیسی صورت ہوا کرتی ہی۔

یہ تقریر میان آزاد نے سُنی تو خوجی کو پردے کے پاس بُلا لیا۔

خوجی۔ اجی اک ذری آئینہ تو بھیج دینا۔ آئینہ بھیجے گا ذری

آزاد۔ یا حضرت یہ آئینہ کیا ہوگا۔ بندگی نہ سلام نہ مزاج پُرسی نہ کچھ بات چیت۔ آتے ہی آئینہ یاد آیا۔ بندر کے ہاتھ مین بھلا آئینہ کون دینے لگا۔

خوجی۔ اجی بھیجتے ہو یا دل لگی کرتے ہو۔ دربان سے ہم سے چھوڑ ہو گئی ہی اسوقت۔ مردود کہتا ہی کہ تمھاری صورت بھلے مانسون کی سی نہین۔ اب کوئی اُس گیدی خر سے پوچھے تو کہ پھر کیا چمار کی سی ہی یا باجی کی سی ذرا آئینہ بھیجے مین دیکھون تو مجھے خود شک ہو گیا۔

یہ فقرہ جو سُنا تو حسن آرا اور سپہر آرا کھل کھلا کر ہنس پڑین اور آزاد سے کہا کہ کون جانگلو ہین۔

آزاد۔ بھئی اگر سچ پوچھتے ہو تو صاف صاف یون ہی کہ تمھاری صورت سے ایک طرح کا باجی پن برستا ہی۔ خدا چاہے باجی بنائے مگر باجی کی صورت نہ بنائے۔ مگر اب اُسکا علاج کیا۔

خوجی۔ واہ اسکا کچھ علاج ہی نہین آپ کے پاس ڈاکٹرون نے مردے تک کے جلا لینے کا تو بندوبست کیا آپ فرماتے ہین کہ علاج ہی نہین دیکھیے ہم بتا دینگے صورت ہی بدلنی ہی پھر یہ کتنی بڑی بات ہی۔

آزاد۔ کہین ایسا نہو کہ اینڈا بینڈا علاج ہو اور مُنھ ہی بگڑ جائے اس سے تو باجی ہی بنا رہنا اچھا۔

خوجی۔ نہ صاحب باجی نہ بنین گے۔ باجی بن کے جیے تو کیا۔

آزاد۔ کل ہم روم جانے والے ہین۔ چلتے ہو ساتھ۔

خوجی۔ نہ چلے اُسپر بھی لعنت۔ نہ چلے اسپر بھی (خم ٹھوک کر) ہم خوش ہمارا خدا خوش۔

آزاد۔ مگر وہان چانڈو نہ ملے گا۔ اتنا یاد رکھیے۔

خوجی۔ اجی افیم ملیگی؟ کہ وہ بھی نہ ملے گی۔ بس تو پھر ہم اپنے چانڈو بنا لینگے۔ آپ ہماری فکر نہ کیجیے ہمین ضرور لے چلیے بالضرور لے چلیے۔

آزاد۔ حُسن آرا۔ اب رخصت کا وقت قریب آتا جاتا ہی۔ اور کلیجہ مُنھ کو آتا ہی کہ تم سے مفارقت ہوگی لیکن جوانمردون کو ان باتون سے خوف کیا۔ زندگی شرط ہی خدا نے چاہا تو پھر ملینگے اور جشن کرینگے اب ہمین جانے دو۔

حُسن آرا۔ (ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے)

سپہر آرا۔ دلہن سے چمٹ کر! کچھ تو مُنھ سے بولو۔ ہاے یہ خاموشی کا کون موقع ہی۔ جو مارے رنج مفارقت کے خاموش ہو تو وہ بات ہی کیون کرو جس سے دُکھ ہو۔

حُسن آرا۔ (گال پر ہاتھ رکھکر اُف! دھیر رونے لگی)

آزاد۔ اُف دل بھر آیا۔ مگر قدم پیچھے نہ پڑے گا۔ جاؤن اور

بیچ کھیت جاؤن۔

سپہر آرا۔ہائے اندیسا لا نہین مانتا۔اُسکو بھی تو سمجھاتے جاؤ یہ کس کا ہوکر رہے گا۔

آزاد۔ذرا تھوڑی دیر تک یہ بات ہی بھول جاؤ پھر مین ابھی خوجی سے ذرا دُو دُو باتین کر لون۔

> رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے ہی
> مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلاے ہی

میان آزاد کے مزاج مین وحشت تو جبلی اور خلقی تھی ہی اُن کو ایک جگہ چین کہان۔سیماب مین تو پھر بھی سکون ہے ان کی طبیعت کو سکون نہین۔اتنے دن یہان رہے تو جی گھبرانے لگا جنگل کی دھن سمائی صحرا کی یاد آئی۔اور اُسپر طرہ یہ ہوا کہ اُنکی معشوق مہ لقا حُسن آرا نے فرمایش کی کہ روم جا یئے اور ترکون کو روسیون کی یورش سے بچایئے ایک تو کڑوا کریلا دوسری نیب چڑھا پھر انکو قرار کہان۔جب اُنھون نے دیکھا کہ رخصت کا نام سُنتے ہی سپہر آرا ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگی اور حُسن آرا کی آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھ گیا تو سُوچے کہ مبادا اُنکی پریشانی اور اشک افشانی سے قدم ڈگمگا جائے اور جانے کا نام زبان پر بھی نہ آئے اور خرابی یہ کہ اُنکی حالت زار دیکھ کر نسے خود کب جایا جاتا۔سپہر آرا کو تشفی دیتے یا حُسن آرا کی تسلی کرتے آدمی تو ذکی الطبع اور برق دم تھے ہی وہ تدبیر سُوچی کہ جو کبھی پٹ ہی نہ پڑے میان خوجی سے اُنھون نے صلاح لی کہ کیون یار چہ اب اسوقت کیا صلاح ہی آخر تم توسن رسیدہ گرگ باران دیدہ خرانٹ فقرہ باز آدمی ہو تم ہی کچھ سوچو۔مگر وہ رائے دو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے جاؤ اب تمھاری ہی رائے پر عمل کرینگے اس مین ہرچہ بادا باد۔خوجی اُمّی آدمی۔ٹرکی کا نام سنتے ہی ہکا بکا ہو گئے۔ہاتھ پاؤن کانپنے لگے کہ خدا ہی خیر کرے بھئی ہم سمجھے تھے کہ دل لگی کرتے ہو یہ کیا معلوم تھا کہ سچ مچ تنگ تو بڑا چڑھا کر بھاگا ہی چاہتے ہو میان تم لاکھ عالم وفاضل سہی۔پھر لڑکے ہی تو ہو۔ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن تو پیدایش آپ کی اور داعیہ یہ کہ ٹرکی جا کر روسیون سے لڑینگے۔ای تیری قدرت میان ہوش کی دوا کرو۔عقل کے ناخن لو سُوجھی بھی تو کیا سُوجھی بے تکی۔یہ خیال خام پختہ مغزی کی دلیل نہین ہی قبلہ۔ایک ذرا سی چنے کے برابر گولی پڑے گی تو ٹائین سے مرجایئے گا۔آپ کو کبھی مورچے پر جانے کا اتفاق نہین ہوا۔ارے میان خدا بھلے مانس کو نہ لیجائے غضب کا سامنا ہوتا ہی۔وہ گولی پڑی یہ مر گیا۔گھوڑے کی پیشانی پر جمی دھم سے گرا۔دائین دائین کی آواز رعد کی طرح گونجتی ہی قریب سپاہی کھڑا ہی اور ایک دفعہ ہی لوٹ گیا۔توپ کا گولہ آیا اور اٹھارہ آدمیون کو گرا دیا گولہ چیخا در ہتر تا کے اور ایک ٹکڑے نے دس دس آدمیون کو دیکھتے ہی دیکھتے اُڑا دیا۔گویا پیدا ہی نہین ہوے تھے۔اور جو کہین تلوار چلنے لگی تو اُف اوہ اجل سامنے نظر آتی ہی۔بے موت جان جاتی ہی کھٹا کھٹ تلوار چل رہی ہی اور ہزار ہا آدمی گرتے جاتے ہین سو بھئی وہان جانا کچھ خالہ جی کا گھر تھوڑا ہی ہی خدا کے لیے اُدھر کا قصد بھی کہین نہ کرنا اور بندہ تو اپنے حساب جانیوالے کو کچھ کہتا ہی ارے توبہ ارے توبہ خدا بھلے مانس کو جنگ کے میدان سے بچائے ہم ایک ترکیب بتائین آخر منشا تو تمھارا یہی ہی نہ کہ حُسن آرا سے وصال ہو مگر بعد نکاح اچھا منظور۔اور اُن ہی کے کہنے سے آپ ٹرکی جاتے ہین کیسے ہان خیر تو وہ کام کیون نہ کیجیے کہ حُسن آرا آپکو خود روکین اور لاکھون قسمین دین

کر جائے تو ہمارا ہی مردہ دیکھے۔ آپ وہان جاکر بیٹھیے اور ہم کو
جو کے پاس بٹھائیے اور جنگ کا ذکر چھیڑیے پھر دیکھیے مین کیسی
لفاظی کرتا ہون کہ آپ کا بھی جی خوش ہو جائے جنگ کی
مصیبتون کو اس پیرایہ مین بیان کرون کہ دونون بہنین کانپ
اُٹھین اور اُنکو یقین کامل ہو جائے کہ میان آزاد گئے اور
انشا غفیل ہوئے اور مین صاف صاف کہدونگا کہ بھائی آزاد
ذرا اپنی تصویر تو کھنچوا لو۔ آخر اب جدائی کی گھڑی تو سر پر کھڑی
ہے۔ دو تین مہینے مین سُن لینگے کہ میان آزاد نے گولی کھائی اور
دم توڑا۔ واللہ جو کہین یہ تقریر سُن پائین تو حشر تک تمھین
نہ جانے دین۔ اور جھپ سے شادی ہو جائے مزے سے
چین کرو۔ اور ہمین بھی نوکر رکھ لو۔ اور روم جانا بڑی ٹیڑھی
کھیر ہے۔ فرض کیجیے کسی مورچے پر گولی لگی اور لوٹ گئے پھر
حُسن آرا سے کون ملیگا۔ توبہ توبہ۔

میان آزاد جب یہ داستان سُن چکے تو بولے کہ بس اب
آپ اور کچھ نہ فرمایئے گا۔ ٹرکی جاؤن اور پھر جاؤن۔ دن
دہاڑے جاؤن ڈنکے کی چوٹ جاؤن۔ لاکھ مین جاؤن کروڑ
مین جاؤن باقی رہا مرنا جینا یہ کسی کے اختیار کی بات تو ہے نہین
مورچون پر سے لاکھون آدمی کورے آتے ہین اور ہزارون راہ
چلتے چلتے لوٹ جاتے ہین۔ اس مین کسی کا اجارہ نہین حُسن آرا
ہم سے کہے کہ ٹرکی جاؤ اور ہم اغماض کر جائین۔ کیا مجال۔ اور
پھر حُسن آرا پیاری حُسن آرا کو ایسا جل دین۔ اتنا بڑا جل دین
اُف۔ جسکو معشوق کیا اُس سے یہ فریب۔ اینجانب تو ہرگز گوارا
نہ کرینگے چاہے اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے۔ آپ میان ظرافت
کے یہان جایئے اور اُنسے کہیے کہ ہم ابھی آتے ہین آج ہی سفر
کا عزم ہے سب سامان دُرست کر رکھین ہم پہونچے اور کھانا
کھایا اور لمبے ہوے۔ خوجی تو گرتے پڑتے چلے۔ مگر دو قدم جاکر
پھر پلٹے۔ آزاد میان آزاد۔ بھائی ایک بات سُنتے جاؤ۔ کیا ہمکو
بھی آپ کے ساتھ ہی جانا ہوگا۔ اگر ہے چلو تو خیر ہم بھی ہمراہ
رکاب چلے ہی چلین۔ لیکن واسطے خدا کے ذری صورت
تو دکھا دو۔ آزاد نے للکار کر دور ہو نامعقول یہان اِسوقت
کلیجے پر سانپ لوٹ رہا ہے خوجی پھر اُلٹے پاؤن بھاگے مگر
دو چار قدم کے بعد پھر پلٹ پڑے۔ میان آزاد میان آزاد
ارے بھئی آزاد ہوت ذرا سُنتے جاؤ۔ میان آزاد کی جان عذاب
مین کہ اچھے دیوانے سے پالا پڑا پلٹے۔ کہو اب کیا یاد آیا۔ یار
تم نے تو ناکون دم کر دیا۔ خوجی بولے۔ اُستاد ایک بات
بھول گئے تھے کھانا پکوا رکھین ساتھ ہے چلیے گا یا نہین۔
آزاد بہت ہی جھلائے اور للکار کر کہا کہ نامعقول یہ بھی کوئی
پوچھنے کی بات ہے بھلا۔ جو اتنی دُور سے پلٹے جاؤ۔ ابکی پکارو گے
تو گلا ہی گھونٹ ڈالونگا۔ خوجی بیچارے اپنا سا مُنھ لے کر رہ گئے
اور پو قدمے جانے لگے۔ ظرافت کے گھر پر جو وہان سے
کوئی ڈیڑھ میل تھا سوا تین گھنٹے مین پہونچے اور پہونچتے ہی غل
مچانا شروع کیا کہ جلد تیاری کرو۔ میان آزاد ابھی ابھی جانیوالے
ہین اُنھون نے کہا ہے کہ ایک پانچ سیر میٹھے ٹکڑے اور سات سیر
استعمالی چار سیر بلکہ اور تین سیر والے چاول کا پلاؤ۔ اور دس سیر
فیرنی اور دس ہی سیر کھیر اور کوئی چودہ سیر زردا۔ اور کوئی پانچ سیر
مربی اور میٹھے اچار کی دو چار ہانڈیان یہ سب سامان جلد تیار ہو رہے
واہ بھئی خوجی کیون نہو کہی بھی تو اپنے ہی مطلب کی انیونی
آدمی سب میٹھی ہی میٹھی چیزین بتائین اور طرہ یہ ہے کہ دس دس سیر
اور پانچ پانچ سیر سے کوئی کم نہین خیر میان ظرافت کی بیوی تو کھانا
پکانے مین طاق تھین۔ اور گھر کی لونڈیان بھی براق تھین معًا

سب انتظام کر لیا اور ہاتھون ہاتھ سامان ہوا۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ میان آزاد نے دل بہار سے کہا کہ بُوا چپکے سے ذری قلمدان کاغذ تو لے آنا۔ دل بہار چپکے سے لے آئین اور میان آزاد نے بیٹھکر خط لکھا۔

میری پیاری حُسن آرا بصد حسرت و مسرت تم سے رخصت ہوتا ہون حسرت اس سبب سے ہی کہ جُدائی کی گھڑی ہے اور مسرت یہ کہ اپنی پیاری حُسن آرا کے حکم کی تعمیل کو جاتا ہون مین اپنے دل کی کیفیت اسوقت ظاہر نہین کر سکتا بس مین جانتا ہون یا میرا خدا۔ مین رُوم جاتا ہون اور اس غرض سے جاتا ہون کہ وہان سے سُرخرو ہو کر آؤن۔ اور اس لائق ہون کہ حُسن آرا کے ہاتھ نکاح کر سکون مین خوب جانتا ہون کہ ایسی شگفتہ جبین اور نازنین مہ پارہ پری چہرہ کے لیے کوئی حسین اور مشہور و معروف نوجوان شہزادہ چاہیئے مجھے کوئی جانتا بھی نہین کہ ہی کون مگر علم و فضل مین شرافت و نجابت مین حمیّت و مروت مین بانک مین کُشتی مین تقریر مین کسی شریف زادے سے بندہ کم نہین۔ ہان شہرت۔ وہ خدا نے چاہا اب حاصل ہو گی۔ بہر کیف اب مین رخصت ہوتا ہون۔ اخبارون مین تم ہمارا حال پڑھو گی زندگی اور وفات کسی کے ہاتھ مین نہین ہی اور جنگ دو سر دارد۔ ایک گولی دیو کے بچے تک کو دم کے دم مین ہلاک کر ڈالتی ہی۔ اگر مین مر گیا تو خوشی سے اجازت دیتا ہون کہ تم کسی شریف زادے کے ساتھ ضرور نکاح کر لینا۔ اگر تم سوگ نشین ہوئین تو یاد رکھنا کہ میری روح روئے گی اور اگر مین بچ نکلا تو پھر میرے سوا اور ہی کون مین ٹرکی مین وہ وہ کار نمایان کرونگا کہ میری بسالت کے جھنڈے گڑ جائینگے اور ساری خدائی مین میرا نام ہو گا یہ کچھ غرور کی بات نہین ہے مین اپنے دل کا سچا حال لکھتا ہون۔ اور قلم کو ترجمان دل بناتا ہون۔ ہان پیاری حُسن آرا۔ مجھے دو باتون کی دلی آرزو ہی ایک تو تم میری جُدائی کا رنج نکرنا اور جب کبھی میرا خیال آئے تو اس مبارک گھڑی کو یاد کرنا جب مین ٹرکی سے فائز المرام واپس آنکر تمھارے ساتھ بجرون پر ہوا کھاؤنگا اور بیاہ رچاؤنگا اور مزے سے دندناؤنگا واسطے خدا کے تم کُڑھنا نہین نہین ہائے اگر مجھے کوئی اتنی تسکین دیدے تو مین اور بھی خوش خوش جاؤن۔ دوسری بات یہ ہی کہ پیاری سپہر آرا میری جگر گوشہ کو بھی کُڑھنے نہ دینا ہی ہی وہ جب سُنیگی کہ آزاد چل دیے تو رو رو کے ڈھیر کرے گی۔ اور خدا جانے اُس بیچاری کی کیا کیفیت ہو جائیگی اُف مفارقت کا صدمہ سہنا دل لگی نہین ہی خدا عاشق و معشوق کو جُدائی کا دن نہ دکھائے حُسن و عشق کا جھگڑا بڑا بیڈھب ہوتا ہی پیاری سپہر آرا کو مین تمھارے سپرد کر کے جاتا ہون۔ اُنکی خوب دلجوئی کرنا اور خوب سمجھانا کہ میان آزاد عنقریب ہی آنے والے ہین۔ بس اب آئے داخل ہین تیسری بات ایک اور یاد آئی۔ ذرا کان لگا کر سُنیے دنیا مین طرح طرح کے آدمی ہین مگر بد باطن بہت اور نیک کم۔ خدا کے لیے کسی کے لگانے بجھانے مین نہ جانا۔ اتنا کہنا ضرور یاد رکھنا اسوقت تو مین طومار کے طومار لکھ ڈالون لیکن ہاتھ کانپتا ہی اور افسوس ہی کہ اسوقت گو لاکھ ضبط کیا لیکن آنسو ٹپ ٹپ آنکھون سے جاری ہو گئے پھر ساتھ ہی یہ بھی خوف ہی کہ مبادا تم سُن پاؤ یا سپہر آرا کے کان مین بھنک پڑے تو جانے کیا ہو ن تمھارے دل مین طرح طرح کے خیالات آئینگے اور تم فرض کر لو گی اب آزاد کا واپس آنا محال ہی تم راتون کو چونک چونک پڑو گی کہ آزاد قتل تو نہین ہوئے۔ تمھین کھانے مین مزہ نہ آئے گا پانی بدذائقہ معلوم ہو گا۔ میری دلی تمنا تھی کہ رخصت کے قبل ایک دن ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاؤن اور سپہر آرا کے ہاتھ سے

بوٹی اور کباب چھین چھین کر چکھ چکھ جاؤن مگر دل کی دل ہی مین رہی خیر یار زندہ و صحبت باقی۔

اب اس خط کو تم چوم لو زندہ بچا تو ملونگا اور جو مر گیا تو الوداع

تمھارا پیارا آزاد۔

یہ خط لپ جھپ لکھکر میان آزاد نے دل بہار کو دیا اور کہا دل بہار تجھے اپنے بچون ہی کی قسم یہ خط حسن آرا کو شام کے وقت دینا اور کہنا کہ میان آزاد ٹرکی گئے۔ دل بہار نے انکا دامن پکڑ لیا اور سمجھایا کہ میان یہ کیا غضب کرتے ہو ہی ہی بے رخصت ہوئے جاؤگے تو حسن آرا کا کیا حال ہوگا سپہر آرا قیامت بپا کر دے گی۔ گھر بھر مین کہرام مچے گا۔ پلٹس پڑ جائے گی ہنسی خوشی سے جاؤ نہ۔ امام ضامن تو باندھنے دو۔

آزاد نے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑا کے کہا کہ بوا دل بہار تم کو اس سے کیا مطلب جو کہون وہ کرو شام کو یہ خط اُن کو دیدینا۔ بس اب زیادہ گفتگو نہین اُسنے کہا نہ میان مجھ سے یہ نہ ہوگا مین نہ تمھین جانے دونگی نہ خط لونگی اور نہ تمھارا دامن چھوڑونگی اور جو تم نہ مانوگے تو غل مچا دون گی۔ اور تم بدنام ہوجاوگے اور پیچھے پچھتاؤگے۔ میان آزاد نے جیب سے پانچ روپیہ نکالے اور دل بہار کو چپکے سے دے کر کہا کہ بس اب جاؤ۔ یہ تمھارے چھوٹے لڑکے کے لیے ہین۔ مگر خبردار شام کے پہلے نہ دینا۔

میان آزاد یہان سے چلنے کو چلے لیکن قدم نہین اُٹھتا دل ہی کہ اُمڈا چلا آتا ہی آنکھین فوارۂ خون بنی ہوئی ہین۔ دو قدم جاتے ہین اور پیچھے پھر پھر کر دیکھتے ہین پھر چلے پھر ٹھہرے محل وہ نظر آتا ہی اُسی کے پیچھے اسوقت حسن آرا بیٹھی ہونگی۔ ہائے اب یہ ایوان کیوان نشان واللہ اعلم دیکھنے مین آئیگا بھی یا نہین۔ کبھی جی چاہتا ہی کہ چل کر حسن آرا سے مل ہی لین کبھی سوچتے ہین کہ اب چلے سو چلے واپس جانا ہمت مردانہ کے خلاف ہی کبھی خیال آیا کہ پیر مردے تو رخصت ہو لین۔ کبھی سوچے کہ سپہر آرا کی صورت تو ذرا ایک نظر بھر کر دیکھ لین۔ کبھی دھم سے گر پڑے۔ کبھی کلیجے کو تھام لیا۔ کبھی اُف اُف کرنے لگے کبھی ہائے ہائے وائے وائے کا کلمہ زبان پر جاری ہی۔ کبھی جان عاری کہ الٰہی کیا کرون دل اور طرف جاتا ہی۔ مین اور طرف جاتا ہون۔ کس کس کو سمجھاؤن خدا ہی اسوقت مدد دے تو بیڑا پار ہو ورنہ اب غوطہ کھاتے ہوے اور اب غرقاب ہوے۔ آخرکار خدا خدا کر کے میان ظراف کے گھر مین داخل ہوگئے۔ ظراف نے جوان کی صورت پر نظر ڈالی تو پوچھا این! ارے میان تمھارا حال کیا ہے۔ واللہ تمھاری صورت دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا ہے اُف اوہ۔ جیسے کوئی برسون کا بیمار ہو گیا ڈھکوا آیا تھا کیا بالکل چھچھوری ہوگئے تم تو واللہ توبہ توبہ۔ زردی چہرے پر چھائی ہی آنکھین سرخ بیر بہوٹی بنی ہوئین۔

روم کے سفر کی تیاری

ظراف۔ کہیے اب تو رخصت ہی بھئی۔ ؎

بسفر رفتنت مبارک باد	بسلامت روی و باز آئی

کھانا تیار ہی کہیے تو نکلوایا جائے۔ برف بھی منگوا رکھی ہی۔

آزاد۔ کھانا تو ہم اسوقت نہ کھائین گے۔ اشتہا نہین مطلق بھوک نہین۔

ظراف۔ این! کیا خوب۔ پھر اتنا پکوایا کیون۔ اجی دو نوالے تو کھا لو۔

آزاد۔ کیا کسی نے مجھے تو صبح سے کھٹی ڈکارین آ رہی ہین یہ آپ سے کہا کس نے تھا کہ آپ کھانا پکوائیے۔

ظراف۔ اور سُنیے گا۔ کہا کس نے کی ایک ہی کہی۔ کہا آپکے خوجی نے اور کس نے۔ ہو ہو میان خوجی۔ دس سیر فرنی اور دس ہی سیر کھیر اور اٹھارہ سیر میٹھے ٹکڑے اور خدا جانے کیا الم غلم بتا گئے۔ گھر مین بڑے اہتمام بلیغ سے سب سامان لیس کیا اب دو چار نوالے تو آپ کو اُن کی خاطر سے ضرور کھانے چاہیین۔

آزاد۔ لاحول ولا قوۃ۔ خوجی بھی بس گرسنہ چشم ہی رہے۔

خوجی۔ لاحول کاہے کی۔ آخر اس لاحول کے کیا معنی۔ آپ نہ کھائیے۔ بندہ تو ڈٹ کے چکھ چکا۔

آزاد۔ کیا یہ کھانا کھا چکے۔

خوجی۔ جی نہین تو کچھ آپ کی طرح بیوقوف ہون۔ اور سب میٹھی میٹھی چیزین بکوائین۔ اور آج افیم بھی معمول سے زیادہ پی خوب چسکی لگائی اور مطنجن پر ہاتھ لگائے۔

آزاد۔ بس اب پھر بوریا بندھنا اُٹھائیے چلئے بسم اللہ کر کے لدیے پھندیے۔

خوجی۔ قبلہ اب تو اس وقت یہ حال ہے کہ جیسے چوہے کو کوئی پارہ پلا دے۔ چلنا چلانا معلوم۔ اب بندہ لوٹ مارینگا اور سواری کیا ہے۔

ظراف۔ یکہ۔

خوجی۔ ارے غضب خدا کا۔ تو بندہ جا چکا یکے پر تو آج تک کبھی سوار ہی نہ ہوئے انجانب اور پھر کھانا کھا کر ارے توبہ مر ہی جاؤنگا بھی۔ ذرا سا پانی پلانا۔ یارا فیمی تو بہت دیکھے مگر سچ کہنا ایسا بھی کوئی دیکھا جو پینک کا نام بھی نہ جانتا ہو۔

الغرض میان آزاد نے جھٹ پٹ کھانا کھایا اور اسباب وسباب کس کر آمادہ سفر ہوئے۔ خوجی کو بھی ایک لات جمائی کہ اُٹھ نامعقول۔ البس اب سونا دونا ہو چکا۔ تہر درویش بر جان درویش کہکر اُٹھے باہر جا کر دیکھتے ہین تو ایک سمند گھوڑی پوری دوسرا مریل لدو ٹٹو۔ پوچھا کہ یہ ڈگی گھوڑ یا کس کے لیے آئی ہے مگر یہ بیگو کا ٹانگھن کیا قدم باز اور سبک خیز ہے۔ آزاد سمجھ گئے کہ ہمین اُلو بنانا چاہتا ہے۔ شان خدا۔ اے تیری قدرت میان خوجی بھی اتنے ہوئے۔ سمند گھوڑی ڈھائی سو روپیہ کی قیمت کی اسکو آپ ڈگی بتاتے ہین جس مین میری نظرون سے گر جائے اور اس دُبلے پتلے مریل ٹٹو کو بیگو کا ٹانگھن بتاتے ہین آزاد نے مسکرا کر کہا کہ پھر یہ بیگو کا ٹانگھن آپ ہی کو مبارک رہے بندہ اِس ڈگی ہی پر قناعت کریگا آزاد میان ظراف کی بیوی سے رخصت ہوئے۔ آداب بجا لاتا ہون۔ بھابھی صاحبہ بھول نہ جائیے گا بھائی تو ایک بھولکڑ آدمی ہین۔ آپ نظر عنایت رکھیے گا۔ آپکے ہاتھ کا کھانا عمر بھر نہ بھولونگا نہ بھولونگا۔ اُنھون نے بہت ہی افسوس کیا اور کہا کہ بھائی تمھارے سبب سے دو گھڑی غم غلط ہوتا تھا اور تمھارے بھائی تو جیسے ہین ویسے ہین۔ ظراف ظراف جو لوگون نے کہنا شروع کیا تو سمجھے کہ ہم سے بڑھکر کوئی ہے ہی نہین۔ مگر خیر صلاح اچھا پھر اب منزل کھوٹی ہوتی ہے امام ضامن کو سونپا خدا کرے جسطرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی طرح منھ بھی دکھاؤ۔ آزاد نے کہا بندگی۔ آپ گھبرائین نہین۔ مین برس بھر کے اندر ہی اندر قدم بوسی حاصل کرونگا۔ یہ کہکر میان آزاد باہر گئے اور تڑ سے گھوڑی کی پیٹھ پر تھے۔

اب سُنیے کہ میان خوجی نے اپنے مریل ٹٹو کو جو دیکھا تو لگے ویسے تڑ بیٹھے۔ یار دوا سطہ خدا کا ہمین بچا لو بھئی ہم ایسے جانے سے

ورگذرے۔ بلی بخشتے چوہا لنڈورا ہی ہوکر جیئے گا ہیچ پی ہزار نعمت پائی۔ آخر کار لوگون نے للکارا کہ بیوقوف ہوا ہی مرا کیون جاتا ہی اب یہ چاہتے ہین کہ سوار ہوجائین لیکن یار لوگ ڈراتے ہین کہ دیکھ دیکھ وہ لپشتک اُچھالی۔ وہ دولتی جھاڑی وہ کاٹنے دوڑا۔ وہ منھ کھول کرلیگا۔ وہ دبوچا۔ وہ ٹیٹوالسا اور ٹٹو کھڑا ہی کان تک نہین ہلاتا۔ ایک دفعہ ہی آنکھ بند کرکے حضرت نے چاہا کہ لدلین مگر یاران سرپل نے تالیان جو بجائین تو ٹٹو بھاگا اور میان خوجی بھد سے زمین پر۔ اُف دیکھا کہتے تھے نہ کہ ہم اس ٹٹو پر نہ سوار ہونگے۔ مگر حضرات ذات شریف نے دوگھڑی دل لگی دیکھنے کے لیے ہم کو اُلو بنایا۔ کچومر ہی نکلگیا ہڈی پسلی بچ گئی ورنہ چرمر ہی ہوجاتے۔ خیر۔ دو آدمیون نے اُن کو اُٹھایا اور لا دکر گھوڑے کی پیٹھ پر رکھدیا۔ لغام اُنکے ہاتھ مین دی اور کہا چلیے ٹخ ٹخ۔ لغام ہاتھ مین اُنھون نے لی ہی تھی کہ ایک بگڑے دل نے چابک جمایا اور ٹٹو دم دبا کر بھاگا۔ اور میان خوجی نے غل مچایا مرا مرا۔ گرا گرا۔ یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے۔ یا خدا مدد دے الٰہی خیر کیجیو ارارا دون دھم وہ میان خوجی لڑھک گئے۔ تب تو آزاد نے گھوڑی بڑھائی اور ظراف سے رخصت ہوکر خوجی کی مدد کو چلے ان کو جو حوالی موالی بازاری تماشائیون نے دیکھا تو کھسکے اور خوجی ٹٹو پر لدے ہوے آہستہ آہستہ چلے۔

خوجی۔ اب کیا روم تک برابر اس ٹٹوہی پر جانا ہوگا۔

آزاد۔ جی اور نہین تو کیا۔ اور کیا آپکے واسطے اُڑن کھٹولا آئیگا۔

خوجی۔ بندہ رخصت ہوتا ہی۔

آزاد۔ بندہ گدا دیتا ہی۔

خوجی۔ بھلا اس ٹٹو پر کون جائے گا۔

آزاد۔ ٹٹو! اِی آپ تو اسکو بگو کا ٹانگھن کہتے تھے۔

خوجی۔ بھئی للہ ہمین آزاد کرو ہم درگذرے۔

آزاد۔ ارے بیوقوف لکھنؤ تک یون ہی چلنا ہوگا وہان سے پھر ریل ہی بمبئی تک ریل پر جائینگے اور وہان سے جہاز

خوجی۔ دغل مچا کر) کیا! جہاز! اُف میرے مولی پانی کا سفر ہو کس سے سکیگا۔ اور وہان افیون کہان ملیگی مرے بے موت بھائی ہمین آزاد کرو۔

آزاد۔ بس چلے چلو۔

میان آزاد اور اُنکے لنگوٹیے یار میان خوجی گھوڑون کی باگ اُٹھائے چلے جاتے تھے۔ میان خوجی کی ٹٹوی بھی گرمائی تو آزاد کی سمند گھوڑی سے دس پانچ ہی قدم پیچھے رہنے لگی چلتے چلتے شام کے وقت ایک گانون نظر آیا میان آزاد نے کہا کہ یہین بستر جماؤ آج یہان پڑاؤ ہو کل دن سے لکھنؤ داخل ہوجائینگے رات بھر وہان رہے صبح تڑکے گجر دم پھر چلے تو کوئی تین ہی چار کوس گئے ہون گے کہ میان خوجی ارہر کے کھیت مین گئے اور ٹٹوی کو راہ خدا پر چھوڑ دیا کہ جہان جی چاہے آزادی سے چرے ٹٹوی دیکھنے مین تو دُبلی پتلی تھی صورت حرام۔ مگر انتہا کی شریر تو ارہر کے کھیت مین ہو رہے وہ سیدھی چلکے بوٹ کے کھیت مین پہونچی اور لگی چرنے اتنے مین کسان نے جو دیکھا تو لٹھ لے کر دوڑا اور لگا بُرا بھلا کہنے۔ اِسکی جورو بھی چمک کر لپکی اور کوسنا شروع کیا کہ بلو پلا مر جائے۔ پلو پا کے کیڑے پڑین ابھی ابھی پیٹ پھٹے۔ ڈاڑھی جار کی لہاس (لاش) نکلے۔ اور کسان نے گالیان دین کہ ارے پوٹٹو کس سار کے آئے۔ سسر نے کھیت مین پچھیا میان خوجی جو باہر نکلے تو دیکھا کہ ٹٹوی بھاگی جاتی ہی اور پیچھے پیچھے کسان کی جورو غل مچاتی ہی اور کسان لٹھ لیے ہوے چلا آتا ہی

اُسنے گدّے سے لٹھ جمایا اور پھر تان کر دوسرا دیا اور پھر تیسرا جھکانے ہی کو تھا کہ میان خوجی نے للکارا۔ او رگیدی ابے او گیدی۔ خبردار اس حرکت ناشائستہ سے باز آ۔ ورنہ فرق دان پر ایک بال باقی نہ رہے گا اور ضربت پاپوش سے بوکھلا جائیگا وہ گنوار بلکہ اور گنوار کا لٹھ۔ عربی ترکی تو پڑھا نہ تھا اسپر جھلا کر جھپٹ پڑا اور اتنے لٹھ رسید کیے کہ ٹٹوے کے بہتّر بگڑ گئے۔ میان خوجی مین ایک وصف تھا کہ بے سوچے سمجھے بے دیکھے بھالے لڑ پڑتے تھے۔ چاہے اپنے سے دوگنا چوگنا ہو یہ جھپٹ ہی جائینگے۔ غصّہ کی یہ خاصیت ہی کہ جب آتا ہی کمزور پر۔ مگر میان خوجی کا غصّہ بھی نرالا تھا انکو جب غصہ آتا تھا تو شہ زور پر۔ جوان کو اُٹھا کر پھینکے تو اٹھارہ لڑھکنیان کھائین چاہے کچھ مر نکل جائے مگر یہ بررنا نہین چھوڑتے۔

دوسرا وصف یہ تھا کہ پٹ پٹا کر جھاڑ پونچھ کے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر ممکن کیا کہ ذرا اُف کرین۔ وہی تیور۔ وہی خم دوم کسان نے اتنی بڑی گستاخی انکے حضور مین کی کہ اِن کی ٹٹوی کو انکے سامنے اتنا مارا کہ اُسکا بھرکس ہی نکل گیا پھر بھلا اُن کو تاب کجا۔ آفتابہ پھینکا اور تڑسے دوڑ کر کسان سے گتھ گئے وہ گنوار آدمی اور انتہا کا کرارا۔ یہ منحنی دُبلے پتلے مہین آدمی ہوا کے جھونکے مین اُڑ جائین اُسنے اُنکی گردن دبوچی اور گدّے زمین پر پھینکا پھر چھٹنے کی کوشش کی تو کسان کی جورو اُن سے چمٹ گئی اور لگی ہاتھا پائی ہونے۔ اُسنے ایک گھونسا جمایا اور اُنکے پٹّے پکڑ کر پھینکا تو چارون شانے چت۔ دو تھپڑ رسید کیے ایک ادھر ایک اُدھر اور کسان کھڑا ہنس رہا ہی کہ مہرارو سے جیت پاوت نا ہین یو مسنڈون سے کا لڑیے لے بھلا۔ کسان کی جورو تو ٹھونک ٹھانک اور پیٹ پاٹ کر چل دی آپ نے چِکارنا شروع کر دیا۔ قسم باباجان کی جو کہین چھرا پاس ہوتا تو ان دونون کی لاش اسوقت پھڑکتی ہوتی۔ وہ تو کہئیے خدا کو اچھا کرنا منظور تھا کہ مین اپنے زعم مین آپ آرہا ورنہ اتنی قرولیان بھونکتا کہ عمر بھر یاد کرتے۔ بات ترے کی نابکار لعین۔ کھڑا تو رہ اوگیدی دوزخی اسپر گانون والون نے خوب قہقہہ اُڑایا۔ اور اتنا بنایا کہ میان خوجی جھلا کر سب کو گالیان دینے لگے اوگیدی تم سب پر مین بھاری ہون پرے کے پرے صاف کر دون وہ تو کہیے چھری نہ ہوئی اُس سے خیریت ہی۔ ایک نے پوچھا کہ کیون میان صاحب چھری ہوتی تو کیا بھونک کر مر جاتے یا اپنے پیٹ مین لگاتے آخر نتیجہ کیا ہوتا۔ اسپر میان خوجی اور بھی آگ بھبوکا ہوگئے۔

میان آزاد کوئی دوگولی کے ٹپّے پر نکل گئے تھے جب خوجی کو ساتھ نہ دیکھا تو حیرت ہوئی کہ این! یہ کہان رہ گئے بھئی ایک مسافر سے پوچھا کہ کیون جی پیچھے کوئی شخص ٹٹو پر سوار آتا دیکھا۔ اُس نے کہا جی ہان ایک کسان سے لڑائی ہو رہی تھی اور اُسکی جورو نے اُنکو خوب مارا اب وہ کھیت مین پڑے قرولی ڈھونڈھ رہے ہین اور کہتے ہین کہ قرولی ہوتی تو مار ہی ڈالتا۔

میان آزاد نے گھوڑی پھیری اور دم کے دم مین ہوا ہو گئے تو کھٹ سے اس کھیت مین داخل۔

آزاد۔ ارے میان خوجی خیریت تو ہی۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی یہ یہان کھیت مین پڑے رہنے کا سبب کیا۔ چلو اُٹھو گرد جھاڑو آخر کب تک پڑے رہوگے بھلا۔

خوجی۔ قرولی نہ ہوئی پاس ورنہ اسوقت دو لاشین یہان پھڑکتی ہوئی دیکھتے۔

آزاد۔ اجی وہ تو جب دیکھتے تب دیکھتے۔ بالفعل تو تمھاری لوتھ دیکھ رہے ہین۔

پھر تو تھمبو کرکے اُٹھایا اور گھوڑی پر سوار کرایا چلے تو تھوڑی دُور تک میان آزاد کا ساتھ رہا بعد ازان کوئی ایک کھیت کا فاصلہ ہو گیا۔ خوجی سے ایک پٹھان نے پوچھا کہ کیون شیخ جی آپ کہان رہتے ہین۔ حضرت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے ایک کوڑا جھکایا اور کہا کہ ابے ہم شیخ نہین خواجہ ہین۔ وہ شخص غصے سے آگ بھبوکا ہو گیا اور ٹانگ پکڑ کر گھسیٹا تو خوجی کھٹ سے زمین پر چاہا کہ اُنکو گلا گھونٹ کے مار ڈالے مگر رحم آیا اور چھوڑ دیا کہ مُفت کا خون کون اپنی گردن پر لے۔ اب انکی سُنیے کہ ٹٹوی پر سے گر کر چاروں شانے چت پڑے ہین۔ آزاد نے جو پیچھے پھر کر دیکھا تو ٹٹوی پوقدمی چلی آتی ہی مگر خوجی ندارد سمجھے کہ دال مین کچھ کالا کالا ہی پلٹے کہ دیکھین اب کیا واقعہ ہوا۔ خوجی ٹٹوی پر سے گر کر حسب معمول غُل مچانے لگے کہ نہ ہوئی قرولی ورنہ اتنی قرولیان بھونکتا کہ یاد ہی کرتا عمر بھر۔ آزاد گھوڑی کڑا کڑاتے اُنکے کلے پر جا ڈٹے تو دیکھا کہ پھر اُسی طرح زمین پر پڑے ہوے قرولی کی جستجو مین ہین۔

آزاد - ای پھٹکار شرم نہین آتی سکر ور مار کھانے کی نشانی بدن مین سکت نہین تو پھر کٹے کیون مرتے ہو مفت مین جوتیان کھانا کون جوانمردی ہی۔

خوجی - واللہ آزاد جو قرولی کمین پاس ہو تو بدن ہی چھلنی کر ڈالون دم تو لینے نہ دون۔ مگر چلیے بخیر گذشت۔ ورنہ اسوقت اس گیدی کی تجہیز و تکفین کی فکر پڑتی۔

آزاد - چلو اب اُٹھو اُٹھو گے بھی یا پرسون تک یہان ہی پڑے رہو گے یار تم نے تو اچھا ناک مین دم کر دیا۔ اب یار اسی کے ہو رہے کہ تم کو ڈھونڈھنے نکلین۔

خوجی - اجی ہم نہ اُٹھین گے تاوقتیکہ قرولی نہ لا دو بس اب بنا قرولی کے نہ بنے گی۔

آزاد - دھپ لگا کر بس اب بیہودہ نہ بکو۔ اُٹھو ورنہ ایک لات بھی جماؤنگا۔

الغرض میان آزاد اور میان خوجی پھر راہ چلے۔

میان آزاد آج کچھ تھکے بہت ہین۔ واللہ اعلم کیا سبب ہوا طبیعت ہی تو ہی۔ میان خوجی چانڈو پیتے گپ اُڑاتے خوشامد کرنے کے عادی۔ اُنکو یہ تاب کہان کہ منزلون ٹٹو پر جائین۔ سفر کی صعوبت کون سہے۔ دو دن جو منزلون چلنا پڑا تو بول گئے اور پٹے اتنا کہ بھُرکس نکل گیا۔ بند بند درد کرتا ہے عضو عضو ٹوٹ رہا ہی۔ میان آزاد اور خوجی دونون باتین کرتے ہوے پوقدمے جا رہے ہین۔

آزاد - آج طبیعت ازبس علیل ہی۔ انتہا کی بے لُطف۔

خوجی - یہان جوڑ جوڑ مین درد ہی اور تو خیر لڑائی ہوئی ہی مگر اِس کسان کی مُسٹنڈی عورت نے تو واللہ کچومر ہی نکال ڈالا اُف کس بلا کے ہاتھ پانون ہین۔ مگر قسم ہی خدائے پاک کی جو بھی کہین چھُری یا قرولی پاس ہوتی تو غضب ہی بپا ہو جاتا ایک کو تو جیتا چھوڑتا نہین۔

آزاد - خدا گنجے کو ناخن نہین دیتا۔ قرولی کی آپکو ہمیشہ ہی تلاش رہی مگر جب آئے پٹ ہی کے آئے۔ جوتیان ہی کھائین لیکن بر برنا نہ چھوڑا بس انتہا کی بیحیائی ہی۔ مرد خدا ذرا تو دل مین شرما بے شرمی بھی تو کتنی۔ کچھ ٹھکانا ہی۔ خیر یہ دُکھڑا کوئی کہانتک روئے۔ یہ تو بتاؤ کہ آخر اب ہم کرین کیا طبیعت ازبس بے لُطف ہی اور جی متلاتا ہی ڈاک لگی ہی۔ اور بند بند ٹوٹ رہا ہی آنکھین بھی جلتی ہین۔ اور قلب کی کیفیت ناگفتہ بہ۔

خوجی - پیش خیمہ آگیا اُستاد بس آگیا اب حضرت بھی کوئی دم کے دم مین دن سے دھرد ھمکینگے۔

آزاد۔ کیا۔ باپیش خیمہ کیسا۔ اور حضرت کون ہین کچھ سمجھا و مجھا نہین ذرا بتاؤ تو۔

خوجی۔ ابھی صاحبزادے ہین نہ آپ۔ اجی آئے کون بخار تپ۔ احتراق۔ التہاب۔ اور پیش خیمہ ہی اعضا شکنی۔ آنکھون کی سوزش کلیجے کی دھڑکن ہی۔ اسوقت گھوڑے پر سوار ہوکر منزل چلنا ازبس مضر ہی تم ابھی صاحبزادے ہو۔ یہ کیا جانو۔ ہم خرانٹ ہوگئے ہین۔ اب آپ گھوڑے پر سے اُتر پڑیے اور کسی گانون مین چل کر لیٹ رہیے ورنہ طبیعت اور بھی بے لطف ہوجائے گی۔ اب کہنا مانیے۔ عارضہ کوئی خالہ جی کا گھر نہین ہی یہ بھی کوئی ہنسی ٹھٹھا مقرر کیا ہی آپنے کیا

آزاد۔ پھر بھی اُتر کہان پڑون جب کوئی گانون نظر بھی آوے یار اب طبیعت مین انتشار اور بھی بڑھتا جاتا ہی اور ناکون دم آگیا ہی۔ اُف۔ بدن بھر پھونک دیا۔

خوجی۔ بخار آگیا۔ ذرا گھوڑی کو روک لیجیے گا۔ ٹٹوطی پر سے اُتر کر ذرا ہاتھ لائیے۔ نبض تو دیکھون۔ اُف اوہ۔ بڑی حرارت ہی ماتھا جل رہا ہے۔ مگر پانون بالکل سرد ہین۔ خدا کرے کوئی گانون ملے تو وہان ہم اور آپ اُتر پڑین۔ لاحول ولاقوۃ۔ اِس چٹیل میدان مین بخار کا آنا کیا ستم کی بات ہے۔ اب اگر اُتر پڑیے تو ٹکیے کہان اور نہ اُتریے تو گھوڑی پر سوار ہوکر منزل بمنزل جانا بھی غضب کا سامنا ہی۔ مگر خیر۔ سنگ آمد و سخت آمد قہر درویش برجان درویش جسطرح جلد ممکن ہو جھٹ پٹ چلے ہی چلیے ورنہ بڑی دقت ہوگی انتہا کی پریشانی ہو

آزاد۔ تیور آنے لگے دگھوڑی روک کر) مین تو اب اُترا پڑتا ہون حضرت۔ اُف قلب کی عجب ہی کیفیت ہی۔ کہان جاؤن کس سے کہون۔

خوجی۔ ذرا صبر کیجیے۔ اب اسوقت بجز اسکے اور کیا چارہ ہی کہ کہین چل کر آرام کیجیے۔ اور کچھ دوا درمن ہو۔ یہان میدان مین تو کچھ خاک نہین ہوسکتا۔

آزاد۔ کسی سے پوچھیے تو کہ گانون کتنی دور ہے۔ خدا کرے پاس ہو۔ ورنہ مین یہان ہی گر پڑونگا اور قبر بھی یہان ہی بنے گی۔ خیر یا قسمت یا نصیب۔

خوجی۔ ہائین بھئی ذرا تو استقلال لازم ہی آدمی کو اتنا کوئی گھبراتا ہی۔ اور آپ تو فہمیدہ سنجیدہ ہین۔ قبر کیسی اور تربت کے کیا معنی معقول! (ایک مسافر سے) کیون میان مسافر یہان سے بستی کتنی دور ہی۔ کوئی گانون بھی راستے مین پڑتا ہی یا نہین۔

مسافر۔ یہان سے! یہان سے کوئی۔ دیکھیے وہ کوئی ڈیڑھ کوس بلکن کوس بھر پر ایک گانون ہی۔ کمولا۔ وہ سامنے باغ سوجھتا ہی ان درختون کی آڑ مین سامنے سیدھ پر۔

خوجی۔ لو بھئی مار لیا ہی۔ کوس بھر پر بستی ہی بس کچا کوس اک ذرا دل کو ڈھارس دیجیے اور آپ گھبراتے کیون ہین۔

آزاد۔ اور سُنیے کہنے لگے آپ گھبراتے کیون ہین میرا تو بُرا حال ہی۔ یہ پوچھتے ہین کہ گھبراتے کیون ہو۔ گھبرائین نہ تو کرین کیا دل بیقرار ہی۔ ہم تو لاکھ چاہتے ہین صبر کرین مگر جب دل بھی ہانے طبیعت کا تو کچھ عجب حال ہی۔ اُف۔ واللہ پھنکا جاتا ہون اور بدن سے شعلے نکل رہے ہین یا خدا کس مصیبت مین پڑ گیا کہ جی ٹھکانے نہین مگر قہر درویش برجان درویش جسطرح ہو چلنا ضرور چاہیئے۔ وہان تک پہونچ جاؤن کسی طرح سے۔ بس پھر سمجھا جائے گا۔ ذرا کمر تو سیدھی کرون۔

خوجی۔ چلو خدا کا نام لے کر اب سامنے ہی ہی۔ اور جو کہنا مانو تو ذرا گھوڑی کو تیز کردو۔ دم کے دم مین داخل نہ ہوجاؤ تو سہی

اک ذرا اکڑکر اڑا دو۔ بس پھر مزے سے لیٹنا۔

آزاد نے سمند گھوڑی کو ذرا تیز کیا تو وہ اڑ گئی۔ یہ جا وہ جا میان خوجی نے بھی کوڑے پر کوڑا جمانا شروع کیا۔ شڑاپ شڑاپ ٹخ ٹخ ٹخ ٹخ۔ ٹٹوی بھی بے دم ہو کر چلی مگر پھر لدو ٹٹوی ہی تو تھی کہان تک جاتی۔ وہ بھی گھوڑی کوئی چار سو روپیہ کی اور پھر جوان یہ بڑھیا۔ لاکھ دوڑی لیکن وہ ہوا ہی ہو گئی میان خوجی نے جھلا کر جو ایک ایڑی دی تو ٹٹوی بگڑ کھڑی ہوئی اور جھپٹی تو میان خوجی سنبھل نہ سکے ران کا جمنا مشکل ہو گیا اور دھڑ سے زمین پر آ رہے تو بڑے ہی خفا۔ کہ ہات تری ٹٹوی کی دم مین رسا نہ ہوئی قرولی اسوقت پاس ورنہ اتنی بھونکتا کہ بلبلانے لگتی اتنے مین ٹٹوی نے چاہا کہ سپاٹو کی ہوا کھائے تب تو حضرت نے للکارا کہ او گیدی۔ او گیدی۔ سنبھل مین آن پہونچا۔ سوچے کہ اگر آج بھی سڑک پر لیٹا رہا تو آزاد واپس آنے سے رہے۔ اٹھ کھڑے ہوے اور اٹھتے ہی ٹٹوی کو پکڑا اور لد کر چلے۔ تو پیچھے دو چار ٹھٹھول دل لگی باز آدمیون نے تالیان بجائین اور کہنا شروع کیا کہ لدا ہی۔ لدا ہی۔ لینا۔ لینا۔ جانے نہ پائے خوجی بد دماغ ہو گئے اور للکار کر کہنے لگے کہ او گیدی ابھی قرولی ہاتھ مین ہوتی تو پرے کے پرے صاف کر دیے ہوتے۔ گستاخ۔ نامعقول بے ادب۔ ان لوگون نے قہقہہ لگایا اور کہا کہ میان بگڑتے کیون ہو۔ کہو تو تم اور تمھاری ٹٹوی دونون کو اٹھا کر پہونچا دین۔ خوجی کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا۔ خون کبوتر کی سی سرخ ہو گئین کہنے لگے کہ ٹٹوی! ایہ ٹٹوی کیسی۔ عراقی نہین کہتے۔ ہٹو سامنے سے نہین ہنٹر جماتا ہون۔ واہ مجھے بھی کوئی ایسا ویسا سمجھے ہو نہین جانتے ہین سپاہی آدمی ہون۔ شاہی مین دو دو ولایتیان کمر سے لگی رہتی تھین۔ اب لاکھ کمزور ہو گیا ہون تو کیا لیکن اب بھی تم سے پچاس سے اچھا ہون۔ لوگون نے خوب قہقہے اڑائے۔ جی ہان پیر و مرشد سچ ہے۔ آپ ایسے ہی جوانمرد ہین ایسے جیوٹ کے آدمی ہوتے کہان ہین۔ واہ پہلوان اور آپ کے تو ڈنڈ پیل کہے دیتے ہین کہ آپ سپاہی اور پہلوان ہین۔ لاحول ولا قوۃ۔ لاحول کا کہنا تھا کہ میان خوجی اور اور بھی بگڑے۔ لاحول! ایہ لاحول کیا۔ آخر یہ لاحول کے معنی کیا اب مین اترون پھر۔ آؤن۔ یاران سرپل نے کہا نا صاحب ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا۔ کہین مار ڈالیے آن کر تو اور بھی ستم ہو جائے۔ آپ ٹھہرے پہلوان اور اسپر طرہ یہ کہ سپاہی آدمی۔

الغرض میان خوجی گرتے پڑتے پہونچے تو کیا دیکھتے ہین۔ کہ میان آزاد گھوڑی پر کھڑے ہین اور سامنے سرا کا دروازہ ہے لیکن چہرے سے ایک اضمحلال پایا جاتا ہے اور انتہا کی وحشت برستی ہے ٹٹوی پر سے اتر کر میان خوجی نے پوچھا کہ۔

خوجی۔ آیئے سرا مین تشریف لایئے۔

آزاد۔ بھائی تم جا کر کوٹھری وٹھری تو ٹھہراؤ مین ابھی آیا کچھ دیر تھوڑا ہی لگے گی لیکن کوٹھری صاف ہو اور بھٹیاری بڑھیا جس مین کام اچھا کرے اور ٹرائے نہین مین اب انتہا کا ضعیف ہو گیا ہون۔ ناز اٹھانے کی طاقت کجا۔

خوجی سرا مین جا کر کوٹھریان دیکھنے لگے۔ سرا بھر مین چکر لگائے لیکن کوئی کوٹھری پسند نہین آئی بھٹیاریان پکار رہی ہین کہ میان مسافر ادھر آؤ ادھر۔ دیکھو خاصی صاف ستھری کوٹھری ہے۔ ٹٹو باندھنے کی جگہ الگ اتنا کہنا تھا کہ میان خوجی آگ ہو گئے۔ ٹٹوی پھر کر کہا کہ کیا! پھر تو کہنا۔ ٹٹو! اہشت۔ یہ پیکو کا ٹانگھن ہے۔ ایک بھٹیاری نے چمک کر کہا اے ہی میان ادھر آؤ۔ یہ پیکو کے ٹانگھن کو ادھر

باندھو۔ دوسری مسکرا کر بولی اے بیگو کا ٹانگھن ہوا احسان کا
گدھا ادھر آؤ تو۔ یہ جھلّانے لگے اور جب اُن سب نے ملکر
خوب بنایا تو چھری اور قرولی کی حضرت کو تلاش ہوئی اسپر
سرا بھر کی بھٹیاریان تالیان بجا بجا کر بنانے لگین تب تو
میان خوجی چلّائے کہ توبہ ہی بھلی۔ اتنے دق ہوئے کہ ٹٹو کو
اُنھون نے وہان سے تیز کیا۔ اور سرا کے باہر نکل آئے۔ باہر
جو آئے تو آزاد نے پوچھا کہ کہو جگہ ہوئی تو آپ فرماتے کیا ہین
کہ نہ بھئی چلو آگے کے گانؤن مین رہینگے یہان سب کے سب شریر ہین
آزاد۔ ارے کمبخت وہ شریر ہون یا نیک اس سے کیا واسطہ
یہان جان پر بن آئی ہی۔ آپ کو دل لگی ہاتھ آئی ہی۔ واسطے
خدا کے کوئی کوٹھری تجویز و۔ یا تم پڑو اپنی ایسی تیسی مین۔ مین
خود جاتا ہون۔ یہ کہکر میان آزاد نے گھوڑی کو تیز کیا اور بات
کرتے سرا مین داخل ہوئے۔ ادھر اُدھر گھوم گھام کر ایک
کوٹھری تجویزی اور اُتر پڑے میان خوجی نے بھی ٹٹو پر سے
زین پوش اُتارا اور بستر جمایا۔ اب سُنئے کہ سائیس پیچھے رہ گئے
تھے میان خوجی کو اپنے ہی ہاتھ سے سب کچھ کرنا پڑا۔ لید بھی
اُٹھائی اور گھوڑیان بھی باندھین اور گھانس بھی خرید لائے
اور کھریرا بھی کیا۔ سرا والے سمجھے کہ یہ سائیس ہی۔

بھٹیارا۔ او سائیس بھیّا ذرا گھوڑی کو ادھر باندھو۔

خوجی۔ (گردن پھیر کر) کس سے کہتا ہی بے؟ بے سائیس کون ہی

بھٹیارا۔ پھر اور سو کون۔

بھٹیاری۔ اے تو بگڑتے کیون ہو میان۔ سائیس نہین گراس کٹ سہی۔ چرکٹے سہی۔

آزاد۔ یہ کیا بیہودہ تقریر ہی۔ یہ ہمارے دوست ہین یا سائیس۔

بھٹیاری۔ سچ دوست ہین۔ صورت تو بھلے مانسون کی سی نہین

خوجی۔ آزاد۔ یار اک ذرا آئینہ تو نکال دینا۔ نہین واللہ کئی
آدمی کہہ چکے ہین مجھے کئی بار اپنے شریف ہونے کا خود شک ہو گیا
آج مین ضرور دیکھون گا۔ بالضرور دیکھونگا۔ آخر یہ وجہ کیا
کہ جو کہتا ہی یہی کہتا ہی۔

آزاد۔ چلو واہیات نہ بکو۔ اُف میرا تو بُرا حال ہی بھئی۔

بھٹیاری نے چارپائی بچھا دی اور میان آزاد لیٹے تو بخار
کی وہ شدت کہ الامان آنکھین جل رہی ہین اور بے چینی اور
بیقراری بڑھتی جاتی ہی۔

خوجی۔ اب طبیعت کیسی ہی۔

آزاد۔ مر رہا ہون۔

خوجی۔ الحمد للہ۔

آزاد۔ خدا کی مار تجھپر دل لگی کا بھی کیا بھونڈا وقت ہاتھ
آیا ہی جی چاہتا ہی اسوقت زہر کھا لون۔

خوجی۔ نوش جان اور اُس مین تھوڑی سنکھیا بھی ملا لیجئے گا۔

آزاد۔ مر کمبخت۔

خوجی۔ اب بڑھا ہوا مرون کس پر۔ مرنے کے دن تو لد گئے
اب تم ذرا سونے کا خیال کرو۔ دو چار گھڑی سو رہو تو بس طبیعت
ہلکی ہو جائے اور یہ انتشار کی کیفیت بھی نہ رہے ہی نہ بات۔

آزاد۔ جو کہو۔

بھٹیاری۔ میان کیسے ہو۔

آزاد۔ کیا بتائین بی کیسے ہین۔ مر رہے ہین۔

بھٹیاری۔ کس پر۔

آزاد۔ تم پر۔

بھٹیاری۔ علی کی سنوار۔

آزاد۔ کس پر۔
بھٹیاری۔ (خوجی کی طرف اشارہ کرکے) انپر۔
خوجی۔ افسوس نہ ہوئی قرولی اسوقت۔
آزاد۔ ہوتی تو کیا کرتے۔
خوجی۔ بھونک لیتے اپنے پیٹ مین۔
بھٹیاری۔ ایسے حیادار ہوتے تو اتنے بڑے نہ ہونے پاتے
آزاد۔ آپ خنجر کی جنکو ضرورت ہوتی ہے وہ چلو بھر پانی ہی مین
ڈوب مرتے ہین۔ اُف بھئی کچھ تو علاج کرو۔
بھٹیاری۔ ایک حکیم یہان رہتے ہین۔ کہو لپک کے بلا لاؤن
آزاد۔ جاؤ۔ احسان ہوگا۔ مین اسوقت مارے بخار کے
پھُک رہا ہون بی بھٹیاری جا کر بلا لائین۔ میان آزاد دیکھتے
ہین تو عجب قطع کے آدمی۔ دھوتی لگائے۔ میرزائی پہنے
اور وہ بھی گاڑھے کی بند کھُلے ہوئے۔ چہرے سے وحشت
برس رہی ہے۔ آدمیت چھو بھی نہین گئی۔ معقول اچھے حکیم ہین
ایسے طبیب دیکھے نہ سُنے۔
آزاد۔ حکیم صاحب آداب۔
حکیم۔ ناہین دبواؤ نہین بخار مین وابے نکسان (نقصان) کرے
آزاد۔ (دل مین) معقول! لیاقت ظاہر ہے۔ ہم کہتے ہین آداب
وہ کہتے ہین دبواؤ نہین۔ آپ کا اسم شریف؟
حکیم۔ ہمارا اسم سریپ۔ ڈانگلو۔
آزاد۔ (ہنس کر) بہت ہی خاصے۔ ڈانگلو۔ یا جانگلو۔
خوجی۔ ہیچ نمیداند فہمیدی برادر۔ این گیدی ہیچ نمیداند
باللہ کہ اگر قرولی بدست ما بودی سرش از تن جدا کردمی
و مثل بھٹا اُڑا دیتا۔
آزاد۔ چلیے بس بہت فارسی کی ٹانگ نہ توڑیے معلوم ہے
آپ بڑے محقق طوسی ہین۔
حکیم۔ نسکھا لکھون۔
آزاد۔ آپ نسخہ وسخہ رہنے ہی دین۔ بس یہان سے تشریف
لے جائین۔
حکیم۔ بخار مین بکت ہین۔ چاند کے پٹے تنک تنک کتروالو
آزاد۔ کیا۔
خوجی۔ کچھ بیدھا تو نہین ہوا ہے۔ نہ ہوئی قرولی ورنہ تو مذبح پر
رکھ دیتا۔ پٹے کترنا کیسا۔ کیا کچھ پاگل ہین یہ۔ جانا معقول۔
حکیم۔ بھائی ہم سے انکا علاج نہو سکیگا۔ اب یاک (ایک)
ہو تو علاج کرین۔ یہان یو پاگل کہ ہے۔ یو ہمکا الٹی کا بلوا بتٹ
ہے سُسرہ۔

خوجی نے جھلا کر انکو اُٹھا دیا اور یہ نسخہ لکھا۔
ہوالشافی۔ آلو بخارا (دودانہ)۔ تمرہندی (ماشہ)۔ عرق گاؤزبان (تولہ)۔ شب
در آب صاف خیسانیدہ صبح مالیدہ صاف نمودہ بنوشند۔
اس نسخے کو میان خوجی نے پنساری کی دکان پر بھیجا۔ ادویہ
بندھ کر آگئین اور خوجی نے انکو بھگو دیا۔ آزاد نے کہا ذرا ہم بھی تو
نسخہ دیکھین۔ دیکھا تو بد دماغ ہو گئے۔
آزاد۔ شب در آب صاف خیسانیدہ صبح مالیدہ صاف نمودہ
بنوشند۔ معقول۔ رات بھر مین تو اپنا کام تمام ہی ہو جائیگا۔ صبح
تک جیے گا کون۔ اجی اسوقت پلاؤ۔ اسی دم۔ جب جانین
کہ ہان آرام ہوا۔ کل تک زندہ رہنا محال یہان جان کے
لالے پڑے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ صبح مالیدہ صاف نمودہ
بنوشند۔
خوجی۔ پھر اب سوقت بندہ کچھ نہ دینے کا۔ ہرگز نہ دونگا واللہ
ہان ایک بات ہے آلو کا پانی پیجیے پانچ دانے بھگوئے دیتا ہون

جب مانگو آب زلال دو دن بس کافی ہی۔

آزاد۔ خیر یون ہی سہی مگر یار۔ اُف پھونک دیا پھونک دیا۔ آخر یہ ہوا کیا کچھ سمجھ مین آتا ہی نہین۔ اور بھوک کے مارے اور بھی جان عذاب مین ہی۔

خوجی۔ کھانا اسوقت کہا۔

آزاد۔ واہ کھانا ندارد ہو تو بندہ آپ تک کو چٹ کر جائے اِس بھروسے بھی نہ رہیئے گا۔

خوجی۔ واللہ ایک دانہ بھی آپ کے پیٹ مین گیا اور آپ برس بھر تک یون ہی پڑے رہے۔ کھانا اسوقت سم کا اثر دیگا لاحول ولاقوۃ۔ کھانا؟ اُف نام نہ لو۔

آزاد۔ خیر آلو کا آب زلال تو لائیے۔

خوجی۔ لو جرعہ جرعہ پینا۔ یہ نہین کہ پیالے کو مُنھ سے لگایا اور غٹ غٹ نوش جان کر گئے۔ ایسا نہ کرنا۔

آزاد۔ اُف ذرا تسکین ہوئی اور پیونگا۔

خوجی۔ ابھی نہین ذرا تھم کر۔ ذرا دم تو لو۔ بخار مین زیادہ پانی پینے سے طحال کے بڑھنے کا خوف ہی۔

آزاد۔ قلب کی حرارت کیونکر رفع ہو گی۔

خوجی۔ ہم بتائین۔ صندل اور کیوڑے کی پتی قلب پر رکھیے ابھی تخفیف نہ ہو تو سہی۔

آزاد۔ پیاس کی شدت ہی۔ ہر بن مو سے العطش کی آواز نکلتی ہی

خوجی۔ آلو مُنھ مین رکھیے۔

آزاد۔ گرمی انتہا سے زیادہ ہی۔

خوجی۔ پالک کے پتے چارپائی پر چوطرفہ بچھا دیجیے۔ اور اُنپر آپ آرام کیجیے۔

آزاد۔ ماتھا دھمک رہا ہی۔

خوجی۔ کھیرا کاٹ کر ماتھے پر رکھیے۔ اور اغل بغل بھی ایک ایک کھیرا رکھ دیجیے۔ اور پیاس معلوم ہو تو کھیرے کے بیچ چوس کر پھینک دیجیے۔

آزاد۔ جی گھبراتا ہی۔

خوجی۔ بخار مین یہ تو قاعدہ ہی ہی جی ضرور گھبرائے گا۔ یہ کوئی نئی بات تھوڑا ہی ہی۔ مگر ذرا استقلال بھی رکھیے۔ آپ کے مزاج مین تحمل مطلق چھو نہین گیا۔ ہاتھ پاؤن پھول جاتے ہین۔ اِس سے تو چھوکری ہی ہوتے تو کسی بھلے مانس کا گھر ہی آباد ہوتا۔ کھیرا چوسیے اور مین لخلخہ سنگھاتا ہون۔ سائیس سائیس اوپر آؤ۔ ذری سانٹھ باریک پیس کر پاؤن مین ملو اور تلوے سہلاؤ ذرا پاؤن گرمائین اور دماغ کے ابخرے کم ہون تو تسکین ہو جب تک پاؤن سرد ہین دو تین جلابون کے بغیر آرام معلوم۔ مگر یہان تو حکیم بھی عنقا ہی۔ افسوس خیر ہم علاج کرینگے

آزاد۔ علاج تک مضائقہ نہین۔ مگر بار نہ ڈالنا بھائی۔ ہان ذرا اتنا احسان کرنا۔

خوجی۔ واہ ہم برسون مرزا محمد علی مبرور کے یہان مطلب کیا کیے۔

میان آزاد رات بھر بے چین رہے طبیعت بگڑتی ہی گئی تپ کی وہ شدت کہ الامان الحذر۔ ماتھا جل رہا تھا اختلاج قلب کی وہ کیفیت کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ میان خوجی گو طبیب نہ تھے مگر اطبا کی آنکھین ضرور دیکھی تھین۔ اُنھون نے مسکنات اور مبردات کا خوب استعمال کرایا۔ اختلاج قلب بیقراری کے لیے صندل اور کیوڑے کا پھاہا قلب پر رکھا اور بار بار اُسکو بدلا خشک نہونے دیا اور ماتھے پر کھیرا تراش کر اُسکی قاش رکھی اور اغل بغل مسلم کھیرے رکھدیے اور پالک کی پتیان بستر پر بچھا دین جب میان آزاد کو تشنگی کا غلبہ ہوا تو اسپغول و زرشک

کی پوٹلی جو پانی مین بھیگتی تھی ہونٹھون پر پھیری - اور تھوڑا تھوڑا
پانی بھی وقتاً فوقتاً پلوایا۔ میان آزاد نے جب بار بار پانی مانگا
تو انھون نے کہا کہ پانی حاضر ہی مگر تلی بڑھ جائیگی لہذا ذرا آپ
بھی ضبط کیجیے۔ میان آزاد نے کہا کہ بھائی جی مالش کرتا ہے
استفراغ ضرور ہوگا۔ خوجی نے برابر لگاتار آب آلو پلوایا اور میان
آزاد نے کئی بار استفراغ کیا۔

اس سے کرب کسی قدر کم ہوا اور میان آزاد کی آنکھ لگ گئی
کہ دفعۃً پڑوس کی کوٹھری سے آواز آئی کہ لا شراب لا شراب
یہ چونک پڑے خوجی سے پوچھا کہ خیر تو ہی۔ انھون نے کہا جی ہان
فضل الٰہی ہی مگر افسوس کہ اسوقت قرولی پاس نہین ورنہ ان
بدمعاشون کو قتل ہی کر ڈالتا مردودون نے شراب پی پی کر
اسقدر غل مچایا کہ الامان ابھی تمھاری آنکھ لگی تھی اور خدا خدا
کرکے ذرا نیند آئی تھی کہ ان بدمعاشون نے شراب کے نشے مین تم کو
جگا دیا۔ چار پانچ نوجوان آدمی اس کوٹھری کے پڑوس مین ٹکے
ہین شکل صورت سے تو بھلے مانس معلوم ہوتے ہین مگر انتہا کے
پاجی اور رذیل خدا انسے بچائے۔ خوب شرابین لنڈھائی ہین
اب تھوڑی دیر مین جوتی پٹا ہی چاہتی ہی۔ وہ جوتی اُچھلے کہ توبہ
ہی بھلی۔ خیر اس سے ہمین کیا۔ وہ چاہین جوتی پیزار کرین چاہین
غل مچائین مگر آپ رات بھر سونے نہ پائینگے واللہ اسوقت
قرولی ہوتی تو مزہ چکھا دیتا۔ بھٹیاری تم ہی ذرا انکو للکار دو اور
کہو کہ ایک شریف مرض تپ مین مبتلا یہان پڑا ہوا ہی۔ واسطے
خدا کے ذرا خاموش رہو۔ بھٹیاری نے کہا میان خدا گواہ ہی کہ اسکا
مجھے خود ہی افسوس ہی۔ ابھی بیچارے کی ذرا یون ہی سی آنکھ لگی تھی
کہ ان موئے شہدون نے دند مچائی اُنپر غلّا ہی کی سنوار مل مین سوچتی ہون
کہ مین ٹھہری عورت ذات اور وہ مردوے اور پھر اپنے آپے مین نہین
جو مجھی پر پلٹ پڑین تو مین کیا کرون۔ کہو تو بھٹیارے کو بھیجدون
میان آزاد نے کہا اچھا تم نہ جاؤ۔ اپنے مرد کو بھیجو بھٹیارے
نے جاکر کہا کہ بہت چلّاؤ نہین۔ یہان ایک آدمی سو رہے ہین
ماندے ہین۔ آپ کے چلانے چیخنے سے اُنکو نیند نہین آتی یہ اتنا
کہنا تھا کہ سب کے سب بھڑ پڑے۔ ایک نے کہا دُت مردود
بھاگ جا یہان سے دوسرے نے بھٹیارے کی پگڑی اُچھالی
تیسرے نے ٹیپ جمائی چٹاخ کی آواز جو آئی تو میان آزاد ہنس پڑے
اور خوجی نے کہا نہ ہوئی قرولی ورنہ جہان کے ہین وہین پہونچاتا۔
اسپر بھٹیاری طیش مین آکر اُٹھی اور غل مچا کر اُنگلیان مٹکا کر اتنی
صلواتین سُنائین کہ اُن شرابیون کا نشہ ہرن ہوگیا اور اتنے ڈرے کہ
کوٹھری بند کرلی جب غل نہ ہوا تو میان آزاد پھر سونے لگے تھوڑی ہی
دیر مین پھر شور اور غل کی آواز آئی اور آزاد کی نیند اُچاٹ ہوگئی میان
خوجی بھی پینک مین تھے جاگتے ہی چلا اُٹھے کہ ابے او گیدی۔
نہ ہوئی قرولی ورنہ تم سب کو ایک ہی چوٹ مین خداگنج بھیجدیتا۔
یہ کہکر حضرت لپکے اور اُنکی کوٹھری کے دروازے کو اس زور سے
دھم دھمایا کہ چول نکل گئی اور وہ سب شرابی جھلا کر باہر آئے تو
میان خوجی پر بے بھاؤ کی پڑنے لگین انھون نے اِدھر اُدھر قرولی
اور قرابینچے کی بہت کچھ تلاش کی مگر بے سود۔ خوب ہی پٹے
اور جھلّا کر دو چار حضرت نے بھی رسید کردین تو بہت خوش
کہ ہماری چوٹ بھی خالی نہ گئی۔ خیر اُسکے بعد وہ سب سو گئے
مگر نشہ مین بدمست و خراب صبح کے وقت جبکہ مسافرون نے
بقچہ سنبھالا تو ایک دفعہ ہی اُس کوٹھری سے رونے کی سی آواز آئی
اور میان آزاد اور خوجی چونک پڑے۔ آزاد نے کہا کیون یار خیریت
تو ہی یہ رونا دھونا کیسا خوجی نے کہا اجی اس فکر مین نہ پڑو یہ شرابی
آدمی ایسا ہی کیا کرتے ہین۔ خوجی جو اُس کوٹھری کی طرف گئے

تو دیکھا کہ ایک شخص مردہ پڑا ہی اور باقی سب کھڑے رو رہے ہین- این این! خدا ہی خیر کرے- یہ مرنا جینا کیسا- پوچھا کیون بھائیو خیریت تو ہی- ایک نے روتے روتے کہا کہ میان کچھ نہ پوچھو سارا نشہ ہرن ہو گیا-

خوجی- کیون کیون خیر باشد- آخر ہوا کیا- کچھ بتاؤ تو- یہ آفت کیا آئی-

شرابی- بھائی ہم سب نے ملکر شراب پی تھی- اور ہم روز مرّہ شراب پیا کرتے ہین کل کی برانڈی بڑی تیز تھی جیسے سم قاتل اور انتہا سے زیادہ لنڈھا گئے- یہ شخص بڑا دھادت پینے والا تھا اور ہم سب کا گرد گھنٹال اس سے لاکھ کہا کہ بس اب نہ پیو- اسنے ایک کی نہ سُنی- اپنی ہی سی کیے گیا- اور خرابی یہ کہ چٹنی نہ کھائی نہ کباب چھوئے نہ پانی پیا- شراب ہی شراب اُڑایا کیا- دو بجے ہم سب سوئے مگر وہ پہلے ہی سو رہا سوتے وقت اتنا البتہ کہا کہ بھئی اسوقت گرمی بہت معلوم ہوتی ہے اور کلیجہ پھنکا جاتا ہی صبح کو جب ہم سب اُٹھے تو ع- کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہی+ آدمی نے حسب معمول حقہ بھرا اور سرھانے رکھدیا خبر کسے ہو- وہ تو تھے ہی نہین- جب چلم جل گئی اور تمباکو جل پھنکر خاک ہو گیا- تو آدمی نے دوسری چلم بھری وہ بھی جل گئی تب اُسنے جگایا کہ میان حقہ بھرا رکھا ہی اُٹھیے اُٹھیے جواب ندارد صدائے برنخاست- آدمی نے شانہ پکڑکر ہلایا چادر اُٹھایا تو- ارے! مُردے کی سی صورت ہو گئی ہی معاذ اللہ ہم سے کہا تو بدحواس ہوکر ہم نے دیکھا اور ہاتھ مل کر رہ گئے معلوم ہوتا ہی کہ کانٹا لگ گیا کیون- خیر جانے جو ہوا ہوا تو مرے سو مرے- ہائے داغ حسرت دے گیا- خود مرا اور ہمکو قتل کر گیا- اس مین کسی کا کیا اجارہ ہی-

خوجی- غضب ہو گیا- مفت مین بیچارے کی جان گئی اس شرابخانہ خراب کو خدا غارت کرے- مگر اُستاد اب تم سب دھرے جاؤگے اور سزا پاؤگے لیکن ہم جو تدبیر بتائین وہ کرو- شاید بچ جاؤ-

شرابی- ہم کہینگے کہ سانپ نے کاٹا تھا-

خوجی- کہین ایسی حماقت بھی نہ کرنا-

شرابی- اچھا بھاگ جائینگے-

خوجی- تو دھرے ہی لیے جاؤ- لوگ تاڑ جائین گے کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی-

شرابی- اچھا ہم کہین گے کہ چھری مار کر مر گیا- اور گلے پر چھرا ابھی بھونک دینگے-

آزاد- خوجی خیریت تو ہی-

خوجی- دیکھیے عرض کرتا ہون بھئی اب تم لوگ ایک کام کرو خوب رؤو اور سر پیٹو- ایک تو اسکو اپنا حقیقی بھائی بتاؤ دوسرا بہنوئی بتاؤ- تیسرا ماموں- چوتھا سالا- اور جو کوئی پوچھے کہ کیا ہوا تھا- تو کہنا کہ درد گردہ کے عارضے مین مرے اور یہ بھی کہنا کہ اس مرض مین وہ لڑکپن سے مبتلا تھا- شام کو میٹھا میٹھا درد بتاتے تھے صبح ہوتے ہوتے مر ہی گئے بیچارے- افسوس خوب چلا چلا کر رونا اور آنسو ٹپ ٹپ گرتے جائین- جو اشک پن نہ آئین تو مرچین لگا لو- خاک آنکھون مین جھونک لو- سمجھے ایسا نہو کہ گڑبڑا جاؤ- تو پھر جیلخانہ نصیب ہو-

شرابی- آپ گواہی دیجیے گا کہ درد گردہ تھا-

خوجی- دلکار کر ہان ہان جی کہتے جاتے ہین پھر ابے ورکیونکر نہین کسی ذات شریف نے جاکر پولیس مین جڑ دی کہ سرا مین بعض لوگون نے مل کر ایک مہاجن کو زہر دے دیا- اور اسکا روپیہ لیکر

چلتا دھندا کیا۔ شہر مین مشہور ہوا کہ سرا مین کسی ڈاکو نے ایک بھٹیارے کو قتل کر ڈالا اور دیہات مین یہ خبر اُڑی کہ ایک کلوار نے کسی گاہک کو شراب نہ دی تو اُسنے گولی ماری اور کلوار چل بسا الغرض جتنی زبانین اتنی افواہین۔ جو کہتا ہے ایک نئی بات تھانہ دار اور دس برقنداز وردیان پہنے رپ رپ کرتے ہوے سرا مین آن پہونچے۔ اری او بھٹیارنی بتا وہ مہاجن کہان ٹکا ہوا ہی۔ این! میان کون مہاجن کسی کا نام تو لیجیے۔

برقنداز۔ (جھلا کر) تیرا باپ اور کون۔

بھٹیاری۔ میرا باپ! اے واہ۔ اُن کی تلاش ہے تو گورستان جائیے۔

برقنداز۔ خون کہان ہوا۔

بھٹیاری۔ خون! ارے توبہ کر بندے۔ خون یہان منزلون دور خون کیسا۔ خون ہوا ہوگا تھانے پر۔

برقنداز۔ تو یہ مخبر جھوٹ ہی کہتا ہی۔

بھٹیاری۔ اللہ جانے خون بھی کوئی ایسی ویسی چیز ہی یا کلھیا مین گڑ پھوٹ رہا ہی۔

تھانہ دار۔ اس سرا مین کوئی مرا ہی رات کو۔

بھٹیاری۔ ہان! توبہ تو یون کہیے۔ وہ دیکھیے وہ بیچارے کھڑے رو رہے ہین۔ اُنکے بھائی تھے کل درد ہوا رات کو مر گئے

تھانہ دار۔ لاش کہان ہی۔

شرابی۔ حضور یہ رکھی ہی۔ ہاے ہم تو مر مٹے۔ ہاے بھائی واے بھائی۔ ارے داغ حسرت دے گیا ہمین چھوڑ کر چل بسا اُف میرے اللہ۔ اب گھر مین جا کر ہم کیا منھ دکھائینگے۔ ہاے کس منھ سے اب گھر جائینگے۔ تھانہ دار صاحب کسی ڈاکٹر کو تو بلوائیے ذرا نبض تو دیکھ لے۔

تھانہ دار۔ افسوس ہوا۔ اس پردیس مین آپ پر آسمان ٹوٹ پڑا غضب ہی ہو گیا۔

شرابی۔ ہاے ہاے کیا کرین کس سے کہین جان پر بن آئی۔ اُف۔ ارے بھائی کہان چلا گیا۔ اُف مار ڈالا مار ڈالا قتل کر ڈالا۔

میان آزاد اور خوجی نے جو یہ باتین سُنین کھل کھلا کر ہنس پڑے کہ بھئی واللہ کیا بات بنائی ہی۔ اتنے مین تھانہ دار نے لاش کو دیکھا بھالا۔ اور میان خوجی سے پوچھا کہ آپ اس بارے مین کیا جانتے ہین۔

خوجی۔ عرض کرون غریب پرور۔ پرسون شب کو بندہ از بس اچھا اس سے کیا واسطہ۔ خلاصہ یہ کہ ہم سب چلو یہ بھی نہ سہی۔

تھانہ دار۔ (ہنس کر) معقول۔ ای صاحب فرمائیے۔

خوجی۔ آپ تو بڑے جلد باز آدمی معلوم ہوتے ہین۔ قبلہ کہتا ہون کہتے کہتے کہون یا ایک دفعہ ہی اگل پڑون۔ سُنیے جناب کہ کل شب کو میان آزاد کی طبع مبارک نصیب اعدا کچھ بے لطف تھی مسکنات و مبردات کے استعمال سے ذرا آنکھ جھپکی تو سُنا کہ پڑوس کی کوٹھری مین ایک شخص چلا رہا ہی۔ قیاس سے سمجھا کہ کرب ضرور ہی۔ ورنہ اسقدر بیچینی نہ ہوتی۔ آدمی ہون خدا ترس اور رقیق القلب رہا نہ گیا۔ جا کر دیکھا تو درد گردے کے مرض مین اس مرحوم کو مبتلا پایا اور اُسکے اعزہ کو مغموم و ملول تشفی اور تسکین کی باتین جہانتک یاد تھین سب بیان کین مگر مطلق فائدہ نہ ہوا خیر تھوڑی دیر مین بعد حسرت بندہ واپس آیا اور سو رہا۔ صبح کاذب کے وقت رونے کی آواز کان مین آئی۔ اور ان لوگون کو کمال مضطر پایا۔ تو افسوس ہوا اب اِنکو سمجھاتا ہون کہ دل کو ڈھارس دین صبر کرین کیونکہ جناب

صبر کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہین ہے خدا انکو صبر جمیلہ کرامت
فرمائے اور وہ تو اب آچکا - ؎

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدی وصال | صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

تھانہ دار - حضرت اب خدا کو یاد کیجئے - وہ بیچارے تو راہی ملک
بقا ہوے خدا انکو بہشت نصیب کرے -

تھانہ دار نے روزنامچے مین لکھ لیا کہ سرا مین بر سر موقع تحقیقات
کی تو معلوم ہوا کہ درد گردہ مین مر گیا اُسکے عزیز و اقارب اور
خاص حقیقی بھائی موجود ہین میان خواجہ صاحب و میان
آزاد دونون گواہ ہین - اور انکی گواہی معتبر اور مستند ہے - لہذا
زیادہ تحقیقات کی چندان ضرورت نہین -

میان خوجی ریشہ خطمی ہو گئے کہ بڑا بالا ٹلا - یہ سب انھین
کی رائے کا نتیجہ تھا - ورنہ خدا جانے کس مصیبت مین گرفتار ہو جاتے
لاش الگ چیری جاتی اور زہر خورانی کا مقدمہ الگ قائم ہوتا -
اور مہینون تحقیقات ہوتی - اور حوالات مین رہتے اور پھر ذرا
بھی ثبوت ہو جاتا تو آپ سب کالے پانی ہی جاتے بلکہ پھانسی پاتے
انھون نے جو سبز باغ دکھایا تو وہ بیچارے کانپ اُٹھے اور اُنکے
ہاتھ جوڑے کہ واہ اُستاد کیا اچھا نسا دیا - بابان قدم لے آپ کا -
شاباش ع - این کار از تو آید و مردان چنین کنند + خیر
تھوڑے عرصہ مین لوگون نے تجہیز و تکفین کی فکر کی - اور جنازے
کو قبرستان لے گئے - میان خوجی بھی دس پانچ قدم ساتھ گئے
اور اُلٹے پانون واپس آئے -

آزاد - اب یہ غل کہان ہوتا ہے -

خوجی - غل! اغل کیسا -

آزاد - ذرا کان لگا کر سنیے - اُف او، بڑا غل مچ رہا ہے -

خوجی - ہان ہان ہم نے بھی سُنا - بی بھٹیاری - ذرا سُننا تو
لپک کے دیکھ نہ آؤ -

بھٹیاری - (گئی اور واپس آکر کہا) وہان بھی اس موئی شراب
ہی کا ذکر ہے - اسکے ہاتھون سب بھلے مانس بک گئے ہین - وہان
چار پانچ آدمیون پر شیطان سوار ہوا تو کئی بوتلین شراب کی
خالی کر دین - بڑی دیر تک ہو حق رہا - آپس مین کشتیان بھی
خوب ہوئین - ایک نے دوسرے کو مارا - دوسرے نے تیسرے
کو چنپیایا - آخر کار نوبت باینجا رسید کہ دو ایک کا سر پھوٹ گیا
اور ایک صاحب کے دماغ پر ایسی گرمی چڑھ گئی کہ بدحواس ہو گئے
اور بے اختیار ہو کر تڑپنے لگے - اب سُنیے کہ وہان سب کے سب
شرابی کوئی رُو رہا ہے - کوئی سر پھوڑتا ہے - کوئی سر کے زخم کو
دھو رہا ہے - کوئی غین پڑا ہے - کوئی حیرت مین دیوار پکڑ کر کھڑا ہے
اور وہ بیچارہ سسک رہا ہے - کس غمے پرسد - اسپر ایک شخص کا
جو وہان گذر ہوا تو اُسنے رحم کر کے ایک حکیم صاحب کو بُلایا -
حکیم صاحب متشرع آدمی - وہان جو گئے تو چلا اُٹھے کہ شراب
شراب - بوے شراب - کیا یہ لوگ شراب پیے ہین کہا کہ جی ہان
سب شرابی ہین اور اسوقت ایک سسک رہا ہے اُسکا علاج کیجئے
بڑی مصیبت مین ہے بیچارہ اور مر ہی جائیگا - خیر حکیم صاحب نے
نبض دیکھی اور کہا کہ نبض مین انتہا کی سرعت ہے - خدا ہی خیر کرے -
اچھا - کاہو ماتھے پر ملو - اور استفراغ کراؤ - اسکے بعد نسخہ لکھا
اور کہا جلد بلوایئے - ورنہ برا حال ہو جائے گا اور یہ مر ہی جائینگے -
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک آواز آئی یا معبود - حق حق -

آزاد - یہ کون بولا بھئی - کیا یہ بھی کوئی شرابی ہے - خدا ہی خیر
کرے -

بھٹیاری - اے نہین - اب کیا شرابی ہی شرابی چوطرفہ نظر آئینگے
یہ ایک رئیس کی لڑکی ہے اُسپر ایک پریت آتا ہے اور وہ اس بیچاری

کو سنا تا ہو راتون کو اٹھ اٹھ بیٹھتی ہو اور اسقدر چلاتی ہو کہ اُف کان پڑے آواز کا سننا مشکل ہو اور ذرا سی لڑکی لیکن اسدرجہ زور آور ہو گئی ہو کہ مردون کے کان کاٹتی ہو۔

آزاد - اوہ جی یہ باتین کسی گنوارے کہیے۔ ہم نہ مانینگے واہمہ خلاق ہو۔ واہمے کو خدا نے وہ قوت عطا کی ہو کہ صورت اور لحن اور جسم اور جوارح قائم کر دے۔ باقی سب ڈھکوسلا ہو

بھٹیاری - اے واہ ڈھکوسلا کیسا۔ آپ سنیئے تو ذری۔ اس لڑکی کا بھائی آگرہ مین تھا اور وہان سے پانچ سو روپیہ اپنے باپ کی کسی تھیلی سے چرا کر لے آیا تھا۔ یہان جو آیا تو اُسنے صاف صاف کہہ دیا کہ کیون چور چوری کر کے آیا ہو اور باتین بناتا ہو پانچ سو روپیہ لے کر بھاگ آیا ہو۔ خبردار چوری کر کے یہان نہ آنا۔ اس لڑکے نے گڑگڑا کر کہا کہ ہائین! مین نے تو تجھ سے چوری سے کہا تھا خفیہ طور پر۔ اور تو نے الم نشرح کر دیا۔

آزاد - تو صاف تو ہو۔ اب اسمین بیکھ کاہے کی ہو۔ معلوم ہو گیا۔ کہ جب یہ لڑکا اپنے باپ کے پاس سے واپس آیا تو اُس نے اپنی بہن سے کہہ دیا کہ مین پانچ سو روپیہ لے کر آیا ہون اُس نے پریت کی حالت مین بک دیا کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ گویا اُنکے سر پر جو پریت ہین۔ وہ عالم الغیب تھے لاحول ولا قوۃ۔

بھٹیاری - اے ہو آپ تو ہاری مانتے ہین نہ جیتی۔

آزاد - خدا واسطے کو مان لین۔ کیا زبردستی ہو۔ مانین کیونکر۔ جو بات ماننے کی ہو تو مانین یا یون ہی مان لین۔ اچھا ماننا ہو ہونہہ معقول۔

بھٹیاری - بھلا شعر ین اسکو کہان سے یاد ہین۔

آزاد - اب تم ایمان سے کہو کہ تم کو کوئی شعر یاد ہو یا نہین۔

بھٹیاری - ہان کیون نہین۔ ؎

محفل راجہ مین کہ جہرج پری آتی ہو	سارے معشوقونکی سرتاج پری آتی ہو

آزاد - چہ خوش۔ چرا نباشد۔ تم کو تو شعر یاد ہون اور کسی کو نہ یاد ہون۔

بھٹیاری - یہ بھوت پریت کی سب واہیات باتین مشہور ہو جایا کرتی ہین جی مین بھی نہین مانتی وانتی۔ رہا یہ تو سچ ہی سچ ہو۔ مین تو اپنی آنکھون دیکھ آئی ہون نہ مانون کیسے بھلا۔

میان آزاد کو خوجی نے ٹھنڈائی پلائی تو تھوڑی دیر مین ذرا اُنکی آنکھ کھلی۔ جان مین جان آئی اور اشتہا معلوم ہوئی۔ میان خوجی نے بھٹیاری سے کھچڑی پکوائی اور میان آزاد کو کھلوائی لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین کھچڑی نے وہ تبخیر کی کہ الامان العطش العطش۔ پیاس پیاس۔ پانی لاؤ۔ پانی لاؤ۔ خوجی سمجھ گئے کہ مونگ کی چھوٹی کھچڑی نے بڑی تبخیر کی۔ آلو کا آب زلال دیا پھر کبھی کبھی برف کا ٹکڑا منہ مین رکھا۔ بارے خدا خدا کر کے ذرا میان آزاد کی آنکھ لگی تو خوجی چلے سیر گشت کو چلتے چلتے ایک محلے مین پہونچے اور وہان گھانس چکانے لگے۔

خوجی - اس گٹھے کا کیا لوگی۔

گھسیاری - دو آنے۔

خوجی - ہشت۔

گھسیاری - دھست۔

خوجی - نہ ہوئی قرولی ورنہ پیٹ چاک کر ڈالتا۔

اُسپر گھسیاری نے گٹھا اُنپر پھینکا اور یہ بیچارے اُس گٹھے کے بوجھ سے دھم سے زمین پر آ رہے اور بالکل تپ ہی گئے۔ نکلنا مشکل ہو گیا اور لگے غل مچانے۔ او گیدی نہ ہوا قرا بنیچہ نہین تو بتا دیتا قلعی کھل جاتی ساری اچھے اچھے ڈاکو میرا لوہا مانتے ہین ایک ڈاکو نہین پچاسون کو ہم نے چٹر غٹو کیا ہو لو گھسیارن اور ہم سے

لڑے۔ اب اُٹھاتی ہو گٹھڑ یا نہیں۔ آن کر قرولی بھونک دونگی
لوگون نے گٹھا اُٹھایا اور میان خوجی بہزار خرابی نکلے تو گرد و بار
ڈاڑھی مونچھ خاک۔ لت پت بالکل۔ ہات ترے کی گھسیارن
تک سے جیت نہ سکے۔

میان آزاد کی آنکھین ابھی تک جل رہی ہین۔ ہونٹھ کانٹا سا
بالکل خشک چہرے پر زردی چھائی ہوئی۔ ہاتھ پانؤن مین سکت
نہین اُٹھے اور تیور کھا کر دھم سے گرے۔ گرے اور غش آگیا۔
کرب انتہا کا۔ ضعف اسقدر کہ معاذ اللہ۔ غلیان صفرا سے ناک
مین دم تھا۔ آب زلال آوے بخار اپیتے جاتے تھے اور پے در پے
استفراغ کرتے جاتے تھے۔ ماتھا گرم۔ ہاتھ اسقدر گنگنے مگر پانؤن
بالکل سرد۔ پھر میان خوجی نے سائیسون کو حکم دیا کہ پانؤن مین
نمک ملو اور نمک مل مل کر تلوے سہلاؤ۔ پھر ابرابر سونگھاتے
جاؤ۔ اور آب آلو شام تک پلاتے جاؤ۔ جب شام تک آرام نہ ہوا
بلکہ تشنگی کی شدت اور تپ کی حدت نے میان آزاد کو اور بھی
بیچین کر دیا تو میان خوجی بھی گھبرا گئے۔ سوچے کہ اب بلا ندو طبیب
کارروائی محال ہے اور مرض طول کھینچا جاتا ہے۔ بی بھٹیاری سے
پوچھا کہ خدا کے لیے سچ سچ بتاؤ کہ کوئی طبیب بھی یہان ہے۔ اُسنے
کہا یہان حکیم نہ طبیب۔ مگر ہان ایک بوڑھے حکیم ہین جنھون نے
دکن مین طب کی تعلیم پائی اب وہ مطب تو نہین کرتے لیکن مروت
مین ادھر ادھر علاج کرتے ہین کہیے انکو بلا لاؤن لیکن اتنا
سوچ سمجھیے کہ آنکی تسلیم و تکریم مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیے گا۔
وہ بڑے بھلے اور نیکھے آدمی ہین خوجی نے کہا ہم اسقدر خوشامد
کرینگے کہ وہ بھی خوش ہو جائین بی بھٹیاری نے جا کر حکیم صاحب
سے عرض کیا کہ سرا مین ایک مسلمان آئے ہین میان مسافر ہین
بیچارے پردیس کا واسطہ جان نہ پہچان کسی سے اور تین دن سے

بخار مین تڑپ رہے ہین ذرا چین نہین آتا اگر آپ چلے چلین تو وہ
بچ جائین نہین تو خبر نہین ہے۔ آپ کا بڑا احسان ہوگا۔
حکیم صاحب۔ ہم بجز یاد الٰہی اور کچھ نہین کرتے لیکن اگر کسی
بندۂ خدا کی ہمارے سبب سے جان بچے تو ہمین دریغ نہین
الّا صورت یہ ہے کہ کوئی شریف زادہ بلانے آتا تو مضائقہ نہ تھا۔
تمھارے بلانے سے ہم نہ چلین گے۔ اُنکے ساتھ کوئی ہے یا بالکل یکہ و
تنہا بہ یک بینی و دو گوش آئے ہین۔
بھٹیاری۔ کوئی بھی ساتھ نہین ہے۔ ایک موا افیمی ہے اُس نے
اور بھی الم اغلم دے دے کر مار ڈالا اب وہ بالکل ہلکان ہو گئے
ہین بدن مین ذری سکت نہین۔ آپ چلے چلتے تو احسان ہوتا
اور وہ اچھے ہو جاتے ثواب کا کام ہے۔
حکیم صاحب۔ (استخارہ دیکھکر) اچھا چلو فنس نکلواؤ جی۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ غرض آپ فنس مین داخل ہوئے اور سرا مین
دن سے پہونچے۔ بسم اللہ کہکر کہارون نے فنس رکھی۔ اور
حکیم صاحب جا کر میان آزاد کے پلنگ کے قریب ایک مونڈھے پر بیٹھے
آزاد۔ آداب بجا لاتا ہون۔
حکیم صاحب۔ بندگی۔
خوجی۔ انتہا کا ضعف ہے حکیم صاحب۔ بات کرنے کی تاب
نہین معاذ اللہ کا مقام ہے۔
حکیم صاحب۔ آپ کے کون ہین۔
خوجی۔ جی حضور یہ بندہ زادہ ہے۔
آزاد۔ (دانت پیسکر خاموش ہو رہے)۔
خوجی۔ کل شام کو اُنھون نے کچالو مانگے تھے۔ اُنکے معالج نے
تھوڑے سے دیدیے۔
حکیم صاحب۔ کیا؟ کچالو اعیاذًا باللہ مار ہی ڈالا تھا۔ وہ

معالج کون گدھا ہی۔

سائیس۔ یہی علاج کرتے رہین۔ رات کو آلو اور چٹنی گبر کر کھلائے دین۔

خوجی۔ (جھلّا کر) او گیدی نابکار۔ میرا نام ایسے موقع پر کیون لیا مردود۔ نہ ہوئی قرولی پاس ورنہ مزہ چکھاتا۔ وہ تو پُوچھتے ہین کہ معالج کون گدھا تھا اور تو نے چٹ میرا نام لے دیا اتنا نہ سمجھا کہ گدھا پن کسکی طرف عائد ہوگا۔

حکیم صاحب۔ ایسا غضب نہ کیا کیجئے ورنہ ایک روز دھوکا کھائیےگا غضب خدا کا تپ صفراوی اور کچالو۔ معاذ اللہ خیر اور فرمایئے جو جو حماقتین آپ سے سرزد ہوئی ہین۔

خوجی۔ بس حماقت عمر بھر مین یہی ہوئی کہ آپ کو بُلوایا۔

آزاد۔ ہائین ہائین۔ سائیس سائیس۔ جاکر اِنکو یہان سے کھڑے کھڑے نکالدو۔ جناب حکیم صاحب قبلہ کی خدمت مین گستاخی کرتا ہی

خوجی۔ کیا مجال۔ مگر حکیم صاحب آپ نے اپنی بواسیر کا علاج نکیا۔

حکیم صاحب۔ (آزاد سے) حضرت آپ اپنے والد ماجد کو سمجھا دیجئے یہ اسوقت نشے کا استعمال کرکے آئے ہین۔

آزاد۔ جناب یہ مردود ایک مسخرہ ہی بیحیا بے شرم۔ نہ اُس کو پیٹ جانے کا خوف نہ جوتیان کھانے کا ڈر آپ اسکے کہنے سُننے کا تو مطلق خیال ہی نہ کیجئے۔ یہ ملعون پٹے گا آج۔

خوجی۔ ارے! ہائین! باپ کے حق مین یہ کلمۂ کفر۔

حکیم صاحب۔ (مسکرا کر) بڑے مسخر الدولہ بہادر ہین خیر دو گھڑی کی دل لگی ہی سہی۔ لیکن آپ اب قلم دوات کاغذ منگوائین تو مین نسخہ لکھدون۔ اب دفعیۂ مرض مین زیادہ تساہل نہ چاہیئے۔

قلم دوات کاغذ آیا۔ اور میان خوجی کو حکیم صاحب نے نسخہ لکھدیا اور کہا کہ اسی وقت اسکا استعمال کیجئے اور دیکر رخصت ہوے چلتے وقت میان آزاد نے شکریۂ نوازش ادا کیا اور کہا کہ مین غریب الوطن مسافر ہون میرے حال زار پر رحم فرمایئے اور یہ نذر (دو روپیہ) قبول کیجئے۔ حکیم صاحب نے بکمال اخلاق کہا کہ یہ نہونے کا مین دوستانہ آیا ہون۔ کچھ روپیہ کی طمع نہ تھی حاشا۔ کیا مجال جب آپ صحت پائینگے۔ تو سمجھا جائیگا ابھی آپ اسکا مطلق خیال نہ کیجئے۔ بلکہ اِس ملک بیگانہ مین اگر آپ کو کچھ ضرورت ہو تو بندہ حاضر ہی۔ مطلب یہ ہی کہ آپ جو ہمارے شہر مین آئے ہین تو تکلیف نہ اُٹھائین۔ اور اپنے گھر جاکر یہ نہ کہین کہ کن پاجیون کی بستی مین گئے تھے۔ لے اب بندہ رخصت ہوتا ہی۔ خدا حافظ۔

حکیم صاحب تو رخصت۔ اور میان خوجی لڑھکتے پڑھکتے عطار کی دُکان سے ادویہ لائے۔ اب سُنیئے کہ نسخے مین لکھا تھا۔ (روغن گل) آپ نے پڑھا۔ (روغن گل) عطار سے پوچھا کیون بھئی مٹی کا تیل کہان ملے گا۔ اُسنے کہا مارڑواری کی دُکان پر۔ وہان سے آپ کیروسائین اوئیل یعنی مٹی کا تیل جو لمپون مین جلاتے ہین اُٹھا لائے۔ خیر دوا بھگوئی اور پلائی تو مٹی کے تیل کی بدبو آئی۔ آزاد نے کہا یہ بدبو کیسی ہی۔ اُف دماغ پراگندہ ہوگیا۔ تو میان خوجی نے خوب ہی للکارا واہ بڑے نازک مزاج ہین آپ۔ آپ کو سب مین بدبو ہی آتی ہی۔ اب کوئی عطر پلائے آپکو یا زعفران کا کھیت چرائے تو آپ خوش ہون۔ لاحول ولا قوۃ میان آزاد کو جو اُنھون نے ڈپٹا تو وہ خاموش ہو رہے کہ بھئی ہم بیمار ہین اور یہ بیماردار ہی جو کہا وہی کرینگے لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد طبیعت بے چین ہوئی اور تپ کی وہ شدت کہ الامان الحذر۔ میان خوجی حکیم صاحب کے پاس دوڑے گئے۔

حکیم صاحب (ہنس کر) کہیے آپ کا صاحبزادہ کیسا ہی۔

خوجی۔ جی قبلہ نہایت ہی کرب ہی۔ اور کیون نہو بھر آپ جانیے
کہ مٹی کا تیل کہان تک کرب نکرے۔ وہ نفیس مزاج آدمی ٹھہرا

حکیم صاحب۔ یہ مٹی کا تیل کیسا۔ مین کچھ سمجھا نہین۔

خوجی۔ جی ہان آپ کاہے کو سمجھنے لگے۔ آپ تو ننھے ہین۔
روغن گل لکھ آئے اور اب آپ اُلٹا مجھی کو ڈانٹتے ہین۔
خیر صاحب حکیم ہین آپ۔

حکیم صاحب۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا غضب کیا۔ انتہا کے
احمق ہو کیسے جانگلوؤن سے سابقہ پڑا ہی۔ توبہ ہی بھلی۔ اور
سُنیے ہم نے لکھا روغن گل۔ آپ مٹی کا تیل دے آئے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ کوئی امیر زادہ ہی۔ اور آپ کوئی اُٹھائی گیرے اُچکے
ہین۔ آپ نے تاکا ہی۔ رات کو کچا لو کھلا دیے آج مٹی کا تیل
پلا دیا۔ اسی طرح کسی دن زہر دے دیجئے گا۔ واللہ اگر اس
وقت میرے مکان پر آپ نہ آئے ہوتے تو کھڑے کھڑے
نکلوا دیتا۔

خوجی۔ ع۔ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند + آپکے حواس
تو ٹھکانے ہین ہی نہین۔ آپ سوچیے تو کہ آپ فرماتے کیا
ہین (اگر میرے مکان پر نہ آئے ہوتے تو کھڑے کھڑے نکلوا دیتا)
معقول اسکے معنی کیا ہوے۔ آپ کے مکان پر نہ آیا ہوتا تو
آپ نکلوا کہان سے دیتے۔ فصد کھلوائیے فصد پہلے اپنا علاج
کیجئے پھر معالج بنیے۔ (دیا نوُن پر ٹوپی رکھ کر) معاف کیجئے گا
ع۔ کر مہاے تو مارا کرد گستاخ۔

حکیم صاحب بھئی عجب رنگ کا آدمی ہی۔ بہر دیبا۔ تو اب
یہ نسخہ لو اور پلوا دو جاکر۔

میان خوجی نے نسخہ لیا اور عطار کی دوکان سے ادویہ
لیکر گئے اور آزاد کو دوا پلائی مگر تسکین نہ ہوئی تو شام کو آزاد
ڈاکٹر کی تلاش کرنے لگے۔

خوجی۔ ڈاکٹرون کی دوا حار ہوتی ہی۔ تپ کا علاج ان لوگونکو
معلوم ہی نہین۔ تشریح کے البتہ بادشاہ ہین سو خدا کے
فضل سے آپ کو پھوڑا تو ہی نہین۔ مگر آپ کی بیماری نے
میرے کلیجے مین ناسور کر دیا۔

آزاد۔ یہ جہلا کا قول ہی کہ صرف تشریح ہی ڈاکٹر جانتے
ہین اور تپ کا علاج نہین کر سکتے۔ ابھی جاؤ اور کسی ڈاکٹر کو لاؤ

بھٹیاری۔ ڈاکٹر تو یہان ہی مگر اُسکے آنے سے حاصل حاصل

آزاد۔ اجی حاصل واصل ہم نہین جانتے ڈاکٹر کو بلاؤ تو اچھا
ورنہ مین ابھی ابھی دم توڑ دونگا۔

خوجی بیچارے پتہ پوچھتے ہوے ہسپتال چلے مگر بعض لوگون
نے بہکا دیا تو حضرت نے تھانہ کی سڑک دھر لی۔ آدھ کوس
زمین نکل گئے تو لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ اسپتال پیچھے
چھوٹ گیا ہی بہکانے والون کو گالیان دیتے ہوے چلے۔
آخرکار خدا خدا کر کے اسپتال پہونچے۔

خوجی۔ (ڈاکٹر سے) کیون میان ڈاکٹر کہان ہین اسوقت۔

ڈاکٹر۔ آپ اپنا مطلب کہیے۔

خوجی۔ اجی تو تم سے کیا واسطہ عجیب قطع کے آدمی ہو دخل
در معقولات دینا کیا معنی تم بس اتنا بتا دو کہ ڈاکٹر کہان ہین

ڈاکٹر۔ لاحول ولا قوۃ۔

خوجی۔ لاحول ولا قوۃ۔

ڈاکٹر۔ کوئی ہی نشتر لاؤ۔ ہم ان کی خبر لینگے۔

خوجی۔ کوئی ہی لٹھ لاؤ۔ ہم ان کی خبر لینگے۔

کمپونڈر۔ اجی کیا بک بک لگائی ہی یہی تو ڈاکٹر صاحب ہین۔

خوجی۔ آداب عرض کرتا ہون۔ ذرا مرا تک تشریف لے چلیے؟

انکا نصیب اعدا سخت علیل ہی۔ تکلیف تو ہوگی۔ مگر احسان اور اجر بھی ہوگا۔

ڈاکٹر۔ اچھا محمد د محمد د۔ مندیل لاؤ ہری۔ اور سفید چغہ ڈاکٹر صاحب چغہ وغیرہ پھڑکا کر چلے۔ سرا مین پہونچے اور پہونچتے ہی میان آزاد کو دیکھا اور کہا کہ۔

ڈاکٹر۔ جبان دکھاؤ۔ جبان۔

آزاد۔ ظرافت کی راہ سے بہت خوب لیجیے جُبان۔

ڈاکٹر۔ آنکھین دکھاؤ۔

آزاد۔ ابھی خیر۔ ابھی آنکھین دکھاؤن تو گھبرا کر بھاگو۔

ڈاکٹر۔ ول آنکھ دکھاؤ بات پیچھے کرو۔

خیر ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا اور دو روپیہ فیس کے لیے رو چمپت ہوے میان آزاد نے چار گھنٹے ڈاکٹر صاحب کی دوا پی مگر تشنگی کا غلبہ ہی ہوتا گیا ہر بن موسے العطش العطش کی آواز آنے لگی۔ اس دوا نے وہ حدت کی کہ الامان۔ پانی۔ پانی۔ او خوجی پانی لا۔ ارے کمبخت کیا دشت کربلا ہی۔ ہاے ایک ایک قطرے کے لیے ترساتا ہی۔ خوجی بیچارے بھی گھبرا گئے کہ خدا ہی خیر کرے اسدرجہ غلبہ تشنگی ہی کہ الامان۔ تھوڑا تھوڑا پانی دینا شروع کیا مگر میان آزاد نے چپکے سے بھٹیاری کے ذریعہ سے ڈھائی سیر برف منگوائی اور رات بھر استعمال مین لائے اسوقت تو تسلی ہوئی۔ مگر پھر اس کثرت برف سے جان عذاب مین ہوگئی ہاتھ پاؤن سرد بجیش نے ناکون دم کر دیا اور پیٹ مین ورم ہونے لگا صبح ہوتے ہوتے میان خوجی ایک بیدراج کو بلا لائے

بید۔ مہاراج۔ باداس دکھت ناہین ہی۔

آزاد۔ مین تو پھنکا جاتا ہون تم کہتے ہو جار نہین آتا۔ کوئی دوا ایسی بتاؤ کہ سوزش کم ہو۔ احتراق اور التہاب و سوزش نے جان عذاب مین کر دی۔

خوجی۔ بیدجی کوئی جڑ بوٹی لاؤ۔ ہی یا نہین ہی۔

بید۔ ہی سب کچھ۔ ہی کیا نہین۔ پر نیو کھادنے والے اور کدر کرنے والا چاہیئے۔

الغرض بیدراج نے ایک گولی دی اور شہد کے ساتھ چٹا دی تھوڑی ہی دیر مین اجابت کی ضرورت ہوئی اور آتے ہی پلنگ پر چاروں شانے چت گر گئے میان آزاد۔ میان آزاد بھائی آزاد ارے میان آزاد ہوت۔ صداے برنخاست میان خوجی بہت ہی گھبرائے اور گھبرا کر چلے پھر بید کو بُلانے تو راہ مین ایک میتھوک ڈاکٹر ملے۔ یہ اُنھین کو گھیر گھار کر لائے اُنھون نے دو قطرے دوا کے ایک چھوٹی سی شیشی سے پانی مین ڈال دیے اُسکے پینے کے ایک آدھ گھنٹے کے بعد طبیعت بحین ہونے لگی۔ تو اب جا کر حکیم صاحب کو بُلا لائے اُنھون نے وہ نسخہ بدلا اور ایک اُسکی جگہ پر لکھا اسی طرح بدلتے چلے گئے۔

میان آزاد نے چھہ سات روز کے عرصہ مین اتنے طبیب اور بید اور ڈاکٹر بدلے کہ اپنی مٹی ہی پلید کر دی۔ اسقدر طاقت بھی باقی نہ رہی کہ کھٹیا سے بلا مدد غیر کے اُٹھ سکین دو چار آدمیون نے سہارا دے کر اُٹھایا تو بیٹھنا محال بیٹھے تو تھوڑی ہی دیر مین تیور آنے لگے۔ تکیے کا سہارا ہوا یا کوئی آدمی پیچھے بیٹھا رہا تو خیر بیٹھنا محال تھا خوجی کی جان عذاب مین اور دونون سائیسون کا تو بھرکس ہی نکل گیا۔ بھٹیاری بڑی بھلی مانس تھی اُسنے بڑا ساتھ دیا رات رات بھر میان آزاد کے سرہانے بیٹھی رہی اور جسوقت جو کام اُسکے لائق تجویز کیا گیا فوراً بجا لائی ذرا عذر نہ کیا۔ میان آزاد راتون کو تڑپتے تھے اور دن بھر روتے جاتے تھے کہ یہان موت ہم کو کشان کشان کھینچ لائی اور یہ کیا شامت آئی کہ ہم یہان آئے

خوجی - یہان آنے سے کیا ہوا - کیا سرائے آپ کو ماندا کر دیا یا چھپر کھٹ بیماری کا گھر ہی - آخر کچھ معلوم تو ہو اس بیماری کا سبب کچھ اور ہی ہر کہیئے بتا دون - اسکے دو خاص سبب ہین - ایک یہ کہ ہم اور آپ دونون تین تین تک خوب بھیگے لیکن فرق ہم مین اور آپ مین اسقدر تھا کہ ہم خالی چارپائی پر گرم کپڑے پہن کر سو رہتے تھے اور آپ بھیگے ہوے بستر پر ننگے پڑے رہتے تھے - ذرا سی لنگی باندھ لی اور اوس مین سو رہے یا بچھونا بالکل تر ہی اور آپ اُسی پر چار چار پہر تک لوٹا کیے پھر آپ بیمار نہون تو کیا ہم ہون - روز کہتا تھا کہ بھئی اُس مین سونا بُرا گیلے بچھونے پر لیٹنا مضر صحت ہی مگر آپ سُنتے کسکی ہین - اب بھگت رہے ہو اور تمھارے ساتھ ہم بھی گرفتار بلا ہین - تم کو کرب ہی یہان سونا حرام - نیند برائے نام - راحت نہ آرام - سائیسون کا ناک مین دم آگیا - ذرا چین نہین دن رات مین دو گھڑی سوئے بھی تو آپ نے للکارا کہ سالار بخش پانون دباؤ مداری پنکھا ہلاؤ میان خوجی ادھر آؤ - بی بھٹیاری کو ابھی ابھی بلاؤ یا خدا انتہا کی سب کو تکلیف ہی اور یہ صرف آپ کے اوس مین سونے سے بس اور کوئی وجہ نہین - مگر آپکے مزاج مین تو ضد اسقدر ہی کہ الامان - ہاری جیتی کچھ مانتے ہی نہین اور رد کیا - وجہ یہ کہ اپنے کو تو آپ جالینوس سمجھتے ہین اور باقی سب کو گو کھا گدھا - دُنیا مین بس ایک آپ ہی بقراط ہین اب واسطے خدا کے ایک تو پانی اسقدر نہ پیجیئے دوسرے جو کہین وہ مان لیجیے - تیسرے ڈاکٹر ہو یا حکیم یا بید ایک کے سر ہو رہیے یہ نہین کہ صبح کو حکیم صاحب کی دوا کھائی ڈیڑھ سیر کا پیالہ بھر کر دو اپی اور شام کو بید راج کی گولی استعمال مین لائے آدھی رات کو ڈاکٹر کی رائے کے مطابق سرمپ ملن پی لیا - لاحول ولاقوۃ - بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہی - اتنے بڑے لائق اور تعلیم یافتہ آدمی اور اسدرجہ احمق - خدا کی مار یار تحمل اور ضبط تمھارے مزاج مین چھو نہین گیا -

بھٹیاری - اے تو تم بھی عجیب آدمی ہو بھلا کوئی بیمار کو اور پھر ایسے بیمار کو للکارتا ہی وہ جو کچھ ہوا سو ہوا - اب اُن باتون کا بکھاننا کیا جب اللہ کرے گا صحت پائین گے تو خوب سمجھکر کہ لینا اسوقت انکو تسلی دو انکی تشفی کرو - یہ نہین کہ بُرا بھلا کہنے لگے اور اوس کی جو کہتے ہو تو میان یہ تو عادت پر ہی جیسی عادت ہو ہم تو دس برس سے اوس ہی مین سوتے ہین کوئی آٹھ نو برس کے سن سے اوس ہی مین سونے کے عادی ہین ہم - آجتک کوئی زکام بھی کبھی ہوا ہو تو قسم لو -

خوجی - میان آزاد کچھ سمجھے بھی - یہ باتون ہی باتون مین کہ گئین انھون نے کہا دس برس سے اوس مین سونے کے عادی ہین اور آٹھ برس کی عمر سے اوس ہی مین سویا کیے آٹھ اور دس کے ہوے کہو چالیس - اٹھارہ ہوے - اب سمجھے - مطلب یہ کہ ابھی اٹھارھوان ہی سال ہی -

آزاد - اُف اوہ بھئی یہان اسوقت روح پر صدمہ ہی تمھین دل لگی سوجھی ہی یار انتہا کا کرب ہی - کسی نئے طبیب کو لاؤ - کہنا مانو - یا حسن آرا کے پاس خط بھیجو کہ ہمکو یہان آکر دیکھ جائین - اب یہان چل چلاؤ لگ رہا ہی اب زیست کی اُمید منقطع ہو گئی - اب مرے بس آج مرے کل دوسرا دن اسوقت سے ایسی لیٹے ہوے باتین کر رہے ہین کل پرسون تک خواب مین ہونگے - کون خواب ؟ خواب دائمی قبر ہوگی اور آزاد ہے

آغوش لحد مین جبکہ سونا ہوگا	جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی مین آہ کون ہووےگا انیس	ہم ہووینگے اور قبر کا کونا ہوگا

اللہ بس باقی ہوس - کل من علیہا فان - ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مے کل من علیہا فان

خوجی۔ افسوس ہی کہ آپ ہذیان بھی بکنے لگے مین کہتا ہون کہ کہین سرسام نہ ہو جائے۔

بھٹیاری۔ اے چپ بھی رہو۔ یہ کیا واہی تباہی بک لگائی ہی آخر کچھ عقل بھی ہی مردوے۔ سرسام کیا خاصے بھلے چنگے ہین۔ نہ سرسام ہی نہ درسام۔ ہان میان ذری بال کترواڈالو تھوڑے تھوڑے پٹے کٹ جائین تو گرمی چھنٹے۔

آزاد۔ یہ نہونے کا۔ مین اپنے بالون کو بہت عزیز رکھتا ہون۔

خوجی۔ چھیلا بہت دیکھے۔ مگر میان آزاد کے سے رنگیلے کم مرتے ہین۔ لیکن پٹے نہ کتروائین گے۔

بھٹیاری۔ مر رہے ہو تم۔ کچھ سودائی سا معلوم ہوتا ہی اور سنو ایک تو وہ بیچارے آپ حیران ہین۔ دوسرے یہ انکو اور دق کرتا ہی۔ کبھی کہتا ہی مر رہے ہو کبھی للکارتا ہی۔ کبھی کچھ کہتا ہی۔ اے واہ اچھے دوست ہو۔ کون کے یار تجھر علیؑ کی سنوار۔

آزاد۔ کئی بار تنقیہ جو ہوا تو اور بھی پریشان ہو گیا۔

خوجی۔ یہ تو قاعدہ ہی ہی۔

آزاد۔ اب ذرا طاقت باقی نہین رہی۔

سائیس۔ حکیم تو لٹکائے رہتے ہین۔

خوجی۔ لو گیدی چپ۔ تو کون بیچ مین بولنے والا۔ ڈھانس چھیلنی جانے یا حکمت جانے۔ آپ بھی بولے۔ اے تیری قدرت۔

آزاد۔ سچ تو کہتا ہی۔ اطبائے یونانی کا مریض مہینون مین کہین خنگا ہوتا ہی بحران اور توبہ اور تنقیہ اور مونگ کی کھچڑی دے دیکر مریض کو ادھ موا کرڈالتے ہین معاذاللہ۔ اور قدح کا قدح پیتے ہوئے اسکی روح پر صدمہ پہونچتا ہی۔ اگر دو مہینے مین بھی کھٹیا چھوڑی تو سمجھے کہ بڑا خوش نصیب تھا۔ جیا ذرا باللہ۔ خدا نکرے کہ بھلے مانس انکے پالے پڑے تو بیہی جلی۔

خوجی۔ جی ہان جب ڈاکٹر نہ تھے تب تو سب مر ہی جاتے تھے نہ ہونہہ اسوائے وہی فضول بات کے اور کچھ نہین۔

آزاد۔ جی بجا ہی۔ یہ کہتا کون ہی کہ اگر ڈاکٹر نہ ہون تو کوئی مریض صحت ہی نہ پائے مگر کیا گنوار ہمیشہ ماندگی مین مر ہی جاتے ہین وہ بخار مین برابر بھٹے کھاتے ہین۔ لرزہ مین جھجری کی روٹی اڑاتے ہین تو ہر عارضے مین مر ہی جایا کرین۔

خوجی۔ آپ کے حواس تو ٹھکانے ہی نہین کہ بات کیجیے آپ بحث کیا کرتے ہین۔

آزاد۔ اجی چپ بھی رہو تم تو غش کھا گئے۔ تشفی تسلی دینا در کنار لگے اول جلول بکنے۔ اب ہمین سونے دو۔ مگر اب ایک ہی کے سر ہو رہینگے۔ دس دس طبیب بدلینگے۔ کان پکڑے بس جو حماقت ہوئی وہ ہوئی اب توبہ کی سبھر پایا اور سب اسکی عقل ہے ہو مین تو ٹھہرا مریض اور علیل مین کیا اور میری راے کیا۔ علیل کی راے علیل۔ تم کو روکنا لازم تھا۔ تم نے کچھ خیال ہی نہ کیا۔

بھٹیاری۔ ہان سچ ہی مگر میان تمھارے مزاج مین بھی ضد بہت ہی۔ تم کسی کی مانتے ہی نہین۔ جو دھن سمائی وہ سمائی اب اب بھی یہ عادت چھوڑو۔ نہین یونہی پڑے رہوگے۔

خوجی۔ نگوڑی باتون سے کیا واسطہ۔ لینے کرایہ سے مطلب ہے یا کچھ اور۔

بھٹیاری۔ واہ اللہ کرے یہ اچھے ہو جائین کرایہ بہت مل رہیگا جی۔

اتنے مین میان آزاد کی آنکھ لگ گئی۔ سائیس نے پنکھا جھلنا شروع کیا۔ میان خوجی بھی ذرا اونگھنے لگے تھے کہ ایک شخص نے انکو جگایا اور کہا کہ مین مسافر ہون آپ سے کچھ کہنا ہی۔ ذرا اکیلے مین آئیے۔ میان خوجی پہلے تو ڈرے کہ بھئی خدا ہی خیر کرے۔ یہ کون شخص ہے مگر جب بغور دیکھا تو انکی خاصی جوڑ تھی۔ وہ بھی پستہ قامت دبلے پتلے آدمی۔ یہ بھی۔ اور لطف یہ کہ وہ بھی چانڈو باز یہ بھی۔ میان خوجی نے اٹھکر کہا۔

خوجی۔ کہیے۔ فرمائیے۔ مین نے آپکو پہچانا نہین۔

مسافر۔ ہونھ۔ پہچاننا کیسا۔ آپ نے ہمین دیکھا کب تھا۔ جو پہچانتے۔

خوجی۔ اچھا تو آپ بلے کیون پڑتے ہین دور ہی سے کہیے جو کچھ کہنا ہو۔ آپ کو ہم سے کام کیا ہے۔ ہم اسوقت خود ہی مصیبت مین ہین۔

مسافر۔ میان آزاد کہان ہین۔

خوجی۔ کیون! آپ اپنا مطلب کہیے۔ یہان تو آزاد وازاد کوئی بھی نہین ہین۔ آپ اپنا خاص مطلب کہیے کیا کوئی آپکا کچھ قرض چاہتا ہے۔

مسافر۔ جی ہان ایسا ہی تو بندہ دھنا سیٹھ ہے نہ۔ کہ سب کو قرض دیتا پھرے۔ اجی آزاد ہمارے بہنوئی ہین۔ ہماری بہن نے بھیجا ہے کہ دیکھو کہان ہین سو ہمکو یہان پتا لگا۔

خوجی۔ بہنوئی! انکی شادی تو ہوئی نہین بہنوئی کیونکر بن گئے۔

مسافر۔ معقول آپ بھی کتنے دشمن عقل ہین بھلا کوئی بیوجہ کسی کو بھی اپنا بہنوئی بنائے گا۔ اتنا نہین سمجھتے۔ لاحول ولاقوۃ۔

خوجی۔ (ہنس کر) بھلا میان آزاد کی بیوی کہان ہین۔ ہم کو تو دکھا دیجیے ہم سے کیا پردہ ہے۔

مسافر۔ کہان ہین۔ ہین کہان۔ اجی اسی سرا کے اس کونے مین وہ سامنے والے گوشہ محل مین چلو دکھا دین۔ تم سے کیا چوری ہے۔ تم تو گھر کے ہو۔ چلو پھر چلو نہ۔

خوجی۔ اچھا ٹھہریے چلتا ہون۔

یہ کہکر میان خوجی کوٹھری کے اندر گئے۔ بالون مین تیل ڈالا۔ سفید کپڑے پہنے۔ لال پھندنے دار ٹوپی دی۔ میان آزاد کا ایک خاکی فراک کوٹ ڈانٹا اور جب خوب بن ٹھن چکے تو آئینہ لے کر صورت دیکھنے لگے۔ بس غضب ہی ہو گیا آئینہ دیکھتے ہی ان کی وہ کیفیت ہوئی جو طاؤس کی ہوتی ہے۔ کہ اپنے نقش و نگار دیکھتے ہی پھڑک گیا مگر پائے زشت پر نظر پڑی اور دل گرتے مین۔ ڈاڑھی کے بال اونچے نیچے پائے۔ مونچھین گری پڑی۔ آپ نے قینچی لیکر بال برابر کرنا شروع کیے۔ تیز قینچی ایک دفعہ ہی ایک طرف کی مونچھ بالکل اڑ گئی جل جلالہ۔ چلیے چار ابرو کا صفایا تھا۔ خود کردہ را چہ علاج۔ خیر قہر درویش بر جان درویش کہکر چلے۔ مسافر اور خوجی ساتھ ساتھ گوشہ محل کیطرف روانہ ہوے۔ مسافر نے تو خوجی کو پہلے ہی دیکھا تھا مگر اور ہی قطع مین اور اب بھی دیکھا تو اور ہی وضع مین سمجھا کہ آدمی سے بچ ہین اور ایک طرف مونچھ جو صاف کتری نظر آئی تو اسکو بے اختیار ہنسی آئی۔ مگر آدمی تھا چست و چالاک ضبط کیے رہا اور گوشہ محل کے اندر میان خوجی کو لے گیا تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک عورت نہایت ہی زرق برق لباس مین ملبوس عطر مین بسی ہوئی چارپائی پہ سو رہی ہے زلف چلیپا بل کھاتی اور کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی گردن کے اردگرد پڑی ہوئی ہے اور دوپٹا جو کھسک گیا ہے تو گردن فوارۂ نور نظر آتی ہے۔ صورت تو انھون نے دیکھی نہین۔ کیونکہ وہ کروٹ سوئی ہوئی تھی۔ مگر گوری گوری گردن دیکھ لی تو لوٹ ہو گئے مسافر تاڑ گیا مگر خاموش بلکہ اُسنے انکو موقع دیا کہ بغور دیکھین اور خود کسی کام سے اپنے چلا گیا اتنے مین اُس گلبدن نے کروٹ جو بدلی تو میان خوجی کو للکارا۔

گلبدن۔ تم کون یہان کیا کام۔

خوجی۔ (کانپ کر) آپ کے بھائی پکڑ لائے۔

گلبدن۔ قصور۔

خوجی۔ ناکردہ گناہ۔

گلبدن۔ بیوجہ بھی کوئی کسی کو گرفتار کرتا ہے۔

خوجی۔ میری خطا نہین معاف کیجیے۔

گلبدن - اچھا ذرا پنکھا تو جھلو - مگر آنکھ بند کر کے خبردار مجھے نہ دیکھنا
مین پردہ نشین ہون -

خوجی - (پنکھا لے کر جھلنے لگے) اور اُس گلبدن نے عمدًا آنکھ بند
کر لی اتنے مین اُس گلبدن نے ترچھے آنکھ جو کھولی تو دیکھا کہ
میان خوجی پنکھا تو قلی کی طرح جھل رہے ہین مگر دیدے پھاڑ پھاڑ
کر نظارہ بازی مین بھی مصروف ہین اُسکا آنکھین کھولنا تھا کہ
میان خوجی نے مارے ڈر کے آنکھین خوب زور سے بند کر لین
اور ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین + جان سن سے نکل گئی -

گلبدن - کیون جی یہ گھورنا کیا معنی - اب بتائیے کیا سزا دون

خوجی - اتفاق سے آنکھ کھل گئی -

گلبدن - واہ اچھا اتفاق ہی - اور جو اتفاق سے ہمارا بھی
ہاتھ اُٹھ جائے تو پھر -

خوجی - جو مرضی -

گلبدن - میان آزاد کہان ہین -

خوجی - (ڈرتے ہوے) بی اُنھون نے مجھ سے کہدیا ہی کہ جو کوئی
میرا حال پُوچھے تو صاف صاف پتہ نہ دینا کہ یہان سرا مین ہی -

گلبدن - بھلا کہان جانے کا قصد ہی -

خوجی - اُنھون نے حکم دیا ہی کہ اگر کوئی ہمارے عزم کا حال
دریافت کرے تو اُس سے یہ نہ کہنا کہ روم جانے والے ہین -

مسافر - ہم بھی آن پہونچے - اُنسے کچھ باتین ہوئین -

خوجی - مین کس لائق ہون -

مسافر - واہ یہ نہ کہیے آپ بڑے نالائق ہین -

گلبدن - یہ کہتے ہین کہ میان آزاد روم جانے والے ہین -
اور یہان سرا مین فروکش ہین -

مسافر - ہونگے - اسوقت انھین کھانا وانا تو کھلاؤ -

گلبدن - یہ آپ کی ایک مونچھ کیا دیمک چاٹ گئی -

خوجی - بیٹھون تو بتاؤن -

مسافر - بیٹھیے نہ - بسم اللہ تشریف رکھیے -

میان آزاد کی آنکھ جو کھُلی تو خوجی ندارد - ایک ایک سے
پُوچھتے ہین کہ خوجی کدھر گئے بھئی - آسمان کھا گیا یا زمین چٹ
کر گئی - آخر یہ چل کہان دیے - سُوچے کہ آدمی ہین افیونی -
افیم کی چاٹ مین دل اُچاٹ ہوا ہوگا - پہونچے کسی دکان پر
گھڑی بھر ہو گئی - دو گھڑی گذری - گھنٹون ہو گئے مگر خوجی نہ آئے
نہ آئے تب تو اُن کا ماتھا ٹھنکا کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہی سمجھے
کہ چھٹلے آدمی ہین اور کمزور - اور کمزور مار کھانے کی نشانی اور اُسپر
لطف یہ کہ کوتاہ گردن تنگ پیشانی - ایک کڑوا کریلا دوسرے
نیب چڑھا معلوم ہوتا ہی کہ کسی سے ٹرائے ہونگے اُسنے گردن نا پی ہو
اب جبتک ہم نہ جائینگے وہ سڑک ہی پر لوٹ لگائینگے اِسمین چاہے
دو دن ہو جائین وہ سڑک کو نہ چھوڑینگے نہ چھوڑینگے دھن کے
پکے ہین ہم جانے سے رہے یہان اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہین
کھٹیا پر لدے لدے کہان شہر بھر مین ہنڈین - دو لون سائیسون
کو بھیجا کہ جا کر ذرا دیکھو تو میان خوجی کو ہوا کیا - آخر جمیت کہان
ہو گئے ایک نے ہنس کر کہا کہ ننھے سے آدمی ہین کہین بھیڑیا ویڑیا
اُٹھا لے گیا ہوگا - دوسرا بولا آج ہوا زناٹے کی چلتی ہی معلوم ہوتا ہی
کسی طرف اُڑ گئے - اب ہوا مین پتا گے پھرتے ہونگے - یون جا نکلو
کہیے جائین مگر اُنکی کھوج خبر نہ ملے گی - اچھا ہم ہوئے آتے ہین
شاید آپ سمجھین کہ یہ دونون کام چور نوالہ حاضر ہین -
اتنے مین اُنھون نے بھٹیاری سے پُوچھا کہ کیون بی بھٹیاری
تمھین کچھ معلوم ہی بھلا خوجی کہان چلے گئے - اُسنے کہا میان مین
اب کیا بتاؤن کہ کہان غائب غلہ ہو گئے - ہان اتنا جانتی ہون کہ

اُنھین کا سا کوئی مُردوا آیا تھا دُبلا پتلا گلا ہوا آدمی چہرے کی رنگت بالکل زرد ہوائیان اُڑ رہی تھین۔ اور پستہ قد بھی تھا اُس سے اُنسے کچھ باتین ہوئین وہ تم کو بار بار پوچھتا تھا۔ مگر باتون سے ایسا پایا جاتا تھا کہ جیسے خوجی اور اُسکے کبھی پہلے کی ملاقات نہ تھی مگر تمھارا نام کئی بار لیا اور پوچھا کہ کہان ہین پھر کچھ کان مین پھسپھسایا تو میان خوجی کوٹھری مین گئے اور وہان خوب بنے ٹھنے لال ٹوپی دی اور تمھاری جیب ہاتھ مین لی۔ بال سنوار پٹیان جمائین۔ اور بڑے ٹھسے سے اکڑتے اور گندے جھاڑتے ہوے اُسکے ساتھ ہو لیے مگر (ہنستے ہوے) اُف مارے ہنسی کے بات اُسوقت نہین کہی جاتی تھی۔ کوٹھری کے باہر جب آئے تو مین نے دیکھا کہ ایک طرف کی مُوچھ بالکل صاف۔ داہنی طرف تو کچھ مُوچھ کیا تردا ہے کا تروا ہا تھا مگر بائین طرف بالکل صفاچٹ مجھے اتنی ہنسی آئی کہ لوٹنے لگی جی مین تو آئی کہ تم کو جگا دون مگر اجنبی آدمی کا ساتھ تھا تو کہنا مناسب نہ سمجھی۔

آزاد۔ (متحیر ہوکر) کون تھا بھئی۔ دُبلا پتلا آدمی زرد رو مجھے جانتا ہے مگر خوجی کو نہین پہچانتا۔ کون شخص تھا۔ اہا ہا تاڑ گیا ہو نہ ہو۔

یا نہین وہ یہان کہان۔ پھر آخر یہ کون آدمی تھا (دل مین سوچ) کہ اُف او۔ ارے کہین نواب نے تو کوئی آدمی نہین دوڑا دیا۔ غضب کا سامنا ہے اب دھر لیے گئے بھاگنے تک کی سکت نہین۔ کرون تو کیا کرون کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی یا شاید پیاری حسن آرا نے آدمی بھیجا ہو کہ آزاد کی خبر لاؤ۔ اُسوہو مین سمجھا کہ سپہر آرا نے بہن کو طعنے دے دے کر مجبور کیا ہوگا کہ ہم کو واپس بلوالین۔ بس یہی بات ہے مگر ع۔ دل کو مرے آخر مین یہ جو دُھڑکا سو دُھڑکا۔ مین اور ٹرکی جانے سے باز رہون۔ کیا مجال جاؤن اور پھر جاؤن اور بیچ کھیت جاؤن جاؤن اور ڈنکے کی چوٹ جاؤن۔ واپس جانے مین ہماری کرکری ہوگی اب بلا فتح کیے ہوے میان آزاد اپنے معشوق پری پیکر کو صورت دکھائین تو شریف نہین۔ خدا ہی خیر کرے۔ دیکھین کون آدمی آیا ہے جو آیا ہے کہین جلد صورت دکھائے۔

میان آزاد یہ خیالی پلاؤ پکا رہے تھے مگر یہ خبر ہی نہ تھی کہ نواب کا آدمی نہ حسن آرا کا قاصد ہے وہ کوئی اور ہی ذات شریف ہین۔ بڑی دیر تک میان آزاد نے بے چینی مین وقت کاٹا طرح طرح کے خیال اُنکے دل مین آتے تھے مگر ٹھیک ٹھیک پتہ نہین پاتے تھے کہ آخر کون بزرگوار تشریف لائے تھے کس سے کہنے آئے تھے خوجی کو کیون پکڑ لے گئے۔ اور ابتک خوجی غائب کہان رہے کھٹکا ہوا اور اُنھون نے پکارا خوجی۔ دھم ہوا۔ اور پوچھا آئے۔ ذرا کسی کی آہٹ پائی اور چونک اُٹھے میان خوجی۔ مگر صدائے برنخاست۔ خوجی کہین اور ہی ہین۔ وہ ایک مہوش کے سرہانے کھڑے ہوے پنکھا جھل رہے ہین اتنے مین شام ہوگئی اور خوجی کا کہین پتہ ہی نہین تب تو میان آزاد از بس بیقرار ہوے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ بھٹیاری سے کہا کہ جا ہے جو ہو خوجی کو لاؤ۔ کسی سے پوچھو پاچھو۔ آخر گئے کہان۔ ذرا جلد آنا۔ اُس نے کہا میان اب جاتی ہون حد بھر کوشش کرونگی پھر اب آئین نہ آئین یہ آن کو اختیار ہے۔ جانا میرا کام ہے۔ آنا نہ آنا اُن کے ہاتھ۔ ملنا نہ ملنا اتفاق کی بات ہے۔

خیر وہ تو چلین میان خوجی کی تلاش مین۔ ادر ادھر خوجی صاحب اور وہ حسین مہ جبین اور وہ مسافر دسترخوان پر بیٹھے لگانے لگے خوجی کئی دن کے بھوکے تو تھے ہی اُنھون نے خوب ہتھے لگائے

کھاتے جائین اور تعریفین کرتے جائین کہ اہو ہو ہو - واہ واہ واہ کیا لذیذ کھانا پکا ہی - تعریفون کے پل باندھ دیے - ایک لقمہ کھایا اور کئی منٹ تک تعریف کی - یہ تو تعریف ہی کرتے رہے اُدھر میان مسافر نے دسترخوان صاف کر دیا - ارے کر کے رہ گئے - دل مین پچھتائے کہ یہ ہم سے کیا حماقت ہوئی پہلے پہلے خوب پیٹ بھر کے کھا لیتے پھر دن بھر رات بھر چاہے تعریف ہی کیا کرتے - اُس مہ پارہ نے پوچھا کہ کچھ اور لاؤن - فرمائیے گا نہین یہ آپ کا گھر ہی - میان خوجی کہنے ہی کو تھے کہ جی ہان منگوائیے کہ اتنے مین مسافر نے جو خوب چھک کر کھانا چکھ چکے تھے کہا کہ نہین جی اب کیا ہیضہ کراؤ گی خوب کھانا کھایا اب ہضم نہ ہوگا - خوجی یہ گرما گرم فقرہ سُنتے ہی جل بھن کر خاک ہو گئے مگر کہین تو کیا کہین - بولے کہ اچھا الامر فوق الادب لائیے - اِس پر مسافر نے جو انتہا کا شریر تھا اُس کا بیان اُٹھائین اور دسترخوان ہٹا دیا اور خوجی بیچارے مُنھ ہی تاک کر رہ گئے - ارے جی مین تو آیا کہ مسافر پر برس پڑین مگر خیر گذری کہ قرولی پاس نہ تھی ورنہ اُس گیدی سے سمجھ لیتے شکر ہی کہ قرولی بھی پاس نہ تھی ورنہ خدا جانے کتنے آدمیون کو شہید کر چکے ہوتے -

خیر کھانا دانا کھا کر بیٹھے تو مسافر نے کہا ارے لاحول ولا پاندان مین تو دو ہی گلوریان ہین - ایک اُس گلبدن کو دی دوسری اپنے مُنھ مین رکھ لی خوجی بھی مُنھ دیکھ کر رہ گئے - تب تو آپ بہت ہی جھلائے اِدھر اُدھر دیکھا مگر خیر سے قرولی نہ پائی ورنہ گیدی کا خون ہی پی لیتے اسکے بعد مسافر نے ایک اور حرکت کی انسے کہا کہ میان ہوت میان ہوت ارے بھائی تم سے کہتے ہین تم سے اِدھر اُدھر - خوجی تو جلے بُھنے بیٹھے ہی تھے اُنھون نے گھور کر دیکھا اور کہا کہ کس سے کہتے ہو جی اور کس سے اور سُنیے گا کس سے کی ایک ہی کہی کہنے لگے کس سے کہتا ہی تجھ سے کہتے ہین تجھ سے اور کس سے کہتے ہین - ذرا پلنگ سے اُتر کر بیٹھو کیا مزے سے برابر جا کر ڈٹ گئے - اُتر نیچے اُتر اکر مین پہونچون - اور دیکھیے گا آپ پلنگ پر چڑھ کر بیٹھے ہین معقول - یہ دعویٰ اپنی حیثیت کو نہین دیکھتا

خوجی - چُپ گیدی نہ ہوئی قرولی - ہائے نہ ہوئی قرولی -

گلبدن - قرولی پیچھے ڈھونڈھیے گا پہلے ذرا یہان سے کھسک کر نیچے بیٹھیے - تم سے کس نے کہا تھا کہ یہان آن کر ہمارے پاس بیٹھو ہاتھ دیتے ہی پہونچا پکڑ لیا -

خوجی - (پلنگ سے نیچے اُتر کر) بہت اچھا اب بیٹھون تو توپ کے مہرے اُڑا دینا -

مسافر - آخر مین کہتا ہون کہ تم بیٹھے بیٹھے کیا بناؤ گے اُٹھ جھاڑو دے -

خوجی - اس گیدی نے تو ناک مین دم کر دیا مگر شکر ہی کہ یہان کوئی قرولی نہین ورنہ کھیت کے کھیت صاف کر دیتا میدان کے میدان چوپٹ ہو جاتے -

گلبدن - کیا گھاس چھیلتے - گھسیارے ہو - چرکٹے ہو - جسنہ کھیت کے کھیت کاٹ کے صاف کر دیتے -

مسافر - ے چلو اُٹھو - یہ لو جھاڑو ہی - ابھی جھاڑو دے ڈالو -

خوجی - جھاڑو تم دو - ہم کو بھی کوئی بھڑبھونجا مقرر کیا ہی یا کوئی پاجی سمجھے ہو ہم ایک عالی خاندان آدمی گھر کے رئیس ہین رئیسون سے اسطرح باتین کرتا ہی گیدی -

گلبدن - حضور کی ریاست کہان ہی ذری ہم بھی تو سنین آخر کچھ معلوم تو ہو -

مسافر - ہمین تو نانبائی سا معلوم ہوتا ہی یا شاید نائی ہو دسترخوان پر جو بیٹھے تو لذیذ لذیذ کھانا سب چٹ کر گئے - کھا جائے

من دس بارہ اور کام کرنے مین نتھا بیچارہ چلیے اُٹھیے جھاڑو دیجیے دل لگی نہین ہی کچھ بڑے رئیس زادے بن کر بیٹھے ہین رئیسون کی ایسی ہی صورت ہوا کرتی ہی بھلا۔

خوجی۔ (جھلاکر) خدا جانے میری صورت مین کیا عیب ہی جس سے ملتا ہون سب یہی بے تکی اُڑاتے ہین کہ بھلے مانس کی ایسی صورت ہی نہین ہوتی یہ تو پاجیون کی سی صورت ہی آئینہ مین دیکھتا ہون تو مجھے خود شک سا ہوتا ہے اور اب تو جسکا جی چاہے جو کچھ کہے۔ ایک طرف کی مُوچھ ہی اُڑ گئی ہی بھلے مانس کہان سے رہے بھلا۔ کچھ نہین اب ہم پہلے مُنھ بنوائین گے پھر کسی سے بات کرینگے (یہ کہکر میان خوجی نے کہا بندہ رخصت)۔

مسافر۔ (دامن پکڑکر) واہ کیا دل لگی ہی۔ رخصت کی ایک ہی کہی بیٹھیے چلم بھر کے جائیے گا اور یا ثابت کر دیجیے کہ آپ شریف زادے ہین اور یا پکڑ لٹ بجیے۔

میان خوجی تو ناک پر مکھی تک نہین بیٹھنے دیتے تھے۔ ایسے جھلائے کہ آؤ دیکھا نہ تاؤ چمٹ ہی تو گئے۔ اب دونون مین خوب لپاڈگی ہونے لگی۔ اور دل لگی یہ کہ دونون کا قد کوئی چھ چھ بالشت کا۔ دونون مشت استخوان۔ دونون چاندو باز یہ آہستہ سے اُن کو چپت لگاتے ہین۔ وہ ہلکے سے ان پر دھپ جماتے ہین۔ اُنھون نے اُن کے کان پکڑے۔ اُنھون نے انکی ناک پکڑی۔ اُنھون نے انکو کاٹ کھایا۔ اُنھون نے انکو چکٹ دی اور پھر یہ کہ دونون رو رہے ہین مگر میان خوجی قرولی کی دھن باندھے ہوے ہین کہ نہ ہوئی قرولی ہاے نہ ہوئی قرولی۔ مسافر نے انکے پٹے پکڑے اور انھون نے اُنکے کان گرلائے۔ وہ جیتے نہ یہ جیتے سکت دونون کے بدن مین نہین ہانپ گئے۔ میان خوجی تو قرولی وردلی سب بھول گئے اور تیورا کر گرے تو چارون شانے چت اور اُس گلبدن نے اوپر سے دو تین دھوسین بھی چلتی ہی دین۔ ادھر انکا تو یہ حال ہوا ادھر مسافر کی یہ کیفیت ہوئی کہ چکر کھایا اور دھم سے زمین پر۔ اتنے مین دونون کو گلبدن نے اُٹھایا اور کہا اب مل جاؤ بس لڑائی ہو چکی اب کیا کٹ ہی مروگے۔ چلو بیٹھو بس اب نہ بولنا۔

خوجی۔ بولنا وولنا مین نہین جانتا قرولی نہ ہوئی ورنہ بھونک ہی دیتا۔ ہات تیرے کی۔

مسافر۔ وہ تو مین ہانپ گیا نہین تو دکھا دیتا آپ کو دل لگی بچہ جی مجھے بھی آپ کوئی ایسا ویسا سمجھے ہین کیا۔ سیکڑون ہی پیچ یاد ہین۔

گلبدن۔ اب اگر دونون مین سے ایک بھی بولا تو ہم دُرست کر دینگے اسکے معنی کیا جب منع کیا تو پھر جھگڑا کیسا۔ اب زبان نہ کھلے۔ خبردار۔ چلو اب چلین میان آزاد کے پاس اُنکی بھی تو خبر لین۔ خوجی اُٹھے اور مسافر نے بھی کپڑے پہنے اور چلے۔

شام تو ہو ہی گئی تھی میان خوجی ایک طرف اور مسافر دوسری طرف ہاتھ پکڑے ہوئے آزاد کے پاس اُس گلبدن کو لے گئے۔ وہ پہونچی تو کیا دیکھتی ہی کہ بھٹیاری اُنکے سرھانے بیٹھی پنکھا جھل رہی ہے اور کہ رہی ہی کہ مین تو چوطرفہ تلاش کر آئی کسی کا پتہ نہ ملا۔ اتنے مین یہ سب دن سے جا کھڑے ہوے اور اسنے انکو دیکھا۔ انھون نے اُسکو اس گلبدن نے شانہ پکڑکر ہلایا تو میان آزاد کی آنکھ کھل گئی اور آنکھ کا کھلنا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ بی اللہ رکھی سرہانے بیٹھی ہین اور میان چاندو باز سامنے کھڑے پانون دبا رہے ہین۔

میان آزاد خانہ برباد نے آنکھ جو کھولی تو دیکھتے کیا ہین کہ بی اللہ رکھی عجب ناز معشوقانہ اور انداز دلربایانہ سے کھڑی سرہانے مسکرا رہی ہین دیکھتے ہی اُنکی جان نکل گئی کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ ہاتھ پانون کانپ اُٹھے مگر اُس ترک سفاک کو مسکراتے اور کھلکھلاتے دیکھ کر

ذرا ڈھارس ہوئی ورنہ ہوش و حواس تتیرا ہو گئے تھے۔ اب اُنکے دل مین خدائی بھر کے خیالات جاگزین ہوئے۔ الٰہی یہ یہان کیون آئین۔ پتہ کس نے بتایا۔ اب انکا اصل منشا کیا ہی خدا ہی خیر کرے علالت نے ذرا پیچھا چھوڑا تو اس وہم نے آن کر آدبوچا۔ ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

خوجی۔ پیر و مرشد اُٹھیے۔ دیکھیے تو سرہانے کون کھڑا ہی ذرا آنکھ تو کھولیے۔ واللہ جی خوش ہو جائے۔ پھڑک جاؤ تو سہی۔ ہاے کیا نورانی صورت ہی۔ بی اللہ رکھی کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سب آپ ہی کی تعریفین ہو رہی ہین مگر آپ اسوقت چھپی کیون جاتی ہین ع۔ رہتے گی دو طعا سے روز صحبت دلھن کرینگی حجاب کبتک

آزاد۔ (اللہ رکھی سے) بیٹھیے تشریف رکھیے۔

خوجی۔ اجی ابھی ہم سے اور آپ کے سالے سے بڑی ٹھائین ٹھائین ہو گئی۔ وہ تو کہیے قرولی نہ تھی ورنہ سالار جنگ کے نیچے لگا دیے ہوتے بس کون کا یار ہی شکر کرو کہ آج تم بچ گئے۔

آزاد چپ نامعقول سالا کسکا اور سسر کیسا منھ کھولا چانڈو کے نشے مین لگا بے تکی ہانکنے۔ بڑا قرولی باز بنا ہی چلو باہر ٹھہرو۔ بی بھٹیاری تم بھی مہربانی کر کے ذرا باہر ہی بیٹھو۔ سائیس چل پردہ ڈالدے جب تنہائی ہوئی تو میان آزاد نے پوچھا کہ کہیے کس تقریب سے تشریف لائی ہین آپ۔ ہم تو وہ آزاد ہی نہین رہے وہ دل ہی نہین وہ حوصلہ ہی نہین۔ وہ دن ہی نہین۔ وہ ولولہ ہی نہین۔ وہ جوش نہ وہ خروش۔ اب تو روم ہی جانے کی دھن ہی بس یہی اُدھیڑبن ہی۔

اللہ رکھی۔ خدا خدا کر کے ہم یہان تک تو پہونچے راہ مین سوچتے جاتے تھے کہ۔ ؎

لایا تو ہی نصیب یہین کوے یار تک	دیکھین گذر ہو یا نہ ہو اُس گلعذار تک

پیارے آزاد تم چلے روم کو ہمین کس کے سپرد کیے جاتے ہو۔ رہین ہی کو سونپ دو ذرد ذرد کر۔ اُف آزاد۔ اب ہم کس کے ہو کر رہین۔ سر پیشکش ہی جان نذر ہی۔ ہم تو مرغ بسمل کی طرح تڑپینگے ہاے تمھارے عشق نے بے طور رسوا کیا۔ آزاد تم خوب جانتے ہو کہ مین بھٹیاری نہین۔ شریف زادی ہون۔ مگر امّان کو خدا بخشے۔ جو میرے حق مین یہ کانٹے بو گئی ہین۔ ہاے ایک بوڑھے کھوسٹ کے مجھے حوالے کیا اور جیتے جی مجھے مار ڈالا جوانی بھر حسرت کی آگ مین جلا کی اور جلا کرونگی۔

آزاد۔ اب ہماری عزت اور آبرو تمھارے ہی ہاتھ ہی۔ اگر روم سے جیتے واپس آئے تو تم کو نہ بھولینگے نہ بھولینگے مگر ہم کیا کرین قول ہار چکے ہین۔ جان جائے مگر بات نہ جائے۔ اللہ پر شاکر رہو خدا بیڑا پار کردیگا۔ سچے عشق کے یہی معنی ہین۔ ؎

عشق کامل ہی تو اتنا چاہیے	ناگوارا سب گوارا چاہیئے

حُسن آرا کا کچھ حال معلوم ہو تو بتاؤ۔ سپہر آرا کی خبر سناؤ۔ ہاے ہی اُنپر کیسی گذرتی ہوگی۔

اللہ رکھی تو ایک بت پندار لفاظ و جادو طراز تھی حسن آرا کی۔ داستان مصیبت کو اس حسرت سے ادا کیا کہ آزاد رو دیے اور کان دھر کر کل روایت بغور سنا کیے۔ اللہ رکھی نے کہا کہ۔

ادھر تم نے گھوڑی کی باگ اُٹھائی اُدھر ماما شام کے وقت تمھارا نامہ حسن آرا کے پاس لائی۔

حسن آرا۔ بُوا یہ کیا لائی ہو۔ دیکھون۔ ہاے آج اتنی دیر سے آزاد کا پتا نہین۔ ذری کھوج خبر تو لاؤ۔ کہان روٹھ کر چل دیے ماما۔ میان آزاد تو سویرے روم کو سدھارے یہ چھٹی دے گئے ہین جانے کیا لکھا ہی۔

اتنا سنتا تھا کہ حسن آرا کے پاؤن تلے سے مٹی نکل گئی اور ایک

دامان نگہ تنگ گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

مگر آپ مسافر غریب الوطن اجنبی پردیسی آدمی۔ آپ کا ٹھور نہ ٹھکانا۔ گھر نہ بار خانہ بدوش خانہ برباد خانمان خراب مین کسی سے آپ کا ذکر کرون تو کہون کیا کس کے لڑکے ہین۔ کس کے پوتے ہین کس کے نواسے کس خاندان کے ہین مکان کہان ہے۔ مین بتاؤن گی کیا شہر بھر مین یہی خبر مشہور ہو جائیگی کہ حسن آرا نے ایک پردیسی کے ساتھ نکاح پڑھوا لیا جس کے حسب نسب کا پتا ہی معلوم نہین مجھے تو اسکی پروا نہین مین تو خوب جانتی ہون ۔ع۔

کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ مبادا اس نکاح سے اور تعلیم یافتہ شریف زادیون کو عوام حقارت کی نظر سے دیکھنے لگین۔ اور مجھکو لوگ بد وضع سمجھین جو مجھکو مر جانے کے برابر ہوگا۔ بات وہ کرنی چاہیئے کہ دھبا نہ لگے۔ اور ہم اور تم لطف سے زندگی بسر کرین اب ساری بات یہ ہے کہ اپنے مشہور کرنے کی فکر کیجیے مشہور کرنے کے یہ معنی نہین کہ آپ کسی کے گھر پھاند پڑے اور ڈکیتی مین نام پیدا کیجیے مطلب یہ کہ نیکی کے ساتھ لوگ آپ کو یاد کرین۔

آزاد۔ (خوش ہوکر) چشم ما روشن دل ما شاد کہیئے تو آگ مین پھاند پڑون۔

حسن آرا۔ ماشاء اللہ کہی بھی تو وہی وحشت کی بات تم آگ مین پھاند پڑو اور مجھے جلاؤ۔ کوئی معقول بات سوچو جس سے نام ہو۔ اگر آگ مین پھاند پڑے اور بفرض محال بچ بھی گئے تو لوگ آپ کو سڑی سودائی ہی سمجھین گے۔

سپہر آرا۔ کوئی کتاب تصنیف کیجیے۔

حسن آرا۔ نہین کوئی حمیت اور بہادری کی بات ہو کہ جو سنے عش عش کرنے لگے۔ اور پھر اچھی اچھی رئیس زادیان چاہین کہ اُنکے ساتھ میان آزاد کا بیاہ ہو جائے لیکن پھر اُسوقت ہمین آپ کاہے کو پوچھنے لگے۔ پھر دماغ ہی نہ ملینگے۔

آزاد۔ اگر میرے ایسے خیالات ہون تو خدا مجھے غارت کرے

حسن آرا۔ تو سُنیے اب روم و روس مین جنگ چھڑنے والی ہے روم کی مدد آپ پر فرض ہے۔ آپ روم کی طرف سے لڑیئے اور تیغ بسالت کے خوب جوہر دکھایئے تمغے لٹکائے ہوئے آیئے تو وہ نام ہو کہ ہندوستان بھر مین گھر گھر آپ ہی کے چرچے ہون اور ہم فخر سے کہین کہ میان آزاد غازی ہمارے شوہر ہین

آزاد۔ (ٹوپی اُچھال کر) منظور منظور۔ جاؤن اور سچ کہیت جاؤن مرے تو خیر اسلام کے نام پر جان دی اور زندہ رہے تو تم کو پایا۔

سپہر آرا اس تقریر کو سُنکر آنسو بھر لائی اور آزاد کے قدمون پر ٹوپی رکھکر کہنے لگی کہ واسطے خدا کے یہ خیال دل سے دُور کرو کجا روم کجا ہندوستان۔ وہان تک خیال بھی منزل بمنزل دم لیتا ہوا جاتا ہے اور میدان کارزار کے تو نام سے میرے ہوش پران ہوتے ہین۔ میان آزاد نے کہا آپ ابھی بالکل کم سن لڑکی ہین۔

میان آزاد وہان سے رخصت ہوئے کہ کل ملین گے اور پرسون کوچ۔

سپہر آرا کا اصرار

بتا ساقیا دخت رز کا نشان
کہ ہے رنج فرقت سے ہونٹون پہ جان

فرح بخش خاطر ہو وہ جام دے
طبیعت ہے بیکسل آرام دے

کہانتک یہ گردش یہ دوران سپہر
سفر ہو گیا اب تو شکل سقر

یہ تفریق اور تفرقہ تا کجا
کہین رند ہین اور کہین میکدا

قیامت ہے ہر دم کی اُمید و یاس
پہنچ جائین منزل پہ منزل شناس

ناظورۂ ملائک نظر فریب عدوے صبر و شکیب خاتون مہ لقا حسن آرا نے جوان گلعذار طرار و طرحدار میان آزاد کو لڑنے جانیکی خبر جو سنائی تو سپہر آرا اپنے بھولے پن کے سبب سے بہت ملول ہوئی دھاڑون دھاڑ آنسو بہائے اور گول گول اشک لڑھکتے ہوئے دامن تک آئے ایک دفعہ اپنی بڑی بہن سے چمٹ گئی-

سپہر آرا- باجی ہم کیا کرین دل بیقرار ہی چشم پُرنم اور اشکبار ہے میرے تو کلیجے مین جیسے کسی نے برچھیان چبھو دین رات کاٹے نہین کٹتی- ہائے تم کیسی بے رحم ہوئی جاتی ہو- آزاد کو بیکار جنگ پر بھیجتی ہو- اُس بیچارے نے ابھی زلف چلیپا بھی نہین چھوئی مگر خدا نہ کرے کہ عشق کی کالی ناگن اسے ڈس جائے اچھی طرح راز دل بھی نہ کہنے پایا لیکن تم نے وہ گرما گرم فقرہ سنایا کہ دوسرے کی عقل سرد ہوجاتی- ہی ہی باجی- کہان کالے کوسون بھیجتی ہو تمھین خاتون جنت کی قسم (گلے لپٹ کر) میری باجی مین صدقے اب اس خیال خام سے درگذرو- آزاد جائینگے تو پھر اُنکی صورت دیکھنے کو ترس جاؤ گی- دن رات آنسو بہاؤ گی زندگی تلخ ہوجائیگی قیامت بپا ہوگی آزاد سا نوعمر گل رخسار شوخ و طرار خلیق بباغ و بہار نہ پاؤ گی نہ پاؤ گی- اچھا ہمین کیا تم ہی پچھتاؤ گی- وہ بڑا دلیر آدمی ہی مورچے سے آزاد کا پھر آنا ایسا ہی ہی جیسا ملک الموت کا واپس جانا کیون مفت مین کسی کی جان کی دشمن ہوئی ہو- ہائے اُس نے ہاتھ تک نہین لگایا اور خدا نے اُسکو یہ دن دکھایا-

کنار دریا پہونچ کے پانی پیا نہین ایک بوند تسپر چڑھی ہی موجون کی ہم سے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین

حسن آرا- ہائین ہائین بہن- اہو واہ- یہ مفت کا رونا دھونا اچھا سوانگ ہی- وہ مبارک دن میری نظرون کے سامنے پھر رہا ہی جبکہ آزاد تمغے لٹکائے ہوئے روم کی لڑائی سر کر کے ہمارے دروازے پر کھڑے ہونگے- گھوڑا ہنہناتا ہوگا اور آزاد کھٹ سے اُتر آئینگے اور ہم خوش خوش ملین گے-

اتنے مین میان آزاد بھی دن سے داخل ہوگئے- اُس سے میان آزاد پر اور ہی عالم تھا- شباب وہ جوبن دکھاتا تھا کہ ہو بہو جوانی پھٹی پڑتی تھی آنکھین سرخ جیسے خون کبوتر گورے گورے رخسارے بعینہ گلاب کی رنگت اور لباس تو وہ بانکا پہنے تھے کہ سر سے پانون تک ایک ایک عضو بدن قابل دید تھا ٹوپی وہ بانکی کہ بانکپن بھی لوٹ ہوجائے جوانمردی خود بلائین لے شمشیر خوش غلاف اور خنجر خارا شگاف اور از سر تا پا صندلی لباس- اُسپر انگریزی عطر کی بو باس- سپہر آرا تو اُن کو دیکھتے ہی آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی لیکن حسن آرا نے ضبط کیا اور بار بار انکھیون سے اُنکے گل رخسار پر نظر ڈالنے لگی- اور ہنسی دل لگی کی باتون مین رنج فرقت ٹالنے لگی اُسوقت آزاد کا چاند سا مکھڑا حسن آرا کو ایسا بھایا کہ بے اختیار اُسی وقت نکاح کرنے کو جی چاہا مگر اللہ رے استقلال و ضبط- ذرا اُف تک نہ کی-

سپہر آرا نے کلیجے کو تھام آزاد سے روتے روتے پوچھا کہ یہ کہانکی تیاریان ہین آج کس پر چڑھائیان ہین چھری کٹار خنجر تلوار لے کر کہان چلے- تیور بڑے سخت پڑ رہے ہین-

آزاد- آج ہم موت کی تلاش مین نکلے ہین- کفن باندھکر قاتل کی جستجو ہی-

سپہر آرا- (قدمون پر گر کر) واسطے خدا کے اس خیال سے درگذرو-

آزاد- اب تو-

یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھولینگے نقاب	سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

حسن آرا سی بیوی پانا دل لگی نہین ہی ایسی حسین مہ جبین معشوقہ نازنین خوش رو۔ خوش خو۔ خوش سلیقہ۔ خوش تمیز۔ بڑے خوش قسمتون کو ملتی ہین۔ ؎

غالب ان سیمین تنون کیواسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

اب ہم حسن آرا سے اصرار کرین تو جوانمرد نہین اب ہمارے اُنکے اُسی روز شادی ہوگی جب ہم میدان کارزار سے سرخ رو ہوکر واپس آئینگے۔ حمیت اسلام بھی اسی کی مقتضی ہی کہ روم کے نام پر جان فدا کر دین۔ سر کٹوائین اور زخم پر زخم کھائین مگر میدان سے رُخ نہ پھیرین قدم نہ ہٹائین۔ ہم برٹش سبجکٹ ہین۔ ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من	آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سر

سپہر آرا۔ جو آپ نے دہلیز تک بھی قدم رکھا تو ہم رو رو کے ابھی ابھی اپنی جان دیدینگے۔ ہائے یہ کیا سُنائی سُنائی۔

آزاد۔ سُنو سُنو تم ابھی ناکردہ کار اور کم سن ہو تم ہمارے دل کے جوش و خروش کو کیا جانو مگر تم گھبراؤ نہین جیتے بچے تو پھر آئینگے۔ ہمارے دل سے حسن آرا کی اور تمھاری محبت جاتی رہے یہ محال ہی بس ہمارا اتنا کہنا یاد رکھو۔ اور میری خاطر سے اب رونا دھونا چھوڑو مجھے چلتے چلتے رنج پر رنج نہ دو۔ خوب یاد رکھو کہ حسن آرا میرے ساتھ نکاح نہ پڑھوائین گی جبتک روم کی لڑائیان سر کر کے مین واپس نہ آؤنگا پھر سوچو تو کہ تمھارا اصرار بیجا ہی یا نہین میرے دل سے لگی ہی کہ مین جاؤن اور بیچ کھیت جاؤن ماروں اور مرون۔ کاٹون اور کٹون تم رونے کیون جاتی ہو کیا لڑائی مین سب کے سب مر ہی جاتے ہین۔ کیا میدان جنگ سے کوئی واپس نہین آتا پھر تم اپنی آنکھون کی کیون دشمن ہوئی ہو۔

سپہر آرا۔ ہائے میری بہن کو یہ کیا ہوگیا اس بیچارے نے تو جان بچائی اور اُسکے جلدو مین اپنی جان شیرین گنوانے کو جاتا ہی اتنی دُور جاکر واپس آنا معلوم۔ پس اب میری زندگی محال ہی مجھے دفنا کے جانا۔ ہی ہی اللہ جانے کن کن جنگلون مین بے آب و دانہ رہوگے کیسے کیسے پہاڑون پر چڑھنا ہوگا۔ کہان کہان لڑنا بھڑنا ہوگا۔ کس کس سے مقابلہ ہوا ک ذرا سی گولی تو ہاتھی کا کام تمام کر دیتی ہی انسان کی کون کہے۔ ہائے یہ صورت یہ شکل گولیون سے چھلنی ہو ہمین تو تمھارا حال ہی معلوم نہوگا۔ دن رات بیٹھے کڑھا کرینگے اور ایک ایک دن ایک ایک برس ہوجائیگا۔ اور پھر کیا جانے آؤ نہ آؤ۔ لڑائی پر چڑھائی پر جانا کچھ ہنسی ٹھٹھا تھوڑا ہی ہی یہ تو تھین مردون کا کام ہی۔ ہم تو یہان ہی سے نام سُن سُن کے کانپتے ہین۔

حسن آرا۔ بہن پیاری بہن۔ اب تم ہمارا کہنا مانو کہ۔

سپہر آرا۔ (کانون کو ہاتھون سے بند کر کے) نا۔ نہ مانونگی نہ مانونگی لاکھ برس تک نہ مانونگی۔ مر جاؤن۔ رہا یہ نہ مانونگی۔

حسن آرا۔ سُن تو لو۔

سپہر آرا۔ جی بس سُن چکی خون کیجیے اور کہیے سُن تو لو۔

حسن آرا۔ مین فقط یہ کہتی ہون کہ۔

سپہر آرا۔ کہتی کس سے ہو۔ ہم ایسی سُننے کب ہین۔

آزاد۔ اچھا انکی بھی خاطر کرو بڑی بہن ہین۔

سپہر آرا۔ واہ۔

حسن آرا۔ مین فقط اتنا کہتی ہون کہ تم پہلے مُنھ دھو ڈالو۔

سپہر آرا۔ وہ آزاد سے ہاتھ دھو کر مُنھ دھونے کی بھی طاقت رہے گی۔

حسن آرا۔ یہ کیا بُری بُری باتین زبان سے نکالتی ہو ہمین

برا معلوم ہوتا ہی۔

سپہر آرا۔ جی اگر ایسی ہی محبت ہوتی تو توپ کے مہرے ان کو نہ بھیجتین۔

حُسن آرا۔ ہائین! ہائین! اور توپ کے مہرے ان کو بھیجتا ہی کون ہی۔ کیا مین زبردستی تھوڑا ہی کرتی ہون وہ تو آپ جاتے ہین۔ ہان مین انکو روکونگی نہین وہ اسلام کے نام پر سر کٹانے جاتے ہین اور برٹش گورنمنٹ کی رعایا ہین منع کرون تو کیونکر سلطان المعظم روم ہمارے ظہیر المذہب ہین۔ ہم پر اُن کی مدد ایسے نازک وقت مین فرض ہی اور ہماری ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے دوست۔

آزاد۔ ہان اُنھون نے مجھ سے اصرار کب کیا کہ تو ضرور جا ہی۔ مین تو خود جاتا ہون۔ یہ منع کرکے دیکھ لین۔ دیکھین مین کہنا مانتا ہون۔ کبھی نہین۔ جاؤن اور پھر جاؤن۔

سپہر آرا۔ محبت اور عشق اسکے معنی ہین کہ زبان سے اتنا بھی نہین نکالتے کہ قاتل ہمارا وہ ہی۔ ہائے مقتول ہونے چلے مگر اُف تک زبان پر نہ لائے سچ ہی۔ ؎

عاشقان کشتگانِ معشوق اند ۔۔۔ بر نیاید ز کشتگان آواز

اے مُرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

بھلا خشکی خشکی جائیے گا۔

آزاد۔ سمندر سمندر۔

سپہر آرا۔ ہی ہی (ہاتھ مل کر) اُف اُف۔ سمندر ہ بڑی بڑی مُسنائی۔ خدا بچائے۔ اللہ بچائے۔ علیؑ مشکل کشا مشکل کشائی کرے اُف کلیجہ مُنھ کو آگیا آج۔

آزاد۔ اب رات زیادہ آئی۔ آپ آرام فرمائین ہم کل شب کو یہان سے کُوچ کرینگے۔

سپہر آرا۔ ہی ہی کُوچ! اُف! اوہ۔ پھر دل دکھانے ہمارے پاس آئے ہی کیون تھے (دامن زور سے دبا کر) جائیے تو دیکھون کیونکر جاتے ہین آپ۔

حُسن آرا۔ (ٹپ ٹپ آنسو بہا کر) ؎

داغ اُلفت لگا دیا کس نے ۔۔۔ نقش ہستی مٹا دیا کس نے
گُل سے شبنم بنا دیا کس نے ۔۔۔ ہنس رہے تھے رُلا دیا کس نے
زُلف تیری اگر نہین لیلے ۔۔۔ مجھکو مجنون بنا دیا کس نے

سپہر آرا۔ اللہ مین کسکو سمجھاؤن۔ دل کو سمجھاؤن جو مچلا جاتا ہی آزاد کو سمجھاؤن جو داغ فرقت دیے جاتے ہین یا حُسن آرا کو سمجھاؤن کہ اِس نوجوان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہی۔

آزاد ؎ دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین
ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکے ہین

حُسن آرا۔ ہائے کس غضب مین جان پڑی۔ اِسوقت عجب حالت ہی۔ بندا بند چکا پڑ گیا۔ ہاتھ پانون ٹوٹے جاتے ہین آنکھین جل رہی ہین آزاد۔ جو مین جھوٹ کہتی ہون تو یہ دونون آنکھین پٹم ہو جائین کہ دُنیا مین اگر کسی کی چاہ ہے تو آزاد کی لیکن دل سے لگی ہی کہ تم روسیون کو نیچا دکھاؤ رُوم کی کمک کو جاؤ مرنا جینا مقدر کے ہاتھ ہے۔ کون رہا اور کون رہے گا ؎

غیرت حور مہ جبین نہ رہے ۔۔۔ ہین مکان گر تو وہ مکین نہ رہے
جو کہ تھے بادشاہ ہفت اقلیم ۔۔۔ ہوے جا جا کے زیر خاک مقیم
رشک یوسف جو تھے جہان حسین ۔۔۔ کھا گئے ان کو آسمان و زمین

یہان

تاج میں جنکے ٹکتے تھے گوہر ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسۂ سر
ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے یہی دنیا کا کارخانہ ہے
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا
بوے اُلفت تمام پھیلی ہے باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
صبح کو طائران خوش الحان پڑھتے ہین کل من علیہا فان

میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم سرخرو ہو کر آؤ گے۔

آزاد - یہان کیا راضی برضا - جو مرضی ہو - ہم تو کفن ساتھ لے کر جاتے ہین مورچے سے ہٹ جائین کیا مجال - زندہ رہے تو خیر ورنہ رخصت۔

سپہر آرا - (رو رو کر) ایسی باتین میرے سامنے تو نہ کرو ذرا رحم - ذرا رحم -

آزاد - اب ایک کام کیجیے - بات کو زیادہ طول نہ دیجیے مین تو گھر جاتا ہون اور شب کو مل کر کوچ کرونگا تم سپہر آرا کو سمجھا رکھو ورنہ راہ مین جب مین اُنکے پیار کی باتین یاد کرونگا تو قدم نہ اُٹھے گا - بے روم جائے صورت نہ دکھاؤنگا -

حسن آرا - سپہر آرا اچھا اب انکو جانے دو کل آئین گے -

سپہر آرا - اچھا جایئے -

آزاد - رخصت کل ملینگے -

سپہر آرا - نیت شب بخیر -

حسن آرا نے کہا اُف اسوقت بڑی نیند آ رہی ہے اب سو رہو - سپہر آرا بولی باجی سونا کہو ہمکو تو رونا کہو نیند کسکی سونا حرام ہے - آزاد - آزاد - پیارے آزاد تو نے ہماری جان بچائی مگر اسکے صلے مین اپنی جان مفت مین گنوائی - خیر خدا مالک ہے -

آج میان آزاد برے پھنسے بڑی ہی مصیبت پڑ گئی جان - عذاب مین ساری شیخت خاک مین ملی سخت کر کری ہوئی - ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے - افعال بد کا نتیجہ دیکھا اعمال زبون نے روز بد دکھایا - میان آزاد جب سے گھر سے نکلے گرگٹ کیطرح رنگ بدلتے رہے کبھی درویش شیخوخت پناہ دلی اللہ عارف باللہ حق آگاہ مشیخت دستگاہ - کبھی جرعہ نوش مغبچۂ بادہ فروش رند مے آشام صبح کو شراب شام کو جام - کبھی پہلوان یا پھکیت بن گئے کسی لڑنتیے یا بنوٹیے کو دیکھا اور تن گئے - اسکو دبوچا - اُسکا مُنھ تو چا اُسکو زمین پر دے پٹکا - اسکو لتاڑ دیا - کبھی پری رخون کا جمال دیکھکر مفتون ہو گئے کسی لیلی وش پر نظر پڑی اور مجنون ہو گئے مگر اُنسے بڑے بڑے کار نمایان بھی سرزد ہوے - مکتبون کی اُنھون نے اصلاح کی - مدرسون اور کٹھ ملاؤن کی اُنھون نے خبر لی - بیالتشاؤن کا اُنھون نے خاکا اُڑایا - ان بڑھ گرگون کو اُنھون نے راستہ بتایا - مگر دو ایک حرکتین فضول بھی سرزد ہو گئی تھین جنکا اب خمیازہ اٹھائینگے - ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نواب صاحب کے حکم سے میان صف شکن علی شاہ کو سمجھانے چلے تھے اور ایک سرا مین بی اللہ رکھی بھٹیاری سے آنکھ لڑ گئی تھی مگر زبانی داخلہ اللہ رکھی خود بھی انپر ریجھی تھین - اس بارے مین تو میان آزاد بڑے ہی خوش قسمت ہین کیسی ہی گلعذار پری رخسار کیون نہو انکو نظر بھر کر دیکھا اور عاشق زار ہو گئی - اللہ رکھی نے انپر نالش جڑ دی اور حضرت کو بھاگتے ہی بن پڑی - اب سُنیے کہ اللہ رکھی نے اُڑتی سی خبر پائی کہ میان آزاد فلان شہر مین ایک خاتون مہ لقا کی زلف چلیپا اور رخ زیبا پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے ہین اور وہ زہرہ تمثال بھی اُن کو چاہتی ہے دونون عاشق اور دونون معشوق ہین سوچی کہ بدلا لینے کا اچھا موقع ہے میری زندگی مین تو میان آزاد شادی نہین کرنے پاتے تو سہی جو دہین نہ بہو نچون اور سب معاملہ بھر بھنڈ نہ کر دون - کیا دل لگی ہے ہمین سب بتائین اور اور دن کو

بیاہ لائین - اللہ رکھی نے دل مین ٹھان لی کہ جاؤن اور پھر
جاؤن - یہ سوچ کر اپنے رفیق میان چانڈو باز کو ساتھ لے کر
چلین اور ادھر سے داخل - ایک سرا مین بڑے ٹھسے سے
رہنے لگین - میان چانڈو باز چوطرفہ ٹوہ لینے لگے کہ میان آزاد
کہان ہین - ایک دن چانڈو کی پینک مین جھومتے ہوے
چلے جاتے تھے اور سامنے سے میان آزاد بھی بنے ہوے
آتے تھے -

چانڈو باز - (ہنس کر) السلام علیکم (گلے مل کر) مزاج اچھے
اللہ اللہ بعد مدت کے زیارت ہوئی - آنکھین آپکو ڈھونڈھتی تھین
واللہ ترس گئے - وہ جو چلتے وقت ناک کے پوکو آپ نے تان کر تڑاپ
سے چابک جمایا تھا اسکا نشان اب تک بنا ہے آپکی کس کس عنایت کا ذکر کرون
بارے ملے خوب - بی اللہ رکھی تو مر گئین بیچاری - ہاے غضب ہو گیا
مرتے وقت خدا کی قسم اللہ اللہ کہا کین اور دم توڑنے کے پہلے تین
دفعہ آزاد آزاد آزاد کہا اور چل بسین - رہے نام اللہ کا -

آزاد نے جسوقت چانڈو باز کی صورت منحوس پہلے دیکھی تھی تو
چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا تھا ہاتھ پاؤن پھول گئے - روم کا جانا
اور تمغے لٹکانا بھول گئے - سوچے کہ کچھ دال مین کالا کالا ہے اب
عزت خاک مین ملی اور ساری شخصیت نکل گئی - چانڈو باز نے جب
اُنسے مصافحہ و معانقہ کیا تو انکا جی چاہا کہ قرولی بھونک کر للکارین
لیکن چانڈو باز نے بیان کیا کہ اللہ رکھی رہگراے عالم جاودانی
ہوئین تو کسی قدر خوش اور کسی قدر ملول ہوے خوش
اس وجہ سے کہ چلو بلا گئی خس کم جہان پاک - اور ملول اسلیے
کہ عین عنفوان شباب مین اُس نے وفات پائی - لیکن
جب میان آزاد نے سنا کہ نزع کے وقت انکا نام ورد زبان
تھا تو بڑا ہی افسوس ہوا پرانی محبت نے جوش کیا -
اور آنسو آنکھون سے جاری ہو گئے - چانڈو باز دل مین سوچا کہ مار لیا
بھرون مین آ گئے چھانسا کھا گئے وہ چکمہ دیا کہ یاد ہی تو کرینگے -

آزاد - سہ

صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند	وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

کیون حضرت ہم سے بڑی محبت تھی - اُف - اسوقت برا
حال ہی ہاے مرتے وقت دو دو باتین بھی نہ کرنے پائے -

چانڈو باز - جی کیا عرض کرون - واللہ ہر اس پیار اور اس
حسرت سے تھین یاد کیا کہ بس مین کیا کہون میرا تو اسوقت
عجب نقشہ تھا - روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور سر مقدس
گھٹنے پر لے کر بٹھا رہا - اور دم واپسین تک آپ ہی کی یاد
کرتی رہین یکھٹ ہوا اور آزاد آئے - دھم ہوا اور آزاد آئے
آپ اپنا ایک رومال وہان بھول آئے ہین اسکو ہر روز دیکھ لیتی
تھین کئی تولہ عطر اسمین ملا اور مرتے وقت کہا کہ ہماری تربت پر
یہ رومال رکھ دینا -

آزاد - (روکر) اُف کلیجہ منھ کو آتا ہی - کس مردود کو معلوم ہو کہ
اللہ رکھی کو ہم سے اس درجہ الفت تھی - ہاے ہم اُسکی پیاری
کی باتون اور رمز و کنایہ کی گھاتون کو ذرا نہ سمجھے -

چانڈو باز - ایک گلدستہ اپنے ہاتھ سے بنا کر دے گئی ہین کہ
اگر میان آزاد حسن اتفاق سے آ جائین تو انکو دیدینا اور کہنا کہ
اب حشر مین ہم آپ کی صورت دیکھینگے - بس -

آزاد - بھائی اسی وقت دو - ابھی ابھی دو - واسطے خدا کے
ابھی لاؤ - یار مین تو مرا بے موت - لاؤ تو گلدستہ ذرا مین چوم لون
سر پر رکھون آنکھون سے لگاؤن گلے سے لگاؤن -

چانڈو باز - آنسو بہا کر چلیے مین سرا مین فروکش ہون -

گلدستہ ساتھ ہی۔ اُسکو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون۔ ہاے کیا گلدستہ ہی۔

آزاد۔ سچ کہنا پیاری پیاری صورت تھی۔ اُہو ہو ہو۔ وہ مکھڑا کہ سبحان اللہ۔

آزاد اور میان چانڈو باز ملکر چلے۔ راہ مین اللہ رکھی کے حسن و جمال اور خط و خال اور بھولی بھالی باتون اور عشق کی گھاتون کا ذکر مذکور رہا۔ چلتے چلتے دُنون سرا مین داخل ہوے میان آزاد جیسے ہی آگے بڑھے اور چانڈو باز کی کوٹھری مین گھسے ویسے ہی دیکھتے کیا ہین کہ بی اللہ رکھی لنگلے کے پکا سا سفید لباس پہنے کھڑی ہین دیکھتے ہی میان آزاد کا رنگ فق ہو گیا۔ ارے اِ ع۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔ چپ اب ہلتے ہین نہ بولتے ہین بیکر تصویر کی طرح بیحس و حرکت پیشانی پر عرق عرق آنکھین جھپک گئین اور ایک دفعہ ہی باواز بلند کہا۔ (اُف مرگیا) یہ کہکر میان آزاد دھم سے گر پڑے اور پھر کہا (اُف)

اللہ رکھی۔ (زور سے تالیان بجا کر) مجرا عرض کرتی ہون۔ اے بندہ پرور ذری ادھر نظر کیجیے۔ یہ مہینون کی راہ طے کر کے ہم صرف آپ ہی کی زیارت کے لیے آئے ہین۔ اور آپکو ہم سے ایسی نفرت ہی کہ آنکھ تک نہین ملاتے۔ واہ ری خوبی قسمت اب ذرا نظر اٹھائیے۔ گردن تو ہلائیے۔ وہ چاند سا مکھڑا تو دکھائیے ہائے کیا ستم ہی جن پر ہم جان دیتے ہین وہ ہماری صورت سے بیزار ہین بقول صفدر۔ ؎

دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین

کہیے آپ کی حسن آرا تو اچھی ہین سنا ہی ہم کو تو اُنکا جوبن دکھا دو ہم نے سنا باد بہاری کی طرح کبھی چمن مین ناز کرتی پھرتی ہین۔ کبھی طاؤس طناز کے مثل جھوم جھوم کر چلتی ہین کبھی بجرون پر سیر دریا کو جاتی ہین۔ کبھی ہمجولیون کو لے کر جشن اڑاتی ہین۔ اور نام خدا ابھی سولہ ہی سترہ برس کا سن ہی۔ اور ان دنون تو بناوٹ سجاوٹ پر اُدھار کھائے بیٹھی ہین۔ ؎

مصاحب ان روزون آئینہ ہی سنگار کا اُنکو مشغلہ ہی
کبھی ہی سُرمہ کبھی ہی مسّی کبھی ہی غازہ کبھی حنا ہی
تو اُنکے آگے سے کھینچتا ہی وہ تیرے آگے سے انجمن ہین
غرض کہ آئینہ کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہے

کیون بندہ پرور ہم بک رہے ہین یا جھونک رہے ہین۔ (رخسارون پر ہاتھ پھیر کر) ہمارا ہی لہو ہے جو ادھر نہ دیکھے ایک نظر ذرا ادھر بھی۔

آزاد۔ جناب باری کی قسم صرف تمھین کو دیکھنے آیا ہون۔

چانڈو باز۔ کسی اور بھروسے نہ رہیے گا۔ اسوقت بھائی آزاد کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی ان کو بھی تم سے دلی اُنس ہے خدا کی قسم مین نے جو یہ فقرہ چُست کیا کہ اللہ رکھی نے نزع کے وقت آزاد آزاد کہکر دم توڑا تو اُن کے چہرے پر بھی موت کے سے آثار پائے گئے۔

اللہ رکھی۔ خیر اتنی تو ڈھارس ہوئی کہ مرنے کے بعد ہمارا قاتل آنسو بہائے گا لیکن کیا! ؎

آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے
خاک اُڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے

آزاد۔ اللہ رکھی اب ہماری عزت و آبرو تمھارے ہاتھ ہی تم چاہو تو جلاؤ چاہو تو نہ جلاؤ۔ اگر ہم تمھارے معشوق ہین تو ہمین دق نہ کرو ورنہ اب ہم سنکھیا کھا لینگے اور اسی دم جان دینگے اگر ہماری موت منظور ہو تو خدا کی قسم ہم کمر کس کر مرنے پر آمادہ ہو جائین اور اگر ہماری زیست چاہو تو ہمین آزاد کر دو۔ ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم وبیش را

اللہ رکھی۔ سُنو آزاد ہم بھی شریف زادی ہین۔ کوئی ایسی ویسی نہ سمجھنا۔ مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم پاجیون کی طرح سرا مین بھٹیاری بن کر رہین مین ایک شریف کی لڑکی ہون۔ او نادان ہمکو اسقدر جلد بھول گیا۔ یاد ہی کہ ہمارے بوڑھے میان نے تم سے ہمارے لیے خط لکھوایا تھا اور تم ہمارے گھر کا پتا ڈھونڈھتے ہوئے آئے تھے اور ہماری تمھاری چار آنکھین ہوئی تھین اور پھر ہم ایک دن فنس پر سوار ٹھٹے سے جلتے تھے اور مہری فنس کا کونا دبائے چلتی ہوئی ساتھ ساتھ تھی اور کئی دن تک آپ ہم پر لٹو رہے۔ آخر کار آپ تو فرو ہو گئے۔ اور ہمارے بوڑھے میان نے انتقال کیا ہم کم سن کوئی چودہ پندرہ برس کی عمر۔ وہ دقیانوس کے ہمعصر ہمین انکی صورت سے نفرت تھی۔ پوپلا منھ۔ دانت چوہے کے منہ کر جھکے تھے۔ کمر بہتر جگہ سے خم بھون تک سفید۔ حلوا دن آتے کھائین۔ آنکھون سے سوجھتا نہین۔ قوت سامعہ سے بے بہرہ ہائے ہماری امان نے ہمین کس موئے بوڑھے کے ساتھ بیاہا تھا دن رات ہم کڑھا کرتے تھے۔ اور ہماری جوانی مفت مین ضائع جاتی تھی۔ آخر کار وہ تو قبر مین پانون لٹکائے ہوئے بیٹھے ہی تھے چل بسے۔ جس دن انکے مرنے کی خبر آئی ہم نے مسجد مین گھی کے چراغ جلائے لیکن ہماری امان نے پھر ہماری شادی نہ کی اور ہم کو یہ سوجھی کہ گھر سے نکل بھاگین۔ اللہ جانتا ہے جو ننگ و ناموس مین فرق آیا ہو۔ تم سے بیاہ کرنے کا بہت شوق تھا مگر تم یہ سمجھ کر کہ بھٹیاری کو کیا بیاہین نکاح پر راضی نہوئے۔ اب ہم نے سُنا ہے کہ حسن آرا کے ساتھ تمھارا نکاح ہونے والا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ شبھ گھڑی بیاہ ہو۔ اچھی ساعت نکاح ہو۔ اب ہم اپنے آپ اجازت دیتے ہین۔ خوشی سے بیاہ کیجیے۔ پیاری پیاری دلھن کے ساتھ نکاح کیجیے۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن ہمین نہ بھول جانا۔ لونڈی بن کر رہون گی۔ مگر تم کو نہ چھوڑون گی نہ چھوڑون گی۔

آزاد۔ اُف اوہ۔ تم وہ ہو جسکا اُس بوڑھے خرانٹ پیر فرتوت کے ساتھ بیاہ ہوا تھا۔ اُف اوہ۔ یہ راز تو اب کھلا۔ ہمین خوب یاد ہی کہ تم چمن مین اٹھلا اٹھلا کر چلتی تھین۔ بات بات پر مچلتی تھین وہ اچپلاہٹ کہ الامان۔ وہ چلبلاہٹ کہ الحذر۔ وہ شوخی کہ الحفیظ۔ مگر ہائے افسوس تم نے یہ کیا کیا۔ اسوقت کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔ یہ تمھین سوجھی کیا۔ ہائے ہندوستان کی ان رسوم مذموم کا بُرا ہو جنھون نے تمکو غارت کر دیا اور اور کہین کا نہ رکھا۔ تمھاری مان نے بڑی ہی بیوقوفی کی کہ تم سے جوان شوخ شنگ رشک شاہدان فرنگ کو ایک سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کے ساتھ بیاہا۔ ؎

شادی از پیران خم گردیدہ قامت بدنماست
جوہر شمشیر کم گردد چو خندان مے شود

ہائے ستم تم اور بوڑھے کے پالے پڑو۔ واہ رے ہندوستان ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

آزاد۔ مین اب جاتا ہون۔ کوئی چار پانچ گھڑی مین آجاؤنگا۔ تم سے بڑی بڑی باتین کرنی ہین۔

اللہ رکھی۔ اچھا جائیے مگر جلدی آئیے گا۔

میان آزاد چلے تو اثنائے راہ مین ایک مقام پر مجلس رقص و سرود آراستہ تھی اور ایک زن زرین کمر رشک قمر لہرا لہرا کر گاتی تھی

عجب حسرت کی نگاہ سے اُس کاغذ کے پُرزے کو دیکھا۔ مگر چھوتے ہوئے روح پر صدمہ ہوتا تھا کہ مبادا کوئی ستانی سنوں تو جان ہی تن سے نکل جائے۔ حیران و پریشان ششدر و مضطر۔ دل کو ڈھارس دی کہ شاید میرے کانوں نے مجھے دھوکا دیا ہو۔ ماما نے یہ نہ کہا ہو۔ پھر پوچھا کہ بوا کیا کہتی ہو۔ منتظر کھڑی تھی کہ ماما اس بات کو نہ دُہرائے مگر کہاں ممکن تھا۔ ماما نے کہا ہاں ہاں وہ تو کب کے گئے۔ ابتک تو دس کوس زمین نکل گئے ہونگے۔ اب اُنکا پتا کہاں مجھے تمھاری جان کی کردرہ قسمیں دیدی تھیں کہ جبتک مین نظر سے اوجھل نہو جاؤن تب تک خبردار خبردار پیاری حُسن آرا کو خط نہ دکھانا نہیں تو جانے گی حُسن آرا دھک سے رہ گئی۔ سپہر آرا آگ بھبھوکا ہو گئی آنکھیں مارے غضب کے خون کبوتر کی سی سُرخ۔ چہرہ تمتمانے لگا۔ بدن کانپنے لگا۔ اور لیا اُسنے آڑے ہاتھوں۔ ماما مارے خوف کے لرز گئی۔ روپیہ مُٹھی سے گر پڑا کھنا کے کی آواز جو آئی تو حُسن آرا تاڑ گئی کہ اس خام پارہ شہ کارہ نے اپنا مطلب نکالا چاہا کہ جہان کی تھی وہین پہونچائے مگر سوچی کہ جو راز فاش ہوگا تو دل پاش پاش ہوگا۔ خاندان بدنام ہوگا۔ عشق طشت از بام ہوگا۔ لاکھ ضبط کیا ضبط نہ ہوسکا جھڑک کر ماما سے کہا کہ چل دور ہو مردار ہمین جُل دیتی ہو نمک حرام۔ اب میان آزاد کی پیاری پیاری صورت آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی۔ اُنکا اکڑنا اور بپھرنا اُنکی خوش بیانی اور نکتہ رانی۔ اُنکی فصاحت وبلاغت اُنکی شیرین زبانی اُنکا طرز غزل خوانی۔ اُنکی لگاوٹ کی باتین عشق کی گھاتین سب کی تصویر سامنے کھنچ گئی سودا نے زور باندھا تو جوشِ اشک آنکھوں سے جاری اور ایک غشی طاری ہوئی

حُسن آرا۔ ہی ہی میرا قلب توا اُلٹا جاتا ہو۔ جی گھبراتا ہو۔ دیدۂ گریان اور سینۂ بریان کو کیا کرون۔ کدھر جاؤن۔ کس سے راز دل کہون۔ اسے میرے اللہ یہ بیٹھے بٹھائے ہوا کیا۔ ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ وحشت کی شورش ہو۔ جنون کی یورش ہو سخت مشکل آن پڑی ہاے ایسے جوان طرحدار سے آنکھ ہی کیون لڑی گردش فلک کی کشمکش سے اب پناہ ہو۔ اب دل سوزان کو بس یہی چاہ ہو کہ وہ بھبوکا سا مکھڑا نظر آئے۔ آنکھیں شعلہ فشان ہین دونون دیدۂ تر گریان ہین۔ الٰہی اب ڈھونڈھون تو کہان۔ تلاش کرون تو کدھر۔ پوچھون تو کس سے۔ ؎

سجگہ ڈھونڈھیے ای غیرت خورشید تجھے
تو تو رہتا ہو سدا صبح کہین شام کہین

پیاری بہن ذرا ہمین سنبھالو۔ اُف جو یہی حال ہو تو دم بھر مین ؎

قرار می برد از خلق آہ و زاری ما
باین قرار اگر ماند بیقراری ما

شویم گرد و بدنبال تو سنش برتیم
اگر برای چہ روزست خاکساری ما

ہی ہی مین بھی کیتنی نادان ہون۔ اُس شہسوار کے دنبال توسن تک پہونچنا کیا آسان سمجھی ہون۔ ؎

دامن صبا نہ چھو سکے اُس شہسوار کا
پہونچے کب سکو ہاتھ ہمارے غبار کا

مگر واہ رے آزاد۔ ہر بات کا دھنی۔ جوانمرد ایسے ہی ہوتے ہین۔

سپہر آرا۔ ہو ہو باجی اِس نابکار ماما نے تو غضب ہی ڈھایا حشر توڑ امردار نے۔ ہاے ہاے میان آزاد پیاری بہن کے پیارے آزاد کو چلتے وقت آنکھ بھر کے نہ دیکھنے پائی۔ حسرت ہی رہی اور مصیبت کی مصیبت سہی اب صبر کرو اللہ نے چاہا تو تھوڑے ہی دنون مین آتے ہونگے۔ مگر میرا بھی قلب اُلٹا جاتا ہو۔

حسن آرا۔ ؎

شب جدائی ان رشک ماہ در پیش ست
ہزار حیف کہ چہ روز سیاہ در پیش ست

تو فارغی ز غم ای ہمنشین گو بہر دو کہ مرا
دو صد مصیبت با اشک و آہ در پیش ست

سپہر آرا۔ بہن اپنے کیے کا علاج ہی کیا ہو۔ خود کردہ را چہ علاج

حسن آرا۔ ہاے یہی تو رونا دھونا ہو یہی تو افسوس ہو ؎

زتیغ عشق بود خون ما بگردن ما ۔۔۔ بروز حشر بود دست ما و دامن ما

بپای خود تبر از دست خویشتن زدہ ام ۔۔۔ فتادہ آتشے از آہ ما بخرمن ما

کیا نامور ہی کمبخت روم ہی جانے پر موقوف تھی۔ ہر ہر بندوق اور توپ کا سامنا۔ گولیون کی بوچھار۔ ہر سمت ڈھال تلوار۔ میان آزاد یکہ و تنہا۔ ساتھی نہ غمخوار۔ دوست نہ یار۔ جنگ کے میدان سے ایسا ہی کوئی قسمتون کا دھنی ہو تو آئے ورنہ ایک چنے کے برابر گولی دم کے دم مین کام تمام کردے اور تب تک یہان جیسے ہی گا کون ۔ع۔ تا سال دگرے کہ خورد زندہ کہ ماند۔ دم مین دم ہوا ہوا جاہتی ہو دل ہو کہ اُڑا جاتا ہو۔ جان پر بن آئی۔

سپہر آرا اپنی بڑی بہن سے زیادہ بیقرار۔ مگر بہن کا حال زار دیکھکر آنسو پیتی اور دلاسا دیتی۔ بہن اب صبر کا وقت ہے۔ چلو اسوقت ذرا باغ کی سیر کر آئین۔ اُدھر اودھر کہین دو گھڑی دل بہلائین۔ رونا تو ابھی مہینون ہو کس منحوس گھڑی تمھارے مُنھ سے روم جانے کا لفظ نکل گیا۔ اب صدمۂ مفارقت اُٹھاتی ہو اور پچھتاتی ہو مگر وقت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ کا نقشہ ہو اب دل کو تسکین دیجیے صبر کیجیے۔

حسن آرا۔ کیسا باغ اور راغ۔ بہن تم کو گل و بلبل کی سوجھتی ہے اپنا تو حال دگرگون ہے۔ ؎

مارا ہوائے گلشن و باغی نماندہ است ۔۔۔ اے بوی گل برو کہ دماغی نماندہ است

کیسی سیر اور کہان کا باغ۔ مین ہون اور دل داغ داغ اور خون نابۂ دل دریا یاغ۔

سپہر آرا نے جو بہن کا یہ حال دیکھا تو ضبط نہ کر سکی بے اختیار رو دی اور میان آزاد کی سچی محبت نے ایسا جوش کیا کہ کلیجہ منھ کو آیا اور چیخ چیخ کر رونے لگی۔ اُف اُف۔ میان آزاد تم سے تو یہ اُمید نہ تھی کہ صورت بھی نہ دکھاؤ گے اور چلے جاؤ گے مین تو تمھاری یاد مین جان ہی کھوؤنگی اور زندگی سے ہاتھ دھوؤنگی۔ ؎

گیرم بیار نامہ نویسم برندہ کیست ۔۔۔ جز رنگ آفتاب بکوہش روندہ کیست

ہو ہو یہ تڑاقے کی گرمی یہ لون کے تھپیڑے۔ یہ گرد و غبار اور میان آزاد پشت سمند پر سوار۔ اور میدان کارزار۔ ہم یہان چین سے بیٹھین اور وہ ہماری خاطر یہ مصیبتین سہین۔ اے۔ تف ؎

اے سینہ بنال نالہ کار من و تست ۔۔۔ اے نالہ بنال روزگار من و تست

اے دل برخیز تا زو نیا برویم ۔۔۔ در ہر سینہ کہ زندگیش عار من و تست

حسن آرا نے جو بہن کا یہ رنگ دیکھا بے اختیار گلے سے لپٹ گئی اور سینہ سے لگا یا مگر کلیجہ دھک دھک کر رہا ہو بلیون اُچھلتا ہو آنسو آنکھون سے اُمڈے آتے ہین۔ دل سرد مُنھ زرد رنگ فق کلیجہ شق۔ بدن کانپ رہا ہو۔ تیور پر تیور آتے ہین۔ پھر جو خیال آیا تو کلیجہ پکڑ کر رہ گئی اے میرے اللہ رحم کر۔ گناہون کو بخش۔ صبر عطا کر۔ ہاے صبر نہین آتا۔ کدھر جاؤن کس سے کہون۔ دل کو کیونکر سمجھاؤن۔ ؎

ندارم تاب ضبط راز و میترسم ز رسوائی ۔۔۔ اگر جویم ز بہر ہمزبانی بیزبانی را

ایسا ضعف طاری ہوا کہ بے اختیار آنکھ جھپک گئی۔ سپہر آرا چپکے سے کھسکی اور پنکھا جھلنے لگی مگر میان آزاد کی دھن۔

اتنے مین حسن آرا بے خبر سو گئی۔ خواب کا قاعدہ ہو کہ جس امر کا دھیان کرکے انسان سوئے اُسکا خیال ایسا بندھ جاتا ہو کہ انسان وہی خواب مین بھی دیکھتا ہو۔ حسن آرا عین حالت اضطرار خاطر مین سوئی تھی تو دیکھتی کیا ہو کہ ریگ دشت بلاخیز و وحشت انگیز مین میان آزاد ایک شجر رفیع و بلند کے سایہ مین زین پوش بچھائے بیٹھے ہین اور انکا سمند آہو شکار و صبا رفتار آزادی سے گھانس چر رہا ہو کہ اتنے مین ایک خونخوار اور جرار روسی آیا اور انکو دیکھکر خوب ہی کھل کھلایا۔ اور غلاف سے تلوار نکال کر جھپٹا میان آزاد کا

پانون زخمی تھا یہ طیش مین آکر اُٹھے تو مگر اُٹھتے ہی تیورا کھا کے گرے۔ گرے تو وہ روسی فرطِ طرب سے اُچھلنے لگا اتنے مین میان آزاد تلوار ٹیک کر بیٹھ گئے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ غنیم سر پہ آن ہی پہونچا تو خدا کا نام لے کر یہ اُٹھے اور دوڑے گھوڑے کی طرف کہ سوار ہو جائین۔ دیکھتے کیا ہین کہ روسیون کی ایک جماعت کثیرہ جوق جوق چلی آتی ہی۔ تب تو یہ اپنے فرس تند خو کیطرف اور بھی دوڑ کر چلے تاکہ اُسکو بچائین۔ روسیون نے دائین بائین کر کے بندوقین سر کین ایک گولی میان آزاد کے کان کے پاس سے سن سے نکل گئی دوسری گولی سینے کے قریب سے چلی گئی۔ تیسری گولی ٹوپی کو چھوتی ہوئی رہ پہونچی۔ چوتھی گولی گھوڑے کی دُم کے قریب سے گئی مگر بلوہ بچ نکلا۔ اسپر میان آزاد بہت گھبرائے اور ایسا جھلّائے کہ ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر لپکے اور دو تین روسیون کو فی النار کیا اتنے مین ایک گولی زن سے اُنکے ہاتھ مین لگی اور میان آزاد اُچک کر گھوڑے کی پیٹھ پہ ہو رہے اور ایک دفعہ ہی گھوڑا اکڑ کر اڑا دیا۔ تو ٹاپون کی آواز سے حسن آرا کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو بہن سرھانے بیٹھی پنکھا جھل رہی ہی اور آنکھون سے اشک جاری ہین۔

حسن آرا - (دانۂ اشک بہاکر) سپہر آرا ہم نے پیارے آزاد کو خواب مین دیکھا۔ اُف۔ ہاے گولیون کی بوچھار چہار طرفہ غنیم خونخوار اور عدوے سیہ کار چومکھی لڑ رہے تھے۔ اتنے مین ایک گولی نصیب اعدا اُنکے جسم پر پڑی اور گھوڑے کا رخ اُنھون نے پھیر دیا ہاے ستم واے ستم (ہاتھ ملکر) بہن اب میان آزاد سے ہاتھ دھو بیٹھو اب وہ نہ آنے کے۔ بس ہم تو مایوس ہو گئے ہاے مجھے یہ سوجھی کیا کس فریب سے اُنکے ساتھ زندگی بسر کرتی مگر حسرت ہی رہ گئی داغ مفارقت ہی دے گئے اور اب مجکو بھی دو دن کا مہمان سمجھو۔ ہو ہو تم اکیلی ہی رہ جاؤگی۔ جو ہم چل بسے اور میان آزاد جیتے ہو رہے تو بہن تمھین شہید کربلا کا واسطہ ہماری تربت اُنھین ضرور دکھانا۔ روح خوش ہو جائیگی۔

سپہر آرا چیخ کر روئی تو اُنکی بوڑھی والدہ دوڑتی ہوئی آئی ہائین ہائین بیٹا خیر تو ہی۔

میان آزاد نے جو یہ داستان سُنی تو بے اختیار رو دیے جو اس پیر ازرنگ فتی۔ ضعف تو تھا ہی اس غم نے اضعف کر دیا۔ اب کروٹ لینے کی تاب و طاقت نہین۔ ہاے ہماری بدولت اُن دونون رشک قمر پری پیکر نوجوان خاتونون پر کیا مصیبت پڑی ہوگی صید رنج و الم اور یہ سب ہمارے سبب سے افسوس پیاری حسن آرا نے یہ آزاد کی ملاقات کا پھل پایا کہ اپنے دل کو مرکز دائرۂ الم بنایا۔ ہاے افسوس واے افسوس۔

اللہ رکھی - اب اس غم کیے سے کیا ہوگا۔ تدبیر وہ کرنی چاہیے جس سے کچھ مطلب نکلے۔ اب سب سے بہتر یہی ہی کہ تم سیدھے روم جاؤ اور وہان سے سرخرو آؤ۔

آزاد - دو دن سے ذرا طبیعت اچھی ہی کل تو نہین پرسون ضرور بالضرور روانہ ہونگا۔ اب زیادہ توقف نہ کرونگا۔ نہ کرونگا۔

خوجی - (بی اللہ رکھی ابھی پوچھ رہی تھین کہ مجھکو کسکے سپرد کرکے جاؤگے۔) اسکا آپ نے کچھ جواب نہ دیا پھر کچھ سوچیے آپ کوئی معتبر آدمی تجویز کیجیے۔ اور جو کوئی نہ ملے تو پھر خیر ہمین یہ مصیبت سہین بس ہمارے ہی سپرد کر دیجیے۔ آپ جائیے اور ہم اور یہ یہان رہینگے۔

آزاد - معاف فرمائیے بس آپ باگ ڈور اُٹھائیے اور چلتے پھرتے نظر آئیے۔

اللہ رکھی بڑی دیر تک میان آزاد کو سمجھایا کین کہ رونے دھونے سے مطلب نہ نکلے گا۔ غم و الم بالکل فضول امر ہے۔ سنو مین کوئی بھٹیاری نہین ہون۔ مین ایک شریف زادی ہون اور گو مین نے

یہ حرکت ناشایستہ کی کہ گھربار چھوڑ کر سراہین جا بسی لیکن میرا خدا اور مین آج تک اگر کسی نامحرم سے گفتگو بھی ہوئی ہو مگر شامت اعمال سے یہ دن دیکھنا بدا تھا خیر ہم تو اپنی بھگت لینگے اب تم کو جو کہین وہ کرو۔ سنو۔ ہمارا تو کچھ خیال نکرو ہم سمجھ لینگے لیکن حسن آرا تمھارے بغیر مر ہی جائینگی اور سپہر آرا کا تو دم ہی نکل جائیگا وہ دونون تمھاری عاشق زار ہین۔ انکو تم سے سچا عشق ہے تمھاری جوش جوانی اور خوش بیانی نے اُنکو والہ و شیدا کر دیا۔ اب تم پر فرض ہو کہ روم جاؤ اور ضرور جاؤ ممکن ہو کہ تم روم کا عزم نہ کرو اور واپس جا کر حسن آرا سے ملو۔ اب کی وہ تمکو کہین جانے نہ دینگی بس تمھاری ہی ہو رہینگی۔ جھٹ تیری منگنی اور پٹ بیاہ ہو جائیگا۔ لیکن اس نکاح مین وہ لطف کہان۔ اب تو سو کام چھوڑ کر جاؤ۔ خدا نے چاہا تو سرخرو ہی آؤگے اُسمین تمھارا نام ہوگا اور ملکون ملکون سب تمکو اچھا کہینگے۔ مین جا کر وہان ہی رہونگی اور حسن آرا کی تشفی کرونگی اور سپہر آرا کو تسلی دونگی۔ ذرا جو کسی پر کھلنے پائے کہ مجھے تمسے کیا تعلق ہو میرا وہان رہنا ضروری ہو۔ مگر میرے سا تھ کمبخت جنڈ و بازہ ٹرا ٹبرا ہو لیکن کیا کرون اُسکو ٹالون کیونکر اور ٹالون تو پاس کون رہے۔ اتنا خیال رہے کہ جہان جہان ڈاک جاتی ہو وہان سے خط تو برابر بھیجے جانا ایسا نہو کہ بھول جائیے ورنہ وہ کڑھ کڑھ کر مر ہی جائینگی اور میرا تو جو حال ہو۔ اُسکو خدا ہی جانتا ہو مین اپنی سرگذشت کس سے کہون۔ ع

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

آزاد۔ اللہ رکھی خدا ے پاک کی قسم ہم تم کو اپنا اسقدر سچا دوست نہین جانتے تھے اللہ رے تمکو میرا اسقدر خیال اور میری اتنی محبت ہو یہ تو آج معلوم ہوا تمھاری صلاح سر آنکھون پر جو کہو وہ منظور اور جو کہا وہ منظور کرنے کے لائق ہو۔ تم اپنے پتے سے مجھے اطلاع دینا تو خط بھیجا کرونگا۔

اللہ رکھی نے دو تین گھنٹے تک باتین کین اور فہمایش کر کے روانہ ہوئین تو دونون کے دونون خوب گلے مل مل کر زار زار روئے اور چلتے وقت آزاد نے اللہ رکھی کی پیشانی پر بوسہ دیا اور رخصت ہوئے

دوسرے دن میان آزاد روانہ ہوے تو اثنا ے راہ مین ایک پُر فضا مقام پر گھوڑے سے اتر کر املی کے درخت کے سایہ مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھانے لگے اور خوجی سو رہے میان آزاد نے جو سبزہ زار اور چشمہ سارا اور مرغزار پُر بہار دیکھا تو جی خوش ہو گیا اور روح فرخناک۔ کئی دن سے علالت نے اُنکو بالکل توڑ دیا تھا وہ جوش و خروش اب کجا۔ بدن مین سکت ہی نہین مگر پہلے سے طبیعت صحیح تھی۔ یہان پر فضا اور ندرت اتنا مقام دیکھکر بہت ہی خوش ہوے اور چہرے کی رنگت ہی بدل گئی گویا کبھی ماندے ہی نہین ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تو میان آزاد لمبی تان کر سوئے۔

زینت النسا اور اختر النسا

سامنے سے ایک کشیدہ قامت پیر مرد سفید پوش آئے اپنی راہ راہ جا رہے تھے مگر جب میان آزاد کو دیکھا تو ذرا ٹھہرے اور بہ غور و تعمق انپر نظر ڈالی۔ اُنھون نے بھی اُنکو غور سے دیکھا مگر دونون مین سے ایک بھی نہ بولا۔ جب وہ پیر مرد کچھ عرصے تک ٹھہرا رہا تو خوجی تو ایک بے تکے آدمی للکار کر پوچھنے لگے کہ کیا ہو کیا آخر آپ کون ہین کون کیا ٹوپی لے بھاگیگا۔ یا گھوڑ و نکی کاٹھی کی فکر ہو آخر کچھ معلوم تو ہو۔ پیر مرد گو بوڑھے آدمی تھے مگر بڑے کرارے اور تیکھے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اتنے مین میان آزاد نے خوجی کے ایک چپت لگائی اور ڈانٹ کر کہا کہ نامعقول شرفا سے اس قسم کی گفتگو کرتا ہو۔ خوجی کی ٹوپی تڑ سے زمین پر اُنھون نے فوراً پیر مرد کے قدمون پر ٹوپی رکھی

اور کہا معاف فرمائیے مین اسوقت چانڈو زیادہ پی گیا ہون پیرمرد نے بکمال اخلاق ٹوپی اُنکے سر پر رکھی اور کہا خیر کچھ پروا نہین آپ بیٹھیے اور مجھے اب آپ سے ملال نہین ہو۔ میان آزاد نے کہا کہ اگر مضائقہ نہ ہو تو از راہ عنایت تشریف لائیے اور حقہ پیجیے۔ پیرمرد تشریف لائے تو میان آزاد نے سرو قد تعظیم کی اور کہا۔ حقہ پیجیے۔ بسم اللہ۔

پیرمرد۔ تسلیم آپکو مین نے کہین دیکھا ضرور ہے۔ مگر یاد نہین آتا کہان دیکھا ہو۔

آزاد۔ (متحیر ہو کر) مجھے! شاید۔

پیرمرد۔ کچھ خیال سا ہو۔

آزاد۔ بجا۔

پیرمرد۔ چلیے ذرا غریب خانہ پر چلیے۔

آزاد۔ حضرت بندہ مسافر آدمی۔ اسوقت یہان درخت کے سایہ مین ذرا دم لیا مگر بستی اچھی ہو۔ جی چاہتا ہو آج یہان ٹک جاؤن اور مین علیل بھی تھا ابھی پرسون ہی تو بخار نے مفارقت کی اگر آج دو کوس جاؤن تو شاید تکان ہو۔

پیرمرد۔ میان صاحبزادے تم نے بڑی جرأت کی کہ علالت کی حالت مین سفر کیا۔ اب اگر مناسب سمجھو تو یہان غریب خانہ پر یا سرا مین دو دن ٹک ٹک جاؤ۔ ایسی مبادرت بڑی غلطی ہے اب ایسا ہرگز نہ کرنا۔ خبردار بھائی دیکھو بوڑھو نکی بات یاد رکھنا

آزاد۔ چلیے دولتخانۂ اقدس پر چلون۔ یہان بیشک تکلیف ہو گی اگر دو چار گھنٹے اچھا رہا تو خیر روانہ ہو جاؤنگا۔ ورنہ آج شب کو یہین بسیرا ہو نگا

میان آزاد اور وہ پیرمرد دونون کے دونون چلے جب پیرمرد کے مکان پر پہونچے تو باہر دروازے پر دو چار کرسیان دو تین مونڈھے دو ایک پلنگ بچھے تھے اور ایک چمن مین خدمتگار کھڑا تھا میان آزاد ایک کرسی پر بیٹھکر پیرمرد سے باتین کرنے لگے۔

آزاد۔ سبحان اللہ حضرت کیا پُر فضا مقام ہو۔ بہشت بر بن ہے چمن کیا ہو۔

پیرمرد۔ جی یہ کلبۂ احزان ہو۔ ہوا اگر اچھی نہ معلوم ہوتی ہو تو چلیے کمرے مین بیٹھین بلکہ دو گھڑی لیٹ رہیے تو بہتر ہو۔

آزاد۔ جی نہین ابھی نہ لیٹونگا۔

حسن اتفاق سے پیرمرد کی بھتیجی یہ سب باتین دروازے کے پاس سے سُن رہی تھی۔ ایک چھوٹی لڑکی نے گھر مین جا کر کہا تھا کہ ابا کے ساتھ کوئی آئے ہین۔ گورے گورے آدمی۔ بھورے بھورے بال۔ جیسے انگریز سے معلوم ہوتے ہین اسپر پیرمرد کی نوجوان بھتیجی دروازے کی آڑ سے دیکھنے لگی۔ کہ دیکھون تو کون آیا ہو۔ باتین سنین تو کچھ شک سا ہوا کہ ہم نے ان کو کہین دیکھا ہے۔ غور سے دیکھنے لگی اور دل ہی دل مین سوچنے لگی کہ الٰہی یہ کون ہین۔ مین نے تو انکو دیکھا ہو اور آواز بھی پہچانتی ہون۔

پیرمرد نے جو اپنی بھتیجی کو برافگندہ نقاب دروازے پر ایک اجنبی اور غیر مرد کے روبرو کھڑے دیکھا تو ٹال ٹول کر اُٹھے اور جا کر دروازے کے پاس سے کہا کہ ہا ہین۔ ہا ئین یہان کہان کھڑی ہو۔ اُس گلفام نے کہا کیا کوئی دیکھتا ہو۔

پیرمرد۔ (آزاد سے) آپ کا اسم مبارک۔

آزاد۔ آزاد۔

گلفام۔ (یعنی وہی لڑکی جو دروازے کے پاس سے جھانک رہی تھی) چچا کون ہو۔

پیرمرد۔ چپ رہو ایک شریف زادے ہین تم کو کیا کام

گلفام۔ چچا آخر کون ہین کون۔

پیر مرد۔ ایک مسافر ہین بیچارے۔ آزاد نام ہی۔

میان آزاد خانہ برباد جو اس پیر مرد فرخ نہاد سے باتین کرنے لگے تو اُنھون نے دیکھا کہ ایک پریزاد کمسن عورت دروازے کے پاس سے جھانک رہی ہو اُسپر نظر ڈالنا وضع اہل آبرو کے خلاف سمجھ کر یہ کنکھیون سے گھورنے لگے۔ اُس پری پیکر کو حیرت تھی کہ الٰہی یہ کون جوان رعنا بلند بالا ہی جسکی آواز مین بخوبی پہچانتی ہون۔ لب و لہجہ بات چیت۔ طرز گفتگو۔ طریق کلام سے کان آشنا ہین مگر اسوقت کچھ بھولی ہوئی ہون۔ یاد نہین آتا کہ یہ کون ہین۔ کہان دیکھا تھا۔ کب ملاقات ہوئی تھی۔ دروازے کی درار سے جو اُنکی صورت دیکھی تو اور بھی یقین ہوا کہ یہ پیارا پیارا مکھڑا ہم نے ضرور دیکھا ہے جب پیر مرد نے پوچھا کہ اسم مبارک اور اُنھون نے باواز بلند آزاد نام بتایا تو اُس جمیلہ کے کان کھڑے ہوے کہ این۔ آزاد۔ آزاد۔ ہو ہو ہو۔ آزاد تکو تو ہم خوب جانتے ہین پہلے تو کچھ سوچا کی۔ جب یہ خیال آیا کہ یہ فلان شخص ہین تو مارے محبت کے دروازے کا ایک پٹ کھول کر مسکرائی اور کہا کہ دیکھیے بندہ پرور ہم کو پہچانا؟) پیر مرد حیران و ششدر کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہی یہ اسے سوجھی کیا کہ مرد بیگانہ۔ خویش نہ یگانہ نہ جان نہ پہچان اور اُسپر طرہ یہ کہ کم سن جوان اور اُس سے بے دھڑک گفتگو کی شیشۂ ناموس کو سنگ بیحیائی سے توڑ اشرم و آزرم سے منھ موڑا پیر مرد سناٹے مین کہ یا خدا یہ کیا اسرار ہی شرفازادیون کو تو اغیار سے ہم کلام ہونے تک مین عار ہی یہ اسکو سوجھی کیا کہ دروازے سے جھانکتے جھانکتے بخود ہو گئی سمجھے کہ لڑکی ہو نو عمر۔ اور اُس جوان رعنا کا حسن جہان غیرت بدر رشک ہلال۔ عاشق و شیدا مفتون و مجنون ہو گئی۔ مسافر سے دل ملایا اور ایک نیا گل کھلایا۔ بس اب اسکو میٹھے ادر ننگ و ناموس سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اُس لڑکی کی چچی کو جو خبر ہوئی تو سنتے ہی دنگ ہو گئی۔ ہو ہو اس لڑکی کا کیسا دیدہ دلیل ہی نامحرم سے بوڑھے چچا کے سامنے اس بے تکلفی سے گفتگو کرنا۔ اور اُف۔ آج آبرو خاک مین ملگئی۔ اسوقت آنکھون کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ شیطان کمبخت اپنی مراد پا گیا۔ ارے لوگو یہ تو ایسی نہ تھی۔ میرے اللہ یہ اسکو سوجھی کیا۔ کہین دیوانی تو نہین ہو گئی ما بولی کہ صاحب ہو گیا۔ ہوتا کیا۔ جنھے ہم خوب جانتے ہین۔ ماشاءاللہ دشمنون کی آنکھ مین خاک۔ جوان لڑکی۔ مین تو کہتی تھی کہ ایکدن۔ چلو خیر اب پڑا تا وکھڑا کون روئے یہ آئے کون ہین بانکے سے آدمی ہین۔ گبھرو جوان۔ مینا باہر جا کر دیکھو ن یہ ماجرا کیا ہو۔ کہین میان سے اور اُنسے جوتی پیزار نہ ہو جائے۔ ارے کریم او کریم۔ جا لپک کے جنگی خان کو تو بلا لا۔ کہنا جلدی جلدی قدم اُٹھاؤ۔ ہان خون خچر ہوا چاہتا ہے۔ اُف اوہ۔ یہ بیٹھے بٹھائے انکو سوجھی کیا بیوی۔

ضعیفہ۔ جو نھر میرے تو اسوقت ہوش بر جا نہین۔ یہ مجھ سے پوچھتی ہو کہ سوجھی کیا۔ ظہور کے ابا سے کہو کہ سورۂ حمد دم کرین پالا پوسا۔ ہڈیان توڑ ین۔ اتنا بڑا کیا۔ آج انھون نے سب حق ادا کر دیے۔ ہاے برسون کی آس آج ٹوٹی۔ قسمت پھوٹی۔ اسی دن کے لئے پالا تھا کہ ہمارے سامنے نامحرم کو گلے لگاؤ۔ نام و ناموس کو خاک مین ملاؤ۔ ایسی بھی آبرو ریزی کسی کی کم ہوئی ہو گی۔ قسمتون کا لکھا ہمارے آگے آیا۔ اپنے کرتوتون کا پھل پایا۔ ہاتھ مل کر اہ ہی لوگو یہ ہوا کیا۔ اس سے تو مر ہی گئی ہوتی یہ تو ایسی دیدہ دلیر تھی نہین۔ اسپر کسی کا سایہ تو نہین ہو۔ اُف اب

مین کہان جاؤن - آس پڑوس مین منھ کیا دکھاؤن - خیر سے
پندرہ سولہ برس کا سن ہو کوئی انجان نہین - لکھی پڑھی ہین
کچھ نادان نہین کیا جانے مین کیا بک رہی ہون کہتی کچھ ہون
منھ سے کچھ نکلتا ہو -

ماما - بیوی بات ساری اتنی ہو کہ اس سن مین کنوارا پن بری
چیز ہی کھیر ہے - اور بیاہ نہ کرو - ارے کریم - بھائی ذری دوڑ کے
جنگلی خان کو ابھی ابھی بلا لا - اپنے ساتھ ہی لانا -

مغلانی - میرا تو کل ہی ماتھا ٹھنکا تھا کہ سویرے کچھ سنائی ضرور
سنیگے کل شام کو یہ لڑکی مہتابی پر گئی اور اس وقت ذرا اسر و ر
دھو دھا کر تیل بالون مین ڈالا تھا - کپڑے بھی صاف ستھرے
پہنے تھی - بال بھی سنوارے تھے - ایک عالم تھا اسپر بال بکھرے
ہوے اور مہک رہے تھے - اسپر آپنے عطر فتنہ بھی ملا دو پٹا بھی
نہ اوڑھا اور مہتابی پر اٹھکھیلیان کرتی ہوئی چہل قدمی کرنے لگین
مین بھی مہتابی پر گئی تو انکو اس قطع مین دیکھکر مین نے للکارا کہ
اے اچھی خیر ہو چھوٹی لڑکی کا مہتابی پر اس وقت کیا کام ہے بھلا
چلو نیچے چلو مگر تم جانو جوانی تو دیوانی ہوتی ہو وہ لگی مجھے انگلیون
پر نچانے اور بنانے کہ تم تو بوڑھی ہو گئین تم کیا جانو کہ ہم کس
دھن مین ہین - اسکے بعد انہان پیپل کے درخت کے نیچے پرنالے
کے پاس ایک بے ادبی کی تب تو میرے پانون تلے سے مٹی نکل گئی
مین نے ہاتھ مل کر کہا کہ بیٹا تم نے برا برا کیا - اس پیڑ پر ایک
شاہ جی رہتے ہین انکو تم نے ستایا - اب اللہ ہی مالک ہو -
میرا دل تو تھر تھرانے لگا مگر اسکو ذرا ڈر نہین ہنس کر پیپل کے
پیڑ کی طرف دیکھا اور ایک شوخی کے ساتھ کہا کہ اجی شاہ جی بہت
کیا کر رہے ہو - پیپل کے پیڑ پر کیون بسیرا لیا - آم کے درخت
پر جاؤ تو فصل بھر خوب چھک کر کھاؤ - شاہ جی او شاہ جی
سنتے ہو کہ بہرے ہو - تمھین قسم ہو جو نہ بولو یہ کہہ رہی تھی کہ درخت
کے پتے اسطرح ہلنے لگے جیسے کسی کو جوڑی آئے مجھے تو ہول آنے لگا
اور اسکا بدن بھی تھر تھرانے لگا پھر تو ایک ایسی بات ہوئی کہ میری
جان ہی نکل گئی اور ایک ایک پتا گھونگرو کیطرح چھم چھمانے لگا -
اور اسکا چہرہ تمتمانے لگا - اللہ کی سون مین تو کانپ اٹھی اور
چہار طرف اندھیرا چھا گیا - یہ بیٹھی اور اٹھی اور گر گر پڑی - مین نے
کانپتے کانپتے دعا مانگی کہ خداوندا اس نجان معصوم کو بچا - یہان
اسکا باپ ہو نہ چچا - شاہ جی معاف کرو - کدورت سے دلکو صاف
کرو جب دیکھا کہ حالت غیر ہو تو اسکا ہاتھ پکڑ لیا ہاتھیون سے گنے کھانا
کیا کھیل سمجھی تھی - تو تھمبو کرکے مین اسکو نیچے لائی - تو اسکے کان پر
جون بھی نہ پھری دوپہر تان کر سو رہی میری تو جان ہلکان ہو گئی تھی
اور مجھے کھٹکا - چپ چاپ پڑے پڑے انکو دیکھا کی کہ مبادا بیچین
ہو جائین تو بیوی اللہ کی سون دیکھتی کیا ہون کہ ایک سن سا سفید
بوڑھا آدمی ہرے ہرے کپڑے پہنے ہوے جیسے لہبر طوطے کے پر
انکے سرہانے آن کھڑا ہوا اور چہرے پرسے دوپٹہ کھسکا کر کان مین کچھ
کہا یہان کاٹو تو لہو بدن مین ایک بوند نہ پاؤ - سناٹا مارے پڑی رہی -
مگر ہوائیان اڑی ہوئی ہین - وہ بوڑھا ایک دفعہ ہی غائب ہو گیا تو یہ
اٹھی مین نے پوچھا خیر سلا (خیر صلاح) تو ہو - بولی ہان - مگر قلب
الٹا جاتا ہو - جیسے کوئی کلیجہ مسوس رہا ہو - اور آج سینے پر ہاتھ رکھکر
سوئی - تو عجب خواب دیکھا - اف اوہ - کہتے ہوے رونگٹے کھڑے
ہوتے ہین - مین تو بیوی دل کی بودی ہون ہی - مین نے مارے ڈر کے
پوچھا بھی نہین کہ کیا دیکھا کیا نہین دیکھا - مگر اسنے خود ہی آپ ہی
آپ کہا کہ جیسے کوئی آدمی میری پلنگڑی کو اٹھا کر پیپل کے پیڑ پر
لے گیا اور اسکے بعد مجھ سے کہا کہ تم نے ہمین بے طور ستایا انگو
کیے کا ثمرہ پایا اب تم ہماری ہو - آٹھوین دن ہم تمھارے

سر پر آیا کرینگے۔ اچھا خبردار۔ جمعرات جمعرات خوب صاف ستھرے کپڑے پہن کر پاک جگہ پر بیٹھنا۔ اور پاک رہنا۔ اور عطر پھلیل خوب لگانا۔ اور لوبان کی خوشبو اسقدر ہو کہ درخت کی پھنگی تک بو بلند ہو جائے یہ کہنا تھا کہ اُسنے میری پلنگڑی اوپر سے پھینکی تو مارے صدمے کے میری آنکھ کُھل گئی۔

مغلانی نے اس چرب زبانی سے یہ جھوٹی کہانی بیان کی کہ سُننے والون کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ سب عورتین تو تھی ہین سب کی سب کانپ اُٹھین۔ اب پیپل کیطرف دیکھتے ہوے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کوئی ہاتھ ملنے لگی کہ لڑکی ہاتھ سے گئی کوئی آنسو بہانے لگی کہ آبروریزی ہوئی۔ ایک نے کہا شاہ جی دہائی ہے۔ دوسری بولی میرے مشکل کشا یہی وقت مشکلکشائی ہے

اب ادھر کا ذکر سُنیے کہ جسوقت اس نوجوان نے آزاد کا نام سُنا تو باواز بلند پوچھا کہ (چچا کون ہے) اس حسرت سے یہ کلمہ زبان پر آیا کہ میان آزاد کو سُنتے ہی اُسکا عشق ہو گیا۔ مگر یہ سمجھے نہین کہ یہ کس صبت عربدہ جو آئینہ زانو کی آواز ہے۔ اُسنے پھر پوچھا کہ (چچا کون ہے کون) اور غور کر کے میان آزاد کو دیکھا تو آنکھین چار ہوتے ہی جھپٹ کر لپٹ گئی۔ میرے پیارے آزاد آج برسون کے بعد تمھین دیکھا۔ اُف ہمارا دل عجب بھر آیا۔ ہاے مین تو سمجھی تھی دشمنون کی جان گئی مگر سچ کہنا کیا جلد پہچان گئی کہ میرا پیارا آزاد ہے۔ مین تو تمھاری بانکی وضع ہی سے تاڑ گئی تھی کہ ہون نہ ہون یہ وہی ہین۔ باتین سُنین تو ڈھارس ہوئی کہ اُنھین کی سی آواز ہے پھر مجھے تاب کجا کہ دروازے کی آڑ مین کھڑی ہون۔ بیتاب ہو کر نکل ہی آئی۔ آج تو مین نے منھ مانگی مراد پائی۔ میرے یہان کچھ مہینے پہلے ہی عید ہو گئی۔ آج اس شہر کی ایک مسجد تو بے گھی کے چراغ جلائے چھوڑونگی نہین

دیوالی کا لطف دکھاؤن تو سہی۔

میان آزاد چکر مین آئے کہ یہ ناظورۂ دل فریب کون ہے جو اس اختلاط سے پیش آتی ہے۔ اور ہمین دیکھ دیکھ کر کھلی جاتی ہے اور پیارے کے بغیر ہمارا نام ہی زبان پر نہین لاتی ہے۔ اب اگر صاف صاف کہتے ہین کہ ہم نے تمھین پہچانا نہین تو شرم آتی ہے کہ اسکا یہ اضطرار اور پیار اور انکا یہ انکار۔ یہ بہت سوچے کہ یہ کون ہے مگر پتہ نہ ملا نہ ملا۔ آخر کار اُنکو کہنا ہی پڑا کہ ہم نے آپکو نہین پہچانا اُس مہوش نے یہ کلمہ سُنکر ایک نعرہ بلند کیا اور مسکرا کر کہا کہ ؎

ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت
ہمارا نام سُنکر ہاتھ وہ کانون پہ دھرتے ہین

اللہ اللہ آپ اور اتنی جلد ہمین بھول جائین اور ہمین دیکھکر حیرت مین آئین اور پوچھین کہ تم ہو کون۔ اللہ ری غفلت ہم وہ ہین جو لڑکپن مین ساتھ کھیلا کیے ہین۔ اب سمجھے آپ یا اب بھی نہین سمجھے۔ اب بھی نہ سمجھو تو آزاد خدا تم سے سمجھے۔ ؎

میکدے سے اُٹھا ہے ابر بہار
میری دل کی لگی بجھا دے گا

آزاد۔ اہا ہا ہا ہا۔ اب سمجھا۔ اُف اوہ۔ اللہ اللہ برسون بعد جمال باکمال کا نظارہ ہوا۔ اسوقت فرط طرب سے عرش برین پر دماغ ہے مین بھی سوچون کہ یا خدا یہ کون ہے کہ ایسی بے جھجک ہو کر ملی حیرت تھی کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے بخت خفتہ آج جاگا مگر پہچانتے ہم تو کیونکر پہچانتے۔ تب مین اور اب مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب تو عالم شباب ہے۔ کچھ اور ہی آب و تاب ہے ؎

حسینان جہان مرتے ہین کیا کیا اُسکے جوبن پر
حیا پر حور قربان ہے پری صدقے ہے چتون پر

مہوش۔ اہو ہو ہو۔ کیا غزل ہے کیا روزمرہ ہے۔ کیا بول چال ہے کیا کلام دلکش ہے۔ اور آپ کا طرز غزل خوانی اور اسپر یہ خوش الحانی کچھ ٹھکانا ہے کتنے برسون بعد کلام فصاحت التیام تمھاری زبان سے

سُنا-یہان اس طرح کا چرچا ہی نہین اب باتین توپھر کرین ہی گے پہلے اب کوئی اور غزل سُنائیے مگر مرصع ہو-ایک ایک مصرع سانچے کا ڈھلا ہوا-

آزاد ہاے ؎ یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کٹتی
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

مہ وش-چلو اب تو اللہ نے سب سامان بہم پہونچایا تم نے ہم کو ہم نے تم کو پایا-خداے پاک نے پاکبازعاشق ومعشوق کو ملایا-اِسیطرح ع-بچھڑے ہوے سب ملین خدایا-

آزاد سُوچے کہ برسون بعد اب توزیارت نصیب ہوئی اگر ابھی کہدونگا کہ روم کی تیاریان ہین حسن آرا کے حُسن گلوسوز اور سپہر آرا کے نورعالم افروز پر جان جاتی ہی-توقیامت ہی ہوجائیگی اور یہ حسین مہ جبین اپنی بوٹیان نوچ نوچ کھائے گی-بات کو چباگئے اور کہا اچھا ایک غزل اور سُنادین توپھر مزے مزے سے باتین کرین-؎

تب لطف زندگی ہی جب بر ہو حسین ہو | پیش نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو

مہ وش-بارک اللہ کیا مطلع ہی شان تو یہی کہتی ہی کہ کسی غزل مسلسل کا مطلع ہی جیسے آتش کی وہ غزل ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎

شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا | بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا

آزاد-؎

تب لطف زندگی ہی جب بر ہو چمن ہو | پیش نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو
لبریز بادہ شیشے دور شراب گلگون | معشوق نوجوان ہو جام محکمن ہو
مجمع مصاحبونکا یاران بے تکلف | جلسے کہ ربط باطن مانند روح و تن ہو
تذکور حسن لیلی تصویر ناز شیرین | گہ داستان مجنون گہ ذکر کوہکن ہو
بزم طرب مہیا جلسہ پری رخون کا | آغوش مین وہ دلبر جو جان انجمن ہو
گہ رخ ہو اُسکے رخ پر گہ لب ہون اُسکے لب پر | آب بقا نصیب کام دل بدہن ہو
طوق کمر کسی دم یہ دست شوق اپنا | طوق گلو کسی دم وہ زلف پرشکن ہو
ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم | وہ روح مین بدن ہو مین روح وہ بدن ہو

صفدر یہ عیش مجھکو ہر روز ہو میسر
کیونکر اداے شکر الطاف ذوالمنن ہو

خیر اب یہ ذکر تو یہان چھوڑا-اب یہ بتانا لازم آیا کہ یہ گل رخسار کون تھی اور میان آزاد سے اُنکی کہان کی شناسائی تھی-

واضح ہو کہ میان آزاد خانہ برباد ایک روز آگرہ سے لکھنؤ آنے کو تھے ریل کے اسٹیشن پر ٹہل رہے تھے کہ دفعتہ جوق جوق آدمی جمع ہوگئے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے اُنھون نے لوگون سے پوچھا کہ کیون بھئی آج یہ جم غفیر اور مجمع کثیر کیسا ہی-سُنا ہو کہ گنگاجی کا نہان ہی-اور جہان جہان ہندوٗن کا استھان ہی وہان جاتے ہین-اور تجار بھی جوق جوق آرہے ہین آج کئی ریلین چھوٹینگی اور بڑی چپقلش رہیگی-ریل پر ریل آتی تھی اور ایک پر ایک پلا پڑتا تھا-کوئی ڈھکیلتا تھا-کوئی اُترتا تھا-اتنے مین ریل آئی اور گھنٹی بجی اور اس بھیڑ مین لوگ سوار ہوے کہ الامان-ایک ایک درجے مین پندرہ پندرہ بیس بیس بھرے ہوے-میان آزاد سوچے کہ اس بھیڑ مین جانا فضول ہی-ریلین تو آج کئی چھوٹینگی کسی پر سوار ہوجائینگے گھبراہٹ کیا ہی-ریل دن سے چھوٹ گئی-اب سُنیے کہ ایک ہندی عیسائی اپنی دو لڑکیون کو ساتھ لے کر جاتے تھے اُن دونون کو ٹکٹ دیے اور کہا کہ (زنانی گاڑی مین جابیٹھو) وہ بیچاری ناواقف زنانی مردانی گاڑی کیا جانین جب ریلا ہوا تو وہ بھاگ کر عورتون کے کمرے مین دوڑ گئین-اور اِدھر اُنکا باپ ریل پر سوار ہوگیا اور کھٹ سے روانہ باشد-یہ بیچاری کم سن ناکردہ کار ہاتھ مل کر رہ گئین اور گھبرانے لگین کہ یا اللہ اب ہم کیا کرین پرایا شہر یہان اپنا نہ بیگانہ خویش نہ یگانہ بڑی مصیبت پڑی میان آزاد نے

جو اُنکی پریشانی اور حیرانی دیکھی تو یہ بھی گھبرائے اور اُنکے قریب
جاکر بیٹھے کہ آپ گھبرائین نہین ہم آپ کو آرام کے ساتھ جہان
کہیے گا وہین پہونچا دینگے - اب ذرا استقلال چاہیے - اضطرار سے
مطلب برآری معلوم - اور ہاتھ پانون پھول جائینگے کرتے دھرتے
ایک نہ بن پڑے گی - وہ دونون شریف زادیان کبھی گھر سے باہر تو
نکلی نہ تھین اُنکے دلاسا دینے اور تشفی کرنے کو غنیمت سمجھین ایک
نے دزدیدہ نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ آدمی شریف اور جوان حسین اور
خوش وضع ہے - ذرا ڈھارس ہوئی - وہ دونون بہنین تھین
بڑی بہن نے خاصدان سے دو گلوریان نکالین اور میان آزاد
کو دین اُنھون نے دست حنائی دیکھا تو خون رونے لگے -
اب شوق چرایا کہ صورت بھی دیکھین مگر آدمی جلد باز تو تھے ہی نہین
سنبھلے اور سوچے کہ چلتی گاڑی کیونکر اُنسے اُنکے باپ کا پتا پوچھ کر تار پر
خبر بھیجی - بہ لفظ - ایک روپیہ دیا اور رسید لی وہ چھ لفظ یہ تھے

We are safe will apart soon
1 2 3 4 5 6

یعنی ہم بخیر ہین جلد روانہ ہونگے -

غرض کوئی تین پہر کے بعد میان آزاد اُنکو ریل پر لیکر بیٹھے اور ریل
چلی - اب وہ دونون اُنسے بالکل بے تکلف ہوگئین بڑی بہن برافگندہ
نقاب چھوٹی بہن بے حجاب - دونون چندے آفتاب چندے مہتاب
دیکھتے ہی لوٹ ہو گئے - ایک کا وہ حسن گلوسوز کہ ؎

حسن یوسف بھی اُسکے آگے ماند	چہرہ زلفون مین جیسے ابر مین چاند
جلوۂ حسن رشک شعلۂ طور	چشم بد دور آنکھین موتی چور
رخ پہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال	رنگ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال

رنگ گل سے کمر لچکتی ہوئی
چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی

مگر دونون حیا پرور - دونون پاک نظر -

آزاد - حسن اتفاق سے آپ دونون کی آج زیارت ہوئی ورنہ
ہم کہان آپ کہان ؎

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

بڑی بہن - جی ہان مگر خدا نہ کرے کہ کسی شریف زادی کو
ایسا دن دیکھنا نصیب ہو -
چھوٹی بہن - آپ کی باتین تو سنیے کہ ع غنیمت جان لو مل
بیٹھنے کو - ریل پر اکیلا پاکر پیٹ سے پانون نکالے ہین -
بڑی بہن - ہائین ہائین کچھ شعور تو ہے -
آزاد - کہنے دیجیے آپ اسکی فکر نہ کیجیے ابھی الھڑپن کے دن ہین

الغرض میان آزاد نے اثنائے راہ مین اُن دونون بتان ستم
ایجاد و نازنینان پریزاد سے وہ تپاک بڑھایا کہ بالکل شیر و شکر ہوگئے
چھوٹی کسی قدر شوخ اور تیکھی تھی اسکی اُنھون نے بڑی ہی خاطر
کی - نوبت بانیجا رسید کہ بے تکلفی کی باتین اور ہنسی مذاق تک ہونے
لگا اور میان آزاد نے گلوریون پر گلوریان چکھین اور نقشہ جما لیا
اثنائے راہ مین ایک مقام پر اُنھون نے اُنکا پتا پوچھا اور لکھ لیا اور
دریافت کیا کہ اگر ہم آپ کے مکان پر آئین جائین تو کچھ مضائقہ
تو نہین ہے چھوٹی بہن نے کہا کہ واہ! آپ آنے جانے
والے کون - واسطہ - ہان ابا سے پوچھیے وہ کہین تو آپ
آئیے - مگر بڑی بہن نے بات کاٹی اور کہا کہ خانہ بے تکلف ہے
جب چاہیے تب آئیے ہم عیسائی ہین مگر ایسے بے تکلف
نہین جب لکھنؤ پہونچے تو ریل کے اسٹیشن سے وہ اپنے گھر
گئین اور میان آزاد اُنسے رخصت ہوئے - دوسرے دن میان
آزاد ٹھیک وقت پر پہونچے - دروازے پر آواز دی کوئی ہے
جواب تو در کنار ایک گلڈاک کتا آنکھین نیلی پیلی کرکے دروازے پر
آن موجود ہوا - میان آزاد کے ہوش اُڑ گئے کہ ذرا چھپٹے تو بس

کمین کے نذر ہے۔ پھر آواز دی مگر دور سے۔ وہ مہوش تاڑ گئی کہ میان آزاد ہونگے۔ غرض کہ یہ ہر روز جانے لگے اور رفتہ رفتہ ربط ضبط بڑھانے لگے حتی کہ وہ دونون ایک ساتھ چمن مین ہوا کھانے لگین۔ اور سرشام سے صحبت ہوتی تھی اور میان آزاد اشعار آبدار اور غزلہاے فصاحت بار پڑھکر انکو وجد مین لاتے تھے اور داد سخن پاتے تھے حتی کہ وہ دونون اُنکی عاشق زار ہوگئین اب اگر کبھی میان آزاد کو آنے مین دیر ہوئی تو قرار نہین چاندنی رات ہے اور میان آزاد کے ہاتھ مین ہاتھ ہے میٹھی میٹھی باتین ہو رہی ہین۔ وہ دو کھ سب میان آزاد سے کہتی تھین اور ہر دم انھین کے پاس رہتی تھین مگر ایک دن جبکہ میان آزاد اور وہ دونون خوبرویان پری نژاد عین لطف مین گلگشت چمن اور تماشاے نسرین و نسترن کرتے تھے تو کسی نے اُن کو خط دیا اور کہا گھوڑا سواری کے لیے لایا ہون جلد چلیے۔ میان آزاد نے خط پڑھا تو رو دیے اور بصد حسرت و ارمان اپنی معشوق زہرہ تمثال اور اُس رعنا صنم جادو جمال سے کہا کہ افسوس صد افسوس اب جدائی کی گھڑی آہی گئی۔ اس خط کو پڑھ لو اور مجھے جانے دو۔ زندگی ہے تو پھر ملینگے ورنہ رخصت یہ کہکر اُنکی پیشانی پر اُنھون نے بوسہ دیا اور پشت توسن پر ہو رہے اور گھوڑے کو کڑکڑا دیا جبتک گھوڑے کی ٹاپون کی آواز آیا کی تب تک وہ دونون بہنین سنتی رہین اور جب آواز نہ آئی کو تو غم والم نے دامن پکڑا اور زندگی تلخ ہوگئی خط پڑھا تو معلوم ہوا کہ میان آزاد کے پدر بزرگوار راہی ملک بقا ہوے اور انکو اُنکے اعزہ نے جلد بلوایا تھا۔

میان آزاد تب کے گئے گئے اب اُنسے ملے۔ اُنکی زبان پہ اُس زمانے مین یہ شعر بہت تھا۔ ع

ہیکڑے سے اُٹھا ہے ابر بہار	میرے دل کی لگی بجھا دے گا

جب میان آزاد نے اُنکو نہ پہچانا تو اُسنے یہی شعر پڑھ دیا اور میان آزاد سمجھ گئے کہ وہ کون ہین۔ ایک مرتبہ میان آزاد نے بڑی بہن کی جان بھی بچائی تھی جس سے اور بھی عاشق و مفتون تھی۔ اب بعد مدت مدید و عرصۂ بعید یہ پھر ملے۔ پُرانی صحبتون کا لطف آنکھون مین پھر گیا اور وہ سب باتین یاد آگئین۔

پیر مرد نے جب دیکھا کہ آفتاب لب بام ہے اور وقت شام سنہرے بادلون کے عکس سے در و دیوار گلنار ہے چمن کی بہار پر گلزار فرخا بہار ہے دھانی گھٹا ایک سمت جھگھٹا ہے جس مین کبھی بجلیان اٹھکیلیان کرتی ہوئی حسینون کی برق وشی کی تقلید کرتی ہین اور کبھی چمک اور تڑپ سے نگاہ ناز نیم باز بتان طناز پر آواز سے کستی ہین۔ یکایک میان آزاد کی طرف مخاطب ہوکر بولے کہ اب سیر کا وقت وظائف و نماز ہے تم چھت پر جاؤ۔ اس بہار کا لطف اٹھاؤ۔

میان آزاد پیر مرد کے لحاظ و پاس سے کچھ کہہ نہ سکتے تھے پیر مرد کے حکم کے بموجب تھوڑی دیر مین میان آزاد چھت پر دوسرے زینے سے گئے کیا دیکھتے ہین کہ ایک طرف بالاے بام چکیون پر فرش مکلف بچھا ہے۔ دوسری سمت کوچ پر آسمانی اطلس منڈھا ہے۔ آرام کرسیان ایک سمت رکھی ہین۔ پیر مرد نے کہا اے آزاد والا نژاد تم کو تو خود معلوم ہے مین کیا تم سے چھپاؤن۔ اختر النسا ماشاء اللہ کیسی حسین مہ جبین ہین لیاقت خداداد۔ ذہین۔ ذکی ہین۔ ہر فن مین مشاق۔ سہر [illegible] طاق۔

زینت النسا نے کہا تم جانتے ہو کہ باوجودیکہ وہ مجھ سے سن مین کم ہے مگر اسکو زمانہ سازی اور دنیا کے حالات سے محض ناواقفیت تھی۔ اماں کی لاڈلی تھی۔ ایک روز پیارے مرزا کی بھائی بھابی مین آئین اسوقت اختری انتظام مطبخ مین مصروف تھی اُسکی چستی اور تیزی دیکھکر وہ دنگ ہوگئین اور اُسی روز مرزا گوہر کے لڑکے

پیارے مرزا کی نسبت بات چیت کی اماں تو جنم کی بھولی ہین انکو چُپ سی لگ گئی اور ایک بات بھی زبان تک نہ آئی پیارے مرزا کی ممانی نے شادی ٹھہرائی۔

الغرض اختری کی تو شادی ہو گئی۔ مگر مین نے شادی نہ کی۔ خاتون مہ لقا زینت النسا نے جو عرصۂ بعید اور مدت مدید کے بعد میان آزاد کو پایا تو اُسکا دل جو مثل غنچے کے گرد انقباض مین تھا گل کی طرح کھل گیا۔ کبھی فرط طرب سے چٹ چٹ بلائین لیتی تھی کبھی سیکڑون قسمین دیتی تھی۔ کہ اگر اب یہان سے جاؤگے تو ہماری بھتی کھاؤگے۔ آخرش کیا ہمارا اتنا سا بھی پیار نہین کہ ایک ذری سی بات مان جاؤ۔ اِدھر اُدھر واہی تباہی پھر گشت سے باز آؤ۔ ہم تمھارے تم ہمارے کھلاؤ پچھلی صحبتین یاد ہین یا بھول گئے وہ روشون مین گھومنا وہ فرط مستی سے کیاریون مین طاؤس طناز کی طرح جھومنا۔ وہ قیل وقال وہ بول چال وہ شام کو چھپ چھپ کر آنا اور دبے پاؤن جانا وہ کلام و پیغام وہ صحبت صبح و شام وہ میٹھی میٹھی باتین وہ انوکھی گھاتین بھلا کہین بھول سکتے ہو۔ مگر پیارے آزاد ایسی زندگی سے ہم باز آئے۔ رو رو کے جیے تو کیا جیے چچا نے ہمین تباہ کر دیا۔ ناکون دم آیا۔ ہم دونون بہنون کی وہ گت بنائی۔ کہ جان ہی پر بن آئی۔ دروازے پر ذرا کھڑے ہوے اور چچا نے ایک ڈانٹ بتائی چچی نے سُنا تو الگ جھلائین۔ کوٹھے پر گئے اور دانت پیسنے لگین۔ اتنی براتین آتی جاتی ہین قسم لو کہ جو دروازون کی راہ سے بھی جھانکنے پائے ہون یا برسون کسی اپنے پرائے کے یہان جاتے ہون۔ یہ درد اور یہ صبر عیسائی اور بھی تو ہین مگر انکو روز بروز پردے کا اور بھی خیال ہوتا جاتا ہے خیر ع۔ گھٹ کے مر جائین یہ مرضی مرے اللہ کی ہے۔ جبتک ابا جیتے تھے تب تک اُنھون نے پڑھایا لکھایا کھلایا پلایا میلے ٹھیلے لے گئے۔ مگر ہی کتنی جلد داغ حسرت دے گئے۔ دیکھیے جلنے کیا ہو گیا۔ ہاتھ مل کے رہ گئے۔ اب اُنکے پالے پڑے ہین جب دیکھو سونٹا لیے کلے پر کھڑے ہین اُٹھتے جوتی بیٹھتے لات ہیہات ہیہات چھُٹنے مین ہم پر یہ بجلی گری کہ اماں الگ سدھارین ابا الگ چل بسے۔ خدا بخشے۔ یہان تو آنکھ کھولتے ہی رنج کی صورت دیکھی اب چین کہان آرام کہان ؎

آنکھ کُھلتے ہی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا || آشیانہ نہ چمن مین نہ قفس یاد آیا

اختر النسا تمھارے دیکھنے کے لیے بہت تڑپتی تھی اُس بیچاری کو اُنھون نے جان بوجھ کر کھاری کنوئین ہی مین ڈھکیل دیا۔ ایک کم رو بدخو کے پالے پڑی ہے دن رات رویا کرتی ہے۔ رو رو کے آنکھین لہو کی بوٹیاں بن گئین۔ کلیجہ پیپ ہو گیا۔ مگر کرے کیا دم بخود قہر درویش بر جان درویش۔ ہاے یہ سب ہماری بھونڈی رسمون کا فتور ہے۔ ٹیکی پڑ جائے ایسی موئی رسم پر۔ اس کے دل سے لگی تھی کہ کسی حسین جوان کے ساتھ نکاح ہو۔ پڑھے لکھے فہمیدہ سنجیدہ مرد کے ساتھ بیاہ ہو۔ وہ سب رہا چھپر پر۔ ایسے کے ساتھ بیاہ دیا جسکا ٹھور نہ ٹھکانا کوئی نام تک تو جانتا نہ تھا کہ کون ہے کون نہین ہے مین یہ نہین کہتی کہ کوئی روپیہ والا یا بہادر شاہ کے خاندان کا ہوتا۔ غریب آدمی کی لڑکی کچھ غریبون ہی کے یہان خوب رہتی ہے۔ امیرون مین میزان نہین پٹتی ہے ع۔ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست۔ عالی خاندان کا غرور معالی دودمان کا فخر شرافت کا ناز نجابت کا گھمنڈ سب دقیانوس کے وقت کے خیالات ہین۔ بڑی شرافت تو یہ ہے کہ سمجھدار ہو۔ وضعدار ہو نیک ہو چال چلن اچھا ہو۔ یہ نہین کہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔ الف کے نام بے نہین جانتے اچھے بُرے کو خاک نہین پہچانتے بگڑا ہوا دل کے شہیدون

مین داخل ہو گئے ع - ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین - اے
تف - ہمارے نزدیک جسکے فعل بُرے ہون اُس سے بڑھکر پاجی
کوئی نہین - اختر النسا کے میان کا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے -
مگر اب کیا ہو سکتا ہی - ابتو جو ہونا تھا سو ہوا سچ کہیے گا کیسی نازک
اندام گلفام اور بھولی لڑکی ہے - وہ ایسے بدبخت بدوضع کے
پالے پڑے تو جی چلے یا نہ چلے - چور وہ - چانڈو باز وہ - شرابی وہ
جواری وہ - بگڑے باز وہ - پنج عیب شرعی خاصہ چھٹا ہوا آدمی -
بیباک بیباک شہدا - چھری مُنھ پر لوٹی اور کیا کریگا کوئی - بیحیائی
کا جامہ پہن لیا تم خوب جانتے ہو آزاد کہ سالی کو اپنے بہنوئی کا
کتنا پیار ہوتا ہی اور سالی کتنی محبت کرتی ہی مگر قسم لو جو اُسکا نام
لینے کو بھی جی چاہتا ہو - اور یہان اُنکا بھی کوئی روادار ہو - بیوی کا
زیور سب بیچ کر چٹ کر گیا کچھ داؤن پر رکھ آیا کچھ کے اونے پونے
کیے - مکان دکان سب اسی جوے کے پھیر مین گھوم گیا اب
ٹکے ٹکے کو محتاج ہین - ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کسی دن یہان آن کر
آفتابہ - خاصدان - کپڑے لتے نہ اُٹھا لیجائے - دن رات
شہدون لقون بدمعاشون لچون کے ساتھ رہتا ہی - کوری فقیے
جولاہے آپکے لنگوٹیے یار ہین - چچا کو اسکا حال سب معلوم تھا اُنکے
کرتوتون سے سب کو اطلاع تھی مگر لڑکی کو بھاڑ مین جھونک ہی دیا
اب دیکھو آتی ہی - دیکھنا کیسی گھل کے کانٹا ہو گئی - ہڈی ہڈی
گِن لو مضغۂ گوشت کیا مشت استخوان ہی - ابھی نئی نئی جوانی
مگر یہ حال ہی کہ اللہ ساتوین دشمن کو نہ نصیب کرے - مین نے آدمی
بھیجا ہی بس آتی ہی ہو گی اتنے مین دروازے پر کہارون نے
نے آواز دی کہ اجی صاحب سواری آئی ہی زینت النسا نے کہا
لو وہ آ گئی ہین تو کہتی ہی تھی کہ جسوقت تمھارا نام سنے گی فوراً چلی
آئے گی - پھر کسی کی ایک تو سننے کی نہین - بُوا بُوا - اے بُوا

بہن آئی ہی - غرض پردہ کرا کے اُترو الو - میان آزاد نے جھانکا
تو لال لال پردہ اور بڑی ڈولی چوطرفہ پردہ ہو گیا اور اختر النسا
اترین گھر مین آ کر چچی کو سلام کیا - چچی جان بندگی چچا جان کہان ہین
اور گھر مین سب خیریت چچی نے پاس بٹھایا پان دیا اور کہا جاؤ کوٹھے
پر ہین - وہ جو ریل پر تمکو ملے تھے وہ بھی ہوتے بھٹکتے یہان آن
پہونچے - زینت النسا نے آواز دی کہ اختری بہن چچی جان سے
مل کر یہان آؤ - میان آزاد آئے ہین -

اختر النسا تھوڑی دیر اُس ضعیفہ کے پاس بڑے ادب سے بیٹھی
بعد ازان رخصت ہو کر اور اجازت لیکر اوپر گئی میان آزاد
نے اُسکو اور اُس پریزاد نے اُنکو دیکھا تو دونون کی باچھین کھل
گئین - بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے مگر مارے خوشی کے اختر النسا
کی آنکھین آنسو بھر لائین اور گول گول موٹے موٹے آنسو ٹپ ٹپ
گر کے رخسارون پر لڑھکتے ہوئے دامن مین گرنے لگے میان آزاد
کی عجب کیفیت تھی اتنے مین آزاد نے دیکھا کہ پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی - تو اُسکے دست نازک کو چوم لیا اور دلاسا دیا کہ پیاری
اختر اتنی مدت کے بعد ملے کھل کھل کے باتین کرنا چاہیے یا
ڈاڑھین مار مار کر رونا - واہ اچھی اُلٹی گنگا بہائی - واللہ جو اب
روؤ گی تو اُٹھ کر چلا ہی جاؤنگا - ہم تمھارا سب حال سُن چکے بہن
کیا کرین اب کچھ بس نہین چلتا - مگر اللہ پر شاکر و صابر رہو ع -
کسکی رہی اور رہے گی کس کی + دیکھو تمھارا بھی خدا مالک ہے کسی
حالت مین انسان کو گھبرانا نہ چاہیے صابرین اور شاکرین کا خدا حامی
ہے - اسپر اختر النسا نے اور بھی آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا اور
زینت النسا کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے - میان آزاد نے
جو ان دونون حسین مہ جبینون کو اسدرجہ ملول و مغموم پایا تو
اُنکو سخت افسوس ہوا اور اُنکی حالت زار پر رحم آیا اور یون سمجھایا

آزاد - (قریب جاکر) پیاری بہن اختر النسا دیکھو ہم تمھارے پیارے بھائی ہین وہ دن یاد ہین جب تم کو ہم چڑھایا کرتے تھے اور تم انگور کی ٹٹی مین روٹھ کر چھپ چھپ رہتی تھین اور ہم ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر تمکو منالاتے تھے اور پھر چڑھاتے تھے اور زینت النسا پر تم جھلاتی تھین اور وہ تمکو بناتی تھین یہ برسون کی بات ہی سچ ہی - ؎

وقت پیری شباب کی باتین	ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

ہم کو جو تمھاری دونون کی محبت ہی اسکا حال ہمارا خدا ہی خوب جانتا ہی یا ہمارا دل - خود تم اپنے دل مین غور کرو کہ جب برسون کے بعد ہم یہان آئین اور تم کو رنجیدہ اور مغموم پائین تو کلیجہ پاش پاش ہو یا نہ ہو - قاعدہ ہی کہ مدّت کے بعد جو کوئی مہمان کسی کے یہان آتا ہی تو اسکی خاطر کیجاتی ہی مگر تم نے ڈولی سے اترتے ہی وہ صورت بنائی کہ میرا قلب الٹنے لگا - ای کاش یہ دن خدا نہ دکھاتا کہ مین تمکو اس مصیبت مین گرفتار دیکھتا - اُف - دل قابو مین نہین رہا - مگر بہن ذرا اپنے دل کو مضبوط رکھو ورنہ تمھارے ساتھ تمھارے عزیزون کا بھی بُرا حال ہوگا - اُف اوہ - تمھاری صورت ہی بدل گئی چہرے کی وہ سُرخی اب زردی سے مُبدل ہی مشت استخوان ہو بس آجکل نازک تو تم لڑکپن ہی سے ہو - مگر رنج نے تمکو کہین کا نہ رکھا - افسوس

واضح ہو کہ زینت النسا اور میان آزاد مین چھٹپنے ہی سے ایک قسم کی محبت تھی مگر پاک اختر النسا اُس زمانے مین بالکل ہی کمسن تھین وہ میان آزاد کو بھائی آزاد کہا کرتی تھین اور آزاد کو اُنکی ویسی ہی محبت تھی جیسے کسی کو اپنی خاص چھوٹی بہن کی ہوتی ہی جب میان آزاد نے اختر النسا کے شوہر کی بدوضعی اور اُسکے غم و الم کا حال سُنا اُنکے کلیجے پر گویا ٹھیس سی لگی اور دل بھر آیا مگر بڑی دیر تک سمجھایا اور دلاسا دیا کیے - اُسکے بعد اختر النسا نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچ کر کہا کہ بھائی اسوقت تم کو کیا دیکھا جیسے جان مین جان آگئی - تم تو میرے لیے مسیحا ہوگئے - اب پہلے تو یہ مژدہ سُناؤ کہ تم یہان سے جاؤگے تو نہین مگر ذرا سوچ سمجھکر جواب دینا جو تم چلے گئے تو سُن لینا کہ اختر النسا اور زینت النسا دونون کا جنازہ نکلا بس پھر ہم جان ہی دے دینگے - برسون بعد ایک غمخوار کو پایا ہی اب اُسکو چھوڑ کر بھلا کہان جائین - اچھا اِسکا جواب پھر دیجیے گا پہلے اپنا حال تو بیان کیجیے کہ آپ کہان سے آتے ہین کہان کو جاتے ہین - یہان کون لایا - کس نے پتا بتایا - میان آزاد نے کہا تمھارے چارون سوال کا مختصر جواب یہ ہی کہ یہان جذب شوق لایا اور محبت نے پتا بتایا - باقی رہا ہمارا حال وہ ناگفتہ بہ کہان سے آتے ہین اور کہان جاتے ہین یہ پھر بتا دینگے -

جب دن قریب اختتام و آفتاب لب بام ہوا تو میان آزاد خانہ برباد وحشی مادر زاد کو سفر کی دھن سمائی اور حضرت نے بوریا بدھنا اُٹھانے کی ٹھہرائی مگر سوچے کہ اگر کوچ کا لفظ زبان پر لاؤنگا تو ان دونون نازک بدن غنچہ دہن بہنون کو خدا نا کردہ مُردہ ہی پاؤنگا اور ابھی اچھی طرح بدن مین سکت بھی نہین آنے پائی کہ ہماری آ شامت آئی کہ سرا کو چھوڑا آرام و آسائش سے منھ موڑا عقوبت سفر سے ناتا جوڑا اب مناسب یہی ہی کہ آج شب کو یہین بستر جمائین اور خوب دل کھولکر خوش گپی اڑائین - اُدھر خاتون شب نے بڑے ٹھسے سے نکھار کیا ادھر گھر کی سلیقہ شعار لونڈیون نے لذیذ و لطیف خاصہ تیار کیا - میان آزاد نے بعد مدت زینت النسا اور اختر النسا کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھایا اور لطف مزید اُٹھایا - ؎

فصل گل آئی ہو عشرت کا ساماں باغ مین	نغمہ زن ہین بلبلین طاؤس رقصان باغ مین
ہر روش پر سرو مینا جام گل غنچے سبو	میکشی کا غیب سے کیا کیا ہی سامان باغ مین
جھوم کر پڑھتے ہین گلبن طفل مکتب کیطرح	دفتر گل ہی کہ سعدی کی گلستان باغ مین
باغبان ہی خواب مین جلدی جگا دے ای نسیم	پھول چنکر بھر لیا گلچین نے دامان باغ مین

بزم مین پڑھکر غزل خاموش صفدر ہو گیا
یا چھک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغ مین

زینت النسا- ہائے پُرانی صحبتون کا لطف آنکھون کے سامنے پھر گیا آیئے کھانا کھا کر چمن مین چلین- اور چہل قدمی کرین اب باغ کیا خاصہ راغ ہی بلبلون اور خوش الحان طائرون کے عوض مسکن بوم و زاغ ہی- مگر چلیئے ذرا دل بہلائین گھوم گھام کر پھر چلے آئین مگر وہان جاکر دل بھر آئے گا کلیجہ دھڑ دھڑ کرے گا قسم لیجئے جو مہینون چمن کا نام بھی لیتی ہون- وہان جاکر کرین کیا سُنا نہین- ؎

بے گلعذار جاکے گلستان مین کیا کیا	ہان یہ کیا کہ داغ کسن کو نیا کیا

گلون کو دیکھ کر گلبدن یاد آئے- مگر خیر سے پھول تو نام کو نہ پائے پھول وہان کہان جنگل ہی یا چمنستان وحشت مسکن چہار طرف آشیانہ زاغ و زغن- ؎

نظر آتا ہی گل آزردہ دشمن باغبان مجھکو
بنانا تھا نہ ایسے بوستان مین آشیان مجھکو

اختر النسا- ہان باجی ہم کہنے ہی کو تھے چلیئے کھانے سے فراغت پائین تو میان آزاد کے ساتھ برسون بعد سیر کر آئین-

جب کھانے سے فراغت پائی اور تینون نے مل کر گلوری پر گلوری کھائی تو زینت النسا نے فرط طرب سے اختر النسا اور میان آزاد کو ہمراہ لیکر باغ پر فضا و ندرت انتما مین قدم رنجہ فرمایا- ؎

وحشت فزا ہوا ہی کچھ ایسی بہار کی	پھولا جو پھول اُسنے قبا تار تار کی

ان دونون بہنون کے والدین عیسائی ہو گئے تھے مگر نام نہین بدلا تھا نہ وضع تبدیل کی تھی-

آزاد- اہو ہو ہو- یہ پُرانا درخت ہی- اسی کے سایہ مین ہم رات بھر بیٹھے تھے- لطف یہ کہ اندھیری رات مین کیفیت اور چاندنی مین بہار- اہاہاہا- یہ وہ روش ہی جسپر ہمارا پانون پھسلا تھا اور ہم گرے تو اختر النسا خوب کھلکھلا کر ہنسی- یاد ہے اختر النسا کیون نہین جب ہم جھلائے تھے تو تم ہنستی ہوئی بھاگین مگر بید دھڑک جھمک جھمک کر جو چلین تو تمھارا بھی پانون پھسلا اور دھم سے تم بھی گرین تمھارے یہان ایک بوڑھی عورت تھی زبین کی مان

اختر النسا- تھی کیا معنی- کیا اب نہین ہی- ای وہ ہمسے تم سے ہٹی کٹی ہی- خاصی کٹھو تاسی بنی ہوئی ہی-

آزاد- کون! زبین کی مان! کیا وہ بوڑھی ابھی تک زندہ ہی اُف کیا عاقبت کے بورئیے بٹورے گی- اُسکا تو ایک ایک بال سفید سن سا ہو گیا تھا-

خیر وہ اختر النسا کو اُٹھانے گئی مگر اُسکا پانون بھی رپٹا اور دھم سے گری- غرضکہ تین چار آدمی دھم دھم کرکے گرے-

چلتے چلتے باغ کی کوٹھی مین جو گئے تو وہان اپنا لکھا دیوار پر دیکھا اُسپر لکھا تھا کہ میان آزاد خانہ برباد نے آج اِس باغ کو معائنہ کیا- یہ پڑھ کر میان آزاد بڑے مسرور ہوے دل ہی دل مین کھلے جاتے ہین-

اتنے مین پیر مرد یعنی اُن دونون بہنون کے چچا جان بھی خرامان خرامان تشریف لائے-

پیر مرد- کہیے اب سوقت طبیعت تو نصیب اعدا ناساز نہین ہے خبردار بھائی اب ہماری جن سفر کا نام نہ لینا- ایسا کوئی کرتا ہی بھلا توبہ توبہ- جوانی بھی کیا دیوانی ہوتی ہی ہائے کچھ سوجھتا ہی نہین ہم نے کل آپکو جو دیکھا تو کچھ خیال سا آیا کہ اِس نوجوان کو ہم نے دیکھا ضرور ہی جب یہان آئے تو زینت النسا کی زبانی معلوم ہوا کہان رہے اتنے دن- بس اب تو کچھ ایسا کرنا چاہیئے کہ یہان ہی رہیئے زینت النسا آپکو روز یاد کیا کرتی تھین اُٹھتے بیٹھتے آپ ہی

کا نام ورد زبان - بارے خدا خدا کرکے آپ کی شکل خدا نے دکھائی منھ مانگی مرادان دونون بہنون نے پائی - اب آپ یہان ہی رہیئے - زینت النسا کو جو تم سے محبت ہی وہ اُنکا اور تمھارا دونون کا دل جانتا ہوگا - اگر تم چلے گئے تو پھر سمجھ لینا کہ اصیلین مغلانیان ہمجولیان لونڈیان باندیان طعنے دے دیکر اُنکی زندگی وبال کردینگی - اور اُنکو ایک دم بھی زندگی محال ہوجائے گی ہم لوگ گو عیسائی ہین مگر عیسائی اور مسلمان مین شادی جائز ہی یہ تم کو نہ جانے دینگی اور نہ تم اُنکو چھوڑکر جاؤگے اسی باغ مین ہم کرہ یا بنگلہ بنوا دینگے - مزے سے زندگی بسر کیجئے

میان آزاد یہ گفتگو سنکر عرق عرق ہوگئے - ہان کہین تو نہین بنتی نہین کہین تو شامت آئے چپ - لب بند - سناٹے مین تھے کہ کہین تو کیا کہین روم جانے کی دھن تو سما ہی تھی حسن آرا اور سپہر آرا ہر دم اُنکے گویا پیش نظر رہتی تھین اور دل سے لگی تھی کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے ہم روم ضرور بالضرور جائینگے
ع - ہرچہ بادا باد ما کشتی درآب انداختیم + السعی منی والاتمام من اللہ - پیر مرد سے اُنھون نے مسکراکر کہا کہ قبلہ وکعبہ ابھی تو مین یہان ہون ہی - آپ نے جو کچھ فرمایا اُسکا مشکور ہوا لیکن بعد غور وفکر جواب عرض کرونگا -

پیر مرد گھر کی طرف جانے لگے پوچھا کہ کیون بھئی وہ تمھارے ساتھ پستہ قامت کون آدمی تھا کچھ اُسکی بھی خبر ہی یا یہان آکر اس سے بالکل غافل ہی ہوگئے - واہ اچھا ساتھ دیا - تب تو میان آزاد چکر مین آگئے کہ لاحول ولاقوۃ - خوجی وہان ہی پڑے رہے اور ہمین خیال بھی نہین رہا لاحول ولاقوۃ گالیان بھی دیتا ہوگا - پیر مرد نے اپنے ایک آدمی کو روانہ کیا اور پتہ دیا کہ فلان مقام پر جاکر اُنکو اپنے ساتھ لے آؤ اور اس باغ مین ٹھہراؤ -

میان خوجی کا حال زار سنیئے کہ چار گھڑی دن رہے تک تو میان آزاد کے خیال مین غلطان پیچان رہے - اب آئین اب آئین مگر اُنکا پتہ ہی نہین - ندارد - اتنے مین اُنکی گھوڑیا ایک کسان کے کھیت مین چرنے لگی - کسان نے للکارا کہ ارے کسکی ٹٹوی ہی رے - اب آپ سن رہے ہین مگر بولتے نہین اُسنے خوب گالیان دین آپ بیٹھے سنا کیے ٹٹوی پر دو چار ڈنڈے بھی پڑگئے مگر حضرت خاموش - جب اُسنے ٹٹوی کو پکڑا اور کانجی ہوس لے چلا تب تو آپ چونکے اور لپٹ کر اُس سے گلخپ کرنے لگے وہ جھلایا کہ ایک تو کھیت کا کھیت ہمارا ستیاناس کردیا اس سرے سے اُس سرے تک چرا دیا - اُسپر طرہ یہ کہ غراتے اور آنکھین دکھاتے ہین ایک دھکا جو دیا تو آپ نے تین لڑھکنیان کھائین اور سنبھل کر اُٹھے تو ماشاءاللہ وہی خم وہی دم - وہی بلون پر طبیعت غل مچاکر کہا کوئی ہی - لانا تو قرولی - وہان تھا کون - کانا ٹٹو اور بدھو نفر - سو وہ کانا ٹٹو بھی کانجی ہوس جاتا ہی - جب خوجی نے دیکھا کہ وہ کسان ہاری جیتی ایک نہین مانتا اپنی ہی سی کیے جاتا ہی تو آپ کو یہ سوجھی کہ دھم سے ٹٹوی کی پشت پر - کسان نے کہا اچھا جہان گدھے بندھتے ہین وہان ہی تم کو بھی ہم باندھینگے کانجی ہوس کے ایک کونے مین تم بھی باندھے جاؤگے - اور اپنے کو مفت مین الو بناؤگے - خیر آپ مزے سے اُسکی پیٹھ پر لدے ہوئے چلے اور بار بار قرولی مانگتے جاتے ہین آگے آگے کسان پیچھے پیچھے ٹٹوی اور ٹٹوی کی پیٹھ پر خوجی - کہان چلے میان چلے کہان کانجی ہوس چلے اور کہان جائینگے - کسان بولا گدھے ہین یہ کھیت کھائے جاتے تھے اب دھرے گئے - پیر مرد کا آدمی جو گیا تو خوجی کا کہین پتا ہی نہین - وہ کانجی ہوس پہونچے آدمی نے اِدھر اُدھر ڈھونڈھا اور جاکر کہہ دیا کہ وہان خوجی نہ ٹٹو اسباب ور گھوڑی ور سائیس حاضر ہی

میان آزاد خانہ برباد اور وہ دونون اصنام پری زاد اُس
گلزار خوش سواد مین جان جہان اور خرامان خرامان تماشاے
ریحان ضیمران کرتے تھے کبھی میان آزاد نے اپنی پیاری زینت النسا
کے ہاتھ مین ہاتھ دیا۔ اور ٹہلنے لگے کبھی اختر النسا کو ساتھ لیا اور
روشون پر سیر کرنے لگے کبھی بیچ مین آزاد داخل بغل پری نژاد
سرو قامت رشک شمشاد اُسوقت ان تینون بچھڑے ہوؤن کا
عجب حال تھا کبھی فرط طرب سے اشک جاری کبھی مارے خوشی
کے گریہ وزاری کبھی کھلکھلا کھلکھلا کر ایک نے دوسرے کے چٹکی لی
اُسنے قہقہا اڑا دیا۔ اُسنے زغن بھری۔ چوطرفہ باغ مین اُچکنے لگے
اختر النسا بعد مدت آج اس قدر ہنسی تھی۔ ورنہ اُسکے شوہر نے
اُسکے دل کو مرکز دائرہ ادبار اور نقطۂ پرکار انتشار بنا دیا تھا
میان آزاد کا ساتھ جو گلزار پر بہار مین مطلق العنانی اور آزادی
سے ملا تو غنچۂ دل نسیم بہجت کے اہتزاز سے کھل گیا گویا خزانۂ
قارون مل گیا نعمت غیر مترقب ہاتھ آئی منھ مانگی مراد پائی سمجھی
کہ بخت خفتہ بیدار ہوا بیڑا پار ہوا گھڑی گھڑی خدا کا شکر بجا لاتی
تھی۔ اور بار بار کھلی جاتی تھی۔ چہرہ گلنار تھا۔ مگر دیدہ
اشکبار تھا سکندر نے ظلمات مین وہ نہین پایا جو زینت النسا
نے شربت دیدار آزاد مین پایا۔ اختر النسا تو مریض عارضہ غم والم تھی انکو
کیا دیکھا کہ گویا مسیح آسمان چہارم سے اتر آیا۔ بڑی دیر تک
باغ پر فضا و گلزار دلکشا مین جھوم جھوم کر چہل قدمی کی زینت النسا
محو دیدار۔ اختری باغ وبہار۔ مگر آزاد ظاہر مین خوش باطن مین
دلفگار۔ وہ دونون نہین سمجھتی تھین کہ میان اب یہان
سے نہ جائینگے نہ جائینگے۔ اسی کلبۂ احزان کو منور
فرماوینگے۔
اختری سمجھی کہ اب زینت النسا کے ساتھ انکا نکاح ہوگا
زینت النسا کھلی جاتی تھی کہ اب ہمارا بیاہ ہوگا مگر آزاد کو حسن آرا
کی دھن تھی یہی اُدھیڑ بن تھی۔ وہ یہان تھے مگر دل کہین اور تھا
سوچتے تھے کہ خداوند جس گھڑی ہم ان دونون سے رخصت
ہونگے۔ وہ بھی کیسی قیامت کی گھڑی ہوگی کہرام مچ جائے گا حشر
سامنے آنکھون کے نظر آئیگا شور محشر بپا ہوگا۔ ستم کا سامنا ہوگا۔
اختر النسا کی جان خدا ناکردہ ہونٹون پر آئے گی۔ زینت النسا
اپنے دل مین شرمائے گی کہ یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ آزاد نے دو گھڑی
کو آن کر مفت کا رنج دیا رنج نیا غم دے گئے دم بھر کو آکے
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اختر النسا نے کہا کہ اب چلیے مہتابی پر
چلکر بیٹھین گے تو لیٹے لیٹے خوب باتین ہونگی۔
میان آزاد سوچے کہ بھی ہم بھی واللہ کتنے خوش نصیب آدمی
ہین جہان جاتے ہین جس سے ملتے ہین جو دیکھتا ہے جس سے
ملاقات ہوتی ہے سب یہی پیغام سُنا کہ نکاح پڑھوا لو جو کہین ہم
بیاہ کرنے پر مستعد ہون تو ایک ایک شہر سے ایک ایک درجن بھر
بیویان لائین کھانچی کی کھانچی بوروؤن ہی سے بھر جائے بمعقول
اچھی منڈی مقرر کی ہے۔ ایک دو نہین کھانچی بھر گئے حسن آرا
سپہر آرا۔ اللہ رکھی۔ زینت النسا۔ اختر النسا جسکو چاہون بیاہ
لون۔ مگر حسن آرا کے سوا اور سب حرام ہین لیکن پیر مرد بھی واللہ
کیا بے تکلف بزرگ ہین کیسے مزے مزے سے ہم سے کہا کہ
اس چمنستان بیخزان مین وہ طلسمات کا سمان ہو کہ چکا چوند کا عالم
ہو نظر نہ ٹھہرے۔ زینت النسا تمھاری عاشق زار ہے۔ اور اُسکا عشق
صادق ہے بھلا ممکن ہے کہ تم اور اُسکو چھوڑ کر جاؤ خود بھی صدمہ
مفارقت اٹھاؤ اور اُسکو بھی تڑپاؤ واللہ ایسے بے تکلف بڈھے
بھی نہ دیکھے ہونگے مگر وہ بھی سمجھے کہ ایسی ستین کے بے شوہر بھی
گلبدن چاہیے اور آزاد ہی کا سا غنچہ دہن چاہیے مگر جسوقت

ہم نے اختر النسا کا حال زار دیکھا تو کلیجہ منھ کو آیا۔ ہندوستان کی رسوم مذموم سے خدا سمجھے۔ یہ شادی ہے یا رنج والم کی خانہ آبادی ہے۔ یہ شادی ہے یا خانہ بربادی۔ میان کوہ ہماچل کی سیر کر رہے ہین بیوی مدراس کے بندر مین اُچک رہی ہین۔ اور یار لوگون نے شادی ٹھہرائی ہے۔ شوہر سندربن مین۔ جورو بھالرا پاٹن مین اور جب سے جنم پتری ملا کے اور کنڈلی دکھا کے بھونری کی تیاری کر ہی تو دی۔ ع۔ خانۂ ملّاح در چین ست و کشتی در فرنگ ٭ یہان تو والدین کی یہی نیت رہتی ہے کہ لڑکی کو کسی طرح بھاڑ مین جھونک ہی دین یا اندھے کنوئین مین دھکیلین اختر النسا کے چچا نے سمجھ بوجھ کر شادی کی ہوتی تو یہ روز بد کیون دیکھتی اُسکی کیون حالت اس درجہ زار ہوتی۔ رنج والم سے کیون دوچار ہوتی۔ زینت النسا کیون صید انتشار ہوتی۔

ان باتون پر جب ہم غور کرتے ہین تو جی جلتا ہے اور بے اختیار کلیجہ منھ کو آتا ہے مگر اپنا بس ہی نہین چلتا ہے۔ کرین۔ کیا کہین کس سے۔ یہ سوچے کہ کل صبح کے وقت یہان سے بستر اُٹھائین اور سیدھے روم ہی جائین بس راستے مین کہین بسیرا کرین اُس پر چاہین یا مرین لیکن زینت النسا سے کیا کہین اختر النسا سے کیونکر رخصت لین وہ تو رو رو کے اپنا حال خدانخواستہ تباہ کر لینگی ناکون دم آجائے گا۔ مگر بخت خفتہ نے یاوری کی اور خدا نے اُنکی سُن لی۔ جب مہتابی پر جا کر فرش مکلف پر بیٹھے اور چاندنی نے سبزے مین کھیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چلین تو زینت النسا نے کہا کہ میان آزاد کہو اُن پہیلیون مین سے بھی کوئی یاد ہے۔ اختر النسا بولی ہان ہان میرے آزاد تمھین اللہ سون کوئی پہیلی بجھواؤ۔ بہت دن ہوے کوئی چیستان سننے مین نہین آئی۔

آزاد۔ اچھا بوجھیے۔

اشتر کلنگ بے دم	نے جو خورد نہ گندم
آبے خورد نہ در یا ہم	فیضے دہد بہ مردم

اختر النسا۔ حقہ ہے۔

زینت النسا۔ واہ کہین ہو نہین۔ ایسی بڑی بوجھنے والی آئین۔ ہم بتائین۔ دیکھو۔ بادل۔ کیون۔

آزاد۔ ہان ابر ہے۔ اچھا اور بوجھیے۔

آن چیست دہن ہزار دارد	در ہر دہنے دو مار دارد
شاہیست نشستہ بر سر تخت	آن را ہمہ در شمار دارد

اختر النسا۔ ہزار دہن۔ ایہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔

زینت النسا۔ گتی کیسی۔

آزاد۔ کچھ نہ بتائین گے جو پابند صوم وصلوۃ ہین وہ خود ہی سمجھ جائین گے۔

اختر النسا۔ ہاہا ہا مین سمجھ گئی۔ اللہ کی سون سمجھ گئی بیشک تسبیح ہے۔ دگو دکرا کیون کیسی بوجھی تسبیح ہے ضرور تسبیح ہے۔

آزاد۔ ہان اچھا یہ تو کوئی بوجھے بھلا۔ تن گورا دکھ سانورا رہین سمندر تیر۔ ارے ہاتو یہ نہین کہینگے۔ اور سنیے۔

راجا کے گھر آئی رانی	اوگھٹ گھاٹ وہ پیوے پانی
مارے للاج کے ڈوبی جاے	ناحق چوٹ پڑوسی کھانے

زینت النسا۔ وہ رانی کیسی جو اوگھٹ گھاٹ پانی پیوے اور پڑوسی کے چوٹ کھانے سے کیا علاقہ۔ ہماری سمجھ بوجھ مین نہ آنے کی بتا دو۔ بس اب بوجھ چکے۔

اختر النسا۔ واہ دیکھو بوجھتے ہین گھڑیال ہے۔

آزاد۔ واللہ خوب بوجھی۔ اچھا اب کی بوجھیے۔

ایک نار سبھا مین جب آئے ساری سبھا بھوچک رہ جائے
جاتر چاتر دا کے پار مورکھ دیکھین موہنھ پسار

زینت النسا۔ (تھوڑی دیر غور کر کے) اسکو کوئی بوجھ دے تو مٹھائی کھلاؤن۔

آزاد۔ یہ اسوقت یہان موجود ہے۔ بس اتنا اشارہ بہت ہوتا ہی سمجھ جایئے۔

اختر النسا۔ ہم ہار گئے اب آپ بتا دین۔

آزاد۔ بتا ہی دون پھر یہ چیستان کی پہیلی ہے۔

زینت النسا۔ ارے اُف کتنی موٹی بات پوچھی اور ہم نہ بتا سکے۔ توبہ۔ توبہ۔

اختر النسا۔ اچھا بس ایک اور کہہ دیجیے پھر نہ کہیے گا بس ایک ہندی کی پہیلی ہو یا خیر جانے دیجئے۔ آپ کو کہانیان بہت سی یاد ہین۔ کوئی کہانی ہی کہیے۔ مگر اچھی کہانی ہو۔ لڑکون کے بہلانے کی نہو۔

زینت النسا۔ ہان کہانی سنے کو بہت دن ہوے۔

آزاد۔ ایک ملک مین جسکا ہر کوچہ و برزن خوش سواد اور چپہ چپہ آباد تھا دو بہنین رہتی تھین دونون خواندہ و تربیت یافتہ دونون گلفام و نازک اندام۔ دونون پری رو اور یاسمن بو۔ دونون حسین و زہرہ جبین۔ دونون حیا پرور اور پاک نظر۔ دونون عفت مآب و عصمت انتساب۔ زہاد اُنکے شیدا۔ دیندار انپر فدا وہ عشوہ گری وہ شان دلبری کہ واہ جی واہ۔ ایک عالم اُنکے گل عارض پر ہزار جان سے مفتون۔ وہ لیلی اور خلق خدا مجنون انداز معشوقانہ۔ چال مستانہ۔ شوخ و چالاک مثل بلبل مست و بیباک۔ باغ پر فضا مین بہار بروح افزا۔ اور بیچون بیچ مین ایک قصر دلکشا۔ کہین تختہ گلاب کہین لالہ شاداب کہین مور یلون کی سریلی جھنکار۔ کہین پپیہون کی پکار۔ چو طرفہ سبزہ زار پر بہار۔ اور قصر فرح بخش کے نیچے رود بار۔ آسمن رنگین بجر سے چھوٹتے تھے اور صافی مزاج جوان نظارہ بازی کے مزے لوٹتے تھے۔ حسن اتفاق سے اک جوان طناز کی اُن بتان نازک انداز سے آنکھ لڑ گئی۔ اسکی انپر اور اُسکی اُنپر نظر پڑ گئی عشق نے طرفین سے زور کیا اور صدمہ بیجا نے بالکل بھور کیا اُنکا دل پر اضطراب انھین صدمۂ مفارقت کی تاب نہ جدائی کی تاب وہ اُدھر سر دھنین یہ ادھر تنکے چنین۔ نہ اُنکو چین نہ ان کو آرام عیش و عشرت کو دور ہی سے سلام۔ آخرکار جذب دل نے دونون کو ملا ہی دیا۔ وصال نصیب ہوا کچھ دن بجرون پر خوب سیر دریا کی اور ایک دوسرے کی محبت آزمائی مگر شادی کا حرف فرط حیا سے لب تک نہ آیا۔ دونون مین سے ایک نے بھی کچھ عرصہ تک اپنا ما فی الضمیر نہ بتایا۔ مگر آنکھین ہی ترجمان دل تھین کہنا سُننا کیا تھا عشق بھی بھلا چھپانے سے چھپ سکتا ہے کیا مجال عاشق کا گریبان اور چاک نہو محال بلکہ محض محال۔ اُس جوان کو عشق خام نہ تھا اُنکو عشق برائے نام نہ تھا عشق صادق تھا مگر بخت نہ مساعد و ناموافق تھا آخرکار ایک روز سعید بہتر از عید اُس جوان طناز نے اپنی ناظورۂ ملاک نظر فریب عدوے صبر و شکیب کو باغ روح افزا مین تنہا مصروف سیر چمن پا کر جی کڑا کر کے کہہ ہی دیا کہ اب تو مصاحبت کو عرصہ ہوا۔ ایک التماس عجز اساس ہے اگر سن لو اور قبول کرو تو شاہد آرزو سے ہم آغوش ہو جاؤن اور گل مراد سے بھری جھولی لیجاؤن اُسنے مطلب کی بات چبائی اور کسی قدر تنک ہو کر یون زبان پر لائی کہ بس ذرا دور ہی سے بات چیت رہے۔ ابتو آپ نے پیٹ سے پانون نکالے یا شا اللہ آپ بھی پر کنے لگے ای تیری قدرت ذرا آئینہ مین منھ تو دیکھیے۔

یہ شکل یہ صورت یہ وحشیون کی سی قطع یہ جنگلیون کی سی وضع اور یہ شوق یہ ذوق آج سے آپ ہمین صورت نہ دکھا ئیے گا اور دکھا ئیے گا تو باغ مین نہ آئیے گا جوان طناز تو مزاج دان معشوقان شیرین انداز تھے ہی تاڑ گئے۔ اور تھوڑی دیر سکوت کر کے منھ بنایا اور یہ شعر پڑھتے ہوے چلے۔ ؎

محفل سے تیری او بت نا آشنا چلے
آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے

جب اُس سیمتن نے دیکھا کہ اُسکا عاشق زار اُٹھکر چلا تو بگڑی ہوئی بات یون بنائی کہ اے ہے یہ کج ادائی۔ عاشق تو ہوے مگر خیر سے مزاج مین معشوق پن ہی۔ تو ہم پر چھدار کھکر نہ جائیے گا جوان نے آہ سرد بھر کر کہا کہ ؎

محفل سے تیری او بت نا آشنا چلے
آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے

اپنے دل مین سمجھ گئے کہ مطلب نکل آیا اور آہستہ سے یہ شعر پڑھا۔ ؎

بہت نزدیک ہو اہم عاشقون سے کوچہ جانان
تھکے ماندے مسافر آگئے ہین پاس منزل کے

وہ حسین و خوش ادا مسکرائی اور یہ شعر پھر زبان پر لائی۔ ؎

ہوا بیہوش مجنون دیکھتے ہی جلوہ لیلےٰ
پڑے غفلت کے پردے اٹھ گئے پردے جو محمل کے

الغرض کئی مہینے تک یہی بات چیت رہی آخر کار جوان طناز سے اُس بت سراپا انداز سر مست خوبی و ناز نے کہا کہ ہم تم راضی تو کیا کرے گا قاضی لیکن ایک شرط سے نکاح کرینگے اور وہ پوری ہو تو ہم پھر ضرور بیاہ کرینگے۔ وہ یہ کہ تم روم جاؤ اور وہان سے سرخ رو ہو کر آؤ۔ روسیون کے ظلم سے اہل اسلام کو بچاؤ اور تمغہ مجیدی لگاؤ۔ جوان طناز نے یہ شرط منظور کر لی۔

اختر النسا۔ سچا عشق تھا۔ عشق خام نہ تھا۔

آزاد۔ مگر وہان سے چلے تو راہ مین نیت ڈانوان ڈول ہو گئی کسی اور کے ساتھ شادی کر لی اور اُسکو جُل دیا۔

اختر النسا۔ توبہ توبہ بڑا برا کیا۔ بڑی حماقت کی بڑی غلطی کی سچا عشق نہ تھا بس زبانی ہی داخلہ تھا۔ یا وہ گرما گرمی یا یہ سرد مہری۔ یا یہ آن شور اشوری یا یہ اپن بے نمکی۔

زینت النسا۔ رنج ہوا جو اسقدر عاشق زار تھا تو جو رہی آنکھ منہ ڈالتا روم جاتا اور پھر جاتا۔ مگر کوئی مزور مکار عیار فقرہ باز تھا عاشق نہ تھا۔ عاشق ہوتا تو روم جاتا۔ ایک نہ مانتا۔

واہ رے آزاد سفر کرتے کرتے ایک ہی کائیان ہو گئے تھے کس چکمے سے اُن دونون کی زبان سے قبولوا لیا کہ روم جانا ضرور ہی۔ وہ بیچاری کیا جانتی تھین کہ جوان طناز کے پیرایہ مین یہ اپنا ہی حال کہہ رہے ہین اور ہم کو جھانسا دے رہے ہین انھون نے سادگی سے کہہ دیا کہ روم ضرور جانا چاہیے تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد میان آزاد نے زینت النسا سے دست بستہ کہا کہ پیاری زینت النسا جو کہو وہ کرون یہ مین نے اپنی ہی داستان در پردہ سنائی اور اپنی ہی حالت ظاہر کی۔ اب جو حکم دو وہ منظور جو صلاح بتاؤ وہ قبول۔ ایک کافر پر دل آیا ہی اور اُسی نے وعدہ فرمایا ہی کہ روم جاؤ اور وہان سے نیکنام ہو کر آؤ تو شہنائی ہمارے دروازہ پر بجے اور برات سجے۔ یہان تمکو دیکھا تو اب قدم نہین اُٹھتا مگر اپنی بات کا پاس ہی اب صلاح معقول دو۔ اور قسم لو جو تمھاری صلاح کے خلاف عمل مین لاؤن تو سور ہی بن جاؤن۔ اسقدر سُننا تھا کہ اختر النسا کی آنکھین ڈبڈبا آئین اور زینت النسا کا رنگ فق ہو گیا۔ سکتے کا عالم تھا۔ ایک نے زور سے کہا ہاے۔ دوسری تڑ سے فرش پر گر پڑی اور کراہنے لگی۔

اختر النسا۔ ہاے تو پھر آے یہان کیا کرنے۔ فرقت کے

دھڑکے نے مار ڈالا۔ اب دن کو آہ و زاری اور شب کو اختر شماری رہے گی۔

زینت النسا۔ خدا کرے ہم خواب دیکھ رہے ہوں۔ آزاد تم ہمارے دشمن نکلے۔ آرزو کی کمر توڑ چلے۔ ساری اُمیدیں خاک میں مل گئیں۔ ؎

شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں	وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہیں رہی

آزاد۔ شکل وہی شباہت وہی عشوہ وہی وجاہت وہی جوبن وہی ملاحت وہی شباب وہی آب و تاب وہی ہم وہی۔ مگر۔

زینت النسا۔ مگر کوچہ گردی کی دُھن سمائی ہے شیطان نے اُنگلی دکھائی ہے کسی پری رو پر طبیعت آئی ہے۔ ؎

لیے پھرتا ہے مجھکو جا بجا دل	مرا بے چین ہے ہر جا چلبلا دل

سننے والی۔ باجی اب انکو یہی صلاح دو کہ روم جائیں مگر قول و قرار کر لو کہ جب واپس آئیں تو ہم سے بھی ملیں۔ ہمیں بھول نہ جائیں۔

آزاد۔ کیا مجال۔

اتنے میں باہر سے آواز آئی کہ نہ ہوئی قرولی ورنہ خون کے تراٹے بہنے لگتے۔ کئی آدمیوں کا خون ہو گیا ہوتا۔ وہ تو کہیے خیر گذری ورنہ تم ہی ہو جاتا۔ میاں آزاد نے پکارا بھائی خوجی ہیں۔ میاں خوجی نے کہا واہ۔ واہ۔ واہ کیا ساتھ دیا ہمکو چھوڑ کر بھاگے اور بھاگے تو خبر بھی نہ لی۔ یہاں کسان سے ڈنڈا چل گیا کانجی ہوس میں ایک برقنداز سے لاٹھی پونگا ہو گیا اور یہاں تک آتے آتے نہ جانے کتنے آدمیوں سے کگھپ ہوئی۔ آپ کو کیا۔

آزاد۔ اجی چلو صحیح سلامت تو آئے اب تنگ تو بڑا اتارو اور گھانس دانس کھاؤ اور یہاں تک آئے کیونکر آپ۔

خوجی۔ اجی وہی بوڑھے بزرگ راہ میں ملے سو یہاں تک لے آئے ورنہ کانجی ہوس میں واقعی گھانس ہی کھانے کی نوبت آئی خوجی نے باہر بستر جمایا اور کھانا کھایا۔ اور حقہ گڑگڑانے لگے۔

میاں آزاد خانہ برباد نور کے تڑکے زینت النسا اور اختر النسا سے رخصت ہوئے زینت النسا مغموم و گریان۔ اختری مصروف آہ و فغان روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ میاں آزاد بھی رفیق القلب آدمی زار زار رونے لگے۔ آخر کار دونوں کو سمجھایا کہ اس رونے دھونے سے بجز اسکے کہ خود بھی ہلکان ہو اور ہم کو بھی حیران کرو اور دل کو کڑھاؤ کیا نتیجہ نکل سکتا ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ سکوت اختیار کرو اور مشیت ایزدی سے انسان کو مجبور سمجھ کر خاموش ہو رہو۔ یہ میں اپنی تصویر دیے جاتا ہوں اسکو جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ خدائے پاک کی قسم میں خط برابر بھیجتا رہونگا اور جب واپس آؤنگا تو پہلے تم سے ملونگا پھر کسی اور سے۔ یہ کہکر پانچ اشرفیاں زینت النسا اور پانچ اختر النسا کو دیں اور زینت النسا کے چچا اور چچی کو بلا کر یوں سمجھایا۔

قبلہ و کعبہ آپ بزرگ ہیں اب کلہ بکلہ آپ سے کون لڑے مگر چاہے آپ بُرا مانیں چاہے بھلا۔ اتنا تو ہم ضرور کہینگے بیچ کھیت کہینگے۔ ڈنکے کی چوٹ کہینگے کہ آپ نے اختر النسا بیچاری کو زندہ درگور کر دیا جیتے جی مار ڈالا۔ دین کا رکھا نہ دنیا کا۔ آخر سوچو تو کہ تم کو سوجھی کیا اتنے بڑے بوڑھے ہوئے اتنا نہ سوچے کہ اس خدائی خوار گدھے سوار کو جو لڑکی دونگا تو اسکی ساری عمر مفت میں برباد ہوگی یا نہ ہوگی آدمی اپنی لڑکی کو بیاہے تو ذرا تو سوچے کہ دولہا کیسا ہے سلیقہ شعار ہے یا بدتمیز شہدا ہے یا ہر دلعزیز یہ نہیں کہ شہدوں لچوں اوباشوں بدمعاشوں کے حوالے کر دیا اس بیچاری کو ساری عمر آپ نے آتش غم میں جلایا اور اسکے

حسن وجوانی کو خاک مین ملایا۔ سُنا اُٹھکے میان پاک بیباک چھٹے ہوے شہدے ہین۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ آپنے کیا تم ڈھایا خیر جو ہوا وہ تو ہوا ہی اب فرمایئے کہ اب بھی کوئی تدبیر ہے۔ یا اختر النسا سے ہاتھ ہی دھو بیٹھین اور اپنی قسمتون کو رو بیٹھین۔ وہ کچھ لکھا پڑھا بھی ہے یا بالکل کورا۔ الف کے نام بے نہین جاننا مین تو ایک اجنبی آدمی ہون مین بلاتا تو وہ بھڑک جاتے اور کہنا بھی نہ مانتے مگر آپ بلایئے اور کسی روز سمجھایئے کہ آخر کار کچھ انجام بھی سوچتے ہو یا تمام عمر شہدون ہی کی صحبت مین صرف کروگے اور پند ونصائح کیجیے۔ شاید راہ راست پر آئے۔ اور اپنے دل مین اپنے افعال ناشائستہ پر شرمائے۔ اور پھر آیندہ ایسی حرکات لغو سے باز آئے۔ گفتہ گفتہ اثرے دارد۔ اور اگر وہ سیدھے ڈھرے پر نہ آیا اور آپ کا کہنا اُسنے نہ مانا تو خیر مجبوری ہے یا قسمت یا نصیب یا بخت۔

پیر مرد نے یہ نصیحت سُنکر ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی۔ کیا ہمکو اختری کا پیار نہین کیا ہم اُس بیچاری معصوم کو گرفتار رنج ومحن دیکھکر خوش ہوتے ہین مگر نہین مگر کرین کیا اب تو جو ہوا سو ہوا۔ اور اُس بدبخت لڑکے کو سمجھائے کون۔ سُنتا نہین ہے۔

حضرت ناصح گر آئین دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی اتنا تو سمجھا دو کہ سمجھائین گے کیا

بس وہ سمجھ چکے پڑھا لکھا بھی واجبی ہی واجبی ہے۔ ہم تو ہاتھ ملکر رہ گئے اب آپ پوچھیےگا کہ آخر لڑکی دی ہی کیون ایسے جاہل شہدے کو۔ اسکا جواب بجز انفعال کے اور کیا ہی سکوت اور پشیمانی ہی اسکا جواب ہی۔ افسوس کیے سے اب کیا ہوتا ہی میان آزاد نے کہا کہ واہ رے انگریز۔ واللہ انکے یہان کتنی عمدہ رسم ہی کہ جبتک نوکر چاکر نہو تب تک شادی نہین کرتے وہ تو شادی کرنی بھی لین چاہین مگر انکو لڑکی کون دے۔ اور اگر کوئی بیوقوف لڑکی دینے پر آمادہ بھی ہو جائے تو لڑکی بھلا کب منظور کرے۔ خلاصہ یہ کہ جبتک اُن کو بخوبی معلوم نہین ہو لیتا کہ ہم اپنے بال بچون کی اچھی طرح سے پرورش کر سکین گے تب تک ممکن نہین کہ بیاہ ہو۔ اس سبب سے وہ مزے مزے سے زندگی بسر کرتے ہین۔ اور ہندوستانی مصیبت کے شکنجے مین اپنے آپکو جکڑ دیتے ہین۔ عاقبت اندیشی کی دم مین موٹا سا رسا۔ اور آخر بیتی کی ایسی تیسی۔ چاہے فاقے کرتے ہون مگر بیاہ ضرور کرینگے انجام یہ ہوتا ہی کہ جورو بال اور لڑکے جنجال اپنے ساتھ اُنکی مٹی بھی پلید کرتے ہین اور عمر بھر رنج وغم سہتے ہین شادی کے معنے خوشی ہین مگر ہندوستان کی شادی کبھی کبھی غم کے معنی پر استعمال مین آتی ہے۔ شادی کا متقابل لفظ یہان "خانہ بربادی" اور انگلستان مین شادی اور خانہ بربادی الفاظ متناقض سمجھے جاتے ہین شادی اور خانہ آبادی الفاظ متقابل۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ افسوس ہی کہ اختر النسا سی نیک نہاد پری زاد و الا نژاد اور ایسے مدعی خرد دشمن تہذیب عدو عقل کے پالے پڑے الامان للامان الحذر الحذر۔ اب اس غلطی سے آپکو آیندہ کے لیے نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔ زینت النسا کی ذرا سمجھ بوجھکر شادی کیجیےگا۔ ایسا نہو کہ اس بیچاری کو بھی کسی لُقّے لپے کے حوالے کیجیے۔ اگر زینت النسا کسی اچھے گھر بیاہی جائے اور اسکا شوہر بھی فہمیدہ و سنجیدہ آدمی ہو تو اختر النسا کے بھی کسی قدر آنسو پچھین کہ خیر مین تو دین و دنیا دونون سے ایک کی بھی نہ ہوئی بہن تو خوش و خرم ہے۔ یہی سہی۔ چار دن جو کبھی بہن کے یہان رہنے جائے گی تو وہان تو دو گھڑی جی خوش ہو گا۔ بڑی ڈھارس

ہوگی۔ ہم تو ہندوستان کی رسوم مذموم دیکھتے دیکھتے عاری ہوگئے ہندیون کا قاعدہ ہی کہ جہان کہین انگریزی خوان نے عقل کی بات کہی اور اُنھون نے کافر اور خاطی کہنا شروع کیا جہان کسی رسم بد کا ذکر زبان پر آیا اور جھلّا اُٹھے۔ روز دیکھتے ہین کہ اِن رسمون کا انجام کیسا بد ہی اُنسے کسقدر خرابیان پیدا ہوتی ہین اور پھر نہین مانتے نہین مانتے۔ رسم کو مذہب پر بدرجہا ترجیح ہی اور رسوم کا حال معلوم۔ ہندوستان کی حالت پر ہمین افسوس آتا ہی۔

بوے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل	جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

اب بندہ رخصت ہوتا ہی۔ مگر آپ کو اپنے ایمان و رمیری جان اور قرآن کی قسم ہی کہ زینت النسا کی شادی دیکھ بھال کر کیجیے گا اختری کی طرح اندھے کنوئین مین نہ ڈھکیل دیجیے گا مین روم سے واپس آکر سیدھا یہان ہی آؤنگا اور یہان سے پھر جہان جانا ہوگا جاؤنگا۔ یار زندہ صحبت باقی۔

یہ کہکر میان آزاد اُن دونون نوعروسان پری نژاد رشک شمشاد سے رخصت ہونے لگے تو اُنھون نے چلّا چلّا کر اسقدر رُونا شروع کیا کہ خوجی تک کا بھی دل بھر آیا کہرام مچ گیا چٹس بڑگئی لونڈیان اور اصیلین مغلانیان آتو ماما۔ نوکر چاکر اپنے برائے خویش و بیگانہ اور پیر مرد فرزانہ سب کی آنکھون سے اشک جاری اور ہر ایک پر ایک غشی سی طاری جسے دیکھو نالان و گریان جدھر دیکھو آہ و فغان۔ الامان الامان۔

آزاد۔ پیاری اختری اور پیاری زینت النسا خدا گواہ ہی کہ اسوقت اگر مجھے موت آجائے اور تمھارے دروازے پر دم توڑون تو مین سمجھون کہ جی اُٹھا مجھے خوب معلوم ہی کہ میری مفارقت تمھاری زندگی کے ساتھ وہ کرے گی جو شمشیر گردن اور خنجر تن کے ساتھ کرتا ہے مجھے کسی ایسی ویسی جگہ جانا ہوتا خیر کچھ مضائقہ نہ تھا لیکن ایک ایسی مہم عظیم پر جانا ہی کہ کوئی سچا اور پکا مسلمان مجھے باز نہین رکھ سکتا روسیون نے ترکون پر یورش کی ہی اور حمیت اسلام اب اسی کی مقتضی ہے کہ ہم وہان جائین اور ترکون کا ہاتھ بٹائین اگر مر گئے تو شہید ہوے۔ زندہ رہے تو سرخرو اور نیکنام ہوے دلی مراد پائی اور فائز بمرام ہوے۔ لیکن جسوقت ہمین تمھارا زار زار رونا یاد آئے گا قدم نہ اُٹھے گا پس اگر مناسب سمجھو تو ہمین بدل اجازت دو اور ہنسی خوشی رخصت کرو۔

زینت النسا۔ کلیجہ تھام کر) فی امان۔

فی امان اللہ کہنے کو تھی۔ مگر مارے رنج کے پورا فی امان اللہ زبان سے نہ نکلا صرف فی امان کہکر زبان بند ہوگئی اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکلا نہ نکلا۔

اختر النسا۔ آنسو پونچھکر اب منزل کھوٹی ہوتی ہی بسم اللہ کیجیے خدا حافظ

میان آزاد نے رکاب پر پانون رکھا اور پشت توسن پر ہو رہے خوجی بھی اپنی ٹٹوی پر لدنے ہی کو تھے کہ رکاب سے پانون پھسلا۔ زین پوش کا تھی وا تھی الم غلم جو کچھ تھا مع میان خوجی کے تڑسے زمین پر آرہا۔ اور خوجی لڑھکے تو زین پوش اور زین اوپر اور وہ نیچے گو وہان سب کے سب رنج و غم مین کھڑے میان آزاد کو حسرت کی نظر سے بصد یاس دیکھ رہے تھے اور دعا مانگتے تھے کہ خدا وندا یہ نوجوان سرخرو آئے لیکن ادھر خوجی جو لڑھکے تو ہنسی آہی گئی سب ہنسنے لگے اب لطیفہ سنیے کہ خوجی قطب بن گئے جہان گرے وہین پڑے رہے اُٹھتے ہی نہین۔ آزاد نے کہا کہ حضرت اب اُٹھیے۔ وہ چپ چاپ پڑے آنکھین کھول کھول کر دیکھ رہے ہین اتنے مین پیر مرد نے انکو اُٹھایا اور گرد و غبار جھاڑ جھوڑ کر زین کو کسا اور گود مین اُٹھا کر ٹٹوی کی پیٹھ پر بٹھا دیا۔ خوجی نے

ایک دفعہ ہی غل مچایا کہ ہائے نہ ہوئی قرولی ورنہ ٹٹوی کی
گردن اسوقت تن سے جدا کر دیتا۔ زینت النسا نے کہا کہ لو
آزاد تم نے منھ مانگی مراد پائی ہنسی خوشی جاتے ہو جس طرح پیٹھ
دکھائی اسی طرح اللہ کرے منھ بھی دکھاؤ۔ اختر النسا نے کہا آمین
اور میاں آزاد نے گھوڑے کی باگ اُٹھائی تو دم کے دم مین نظر
سے اوجھل خوجی بھی ٹٹوی کو ایڑ لگاتے چلے جاتے ہین۔
آزاد۔ یار تم بوڑھے ہو گئے مگر تمیز نہ آئی مُفت مین اپنے آپکو
ہنسواتے ہو اور ہمین ذلیل کرتے ہو۔ بھلا یہ اِسوقت آپ
کی کیا لغو حرکت تھی۔
خوجی۔ تسلیم پیر و مرشد۔ واہ۔ واہ۔ واہ۔ اچھی لغو حرکت ہے
ایک شخص تو پہاڑ سے گر پڑا چوٹ کی چوٹ آئی اُم اُلّو کا
اُلّو بنا آپ فرماتے ہین کہ یہ کیا لغو حرکت تھی ماشاء اللہ
خیر اب کی تو جو ہوا وہ ہوا اب جو کرونگا تو آپ سے اجازت
حاصل کرونگا۔
آزاد۔ لاحول ولا قوۃ۔ ارے بھئی مین یہ تھوڑا ہی کہتا ہون کہ آپ
گرے کیون اور گرے تو پوچھا کیون نہین۔ مین تو یہ کہتا ہون کہ
آپ پھر اتنی دیر تک اُٹھے کیون نہین یہ کیا لغو حرکت تھی اور
یہ آپ نے کیا فرمایا کہ پہاڑ پر سے گرے۔ یہ ٹٹوی آپکے نزدیک کوئی کوہ رفیع
ہے۔ ذرا سا جانور بشیر کے برابر قد اسکو آپ پہاڑ سمجھتے ہین معقول۔
خوجی۔ بس اسی سے کہتے ہین کہ آپ نرے صاحبزادے ہی ہین
جی مین نے دیکھا کہ جو ہے وہ موٹے موٹے آنسو بہا رہا ہے۔ رو رہا ہے
بلبلا رہا ہے۔ شور و غوغا مچا رہا ہے آسمان سر پر اٹھا رہا ہے سوچا کہ
اگر ان کو ہنسایا تو خوجی نام نہین۔ زین کسا تو ڈھیلا۔ اور
رکاب پر اس زور سے پاؤن رکھا کہ زین اوپر اور بندۂ درگاہ
نیچے چلیے پھر کیا تھا چو طرفہ قہقہہ پڑنے لگا زینت النسا بھی
مسکرائین اختر النسا بھی کھلکھلائین آپ اتنی عقل ہی نہ سمجھے

ع بڑبن تجربہ پر ایسی تم سمجھے تو کیا سمجھے

آزاد۔ آپ نے دیکھا کہ ان دونون حسین نازنین پری پیکرون
کو ہم سے کس درجہ محبت ہے۔
خوجی۔ دیکھا نہین تو کیا کچھ اندھا ہون۔ یا آپکی طرح مجھے بھی
دن کو اونٹ نہین سوجھتا۔ (بلا تشبیہ) کُھیا ہو جہان جاتے
ہو قدر و منزلت ہوتی ہے چین لکھتا ہے اُستاد۔ مگر یہ آپ وعظ
کیا دیا کرتے ہین جہان بیٹھے لگے پند و نصیحت کرنے اس سے
فائدہ۔ آپ کوئی قاضی ہین یا پادری ہین یا سادھو ہین آخر آپ
ہین کون کوئی جانے بڑے واعظ۔

پُرانے فشن کے بزرگوار

میان آزاد اور خوجی باتین کرتے ہوئے چلے کہ ایک سایہ دار
درخت دیکھ کر ذرا دم لینے کو ٹھہر گئے سو وہان اتفاق سے ایک
پرانے فشن کے بزرگوار بھی دری بچھائے بیٹھے حقہ گڑگڑا رہے
تھے میان آزاد سے اور انسے صاحب سلامت ہوئی تو انھون
نے بھی انکے قریب بستر جمایا۔ اب باہم باتین ہونے لگین۔
بزرگوار۔ کہان کے عزم ہین برادر۔
آزاد۔ روم۔
بزرگوار۔ جزاک اللہ خدا کرے سرخرو آؤ اور غنیم روسیہ کو نیچا
دکھاؤ ع لیس للانسان الا ما سعی۔ ازہد فی الدنیا یحبک اللہ
وازہد فیما عند الناس یحبک الناس۔

آزاد۔ اب تو جاتے ہین روم کو آزاد — پھر ملین گے اگر خدا لایا

بزرگوار۔ حمیت اسلام اسی کی مقتضی ہے۔ افلاطون کا مقولہ ہے
احفظ الناس یحفظک۔ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام
کہ مظہر انوار تجلیات جلالی و جمالی و مجلی آثار عظمت الٰہی و وہبت

تا تنا ہی ہین ایسا ہی فرما گئے ہین۔ خدا جمیع اہل اسلام کو جو پیرو خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام ہین ایسے ہی توفیق نیک عطا کرے۔ آمین۔ ومن اللہ الاعانۃ والتوفیق تمھارے چمن دل مین گلہاے توفیق نیک مہک رہے ہین خدا عمر دراز کرے اور در سعادت تم پر باز رہے۔ آمین آمین ثم آمین۔ فلک الافلاک تک تمھاری ہمت بلند اور طبع ارجمند کا غلغلہ پہونچے گا۔

آزاد۔ فلک الافلاک کے کیا معنی۔

بزرگوار۔ نہ کرسی آسمان ہین کہ نہین ہین۔

آزاد۔ آسمان تو کوئی چیز ہی نہین ہے بس وہم ہے حد بصر اور انتہاے کائنات الجو کا نام آسمان ہے باقی ڈھکوسلا۔ آسمان جسے آپ کہتے ہین وہ صرف کائنات الجو کی حد ہے باقی خیر صلاح

بزرگوار۔ معاذ اللہ۔ آسمان کا مخرج آس اور مان ہے۔ آس مخفف آسیامان بمعنی مانند یعنی مانند آسیا۔ اسکی گردش بھی چکی کی گردش کی طرح ہے نہ بوضع گردش دولاب۔ عرش اور اطلس وغیرہ وغیرہ اسکی دو قسمین ہین سطح مقعر فلک نہم کو اطلس اور سطح محدب کو عرش کہتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ آسمان کوئی چیز ہی نہین پھر اب آپ سے کون بحث کرے۔

آزاد۔ چہ خوش چرا نباشد۔ یک نہ شد دو شد۔ ایک آسمان دوسرے اسکی گردش۔ سبحان اللہ۔ گردش زمین کو ہے قبلہ گردش فلکی شعرا کا وہم و خیال ہے۔ اور بس جیسے عنقا ویسے گردش فلک۔

بزرگوار۔ ہرگز نہین استغفر اللہ زمین ساکن اور کرۂ خاک ہے اور آفتاب دائرہ۔

آزاد۔ یونان کا حکیم محقق اور فیلسوف مدقق فیثاغورث زمین کے سکون کا قائل نہ تھا۔ انکے بعد جرمنی کے ایک فاضل اکمل و عالم اجل نے نظام فیثاغورث کا سکہ بٹھا دیا۔ اب نظام بطلیموس کے چراغ پر زردی چھا گئی اور نظام فیثاغورث کوس لمن الملک بجانے لگا۔ آفتاب البتہ ساکن اور مرکز ہے اور اسکے گرداگرد زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور عطارد زمین اور فونون ہرشل وغیرہ دورہ کرتے ہین۔ بھلا یہ بات بھی قرین قیاس سمجھی جائیگی کہ آفتاب جو زمین سے تیرہ لاکھ حصے بڑا ہے وہ اس قدر جلد زمین کے گرداگرد دورہ ختم کر دے ع۔ این خیال است و محال است و جنون۔

بزرگوار۔ اجی یہ علم لائے کس کے گھر سے۔ کسی علم کے موجد ہین کیا سب اخذ کیا ہوا ہے۔ حکماے یونان کے مہر لیاقت سے نور اقتباس کیا ہمارا علم خاص ہے۔

آزاد۔ انھین لچر پوچ بادر ہوا خیالات نے تو ہندوستان کو ستیاناس کر دیا۔ یونان کو آپ اپنا کس دعوی سے کہتے ہین یونانی بھی تو یورپین ہین اگر آپ کی ایشیا مین یونان ہوتا تو خیر آپ کو ہنکارنے کا کسی قدر موقع بھی ملتا۔ اب آپ کیا سمجھ کر یونان کو اپنا قرار دیتے ہین۔ یونان یورپ مین ہے۔ شاید آپ اسکو بھی اپنے ہندوستان ہی مین سمجھے ہین سبحان اللہ۔ علاوہ کشف و کمالات مورخ ہم بے بدل ہستند۔

بزرگوار۔ یونانی یورپین کیونکر ہو سکتے ہین بھلا آپ جھک مارتے ہین۔

آزاد۔ بجا ارشاد ہوا قبلہ و کعبہ۔ کیا معقول دلیل آپ نے پیش کی ہے کہ جی پھڑک گیا۔ لطف یہ کہ فیثاغورث بھی یونانی تھا اور حرکت زمین کا قائل لیکن آپ لوگ قیانوس کے عصر ہی مرغی کی ایک ٹانگ قائم رکھتے ہین زمین ساکن ہے اور دعوی یہ کہ یونانی

ایسا ہی لکھ گئے حالانکہ یونان کے اکثر حکما گردش زمین کے قائل تھے مگر آپ ایک نہ مانین گے۔ لاحول ولا قوۃ۔

بزرگوار۔ شیخ الرئیس کا کلام دیکھیے۔

آزاد۔ اجی آپ اُنکے کلام کو لیموں لگا کر چاٹیے۔ یہان اُنکے قائل ہی نہین۔ نیوٹن اور ہرسل اور پروفیسر لاکیر اور گیو کی تصانیف لطیف کو دیکھیے تو آنکھین کھل جائین قبلہ جھنڈے گڑے ہوے ہین۔ شیخ بیچارے کس مین تھے اُنکو ماننا کون ہے معدودے چند۔ دقیانوسی خیالات کے آدمی۔ اور جن بزرگون کے ہم پیرو ہین اُنکے کلام کی امریکہ اور یورپ کے کل علما و حکما پیروی کرتے ہین۔ شیخ تھے کس میں۔ آپ شیخ الرئیس کو لیے پھرتے ہین۔

بزرگوار۔ شیخ ابو علی ابن سینا۔ ا!!

آزاد۔ جی ہان شیخ شیخ بو علی سینا۔ سنیے قبلہ وکعبہ آپ نے انگریزی پڑھی نہین کہ آپ اپنے اور اُنکے علوم کا باہم مقابلہ کر سکین پس آپ کی رائے پایۂ اعتبار سے ساقط ہے جن لوگون نے عربی انگریزی دونون کو بغور پڑھا ہے اور علوم پر حاوی ہین وہ ڈنکے کی چوٹ کہتے ہین کہ جو تحقیق انیق علماے یورپ نے حال مین کی اُسکے مقابل ہین تحقیق عتیق ہیچ ہے۔

بزرگوار۔ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ علوم پر حاوی۔ حاوی تو علم پر کوئی ہو ہی نہین سکتا۔ جب علم پر آپ حاوی ہوے تو علم محوی ہو گیا۔ اور محوی صغیر ہوتا ہے علم دریاے ناپیدا کنار ہے جسکی تھاہ ہی نہین خلاصہ یہ کہ آپ بھی عجب چیز ہین۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آزاد۔ چہ خوش شیطان کی ایک ہی کہی۔ کیا شیطان کے بھی قائل ہین آپ۔ اجی قبلہ شیطان کچھ مجسم تھوڑا ہی ہے نفس امارہ ہی شیطان ہے۔

بزرگوار۔ لاحول ولا۔ لاحول ولا۔ آپ تو دہریے معلوم ہوتے ہین۔

آزاد۔ مین مؤمن پاک سچا اور پکا مسلمان ہون آپ مجھے مرتد اور ملحد بناتے ہین پس بموجب حکم جناب باری آپ داخل معصیت ہوگئے

بزرگوار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ بھلا کیون صاحبزادے بہشت اور دوزخ کو بھی جانتے ہو یا ان کو بھی ڈھکوسلا ہی جانتے ہو۔

آزاد۔ قبلہ بہشت اور دوزخ کو دور سے سلام۔ اس وہم مین آپ ہی پڑین بندہ واجبی ہی واجبی مانتا ہے۔ ہان اتنا ضرور کہین گے کہ ڈرپوک آدمیون کے ڈرانے کے لیے یہ بات خوب ہے۔ اور منہیات اور معصیات سے بھی انسان بچتا ہے شرع والون نے باتین تو واللہ خوب نکالی ہین سب کی سب حکمت پر مبنی۔

بزرگوار۔ بھلا قوس کی نسبت علماے فرنگ کے کیا تحقیقات کی ہو۔ ہنزی مین تو لکھا ہے کہ جب ابر کے عقب مین کوئی مظلم شے مثل کوہ یا ابر کثیف ہو تو آفتاب کا نور ابر کو منور کریگا پس بعینہ آئینے کا حال ہے کہ اگر آئینے کی پشت پر کوئی اور شے ہو تو صورت بخوبی مرئی ہو گی یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ اگر جسم شفیف کے عقب مین کوئی جسم کثیف ہو تو اُس سے شعاع بصر منعکس ہو گی بلکہ خارج ہو جائیگی اسی طرح جب اجزاے رسپہ سے عقب مین کوئی جسم کثیف نہ واقع ہو تو ہماری بصر اس سے خارج ہو جائے گی۔

آزاد۔ الغلط از سر تا پا غلط۔ اگر آفتاب جانب افق قریب مغرب ہو اجی لاحول ولا۔ قریب افق جانب مغرب ہو تو قوس قزح مشرق کی سمت ظاہر ہو قس علی ہذا۔ اگر کرۂ شمس جانب مشرق قریب افق ہو تو ابر مغرب کی طرف ہو خلاصہ یہ کہ اگر ابر آفتاب کے محاذات مین ہو اُس مین سات رنگ ہوتے ہین۔ احمر کیسری۔ اصفر کبودی نیلگون۔ اخضر بنفشی۔ قوس قزح شب کے وقت بھی دیکھی ہے

بزرگوار۔ اجی تو آپ کو مری ہوئی ہوگی۔ یہان ضعف بصارت قریب بدرجہ فقدان بصارت پہونچگیا ہو۔ مگر آپکے علوم اور ہمارے علوم سے کبھی اتفاق نہوگا۔

آزاد۔ عرض کرون قبلہ۔ یہ اُمور علم مناظرہ و مرایا سے تعلق رکھتے ہین اور آپ گستاخی معاف اس مین بالکل کورے ہین۔

میان خوجی بھی آزاد پر بہت جھلائے کہ تم بالکل دہریون کی سی باتین کرتے ہو ہم تمھارا ساتھ چھوڑ دینگے۔ ایسے مرتد کے ساتھ رہنا بھی داخل معصیت ہوتا ہی۔ آزاد نے کہا آپ بس چُپکے بیٹھے رہیئے افیون گھول گھول کر آپ پیین۔ چانڈو آپ اڑائین روزے آپ چٹ کر جائین۔ نماز سے اصلاً واسطہ نہین عبادت پرستش خاک نہین جانتے۔ اور اوپر سے غرّاتے ہو اور ہمین کو اُلٹا زندیق بتاتے ہو۔ خوجی بولے کہ بھئی ایسے مقدس بزرگون کے سامنے اس قسم کے کلمات زبان پر لانا سوءِ ادب اور خلاف داب آداب ہی۔ انسے تو جب گفتگو کرے وہی پرانے خیالات کی۔ زمین کی گردش غلط آفتاب مرکز نہین ہے آسمان گردش کرتا رہتا ہی۔ شیطان کا وجود ضرور ہے یہ نہین کہ شیطان کے بھی قائل نہین اور آسمان کو بھی حد بصر کہنے لگے اور آفتاب کو ساکن اور مرکز بتا دیا۔ لاحول ولا قوۃ۔

الغرض میان آزاد اور میان خوجی دونون چلے۔ اثنائے راہ مین گھوڑون کو خیز کیا تو دن سے داخل لکھنؤ۔

لکھنؤ۔

لکھنؤ مین میان آزاد خانہ برباد اور حضرت خوجی افیونیون کے مسلم الثبوت اُستاد نے دو دن پڑاو ڈالا اور شہر کے دو مختلف مقامون پر ایک ایک شب بسیرا لیا پہلی شب آغا میر کی سرائین بسر کی۔ چوک سیر کو گئے تو دیکھتے کیا ہین کہ دو رویہ بازار آراستہ دُکانین قرینے سے سجی سجائی اشیا سلیقے سے چنی چنائی حلوائی کی دُکان شہد و شکر کی کان تھالون مین مٹھائی اور اُس پر ورق نقرہ گاہک پر گاہک آرہے ہین۔ افیمی پر افیمی ٹوٹے پڑتے ہین۔ گوٹے والون کی دُکانون پر بھیڑ بھڑکا ہی۔ کوئی لالہ سے مول تول کرتا ہی۔ کوئی منیب جی سے جُھکتا ہی۔ صرافے مین کھناکھن اور چھناچھن کی آوازین آتی ہین۔ دور تک دکان کی قطار ہی۔ اور ہر دُکان مین اشرفیون کا انبار ہی۔ اور جو ہی وہ کامل عیار ہے زبان حال و قال سے پکار رہے ہین کہ شرف الانسان بالمال لابالکمال۔ دلالون کی چاندی ہی دو ایک گاہک مل گئے تو پو بارہ ہین۔ بازار بھر مین کھڑے چکّر لگا رہے ہین اُس سرے سے اِس سرے تک تاکتے جا رہے ہین۔ جوہری کے دکانچہ جواہر نگار مین جواہرات کے ڈھیر لگے ہین۔ لالہ بنا مل کے دماغ ہی نہین ملتے۔ جواہر رنگا رنگ اور گوہر شاہوار دلآلی آبدار دیکھ کر میان آزاد کی آنکھین کھل گئین۔ لعل گرانمایہ کے نور و ضیا سے چکا چوندھ کا عالم ہی کہین یاقوت رمانی کہین زمرد سبز ریحانی۔ بزاز سراپا ناز کی دُکان پر وہ متاع دلفریب ہی کہ واہ جی واہ۔ انگریزی ہندوستانی شربتی جامدانی جس قسم کا کپڑا چاہوے لو چھینٹ۔ ڈوریہ اطلس قاقم سنجاب۔ بانات ہر قسم کا کپڑا موجود گویا مول دس دس روپیہ گز کہین تو تین تین روپیہ گز بچھین شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ باد صبا کو بھی دقت سے بار ملتا تھا کہ ان کی طرف جو نظر کی تو بشاش ہوگئے مگر میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ بھئی یہ تو خلاف تہذیب ہے اس بازار سے انکو جلد نکال دینا چاہیئے انکے لیے تو ایک بازار خاص ہونا لازم ہی کہ لوگ وہان جاتے ہوے شرمائین اور مارے خوف و لحاظ کے وہان جانے سے باز آئین۔ مسجد و نکو دیکھا تو چھتین پٹی پڑتی ہین ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع ہین۔ نمازی تلاوت قرآن مین مصروف خیر اس طرف کے لطف تو انھون نے خوب اُٹھائے۔ اب دوسری

شب کو امین آباد کی سرا مین آئے۔ اللہ اللہ کیا شہر غدار ہے۔ کوسون تک آباد کرورون مکان یہ مون آدمی سنکھون باشندے اللہ اللہ۔ اور لوگ کہتے ہین کہ شاہی مین اور بھی زیادہ آبادی تھی ابو گول دروازے کے سامنے صاف شفاف میدان ہے۔ اور ادھر اُدھر اکثر محلے ویران اُجڑے ہوے مکانات گرے پڑے۔ مگر ہان صدر کی طرف خوب گلزار ہے۔ صدر بازار اور امین آباد مین وہ رونق ہے کہ وہان سے جانے کو جی نہین چاہتا۔ مکانات اچھی عمدہ اور پختہ بنے ہین۔ عمارات عالیشان بنگلے صاف و شفاف اور باغ اس کثرت سے ہین کہ اس سرے سے اُس سرے تک باغ ہی باغ نظر آتے ہین۔ سکندر باغ سبزہ زار ہی سبزہ زار ہے بادشاہی باغ سراپا بہار ہے اور جسطرف نکل جایئے باغ کثرت سے پایئے

الغرض میان آزاد اور خوجی نے یہان خوب لطف اُٹھایا۔ ہمارے رنگیلے جوان میان آزاد اور اُن کے سیلانی یار جانی میان خوجی خانہ برباد نے لکھنؤ مین خوب سیر گشت کی خصوصًا لکھنؤ کی عالیشان کوٹھیان اور خوشنما و دلکشا بنگلے اور شاہی ایوان سپہر توامان اور گلزار رشک فرخار اور مہوشان طرحدار اور جوانان طناز باغ و بہار اور امرا کی بارہ دریان ایسی بھائین کہ عش عش کرنے لگے۔ محمد و طبلچی کو طبلہ بجانے مین اُستاد پایا تو خوش الحانی مین صادق علیخان کو باربد ثانی پایا۔ باباجی نے وہ ستار بجایا کہ تان سین کو اُنگلیون پر نچایا۔ فرنگی محل ہے یا خطۂ یونان۔ یا علما فضلا کی کان۔ جو عالم ہے کملا کی جان و روح۔ معزز و ممدوح مفتی میر محمد عباس صاحب قبلہ کی مصنفات مسلمات کی عرب تک دھوم ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور کربلائے معلّٰی اور مشہد مقدس تک کے بلغا آپ کے کلام فصاحت فرجام کی داد دیتے ہین ایک ایک فقرے پر احسنت و مرحبا کہتے ہین جو بلیغ ہے امرء القیس ثانی ہے رشک جالینوس یونانی ہے۔ اطبا مین ایک سے ایک بڑی حکیم مرزا محمد جعفر کی طبابت کے جھنڈے گڑے ہوے ہین ہو الشافی نسخے مین لکھنے بھی نہ پائے کہ مریض نے صحت کامل پائی اور شفاے عاجل حکیم سید محمد خان صاحب کے مجربات علوی خان دہلوی کے مجربات سے کم نہین معقولات مین اُستاد مسلم الثبوت خوش مذاق زندہ دل سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہین حکیم مرزا محمد حسین صاحب اور حکیم محمد ابراہیم صاحب کے گھرانے نے وہ دستگاہ کامل بہم پہونچائی کہ ادھر بھر مین شہرت پائی۔ دُور دُور تک نام ہوا جو مریض اُنسے رجوع لایا فائز بمرام ہوا شعرا بھی باکمال ہین سدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان اسیر لکھنوی اصناف سخن پر قادر علم عروض کے ماہر بڑے شاعر غرّا سخندان یہہ تا ملک الشعرا ہین اگلے شاعرون مین اب یہی تو باقی رہ گئے۔ خدا خضر و الیاس کی عمر عطا کرے۔ گو بوڑھے ہو گئے مگر طبیعت جوان ہے ایک ایک شعر سے سچا لطف شاعری ٹپکتا ہے جو سُنتا ہے احسنت و مرحبا کہتا ہے۔ اور داد سخن دیتا ہے آفتاب الدولہ قلق اس زمانے مین غنیمت ہین۔ ناسخ میر و مغفور کا نام اُنھون نے خوب روشن کیا مثنوی فصاحت محتوی وہ تصنیف کی کہ قلم توڑ دیے کیا صاف روزمرّہ کیا طرز بیان ہے۔ کیا بول چال کیا زبان ہے محمد جان شاد بھی بول چال اور روزمرّہ کے اُستاد ہین۔

الغرض جس گلی کوچے کو دیکھتے ہین کان علم جان علم روح روان علم ہے۔ چوک مین جو سیر کرنے گئے تو بے اختیار بول اُٹھے۔ ؎

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہے	خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے

ایک طرف پہلوانون کی کُشتی اور پھینکیتون کی دھینگا مُشتی اور بکیتون کی کثرت اور پھینکیتون کے کرتب اور نبوٹیون کے کمال دیکھے تو گردن ہلائی کہ ہان ابھی بانکون سے لکھنؤ خالی نہین ہے۔ گتکہ ٹپکا اور یہ ہو رہے گتکہ ٹپکا اور وہ اچک گئے۔ تراش خراش کا بھی لکھنؤ خاتمہ ہے یہان

کی سناطگان چابک دست کی قسم کھانی چاہیئے۔ وہ وہ گرُباد
ہین کہ واہ جی واہ ہندوستان کا فرانس لکھنؤ ہی۔ وہان مہینے مین ایک
فشن بدلتا ہی تو یہان ہفتے مین پانچ۔ میان آزاد اور خوجی لطف
تماشا دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ اثنائے راہ مین ایک
صاحب نئی وضع اور انوکھی قطع کے نظر سے گذرے۔ حیرت ہوئی
کہ آلہی یہ کس فشن کے آدمی ہین بالکل نئی گرُھت ہی اب اُن
حضرت کی قطع ملاحظہ فرمایئے کہ از سرتا پا زرد از رو۔ ڈھیلے
پائنچون کا پاجامہ زعفرانی کیچل لیٹ کا تین کمر توئی والا انگرکھا
کیسری۔ دوپلّی ٹنکے دار ٹوپی بسنتی کاندھون پر بہت بڑا چھپے کا
رومال عشاق زار کے چہرے کی رنگت۔ اور ان سب مین لچکا ٹکا
ہوا ماشاء اللہ سن شریف چہل و شش۔ نازم باین ریش و فش

آزاد۔ کیون بھئی خوجی بھلا بھانپو تو یہ کس ولایت کے ہین۔

خوجی۔ خراسانی سے معلوم ہوتے ہین۔ یا کابل کے ہون۔

آزاد۔ کابلیون کی یہ قطع کہان۔

خوجی۔ واہ خوب سمجھے۔ ارے میان کیا کابل مین نہین ہوتے

آزاد (قہقہہ لگاکر) ذرا حضرت کی چال تو دیکھیے گا۔ کیسے کندے
جھاڑتے ہوے پو قدمے چلے جاتے ہین کبھی پاپوش زرین ٹاٹ
بافی اوگی پر نظر ہی کبھی رومال پھڑکاتے ہین کبھی انگرکھا چمکاتے
ہین۔ کبھی لچکے کی جھلک دکھاتے ہین جھکتے ہوے چلے جاتے
ہین۔ اس ڈاڑھی موچھ کا بھی خیال نہین۔ یہ لمبی داڑھی خرگوش
کی جھاڑی اور یہ لچکے کی گوٹ۔ لاحول ولاقوۃ۔

خوجی۔ آپ کو واللہ فدا چھیڑیے تو دل لگی ہی سہی۔

آزاد۔ یا حضرت آداب عرض ہی واللہ آپکے لباس فاخرہ پر تو
وہ عالم ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہی۔ ہائے نظر پھسلا جاتا ہی۔

زردپوش۔ (شرماکر) جی ایک وجہ خاص ہی۔

آزاد۔ وجہ خاص کیا؟ کیا کسی سرکار سے وردی ملی ہی۔ یار سچ کہنا
اُستاد کسی نائی سے تو نہین چھین لائے ہو۔

زردپوش۔ (اپنے خدمتگار سے) رمضانی ذرا بتا تو دینا ہمین
اپنے مُنھ سے کہتے ہوے شرم آتی ہی۔

رمضانی حضور میان کا نکاح ہونے والا ہی۔ مانجھے کے
کپڑے پہنے ہین۔ رسم ہی حضور۔

آزاد لاحول ولاقوۃ۔ رسم کی ایک ہی کہی۔ کہان کی رسم
کہنے لگے رسم ہی۔ واہ اچھی رسم ہی۔ یہ بدعت ہی یا رسم ہی۔ ڈاڑھی
موچھ والے آدمی اور لچکا بنت ٹچھا لگا کر کپڑے پہنے ہین معاذاللہ
یہ بھائی دُلھن کے لیے ہین یا آپ سے مچھا کر بیگ کے لیے واسطے
خدا کے ان کپڑون کو اُتارو مردون کی پوشاک پہنو۔ لاحول ولاقوۃ

زردپوش یہ تو سب ہی پہنتے ہین۔

خوجی۔ ذری ہم سے تو چار آنکھیں کیجیے۔ ہان صاحب کون سب
پہنتے ہین۔ آخر آپ نے کن سب کو دیکھا ہی۔ ہم کو سکھاتے ہو
تمھارے ہی سے دو چار زنان منتری پہنتے ہونگے ورنہ باوضع اور
سنجیدہ اور متشرع لوگ تو ایسی وضع کے قریب جانا داخل گناہ سمجھتے ہین

آزاد۔ ارے یار تم کو شرمانا چاہیے یا بَرّانا چاہیے۔ استغفراللہ
آپ اکڑتے جاتے ہین۔ شاباش۔ بحیا کی بلا دور۔

میان آزاد اور خوجی آگے بڑھ گئے۔ اور حضرت زردپوش
اور اُنکا خدمتگار صاحب تن و توش ایک گلی مین کترا گئے تو راہ
مین خدمتگار نے یون سمجھانا شروع کیا۔

خدمتگار۔ میان سچ تو کہتے تھے۔ ذری دل مین سوچیے تو۔
جس گلی کوچے مین آپ نکل جاتے ہین لوگ تالیان بجاتے ہین
انگلیان آپ پر اُٹھاتے ہین اور قہقہہ لگاتے ہین۔

زردپوش۔ ہنسنے دو جی۔ ہنستے ہی گھر بستے ہین

من ضحک ضحک۔
خدمتگار۔ آپ تو عربی بھی پڑھے ہین مین جاہل آدمی ہون
مل مُری بات مُری ہی بات ہی۔ ہم غریب آدمی تو ایسے کپڑے
پہنتے ہی نہین۔ اور آپ لوگ رئیس اور پڑھے لکھے مل۔
زرد پوش۔ مل مل ہین نہین جانتا تم غریب غربا ایسے کپڑے
لاؤ کہان سے جو پہنو۔ اچھا چل کر میان سے پوچھینگے دیکھین بھلا کیا
کہتے ہین وہ تو ثقہ اور مسن ہین جو کہین وہ منظور۔
خدمتگار۔ اچھا ہزار بات کی ایک بات تو آپ نے یہ کہدی
بیچ گھر بھی آگیا۔ اور بڑے صاحب بھی ٹہل ہی رہے ہین۔
زرد پوش۔ ابا جان آج ہمکو ایک بدمعاش نے رُلا رُلا دیا۔
پیر فرتوت۔ کون بدمعاش؟ تم نے کچھ چھیڑا ہوگا ایک ہاتھ سے
تو تالی بجتی ہی نہین۔ اہاہاہا۔ مین سمجھا اُس تمھاری انوکھی قطع پر تو
کہین نہین ہنسے۔ بھئی ہم بھی اُن سے متفق ہین۔ ہم خود تم سے کہنے کو
تھے کہ بیٹا اس وضع کو نہ اختیار کرو مگر ہم تمھاری امان سے بہت ڈرتے
ہین وہ بڑی تنک مزاج ہین۔ اور ہمکو تو ذرا ذرا سی بات پر لے ہی
ڈالتی ہین سو بھئی اگر تمھارا جی چاہے تو ان کپڑون کو اُتار ڈالو اگر نہ
اُتارو تو باہر نہ جاؤ ورنہ مفت مین اپنے کو ہنسوانا کونسی دانائی ہی۔
میان آزاد اور میان خوجی راہ مین باہم قہقہہ اُڑاتے اور رسوم
مذموم ہند پر نفرین کرتے اور لاحول پڑھتے ہوے جا رہے تھے تو ایک
وضعدار اور طرحدار جوان سے اُنھون نے پوچھا کہ کیون حضرت
جب آپکی شادی ہوئی تھی تو زرد کپڑے آپ نے بھی پہنے تھے اُسنے
کہا لاحول ولاقوۃ یہ زنانہ منتریون کو مبارک رہین یہان دو انگل
ہر دم میان سے باہر رہتی ہی۔ آپ نے کسی زنانہ منتری کو دیکھا
ہوگا کہین کسی اور سے یہ سوال نہ کر بیٹھیے گا۔ اور مشفق رسمون کی
نہ کہیے بعض آدمیون کے یہان یہ رسم ہی کہ دلھن کا جوتا دولھا کی کھوپڑی
پر تڑسے لگاتے ہین جو دولھا ثقہ ہوا تو خیر چوتی چھوا دی ورچہرہ
بھی ٹھٹھول ہنسوڑ بگڑے دل ہوے تو پھر وہ اور اُنکا سر۔ اور گر گابی
مگر بانکے آدمی تو سر کاٹ کر پھینک دین۔
اتنے مین کیا دیکھتے مین کہ ایک ڈکری سامنے سے آ رہی ہی۔
بڑی بیش بہا فٹن۔ دو کمیت دو رکابی گھوڑیان جُتی ہوئی ہین
دونون برق۔ ہوا پیچھے رہے وہ آگے جائین شیر گردون کو طرارہ بھر کے
مٹا ہین مار آئین۔ کوچبین سبز مندیل کھوپڑی پر جمائے ہوے کوچ
بکس پر بیٹھا ہوا ہائیٹ ہائیٹ کر رہا ہی۔ اور تین نوجوان رئیس بٹے بیٹھے
اور کروفر سے بیٹھے ہین تینون عینک باز تینون طناز اور خوش انداز
شان ریاست جبین مبین سے عیان۔ طنطنۂ امارت چہرۂ نورانی
سے نمایان اتنے مین ایک اور بکٹٹ بگھی کھڑکھڑاتی ہوئی سامنے سے
آئی دو جوان رئیس بصد شان وآن بان متمکن ہین مگر دونون عینک باز
سونیکی تیلیان اور ناز تال سکے بعد تین چار گھوڑون پر سوار جوان اور
گلفام نظر سے گذرے۔ کوئی جماتا ہی۔ کوئی قدم دکھاتا ہی۔ کوئی کڑکڑاتا ہی
کوئی چمکاتا ہی ان مین بھی دو عینک باز تب تو میان آزاد نے کہا
کہ کیون بھئیا خوجی یہان یہ عینک کا فشن زیادہ دیکھنے مین آیا جسے دیکھو عینک لگائے
یہ دانا بینا آدمی اور اندھے بننے کا شوق چرائے بینا سے نابینا بن جائے
لاحول ولا۔ خوجی بولے کہ اجی ابھی آپ نے دیکھا ہی کیا ہی اسکو بھی
جوان عاشق تن ایک سجاوٹ اور بناوٹ سمجھتے ہین اور چار دن مین
دیکھ لیجیے گا کہ رنگین طبع آزاد مزاج عورتین بھی عینک چڑھانے
لگینگی یہ تو فشن ہی بھئی۔ یہ بھی وضعداری ہی۔

ایک رئیس کا دربار

میان آزاد گھومتے گھامتے اور خوجی افیون کی پینک مین
جھومتے جھامتے ایک نواب کے دولت خانہ پر پہونچے۔ کوٹھی سجی
سجائی مُتعدد کمرے سب آراستہ و پیراستہ سجے ہوے دلھن بنے ہوے

ایک بڑے عالی شان کمرے مین فرش مکلف بچھا ہوا سو دوسرے مین کرسیان میز آرام چوکیان مسہریان کوچ قرینے سے آراستہ وہ کامان کہ نظر کو چکا چوندھ ہو جسنے دیکھا دنگ ہو گیا۔ خوجی اپنے نواب کے تزک و احتشام کو بھول گئے جا کر بہ ادب دونون کے دونون بیٹھے خوجی تو نواب زادون کی صحبت اٹھائے ہوئے تھے ہی دیکھتے ہی کوٹھی کی اسدرجہ تعریف کی کہ پل باندھ دیے۔

خوجی۔ حضور خدا اور خدا کا رسول آگاہ ہے کہ کیا سجی سجائی کوٹھی ہے دُلھن ہے دُلھن قسم ہے حسینؑ کی جو آجتک ایسی عمارات اور اس سج دھج کی تعمیر نظر سے گذری بھی ہو ہم نے تو اچھے اچھے رئیسون کی مصاحبت کی ہے مگر واللہ ہے جو کبھی یہ ٹھاٹھ کہین دیکھے ہون خدا چشم زخم سے بچائے واللہ بادشاہون کے مثل رہتے ہین اتنے رفیق اتنے مصاحب یہ شان یہ ریاست ہے کس مین ای توبہ یہ بات کہان پائیے اور پھر اس عمارت پہ خلق کس درجہ ہے کہ اخلاق محمدیؐ کا نور ابرتا ہے۔ خدا ایسے رئیس کو سلامت و باکرامت رکھے حق تعالی ہمیشہ بامراد رکھے انکی بدولت ہزارون غریبون شریفون کا بھلا ہوتا ہے آپکی ذات تو مجمع محاسن و کمالات ہے بہت دن بعد ایسے عالی ہمت امیر دیکھنے مین آئے اسوقت جی خوش ہو گیا۔

مصاحب۔ اجی ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے۔ یہان دن عید رات شب برات ہے۔ پرستان کی دُم مین نمدا بہشت بھی اسکے آگے مات ہے۔ ہر دم طبلے پر تھاپ ہے۔ پری پیکرون کے جمگھٹے ہر وقت زمزمے چہچہے اور قہقہے کل کوٹھیان اور بارہ دریان اور عمارات عالیشان آپ نے ابھی دیکھین کہان اور مصاحب لوگ تو اب آتے چلے ہین شام تک سب آجائنگے ایک میلہ کا میلہ روز جمتا ہے۔

نواب۔ کیون صاحب یہ فرامشن بھی جادوگر ہین شاید آخر جادو نہین تو اور ہے کیا۔

رفیق۔ بجا ارشاد ہوا پیر و مرشد بس جادو ہی ہے جادو برحق کرنے والا کافر۔ یہ سب ساحر ہین۔

مصاحب۔ خداوند ایک فرامشن سے مجھ سے ملاقات ہوئی تو مین آپ جانیے ایک ہی کائیان حضور مین نے اُنسے خوب یارانہ پیدا کیا۔ بڑی گہری دوستی ہوئی۔ ایک دن مین نے پوچھا کہ کیون یار سچ کہنا یہ فرامشن کیا شے ہے۔ آخرش اسکا راز تو بتاؤ کچھ ہم تو جانتے ہین جادو ہے۔ وہ بہت ہی جھلائے اور کہا آپکی ایسی تیسی جادو کیسا جادو کے تو یہان آجتک قائل ہی نہوئے یہ سب ڈھکوسلا ہے۔ باقی فری مشن تو وہ مذہب ہے جس سے بڑھ کر دنیا مین کوئی مذہب ہی نہین ہم نے کہا یار بے جانے تو خیر ہم کیونکر تم سے اتفاق کرین تو اُنھون نے کہا تو پھر فری مشن ہی کیون نہین ہو جاتے کسی سے پوچھنے کی حاجت ہی نہ رہے میرے بھی دل پر آگئی ایک دن اُنکے ساتھ فری مشن ہوئے وہان حضور کردن لاشین بچھین اور شب کے سب مجھ سے گلے ملین اور ہنسین مین بہت ہی ڈرا مگر اُن لوگون نے دلاسا دیا کہ کچھ پاگل ہے ایسے خوف کیا کرتا ہے لیکن خبردار کسی سے کہنا نہین ورنہ یہ لاشین کچا ہی کھا جائینگی بتایا اور شرب کیا۔ اتنے مین خداوند آگ برسنے لگی اور مین جل بھن کر خاک ہو گیا اسکے بعد ایک شخص نے کچھ پڑھکر پھونکا تو بندۂ درگاہ ہٹے کٹے ٹیان سے موجود تب تو بندہ کفن پھاڑکر چیخ اُٹھا اور بھاگنے لگا مگر سب کے سب چمٹ گئے اور گھسیٹ لے گئے لیکن حضور سچ تو یون ہے کہ کوئی دوسرا ہوتا تو رو دیتا مین مستقل رہا لیکن یہ کہتا تھا کہ مین فرامشن نہونگا نہونگا تب تو اک بھیم و تخیم آدمی نے مجھے اک حوض مین ڈھکیل دیا اور وہان مین دو دن دو رات رہا۔ بالکل مردہ و افسردہ۔ آخرش نکالا گیا اور سب کی صلاح ہوئی کہ یہ کھوٹا آدمی ہے اسکو یہان سے نکال دو ہم

نکالے گئے خداوند گردن ناپی گئی خدا خدا کرکے بچے ورنہ جان ہی پر
بن آئی تھی اور عزت ہی گنوائی تھی۔ بارے خیر گذشت۔

میاں آزاد نے جو یہ چھوٹی داستان سنی تو آگ بھبوکا ہو گئے
سوچے کہ اللہ اکبر ان نوابوں کے مصاحب بھی کیا بے پر کی اُڑاتے
ہین اور کیسے زٹل قافیے ملاتے ہین اور رئیسون کو کیسے جلد دم مین
لاتے ہین اور وہ بھی کس سادگی سے ہر امر کو آمنا و صدقنا تسلیم
فرماتے ہین کہ الامان اِس گپ کو تو دیکھیے دو دن دو رات آپ
حوض ہی مین مردہ افسردہ پڑے رہے۔ سبحان اللہ کیا خوب تحقیقات
فرمائش کی کی ہے کہنے لگے کہ دو رون لاشین تھیں اور سب کی سب
بول رہی تھین اِس کذب پر شیطان کی پھٹکار۔ لاحول ولاقوۃ
واللہ ان رئیسون کو دم مین لانا کوئی بات ہی نہین۔ یار لوگون
کے بائین ہاتھ کا کرتب ہو اور بس۔

رفیق۔ حضور اِس سحر کو بھی خدا نے کیا زور بخشا ہی سنا کہ مرد بے
مین عورتین جہان مرد سے ملتفت ہوئین اور بس ماش پڑھ کر پھونک دی
اور بکرا بنا دیا بیل بنا دیا۔ گدھا بنا دیا۔ دن بھر بکرے بنے
مین مین کیا کیے بیل بنے سانی کھاتے یا گدھے بنے رہے رات کو
مرد کے مرد۔ تو خداوند یہ جادو برحق ہے۔ ہان جادوگر کافر ہی ضرور کرتے

خوشامدی۔ پیر و مرشد یہ موٹھ کیا شے ہے کل شب کو حضور تو یہان
پڑے آرام فرماتے تھے مین دو بجے کے وقت قرآن شریف پڑھ کر
ٹہلنے لگا تو حضور کے سرہانے پر اوپر آسمان پر روشنی سی ہوئی
میرے تو ہوش اُڑ گئے۔

رفیق۔ اور ہوش اُڑ جانے کی تو بات ہی ہی۔

خوشامدی جی ہمین کیا شک ہی بس خداوند مین رات بھر
جاگتا رہا اور حضور کے پلنگ کے ارد گرد چوکی پہرا دیا کیا۔ ایک
ہانڈی سی تھی اور اُسمین کوئی شے ایسی جلتی تھی جیسے گیس کی روشنی

نواب۔ (کانپتے ہوئے) تمھین قرآن کی قسم۔

خوشامدی۔ پیر و مرشد حضور کے طفیل مین میرے بال بچے پرورش
پاتے ہین بھلا آپ سے اور جھوٹ بولون۔ نمک کی قسم سچ عرض
کرتا ہون رونگٹا رونگٹا بدن کا کھڑا ہو گیا گھنٹون سہما رہا۔ اگر میرا
باپ بھی سوتا ہوتا تو پہرا نہ دیتا مگر حضور کا نمک جوش کرتا تھا

رفیق۔ حضور ان باتون کو جانے دیجیے اب یہ فرمایئے کہ سمند سیاہ
زانو جوڑی بکاؤ ہی۔ حضور خریدین تو دکھاؤن۔ کیا جوڑی ہی
کہ اُہو ہو ہو۔ ڈیڑھ ہزار سے کم نہ دے گا۔ حضور ہی کی سواری
کے قابل ہی۔

مصاحب۔ ای تو آپ نے خرید کیون نہ لی اتنی تعریف
کرتے ہو۔ اور پھر ہاتھ سے دیدی۔ پیر و مرشد انکو اجازت دیجیے
کہ بس خرید ہی لائین۔ شاہی مین ان کے یہان بھی کئی گھوڑے
تھے۔ سوار بھی خوب ہوتے ہین اور ماشاء اللہ چابک سواری
اور شہسواری مین اپنا ثانی نہین رکھتے ہین۔

نواب۔ کوئی ہے۔

مصاحب۔ ارے کوئی ہی ارے کوئی ہی کوئی آدمی جلد اُٹھے

خدمتگار۔ حاضر خداوند۔ پیر و مرشد۔ حضور۔ دس پندرہ آدمی

نواب۔ دو ہزار روپیہ روشن علی کو ابھی دو۔ اور دو سائیس
انکے ساتھ بھجواؤ۔ اور ایک سپاہی ابھی جائے ابھی۔

نواب کے حکم کی دیر تھی کہ اُمن لالہ نے مہاجن کے گھر کی راہ
لی روشن علی ساتھ دو سائیس اور ایک سپاہی پیچھے پہونچے مہاجن کے گھر پر

لالہ۔ لالہ جواہر مل۔ سرکار نے بھیجا ہی اسوقت ایک دو ہزار
کی ضرورت ہی جلد لائیے۔ میرا بھائی دیر نہ لگانا۔ ورنہ مین نکالدیا
جاؤن گا۔

جواہر مل۔ تو جلدی کاہے کی ہی ذرا دم لو حقہ وقہ پیو۔ آخر یہ

یہ روپیہ کیا ہوگا گیا۔

لالہ۔ ایک جوڑی لیجاوینگی روشن علی کی معرفت۔

روشن علی۔ دلالہ کے کان ہین؟ اُستاد دیکھو ہمکو بدنام نکرد یار بھئی چارسو کی جوڑی ہی باقی رہے سولہ سو۔ اس مین سے آٹھ سو اور حوالی موالی کو جائینگے۔ کسی کو سو کسی کو پچاس باقی رہے آٹھ سو۔ چھ سو ہمارے۔ دو سو تمھارے بھئی معاملے کی بات ہی۔

لالہ۔ تم تو چھ سو اور ہم لین دو سو اچھا معاملہ ہی میان بھائی ہوا نہ۔ ارے یار تین سو ہم کو دے پانچ سو تو اُڑا یہ البتہ معاملے کی بات ہی۔

روشن علی۔ اجی میان بھائی کی نہ کہیے میان بھائی تو نواب صاحب بھی ہین آخر۔ مگر اللہ میان کی گاے اور یار تم لوگ تو وہ بس کی گانٹھ ہو کہ تمھارے کاٹے کا تو منتر ہی نہین لاکھون روپیہ کھا جاؤ مگر گزی کی لنگوٹی لگائے ہوے پھٹی ٹوپی سر پر منڈھائے ہوئے۔ لالہ بھائی ہو۔ اور میان بھائی ہو۔ اور میان بھائی کھانے کو ہم بھی کھائینگے مگر شربتی کے انگرکھے ڈانٹے ہوے خود نواب بنے ہوے گلوریون پر گلوریان چکھ رہے ہین قورمہ اور روٹی اور پلاؤ روز دسترخوان پر دیکھیے گا تم آبا بھی کچھ ہی کھاؤگے اچھا بھئی تین سو تمھارے پانچ سو ہمارے۔

الغرض لالہ جواہرمل نے دو ہزار چہرہ شاہی نذر سے گن دیے اور لالہ نے روشن علی کو تین سو کم دو ہزار یعنی سترہ سو روپیہ دیے میان روشن علی نے سوا چار سو کی جوڑی خریدی اور اسیوقت لیجا کر نواب نامدار کو دکھائی اور کہا کہ کوڑیون کے مول خریدی ہے

مصاحب۔ اوہو ہو ہو گھوڑی کیا پرستان کی پری ہی ایسی ہمرنگ جوڑی دیکھی نہ سُنی۔

رفیق۔ کیا ذری سی تھوتھنی ہی۔ کیا چوڑی پیشانی ہی۔

خوشامدی۔ واللہ کنوتیان تو دیکھیے ہاے پیار کر لینے کو جی چاہتا ہی۔

زمانہ ساز۔ حضور ایسے جانور قسمتون سے ملتے ہین۔ واللہ جناب باری کی قسم شہر بھر مین اس ساتھ کی دوسری جوڑی نہین نکلے گی

خود مطلب۔ اس مین کیا شک ہے۔ مگر بھئی بڑے سستے دامون مین آئی واللہ دو دو ہزار کی ایک ایک گھوڑی ہی۔ کیا خوبصورت ہاتھ پانون ہین۔ واللہ اور لطف یہ کہ کوئی عیب نہین۔

نواب۔ بھئی اسکو حفاظت سے بندھواؤ۔ کل شام کو فٹن مین جوتنا دیکھین کیسی جاتی ہی۔

زمانہ ساز۔ اے خداوند سبحان اللہ آندھی کے موافق جائے بگولا نجائے کیا ولگی ہو کچھ۔ ے

قدمباز ایسی گویا دریا بامواج دریا ہی	ہر ایک خیز اسقدر بلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

نواب صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ اب دل لگی دیکھیے کہ کہین پتا ہی نہین۔ خدمتگار چھ طرف ڈھونڈھتا ہی قلم نہ دوات نہ کاغذ بٹیرون کی کابک۔ پتنگ۔ ڈور کے گولے اُچکلے۔ چانڈو کی نگالیان کثرت سے موجود مگر قلم ندارد۔ کاغذ کا نام نہین دوات کا کہین پتہ بھی نہین آخرکار لالہ بیچارے کا قلمدان چھین لائے تو نواب صاحب نے ایک پرچہ ایک مصاحب کے نام لکھا اور لکھکر اُسکو دیا کہ چپکے سے پڑھ لو۔ اتفاق سے جلدی مین اُن مصاحب کو دینا تو بھول گئے میان آزاد کو پرچہ دیدیا۔

اب ناظرین باتمکین کی خدمت مین گذارش ہی کہ ہم کو وہ سطور جو خاص نواب نامدار کے قلم سے نکلی ہین بجنسہ لکھنے کی اجازت دین اور ہماری تحریر کو خلاف تہذیب نہ سمجھین تو ہم پر بڑا احسان ہو۔ میان آزاد نے وہ پرچہ پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ زیگھوٹرین مین جاتے ہوا

لیس کی خریدا ہین یہ آبادی جان کیواسطے لین ہین اور فٹن بھی ایک دون کولے دینگے لے کن تم کسو نیا شخنت سے یہ راظ نہ کھول نا۔

میان آزاد نے لاحول کہکر وہ پرچہ نواب صاحب کو دیدیا اور خوجی کو لے کر چل کھڑے ہوے۔

راز کے بدلے (راظ) اور لیکن کو (لے کن) اور شخص کو (شخنت) اور سلی ہین کہ (لین ہین) اور اُنکو (دون کو) اور کسو نیا (کھول نا) اور گھوڑیان کو (گھونڑین) لکھا ہے یہ تو نواب صاحب کی لیاقت کا حال ہے اور آبادی جان کا اسدرجہ خیال ہے کہ فٹن اور گاڑی دیدی

ہوٹل

میان آزاد خانہ برباد یہان بستر جمانے یا کسی مکان کا قبالہ لکھوانے تو آئے تھے نہین۔ راہ راہ آئے۔ دو تین دن رہے چلے گئے۔ لکھنؤ کے اسٹیشن پر پہونچے تو وہ چہل پہل وہ بھیڑ بھڑکا۔ وہ دھکم دھکا کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا برہمن دلوتا ڈول لیے کھٹ کھٹاتے چلے جاتے ہین جل ٹھنڈے۔ کٹورا الگ کھنک رہا ہے میان بھشتا مشک یا مشکیزہ لیے ہوے چہل قدمی کر رہے ہین ایک سمت ساقی دو سیر اخمیر ابھر کر گڑگڑی لیے گڑگڑا رہا ہے وہ مشکبو کہ دماغ طبلۂ عطار ہو جائے چبوترے کے سامنے کمھار برتن چُن کر بیٹھا بیچ رہا ہے۔ مٹی کے کھلونون پر وہ جوبن کہ باہر والے بصد شوق خرید لیجاتے ہین۔ خریدارون پر خریدار ٹوٹے پڑتے ہین پیسا پھینکا اور حقہ لیا۔ اُدھر میان بھشتانے تازہ کر دیا اور ساقی نے چلم تیار کی دھوان دھار اُڑانے لگے۔ کھٹک نے آواز لگائی گلابی میوہ شہتوت امرس ہے آم کے رسون کا۔ قلمی آم کے رسون کا۔ نقیر محمد خان کے باغ کا سفیدہ۔ بنارس کا لنگڑا چار باغ کا بمبئی رنگترے سنگترے۔ کیلے۔ اناس۔ نارنگیان شریفہ۔ امرود۔ سیب جو چاہیے خرید لیجیے۔ ایک طرف حلوائی کی دکان مٹھائی کے خوان برفی کے تھال۔ ورق نقرہ لگے ہوے پستے کی ہوائیان۔ لوہے کے چراغ لٹکے ہوے ہین۔ دکان جھک جھک کر رہی ہے اتنے مین آواز آئی بسکٹ لو بسکٹ کباب کلچے ادھر اُدھر گھومے۔ تو ٹوپی والا سامنے آن موجود ہوا۔ دو پلی ٹوپیان شربتی جامدانی چکن مری کے کام کی کڑھی۔ مندیل گول ٹوپی۔ نئے نئے فیشن نرالی اور انوکھی وضع کی ٹوپیان جھڑا جھڑ دکھا رہا ہے اور گاہک پر گاہک بصد شوق دام چکا رہا ہے۔ دس پانچ ہاتھون ہاتھ بک گئین۔ دُور دُور تک مسافر بستر جمائے کوئی زین پوش کوئی دری بچھائے بیٹھا ریل کی راہ تک رہا ہے۔ کوئی گنوار اکڑون بیٹھا ناپ شناپ بک رہا ہے میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ اللہ اللہ ریل کا اسٹیشن کیا خاصہ میلہ ہے کچھ ٹھکانا ہے یہ بھیڑ یہ دھوم۔ یہ رونق بھئی واہ رے لکھنؤ واللہ ایسا اسٹیشن بھی نہین دیکھا۔ میان آزاد ٹہلتے ہوے اسٹیشن کے اندر گئے ہوٹل دیکھا تو باچھین کھل گئین۔ اُہو ہو ہو کیا صاف و شفاف ہے ہر شے قرینے سے چُنی ہوئی۔ در و دیوار سے صفائی برس رہی ہے ہر سمت نور کا عالم ہے اس سرے سے اُس سرے تک میز اور اُس کے گردا گرد کرسیان گلاس چنے ہوے۔ لیمپ اور کنول ہر طرف روشن ہین میان آزاد بھی کرسی پر جا کر ڈٹ گئے۔ کھانا لاؤ۔ مگر شراب کا لگاؤ نہو اور لحم خوک قریب نہ آنے پائے۔ ایک چپراسی صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوے چوبدارون کی سی پگڑی باندھے ہوے سامنے آن کھڑا ہوا حضور شراب تو نہ ہوگی مگر اور کیا آپ نے حکم دیا۔ میان آزاد نے کہا لحم خوک (آہستہ سے) یعنی سور کا گوشت نہو (چپراسی) نا حضور کیا مجال۔ یہ کہکر چپراسی نہایت ہی قیمتی بیش بہا پلیٹون مین طرح طرح کا انگریزی کھانا لایا میان آزاد نے چھری کانٹے سے خوب مزے سے چکھا اور سوڈا واٹر اور لیمونیڈ پیا اور باہر پہونچے تو کیا دیکھتے ہین میان خوجی بھی بستر جمائے ہوے پڑے اینٹھے اور کباب کلچے چکھ رہے ہین

آزاد- واہ اُستاد۔ تم توخوب مزے سے کباب اُڑا رہے ہو۔

خوجی- پھر کوئی شراب اُڑائے کوئی کباب کھائے۔

آزاد- این شراب! لاحول ولاقوۃ- ای میان شراب کس نے منھ سے لگائی یہ کس کی شامت آئی- یہان دخت رز سے واسطہ ہی نہین رکھتے۔ بنت العنب کے عاشق دلدادہ کوئی اور ہی ہونگے

ع- کردم زشراب ناب توبہ ﴿

خوجی- اور آگے تو کہیے ع- کردم زشراب ناب توبہ ﴿ اور آگے ع- ورکردہ ناصواب توبہ۔

آزاد- قسم قرآن کی کس مردک نے شراب کا ایک قطرہ بھی چھوا ہو شراب پی ہو تو سور ہی کا گوشت کھایا ہو-

خوجی- (مسکرا کر) تسلیم- ایک نہ شد دو شد- آپ نے سور کا گوشت بھلا کب چھوڑا ہوگا واللہ مانتا ہون- کہنے لگے شراب پی ہو تو سور کا گوشت کھایا ہو معقول! یہ تو آپ تب کہین جب اُسکو حرام یا مکروہ بھی سمجھین- آپ دونون کو حلال اور اُنکے استعمال کو مستحسن سمجھتے ہین یار آج تو تم نے غضب ہی کر دیا-

آزاد- ارے بھئی آخر کیا کیا کچھ کہوگے بھی یا ملاحی ہی سنائے جاؤگے سُبحان اللہ قسم لو جو ہمنے شراب کو ہاتھ بھی لگایا ہو یا سور کے گوشت کی صورت بھی دیکھی ہو-

خوجی- ہان یہ آپ نے خوب کہی کہ سور کے گوشت کی صورت نہین دیکھی ہوگی- مگر یار مزہ تو خوب چکھا ہوگا اور شراب کو ہاتھ آپ کیون لگاتے گلے لگائی ہوگی گلے- اور آپ کی قسم کا کس مردود کو اعتبار ہے قسم کو تو آپ مانتے ہی نہین مجھے آجتک یہی نہین معلوم ہوا کہ آپ کا دین ایمان کیا ہے- تمھارا تو بابا آدم ہی نرالا ہے خیر جی اپنی اپنی سب بھگت لین گے ہم کو اس بکھیڑے سے کیا واسطہ-

آزاد- نہ ہاری مانتے ہو نہ جیتی-

خوجی- مانین کیا خاک- مانین کیا- ہم نے اپنی آنکھون دیکھا کہ چھری کانٹا کھٹا کھٹ چل رہا ہے-

آزاد- تو بھائی چھری کانٹے سے کوئی شراب پیتا ہے-

خوجی- ہم کیا جانین ہماری جانے جوتی- کہ شراب کیونکر پیتے ہین یہ کسی اپنے ایسے میگسار بادہ خوار سے تحقیقات کیجیے افسوس واللہ بس تم گئے گذرے ہائے ستم- خیر مضی ما مضیٰ-

آزاد- آپ ایک کام کیجیے- ہوٹل مین جا کر-

خوجی- ای لاحول- ای لاحول- خدا ایسی جگہہ کسی سچے اور پکے مسلمان کو نہ لیجائے توبہ توبہ (اپنے کان پکڑ کر) خداوندا بچائیو- گنہگار بندہ ہون- ارے توبہ- ہوٹل مین اور ہم جائین- لاحول ولاقوۃ بس آپ ہی کو مبارک رہے قبلہ بندہ درگذرا-

میان آزاد ٹہلنے لگے اور خوجی نے کباب اور کلچون پر خوب ہتھے لگائے جب صفاچٹ کر چکے تو حلوائی کی دکان سے برفی لائے اور افیون کے نشے مین ٹونگا رنے لگے تو اتنے مین ایک صاحب باریش دراز یک مشت و پنجاہ انگشت نے میان آزاد کو مخاطب کر کے کہا کہ کیون حضرت آپ کا اسم مبارک- یہ بولے میان آزاد وہ مسکرائے اور کہا کہ ہان واللہ- آپکے قد و قامت اور وضع قطع پر یہ نام موزون ہے- آزادی اور آزادہ روی صورت سے برستی ہے ملت کیا ہے-

آزاد نے کہا ؎

اندرہم میرس نہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار رندانم مسافرم

حضرت بندہ مسلمان ہے اور مسلم ایمان ہے پابند شرع- آپ کا اسم شریف جناب مولوی صاحب-

مولوی صاحب- اسم شریف تو چھپر پر رکھیے اسوقت مجھے افسوس کرنے دیجیے

آزاد - بسم اللہ آپ افسوس کر لیجئے بلکہ رو دیجئے - مگر سنیئے تو سہی محرم الحرام کے دن قریب ہین خوب پیٹ بھر کر رو لیجئے گا ایسی بیتابی کیا ہے -

مولوی صاحب - آپ مسلمان اور پابند شرع اپنے آپ کو بتاتے ہین اور ہوٹل مین جا کر شراب خانہ خراب استعمال مین لاتے ہین ع عیاذاً باللہ - مرد خدا آخر انجام کی بھی فکر ہے - یا سگ دنیا ہی بنے رہو گے -

آزاد - قبلہ بس اب کیا کہون - بجز سکوت کے اور کوئی کلمہ زبان پر نہین آنے پاتا - لاحول ولا قوۃ -

مولوی صاحب بے ادبی معاف - لاحول تو آپ اپنے ہی اوپر پڑھتے ہین آپ سے حرکت شیطانی ہی ایسی سرزد ہوئی مگر بحمد اللہ کہ آپکا نفس لوامہ آپکو ملامت تو کرتا ہے -

آزاد - مولانا خدا کی قسم مین نے ہوٹل مین صرف کھانا کھایا مگر وہ اغذیہ جو شرع کی رو سے حرام نہین - بس نظر انصاف سے دیکھیے تو اس مین قباحت ہی کیا ہے - آخر روم مین بھی تو صغیر و کبیر اور بڑے بڑے علماء تحریر عیسائیون کے ساتھ کھانا کھاتے ہین - پھر یہان ہندوستان کے مسلمان اسکو داخل گناہ کیون سمجھنے لگے ہین سے کیا کفر کیا کہ مردود اور مطرود اور زندیق اور ملحد اور مرتد بنا یا جاتا ہون -

مولوی صاحب - مجھ سے سنیے مین عرض کرون نہ ہوٹل مین جانا اہل اسلام کے لیے مستحسن نہین جو کھانا آپ نے ہوٹل مین چکھا ہے اگر باہر منگوا کر اور فرش بچھوا کر چکھتے تو چندان مضائقہ نہ تھا گو یہ بھی معیوب تھا مگر اس درجہ نہین پھر آپ لاکھ قسمین کھائیے قرآن اٹھائیے یقین کس ملعون کو آئیگا کہ آپ نے شراب نہین پی یا سور کا گوشت نہین کھایا کاجل کی کوٹھری مین جو جائے گا وہ منھ کالا کر کے آئیگا - کوئلون کی دلالی مین ہاتھ کالے ہی ہوتے ہین - روم کی نہ کہیے شاہ ایران مزے لے لے شراب ناب اور بیش بہا برانڈی نہین اڑاتے - پھر اس سے بادہ خواری کا جواز نہین ثابت ہوتا - رومی لاکھ عیسائیون کے ساتھ لقمے لگائین اور بے تکلفی سے کھائین ہم کو تو ایسا نہ چاہیے - ہمارے رسوم کے خلاف ہے - آپکو روم مین رہنا ہے یا ہندوستان مین - روم کی بات روم کے ساتھ - ہندوستان اور ہندوستانیون کے خیالات کا تذکرہ ہے یا روم اور رومیون کی عادات کا - آخر باہر بھی تو کباب کلیجے شیرمال پراٹھے - باقرخانی - روغنی روٹی - بسکٹ سب ہی کچھ بکتا ہے پھر وہان کھانے مین کون بہتری تھی مفت مین اپنے آپ کو نکو بنانا اور ہنسوانا کونسی دانائی ہے -

آزاد - حضرت وہان اول تو کھانا عمدہ اور لذیذ - دوسرے مقام صاف و شفاف جس لطف سے ہمنے وہان کھانا کھایا وہ یہان کجا قلی کھڑا پنکھا جھل رہا ہے - صاف ستھرا پنکھا جھل رہا ہے پلیٹین صاف میز شفاف چار چار چپراسی خدمت کے لیے کھڑے ہین یہان یہ باتین کجا - لاحول ولا قوۃ -

مولوی صاحب کھانا عمدہ تو آپ سمجھے ہونگے - باقی رہا پنکھا ایک پیسہ دے دیجئے گھنٹہ بھر پنکھا جھلوا لیجئے - اور صفائی کو مسافرت سے کیا کام سوائے ازین یہان بھی کوئی غلیظ خانے نہین ہے یون وحشت کی بات ہی اور ہے - خیر حضرت آپ جانین آپ کا کام جانے ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوستتر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

مانو یا نہ مانو - اس سے یہان غرض نہین ماننا نہ ماننا آپکے ہاتھ ہے ہم نے کہہ دیا -

میان آزاد نے اپنے دل مین سوچا کہ آج سے ایسی حماقت نہ کرینگے کہ ڈنکے کی چوٹ ہوٹل مین جائین۔ اور مفت مین اپنے آپکو ہنسوائین۔ یون تو ہمین اختیار ہی کہ چاہے ہوٹل مین جائین یا چھ کھائین مگر خاموشی کے ساتھ۔ یہ نہین کہ اسٹیشن بھر مین گھوتے پھرین کہ ع ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین ؎

خوجی۔ کیون بھلا خیر ایک ہمین کو آپ اُلّو بناتے تھے۔ اب تو ایک مولوی صاحب نے آپکو قائل کر دیا۔ ہات ترے کی اور ہوٹل مین کھاؤ۔ اور ایک اُنپر کیا فرض ہی۔

ریل کا سفر

میان آزاد اور خوجی بڑی دیر تک اسٹیشن پر ٹہلا کیے ایک کانسٹبل سے پوچھا کہ کیون جی آج ریل کو دیر کیون ہوئی۔ اب تک تو روانہ ہو جایا کرتی تھی آج ابھی تک آئی بھی نہین۔ آخر ماجرا کیا ہی کیا وقت بدل گیا۔ کانسٹبل نے کہا کہ آج تار آیا ہی کہ ایک جگہ ریل لڑ گئی۔ ایک مسافر گاڑی اُدھر سے آتی تھی اور ایک مال گاڑی ادھر سے جاتی تھی گارڈ شراب کے نشے مین ایسا چور ہوا کہ کچھ خبر ہی نہ رہی اُسکو تار دیا گیا تھا کہ خبردار فلان اسٹیشن سے آگے تیزی کے ساتھ نہ بڑھانا اور فلان پٹری سے نہ لیجانا۔ گارڈ تو اُسوقت نشے مین غین تھا ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ ریل کو تیز کر ہی دیا اور اُسی پٹری پر چلائی جسپر جانے کی ممانعت کر دی تھی ریل تو بے چلے جب پل کے پاس پہونچے تو مسافر گھڑگھڑاہٹ کے سبب سے جاگ اُٹھے اور جیسا قاعدہ ہی اُنمین سے اکثر دریا کی کیفیت دیکھنے لگے ویسے ہی اُدھر سے مال گاڑی نمودار ہوئی۔ اب ڈرائیور لاکھ لاکھ روکتا ہی مگر ممکن کہان ریل کا دفعۃً روک لینا کچھ ہنسی ٹھٹھا تھوڑا ہی ہی۔ خلاصہ یہ کہ عین پل پر دونون ریلین ٹکرائین کئی منٹ تک دونون انجن لڑتے رہے اور چونکہ دفعۃً لڑ گئے اس تصادم سے سخت نقصان جان و مال ہوا۔ دو آدمی ریل پر سے دریا مین غڑاپ غڑاپ۔ پانچ آدمی نہایت ہی زخمی ہوے اور پندرہ بیس آدمی باہم ایسا ٹکرائے کہ اُنکے سر اور دھڑ ہاتھ پانون آپس مین خوب لڑے کسی کا کان کھٹ سے الگ کسی کی ناک ندارد کسی کا چہرہ بگڑ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھوٹا ستم ہوا ہو گیا بس قیامت ہی ہو گئی۔ تو اس سے ریل وہان رُک رہی ہی اب کوئی چار گھنٹے کی دیر ہوئی انجن گیا ہی۔ بس دم کے دم مین آئی وہ دیکھیے گھنٹی بجی ٹھناٹھن۔ اب تیار ہو رہیے اور چلیے۔

خیر میان آزاد اور خوجی سوار ہوے اور ریل تھوڑی دیر مین چلی۔ تو انکے کمرے مین کئی آدمی بیٹھے تھے۔ اُنھون نے سب سے پوچھنا شروع کیا کہ کیون بھئی قطب کا منار دہلی مین کسی نے دیکھا۔ اب سب خاموش ہین۔

ایک۔ حضرت ہم تو عمر بھر آگرے مین رہے دلی جانے کا کبھی اتفاق نہین ہوا۔ ہمارے یہان نیل کا بیوپار ہوتا ہی۔

دوسرے۔ ہم گنوار آدمی قطب کے منار کو کیا جانین دیہاتی بھائی گئے تو دلی ہم تین چار بار اور وہان دو دو چار چار دن رہے بھی مگر منار دیکھنے کی ضرورت ہی نہین ہوئی اور کون جاتا مفت کی جھنجھٹ۔

تیسرے۔ دلی ہم گئے تھے سنہ ۱۲۴۵ھ مین۔ اسکو کوئی اکیاون برس کا زمانہ ہوا۔ جب ہم لڑکے سے تھے۔ اٹھارھوان اُنیسوان سال تھا۔ وہان چھ سات مہینے رہے۔

چوتھے۔ قطب کا منار ہم نے دُور سے دیکھا ہی۔ پاس سے دیکھنے کی نوبت نہین آئی۔

پانچوان۔ ہمارا مکان دادرے مین ہے۔ کُل دلی جانے کا اتفاق نہوا نہوا۔

میان آزاد اپنے دل مین ہنسنے لگے کہ لاحول ولا قوۃ۔ واہ رے ہندوستان اتنے آدمیون مین سے کسی نے قطب کا منار دیکھا ہی نہین اور لطف یہ کہ ایک حضرت دادرے کے رہنے والے ہین جو دہلی کے پڑوس ہی لیکن منار آجتک نہین دیکھا بلکہ دہلی ہی نہین گئے۔ اور دو ایک صاحب جو گئے وہ قطب کے منار کو دیکھنے نہ گئے ایک بزرگوار نے دور سے منار دیکھا مگر پاس نہ پھٹکے ایک فات شریف امیر آدمی ہین مگر تمام عمر آگرے مین رہے اتنی توفیق بھی نہ ہوئی کہ چلو بھئی دہلی تو ہو آئین۔ لاحول ولا قوۃ۔ ع

در دام افتی اگر خوری دانۂ او	با بد نشین و باش بیگانۂ او

میان آزاد خانہ برباد اور افیونیون کے اُستاد میان خوجی بدنہاد دوسرے دن پھر نواب نامدار والا تبار کے عالی شان اور سپہر توامان ایوان مین جا ڈٹے۔ دونون وقت ملتے یاران سر پل گپ کے یابو کو خوش بیانی کے میدان مین سرپٹ دوڑا رہے تھے اور اڑ اڑ پر اڑ لگا رہے تھے کہ اتنے مین مؤذن نے اللہ اکبر کا نعرہ مسجد سے بلند کیا۔ اب سنیے کہ یہان جتنے فات شریف بیٹھے ہین سب جھنڈے تلے کے شہدے چھٹے ہوے گرگے۔ ایک بولا روزہ افطار کرنے کا وقت آگیا۔ دوسرے نے کہا جی ہان آگیا۔ چنیا بیگم کہان ہین۔ اسپر ایک فرمائشی قہقہہ پڑا۔

نواب۔ قسم قرآن کی ہمین آجتک معلوم ہی نہوا کہ روزہ رکھنے سے فائدہ کیا ہوتا ہی مفت مین اپنے کو ہلاک کرنا کونسا ثواب ہی بھئی واللہ جو آج تک ہماری سمجھ مین بھی آیا ہو۔ ہم تو حافظ شیراز کے چیلے ہین۔ انھین کی بیعت لائے۔ وہ بھی روزہ و نماز کے پابند نہ تھے۔

آزاد۔ آفرین کیا خوب بات کہی ہی۔ صاد ہی پیر و مرشد۔ ع

دوش از مسجد سوی میخانہ آمد پیر ما	چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما
با مریدان روبسوے کعبہ چون آریم چون	روبسوے خانۂ خمار دارد پیر ما

مصاحب۔ چون آریم خون۔ واہ واہ کیا کلام تھا۔

رفیق۔ دوست از مسجد۔ ان لفظون کو تو دیکھیے۔

خوشامدی۔ اچھی شعر ہین ہین۔ سعدی بڑے شاعر تھے اور علما تھے

میر صاحب۔ اور سنا علم موسیقی مین بھی دخل تھا بھاگ کی دھن پر سر دھنتے تھے۔

راوی۔ او چھا جی۔ واہ ری صحبت۔ ایک سے ایک زبان دان اور طلیق اللسان بذلہ سنج و لطیفہ گو ہی۔ اور چشم بد دور شعر و سخن مین کتنا عمدہ مذاق ہی۔ خدا چشم زخم حوادث سے بچائے تعریف بھی کی تو بھونڈی سچ ہی۔

صائب دو چیز می شکند قدر شعر را	تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس

مصرع ہی کہ ع۔ با مریدان روبسوے کعبہ چون آریم چون۔ اسکو فرماتے ہین کہ چون آریم خون۔ اور فرمایا کہ کیا کلام تھا۔ تھا کی ایک ہی کہی۔ اب شاید مفقود ہو گیا ہے۔ دوسرے صاحب نے بفحوائے من چہ قسم برادر فلان من بسیار فش ست۔ فرمایا کہ دوست از مسجد ای سبحان اللہ دوش کو دوست اور مسجد کو مسجد اور طرہ یہ کہ دوست از مسجد انھین الفاظ کی تعریف ہو رہی ہی تیسرے صاحب بولے اچھی شعر ہین ہین شعر کو ان حضرت نے مونث کر دیا اور ہین ہین سے اسکی جمع بنائی اور اسپر ستم یہ کہ ان اشعار کو سنکر سعدی شیرازی کی توصیف کر رہے ہین۔ گویا سعدی کا کلام ہی جس پاگل کو اتنا بھی نہین معلوم کہ حافظ کا کلام ہی یا سعدی کا وہ مدح کرنے کا کیا دم بھرے پھر کس مزے سے اکڑتے ہوے کہتے ہین کہ سعدی بڑے علما تھے ماشاء اللہ سعدی تو خیر علما تھے ہی آپ بھی چشم بد دور بڑے بلغا بڑے کملا بڑے شعرا اور بڑے فضلا ہین لاحول ولا۔ لاحول ولا یہ تو تھا ہی۔ ایک صاحب شیخ جی کی قوالی کے بھی مداح ہین۔

انھین نے کسی تذکرہ ہی مین دیکھا ہوگا کہ شیخ علیہ الرحمۃ بھاگ کی دھن پر سر دھنتے تھے (چلو سو رہو آدھی رات بھئی)

مصاحب - خداوند مین پوچھتا ہون کہ آخرش اس فاقے سے فائدہ ہی کیا ہوتا ہی۔

نواب (مسکرا کر) کیا خوب۔ ای یہ تو کسی روزہ دار سے پوچھو مجھ سے اسکی تحقیقات فضول ہی۔ یہان جب سے پیدا ہوے قسم لیجئے جو کبھی ایک دن بھی فاقہ کیا ہو۔ ارے میان اول تو روزہ رکھنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہی۔ پھر بھوک مین نماز اور عبادت اور پرستش کی کس کو سوجھتی ہی۔ توبہ توبہ کیجیے۔ دوسرے یہ کہ جب دن بھر کڑاکے کا فاقہ کیا ہو تو مرات کو شل ہو کر سو رہے اور یار لوگ تو سحر گہی الگ اڑاتے ہین اور شام کو الگ دو تین سیر ستیاناس کرتے ہین۔ مگر ہان دو چار مولوی بڑا ریاض کرتے ہین کھاتے بھی کم ہین اور سوتے بھی نہین اور دن رات عبادت ہی کیا کرتے ہین مگر ایسے ہین کہ مجھ سے کہیے تو انگلیون پر گن لون۔

رفیق - بجا ارشاد ہوا پیر و مرشد۔ اور یہ دیکھیے آپ ہی کے نمک کی قسم ہی کہ دن رات کھانے ہی کی فکر رہتی ہے چار بجے اور لونڈی پر پڑنے لگین۔ بے بھاؤ کی۔ اٹھتے جوتی اور بیٹھتے لات۔ لسن لا پیاز بگھار۔ کباب پکین میٹھے ٹکڑے پکین۔ الٰہی تو یہ ۔ع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر سیت۔

ہندو مصاحب - جی ہان ہمارے یہان بھی برت رکھتے ہین لوگ مگر ہم نے تو ہر برت کے دن گوشت چکھا۔

رفیق - شاباش ہی لالہ شاباش۔ واللہ کیا پکا مذہب ہی تمھارا۔

نواب - تربیت یافتہ ہین نہ بھئی۔ کچھ گنوار جاہل تو ہین نہین۔

لیمون نچوڑ - واہ حضور کیا خوب بات پیدا کی ہی۔

راوی - اس تعریف کے قربان۔ پیدا حضور نے کیا اپنی ایسی تیسی کی کہنے لگے کیا خوب بات پیدا کی۔

خوجی - قسم حسینؑ کی۔ کیا خیالات ہین حضور کے۔ واہ۔ وہ بات پیدا کی ہی کہ توبہ ہی بھلی۔

مصاحبین - (قہقہہ لگا کر) واہ حضرت واہ کیا تعریف کی ہی کہنے لگے توبہ ہی بھلی۔ واہ ری تیری توبہ ہی بھلی یہ توبہ ہی بھلی کی ایک ہی کہی حضرت کس جنگل مین حضور تولد ہوے تھے آپ نے تو وہ بات کہی کہ توبہ ہی بھلی۔ یار خدا کے لیے ذری سمجھ بوجھ کر بولا کرو۔

رفقا - ای حضرت بولین کیا بس اب بولنے کے دن گئے برسات ہو چکی نہ۔

خوجی - (دو زانو ہو کر) میان ایک ایک آؤ۔ یا کھو چو کھی لڑین۔ ہم اسین بھی بند نہین میان سنو۔ یہان عمر بھر رئیسون امیرون نوابون ہی کی صحبت مین رہے۔ تم لوگ ابھی کچھ دن سیکھو ابھی بچے ہو جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش۔ ابھی خدا جھوٹ نہ بلوائے تو دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹے ہونگے۔ آپ اور ہم پر منھ آئین شان خدا۔ ے

بت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

واللہ ایکبار ہمارے نواب صاحب کے یہان ایک ذات شریف تشریف لائے بڑے طرحدار اور زبان آور میان آزاد انکا نام تھا آتے ہی فقرہ بازی کرنے لگے۔ بس قبلہ مین نے جو آڑے ہاتھون لیا تو جھیپ کر نوک دم بھاگے۔ واللہ ہی وہ آڑے ہاتھون لیا کہ انکی نانی ہی تو مر گئی۔ آزاد۔ آزاد بڑے آزاد بنے تھے۔ ایسے جھیپے کہ چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین نواب کے یہان جو آیا اس نے منھ کی کھائی۔ دم دبا کر بھاگا۔ میرے مقابلے مین کوئی ٹھہرے تو بھلا۔ لے بس آپ ایک کو بلائیے۔ دو دو جو بخین ہون بھی بالی سے

نوک دم نہ بھاگے تو مونچھیں منڈا ڈالون-

مصاحب- آگے بڑھکر آیے بس آیے دو دو نہین چار چار مونچھیں سہی- آپ بھی کیا یاد کرینگے- بندے کی زبان بھی وہ زبان ہے کہ کترنی کو مات کرے- زبان آگے جاتی ہی لفظ پیچھے رہے جاتے ہین-

خوجی- زبان کیا چرخا ہی رانڈ کا- واہ ری زبان فرمایشی زبان ہی- مگر خدا جھوٹ نہ بلائے تو- رے اور زے اور ڑے اور ٹے زبان سے نہ نکلتا ہوگا- روٹی کو تو حضور لوتی کہتے ہونگے-

مصاحب جب خدا جھوٹ نہ بلوائے نہ- آپ اور جھوٹ نہ بولین شاہ وضع کے خلاف ہی- ماشاءاللہ آپ کو وضع کا کس درجہ خیال ہے جب سے ہوش سنبھالا کبھی سچ بولے ہی نہین عمر بھر مین ایک دفعہ دھوکے سے سچ زبان سے نکل گیا تھا جس کا آج تک افسوس ہے-

خوجی- اور وہ واقعہ مین بتاؤن جب آپ ایک دفعہ سچ بولے تھے ایک شخص نے انکے باپ کا نام پوچھا- انھون نے جلدی مین صاف صاف بتا دیا- اسکا آجتک رنج ہی-

اسپر سب کے سب ہنس پڑے اور خوجی مونچھون پر تاؤ دینے لگے مصاحب ایک چھٹے ہوے گرگے وہ کب جھینپنے لگے جب محفل سے نکالے گئے تب تو جھینپے نہین اب بھلا کیا شرمائنگے بشرم چہ کمتی سرپست بیش مردان آید شاباش جھینپین تو نواب کی محفل سے نکالے جائین اسی دم گردن نالی جائے اور چلتے پھرتے نظر آئین-

خوجی- کیون حضرت کچھ فرمایئے تو آپ تو خاموش ہی ہو رہے ہے

مصاحب- اجی تم گوکھون سے کیا بحث کرین-

خوجی- گالیان دیجیے گالیان- پانی پی پی کر کوسیئے تیغے جھاڑ کے لڑنے لگے- لاحول ولا قوۃ-

التماس- راوی اپنے ناظرین اولی الابصار خصوصًا متین اور مہذب بزرگوارون کی خدمت مین ملتمس ہی کہ ذیل کے حصّے کو بد تہذیبی پر نہ محمول فرمائین- ہم اپنے ملک کے رسوم بد اور عادات خلاف تہذیب کو عمدہ طور سے لکھ ہی نہین سکتے تا وقتیکہ ہم کل مذموم کا خاکہ نہ اڑائین پس ہم مجبور ہین-

اب سنیے کہ یہ گفتگو تو ہو ہی رہی تھی کہ ایک ڈگڑی گھڑگھڑاتی ہوئی آئی اور اسپر سے ایک نیک بخت بصد شان دلربائی اُترین (نیک بخت کا ہے کو بد بخت کہیے) خیر اب سب کی نظر اُسی طرف ہی جھماجھم کی آواز نے شور محشر بپا کیا- اور نواب تو ریشہ خطمی ہو گئے اور وہ پتلی کمر کو لچکاتی ہوئی تشریف لائین- اور نواب نامدار نے سب شرفا سے برتر مقام پر اُنکو جگہ دی- اُس نے نواب کا مسند گھسیٹا اور بڑے ٹھسے سے متمکن ہوئی- اور چہ میگوئیان ہونے لگین-

نواب- مزاج شریف-

(-)- آپ کی بلا سے-

نواب- خطا- قصور- گناہ

مصاحب- حضور خدا کی قسم- اسوقت آپ ہی کا ذکر خیر تھا-

(-) چل جھوٹے- علی کی سنوار تیرے اوپر اور تیرے نواب پر-

مصاحب- کلام اللہ کی قسم-

(-)- اب ہم ایک چپت جمائین گے- دیکھو نواب اپنے ان گرگون کو منع کرو- میرے منھ نہ لگا کرین- جھوٹ کی روٹیان کھاتے ہین یہ نمک حرام-

رفیق- اور یہ تو جھوٹون کا سردار ہی-

(-) بجا اور تم- اجی تم سب کے سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو

اتنے مین ایک مہری پانچ چھ برس کے ایک لڑکے کو گود مین لائی

نواب۔ یہ بھیا کیسا ہی۔

(۔) ہماری بہن کا۔ اللہ رکھے۔ لڑکا کیا پہاڑی مینا ہی۔ بھیا نواب کو گالیان تو دینا تم تو شرماتے ہو۔ بس یہی تو ہم کو اچھا نہین معلوم ہوتا (چوم کر) شاباش بھیا گالیان دو۔ نواب کو اِنکو مٹھائی دوگے پھر۔

نواب۔ ہان ہان ابھی ابھی۔

(۔) لے گالیان دے دو تو نواب مٹھائی دین (چوم کر) بھیا دو گالی۔

لڑکا۔ پہلے مٹھائی لاؤ۔ پھل ہم دالی دیندے (پھر ہم گالی دینگے)

مصاحب۔ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ کیا میٹھی بول چال ہی۔

اب چو طرفہ سے مصاحب بلاتے ہین۔ آؤ ہمارے پاس آؤ ہم دین۔ اور لڑکے کے کان مین اُنھون نے کچھ سکھا دیا تو اُسنے نواب کو وہ بے نقط سنائین اور وہ گالیان دین کہ توبہ ہی بھلی نواب صاحب خوب کھل کھلا کر ہنسے اور محفل بھر لڑکے کی تعریف کرنے لگی اور اللہ رکھے کیا مینا کی طرح بولتا ہی چشم بد دور خداوند اب اِنکو مٹھائی منگوا دیجیے۔

نواب۔ اچھا بھئی اُنھون نے کہنا کیا ہمارا۔ کوئی ہی۔ ارے کوئی ہی۔

خدمتگار۔ حاضر (کوئی اٹھارہ آدمی ایک دم سے بول اُٹھے)

نواب۔ بھئی اِنکو پانچ روپیہ کی مٹھائی تو لا دو۔

(۔) ای ہٹو بھی۔ آپ اپنے چہرہ شاہی رہنے دین کیا کوئی فقیر ہی۔ خدا نخاستہ (نخواستہ)۔

نواب۔ اچھا ایک اشرفی کی مٹھائی لا دو۔

(۔) بھیا سلام کرو۔

راوی۔ ضرور۔ اب تو سلام کا موقع ہی ہی۔ ایکبار گالی دی تو ایک اشرفی پائی۔ اب دو چار بار اور گالیان دو تو لوٹ بچاؤ۔ واہ رے نواب کس لطف سے آپ اُس لڑکے سے فرماتے ہین کہ ہان کہو کہو۔ کہو تو مٹھائی منگوا دین۔ لاحول ولا قوۃ۔ اے لعنت خدا۔ توبہ توبہ۔ کتنا بھونڈا مذاق ہی۔ معاذ اللہ۔

نواب۔ کوئی چیز تو کہو اسوقت پیلو کی کوئی چیز کہو تمھین واللہ

(۔) ای ہٹو بھی۔ لو اور سنو۔ خدا کی قسم دیتے ہین۔ آج شب مین ہین۔ آپ کو گانے کی سوجھتی ہی۔

نواب۔ اجی سب شب مین ہی ہین۔ کہو بھئی۔ ذری جی بہلے گا۔

اتنے مین دو چار لیمون جو سامنے پڑے تھے بی صاحب نے اُٹھا لیے ایک لیمو داہنے ہاتھ مین لیا اور دوسرا لیمو اُسی ہاتھ سے اُچھالا اور رُوکا پھینکا اور روکا۔ پندرہ منٹ تک اسی طرح اُچھالا اور روکا کین۔ محفل بھر مین شور تحسین مچا ہوا ہے کہ واہ کیا تلے ہوے ہاتھ ہین واللہ اس کمال کو تو دیکھیے۔ وہ بولین کہ بھلا نواب تم تو اُچھالو جب جانین کہ نیبو گرنے نہ پائے نواب بیچارے نے بھی ایک لیمو ہاتھ مین لیا اور دوسرا اُچھالا تو تڑسے ناک پر گرا۔ پھر اُچھالا تو کھوپڑی پر کھٹ سے۔ پھر اُچھالا تو ٹانگ پر پھٹ سے۔ تب تو جھلا کر نواب نے لیمون پھینک دیے۔

(۔) ماشاء اللہ سے کتنے برق دم ہین آپ۔

نواب۔ ہم کیا کچھ۔

(۔) بس جاؤ بھی جی۔

نواب۔ اور یہ اُنگلی مین کپڑا کیسا بندھا ہے۔

(۔) بوجھو۔ دیکھین کتنی عقل ہے۔

نواب۔ شان خدا۔ اے اس مین مشکل ہی کیا ہی۔ چھالیان کترتی ہونگی۔

(۔) ہان وہ خون کے سراٹے بہے کہ توبہ مین نے پانی ڈالا اور

کپڑا باندھ دیا - اب کبھی چھالیان نہ کترینگے - واللہ قسم کھاتے ہین

مصاحب - حضور آج اس شہر مین انسی دوسری (-) نہین ہے ہنس مکھ خلیق خندہ پیشانی -

نواب - بھلا کبھی نواب (-) کے بھی ہان جاتی ہو سچ سچ کہنا (-) علی کی سنوار اُنپر - نواب - تو بھلا خرچ کرکے اللہ میان کے گھر سے پھر آئے ہین - اس منحوس سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ آپ کہان کے ایسے بڑے مولوی بن بیٹھے -

نواب - جی بجا ہے جو آپ کو نہ بلائے وہ منحوس ہوا -

(-) بلائے یا بلائے یا سری ٹیک کرے جسکو غرض ہوگی آپ ہی دوڑا آئیگا - اتنے مین میان آزاد اور خوجی وہان سے چمپت ہوے -

آزاد - خوجی بھئی آج تو طبیعت کچھ بے لطف ہے اعضا شکنی ہو چکی اب جان شکنی ہے -

خوجی - آپ سے تو کہتے کہتے مرمٹے کہ ابھی بے احتیاطی نہ کیجیے تبرید پیتے جایئے مگر آپ نے نہ مانا نہ مانا - اگر آپ تبرید کا استعمال کرتے جاتے تو آخر حرج ہی کیا تھا مگر تم سنتے کسکی ہو -

آزاد - یار آنکھین جلتی ہین -

خوجی - بخار کی آمد ہے - بس اب سو رہیے لاحول ولاقوۃ مجھے خوف ہے کہ مبادا بیماری بڑھ جاوے اور طول کھینچے تو پھر غضب ہی ہو جاوے - لاحول خاصے اچھے ہو گئے - مگر ذرا سی بے احتیاطی سے یہ نوبت پہونچائی - پھر خود کردہ را چہ علاج -

آزاد - کسی حکیم کو بلایئے -

خوجی - ابھی حکیم کیا کرے گا - اب دوا تو کہین کل پیجیے گا نہ - پھر حکیم کو کیون بلواتے ہو ابھی سے مگر آپکی ایسا نہ کرنا کہ صبح کو حکیم شام کو بید - دوپہر کو ڈاکٹر - آپکی بھی جتنی باتین ہین سب حماقت کی اور جلد بازی کا آپ پر خاتمہ ہے بس -

آزاد - کل نواب کے یہان تو بڑی دل لگی رہی - اور آپ کچھ سمجھے بھی یہ گھوڑی وہی تھی جو روشن علی خرید کر لائے تھے - معلوم ہوتا ہے فٹن بھی ترڑسے خرید ہی لیا -

خوجی - ہونھ - یہ کون بڑی بات ہے اجی ایسی ہین تو ایسے نواب زادون کا روپیہ خرچ ہوتا ہے - انکی صحبت مین جب بیٹھے خوب گپ اڑائے اور جھوٹ اسقدر بولے کہ زمین اور آسمان کے قلابے ملائے اور بات بات پر خوشامد کرے - مگر مشکل اتنی ہے کہ مصاحبون سے ہر دم عہدہ برآ کیونکر ہو چغل خور بھرے ہوے بات ہوئی اور چغلی کھائی اور رئیس کے مزاج کو برہم کر دیا - جمنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے اور جو جم گئے تو دونون وقت پلاؤ اور باقرخانی اور شیرمال اور پراٹھے اور کباب اور قورما اور دو پیازہ اور مربا ے لذیذ چکھیے اور ڈنڈناییے اور جو رئیس کے مزاج مین زیادہ دخیل ہوے تو پھر تو پو بارہ ہین دونون ہاتھون سے لوٹیے اور سونے کی اینٹین بنوا کر صندوقچے مین رکھ چھوڑیے لیکن حضرت واللہ ہے کہ ایسے مال کو رہتے نہ دیکھا معلوم ہی نہین ہوتا کہ کدھر آیا کدھر گیا بس ادھر آیا اُدھر صفایا ع - مال حرام بود بجاے حرام رفت -

آزاد ہان مین تو بھول ہی گیا تھا - خوب یاد آیا - یہ کل آپ نے نواب کے یہان تو ہم کو خوب آڑے ہاتھون لیا - اور مین اُسوقت خاموش تم نے آزاد کا نام لے کر وہ وہ سنائین کہ مین جھلا جھلا کر رہ گیا لے اب اسوقت پوچھون آپ کو -

خوجی - واہ اُٹھنے کی تو طاقت ہی نہین آپ کو اور خم دم یہ کہ پوچھونگا اور بھائی نوابون کی صحبت مین ایسی ہی باتین کرنی چاہئین نہ سمجھے اپنی خوب تعریف کرے -

آزاد - لاحول ولاقوۃ - ایسی صحبت پر تین حرف - کیا بھونڈی باتین ہوتی تھین اُس لونڈے نے کیسی بے نقط سنائی ہین کہ توبہ توبہ

یہ نواب بھی بالکل چونگا ہی رہے۔

خوجی۔ اور نہیں تو کیا نرے چونچ۔

آزاد۔ خدا کرے یہ رئیس زادے پڑھ لکھ کر مہذب اور متین فہمیدہ اور سنجیدہ ہو جائیں۔

خوجی۔ ارے خدا نہ کرے بھائی۔ یہ تو جاہل ہی ہیں تو اچھا واللہ جو کہیں پڑھ لکھ جائیں تو پھر اتنے بھلے مانسوں کی پرورش کون کرے۔

آزاد۔ جی بجا ہی جھوٹ بولنے والے خوشامد کرنے والے بے ایمان دغاباز جعلساز تو مزے اڑائیں اور علما و فضلا و کملا جوتیاں چٹخائیں بس اب ہم کو نیند آتی ہے ذرا سونے دو۔

دوسرے دن گل آزادی کے رنگ و بو۔ بذلہ سنج لطیفہ گو میاں آزاد فرخ نہاد اور انکے شفیق باتحقیق میاں خوجی خانہ برباد پھر نواب قمر رکاب کی محفل عشرت منزل میں شریک ہوے میاں آزاد کو تو دل سے لگی تھی کہ ٹرکی جائیں اور اُسکے دشمنوں کو نیچا دکھائیں۔ مجیدی تمغے لٹکائیں اور سرخ رو ہو کر واپس آئیں اور بت ملائک نظر فریب عدو بے صبر و شکیب خاتون مہ لقا پیاری حسن آرا کو بیاہیں۔ لیکن طبیعت کا اضمحلال اور حرموسمی کے اشتعال نے ٹنگڑی لی۔ سوچے کہ خیر۔ ادھر چنگے ہوے اُدھر روانہ باشد اور کھٹ سے داخل منزل مقصود۔ اور تڑ سے شبدیز سبک خیز کی پیٹھ پر سوار۔ اور رن سے واغ دیا۔ یہ مارا۔ وہ مارا یہ لیا وہ لیا۔ ادھر چڑھ دوڑے۔ اُدھر دھر دھکے۔ بس میدان کارزار ہوا اور میاں آزاد کی تلوار تیغ خوش غلاف چمکے تو پرے کے پرے صاف ہو جائیں۔ خوجی اپنی اور ہی دھن میں تھے۔ وہ افیون اور پوست ہی کی اُدھیڑ بن میں تھے۔ دن رات یہی فکر۔ ہر دم یہی ذکر کہ بار خدایا وہاں افیم ملے گی یا نہیں۔

چین تو وہاں سے قریب ہی پھر کیا چینی افیم دستیاب نہو گی۔

راوی۔ ماشاء اللہ اس واقفیت کے صدقے اس جغرافیہ دانی کے قربان۔ میاں خوجی علاوہ کشف و کمالات مورخ بھی بے بدل ہیں خدا عین الکمال کے اثر سے مصؤن رکھے آمین یہ کیا دور کی سوجھی ہے۔ کہنے لگے چین تو ٹرکی کے پڑوس ہی ہے۔ کیا ہمسایہ کی افیون نہ ملے گی منہ دھو رکھیے مل چکی۔ کجا چین کجا روم قریب ہونے کی ایک ہی کہی ان کو بس افیون سے سروکار ہے۔ مذہب کا جوش نہ خروش۔ بس ایک افیونی اور دوسرے چانڈو نوش (یعنی دھواں تک پی جائیں) بلکہ اُسی تک نچوڑ دینا

خیر دونوں کے دونوں نواب مدار کی کوٹھی پر بہار میں پہونچے اور علیک سلیک کے بعد ادب کے ساتھ بیٹھے۔ خوجی نے تو بیٹھتے ہی مقراض زبان سے جامۂ سکوت کو کترنا شروع کیا۔

خوجی۔ حق تعالیٰ ایسے رئیس باتوقیر کو سلامت اور باکرامت رکھے

مصاحبین (بآواز بلند) آمین ثم آمین۔

خوجی۔ کیوں پیر و مرشد۔ آج کچھ چہل پہل نہیں ہے۔

مصاحب چہل پہل ہی کی آپ کو سوجھتی ہے۔ چہل پہل کیا خاک ہو ایک سانحہ جگردوز ہو گیا۔

خوجی الٰہی خیر۔ الٰہی خیر کبھی بڑی بری سنائی۔ خداوند انجام بخیر کرنا۔ پانوں تلے سے مٹی نکل گئی ذرا آہستہ سے کچھ حال تو کہیے خیریت تو ہے۔

آزاد۔ خدا خیر کرے۔ حضرت کچھ تو فرمائیے۔

نواب۔ کیا عرض کروں۔ بس کچھ پوچھیے نہ جب دن برے ہوتے ہیں تو ہر چہار طرف سے بری ہی بری باتیں سننے میں آتی ہیں ابھی اٹھوارے کا عرصہ ہوا کہ گھوڑی وضع حمل ہو گیا۔ ایک مصیبت اور آئی

آزاد۔ پھر یہ آپ کیا فرماتے کیا ہیں۔ پیر و مرشد وضع حمل

ہونا بھی کیا خدانخواستہ کچھ بُری بات ہی-اجی وضع حمل کے معنی لڑکا پیدا ہونا۔مشکوے معلّی مین اگر فرزند دلبند تولد ہوا تو زہے نصیب جشن کیجیئے۔یہ افسوس آپ کیسا ظاہر کر رہے ہین معقول کہنے لگے وضع حمل ایک مصیبت اچھی مصیبت ہے۔

مصاحب ہمارے حضور کا منشا اسقاط حمل سے تھا۔ آپ سمجھے نہین۔

راوی۔کیا خوب واہ نواب صاحب۔کیون نہ ہو۔اسقاط حمل اور وضع حمل ہی مین آجتک حضور کو فرق نہ معلوم ہوا۔لاحول ولا قوة کیا خاصی مصیبت بتائی ہی کہ گھر مین وضع حمل ہو گیا۔واللہ بچھڑ کا دیا بھئی اب تو ہنسی ضبط نہین ہوتی اور طرہ اُسپر یہ کہ مصاحب نے اسپر اور بھی جلا دے دی۔فرماتے ہین کہ ہمارے حضور کا منشا اسقاط حمل سے تھا۔سُبحان اللہ اچھا منشا ہے کہیے کچھ منشا کچھ ہو۔اور اُلٹے میان آزاد ہی کو للکارتے ہین کہ (آپ سمجھے نہین) بجا ارشاد ہوا پیر و مرشد۔وہ ایسے ہی ناسمجھ ہین دانا اور جالینوس تو بس ایک آپ کے نواب دوسرے اُنکے مصاحبین منحوس۔

رفیق۔(آزاد کی طرف مخاطب ہوکر) اجی وضع حمل بھی کہتے ہین شیخ لکھ گیا ہی۔

راوی۔ایک نہ شد دو شد۔نواب صاحب نے تو اسقاط حمل کو وضع حمل بتایا۔مصاحب الدولہ بہادر نے آزاد کو ناسمجھ بتایا۔اور رفیق بولے کہ اجی وضع حمل بھی کہتے ہین۔اس مردک سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ تلفظ تک تو درست ہی نہین تیرا۔وضع کو تو وضع کہتا ہی شیخ الرئیس بیچارے کو کیون بدنام اور مطعون کرتا ہی مگر واہ ری چالاکی کس پھرتی سے زبان چلتی ہی۔زبان کیا بیگو کا بالا ہی اور کیسی جلدی جھٹ پٹ شیخ کا حوالہ بھی دے دیا۔لاحول ولا قوة۔اس خوشامد کی دم مین موٹا سا رسّا۔

آزاد۔ہان پیر و مرشد فرمایئے تو خدانا کردہ کیا رنج نصیب اعدا ہوا کہ عیش و عشرت کی محفل مین وہ چہل پہل ہی نہین۔وہ رونق ہی نہین۔وہ جوبن ہی نہین چھما چھم کی آواز کان مین نہین آتی وہ قہقہے کیا ہوے وہ چہچہے کیا ہوے۔مصاحب بلبلون کی طرح چہکتے تھے دیوار و در مہکتے تھے۔ہم تو دو گھڑی آپکی صحبت مین دل بہلانے آئے تھے مگر دیکھا تو محفل بزم خاموشی جیسے چپ تعزیہ نکلنے والا ہی ہر سمت سناٹا پڑا ہوا ہی۔

نواب۔(آہ سرد کھینچ کر خاموش ہو رہے۔)

مصاحب۔(افسردگی کی صورت بنائے ہوے گردن جھکائے ہوے۔)

رفیق۔(سر لٹکا کر چپ چاپ بیٹھے ہوے افسوس کر رہے ہین کہرام مچا ہوا ہی کبھی غل غپاڑا کبھی لب بند)۔

اتنے مین ایک صاحب بول اُٹھے کہ حضرت کیا عرض کرین بس کچھ پوچھیے نہ آج تو بڑا سانحہ ہوش ربا ہو گیا۔ایک بینڈھا مر گیا۔کیسا تیار تھا کہ مین کیا کہون۔گینڈا بنا ہوا۔

مصاحب۔واہ کیا بھونڈی تعریف کی ہی کہنے لگے گینڈا بنا ہوا اجی یون نہین کہتے کہ گینڈے کو ٹکرا دیتا تو قین کر کے نوک دم بھاگتا پٹا توڑ۔ایک دفعہ مین اپنے ساتھ عیش باغ لے گیا وہان دو چار آدمی بینڈھے لیے کھڑے تھے ہفتے کا دن ساون کا مہینا۔میلہ جما ہوا۔ساقنون کی دکانون پر دھوان دھار چلمین اُڑ رہی ہین ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوے۔اتنے مین ایک راجہ صاحب ہاتھی پر سوار بڑے کر و فر سے آ رہے تھے اور بندۂ درگاہ بینڈھے کو عین سڑک پر لیے ہوے ڈٹے کھڑے ہین۔اتنے مین خاص بردار نے للکارا کہ ہٹا بکری کو سامنے سے بھائی

اتنا کہنا تھا کہ میرا چہرہ مارے غصہ کے تمتمانے لگا۔ آگ ہی تو ہوگیا۔ مین نے پوچھا کہ کیا کہا بھئی پھر تو کہنا۔ خاص بردار ایک پتی باندھے ہوے دو پایون پر چڑھائے ہوے وہ کسکی سُنتا ہی آنکھین نیلی پیلی کر کے کہتا کیا ہی ہٹا بکری کو سامنے سے سواری آتی ہی۔ تب تو قبلہ رگ ہاشمی جوش زن ہوئی۔ اور مین نے مینڈھے کو للکارا تو ایک دفعہ ہی بلا کی طرح جھپٹ کر ہاتھی کی مستک پر ایک ٹکر لگائی کھٹاک۔ وہ آواز آئی کہ جیسے کوئی تناور درخت اراراکر زمین پر آرہا۔ بندر تو آپ جانیے عیش باغ مین ڈال ڈال لگے چیخنے۔ بندریائین بچون کو چھاتی سے لگائے وبک رہین۔ بندر اور بڑے بڑے جغادری بندرون نے آنکھین بند کرلین تو وجہ کیا انکو مینڈھے پر بھیڑیے کا دھوکا ہوا۔

خوجی۔ قطع کلام ہوتا ہی آپ کا مینڈھے کو بھیڑیا سمجھے مگر واللہ آپ کو بے دُم کا لنگور سمجھے ہونگے جب ہی آنکھین بند کر کے چُپ چاپ بیٹھ رہے تن بہ تقدیر۔

محفل بھر یہ لطیفہ سُنکر لوٹنے لگی۔ اور مصاحب الدولہ نے بھی تعریف کی کہ بھئی خوب کہی اور پھر داستان یون شروع کی۔ بس حضرت سلامت۔ ایک ٹکر لگا کر پیچھے ہٹا اور ہٹتے ہی ڈپٹا اور بدن کو تول کر ایک دفعہ ہی طرارہ جو بھرتا ہی تو پھر مستک پر ایک اور ایک دو ٹکرین لگائین اور پھر پھر اتوا چک کر فیلبان کے ملتھے پر ایک ٹکر لگائی مگر آہستہ سے۔ اس تمیز کو دیکھیے گا۔ سمجھا کہ ان مین ہاتھی کا ساز درکمان۔ یہ انسان ضعیف البنیان لہذا آہستہ سے ٹکر لگائی کہ کورے نہ بچین۔ مگر راجہ کا ادب کیا۔ اب مین لاکھ لاکھ زور کرتا ہون وہ سنتا کسکی ہی غصہ آیا سو آیا جیسے بھوت سر پر سوار ہوگیا۔ چھڑا کے پھر لپکا اور ایک دو تین چار بس خدا جانے کتنی ٹکرین لگائین کہ ہاتھا بولا گیا اور چنگھاڑ کر تو کدم بھاگا یہ جا وہ جا۔ آدمی پر آدمی گرتا ہی آپ جانیے پاٹھے کا بگڑنا کچھ ہنسی ٹھٹھا تو ہی نہین۔ تو قبلہ وہ مینڈھا آج صبح کو چل بسا۔

مصاحبین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مصاحبین نے راجعون کے عین کو قرأت کے ساتھ ادا کیا مگر خدا جھوٹ نہ بلوائے ایک کو بھی (انا للہ وانا الیہ راجعون) کے معنی نہین معلوم۔ لیکن پڑھینگے اس طرح گویا بڑے عربی دان ہین۔

آزاد۔ کمال افسوس ہوا۔

خوجی۔ افسوس۔ سِن شریف کیا تھا۔

نواب۔ ای ابھی بچہ تھا۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش مگر داغ حسرت دے گیا۔

مصاحب۔ حضور وہ آپکا دشمن تھا دوست نہ تھا۔

نواب۔ ارے بھائی کسکا دوست کیسا دشمن اُس بیچارے کا کیا قصور۔ ع۔ از دست اجل بسے جگرہا خون شد

خوجی۔ حق ہی۔ ع

کس آمدا نان جہان کہ تا بسم انشد | آگاہ حوال مسافران عالم چون شد

نواب۔ وہ تو اچھا گیا مگر ہم سب کو جیتے جی مار ڈالا۔

آزاد۔ عرض کرون پیر و مرشد یہ عالم کون و فساد ہی اس دُنیائے دون سے جو گیا اچھا گیا۔ مگر نوجوان کی وفات کا سخت رنج اور اُسکے انتقال کا بڑا ہی ملال ہوتا ہے۔ ع۔ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

مصاحب۔ اور پھر جوان بھی کیسے کہ ہونہار۔ ہاتھ مل کے رہگئے یار۔ کیا کرین کچھ بس چلتا ہی۔

آزاد۔ عارضہ کیا تھا۔

رفیق۔ اجی عارضہ کیا بتائین۔ بس قسمت ہی پھوٹ گئی۔

مصاحب۔ مگر کیا وفات پائی ہی۔ رمضان المبارک شبین

روح بہشت مین ہوگی۔طوبی کے تلے جو گھانس ہے وہ چر رہے ہونگے کیا نیک مخلوق تھا مگر افسوس۔

اتنے مین ایک مہری گلبدن کا لہنگا جس مین آٹھ آٹھ انگل گوٹ لگی تھی پھڑکاتی ہوئی اور گلابی دوپٹے کو چمکاتی ہوئی آئین اور نواب صاحب کے کان مین جھک کر کہا کہ (بیگم صاحب ذری حضور کو بلاتی ہین۔کہا کہ ابھی ابھی آئیے کچھ ضروری بات کہنی ہے۔

نواب ۔ اللہ اللہ یہ نادری حکم۔اچھا صاحب چلیے۔یہان تو بیگم اور مہری دونون سے ڈرتے ہین۔

نواب صاحب محل مین داخل ہوے تو بیگم صاحب نے خوب ہی آڑے ہاتھون لیا اور بھگو بھگو کر لگائین (زبانی داخلہ) ادھر اُنھون نے دہلیز مین قدم رکھا اور وہ بلچ پڑین حتی کہ باہر تک آواز آئی

بیگم صاحب آج مین کہتی ہون آخر ش یہ زار نالی کیسی ہے کہان کی ایسی مصیبت خدانا کردہ پڑگئی کہ تم ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو۔مینڈھے نگوڑے مرا ہی کرتے ہین آج موا کل دوسرا دن ایسی عقل پر بجلی پڑجاے لو موے جانور کی جان کو رو رہے ہین واہ رے آپکے شہور (شعور) دن بہ دن عقل کو دیمک چلے جاتی ہے اور ان مخنث خوردون نے اور بھی آپ کو چنگ پر چڑھایا۔اللہ رسول اگر آپ نے رنج و نج کیا تو ہم زمین و آسمان ایک کردین گے۔

بیکار ریکار نحوست پھیلانا (آخر وہ مینڈھا کوئی آپ کا) بس اب کیا کہون کیا بھیگی بلی بنے غٹر غٹر سن رہے ہو۔

نواب بھیگی بلی بنے غٹر غٹر سنا کیے اور جب بیوی خوب آڑے ہاتھون لے چکین تو اُنکے سر کے چھپکے پر ہاتھ رکھکر کہا تمھارے سر کی قسم اب ہم اُسکا ذکر بھی نکرینگے جب آپکی بلی مرگئی تھی تو آپ نے کیون دن بھر کھانا نہین کھایا تھا اور پھر ہم نے آپ کو منایا تھا اور قسمین دے دے کر کھانا کھلوایا تھا اور بڑے تکلف سے آپ نے لقمہ اُٹھایا تھا۔اب ہمارے داؤن آپ غراتی ہین۔

مصاحب (پردے کے پاس سے) واہ حضور بلی کے لیے غرانا بھی کیا خوب۔واللہ ضلع جگت سے تو کوئی فقرہ آپ کا خالی ہی نہین ہوتا۔

بیگم ۔ دیکھو ان موے مسٹنڈون مخنث خوردون کو منع کردو ڈیوڑھی پہ یہ نہ آنے پائین۔

دربان نے جو اتنی شہ پائی۔تو ایک ڈانٹ بتائی (بس جی سنا چلتے پھرتے نظر آؤ۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ۔ اب ڈیوڑھی پر انکا نام لیا تو تم جانوگے بیگم صاحب ہم پر خفا ہوتی ہین۔تمھاری گرہ سے کیا جائے گا۔ہم سپاہی آدمی ہماری نوکری کا خون ہی ہوجائے گا۔مصاحب بھی بڑے زبان دراز اور تیکھے آدمی تھے۔سپاہی سے تو کچھ نہ بولے مگر بڑبڑاتے ہوے چلے اور مصاحبون نے پوچھا کہ کیون بھئی کیون اسوقت ناک بھون کیون چڑھائے ہو خیر تو ہے بولے کہ اجی کیا کہین ہمارے نواب تو بس موم کی ناک سمجھیا کے باوا ہی رہے۔بیوی نے ڈپٹ لیا زن مرید ہین جی۔آبروے ہمت مردانہ کا خیال ہی نہین عورت ذات اور پھر چودھا اور اُلٹی دھمکیان دے اور داڑھی موچھ والے ہوکر چپ چاپ سنا کرین واللہ جو کہین میری بیوی کہتی تو گلا ہی گھونٹ ڈالتا یہان ناک پر مکھی تک تو بیٹھنے ہی نہین دیتے اسوقت، نواب کو للکار رہی تھین اور نخرے بگھار رہی تھین اتنے مین نواب بیچارے بولے کہ مین نے اپنے مینڈھے کی وفات کا جو اتنا رنج کیا تو کیا گناہ ہوا تمھاری بلی مری تھی تو تم نے نہین حشر بپا کیا تھا پھر اب کیون غراتی ہو۔اسپر مین نے کہا کہ واہ حضور بلی کے لیے غرانا بھی کتنا برجستہ لطیفہ ہے۔بس قبلہ پھر تو اللہ دے اور بندہ لے۔اُنکو چھوڑ مجھ پر بلچ پڑین اور کہا ڈیوڑھی سے اسکو نکال دو۔اور نواب گربہ مسکین بنے ہوے

چپ چاپ کھڑے ہین یہ نہ کہا کہ ہمارے رفیق ہین مرنے کٹنے والے آدمی جہان ہمارا پسینا گرے وہان یہ خون گرائین اور لہو کی ندیان بہائین۔

راوی۔ واہ سب زبانی داخلہ۔ لہو کی ندیان بہانے والے چوٹ کے آدمی آقا کے خیر خواہ ابھی آپ نے دیکھے ہی نہین اس نمک حرامی پر خدا کی مار کہ منھہ پر تو تعریف کرین اور پیٹھہ پیچھے نواب اور بیگم دونون کو صلواتین سنائین۔ کسی کو گربۂ مسکین بنائین کسی کو زن مرید بتائین۔ لاحول ولا قوۃ۔ اس بے تکے پن کو ملاحظہ فرمایئے کہ پردے کے پاس زنانی ڈیوڑھی مین جاکر نواب صاحب کے لطیفے کی تعریف کرتے ہین اور بآواز بلند داد دیتے ہین کہ واہ حضور بلّی کے لیے غرّانا خوب برجستہ فرمایا اس جگت بازی کے صدقے پھر فرمایئے بیگم صاحب برا مانین یا نہ مانین سوہ نواب کی طرح دشمن عقل تو ہین نہین کچھ انکو تو ان مصاحبون کے نام سے نفرت ہی جب یہ زنانی ڈیوڑھی پر جاکر لطیفون کی تعریف کرین تو انکو برا معلوم ہوا یا نہو۔

آزاد۔ بھئی غصہ کو تھوک دو۔ غصہ حرام ہوتا ہے۔ انکی بیوی ہین وہ چاہے گھڑکیان سُنین۔ چاہے جھڑکیان سہین آپ بیچ مین بولنے والے کون۔ اور پھر جسکا کھاتے ہو اُسی کو بے نقط سُناتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔ اس لیاقت کے قربان اور باینہمہ یہ دعویٰ کہ ہم نمک حلال اور کٹ مرنے والے لوگ ہین۔

اتنے مین نوابصاحب اندر سے تشریف لائے اور مصاحبون نے استادہ ہوکر سرو قد تعظیم کی۔ میرون کے دربار مین آپ جانیے ایک کا ایک دشمن سیکڑون چغل خور۔ ہردم یہی فکر رہتی ہی کہ ایک دوسرے کی چغلی کھائین اور سب کو اپس دربار سے نکلوائین خود بدولت جم جائین۔ داروغگی پائین۔ اور چو طرفہ ہم ہی ہم نظر آئین۔

مصاحب الدولہ جو پردے کے پاس سے گالیان دیتے ہوے آئے تو دو مصاحبون (حافظ جی اور میان ندرت) نے باہم صلاح کی کہ آج نواب برآمد ہون تو اسکی چغلی کھائین اور اسکو کھڑے کھڑے نکلوائین۔ دونون نے دل مین ٹھان لی کہ خوب حاشیے چڑھائینگے اور نواب کو بھر دینگے۔ نواب کو جو آتے دیکھا تو چلا کر کہنے لگے۔

حافظ جی۔ سُنا بھئی خدا یار خان (یہ اُن مصاحب کا نام تھا جو زنانی ڈیوڑھی سے نکالے گئے تھے) سُنا بھئی خدا یار خان بس اب جو کوئی کلمہ کہا تو ہم سے نہ بنے گی جسکا کھائے اُسی کا گائے نہ کہ جسکا کھائے اُسکو بے نقط سُنائے نواب صاحب کو چاہے آپ پیٹھہ پیچھے زن مرید بنائین چاہے گربۂ مسکین کہین مگر خبردار جو آج سے بیگم صاحب کی شان مین کوئی نا ملائم کلمہ کہا تو خون ہی پی لونگا۔

نواب۔ (چونکنا ہو کر) کیا۔

حافظ جی۔ کچھ نہین حضور خیریت ہی۔

نواب۔ نہین کیا معنی کچھ تو ضرور ؟۔

میان ندرت۔ تو چھپاتے کیون ہو سرکار سے صاف صاف یون نہین کہدیتے۔ حضور بات یہ ہی کہ میان خدا یار خان کو جب دیکھو حضور ہی کی ہجو کیا کرتے ہین لاکھہ لاکھہ سمجھایا کہ یہ بری بات ہی میان کہکر بھائی کہکر بیٹا باوا کہکر ہاتھہ جوڑکر ہر طرح سمجھایا مگر یہ تو لاتون کے آدمی ہین باتون سے کب مانتے ہین ہم بھی چپکے ہو رہتے تھے کہ بھئی چغلی کون کھائے مگر آج زنانی ڈیوڑھی سے حضور بس کیا کہون۔ اب اور نہ کہوایئے۔

نواب۔ انکو ہمنے موقوف کر دیا۔

معشوق رنگین ادا مس ورجینا کا حُسن و جمال اور نواب فرخ نہاد و میان آزاد کا شوق وصال

بیا ساقی کہ شوق صحبت یار | ز ظلم رانہ چو من برداشت از کار

بدہ جامے کہ چون چشم کشاید | نگاہم بر جمال دوست آید
بدہ جامے کہ گردم بیحجابا | شکار چشم آہوے بہ صحرا

اُدھر نوبتی نے دُہل صبح بجایا اور عامل روز نے تخت زرین پر بصد کرو فر جلوس فرمایا۔ ادھر نواب نامدار فلک اقتدار کے رفقاے سلیقہ شعار نے بزم طرب کو دُلھن کی طرح آراستہ کیا۔ خود بدولت نے ایک مسند زرنگار انتخاب روزگار پر تشریف شریف ارزانی فرمائی مصاحبون اور رفیقون نے اغل بغل دہنے بائین فرش مکلف پر جگہ پائی۔ اتنے مین میان آزاد اور اُنکے رفیق خانہ برباد میان خوجی بھی تشریف لائے۔ دیکھتے ہی رفقا بول اُٹھے آئے آئے

نواب۔ یہ آئے آئے کیا معنی۔ معقول! کیا ہولی سمجھ رکھی ہے یہ رنگ ہمین پسند نہین۔

مصاحب۔ قربان جاؤن حضور۔ میان خوجی لنگوٹی ہی مین پھاگ کھیلتے ہین۔ مگر لاکھ پاپڑ بیلتے ہین۔ یارون کی پھبتی کا جواب نہین دے سکتے۔ ہم تو ضلع جگت کے بادشاہ ہین نہ۔

خوجی۔ اجی آپ ہولی کے بادشاہ سہی۔

نواب۔ بھئی خوب کہی واللہ خوب کہی۔

رفقا۔ ہان پیر و مرشد۔ واللہ کیا برجستہ سوجھی ہے۔ میان فری خوجی کے ٹھنڈا توڑ مل دیا۔ واہ اُستاد۔ آج اس جگت بازی کے فن مین پکے ہو واللہ۔

مصاحب۔ پکے کاہے کو بلکہ پچکے۔

نواب۔ یہ کیا بے تکی اُڑائی۔ یہ کیا بھونڈی ہانک لگائی۔ پکے تو پکے۔ یہ پچکے کیا معنی۔

مصاحب۔ اے پیر و مرشد ہولی کے لیے پچکے۔

نواب۔ لاحول ولاقوۃ بے تکی بھونڈی۔

مصاحبین۔ بجا ہے خداوند۔ بالکل بے تکی محض بھونڈی بات انھین بات کرنی عمر بھر نہ آئے گی بے پر کی اُڑانا خوب جانتے ہین۔ دو دو گز اُڑے اور تڑ سے زمین پر۔ آدمی کیا گٹھی ہے۔

راوی۔ بھئی ان ہان مین ہان ملانے والون کا بایان قدم لے نواب نے ذرا کسی کی تعریف کی اور یہ لے دوڑے۔ آسمان پر چڑھا دیا اور ذرا کسی کی ہجو کی اور اُنھون نے تحت الثریٰ کو پہونچا دیا واللہ کیا چڑھاؤ اُتار ہے۔ آدمی کیا ستار ہے۔ ذرا کان اُمیٹھے پھر دل لگی دیکھیے۔ رفقا مین باہم زٹل قافیہ اُڑ رہی ہی تھا کہ میان مٹر گشت وارد ہوے۔ آتے ہی زمین دوز ہو کر ایک فرشی سلام کیا اور یون گویا ہوے۔

مٹر گشت۔ خداوند آج خوب سیر سپاٹا کیا۔ رہ نورد اور جہانیان جہان گشت تو پھر آپ جانیے بندہ ہی ہے فلک سیر آج اتنا گھوما کہ ٹانگون کے پاؤن کی گاجیان درد کرنے لگین۔ کوئی علاج بتائیے۔

مصاحب۔ گھانس کھائیے۔ یا کسی سالوتری کے پاس جائیے یا علاج المویشی ملاحظہ فرمائیے۔

نواب۔ خوب پاپو کے لیے گھانس اور سالوتری اور مویشی العلاج کی اچھی کہی۔

راوی۔ اُنھون نے تو خیر اچھی کہی یا جھک مارا۔ مگر حضور نے البتہ خوب کہی۔ علاج المویشی تو یاد نہ رہا کہنے لگے مویشی العلاج واہ ری لیاقت۔ واہ بانو کیا داد دی ہے لین! یہ بانو کیا معنی نواب ہین یا بانو۔ اجی اُنھون نے علاج المویشی کو اُلٹ کر اور مویشی العلاج کہا۔ ہم نے نواب کو اُلٹ کر بانو کہا تو کیا گناہ کیا سچ کہیے گا۔ کیا اُلٹ پھیر ہے۔

نواب۔ کوئی تازہ تازہ نوبنو خبر سنائیے باسی نہ ہو۔ گرما گرم۔

مٹر گشت۔ وہ روایت سناؤن کہ محفل بھر کو لٹاؤن۔

دکھل کھلا کر سُنیے۔ ۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست عصاے رہِ طبعِ سلیم
راوی افسانۂ رنگین بیان	طوطی پر ریختہ یعنے زبان
نقل کند کز پے سامان کار	قافلہ آمدہ باغ و بہار
نقد فرومایہ بازار شان	جنس صباحت ہمگی بار شان
شاد شگفتہ ہمہ بایک دگر	خندہ ہریک چو گل از روے زر
از رخ شان نور سعادت عیان	بر سر شان بال ہما سایبان

حضور کسی ولایت مینوسواد سے چند نوجوانان پری زاد شگفتہ وشاد آئی ہین خیمون مین وہ بصد ناز وانداز متمکن اور ارد گرد اوسکے سیکڑون تماشائی ہین سُنا کہ گھٹرمین ناچتی ہین اور ایک ایک قدم اور ایک ایک ٹھوکر مین دل عشاق پایمال کرتی ہین ان مین سے ایک محبوب چاردہ سالہ جوزن سے نکل گئی تو بس میری جان تن سے نکل گئی۔

نواب۔ اور فردکش کہان ہین۔

مٹرگشت۔ اُہو ہو ہو بس یہ نہ پوچھیے۔ ۔۔۔

سلیہ فگن خیمہ از ہر کنار	ہر طرف دشت چو ابر بہار

نواب بھلا تماشا کب سے شروع ہوگا۔ اسوقت تو بس یہ قصہ ہے کہ۔ ۔۔۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

مٹرگشت بس آج شام کو نو بجے سے۔ حضور قابل دید ہے بلکہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے۔

مصاحب عیب کو دکھائیے گا اکیلے مزے لوٹنا اچھا نہین۔ ع۔ بہار دیتی نہین سیر بوستان تنہا۔

خدایار خان۔ حضور فدوی دادخواہ ہے کل خداوند نعمت نے برطرفی کا حکم سنایا۔ آج میری جورو نے مجکو طلاق دیدی روٹی کا نہ کپڑے کا سنیت نیت کا بھڑا۔

آزاد۔ پیر و مرشد اپنے نظر رحم فرمایئے۔ نوکری کی نوکری گئی اور بیوی کی بیوی۔

نواب۔ حافظ جی ادھر آؤ۔ میان ندرت کو بلاؤ کل حال ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔

میان ندرت۔ حضور۔ کہا کہ نواب تو نرے بچھیا کے تاؤ ہی ہین زن مرید۔ اور بیگم صاحب کو اس نابکار نے وہ وہ باتین کہین کہ بس کچھ نہ پوچھیے نقل کفر کفر نباشد۔ عجب نامعقول آدمی ہے مردود آپکو یقین نہ آئے تو اُنسے پوچھ لیجیے۔

نواب۔ (میان آزاد سے) کیون حضرت سچ کہتا ہے آپ نے کیا سُنا۔

آزاد۔ بندہ پرور اب جانے دیجیے قصور ہوا مین نے سمجھا دیا ہے۔

حافظ جی۔ یہ بیچارے تو ابھی سمجھا ہی رہے تھے کہ ادگیدی جنے اپنے آقاے نامدار کو ایسا کہتا ہے اور بیگم صاحب کو ایسی ایسی صلواتین سُناتا ہے۔ کہ اتنے مین حضور برآمد ہوے۔

نواب۔ حسین علی۔ (خدمتگار) آج سے اگر خدایار کو یہان آنے دیا تو جانے گا کھڑے کھڑے نکال دو۔ پہرے کے جوانون سے کہدو کہ خدایار خان موقوف۔ پھاٹک مین قدم رکھنے کا حکم نہین۔

خدایار خان۔ خداوند مجھ سے بھی تو سنیے آج حافظ جی اور میان ندرت نے دھوکے مین تاڑی پلا دی۔ اور یہی منصوبہ تھا کہ نشے مین چور ہو تو اسکو کسی طرح نکلوا دین۔ سو حضور ان کی مراد بر آئی۔ آپ روشن علی سے پوچھ لین چاہین اور مین اس در کو چھوڑ کر جاؤنگا کہان حق تعالی آپ کے بال بچون کو سلامت رکھے یہ سر اور یہ در رونگا رونگا دعا گو ہے دولت ہے اور حضور تو پوتڑون کے امیر ہین مگر چغل خورون نے کان بھر دیے

خدا کے غضب سے ذرا دل میں کانپ | چغلخور کے منھ کو ڈستے ہیں سانپ

نواب - ہان یہ بات یون ہی - الغیب عند اللہ - اچھا حسین علی پھرے پرنہ کہو - خبردار خدایار آج سے ایسی بے ادبی نہ کرتا تم بحال ہوے مصاحبون نے غل مچایا اور آسمان سر پر اُٹھایا کہ واہ حضور کیا ترحم ہی - ایسے رئیس پیدا کا ہے کو ہوتے ہین - مگر خدایار خان کو تو اُنکی بیوی نے بچالیا - نہ وہ طلاق دیتی نہ یہ نوکر ہوتے - واللہ جورو بھی قسمتون سے ملتی ہی - خیر اُس دن تو یہ گپ شب بھر رہی دوسرے روز شام ہی سے تھیٹر مین جانیکی تیاریان ہونے لگین -

تھیٹر کی پری

التماس - اب ہم اپنے ناظرین منصفین سے پھر معافی مانگتے ہین کہ یہین ایک فرقہ ناپاک کا ذکر یہان لاتا بڑا افسوس ہے کہ بعض رؤسا دون پرور کے گروہ مین ارباب نشاط کی گرم بازاری ہی - اور اُنکی عقل حلیہ عاقبت اندیشی سے عاری ہی -

نواب - بھی آبادی جان کو بھی ساتھ لے چلین گے -

مصاحبین - ضرور ضرور حضور بے اُنکے مزا کرکرا ہو جائیگا اتنے مین فٹن گھڑگھڑاتی ہوئی آئی اور وہ عجب ناز و انداز سے چھم چھم کرتی ہوئی آکر مسند پر متمکن ہوئین -

نواب - یاد بخیر - واللہ ابھی آپ ہی کا ذکر تھا -

آبادی جان - تم سے لاکھ دفعہ کہہ دیا کہ ہم سے جھوٹ نہ بولا کرو ہمین بھی کوئی دہاتن مقرر کیا ہی -

نواب - خدا کی قسم کھاتے ہین چلو تم کو تماشا دکھا لائین مگر مردانے کپڑے پہن کر چلیے ورنہ ہماری بے عزتی ہوگی عمامہ منگواؤن سب سامان آپکی عنایت سے موجود ہی -

آبادی جان (تنک کر) جو ہمارے چلنے مین بے آبروئی ہی تو سلام - (اُٹھ کھڑی ہوئین) -

نواب - (دوپٹے کو دبا کر) ہماری خون پیے جو ایک قدم بھی آگے بڑھائے - ہمین کو روئے جو روٹھ کر اُٹھ جائے - حافظ جی کو بلاؤ - مردانے کپڑے لاؤ -

راوی - کیا خوب حافظ جی کے تعلق اچھا کام ہوا - لاحول ولا قوۃ

الغرض صندلی عمامہ زیب سر اور چست انگرکھا زیب بر ہوا گٹھنا پھنسا ہوا ٹاٹ بافی بوٹ بھُندنا جھلکتا ہوا - نواب صاحب اور بی آبادی جان فٹن پر سوار اور رفقا اور مصاحبین کوئی بگھی کوئی ٹم ٹم کوئی پالکی گاڑی پر لدے ہوے تماشا گھر مین داخل ہوے مگر جلدی اور وحشت مین پازیب آتارنا بھول گئے - وہان پہونچے تو نواب صاحب کے ہاتھ مین ہاتھ اور رفقا پیچھے پیچھے ساتھ نواب قمر رکاب نے درجہ اول کے دو ٹکٹ لیے اور سرکس مین دبے دبے داخل اب سنیے کہ پازیب نے وہ شور مچایا کہ خفتگان تہ خاک کو جگایا - چھم چھم چھم چھم - اب جدھر ہی اُسی طرف دیکھتا ہی ہر فرد بشر کی نظر نواب اور اُنکے خوش رو اور قوس ابرو دست طرحداری کیجانب ہی تاڑنے والے تاڑ گئے - بھانپنے والے بھانپ گئے - نواب صاحب اکڑتے ہوے ایک کرسی پر جا ڈٹے اور اُنکے عنبرین مو عیدہ جو ساتھی نے بھی اُنکے قریب کی کرسی کو رونق بخشی - تو دیکھتے ہین کہ بہت بڑا خیمہ نصب ہی اور اگرچہ -

بود شبے چون دل گمراہ سیاہ | تیرہ درون چون مژہ شمع نگاہ
گشتہ زبس ظلمت شب رد کے ماہ | ہیچو رُخ کاغذ مشقی سیاہ

تاہم ہر سمت جھاڑ اور کنول اور لیمپ کا وہ نور کہ ع - دیکھیے تو غش کرے ارنی گوئے اوج طور ؂

جملہ قنادیل دے و شمعدان | چون دل عاشق شدہ وقف کسان

الہی یہ مسکن نور ہی یا کوہ طور ہی - چکا چوندھ کا عالم تھا بیچون بیچ مین

ایک میدان اور اردگرد کوئی دو ہزار کرسیاں خیمہ بھر جگ جگ کر رہا تھا - اتنے میں دس بارہ گھوڑے کڑکڑاتے ہوئے جوانان طناز میدان میں آئے اور سے

بل ارنے کی ہوئی جو دیری — سبحان اللہ شان تیری

ایک نو عروس سرمایۂ ناز سرمست خوبی سراپا انداز چہاردہ سالہ آفت کی پرکالہ - سے

نگاہش ساقی رندان بدنام — ز آب تیغ کردہ بادہ در جام
بچشم مست دیدارش رگ خواب — بیاد شوخی او برق بیتاب
دہن رمزے حدیث لن ترانی — زبان حرفی ز اسرار نہانی
شہید جلوۂ وطاقت و ہوش — خرام مستی او عید آغوش

ایک گلگون صبا رفتار پر سوار اس شان پر نائی و کج ادائی سے آئی کہ محفل بھر پر آفت ڈھائی - سے

نہ گویم توسن سرعت نژادے — نسیم دل کشی باد بہارے
نوشتہ بر زمین نقش سم او — جواب شوخ چشمی ہائے آہو
چو شوق عاشقان درگرم تازی — چو ناز دلبران مشتاق بازی
ندیدہ عقل سرعت آزمائش — چو مضمونے ز خاطر جستہ جانش

اُدھر پشت ادہم پردہ آتش پارہ اودھر ساری محفل محو نظارہ مجسم حسن از سر تا فرق سا اور زبان حال و قال سے صدائے انا البرق نظر جادو طراز نگاہ غلط انداز - گردن شمع کافور بلکہ فوارۂ نور زنخدان نمک دان بلور - ابرو تیغ اصفہان شمشیر بران - سے

بصورت تو بتے کمتر آفرید خدا — ترا کشیدہ دو دست از قلم کشید خدا
چو کرد نقش تو بر صفحۂ وجود رقم — صد آفرین ز زبان قلم شنید خدا

گھوڑے پر سے عجب پھرتی اور چستی کے ساتھ اُچکی اور پھر پلٹ شہسوار پر طنطنہ واہ واہ غلغلہ جزاک اللہ ہر سو بلند تھا اور لطف تماشا سو تفاوت دو چند تھا اور طرہ یہ کہ کمیت خوش خرام و تیز گام عین راہواری میں

چلا جاتا تھا - اور ایک آدمی کوڑے سے اُسکو دھمکاتا تھا ایک دفعہ

چون آن بت اسپ خود را کردہ مہمیز — روان شد اشک عاشق ہم جلو ریز

(ہٹ) کمکر تڑ سے زمین پر شبدیز باد رفتار ہوا ہو گیا - مگر یہ پرکالۂ آتش جھٹ کر پھر پیٹھ پر سوار - اسپر فرط طرب سے لیڈیوں اور جنٹلمینوں نے اتنی تالیاں بجائیں کہ خیمہ بھر گونج اُٹھا - سے

بر پشت سمند این چہ بلا شوخ نگار یست — کز گرد رہ او بہ رخ مہر غبار یست

بس ایک چشم زدن میں سمند آہو شکار و صبا رفتار کو جھکا کر خیمے سے باہر یہ جا وہ جا - اتنے میں ایک یوروپین نے محفل کو مخاطب کر کے کہا کہ مس و رجینا کل پھر تماشا دکھائینگی اور ابکی بڑے ٹھسے سے آئینگی - سے

بیا ساقی بیا اے ناز پرورد — کہ یارم وعدۂ زود آمدن کرد
بدہ جامے کہ باشد غارت ہوش — غم ہجران کن از خاطر فراموش

اسکے بعد انواع و اقسام کے تماشا ہوئے اور انجمن برخاست اب سنیئے کہ نواب قمر رکاب اُس گلزار صباحت و نوبادۂ حدیقۂ وجاہت پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے اور اُدھر میاں لٹو ہوئے بگھیوں پر گھر چلے - پہونچے تو گویا بیہوش دین و دنیا فراموش - نواب تو ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے اور میاں آزاد نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کہا کہ - سے

ہنوزش نو بہار حسن در جوش — ہنوزش نرگس ظالم قدح نوش
ہنوزش غمزہ در جادو طرازی — ہنوزش عشق گرم بے نیازی
ہنوزش تیر مژگان ستم زاد — جگرہا ہمچو ماہی نشتر آباد
ہنوزش آمد نہار فتن ہوش — ز جورش شکوہ ہا بر لب فراموش

تدرت حضور ابھی سا کرکے کوئی تیرہ چودہ برس کا سن اور لطف یہ کے دان اور کس پھرتی سے اُچک کر گھوڑے کی پیٹھ پر رہتی تھی - کہ واہ جی واہ - اور پھر کبھی وہ ران پڑی جاتی تھی کہ سبحان اللہ میاں روشن علی بہت شہسواری کی لیا کرتے تھے قسم خدا کی جو اُن کے

باپ بھی قبر سے اُٹھ آئین تو یہ کرتب دیکھ کر ہوش پران ہو جائین

خوجی - اجی پھر اس شکل و شباہت اور حسن و جاہت کو تو دیکھیے پری کا ٹکڑا ہا ہے کیا مکھڑا ہی -

نواب - کیا چاند سا مکھڑا ہی -

آبادی جان - واہ اچھا مکھڑا ہی -

نواب - مکھڑا کیا بن کہا چاند ہی - بلکہ چودھوین کا چاند بھی ماند ہی -

آبادی جان - ہم جاتے ہین -

نواب - بسم اللہ جایئے - یہان اور ہی دُھن ہی -

مصاحب - نہین حضور ایسا نہ فرمایئے بیٹھیے بیٹھیے ہم حضور کو منائے لیتے ہین - اس دستار پر بہار کو دیکھیے کس جوبن پر ہی - ؎

بر گوشۂ دستار تو ای لالہ سیراب
لخت جگر کیست کہ بر سر زدہ ای

میان آزاد دستار کی تعریف ہم سے سُنیے - ؎

میزند ناخن بدل این طرۂ خمدار تو
عقدۂ پیچیدہ باشد شوخ من دستار تو

رفیق - اجی ہم اس سے بڑھ کر سُنائین - ؎

بل پیچیدہ رنگین معنی سربستہ مضمونی
اگر بست آن صنم امروز دستار گلابی

خوجی - اسکا بھی چچا جان سنیے - ؎

خوش بگرد سر تو مے گردد
جگرم خون ز رنگ دستارت

نواب - اچھا اب ہمارا آرام کرنے کا وقت ہی آپ سب صاحب بھی آرام کرین - فی امان اللہ نیت شب بخیر - کل ملین گے -

مصاحبین و رفقا - آداب کورنش ([illegible])

واہ رے نوابی ٹھاٹھ عاشق ہوے تو بس مرنے ہی لگے - دین کی فکر رہی نہ دنیا کی - وامق و مجنون گرد برد فرہاد کے عشق کی گرم بازاری سرد - یہ بھی ایک فخر ہی کہ ہم عاشق زار ہین فلان پری زاد پر دل آیا ہی شہر بھر مین دھوم ہو جائے کہ نواب صاحب کو عشق چرایا ہی - ؎

تا کہ مشہور ہون ہزارون مین
ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

اب منھ بھلائے غم و الم کی صورت بنائے بیٹھے آہ سرد کھینچ رہے ہین تو آئین آ کسی نے سمجھایا کسی نے اونچ نیچ دکھایا مگر حضرت مجنون کی قطع بنائے ہوئے تو بڑے ہی افسوس مین ہین - اب زندگی وبال ہی جان جنجال ہی - کھانے پینے کا لطف نہین بلکہ محو ہو گئے دین و دنیا سر و پا کی خبر نہین جی بجا ہی ایسے ہی بے خبر ہو گئے جب جانین کہ نمک کی عوض ٹھیکری کھا جایئے اور ذائقہ نہ معلوم ہو یا عطر کے بدلے کیچڑ مل لیجیے یا ساری ثروت کسی کو لٹا دیجیے اور لنگوٹا باندھ کر جنگل کی راہ لیجیے - نواب نامدار پہلے تو اُس بت پندار کے ہزار جان سے عاشق زار ہو گئے کبھی زلف چلیپا کا خیال کبھی ابروے کج کا ذکر - مگر ایک دفعہ ہی مصاحبون نے وہ ہوا باندھی کہ عشق وشق سب غائب غلہ ہو گیا بھئی یہ مصاحب جو چاہین سو کرین - لیکن ان سے خدا پناہ مین رکھے - خدا نہ کرے کہ کسی شریف زادے رئیس زادے کو انسے پالا پڑے مصاحبون اور رفیقون نے جو نواب صاحب کی یہ کیفیت دیکھی تو سمجھے کہ لٹو ہو گئے اور ساتھ ہی اسکے آپ جانیے ایک ہی کائیان سوچے کہ اگر ہم شہ دیتے ہین تو یہ ہاتھ سے جاتے رہین گے - ان معاملات مین ہماری دال گلنے کی نہین - اور الٹے احمق بنینگے لہذا وہ چال چلیے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے اس سرکش الی پری پیکر رشک قمر کی اس درجہ ہجو کی کہ نواب کی نظرون سے گر گئی - ایک نے کہا بھئی جادو کا کھیل تھا - دوسرے بولے جی ہان - دن کے وقت جو دیکھا تو وہ رنگ نہ وہ روغن - چمک دمک نہ وہ جوبن رات کی پری - دن کو وہ جمال نہ وہ دلبری - دھوکے کی ٹٹی ہی چلیے نواب کا عشق رسیان تڑا کر بگٹٹ بھاگا - جب نواب نامدار نے خود اپنی زبان سے کہا کہ جانے بھی دو - واقعی اس قابل نہین

کہ کوئی دل ملائے اور خون جگر کھائے۔ تو مصاحبون کی جان مین جان آئی منھ مانگی مراد پائی۔ نواب صاحب کے ہان سے رخصت ہوے تو راہ مین باہم یون چہ میگوئیان ہونے لگین۔

ایک مصاحب بھئی واللہ ہمارے نواب بھی کتنے بھولے بھالے رئیس ہین۔

دوسرا مصاحب۔ ہونھ بھولے بھالے! اجی نرے بچھیا کے تاؤ ہین خدایار خان نے ٹھیک تو کہا تھا۔

خدایار خان۔ اور نہین تو کیا کچھ جھوٹ بولے تھے۔ یار ہمین لگی لپٹی نہین آتی۔ چاہے جان جاتی رہے مگر خوشامد نہ کرینگے جب ہی تو ہم کو لوگ منھ پھٹ کہتے ہین نوکری رہے یا جائے بندۂ درگاہ کلمۂ حق ہی بولینگے اس مین ہرچہ بادا باد۔

راوی۔ درست صحیح آپ ایسے ہی ہین یہان جو چاہے کہہ لیجیے نواب کے سامنے سٹی بٹی سب بھول جاتی ہے نوکری گئی تو رنگ فق ہو گیا چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین۔ سفارشین لڑوائی پڑین خوشامد کرتے کرتے زبان گھس گئی مگر موچھون پر تاؤ دیتے ہوے فرماتے ہین کہ ہم کلمۂ حق ہی بولینگے۔ لاحول ولا قوۃ۔

میان ندرت بھئی یہ آزاد نے بڑا اڑنگا مارا ہے۔ اس کو نہ پچھاڑا تو ہم سب نظرون سے گر جائینگے۔

حافظ۔ اجی ہم ترکیب بتائین جو بیٹ پڑے تو نام نہ رکھون نواب ڈرپوک آدمی تو ہین ہی۔ کوئی اتنا جا کر کہدے کہ میان آزاد اشتہاری مجرم ہین۔ بس پھر دیکھیے۔ کیا تاتھیا مچتی ہے خود بدولت تو مارے خوف کے گھر مین گھس رہین اور زنانے مین وہ ٹپس پڑے کہ کہرام ہی مچ جائے اور قسم والدۂ مرحوم کی میان آزاد اور وہ انکا ساتھی اجی وہ فیجی کھڑے کھڑے نکلوا دیے جائین۔

تیسرا مصاحب واہ اُستاد کیا بڑے سوچ لیتے ہو۔ واللہ ایک ہی ذات شریف ہو۔

حافظ۔ پھر ان جھانسون کے بغیر کام بھی تو نہین چلتا میان

ندرت۔ جی اور نہین تو کیا۔ اور پھر ایسی سرکار مین جہان اندھیر مچا رہتا ہے ع۔ کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو۔

رفیق۔ ہان خوب یاد آیا واللہ پرسون تیغ بہادر دکن سے آئے ہین انھون نے تو وہ ہوا باندھ رکھی ہے کہ اللہ اکبر بات بات پیترے بدلتے ہین۔ سنا بنوٹ وہان سے خوب سیکھ ساکھ کر آئے ہین وہ ہمارے دوست اور سچے دوست ہین اگر سب کے سب ملکر چاہین تو انکا اسم ہو جائے آپ مین سے کوئی چھیڑ دے ذرا بس پھر مین لے اڑونگا مگر تعریف کے پل باندھ دیجیے۔ نواب کو جھانسے مین لانا کوئی بڑی بات تو ہے نہین نرے حلمل یقین آدمی بھالی کے بیگن جس نے جو کہا فوراً تسلیم کر لیا۔

حافظ۔ ایک کام کیجیے۔ آج جس وقت چلکر بیٹھین تو ہم پہلے چھیڑین کہ اس دربار مین خدا کے فضل سے ہر فن کا باکمال آدمی موجود ہے اور ریاست کے معنی ہی یہ ہین کہ باکمال آدمیون کی پرورش کیجائے مگر ایسے رئیس ہین کہان جیسے دیکھو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے شریفون کی پرورش حضور ہی کا حصہ ہے۔ اسپر کوئی شخص بول اٹھے کہ خداوند ایک بنوٹیے کی بس یہان کسر ہے باقی تو سب موجود ہے۔ پھر کوئی کہے کہ آج کل دکن سے ایک صاحب آئے ہین بس بنوٹ کے فن مین تو بے نظیر ہین ثانی نہین رکھتے پھکیت اور بکیت اور پٹیت سب انکے سامنے گرد ہین اس فن مین وہ بھی فرد ہین انکی دو چار آدمی تائید کرین کہ ہان پیر مرشد وہ پیچ یاد ہین کہ تلوار چھین لین کٹار چھین لین۔ چھریرے سے آدمی پتلے ہاتھ پانون مگر مقابلہ پر آئے اور برق ہو گئے ہم یہ کہینگے کہ واللہ اچھے اچھے لوگ یہان جمع ہین ارے میان ایسے شخص کو اور ہمارے

حضور کے سامنے ابتک پیش نہین کیا اور جو کوئی رئیس قدردانی کرکے
انھین نوکر رکھے تو پھر کیسی ہو یالا ہی جیت جائے بس اسپر دیکھ لینا
نواب خود اصرار کرینگے کہ ابھی ابھی لاؤ۔ جاؤ۔ ابھی جاؤ چلیئے مطلب
حاصل مگر اُن سے کہدیجیئے گا ذرا خوب بانکے بن کر آئین اور اکڑ
اکڑ بیٹھین مگر گفتگو ملائمت سے کرین جب ہم لوگ کہین کہ دیکھیئے
خداوند نعمال کو بھی خدا نے کیا درجہ بخشا ہی کس نرمی سے گفتگو
کرتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین اور جن لوگون کو کچھ آتا جاتا نہین
وہ اکڑفون بن کر چلتے ہین۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے تو وجہ
کیا۔ خامی گلے کا ہار ہو جاتی ہی۔

رفیق۔ بس اب زیادہ ہم کو نہ سنائیے ہم سمجھ لین گے کہین
تیغ بہادر کے آدھ سیر آٹے کی فکر ہو جائے۔

مصاحب۔ مگر کیون میان یہ تیغ بہادر ہندو ہین یا مسلمان
تیغ بہادر تو اہل ہنود کا نام بھی ہوا کرتا ہے نہ۔ جیسے لالہ امام بخش و لالہ
لالہ حسین بخش کسی ہندو کے گھر عین محرم کے دنون مین لڑکا
تولد ہوا امام بخش نام رکھدیا۔ ہندو بھی بعض بعض کتنے بے تکے
ہوتے ہین کہ توبہ ہی بھلی۔ اور ڈھلمل یقین اتنے بڑے کہ اپنے
دیبی دیوتاؤن کے علاوہ ہمارے پیر پیغمبر کو بھی مانتے ہین پوچھیے
کہ تم جو تعزیہ کو سجدہ کرتے ہو اور درگاہون مین جا کر شربت
پلاتے ہو اور اپنے لڑکون کو حضرت امام حسین کا غلام بناتے ہو اور
امام باڑے تعمیر کراتے ہو تو مشرف بہ اسلام ہی کیون نہین ہو جاتے

رفیق۔ بھئی یہ اعتراض بیجا ہی۔ آخر تم لوگون مین بھی تو ایسے
گوکھے ہین جو چیچک مین مالن کو بلاتے ہین۔ چوراہے پر گدھے کو
چنے کھلاتے ہین جنم پتری بنواتے ہین۔ نجوم کے قائل ہین
پھر یہ بدعت نہین تو اور کیا ہی۔ اور ہندوؤن مین جو بعض بعض
جگہ مجلسین ہوتی ہین تعزیے رکھے جاتے ہین۔ اسکی نہ کہیے قبلہ
یہ ضعیف الاعتقادی عالمگیر ہی۔

رفیق اور مصاحب اپنے اپنے گھر گئے۔ اب اِدھر نواب صاحب
کا حال سنیے کہ اُنھون نے ایک خدمتگار کو بلایا اور کہا کہ جعفر
اسوقت ہمارا ایک کام نہین کرتے جعفر نے دست بستہ عرض کیا
کہ جو حکم ہو۔ فرمایا کہ جہان ہم گئے تھے وہان جاؤ۔ اُسنے پوچھا کہان
حضور کسی جگہ کا نام تو لین۔ بولے کہ وہین میان جہان تماشا
ہوتا ہے وہان جاؤ اور جو کہین وہ کرو۔ جعفر نے جمائی لیتے ہوئے
کہا کہ خداوند وہان تو اسوقت سناٹا پڑا ہے۔ آدم زاد کی تو شکل
بھی نظر نہین آتی کتے البتہ لوٹ رہے ہین۔ تڑکے جہان فرمایئے
وہان جاؤن۔ نواب صاحب (اچھا) کہکر سو رہے۔

میان آزاد کی حسرت و حیرانی اور عشق درجبینا مین ناکامی و پشیمانی

خیر مقدم اے جنون نیک فال	ای تو ام شیرستان خیال
ای خرابی خانہ زار کشورت	دشت و صحرا فردہاے دفترت
جستم از فیضت ز آدم آب و خاک	فارغم کردی زخود روحی فداک

حضرت تجلی نے خود ہی کہا ہی کہ عشق معراج کمال آدم ہی۔ اور
اس مین تاثیر اسم اعظم ہی۔ واہ۔ اجی یون کہو کہ عشق بھوت ہے
پریت ہے عشق چڑیل ہی۔ کوہکن کے سر پر اُسنے تیشہ مارا۔ مجنون کو اُسنے
بن بن پھرایا۔ وامق کو اسنے دیوانہ بنایا۔ زلیخا کو اسنے کنوان
جھکایا۔ آپ فرماتے ہین کہ خیر مقدم اور اسپر طرہ یہ کہ جنون نیک فال
اور روحی فداک۔ ہان یہ صحیح ہی کہ خرابی خانہ زار کشورت۔ نواب تو
سٹ پٹا گئے مگر میان آزاد بخنتہ مغز جنون تھے۔ اور اس یوسف لقا
شیرین ادا محبوب مطلوب پر دل و جان سے مفتون تھے اُنھون نے
تڑکے گجردم طرارہ بھرا تو سیدھے اُس مہ پارہ سراپا انداز شوخ و طناز
کے خیمہ زرنگار مین داخل ہوئے اسوقت سہانا سمان [illegible]

تو بہ شکن کفر گزینان پھولون کی بھینی بھینی مہک سے ایسی مست ہوگئی تھی جیسے بسنت کی رُت مین بھونرا- کلیون کا شوخی کے ساتھ چٹکنا اور پھولون کا مہکنا قوت باصرہ اور قوت شامہ کے ساتھ وہ کرتا تھا جو سنگار دُلھن کے ساتھ- اور اُٹھتی جوانی جوبن کے ساتھ- اُس عروس رعنا شمائل زیبا خصائل کو میان آزاد نے تنہا گلگشت چمن اور تماشاے نسرین ونسترن مین مصروف پایا تو شوق چرایا کہ آگے بڑھ کر مخاطب ہون- سوچے کہ مبادا بد دماغ ہوجائے معشوق مزاج ہی لیکن اُسکی اٹھکھیلیون کی چال اور بکھرے بالون نے ان کے سمند شوق پر تازیانہ کا کام کیا اور یہ شعر پڑھتے ہوے خرامان خرامان آگے قدم بڑھایا- ؎

یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھولینگے نقاب | سلطان عشق کی ہی یہی فتح و شکست ہے

اُس شوخ ستم ایجاد آفت جان آزاد خانہ برباد نے ایک نظر غلط انداز سے بصد شوخی وناز جوان کی طرف دیکھا تو تیر نظر کلیجے کے پار ہوگیا- دل اور بھی مضطر وبیقرار ہوگیا- ؎

بیک نظارۂ شوخ ستمگار | چو عضو رفتہ از جا ماند بیکار
جگر در سوختن دل در تپشہا | رگ جان دست فرسودہ کششہا
چو زلف ادسرے افگندہ در پیش | بپا بوسش تو گوئی رفتہ از خویش
سر و سودا ہم در کاسہ بازی | دل و جگرت شہید جان گدازی
ادا فہم آن نگار فتنہ تمثال | بہ جو خواند از صفحۂ رخسارش این حال

تو تاڑ گئی کہ ہمارے چاہنے والے ہین مجنون ہین متوالے ہین جن لوگون کے دل پر چوٹ لگی ہو وہ خوب ہی جانتے ہین کہ جب معشوقون کو معلوم ہوا کہ فلان ہمارا عاشق زار ہو اور خدا کے فضل سے خوش رو جوان اور طرحدار ہو- تو چشم فسون پرداز کو اور بھی تعلیم ناز دیتے ہین اور ایک ایک قدم پر دل عشاق خستہ جان کو پامال کرتے ہین اُس پریزاد نے جو میان آزاد کے بشرے سے اُنکا سودا اور جنون بھانپ لیا تو اسطرح چمکتی ہوئی چلنے لگی کہ اُنکی جان پر آفت ڈھائی کبھی کسی جوش مین انا البرق کہتی ہوئی اٹھکھیلیان کرنے لگی کبھی ناز و انداز سے سبزۂ نودمیدہ پر قدم دھرنے لگی کبھی زلف عنبرین کو رُخ انور سے ہٹایا تو سحاب سے بن گہا چاند نظر آیا- کبھی سر کے جھٹکنے سے زُلف مشکین کو رُخ زیبا سے چھپایا تو معلوم ہوا کہ چاند گہن مین آیا- وہ پیاری کلائی وہ دست حنائی کہ واہ جی چہرہ غیرت مہر و ماہ-

میان آزاد کے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے- مگر رعب حسن مین ایسے آگئے کہ زبان قال بند ہوگئی- زبان حال کو ترجمان دل بنایا اور آنکھون ہی آنکھون مین سارا مدعا کہہ سنایا لیکن حرف مطلب لب تک نہ آیا- ؎

زجوش گریہ کرد انگیز طوفان | شد از چشمش روان خون غزالان

جب اُس رشک قمر فرخندہ اختر نے یہ کیفیت دیکھی تو انگریزی لب کی طوطی زبان کو یون زمزمہ ریز بیان کیا-

مس درجینا- ایسے مردوے بھی کسی نے کم دیکھے ہونگے یہ رونا دھونا تو چھوکریون کا فعل ہی داڑھی مونچھ والون کو روتے ہم نے آجتک دیکھا ہی نہین سانکو دیکھیے کیا موٹے موٹے آنسو بہا رہے ہین-

آزاد- (کچھ کہنے کو تھے مگر انتہا کے جوش نے زبان بند کردی)

مس درجینا- دو باتون سے خالی نہین یا تو تم پاگل ہو- اور ابھی ابھی پاگل خانہ سے رسیان توڑا کر آئے ہو یا میری ہم شکل تمھاری کوئی بہن گھر سے نکل گئی ہوگی یا شاید خدا نکردہ چل بسی اور مجھے دیکھکر وہ یاد آئی ہو-

آزاد- پاگل تو مین ضرور ہون- مگر تمھاری ہی چھب اور تمھاری ہی

ادا کا دیوانہ ہون - اور تمھارے ہی شمع رخسار کا پروانہ ہون -

میان آزاد انگریزی بولنے مین مشاق تھے اور محاورات رنگین و فقرات دلنشین مین طاق تھے - مگر اُس شوخ پرست کے سامنے سٹی بٹی بھول گئے اور ایسے رعب مین آئے کہ ہاتھ پانون پھول گئے

نگارین مختری بردازسرش ہوش　　چہ دختر با قیامت دوش بردوش
نہان درگیسوا و لیلۃ القدر　　عیان از جبہۂ او مطلع الفجر
کمان ابروان آفت جان　　رگ ابر سیاہ تیر باران
حنائی پنجہ اش خورشید دلہا　　ہلال ناخنش عید تماشا
خراب بازوش تاب توانہا　　سپر افگندہ زور شش کمانہا

ادھر گرم جوشی اُدھر خود فراموشی - ادھر دین کی فکر نہ دنیا کا ہوش اُدھر نگاہ مست مین شراب کا جوش - ادھر مرغ دل بیقرار اُدھر دام زلف مشکبار - قریب تھا کہ میان آزاد ہاتھ مین ہاتھ دین اور بے تکلفی سے عرض مدعا کرین کہ دفعۃً اُسنے تیکھی چتون او قہر آلودہ نظر سے اِنکی طرف دیکھا تو انکے ہوش اُڑگئے - ؎

پھری چشم بُت بے پیر دیکھو　　ہماری گردش تقدیر دیکھو
نہین ہی گرد دامن سُرخ سنجاب　　ہمارا خون ہے دامنگیر دیکھو
انھین ہی طوق منت کا گرانبار　　ہمارے پانون کی زنجیر دیکھو
زبان شمع کے لیتا ہے بوسے　　کھلی ہے قسمت گلگیر دیکھو
پھری چشم بُت بے پیر دیکھو

ان اشعار کو میان آزاد نے فرط مستی مین جھوم جھوم کر گایا اُس بُت پندار کو بھایا - دھن اُسکو ایسی بھائی کہ بے اختیار کھلکھلائی وہ رنگین نگار عاشق زار کی خود عاشق زار ہوگئی اور بیجا با ہمکنار ہوئی -

آزاد ؎ شنیدم نام تو از خویش رفتم　　برائے خود بلا اندیش رفتم

میان آزاد نے جو اسقدر کہا تو ؎ -

نمک افشاند چون شور تکلم　　ترحم جلوہ گر شد در تبسم

کوئی تین گھنٹے تک چمنستان پر فضا اور چشمۂ ندرت انتما مین دونو عاشق زار و معشوق طرحدار مین حسن و عشق کی گفتگو رہی اُسکے بعد اُس نوبہار گلشن خوبی و چراغ دودۂ محبوبی نے ایک قہقہہ لگا کر کہا کہ میان کدھر تمھارا خیال ہی - اور ایک تم پر کیا فرض ہی برسون سے ساری خدائی مین چکر لگائے اور ربع مسکون کو تماشے دکھلائے دیار و امصار سے میرے پاس اچھے اچھے تاجداران کجکلاہ اور امراے ثریا جاہ کے خط آئے جہان جانیکا اتفاق ہوا ایک عالم کو صید عشق پایا جس نے صورت دیکھی اُسکو اپنا دیوانہ بنایا - روس کے تین جنرل ہم پر عاشق ہوے یونان مین ایک رئیس باتوقیر لٹو ہوگئے - سپانیہ کے وزیرزادہ نے بہت زور مارے انگلستان کے بانکون نے نالہ پردرد بلند کیے جرمن کے امیر کبیر ملکون ملکون سایہ کی طرح میرے ساتھ گھوما کیے روم کے کئی معزز پاشا جان وہان سے حاضر تھے - اسٹریا کے کئی کونٹ زہر کھانے پر آمادہ ہوگئے - دنیا مین جعل سازی اور دغابازی کی بڑی گرم بازاری ہی اور چشمۂ زور ہر ملک مین عجب روانی کے ساتھ جاری ہی اس سبب سے ہم نے کسی سے دل نہ ملایا کسی کو منھ نہ لگایا ہمارے چاہنے والے کو لازم ہے کہ پہلے آئینے مین اپنا منھ تو دیکھے - لے اب سُنو مگر قسم کھاؤ کہ کسی سے کہوگے تو نہین

آزاد - کیا مجال مین اور کسی کے راز کو افشان کرون مگر آپ کی تقریر جادو تخمیر سے معلوم ہوگیا کہ کسی جوان طناز پر دل آیا ہی - آہ سرد کھینچ کر خیر ہمارا بھی خدا حافظ و ناصر ہی -

پریزاد - مین عورت نہین ہون مرد ہون جو تم سو مین مین نے کئی سال سے عورت کا بھیس بدلا ہے - اور دنیا بھر مین سب مجھے دوشیزہ ہی سمجھتے ہین مس رجینا مین نے اپنا نام رکھا ہی اخبارون مین

برابر میری تعریف چھپ رہی ہی۔ جو لکھتا ہی یہی لکھتا ہی کہ کیا پیاری لڑکی ہی غضب کی شوخ رگ رگ مین شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہی سبحان اللہ کیا شان دلبری ہی۔ عورت کیا پرستان کی پری ہی دل ہی دل مین ہنستا ہون کہ ان لوگون کو یہ ہو کیا گیا ہی۔ جو عشقیہ خطوط اور اشعار لطافت بار میرے پاس آتے ہین۔ اُنکو پڑھکر ہنسی آتی ہی کہ مین خود مس روز کے ساتھ بیاہ کرنیوالا ہون یہ لوگ مجھی کو مس بنائے دیتے ہین۔

ادھر میان آزاد ہوش فراموش اُدھر وہ بُت پندار آفت ہوش۔ یہ ششدر و حیران۔ وہ مست و غزلخوان۔ اِدھر عشقبازی اُدھر بے نیازی۔ یہ خونابہ نوش۔ وہان بہار جمال در جوش یہان تاب دوری نہین۔ وہان خیال حضوری نہین۔ جب اُس فرضی شکر دخت شیرین حرکات نے میان آزاد کو صید مصائب و آفات اور اسقدر دلدادہ و از خود رفتہ پایا۔ تو بآواز بلند ایک فرمایشی قہقہہ لگایا۔ اور اس تیر جگر دوز سے میان آزاد کے مرغ دل کو اور بھی تڑپایا۔ ؎

از آنسو نالہ در آتش عنانے — وزین سو عشوہ گرم مہربانی
از آنسو گریہ طوفانِ تلاطم — وزین سو آب در چشم ترحم
از آنسو التماس چارہ سازی — وزین سو وعدۂ عاشق نوازی
از آنسو بر جگر آہ جگر پاش — وزین سو ہر زبان بر لب کہ خوش باش

اُس آزاد فریب طاوس زیب نے مسکرا کر کہا اب آخر اس جنون کا علاج کیا ہی۔ بتا دیا سمجھا دیا کہ مین نے کئی سال سے عورت کے بھیس مین اُمرا کو جھانسے دیے اور ایک ایک ناز و ادا کے ہزارون روپیہ لیے۔ یہ راز سربستہ آج تمھاری بیقراری اور موج خیز گریہ و زاری دیکھ کر زبان پر لایا۔ اور تم کو صاف صاف بتایا اور سمجھایا کہ مین کیا ہون۔ اب تم ناحق تنکے چنتے ہو۔ اور بیکار میری چاہ مین سر دھنتے ہو تمھین یقین ہی نہین آتا تو مین اِس بدگمانی کا کیا علاج کرون۔

آزاد۔ اچھا مردانے کپڑے پہن کر ہمارے سامنے آؤ تو ہم اپنی حماقت پر پشیمان ہون اور خیال خام سے درگذرین عشق کو پروانہ برطرفی دین۔ ورنہ چال ڈھال تراش خراش بناوٹ سجاوٹ سے کون کہہ سکتا ہی کہ تم دخت شکر لب زن سیم غبغب نہین۔ یہ لگاوٹ بازانکھڑیان مرد کمان سے لائے گا۔ یہ قہر آلود چتون کیونکر پائے گا۔ یہ زلف پرشکن اور نرگس غمزہ زن عورتون ہی کا حصہ ہی۔ مرد اِس سے ضرور بے بہرہ ہی۔

آخر کار جب اُس مرد عروس نما نے میان آزاد کو اسقدر مفتون اور لیلاے زلف کا مجنون اور اُنکی چشم تر کو پرخون پایا تو مردانہ کپڑے پہن کر آیا۔ کلاہ کج سر پر اور جاکٹ کوٹ زیب بر تب تو میان آزاد کو کچھ یون ہی یقین ہوا کہ واقع مین ہم اُنو بنے اِس نوجوان کو دلھن سمجھے۔ لاحول ولا قوۃ۔ مگر بھیس بدلے تو ایسا اور کمال ہو تو اتنا ؏ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ توبہ۔ توبہ۔ ؎

اللہ اللہ ز کہ این قاعدہ آموختہ — کیست اُستاد تو انیہا ز کہ آموختہ

پوچھا کہ اب اپنا نام بتاؤ۔ اور وہ عشقیہ خطوط دکھاؤ جو تمھارے عاشقون نے تمھارے پاس بھیجے تھے۔ تو البتہ یقین کامل ہو اُسنے ہنس کر کہا کہ میرا نام اومر کنگز لی ہی اور خطوط تو دفتر کے دفتر ہین جنسے کہا یہی کہا کہ ہماری بیوی بنو ہم سے بیاہ کرو مجھے بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ مگر چپ اِسکے بعد طومار کے طومار عشقیہ خطوط و مراسلات کے دکھائے جن مین سے بعض دلچسپ تحریرین درج ذیل کیجاتی ہین۔

ا۔ پیاری ورجینا۔ مین نے اپنے جنازہ اُٹھانے والون سے کہدیا ہی کہ آج ورجینا نے پاؤن مین مہندی لگائی ہی آج جنازہ

نہ اٹھائیں کل تابوت اُٹھے گا تمھاری زلف کی کالی ناگن مجھے ڈس گئی۔ یہ وہ ناگن ہے جسکا کاٹا سر سے کھیلے نہ منھ سے بولے لہر نہ آئے تمھارے تیر نگاہ نے مجھے گھائل کر دیا اور اُس زخم پہ تمھارے تبسم نے وہ نمک پاشی کی کہ مزے سے مین نے جان دی تمھاری برق ادا نے میرے خرمن زندگانی کو جھلسا دیا۔ لیکن گو تمھاری ادا کا کشتہ ہون اور کباب حُسن پر شتہ ہون مگر ع۔ رفتم اندر تہ خاک ائس تبا نم باقیست ٭ اگر گور غریبان پہ بھی آؤ تو جلا لو سمجھ نہ کہنا مین خود ہی اُٹھ بیٹھونگا۔ یا اگر ہماری تربت ہی سے دل خوش ہو تو ٹھوکر ضرور لگانا مین نے جنازہ اُٹھانے والون سے بصد حسرت کہدیا ہے۔ ؎

جنازہ میرا گلی مین اُنکی جو ہو پہنچے ٹھہرا کے اتنا کہنا اُٹھانیوالے ہوے ہین ماندے سو جھک کے کاندھا بدل رہے ہین

یون تو خدا کی خدائی مین گلون کا قحط نہین بلبلون کا کال نہین ایک سے ایک معشوق رشک قمر ترک زرین کمر موجود ہے مگر یہ چھب یہ ادا یہ ناز یہ انداز یہ حُسن گلوسوز یہ نگاہ جگر دوز یہ خم وچم کہان ہے ؎

خوبصورت یون تو بہتیرے ہین لیکن یار سا نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہین

اب دل سے لگی ہے کہ تم ہماری ہم تمھارے ہون بس اب اور کچھ نہ لکھونگا

راقم بنجان۔

اِس صحیفۂ شیقہ کو پڑھکر میان آزاد اور وہ پری زاد دونون خوب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ اُسکے بعد دوسرا خط پڑھا۔ ؎

ہے نیرنگ حُسن و عشق کی اللہ ری بہار بیکار کوئی فعل نہین کارساز کا

سرو جویبار خوبی و نو بادۂ باغ محبوبی۔ گل صباحت کی رنگ و بو حسین و خوش روشیرین حرکات و رنگین ادا مس ورجینا۔ ؎

حُسن تو ہمیشہ در فزون باد رویت ہمہ سال لالہ گون باد

عشق کو بھی جناب باری نے کیا رتبہ دیا ہے۔ واہ واہ ہم لو کسی پہ عاشق ہون۔ مگر حُسن گلوسوز نے خرمن صبر کو جلا دیا۔ ؎

سودا کشش عشق مین نہ رہی شان خواجگی محمود بندہ ہوگیا حُسن ایاز کا

ابتو ہم نے عشق کے دریاے بیکران ژرف مین غوطہ لگایا۔ ع۔ ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم ٭ ؎

ساحل سمجھتے ہین تہ دریاے عشق کو طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

کل شب کو جو تمھارے شعبدے دیکھے۔ تو کلیجے پر سانپ لوٹنے لگا۔ ؎

ہوتے ہین شعبدون سے ترے آسمان سفید اُڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

آخر اب اس درد دل کی دوا بھی ہے یا مرض عشق لا علاج ہے ہم ایک گداے بینوا ہین تم مسکین نواز ہو۔ حال زار عشاق خستہ جان پر نظر رحم کیجیے۔ خلوت مین ملین عار نہین۔ مگر یہان تو خلوت مین بھی بار نہین سکل تم اتنے رنگ بدل کر آئین کہ۔ ع۔ سبحان اللہ شان تیری ٭

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہین یاد رہے او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

اس خط کا جواب ملے تو جامے مین نہ سماؤن آنکھون کے بھل سر کے بھل دوڑ آؤن مبرا کلبۂ احزان وہ مقام ہے جسکی صبح کا شام کو رشک جسکی شام میری تیرہ بختی کی آنکھ کا ایک اشک میری بزم وہ بزم ہے کہ۔ ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

تیری شوخی اور بیباکی اور ترک چشم کی سفاکی کا حال کوئی میرے دل سے پوچھے۔ ؎

تیری زلفون کا زمانہ مبتلا ہو جائے گا دیکھ لینا بال بال اسکا بلا ہو جائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہے کہ تیرے سامنے گورا گورا چاند کا منھ سانولا ہو جائیگا

اس خط کو پڑھکر ادمرلنگرلی نے کہا کہ یہ آپکے ہندوستان کے خطوط آئے ہین اب یورپ کے خطوط عشقیہ ملاحظہ فرمائیے۔

۳۔ پیاری مس ورجنیا۔ خدا وہ دن دکھائے کہ لوگ تم کو مس ورجنیا کے عوض مسز کراد لکھین۔ اور ہم کو یہ فخر حاصل ہو کہ ہم تم کو اپنی جانی

بیوی کہین سُنو پیاری ورجینا۔ تم حُسن وجمال مین لاجواب ہم فنون سپہ گری مین انتخاب۔ ہم فوج کے کپتان ہین۔ والد مرحوم کی تربت کو خدا عنبرین کرے۔ جنگ کریمیا مین اُنھون نے وکٹوریا کراس پایا تھا اور میرا بھی کئی لڑائیون مین نام ہوا۔ میرا ستائیسوان سال ہی تنخواہ کے علاوہ گانون سے بیس پونڈ ماہواری کا منافع ہوتا ہی اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اپر لنڈن بنک مین جمع ہی۔ اپنی تصویر بھی آپکے ملاحظہ کے لیے بھیجتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز وشرف + میری تم پر جان جاتی ہی۔ فرقت مین اندھیرا سا آنکھون پر چھا جاتا ہی اور بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونا آتا ہی اگر کوئی وقت خاص ملاقات کے لیے مقرر کرو تو بسر وچشم آؤن مگر تخلیہ ہوتا کہ اظہار دل بخوبی کر سکون اور یون تو یہ تحریر ہی ترجمان دل ہی

۴۔ ڈیر مس ورجینا کل اسٹیج پر تم نے وہ وہ تماشے دکھائے کہ جان تن سے نکل گئی تمھاری شوخی سے پشت شبدیز پر جمنا اور پھرتی سے اُچکنا اور گلگون خوش گام کو کڑکڑانا اور چمکانا اور جمانا جس وقت یاد آتا ہی۔ دل بیقرار ہو جاتا ہی چشم گریان سینہ بریان لب پر آہ و فغان الامان الامان شوخی تو تمھاری ایک ایک رگ پے مین بھری ہی جسنے دیکھا بول اُٹھا کہ پرستان کی پری ہے۔ جو بے پرون یہ بلند پروازی کرتی ہی۔ تمنے ایک عالم کو اپنا دلدادہ و شیدا بنا لیا کلیوپیٹرا کا نام صفحہ روزگار سے مٹا دیا۔ ایسی جادو جمال ور فن شہسواری اور شعبدہ بازی مین باکمال عورت تو آج تک دیکھی نہ سُنی مگر ہمکو شمع رخسار آتشین سے لو لگا کر جلنے کے سوا اور کیا حاصل ہوگا۔ خاک نہین مین ایک دولت مند سوداگر کا لڑکا ہون میرے باپ کے ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ (یعنی چودہ لاکھ روپیہ) کی جائداد ہی اور بندہ ہی ایک اولاد ہی۔ اب کوٹھی کا کام کاج سب میرے متعلق ہی مین نے بائیس برس کے سن تک کالج مین علوم و السنہ کی تعلیم پائی اور ایم اے کی ڈگری حاصل کی ہی۔ اب میرا چھبیسوان سال ہی تصویر ہمدست حامل بھیجتا ہون کہ اسکو اپنے البم مین رکھو۔ اسی طرح کئی خطوط آزاد نے پڑھے اور لکھنے والون کی ناکامی پر افسوس کیا۔

اسکے بعد اومرکنگزلی نے کئی تصویرین دکھائین میان آزاد نے کہا اللہ اللہ کیسے کیسے جوانان وجیہ وصبیح نے شادی کا پیغام بھیجا تھا مگر افسوس کہ سب نامراد وناکام رہے۔ کوئی فائز بمرام نہوا اور کیونکر ہوتا وہ تو دھوکے کی ٹٹی تھی۔

اومرکنگزلی۔ ایک دفعہ اطالیہ مین گیا وہان جو تماشا ہوا تو اہل ٹلی بھی فریفتہ ہو گئے اور ایک ایک انداز ناز پر ہزار جان سے شیفتہ ہو گئے۔ اکثر امرا اور رؤسا نے دولتخانون مین بلوایا اور اپنی دختران نیک اختر اور بیوی اور عیال و اطفال سے ملاقات کرائی اور کئی دن تک ہم نے اُن پریون کے ساتھ خوب ہوا کھائی اُنکو یہ کیا معلوم تھا کہ مس ورجینا اصل مین اومرکنگزلی ہی وہ ہمکو مس ہی سمجھے کئے اور ایک لطیفہ سنیے ایک نوجوان امیرزادی نے میری پیشانی پہ بوسہ لیکر کہا کہ ہمارے میان تم سے شادی کرنا چاہتے ہین اور ہم نے اُنکو اجازت دے دی کہ منظور مجھے بے اختیار ہنسی آئی کہ واہ اچھی بیوی ہین سوتیا ڈاہ کا نام تک نہین جانتین ہوتے ہوتے یہانتک نوبت آئی کہ شاہ اطالیہ ڈاکٹر ایمانول نے مجھے طلب کیا اور ایک فرح افزا اور دلکشا باغ لطافت انتما مین میرے ہاتھ مین ہاتھ دیکے چہل قدمی کیا کیے اور اکثر باتین اس قسم کی زبان پر لائے کہ مین بڑی وقت سے ہنسی ضبط کرتا تھا پہلے دن تو مارے رعب کے کوئی کلمہ صاف صاف نہ کہا مگر دوسرے روز ادھر چاندنی نے سبزے مین کھیت کیا اُدھر شاہ اطالیہ نے ہمین طلب کیا مین خوب بن ٹھنکر گیا تو بادشاہ دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور باغ فراغ کے ایک گوشہ مین کہ ازبس سرسبز و پربہار تھا لے گئے روشون مین ٹہلنا

شروع کیا۔ اور ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہا کہ پیاری ورجینا۔ اسکے بعد کچھ اور کہنے کو تھے کہ مین نے تیکھی چتون سے دیکھا اور ہاتھ جھٹک کر کہا کہ ورجینا کے پہلے کون لفظ آپ نے فرمایا بادشاہ نے آہ سرد کھینچ کر ڈرتے ڈرتے کہا کہ معاف کیجیے گا غلطی سے پیاری کا لفظ نکل گیا۔ مین نے تنک کر کہا کہ بس اب نہ فرمائیے گا اگرچہ سست ہین قدر بس ست ۔ آپ کا دھوکا بھی اچھا دھوکا ہی۔ تب تو اور بادشاہ سلامت کچھ دیر خاموش رہے اور پھر میری طرف ہاتھ بڑھایا مین نے چپکے سے ہاتھ دے دیا۔ اور ٹہلنے لگا۔ اس سے ان کو کسی قدر تسلی ہوئی۔ اور جی مین جی آیا۔ آہستہ سے میرے ہاتھ کو دبایا۔ مین خاموش ہو رہا۔ میرے سکوت سے اُنھین جرأت ہوئی تو چٹکی لی اسپر مین نے کہا کہ حضور بادشاہ ہین ایسا نہ چاہیے ورنہ آپ کی بدنامی ہوگی اور مین کہین کی نہ رہونگی۔ یہ سُنکر وہ اور بھی مضطر و بیقرار ہوے اور کہا کہ ورجینا۔ پیاری ورجینا۔ مین تو تم پر عاشق ہون۔ اب تم اطالیہ ہی کو اپنا وطن بناؤ اسی دلکش و پرفضا باغ مین بستر جماؤ۔ میرے ساتھ شادی کرلو اسمین بدنام ہون چاہے نیکنام ہون۔ ؎

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان ۔۔۔ مانمے خواہیم ننگ و نام را

مین نے دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر کہا۔ ہائین! اُدھر آپکا خیال ہے شادی کیسی۔ یہ کیا کلمہ آپ زبان پر لائے۔ مین نے تو عہد کر لیا ہے کہ جبتک میری مرضی کے موافق کوئی طرحدار اور حسین جوان نہ ملیگا مین بیاہ نہ کرون گی نہ کرونگی۔ اس مین چاہے اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے اور ایسی میری قسمت کہان کہ بادشاہون کے گھر پڑون اور شہزادی بیگم بنون۔ آپ کا خیال تھوڑی دیر کا ہے شاہون کے مزاج مین تلون ہوتا ہے۔ آج کچھ کل کچھ۔ پرسون کچھ پھر جس صورت کو مین ڈھونڈھتی ہون وہ نظر ہی نہین آتی اور مین نے عہد کر لیا ہے کہ یا تو شادی ہی نکرونگی یا اگر کسی کے ساتھ بیاہ ہوگا تو وہی جو مرضی اور پسند کے موافق ہو۔ تمھین بادشاہ ہو یا وزیر۔ رئیس ہو یا امیر کسے باشد

بادشاہ۔ ہم پسند نہین! لوگ کہا کرتے ہین کہ فلان شے بادشاہ پسند ہے۔ مگر اللہ رے ناز اور اُف ری بے نیازیان کہ تم بادشاہ کو پسند نہین کرتین۔ ؎

اللہ رے ناز حُسن کی یہ بے نیازیان ۔۔۔ بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہین
غرور حُسن اجازت مگر نداد ے گل ۔۔۔ کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

اُنھون نے لاکھ لاکھ جتن کیے مگر مین نے ایک بات بھی نہ مانی اور مانتا کیونکر۔ وہ تو مس ورجینا کو بیاہنا چاہتے تھے۔ مین کچھ مس ورجینا تو ہون نہین مین تو خوب واقف تھا کہ ہم او مرکنگز لی ہین لہذا اُنکا اصرار اور میرا انکار عجب لطف دکھاتا تھا۔ بڑی ہی جل لگی ہوئی۔ بس یہ کیفیت تھی۔ ؎

وہ میری سنتے نہین بجا ہی مین اُنکی سنتا نہین مُراہر
اِدھر بھی ہان ہان کا غل مچا ہی جو شور اُدھر ہی نہین نہین کا

الغرض آخر کار مین نے جھلا کر کہا کہ تم بادشاہ ہو حکمران ہو۔ ترا جاہ ہو۔ زبردستی چاہو قید کرلو۔ مگر میری مرضی کے خلاف ہے۔ اور بھلا یہ کونسا انصاف ہے کہ زبردستی کسی کو بیاہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو جان دیدونگی۔ اسپر وہ بہت ہی متوحش ہوے اور کہنے لگے کہ توبہ توبہ کہین جان دینے اور خودکشی کرنے پر نہ آمادہ ہو جانا۔ مین ظالم بادشاہون مین نہین ہون تھوڑی دیر کے بعد مین روانہ ہوئی تو رخصت کے وقت خاصے کا ایک کمیت گھوڑا دیا جو کوئی تین ہزار روپیہ کا ہوگا۔ وہی جسپر کل مین سوار تھا اور دس ہزار روپیہ نقد اور کوئی آٹھ ہزار کا اسباب گرانمایہ دیا اور بصد حسرت و حرمان رخصت کیا۔ ابھی کیا ہے دیکھیے گا اُسوقت کیسی دل لگی ہوگی جب ہم مس روز کو بیاہین گے اور دنیا بھر کے اخبار اس خبر سے مطلع ہو کر حیرت مین آئینگے

اب کی امریکا جاتے ہی ہم اُن کو عقد نکاح مین لائینگے۔

آزاد۔ اب مین رخصت ہوتا ہون آج شب کو ٹھیٹر مین آؤنگا۔

مس کنگزلی۔ آنے کو آئیے اور ضرور آئیے مگر اب وہ لطف آپ کو نہ آئیگا لیکن پھر بھی وہ سج دھج دیکھ کر ضرور دنگ ہو جائیے گا وہ تو موقع ہی اور ہوتا ہی۔

میان آزاد وہان سے چلے تو دل مین سخت پشیمان کہ لاحول ولاقوۃ کیسے احمق بنے مگر ہم ہی حمق مین فرد نہین ہین ہمارے ساتھی اور بھی بہت سے ہین حتی کہ بڑے بڑے رؤسا نامدار د شاہان فلک اقتدار چکمے مین آکر فریفتہ و شیفتہ ہو گئے۔ یہ حُسن بھی کیا بلاے بیدرمان ہی حق تو یون ہی کہ آفت جان ہی نواب سے جو کہین یہ لطیفہ کہون تو معاذ اللہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جائین اور مصاحب سنین تو ہم کو اور نواب کو دونون کو خوب بنائین اور تالیان بجائین کہ اچھے عاشق ہوے تھے۔ مگر ممکن کیا کہ یہ راز زبان تک آئے۔ کیا مجال۔ یہ باتین دل مین سوچتے ہوے سرا مین پہونچے۔ تو پھاٹک ہی کے پاس سے آواز آئی کہ لانا تو میری قرولی۔ ہاے نہ ہوا قرابنچہ ورنہ دکھا دیتا تماشا۔ اتنے مین میان آزاد نے للکارا کہ کیا ہی بھئی کیا ہی ہم آن پہونچے گھبرانا نہین۔ دیکھا تو خوجی ایک گُتے کو دُھتکار رہے ہین معقول۔ اب میان خوجی کتون پر بھی قرولی چلانے لگے شاباش اچھی کیا۔ افیون سلامت رہے کل کو ہوا سے پنجے جھاڑ کر لڑینگے۔

عید سعید

عید ست و موسم گل ساقی بیار بادہ	ہنگام مے کہ دیدست مے قدح نہادہ

آج تو نرالی سماں ہی۔ در و دیوار نور افشان ہی۔ غریب امیر سب رنگ رلیان منا رہے ہین صغیر و کبیر خوشی کے شادیانے بجا رہے ہین جسے دیکھو سرمست جس پر نظر ڈالو عشرت پرست کہین بلبل رنگین گفتار سے چہچے کہین تدرو خوش رفتار کے قہقہے۔ اللہ اللہ یہ عید سعید کی تیاریان ہین۔ اہا ہا جب ہی یہ چہل پہل ہی۔ نواب قمر رکاب کی بزم طرب کا حال نہ پوچھیے۔ روزے تو حضرت پہلے ہی چٹ کر گئے تھے لیکن عید کے روز سعید بزم جمشیدی آراستہ ہوئی نور کے تڑکے سے مصاحبون رفیقون نے آنا شروع کیا اور مبارک مبارک کی صدا ایسی بلند کی کہ کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا ورنہ آسمان اور زمین کے قلابے مل جاتے اور دونون کے کنگرے ہل جاتے۔

مصاحب۔ خدا عید مبارک کرے میرے نواب جم جم جبین۔

رفیق۔ برس دن کا دن مبارک کرے۔

روشن علی۔ ؎ بخانہ آمدنت عید عشرت افروزست مبارک است کہ امروز روز نوروزست ؞

ندرت۔ حضور مجرا عرض ہی۔ ؎

گردون بمراد و بخت فیروزت باد	خورشید فلک بندۂ دلسوزت باد
ہر روز تو خوبتر ز ہر روزت باد	در ہفتہ سہ عید و چار نوروزت باد

حافظ جی۔ پیر و مرشد نذر دکھا کر۔ ع۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؞ خدا حضور کو عید مبارک کرے ؎

لب نمی آید بہم از خندۂ این شادیم	آفتاب از آسمان گوید مبارکبادیم

نواب۔ (نذر قبول کرکے) آپ کو بھی مبارک ہو مگر سنا کہ آج تو عید مین اختلاف ہی بھئی آدھا تیتر آدھا بٹیر نہین اچھا۔

مصاحب۔ حضور فرنگی محل کے علماے اہل السنن نے تو آج ہی پنجشنبہ کو عید کا فتویٰ لگایا ہی لیکن جناب قبلہ و کعبہ نے فرمایا ہی کہ ہماری عید کل ہی چلیے دو دھڑ کا معاملہ ہو گیا۔

نواب۔ بھلا چاند کل کسی نے دیکھا بھی ہمارے یہان تو کسی نے دیکھا ہی نہین۔

مصاحب ـ پیر و مرشد پکے پُل پر چار بہشتیوں نے دیکھا اور راجا کی بازار میں حافظ امان علی صاحب نے دیکھا اور فرنگی محل میں مولوی عبدالحی صاحب قبلہ کے اعزہ میں سے ایک صاحب نے دیکھا اور میری بہو نے دیکھا ـ

نواب ـ آپکی بہو کا سن شریف کیا ہے؟ یہی کوئی چودہ پندرہ برس کی۔

مصاحب ـ (شرما کر) حضور (مسکرا کر گردن جھکائی) ـ

نواب ـ حضرت آپ اپنی بہو کی عمر تو مخفی رکھتے ہیں اور پھر اُن کی شہادت ہی کیا ـ باقی رہے حافظ جی بھئی مثل مشہور ہے کہ حافظ بیچاروں کی آنکھیں کثرت شغل و مطالعہ سے چوندھیا جاتی ہیں اُنکو دن کو تو اونٹ سُوجھتا ہی نہیں بھلا سر شام دونوں وقت ملتے وقت ناخن کے برابر چاند کیا سُوجھے گا ـ

آزاد ـ حضرت میں نے اور میاں خوجی نے کل شام کو اپنی آنکھوں دیکھا اور ہماری شہادت تو سر آنکھوں پر رہے گی ـ

نواب ـ حضرت یہی گواہیاں معتبر ہوئیں ـ آپ اور خواجہ صاحب اور حافظ جی صاحب ـ ہماری عید تو ہر طرح آج ہے ـ

اتنے میں فقش پر سے وہی بنت الشیطان کمر لچکاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی آ گئیں ـ (آبادی جان)

نواب ـ آئیے آئیے کہئے آپ کی عید کس دن ہے ـ

آبادی جان ـ کیا کوئی بھاری جوڑا بنوا رکھا ہے پہلے سے منہ شرم نہیں آتی ـ

نواب ــ

عید قربان بھی دن تجھ قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

اور ہم کو کیا یہاں تیسوں روزے چٹ کیے بیٹھے ہیں دو وقت ٹھونستے اور پلاؤ اڑاتے تھے یہ تو اُن کو فکر ہوگی جو دین کا ٹکرا سر پر لادے لادے پھرتے ہیں یہاں تو یہ شعر ورد زبان ہے ــ

تھی رمضان میں مری حالت تباہ	خوب ہوا شہر بدر ہو گیا ـ

آبادی جان ـ انھیں لچھنوں تو دوزخ میں جاؤ گے ـ

نواب ـ خیر تو ایک تسکین تو ہوئی آپ بھی تو وہاں بغلگیر ضرور ہونگے

رفقا ـ (غل مچا کر) اعجاز ـ اعجاز ـ پیر و مرشد سبحان اللہ کیا برجستہ کہی ہے ـ واللہ خوب سُوجھی ـ ذری دیکھیے تو سہی طرفتانی کا رنگ فق ہو گیا کیا گرما گرم لطیفہ کہا ہے ـ

یہ قہقہے اُڑ ہی رہے تھے کہ چمپا لونڈی اندر سے گھبرائی ہوئی آئی ـ لٹ گئے لُٹ گئے ـ (سر پیٹ کر) اے حضور چوری ہو گئی سب موس لے گیا ـ ہائے کہیں کا نہ رکھا موئے چور نے ـ

نواب ـ کیا کیا چوری ہو گئی ـ ارے کب !

چمپا ـ رات کو اور کب اسوقت جو بیگم صاحب کوٹھری میں جاتی ہیں تو روشنی دیکھتے ہی اندھیرا سا آنکھوں تلے چھا گیا ہاتھ مل کر غل مچایا کہ ارے دوڑو ـ وہاں جا کر دیکھتے ہیں تو ایک بلوکا اور کپڑے لتے سب تتر بتر پڑے ہیں ستیاناس ہو نگوڑے کا جو برس برس کے دن ـ

مصاحبین ـ پاؤں تلے سے مٹی نکل گئی افسوس اے خداوند کل تو ایک بجے تک یہاں دربار گرم رہا کوئی بارہ بجے ہارمونیم بند ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پہلے سے گھس بیٹھا تھا ـ اور رات کو جاگ بھی ہوئی

نواب ـ (ذری بھاری تلوار تو لانا) بھئی احتیاط شرط ہے ع شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ـ (تلوار لیکر گھر میں داخل ہوئے ادیکھے کیا ہیں کہ بیگم صاحب ایک نازک پلنگڑی پر سر پکڑے بیٹھی ہیں اور بوا زعفران سمجھا رہی ہیں کہ بیوی نواب کی سلامتی رہے ایک کے ایک بڑھیا جوڑا بن جائیگا ـ آپ گھبراتی کاہے کو ہیں ـ نواب نے جا کر کوٹھری کو دیکھا بلوکے کو خوب غور سے معائنہ کیا مگر تلوار ہاتھ میں ہے اور پینترے بدلتے ہوئے گھر بھر کا جائزہ لے رہے ہیں ـ

نواب ـ (بیگم سے) ہمارا موا چور دوئے آخر وہ نکالا ہی کیا گیا

بوا زعفران - ای ہان سچ تو فرماتے ہین - جان کی سلامتی چاہیے مال بھی کوئی بڑی چیز ہی -

بیگم - آج عید کے دن خوش روزہ مناتے - ڈومنیان آتین مبارکباد گاتین سو دن بھر دھما چوکڑی مچتی - رات کو رت جگا کرتے سو آج ایک نیا شگوفہ کھلا - مگر گہنے کی صندوقچی چھوڑ گیا اتنا ہمپر احسان کیا کوئی دو ہزار کا البتہ خوردم بُردم کیا - اب اسوقت کلیجہ دھک دھک کر رہا ہی - موے چور کی ہیبت سے جیسے مُردنی چھا گئی

نواب - ہمارے سر کی قسم - اُٹھو بس اب مُنھ دھو ڈالو - عید مناؤ وہ چور اپھر لگاؤ ہمارا ہی جنازہ دیکھے جو چوری کا سوگ کرے دو ہزار بھی کوئی بڑی کائنات ہی -

الغرض بڑی جدوکد کے بعد بیگم صاحب بصد ناز و ادا سے دلربایانہ اُٹھین اور بوا زعفران نے قسمین دے دیکر مُنھ دھلایا نوابصاحب نے کہا تمھین واللہ ہنس تو دو - وہ ہنسی آئی لب پہ آئی - ناک پر آئی ؏ - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مُسکراتی ہوئی بیگم صاحب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑین اور گھر بھر مین قہقہے پڑنے لگے جو ہر وہ لوٹن کبوتر بنا جاتا ہی -

خیر بیوی کو ہنسا کر نواب صاحب نے باہر قدم رنجہ فرمایا تو مصاحب رفیق حوالی موالی خدمتگار - اہلکار - دروازے کے پاس ڈٹے ہوے جاتے ہی غل مچایا کہ خداوند خیریت تو ہی کچھ تو بتایئے تو یہ معاملہ کیا ہی - آخر کدھر سے چور آیا - کوئی کہتا ہی کہ حضور بے گھر کے بھیدی کے چوری نہین ہوتی ہمکو اس حبشن پر شک ہی حبشن ندرے گالیان دے رہی ہی کہ اللہ کرے جھوٹے پر بجلی گرے آسمان پھٹ پڑے جو جھوٹ موٹ کسی کا نام لے کسی نے کہا خداوند چوکیدار کی سازش ہی ضرور ہی آخر یہ کل رات بھر کیا کیا چوکیدار ہی کہ لاکھون قسمین کھاتا ہی کانون پر ہاتھ دھرتا ہی غرض کہ گھر بھر مین عجب ہربونگ ہی -

اتنے مین ایک مسخر الدولہ نے بڑھکر یون مخاطب کیا -

مسخر الدولہ - حضور قسم ہی کلام اللہ کی ہمین معلوم ہی کہ یہ کس ملعون ناہنجار کا کام ہی -

نواب - پھر بتاؤ بتاؤ کچھ معلوم تو ہو -

مسخر الدولہ - قسم حسین کی ہم تاڑ گئے واللہ معًا بھاپ گیا - قربان جاؤن خداوند - ہو نہ ہو اُسی مردک کا فعل ہی بھلا بے بھلا ہم پہچان گئے اجی آسمان پر تو ہم تھگلی لگائین چڑیا کا دودھ تک ہم پہونچائین عنقا کا انڈا تک لائین ہمسے اُڑ کر کوئی جائیگا کہان

مصاحب - لاحول ولاقوۃ - معلوم ہی تو پھر بتاتے کیون نہین

مسخر الدولہ - اجی بتانے سے آخر فائدہ کیا - مگر معلوم ہمکو بیشک ہی ہمین اصلا شبہہ نہین بس اُسی مردود کی ساری کارستانی ہی ہے بھی جو غلط ہو تو ہاتھ ہاتھ بدتے ہین -

نواب - عجب طرح کا نامعقول آدمی ہی کبھی ہاتھ ہاتھ بدتا ہی کبھی ناک ناک بدتا ہی - آپ بھی ہز فہ مجون ہین اللہ آخر یہ اسقدر اصرار تم کیون کرتے ہو جسپر تمکو شک گذرتا ہی - اُسکا نام بتا کیون نہین دیتے یہ بھونڈے نخرے یہان کس کو بھاتے ہین -

مصاحب - اجی ان بوڑھے چونچلون کو چھوڑ یہ کھو ؏ تا نہ بران کن کہ خریدار تست * بتاؤ تمھین خدا کی قسم کس پر تم کو شک ہی - آخر کس کو تاکا ہی بھئی ہمکو بتا دینا اُستاد

مسخر الدولہ - (نوابصاحب کے کان مین آہستہ سے) خداوند یہ کسی چور کا کام ہی قسم کلام اللہ کی -

نواب - (قہقہہ لگاکر) ہشت نامعقول خدا کی مار تجھ پر - اسوقت بھی مسخرے پن سے باز نہین آتا -

مصاحب - کیا کہا حضور کس کا نام لیا -

نواب - (پھر زور سے قہقہہ لگاکر) آپ چپکے سے فرماتے

ہین کہ (خداوند یہ کسی چور کا کام ہی) اور کلام اللہ کی قسم بھی کھائی
محفل بھر کی یہ کیفیت تھی کہ جسے دیکھو لوٹ رہا ہی ہنستے ہنستے
پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ اتنے مین ریل کا ایک چپراسی تار لیکر آیا۔

چپراسی۔ حضور تار آیا ہی۔

نواب۔ تار! اُف خدایا شر آفات سے بچائیو۔ خداوندا روز بد
نہ دکھائیو۔ سن سے جان نکل گئی اسوقت بھئی انکو اچھی طرح بٹھاؤ
اور کسی انگریزی خوان کو بلاؤ۔ اور تار پڑھواؤ خدا جانے کہان سے
گولہ آیا ہی۔ اسوقت دل قابو مین نہین ہی۔

مصاحب۔ کیون میان جوان یہ تار تو بڑے صاحب کے
دفتر سے آیا ہو نہ۔

چپراسی۔ نا ہین ریل گھر سے آوا ہی۔

رفیق۔ واہ رے انگریزو۔ اللہ جانتا ہی یہ بھی بلا تشبیہ خدائی
کرتے ہین۔ اور سنیئے جلدی کے لیے اب تار کی خبر بھی ریل پر آنے
لگی۔ واہ رے اُستاد عقل کام نہین کرتی۔

دوسرے مصاحب۔ واللہ اعلم یہ تار بولتا کیونکر ہی۔ آخر
تار تو بیجان ہی نہ بھئی۔

راوی۔ اچھے اچھے جمع ہین۔ جو ہی جالینوس بطلیموس ارسطو
بقراط اور سقراط ہی ہونے کا دم بھرتا ہی مگر لیاقت یہ کہ چپراسی سے
جو سوال کیا بھونڈا۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ تار بڑے صاحب
کے دفتر سے آیا ہی۔ اس گاودی سے کوئی اتنا تو پوچھو کہ بڑے صاحب
کے دفتر کو تار سے کیا واسطہ۔ خیر جب چپراسی نے کہا کہ نہین خداوند
ریل گھر سے آیا ہی تو فرمایا کہ جلدی کے لیے تار کی خبر ریل پر آنے لگی
واہ ری عقل۔ لاحول ولا قوۃ۔ اتنا نہین جانتے کہ ریل تو کانپور
سے لکھنؤ تک تین گھنٹے مین پہنچتی ہی اور تار کی یہ سرعت
ہی کہ ادھر کھٹ ہوا اور خبر کلکتہ مین داخل۔ پھر اسقدر
نہین سمجھتے کہ جو تار کی خبر ریل پر جاتی تو تار برقی سے پھر کیا
فائدہ تھا۔ خدمتگار کسی انگریزی خوان کو لے آیا۔ مگر واجبی ہی واجبی
لیاقت۔

لفافہ کھولا تو بہت غور سے پڑھنے لگے۔

نواب۔ کیا لکھا ہی بھئی۔

انگریزی خوان۔ لکھنؤ (دس منٹ تک تامل کیا)

مسخر الدولہ۔ میان کیا کو دون دے کے پڑھتے ہو کیا۔ کچھ اور
بھی لکھا ہی۔ یا لکھنؤ ہی لکھا ہی۔ اور بس۔

انگریزی خوان۔ لکھنؤ۔ مرزا پور۔

مسخر الدولہ۔ واہ ری تیری پُر۔ بھیا مرزاپور کو مطلب کر
لکھنؤ کو خبر بھیجی ہی اور مرزا پور سے آئی۔

انگریزی خوان۔ لکھا ہی کہ کل چاند دیکھنا اور ایڈ ہونا۔

مسخر الدولہ۔ لے بس آپ پڑھ چکے اور ہم سمجھ چکے (خدمتگار
سے) کس گاودی کو پکڑ لائے میان۔

انگریزی خوان۔ (شرما کر) ایڈ ہونا تو صاف لکھا ہی۔

مصاحب۔ بچے کچھے ہے۔ انگریزی زبان کی آپ
بن ناحق ٹانگ توڑتے ہین۔ بس رہنے دیجیے۔

رفیق۔ اہا ہا۔ نہ کہیے گا واللہ ہم تاڑ گئے۔ یہ جو ایڈ ایڈ بکتے ہے
ہین یہ عید ہی۔ یہ پوچھا ہو گا کہ چاند کل دیکھا یا نہین۔ آج عید ہی یا
کل۔ یہ تو وہی مثل ہوئی۔ واللہ کہ ہاتھ مین چلی کا پاٹ ہی۔

نواب۔ ہان خوب سمجھے واللہ۔ کسی نے مرزاپور سے پوچھا ہو گا کہ
آج عید ہی یہان یا کل ہو گی۔ اچھا یہ تو فرمایئے کہ بھیجا کس نے
ہی۔ آخر کسی کا نام تو بتایئے۔

انگریزی خوان۔ ناسر ہوسین۔

مسخر الدولہ۔ ماشاء اللہ کیا نام بتایا ہی۔ ناسر ہوسین

ترکی نام ہی یا فرانسیسی معقول-
رفیق- ہم بتائین- ناسر ہو سین نہین- نثار حسین ہوگا- کیون نہ کہیئے گا-
نواب- شاباش خوب سوجھی- مرزاپور مین ہمارے ایک دوست ہین نثار حسین بڑے متشرع آدمی- یہ اُنھون ہی نے تار بھیجا ہوگا پھر اب اسکا جواب کسی سے لکھوایئے اور بھجوایئے مگر جلد جایئے تاکہ اُنکے پاس آج ہی پہونچے وہ بڑے بیقرار ہونگے- ایک روپیہ دو روپیہ جو صرف ہو داروغہ سے دلوادو اور میان ندرت کو ابھی تار گھر بھیجو اور کہو وہان صاحب ہے یا کوئی بابو ہو تو اُس سے کہیے کہ ذرا جلد بھیجدین اور کان مین چپکے سے) اگر کچھ مانگے تو دیدینا مگر اتنا کہدینا کہ خبر ضرور پہونچے ایسا نہ ہو کہ راہ مین کہین رُک رہے تو غضب ہی ہوجائے-
میان ندرت لکھنؤ کے آدمی اور وہ بھی پُرانے فیشن کے نخاس کے باہر عمر بھر قدم رکھا ہی نہین وہ کیا جانین کہ تار گھر کس بلا کا نام ہی خیر قہر درویش بر جان درویش کہکر چلے تو راہ مین ایک ایک سے پوچھتے جاتے ہین کہ کیون بھئی تار گھر کہان ہی-
نان بائی- اجی ہم سے روٹی کباب کلیجے کا بھاؤ پوچھیے تار دار کسی بابو سے دریافت کیجیے-
پٹوا- ابے بھور ہم تو بس چرکھا کاتنا خوب جانتے ہین اور کچھ ہم کیا جانین نائی- تار گھر ہمکو تو کھت بنانا اور مونڈنا آتا ہی کہیے تو آپکا بھی منھ بناؤن آخرکار ایک چپراسی نے کہا کہ کل کی برف کے سامنے ہے-
بھائی ہم کل کی برف ورف تو جانتے نہین یہ بتاؤ کہ ادھر نخاس اُدھر پاٹہ نالہ اور پھر اُس طرف سعادت گنج سے کس رُخ جائین بُرے پھنسے یار اور تار گھر مین خدا جانے کیا واردات ہو وہی انگریزی قانون والون سے ہم ناواقف بھی ہین دیکھیے آج کیا اُفتاد پڑتی ہی
خیر خدا مالک ہی چلے تو دھنیا مہری کے پل پر ہورہے سیدھا رستہ چھوڑا اور رناکے کی راہ لی- لاحول ولا قوۃ وہان ایک آدمی سے پوچھا کہ یہان سے تار گھر کتنی دُور ہوگا- اُسنے کہا تین کوس- اینا ارے میان ہوش مین ہو- ہان ہم تو ہوش مین ہین تم اپنی کہو تم بھی ہوش مین ہو یا مدہوش ہو- آتے کہان سے ہو- خیر حسین گنج پوچھتے چلے جاؤ وہین تار گھر بھی ہی- بھئی کیا آدمی ہو حسین گنج کا نام تو ہم نے سُنا ہی- مگر سوا ے چوک- رستم نگر کاشمیری محلہ- درگاہ- رانی کٹرہ- یحیی گنج- آغا میر کی ڈیوڑھی کے اور تو کوئی محلہ جانتے ہی نہین یا اور دو چار جانتے ہون مگر حسین گنج تو آجتک دیکھا ہی نہین- بارے چلتے چلتے کوئی دو گھنٹے مین عیش باغ پہونچے تو جان مین جان آئی کہ جیتے بچے یہان سے پتا پوچھتے پوچھتے چلے حسین گنج- حسین گنج مین ایک بابو سڑک پر کھڑے تھے اُن سے پوچھا کہ کیون بابو جی تار گھر کہان ہے اُنھون نے کہا سامنے چلے جاؤ پھر پلٹیے- بابو جی ایک روپیہ لایا ہون اور لکھوانا یہ ہی کہ آج عید سنیون کی ہی- کل شیعون کی ہوگی بھلا وہان بیٹھا رہون جب خبر پہونچ جائے تب واپس آؤن- بابو نے کہا ایسا کچھ ضرور نہین- خیر تار گھر کی کوٹھی پر داخل ہوے تو کلیجہ دھک دھک کر رہا ہی کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی خدا جانے کیا اُفتاد پڑے- ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے- تھوڑی دیر پھاٹک پر کھڑے رہے اور وہان سے مارے ڈر کے بیرنگ واپس راہ مین دونون روپے تو اُنھون نے بھنانے اور بیوی کے لیے پیچ میل مٹھائی چنگیل مین لے چلے اور راستے بھر یہی سوچتے رہے کہ نواب سے یون جھکمہ چلین گے یون جھانسا دین گے چین کرو اُستاد خلا بدہہ کا نقشہ ہے- اب میان ندرت کے پوبارہ ہین- دو چیرہ شاہی جو نئی گڑھت کے

چمکتے دمکتے پائے تو خوب گلچھرے اڑائے۔ مزے سے مٹھائیان چکھین۔ حلوائی کی دکان اور دادا جی کا فاتحہ گھر مین جو خوش خوش گھسے تو ہاتھ مین چنگیل اور اُس مین مٹھائی پچ میل۔ بیوی دیکھتے ہی کھل گئین کہ آج البتہ چکھوتیان ہونگی جھپٹ کر چنگیل اُنکے ہاتھ سے چھینی اور دیکھا تو مُنھ مین پانی بھر آیا۔ برفی پر چاندی کا ورق لگا ہوا۔ امرتیان تازہ بتازہ۔ لڈو گرما گرم پیڑے وہ جو متھرا کے پیڑون کے دانت کھٹے کر دین۔ دو تین لڈو اور ایک فی تو دیکھتے ہی دیکھتے چٹ کر گئین۔ واہ مٹھائی کیا ہی کہ لب بند ہوتے ہین پیڑا اُٹھانے ہی کو تھین کہ میان ندرت نے جھلا کر پہونچا پکڑ لیا۔

ندرت۔ لب بند ہوتے ہون یا نہ ہوتے ہون مگر تمھارا مُنھ چلا ہی جاتا ہی۔ ایک لڈو کھایا مین کچھ نہ بولا۔ دوسرا نگلا مین چُپ چاپ دیکھا کیا تیسرے لڈو پر ہاتھ بڑھایا اور مزے مزے سے کھایا برفی کھائی اور اب چلین پیڑے پر ہاتھ ڈالنے تب تو مجھ سے نہ رہا گیا اب کھانے پینے کی چیزین لُٹ کے کون اتنی بڑی لونڑھو گئین مگر بالڑ ہی بنی رہین ندیدون ڈال کے ٹوٹون مرھکون کی طرح مٹھائی پر گر پڑنا کیا معنی۔ دو پیالیان لاؤ افیم گھولو پیو جب خوب نشے گٹھین تب مٹھائیان چکھو آؤ آج ہم تم دونون پئین خدا کی قسم یہ افیم بھی نعمت کی ماں کا کلیجہ ہی۔

بیوی۔ دہبت تنک کر) بس بیامت (نعمت) کی ماں کا کلیجہ تم ہی کھاؤ۔ کھاؤ چاہے بھاڑ مین جاؤ۔ واہ آج اتنے بڑے تہوار کے دن مٹھائی کیا لائے کہ دماغ ہی نہین ملتا موتی کی سی آب اُتار لی ایک پیڑے خاطر پہونچا دھر کے مڑور ڈالا اللہ کرے ہاتھ ہی ٹوٹین تم افیم کھاؤ چاہے سنکھیا کھاؤ ہم اپنے سوتے ہین۔

راوی۔ واہ میان ندرت کیون نہو۔ خود تو میان فہیجی بنے ہی اب اپنی بیوی کو بھی پلاؤ۔ لطف تو یہی ہی کہ دونون میان بیوی افیم کی پینک مین اونگھ اونگھ کر مٹھائی ٹونگین ایک کا سر اُس پاٹی پر ہو دوسرے کا اُس پاٹی پر ہو۔ جبتک کھٹاکے کی آواز نہ آئے تب تک سر نہ اُٹھایئے۔ رات بھر سر بسجود۔ یاد معبود بھئی ان افیونیون سے خدا بچائے بھلے مانس کو تو انکے پڑوس رہنا چاہیئے انتہا یہ ہی کہ بندر تک کو افیمی کر دیا۔ لکھنؤ مین کسی ذات شریف نے بندر پالا اور اُسکو افیم پلانا شروع کی اس اپج کے قربان یہ کیا دُور کی سوجھی ہی اور کیون نہ سوجھے لکھنؤ کا تو چپا چپا افیونی ہے۔ خیر چند روز کے بعد حضرت نے بندر کو چھوڑ دیا۔ اب میان انیٹھا سنگھ کے حواس بیترا ہوے سٹی پٹی بھولی ہوئی وقت پر افیم نہ ملی تو جمائیون پر جمائیان آنے لگین دم الگ لپٹی جاتی ہی اور انیٹھا سنگھ الگ لوٹ رہے ہین بُرا حال ہی زندگی وبال ہی۔ کوٹھے پر سے بازار مین آئے۔ اب یاران سرپل سب کیفیت دیکھ رہے ہین بے ڈگڈگی کے بندر کا ناچ کسی نے کاہے کو دیکھا تھا۔ دو چار آدمیون نے پیالی مین افیم گھولی اور بندر کو دی تو باچھین کھل گئین اور بڑے شوق سے پیالہ لے کر غٹا غٹ کر کے پی گیا تو آنکھون مین روشنی آئی غرضکہ بندر بیچارہ افیم پینے کے وقت باؤلا کتا سا نچاتا تھا۔ اب میان ندرت کو اس سے بڑھکر سوجھی انھون نے اپنی زوجہ مقدسہ کو بھی افیم کی چاٹ دینی چاہی جس مین دونون ہر دم غین رہین۔ اِس سوجھ بوجھ کے صدقے لاحول ولاقوۃ۔ مرزا رفیع دانش نے اور بھی ستم ڈھایا کہ اس بلاے بیدرمان کی تعریف مین یون فرمایا ؎

تریاکی اگر سینہ کنی صد چاکش	از دل نرود خیانت و امساکش
چون غنچۂ تریاک سر افگندہ بہ پیش	سر بر نکند تا نہ رسد تریاکش

اتنے مین باہر سے آواز آئی (میان ندرت صاحب تشریف رکھتے ہین) صداے برنخاست۔ پھر پکارا (میان ندرت صاحب ہین) جواب خموشی تب تو اُسنے زور زور سے زنجیر کھڑکھڑانا شروع کی۔ بیوی متحیر کہ آخر میان سون کھینچے ہوے کیون بیٹھے ہین۔

بیوی۔ سنتے ہو یا کانوں میں ٹھٹھیاں ہیں۔ ایک آدمی گلا پھاڑ پھاڑ کر چلّا رہا ہی۔ دروازے کو چول سے نکالے ڈالتا ہی اور تم بھٹ مارے بیٹھے ہو۔ بولتے کیوں نہیں۔ کہیں چوری کر کے تو نہیں آئے ہو۔ آخر ش یہ ماجرا کیا ہی۔

ماما۔ ہاں بیوی کچھ دال میں کالا کالا ضرور ہی۔

ندرت۔ ذرہی آہستہ آہستہ باتیں کرو۔

بیوی۔ ای ہی سچ کیسے گا ذری۔ ہم تو خوب غل مچائینگے۔ اور قہقہے لگائینگے۔ ماما ہم پردے میں ہوے جاتے ہیں جاکر اُن کو بلاؤ کہو گھر میں گھسے بیٹھے ہیں۔ اور ہم سے کہتے ہیں سان کسان لو بچہ

ندرت۔ نہیں نہیں یہ دلگی بازی اچھی نہیں تم کہدو کہ نواب صاحب کے یہاں گئے ہیں۔

ماما۔ ای ہی کون آدمی ہی کہ دروازے کو توڑے ڈالتا ہی۔

آواز۔ اجی ماما جی میاں گھر میں ہیں یا نہیں۔

ماما۔ (باہر جاکر) بس اتنے ہی کے لیے۔ توبہ۔ توبہ میں تو سمجھی کہیں سے دوڑ آئی ہی۔ میاں تو سویرے منھ اندھیرے نواب صاحب کے ہیاں (یہاں) گئے ہیں ابھی آئے نہیں جو ملیں تو بھیجدیجیے گا۔

آواز۔ ایں! نواب صاحب کے یہاں سے تو ہم بھی ابھی ابھی آرہے ہیں۔ وہاں ڈھنڈلس مچی ہوئی ہی۔ یہ چل کہاں دیے تار گھر تک سرکار نے بھیجا تھا سو اب تک راستہ دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئیں اچھا بھابھی صاحب سے کہو کہ آج عید کے دن آپ کے دروازے پر آئے ہیں کچھ سویاں وویاں کھلائیں۔ ہم تو بے تکلف آدمی تقاضا کر کے دعوت لیتے ہیں۔

ماما نے اندر سے لے جاکر باہر برآمدے میں ایک مونڈھا بچھا دیا۔ اب یہاں میاں بیوی میں تکرار ہونے لگی۔

میاں۔ اجی ٹال بھی دو۔ ایسے ایسے مفت خورے بہت آیا کرتے ہیں۔ ماما جی تم بھی پاگل ہی رہیں۔ مونڈھا بچھانے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔

بیوی۔ ای واہ۔ ہم تو کرینگے اور ضرور خاطر کرینگے یہ اچھا کہ نواب کے یہاں جاکے ہم کو گوارن بدسلیقہ عورت بنائیں اس میں تمھاری ناک نہ کٹیگی۔

میاں۔ ہماری ناک کی تو تم کہو ہی نہیں ایسی ناک کبھی نہ دیکھی ہوگی روز کٹتی ہی مگر صبح کو پھر (جتنی کی تتنی) یہ ناک کیا مہندی کی شاخ ہی کہ قلم کی اور بڑھی شمع ہی شمع کاٹ ڈالو تو اور بھی روشن ہو۔

بیوی نے ایک تشتری میں پانچ چھ ڈلیاں مٹھائی کی قرینہ سے لگا کر ریشمی رومال اُس پر ڈھک دیا اور ماما سے کہا کہ جاؤ دے آؤ۔ میاں ندرت کی روح پر صدمہ ہوا کہ چار پانچ ڈلی تو بیوی بانٹیو کر بانٹ کر کے چلی گئیں اور پانچ چھ اب نکل گئیں غضب ہی ہو گیا۔ ماما مٹھائی لیکر چلی تو ڈیوڑھی میں وہ لڈو چپکے سے نکال کر ایک طاق میں رکھدیے۔ اتفاق سے ایک چھوکرا دیکھ رہا تھا اُسنے تاک لگائی اور جب ماما جی باہر گئیں دونوں لڈو مزے سے کھا گیا چلیے چور کے گھر میں مور بیٹھا مصاحب نے رومال ہٹایا تو کہا کہ واہ بھابھی صاحب تو بڑے بھائی صاحب سے بھی بڑھکر چند رس نکلیں۔ یہ ہاتھی کے منھ میں زیرا خیر پانی تو لاؤ۔ ماما ایک شیشے کے گلاس میں صراحی کا ٹھنڈا پانی لے گئیں اور حضرت نے مٹھائی کھائی اور پانی پیا پیٹ بھرا تو پان کی فرمائش کی بیوی نے اپنے ہاتھ سے دو گلوریاں بنائیں مصاحب لہ ولے نے چکھیں تو حقہ مانگا۔ ندرت نے کہا دیکھا نہ ہاتھ دیتے ہی پہونچا پکڑ لیا مٹھائی لاؤ پان کھلاؤ پانی پلاؤ حقہ بھر لاؤ۔ گویا باپ کے گھر میں بیٹھے ہیں۔ ان موذیوں کی تو قبر تک سے میں واقف ہوں۔ اسی سے کہا تھا کہ منھ نہ لگاؤ۔ اور ایک نیر کیا موقوف ہی۔ نواب کے ہاں جتنے ہیں سب کے سب مفت خورے۔ پرایا مال تکنے والے۔ ماما جی جاکر کہدو کہ حقہ یہاں

کوئی نہین بیٹا۔ چلیے اب بہت اختلاط بھی نہین اچھا ہوتا۔ ماما حقہ بھر کے دے ہی آئی۔ جب سُوخت کر چکے تو حضرت نے باہر سے آواز دی کہ ماما جی چارپائی یہان موجود ہو ذرا دری یا غالیچہ دیجایئے گا اب ٹھیک دوپہر کو کون اتنی دُور جائے۔ ذرا کمر سیدھی کر لین تب تو میان ندرت خوب ہی جھلائے۔ اور سنیے اب لیٹنے کی سُوجھی۔ آخر اس مردک کا منصوبہ کیا ہی کملی کھتری کرنے کا قصد تو نہین کیا ہی کہین صریح جانتا ہی کہ مالک گھر مین نہین ہے پھر یہ دروازے پر چارپائی بچھا کر سونا کیا معنی۔ اور مجھ سے اس سے کہان کا ایسا اِنہ ہی کہ آتے ہی بھابھی صاحب سے فرمائشین ہونے لگین۔ بھابھی صاحب! پوچھیے مجھ سے آپ سے بھائی چارہ کب ہوا تھا۔

اتنے مین ماما ڈیوڑھی مین گئی کہ لڈو چپکے چپکے کھائے طاق پر ڈھونڈھ مارا لڈوون کا کہین پتہ ہی نہین چھچھوکرے نے پوچھا کہ ماما جی وہان کیا ڈھونڈھ رہی ہو۔ وہ تو چوہا کھا گیا سنتے ہی ماما آگ بھبھوکا ہو گئی تو چھچھوکرا کہتا کیا ہی۔ ماما جی سچ کہنا کیسی خلال ہوتی اور چوہا بھی کیسا تاک ہی مین بیٹھا تھا۔ چوہے نے تمھارے اچھے کان کترے

مصاحب۔ ماما جی ذری پلنگ دیجایئے تو دراز ہون۔

ماما۔ پلنگ منگ یہان نہین ہی۔

مصاحب۔ ماما جی ہم جانتے ہین بڑے بھائی اسوقت کہین عید ملنے گئے ہین بس سمجھ جایئے۔

ندرت نے کہا خوش ہوئین۔ اب خوش ہوئین کچھ سمجھین بھی۔ اب یہ اس فکر مین ہین کہ تم کو ہم کو لڑوا دین تمھارے ہاتھ مین جوتی ہو ہمارے ہاتھ مین بیزار۔ اور تڑاتڑ پڑتی ہون اور مٹھائی بھیجو۔ گلوریان چکھاؤ چکھاؤ گلوریان۔ بیڑے بنا بنا کر بھیجو۔ شرم تو نہ آئی ہوگی۔

جب مصاحب الدولہ بہادر چمپت ہوے تو میان ندرت بھی جھومتے جھامتے چنگیل کی طرف بڑھے اور افیم کی پینک مین خوب جھک کر مٹھائی چکھی اور چلے نواب کے گھر چلے تو پو قدمے۔ قدم قدم پر فقرے سوچتے جاتے ہین بارے داخل ہوے تو لوگون نے آسمان سر پر اُٹھایا۔ آئے آئے۔ آیئے قبلہ۔

نواب۔ شکر ہی کہ زندہ تو بچے۔ یہ آپ ابتک تھے کہان آخر

مصاحب۔ حضور تار گھر تو یہ سامنے ہی۔

رفیق۔ اجی دو قدم پر نکلے اور داخل۔

حافظ۔ ہان اور نہین تو کیا۔ بات کرتے تو آدمی پہونچتا ہی۔

روشن علی۔ کون! مجھ سے کہیے تو اتنی دیر مین ایک اٹھارہ پھیرے کر دون۔

ندرت۔ ہان بھئی گھر بیٹھے جو چاہو بکار لو۔ کوئی جائے تو قدر عافیت معلوم ہو۔ چلتے چلتے آندھی روگ آجاتا ہی۔ بکری مر گئی کھانیوالے کو ذائقہ ہی نہ آیا۔ آپ لوگ بھان کے ٹڑے ہین کہنے لگے دو قدم پر ہی۔ جی بلکہ اور آدھی قدم پر۔ یہان سے گئے سعادت گنج وہان سے دھنیامہری کے پل۔ وہان سے عیش باغ۔ وہان سے گنیش گنج۔ وہان سے امین آباد اور زنبور خانے ہوتے ہوے تار گھر پہونچے دم ٹوٹ گیا شل ہو گئے مر مٹے نہ کھانا دانہ آپ لوگ یہان بیٹھے بیٹھے جو چاہیے فرمایئے۔ ذری دو قدم جایئے تو معلوم ہو آٹے دال کا بھاؤ۔ کہنے اور کرنے مین فرق ہی قبلہ۔

نواب۔ تو اب اِس ٹھائین ٹھائین سے کیا واسطہ یہ کہیے کہ خبر پہونچی یا نہین۔

ندرت۔ قربان جاؤن خداوند نے بھلا مین اسکا کیا جواب دون علم غیب تو پڑھا ہون نہین کچھ خبر دے آیا۔ بابو نے میرے سامنے کھٹ کھٹ کیا صاحب نے روپیہ لیا چپراسیون کو انعام دیا چار رو

اپنی جیب سے دینے پڑے۔ وہ تو کہیے وہان میرے نوابی کے جان پہچان میرزا کلن بیگ نہوتے تو بیرنگ واپس آنا پڑتا۔

نواب۔ خیر تشفّی ہوئی۔ اب فرمائیے کہ اتنی دیر کہان ہوئی۔

ندرت۔ خداوندا جلدی کے مارے بگھی کرایہ کرکے گیا تھا۔ لوٹتیون کو اُسنے وہ پلٹا کھایا کہ مین تو سمجھا کہ بس کچل ہی گیا مگر خدا مسبب الاسباب ہی گرا تو لیکن بچ گیا۔ کوئی دو گھنٹے تک کوچبان بم ہی درست کیا کیا اس سے دیر ہوئی حضور۔ ورنہ حاضر ہوتا اب گھر جاتا ہون۔

نواب۔ ہائین! ارے بھئی کھانا تو کھاتے جاؤ۔ اچھا چار روپیہ تو وہ ہوئے اور بگھّی کے کرایہ کے بھی کوئی تین روپیہ ہوئے ہونگے سات روپیہ داروغہ سے لے لو۔

ندرت۔ نہین خداوند جھوٹ نہ بولونگا۔ چاہے فاقہ کرون مگر کہونگا سچ ہی۔ یہی تو غلام مین جوہر ہین۔ دو روپیے اور پانچ پیسے دیے۔ دیکھیے خدا کو مُنھ دکھانا ہے۔

نواب۔ داروغہ ان کو دس روپیہ دے دو۔ سچ بولنے کا کچھ انعام بھی تو دون۔

راوی۔ ماشاء اللہ کیا سچ بولے ہین۔

حُسن آرا کی بیقراری اور خیال میان آزاد مین گریہ وزاری

درون سینہ من زخم بے نشان زدہٗ	بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہٗ
کجا روم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم	کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدہٗ

ایک روز سرِ شام ایک دلآرام گلفام حور وش نازک اندام عشاق کی جان پر آفت ڈھانے والی دنیا سے نرالی باغ پُر فضا و دلکشا کی پیاری پیاری روشون مین عجب ناز معشوقانہ۔ اور انداز دلربایانہ سے اٹھکھیلیان کرتی اور چمک چمک کر قدم دھرتی ہوئی مصروف گلگشت تھی۔ بھلا پوچھیے تو یہ نگار جادو جمال و مشتری خصال کون ہے

یہ خاتون مہ لقا پیاری حسن آرا ہین جنکا میان آزاد خانہ برباد پر دل آیا تھا اور جس نے اُس جوان صالح کے نشتر نگاہ کا چرکا کھایا تھا۔ یہ پری بصد شان دلبری گلون کو حجاب رشک مین چھپاتی اور بلبلون کو غیرت سے شرماتی ہوئی چمان چمان جاتی تھی۔ اور پتلی کمر کروٹون بل کھاتی تھی۔ ؎

باغ مین آج جو اُس گُل کی سواری آئی	شور بُلبل نے کیا باد بہاری آئی

نسیم عنبر بیز۔ عنادل طرب ریز۔ کہین جوش بہار کہین خندہ سرشار خدائے جہان آفرین کی چمن طرازی۔ باغبانِ گلشن ایجاد کی خیابان پردازی شاخ گل بہار آفرین۔ تختہ تختہ سراپا رنگین۔ ہر شجر خضارت بار ہر روش رو کش فرخار۔ دو رویہ سبزے کی لہک۔ بیچ مین لال انگارا سی سڑک جیسے چرخ نیلوفری پر دھنک کی دمک۔ اور پیاری حُسن آرا ابر کی چال جھُوم جھُوم کر چلتی ہے اور دایہ بہار باد عطر بار کا پنکھا جھلتی ہے۔ ؎

از رشک خرامیدن تو سروچو طاؤس	در ہر قدمی تازہ کند ماتم مارا

شاہدانِ چمن کے خرمن صبر و قرار مین آگ لگاتی ہوئی اور پائنچے ناز و ادا سے اُٹھاتی ہوئی کبھی جھپٹ کر اس روش مین کبھی پھرتی کے ساتھ اُس روش مین خرام کرتی تھی دلربائی کا اہتمام کرتی تھی اُٹھتی جوانی بحر حسن کی طغیانی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمالِ حُسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا۔ اُسوقت حسن آرا فرط طرب سے آپ ہی مسکراتی تھی اور چلبلے پن کے مارے کھلکھلائی جاتی تھی۔ کہ دفعتہً سارا لطف کرکرا ہوگیا سامان تازہ مہیا ہوگیا عین مستی مین بصد شوخی ہر طرف گھوم رہی تھی اور جوانی کے نشہ مین جھُوم رہی تھی کہ دور سے کسی شخص نے خوش آوازی سے گانا شروع کیا کہ (جب سے گیو موری سدھو ہی نہ لینی۔ کیسے کٹھن کٹھور) یہ سنتے ہی طوفان غم تنور سینہ مین جوش زن ہوا۔ ایک ایک رونگٹا نخچیر تیر محن ہوا۔ حسرت وصال آزاد مین تنکے چننے لگی۔ رنج فراق مین سر دُھننے لگی۔ ہائے آزاد وائے آزاد کی صدا

بلند کی۔ سپیدۂ صبح مسرت پر ظلمت شب حسرت کی تاریکی چھائی گریبان و دامن کی شامت آئی۔ ؎

گریبان شد و تلخ بگریست — بے گریۂ تلخ در جہان کیست

کبھی چیخی اور چلائی کبھی یہ سخن زبان پر لائی کہ یا خدا میرے معشوق کی صورت دکھا دے یا خضر خجستہ پے تا ہی بتا دے عالم تصور میں میاں آزاد کی تصویر مجسم نظر آئی۔ نظر آتے ہی کھلکھلائی مگر طرفۃ العین میں تصویر غائب پائی۔ تو خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی اور چلائی کبھی پھولوں کی پنکھڑی کو سونگھ کر کہا کہ اس میں اُس گلعذار کی بو ہے کبھی سنبل کی طرف نظر ڈال کر کہا کہ ایسا ہی وہ عنبریں مو ہے کبھی عندلیب شیدا سے مخاطب ہو کر کہنا۔ ؎

بنال بلبل اگر بامنت سر یاریست — کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست

کبھی باد عنبر بیز کو اپنا مخاطب کر کے عجب حسرت سے چلا اٹھنا کہ ؎

نسیم صبح کہ مستانہ وار می گذری — ندامت ز کدامی دیار می گذری
ای باد اگر بہ گلشن احباب بگذری — زنہار عرضہ دہ بر جانان پیام ما

کبھی قمری کو شاخ شمشاد پر دیکھ کر رو کے کہنا۔ ؎

فرق ست میان آنکہ یارش در بر — با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

کبھی پھولوں کو شاخ گلبن میں دیکھ کر اشارہ کرنا۔ ؎

ہر لوٹتے ہیں خاک پر گل آج بسمل سے — گلستان قتل کا میدان ہے تیغ ناز قاتل سے

مطرب باربد نژاد نے ایک ٹھمری کیا سنائی کہ بیچاری حسن آرا کے دل پر بجلی گرائی۔ ؎

مطرب گوشم ز نوا اگر یہ محزون کردمش — ساقی بدستم دادی پیمانہ پرخون کردمش

میاں آزاد خود تو خانہ برباد تھے ہی مگر جہان بیٹھے جس سے دل لگایا اسکو مجنون و مفتون اور اپنا سا آزاد خانہ برباد بنا دیا۔ ؎

شد بہر کہ گلے ہمرہم بیگانان شد ہیچو من — باہر کہ گشتم دمے چون خویش مجنون کردمش

پیر مرد وجیہ یعنی وہی ملاح ملیح حسن اتفاق سے باغ کی طرف جو گذرا تو دیکھا کہ حسن آرا دیوانہ وار اِدھر اُدھر پھر رہی ہے سمجھا کہ رنگ روباختہ حضرت عشق کی ساختہ پرداختہ ہے تاڑ گیا کہ آزاد یاد آئے۔ زلف کھلی اور آشفتہ بال بکھرے ہوئے عین بیخودی کے عالم میں ہے۔

پیر مرد۔ (قریب جاکر) حسن آرا پیاری حسن آرا۔

حسن آرا۔ (پیچھے پھر کر) کیا کہا۔ پیاری! کسکی پیاری!! ہائے کسکی پیاری!!! آزاد کی پیاری۔ اپنے پیارے آزاد کی پیاری اپنی آنکھوں کے تارے آزاد کی پیاری۔ آج سے ہمیں پیاری نہ کہنا سنا بڈھے۔ خبردار جو پیاری کہا تو توجانے گا۔

پیر مرد۔ (کانپتے ہوئے) حسن آرا۔ تمہاری تقریر سے ہمیں خوف معلوم ہوتا ہے کہ اب تم بہکنے لگیں۔ میں تو تم کو اپنی بیٹیوں کے برابر سمجھتا ہوں کیا اولاد والدین کو پیاری نہیں ہوتی۔

حسن آرا۔ ؎

ہجر تو از پیکرم رنگ بہاری ریختہ — ابر و برق و باد و باران عجب انگیختہ
گر بہ گلشن بگذرم با این دل رنگین خویش — عندلیب از رشک ہیچون لالہ گرد سینہ ریش

اتنی بندی سالک جلوۂ عشق ہے۔ اور ساغر چشم لبریز بادۂ عشق ہے۔ ؎

میکشد شعلہ سرے از دل صد پارۂ ما — جوش آتش بود امروز بہ فوارۂ ما
ہر کسی روز ازل تختہ تعلیم گرفت — عشق مشاطگی آموخت ز نظارۂ ما

(چونک کر) اُف۔ اِسوقت تو میں جیسے نشے میں تھی۔

پیر مرد۔ تم اسوقت مریض ہو میں طبیب ہوں۔ مریض کو طبیب کا کہنا ماننا چاہیے۔

حسن آرا۔ ؎

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب — دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

پیر مرد۔ اِس آہ وزاری سے خدا بُرا مانتا ہے۔ یہ سوء ادب ہے۔

حسن آرا۔ ؎

ہائے وہوے عاشقان از پیش رب — سوزش عشق ست نے ترک ادب

پیر مرد- اسوقت سبزہ زار کو دیکھو- باغ و بہار کو دیکھو- دو گھڑی جی خوش کرو- دل بہلاؤ کہا مانو- غم کے پاس نہ جاؤ- عشق کا نام زبان پر نہ لاؤ-

حسن آرا- ؎

بے گلعذار جا کے گلستان میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا
ز رفتن تو طراوت نماند در گلشن	نہ آن گلست و نہ آن لالہ و نہ آن نرگس

پیر مرد- ذرا دل کو تسکین دو- ذرا غم کو دور کرو-

حسن آرا- صندل درد سر فراق تو لاؤ- تریاق مار گزیدۂ اشتیاق تو دو کھاؤ-

اتنے میں پیر مرد کو سوجھ گئی کہ میاں آزاد کی تصویر لا کر حسن آرا کو دکھاؤں تو شاید تسلی بخش دل بیقرار اور جمعیت خاطر پراَنتشار ہو دوڑ گئے اور جھپٹ کر لے آئے-

پیر مرد- (تصویر دے کر) لو ہم نے میاں آزاد کو یہاں ہی بلا دیا نہ کہو گی- ہیں وہی یا کوئی اور-

حسن آرا- (تصویر کو بار بار بوسے دے کر) واہ ؎

قانع بہ تجلی نہ شود شایق دیدار	پروانہ بہ مہتاب تسلی نتوان کرد

اس تصویر میں گویائی کہاں- وہ شوخی تو مصور نے کھینچی ہی نہیں اُس چشمک زنی کا عکس تو اُتارا ہی نہیں وہ رخسار آتشین کے رنگ کا متغیر ہونا تو دکھایا ہی نہیں- وہ بات بات پر بانک پن- یہیں کہاں نظر آتا ہے- وہ خوش الحانی وہ طرز غزلخوانی تو دکھائی ہی نہیں دیتا- منھ سے پھول دم تقریر تو جھڑتے ہی نہیں آنکھوں کے لال لال ڈورے تو سوجھتے ہی نہیں (تصویر کی طرف مخاطب ہو کر) میاں بُت بنے بیٹھے ہو کچھ بولو تو ع- رخ میری طرف نظر کہیں اور ہے یہ طور بیطور- گویا منھ میں زبان ہی نہیں یا دہان ہی نہیں ؎

کس سوچ میں ہو نسیم بولو	آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

پھر بوسہ لے کر- ؎

دلی دیوانہ دارم ندانم چیست تدبیرش	سر زلف تو میخواہد مبارکباد زنجیرش

اگر ہماری تصویر کوئی اس وقت کھینچے تو عجب وحشت کی صورت ہے- کیوں ؟ ؎

وحشت عیاں ہے خاک سے مجھ خاکسار کی	بھڑکے ہرن بھی سونگھ کے مٹی مزار کی

اتنے میں حسن آرا کی چھوٹی بہن سپہر آرا دوڑی آئی-

سپہر آرا- بہن بہن- اس وقت وہ خوش خبری سنائیں کہ تم بھی یاد کرو-

حسن آرا- ہم تو اُسی دن خوش ہونگے جب میاں آزاد گلگون صرصر تگ پر سوار پھاٹک پر آن کھڑے ہونگے- گھوڑا ہنہناتا ہوگا اور ہم اُنکے ہاتھ میں ہاتھ دیے اور تم کو ساتھ ساتھ لیے روشوں میں ٹہل رہے ہونگے-

سپہر آرا- اللہ میرا جانتا ہے کہ اچھل پڑو- یہ لو میاں آزاد کا خط آیا ہے- احسان تو نہ مانوگی-

حسن آرا- چل جھوٹی- ایسا ہمیں کوئی دیوانہ بنایا ہے-

سپہر آرا- خاتون جنت کی قسم- یہ لو پڑھ لو نہ- پھر- دیکھو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے-

حسن آرا- یہ نامہ آزاد آیا- یا مسیح دم فریاد آیا (خط چھین کر) بوسہ لیا اور سپہر آرا کو دیا کہ پڑھکر سناؤ- مگر پھر لے لیا اور کئی بار چوما-

سپہر آرا- پڑھوں- سنیئے- ؎

نامہ بہ برگ گل نوشتیم	باشد کہ صبا باو رساند

جان آزاد- آہنگ گرم شوق نے خطاب و القاب سب بھلا دیا- طول مقال شوق و انزجار مبالغہ سے درگذر کر نفس مطلب کہے دیتا ہوں کہ میرے آہنگ شوق کی آبرو اب خدا کے ہاتھ ہے میری شمشیر خارا شگاف اور تیغ خوش غلاف سے جو ہو سکے گا

وہ میری بسالت و شجاعت کے گواہ ہونگے غنیم کا فتح کرلینا تو ہمت
مردانہ کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین - ہان فتح الباب دل ذرا
ٹیڑھی کھیر ہی جب مین نے تمھارے دل پر فتح پائی تو روسی کیا
بیچارے ہین - تین چار دن مین بمبئی سے مثل نظر پروان ہونگا -
اور میرا جہاز بہت جلد قسطنطنیہ کے قریب لنگر انداز ہوگا شکست
و فتح کا حال خدا جانے - اِسوقت بحر اظہار بسالت ہر رگ و پے مین
موج زن ہی جوش و خروش کی انتہا ہی نہین مجھے خوب معلوم ہی
گو تم راتون کو مجھے یاد کرکے چونک چونک پڑتی ہوگی میری تصویر
ہردم تمھارے روبرو رہتی ہوگی لطف صحبت آنکھون مین پھر جاتا ہوگا -
اور بعض اوقات تم دیوانون کی طرح سر پٹکتی ہوگی مگر میرے استقلال
کو دیکھو کہ محبوب مطلوب کے حکم کی تعمیل کے لئے مین نے کیا کیا گوارا کیا -
ایک اشارے کی دیر تھی کہ ٹرکی کا جانا فوراً منظور کرلیا سر بازون
اور سچے عاشقون کا یہی کام ہی ورنہ عشق خام ہی اور عاشق برائے
نام - پیاری سپہر آرا بھلا تم کو کیا سمجھاتی ہونگی - وہ تمکو بات بات
پر طعنے دینگی کہ ایسا ہی عشق تھا تو شہر بدر کیون کیا - مگر تم مستقل ہو
اور وضع اہل آبرو اسی کی مقتضی ہی کہ اسکو تشفی دو تم دونون
پیاری بہنون کو میری وجہ سے بڑا صدمہ پہونچا - اگر مجھ سے ملاقات
ہوتی تو تم کیون مضطر و پریشان ششدر و حیران ہوتین - ابتو جو ہوا
وہ ہوا کچھ دن کلیجے پر پتھر رکھو - مین روم داخل ہوتے ہی خط پر خط
بھیجونگا - ہماری ایک صلاح مانو - ان دنون اودھ اخبار ضرور پڑھا کرو
اُس مین جنگ کا پورا پورا ذکر اشاعت پاتا ہی - راہ مین بخار نے ناک
مین دم کردیا - اب خدا کے فضل سے صحیح و سالم ہون میان خوجی راہ مین
خوب تماشے دکھاتے ہین - ایسا مسخرہ بھی کم دیکھا ہوگا - خیر یار زندہ
صحبت باقی جیتے ہین تو پھر ملینگے ورنہ جسدن لیلی اور مجنون فرہاد و شیرین کا
نکاح ہوگا اُسی دن ہم تم دولھا دُلھن بنینگے - خدا حافظ - بمبئی سے
اپنی روانگی کا تار بھیجونگا - (آزاد خستہ جان)

اِس خط کو جسوقت سپہر آرا پڑھ چکی حسن آرا نے فوراً دوڑکر
لے لیا - اور جوش مستی مین خط کے اِسقدر بوسے لیے کہ تر ہوگیا -
اِسکے بعد اُس فقرے کو یاد کرکے (کہ جس روز لیلی اور مجنون شیرین
اور فرہاد کا بیاہ ہوگا اُس روز ہم تم بھی دولھا دُلھن بنینگے) دونون
بہنین ایک دوسرے کو چھاتی سے لگا کر خوب زار زار روئین -

حسن آرا - اُمید منقطع نہین کردی - دولھا دُلھن بننے کا وعدہ
کیا ہی - ایسا پاکباز عاشق دیکھا نہ سُنا - اِس استقلال کو تو دیکھو
کہ خط مین ذرا ہراس کا لفظ تک نہ آنے پایا - ابتدا ابتدا مین کیسی
جوانمردی ثابت کی ہی - معلوم ہوتا ہی کہ تلوار اگلی پڑتی ہی جیسے
مورچے ہی پر کھڑے ہوے سچ مچ لیلی پر ہاتھ رکھے ہوے ہیں -
ہاے یہ فقرہ تو ستم کا ہے کہ سر بازون اور سچے عاشقونکا یہی کام ہی -
سپہر آرا کا بھی دل مین خیال ہی -

سپہر آرا - بڑا جیوٹا جوان ہی -

حسن آرا - اور بات کا دھنی -

سپہر آرا - (خط کھول کر) اِس فقرے سے کیسی جوانمردی ٹپکتی ہی -
(بحر اظہار بسالت رگ و پے مین جوش زن ہی -)

حسن آرا - ع

ما نامہ بہ برگ گل نوشتیم | باشد کہ صبا بدو رساند

ہاے اِس (باشد) نے غضب کیا -

نواب کے دربار مین رفقا کی چہ میگوئیان

نواب فلک بارگاہ ثریا جاہ کی محفل عشرت منزل مین چہل پہل
وہی دھماچوکڑی وہی رنگ رلیان وہی فقرے بازی - وہی زمانہ سازی
وہی رفقا کے ٹٹاؤ اور مصاحبون کے جتاؤ - وہی خوشامد کی
گرمی بازار - وہی حضور و پیر مرشد خداوند کی جو طرف سے

بوچھار - ایک شب کو نواب صاحب بیٹھے غپ اُڑا رہے تھے کہ پدرم سلطان بود - اور مصاحب مارے خوشامد کے غل مچا رہے تھے کہ حضور ایسے اور حضور کے باپ ایسے تیسے - اور حضور کے دادا جان ڈُبل پیسے - نواب صاحب نے مشیخت مین آن کر از آدم تا ایندم شجرہ ملا دیا شجرہ کیا ملایا کہ زمین و آسمان کے قُلّابے ملا دیے کبھی تو بابر کو جدامجد بنایا کبھی تیمور سے سلسلہ ملایا کبھی التمش کے پوتے بن بیٹھے - کبھی نورجہان کو امان کی خالہ کی پھوپھی کی امان کی بھاوج بتایا - کبھی بولے کہ اورنگ زیب ہمارے چچازاد بھائی تھے کبھی فرمایا کہ محمود غزنوی سے ننہال کا رشتہ ہی - الغرض جو جو نام زبان پر آئے کسی کو حضرت نے اپنا باپ بتایا اور کسی کو باپ کا باپ بتایا - اور نورجہان تو حضرت مشیخت پناہ و شیخوخیت دستگاہ کی خالہ کی پھوپھی امان کی بھاوج ہی تھین - سُن لیا چاہین کہ فلان عورت حسین و مہ جبین تھی بس پھر دم کے دم مین شجرے مین داخل - کوئی پھوپھی امان کوئی چچی جان عجب نہین کہ پدمنی بھی اُن کی دادی ہو - معاذ اللہ - مرد خدا ایک بات پر قائم رہو یا تو نیشاپوری خاندان سے سلسلہ ملاؤ - یا خاندان مغلیہ سے یہ نہین کہ کبھی غوری کبھی خلجی کبھی افغانی کبھی بدخشانی - مصاحبون نے جو دیکھا کہ نواب صاحب نے تو دور تک سلسلہ قائم کر دیا تو ایک صاحب گرما کر بولے کہ چنگیز خان ہمارے دادا کے نواسون مین سے تھے اُسپر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ نواب کی بزم طرب پر کشت زعفران کا دھوکا ہوتا تھا واہ حضرت واہ - دم غنیمت ہی شجرہ بھی ملایا تو ہلاکو سے جسکو ہندو مسلمان سب بُرا کہتے ہین جسکے دین و ایمان کا ابتک پتا ہی نہ ملا اور اس بے تُکے پن کو دیکھیے کہ ہلاکو کو اپنے دادا کا نواسہ یعنی اپنا ہمعصر بتایا - سبحان اللہ

میان آزاد نے عمر خیام کی یہ رُباعی پڑھی -

آن شاہ کہ خویش را ہلاکو می گفت	در کبر و منی سخن بہ ابرو می گفت
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ	امروز نشستہ بود و کو کو می گفت

نواب - لڑبڑ و لڑبڑ و میان - دیکھو تمھارے دادا کے نواسے کو اسقدر سخت الفاظ سے میان آزاد نے یاد کیا - لاحول و لاقوۃ بھئی جو کوئی میرے عزیز کو ایسا کہتا تو واللہ بگڑ ہی ہو جاتی -

مصاحب - حضور اب مین تو چھٹے حالون ہون - یہ کوئی کاہے کو باور کریگا - کہ ہلاکو اسکا عزیز تھا جس سے کہونگا وہ بنائے گا کہ آپ بھی اتنا ہوئے - اب آخر کس کس سے لڑتا پھرون -

آزاد - (نواب سے) آپ نے تو اچھا تیز کیا تھا مگر ہمارے ڈنڈ بل دیکھکر حضرت مِنکے تک نہین اور ہم سے بھڑنا کچھ دلگی تو ہی نہین - یہ غصہ تو کمزورون ہی پر آتا ہی -

مصاحب - اور آپ کہان کے بڑے شہ زور کی دُم بنے ہین -

آزاد - (مسکرا کر) بھڑ کے دیکھ لو - بیس کے دھر دون -

مصاحب - اجی جاؤ بھی ہڈیان چلبلاتی ہین کیا - تمھارے ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پر رحم آگیا - ورنہ وہ گدّا دیتا کہ چھٹی کا دودھ آپکو یاد آجاتا لاکھ مرے ہوئے ہین تو کیا ہوا تم سے دس پر بھاری ہین ہو نخو - کیا موم کی ناک سمجھ لیے ہین - منگواؤن جوڑ پھر -

ندرت - اجی آپ بڑے پہلوان شیدی اللہ حضور سہی بس اب خوش ہوئے - ماشہ بھر کا تو آپکا قد ہی اور بڑا رہے ہین - جوڑ منگاؤن کبھی گتکے یا پھری کی صورت بھی دیکھی ہی - یا جوڑ ہی منگوائیے گا حضور ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ والد مرحوم کے اکھاڑے مین پیالہ ہوا دلّی کے شہزادے بھی تشریف لائے تھے - والد مرحوم اپنے شاگردون کو سکھا رہے تھے اتنے مین ایک شہزادے نے کہدیا کہ حضرت پیالہ ہو -

مصاحب - لاحول و لاقوۃ - ارے میان دِن دہاڑے شراب پیتے تھے -

ندرت۔ شراب کیسی آپ بھی بس نرے چونگاہی رہے پیالے سے یہ مطلب کہ دس دس بیس بیس شاگرد چوٹین لگائین اور اُستاد بچائین قبلہ دلگی نہین ہی۔ بڑے باکمال آدمیون کا کام ہی۔

بس حضرت اتنا کہنا تھا کہ والد مرحوم نے تیس۳۰ شاگردونکو بُلایا کون شاگرد! بڑھی ہوئی جوڑین۔ ایک سے ایک بڑھکر۔ اب استادی کے کمال کو ملاخطہ فرمائیے کہ تیس۳۰ گتکے برابر پڑتے ہین اور تیسون کی چوٹون کو والد مرحوم روکتے ہین اور تیسون پر چوٹ لگاتے ہین۔ اور لطف یہ کہ اُنکی چوٹین جسم بھر کو تاک کر آتی ہین اور سب مختلف کوئی تو چاکی کا ہاتھ آتا ہی۔ کوئی سرتا کتا ہی۔ کوئی ہتکٹی کوئی طمانچہ کوئی کمر کوئی پالٹ اور والد مرحوم کی یہ کیفیت کہ ذرا آڑے ہوگئے ذرا ادھر شانہ ہٹا دیا ذرا اُدھر گھوم گئے۔ چوٹین سب خالی چلی جاتی ہین۔ اور جہان وہ جھپٹے پرے کے پرے صاف تھے۔ گتکہ چمکا تو چکا چوند کا عالم تھا آنکھ جھپکی جاتی تھی اور والد مرحوم اس طرح پھرتے ہین جیسے بھوکا شیر کچھار سے نکلے۔ ڈکارتے ہوئے ایک نمکحرام شاگرد نے چاہا کہ پشت پر سے ہاتھ لگائے تاکہ اُس کا نام ہوجائے اور والد مرحوم کا نصیب اعدا کام تمام ہوجائے۔

آزاد۔ معقول! والد مرحوم بھی اور نصیب اعدا بھی سبحان اللہ۔

ندرت۔ حضرت (میری محبت پدری) اِسی کی مقتضی تھی۔ خیر جناب بس اُسکا کتر اکر پیچھے جانا تھا کہ والد مرحوم نے وہ تاک کر تُلا ہوا ہاتھ لگایا کہ جھنڈ ارا تک کھل گیا سبحان اللہ کا چھینٹا لوگون نے برسا دیا۔

اتنے مین ایک شخص چمکتا دمکتا لال لال کاغذ لایا وہ جھلک کہ آنکھ جھپک جائے۔ اِدھر اُدھر بیل اور گل بوٹے بنے ہوے لاکر نواب صاحب کو دیا۔ اور نواب نامدار نے پڑھنا شروع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا ساقیا ایک وحدت کا جام   کہ حمدِ خدا سے زبان کو ہی کام

شرابِ طہورا کا ہو دور دَور   سرور آج ہی دل کا ہی اور طور

وہ شیشہ وہ ساغر وہ پیمانہ ہو   کہ پیتے ہی اِک جوش مستانہ ہو

وہ بادہ ہو رشکِ مئے سلسبیل   کہ موجد ہین جسکے جناب خلیل

نیا نشہ ہو اور نئی ہو اُمنگ   جو بہکون بھی ساقی تو ہو طرفہ رنگ

پڑھون نعتِ احمد وہ بادہ ملے   کہ سُنت ادا ہو بڑھین ولولے

وہ احمد جو مختون پیدا ہوے   نبی وہ کہ دِل جس پہ شیدا ہوے

پڑھون مدحتِ ساقیِ کوثر آج   کہ سوے نجف پھر رہا ہی سراج

زبان پر نہ کیونکر ہو مدح و ثنا   رواجِ مسلمانی اِن سے ہوا

مبارک مبارک کی آئی بہار   شگفتہ ہوے گل ہزارون ہزار

گلستان مین بلبل کے ہین چہچہے   کہ محفل مین احباب کے قہقہے

خوشی کا ہی صد شکر دل پر وفور   ہی وقت ـــــــ کیا؟

آزاد۔ دیکھون۔ ہی وقت (جشن) اگر پڑھیے تو مصرع موزون ہو کوئی لفظ اتفاق سے رہ گیا ہی۔

حافظ۔ اور جو شاید شاعر ہی نے غلطی کی ہو۔

آزاد۔ واہ کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ شاعر ایسی بھونڈی غلطی کرنیوالا نہین ہم جانتے ہیں یہ لفظ (زہے) ہی (ز) کا لکھنا کاتب بھول گیا ہی۔

نواب۔ ہان بیشک۔ زہے ہی ہی ورنہ سکتا ہوتا ہی۔ خیر۔

خوشی کا ہی صد شکر دل پر وفور   زہے وقت جشن و نشاط و سرور

جو خورشید مرزا تھے عالیمقام   کہ اظہر من الشمس جنکا ہی نام

حافظ۔ الغلط۔ اظہر من الشمس صحیح ہی۔ خالی اظہر بروزن اطہر غلط ہی

آزاد۔ اجی سننے دیجیے۔ خواہ مخواہ نکتہ چینی کا کرنا تہذیب کے خلاف ہی

نواب۔ جہانگیر مرزا ہین اِنکے پسر   بڑھا نور خورشید سے یہ قمر

مصاحبین۔ سبحان اللہ یہ شعر حصے کا ہی ع۔ بڑھا نور خورشید سے یہ قمر۔ بہت ہی خوب۔

نواب۔ انھین کے ہی ختنہ کی تقریب سعد   یہ جشن و طرب دوپہر کے ہی بعد

جو شوال کی ساتوین ہی سعید
اُسی روز یہ عید ہی بعد عید

حافظ۔ معقول! عید بعد ٹر۔ مگر یہان خوب نبا ہا ہی۔ شاعر کی تعریف کرینگے ہم۔

آزاد۔ شکر ہی کہ آپ نے تعریف تو کی۔

نواب۔ ستمبر کی بس ہو گی پچیسوین
کہ ہی پنجشنبہ کا دن شک نہین

حافظ۔ حضرت یہ (بس) کا لفظ رکن ہی۔ اور مصرعۂ ثانی مین (شک نہین) بھئی برائے وزن بیت ہی۔ خالق باری یاد آگئی ع۔ ستمبر کی ہووے گی پچیسوین یون ہو تو کیسا۔

آزاد۔ اُس سے بھی بدتر۔ ہووے گی اب متروک ہی پُرانا سکہ ٹکسال باہر۔ اب ہو گی بولتے ہین۔

نواب۔ محلہ جو ہی گولہ گنج اک یہان
میان محترم کا وہان ہی مکان

اُسی جا ہی منظور بزم طرب
وہین دن کو تشریف لائینگے سب

یہ امید ہی آپ بھی آئیے
کرم ہو قدم رنجہ فرمائیے

جہان میں بڑھے قدر عز و وقار
اگر آئیے آپ ہو افتخار

بھئی ضرور چلین گے۔ ہم سے پُرانے مراسم ہین۔

آزاد۔ واہ رے لکھنؤ۔ اِن چونچلون کو تو دیکھیے۔ سُرخا سُرخ ارغوانی کا غذ۔ جھلکتا اور چمکتا ہوا اور روشنائی بھی زرنگار رقعہ تہنیت کیا مرقع ارژنگ ہی۔ کان جواہر کے ہمسنگ ہی۔

دوسرے روز نواب کے یہان جلسہ جما تھا پورب کی طرف سے رونے کی آواز آئی سب کے کان کھڑے ہوے کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی۔ رقیق القلب آدمیون کا کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔ نواب صاحب نے خدمتگارون کو بُلایا اور حکم دیا کہ فوراً جا کر دیکھو کہ کیا ماجرا ہی۔ اور کون روتا ہی۔

حاضرین۔ حضور کوئی بڑا سانحہ ہو گیا ہی۔ پٹّس پڑ گئی کہرام سا مچا ہوا ہی۔ خدا ہی خیر کرے۔

نواب۔ میان یہ دنیا سرائے فانی ہی۔ رنج اور غم اور ملال اور الم کے سوائے اسمین ہی کیا خاک۔ ؎

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جُدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی

خدمتگار۔ حضور وہ جوان سے نہین تھے گورے گورے۔ وہ مرزا صاحب۔ وہ مر گئے۔

نواب۔ این! مر گئے! ہائے افسوس۔ وہ وہ وہ وہ بڑا سخت سانحہ ہوش رُبا ہی۔

روشن علی۔ (ہاتھ ملکر) خداوند کوئی دو مہینے تو شادی کو ہوے تھے خدا نہ کرے کہ کسی دو مہینے کی دلہن کو سُہاگ کے عوض سوگ نصیب ہو۔ ابھی کل کی بات ہی کہ فنس مین سوار اِدھر اُدھر چھ چھ کہار بڑے ٹھسّے سے بیاہ کر لائے تھے کل بیچاری دلھن تھی آج بیوہ ہو گئی کل سُرخ لباس پہنے دُلھن بنی تھی آج چشم تر سے خون کی ندیان جاری ہین۔ کل وہ بیچارہ بنا بنا تھا آج یہ کوہ الم ٹوٹا کل خلعت زرّین زیب بر تھا۔ آج کفن پوش ہی کل نبات چنوائی جاتی تھی آج خونابہ نوش ہی۔ کل پشت توسن پر سوار تھے۔ آج چار کے کاندھے پر جاوینگے۔ کل اعزا و اقربا ہشّاش بشّاش تھے۔ آج اغیار تک کا کلیجہ پاش پاش ہو جائیگا دُنیا کے بھی کیا کارخانے ہین۔ کہین شادی کہین غم۔ کل شادی تھی تو آج خانہ بربادی۔ ؎

زین جملہ رفتگان این راہ دراز
باز آمدہ کو کہ خبر گوید باز

زنہار درین سراچہ از روی نیاز
چیزے نگذاری کہ دگر نائی باز

آزاد۔ ای خواجہ یقین بدان کہ خواہی مُردن بگذر دم چند۔

جز یک کفن دگر نخواہی بُردن۔ از نعمت وزر
فردا کہ روی ازین جہان فانی۔ ای مرد کم خر

زن مال تراالعیش خواہد خوردن - باشوے دگر

دیکھیے خداوند اس چند روزہ زندگی کے لیے حضرت انسان کیا کیا فکرین کرتے ہین کہ معاذاللہ مکان بنواتے ہین تو معمار پر تاکید اکید رہتی ہی کہ ہزار ہی برس کی خبر لائے - کپڑے سلواتے ہین تو میان خلیفہ کی جان عذاب مین کر دیتے ہین کہ ایسا نہو سیون گل جائے مگر یہ معلوم ہی نہین کہ مکان چاہے ہزار چھوڑ دس ہزار برس کی خبر لائے لیکن زندگی نقش بر آب ہی زندگانی مثل حباب ہی ایک دم کے دم مین خدا جانے کیا سے کیا ہو جاتا ہی - کچھ بھروسا ہی نہین - ؎

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید	ز جام دہر مے کل من علیہا فان

اللہ بس باقی ہوس - دُنیا خواب و خیال ہی - زندگی بھی عجب جنجال ہی -

آزاد - ارے بھائی - اگر انسان یہ فکرین نہ کرے - مکان نہ بنوائے - کپڑے نہ سلوائے - تو انتظام کائنات مین فرق نہ آجائے -

یہ گفتگو بصد حسرت و حرمان ہو ہی رہی تھی کہ ایک شیخ صاحب تشریف لائے -

شیخ صاحب - آداب عرض کرتا ہون پیر و مرشد -

نواب - بندگی عرض ہی - آج ہمارے پڑوس مین بڑا سانحہ ہو گیا -

شیخ صاحب - (آہ سرد بھر کر) جی ہان سانحہ کیا قیامت ہی بپا ہو گئی - ابھی وہین سے آتا ہون ہائے افسوس دُلھن بیوہ ہو گئی ڈیڑھ مہینہ بھی پورا شادی کو نہ ہوا تھا کہ اُس عروس چہار دہ سالہ پر یہ حشر ٹوٹا ایک مہینہ اور سات روز نکاح کو ہوئے نکاح کے گیارھوین دن بیمار ہوے طاقت رفتہ رفتہ گھٹتی گئی نقاہت بڑھتی گئی - مرض نے قوت پائی آج صبح ہوتے ہوتے چل بسے اُس بیچاری بیوہ کی حالت پر افسوس آتا ہی - اے کاش دس بارہ برس شادی کو ہوئے ہوتے تو خیر اس قدر رنج و غم نہ ہوتا - ہائے قیامت تو یہ ہی کہ دس گیارہ دن تک دُلھن رہی اور بس - ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت اُن غنچون پہ ہی جو بن کھلے مُرجھا گئے

یہ شخص عرصۂ دراز سے دمے کے عارضے مین مبتلا تھا - مگر کبھی جم کر علاج نہ کیا حکیمون نے کہدیا تھا کہ تمھارا عارضہ مہلک ہی ڈاکٹرون نے تاکید کر دی تھی کہ علاج نہ کرو گے تو مر ہی جاؤ گے - احباب و اعزہ سمجھاتے سمجھاتے ہار گئے مگر جوان مرگ نے نمانا نمانا اور سُنئے - اِنکے خسر کو کل حال معلوم تھا - ایکدن وہ مرحوم اور اُسکے خسر دونون حکیم صاحب کے ہان بیٹھے تھے تو حکیم جی نے کہا کہ بھئی تم اپنی صحت کی فکر نہین کرتے یہ عارضہ نہایت سخت اور مہلک ہی جانبر ہونا محال ہی - جم کے علاج ہو تو دو چار برس کے عرصہ مین جاتا رہے - لیکن اُنکو تو اجل کی مہمانی منظور ہی تھی کہا نہ مانا اور مین نے جو ایک روز سمجھایا کہ میان کیا غضب کر رہے ہو تو فرمایا کہ ہم کو حکیم صاحب پر عقیدہ نہین ہی - پوچھا سبب تو بولے کہ ایک روز ہم حکیم صاحب کے ہان بیٹھے ہوئے تھے ایک شریف زادہ اپنی ہمشیرہ کو ڈولی پر سوار کرا کے لایا - حکیم صاحب نے نبض دیکھی تو فرمایا کہ اللہ اکبر اسقدر ورم آگیا ہی - اُس شریف زادے نے آہستہ سے کہا کہ قبلہ ورم نہین ہی - یہ حاملہ ہین - پھر جس کو اسقدر بھی طب مین وقفیت نہین وہ علاج کیا خاک کریگا - لاکھ لاکھ سمجھایا کہ بھئی اور اطبا بھی تو یہی کہتے ہین - ڈاکٹرون کی بھی تو یہی رائے ہی - مگر وہی جو مین نے ابھی عرض کیا تھا - اُن کو اجل کی مہمانی کرنا فرض تھا -

نواب - افسوس صد افسوس - جوان خوش رو خوش خو خوش گلو گو دُبلا پتلا آدمی تھا - مگر ہم نے آجتک سُنا ہی نہین کہ دمے کے عارضہ

مین مبتلا تھے - لیکن یہ اُنکے خسر کو کیا سوجھی تھی کہ جان بوجھ کر لڑکی کو بھاڑ مین جھونکدیا - کیا یہ شادی کے بعد کا واقعہ ہی جو آپنے بیان کیا کہ جسوقت حکیم صاحب نے کہا کہ تمھارا عارضہ مہلک ہی اسوقت اُنکے خسر بھی وہان موجود تھے عجیب دشمن عقل ہین بھئی -

شیخ صاحب - نہین حضور یہ شادی سے دو تین مہینے قبل کی بات ہی -

آزاد - لاحول ولا قوۃ - آخر یہ اُنھون نے کیا سوچ کر لڑکی دی اتنا بھی نہ خیال کیا کہ یہ شخص ایسے مہلک مرض مین مبتلا ہی اسکی زندگی کا تو ادر بھی بھروسہ نہین -

ندرت - اجی اور ہندوستان خراب کاہے سے ہی تندرستی کا تو کوئی خیال ہی نہین کرتا ہم نے کسی کو نکاح یا بیاہ کے پیغامون مین یہ پوچھتے دیکھا ہی نہین کہ تندرست تو ہین - کوئی سخت عارضہ تو نہین بس فکر رہتی ہی تو یہ رہتی ہی کہ مالدار بیوی ملے - اور جو وثیقہ دار ہوئی تو پو بارہ ہین - اور لڑکی کی طرف والون کو یہ خیال ہوتا ہی کہ کوئی زردار ملے - بس چاہے نزع کی حالت مین ہو مگر وہ کھینچ کھسیٹ بیاہ دینگے - چاہے لڑکی بیچاری معصوم دوسرے ہی روز بیوہ ہو جائے مہینے ہی بھر کے اندر سوگ نشین ہو مگر اُنکو بیاہنے سے واسطہ - چلئے چھٹی ہوئی لاحول ولا قوۃ - خداوندا ہندیون کو راہ راست پر لا - خیالات مزخرف اُنکے دل سے دور کر -

آزاد - آمین - حضرت ان باتون سے واللہ جی جلتا ہی - ہاے اس بیچاری بیوہ پر اُسکے بیوقوف اور جاہل باپ نے کیسا ستم ڈھایا دین و دنیا دونون مین سے ایک کا بھی نہ رکھا - حکیم نے اُسکے سامنے صاف صاف کہدیا تھا کہ تم اپنا علاج جم کر کرو ورنہ عارضہ مہلک ہی اور مردود نے لڑکی بیاہ دی آئی چھٹکار - وہ بیچاری معصوم بیزبان کیا کہتی -

شیخ صاحب - جی نہین حضرت - اُسکی ہمجولیون نے اُسکو یہ چڑایا تھا کہ میان آج موے کل دوسرا دن تمھارے ابّا تمھین کنوئین مین ڈھکیلے دیتے ہین - اُسنے اپنے باپ سے ایک دفعہ روتے روتے کہا بھی تھا مگر افسوس -

داروغہ جی کی پانچون گھی مین اور سر کڑاہی مین

اُدھر غنچۂ صبح کھلکھلایا اور خورشید خاوری نے بصد جمال رُخ زیبا دکھایا - اِدھر مہر سپہر ریاست نیّر اعظم مشرقستان امارت حضرت نواب زحل رکاب زنان خانے سے برآمد ہوے مصاحب اور رفیق تو پہلے ہی سے لیس ہو کر ڈٹے ہوے تھے سب نے سروقد تعظیم کی اور فرشی سلام کر کے پایہ بپایہ قرینے کے ساتھ بیٹھے - خدام باادب نہایت عمدہ چاء کی صاف ستھری پیالیان کچھ نقرئی کٹوریان اور بیش بہا چمچے لے کر آئے نواب صاحب نے ایک ایک پیالی اپنے دست مبارک سے مصاحبون کو دی اور سب نے گرماگرم دودھیا میٹھی چاء اُڑانی شروع کی ایک ایک گھونٹ پیتے جاتے ہین اور گپ بھی اُڑاتے جاتے ہین -

مصاحب - حضور یہ چاء کشمیری خوب تیّار کرتے ہین -

دوسرا مصاحب - واہ کہنے لگے کشمیری خوب تیار کرتے ہین - ہماری سرکار مین جو چاء تیار ہوتی ہی - ساری خدائی مین تو بنتی نہوگی ذرا رنگ تو دیکھئے ہندو بھی دیکھے تو منھ مین پانی بھر آئے -

تیسرا مصاحب - قربان جاؤن حضور ایسی چاء تو بادشاہ کے یہان بھی نہین بنتی تھی خدا جانے یہ میان رحم اللہ کہان سے نسخہ پا گئے واہ - مگر ذرا تلخی باقی رہجاتی ہی -

رحم اللہ - سبحان اللہ آپ تو بادشاہون کے یہان چاء پی چکے ہین اور اتنا بھی نہین جانتے کہ چاء مین تلخی نہ ہو تو وہ چاء ہی نہین -

رفیق۔ حضرت بعض آدمیون کو نمکین چاء پیتے دیکھا ہی بھی کیا ارواح ہی بھلا قہوہ اور چاء کو نمک مرچ سونٹھ ہلدی گرم مصالح سے کیا واسطہ اور سچ تو یون ہے کہ اس افیون کی محفل مین نمکین چاء بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہی یہان تو جو ہا جوہا اپیچی ہے پھر جبتک مصری یا قند چاء مین نہو مزا کیسے آئے۔ اے توبہ۔ چھونے کو جی تو چاہے نہین۔

جب چاء سے فراغت پائی تو مزے دار گلوریان چکھین اتنے مین ایک صاحب جو گرمائے تو چلا اٹھے کہ ؎

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا	میزان مین یہ بھاری وہ سبکتر ٹھہرا
اس پلّے مین تھا نجف اور اس پلّے مین عرش	پہونچا وہ فلک پہ یہ زمین پر ٹھہرا

حضور سچ کہیے گا کیا کلام ہی۔

نواب۔ ہان ہان بھئی کلام کے اچھّے ہونے مین کس مردود کو اپنے حساب کلام ہی۔ لیکن اسوقت اسکے پڑھنے کا کون موقع تھا بھلا۔ موقع محل تو دیکھ لیا کرو۔

حاضرین۔ بجا ہی حضور۔ یہ ایسے ہی بے تکے ہین۔ انکی جو بات ہی بھونڈی۔

خدمتگار۔ خداوند۔ شیودین حلوائی حاضر ہی۔

نواب۔ داروغہ جی اس حلوائی کا حساب کر دو۔ اور اسکو سمجھا دو کہ اگر خراب یا سڑی ہوئی باسی مٹھائی بھیجی تو اس سرکار سے نکال دیا جائے گا۔ پرسون برفی خراب بھیجی تھی گھر مین شکایت کرتی تھین۔

داروغہ۔ سُنتے ہو جی شیودین دیکھو سرکار کیا فرماتے ہین خبردار جو سڑی گلی مٹھائی بھیجی تو تم جانوگے۔ اب تم نے نمکحرامی پہ کمر باندھی ہی۔ کھڑے کھڑے نکالدیے جاؤگے ہان بس کہدیا ہی تم سے تمھارے بھائی بند سیکڑون درجوم کے مٹھائی دینگے۔ مگر تم راندے ہی جاؤگے۔

حلوائی۔ نہین کھداوند۔ کلام کی کیا مجال۔ اول مال دون اول مال چاشنی جرا (ذرا) بہت آگئی تو دانہ کم پڑا اور ملائم نہ رہی کڑی ہوگئی۔ چاشنی کی گولی دیر مین دیکھی نہین تو یہ ہی دوکان کی برفی تو شہر بھر مین ماشور (مشہور) ہی وہ بجتی (لذت) ہوتی ہی کہ ہونٹھ بندھنے لگتے ہین۔

داروغہ۔ چلو تمھارا حساب کردین بے بتاؤ کتنے دن سے خرچ نہین پایا اور تمھارا کیا آتا ہی۔

حلوائی۔ جو حساب سے ہو۔

داروغہ۔ لاحول ولاقوۃ۔ اور ہم پوچھتے کیا ہین۔ یہی تو پوچھتے ہین کہ حساب سے کیا ہوا۔

حلوائی۔ اگلے مہینے مین پچیس روپیہ کچھ آنے کی آئی تھی اور ابکی دس تاریکھ (تاریخ) انگریجی (انگریزی) تک کوئی ستر یا اسّی۔

داروغہ۔ اجی تم تو گدے بازیان کرتے ہو ستر یا اسّی یا سّو یا بان سے اُس مہینے مین اتنی اس مہینے مین اتنی۔ یہ بکھیڑا تم سے پوچھتا کون ہے اس جھنجھٹ سے ہمین واسطہ کیا بھلا ہمین تو بس گٹھری بتا دو کہ اتنا ہوا۔

حلوائی۔ اچھا حساب تو کرلون (تھوڑی دیر کے بعد) بس ایک سو بیالیس روپیہ اور دس آنے دیجیے چاہے حساب کر دیجیے۔ بولتا جاؤن۔

داروغہ۔ اجی تم کوئی نئے تو ہو نہین۔ اب بتاؤ اس مین یارون کا کتنا ہے۔ سچ بولنا لالہ دیچھ ٹھوک کر آؤ وارے نیارے ہون۔ کیون اہی نہ؟

حلوائی۔ بس سنو ہم کا دے دیو۔ بیالیس تم لے لو۔ سیدھا سیدھا مین تو یہ جانتا ہون۔

داروغہ۔ اچھا منظور۔ مگر بیالیس کے باون کرو۔ ایک سو تم لو باون ہمارے۔ سچ کہنا کوئی چالیس کی مٹھائی اس مہینے اور اُس مہینے مین ملا کر آئی ہوگی یا کم۔

حلوائی۔ اجی ہجور اب اِس بھید سے آپکو کیا واسطہ۔ آپ کو آم کھانے سے گرج ہی یا پیڑ گننے سے۔ اور سچ سچ یہ ہی کہ کوئی سب ملا کرکے اڑتیس روپیہ کی آئی ہوگی مل وجن (وزن) مین البتہ کتر بیوت کر دیتا ہون سیر بھر لڈو مانگ بھیجے ہمنے پاؤ سیر کم کر دیے۔

داروغہ۔ اوخّہ۔ اِسکی نہ کہیے۔ یہان اندھیر نگری چوپٹ راج ہے یہ دماغ کسے کہ تولنے بیٹھے میان لکھ لٹ۔ ہوی اُن سے بڑھکر ڈنڈی ترازو کون لے بیٹھے چین کرو دس کے پچاس لو اور سیر کی تین پاؤ بھیجو مزے ہین۔ اچھا یہ سو روپیہ گن لو اور ایک سو باون کی رسید ہمین دو۔

حلوائی۔ یہ مول تول ہی۔ سو اور پانچ ہم لین اور باکی (باقی) ہجور کو ممارک (مبارک) رہین مالے (معاملے) کی بات ہی۔

الغرض داروغہ جی نے حلوائی کو راضی کر لیا۔ اس داروغگی کے صدقے اڑتیس روپیہ کے ایک سو باون دلوائے اور بیالیس سے زیادہ ہی زیادہ خود ہضم کیے۔ اے پھٹکار۔ کور نمک ایسے ہی ہوا کرتے ہین جن رؤسا کے یہان ایسے ایسے داروغہ اور اہلکار ہون اُنکا خدا ہی حافظ ہی۔ مگر نواب صاحب کے کان پر جون تک نہ رینگی۔ وہ خبر ہی نہ ہوے کہ کیا دیا اور کیا لیا۔ اور یار لوگون نے حلوائی سے بالائی رقم اُڑا ہی لی۔ پھر وہ تو شیر مادر ہی۔

اب سُنیے کہ میان خوجی نے وہ ساری گفتگو سن لی جو داروغہ جی اور حلوائی مین ہوئی۔ جب داروغہ صاحب نے شیو دین حلوائی کو ہنسی خوشی رخصت کیا تو خوجی نے بڑھکر یون کہا۔

خوجی۔ اجی حضرت آداب عرض ہی۔ کہیے اس مین کچھ یارون کا بھی حصّہ ہی یا باون کے باون خود ہی ہضم کر جاؤ گے اور ڈکار تک نہ لوگے اب ہمارا آپ کا ساجھا نہ ہوگا تو بُری ٹھہرے گی۔

داروغہ۔ کیا! کس سے کہتے ہین آپ۔ یہ ساجھا کیسا۔ آخر ہم بھی تو سنین۔ بھنگ تو نہین پی گئے ہو کہین۔ یہ کیا واہی تباہی بک رہے ہو ذرا سمجھ بوجھ کر بات زبان سے نکالا کیجیے۔ یہان بیہودہ بکنے والون کی زبان دست پناہ سے نکال لیجاتی ہی۔ تم ٹکڑگدون کو ان باتون سے کیا واسطہ۔

خوجی۔ دکر کس کر) اوگیدی۔ قسم خدا کی اتنی قرولیان بھونکی ہون کہ یاد کرے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا سمجھے ہو۔ مین آدمی کو دم کے دم مین سیدھا بنا دیتا ہون۔ ذری کسی اور بھروسے نہ بھولیے گا۔ کیا خوب اڑتیس کے ڈیڑھ سو دلوائے اور پچاس خود اڑائے اور اوپر سے غرّاتا ہی مردک۔ بہت داروغگی کے بھروسے نہ بھولیے گا مین ابھی تو نواب صاحب سے سارا کچّا چھٹّا جڑتا ہون۔ کھڑے کھڑے نہ نکال دیے جاؤ تو سہی ہم تمام عمر رئیسون ہی کی صحبت مین رہے ہین گھانس نہین چھیلا کیے ہین۔ بائین ہاتھ سے بیس روپیہ ادھر رکھدیجیے اور بیسون چہرہ شاہی ہون۔ بس اسی مین خیر ہی ورنہ اُلٹی آنتین گلے پڑینگی۔ اب سوچیے کیا ہی۔ ذرا چین چپڑ کرو تو ابھی ابھی قلعی کھول دون یہ اکڑنا و کڑنا سب بھول جائیے اور یون تو بیس ہم معاملہ ہوتا ہی۔ بولو اب کیا راے ہی۔ بیس روپیہ سے غم کھاؤ گے یا ذلت اُٹھاؤ گے۔ پہلے تو بڑے گرم ہوے تھے معلوم ہوتا تھا کہ کھا ہی جاؤ گے۔ مگر اب موم ہو گئے۔ بس اب لا بیٹے لائیے بیس چہرہ شاہی سامنے بسا دیجیے ورنہ خیر نہین نظر آتی۔ ابھی تو کوئی کانون کان نہ سُنے گا۔ تیجے البتہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہی۔

داروغہ۔ واہ ری پھوٹی قسمت آج صبح صبح لو ہنی تو اچھی ہوئی تھی اچھے کا مُنھ دیکھ کر اُٹھے تھے۔ مگر حضرت نے اپنی منحوس صورت

دکھائی خدا جانے یہ ذات شریف کہان سے سن رہے تھے
لاحول ولا قوۃ - واہ رے ہم اور واہ ری ہماری قسمت کہیے اب
باون مین سے آپکو بس ایک رقم کی رقم نکال دین تو ہمارے پاس
کیا خاک رہے - اور ہان خوب یاد آیا باون کس مردود کو ملے کل
سینتالیس ہی تو ہمارے ہتے چڑھے - دس تم بھی لو بھی ڈھوڑی
مین ہاتھ ڈال کر مان جاؤ استاد ہمین ضرورت تھی اس سے کہا
ورنہ کیا بات تھی - اور پھر ہم تم زندہ ہین تو سیکڑون لوٹینگے میان
یہ ہاتھ دونون لوٹنے اور رقم ہی چیرنے کے لیے ہین یا کچھ اور -

خوجی - دس مین تو ہمارا پیٹ نہ بھرے گا - اچھا بھئی پندرہ دو -

الغرض داروغہ نے مجبور ہو کر پندرہ روپیہ میان خوجی کی
نذر کیے اور دونون آدمی جا کر شریک محفل ہوے تو وہان نواب کے
فرشتہ خان کو بھی خبر نہین کہ یہان کیا وارے نیارے ہوے
وہان شعر خوانی ہو رہی ہے -

ندرت —
ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

نواب - خوب بہت ہی خوب میان آزاد آپ بھی کچھ فرمایئے -

آزاد —
شکل دکھلا و بت گلفام کیا ہو کیا نہ ہو
مین چراغ صبح ہون تا شام کیا ہو کیا نہ ہو

خوجی —
گر زبالا فتادہ پائے طلبت زنہار مایست
شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال عنقا گردد

حافظ - عنقا غلط عنقا بہ فتح عین صحیح ہی -

نواب - جھک مارتے ہو تم نامعقول جب دیکھو نکتہ چینی ہی
کرنے پر آمادہ ہوتا ہی عنقا کہا تو کیا اور عنقا کہا تو کیا معلوم ہے آپ
بڑے فصیح کی دم ہین خبردار جو آج سے عیب جوئی کی -
صاحب کیا منصف ہین حضور ایسے لاکھ دفعہ کہدیا کہ میان
یہ عیب ہی نگر مانتے ہی نہین - اور خدا جھوٹ نہ بلائے تو حضرت سے
عنقا کے ہجے بھی نہ کیے جائین لیکن مشیخت جتانے کو موجود -

آزاد - ہان واقعی یہ سخت عیب ہی کل بھی حضرت ان اشعار پر
منھ آئے تھے -

اتنے مین ایک بزاز آیا اور چوبدار نے آن کر کہا کہ خداوند
چھاؤنی کا بزاز آیا ہی جو ولایتی کپڑا بیچتا ہی کل بھی حاضر ہوا تھا
مگر اسوقت موقع نہ تھا مین نے عرض کیا -

نواب - داروغہ سے کہو مجھ سے کیا گھڑی گھڑی آکے پرچہ چڑھتے
ہو (داروغہ سے) جاؤ بھئی انکو بھی لگے ہاتھون بھگتا ہی دو -
جھنجھٹ کیون باقی رہجائے - کچھ اور کپڑا آیا ہے ولایت سے ؟
آیا ہو تو دکھاؤ مگر با مول کی سند نہین -

بزاز - اب کوئی دو ج تک سب کپڑا آجائیگا - اور حضور ایسی بات
کہتے ہین بھلا اس ڈیوڑھی پر ہم نے کبھی بھی مول تول کی بات
کی ہی آجتک - اور یون تو آپ میر ہین جو چاہین کہین مالک ہین ہمارے
داروغہ - چلو بھئی حساب ہو جائے اٹھو -

داروغہ اور بزاز چلے جب داروغہ صاحب کی کچہری مین دونون
کے دونون جا کر بیٹھے تو میان خوجی بھی رینگتے ہوے چلے اور دن
سے موجود - داروغہ نے جو انکو دیکھا تو کاٹو تو بدن مین لہو نہین
مردنی سی چہرے پر چھا گئی چپ - ہوائیان اڑنے لگین سمجھے
کہ یہ خوجا ایک ہی کائیان ہی - دنیا بھر کا نیارا ہی - اس سے خدا
پناہ مین رکھے - صبح کو تو مردود نے ہتے ہی پر ٹوک دیا - اور
پندرہ پٹیلے - اب جو دیکھا کہ بزاز آیا تو پھر موجود - آج رات کو
اسکی ٹانگ نہ توڑی ہو تو سہی - پھر سوچا تو - چچا ہی بنا کر
چھوڑون تو سہی مگر پھر سوچے کہ ع - گر ٹے سے جو مرے تو زہر
کیون دو - اور اسوقت چنین وچنان کرون پھر سمجھا جائے گا

خوجی۔ داروغہ صاحب سلام۔

داروغہ۔ آؤ بھائی جان ادھر مونڈھے پر بیٹھو۔ اچھی طرح بھی حقہ لاؤ آپ کے لیے۔

بزاز صدر بازار کا رہنے والا ایک ہی اُستاد۔ تاڑ گیا کہ اسکے نہ اُٹھنے سے میرا اور داروغہ کا مطلب خبط ہو جائیگا کسی تدبیر سے اسکو یہان سے نکالنا چاہیئے۔ پہلے تو کچھ دیر داروغہ سے اشارون ہی اشارون مین گفتگو ہوا کی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بزاز نے کہا کہ میان صاحب آپکو یہان کچھ کام ہے۔

خوجی۔ تم اپنی کہو لالہ جی ہم سے کیا واسطہ۔

بزاز۔ تم یہان سے اُٹھ جاؤ چلو۔ اٹھتے ہو کہ مین دون ایک لات اوپر سے۔

خوجی۔ او گیدی۔ زبان سنبھال نہین اتنی قرولیان بھونکونگا کہ خون خرابہ ہو جائیگا۔

بزاز۔ اُٹھون بھر مین۔

خوجی۔ اُٹھ کے تماشا بھی دیکھ لے۔

بزاز۔ بیدھا ہی کیا۔

خوجی۔ واللہ جو بے تے کیا تو اتنی قرولیان۔

قرولیان کہکر خوجی کچھ اور بکنے ہی کو تھے کہ بزاز نے بیٹھے بیٹھے منھ دبا دیا اور ایک چپت جمائی چلیئے دونون گتھ گئے اب داروغہ جی کی سُنیئے کہ بیچ بچاؤ کس مزے سے کرتے ہین کہ خوجی کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور گھر دبائے ہوے ہین اور بزاز اوپر سے انکو ٹھونک رہا ہے اور داروغہ صاحب گلا پھاڑ پھاڑ کر غل مچائے جاتے ہین کہ میان کیون لڑے مرتے ہو بھئی وصول دھپے کی سند نہین۔ زبانی ہی داخل ہے۔ خوجی اپنے دل مین جھلا رہے ہین کہ اچھے میر فیصلہ بنے اتنے مین کسی نے نواب صاحب سے جا کر کہدیا کہ میان خوجی اور داروغہ صاحب اور بزاز تینون گتھے پڑے ہین تو ایک مصاحب بولے کہ بھئی واللہ اچھی تگڈم ہے۔

اتنے مین بزاز دوڑا ہوا آیا اور نواب صاحب سے فریاد کی کہ حجور (حضور) ہم آپ کے ہان تو سستا مال دیتے ہین مگر یہ کھوجی (خوجی) حساب کتاب کے بکھت (وقت) نہ ٹلے لا کھ لا کھ کہا کیے کہ بھئی ہم اپنے مال کا بھاؤ تمھارے سامنے نہ بتائینگے مل اُنھون نے ہاری مانی نہ جیتی اور اُلٹے ننجے جھاڑ کے چنپٹ کی ٹھہرائی کمجور (کمزور) مار کھانے کی نشانی مین نے وہ گدا دیا کہ چھٹی کا دودھ یاد کرتے ہونگے۔ داروغہ بھی روتے پیٹتے آئے کہ دہائی ہی جار۔ بائی کی ٹٹی توڑ ڈالی۔ خاصدان توڑ ڈالا اور سیکڑون ہی صلواتین سُنائین۔

میان خوجی ایسے دھپیائے گئے اور اتنی بے بھاؤ کی پڑین کہ بس کچھ پوچھیے نہین۔ داروغہ نے تو حضرت کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور بزاز نے تان تان کر لپڑ لگانے شروع کیے۔ خوجی نے دونون کو گیدی اور مردک خر بنایا اور بہت کچھ ڈانٹ ڈپٹ کی کہ لانا میری قرولی مگر ایک نے بھی شنوائی نہ کی۔ نوابصاحب کو جو خدام باادب نے خبر کی تو بزاز دوڑا آیا اور معاً یہ فقرہ چست کیا کہ حضور مین تو حساب کرنے آیا تھا مگر جس قیمت پر اس سرکار مین کپڑا فروخت کرتا ہون اُس قیمت پر کسی اور کے ہاتھ تھوڑا ہی بیچتا ہون خوجی وہان داروغہ جی کے پاس ڈٹے بیٹھے تھے مین سوچا کہ سب قسم کے کپڑون کی قیمت سے واقف ہو جائینگے اور صورت سے آدمی کھوٹے معلوم ہوتے ہین۔ انسے ڈرنا چاہیئے مین نے کہا کہ خوجی صاحب آپ ذرا اسوقت باغ مین ٹہلیے تو ہم حساب کر لین بس اسپر آنکھین نیلی پیلی کر کے لام کاف بکنے لگے نواب کے دل مین یہ بات کھپ گئی خوجی اور داروغہ اور بزاز تینون کو بُلوایا اور اظہار لینے شروع کیے۔

نواب۔ داروغہ صاحب۔ یہ کیا جھگڑا تھا بھئی تم تو بیٹھے بیٹھے
خوب مینڈھے لڑا دیتے ہو۔
داروغہ۔ حضور یہ خوجی صاحب تو بڑے ہی تیکھے آدمی ہین۔
بات بات پر قرولی بھونکتے ہین اور گیدی تو تکیہ کلام ہے حضرت
تاکسے باشد۔ یہ بے گیدی بنائے نہ چھوڑینگے۔ اسوقت لالہ بلدیو ہی
سے ٹھہر پڑے۔ اب مین لاکھ ہان ہان کرتا ہون سمجھاتا ہون۔ وہ
ہاری مانتے ہین نہ جیتی۔ وہ تو یہ کہیے مین نے بیچ بچاؤ کر دیا ورنہ
ایک آدھ کا سر ہی پھوٹ جاتا۔
بزاز۔ بڑے بھلے آدمی ہین۔ وہ تو داروگا (داروغہ) بچ مین کُود بیچارے،
نہ آجائین تو کپڑے وپڑے پھاڑ ڈالین۔
خوجی۔ نواب رونے کاہے کو ہو۔ جو ہوا سو ہوا۔ آئی گئی بات
ہو گئی اب یہ دکھڑا لے کے کیا بیٹھے ہو۔
نواب۔ لپاڈگی تو نہین ہوئی۔
خوجی۔ نہین حضور شریفون مین کہین ہاتھا پائی ہوتی ہو بھلا۔
ہم نے انکو للکارا۔ انھون نے ہم کو ڈانٹا۔ مگر کندے تول تول
کے دونون رہگئے بھلے مانس پر ہاتھ اٹھانا کچھ دل لگی ہے اور
پھر شریف کہین ہٹ کے آتے ہین
راوی۔ واہ میان خوجی کیون نہ ہو۔ اتنی بے بھاؤ کی پڑین
کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا ہوگا۔ مگر نواب کے سامنے جا کر کیا شیخی
جتاتے ہین کہ شریفون مین کہین لتاڈگی کی نوبت آتی ہے۔ یہ نہ کہا
کہ دونون کے دونون چمٹ گئے اور مارتے مارتے کچومر نکال دیا۔
خیر ادھر تو میان خوجی نواب کی محفل مین جا کر بیٹھے اور ادھر
لالہ بلدیو اور داروغہ صاحب گئے کہ حساب کر لین۔
داروغہ۔ ہان بھئی لالہ بتاؤ۔
لالہ۔ اجی بتاؤن کیا جو چاہو دلوا دو۔
داروغہ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمھارا آتا کیا ہو۔ سو دو سو۔ دس بیس
پچاس جو ہو کہ دو۔
لالہ۔ داروگا جی آج کل کپڑا بڑا مہنگا ہو۔
داروغہ۔ لالہ تم نرے گاؤدی ہی رہے۔ اجی ہمکو گران اور
ارزان سے کیا واسطہ۔ ہم کو اپنے حق سے مطلب ہو تم تو اسطرح
کہتے ہو کہ جیسے ہماری گرہ سے جاتا ہو۔
لالہ۔ پھر آپ کی سات سو ترپن روپیہ نکالیے۔
داروغہ۔ سات سو ترپن! بس۔ ارے میاں ابکی استنے
دنون مین بس سات ساڑھے سات ہی سو کی نوبت آئی۔
لالہ۔ جی ہان۔ اجی آپ سے تو کچھ پردہ ہی نہین۔ دو سو اور
چھپن روپیہ کا کپڑا آیا ہے۔ اندر باہر سب ملا کے۔ مگر پرسون تو
نوابصاحب کہنے لگے کہ ابکی تو تمھارا کوئی پانچ چھ سو کا مال آیا
ہوگا مین نے کہا کہ ایسے موکے (موقع) پر چپ کنا گدھا پن ہو
وہ تو پانچ چھ سو بتاتے تھے میرے منھ سے نکل گیا کہ حساب
کیسے معلوم ہو کُل کوئی سات آٹھ سو کا آیا ہوگا۔ تو اب سات سو
ترپن ہی رکھیے اسین ہمارا آپ کا سمجھوتا ہو جائیگا۔
داروغہ۔ اجی سمجھوتا کیسا۔ ہم تم کچھ دو تو ہین نہین۔ اور ہمارے
تمھارے تو باپ دادا کے وقت کے مراسم ہین تم تو مثل اپنے
عزیزون کے ہوے بولو کتنے پر فیصلہ ہوتا ہو بتاؤ۔
لالہ۔ بس دو سو چھپیس تو ہم کو ایک دیجیے اور تین سو اور دیجیے
اسکے بعد جو بڑھے وہ آپ کا۔
داروغہ۔ ٹھہرو مین حساب تو لگا لون۔ دو اور تین پانچ ہوے
تو پانسو چھپیس تو تم لو اور وہان بچا کیا سات سو ترپن مین سے
پانسو چھپیس گئے تو کتنے بچے۔
لالہ۔ دو سو ستائیس۔

داروغہ۔ (قہقہہ لگاکر) اچھا بھئی منظور۔ ہاتھ پہ ہاتھ مارو۔

لالہ۔ پھر دلوائیے تو چلین۔

داروغہ۔ ابھی لو۔ گھبراتے کیون ہو۔

داروغہ نے پانچ سو چھبیس روپیہ بزاز کے حوالے کیے اور دو سو ستائیس تلوہ اڑائے بزاز جانے لگا تھا کہ داروغہ نے پھر پکارا۔

داروغہ۔ بھئی سنتے ہو سات سو تریپن روپیہ چھ آنے لکھ لو تا کہ معلوم ہو کہ آنے پائی سے حساب لیس ہے۔

لالہ۔ (مسکراکر) بڑے کائیان ہو داروگا جی۔ اجی دو سو ستائیس روپیہ چھ آنہ کل آپ کا۔

آواز۔ بلکہ آپ کے باپ کا۔

جیسے ہی داروغہ اور لالہ مین باہم گفتگو ہو چکی ویسے ہی ایک موکھے مین سے آواز آئی۔ لالہ نے کہا کہ کل آپ کا۔ اور آواز آئی کہ بلکہ آپ کے باپ کا۔ تب تو دونون چوکنّا ہوے کہ بھئی یہ کون بولا۔ اُدھر اُدھر دیکھتے ہین کوئی نظر ہی نہین آتا سخت حیرت ہے کہ یاالٰہی یہ کون بولا۔ داروغہ کے حواس غائب۔ بزاز کے بدن مین خون کا نام نہین کہ اتنے مین پھر آواز آئی (کچھ یارون کا بھی حصہ ہے) تب تو دونون کے رہے سہے ہوش اور بھی اُڑ گئے کہ یہ اسرار کیا ہے۔

اب سنیے کہ جب خوجی نواب نامدار کی بزم عشرت بار مین بیٹھے تو داروغہ اور بزاز دونون کو ڈھارس ہوئی کہ اب یہ بلا ٹلی اور پھر وہ سوچے کہ ہٹ ٹپا کر اب کس منھ سے میان خوجی یہان آئینگے لیکن خوجی ایک ہی بچیا۔ راستے بھر یہی خیال تھا کہ وہ لوگ مطمئن ہو کر دارے نیارے کر رہے ہونگے تو چپکے سے کسی بہانے اُٹھے اور اُٹھ کر کھپریل کے پچھواڑے ایک موکھے کی راہ سے سب سنا کیے جب کُل کارروائی ختم ہوگئی تو فرمایا کہ (بلکہ آپکے باپ کا) خیر داروغہ اور لالہ بلبلہ تے انکو ڈھونڈ ھ نکالا اور تلو تپو کرنے لگے۔

بزاز۔ ہمارا کسور (قصور) مچھر (معاف) کیجیے۔

داروغہ۔ اجی یہ ایسے آدمی نہین۔ یہ بیچارے کسی سے لڑنے بھڑنے والے نہین۔ اپنے کام سے کام ہے۔ باقی لڑائی جھگڑا تو ہوا ہی کرتا ہے۔ دل مین کدورت آئی اور صاف ہو گئے۔

خوجی۔ یہ باتین تو عمر بھر ہوا کرینگی مطلب کی بات فرمایئے۔

داروغہ۔ جو ارشاد ہو۔

خوجی۔ لاؤ پھر کچھ ادھر بھی۔

داروغہ۔ جو کہو۔

خوجی۔ سود لوائیے پورے ایک سو لیے بغیر نہ ٹلونگا۔ آج تم دونون نے مل کر خوب ہماری مرمت کی ہے اور ہمارے پاس اتفاق سے قرولی نہ تھی۔

داروغہ۔ پچیس روپیہ تو ایک لیجیے اور یہ دس کا نوٹ بس۔ اور جو اسپر کیجیے تو اس سے بھی ہاتھ دھوئیے۔

خوجی۔ اجی از خرس موئے بس ست۔ لائیے چالیس کیا کم ہین۔

بزاز۔ کھاسی رکم کی رکم ہے (خاصی رقم کی رقم ہے۔)

خوجی۔ تمھاری بھی پانچون گھی مین اور سر کڑھائی مین ہے۔

داروغہ۔ (اپنے دل مین) اچھے ملے ہم سمجھے تھے کہ بس ہم ہی ہم ہین مگر یہ ہمارے بھی گرو پیدا ہوے۔ جب دیکھو سا جھے کو مستعد اچھا پٹیا مارا مگر اب اگلے دن بھی پورے ہو گئے۔

خیر میان خوجی اور داروغہ صاحب ہاتھ مین ہاتھ دیے جاکر محفل عشرت منزل میں بیٹھے گویا دونون لنگوٹیے یار تھے۔ دانت کاٹی روٹی باہم تھی۔ مگر داروغہ کا بس چلتا تو خوجی کو کالے پانی ہی بھجوا دیتے یا زندہ چنوا دیتے۔ وہان جو گئے تو نوابصاحب کے فرشتہ خان کو بھی خبر نہین کہ ہوا کیا اور کیسے کیسے

وارے نیارے یار لوگون نے کیے وہان لطیفے ہو رہے ہین۔

ندرت۔ حضور آج ایک شخص نے ہم سے پوچھا کہ اگر دریا مین نہائین تو رُخ کس طرف رکھین ہم نے کہا کہ بھئی اگر دانشمند ہو تو اپنے کپڑون کی طرف رُخ رکھو ورنہ چور نلوہ اُٹھا لیجائیگا اور آپ غوطے ہی کھاتے رہ جائینگے۔

حافظ۔ پُرانا لطیفہ ہے۔

آزاد۔ ایک حکیم نے کہا ہے کہ جبتک مین مجرد تھا تو بیوی والے گونگے ہو گئے تھے۔ ورنہ مجھے متاہل ہونے کے جھگڑون اور لڑکے بالون کے جھنجھٹ سے اطلاع تو دیتے اور اب جو مین نے خود شادی کر لی تو مجرد بہرے ہین مین لاکھ لاکھ سمجھاتا ہون کہ شادی نہ کرو وہ میری نصیحت پر عمل ہی نہین کرتے۔

حافظ۔ خوب۔ واللہ خوب نصیحت کی سچ ہے مجردی رہنا اچھا ہے۔ جورو بھونچال لڑکے جنجال۔

نواب۔ واہ جس مین آوارگی مزاج مین آجائے بیوی ہو لڑکے بالے ہون لُطف ہو مونس و غمخوار ہو۔ رازدار ہو۔ (ع)

فسونہا افزاید از پہلوے تو

اتنے مین گندھی آیا اور آداب بجا لایا۔

نواب۔ داروغہ جی۔

داروغہ۔ خداوند۔

نواب۔ بھئی انکا بھی فیصلہ کر دو۔

داروغہ۔ چلیے آپکو بھی لگے ہاتھون بھگتا ہی آئین۔

داروغہ اور گندھی دونون چلے اور کھپریل مین داخل۔

داروغہ۔ کتنا عطر آیا۔

گندھی۔ دیکھیے آپ کے یہان تو لکھا ہو گا۔

داروغہ۔ ہان لکھا تو ہے مگر خدا جانے وہ کاغذ کہان پڑا ہے۔ تم اپنی یاد سے جو جی مین آئے بتا دو۔

گندھی۔ ابھی کل ہی تین تولہ حنا۔ دو تولہ موتیا۔ پانچ تولہ عطر عود مین اور ڈیڑھ تولہ کیوڑا دے گیا ہون۔ کوئی پینتیس ۳۵ روپیہ کا ہوا۔

داروغہ۔ اچھا پینتیس یہ ہوے اور پچھلا حساب۔

گندھی۔ ہئی اُدھر کے بھی ہین۔ اور بیگم صاحب نے اب کی عطر کی بھرمار ہی کر دی۔ عطر عطر مہری کھڑی ہے کہ عطر لاؤ عطر لاؤ قرابے کے قرابے خالی کر دیے۔

داروغہ۔ اچھا بھئی پھر اس مین کسی کے باپ کا کیا اجارہ ہے شوقین ہین تیز ہین۔ رئیس زادی ہین۔ امیر ہین۔ نفیس مزاج ہین۔ باسلیقہ ہین۔ عطر انھین کے لیے ہے یا ہمارے آپکے لیے اچھا تو اسّی اور پینتیس کتنے ہوے ایک سو پندرہ ہوے نا؟۔

گندھی۔ بس ڈیڑھ سو دلوائیے۔

داروغہ۔ اچھا تم بھی کیا یاد کرو گے۔ لو سو یہ ہین اور تیس کے تین نوٹ دس دس کے۔

گندھی۔ اچھا لیجیے یہ عطر کی شیشی آپ کے لیے لایا ہون۔

داروغہ۔ کس چیز کا ہے۔

گندھی۔ سونگھیے تو معلوم ہو خدا جانتا ہے دس دس روپیہ تولہ خریدا ہے لوگون نے اور بھر آجھر رامپور اور حیدر آباد اور ٹونک اور مرشد آباد اور خیر پور سے فرمائشین آ رہی ہین۔

میان گندھی تو اُدھر روانہ باشد۔ ادھر داروغہ جی خوش خوش نوابصاحب کے پاس جانے لگے تو آواز آئی کہ اُستاد اس شیخی مین یارون کا بھی حصہ ہے پیچھے پھر کے دیکھتے ہین کہ میان خوجی سوا بالشت کا قد شریف جھومتے ہوے چلے آتے ہین۔

داروغہ۔ یار تم نے تو بے طرح پیچھا کیا۔

خوجی۔ ابکی تو تم کو بس ہی روپیہ ملے اسمین کچھ نہ لینگے وہ رقم ہی

کیا ہی مگر اس دس روپیہ والے عطر مین سے آدھی شیشی ملے۔

داروغہ - پھیر دینگے اور ضرور دینگے آپ سے تو کوڑی دبی ہی۔

داروغہ جی اور خوجی نواب صاحب کی محفل مین پھر شریک ہوئے تو دیکھا وہان شعر خوانی ہو رہی ہی۔

آزاد ؎
شب زگرمی ہاے اشک دشت پیما سوختم
چون چراغ ناخدا بر روے دریا سوختم

ندرت - اشک کی نسبت یہ شعر بھی سُننے کے قابل ہی ؎
اشکم برون ہم افگند راز درون پردہ را | آرے شگفتہ میشود از خانہ بیرون غنچہ را

نواب - آرے کیا خوب۔

حافظ - لغو لچر خرافات - اشک کے حال کا شعر ہمسے سنیے ؎
نشستم تا کمر در خون اشک لالہ گون خود | تو چون دشمن شدی من ہم کمر بستم بخون خود
داد شہرت اشک من آخر بسودائی مرا | کرد رسوا عاقبت این طفل ہرجائی مرا
این اشک جگر گون چہ اثر داشتہ باشد | پیداست کہ طفلے چہ جگر داشتہ باشد

ندرت - یہ اشک کو شعرا نے طفل کیون باندھا ہی بھئی۔
ای طفل اشک مرا بزمین مزن | پروردہ ام بخون جگر این یتیم را

نواب -
بعد ازین نامہ اگر بر پر باہی بندم
کہ ز شوقِ تو عقاب شد از گریہ ما

حاضرین - ای سبحان اللہ واہ کیا فکر ہی۔ ذہن کی رسائی اسی کے معنی ہین۔ سبحان اللہ۔

راوی - نواب صاحب کی زبان مبارک سے شعر سنیں اور رفقا خاموش ہو رہین۔ کیا مجال۔ ممکن ہی نہین۔ سبحان اللہ کا مینہ گویا برس گیا۔ بارک اللہ کی گھنگھور گھٹا چھا گئی خیر صاحب نواب نامدار اتنے ہوئے تو کہ شعر و سخن کی طرف مخاطب ہونے لگے۔

اتنے مین لالہ جواہر مل آئے۔ آئیے جناب آئیے۔

نواب - آج تو عرصہ دراز کے بعد زیارت ہوئی کہان رہتے ہو بھئی ہوا تو نہین لگی کہین نہین بھئی ہی تو کچھ ایسا ہی یار کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔

مہاجن - جی نہین ہوا تو پیون کو لگتی ہی یا بعض بگڑے ہوئے امیرون کو ہم پرانی چال کے لوگ ہین ہمین اندنون براگ مین گیا تھا۔

حافظ - ای سبحان اللہ براگ کے لیے گیا خوب موزون لفظ ہی لالہ جواہر مل صاحب بڑے جگت باز آدمی ہین۔

خوجی - افیم کی پینک سے چونک کر ؎
زیر مژگان اشک گرم جوش دریا میزند | آب زیر کاہ باشد آتش خس پوش ما

نواب - این! معقول! آپکے نزدیک ابھی تک اشک کی تعریف کے شعر ہی یہان پڑھے جا رہے ہین۔

آزاد - بہت جلد چونکے۔

مصاحب - (قہقہہ لگا کر) خداوند مین تو مارے ہنسی کے لوٹا رہا ہون۔ اُف فوہ۔

رفیق - کیا جلدی خبر ہوئے ہین تو جہ کیا۔ پینک مین تھے حضرت کی آنکھ کھلی تو سمجھے ابھی تک اشک کی تعریف مین تمام لوگ شعر خوانی کر رہے ہین خود بدولت نے بھی ایک ہانک لگائی۔ واہ ری افیم خدا جانتا ہی پینک مین جو مزہ ہی وہ کسی بات مین نہین۔

مہاجن - حساب کرنے آئے تھے۔

نواب - تو گھبرائے کیون جاتے ہو کچھ ہمارا ہی فاضل ہوگا بھئی تمھارا ہماری طرف ایک کچا نہ نکلے گا۔

مہاجن - نہین گھبرانے کی بات چیت کیا ہی بھلا جو حکم ہو۔ منجور آج نہین کل کل نہین پرسون۔

داروغہ - ارے بھئی کچھ چورون سے بھوار تھوڑا ہی ہی۔

مہاجن - نہین لاحول بلا کوت دقوۃ)

راوی - یہ لاحول ولا قوۃ کی خرابی ہی چھاٹنگے فارسی ہی۔

سرا مین خوجی پر بے بھاؤ کی پڑ رہی اور بوا زعفران پیچھے جھاڑ کے لڑ رہین

ایک دن پچھلے پہر سے کھٹملون نے میان خوجی کی ناک مین دم کر دیا بدن بھر کا خون جونک کیطرح پی لیا۔ اب وہ ادھر سے کروٹ لیتے ہین تو اُنھون نے اُدھر کا جسم چھلنی کر دیا اور اسطرف پھرے تو اُسطرف خون کے فوارے بہنے لگے۔ حضرت بہت ہی جھلائے آخر آدمی چار پہر آنکھون مین رات کٹی پچھلے سے ذرا آنکھ لگنے کو تھی ہی کہ کھٹملون کا خدا بھلا کرے اُنھون نے اُنکو کھا کھا لہو لہان کر دیا۔ ایک دفعہ پینک مین آئے تو اُن حضرات نے پنڈلیون کو بھڑ کی طرح بھنبھوڑ کھایا۔ اور اُنھون نے پینک سے چونکتے ہی غل مچایا کہ دلانا مرا قرابنچہ، یہ ہانک جو اُنھون نے لگائی تو آس پاس والون کی نیند حرام ہو گئی معاً چور کا گمان ہوا لینا لینا جانے نہ پائے۔ چور چور۔ چور۔ ارے میان کہان کدھر کس رخ لینا پکڑ لیا ہی۔ دیکھو گانسے رہنا۔ کھدیرو خوب کھدیرو بھئی مسافرو ہشیار۔ اپنے اپنے مال کی حفاظت کرو۔ اب سرا بھر مین ہلڑ مچا ہوا ہی ہربونگ کا عالم۔ کوئی آنکھین ملتا ہوا اندھیرے مین ٹٹولتا ہی کوئی دیدے پھاڑ پھاڑ کے اپنی گٹھری کو دیکھ رہا ہے کوئی مارے ڈر کے آنکھین بند کیے ہوے دبکا پڑا ہے منکتا تک نہین۔ میان خوجی نے جو لینا لینا جانے نہ پائے۔ چور چور کی آواز سُنی تو خود بھی غل مچانا شروع کیا کہ دہائین! ہائین! خبردار جانے نہ پائے لانا میری قرولی۔ او چور رانہ گیری۔ ٹھہرا رہنا کہ مین بھی قرولی لے کر آن پہونچا یہ خبر ہی نہین میان کو کہ یہ بتنگڑ حضرت ہی نے چھوڑا ہی فرماتے ہین کہ ٹھہرا رہنا مین بھی قرولی لے کر آن پہونچا۔ دیکھیے دیکھیے آپ اپنی ڈاڑھی کیطرف دیکھیے غصے کو تھوک دیجیے قدر تو حضور کا ماشاء اللہ پونے انچھ کا۔ اور خم و دم یہ کہ قرولی لے کر آن پہونچے خدا جھوٹ نہ بلائے تو قرولی کی حضرت نے کبھی عمر بھر صورت بھی نہ دیکھی ہوگی مگر بات بات پر قرولی اور قرابنچے کی فکر رہتی ہے۔ کوئی اس مسخرے سے اتنا تو پوچھے کہ اب قرابنچے کا غش کہان شیر بچہ باندھے آپ نے کس کو دیکھا قرولی کس کی کمر مین نظر آئی مگر اُنکو تو پھسا دینے سے مطلب ہی۔ خیر۔ میان خوجی جو گرمائے تو چھپر کھٹ سے اُٹھ ہی کھڑے ہوے اور لپک پڑے۔ اب آؤ دیکھتے ہین نہ تاؤ۔ گلا پھاڑ پھاڑ کے چلا رہے ہین کہ لینا لینا لینا۔ این! معقول! لینے کے عوض کہین دینے نہ پڑ جائین لپکے تو بھٹیاری کو ڈپٹ لیا اور فرمایا کہ تو ہی چور ہی۔ بھلا بے بھلا پکڑ لیا حریف کو بھٹیاری نے کہا میان کچھ خیر ہے۔ ہوش کی باتین کرو۔ اتنے مین آپ نے دوڑنا شروع کیا پینک مین سوجھ گئی کہ چور آگے بھاگا جاتا ہی۔ دوڑتے دوڑتے ٹھوکر جب کھاتے ہین تو اڑا اڑا دھون۔ میان خوجی اپنی شامت اعمال سے گرے بھی تو کہان جہان کمھار کے ہنڈے رکھے تھے۔ گرنا تھا کہ کئی ہنڈے چکنا چور ہو گئے کمھار نے للکارا کہ چور چور یہ اُٹھنے کو تھے کہ اُسنے آن کر دبوچ لیا اور پکارنا شروع کیا کہ ارے دوڑو چور پکڑ لیپن مسافر اور بھٹیارے اور بھٹیاریان اور حوالی موالی سب کے سب دوڑ پڑے۔ کوئی ڈنڈا لیے ہی کوئی لٹھ باندھے۔ کوئی بید گھماتا ہی کوئی لکڑی ہلاتا ہو مگر افسوس ہی کہ میان خوجی کے پاس قرولی نہ قرابنچہ۔ اندھیری رات گھٹا ٹوپ اندھیرا چو طرفہ چھایا ہوا کسی کو کیا معلوم کہ یہ چور ہی یا میان خوجی۔ بگڑے دل آدمیون کو شکار ہاتھ آیا خوب بے بھاؤ کی حضرت پر پڑنے لگین۔ یار لوگون نے تاک تاک کر زناٹے کے ہاتھ لگائے۔ اب خوجی کی سٹی بٹی بھول گئی۔ نہ قرابنچہ یاد رہا نہ قرولی جب خوب پٹ پٹا چکے تو ایک مسافر نے کہا کہ بھئی ذرا ٹھہرو تو یہ تو خوجی ہین جو اُس کوٹھری مین پانچ سات روز سے ٹکے ہوے ہین چراغ جلایا گیا تو معلوم ہوا کہ تیرہ صدی کے باشتیے میان خوجی ہی ہین کمھار کو لوگون نے للکارا کہ چھوڑ دے بے

یہ چور نہیں ہیں۔ چھوڑ دے ہنڈون کے دام ہم دیدینگے۔

الغرض بعد خرابی بصرہ میان خوجی کی جان بچائی مگر کب جب کچومر نکل گیا۔ انجر پنجر الگ ہوگئے۔ جب یاران سرپل نے چپت گاہ کو خوب سہلا دیا تو میان خوجی چلے۔ میان آزاد سے بھی کسی نے آن کر کہدیا تھا کہ تمھارے ساتھی خوجی چوری کی علت میں پھنسے ہیں کسی مسافر کی ٹوپی چرائی تھی سو اُسنے پکڑ لیا۔ دوسرے نے آن کر کہا کہ نہیں یہ نہیں ہوا۔ ہوا یہ کہ ایک کمھار کی ہنڈیان چرانے گئے عمل جاگ ہو گئی۔ بھئی واہ۔ جتنے مُنھ اتنی ہی زبانین اور اُتنی ہی باتین اُسی دم کی بات اور مختلف روایتین مشہور ہو گئیں۔

میان آزاد کو بڑا ہی بُرا معلوم ہوا کہ ہمارا ساتھی اور چوری کی علت مین ماخوذ ہو مگر یہ بات کچھ اُنکو جچی نہیں۔ سوچے کہ خوجی ایسے آدمی ہین نہین۔ وہ چوری چکاری کیا جانین۔ وہ تو بس فقرہ بازی ہی خوب جانتے ہین اور بھلا چوری چکاری بھی کرتے تو ہنڈیون کی۔ خیر۔ اُنھون نے دل مین ٹھان لی کہ چلین اور خوجی کو نلوہ بچا لائین۔ ورنہ آزاد نہین۔ چارپائی سے اُترے اور باندھی ہاتھ مین لی کہ جو بولے گا اُسکو مزا چکھاؤنگا۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ خوجی صاحب جھومتے ہوے چلے آتے ہین اور بڑبڑاتے جاتے ہین کہ ہات ترے گیدی کی بڑا آزاد بنا ہے ایسے آزاد بہت دیکھے ہین مردود چارپائی پر پڑا خرخر کیا کیا اور ہماری خبر ہی نہین۔ اب بڑبڑاتے ہوے میان آزاد کی گلی تک سے چلے آئے مگر آنکھون کے اندھے نام نین سُکھ اتنا بھی نہ سوجھا کہ آزاد کھڑے ہین جب قریب پہونچے تو میان آزاد نے یون کہا۔

آزاد۔ خیر ہم کو تو پیچھے گالیان دینا اب یہ بتاؤ کہ ہاتھ پانون تو نہین ٹوٹے۔

خوجی۔ ہاتھ پانون! ہونھ۔ یہ لوہے کی سلاخین ہین۔ آپ اسوقت ہوتے تو دیکھتے کہ بندۂ درگاہ نے کیا کیا جوہر دکھائے پچاس آدمی گھیرے ہوے تھے پورے پچاس۔ ایک کم نہ ایک زیادہ۔

راوی۔ درست۔ اُسوقت آپکو اتنا ہی تو ہوش تھا کہ آدمی گننے بیٹھتے پہلے یہ تو فرمائیے کہ پڑین کتنی۔ آدمی بھی کھی کے جوڑ ہوے کہ غول مین چھپاک سے گن لیے مارے چپتون کے بولا تو سٹ گئے تھے۔ مگر بھیا کی بلا دور۔ جھاڑ پونچھ کر پھر موجود۔

خوجی۔ واللہ مین اُسوقت پھلجھڑی بنا تھا۔

راوی۔ اے صل علیٰ۔ واللہ آپ آدمی کیا مٹری کے پٹے باز ہین زبان البتہ پھلجھڑی کو بھی مات کرتی ہے۔

خوجی۔ بس یہ کیفیت تھی کہ دس آدمی اس شانے کو اور دس ہی اُس شانے کو پکڑے ہوے تھے اور مین جو پھرا تو کسی کو انٹی دی وہم سے زمین پر گرا کسی کو کولے پر لاد کر مارا کھٹ سے چھپر کٹ کی پٹی پر۔ دو چار میرے رعب مین آکر تھرتھرا کے گر ہی تو پڑے دس پانچ کی ہڈی پسلی چکنا چور کر دی یہ ڈھیلکی کھائی وہ ہو رہا ادھر نکلا اُدھر اُبھرا۔ گھس پیٹھ مین تو پھر آپ جانیے اپنجانب برق دم ہین ہی۔ جو سامنے آیا اُسے نیچا دکھایا۔ جو منھ چڑھا منھ کی کھائی۔

راوی۔ اور ایک صاحب آپکے رعب مین آکر کمھار کے ہنڈون پر بھی تو گر پڑے تھے۔ واہ رے بنوٹیے تیری بھی آج دھوم ہے۔

خوجی۔ خدائی بھر مین کوئی ایسا جیوٹا آدمی نہ دکھا تو مجھے۔

راوی۔ حضرت خدائی بھر کا حال۔ تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے مگر اتنی گواہی تو ہم بھی دینگے کہ آپ سا بیحیا بے غیرت جوتی خورا سرا بھر مین تو اس سرے اُس سرے تک کوئی ہین نظر نہین آتا اس ڈینگ پر پھٹکار۔ اے لعنت خدا۔

غرض میان آزاد اور خوجی دونون اسوقت سورہے اور دوسرے روز شام کو نواب صاحب کے ہان پہونچے۔

آزاد۔ پیر و مرشد رخصت ہونے آیا ہون۔ زندگی ہے تو پھر ملونگا ورنہ یہ آخری الوداع ہے۔

نواب۔ کیا کوچ کی تیاریان کر ہی دین۔ بھئی جب واپس آؤگے تو ملاقات ضرور کرنا بھول نہ جانا۔

آزاد۔ بھلا یہ آپکے فرمانے کی بات ہے۔

خوجی۔ غلام بھی رخصت ہوتا ہے۔

نواب۔ آپ تو واللہ بڑے ہنسوڑ آدمی ہین کہیے اب بشرط خیریت کبھی ملیے گا بھی۔

خوجی۔ خدا لائے گا تو آؤنگا حضور۔

داروغہ۔ میان خدا کرے سب کے پہلے انھین پر گولی پڑے بلکہ گولہ اور وہ بھی بم کا گولہ۔ اب خدا اس منحوس کی صورت نہ دکھائے اور نہ اس مردک کو یہان لائے۔

الغرض آزاد اور خوجی نواب صاحب سے رخصت ہوئے

نواب۔ فی امان اللہ خدا بخیریت پہونچائے اور واپس لائے

خوجی۔ داروغہ جی خدا حافظ۔

داروغہ نے کہا میان آزاد کو امام ضامن اور خوجی کو شیطان کو سونپا۔ آزاد اور خوجی رخصت ہوے تو پھاٹک سے باہر نکل کر میان خوجی نے کہا بھئی ذرا ٹھہرے رہنا مین ابھی ابھی آیا۔ آپ کو جو وحشت نے گھیرا تو پہونچے زنانی ڈیوڑھی پر۔

خوجی۔ (دربان سے) یار بچے ذرا بوا زعفران کو نہین بلا دیتے۔

دربان تھا گنوار کا لٹھ گو کھا آدمی اُسنے انکو بتائی دی کہ آپ بیٹھے یہ بیٹھے تو پینک مین سر یہ چلا وہ چلا۔ اب کوئی دم کے دم مین زمین دوز ہوا ہی چاہتا ہے اتنے مین دربان نے آواز دی کہ بوا زعفران

بوا زعفران۔ اجی بوا زعفران۔ ای بوا زعفران۔ بوا زعفران بولین۔ ای ہے تو کچھ کہوگے بھی یا بوا زعفران ہی پکارتے جاؤگے دماغ کے کیڑے تک چاٹ گئے۔

دربان۔ اجی آپ کے لڑکے وہ۔ توبہ تمھارے میان آئے ہین

دربان بیوقوف نے پہلے (لڑکے) کہکر میان کا لفظ جو کہا تو گھر بھر کی عورتین کھل کھلا کر ہنس پڑین اور بیگم صاحب ہنستے ہنستے بولین کہ اچھے گنوار کو ڈیوڑھی پر بٹھایا ہے اُسنے پھر غل مچایا کہ اجی بوا جی آیئے دیکھیے تو انکا حال کیا ہوا ابھی تو خاصے بھلے چنگے تھے۔ ابھی کچھ سے کچھ ہوگیا۔ بوا زعفران سے اور اُنکے میان سے لاگ ڈانٹ تھی وہ جو گھبرائی ہوئی اندر سے آئی تو انکو دیکھا کہ تپائی پر بیٹھے پینک مین جھوم رہے ہین۔

اب یہ لطیفہ بھی سننے کے قابل ہے کہ بوا زعفران کے میان کی بھی بعینہ یہی قطع مبارک تھی خوجی سے بالکل مشابہ ذرا فرق نہین وہی سوا بالشت کا قد وہی دُبلے پتلے ہاتھ پاؤن۔ اور طرہ یہ کہ افیون بھی پیتے تھے۔ اور زعفران اُنسے روز کہا کرتی تھی کہ تم افیم کھانا چھوڑ دو۔ وہ کب چھوڑنے والے تھے بھلا۔ اسی سبب سے دونون مین دم بھر نہین بنتی تھی۔ آخرکار ایک روز اسکے میان نے کہا کہ اچھا آج سے اگر ہمکو پینک مین دیکھو تو گنکر پانچ سو جوتے لگاؤ اور جو بھول جاؤ تو پھر سر سے گنو۔ زعفران نے جو باہر آکر دیکھا تو حضرت جھوم رہے ہین جل بھن کے خاک ہی تو ہوگئی اور جاتے ہی میان خوجی کے پٹے پکڑکر ایک دو تین چار پانچ دھپین سٹر سٹر لگا ہی تو دین خوجی کا نشہ ہرن ہوگیا۔ مار کے آگے بھوت ناچے۔ چونک کر فرماتے کیا ہین

خوجی۔ لانا تو ولایتی قرولی۔ ارے ان سرائے والون نے تو ہماری کھوپڑی پلپلی کر دی۔

راوی۔ بچہ خوش ابھی اپنے نزدیک آپ سرائے مین رونق افروز ہین

واہ ری افیم یہ جو نہ کرے وہ تھوڑا ہے - بوا زعفران نے ایک دفعہ ہی
کچ کچا کر چپت دی تو حضرت کی روح پر صدمہ ہوا اور ہاتھ چھڑا کر بھاگنا
چاہا - مگر وہ حبشن دیونی نواب کے یہان رتجگے کہا کہا کر تنی بنی
پھرتی تھی - یہ بیچارے سوا بالشت کے آدمی اُسنے انکو چُرمُر کر ڈالا -
مگر یہ قرولی ہی مانگا کیے اتنے مین غُل غپاڑے اور دھڑ پکڑ کی آواز
جو بلند ہوئی تو اصیلین مغلانیان ماما چھوچھو لونڈیان سب باہر نکل
آئین اور بیگم صاحب اور عصمت النسا بیگم اور گیتی آرا بیگم سب کے
سب پردے کے پاس دوڑین کہ دیکھین کیا ہو رہا ہے -

بیگم صاحب - بوا زعفران - آخرش یہ ہے کیا - روئی کیطرح اس
بیچارے کو تو مسکے دھر دیا - واہ -

عصمت النسا بیگم - اوئی نوج ایسی جورو کسی کی ہو - ہاتھ ہی ٹوٹین
مردار کے ادھر ہی کر ڈالا شیخ سدّو تو نہین سر پر سوار ہے وہ موا
تو آپ ہی زندگی سے بیزار ہے - اِس نے اور اوپر سے دو چار
لاتین لگا دین -

مغلانی - حضور زعفران کا قصور نہین - یہ اِس مردوے کا قصور
ہے جو جُروا کے ہاتھ بک گیا ہے (خوجی کا کان پکڑ کر کہا بیٹھے سے منھ
جُروا کے ہاتھ سے جوتیان کھاتے ہو اور ذرا چون نہین کرتے) -

خوجی - جُروا ! ہاے افسوس - اجی یہ جورو کس مردک کی ہین
خدا خدا کرو - بھلا مین اِس ہڑ زنگی دیو کی بچی کالی کلوٹی ڈائن کے
ساتھ بیاہ کرتا - یہ اِسکو اسوقت سوجھی کیا کہ مار کے بُھرکس نکالدیا
اور دانت کٹکٹا کر بوٹیان تک نوچ ڈالین - یہ ہے کون بلا - میرے
تو حواس بر جا نہین -

بوا زعفران نے جو یہ باتین سُنین تو وہ آواز ہی نہین وہ
لب و لہجہ ہی نہین - غور کر کے دیکھتی ہے تو میان وہان کوئی نہین
یہ تو کوئی اور ہی ہے - ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین - چہرہ زرد
ہو گیا اور دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر خاموش ہو رہی -

مغلانی - ای ہان یہ ہے کون - چمپا کے ابّا تو نہین ہین -

عباسی - (ہنس کر) ای واہ بوا زعفران - اب تو راہ چلتون کو بھی
میان بنانے لگین - ذری پہچانو تو یہ ہین کون -

فرخندہ - اوئی یہ تو بیچارے نوابصاحب کے یہان دن رات
بنے رہتے تھے - یہ یہان کیسے آئے - ای زعفران آخرش تمکو سوجھی
کیا - ذری مشال (مشعل) جلا کر دیکھو تو چمپا کے ابّا بھی ہین -

بیگم صاحب نے بھی خوب ہی لے دے کی ورا صیلون مغلانیون نے
تھُڑی تھُڑی کہکر بوا زعفران کو رُلا ہی چھوڑا اور بھی چو رین گئی کہ ناحق
ایک بیچارے کی بر دکی آبرو لی اور کھوپڑی کی کھوپڑی گنجی کر ڈالی
اتنے مین نوابصاحب سے کسی نے جا کر ساری داستان کہہ دی اور
محفل بھر مین حاضرین جلسہ پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسنے لگے کہ بھئی واللہ نئی
روایت ہے اِسپر میان ندرت بولے کہ بھئی اِنکو یہانتک تو لاؤ دیکھین
تو ہین کون بزرگ خدمتگار پہونچے اور میان خوجی کو لے آئے -

حاضرین - این ! ارے میان یہ تو خوجی ہین لاحول ولا قوۃ -

ہنسی کے سمند پر ایک اور تازیانہ ہوا اور کل حاضرین ہنستے ہنستے
لوٹ لوٹ گئے - اب ادھر نوابصاحب اور اُنکے مصاحب قہقہہ لگاتے
ہین اُدھر گھر سے قہ قہ کی صدائین بلند ہین اور خوجی اپنے دل مین
خفیف کہ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ ایک تو خوب
پٹے دوسرے اب ع - لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا - نواب نے زعفران
کو اندر سے بلوایا - مگر خدمتگار نے کہا کہ حضور وہ تو نہین آتین
پردے کے پاس کھڑی رو رہی ہین -

خوجی - اس مکر کو دیکھیے گا حضور - رونا ہم کو چاہیے - اُلٹا وہ
رو رہی ہین -

ندرت - بھئی تمکو میان بنایا - رونے سے بھی گئی گذری

نواب - زعفران کی سزا ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ خوجی کو دیدیجائین
خوجی - بس غلام کے حال پر رحم کیجیے معاف فرمائیے مجھے - بندہ
درگذرا غضب خدا کا اس دیو کی بچی کے ساتھ اور مین شادی کرون
خدا بچائے - خدا ہر آفت سے محفوظ رکھے - میان کے دھوکے دھوکے
مین تو اُسنے ہمارے ہاتھ پاؤن ڈھیلے کر دیے اور جو کہین سچ مچ
میان ہی ہوتے تو معاذ اللہ چٹنی ہی کر ڈالتی کیا کہیے کچھ بس نہین
چلتا ورنہ نوابی ہوتی تو اتنی قرولیان بھونکی ہوتین کہ عمر بھر
یاد ہی تو کرتی - یہان کوئی ایسے ویسے نہین - گھانس نہین
کھودا کیے ہین - چکلہ داریان کمیدانیان رسالداریان کیا
کیے ہین -
راوی - ای صل علی - بیشک حضور نے کمیدانی بھی کی اور
چکلہ داری بھی تھے - وگلے والی پلٹن کے رسالدار آپ ہی تھے
مگر بوا زعفران نے رسالداری وسالداری سب خاک مین
ملا دی ایک نہ چلی -
نواب - اور وہ آپکے ساتھی میان آزاد کہان ہین -
خوجی - پھاٹک کے اُس طرف پُل پر بیٹھے تھے -
ندرت - میان دیکھو پھاٹک سے نکل کر پُل پر میان آزاد
بیٹھے ہین اُنکو ذرا لپک کر بُلا لانا -
میان آزاد آئے تو روشن علی نے اُنکو ساری داستان سنائی
اور آزاد خوب کھل کھلا کر ہنس پڑے -
آزاد - کیسے قرولی اُسوقت نہ یاد آئی -
دربان - جی ہان قرولی تو یاد آئی تھی اور بڑا غل غپاڑا مچایا
تھا اور سپرا کا نام لیتے تھے کہ سپراوالون نے تو کھوپڑی پلپلی
کر دی جب آنکھ کھلی اور بوا زعفران کو دیکھا تو نقشہ ہرن ہو گیا
اور اُسنے اس دھوکے مین کہ اُسکے میان ہین - بڑی بڑی
گت بنائی پھر محل بھر مین ایک فرمایشی قہقہہ پڑا اور مصاحب
مارے ہنسی کے لوٹنے لگے -
آزاد - آخر یہ وہان کیا کرنے گئے تھے -
دار وغہ - (کھپریل سے دوڑتے ہوے آئے) کیا ہوا بھئی کیا
ہوا - خیر باشد کس پہ پڑین تڑا تڑ -
نواب - آپ کے دوست میان خوجی پر -
داروغہ اور میان خوجی مین تو لاگ ڈانٹ تھی ہی انھون نے
جو یہ خبر سنی تو بہت ہی خوش ہوے اور باآواز بلند کہہ اُٹھے کہ
یہ خوجا اسی لائق ہے مین بھی بہت خوش ہوا -
روشن علی - اجی سنیے تو لوٹنے لگیے - حضرت ڈیوڑھی پر پہونچے
تو تپائی پر اونگھ گئے - دربان سمجھا کہ بوا زعفران کے میان ہین
اُسنے آواز دی کہ بوا زعفران تمھارے میان آئے ہین اُس نے
باہر آکر دیکھا تو پینک مین اور اُسکو افیم سے تھی نفرت بس پھر
اللہ دے اور بندہ لے - ٹٹے پکڑ کر خوب تڑا تڑ لگائین آپ
اُس سے اتنا بھی نہین کہتے کہ مین تیرا میان نہین ہون -
داروغہ - (بہت خوش ہو کر) سزا - اس گیدی خر کی سزا
دکان مین جھک کر کیون بچہ چتیا ے گئے نہ - اور عطر مانگو -
الغرض بڑی دیر تک اندر باہر دونون جگہہ قہقہے پر قہقہے پڑے
اور آخر کار میان آزاد اور خوجی از سر نو نواب اور حاضرین
جلسہ سے رخصت ہوے اور چلے - اثناے راہ مین میان
آزاد مارے ہنسی کے بیتاب ہو ہو گئے اور ایک بار خواجہ صاحب
فرماتے کیا ہین کہ مین نے بھی وہ وہ چٹکیان لی ہین کہ زعفران
بھی یاد ہی کرتی ہونگی -
راوی - ذرا ادھر تو چار آنکھین کیجیے - ای بٹھکا رسٹی بھی تو
بھولی ہوئی تھی مگر اکڑنا نہ چھوڑا - واہ رے حیادار -

آزاد - میان ڈوب مرو جاکر - ایک چلو پانی کافی ہے - لاحول ولاقوۃ ایک عورت سے ہاتھا پائی مین جیت نہ پائے -

خوجی - جی وہ عورت سو مرد کے برابر ہے - جھپٹ پڑے تو آپکے حواس بھی فقرد ہو جائین -

جہاز پر سوار ہونیکے شرائط سخت منجانب خواجہ صاحب بیہ جت

میان آزاد اور خوجی سرا ہونچکر چلنے کی تیاریان کرنے لگے گوشت اور روٹی اور باقر خانی اور کباب کی فکرین ہونے لگین اور لد پھند کے اسٹیشن پر چلے -

خوجی - یا خدا بچائیو -

آزاد - این اخیر باشد کیا شیطان نے اُنگلی دکھائی یا بوا زعفران یاد آئی -

خوجی - اجی حضرت یہ تو فرمائیے کہ آپ چلتے کہان ہین - اُف میدان جنگ مین گولیون اور چھرّون کے منھ مین خدا ہی خیر کرے - یار ایک چنے کے برابر گولی مین تو کام تمام ہوجائے گا بھائی کہا مانو حسن آرا سے درگذرو اور زینت النسا کے ساتھ نکاح پڑھوالو -

آزاد - بہت خوب بس اب زیادہ بک بک نہ کیجیے -

خوجی - حضرت سینے چلنے کو تو ہم چلتے ہین مگر اتنی شرطین قبول کیجیے تو بسم اللہ ورنہ - ع - بندہ رخصت شود اللہ نگہبان شماست کہیے تو کہ چلون - ایک ایک شرط ماننی ہوگی ورنہ آپ اپنی راہ لین - مین اپنا راستہ لون -

شرط اول - قرولی ہم کو ضرور لے دیجیے - اور ایک قرابنچہ بھی - ہمارے پاس رہے - چلے ہین تو مورچے پر آپ اور ایک پھول کی چھڑی تک پاس نہین -

دوم برس بھر کے صرف کے لیے افیم انجناب کو دیجیے مین اپنے لادے لادے پھرونگا - ورنہ جمائیون پر جمائیان آئینگی اور بموت اشاغفیل ہو جاؤنگا - آپ تو عورتون کیطرح نشے کے عادی ہی نہین مگر بندہ درگاہ بے افیم پیے ایک قدم نہ چلینگے - وہان پردیس مین افیم ملے یا نہ ملے کہان ڈھونڈھتے پھرینگے -

سوم اتنا بتا دیجیے کہ وہان بوا زعفران کی سی ڈنڈ پیل بنجہ کش ویوتیان تو نظر نہ آئینگی - ہون تو بندہ ابھی سے رخصت ہوتا ہے خدا حافظ - اف فوہ - واللہ کیا کس کس کے لاتین لگائی ہین اور کیا تان تان کے مُکّے بازی کی ہے کہ بلبلچھین ہی نکال ڈالا روح پر صدمہ ہے واللہ روح پر -

چہارم - سرا مین ہم اب تمام عمر نہ اُترینگے - اور جو جہاز پر کھار ہونگے تو ہم بس ڈوب ہی مرینگے - اجی تفاق ہے ہم ٹھہرے آدمی بھاری بھر کم - کہین پانون پھسل گیا اور ایک آدھ ہنڈا ٹوٹ گیا تو کمہار انجر پنجر ہی الگ کر دیگا - لہذا کمہارونکی صحبت آج سے القط -

پنجم جس رئیس کی صحبت مین بزاز آتے ہونگے وہان ہم نہ جائینگے نہ جائینگے اسمین لالہ نین سکھ ہون یا لالہ بلدیو - اجی بزاز تو ٹھہرے زمین کے گز سب کہین گھوما چاہین - مگر ہم بہت دیکھ بھال کر جائینگے

ششم - جہان آپ چلتے ہین وہان کانجی ہوس تو نہین ہے کہ گدھے کے دھوکے مین کوئی ہم کو کان پکڑکے کانجی ہوس پہونچائے - ذرا یہ دریافت کر لیجیے گا -

ہفتم - ٹٹو پر ہم سوار نہونگے اسمین چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے -

ہشتم - میٹھے پلاؤ روز پکین -

نہم - ہم کو میان خوجی نہ کہنا - جناب خواجہ صاحب قبلہ کہا کیجیے - یہ خوجی کیا معنی -

دہم - مورچے پر ہم نہ جائینگے - بس باورچی خانہ کا انتظام ہمارے تعلق رہے اور لوٹ مار مین جو کچھ ہاتھ آئے وہ بھی ہماری تحویل مین رکھا جائے

یازدہم ۔ حسن آرا کے نام ایک خط روز لکھنا اور ہر خط مین ہماری طرف سے بندگی بلکہ دعاے خیر۔

دوازدہم ۔ گولی کھانے کے تین گھنٹے قبل ور مرنے کے دو گھڑی پیشتر ہمین اطلاع کر دینا۔

سیزدہم ۔ جو ہم خدانخواستہ داخل خلد برین ہون تو لاش کو ہندوستان مین پہونچوانا اور جہان والد مبرور کی لاش دفن ہے وہان ہی دفنانا لیکن ہم کو خود ہی نہین معلوم کہ پدر بزرگوار مرے کب اور دفنائے کہان گئے اور تھے کون ۔ آپ ذرا پتا لگا لیجیے گا اور تربت پہلو بہ پہلو بنوائیے گا اگر اُنکی تربت نہ ملے تو کسی قبرستان مین جاکر جو سب سے بہتر قبر تی ہو بس اُسی کے قریب ہمکو بھی دفنانا اور لکھ دینا کہ یہ اِنکے والد ماجد کا مزار شریف ہے۔

چہاردہم ۔ پینک کے وقت ہم کو ہرگز نہ چھیڑنا ۔ اُسوقت یہان استغراق کی کیفیت ہوتی ہے ۔ اتنی شرطین اگر بسر و چشم قبول ہون تو چشم ما روشن دل ماشا د خانۂ احسان آباد ورنہ نہ خوجی نہ میان آزاد

آزاد ۔ گیارھوین شرط بسر و چشم منظور ۔

۲ ۔ بارھوین شرط بڑی کڑی ہے ۔ مرنے کے دو گھڑی پیشتر کہدینگے کہ اب چل چلاؤ لگ رہا ہے مگر گولی کھانے کے تین گھنٹے قبل بتا دینا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔

۳ ۔ اور بھائی سنو ۔ خواجہ صاحب تو ہم سے نہ کہا جائیگا ۔ ہم تو خوجی ہی خوجی کہا کرینگے ۔

۴ ۔ ہان یہ شرط کیے لیتے ہین کہ نہ تو وہان بوا زعفران ہونگی نہ براز نہ کانجی ہوس ۔ آپ خوب مزے سے جہان چاہیے گھانس چریے کوئی چون تک تو کرے گا نہین ۔ اور کمہار کا تو جہاز پر عکس نہ پڑنے پا کے ۔

۵ ۔ ایک قرولی ایک قرابین ایک تپھر کلا ایک دھرتی دھمک توپ آپ کو خرید دینگے آپ مزے سے توپ کو کاندھے پر لادے یا ہاتھ مین لیے جہان چاہیے جائیے ۔

۶ ۔ افیم بمبئی مین آپ کی پیٹھ پر لاد دینگے ۔ گھبرائیے نہین ۔ کہیے ابتو چلیے گا ۔ یا اب بھی مچلیے گا ۔

خوجی ۔ بسم اللہ کر کیسے ۔

میان آزاد ۔ لائے اُس بت کو التجا کر کے + کفر توڑا خدا خدا کر کے + اب راستے مین راگ نہ لائیے گا ۔

خوجی ۔ ایک بات اور باقی رہ گئی ۔

آزاد ۔ بس لگے ہاتھون وہ بھی کہہ ہی ڈالیے ۔

خوجی ۔ مین اپنی دادی جان سے تو پوچھ لون ۔

آزاد ۔ معاذ اللہ کیا وہ ابھی زندہ ہین ۔ جیتی جاگتی عاقبت کے بورے سمیٹنے آئی ہین کیا ۔ خدا جھوٹ نہ بلائے تو آپ کوئی پچاس کے پیٹے مین ہونگے ۔ اور وہ نیکبخت اس حساب سے کم سے کم کیا ڈیڑھ سو برس کی بھی نہ ہونگی ۔

خوجی ۔ میان اپنا کام کرو مین دل لگی کرتا تھا ۔ اُنکی تو ہڈیون تک کا پتا نہ ہوگا ۔

ایک کنجوس رئیس کی ملاقات اور اُسکے بخل کے حالات

الغرض میان آزاد اور خوجی صاحب نے اسباب کسا اور اسٹیشن پر داخل ہوے ۔ میان خوجی کو روپے دیے کہ ٹکٹ لاؤ حضرت جاڑے اور جسوقت گھنٹی ہوئی ٹھن ٹھن ۔ اور کانسٹبل نے کہا کہ کانپور کے مسافر و چلو ٹکٹ بٹ رہا ہے ۔ خوجی بھی لپکے اور وہ ریلا آیا کہ خدا کی پناہ ۔ ایک ایک پر دس دس گرے پڑتے ہین بیسواڑے کے ہین رہ کشیدہ قامت جوانون مین حضرت خوجی جو پہنچے ۔ تو کچلنے لگے وہ ڈنڈ پیل تحیم و شحیم کرارے جوان ۔ یہ بیچارے نحیف ان قد ماشاء اللہ یون انچھ کا بہت ہی گھبرائے اور یار لوگ جو بھڑ بھڑا کر دھنس پڑے تو

انکے ہاتھ پانٔون گویا شکنجے مین کس گئے۔ جب کچلنے لگے تو غُل مچایا کہ لانا قرولی۔ دو ایک کو تو یہان ہی شہید کر دون۔ اتنا سننا تھا کہ بھیڑ کائی کی طرح پھٹ گئی اور میان خوجی دراتے ہوے ٹکٹ کی کھڑکی کے پاس پہونچے۔

خوجی - بابو صاحب ٹکٹ دیجیے۔

بابو - گول مت کرو۔ (غل مت کرو)

خوجی - اجی غل تو سُنتے ہو۔ مگر اِس غول بیابانی پر نظر بھی ہے۔

بابو - چپ - !

خوجی - چپ ایہ چپ کیسی ٹکٹ دیتے ہو یا مین اسٹیشن ماسٹر سے رپٹ بولون پھر۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ پھر ریلا آیا - وہ ریل پیل کہ میان خوجی کے چُھکّے ہی بگڑ گئے رپٹ ویٹ سب بھولے اور کوئی بیس قدم پیچھے ہو گئے - خیر بعد خرابی بصرہ خدا خدا کرکے ٹکٹ ملے اور جاکر ریل پر بیٹھے - ریل چلی تو میان خوجی کو آزاد نے جگایا کہ اُٹھیے جناب خواجہ صاحب کانپور آگیا۔

خوجی - واللہ بھئی واہ ری ریل - ایک ہی مرتبہ کی پینک مین کانپور پہونچ گئے۔

خوب جواب دیا

ریل سے اُترے تو میان آزاد کو اُنکے ایک دوست ملگئے

آزاد - میرزا صاحب آداب عرض ہے۔

میرزا - بندگی - اخّاہ - آپ ہین کہیے مزاج شریف -

آزاد - الحمد للہ - اب فرمایئے فروکش کہان ہوجیے گا -

میرزا صاحب نے کہا کہ ہمارے ایک حبیب لبیب کا فلان مقام پر مکان ہے - آپ ایک گھنٹے مین وہان آیئے تو ملاقات بھی ہو اور مزے سے آرام بھی کیجیے وہ مشہور رئیس ہین -

ایک گھنٹے مین میان آزاد اور خوجی اُن رئیس کے یہان گئے

آزاد - (خدمتگار سے) ہین تشریف رکھتے ہین - ؟

خدمتگار - جی ہان جایئے وہ سامنے کمرے مین تشریف رکھتے ہین

آزاد - (کمرے مین گُھس کر) آداب بجالاتا ہون -

رئیس - آپ کہان سے آئے -

آزاد - السلام علیک - آیئے مصافحہ تو کرین -

رئیس - بندگی آپ کہان سے آئے ہین -

آزاد - حضرت اِس کمرے بھر مین ایک تو کرسی ہے آپ ڈٹے بیٹھے ہین کچھ بیٹھنے کو منگوایئے تو عرض کرون -

رئیس - (جھلّا کر) کچھ بیٹھنے کو لاؤ انکے لیے -

خدمتگار نے دوسرے خدمتگار سے کہا کہ کرسی اُٹھا لاؤ -

رئیس - (خفا ہو کر) کرسی نہین میک ڈنبر لاؤ - بدتمیز - وہ مونڈھا جو سامنے پڑا ہے اُٹھا دے -

آزاد - (مونڈھے پر بیٹھ کر) کیون قبلہ یہ میک ڈنبر کیسا ہوتا ہے

رئیس - آپ کوئی قاضی ہین -

آزاد - جی ہان -

رئیس - اور اوپر سے کہتے ہو جی ہان -

آزاد - مگر سخت تعجب ہے کہ آپ اور اپنے لنگوٹیے یارون کو بھول جائین - ع - گر بدولت برسی مست نگردی مردی ؂

رئیس - (سیخ ہو کر) لنگوٹیے یار کیسے -

آزاد - ابے اللو ہے ہم کو بھول گیا - یاد ہے جب گومتی کے سامنے میدان مین بانسے کی کنکّیان ہم سے آپ سے لڑتی تھین اور میدان بدا گیا تھا اور ادھر سے ہمنے ماہی جال کی گول دو تنی کنکّیا چپکائی ادھر سے آپنے جھنڈی دار کل تنّی بڑھائی اور ہم نے آپکے سنّتے مارے اور غوطہ دیکر جو ایک گھسّا دیتا ہون تو وہ کاٹا تب کے بھاگے

آج ملے ہو۔ مگر واللہ ہو حیادار کہ ابتک چار آنکھین نہین کرتے۔

خوجی۔ مگر حضور یہ بھی سات تار پر ہمیشہ گنڈے والا بھیڑیا ہی اُڑایا کیے اور کیون نہو پھر میان ولایتی کے شاگرد ہین۔ مگر عقل ذرا موٹی ہی اب وہ چکر مین آئے کہ یہ دونون کون ہین بھئی کہان سے آئے ہین ایک تو کہتا ہی کہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوے۔ دوسرا میان ولایتی کا شاگرد بنتا ہی۔ یہ دونون کچھ عجیب آدمی معلوم ہوتے ہین۔

آزاد۔ کہو چھمی۔ اب تو پہچانا۔ کیون چڈا گلخیرو۔

رئیس۔ یہ تو میری لمبی سفید داڑھی۔ اور تم کہتے ہو کہ جھنڈی وار پتنگ لڑایا تھا۔ کہتے ہین کہ سات تار پر گنڈے والا اُڑایا تھا مجھے حیرت ہی کہ تم ہو کون۔

آزاد۔ واہ اُستاد اس تجاہل عارفانہ کے صدقے۔ اجی ہم وہ ہین جسکے ساتھ تم میان عبداللہ کی دکان پر چانڈو کے چھینٹے پیا کرتے تھے بھئی ہمنے تو چانڈو بازی چھوڑ دی۔ مگر یار تم بُرا کرتے ہو کہ اس پیرانہ سالی مین بھی چانڈو ہی پیے جاتے ہو جبھی بن بلاؤ کا سا چہرہ ہو گیا اتنا کہنا تھا کہ رئیس آگ ہو گئے للکارنے ہی کو تھے کہ آزاد نے ایک اور فقرہ چست کیا۔

آزاد۔ حضرت تکلیف نہ ہو تو یہ روپیے کسی کو دیجیے کہ پیسے کی گلوری اور روپیہ کا حقے لے آئے۔

رئیس۔ بس چلیے یہان سے ٹہلیے۔ آپنے کسی کو کنکڑ والا یا تنبولی مقرر کیا ہی۔ چلیے چلیے۔

آزاد۔ اور یہ چونی لیجیے اپنی دکان سے گرما گرم کباب اور شیرمال منگوا دیجیے۔

تب تو رئیس سمجھے کہ یہ بھی کوئی ہین ایسے ویسے ایسے ویسے کا خم وم کیا۔ پوچھا کہ آخر آپ ہین کون بزرگ۔ اور کہان سے تشریف لائے ہین

آزاد۔ بس ہان اب آپ نے آدمیت سیکھی۔ اب شرفا کی طرح پر بات چیت شروع کی بندہ آپ کے دوست اور اپنے یار میرزا عبدالستار کے پاس آیا ہی۔ مگر مرد خدا ذرا تو اخلاق سیکھو آخر آدمیت بھی کوئی شی ہی یا ہر دم مرکب وحشت ہی پر سوار رہتے ہو بھلے مانسون سے بھلا کہین بھلے مانس یون ملا کیے ہین جسطرح آپ ہم سے ملے ہین لاحول ولاقوۃ۔

رئیس۔ واللہ ہمکو اتنی عمر مین ایک آپ ہی گرو ملے۔

آزاد۔ پھر حضرت ہر فرعونے را موسائے۔

راوی۔ اخلاق بھی کیا چیز ہی۔ صاحب خلق ہر دل عزیز ہی اخلاق تمغاے انسانیت ہی۔ اخلاق جوہر اہلیت ہی جس انسان مین خلق نہین وہ گل ہی جسمین بو نہین۔ اور مل ہی جسمین کیفیت سرور یک مو نہین کج خلق آدمی کو ہمیشہ خبیث ہی پایا جو ملاقات کو گیا وہ بُرا ہی کہتا آیا خوش اخلاقی کو نعمت عظمیٰ اور عطیہ کبرے سمجھنا چاہیے۔ اگر ہم کسی سے غرور یا تکبر کے ساتھ پیش آئینگے تو اُسکی گرہ سے کچھ نہ جائیگا مگر ایک تو ہماری عادت خراب ہو جائے گی دوسرے رفتہ رفتہ ضعیف الاعتقاد آدمی۔ پھر سویرے سویرے نام نہ لینگے کہ بھئی ایسا نہ ہو کہ کھانا نہ ملے۔ لاحول ولاقوۃ۔

میان آزاد کچھ مانگنے تو گئے ہی نہ تھے۔ اُنکو کسی کی پرواہی کیا تھی کسی کے نوکر نہ چاکر۔ نوکری کے خواہان نہ زر کے طالب ع

ہر کس کہ بہر نیم نانے دارد	(کچھ آدھی ہی روٹی پر منحصر نہین ہی
وز بہر نشست آشیانے دارد	(صرف جھونپڑے ہی سے مراد نہین)
نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے	(کیا پوچھنا ہی)
گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد	(چین ہی چین لکھتا ہی۔)

میان آزاد نے اُن رئیس کو ایسا آڑے ہاتھون لیا اور اس درجہ خفیف کیا کہ وہ بیچارے گردن نیچی کیے اُنکے آوازے چپ چاپ سُنا کیے۔ اور اُنکے پٹھو میان خوجی بھی ہان مین ہان ملایا کیے

میان آزاد کی آنکھین راستہ دیکھتے دیکھتے پتھرا گئین مگر انکے دوست میرزا صاحب نہ آئے -

آزاد سوچے کہ میرزا تو ہم سے بھی بڑھکر آزادہ رو ہین خدا جانے کہان رہ گئے اب چلنا چاہیے - خوجی سے کہا کہ اڈے پر سے گاڑی تو لاؤ -

خوجی - گاڑی! لاحول ولا قوۃ - اجی اِس شیطانی چرخے پر جائیے گا - اپنے میزبان سعادت اقبال نشان کی پالکی گاڑی نہ لے لیجیے - بس اسٹیشن مین ہم کو اُتار دے - بات کرتے تو گاڑی دن سے پہونچ جائیگی -

رئیس - گھوڑا لنگ کرتا ہے اور بابو آج شل ہو گیا ہے - کرایہ کی گاڑی منگوائے دیتا ہون -

خیرات کے کیا معنی

الغرض میان آزاد اور خوجی ایک کرایہ کی بگھی پر اسٹیشن کو چلے مگر رئیس موصوف کی زبان سے اتنا بھی نہ نکلا کہ حضرت کھانا تو کھا لیجیے - واہ ری انسانیت - یہ بھی نہ کہا کہ اسٹیشن پر پھر جائیے گا پہلے دسترخوان پر تو آئیے - جب چلنے لگے تو میان خوجی نے کہا کہ پیر و مرشد آپ نے تو للکار للکار کر اتنا کھانا کھلوا دیا کہ اب چلنا اور قدم اُٹھانا دوبھر ہو گیا جیسے چوہے کو پارہ پلا دیا مگر اُن کے کان پر جون بھی نہ رینگی کہ بکتے کیا ہین - ایسی مروت کی دم مین موٹا سا رسا - شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید - خیر اسٹیشن پر داخل ہوے تو سنا کہ ابھی ٹکٹ بٹنے مین کوئی دو گھنٹے کی کسر ہے اب خوجی اور میان آزاد مین چہ میگوئیان ہونے لگین -

خوجی - توبہ ہی بھلی - اچھے رئیس کے یہان گئے تھے - لاحول و لا قوۃ - وہ تو کہیے آپ سا بے تکلف دل لگی باز نہ ہو تو وہ رئیس اللہ گردن مین ہاتھ دلاتا - بیٹھنے اور بات کرنے تک کا روادار نہ ہوتا مگر اللہ میرا جانتا ہے کہ آپ نے بھی وہ سنائین کہ یاد ہی تو کرتے ہونگے - ایسی کھری کھری کہین کہ بس گردن ہی نیچی کر لی - اور وہ چانڈو پینے کی تو بس ایسی ہوئی کہ واللہ مارے ہنسی کے بُرا حال تھا - جب آپ نے کہا کہ بانے کی کنکیون کا میدان بڑا تھا تو بہت ہی نیلے پیلے ہوے مگر کرتے کیا -

آزاد - ارے میان ہم بھلا چوکنے والے ہین - نہین بُرا یہ تھا کہ بندگی کا جواب ہی نہین - جاتے ہی پوچھتے ہین کہ تم کون ہو جی مین نے کہا حضرت پہلے کرسی مونڈھا کچھ منگوائیے پھر نکیرین کیطرح سوال کیجیے - جب تم نے میرے کلام کی تائید کی کہ سات تار پر گنڈے والا خوب اُڑاتے ہین تو بڑے چکرائے - مگر نانبائی والے فقرے پر البتہ سرد ہوے - مین نے کہا اپنی ہی دکان سے شیرمال اور کباب منگوائیے - پوچھیے مین کوئی مذکوری ہون - چپراسی ہون - سائیس ہون - آخر یہ سمجھا کیا تھا - مگر اپنے دل مین گالیان ہی دیتا ہوگا -

اتنے مین ایک شخص نے میان آزاد کے قریب آکر کہا کہ حضور غریب الوطن ہون - سادات ہون - تین دن سے اگر ایک دانہ بھی کھایا ہو تو سور کا گوشت - بال بچے سب بھوکون مر رہے ہین اگر ہو سکے تو ایک آدھ سیر آٹے کی فکر کر دیجیے ثواب ہوگا ع - بر کریمان کارہا دشوار نیست ؏ ع - شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ؏

آزاد - ع - شاہان کم التفات بحال گدا کنند + ماشاء اللہ یہ تن و توش یہ ہاتھ پاؤن - یہ ڈنڈ بل - اور بھیک مانگتے ہو - شرم نہین آتی - محنت مزدوری کیون نہین کرتے - لولے اپاہج لنگڑے اندھے ہوتے تو خیر تمھاری اعانت ہم پر فرض تھی مگر تم کاہل اور بدوضع معلوم ہوتے ہو - ورنہ بھیک نہ مانگتے -

خوجی - حضرت آپ پر بھی سایہ پڑ گیا ایک پیسے مین اسکا کام

نکل سکتا ہی۔ آپ نے اتنی باتین کین مگر چار دمڑی کا ایک پیسا نہ دیا نہ دیا۔ یہ کون حمیت ہی بھلا ع۔ چیزے بدہ درویش را چیزے نگو درویش را۔ لے پکار کر دے دو کے سائین یہ لیے جاؤ۔

آزاد۔ آپ تو ہین پاگل مجھے کتّے نے نہین کاٹا ہی یہ گرگے بھلا رحم کے قابل ہین۔

خوجی۔ آخر انکا قصور۔

آزاد۔ بدوضعی کاہلی۔ چانڈو بازی۔ چوری ڈکیتی۔ یہ کیسی ہین بند تھوڑا ہی ہین۔

فقیر۔ نہین حضور اللہ ہی جانتا ہی جو کبھی چوری کی ہو۔ ہاتھ ہی ٹوٹین۔ غریب الوطن ہین۔

ایک لالہ صاحب نے کہا غریب الوطن کاہے سے ہو گئے تین پشت سے تو یہان لکھنؤ مین تم رہتے ہو۔ مگر جہان پردیسی کو دیکھا اور غریب الوطن بن گئے (آزاد سے) اجی یہ ایک شیخ کا لڑکا ہی تین دفعہ قید ہو چکا ہی۔ ایک مرتبہ تو اِس علت مین حضرت ماخوذ ہوے تھے کہ مہاجن کے گھر بچا ندے اُسکے لڑکے کے ہاتھ سے کڑا نکالا ہی تھا کہ جاگ ہو گئی۔ اور ایک اہیرن جو وہان رہتی تھی اُس نے انکو پکڑ لیا۔ ڈیڑھ برس کی سزا پائی۔ پھر ایک جولاہے کے چھپّر مین آگ لگا دی۔ پکڑے گئے اور دو برس کو صاحب مجسٹریٹ نے بھیجدیا۔ پھر چھوٹے تو ایک مولوی صاحب کے ہاتھ دو چار کتابین بیچین۔ وہ چوری کی تھین۔ غرضکہ اُن کو عمر بھر چوری چکاری ہی کرتے گذری۔

آزاد۔ (خوجی سے) آداب عرض ہی۔ کیون ہم کیا کہتے تھے اجی اِن لوگون کی تو قبر تک سے ہم واقف ہین۔

خوجی۔ (فقیر سے) اور تم تو سید بنے تھے۔ لاحول ولاقوۃ۔ بس سامنے سے دور ہو۔

تھوڑی دیر کے بعد غل غپاڑے کی آواز کان مین آئی اور ایک عورت چلائی کہ دوڑو چور ہی۔ خوجی اور میان آزاد جو لپکے کہ دیکھین معاملہ کیا ہی۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی حضرت پکڑے گئے ہین۔ این خیر تو ہی۔ دو چار آدمیون نے کہا کہ یہ شکل صورت دیکھیے اور یہ افعال دیکھیے اِس عورت بیچاری کی گٹھری لے کر بھاگنے ہی کو تھے کہ لوگون نے دیکھ لیا اور اُس نے غل مچایا۔ وہ تو کہیے کہ دیکھ لیا ورنہ آنکھ چوکتی تو حریف لے ہی اُڑا تھا۔

آزاد۔ کیون جناب خواجہ صاحب ذرا ادھر تو چار آنکھین کیجیے۔ کیون ہم کیا کہتے تھے۔ آخر وہی بات نکلی نا۔ بھئی حق یون ہی کہ ہندوستان مین خیرات کا طریقہ حد بھر بُرا ہی۔ آنکھ بند کی اور روپیہ لٹانا شروع کیا۔ مستحق اور غیر مستحق مین تو کچھ فرق ہونا چاہیے یہ نہین کہ جسنے سوال کیا اُسکو دے نکلے اور سمجھے کہ ہم بڑے مخیر ہین واہ کیا مخیر ہین دے ایسے کو جو ہماری مدد کا صریح محتاج ہو۔ نہ ایسے بدمعاش عیّاش اوباش کو جو پیسا بالشتکا پاتے ہی چانڈو خانے پہونچے۔ یا ساقن کی دکان پر دم لگائے یا قمار خانے مین داؤن پر رکھدے۔ ایسے حضرات ذات شریف کو دینا گویا بدوضعی اور بدمعاشی کا معین ہونا ہی یہ جتنے فقیر نظر آتے ہین انمین فی صدی نوے ایسے ہی پائیے گا بھیک کو بھی ان حضرات نے ایک پیشہ مقرر کر لیا ہی۔ اندھا مانگے دیکھو ہم گھٹ سے دیدیتے ہین یا نہین مگر ایسون کو تو چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ایک حبہ نہ دونگا۔

شراب خانہ خراب

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک شخص نے میان آزاد سے کہا کہ حضرت ذری یہ خط تو پڑھ دیجیے۔ آزاد نے خط لیا اور کھولا۔ اور پڑھکر سنانا شروع کیا۔

خط

محبت مے و معشوق ترک کر آتش — سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

سرور باد و قتوت سلامت - بوتل بوتل بندگیات اور کباب کباب کورنشات کے بعد شراب مطلب کو یون لنڈھاتا ہون -

خوجی - بہت ہی خاصے - یہ توکوئی پیر مغان کے بھی چچا ہین - بھٹی اور بندگیات کی بھی ایک ہی کہی -

آزاد - سنتے جائیے - لنڈھاتا ہون - خیر آجکل کوہ شملہ پر بہار بھی ہے لالہ زار بھی - گلزار ندرت بار بھی ہے مگر نہین ہے تو ہمارا یار نہین ہے - اور تو سب سامان موجود ہے مگر میر صاحب مفقود - بادہ گسارون کی یہان آجکل رتی خوب چھکی ہوئی ہے - شراب نے وہ ہاتھ پائون نکالے ہین کہ کوئی کوچہ و برزن نہین جہان اِس دخت رز کے عشاق زار و مست و سرشار اپنی ترنگ مین جھومتے نظر نہ آتے ہون خیر کوچون اور گلیون تک تو خیریت تھی اب بڑے بڑے اور خاص خاص بازارون تک مین ان حضرات بدمست نے گھومنا شروع کیا ہے وہ ہجوم رہتا ہے کہ بعض اوقات راہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے - اہل پولیس کہان تک انتظام کرین اب ساری خدائی کو تو حوالات مین بھیجنے سے رہے - مگر افسوس کہ حضرات ناعاقبت اندیش ذرا نہین سوچتے کہ وہ کیا کر رہے ہین اور اُنکا بھی کیا قصور - اس شراب خانہ خراب کی خاصیت ہی یہ ہے کہ جب ایک دفعہ مُنھ لگی پھر گلے کا ہار ہوگئی - ع چھٹتی نہین ہے مُنھ سے یہ کافر لگی ہوئی ؛ آپ بھی اب بوڑھے ہوے اتبک قرابے کے قرابے لنڈھائے بوتلون پر بوتلین پی گئے - کوٹھیان خالی کر دین اب کچھ عاقبت کا بھی خیال ہے میان غفلت تابکے - اور بیہوشی تا کجا - آپ کا وہ نامۂ عنایت میرے پاس آیا جسمین آپ نے لکھا ہے کہ - ؎

گویند مرا کہ دوزخی باشد مست — قولیست خلاف دل درو نتوان بست
گر عاشق مست دوزخی خواہد بود — فردا بینی بہشت ہمچون کف دست

یار تم مطلب و طلب تو خاک بھی نہین سمجھتے مگران رباعیون نے تمھاری مٹی رہی سہی اور بھی پلید کر دی - آپکا وہ سلیقہ انیقہ بھی مین نے غور سے پڑھا جسمین آپ نے حضرت عمر خیام کی یہ رباعی لکھی ہے - ؎

گویند مرا کہ مے پرستم ہستم — گویند مرا عارف مستم ہستم
در ظاہر من نگاہ بسیار مکن — کاندر باطن چنانکہ ہستم ہستم

یہ سچ مگر اب ظاہر سے تو آپ کا باطن اور بھی خراب ہے بھائی سنو یہ کہدینا کہ ہم تو صاف باطن ہین ہم ایک خدا کو مانتے ہین دوزخ ایک شرعی ڈھکوسلا ہے بہشت باغ ہے - یہ تو نہایت ہی آسان باتین ہین - مگر صاف باطن ہونا منہیات و معصیات سے احتراز کرنا ایک مسلک خیر ہونا دل لگی نہین ہے - دو چار واقعات شملہ ذیل مین آپ اور آپکے ساتھیون کی عبرت کے لیے لکھتا ہون غور سے سنیے -

کل شام کا ذکر ہے کہ ایک صاحب رند میخوار کلوار کی دکان سے خوب شرابین پی کر یہ غزل پڑھتے ہوے جھوم جھوم کر سڑک پر جاتے تھے - ؎

ہان کھلے ساقی در میخانہ آج — خیر ہو بھر دے مرا پیمانہ آج
ناز کرتا جھومتا مستانہ وار — ابر آتا ہے سوے میخانہ آج
بوسۂ لب حسن کے صدقے مین دے — او بت ترسا ہمین ترسا نہ آج
عشقِ چشم مست کا دیکھو اثر — پائون پڑتا ہے مرا مستانہ آج
میرے سینے کی الٰہی خیر ہو — ہے بہت مضطر دلِ دیوانہ آج
محتسب کا ڈر نہین تسلیم تھین — سوے مسجد جاتے ہو رندانہ آج

یہ پڑھتے ہوے دوسرے کلوار کی دکان پر داخل ہوے اور وہان غل مچایا کہ آسمان کو سر پر اُٹھایا - اتنے مین تین چار

دھوبی شراب کے نشہ مین چور اُٹھ کھڑے ہوے اور حضرت زلد
سے چنپٹ کی ٹھہری۔ پھر اتنا پٹے کہ عمر بھر نہ بھولینگے۔
اب سنیے کہ موے پرسو دُرے۔ ایک تو یہ بے غرتی ہوئی دوسرے
طرہ اُسپر یہ ہوا کہ کانسٹبل نے چالان کر دیا۔ لاحول ولاقوۃ
غیرت دار کے لیے ڈوب مرنے کی جگہ ہی۔

پرسون شام کی واردات سنیے کہ آٹھ بجے کے وقت بندہ
سَیر گشت کو نکلا بازار مین دیکھا کہ ازدحام عام ہی اور ایک شخص گلا
پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا ہو کہ پٹیا پٹیا۔ قریب جا کر دیکھا تو ایک شرابی
ایک حلوائی کو پیٹ رہا ہی۔ اُنکا بھی چالان ہوا حضرت ایک شریف آدمی
ہین مگر صحبت بد کا بُرا ہو کہ کہین کا نہ رکھا۔ لاحول ولاقوۃ تھوڑی
دیر کے بعد دیکھا کہ ایک شخص نے شراب کی ترنگ مین ایک بیچارے
معصوم لڑکے کو بیوجہ بےسبب کاٹ کھایا۔ اور وہ بیچارہ بلبلانے
لگا۔ آخر کار دو تین خدا ترس آدمیون نے اُسکو اُس ظالم بدمست
کے پنجے سے چھڑایا مگر اُسنے ایک ایک کو ہزار ہزار صلواتین سنائین
اور شرفا نے بھاگ کر اپنی راہ لی کہ مفت مین کہین لینے کے دینے نہ پڑین
اُنکو بھی اہل پولیس نے گرفتار کر لیا تو کہتے کیا ہین۔ سُن بے چپراسی
ہین نشے مین ہون۔ اسوقت طبیعت پر قابو نہین چلتا جو ہم کو
مجسٹریٹی لیجائیگا تو ہمارے یار تجھکو حلال ہی کر ڈالینگے۔

ایک اور واقعہ بھی قابل گزارش ہی۔ رات کا وقت ایک
بجے کا عمل چو طرفہ تاریکی چھائی ہوئی یکایک شور و غل کی آواز آئی
چونک پڑا۔ خیر تو ہی بھئی۔ یہ غل کیسا برآمد ہو کر جا کر دیکھتا ہون
تو تین چار بھلے مانس اور بڑے مشہور مہذب آدمی باہم جوتی پیزار
کر رہے ہین۔ پولیس والے نے جو ڈانٹا کہ بھلا دار دپی کر ترک
پر دنگا کرتے ہو۔ پکڑے چلو تو ایک چوکی پر ایک بابو صاحب جو اسی
غول بیابانی مین تھے بول اُٹھے کہ شالا ہمارا کلکتہ نہ ہوا
نہین تو ہم تم کو جھاڑ دسے مارتا۔ دوسرے بابو صاحب
نے فرمایا کہ اگر ہمارے کلکتہ مین ہوتا تو تم کو ہم ہگلی مین ڈبو دیتا
غرض کہ شراب خانہ خراب کی پوری پوری ہجو کرون تو دفتر کے
دفتر لکھ ڈالون۔

ایک حضرت بادہ گسار شب کے وقت کوئی دو بجے حلوائی
کی دُکان کے تختے توڑے ڈالتے تھے کہ ہم کو سیو دو وہ بھی بالخود ہوے
اب فرمائیے شراب چھوڑیے گا یا نہین۔

(آپ کا دوست رازدان)

آزاد۔ واہ مولانا۔ یہ ریش مبارک اور یہ بادہ گساری۔
ان سفید بالون کی تو شرم رکھو سہ

ہوس از سرت یک سر مو نرفت	سیاہی ز مو رفت و از رو نرفت

میر صاحب۔ سہ

دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے	تو بہ خاور ہزار تو بہ خاور

بھائی جان یہ خط ہمارے پڑوسی کے نام آیا ہی ہم سے بھلا
کیا واسطہ بدخط لکھا تھا اِس سے ہمنے کہا کہ کسی اور سے پڑھوائین

خوجی۔ اے لعنت خدا اور اوپر سے جھوٹ بولتے ہو۔

خیر ریل پر سوار ہوے اور چلے تو میان آزاد اور خوجی کے
کمرے مین ایک گنوار اور ایک وضعدار بھی بیٹھے تھے گنوار کو
دیکھ کر میان خوجی نے کہا کہ طوطی را با زاغی در قفس کردند۔ اتنے
مین گنوار نے پاؤن بڑھایا اور بنچ پر دراز ہوے پھر دوسرا
پاؤن بڑھایا تو کھٹ سے میان خوجی کے سر پر پڑا۔

خوجی۔ (پینک سے چونک کر) او گیدی۔ بدتمیز نکالون قرولی مجھ
(آزاد سے) ارے! قرولی لے دینا تو آپ بھول ہی گئے۔

گنوار۔ ہم چار ناہین ہین ہجور۔ ہم سے گالی گپتا نہ بکو جیسے
تم ہو کر ایہ دیو ہم ہو دیا۔ پھر تم ہمکا ڈپٹت کاہے کا ہو۔

خوجی - بہت کون دون کے بھرد سے نہ رہنا - مین کانون مین سکہ دونگا - اب کی ریل سے اُترتے ہی قرولی لے لیتا ہون -

وضعدار - (گنوار سے) ابے چپ نہین رہتا - بیکار ٹین ٹین لگائی ہے -

آزاد - حضرت اِن گوارون کے ساتھ سے خدا بچائے - دیکھیے ایک آپ ہین کہ کس تہذیب کے ساتھ بہ لطف و مروت ملتے ہین اور ایک وہ حضرت ہین کہ پھاڑے کھاتے ہین اکڑے ہی جاتے ہین

خیر تھوڑی دیر کے بعد میان آزاد نے ایک شعر پڑھا ؎

عاشق شب وصال مین گھبرائے جاتے ہین
پچھلے سے جان مرغ سحر کھائے جاتے ہین

سبحان اللہ کیا نور کا مطلع ہے -

خوجی - ایک مطلع اسپر ہمین بھی یاد آیا ہے -

نام خدا وہ ناز سے اترائے جاتے ہین
چوٹی کا بوجھ پڑنے سے بل کھائے جاتے ہین

دوسرے کمرے سے آواز آئی ؎

دل کو ہم اپنے کہکے یہ سمجھائے جاتے ہین
کر صبر تھوڑی دیر کہ وہ آئے جاتے ہین

تیسرے کمرے سے ایک صاحب بول اُٹھے ؎

کوئی تو اُنکے وصل سے ہوگا شگفتہ دل
پھولونکے ہار چوک سے منگوائے جاتے ہین

چوتھے کمرے سے کسی نے لہرا لہرا کر گانا شروع کیا ؎

کیا جانیے کہ وصل مین کیا بات ہو گئی — آنکھین نہین ملاتے ہین شرمائے جاتے ہین
دل میرا لیکے کیا کہین بھولے آئے ہین حضور — کھوئے ہوے سے آپ جو کچھ پائے جاتے ہین
کالے ڈسین جو زلف تمہاری کبھی چھوئین — لو اب ہمارے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

آزاد - خدا کی قسم جو اپنے ہمچشم باوضع شریف خوش فکر آدمیون کا ریل پر ساتھ ہو تو جی خوش ہو جاتا ہے اور جو گنوار لٹھ مار واڑیون کا ساتھ ہوا تو معاذ اللہ ناک مین دم آجاتا ہے - جان عذاب مین ہو جاتی ہے اول تو قطع ماشاء اللہ قابل دید ہے اور گفتگو تو سننے ہی کے لائق ہے - واللہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر چڑھکر پتھر لڑھکا رہے ہین ہم تو جب ریل پر جاتے ہین بس یہی دعا مانگتے ہین کہ یا خدا اہل شہر باوضع خوش قطع فہمیدہ و سنجیدہ خوش فکر و بذلہ سنج آدمیون کا ساتھ ہو -

وضعدار - حضرت پان ملاحظہ فرمائیے -

آزاد - تسلیم مجرا ؎

زبرگ پان چسان ممنون احسان مو بمو گشتم
بہ باطن قوت دل شد بظاہر سرخرو گشتم

خوجی - (وضعدار سے) مگر یہ کہان کی انسانیت ہے قبلہ و کعبہ کہ ایک کی تو تواضع کی اور دوسرے کو صفایا بتایا - ایک گلوری ادھر بھی بڑھائیے -

وضعدار - معاف کیجیے گا لیجیے بسم اللہ

خوجی - آداب - حضرت تھوڑی دیر مین ایک گلوری اور دیجیے گا

ادھر اِن حضرات مین تو گفتگو ہو رہی تھی اُدھر گنوار بڑے غصے مین بیٹھے ہین کہ اِن سب کی کاؤ کاؤ سے اپنی نیند حرام ہو گئی ایک اِس درجے مین شعر پڑھتا ہے - دوسرا اُس درجے مین اپنی مٹی بے طور پلید ہوئی -

بنے ہوئے سدھو کی درگت

ادھر مشاطۂ روز نے معشوقۂ صبح کے پیارے پیارے مکھڑے کو غازۂ شفق سے منور کیا - اور مہر جہان تاب کے نور عالم افروز نے ذرون کو ہمسر قمر کیا - اُدھر ہمارے شفیق بالتحقیق جناب خواجہ صاحب

مسخرون کے مسلم الثبوت اُستاد گردون دودی یعنی ریل گاڑی سے اسٹیشن کے چبوترے پر آئے - آزاد اسٹیشن کے بیل بوٹون کی طراوت دیکھ کر عش عش کرنے لگے اور میان خوجی سے یون مخاطب ہوے -

آزاد - جسطرح مقناطیس پتھر کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہی اسیطرح سبزہ زار پر بہار کو بھی حضرت کدیور جہان آفرین نے وہ خاصیت بخشی ہی کہ نظر اُسکی عاشق زار ہی - سبزہ نظر آیا اور روح وجد کرنے لگی -

خوجی - اور جس طرح زہاد سبحہ شمار کو ہر دم حور اور شراب طہور اور سلسبیل و کوثر اور شجر طوبی کے ثمر کی فکر رہتی ہی اُسیطرح اینجانب کو ہر وقت چنیا بیگم کے وصال کا اشتیاق رہتا ہی چانڈو کے لمپ کی لو سے صبح و شام لو لگی رہتی ہی سچ کہیے گا چنیا بیگم سے زیادہ سبزہ رنگ بھی کوئی معشوق نظر سے گذرا آپ کو گھاس پھوس ہی کی پڑی ہی - یہان ڈبیا کو جو خالی دیکھا جمائیان آنا شروع ہوئین -

آزاد - آپ تو ہین مسخرے - اور میری روح اسوقت واللہ وجد کر رہی ہی اِس گلکاری کو تو دیکھیے - باد بہاری بھی عجب ناز معشوقانہ سے اٹھکھیلیان کرتی ہوئی بیل بوٹون کی بلائین لیتی ہی - واللہ اسٹیشن بھر کو تختۂ زمردین بنا دیا - پھولونکو دیکھیے خوش رنگ و خوشنما - بیلون کو دیکھیے خضارت انتہا جسطرف نظر پڑتی ہی بہار روح افزا ہی نظر آتی ہی - اِس سے مکین کا سلیقہ ظاہر ہوتا ہی اور مکان کی رونق دوبالا ہو جاتی ہی مگر ہندوستانیون کو نہ تو مکان کی صفائی کا خاک خیال ہی اور نہ علم نباتات کی طرف ان کی طبیعت مائل ہی ایک مرتبہ ایک بڑے وسیع و فراخ دلکش اور دلکشا باغ مین ہم نے دیکھا کہ صدہا گلبدن اور غنچہ دہن لیڈیان انواع و اقسام کے گلہاے خوش رنگ قرینے کے ساتھ سامنے رکھے ہوے بیٹھی ہین اور سیکڑون جنٹلمین باغ بھر مین گھوم رہے ہین اور پیارے پیارے پھولون کو دیکھ کر جامے مین پھولے نہین سماتے - وہ وہ گلدستے وہ وہ خوشنما اور دلربا پھول کہ انسان ایک نظر دیکھے تو باغ باغ ہو جائے پھر ایک مرتبہ ایک دوست کے ہمراہ ہم ایک ایوان سپہر توامان مین گئے جہان میزون اور بنچون پر ڈالیون اور ناندون مین ہزارہا پھول اور گلبن دیکھنے مین آئے - کئی صاحبون نے انعام پائے یہ پھولون کی نمائشگاہ کا ذکر ہی - ہندوستانیون کو اسقدر دماغ کہان کہ وہ ان دل خوش کرنیوالی باتون کی طرف توجہ کرین اور انگریزون مین کوئی بنگلہ کوئی کوٹھی ایسی پایئے ہی گا نہین جہان باغ اور گل اور سبزہ نہو -

خوجی - اُنکو کھانے کو تو ملتا ہی نہین - آپ کوٹھی اور باغ اور گل و بلبل لیے پھرتے ہین ارے بھائی یہ سب بیفکری کی باتین ہین جب روپیہ پاس ہوتا ہی تو اسوقت سب سوجھتی ہی یہان تو

شب چو عقد نماز بر بندم	چہ خورد بامداد فرزندم

کا نقشہ ہی -

آزاد - واہ اجی شوق ہی نہین - حوصلے پست - دل بجھے ہوے کاہلی کے ہاتھ بکے ہوے - جن لوگون کے پاس لاکھون روپیہ ہی وہ کب اِن امور کیطرف مخاطب ہوتے ہین -

اتنے مین اسٹیشن کے باہر پہونچے تو دیکھا کہ غل مچ رہا ہی الٰہی خیر - یہ جھگڑا کیسا ہی -

آزاد - جناب خواجہ صاحب ذرا دیکھیے تو یہ غل کیسا مچ رہا ہی

خوجی - اجی حضرت اب کہین ٹکٹے کا سہارا کیجیے غل غپاڑا تو مچا ہی کرتا ہی -

آزاد - نا بھئی ذرا دریافت تو کرو - یار حد بھر کاہل ہو۔

آزاد اور خوجی دونوں گئے اور بھیڑ کاٹ کر اُس غول کے اندر داخل ہو گئے تو دیکھا کہ ایک شخص گیروے کپڑے پہنے کھڑا ہے اور ارد گرد میلا جما ہے حضرت کی قطع فقیروں کی سی ڈاڑھی یکمشت دو انگشت - بال کترنگ - مونچھیں منڈی ہوئیں - ادھیڑ ہیں کوئی پچاس کے پیٹے ہیں - مگر چہرہ سرخ جیسے لال انگارا اور آنکھیں آگ بھبوکا - حیرت تھی کہ یا الٰہی ماجرا کیا ہے - لوگوں سے پوچھا تو سب کے سب خاموش - مگر جسے دیکھتے ہیں اُسے متحیر ہی پاتے ہیں -

آزاد - (ایک مسلمان سے) کیوں بھائی صاحب یہ بھیڑ کیسی ہے۔

مسلمان - اجی حضرت زمانے کی نیرنگی ہے۔

دوسرا - ہات ترے کی -

تیسرا - دلم ز صومعہ بگرفت و خرقۂ سالوس
کجاست دیر مغان و شراب ناب کجا

چوتھا - ای کبک خوش خرام کہ خوش میروی بناز
غرہ مشو کہ گربۂ عابد نماز کرد

ہندو - نارائن - نارائن بڑی ہوئی -

خوجی - کیا بڑی ہوئی - کچھ ہم بھی تو سنیں -

تماشائی - یہ سننے کی باتیں نہیں ہیں - یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر سنے بھی تو کان بند کرلے - عبرت! عبرت!! عبرت!!! -

آزاد - (ایک کانسٹبل سے) کیوں بھئی جوان یہ کوئی فقیر ہیں

کانسٹبل - اجی حضور یہ فقیر نہیں چنڈال ہیں - آج کل انکی مرمت ہو جائے گی -

خوجی - لاحول ولا قوۃ - ایسے نامعقول آدمیوں سے سابقہ پڑا ہے کہ توبہ ہی بھلی - اصل بات کوئی بتاتا ہی نہیں تو یہ توبہ سب کر رہے ہیں - جان عذاب میں ہے - پوچھیں کس سے (آگے بڑھ کر) ہم خود فقیر ہی سے پوچھتے ہیں - کیوں باباجی یہ کیا ہوا - کچھ ہم بھی تو سنیں -

ایک آدمی - یہ باباجی ہیں آپ کے -

دوسرا - بھئی خوب پہچانا قریب جا کر ذری دیکھیے -

تیسرا - (قہقہہ لگا کر) کیا کھو گئے تھے - بہت دن بعد بچھڑے ہوے ملے گلے تو مل لیجیے -

خوجی - (للکار کر) چپ گیدی لاؤں قرولی -

کانسٹبل - کیا قرولی! - اچھے آئے - یہ قرولی کیوں آتی ہے کیوں صاحب

خوجی - اجی پوچھتے پوچھتے تھک گئے کوئی بتاتا ہی نہیں -

کانسٹبل - بس اتنے ہی کے لیے - مجھ سے سنیے - یہ فقیر کوئی چار مہینے ہوے کہ یہاں آیا اور ایک شخص کو اپنے سبز باغ دکھا کر اپنا چیلا بنایا - وہ اِنکے اِس درجہ معتقد ہوے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ انکو بلا تشبیہ خدا ہی سمجھنے لگے (اپنے کان اینٹھ کر) نقل کفر کفر نباشد - اور حضرت خوب پجنے لگے - اب کوئی تو کہتا ہے کہ باباجی نے دس سیر مٹھائی دریا میں ڈال دی اور دوسرے دن جا کر کہا کہ سرجو جی ہماری امانت ہم کو واپس دو - بس ایک دفعہ ہی دریا لہریں مارتا ہوا باباجی کے قریب آیا اور دس سیر گرما گرم تازہ بتازہ مٹھائی اُنکے دامن میں کسی نے آپ ہی آپ باندھ دی - کوئی اس درجہ اُنکے کمال کا معتقد ہو گیا کہ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگا کہ کئی مردے انھوں نے زندہ کر دیے بلکہ دو چار تربیت یافتہ لوگوں نے جو اختلاف رائے کیا تو وہ لڑنے پر آمادہ ہو گئے - اس حماقت کو دیکھیے - ایک صاحب نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ ایک دن موسلا دھار مینھ برس رہا تھا اور اُنپر بوند نے اثر نہ کیا - اور غیب سے ایک چھتری کوئی فرشتہ

اُنکو لگا کے رہا منہ نے دم کے دم مین جل تھل کر دیا۔ مگر باباجی
کے جسم پر ایک بوند تک نہ گری۔

آزاد۔ اچھی پھبتی کہی۔ چکنا گھڑا ہی بنا دیا۔

کانسٹبل۔ کچھ پوچھیے نہین۔ سنتے سنتے کلیجہ پک گیا۔ اب
یار لوگون نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ یہ قید خانے سے نکل جائینگے
مگر تین دن سے حوالات مین ہین اور اب سٹی بھولی ہوئی ہے

آزاد۔ تو یہ کیسے اچھا رنگ جما لیا تھا۔ بڑے رنگباز آدمی ہین حضرت

کانسٹبل۔ جی پرلے سرے کے۔ انکے تو کاٹے کا منتر ہی نہین
مین جو ادھر سے آؤن جاؤن تو روز دیکھون کہ ٹھٹ کے ٹھٹ لگے
ہین۔ مگر عورتین زیادہ اور مرد کم۔ اور حضرت بیٹھے لہرا لہرا کر گا رہے
ہین مجذوب بنے ہوے بڑبڑا رہے ہین جو آتا ہے وہ سجدہ کرتا ہے ماتھا
ٹیکتا ہے۔ باباجی دو وقتہ سوہن بھوگ اڑانے لگے صبح کو دودھ کھایا
اور ڈنڈ پیلے شام کو انواع و اقسام کی نعمتین چکھین اور دندنانے
لگے۔ خلقت آپ جاتے بھیڑیا دھسان آپکی دیکھا دیکھی مین گیا
میری دیکھا دیکھی آپ گئے اور باباجی کے ہان روز دربار لگنے لگا
رفتہ رفتہ پنچ کوسی آدمیون نے آنا شروع کیا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ باباجی نے اپنی کوٹھری مین ٹاٹ بچھایا اور
ٹاٹ کے نیچے ادھر ادھر دس پانچ روپے رکھ دیے اور چپکے
سے باہر نکل آئے۔ جب کوئی اسی نوے آدمی جمع ہو گئے اور
باباجی کا دربار خوب آراستہ ہوا تو ایک شخص نے کہا کہ باباجی ہم کو
کچھ دکھائیے ہم آپکے تب ہی معتقد ہونگے۔ جب آپ ہم کو کچھ
دکھائینگے۔ باباجی نے آنکھین نیلی پیلی کین اور شیر کیطرح ڈکارے
بس ضعیف الاعتقاد آدمیون کے حواس اڑ گئے کہ اب باباجی
بحر غیظ و غضب جوش زن ہوا خدا ہی خیر کرے۔ دو چار ڈرپوک
آدمیون نے تو مارے خوف کے آنکھین ہی بند کر لین اور باباجی کا
چہرہ تمتمانے لگا۔ ایک شخص نے کہا باباجی یہ انجان ہے اسپر رحم کیجیے
دوسرا بولا کہ نادان ہے جانے دیجیے۔ تیسرے نے اُسسے کہا کہ پانون پڑ
اور ہاتھ جوڑ۔ تو باباجی کیا کہتے ہین۔

فقیر۔ نہین اس سے پوچھو کہ یہ کیا دیکھے گا۔

لوگ۔ کیا دیکھیے گا بول۔

شخص۔ مین تو روپیہ کا بھوکا ہون۔ اور بس۔ دھن۔
دولت زر ثروت چاہتا ہون۔ جو باباجی مین قدرت ہو تو مجھے اسوقت
اور کچھ نہین تو دو ہی چار روپے دیدین۔

فقیر۔ بچا فقیرون کو دولت سے کیا کام۔ مگر اچھا دیکھو منگواتا ہون
چل چل چل چل۔ ہن برسے ہن برسے۔ برسو برسو برسو۔
کھن کھن کھن کھن۔ وہ برسے یہ برسے اچھا بچا جا فقیر کی ٹٹی مین
دیکھ۔ ٹاٹ کا کونا الٹا پرمیشر نے تیرے لیے کچھ بھیجا ہی ہوگا جا مگر
سر دیکھ کر جو اُسطرف کا سر چلتا ہو تو جانا۔ نہین تو زک اٹھائیگا۔

شخص۔ باباجی دائین طرف کا سر چلتا ہے۔ جاؤن۔

فقیر۔ سیدھا چلا جا مگر پیچھے پھر کے دیکھے تو تو جانے گا۔ اور جو
وہان کوئی ڈراونی صورت دکھائی دے تو ڈر مت جائیو نہین تو
مر جائے گا۔

ہان یہ تو کہنا بھول ہی گیا تھا کہ فقیر نے اُس کوٹھری کے ایک
کونے مین پردہ ڈال دیا تھا اور اُس پردے مین ایک آدمی کا منہ کالا
کر کے اُسکو بٹھا دیا تھا منہ کالا کولا سا اور ہونٹھ لال لال نکالے

دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے	دو تختے رہ عدم کے تا کے

اب اُن میان کی سٹی بھولی کہ خدا جانے کیسی بھیانک صورت نظر
آئیگی۔ ایسا نہو کہین کہ ڈر جائین اور جان ہی جاتی رہے تو لینے کے
دینے پڑین۔ باباجی ایک ایک سے کہتے ہین کہ جسکو روپیے لینا ہون چلے
مگر کسی کو جرأت نہین ہوتی کہ جائے تب تو ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا۔

نوجوان - لیجیے مین جاتا ہون -

فقیر - بچّا جاتا تو ہے مگر ذرا سنبھلے ہوے - دیکھ ہمنے جتا دیا ہے بچا -

نوجوان - اجی کیسا بچا - ہم تمھارے بھی بابا ہین - آپ کبھوے کس پھر تے ہین مجھے بھی کوئی وہ مقرر کیا ہے - مین ابھی جاتا ہون آپ وہ مہیب شکل دکھائیے -

فقیر - تیری جوانی پر ترس آتا ہے - مت جا - کہامان کہامان کہامان

نوجوان - (ڈراتا ہوا کوٹھری مین گھس گیا) -

ٹاٹ کو اُٹھایا اور جتنے روپیے رکھے تھے سب حضرت نے جیب مین رکھ لیے چلنے ہی کو تھے کہ پردے مین سے وہ مرد دیونما تڑسے نکل پڑا اور انکی طرف دانت کھول کر جھپٹا - اور جب کوئی گز بھر کا فاصلہ رہا تو منھ کھول کر چاہا کہ انکو کاٹ کھائے - یہ کیت آدمی - اِنھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ - جیسے ہی اُسنے منہ کھولا بس ویسے ہی اُنھون نے لکڑی حلق مین ڈالدی اور پہلے تو اتنی چوٹین لگائین - اتنی چوٹین لگائین کہ بوکھلا دیا اور پھر جھپٹ کر اتنا گدیایا اتنا گدیایا کہ یاد ہی تو کرتا ہو گا - اب اُنھون نے چاہا کہ اسکو باہر لیجائین تاکہ خلق خدا پر اِس ہزور کی قلعی کُھل جائے مگر وہ مرد دیونما بھی آدمی شہ زور تھا - ہاتھ چھوڑا کر دوسری طرف بھاگ کھڑا ہوا انھون نے روپیے ہضم کیے اور اکڑتے ہوے باہر نکلے تو حوالی موالی سب دنگ کہ یہ تو خوش خوش آتے ہین اور ہم سمجھے تھے کہ اب انکی لاش دیکھینگے اور یہ جیتے نہ پھرینگے - مگر وہ اور بھی اکڑ رہے ہین

نوجوان - (فقیر سے) کہیے حضرت وہ شکل کیا ہو گئی -

فقیر - تمھاری جوانی پر ہم نے رحم کیا -

جوان - رحم وحم تو نہین پہلے جا کر پوچھیے تو کہ کتنی ہلدی لگائی گر عقلا وہان بیٹھے ہوتے تو بخوبی سمجھ جاتے کہ باباجی فقرہ باز ہین یہ سب زبانی ہی داخلہ تھا باقی خیر صلاح - مگر وہان جتنے بیٹھے تھے سب مدعیان جرد ضیف الاعتقاد - باباجی کے کشف وکمال کے معتقد وہ سمجھے کہ بیشک باباجی نے اِس جوان پر رحم کیا ورنہ زندہ نہ بچتا اور بعض سمجھے کہ یہ نوجوان بھی صاحب کشف وکمالات ہے -

بھئی واللہ ضعیف الاعتقادی کے صدقے - سچ ہے پیر ما خس ست اعتقاد ما بس ست - خیر صاحب - اب باباجی نے خوب ہاتھ پاؤن پھیلائے - ایک روز کسی مہاجن کے ہان گئے - وہان محلے بھر کے مرد اور عورتین انکی درشنون کو جمع - اور پھولون کی برکھا بھی انپر ہوئی رات کو جب سب چلے گئے تو انھون نے مہاجن کے لڑکے سے کہا کہ ہم تم سے بہت پرسند ہین - اب ہم تمکو کچھ دیجائینگے - باباجی کا اتنا کہنا تھا کہ وہ لڑکا انکے قدمون پر گر پڑا - حضرت نے فرمایا کہ ایک کوری ہانڈی لاؤ - اور چولھا گرم کرو - مگر لکڑی نہو کنڈے ہون کہار نے سب سامان چٹکیون مین لیس کر دیا - آپ نے فرمایا کہ پیتل یا لوہے کا ایک تیر لاؤ جو طول مین دو انگل سے زیادہ نہو وہ فوراً ایک لوہے کا تیر لایا - باباجی نے فرمایا کہ اسکو ہانڈی مین ڈال دو اور پاؤ بھر پانی میرے پاس لے آؤ - پانی کو لیکر آپنے کچھ پڑھا اور ہانڈی مین اُسکے سامنے پانی ڈالدیا - تھوڑی دیر بعد ایک پڑیا دی اور کہا کہ سفید سفید دوا اسمین ڈالدو - کوئی آدھ گھنٹہ تک باباجی بیٹھے رہے آدھ گھنٹے کے بعد مہاجن کا لڑکا مکان کے اندر گیا اس موقع کو غنیمت جان کر باباجی نے لوہے کا تیر نکال لیا - اور سونا اپنے پاس سے ہانڈی مین ڈالدیا اور روانہ باشد - مہاجن کا لڑکا جو باہر آیا تو باباجی ندارد چو طرفہ ڈھونڈھ مارا مگر بے سود - ہانڈی کو جا کر دیکھا تو لوہے کا تیر غائب سونے کا تھکا موجود - محلے بھر مین خبر ہو گئی پھر تو باباجی کی سب کو جستجو ہوئی اور رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ ایک لالہ کی بیوی نے اپنا زیور دے دیا - کہ اسکے سونے کو ایسا کھرا کر دو کہ پچاس کے درسے بکنے کے لائق ہو جائے باباجی نے جو کوئی پانچ چھ ہزار کی

رقم پائی تو فقرو - اہل پولیس نے بڑی سرگرمی کی مگر نہ ملے نہ ملے ایک برس کے بعد پرسون پکڑے گئے - اب ہتکڑی بیڑی چلنے چاہا تو چودہ برس کے لیے بھیجے جائینگے - حضرت زمانہ بڑا نازک ہے -

ایک عروس نازنین کا دُلھن بنتے ہی بیوہ ہونا اور خلق خدا کا فرط الم سے آٹھ آٹھ آنسو رونا

اس شہر مینو سواد غیرت بہشت شداد مین میان آزاد سے

مالوس بادشاہی دستِ جنون زدیم
تخت روان آبلہ در زیر پای ماست

کہتے ہوے آزادانہ دیبا کانہ گھومنے لگے اور اِنکے شفیق بالتحقیق اور ہمدرد و رفیق میان خوجی چہرۂ زعفرانی بر سر اور لباس پہلوانی در بر فرضی قرولی در کمر اِس قطع سے ساتھ ساتھ جاتے تھے - دونون بیفکرے وہ دین و دنیا سے آزاد - یہ آزادون کے بھی استاد ع - خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + جب جی مین سینگ سمایا اُدھر بستر جمایا - جہان جی چاہا وہان پڑاؤ ڈالا - ع نے غم وزدنے غم کالا + فکر کے پیٹ مین بھالا - فکر چہ کتی ست کہ پیش مردان آید - جورو نہ جاتا - اللہ میان سے ناتا - خیر دونون با وفادار بیفکرون آوارہ کردارون کے سردارون نے شہر بھر کی خاک چھانی - گھومتے گھومتے ایک میدان فراخ مین پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک اونچے ٹیکرے پر ایک درویش شیخوخیت شگفتہ اور ارد گرد دس پانچ آدمی بیٹھے ہین - اور شاہ صاحب اونچے سرون مین لحن داؤدی گا رہے ہین کہ - ؎

نور نبوی در نظر ماست ہویدا	روشن نظرانیم وغمی رانشناسیم
بردانش ما انجم و افلاک بخندند	گر صاحب لولاک لما رانشناسیم
فرداے قیامت بہ پناہی نگریزیم	گر آن مہ و خورشید لقا رانشناسیم
فیضی نشو و خاتمہ مایہ ہدایت	گر ختم امامان ہدا رانشناسیم

ادھر درویش حق آگاہ عمدہ عرفاے اہل اللہ نے اِس غزل نعتیہ کو ختم کیا اور اُدھر حاضرین نے بآواز بلند کہا کہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین - اتنے مین ایک شخص نے آگے بڑھکر کہا کہ شاہ جی ایک سوال ہے - جلد اِسکا جواب لطف فرمائیے - مجھ سے ایک شخص سے لاگ ڈانٹ ہے - وہ میرا دشمن خونخوار ہین اُسکا عدو اور درپے آزار - وہ میرے خون کا پیاسا ہین اُسکی جان کا خواہان اسوقت مجھے ایسا موقع ہاتھ آیا ہے کہ اگر مین اپنے دل کا بخار نکالون تو وہ تمام عمر مصیبت اور تباہی اور رنج و غم اور ماتم و الم ہی مین بسر کرے اور کرتے دھرتے ایک نہ بن پڑے - وجہ یہ کہ اُسنے نشے کی حالت مین ایک روز سر بازار مجمع مین کرورون گالیان دین اور میرے پٹے پکڑکر دے ٹپکا - اور پھر کئی بار پٹخنیان دین اور خلق خدا کے سامنے مجھے ذلیل و خوار کیا دوسرے دن جب نشہ ہرن ہوا تو قدمون پر گر پڑا اور خواہان عفو قصور ہے

درویش - ع - درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست ؛ ان اللہ مع الصابرین - ؎

من درخطا بزرگم داو درعطا بزرگ	دارو بزرگی بجہان ہر کسی ایمن

خوجی - واہ اچھی صلاح دی - کوئی پاپیچ لگائے اور آپ کہیے کہ - ع - درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست ؛ اچھی لذت ہے ہم تو قرولی بھونک دین - واللہ -

آزاد - (خوجی سے) کیا بکتا ہے نامعقول (درویش سے) آپکی حکیمانہ اور بزرگانہ صلاح قابل صاد ہے (اُس شخص سے) اسی راے صائب پر عمل کیجیے -

شخص - چین بجبین ہوکر کھڑے کھڑے انتقام لونگا ابھی سمجھونگا وہ تو یہ کہکر چلدیے - مگر میان آزاد کے دل پر درویش طیب النفس کی صلاح نے بڑا اثر کیا علما و کمال کے مزاجدان

تو مجھے ہی سمجھے کہ یہ کوئی بڑے نامی گرامی بزرگ ہین۔
آزاد۔ حضرت جی چاہتا ہے عمر بھر آپکی خدمت کیا کرون۔
درویش۔ آپ کی نوازش۔ آپ کا حسن اخلاق ہے ورنہ مین تو اس لائق
ہون نہین۔ مشتِ خاک مضغۂ گوشت۔ اول خلائق۔
اضعف العباد۔ ؎

در ریاض آفرینش لالہ سان روئیدہ ام
پاے در گل داغ بر دل شعلہ در دامان ما

جب اور حوالی موالی اُٹھ گئے تو میان آزاد و خوجی اور وہ
درویش خدا ترس اکیلے رہ گئے۔
خوجی۔ کیون شاہ صاحب۔ آپ تو تمام شب یادِ الٰہی مین
مصروف رہتے ہونگے۔
درویش۔ (آہ سرد کھینچ کر) نہ۔ پانچ وقت نماز پڑھ لیتا ہون
اور دو سرے تیسرے تلاوت قرآن شریف۔
خوجی۔ آپ خدا رسیدہ بزرگ ہین۔
درویش۔ مین خدا ہی کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین خدا رسیدہ
کے معنی ہی نہین سمجھا آج تک۔
خوجی۔ حضور کی دعا مین بڑی برکت ہے۔

روے مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند
سببش بندگی حضرت درویشان ست

درویش۔ بھائی مین کیا اور میری دعا کیا۔ یاد رکھو ع بے رضاے
تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت ۔ یہ دعا تو صرف تشفی قلب اور تسکین
دل کے لیے ہے۔ باقی خیر صلاح۔
خوجی۔ پیر و مرشد یہ سچ فرمایا آپ نے۔ جو روز ازل سے قسمت
مین لکھا ہے وہی ہوگا۔ دعا کیا کر سکتی ہے۔
درویش۔ مین قسمت کے لکھے کو بھی نہین سمجھتا کہ اِسکے معنی
کیا۔ مُلا توفیق کشمیری خوب کہ گئے ہین۔ ؎

بروز حشر الٰہی چو نامۂ عملم
کنند باز کہ آن روز باز خواہ ست
بکن مقابلہ آنرا بسر نوشت ازل
اگر زیادہ و کمی باشد آن گناہ منست

آزاد۔ آپ کے خیالات نفیسہ کو بعینہٖ اپنے خیالات کے مطابق پاکر
اسوقت میرا دل فرطِ طرب سے جامۂ جسم مین نہین سماتا۔ معاف
فرمائیے گا پہلے تو مین یہی سمجھا تھا کہ جیسے اور آدمی درویش با کمال
بن بیٹھے ہین اور عوام کو دھوکا دے کر گمراہ کرتے ہین اسیطرح
آپ نے بھی اِس ٹیکرے کو رونق بخشی ہے۔ مگر بحمد اللہ کہ میری راے
غلط نکلی۔ آپ بڑے راست باز اور صاحب طبع رسا اور
معدن صدق و صفا ہین۔ ورنہ لوگ تو فقیر کے پردے مین دام
تزویر بچھاتے ہین اور ضعیف الاعتقادون کو لوٹ کھاتے ہین۔
درویش۔ (آہ سرد بھر کر) حضرت کچھ نہ پوچھیے۔ مین نے فقیرون
کے بھیس مین سیاحی اختیار کی ہے لیکن جس ملک جس صوبے
جس شہر جس قصبے جس گانوٗن مین پہونچا وہان ما فوق الخلائق نے
آن کر گھیر لیا اب کوئی تو کہتا ہے کہ میرا لڑکا ماندا ہے پھونک دو اور دم
مین کس کس سے کہون کہ یہ جھاڑ پھونک سب باتین ہین ع
بے رضاے تو یکی برگ نجنبد ز درخت ۔ ایک تو یونہی مین خجلت
کے بحر قہار مین ڈوبا ہوا ہون۔ دوسرے شیطان کا مرید بنکر عوام
کو گمراہ کرون جھاڑ پھونک کے ذریعہ سے اُنکو بہکاؤن اور انکا مال
حرام طور پر اُڑاؤن۔ یہ مجھ سے حشر تک نہوگا۔ مین صاف صاف
کہدیتا ہون کہ جھاڑ پھونک سب ڈھکوسلا ہے۔ ؎

سر تا سر دفترم سیاہ است
دیباچۂ نامہ ام سیاہ است

کوئی لڑکا مانگتی ہے (مسکرا کر) اور مین بوڑھا آدمی کس کس کو
سمجھاؤن کہ ارے غافلو اولاد خدا کی دین ہے کہین فقیرون کی
دعا سے لڑکے پیدا ہوا کیے ہین۔ ع۔ بے رضاے تو یکی برگ

نجنبد ز درخت*؛ کوئی کہتا ہی کہ آپ کی دعا سے میری شادی ہو جائے تو آپ کی خدمت کرون - اب فرمائیے اُنکے لیے بی بی کہان ڈھونڈھتا پھرون ع - بے رضائے تو یکی برگ نجنبد ز درخت کوئی آن کر کہتا ہی کہ مین کسی عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہو جاؤن تو آپکو جاگیر دون - عرض کیا کہ حضرت مین جاگیر سے باز آیا آپ اپنی جاگیر رہنے دین مین حاکم نہ حاکم بس - پھر نوکری میرے امکان مین کہان بھلا ع - بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت + القصہ میرا تو بیٹھنا لوگون نے دو بھر کر دیا - ناک مین دم آگیا جو آتا ہی وہ یہی کہتا ہی کہ کچھ دعا کیجیے - اور یہان دعا جانتے ہی نہین کہ کہتے کسے ہین - دعا سے ہو کیا سکتا ہی ع - بے رضائے تو یکی برگ نجنبد ز درخت ؛ افسوس کہ ہم نے کچھ نہ کیا آئے تھے معصوم اور جائینگے عاصی پُر معاصی ؎

بگریہ زادم و باگریہ از جہان رفتم | درین خرابہ جہان کامِ جہان نرفتم
چنانکہ شیر کند خواب طفلِ شیرین | فزود غفلت من از سفید موئیہا

خوجی - دونون اچھے ملے - ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے -

درویش - ع - بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت + اور ہم اسکو بھی دیوانہ پن سمجھتے ہین کہ املی کی پتیان کھانے لگے اور ایک ہاتھ کو اُٹھایا تو عمر بھر اُس سے کام ہی نہین لیتے - بولنا چھوڑ دیا - اب اشارون سے باتین کرتے ہین - یہ سب بناوٹ ہی - ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است | از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

بولنا چھوڑ دیا مگر دل ہی دل مین گالیان دے رہے ہین ایک ہاتھ سے کام نہین لیتے مگر دوسرے ہاتھ سے حرام چوری بکاری کا مال صرف کرنے کو مستعد ایسے ریاکارون سے ہر ذی ہوش کو احتراز لازم ہی - اپنا تو یہ مقولہ ہی ؎

گر گوہر طاعت نہ سفتم ہرگز | ور خاک درت بدل نرفتم ہرگز
نومید نیم ز بارگاہ کرمت | زیرا کہ دو را یکے نگفتم ہرگز

میان آزاد اِس تقریر سے جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کھلے جاتے تھے - خیر تھوڑی دیر بیٹھ کر رخصت ہوئے اور اسٹیشن پر پہونچے تو وہان ایک سانحۂ ناشنیدنی و عبرت خیز اور واقعۂ نادیدنی و حیرت انگیز نے انکو افسردہ اور پژمردہ کر دیا اِس داستان عبرت عنوان و حسرت توامان کے لکھنے سے کلیجہ شق ہو جاتا ہی اور صریر قلم صدائے الامان سناتا ہی - اُف ہائے افسوس وائے افسوس - ہمارے ناظرین باتمکین کے شیشۂ دل پر اِس سنگ سانحۂ جانکاہ سے ٹھیس لگے گی اور رقیق القلب آدمی آٹھ آٹھ آنسو روئینگے -

اب سنیے کہ ایک زمیندار باوقار متقی و پرہیزگار کے فرزند دلبند و جگر پیوند کا کسی دوسرے گانون مین نکاح ہوا اور دولہا دلھن کا انھین کی مرضی سے بیاہ ہوا - دلھن اِس نوجوان کے گل رخسار پر ہزار جان سے مثل بلبل عاشق تھی اور وہ اُس پیاری لڑکی کے حسن گلوسوز کا شیفتہ و شیدا - دونون نے منہ مانگی مراد پائی تھی اور بعد مدت دلی آرزو بر آئی تھی - وہ خوش و خرم کہ جس پری پیکر رشک قمر سے آنکھ لڑی - وہی بیاہ کر چڑھی بشاش بشاش کہ جوان طناز پایا جسکے لیے منت مانی تھی اُسی کے ساتھ نکاح پڑھوایا - ناظرین فسانہ خود غور کر سکتے ہین کہ جب کبھی کسی جوان صالح کو حسب دلخواہ گلعذار و طرحدار نیک ذات و پاکیزہ صفات خوش سیرت و خوبصورت پارسا مہ لقا و کمسن بیوی ملے تو اُسکو کیا کچھ فرحت اور مسرت حاصل ہوگی بس کچھ نہ پوچھیے - کوئی پیاری کنواری لڑکیون اور شریف زادیون کے دل سے پوچھے کہ اُنکو اس بات کی

کیسی خوش رہتی ہی کہ جس لڑکے کے ساتھ اُنکا بیاہ ہونیوالا ہی وہ بد وضع یا بد قطع تونہین ہی - اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ وہ عالی خاندان بھی ہی - معالی دودمان بھی - خوش رو بھی ہی خوشخو بھی ہی صحبت اور تعلیم بھی اچھی پائی ہی - علما و فضلا تک بھی رسائی ہی - تو پھر مارے خوشی کے باچھین کھل جاتی ہین - اِس دلھن کی آنکھ جب سے زمیندار کے لڑکے پر پڑی تھی اور جب سے اُسکی آنکھ اِس جادو نگاہ رو کش مہر و ماہ سے لڑی تھی دونون راتونکو اُٹھ اُٹھ کر دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمارا نکاح ہو خداوند ہم دونون کا آپس مین بیاہ ہو - دل ہی دل مین وہ پیاری لڑکی کہتی تھی کہ الٰہی وہ دن جلد دکھا کہ میرے دروازے پر میرا دولھا آئے اور وہی پیارا جوان مجھے ہنسی خوشی بیاہ لیجائے اب یہ بیان لکھتے ہوے کلیجہ مُنھ کو آتا ہی کہ زمیندار کا لڑکا جسوقت دُلھن کو بیاہ کر اپنے گھر لے چلا اور دُلھن کو زنانے کمرے مین بٹھا کر ریل کے ایک درجے مین قدم رکھنے ہی کو تھا کہ ایک شقی القلب نے تیغ خون آشام نیام سے نکالی واحسرتا - اِسوقت فرط الم سے ہمارا دل اسقدر بھر آیا کہ قلم رک گیا طوفان اشک مثل سیل عظیم امڈا چلا آتا ہی - حضرت یہ چوٹ کھایا ہوا دل ہی - ؎

اشکم برون می افگند راز درون پردہ را
آرے شکایت ہا بود از خانہ بیرون رفتہ را

حضرات ناظرین! اب کلیجے کو تھام لیجیے اور ضبط گریہ کیجیے اور سُنیے کہ اُس جوان طناز صالح و پاکباز نے جیسے ہی ریل کی ایک گاڑی مین بایان قدم بڑھایا تھا ویسے ہی اُس شقی نے شمشیر دو پیکر سے نکالی اور تُلا ہوا ہاتھ اُس جوان پر لگایا کہ سر کو تا بیخ اُنثی کاٹ کر جگر کو کاٹتا ہوا کمر تک آیا افسوس کہ وہ مقتول پیچھے پھر کے اپنے قاتل کو دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تھا اور اسٹیشن پر اس بیگناہ بے بس و بیکس کی لاش پھڑکنے لگی - ؎

ز دست و بازوئے گشتہ تو شد معلوم	کہ بعد کشتہ شدن ہم تلاشہا باقیست

ادھر اُسکی لاش خون مین آغشتہ پھڑک رہی تھی ادھر اجل سر بالین کھڑی ہنس رہی تھی کہ میان صاحبزادے اب کس کی تلاش مین ہاتھ پاؤن مارتے ہو - اُف - اُف!!! -

اُس بیچاری دُلھن کو ابھی معلوم ہی نہین کہ اُسپر کیا بجلی گری وہ ہنس ہنس کر اپنی دایہ کی چھوکری سے کہہ رہی ہی کہ کیون دل بہار ہمارے میان کو دیکھ کر تمھین حسد تو نہین ہوتا - یہ خبر ہی نہین کہ میان نے جان آفرین کو جان سپرد کر دی اور داغ مفارقت ابدی دے گئے - اتنے مین اسٹیشن پر کہرام مچ گیا - صدہا آدمی دوڑ پڑے اور غُل غپاڑے کی آواز بلند ہوئی -

دلھن - دل بہار - دیکھو یہ غُل کیسا ہی - ذری جھانک کر دیکھنا تو

آواز غیب - ندی کنارے دھوان اُٹھت ہی مین جانون کچھ ہوے ❊ جسکے کارن مین جوگن بھئی وہی نہ جلتا ہوے ❊

دل بہار - (جھانک کر) ہی ہی کسی نے ایک آدمی کو مار ڈالا ہی - چبوترہ سارا لہو لہان ہی -

دلھن - ارے! توبہ توبہ! کیا جانے کون تھا بیچارہ -

دل بہار - (پھر جھانک کر) ہین - ہین! خیر تو ہی لاش کے سرہانے کھڑے تمھارے دیور رو رہے ہین -

ایکدفعہ لاش کے پاس سے آواز آئی کہ ہاے بھائی ہاے میرے بھائی تو کدھر گیا

دلھن - (کلیجہ دھک دھک کرنے لگا) ہائین بھائی بھائی کر کے کون روتا ہی - اُف - ارے مین لٹ گئی - (ریل سے اُتر کر چھاتی پیٹتی ہوئی چلی) حضرات ناظرین - ؎

جاے نشاط نیست خطرگاہ روزگار | پست و بلند آن سر راست و پائدار

یہ اسٹیشن پر کون مصیبت زدی جاتی ہے۔ ہاے یہ وہ شکر لب ہی جو ناز و نعم سے پالی گئی تھی۔ جو کبھی نیچے مکان کی ڈیوڑھی تک نہ گئی تھی وہ اب ہزارون آدمیون کے غول مین روتی چلاتی ہوئی جاتی ہے۔ نعش مقتول کے قریب پہونچی تو ہاے کا نعرہ اس زور سے بلند کیا کہ کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا شیرون کے کلیجے دہل گئے۔ رستم قبر مین کانپ اٹھا۔ اسفندیار کی روح تھرتھرانے لگی۔ ثور فلک اور گاو زمین کا کلیجہ لرزنے لگا فرط حیا اور جوش جنون اور طغیانی بحر الم سے نظر بھر کر نعش بیکفن کو نہ دیکھ سکی۔ ع

من از حیا نتوانم کہ بر رخت نگرم | ترا خیال کہ مستغنی از وصال توام

دلھن۔ زبان حال سے۔ ع

اے بے تو حرام زندگانی | جز بے تو کدام زندگانی
بے روے خوش تو زندہ بودم | مرگے ست بنام زندگانی

نعش بیکفن۔ زبان حال سے۔

گر اضطراب نہ دارم ز آرمیدن نیست | شہید عشق ترا فرصت تپیدن نیست

دلھن۔ زبان حال سے۔ ع

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد | روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

نعش بے کفن۔ زبان حال سے ع

شہید حسرت آغوشت اے نازک بدن گشتم | بجاے موے سر در ماتم بند قبا بکشاے

دلھن۔ ہاے لٹ گئی لوگو یہ کیا بجلی گرائی (متحیر ہوکر)۔ آگے لوگو یہ ہوا کیا۔

دل بہار۔ ہے ہے دلھن لٹ گئی۔

دلھن۔ (چھاتی خوب زور سے پیٹ کر) ہی ہی کیسی دلھن دلھن کون تھی۔ ہاے مین تو بیوہ ہون۔

اتنے مین اسٹیشن کی دو چار عورتین۔ اسٹیشن ماسٹر کی بیوی گارڈ کی لڑکی۔ ڈرائیور کی بھتیجی کنجی کھونٹے والی سرائن نے قریب آن کر اور رو رو کر سمجھایا۔

دلھن ع

خواہم کہ بران سینہ نہم سینۂ خود را
تا دل بتو گوید غم دیرینۂ خود را

یہ شعر زبان سے پڑھ کر پھر نعرہ (ہاے) بلند کیا اور دم سے نعش پر گر پڑی اور اپنے پیارے شوہر کا ساتھ دیا۔

حضرات ناظرین۔ یہ اسی دنیا کے لیے حضرت انسان بغض و عداوت اور تعصب کے پتلے بنے ہوے ہین۔ ع

افسوس کہ عمر رفت و ہشیاری نیست | در داکہ خیال خویشتن داری نیست

فغان کہ قافلۂ عمر رفت نیم قدم
طریق راست نہ پیمود نفس کاہل ما

میان بیوی عاشق و معشوق کی لاشین دیکھ کر بڑے بڑے سنگدل آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے۔ اسٹیشن ماتم کدہ بن گیا تھا چوطرفہ کہرام مچا ہوا تھا۔ دونون جوانون کی نعش بے کفن کے گرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگے تھے اور زن و مرد سب حسرت اور عبرت اور حیرت کی نظر سے لاشون کو دیکھتے تھے۔ استعجاب تھا کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہے جسے دیکھو انگشت حیرت در دہان جسے نظر ڈالو مصروف آہ و فغان کلیجہ منھ کو آتا تھا۔ سینہ شق ہوا جاتا تھا۔ میان کی لاش پر بیوی کی لاش کو مرغ بسمل کیطرح تڑپتے دیکھ کر روح پر صدمہ تھا۔ چند منٹ مین لاش تڑپ کر سرد ہوگئی ہے ہے کیا سانحۂ روح فرسا ہے۔ ہے ہے۔ کیسا واقعہ جانگزا ہے۔ دلھن کے ہاتھ پانؤن مین مہندی لگی ہوئی۔ چپکا زیب سر عروسی لباس زیب بر۔ زلف چلیپا تا کمر۔ سر سے پانؤن تک زیور ہی زیور مگر دم کے دم مین خون در جگر۔ وہ جوش وہ خروش۔ وہ ولولہ وہ جوش

شوق - وہ خواہش - وہ اُمنگ سب خاک مین مل گئی - دل کی دل ہی مین رہی شب عروسی کی شکل ہی نہ دیکھی کہ روز ہجران نصیب ہوا - اسٹیشن تک ابھی ابھی نفس پر چڑھکر بصد کروفر آئی تھی اب تابوت مین جائیگی - جہیز ابھی میکے سے سسرال جانے بھی نہ پایا تھا کہ قبر کی فکر ہونے لگی ابھی لباس سے عطر فتنہ کی مہک آرہی تھی کہ کافور کی تدبیرین ہونے لگین صبح کو دروازے پر روشن چوکی در شہنائی بج رہی تھی اب صدائے ماتم بلند ہے - تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ اہل شہر گھرون اور چھتون اور دکانون سے برات دیکھ رہے تھے اب جنازہ دیکھین گے - اُس دُلھن کا دیور معصوم لڑکا بارہ تیرہ برس کا سن اِس واقعے کو دیکھکر دنگ ہوگیا اور شل ہوکر تصویر خاموش کھڑا رہا - آتش غم نے اشکون کو بھی جھلسا دیا - چہرے سے انتہا کی حیرت ٹپکتی تھی کہ یہ کیا ہوا آخر کار بیخود ہوکر گر پڑا - لوگ سمجھے کہ اِس بیچارے کم سن نے بھی عاقبت کی راہ لی - مگر گلاب چھڑکا کیوڑا اڑا کر سوندھی سوندھی مٹی ناک کے پاس لے گئے لخلخہ سونگھایا تو اُسنے آنکھین کھول دین لیکن صورت ایسی مہیب کہ دیکھے ڈر معلوم ہوتا تھا - دل بہار دونون لاشون کے پاس بیٹھی تھی مگر آنسوون کا تار بندھا ہوا تھا - دل بہار دُلھن کے ساتھ کھیلی تھی اور ہم سن ہونیکے سبب سے وہ اِس کنیز کر دی کو بہت چاہتی تھی - تمام عالم اُسکی نظرون مین تیرہ و تار تھا - اندھیر چھایا ہوا - دولہا کا خدمتگار باورچی سپاہی اُس قاتل شقی کو زور زور سے جوتے اور تھپڑ لگا رہے تھے اور اپنے آقازادے کو یاد کرکے ڈھارون ڈھار روتے جاتے تھے - خیر اسٹیشن ماسٹر نے دو پلنگ منگوائے اور اُنکی لاشون کو عزت کے ساتھ اُٹھوا کر اسٹیشن کے ایک صاف ستھرے کمرے مین رکھا - اور اُس مقتول کے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لیجا کر اپنے کمرے مین بٹھا کر دلاسا دینے لگا - دل بہار اُن دونون کے سرہالین بیٹھی رو رہی اور تڑپھا مچھل رہی تھی - کہ کبھی نہ بیٹھنے پائے - خدمتگار کمرے کے باہر غمزدہ اور افسردہ پژمردہ اور نیمجان کھڑے رو رہے تھے -

جسوقت یہ سانحہ ہوا تو گارڈ اور ڈرایور اور خلاصی اور مسافر سب ریل پر سے اُتر آے اور مسافرون نے کہدیا کہ اسوقت ہمارا دل بھر آیا ہے - ہم نجائینگے نہ جائینگے - بلا سے ٹکٹ کے دام گئے اس قاتل خونخوار کو دیکھکر سب کی آنکھون مین خون ٹپکتا تھا اور یہی جی چاہتا تھا کہ اسکو بس ابھی دم بھر مین ڈالین اتنے مین لال کرتی کا ایک گورا جو سانحۂ ہوش ربا سے مارے رقت اور رنج کے بڑی دیر سے چلا چلا کر رو رہا تھا ضبط غصہ نہ کرسکا جوش مین آکر جھپٹا اور اُس شقی کے پٹے پکڑ کر خوب پیٹا اور اور کئی بار کاٹ کاٹ کھایا اور دانتون سے بوٹیان نوچ نوچ لین - جو لوگ اور اہلکار اور مسافر اور ریل کے ملازم اُسوقت وہان موجود تھے اُنھون نے بھی دیدہ و دانستہ آنکھ بچورائی اور ایسے ناہنجار کو پٹتے ہوے دیکھکر خوش ہوے - اتنے مین اُس عروس کے گھر پر خبر ہوئی - تو کہرام مچ گیا - شادی کا گھر عزاخانہ ہوگیا - ہاے افسوس واے افسوس کہین ڈھول بجتی تھی کہین ڈومنیان رات بھر کی تھکی ماندی سو رہی تھین - ایلین خوش خوش پھرتی تھین مغلانیان نئے نئے جوڑے پھڑکاتی تھین دل بہار کی مان اترائی جاتی تھی کہ اُسکی لڑکی دُلھن کے ساتھ گئی ہے وہان قدر و عزت سے رہے گی کہ دفعتہً یہ بجلی گری - اب وہان کا حال ناظرین فسانہ خود قیاس کرسکتے ہین کہ لڑکی کو رخصت کیے ہوے پہر بھی نہ ہوا تھا اور بوقت رخصت جو آنسو فرط طرب سے والدین اور اعزا و اقربا کی آنکھون سے نکل پڑے تھے وہ اچھی طرح خشک بھی نہونے پائے تھے کہ دولہا اور دلھن

دونون شہید ہوگئے اور ریل کے اسٹیشن پر بیکسی کی حالت مین انکی جان شیرین بصد تلخ کامی گئی - لڑکی کی مان تو اس سانحۂ جان گزا کا حال عبرت مآل سنتے ہی بس بت بنگئی رونا دھونا تڑپنا چلانا غل مچانا سر پٹینا سب بھول گئی - حیران و ششدر ستون کے سہارے بیٹھی آنکھین پھیر پھیر کر دیکھ رہی ہے مگر صورت وہ مہیب کہ الاماں - گھر بھر مین چھوٹے بڑے سب سر پٹ رہے ہین - ڈومنیان سوتے سوتے جاگ اٹھین - ہے ہے خیر تو ہے سنتے ہی آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے ہاے صبح کو مبارکباد گاتی تھین اب آنسو بہاتی ہین - جو جہان تھا وہ وہان ہی رہ گیا - لونڈیون نے آسمان سر پر اٹھایا - باہر سے خدمتگارون اور نوکرون نے صداے ماتم بلند کی - اسکے بوڑھے باپ کو جو خبر ہوئی تو وہ پیر مرد خستہ جان خستہ درون ہاے ہاے کہکر - ع - اٹھا تو گرا گرا تو بیہوش ہوش آیا تو آنکھون نے جواب دیا - کچھ سوجھتا ہی نہین سے

ہر داغ جگر شرر فشانش
زد خندہ چو شمع بر فغانش

فوارۂ خون ز دیدہ جوشید
زانسان کہ سحر شعاع خورشید

شد نالۂ زار شورش انگیز
مژگان گردید ارغوان بیز

می خست درون بناخن یاس
می سفت جگر بنوک الماس

جوشید بہ سینہ تلخ آبش
موجی شدہ بنض اضطرابش

می گفت سخن باہ و زاری
می سوخت ز داغ دلفگاری

کبھی دیوانون کی طرح گریبان کو چاک کر ڈالا کبھی خاک پر لوٹنے لگا اب سمجھائے کون - سب صید یاس حرمان مصروف آہ و فغان تھے کسی کو کچھ نظر ہی نہ آتا تھا جسے دیکھو مارے غم کے بدحواس اور سراسیمہ ہوا جاتا تھا - سے

می گفت کہ این چہ فتنہ برپاست
این گرد خرابی از کجا خاست

یارب چہ کنم چہ چارہ سازم
چون شمع بسوز جان گدازم

زین نالۂ آتشین ترانہ
شوری ست کرانہ تا کرانہ

اُس دخت گلفام کی بوڑھی مان ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی کہ ارے آخر تم روتے کیون ہو - ہاے یہ ہوا کیا - دیکھو مجھے رونا نہین آتا میری پیاری لڑکی گئی گذری ور ایک آنسو بھی میری آنکھون مین نہ آیا - اُنکے اعزہ مین سے تیس چالیس آدمی بصد حسرت و یاس ماتم کرتے خاک اڑاتے اسٹیشن پر گئے - وہان پہونچے تو دیکھا کہ ہر در و دیوار سے صداے ماتم بلند ہے غریب و امیر برنا و پیر سب رو رہے ہین - اسٹیشن ماسٹر نے روتے روتے اُنسے کہا کہ اِس کمرے مین جائیے اور وہ گئے سب - سے

آمد بر آن دو خستہ خاطر
وز عشق عجوبہ دید ظاہر

حیرت زدہ رو برو نشستند
بر لب در گفتگو بہ بستند

صد گونہ بہ خلق گفتگو بود
ہر سمت نواے ہاے و ہو بود

دونون کی لاش کو اُنکے گھر لے گئے - راہ مین ہزارون آدمیون کا انبوہ کثیر اور جم غفیر ساتھ اور سب گریہ و نالان قدم قدم پر آہ و فغان جن لوگون نے ان دولھا دلھن کی صورت خواب مین بھی نہین دیکھی تھی جانتے بھی نہ تھے کہ کون ہین اور کہان رہتے ہین وہ تک زار زار روتے تھے - اور چوطرفہ سے آدمی ٹوٹے پڑتے تھے ایک ایک پر دس دس اور بیس بیس گرے پڑتے تھے اور لوگ اسطرح پر ماتم کرتے تھے کہ گویا اُنکا کوئی خاص عزیز اور قریب کا رشتہ دار مر گیا ہے - دکانداروں نے جنازے کو دیکھا اور دکان بڑھا کے ساتھ ہو لیے - عورتین بازارون اور جھروکون اور کھڑکیون اور چھتون پر سے چھاتی پیٹتی تھین کہ ہے ہے یہ کیا ہوا خدا ایسی گھڑی ساتوین دشمن کو بھی نہ دکھاے سواریون پر سے رئیس زادے اُتر اُتر پڑے اور جنازے کے ساتھ ماتم کرتے ہوے چلے - اب ادھر کا حال سنیے کہ اسٹیشن پر سناٹا ہے اور اہل پولیس

اُس شقی القلب کو لئے ہوے کچہری جا رہے ہین اُسکے ساتھ بھی بھیڑ ہی اور فرطِ جوش سے لوگ گھس بیٹھ کر اُسکو مار رہے ہین حتی کہ کچہری تک جاتے جاتے ادھ مرا کر دیا - برق انداز بھی دانت کٹ کٹا کٹ کٹا کر رہجاتے تھے - اشارون سے لوگونکو ترغیب دیتے تھے کہ خوب گدّے لگاؤ - اور کچومر نکالو - یہ اسی لائق ہے اتنی شہ جو پائی اور ونادن پڑنے لگین - مگر اِس سے کیا فائدہ جو ہونا تھا وہ ہوا - اتنے مین صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دو انسپکٹر آئے اور اُنھون نے بھیڑ کو قاتل کے قریب سے ہٹایا - جسوقت دونون لاشین گھر پر پہونچین اُسوقت کے کہرام کا کچھ حال نہ پوچھیے - ناگفتہ بہ - اگر ہم کل حالات ہوبہو بیان کرین تو ناظرین بے اختیار رو دین - ہائے افسوس وائے افسوس - رباعی -

دیروز چنان وصال دل افروزی
امروز چنین فراق عالم سوزی
افسوس کہ بر دفتر عمرش ایام
این را روزی نویسد آنرا روزی

اللہ بس باقی ہوس -

خلاصہ کلام یہ کہ جسوقت لاشین دروازے پر پہونچین سارا شہر اُس جگہ موجود تھا - مگر شانِ خدا - ایک پیر مرد مقدس بھی وہان وارد ہوے - اِس سانحۂ غمناک کو سنکر کمال افسوس کیا اور ایسے الفاظ زبان پر لائے کہ اُس دختِ زہرہ جبین کے بوڑھے باپ کا دل دنیا ہی سے پھر گیا اور غم والم رنج و ماتم بدرجہا کم ہو گیا پیر مرد نے نہایت متانت سے عجیب لب و لہجہ مین کہا کہ -

پیر مرد ؎ یاران رفتگان کو کیا روئیے حسرت
کیا تم روانہ سوے ملکِ عدم نہ ہوگے

بھائی سنو تم ہمارے ہمعصر ہو - اب ہم تم دونون لبِ گور ہین اور دو چار برس بیحیائی سے جیے تو جیے - ورنہ اب چل چلاؤ لگ رہا ہی کسی کو ہم کیا روئین جس طرح تم آج اپنی پیاری بیٹی کو رو رہے ہو - اسیطرح کروڑون آدمیون نے اپنی اولاد کی وفات کا غم کیا ہوگا - مگر نتیجہ - یہ روتے کس زندگی کو ہو - جو ہوا وہ ہوا - بس اب صبرِ جمیل خدا تمکو عطا کرے - میرا لڑکا اور ایک ہی لڑکا کیسا خوبصورت کہ گلاب کے پھول کی اُسکے مقابل مین قدر نہ تھی اور علم و فضل مین اِس درجہ کمال حاصل تھا کہ سترہ برس کے سن مین دو عربی کی کتابون کا مصنف ہوا - مگر اجل نے اُسکو نہ چھوڑا - شادی کے دوسرے ہی مہینے درد قولنج مین تڑپ تڑپ کر مر گیا - اب نوجوان بہو معصوم بیچاری گھر مین بیٹھی ہی تم خدا کا شکر کرو کہ تمھارے داماد کے مرتے ہی لڑکی سچا عشق اور پاکبازی ظاہر کر کے چل بسی اور خلد برین مین داخل ہوئی ورنہ اگر بعد وفات شوہر زندہ بھی رہتی تو اُسکو دیکھ دیکھ کر تمھارے دل کا کیا حال ہوتا - جس دن میرا لڑکا مرا مین درزی سے اُسکے لیے کفن سلوا رہا تھا باہر سے ایک میرے دوست اُسی دن وہان آئے اور دروازے پر ہجم غفیر دیکھ کر پوچھا کہ خیر تو ہے - یہ کیا سلوا رہے ہو مین نے کہا کہ میرا لڑکا جسکی عمر سترہ برس کی تھی آج صبح کو رہ گراے عالم بقا ہوا - اب مین اُسکے لیے کفن سلوا رہا ہون یہ اُسکی آخری خدمت میرے متعلق ہے - پھر وہ کہان مین کہان - لوگون کا دل بھر آیا اور جو اہل دل تھے اُنھون نے میری پیٹھ ٹھونکی کہ واہ رے استقلال واللہ رے صبر - سبحان اللہ بھائی رنج و شادی خانہ بربادی خانہ آبادی اِس جہان مین توام ہے - مرنا اور جینا لازم و ملزوم ہے - کوئی عنفوانِ شباب مین مرا کوئی پیرانہ سالی مین مگر ؎

هر آنکه زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دهر مے کل من علیها فان

اس سے کسی کو مفر ہی نہین - پھر اِسکا افسوس ہی کیا - جو مرا

وہ اچھا گیا - اب تم کہا مانو کہ رنج وغم کو دل سے بھلا دو - وہ خدا کی امانت تھی - خدا کے سپرد کر دی گئی - پھر اسمین آپکا کیا اجارہ ہی - انسان کو ہر حال مین شاکر رہنا چاہیے - مشیت ایزدی مین کیا چارہ ہی - عورتون کو رونے دیجیے وہ یہ باتین کیا جانین آپ تو جانتے ہین - ؎

لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے ۔ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

یہ تو فرمائیے کہ موت سے بچ کون جائیگا - کیا آپ نہ مرینگے پھر رونا دھونا کیا ہی - ضبط کرنا فرائض انسانی مین سے ہی -

اس تقریر پُر تاثیر نے اُس پیر فرتوت غمدیدہ و ستم زدہ کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُسنے کہا کہ حضرت آپ میرے لیے اسوقت خضر ہو گئے بلکہ عجب نہین کہ آپ خضر ہی ہون اور میری یہ مصیبت دیکھ کر انسان کی شکل مین آئے ہون کہ مجھے سمجھائیے اور میرے غم کو دور کیجیے - ؎

اے خدا قربان احسانت شوم ۔ این چہ احسان ست قربانت شوم

ہی ہی گھر سے رونے کی آواز جو آئی تو کلیجہ شق ہو گیا - اب ضبط کرنا محال ہی - مگر آپ کی صلاح نیک کا قدم قدم پر خیال ہی ممکن کیا کہ اشک آنکھون سے جاری ہون -

اُدھر قاتل کی تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ وہی شخص تھا جو اُس درویش کے پاس بیٹھا تھا - اور جس نے درویش سے پوچھا تھا کہ ایک آدمی سے اور مجھ سے لاگ ڈانٹ ہی کہیے تو اُسکو مار ڈالون - دیوانہ پن کی حالت مین گھر سے بھاگ کھڑا ہوا تھا اُسکا باپ اُسکو زنجیر پہنا کر رکھتا تھا مگر بے سود ایک روز زنجیر تڑا کر دو راہی ہوا اور گانون سے نکل کھڑا ہوا بہت کچھ تلاش کی گئی مگر پتا نہ ملا نہ ملا -

جب تحقیقات ہوئی تو اُسنے اجلاس پر بیان کیا کہ -

مجرم - ہو ہو ہو ہو - قہ قہ - ضیق النفس - ع - ہر چہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم + ادب ادب سے کام کرو -

عدالت - یہ سودائی نہین ہی بنتا ہی -

ڈاکٹر - (امتحان لیکر) نہین خلل دماغ تو تھا - مگر قتل اُسنے ثبات عقل مین کیا -

الغرض سشن سے پھانسی کا حکم ہوا -

صبح کے وقت جیلخانہ مین پھانسی آئی اور کانسٹیبلون کے کئی گارد اور کئی افسر خاکی وردی پھڑکاتے سنگینین چمکاتے ہوے رپ رپ کرتے آن موجود ہوے - قاتل بھی آیا پھانسی کو دیکھ کر بدن کا خون خشک ہو گیا اور چہرے پر موت کے آثار نمودار ہوے - بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ایک دفعہ ہی اُسنے بڑی حسرت اور مایوسی کے ساتھ کہا کہ بھائی ہندو ڈرام رام اور بھائی مسلمانو سلام -

یہ فقرہ سن کر کل حاضرین کا جو کوئی دس ہزار سے کم نہونگے دل بھر آیا - مجرم نے پھر پھانسی کی طرف نظر کی اور کانپ اُٹھا اور کانپتے تھراتے ہوے یہ اشعار پڑھنے لگا - ؎

کوئی دم کیجیے کس طور سے آرام کہین ۔ چین دیتی ہی نہین گردش ایام کہین
صید لاغر ہون مری جلد خبر لے صیاد ۔ دم نکلجائے تڑپ کرنہ تہ دام کہین

خوجی - کیون میان شعر تو اُسنے کچھ بے تکے سے پڑھے بھلا اسوقت اُسکا کیا ذکر تھا -

آزاد - چپ بھی رہو بس تم کو تک بندی ہی کی سوجھتی ہی اور اُس بیچارے کی جان پر بن آئی ہی - ؎

اُنھین کچھ رحم بھی آتا ہی یار وقت خونریزی ۔ چھری جب حلق عاجز پر رواں جلاد کرتے ہین

الغرض پھانسی پر چڑھا دیا گیا - اور لاش پھڑکنے لگی - اتنے مین لوگون نے دیکھا کہ دفعتہً ایک شخص گھوڑا کڑکڑاتا اور سرپٹ

دوڑاتا ہوا سامنے سے آرہا ہی- اور دم کے دم مین داخل جیلخانہ ہوکر اُسنے کہا کہ روکو ابھی پھانسی نہ دینا اور وہان لاش پھڑپھڑا رہی تھی- حضرت دل کا بھی عجب حال ہی- گھڑی مین ماشہ گھڑی مین تولہ ابھی وہی دن ہوے کہ شہر بھر اِس قاتل کے خون کا پیاسا تھا کسی نے دانتون سے بوٹیان نوچین کسی نے کاٹ کھایا کسی نے اِس زور سے چٹکی لی کہ اُسکا رنگ زرد ہوگیا سب دست بدعا تھے کہ اُس شقی القلب کو ایسی سخت سزا ملے کہ اُسکی بوٹیان اُڑائی جائین تکے اسکے بدن کے چیل کوے کھائین زندہ دفن کیا جائے اور آج لاش کا پھڑکنا دیکھ کر اکثرون کی آنکھون سے اشک جاری ہوگئے اور بہتون نے افسوس کیا- توجہ کیا- اسوقت اِسکو بے بس حالت مین دیکھ کر اُسکا قصور اُسکا گناہ اُسکا جرم کچھ بھی یاد نہین آتا تھا- جسوقت پھانسی پر چڑھایا گیا اور لاش پھڑکنے لگی تو ایک شخص رہوار باد رفتار کو سرپٹ دوڑاتا اور کڑکڑاتا اور چمکاتا ہوا آیا اور جیسے ہی جیلخانہ مین داخل ہوا ویسے ہی پکارا کہ روک لو روک لو- مگر اُسی دم لاش کا پھڑکنا موقوف ہوا اور لاش سرد ہوکر گھومنے لگی اِس واقعۂ درد انگیز کو دیکھ کر وہ سوار دھم سے گھوڑے پر سے گر پڑا اور گرتے ہی کہا کہ یہ تیسرا تھا لوگون کو تعجب ہوا کہ یہ کیا اسرار ہی- سمجھ گئے کہ اُسکے اعزہ مین سے کوئی ہوگا- قریب جاکر سنتری نے پوچھا کہ تم کون ہو- اُسنے دیوانہ وار نظر کرکے کہا کہ یہ تیسرا تھا- اتنے مین داروغہ جیل نے پوچھا کہ تم کون ہو بھئی اور یہان اِسوقت کیون آئے ہو اُسنے پھر آہستہ سے کہا کہ یہ تیسرا تھا اب ایک ایک آدمی اُس سے پوچھتا ہی کہ میان تم کون ہو- اور یہ روک لو روک لو کی آواز کیون دی تھی- وہ آہستہ آہستہ یہی کہتا ہی کہ یہ تیسرا تھا- یہ معما کسی پر نہ کُھلا- سمجھ مین نہ آیا چو طرفہ لوگ حیرت زدہ کھڑے تھے- لاکھ لاکھ تدبیرون سے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہا کیا کہ یہ تیسرا تھا- اب اِسکے اردگرد بھیڑ لگی ہوئی ہی- میان آزاد نے جو اُسکی صورت پر بغور نظر ڈالی تو دیکھا کہ جوے اشک اُسکی آنکھون سے روان ہی- مگر چلانے اور آہ سرد بھرنے کی طاقت جسم مین نہین بآواز بلند میان آزاد نے کہا کہ ارے یارو اِس خستہ درون سے کیا پوچھتے ہو کہ تو کون ہی- ہمارا دل گواہی دیتا ہی- کہ یہ اُس شخص کا باپ ہی- اِسکے اشک اِسکے دردِ دل کی خبر دیتے ہین- یہ آنسو نہین ترجمان دل ہین- اِسکے جسم کے ہزار ہزار قطرۂ خون ایک ایک اشک بنکر نکل رہے ہین-

آزاد- آپکی حالت پر افسوس آتا ہی حیف صد حیف-

سوار- (آہستہ سے) بھائی یہ تیسرا تھا-

آزاد- صبر- صبر- صبر- اور کیا کرسکتے ہو-

سوار- (اور بھی آہستہ سے) ہاے یہ تیسرا تھا-

حکام جو اُس مقام پر کھڑے تھے- اور جو اِس پھانسی کی نگرانی کے منتظم تھے اگرچہ اُنکو پھانسی پر چڑھنے کے وقت اُسنے ہزارون بے نقط سنائی تھین اور صدہا گالیان دی تھین- لیکن وہ حکام والا مقام بھی اُس بوڑھے سوار کی یہ حالت دیکھکر کف افسوس ملنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ اسوقت اس پیرمرد کی حالت زار نے ہمین افسوس ناک کیا- ڈاکٹر صاحب نے اُسکی نبض دیکھی تو کہا انتہا کا ضعف ہی- اسکا بچنا محال ہی- دو ہی چارون کا مہمان ہی اِسکو بڑا صدمہ پہونچا- اِس دھچکے کی یہ برداشت نہین کرسکتا اور اسکا مرجانا بھی اب بہتر ہی- بہت جی کے کیا کریگا- جیا بھی تو زندہ درگور پھر ایسا جینا ہی کیا- لاحول ولا قوۃ- تھوڑی دیر کے بعد وہ بوڑھا اُٹھکر بیٹھا اور اُس نے پھانسی کو نظر حسرت سے دیکھکر کہا کہ یہ تیسرا تھا- میان آزاد نے ایسے ہمدردی

کے کلمے کہے کہ وہ اُنکی طرف مخاطب ہوکر اور اُنکو اپنا دلی دوست سمجھ کر یون کہنے لگا۔

بوڑھے کی داستان عبرت عنوان

مین قوم کا بنگش پٹھان ہون تین اوپر ستر برس کا سن ہوا اسمین تین حادثے ایسے گذرے کہ مین بالکل مرہی مٹا تین لڑکے تینون نے پھانسی پائی۔ ایک نے علی مسجد کے قریب ایک کاروان پر چھاپا مارا۔ اُسطرف لوگ بہت تھے۔ اور ادھر کم یہ فوراً گرفتار کر لیا گیا اور کاروان والون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حاکم و محکوم ایک کا اصلا خیال نہ کیا اپنے آپ ایک پھانسی بناکر اُسکو لٹکا دیا۔ جسوقت اُسکی لاش کو پھانسی پر سے اُتارا مین بھی شامت اعمال سے وہان جا پہونچا لڑکے کی نعش کو دیکھ کر غش کی نوبت آئی۔ مگر چپ۔ اگر ذرا اُن لوگون کو معلوم ہوجاے کہ یہ اُسکا باپ ہے تو مجھے بھی جیتا نہ چھوڑین۔ اُسوقت کی کیفیت آپ خود قیاس کر سکتے ہین۔ اتنے مین اُنسے کسی نے کہہ دیا کہ یہ اُسکا باپ ہے۔ یہ سنتے ہی دس پندرہ آدمی چمٹ گئے اور آگ جلا کر مجھ سے کہا کہ اپنے لڑکے کی لاش کو اسمین جلا۔ اُف ہاے ستم دل سے ستم۔ مین بیخود ہوکر گر پڑا تو چھری کئی مقام پر چبھوئی مجبور کیا کہ اپنے نور بصر لخت جگر کی لاش کو اپنے ہاتھ سے جلاؤن۔ اُف لیکن بھائی جان بڑی پیاری ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ عزیز کوئی شے ساری خدائی مین نہوگی مین نے اُس لڑکے کو جو میری آنکھون کا نور اور دل کا سرور تھا انھین ہاتھون سے جنسے اُسکو پالا تھا جلایا۔ اور جب شعلے بلند ہوے تو میری نظرون مین دنیا تیرہ و تار معلوم ہونے لگی۔ اب دوسرے لڑکے کا حال سنیے کہ وہ راولپنڈی مین راہ راہ چلا جاتا تھا اتفاق سے ایک شخص نے جو گھوڑے پر سوار تھا اُسکو چابک سے ہٹایا۔ اُسنے جھلا کر تلوار میان سے کھینچی و راُسکے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ حاکم نے پھانسی کا حکم دیا عین وقت پر جسوقت پھانسی سے اُسکی لاش اُتاری جاتی تھی مین بھی وہان پہونچا۔ بس اب آگے نہ پوچھیے کہ کیا ہوا ع۔ وا رم دلے اما چہ دل صد گونہ حرمان در بغل + اور آج کا سانحہ تو آپ نے خود ہی دیکھا ہاے یہ تیسرا تھا۔ ہاے یہ تیسرا تھا بس کمر ٹوٹ گئی اور صاف صاف یون ہے کہ اِس لڑکی کے باپ نے اقرار کیا تھا کہ میرے بیٹے کے ساتھ جسکو ابھی پھانسی دی گئی نکاح پڑھوائے گا لڑکا اِس خوبصورت پری پیکر پر ہزار جان سے عاشق تھا۔ جب دیکھا کہ وہ دوسرے کی بیوی بنی تو اسوقت رقیب سمجھ کر مار ڈالا۔ ہاے افسوس۔

آزاد۔ دل بھر آیا۔ مگر یہان تو لوگ کہتے تھے کہ دیوانہ تھا۔

بڈھا۔ وہ کچھ بھی نہ تھا اور سب کچھ تھا۔

آزاد۔ دنیا کے بھی عجیب کارخانے ہین۔ بس ہم سمجھ گئے کہ وہ نوجوان بیگناہ اور بے سبب قتل ہوا۔ ہاے افسوس۔ انسان کے ایک فعل ناملائم سے کتنے بندگان خدا کے خرمن جمعیت خاطر پر برق انتشار گرتی ہے۔ ایک تو وہ نوجوان بیچارہ قتل ہوا دوسرے اُسکی بیوی نے جان شیرین گنوائی۔ تیسرے اُس دلھن کے مان باپ پر آفت ڈھائی چوتھے اِس بیچارے بوڑھے کی جان پر بن آئی۔ خلاصہ یہ کہ تیس چالیس آدمیون پر گویا بجلی گری۔ اور اُنکا عیش و آرام مبدل بہ رنج و غم ہوا۔ واہ اسی دنیا پر حضرات ایسے لٹو ہین دم کے دم مین بڑے بڑے خوش و خرم آدمی صید الم ہوجاتے ہین اس دنیا پر اترانا غلطی ہے۔ ادھر انسان ہنسا اور اُدھر زمانے کی نیرنگی نے اُسے خون رُلایا۔ ؎

چون حاصل آدمی درین جاے دو در	خرم دل آنکہ یک نفس نہ و نبود
جز درد دل و دادن جان نیست دگر	و اسودہ کسے کہ او نزاد از مادر

اس دنیاے دون کے سوانح حسرت خیز و واقعات عبرت انگیز پکار پکار کر کہ رہے ہین کہ۔ ؎

مخلص مے باش حق گذاری انیست	نیکی مے ورز خیر جاری انیست
جز حق مپرست و برکسی بد مپسند	تفسیر کلام رستگاری انیست

اس دلھن اور اُس دولھا کی حالت بعینہٖ اس رباعی کے مطابق ہے

دیروز پے گلاب مے گردیدم	فرخندہ گلے برسر آتش دیدم
گفتم کہ چہ کردۂ ترا مے سوزند	گفتا کہ درین باغ دمی خندیدم

اہاہا۔ اس رباعی کے چوتھے مصرع کو جو جان رباعی ہے سُنکر اہل دل پھڑک جائینگے۔ سبحان اللہ۔ ع۔ گفتا کہ درین باغ دمے خندیدم ✽ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جلاے گئے خاک مین ملائے گئے ایک دم کے دم وہ دُلھن ہنسی تھی بس ایسا روئی ایسا روئی کہ خدا دشمن کو بھی ویسا نہ رلائے۔

خیر میان آزاد اور خوجی بڑی حسرت کے ساتھ وہان سے چلے اور راہ بھر اُس واقعۂ ناشنیدنی کی باتین کرتے جاتے تھے۔

آزاد۔ بھائی مین تو اُسوقت پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ جب مین نے دیکھا کہ دُلھن کے دست حنائی میان کے خون مین آغشتہ و آلودہ ہین۔

خوجی۔ دل بہار کا رونا دیکھکر بس دل بھر آیا اور اُس بیچارے بچے کا بلکنا اور بھی ستم ڈھاتا تھا۔ چلیے اب کسی کان پر چل کر افیم تو خریدین ذرا غم تو غلط کرین۔

آزاد۔ اجی بھاڑ مین گئی آپ کی افیم۔ آپکو افیم ہی کی پڑی ہے یہان مارے غم کے کھانا پینا بھول گئے۔

خوجی۔ کیا آپ کی بڑھیا کے مرنے کی خبر آئی ہے۔

آزاد۔ (خفا ہوکر) چُپ نامعقول۔ یہ بھلا دل لگی کا کون موقع ہے

خوجی۔ اجی چلو بڑھیا تو تھی ہی۔ ڈھلک گئی۔ ڈھلک گئی

آزاد۔ بڑے متفنی ہو۔

خوجی۔ بھائی رنج دو گھڑی حد تین گھڑی کا جو سب آپ ہی کیطرح سوگ لین تو انتظام کائنات مین فرق نہ آجائے اور میان مرنا جینا لگا ہی رہتا ہے کوئی عاقبت کے بوریے تو سمیٹے گا نہین۔

مکتبخانے کی شکایت اور ایک ناخلف کی حکایت

اتنے مین میان آزاد خانہ برباد اور خوجی توبہ توبہ جناب خواجہ صاحب چلتے چلتے ایک مکتبخانے کے قریب پہونچے۔ دیکھا کہ دس بارہ لڑکے ایک چھپر مین بیٹھے ہوے الف زبر آ بے زبر با پڑھ رہے ہین اور ہلتے جاتے ہین۔ ؎

ندارم غیر از تو فریاد رس	توئی عاصیان را خطا بخش و بس

نہین رکھتا ہون مین غیر از تیرے فریاد کا پہونچنے والا۔ تو ہے تو عاصیون یعنی گنہ گارون کا خطا بخشنے والا اور بس۔ اتنے مین مولوی صاحب نے قمچی جمائی۔ مردک سو دفعہ کہدیا کہ بس کے معنی فقط ستا ہی نہین۔ وہی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتا ہے۔

خوجی۔ اخاہ۔ آپ اس بکر کٹی مین ہین۔ واللہ کیا چغز آدمی ہے۔ (طالبعلمون سے) کیون بھئی لڑکو انکو کس عجائب خانے سے چُرا لائے ہو میان سچ کہنا لکھا دون رپٹ تھانے پر کہ مولوی صاحب کو لندن کے عجائب خانے سے چُرا لائے۔ ابھی سے چوری کرنا سیکھے بڑھ کر تو خوب ہاتھ صاف کروگے۔

اس تقریر سے میان آزاد کو بھی بے اختیار ہنسی آگئی۔ گو وہ بڑے رنج و غم مین تھے۔ لیکن ہنس ہی دیے۔ اور خوجی سے کہا کہ بڑے مسخرے ہو واللہ۔ روتون کو ہنساتے ہو۔ عجائب خانہ سے چُرا لانے کی ایک ہی کہی۔

ایک طالبعلم۔ حضرت کچھ نہ پوچھیے۔ ہمارے مولوی صاحب کو زبان کا چسکا بہت ہے۔ روز ایک نئی فرمایش ہوتی ہے اور مچھلی کے گوشت پر تو جان ہی دیتے ہین بس کانٹا تک نہ چھوڑین مچھلی کی مچھلی بھکس جائین اور ڈکار تک نہ لین۔ ایک روز مولوی صاحب اور ہم لب دریا بیٹھے مچھلی کا شکار کر رہے تھے دریا کی سیر جو بھائی اور طبیعت لہرائی

تو حضرت نے ترڑسے ایک غزل تصنیف فرمائی - ذرا سنیے گا -
دیکھیے کس دھوم دھام کی غزل ہے - ؎

بہ پشیم در سحر گاہان گزاری لحم بکرارا
ببوے نیکوش بخشم سمر قند و بخارا را

کباب آہو فربہ اگر داری غنیمت دان
کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلارا

جمال برۂ بریان و حسن دنبۂ فربہ
چنان بردند از دل کہ ترکان خوان یغمارا

چہ آرائی بمشک و زعفران خسبا فالودہ
برنگ و بوے خال و خط چہ حاجت روے زیبارا

بگو ہر ساز وصفِ خوشۂ انگور نقالے
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریارا

اتنے مین دریا سے ایک دیو کا بچہ مگر ٹیڑھا منھ کھولے ہوئے نکلا اور
جھپٹا اور غڑاپ مولوی صاحب پر جھپٹ دیا - اور گھسیٹتا ہوا لے چلا
وہ تو کہیے ہم سب دوڑ پڑے اور خوب گاؤزوریان ہوئین اُدھر مگر مچھ
اودھر ہم - اور مولوی صاحب اُدھر مین نہ اودھر مین بیچ لاکھ ہم نے
لاکھ لاکھ جتن کیے مگر وہ نہنگ مولوی صاحب کا آدھا ہاتھ نوش جان کی
کر گیا اور حضرت نیم ٹر ملا رہ گئے - اب اِن حضرت کو ڈاکٹر خانے
لیچلے تو وہان آپ کہتے کیا ہین کہ جناب ڈاکٹر صاحب کچھ ایسا بندوبست
کیجیے کہ رگ سے رگ اور پٹھے سے پٹھا ملجائے بڑے کھاؤ پیر ہین
صبح کو چار پانچ باقر خانیان اور پکا تین سیر گوشت اور شام کو
ڈھائی سیر بھینس تلے کا دودھ - اور دن بھر کیا جانے الم غلم کیا
بھکسا کرتے ہین زمانے مین صدہا واقعات عجیب گذرے -
مرد نکھٹو ہوگئے - گھوڑے ٹٹو ہوگئے - ہاتھی مچھر ہوگئے - اونٹ مچھر
ہوگئے - مگر ہمارے مولانا نیم ٹر ہی بنے رہے -

آزاد - ؎ گر ہمین مکتب ست و این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

خوجی - واہ رے مکتب خانے - لاحول ولا -
میان آزاد اور خوجی آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص
اپنے دروازے پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ؎

زنانِ بار دار اے مرد ہشیار
اگر وقت ولادت مار زایند

ازان بہتر بنزدیک خردمند
کہ فرزندان ناہموار زاید

آزاد - سُنا بھائی خوجی -
خوجی - اجی ہان سب سنا - یہان اسوقت افیم کی ٹپری ہے
اور آپ کو اور ہی سوجھتی ہے -
آزاد - کیون شیخ صاحب یہ رباعی آپ یون ہی پڑھ رہے ہین
یا خدانخواستہ کوئی وجہ خاص ہے -
شیخ صاحب - حضرت عمر بھر مین خدا نے بس ایک لڑکا دیا
وہ ایسا ناہنجار پیدا ہوا کہ بس کچھ پوچھیے نہ - مین یہان سے چودہ کوس
پر نوکر ہون صاحبزادے کو جو پانچ روپیہ کی ضرورت ہوئی تو آپنے
یہ فقرہ چست کیا کہ گھر مین روتے ہوے گھسے اور کہا کہ ہاے ابا
چل بسے چلیے رونا پیٹنا مچ گیا اُسکی مان کا بُرا حال ہوا کہ بیوہ
ہوگئی اِس فقرے سے آپ نے دس روپیہ اینٹھے کہ جاتا ہون
ابا کی لاش لے آؤن - جب میرے پاس پہونچے تو دیکھتے ہی
پیٹنے لگے - مین نے کہا خیر تو ہے - بولے کہ اماں چل بسین - آج پیچھا
ہوش اُڑ گئے کہ ننھے ننھے بچون کو اب کون سنبھالے گا - مین تو
اسوقت سوار ہوا اور انسے کہا کہ اسباب لے کر آؤ - آپنے اسباب
کے بھی کوڑے کیے اور خوب گلچھڑے اُڑائے مین جو گھر مین داخل
ہوا تو شب کا وقت - پکارتا ہون کہ کنڈی کھولو کوئی سنتا نہین
اور سنتے ہین تو کنڈی نہین کھولتے کہ یہ تو مر گیا تھا اب قبر سے
کیونکر بھاگ آیا - کوئی تو کہتا ہے کہ خبیث ہے کوئی بھوت پریت سمجھتا
ہے - آخر کار آدمی نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا تو گھر مین سب بیکا
بکا اور سب نے مل کر رونا شروع کر دیا - مین اپنی بوڑھی بیوی کو
یاد کر کے بے اختیار رو دیا تو وہ کہتی کیا ہے -
بیوی - اے تم تو مر گئے تھے - یہ آئے کہان سے کیا نام بدل ہو گیا
مین نے کہا تم مر گئی تھین یا مین - اب مجھ سے اُنسے دھڑ پکڑ ہو رہی ہے

وہ مجھے پریت سمجھتی ہے۔ اور مین اُسے چڑیل سمجھتا ہون خیر آخرکار راز کھلا کہ صاحبزادے کی ہم دونون کے حال پر عنایت تھی۔ اب سُنیے کہ مروک نے ہمارے سب یارون دوستون سے کہہ دیا کہ ابّا کو تو کُتّے نے کاٹا ہے۔ ذری سمجھ بوجھ کر جائیے گا۔ کچھ دوست تو مارے خوف کے نہ آئے اور جو آئے بھی اُنکا حال سُنیے کہ دروازے پر آواز دی۔ مین باہر گیا جھپٹا کہ بغل گیر ہون وہ پینترا بدل کر کھڑے ہوگئے کہ خبردار اِدھر نہ آنا۔ مین بڑھتا ہون وہ ڈنڈا سنبھالتے ہین۔ آخرکار معلوم ہوا کہ یہ بھی صاحبزادے کی نوازش ہمارے حال پر تھی خدایا تو اولاد ہی ندے اور یا دے تو سعید و رشید۔ اِسنے ہمارا ناک مین دم کر دیا۔

میان آزاد اور خوجی اِس داستان کو سُن کر آگے بڑھے۔

آزاد۔ کیون یار سچ کہنا کیا کیا باتین معلوم ہوتی جاتی ہین۔

خوجی۔ جی ہان۔ مگر اسوقت افیم کے نہ ملنے سے بُرا حال ہے۔ کہین سے افیم ملے تو جان مین جان آئے ورنہ اب یہان بھی چل چلاؤ ہے۔

آزاد۔ لت بھی کیا بُری چیز ہے۔

یہان سے جو آگے بڑھے تو ایک حضرت ذات شریف سے مُڈبھیڑ ہوئی۔

ذات شریف۔ آپ دونون صاحب کیا کہین باہر سے آتے ہین۔

خوجی۔ اجی یہان کہین چانڈو یا افیم کی دُکان بھی ہے۔

ذات شریف۔ بہت ہی خاصے۔ کیا لکھنؤ مین مکان ہے حضور کا علیک سلیک سب بالائے طاق۔ آتے ہی افیون اور چانڈو کی فکر ہوئی۔ بھلا کتنے روز سے آپ اِس شہر مین فروکش ہین۔

خوجی۔ جی یہی کوئی دو مہینے سے۔

ذات شریف۔ اخاہ دو مہینے سے! اور ابتک چانڈو والے کی دکان ہی نہ معلوم ہوئی۔ ساری عمر گلستان پڑھی مگر اتنا بھی نہ سمجھے کہ زلیخا زن بود یا مرد۔

آزاد۔ واہ اُستاد گلستان سعدی اور یوسف زلیخا جامی کا پیوند تو خوب لگایا۔

ذات شریف۔ واہ واہ۔ جائے اُستاد خالی نیست۔

آزاد۔ بہت ہی خاصے۔ خالی نیست کی ایک ہی کہی۔

ذات شریف۔ جو مین فرماؤن وہ سنیے گا۔

آزاد۔ بسم اللہ آپ عرض کیجیے۔ آپکا اسم مبارک۔

ذات شریف۔ رئیس تو مین اِسی شہر کا ہون مگر میرا اسم مبارک لوگ رونق بیگ پکارتے ہین۔

آزاد۔ سبحان اللہ۔ اسم مبارک پکارتے ہین اور آپ اپنے منھ آپ رئیس ہین واہ میان مٹھو واہ اسم مبارک اپنے نام کو کہنا آپ ہی کا کام ہے۔ چلیے بس اب سلام ہے۔

ذات شریف۔ حضرت آپ ہی لوگون کی صحبت مین تو بندہ بھی بیٹھا ہے کہین ایسے ویسے گھس کھدون مین بیٹھنے کا اتفاق نہین ہوا جی ہان۔ ذری اِتنا سمجھے رہیے گا۔ بندہ درحقیقت مین زبان دان ہے۔

آزاد۔ اجی آپ درحقیقت مین زباندان ہین بلکہ فی الحقیقت کے بیچ مین آپ زبان دان ہین۔

خوجی۔ آپ واللہ نری نخالص باتین کرتے ہین۔

عدالت منصفی مین بیوی دلا پانے کا مقدمہ

آدمیت اور شی ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پہ وہ حیوان ہی رہا

یک من علم را دہ من عقل باید ورنہ۔ سے
نہ محقق بود نہ دانشمند | چار پائے برو کتابے چند

پڑھے آدمی چاہے کم۔ لیکن جو کچھ پڑھے اُسپر غوض ضرور کرے

تو حضرت نے ترت سے ایک غزل تصنیف فرمائی۔ ذرا سنیے گا۔ دیکھیے کس دھوم دھام کی غزل ہے۔ ؎

بہ پشیم در سحرگاہان گزاری لحم بکرا را	ببوے نیکوش بخشم سمرقند و بخارا را
کباب آہو فربہ اگر داری غنیمت دان	کنار آب رکناباد و گلگشت مصلا را
جمال برہ بریان و حسن دنبۂ فربہ	چنان بردند ست از دل کہ ترکان خوان یغما را
چہ آرائی بمشک و زعفران خشکہ فالودہ	برنگ روے تو خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
بگو ہر ساز وصف خوشۂ انگور مقالے	کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

اتنے مین دریا سے ایک دیو کا بچہ مگر یلا منھ کھولے ہوے نکلا اور جھپٹا اور غڑاپ مولوی صاحب پر چکت دیا۔ اور گھسیٹتا ہوا لیچلا وہ تو کہیے ہم سب دوڑ پڑے اور خوب گاؤ زوریان ہوئین اُدھر مگرمچھ اِدھر ہم سا اور مولوی صاحب اُدھر مین نہ اِدھر مین بیچ لاکھ مین لاکھ جتن کیے مگر وہ نہنگ مولوی صاحب کا آدھا دھڑ نوش جان کر گیا اور حضرت نیم ٹر ملا رہ گئے۔ اب اِن حضرت کو ڈاکٹر خانے لیچلے تو وہان آپ کہتے کیا ہین کہ جناب ڈاکٹر صاحب کچھ ایسا بندوبست کیجیے کہ رگ سے رگ اور پٹھے سے پٹھا ملجائے بڑے کھاؤ ہین صبح کو چار پانچ باقرخانیان اور یکا تین سیر گوشت اور شام کو ڈھائی سیر بھتن تلے کا دودھ۔ اور دن بھر کیا جانے الم غلم کیا بھکسا کرتے ہین زمانے مین صدہا واقعات عجیب گذرے۔ مرد نکھٹو ہوگئے۔ گھوڑے ٹٹو ہوگئے۔ ہاتھی مچھر ہوگئے۔ اونٹ خچر ہوگئے۔ مگر ہمارے مولانا نیم ٹر ہی بنے رہے۔

آزاد ؎ گر ہمین مکتب ست این ملا	کار طفلان تمام خواہد شد

خوجی۔ واہ رے مکتب خانے۔ لاحول ولا۔

میان آزاد اور خوجی آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص اپنے دروازے پر کھڑا ہے اور کہ رہا ہے کہ ؎

زنان بار دار اے مرد ہشیار	اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بنزدیک خردمند	کہ فرزندان ناہموار زایند

آزاد۔ سنا بھائی خوجی۔

خوجی۔ اجی ہان سب سنا۔ یہان اسوقت انیم کی پڑی ہے اور آپ کو اور ہی سوجھتی ہے۔

آزاد۔ کیون شیخ صاحب یہ رباعی آپ یون ہی پڑھ رہے ہین یا خدانخواستہ کوئی وجہ خاص ہے۔

شیخ صاحب۔ حضرت عمر بھر مین خدا نے بس ایک لڑکا دیا وہ ایسا ناہنجار پیدا ہوا کہ بس کچھ پوچھیے نہ۔ مین یہان سے چودہ کوس پر نوکر ہون صاحبزادے کو جو پانچ روپیہ کی ضرورت ہوئی تو آپنے یہ نقرہ چست کیا کہ گھر مین روتے ہوے گھسے اور کہا کہ ہاے ابّا چل بسے چلیے رونا پیٹنا مچ گیا اُسکی مان کا بُرا حال ہوا کہ بیوہ ہوگئی اِس فقرے سے آپ نے دس روپیہ اینٹھے کہ جاتا ہون ابا کی لاش لے آؤن۔ جب میرے پاس پہونچے تو دیکھتے ہی پیٹنے لگے۔ مین نے کہا خیر تو ہے۔ بولے کہ امان چل بسین۔ آج تیجا ہے ہوش اُڑ گئے کہ ننھے ننھے بچون کو اب کون سنبھالے گا۔ مین تو اسوقت سوار ہوا اور اُنسے کہا کہ اسباب لے کر آؤ۔ آپنے اسباب کے بھی کوڑے کیے اور خوب گلچھرے اُڑائے مین جو گھر مین داخل ہوا تو شب کا وقت۔ پکارتا ہون کہ کنڈی کھولو کوئی سنتا ہی نہین اور سنتے ہین تو کنڈی نہین کھولتے کہ یہ تو مرگیا تھا اب قبر سے کیونکر بھاگ آیا۔ کوئی تو کہتا ہے کہ خبیث ہے کوئی بھوت پریت سمجھتا ہے۔ آخرکار آدمی نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا تو گھر مین سب ہکا بکا اور سب نے مل کر رونا شروع کر دیا۔ مین اپنی بوڑھی بیوی کو یاد کر کے بے اختیار رو دیا تو وہ کہتی کیا ہے۔

بیوی۔ اے تم تو مرگئے تھے۔ یہ آئے کہان سے کیا نام بہ دل ہوگیا مین نے کہا تم مرگئی تھین یا مین۔ اب مجھ سے اُنسے دھڑ پکڑ ہو رہی ہے

وہ مجھے پریت سمجھتی ہے۔ اور مین اُسے چڑیل سمجھتا ہون خیر آخر کار راز
کھُلا کہ صاحبزادے کی ہم دونون کے حال پر عنایت تھی۔ اب سُنیئے
کہ مروک نے ہمارے سب یارون دوستون سے کہدیا کہ اباکو تو کُتّے
نے کاٹا ہے۔ ذری سمجھ بوجھ کر جائیے گا۔ کچھ دوست تو مارے خوف
کے نہ آئے اور جو آئے بھی اُنکا حال سُنیئے کہ دروازے پر آواز دی
مین باہر گیا جھپٹا کہ بغل گیر ہون وہ پینترا بدل کر کھڑے ہو گئے
کہ خبردار اِدھر نہ آنا۔ مین بڑھتا ہون وہ ڈنڈا سنبھالتے ہین۔
آخر کار معلوم ہوا کہ یہ بھی صاحبزادے کی نوازش ہمارے حال پر
تھی خدایا تو اولاد ہی ندے اور یا دے تو سعید و رشید۔ اسنے
ہمارا ناک مین دم کر دیا۔

میان آزاد اور خوجی اس داستان کو سُن کر آگے بڑھے۔

آزاد۔ کیون یار سچ کہنا کیا کیا باتین معلوم ہوتی جاتی ہین۔

خوجی۔ جی ہان۔ مگر اسوقت افیم کے نہ ملنے سے بُرا حال ہے۔ کہین سے افیم ملے تو جان مین جان آئے ورنہ اب یہان بھی چل چلاؤ ہے۔

آزاد۔ لت بھی کیا بُری چیز ہے۔

یہان سے جو آگے بڑھے تو ایک حضرت ذات شریف سے مُڈ بھیڑ ہوئی۔

ذات شریف۔ آپ دونون صاحب کیا کہین باہر سے آئے ہین

خوجی۔ اجی یہان کہین چانڈو یا افیم کی دُکان بھی ہے۔

ذات شریف۔ بہت ہی خاصے۔ کیا لکھنؤ مین مکان ہے حضور کا علیک سلیک سب بالائے طاق۔ آتے ہی افیون اور چانڈو کی فکر ہوئی۔ بھلا کتنے روز سے آپ اس شہر مین فروکش ہین۔

خوجی۔ جی یہی کوئی دو مہینے سے۔

ذات شریف۔ اخاہ دو مہینے سے! اور ایک چانڈو والے کی دکان ہی نہ معلوم ہوئی۔ ساری عمر گلستان پڑھی مگر اتنا بھی نہ سمجھے کہ زلیخا زن بود یا مرد۔

آزاد۔ واہ اُستاد گلستان سعدی اور یوسف زلیخا جامی کا پیوند تو خوب لگایا۔

ذات شریف۔ واہ واہ۔ جائے اُستاد خالی نیست۔

آزاد۔ بہت ہی خاصے۔ خالی نیست کی ایک ہی کہی۔

ذات شریف۔ جو مین فرماؤن وہ سنیئے گا۔

آزاد۔ بسم اللہ آپ عرض کیجیے۔ آپکا اسم مبارک۔

ذات شریف۔ رئیس تو مین اسی شہر کا ہون مگر میرا اسم مبارک لوگ رونق بیگ پکارتے ہین۔

آزاد۔ سبحان اللہ۔ اسم مبارک پکارتے ہین اور آپ اپنے مُنھ آپ رئیس ہین واہ میان ٹھمواہ۔ اسم مبارک اپنے نام کو کہنا آپ ہی کا کام ہے۔ چلیے بس اب سلام ہے۔

ذات شریف۔ حضرت آپ ہی لوگونکی صحبت مین تو بندہ بھی بیٹھا ہے کہین ایسے ویسے گھس کھدون مین بیٹھنے کا اتفاق نہین ہوا جی ہان۔ ذری اِتنا سمجھے رہیے گا۔ بندہ درحقیقت مین زبان دان ہے

آزاد۔ اجی آپ درحقیقت مین زباندان ہین بلکہ فی الحقیقت کے بیچ مین آپ زبان وان ہین۔

خوجی۔ آپ واللہ نری خالص باتین کرتے ہین۔

عدالت منصفی مین بیوی دلاپانے کا مقدمہ

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

یک من علم را دہ من عقل باید ورنہ۔ سہ

نہ محقق بود نہ دانشمند | چارپائے بروکتابے چند

پڑھے آدمی چاہے کم۔ لیکن جو کچھ پڑھے اُسپر خوض ضرور کرے

یون تومیان مٹھو بھی حق اللہ پاک ذات اللہ نبی جی بھیجو کی رٹ لگاتے ہین توگھنٹون زبان ہی بند نہین ہوتی لیکن اس سے آدمیت تھوڑا ہی آسکتی ہے علم و فضل کا شوق تو اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے مگر چچا سعدی واللہ خوب کہہ گئے ہین کہ۔ ؎

زمین شور سنبل بر نیارد — درو تخم عمل ضائع مگردان
نکوئی بابدان کردن چنان ست — کہ بد کردن بجاے نیک مردان

تو وجہ کیا۔ ؎

پسر تو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست — تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبدست

اور جو عالم باعمل نہین وہ چراغ ہے جسمین نام کو نور نہین گل ہے جسمین ذرا بھی سرور نہین معشوق ہے جسمین آن نہین۔ قالب ہے جسمین جان نہین۔ پھر علم سے فائدہ کیا۔ ملحد مرتد زندیق دہریے بھی تو اکثر بڑے علما و فضلا گذر گئے ہین ہر عالم باعمل نہین ہے۔ ؎

جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے — ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہین کہتے

خیر آمدم بر سر مطلب۔ میان آزاد دنیا سے دون کی بے ثباتی پر افسوس کرتے تھے اور خوجی منہ پھلائے ہوے افیم کی جان کو روتے ہوے جاتے تھے چلتے چلتے عدالت کے قریب پہونچے تو وہ چہل پہل کہ میلا لگا ہوا ہے خونچے والے پکار رہے ہین گلاب ریوڑیان دہی بڑے مصالحے کے مٹر ٹٹر ایک طرف ساقی چلمین بھر بھر کر مشکبو دھوان دھار پلار ہا ہے۔ سامنے ککڑ والا مدار یے حقے جمائے ایک ایک دو دو کر رہا ہے وکلا بڑی بڑی مسندین لگائے فوق البھڑک جوڑے پٹر کائے ادھر اُدھر گھوم رہے ہین کوئی گاڑی پر سے اُترا اور دن کہ کسی نے لگی۔ روکی درغراب گواہ گھر مین موجود۔ اہل مقدمہ مورو ملخ سے زیادہ کوئی نیم کے درخت کے سایہ مین ہری ہری دوب پر سو رہا ہے۔ کوئی سبزہ بیگانہ کو اپنا مسکن بنائے بیٹھا چبینا چبا رہا ہے گویا عجب تفکر مین چھوٹ بیٹھے۔ یون بات نا انگیختہ۔ ذیل ہم سے

کڑے کڑے سوال کرے گا تو ہم کہدینگے کہ ہین یا نہین ہم نہین جانتے۔ میان آزاد اور خوجی بھی ٹہلنے لگے تو خوجی کیا دیکھتے ہین کہ ایک دُکان پر افیون جھڑا جھڑ بک رہی ہے باچھین کھل گئین۔ مرادین مل گئین۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جاتے ہی یک گنڈا ڈبل کان پر پھینکا لاؤ افیم جلد لاؤ۔ یار واسطے خدا کے دیر نہ لگاؤ۔ کل سے پریشان ہون لیتے ہی گھولی اور گھولتے ہی غٹ غٹ۔

خوجی۔ اب آنکھین کھلین۔

آزاد۔ یون نہین کہتے کہ اب آنکھین بند ہوئین۔

خوجی۔ کیون اُستاد جو ہم حاکم ہو جائین اور کرسی پر بیٹھے ہوے اجلاس کرتے ہون تو بات بات پر ڈگریان دین اور بات بات پر ڈسمس کرین۔ اور جھٹی افیمی اگر کسی کو قتل بھی کر آئے تو مردود ہی ہم اپنے حساب جو سزا دے۔

آزاد۔ تو پھر نکالے بھی جلد جائیے۔ گردن بھی اپکی ناپی جائے۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک آدمی نے دوست کو ساتھ لیے ہوے ٹہلتے جاتے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ (اجی ہمین اپنی جورو پر اختیار ہے یا نہین) اُنکا دوست کہتا ہے کہ ہان ہان بیشک آخر آپکو نہین تو کیا مجھکو آپ کی بیوی پر اختیار ہے تمھاری جورو۔ پھر اختیار کس کو ہوگا۔

خوجی۔ (آزاد سے) حضرت انکا نام بھی جانگلوون کی فہرست مین داخل کیجیے۔ نمبر اول کے گھامڑون مین حضرت کو بھی شامل کیجیے سنا بھی آپ نے۔ یہ فکر ہوئی کہ اپنی بیوی پر اختیار ہے یا نہین واہ ری عقل ذرا انسے دو دو باتین تو کیجیے گا آپ کو واللہ۔ معلوم ہوا کہ وہ صاحب کلرک ہین اور دوسرے حضرت وکیل کلرک کی بیوی اپنے میکے مین ہین۔ حضرت پہونچے کہ جورو کو ساتھ لائین اُنکے خسر الدولہ نے کہا کہ بھئی ہم ہندو دھرم ہین آج اور کل ساعت

اچھی نہین ہے دو دن تامل کرو پرسون لیجانا حضرت انگریزی خوجی ان اور وہ بھی نیم ٹریس بگڑ کھڑے ہوے کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے ہم ابھی ابھی لیجاوینگے اور ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیب چڑھا یہ کلرک صاحب تو ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے ہی۔ وکیل ملے تو اُنسے بڑھکر آزاد۔ اجی کیسی باتین کرتے ہو۔ داغ نہین دیتے نالش آج ہی نالش کرو۔ واہ اچھی دل لگی نکالی ہے۔ بیوی تمھاری اور دعویدار کوئی اور ہو۔ مال عرب پیش عرب۔ تمھین شرم نہین آتی کہ جورو پر اتنا ہی بس نہین چلتا۔ لاحول ولاقوۃ۔ ایک چلو پانی تم ایسون کے لیے کافی ہے۔ انھون نے جو غیرت دلانا شروع کی تو وہ گھامڑ آدمی اور بھی تیز ہوے اجی کیسی ساعت۔ ساعت کی ایسی تیسی انگریزی پڑھکر ساعت کو مانین تو خدا کی مار ہم پر۔

آزاد۔ ہان ہان اور نہین تو کیا۔ ساعت چہ معنی دارد حضرت یہ سب ضعیف الاعتقاد آدمیون کی باتین ہین۔ تربیت یافتہ لوگ ساعت واعت کو ذرا تو مانتے نہین۔ مگر یار ایک بات تو ہم بھی کہینگے چاہے تم نہ مانو۔ تمھارے خسر تو اگلے وقتون کے لوگ ہین تمھاری بوڑھی ساس کی تو روح پر صدمہ ہوگا جو تم بے ساعت اُنکی پیاری لڑکی کو لیجاوگے۔ پھر دو دن تامل ہی نہ کرو بس اب آپکی جہالت ہے کہ مانتے ہی نہین فرض کیجیے آپ زبردستی اپنی بیوی کو لے گئے تو نتیجہ۔ بیوی کو الگ رنج ہوگا۔ اور آپ کی سسرال والونکو الگ قاعدہ یہ ہے کہ جب لڑکی اپنے والدین کو ملول دیکھیگی تو خود بھی مغموم ہوجائے گی پھر رنج دیکر بیوی کو آپ لائے بھی تو کیا اور دو ہی دن کا تو واسطہ ہے یا کچھ اور ناحق ٹھائین ٹھائین کرتے ہو۔ دو دن خاموش ہو رہو۔ تیسرے روز ٹھسٹے سے اپنی بیوی کو لیجانا

کلرک۔ مین نہ مانونگا۔ آج ہی لیجاون۔ ابھی ابھی کی دم تو بھی ذرا دیر نہ ہونے پائے۔

وکیل۔ آپ تو خود دیر لگاتے ہین۔ ایک روٹی لکھ کر دن سے داغ دو کہ لالہ سب قدر و عافیت بھول جائین۔

خوجی۔ اجی کیون گمراہ کرتے ہو کسی بھلے مانس کو۔ آپ تو واللہ خوب مینڈھے لڑاتے ہین۔

آزاد۔ آخر دو دن مین بھلا کیا ہوئے گا۔

کلرک۔ (وکیل سے) آپ لکھیے عرضی۔

وکیل۔ لیجیے۔ ابھی لیجیے۔

بعدالت صاحب منصف۔

جاگیشر سنگھ قوم جاٹ ساکن چہارپور پیشہ نوکری مدعی

بنام

نانک رام قوم جاٹ ساکن فتحپور۔ پیشہ مہاجنی۔ مدعاعلیہ

دعوی واسطے دلاپانے زوجہ کے۔

مین مدعی عرض رسا ہون۔

۱۔ کہ بتاریخ ۳۰۔ فروری سنہ ۱۸۷۳ء میری شادی مسماۃ سکھدیا صبیہ نانک رام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ ۳۱۔ ستمبر سنہ [illegible]ء کو مسماۃ مذکورہ یعنی وہی سکھدیا زوجہ میری اور صبیہ نانک رام کی مہاجن اپنے باپ کے گھر گئی۔

۳۔ باوجودیکہ مین خود اُسے بدا کرنے آیا تاہم اُس زوجہ میری کے باپ نے اُسکو رخصت نہ کیا اور کہا کہ ساعت اچھی نہین۔ دو دن تامل کرو لہذا عدالت سے چارہ جو ہون کہ حق بحق دار رسد عند الملکار کمترین فدوی حقیقت حال عرض کریگا امیدوار مغفرت ہے کہ ڈگری بحق مجھ شوہر زوجہ کے عدالت سے صادر ہو۔

یہ دھوم دھام کی عرضی وکیل صاحب نے لکھی۔ بہت اکڑتے ہوے میان آزاد کو سنائی تو آزاد ہنستے ہنستے لوٹ گئے۔

خوجی۔ دعوی واسطے دلاپانے زوجہ کے۔ پوچھیے آپکی بیوی کو ضبط

کس نے کیا ہے۔ اور یہ دل لگی دیکھیے گا کہ ماشاءاللہ کس فصاحت سے عرضی لکھی ہے۔ ای پھٹکار (زوجہ میری کے باپنے) واہ اس اردو کے صدقے۔ اور پھر فرماتے ہین کہ صبیہ نانک رام کی مہاجن۔ کیا ترکیب ہے۔ سبحان اللہ اس زبان دانی کے قربان۔

آزاد - اور عندالپکار تو دیکھیے۔ عربی و ہندی لفظ کا اچھا پیوند لگایا پھر کمترین فدوی اس سے بڑھ چڑھ کر۔ غرض کہ جیسے وکیل ویسے موکل دونون طرفہ معجون ع۔ خوب گذرے گی الخ۔

خوجی - حضرت بڑی خرابی یہ ہے کہ زبان دان ہے تو انگریزی خوان نہین اور انگریزی خوان ہے تو زبان دان نہین۔ یہ دونون انگریزی ہی طاق ہین خصوصًا یہ وکیل صاحب تو شہرۂ آفاق ہین۔ مگر بس لمبی داڑھی ہی دیکھ لیجیے۔ اور فارسی خاک نہین جانتے واللہ مجھے کیا ہنسی آئی ہے جب حضرت نے لکھا کہ امیدوار مغفرت ہے۔ معقول۔ امیدوار مغفرت ہو تو بھئی کسی پیر پادری یا گروجی کے پاس جاؤ۔ عدالت بھی کیا کچھ ذریعۂ مغفرت ہے۔ اور فرماتے ہین کہ ڈگری بحق مجھ شوہر زوجہ بہت خاصے شوہر زوجہ کی ایک ہی کہی۔ کوئی اس نادان سے اتنا تو پوچھے کہ زوجہ کے سوا کسی اور کے بھی شوہر ہوا کرتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ۔

خیر یہ عرضی لکھ کر وکیل و موکل دونون عدالت منصفی مین پہنچے منصف صاحب کو دیکھا کہ مونچھون کو تاؤ دے رہے ہین۔ دونون نے جا کر اکڑتے ہوے سلام کیا۔

منصف صاحب - (عرضی پڑھکر) افسوس آپ تربیت یافتہ ہوکر اور ایسی حماقت کے مرتکب ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔ لعنت بکار شیطان بھلا غور تو کیجیے کہ دو دن کے لیے آپنے بے سمجھے بوجھے عرضی دیدی۔ شریف کے لیے گڑ جانے کا مقام ہے۔ آپ کو شرم نہین آتی آپ کے خسر یہان ایک مشہور اور نام بر آوردہ آدمی ہین اُنکو آپ نے مفت مین ذلیل کیا اور خود بھی ذلیل ہو۔ یہ صلاح کس دانشمند نے آپ کو دی۔

خوجی - یہان دانشمند کے معنی بیوقوف جن صاحب نے صلاح دی وہ ایک کلاہ تتری سر پہ جمائے وہ سامنے کھڑے غٹرغٹر سُن رہے ہین۔

منصف - مین نے جو کچھ کہا وہ جج کے طور پر کہا ہے ورنہ عدالت تو انصاف کریگی۔

وکیل - آپ اِن باتون کے معتقد ہین۔

منصف - کن باتون کے۔

وکیل - یہی یہی۔

منصف - بہت ہی خوب۔ کوئی ہے۔ ذرا ڈاکٹر صاحب کو بلا لاؤ ای صاحب کیا یہی۔

وکیل - ساعت بد اور ساعت نیک۔

منصف - ارے بھئی یہ مین تھوڑا ہی کہتا ہون کہ ساعت کی پابندی تمھارے موکل پر فرض ہے۔ مانا کہ یہ پُرانے کرم خوردہ خیالات ہین۔ مگر دو دن کے لیے نالش کرنا سسر سے لڑنا جورو دلا پانے کی عرضی داغنا جہالت ہے یا کچھ اور شریف کے لیے تو ڈوب مرنے کا مقام ہے ہان اگر انکے خسر اپنی لڑکی کو بالکل جانے ہی نہ دیتے۔ اِنکو خانہ داماد بنانا چاہتے تو آپ پر فرض تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے داد خواہ ہوتے مگر دو دن کے لیے اسقدر ذلت اُٹھانا آپ ہی کا کام تھا

وکیل - ہم تو آج ہی لیجائینگے۔

منصف - (جھڑک کر) متصرم صاحب۔ عرضی واپس کیجیے۔ ۳۰ فروری تاریخ غلط ہے۔ فروری تیس دن کا آجتک مہینا ہی نہین ہوا منصرم۔ اور ۳۱ ستمبر بھی لکھا ہے۔ ستمبر ۳۱ دن کا مہینہ لیجیے اپنی عرضی بدلکر دیجیے۔ کل عید کی چھٹی ہے۔ پرسون تشریف لائیے۔

وکیل - آپ لوگ نانک رام کا جنبہ کرتے ہین۔

منصف - کیا فرمایا آپ نے - کیا ذرا پھر کہیے - واب عدالت سے بھی آپ واقف ہین -

وکیل - مین توبخ کے طور پر کہتا ہون -

منصرم - حضرت یہ اکھڑپن ہر مقام پر نہین چلتا - آپ ایسے لائق و فائق آدمی سنجیدہ اور تربیت یافتہ اور یہ گفتگو - افسوس - آخر کس صحبت مین بیٹھے ہین آپ -

وکیل - چلیے کسی صحبت مین ہم بیٹھے ہین اس سے آپکو کیا مطلب -

موکل - میری اچھی مٹی پلید کی آپ نے - کل چھٹی ہے پرسون اتوار اور ترسون تو خسر الدولہ بہادر خود ساتھ کر دینے کا اقرار کرتے ہین پھر مجھے فائدہ کیا ہوا - واہ اچھی صلاح دی آپ نے - اور یہ ۳۰ فروری کیون لکھ گئے اور ۳۱ ستمبر کے کیا معنی ہوے - واہ بندہ نواز -

آزاد - (خوجی سے) دیکھیے خواجہ صاحب واللہ ایسے ہی حضرات انگریزی خوان کو بدنام کرتے ہین - یہ جو لوگ کہا کرتے ہین کہ انگریزی خوان وحشی ہوتے ہین اسکے یہی معنی ہین - پوچھیے آپ نے عرضی بھی لکھی اور اپنے آپکو بھی مطعون کیا اور سسرال بھر کو اپنے سے خلاف کر دیا اور انجام کیا ٹائین ٹائین فش - اور بیوی الگ طعنے دیگی کہ تم بات بات مین نالش جڑ دوگے تم سے ذری بات کرتے خوف معلوم ہوتا ہے -

خوجی - اجی یہ انکا قصور نہین - یہ اُن حضرت کی عنایت ہے -

آزاد - انکا اسمین کیا قصور - ارے بھئی ایک شخص نالش کرنے پر اُدھار ہی کھائے ہوے ہے آخر کوئی نہ کوئی وکیل ہوتا - اُنھون نے کہا کہ اور کوئی کیون ہو ہم ہی مستعد ہین -

راوی - اب خرابی تو یہ ہے کہ پُرانے فیشن کے لوگونکے کچھ اور ہی خیالات ہین اور نئے فیشن کے لوگ کچھ اور ہی سمجھتے ہین پھر فرمائیے دونون باہم بنے کیونکر اب - ؎

اگر در ہر دو جانب جاہلانند	اگر زنجیر باشد بگسلانند

اور جو ایک طرف گرم دوسری طرف نرم ہون تو بات بن جائے - نوجوانان انگریزی خوان پر فرض ہے کہ بوڑھون سے ہر امر اور ہر بات مین اُلجھ نہ پڑا کرین آپ لاکھ جتن کیجیے وہ اپنی ہی سی کیے جائینگے تو وجہ کیا انسی انسی برس کے جو خیال جمے ہین وہ کہین دم کے دم مین مٹ سکتے ہین اور یہ تو ممکن ہی نہین کہ نئی پود کے آدمی پرانی وقیانوسی باتون کو آمنّا وصدّقنا کہکر خواہ مخواہ تسلیم ہی کر لین لاحول ولاقوۃ - وہ دلیل و برہان کے بغیر کچھ کبھی نہ مانینگے - دوسری خرابی یہ ہے کہ بعض حضرات ان امور مین عقل کو بالکل معطل کر دیتے ہین عقل سے بالکل کام ہی نہین بس جو کہہ دین وہ مانو چاہے سمجھ مین آئے یا نہ آئے - لاحول ولاقوۃ - اسکی پابندی وہ کر چکے - ع - این خیال ست و محال ست و جنون + اس نوجوان کے مقدمہ مین بیشک کلرک اور اُسکے لائق وکیل کی راے صائب تھی کہ ساعت کیسی مگر غلطی اسقدر ہو گئی کہ جوانی کے جوش مین آکر دو دن کے لیے نالش کر بیٹھے موکل صاحب یعنی وہی کلرک پھر میان آزاد سے مخاطب ہوے -

کلرک - آخر آپ سخت سست کلمے کیون زبان سے نکالتے ہین ہم جانین ہماری جورو جانے آپ کہان کے میر فصیلی بنے ہین -

آزاد - مانو تو فہوالمراد - نہ مانو اپنی راہ کا کو یاد کرو - اگر اشرف المخلوقات ہو تو بہائم و وحوش و دد و دام نہ بن جاؤ -

کلرک - اشرف المخلوقات آپ ہونگے - یا آپکے باپ ہونگے - انسان کو اشرف المخلوقات کون کہے گا بھلا -

آزاد - سبحان اللہ - پھر اشرف المخلوقات کون ہے -

کلرک - گدھا ہے - اور کون ہے - یہ کھلی ہوئی اور بنی بنائی بات ہے -

خوجی - (ہنس کر) واہ اُستاد - تم ہی تو ایک گرو گھنٹال ہوا نہین -

آزاد - یہ کس گرو نے پٹی پڑھائی ہے - کسکی بیعت کی ہے آپ نے -

کلرک - ہمارے اُستاد شیطان - دیکھ لیجیے - خدا نے انکو لاکھ اصرار کیا کہ سجدہ کر اُسنے نہ مانا - مستقل مزاج آدمی بات کا دھنی تھا

آزاد - کیا شیطان بھی آدمی ہی-

کلرک - آدمی کا آدمی اور فرشتہ کا فرشتہ -

آزاد - تو قبلہ معاف فرمائیے - بس مین ہارا آپ جیتے - آپ سے بھلا بحث کون کرے - گدھے کو آپ اشرف المخلوقات بتاتے ہین حضرت شیطان رجیم آپ کے ہادی ہین - آپ سے خدا بچائے -

کلرک - قبلہ سنیئے - ے

میدان کارزار مین ٹھہرے تو مرد ہی	اپنی جگہ تو سب کو ہی دعوا مروی

آپ فقرے پر فقرے چست کرتے تھے اور بندہ سون کھینچے چپ چاپ بیٹھا تھا مگر اب بولیے تو دیکھیے وہ جواب دندان شکن دون کہ آپکے دانت ہی کھٹے ہو جائین -

ایک بخیل اور ایک فضول خرچ کی حالت کا مقابلہ

میان آزاد خانہ برباد کو چین کہان کہ ایک جگہ دو دن بھی ٹک جائین چلنے مین آندھی روگ وہ اچلاچال کہ توبہ ہی بھلی جو کہین دس پانچ دن جم کر رہنا ہوا تو گویا شہر کاٹے کھاتا ہی چین ہی نہین آتا - خوجی نسے بڑھکر بیقرار انکے بھی دل کھنگر ساتھ اچھا ہوا - اپنے اپنے رنگ مین دونون مست - میان آزاد کی طبیعت کچھ ایسی گھبرائی کہ ٹرکی جانے کی دھن سمائی اور انھون نے قسم کھائی کہ بس اب سیدھے بمبئی چلینگے ذرا توقف نکرینگے سوچے کہ اللہ اکبر اتنے دن ہو گئے اور اینجانب دربدر گھوم رہے ہین کہین نوابصاحب کے دربار دربار مین ڈٹے ہوے ہین کہین ریلوے اسٹیشن پر مصروف ماتم ہین کہین کسی درویش سے کلہ بکلہ مشغول جنگ بحث کر رہے ہین کہین کسی نقیر کی کٹی مین برہا اڑا رہے ہین - یا تکیے پر بیٹھے رنگے سیارون کو صلواتین سنا رہے ہین - خوجی ورنجی دھن مین جس شہر مین پہنچے پہلے ہی فکر ہوئی کہ افیم کی دکان کہان ہی - افیم کتنے سیر ہی اور کس مزے سے حضرت چنیا بیگم کا نام زبان پر لاتے تھے اور پیتے ہی گلقند آفتابی ہو جاتے تھے گھولی اور ریشہ خطمی ہوے - ڈبیا کھولی اور باچھین کھل گئین - میان آزاد کبھی کبھی انکے دق کرنیکے لیے ڈبیا کو چھپا رکھتے تھے - اوہی بس قیامت کا سامنا تھا - آنکھون سے اشک جاری دلشاد کی بیقراری اور گریہ و زاری - واہ یہ کہان کی دل لگی نکالی ہی - اچھی دل لگی ہی - اِسکے کسی دن مار ہی ڈالو کہ بس پھر عمر بھر کو چھٹی ہی ہو جائے روز روز کا جھنجھٹ کیون رہے - آزاد کہتے کہ بھئی تم تو اٹی چڑ پاکر ٹے ہو - معقول - ابھی کیا ہی - ابھی تو ہوا سے لڑو گے - بھلا مین افیم کو لیکر کیا کرتا یہان اُسکی صورت سے نفرت ہو دیکھیے جیب و دیب مین دیکھیے - اتنا سننا تھا کہ ع سمند غیظ پہ اک اور تازیانہ ہوا - جیب و دیب مین ہونہ ہم کو بھی کوئی لونڈا مقرر کیا ہی اتنی بڑی ڈبیا اور جیب مین کیون کیا سوئی ہی یا رائی کا دانہ ہی اور اوپر سے آنکھین دکھاتے ہو - واہ وا اچھی دل لگی ہی لائیے لے بس لائیے - دل لگی ہو چکی -

جب کبھی میان آزاد کا جی گھبراتا تھا تو خواجہ صاحب کو چھیڑ دیتے تھے بس ایک دفعہ کوک دیجیے پھر دل لگی دیکھیے - اور چھیڑ کر چکے ہو رہیے - پھر گھنٹون نئے نئے سُر سنا کیجیے -

آزاد - بھئی خوجی -

خوجی - خوجی کہین اور رہتے ہونگے -

آزاد - ارے بھئی خوجی بندگی عرض ہی -

خوجی - کہہ ونگا -

آزاد - آپ تو نقال ہو گئے مین دیکھتا ہون -

خوجی - صحبت -

آزاد - ہم پر آپ کی صحبت نے رنگ نہ جمایا ہمین افیم پینے کا شوق نہ چرایا ؟

خوجی - قسمت -

آزاد - اب کہو اسوقت کیا مانگتے ہو -

خوجی - قناعت -

آزاد - یہ تو یار اُس قبر کی برکت ہو جس پر آپ بیٹھے تھے ہنسنے تو پہلے ہی
کہا تھا کہ کسی ولی اللہ درویش حق آگاہ کی تربت ہو بیٹھے اور پار سی
ہوے - لو اب پانچون گھی مین اور سر کڑاہی مین اور دھڑ ہی؟
خوجی - پوست کے کھیت مین -
آزاد - خوب - اور روح؟
خوجی - افیمیون کی ٹکڑی مین منڈلا رہی ہو گی -
آزاد - جو نسبت کتے کو ہڈی و چیل کو بوٹی و بلی کو چھیچھڑون سے
ہو وہی نسبت آپ کو افیم سے ہو -
خوجی - اب کیسے چلنے دلنے کی بھی فکر ہو - یا بلی کے خواب مین
چھیچھڑے ہی چھیچھڑے نظر آتے ہین -
آزاد - اب چلیے بس -
خوجی - مگر دو ایک مقام ادھر اُدھر راہ مین ایک مقام اور بس ایک مقام
آزاد - یا الٰہی ایک لفظ کہتے ہو اور اٹھارہ بار مقام کی وصن -
خوجی - مطلب یہ کہ بمبئی تک بس دو ہی ایک جگہ مقام ہو باقی کوچ -
آزاد - بس اب کوچ بولا تو بولا - مقام چہ معنی دارد -
خوجی - بسم اللہ کر کیسے -
آزاد - بسم اللہ چلیے آئیے -
میان آزاد اور خوجی بات کی بات مین ریل کے اسٹیشن پر ہو نچے
تھوڑی دیر تک ٹہلا کیے تو سنا کہ ابھی ریل چھٹنے مین دو گھنٹے ہین اُف اتنا بڑا
وقت باقی ہو ناحق جلدی کی - مگر خیر -
آزاد - ارے میان ابھی دو گھنٹے ہین -
خوجی - پھر گولی ون سے نشانے پر پڑے - چاہے اُس پار ہو جائے
مگر ایک انگل کیا معنی ایک چاول بھر بھی بفرق پڑے تو کیا بھائی
ریل پر جب آئے دو گھنٹے پہلے - اب آپ تو مال کی حفاظت کیجے
بندہ ذری لپک کر افیم تو لے لے - بس گیا اور آیا چٹکی بجاتے جاؤن

اور یون آؤن (چٹکی بجا کر) -
آزاد - اب تو آپ چٹکیون پر اُڑانے لگے -
میان خوجی تو اُدھر افیم لانے لپکے اور آزاد اسٹیشن پر ایک ایک کا
جائزہ لینے لگے -
آزاد - (ایک ہندو مسافر سے) رام رام بھائی رام رام -
ہندو - (مسکرا کر) سلام صاحب سلام - ستھنا پہنے ہو اور رام
رام کہتے ہو -
آزاد - ارے بھائی - خدا اور رام ایک ہی تو ہو - یہ تو فقط عقل اور
سمجھ کا پھیر ہو -
ہندو - ہان صاحب ہو تو ایسا ہی -
آزاد - کہان جاؤ گے ٹھاکر -
ہندو - گاؤن یہان سے پانچ کوس ہو ہم تو پہر بھر سے یہان بیٹھے
ہین رات کا اُٹھے - نہادا - پوجن کیا - ستو باندھا ٹھنڈے ٹھنڈے
یہان آئے گئے -
آزاد - کتنے گاؤن ہین تمھارے -
ہندو - ای ہجور اب یو سمجھو کہ کوئی دوئی تو ہمکا کھرچ کھرچ کے
بچ رہت ہین -
آزاد - اور یہ گاڑھے کی دھوتی اور گاڑھے کی مرزائی تمھاری
قسمتون مین ہو -
اتنے مین آزاد ٹہلتے ہوے اوطرف چلے تو آواز آئی کہ ارے میان
یہ کیا بھسا کو بھر گئے ہو ہم سے یہ دو سیر خمیر الوا او اچھا موٹا تو ابھو اللہ
میان آزاد پیچھے پھر کر جو دیکھتے ہین تو اللہ اکبر یہ تو کوئی بڑے رئیس ہین
بھئی - اور یہ تو ہم تب ہی سمجھ گئے تھے جب دو سیر کی فرمائش ہوئی
تھی - ایک سُرخ زین پوش بڑے تکلف سے بچھا ہوا ہو - اور ایک صاحب
کروفر کے ساتھ متمکن ہین - جامدانی کا کرتا ادھی کا انگرکھا -

تین روپے کی سفید ٹوپی سر پر کج رکھے ہوے کوئی دوڑھائی سو کی گھڑی جیب مین اور اُسکی طلائی زنجیر زیب گلو چپت گھٹنا ڈاٹے ہوے جیسے بگلے کا پر - قریب چار پانچ سفید پوش اور بیٹھے ہین اور ایک ایرانی سے فارسی مین گفتگو ہو رہی ہے - وہ زبان دان فراٹے اڑا رہا ہے یہ لوگ بس بلے بلے کہہ دیتے ہین اور جو کوئی لولا لنگڑا فقرہ بولے بھی تو بے تکا ایک منشی صاحب نے یہ مخمس سنایا -

واعظا چون بطی چند در آئی بخروش	کہ بیا در چمن خلد می ساغر نوش
گیرم آن خم دہم نوش ست و لیکن مبروش	کردہ ام توبہ بہ بت صنم بادہ فروش

کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آرائی

ایرانی - بارک اللہ این مآل شماست -

منشی صاحب - بلے بلے - اشعار ست - این اشعار ست

ایرانی - ہرچہ غیر او ست پوچ ست -

منشی صاحب - بلے بلے -

راوی - اب فارسی کی ٹانگ نہ توڑیے معلوم ہے کہ آپ بلے بلے جانتے ہین اور ایرانی کو سکھاتے ہین کہ اشعار ست - این اشعار ست بہت ہی خاصے فارسی بولنا فرض ہی کیا ہے - نہین بول سکتے تو خاموش ہی بیٹھو رہو - اُردو ہی مین گفتگو کرو - ورنہ یہ بلے بلے کب تک کیے جاؤ گے اور ایرانی ایک اُستاد وہ بھی تاڑ گئے کہ یہان سب گو کھے ہی گو کھے بیٹھے ہین بس بلے بلے کے سوا اور کچھ نہین جانتے -

منشی صاحب - جناب شنیدن کنندکہ -

راوی - اف واللہ پھڑکا دیا - بھئی اس (شنیدن کنند) نے پھڑکا دیا لوٹن کبوتر بنا دیا - شنیدن کنند یعنی سنیے -

ایرانی - (مسکرا کر) جناب گفتن کنند بندہ شنیدن می کند

آزاد - (ہنس کر) و بندہ نیز خندیدن می کند -

ایرانی - (آزاد کی طرف مخاطب ہو کر) کیستی تو کیستی -

آزاد - بابا غلام فصحاے خاک پاک ایران زمین - درویش عزلت نشین ننگ انام آزاد برائے نام -

ایرانی - (خوش ہوکر) بیا ذرہ مانشین (میر صاحب کی طرف مخاطب ہوکر) حالا گفتن کن - بندہ شنیدن می کند -

منشی صاحب - پدر ما - وہ پدر من - لاحول ولا قوۃ

راوی - اچھے خلف الرشید پیدا ہوے کہ باپ ہی کے نام پر لاحول پڑھنے لگے - ہونہار ہو - شاباش ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

منشی صاحب - پدرم - (آگے آیت) -

ایرانی - (قہقہہ لگا کر) -

پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

منشی صاحب - (بہت خوش ہوکر) او کہ حافظ جی درین اشعار گفتند آدم بود و پدرم -

ایرانی - (مسکراتے ہوے) او آدم بود و پدر شما خرک مسکین

منشی صاحب - سمجھے خاک نہین مگر بول اُٹھے بلے بلے -

آزاد - واہ رے تیرے بلے - وہ اِنکے پدر بزرگوار کو خرک مسکین بنا رہا ہے اور آپ بلے ہی بلے کرتے جاتے ہین اور یہ حافظ جی کی کتنی کہی ہو واللہ حافظ شیراز کو حافظ جی آجتک کسی نے نہ کہا تھا اور چلے ہین اہل زبان سے فارسی بولنے -

بت کرین آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی

منشی صاحب - پدرم زبان خود را تراشید و در گوشۂ مقام نشستہ بود -

ایرانی - (بہت ہی ہنس کر) زبان خود بریدہ بکنجے نشست مگر دیوانہ بود -

آزاد - پاگل خانے بھیج دیجیے - کوئی ان منشی صاحب سے پوچھے

کہ اس لغو بیانی کی ضرورت ہی کیا تھی بھلا۔

منشی صاحب - پدرم امروز در آگرہ عرف اکبرآباد دست د چچا صاحب آمدند۔

ایرانی - (آہستہ سے) ع مارا چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

آزاد - کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

منشی صاحب - جناب میدانند کہ بوشیرہ چہ معنی دارد

ایرانی - (متحیر ہوکر) چہ می پرسی بوشیرہ۔

منشی صاحب - (زمین پر کوئلے سے لکھ کر) باین طور (بوشیرہ)

ایرانی - بوشیرہ - لقب حضرت علیؑ ست۔

منشی صاحب - بلے بلے بلے - خطاب ست - قاآنی در ایران شما شعر خوب خوب و عمدہ عمدہ میگوید۔

ایرانی - قاآنی مُرد۔

منشی صاحب - سعدی ہم مُرد یا نہ۔

ایرانی - نام سعدی شیرازی بفصاحت زندہ است۔

منشی صاحب - درینجا مردمان قتی را انگور میگویند - قتی چہ معنی دارد

ایرانی - قتی در ترکی صندوقچہ را گویند۔

منشی صاحب - بلے بلے - و کمر را سیخ نمودن چہ معنی دارد۔

ایرانی - کمر سیخ کردن کنایہ از اندک توقف کردن ۔ ؎

از نخستین نگہت مست و خرامم کردی		کمرے سیخ نکردم کہ کبابم کردی

منشی صاحب - ساس را ساس میدانی - ساس را زن و جہلا میگویند - خوش دامن برائے این صحیح ست یا غلط۔

ایرانی - خوشدامن - تراشیدۂ فارسی دانایان ہندوستان ست و بہ ایران مادرِ زن و مادرِ شوہر گویند۔

خیر ایرانی تو رخصت ہوئے اب میاں آزاد نے پوچھا کہ حضرت اسم مبارک۔

رئیس - خاکسار کو محمد منور علی کہتے ہیں۔

آزاد - دولت خانہ۔

رئیس - غریب خانہ ایک قصبہ میں ہے یہاں سے کوئی پانچ کوس پر میرے دیہات ہیں - کچھ زمینداری ہے - سیر ہے۔

میر صاحب - آپ بڑے رئیس ہیں سو روپیہ ماہواری ملوں پہ رہتا ہے چار بھائی ہیں - دو چچا زاد بھائی ہیں وہ تیس تیس روپیہ پاتے ہیں - پچاسوں نوکر چاکر آدمی سواری۔

آزاد - یہاں تو بطریق سیر و تفریح آپ آئے ہونگے۔

میر صاحب - نہیں کچھ روپیہ قرض لینا تھا سو مہاجن جو روپیہ سیکڑا سود مانگتا ہے۔

میاں آزاد نے منشی صاحب کو اشارے سے بلا لیا اور الگ لیجا کر یوں ہم کلام ہوئے۔

آزاد - حضرت روپیہ قرض لیجیے تو ہمارے ہی ذریعے سے دس ہزار بیس ہزار پچاس ہزار لاکھ دو لاکھ جتنا کہیے مگر جاگیر قرق کرا لینگے اور چار روپیہ فی صدی لینگے۔

منشی صاحب - واہ نیکی اور پوچھ پوچھ اگر آپ اک چودہ ہزار بھی دلوا دیں تو بڑا احسان ہو - اور سود چاہے پانچ روپیہ سیکڑا لیجیے تو کیا پروا ہے - سود دینے میں تو ہم آندھی ہیں۔

آزاد - بس بل چکا یہ سود کی کیا بات چیت ہے بھلا - سود کیا معنی ہم کہیں سود لیا کرتے ہیں منافع نہیں کہتے - سود ابھرے وہاں سے سود دینے والے نکلے آئے خبردار اب سود کا لفظ زبان سے نکالنا ورنہ تم جانوگے

منشی صاحب - اچھا حضور منافع سہی۔

آزاد - سہی - یہ سہی کیا معنی - اور یہ تو بتاؤ کہ سو روپیہ لے علی غش پاتے ہیں تو پھر چودہ ہزار قرض کیوں لیتے ہیں - اللہ اللہ ایک دو نہیں چودہ ہزار ایک دم سے لاحول ولاقوۃ۔

منشی صاحب۔ پیرومرشد۔ آپ سے تو کوئی پردہ نہین ہے سو پاتے ہین اور پانچ سو مہینے مین اُڑاتے ہین عمدہ کھانا کھاتے ہین۔ باریک اور قیمتی کپڑے پہنتے ہین پھر ذی مروت اتنے بڑے کہ سائل کبھی محروم ہی نہین جاتا جس نے سوال کیا خوش خوش گیا۔ اور ریاست کی بو دماغ مین ہے کوٹھیان بنوائین بنگلے بنوائے بگھیان ادھے گھوڑے یابو خریدے۔ پھر یہ سب آئے کہان سے۔ بنک سے لیا مہاجنون سے لیا اس سے لیا اُس سے لیا۔ اب چودہ ہزار کے پیٹے مین آگئے۔ اب کوئی ٹکا نہین دیتا جس سے مانگتے ہین وہ ہوا بتاتا ہے۔ کوئی تپیا تانک نہین۔ رہی سہی ساکھ دو تین ڈگریون سے اور بھی خاک مین مل گئی چلیے۔ ع۔ نے غم وزد نے غم کالا + اب دیکھیے نہ۔ یہ تو حالت ہو گئی ہے اور دو سیر دھوان دھار اُڑ رہا ہے۔ اور چار پانچ حضرات ساتھ ہین صبح و شام دو وقت چالیس پچاس آدمی دسترخوان پر کھاتے ہین اور ایسا ویسا کھانا نہین کہ دال ماش اور چپاتیان نگل لین۔ مرغن۔ اشرفی لقمہ پھر یہ آئے کس کے گھر سے بھلا۔ سو ہی کی تو اوقات ہے۔ سو روپیہ کی کیا بساط۔ آپ کہین سے دلوا دین تو بیڑا پار ہے ورنہ کشتی اب ڈوبی اور اب ڈوبی اور عاقبت خاک تھا نہ ملیگی۔

آزاد نے اس تقریر کو سنکر کمال افسوس کیا اور سوچے کہ کفایت شعاری کو بھی خدا نے کیا ہی شرف دیا ہے۔ اس فضول خرچی سے خدا بچے کہ اس سے انسان دین و دنیا دونون مین سے ایک کا بھی نہین رہتا اور جہان اسکی طرف انسان مائل ہوا بس پھر اس سے بچنا محال ہے۔ ع

خوے بد در طبیعتے کہ نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست

راوی۔ اب اُن ٹھاکر صاحب اور ان صاحب کا مقابلہ تو کیجیے وہ بھی زمیندار یہ بھی زمیندار۔ وہ گاڑھے کی دھوتی اور گاڑھے کی میرزائی پر قناعت کرتے ہین اور یہ شربتی اور جامدانی پھڑکاتے ہین وہ ڈھائی تلے کا لکڑ توڑ جمرودھا گنواری جوتا پہنتے ہین یہ پانچ روپیہ کی جلیتی دلکتی اوگی وہ بھنوری یا پالک و رچنے کی روٹی کھاتے ہین یہ دو وقتہ شیرمال و رباقرخانی اور مرغ پلاؤ بریتے لگاتے ہین۔ وہ ٹکے گز کی چال چلتے ہین۔ یہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے ہوا کے گھوڑون پر سوار ہمارے نزدیک دونون پر پھٹکار۔ وہ کنجوس۔ یہ فضول خرچ لیل و نہار وہ روپیہ کو دفن کیے ہوے ہین یہ روپیہ لٹاتے پھرتے ہین ہاے خیر الامور اوسطہا کے مفہوم پر کوئی نظر نہین ڈالتا دونون مصیبت مین ہین۔ وہ کھا نہین سکتے تو یہ بچا نہین سکتے۔ افسوس صد افسوس دونون کے افعال ایک دوسرے کے خلاف۔ اور دونون مرکز اعتدال سے قدم باہر نکالے ہوے۔ ٹھاکر سے کوئی اتنا کہے کہ ٹھاکر صاحب اب ساٹھ کے پیٹے مین ہو دس پانچ برس اور جیے تو جیے۔ یہ اسقدر سختی اور جبر اپنے نفس پر کیون گوارا کرتے ہو۔ کہ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے۔ جان جاتی رہے مگر ٹکا نہ نکلے۔ لاحول ولا قوۃ۔ اب بوڑھے ہوے کھاؤ اور کھلاؤ۔ اور ان حضرت کو کوئی اسقدر تو سمجھائے کہ میان چوٹی تک قرض سے ڈوبی ہوئی ہے آخر کچھ فکر بھی ہے یا آنکھ بند کیے روپیہ ہی لٹائے جاؤ گے خواب غفلت تا کجے۔ اب زمینداری گھوما ہی چاہتی ہے پھر وہ مصیبت پڑیگی کہ عمر بھر نہ بھولیگا۔

لیکن ارباب خرد اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ ٹھاکر لاکھ منحوس کنجوس ممسک بدبخت سہی مگر انسے بدرجہا اچھا ہے۔

پری پیکران ملک مہراشٹ کی حیا پروری و رذکور کی پاک نظری

مہر سپہر رہ نورد ی وسپہر مہر کوچہ گردی میان آزاد خانہ برباد ور اُنکے زندہ دل وصافی نداق رفیق بالتحقیق میان خوجی نے بادل شاد ملک مہراشٹ یعنی دکھن کی بھی سیر وسیاحت لگے ہاتھون کرلی چیقلم مینو سواد میان آزاد خانہ برباد کو ایسا بھایا کہ بے اختیار زبان حال اور لسان مقال سے یہ شعر خوجی کو سنایا۔ ع

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اگر فردوس بر روی زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

یون تو اُس مقام دلپذیر کی ہر ایک شی بے نظیر پائی لیکن یہ وضع انکو سب سے زیادہ بھائی کہ پردے سے مستورات کو اصلا کام نہین - چادر و برقع کا کہین نام نہین - شریف زادیان بیحجاب و الا دو مان لیلیان برافگندہ نقاب - مگر آنکھون مین حیا و آزرم نہان - چتون سے نیکی اور شرم عیان - تمام شہر حسن و جمال کی کان ہے - ملاحت و صباحت کی جان ہے یہان کی کچھ اور ہی آن بان ہے - ؎

شاہد آن نیست کہ موی و میانی دارد
بندۂ طلعتِ آن باش کہ آنے دارد

ساریان زیب تن ہین - مصروف سیر چمن ہین - میان آزاد نے ٹھان لی کہ ٹرکی سے واپس آئے اور بس یہان ہی بستر جمایا تمام ہندوستان مین بس یہی ملک نمونۂ باغ نعیم نظر آیا -

خوجی - کیون میان یہان تو کچھ عجب رسم ہے بھئی یہ بڑی بڑی شریف زادیان مُنھ کھولے پھرتی ہین - اس مطلق العنانی کے صدقے واللہ کیا آزادی ہے لاحول ولا قوۃ شرم و حیا سب بھون کھائی

آزاد - اور سنیے آپ لاحول پڑھتے ہین - کیون صاحب لاحول پڑھنا کیا معنی پردہ کیسا - پردہ ڈھکوسلے کا نام ہے - عرب مین عجم مین افغانستان مین مصر مین مراکو مین ترکستان مین کہین بھی پردہ ہے میان پردہ آنکھ کا ہو انکے دل مین حیا اسطرح مکنون ہے جیسے اسرار قلب مین مکنون رہے - اے نادان کہین برقع سے پاکبازی آتی ہے کہین چادر حیا سکھاتی ہے - جہان گھونگھٹ کاڑھا اور نظر پڑنے لگی - قمار بازون کی آنکھ لڑنے لگی - اور بعض اوقات - ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد
گر باز کنے مادرِ مادر باشد

لیکن گھونگھٹ سے آخر فائدہ ہی کیا ہے - گھونگھٹ پر انسان کی نظر پڑی اور کہنا شروع کیا کہ - ؎

نیم موئی نقاب از چہرہ بردار
نے آید خوشم این لن ترانی

گلیم ما و تو از عشق ہر دو سوختہ ایم
ترا تجلی و ما را نقاب مے سوزد

خوجی - تو آپ بالکل آزاد آدمی ہین مگر اپنا یہ مقولہ ہے - ؎

قدم برون ننہد ماہ من ز منزل خویش
بود چو صورت آئینہ زیب محفل خویش
یار سرگرم حیا من ادب آموز نگاہ
چشم تا کار کند شرم و حجاب ست اینجا

یون تو ہر ملکے و ہر رسمی مشہور ہے مگر ہمارے ملک مین تو کہاریان اور مالنین تک پردہ کرتی ہین نہ کہ شریف زادیان معاذ اللہ ایک قدم تو بے پردہ سکے جاتی نہین کیا مجال شرم آشنا رگ رگ مین حیا سے

چون ببیند آن بت شرم آشنا آئینہ را
صورت بیگانہ داند از حیا آئینہ را

آزاد - ارے میان نقاب کو شرم اور حجاب کو آزرم سے کیا سروکار حیا آنکھ کی اس سے بڑھکر حجاب ہی نہین - اس پاک نظری سے بہتر نقاب ہی نہین - حیا دل مین جیسے بو برگ گل مین یا سرور بادہ و مُل مین اور ہمارے ملک ہمارے خاص وطن مالوف و مانوس مین تو پردے کا نام نہین جیسے عرب مین ٹرکی مین روم و شام مین سب جگہ یہ رسم کافور ہے ویسے ہی ہمارے ہان بھی - مگر ہندوستان کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے -

خوجی - آپکا ملک کون خراسان ہے - آخر اُس آپکے خاص ملک کا نام تو سنون -

آزاد - کشمیر جنت نظیر (خدا آباد رکھے) کون کشمیر - وہ کشمیر جسکی شان مین عرفی شیرازی کہہ گئے ہین - ؎

ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید
گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
از بسکہ کند جذبِ رطوبت خطرش نیست
گر کاسۂ چینی ز ہوا پر جگر آید

وہان ہندو مسلمان سب کی مستورات مخدرات صرف برقع پوش نکلتی ہین یا ذرا ہاتھ سے چہرے کو چھپا لیا - مگر یہ مرض نہین ہے کہ عورت گھر کے باہر قدم ہی نہ رکھے - یہ تو ہندوستان ہی مین عارضہ پھیلا ہے - ہم تو جب ٹرکی سے واپس آئینگے - بس یہان ہی بستر جمائینگے اور حسن آرا کو

ساتھ لے کر مطلق العنانی اور آزادی کے ساتھ ہوا کھائینگے صبح و شام اُس گلفام نازک اندام کو بغل مین بٹھائے بگھی پر ہوا کھا رہے ہین سیر چمن اور تماشائے نسرین و نسترن کے مزے اُڑا رہے ہین -

خوجی - یار بات تو خاصی ہے مگر مجھ منحوس کی تو بیوی بس لائق ہی نہین کہ ہوا کھلانے لیجاؤن - اور اپنے آپکو مفت مین ہنسواؤن - اور اُلّو بنواؤن اور اپنے اوپر آوازے کسواؤن - اول تو آپ بوڑھی ہوئین مجھ سے کوئی دو اور ایک اور تین چار برس بڑی ہی ہونگی -

آزاد - (ہنس کر) یار تم بھی واللہ بس نمبر اول کے بیوقوف ہی رہے بھلا صحبت یافتہ آدمی کی زبان سے کبھی یہ پوچ فقرہ نکلے گا کہ بیوی مجھ سے چار برس بڑی ہے - عمر بھر نوابون کی صحبت مین رہے مگر بات کرنیکی تمیز نہ آئی - باقی رہا ہوا کھلانے کی نسبت - آپکی زوجۂ محترمہ سیاہ فام ہین اور اُنکے کالے مُنھ سے آپ جھینپتے ہین ہوا کھلانے مین مضائقہ ہی کیا ہے - آخر حرج کی کیا بات ہے -

خوجی - جی جب حبش جاؤنگا تو وہان ہوا کھلاؤنگا - بھائی اتنا نہین سمجھتے کہ آخر کیا مجھے کُتّے نے کاٹا ہے جو بیٹھے بٹھائے جورو کو گلی کوچون پھرواؤن واہ اچھی صلاح ہے - آپ نئی روشنی کے لوگ ہین آپکی حسن آرا کے آپ سے زیادہ نفیس خیالات ہین اور پھر خدا کے فضل سے دونون میان بیوی جوان دونون خوبصورت - دونون قوس ابرو دونون زیور علم و فضل سے آراستہ - دونون نوخیز و نوخاستہ جو دیکھے پھڑک جائے کہ کیا چاند سورج کی جوڑی ہے - رعب حسن سے کوئی نظر نہ اُٹھا سکے ایسی شکل و صورت ہو تو مضائقہ نہین ہم اب کیا ولولہ دکھائین - وہ جوش ہی نہین - وہ خروش ہی نہین - وہ اُمنگ کجا - وہ ترنگ کجا -

وقت پیری شباب کی باتین	ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

آزاد - حسن و جمال تو واقعی سحر کا اثر رکھتا ہے جہان کسی بت جادو جمال یا مشتری خصال کو دیکھا اور بس انسانی روح وجد کرنے لگی رگ دل پر تیر نظر نشتر کا کام کرتا ہے - لیکن نیکی و پارسائی بھی دلربائی کے ساتھ ضرور ہے کمالات ذاتیہ اور پارسائی سے شریف زادیون کو زینت اور خیالات بلند و طبع ارجمند سے مشین ہونا چاہیے - اگر عورت صرف حسین ہی حسین ہوئی تو کیا - مگر ہندوستان مین عورتونکو پردے ہی مین رہنا چاہیے -

اِتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک ملیح و وجیہ شوخ و شنگ خاتون سیارہ ایک نقرہ خنگ پر عجب بانکی ادا سے بیٹھی ہوئی عین بازار مین گھوڑا دوڑاتی جاتی ہے اور تیلی کمر جسپر رگ جان کا دھوکا ہوتا تھا سیکڑون بل کھاتی ہے ایک ایک قدم پر لچکتی جاتی ہے - میان آزاد نے آئیہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھ کر خوجی سے کہا کہ سچ کہنا یار کتنا اچھا انداز ہے - سبحان اللہ - بس اسیطرح پیاری حسن آرا بھی پشت سمند پر سوار ہونگی - اسوقت اُس بت پندار کی آن بان کو بھی ملاحظہ فرمائیے گا اور ہی عالم ہوگا واللہ وہ جوبن ناز پری کا ہمدم ہوگا -

خوجی - یہ بھی سچ ہے ع - بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے : واللہ سفر کے مزے اب عمر بھر نہ بھولینگے -

آزاد - ہم کہتے ہین بوا زعفران کو بیاہ لو اور کوئی ٹٹوے دو - بس اسیطرح وہ بھی بازارون مین ہوا کھائین - لوگ پوچھین یہ کون ہے تو ہم کہین میان خوجی صاحب کی زوجۂ مقدسہ ہین -

خوجی - بس رہنے دیجیے ہماری بیوی ہوا کھائیں اور ہمارا اور اپنے باپ کا نام بد کرین - اور یہ زعفران کون ہے - ارے توبہ توبہ یاد آ گئی حضرت معاف فرمائیے - وہی زعفران نہ جسنے اپنے شوہر کے دھوکے مین ہماری کھوپڑی گنجی کر دی تھی اور مارے چپتون کے بوکھلا دیا تھا (اپنے کان پکڑ کر) خداوند ابچائیو - اور شر آفات سے محفوظ رکھیو - سچ ہی ہزار نعمت کھائی - چھوڑ دے بلّی چوہا لنڈورا ہی ہو کر جیے گا - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ تین کم سن لڑکیان عجب ناز و ادا سے

قدم رکھتی ہوئی ہاتھ مین ہاتھ ملائے باتین کرتی چلی جاتی تھین اور دو شریف زادے سامنے سے آتے تھے - جب وہ تینون گلبدن غنچہ دہن دوشیزہ جمیلہ حسینہ اور یہ دونون نوجوان ایک مقام پر ایک دوسرے کے قریب پہونچے (جیسا بعض اوقات ہر فرد بشر کو اتفاق ہوا ہوگا) جس طرف یہ جائین اُسی طرف وہ جائین یہ بھی اور وہ بھی گھبرا گئے وہ دائین بڑھتی ہین تو یہ بھی دائین بڑھتے ہین اور وہ بائین کے رُخ جاتی ہین تو یہ بھی - ایک منٹ تک یہی نقشہ رہا تو اُن کنواری پیاری لڑکیون کا جو بارہ بارہ برس کی تھین چہرہ سُرخ ہوگیا اور اُنکے بشرے سے شرم آلود غصہ دیکھ کر یہ دونون جوان صالح سخت خفیف ہوے ایک نے آگے بڑھ کر اور گردن نیچی کرکے آنکھین جھپکا کر کہا کہ بہن معاف کرنا ہم نے دیدہ و دانستہ ایسا نہین کیا - ایسا راہ مین اکثر اتفاق ہوجاتا ہے معاف فرمائیے گا تم تینون میری چھوٹی بہن ہو - اِس فقرے سے اُن تینون کا ملال دور ہوگیا اور باشارۂ چشم اُنھون نے جواب دیا کہ ہم نے معاف کیا - میان آزاد اور خوجی دونون نے بغور دیکھا -

آزاد - کیون سچ کہنا چہرے سے کیسی سچی شرم و حیا برستی ہے - کیا رعب ہے کیا داب ہے - اور اُن جوانان صالح کو دیکھا کہ اپنے ملک کی معزز خاتونون کو کس عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہین مگر اعتدال سے زیادہ آزادی بھی فضول ہے خوب یاد رکھو جن ملکون مین پردہ نہین وہان آزادی کے ساتھ نیکی بھی زیادہ ہے - میان پردہ دل کا ہے - عورت اگر بد ہو تو لاکھ پردون مین سے نکل جائیگی - ہان زیادہ مطلق العنانی بھی عورتون کے لیے نازیبا ہے یہان سے بمبئی چلیے -

میان آزاد کا بمبئی مین داخل ہونا اور خوجی کا ایک گنوار ٹِل عورت سے عشق مین عقل کھونا

اور پھبتی کیا کہون بن آئے ہو لنگور سے	داڑھی منڈواؤین یا آئی خدا کے نور سے

چرخ چنبرین لاکھ چرخ کھائے گردون گردان ہزار گردش مین آئے - زمانہ کرور جتن کرے کہ وحشی مادر زاد افیونیون کے مسلم الثبوت اُستاد میان خوجی سا دوسرا پیدا تو کرے کیا مجال - ادھر کی دنیا چاہے اُدھر ہو جائے مگر خوجی اپنے آپ ہی نظیر بنے رہینگے - غصہ تو اُنکی گھٹی مین تھا بات ہوئی اور تنک گئے - ذرا کسی سے جھوڑ ہوئی اور چتون پر میل آگیا اور قرولی تو بات بات پر نکلتی تھی - کنجڑون سے تکرار ہوئی اور چھینٹ دن بر فرضی قرولی حضرت تیز کرنے لگے بزقصاب سے کئی بار چھیچڑون پہ چھری چلی ایسی قرولی بھی کسی نے کم دیکھی ہوگی جب غصہ آیا فوراً فرمایا او گیدی نہوئی نوابی ورنہ اتنی قرولیان بھونکتا کہ لاش پھڑکنے لگتی -

الغرض میان آزاد اور خوجی مہرشٹ کے ملک سے بمبئی مین آئے - جب بمبئی مین داخل ہوے تو شہر پناہ کے پاس دونون مین دو دو چونچین ہوگئین -

آزاد - چلو کسی اچھی سی سرا مین چلکر بسیرا لین -

خوجی - کہنے والے اور چلنے والے دونون کی ایسی تیسی - کیون مجھ بھی وعدہ پورا کرتے ہو - وہ قرولی تو خریدتے ہی رہے اور افیم کے لیے کبھی پورے سولہ گنڈے نہ دیے - اب یہ وعدہ خلافی کرتے ہو ایسی تو ہم نے پہلے ہی قول لیا تھا کہ چاہے آسمان کی جگہ زمین اور زمین کے مقام پر آسمان آجائے مگر اینجانب سرا مین قدم نہ رکھینگے - سانپ کا کاٹا رسّی سے ڈرتا ہے - اُس دن بھٹیار والے نے اتنی بے بھاؤ کی لگائین کہ بس ہمارا ہی سر جانتا ہے -

آزاد - اجی اب دنیا بھر کی سراؤن مین بھٹیار ہی بھٹیار تو ہین - وہ باتین کرتے ہو کہ گدھون کو بھی ہنسی آئے -

خوجی - اچھا - تو اس شرط پر چلتے ہین کہ رات کو کسی پیڑ پہ بسیرا لینا -

خوجی کی درگت

آزاد اور میان خوجی دونون چلے تو سرا مین کھٹ سے داخل۔ ایک کوٹھری مین جا کر میان خوجی تو مزے سے چپرکھٹ پر دراز ہوے چارون شانے چت میان آزاد خانہ برباد بھی دوسری کھٹیا پر لیٹے ہو کر خرّاٹے لینے لگے۔ خوجی افیمچی آدمی نیند کہان بس کوئی دم آنکھ جھپکنے ہی نہین پاتی۔ آزاد نے تکیہ پر سر رکھا تو نیند ہاتھ باندھے آن موجود ہوئی خوجی نے جو انکی یہ کیفیت دیکھی تو آپ ہی آپ کہنے لگے کہ ارے میان آزاد گذر گئے۔ بیچارے خوب آدمی تھے افسوس ابھی باتین کرتے تھے ابھی ندارد ع۔ افسوس کہ از میانہ برخاست:

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک کشیدہ قامت بلند بالا شیطان کی خالہ سامنے سے چمکتی دمکتی ہوئی آتی ہے۔ مگر قد کوئی پورے سات فیٹ کا نصف انچ کم نہ چھ بھر زیادہ۔ آستینونکی پھنسی ہوئی کرتی اور وہ چستی اور پھرتی۔ کہ الامان۔ چادر سبز پہنے سبزان چمن کو شرماتی ناز سے قدم بڑھاتی ہوئی میان خوجی کیطرف آنکلی۔ خوجی نے اُسکی طرف نظر ڈالی تو اُسنے ایک تنکھی چتون سے انکو دیکھا اور اٹھکھیلیان کرتی ہوتی چلی چلی تو حضرت نے سیٹی بجائی اور سیٹی کی آواز سنتے ہی وہ اُنکی طرف جھک پڑی اور چھما چھم کرتی ہوئی کوٹھری مین دراتی چلی آئی۔ اب میان خوجی کے حواس بیجا ہوے سوچے کہ اگر آزاد کی آنکھ کھل گئی تو وہ لے ہی ڈالینگے کہ اللہ اللہ اب آپ کو بڑے بڑے شوق چرّائے اور جو کہین وہ رکھید گئے تو پھر ہمکو مُچھ مرہی کرڈالینگے اور ہم بس لیمون اور نون ہی چاٹ کر رہجائینگے اشارے سے کہا کہ ذرا آہستہ آہستہ بولو اُسنے کہا کیا؟ مُنھ سے کہو کچھ سے کھیلو مُنھ سے بولو۔

خوجی ۔(مُنھ پر اُنگلی رکھکر) چُپ چپ۔

عورت ۔ اے واہ۔ اچھے ملے۔ کیا چپ شاہ کا روزہ ہے۔

خوجی (اشارے سے) میان آزاد سوئے ہوے ہین۔

عورت ۔ انکا لحاظ کرتے ہو کیا باپ ہین تمھارے۔

خوجی ۔ (ہاتھ جوڑ کر) واسطے خدا کے چُپ بھی رہو۔

عورت ۔ چلو ہم تم دوسری کوٹھری مین چل کر کے بیٹھین۔

خوجی اور وہ عورت جسپر میان صاحب کا دل آیا تھا چلو ایک کوٹھری مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین۔

خوجی ۔ آپ کا نام۔

عورت ۔ کیسر۔

خوجی ۔ (کانپ کر) سچ کہنا کہین زعفران کی ہمشیرہ جان تو نہین ہو

عورت ۔ اللہ جانتا ہے کتنے وجیہ جوان ہو۔ اور خدا پاک کی قسم کیا ہاتھ پانؤن پائے ہین۔ مگر داڑھی منڈ واڈالو۔

خوجی ۔ (اکڑ کر) ابھی کیا جوانی مین دیکھنا ہم کو۔

راوی ۔ کیا خوب ابھی جوانی شاید پھر آنیوالی ہے۔ کچھ اوپر پچاس کا سن ہونے آیا سن شریف پنجاہ و شش نازم باین ریش و فش۔ واہ رے بزاخفش۔ اُس عورت نے آپکو اُنگلیون پر نچانا شروع کیا کہ ماشاء اللہ کیا ہاتھ پانؤن ہین لیکن آپ سمجھے کہ سچ مچ۔ ریجھ ہی گئی تو اور بھی پھیرنے لگے۔ اور مشیخت مین آنکر فرماتے کیا ہین کہ ابھی کیا ابھی تو دودھ ہی پیتے ہین۔ بڑھکر جوانی مین دیکھنا کہ کچھ اور ہی عالم ہو گا۔ اب جنازے پر جوانی کو یاد کیجیے گا۔ ارے نادان کہین آب رفتہ پھر جو مین آیا ہے۔

عورت ۔ ڈیل ڈول کتنا پیارا پایا ہے۔ اور نکھ سکھ سے کتنے درست ہین آپ کہ ماشاء اللہ۔ جی خوش ہو گیا۔ مگر داڑھی منڈ واڈالو۔

خوجی ۔ (دونون بازوون کو پھڑکا کر) اور جو مین ورزش کرون تو شیدی لندھور کو لڑاؤن۔

عورت ۔ ذرا کان تو پھٹپھٹا ڈالو۔ شاباش ہے۔

خوجی ۔ ایک بات کہون بُرا تو نہ مانوگی۔

عورت ۔ جو بُرا مانون گی تو ذرا کھوپڑی سہلا دونگی چلو چھٹی ہوئی۔

خوجی - (ہاتھ جوڑ کر) جان بخشی کرو تو کہوں -

عورت - کیا بھٹیارے یا بھٹیاری یا کسی کی جان لوگے آخر صاحب یہ جان بخشی کیسی - اچھا جو تمھین کہنا ہو وہ کہو - مگر واڑھی صفاچٹ ہو -

خوجی - خون معاف ہو -

عورت - چپت لگا کر - ابے بھکوے خون کیسا -

راوی - ہات ترے گیدی کی لے اور لے گا - چڑ بی ایک ناٹے کی واللہ یہ تو زعفران کی ہمشیرہ جان کی ہمشیرہ جان ہی نکلین چپت بازی ہونے لگی خوجی سر کی خیر مناؤ جب نہین تو اب سہی -

خوجی - یہ وصول وصپا شریفون مین بھلا کہان جائز ہے -

عورت - شریف تجھ موے کو کون نگوڑی سمجھتی ہے (ٹوپی پھینک کر ایک اور چپت جمائی - چٹاخ) -

راوی - ہان ابکی البتہ چٹاخ کی آواز گونجی - کیون ہم نہ کہتے تھے کہ خوجی کے سر کی سلامتی نہین جب نہین تو اب سہی - ع - چور جاتے رہے کہ اندھیاری ہے -

عورت - آنکھین کیا نیلی پیلی کرتا ہے - پھوڑ دون دونون دیدے

راوی - واہ واللہ اچھی آنکھ پھوڑے سے آنکھ لڑائی - خدا چشم زخم حوادث سے بچائے حسیم بھر مین اُسنے دیدہ و دانستہ عین آنکھ ہی پر نشتر لگانا چاہا عورت کیا آنکھ پھوڑ نڈا ہے -

خوجی - اب ہمارا مطلب تو اس جھنجھٹ مین خبط ہوا جاتا ہے - اب نے بتاؤ کچھ مانگین تو دو گی -

عورت - ہان کیون نہین (کان پکڑ کر ایک ادھر اور دوسرا اُدھر) کیا مسے بوتے ہین آپ چیستانین بجھواتے ہین -

خوجی - (گھبرا کر) ہم مانگتے ہین کہ قول دو -

عورت - دیا -

خوجی - پھر مکرنے کی نہین سند رہے -

عورت - نہ -

خوجی - مین کہتا ہون پھر -

عورت - بسم اللہ -

خوجی - کہنا یہ ہے کہ - مگر کہتے ہوے دل کانپتا ہے -

عورت - اب مین تم کو ٹھیک نہ بناؤن کہین -

خوجی - شادی کر لو میرے ساتھ -

راوی - اہو ہو ہو - ارے واہ رے خوجی - اچھا شوق چرایا یہ جب ہی جوتیان کھاتے جاتے تھے اور منکتے تک تھے کانون کان خبر بھی نہوے مگر اب خواجہ صاحب شادی کا شوق تو چرایا - اب ذرا اُس کشتی گیر کے کھنچے بھی تو دیکھتے جائیے وہ دیکھیے دیو کی بچی سامنے ڈٹی کھڑی ہے گولا ڈنک ذرا اُسکے کھنچے اور ڈنڈ بیل تو اچھی طرح ملاحظہ فرمائیے آپکو وہ پھینکے تو گیند کیطرح لڑھکتے جائیے اور پھر قد تو ناپیے آپکی پونے پانچ انگل اور وہ پورے سات فٹ ہے - اتنی بڑی لمبی عورت تو آنکھون نے دیکھی نہ کانون نے سنی - خوجی چار بالشت - وہ ہشت مشت خوجی بچے تیتے لاغر وہ لحیم شحیم - فربہ و جسیم - وہ ڈنڈ بیل کشتی گیر یہ آج مرے کل دوسرا دن مگر خوجی کی آنکھون پر شیطان نے پٹی باندھ کر پٹی پڑھا دی کہ بس ساری خدائی مین حور ہے تو یہ ہے - اور دور از تصور ہے تو یہ ہے میان خوجی کا اور اُسکا مقابلہ جیسے پدے اور شہباز - یا پینی مرغ اور طاؤس طناز - اور لطف یہ کہ ابھی جوتیائے گئے ہین لیکن ایسے ریجھے کہ بیاہ ہی بیاہ پکارنے لگے -

خوجی - تمھارے ساتھ بیاہ کرنے کو جی چاہتا ہے -

عورت - اے ابھی تم بچے ہو - دودھ کے دانت تک تو ٹوٹے نہین بیاہ کیا کرو گے بھلا -

خوجی - واہ وا - میرے دو بچے کھیلتے ہین - ابھی تک اُنکے نزدیک لونڈے ہی ہین ہم -

عورت - پھر اسکی نہ کہیے - میرا ابھی تو ایک بچہ کھیلتا ہے -

خوجی - لاحول توبس معاف کیجیے -

عورت - آگئے نہ جھانسے مین - اتنا نہ سمجھے کہ ابھی مین آپ بچہ ہون لڑکوری کیونکر ہو سکتی تھی بھلا -

خوجی - سن شریف -

عورت - بارہ اور پانچ کے ہوے -

راوی - کیا بھولی بنتی ہین - جی بارہ اور پانچ باون ہوے -

خوجی - بارہ اور پانچ سترہ -

عورت - پھر اس عمر مین کہین لڑکا بھی ہوا ہے -

خوجی - (دست بستہ) کہنا مانو نکاح پڑھوا لو -

عورت - کچھ کمائی دمائی تو نکال اور داڑھی منڈوا -

خوجی - (دس روپیہ دیکر) لو یہ حاضر ہے -

عورت - دیکھون - اونھ ہاتھی کے منہہ مین جیرا - اچھا خیر -

خوجی - لو یہ پانچ اور لو - اسکے کپڑے بنوانا - مگر میری دھجیان اڑانا مین زمین کا گز بنجاؤنگا اور تم کو بیگم بنا کر رکھونگا -

عورت - (کان پکڑ کر) ایک شرط سے شادی کرونگی -

خوجی - منظور -

راوی - این! ابھی منظوری ہے - ابھی شرط سنی ہی نہین اور منظور کر لی -

عورت - صبح تڑکے سویرے منہہ اندھیرے اٹھ کر مجھے جھک کے سات بار سلام کرنا اور مین سات چپتین لگاؤنگی -

خوجی - اجی بلکہ اور دس -

راوی - شاباش - حاتم ایسے ہی ہوتے ہین بلکہ اور بیس کھوپڑی کچھ کرایہ کی تھوڑی ہی ہے لاحول ولا قوۃ - شادی ابھی منزلون دور ہے پہلی ہی منزل ہے اور اسقدر سختی کے ساتھ قول لیا جاتا ہے - اور کھوپڑی سب کے پہلے ہی تاکی گئی -

خوجی - (اچھل کر) چاند سی بیوی پائی -

راوی - چاند گنجی ہوگی -

عورت - اچھا اسی بات پر ایک پنجہ اور داہین ہاتھ سے نکالو -

خوجی - لو یہ پانچ اور لو - تمھارے دم کے لیے سب کچھ موجود ہے

راوی - بجا ہے - مال مفت دل بیرحم - نواب کے داروغہ سے رقم کی رقم دھمکا کر تھیلی لائے ہو نہ -

عورت نے جھپ سے میان خوجی کو گود مین اٹھا لیا اور بغل مین دبا کر لے چلی تو خوجی بہت ہی چکرائے لاکھ ہاتھ پانون مارے ہزار زور کیے مگر اسنے جو دبایا تو اسطرح لے چلی جیسے کوئی چڑیمار جانورون کو پھڑپھڑاتے ہوے لے چلے اب سارا زمانہ دیکھ رہا ہے کہ خوجی پھڑکتے ہوے جاتے ہین اور وہ کشیدہ قامت عورت چھم چھم کرتی ہوئی اور پھرتی کے ساتھ قدم دھرتی ہوئی یہ گئی وہ گئی - ایک مقام پر خوجی بھاگ نکلنے کو تھے مگر اسنے پھر چپڑ غٹو کیا -

خوجی - اب چھوڑتی ہے یا نہین - مگر داڑھی مین بچا ہی لونگا -

عورت - این! ہوش کی دوا کرو مردوے - مین اب عمر بھر تو چھوڑنے کا نام لونگی نہین - ہم بھلے مانسون کی بہو بیٹیان چھوڑنا کیا جانین بس ایک کے سر ہو رہین - بھاگے کہان جاتے ہو میان -

خوجی - میان ابھی سے کیونکر ہو گئے -

عورت - بس اب زیادہ ٹراؤگے تو مین اسی وقت سے چپت بازی شروع کر دونگی (گود سے اتار کر) بھلا تم بھاگ تو جاؤ -

خوجی - یار کیا اندھیر ہے مین کچھ قیدی ہون -

عورت - (چپت دیکر) اور نہین کون ہے تو آخر تو ہے کون - اب کیا مین کہین جانے بھی دونگی -

خوجی پیچھے ہٹنے لگے تو اسنے پٹے پکڑ کر خوب بے بھاؤ کی لگائین اب

یہ جھلائے اور غل مچایا کہ کوئی ہے۔ لانا قرولی۔ تماشائی بازاری ار دگرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے کھڑے ہنس رہے ہین۔

ایک ۔ کیا ہے میان کیا ہے کیا۔ یہ دھڑ پکڑ کیسی۔

عورت ۔ آپ کوئی قاضی ہین۔ یہ ہمارے میان ہین ہم چاہین چھپائین چاہے دبائین پھر کسی کو کیا۔

خوجی ۔ واہ تو میان بس دبانے ہی بھر کے ہین۔

دوسرا ۔ اِنکو بغل مین داب کر کہان لے چلین۔

عورت ۔ جدھر سینگ سمائے۔

خوجی ۔ ہاے نہ ہوئی قر۔

کانسٹبل ۔ کیا قرولی۔ پہلے لیسنس تو دکھاؤ۔ پھر کرولی نکالو۔ ہونہہ مہار دگر دن دابے گود مان اُٹھائے لیے جات ہے وہ کرولی نکارت ہین۔

تیسرا ۔ ارے واہ رے بے غیرت جوروانے دبایا اور دبپیایا اور تو دم بخود کھڑا ہے۔

چوتھا ۔ تو حضرت کرے کیا۔ وہ ٹھہری تیج ہتی ڈنڈیل۔ یہ بیچارے ڈبلے تپلے مریل آدمی پھر اُس دیونی سے عہدہ بر آ کیونکر ہو سکین۔

خوجی ۔ بھائیو میری جان بچاؤ۔

لوگ ۔ بیاہ کیون کیا تھا۔

عورت ۔ میان بیوی کے جھگڑے مین آپ لوگ نہ پڑین۔

خوجی ۔ میان کون مردود ہے۔

عورت ۔ تو مردود اور کون۔

خوجی ۔ خدا کی مار جو اِسکے ساتھ نکاح بھی ہوا ہو۔

عورت ۔ بھلا پھر مین یون ہی انکو بغل مین دبوچ کر لے آتی۔

لوگ ۔ جیسے بلی اپنے بچون کو منھ مین دبا کر گھر لیجاتی ہے۔

کانسٹبل ۔ یا جیسے دائی بچون کو گود مین لے کر تماشا دکھلاتی ہے۔

خوجی ۔ یارو ذرا میان آزاد کو سرا سے بلانا۔

عورت ۔ ہان یہ کہیے اب آپکی کچھ اور نیت ہے۔ پھر گود مین اُٹھا کر لیچلی۔ مشک دریاؤ ٹھنڈا پانی مشک دریاؤ ٹھنڈا پانی۔ تماشائی اور بازاری اور حوالی موالی ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے اور خوجی ایسے جھلائے کہ بوٹیان نوچے ڈالتے تھے مگر قرولی میان ہی مین ہے۔

لوگ ۔ اجی بس جاؤ بھی عورت ذات سے جیت نہین پاتے بس عزت ڈبو دی بالکل۔ لا حول ولا۔

خوجی ۔ اجی اس عورت پر علی کی سنوار۔ یہ تو مردون کے کان کاٹتی ہے۔

عورت ۔ (جھلا کر) ہان اکوسنے بھی لگے اب۔ اچھا۔

اچھا کرکے جو اُسنے دبایا تو میان خوجی نے خوب غل مچایا۔

خوجی ۔ ارے یارو کیا شہر شملہ ہے۔ ایک عورت ڈائن ایک بھلے مانس کو مارے ڈالتی ہے اور کوئی بیچ بچاؤ تک نہین کرتا۔ یارو خدا کے لیے بچاؤ خدا بچاؤ۔ لیکن واہ رے مین داڑھی بچا ہی لی۔

اتنے مین میان آزاد جو بیدار ہوے تو خوجی غائب غلہ اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا کہین پتا ہی نہین۔ خوجی خوجی خواجہ صاحب اجی جناب خواجہ صاحب۔ این! جواب ہی نہین دیتے۔ ارے میان کہان ہو۔ وہ ہون تو بولین۔ وہ تو بازار مین اضحوکہ روزگار بن گئے ہین بھٹیارنی نے کہا کہ (میان خوجی بزار کیطرف گئے تھے) میان آزاد بازار گئے کہ دیکھین کیا اُفتاد پڑی دیکھا تو دنگ ہو گئے۔ للکار کر کہا کہ چھوڑ دے۔

اُسنے خوجی کو چھوڑ دیا اور سلام کرکے میان خوجی سے کہا کہ حضور میرا انعام ہوا مین بہروپیا ہون۔ خوجی ع ۔ کا ٹو تو لہو نہین بدن مین۔ پچیس تیس روپیے گئے اور اُلّو کے اُلّو بنے۔

ہمارے اولی مولی خبطا ہولا کوچہ گرد خانہ برباد میان آزاد اور احمق مادر زاد میان خواجہ صاحب گرتے پڑتے لپ جھپ قدم دھرتے چوٹ کھاتے ہوے ہرن کیطرح طرارے بھرتے بازار سے بھاگے تو شہر بھر کے لونڈے لاڑھیے ساتھ پیچھے پیچھے تالیان بجاتے جاتے ہین حضرت خوجی

اپنے حساب تو لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہین مگر ماشاء اللہ بطبستان چین کیطرح پانوءن دھرتے ہین کمر دوہری ہوئی جاتی ہے اور خلق خدا قدم قدم پر پھبتیان سُناتی ہے۔

ایک بولا کھو چڑ اگل خیر و چاندسی بیوی نے چاند گنجی کردی نا کیون ہات تیرے کی۔

دوسرا قہقہہ لگا کر کہتا ہے کہ اچھی بیوی پائی کہ گرہ سے بھی کچھ کھو بیٹھے۔

تیسرے بگڑے دل نے پوچھا کہو استاد کھوپڑی کی اب کیا کیفیت ہے۔

چوتھا بولا میان صندلی رنگ معشوق سے دل کیا ملایا کہ دردسر خریدا۔

خوجی بیچارے کو راستہ چلنا دوبھر ہوگیا۔ جدھر نکلجاتے ہین آوازے کے چھرّے چلتے ہین پھبتیون کی بوچھار ہوتی ہے۔ بیوی سے میٹھی میٹھی باتین بھی نہونے پائی تھین کہ تلخ کامی نصیب ہوئی۔ دل ہی دل مین سب کو صلواتین سناتے اور چپکے چپکے کوستے اور بڑبڑاتے جاتے تھے اس دانتا کلکل مین آئے حواس اور بھی غائب ہوگئے۔ اچھی غنچہ دہن گلبدن کے بیاہنے کا شوق چرّایا کہ یار لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا چوطرفہ چل پون مچی ہوئی ہے دو چار آدمیون نے بہروپیے کی تعریف کی۔ تو خوجی جل بھُن کے خاک ہوگئے وہ تو کہیے کہ خیر سے قرولی میان ہی مین تھی ورنہ خون کی ندیان بہنے لگتین اب کسی سے بولتے ہین نہ چالتے ہین دُم دبائے ڈگ بڑھائے آنکھین جھکائے گردن نیوڑھائے ٹپا توڑ بھاگ رہے ہین ادھر قطع تشریف دیکھ دیکھ کر لوگونکو اور بھی ہنسی آتی تھی ور اُنکی ہنسی انکو خون رُلاتی تھی۔

ع۔ وائے بیدردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ؎

نیا شہر غریب الوطن آدمی گلی کوچون سے ناواقف بات کرنے کی قسم کھائی۔ بولے اور شامت آئی سرا کا راستہ یاد نہین گھومتے گھامتے شہر بھر کے صدقے ہوتے بارے خدا خدا کر کے سرا مین بلا کی طرح نازل ہوئے تو یہان بھی تالیان بجنے لگین یہ پسینون مین عرق عرق جوے ندامت مین از سر تا فرق غرق نیم کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھانوءن مین ایک چھپر کھٹ بچھ دراز ہوئے کئی بھٹیاریون نے حضرت کو آنگھیر لیا ایک سبز پوش نے مسکرا کر کہا کہ گاج پڑے ایسی عورت پر جو بے نکاح پڑھوائے میان کو گود مین اُٹھائے اور بازار بھر مین ہنڈوائے۔ خوجی اس تقریر پر لوٹ پوٹ ہو گئے اور بھانپ گئے کہ یہ بھی کہین ہماری ہی طرف کی ورنہ یہ لفاظی و رسانی کجا۔ اتنے مین میان آزاد بھی آئے اور خوجی کی چارپائی پر بیٹھے۔

آزاد ۔ (سبز پوش سے) کیون بی خیر تو ہے۔ آج بال بکھرے بکھرے کیسے ہین کیا خوجی کے پٹنے کا ماتم کرتی ہو۔

سبز پوش ۔ (مسکرا کر) بناوٹ سجاوٹ تو میری گھٹی مین پڑی ہے روز چوٹی کنگھی کی فکر رہتی تھی مگر جب ہمنے دیکھا کہ خوجی ہم پر نظر ہی نہین ڈالتے تو پھر ہم سوچے کہ کسکا نکھار اور کہان کا سنگار انھین کا آج سوگ کیا ہے جب سے آئے مُنھ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔ اچھی مرمت کردی گئی نہین تو یہ سرا بھر کو سر پر اُٹھاتے تھے۔ بار بار اتنا غل مچاتے تھے کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی گُل وہ قرولی جہان کی تہان ہی رہی۔ توبہ توبہ

آزاد ۔ پٹنے کا تو انھین خوف نہین کئی جگہ دھپیائے گئے ہین۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ بوا زعفران نے انکی کھوپڑی پلپلی کردی تھی مگر انکا قاعدہ تھا کہ پٹ پٹا کر جھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ آج کیا جانے کیا سبب ہے کہ انتہا کے ملول معلوم ہوتے ہین۔ یہ کہکر آزاد چلے گئے۔

بیچارے بے بس میان خوجی نیب کے پیڑ کے سایے مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھا رہے تھے فقرے باز ہنسوڑ بنا رہے تھے سر کی چٹیا ان نے ایسا انگلیون پنچایا کہ خدا کی پناہ۔ مگر انھون نے جو سون کھینچی تو منکے تک نہین۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک جوان رعنا بلند بالا چوڑی تیغے کی کمر سے لگائے سروہی لٹکائے اودی پگڑی سر پر جمائے بانکی ترچھی وضع بنائے اوچی بنا ہوا اور خوب تنا ہوا جوانی کی جوش مین اکڑتا آتا ہے بھٹیاریان غور سے تاکنے لگین چھُپ چھُپ کے جھانکنے لگین سمجھین کہ مسافر ہے چوطرفہ سے غل مچایا۔ آسمان

سر پر اُٹھا یا کہ میاں اِدھر آؤ یہاں بستر جماؤ میاں مسافر دیکھو صاف ستھرا مکان ہے میاں سپاہی کپریا کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاں ہے ذرا تو تکلیف ہوگی نہیں -

سپاہی بولا کہ ہمیں بازار سے کچھ سودا خرید نا ہے - کوئی ہمارے ساتھ چلا چلے تو سودا سلف خرید کر ہم آجائیں - جوان آدمی اور بلا کا حسین پھر آپ جانیے حسن تو وہ شے ہے کہ چٹکیوں میں رنگ جما سب کی سب بے جھجک اُسکے ساتھ جانے پر راضی ہوئیں - ایک بولی چلیے ہم چلتے ہیں دوسری نے کہا لونڈی حاضر ہے تیسری چمک کر بڑھی کہ میں جاؤں سپاہی نے کہا کہ پرائی عورت کو بیچ بازار میں ساتھ لیجانا رسوائی ہے - کوئی پڑھا لکھا مرد چلے تو ہم پانچ روپیہ دیں ابھی چہرہ شاہی خاصے کھرے چمکتے دمکتے گنوا لے - میاں خوجی کے کان میں پانچ چہرہ شاہی کی جو بھنک پڑی تو کلبلا کر اُٹھ بیٹھے اور کہا کہ کہیے تو میں چلوں مگر پانچوں نقد گنوا دیجیے بندہ اسٹیمپ سے منزلوں بھاگتا ہے مجھے چوتی پیزار نہو - سپاہی نے جیب سے کھن کھن کرکے پانچوں گن دیے - روپیے تو خوجی نے ٹینٹ میں رکھے اور مال واسباب بھٹیاری کو سونپ کر سپاہی کے ساتھ چلے - اب بازار میں جس طرف سے حضرت نکلجاتے ہیں غول کے غول جمع ٹھٹ کے ٹھٹ اور حوالی موالی اُنگلیاں اُٹھاتے ہیں کہ یہ وہی جانگلو ہے جسکو بہروپیا عورت کا بھیس بدل کر گود ہی میں اُٹھا لایا تھا اور راہ میں خوب گدیایا تھا غٹ کے غٹ چلے پڑتے ہیں اور تماشائی ایک دوسرے سے لڑتے ہیں جسے دیکھو قہقہہ اُڑاتا ہے - لوٹن کبوتر ہوا جاتا ہے بھئی واللہ اچھا فقرہ کیا - خدا کی قسم خوب جھانسا دیا - اچھی جوڑ دیا ئی - خوب ہی گت بنائی کھوپڑی ہی جانتی ہوگی چھٹی کا دودھ یاد آگیا ہوگا - واللہ کتنے بھولے بھالے ہیں سیدھے جیسے تکوا - جب چاروں طرف سے بایں سپر لِیں چھاؤں آئے تو خوجی بہت ہی جھلائے اور غل مچا کر ایک ایک کو ڈانٹنے لگے کہ بس اب زبان سے کوئی کلمہ نکلا تو برس ہی پڑونگا ایک ایک سے اسی میدان میں لڑونگا -

(سپاہی سے) حضرت ذرا قرابنیچہ تو دیجیے گا اور یہ میر اگنا تو لیجے گا یہ کہکر خوجی نے کمر کسی اور کتارا لے کر پینترا بدلا اور ٹھاٹھ سے سامنے کھڑے ہو گئے اے کیوں نہو میرے شیر - اِس بات کے صدقے - قرولی قرابنیچہ سرو ہی تنچہ نہیں نہ سہی - افیون کی خیر ہے کتارا کیا کم ہے - ہتھیار ہو یا نہو کیا غم ہے - اتنے میں ایک شخص نے جھپٹ کر کیلی جو کی تو کتارے کے دو ٹکڑے ایک تو وہ لے بھاگا - دوسرا میاں خوجی نے لپک کر اُٹھایا اور سکڑوں گالیاں دینا شروع کیں - سپاہی نے اردگرد کے بگڑے دل پھکڑوں کو للکارا - اور خوجی کو تھپکی تھپکا کر کے سمجھایا چلتے چلتے ایک افیونی کی دُکان پر پہونچے - اب تو میاں خوجی کی جان میں جان آئی - چنیا بیگم پائی - باچھیں کھلی جاتی ہیں - جمائیوں پر جمائیاں آتی ہیں -

سپاہی - کہو بھئی جوان - ہے شوق - پلواؤں -

خوجی - اے میں تیری زبان کے قربان - اور اس دکان کے صدقے اِس افیون کے واری - چنیا بیگم میری پیاری -

سپاہی - شوقین آدمی ہو -

خوجی - اجی میں تو اِسپر عاشق ہوں -

سپاہی نے میاں خوجی کو خوب افیم پلوائی - اور اِس ڈال کے لوٹے نے جو چسکی لگائی - تو غٹ غٹ کر کے پیتا ہی گیا جب خوب سرور گٹھے اور نشے جمے تو سپاہی نے اُنکو ساتھ لیا اور پیچھے لپٹا اثنا راہ میں خوجی سے یوں میٹھی میٹھی باتیں ہوئیں -

خوجی - افیم پلائی ہے تو پھر مٹھائی بھی کھلواؤ کھلواؤ - احسان کرے تو پورا

سپاہی - ابھی ابھی لو چار گنڈے کی بیج میل مٹھائی حلوائی کی دکان سے لاؤ -

خوجی - (خوش ہوکر)

کیا بادۂ گلگوں نے مسرور کیا دل کو	آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

حلوائی کی دکان سے میان خوجی نے لڑلڑ کے خوب مٹھائی لی اور چنگیل لے کر جھومتے ہوے چلے۔ اب مارے بھوک کے راستے ہی مین چپکے چپکے ڈلیان نکال کر چکھنی شروع کر دین۔ سپاہی کنکھیون سے دیکھتا جاتا تھا مگر دیدہ و دانستہ آنکھ چرا لیتا تھا۔ خوجی نے تھوڑی ہی دیر مین آدھی چنگیل خالی کر دی۔

سپاہی۔ مٹھائی سے بوجھ معلوم ہوتا ہو تو مجھے دیدو۔

خوجی۔ جی نہین حضرت۔ مین تو ایک بہنگی اُٹھانے کا دم رکھتا ہون آپ پاؤ بھر مٹھائی کو بوجھ سمجھتے ہین۔

سپاہی۔ کیا کسی کہار کی نسل سے ہین آپ۔

خوجی۔ (سنا نہین مگر جواب تڑسے دیا) جی ہان جی ہان جی ہان جی ہان کہکر ایک ڈلی اور منھ مین رکھ لی۔ اتنے مین سپاہی نے مزدور کے ایک لونڈے کو بھی ساتھ لیا اور چلتے چلتے ایک بزاز کی دکان پر پہونچے خوجی اور وہ دونون بیٹھے۔

بزاز۔ حکم۔ کیا کھریداری ہوگی۔

سپاہی۔ (خوجی کیطرف اشارہ کرکے) انکے انگرکھے کے برابر جامدانی دیجیے۔

خوجی نے انگرکھے کا نام اور جامدانی کا لفظ سُنا تو جامے مین پھولے نہ سمائے۔

بزاز۔ اچھا حضور۔ اپنے انگرکھے کے ماپھک (موافق) لین تو کچھ ہمین کرنا ل رہے اور (خوجی کیطرف دیکھ کر) اِنکا تو انگرکھا اور پایجامہ اور چکن سب گج بھر مین تیار ہے۔

سپاہی۔ تم کو اِس سے کیا مطلب۔ بڑے جھجھا لیے ہو۔

خوجی۔ (پونڈا ٹیک کر) نکالو جامدانی نکالو۔ بہت باتین نہ بناؤ۔

بزاز۔ لیجیے کیا جامدانی ہے۔ اول نمبر بہت بڑھیا۔ مول تول دس روپیہ گز۔ نہین سات روپیہ گز کو آئیگی۔

سپاہی۔ بھئی ہم پانچ روپیہ کو لینگے۔

بزاز۔ اب تکرار کون کرے آپ چھ کے دام دین۔

سپاہی۔ اچھا دو گز اُتار دو۔

بزاز۔ لیجیے اور یہ الپاکا ہے۔ سات آنے دیا۔

سپاہی۔ اچھا دس گز یہ بھی اُتار دو۔

سپاہی نے بزاز سے سب ملا کر کوئی پچیس روپیہ کا کپڑا لیا۔ میان خوجی کی یہ کیفیت کہ پینک مین غین۔ سر کی خبر نہ پاؤن کی۔ ایک دفعہ ہی پینک مین آئے تو سر قدمبوسی کو چلا۔ مزدور کا لونڈا یہ حال دیکھکر ہنس پڑا تو حضرت جاگ اُٹھے مگر پھر آنکھین جھپک گئین سر کھمبے کی طرف چلا۔ ذرا کھٹاک سے بولا۔ تو کھوپڑی سہلاتے ہوے کھسیانے پھر آنکھ بند۔ اپنے آپے مین تو تھے ہی نہین۔ وہ تو افیم کے بس مین تھے۔ میان سپاہی جب خوب لے دے چکے تو گٹھا باندھکر لونڈے کو دیا اور اُٹھ کھڑے ہوے۔

بزاز۔ کہان۔

سپاہی۔ گھر۔

بزاز۔ گھر؟

سپاہی۔ ہان۔

بزاز۔ اور دام۔

سپاہی۔ آکر دینگے۔

بزاز۔ واہ۔

سپاہی۔ ارے بھئی کچھ چورون سے بیوہار ہے۔

بزاز۔ جمانا (زمانہ) نازک (نازک) ہے۔

سپاہی۔ (خوجی کیطرف دیکھکر) ہمارا سالا بیٹھا ہے۔ ہم ابھی آئے۔ وہ تو لے دے کر اور خوجی کو سالا بنا کر چلدیے۔ اب خوجی جو پینک سے چونکے تو سپاہی نہ مزدور کا لونڈا۔ فقط خوجی ڈرا اُنکا پونڈا چلے تو بزاز نے گردن ناپی۔ کہان چلے آپ۔ کہان چلے کہان؟ ہم کیا کسی غلام ہین۔ گلام نہین اور ہو کون۔ تمھارے بہنوئی تم کو بٹھا کر کپڑا

بے گئے ہین - تب تو خوجی چکرائے ابے کیسے بہنوئی اُسنے کہا بس بے تے نکڑ نا میان - سالے ہوئے کہ نہین - اتنے مین ایک شخص نے کہا کہ یہ خط وہ یہان پھینک گئے ہین - خوجی جو اُس رقعے کو پڑھتے ہین تو یہ لکھا تھا -

رقعہ

ہات ترے کی کیون کہا گیا نہ جھانسا - دیکھا اکی پھر پھانسا - تب کی بیوی بنکے چنپیا دیا - اب کی میان بنکے غچّا دیا - بڑے مزے سے حضرت مٹھائی ٹونگتے آتے تھے گویا ہم اندھے تھے -

خوجی اڑے اکڑکے رہ گئے - واہ رے بہروپیے -

میان خوجی چکّر مین کہ اچھا گھن چکّر بنایا - سالا کا سالا بنا گیا اور غچّا جو دیا وہ گھاتے مین - خیر اور تو جو ہوا وہ ہوا اب یہان سے چھٹکارا ذری ٹیڑھی کھیر ہے - بزاز دس ہم ٹکڑون ٹون ٹنٹیل پھر یہان کسی سے جان نہ پہچان - اور قرولی پاس نہین برے پھنسے زمانے بھر کے نیارے اور ہمین کو جھانسا دیا - ایک دفعہ ہی آپ نے آنکھین نیلی پیلی کین اور مارے غصے کے منھ لال چقندر ہو گیا حضرت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ کٹارا تان کر پیترا بدل کے کھڑے ہو گئے اور بزاز کو کٹارا دکھا کر کہا کہ دون ایک - بزاز نے جو اُنکے قد و قامت اور ہاتھ پانوٗن اور ڈیل ڈول پر نظر ڈالی تو ہنس دیا اور کٹارے کے جواب مین اسنے گز اُٹھایا - آئیے آپ کا گٹّا ہمارا گج - خوجی بہت ہی بگڑے - اب قسمین کھاتے ہین کہ بھائی مین تو اچھی طرح اُسکی صورت سے بھی واقف نہین مجھے کیون پھانستے ہو -

بزاز بولا جبتک آپ کے بہنوئی نہ آئینگے مین دکان سے ہنسے تو دونگا نہین -

اِتنے مین ایک شخص نے آن کر بزاز کو سات روپیے دیے اور کہا لیجیے کپڑا پھیر دیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے سالے کو چھوڑ دو بزاز نے روپیے گن لیے اور خوجی کو آزاد کیا - بارے خدا خدا کرکے اُس جھنجھٹ سے جان تو بچی سالے بنے نبے -

میان آزاد کا ایک بت تندخو پر دل آنا اور اُس نگار قوس ابرو کے پرچانے مین جانا

ادھر تو یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر میان آزاد غائب اُنسے ایک شخص نے کہا یا حضرت آج میلہ دیکھنے نہ چلیے گا - وہ دھوم دھڑکے کا میلہ ہوتا ہے کہ اہو ہو ہو ایک ایک مہ پارۂ جادو نگاہ روکش مہر غیرت ماہ ہے

نازسے پانیچے اُٹھائے ہوے
شرم سے جسم کو چرائے ہوے
نشۂ بادۂ شباب سے چور
چال مستانہ حسن پر مغرور
انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز
مست صہبائے غمزہ و انداز
سیکڑون بل کمر کو دیتی ہوئی
جان طاؤس و کبک لیتی ہوئی

ناز معشوقانہ اور انداز دلربایانہ سے جو طرفہ پھرتی ہین اور اُن برق وشون کے حسن گلو سوز سے عشاق زار کے دل پر بجلیان گرتی ہین چلیے اور میان خوجی کو ساتھ لیجیے - یہ بھی عاشق تن رنگیلے چھیل چھبیلے جونہی آزاد نے کہا بولے چلیے ہم تیار ہین مگر خوجی اسوقت اور ہی اُدھیڑبن مین تھے میان آزاد خوب نکھرے اور سج دھج کر اکڑتے ہوے چلے - واللہ ایسا بفقرا ابھی نہین دیکھا میلا ٹھیلا تو کوئی اُنسے بچنے ہی نہین پاتا تھا - کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر گئے ہونگے کہ ایک جھروکے سے آواز آئی کہ - ؎

خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کسکو
طلب ہوتا ہے شانہ آئنہ کو یاد کرتے ہین

میان آزاد نے جو اوپر نظر کی تو - ع - سبحان اللہ شان تیری اب قدم نہین اُٹھتا دفعتہً دروازہ خوجی کی آنکھ کیطرح بند ہو گیا وہ معاملہ انکی دل کی گرفتاری کیواسطے کمند ہو گیا - آزاد متحیر کہ الٰہی یہ چھلاوا تھا سحر تھا ٹونا تھا آخر تھا کیا - پل مارنے کی دیر ہوئی اور وہ چاند سا مکھڑا گہن مین آ گیا - ایک دفعہ سہ منزلے کی ایک کھڑکی سے وہ چہرۂ نورانی پھر نظر آیا - آزاد بول اُٹھے کہ وہ اُس واہ تابان نے جلوہ دکھایا مگر پھر غائب - ہاے ستم آزاد جوش شوق

اور بڑے ذوق سے بولے کہ ؎

دیدار ہمی نمائی و پرہیز مے کنی ۔۔ بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

پھر مجھے لے چلا وہین دیکھو ۔۔ دل خانہ خراب کی باتین

آزاد کے ساتھی نے جو یہ رنگ دیکھا تو آہستہ سے کہا کہ حضرت بس کہدیا اس پھیر مین نہ پڑیے گا۔ کانٹے مین اُلجھنا ہو تو بسم اللہ ورنہ آگے قدم بڑھائیے الّا اللہ۔

آزاد۔ حضرت آج تو بعد مدت چاند سی صورت نظر آئی ہے بس اب تو کوٹھے پر جانے کی دھن سمائی ہے۔ وہ معشوق مین عاشق۔ وہ عذرا مین وامق وہ شیرین مین فرہاد۔ وہ پریزاد مین قید عقل سے آزاد۔ اتنے مین دیکھا کہ پھر وہ معشوق سیم غبغب بت شکرلب غیرت لعبتان چین گلفام و نازنین بیحجاب و برافگندہ نقاب جھروکے پر بصد ناز و انداز کھڑی ہوئی ہے میان آزاد کی آنکھ اُس آہو چشم کی فسون پرواز اور لگاوٹ باز آنکھڑیون سے لڑی ہوئی۔ اُسنے ایک عجب ادائے دلربایانہ سے اپنی بانکی مہری سے جو نکھر کہا اُسکے سامنے کھڑی تھی کہا کہ قفس تیار کراؤ ہم میلے جائینگے۔ میان آزاد نے باواز بلند کہا کہ ع۔ ستم ست اگر ہو۔

حضرت ایک برجستہ شعر حسب حال پڑھنے کو تھے مگر رعب حسن سے (ستم ست اگر ہو) کہکر رہ گئے۔ انکا دوست ایک ہی کائیان سمجھ گیا کہ اس ترک زرین کمر رشک قمر کا رعب جم گیا تو بگڑی ہوئی بات بنائی اور یون ہانک لگائی۔ لکنت کا برا ہو جسنے میرے یار کی زبان بند کردی تو وہ نوعروس سرمایۂ ناز بصد انداز کیا کہتی ہے ؎

ز لکنت نیست گر حرفش بلب ہر آشنا گردد ۔۔ سخن گرد زبان صد بار گردد تا جدا گردد

طوطی سخن ہے اور شکرستان دہن ہے۔ بھلا طوطی شکرفشان کہین شکرستان سے باہر بھی آتی ہے۔ خیر اب تو بندی سیر چمن کو جاتی ہے۔ اور میری شوخی ان حضرت کے گھورنے پر مسکراتی ہے۔

یہ نکتے اور لطیفے جو سنے تو میان آزاد کے ع۔ سمند عشق پہ اک اور تازیانہ ہوا + دل نخچیر تیر ادائے جانانہ ہوا اور حضرت ہزار دل سے قتل غمزۂ لب اُس گلبدن کے عاشق زار ہوے اور یون گرم گفتار ہوے۔ ؎

ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ ۔۔ تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بہ چمن درآ

دم کے دم مین وہ صورت پھر غائب ہو گئی۔ اب میان آزاد کی بیقراری اور گریہ وزاری کا بحر مواج لہرین مارنے لگا۔ اِس سمندر کا اور چھور ہی نہین کھڑکیان اور دریچے سب بند ہو گئے اب آزاد چکرائے کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر سمجھے کہ ؎

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو ۔۔ نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

اُس صنم جادو جمال زہرہ تمثال کا در تھا اور میان آزاد کا سر تھا۔ کبھی دروازہ دھم دھمایا کبھی غل مچایا۔ کبھی کنکر پھینکے۔ کبھی پتھر پھینکے۔ ؎

کرتے ہین آوازِ فریدی تیرے ہی دیوانے شگ سو بار ۔۔ پتھر پھینکے ہین گھر مین زنجیر در کھڑکاتے ہین

اتنے مین اوپر سے ایک وصلی گری میان آزاد وحی آسمان سمجھ کر جھپٹے اُٹھاکر پڑھتے ہین تو جلی قلم سے لکھا تھا کہ ع۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست + آزاد نے اِس تحریر کو چوم لیا۔ اور بوسہ لے کر یون کہنا شروع کیا۔

آزاد۔ اِن حرفون کے صدقے ع۔ فدائے جنبش دست حنائی + سواد نامہ نے آنکھون کو نور بخشا۔ سیہ مستی مداد نے دل کو سرور بخشا۔ جذب دل کے طفیل ہم انشاء اللہ اُن پیارے پیارے ہاتھون کو بھی چوم لینگے۔ ؎

نمودی سرفراز از نامۂ چون خاکساری را ۔۔ رساندی ز نسیم لطف برگردون غباری را

بکاغذ ریخت کلک از رقم کحل سلیمانی ۔۔ ازان دادی ضیا چشم سفید انتظاری را

ز رشح خامہ کردی خاطر احباب را خرم ۔۔ طراوت بخش صد گلشن نمودی نوک خاری را

بمہر خود مزین ساختی از لطف مکتوبم ۔۔ قرین مہر کردی ذرۂ بے اعتباری را

یہ وصلی در پردہ وصال کی خبر دیتی ہے۔ خوشنویسی ہاتھون کی بلائین لیتی ہے۔ ؎

من نامہ و دل اندرین نامہ چہا دیدم ۔۔ صد بار زبیتابی وا کردم و پیچیدم

اب حیرت ہے کہ الٰہی مین جواب بھیجون تو کیونکر بھیجون۔ خاک ہو کر صبا کے ہمراہ جاؤن مگر ہمارا غبار تو ضعف کے سبب سے وہان تک جا ہی نہ سکیگا۔ ؎

نوای کبوتر بام حرم چہ میدانی ۔۔ طپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

اور کلوخ اندازی اس لیے تو کی ہی ہے کہ سر کے سودا کا سنگ سے علاج ہو ذرا تو تسکین مزاج ہو سزا دیجیے تو سزا ہی - اور انتقام لیجیے تو روا ہی - لیکن ع - عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو - سہ

مشکین زلفوں سے مشکین کسواؤ   کالے ناگوں سے مجھکو ڈسواؤ
تلوار سے قتل ہو جو منظور   ابرو کے اشارے سے کرو چور
زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو   اپنے دل تنگ مین جگہ دو

یہ عشق فتنہ پرداز شمع فروز پردۂ راز ہی - آج دل دیوانہ ایک پری سے ہمدم و ہمساز ہی -

اتنے مین ایک اور وصلی اوپر سے گری - اور میان آزاد نے جھپٹ کر اُٹھائی - پڑھا تو یہ مصرعہ لکھا تھا ع - دل لگی کرتی ہین پریان مری دیوانے سے ٭ آزاد پڑھتے ہی اُچھل پڑے - ارے دیوانے !! لو صاحب اب ہم اُنکے ہوگئے اب اپنے دیوانے کی فکر کیجیے دکھڑکی کیطرف نظر کرکے) حضور آپ اپنے دیوانے کا خیال رکھیے - اپنا کہکر اغیار سے نہ ہنسوانا - اللہ اللہ اپنے دیوانے سے اس درجہ بخبر - زلف کی زنجیر ہو تیر کا نخچیر ہو میرا علاج سہل لٹکا ہی - عناب لب و شربت دیدار - گل رو اور قند لب گلقند ہو گیا - مگر آنکھین کھول کھول بند دریچون پر نظر ڈالتا ہون - سہ

ہم ایسے ہوگئے اللہ اکبر اے تری قدرت   ہمارے نام سے اب تھے وہ کانون پہ دھرتے ہین

اتنے مین ایک مہری اندر سے آئی - اور میان آزاد کو دیکھکر مسکرائی - اشارے سے کہا کہ آئیے ہاتھ سے بتایا کہ جلدی جلدی قدم بڑھائیے -

میان آزاد با دل شاد خندان و فرحان مہتابی پر پہونچے - تو دماغ رشک ختن ہوگیا سینہ چمن چمن ہوگیا - دیکھا کہ ایک عربدہ جو صنم عنبرین مو - رشک ناہید غیرت خورشید دولھن بنی ہوئی ایک نازک کرسی پر بصد شان برنائی و خودنمائی عجب ٹھسے کے ساتھ بیٹھی ہی - میان آزاد کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اُنھون نے بیٹھتے ہی کہا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا - تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوا - سہ

نگار خانۂ صبح ست این رخسارست   نگاہ کن ورق سادہ را چہ پر کارست

مپرس حال دل آن دم کہ در سخن آئی   کریم چون گہر افشان شود گدا چہ کند

وہ بت پندار ایک دلربا شوخی کے ساتھ مسکرائی تو میان آزاد کی زبان پر یہ بیت آئی - سہ

چو خون بہا طلبند از نو کشتگان در حشر   تبسمے کن و بگذر ہمین ادا کافی ست

مہری نے جو سامنے کھڑی تھی آزاد کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ آہستہ آہستہ گفتگو کیجیے بیوی نازک مزاج ہین طبع نازک پر آواز گران گذرے گی آزاد نے آہستہ سے کہا کہ - سہ

میر سجد از تصور نظارہ خاطرت   گل ہم برنگ و بوی تو نازک مزاج نیست

نازکبدن - (یعنی وہی دولھن) فرمائیے کیا مطلب ہی - دور دور کی ملاقات یا وصال -

آزاد - ملاقات نہ وصال - فقط نظارۂ جمال ع - ای گل تو خرسندم تو بوے کسے داری ٭ اب سنیے کہ اُس دلارام گلفام کی شکل و صورت بعینہ خاتون مہ لقا حسن آرا کی سی تھی - وہی شباہت - وہی حسن و جمال وہی گلابسا چہرہ وہی خال سرمو فرق نہین میان آزاد کو اپنی پیاری حسن آرا یاد آئی اور بیاختہ یہ مصرع زبان سے نکلا ع - ای گل تو خرسندم تو بوے کسی داری ٭

نازکبدن - معلوم ہوتا ہی آپ چوٹ کھائے ہوے ہین کسی کے جعد مشکین مین دل پھنسا ہی - ناگنی زلف نے ڈسا ہی - سہ

کھلتے ہین کچھ اشتیاق کے طور   رخ میری طرف نظر کہین اور

آزاد - برسون حسن و عشق کے پھیر مین رہے ہمین اپنی عاشقی پر ناز تھا اور ہم پکارتے پھرتے تھے کہ - سہ

ٹر ٹر دون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر   عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے

لیکن اب تو ایک حسین مہ جبین سے دل ملایا ہی بس اُسی کے بیاہنے کا شوق چرّایا ہی -

نازکبدن - پھر ہم سے واسطہ - حسرت مین داغ لگانے سے رہے شادی ہو بسم اللہ ورنہ تشریف لیجائیے -

آزاد - (نیم خیز ہوکر) خدا حافظ -

نازکبدن - (دامن پاؤن کے تلے دباکر) اللہ ری تنک مزاجی اُف ری عالی دماغی - ہم غیب کا حال بھی بتا سکتے ہین کہیے آپ کا کچا چٹھا کہہ چلون - مگر ہٹ دھرمی کی سند نہین -

آزاد - (بیٹھ کر) بسم اللہ -

نازکبدن - میان آزاد آپ کا نام ہے - اور حسن آرا -

آزاد - (متحیر ہوکر) این! یہ کیا اسرار ہے -

نازکبدن - کیون کیا تپے کی کہی ہے -

آزاد - (دم بخود حیرت زدہ) -

نازکبدن - (ہاتھ مین ہاتھ دے کر) حسن آرا میری چھوٹی چچا زاد بہن ہے - ڈیڑھ برس سے مین نے اُسے نہین دیکھا مگر دوسرے تیسرے خط ضرور آتا ہے - لیجیے حسن آرا کا خط ملاحظہ فرمائیے -

آزاد خط لیکر چومنے لگے (سر پر رکھا آنکھون سے لگایا خط کو پڑھا تو یہ لکھا تھا میری پیاری بہن - اللہ وہ دن دکھائے کہ تمھاری بہن تمھارے وصال کے شراب کے نشے مین جھومتی ہو - تم اُنکو اور وہ تمکو مارے خوشی کے چومتی ہو - ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھائین ہنسیان دل لگیان ہوتی جائین - اب درد دل سنو یہان ایک جوان ماہرو قوس ابرو پریزاد میان آزاد آئے تھے جوان صالح و پاکباز ہین فصحاے نامی سے دمساز ہین - اصرار کیا کہ نکاح ہو - ساعت سعد کو بیاہ ہو - میری شامت - زبان سے نکل گیا کہ روم جائیے مسلمانون کو کفار کے حملے سے بچائیے - نام کرکے آئیے اور تمغے لٹکائیے تو کیا مضائقہ - وہ تو ایک دھن کا آدمی ہے معًا منظور کرلیا اور چل کھڑا ہوا - اب فراق مارے ڈالتا ہے دل قابو مین نہین - تم خوب جانتی ہو - کہ مین ابھی ناکردہ کار ہون -

ع عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے : یہان جگر پاش پاش ہوگیا اور ابھی بسم اللہ ہی ہے -

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ۔ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

وہ بمبئی کی راہ سے روم جائینگے - تم سرا مین تپا لگا کر اُنکو بلوانا اور میرا خط پڑھ کر سُنانا اتنا ضرور کہنا کہ کیا مروت اسی کی مقتضی ہے کہ مجھ شہید خنجر ادا کشتۂ تیغ وفا کو تڑپاؤ - ؎

نمیدانم ترا در دل چہ افتاد ۔ کہ دادی صحبت دیرینہ برباد

تصویر شناخت کے لیے بھیجتی ہون - میرا حال میرا اللہ ہی جانتا ہے سپہر آرا روز طعنے دیتی ہے کہ ایسی ہی محبت پھٹ پڑی تھی تو بھیجا کیون شہر بدر کیون کیا - مگر دل گواہی دیتا ہے کہ آزاد پیارے آزاد سرخرو آئینگے آمین - آزاد خدا کی قسم تمھاری تصویر ہر دم روبرو رہتی ہے مگر ؎

یکے زبان و ہزاران شکایت ست مرا ۔ تو شاد زی کہ غم بے نہایت ست مرا

(حسن آرا)

آزاد ؎ در نامۂ اغیار مرا نمود ست ۔ حیف ست کہ چون منے ز نامہ سیاہی

مگر واہ رے اشتیاق - اور اُف رے درد فراق ہم بمبئی مین داخل نہونے پائے اور نامۂ شوق آگیا سچ ہے - ؎

اللہ ری ہواے لب بام قصر یار ۔ اُڑ کر کبوتر آگے گیا ہے نسیم سے
عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش آ ۔ بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

یہان آزاد نے ؎ مانگا کاغذ دوات و خامہ لکھا جھٹ پٹ جواب نامہ لفافہ بند کیا اور فورًا ڈاک خانے بھیجا -

نازکبدن حسن آرا تڑپ رہی ہے آپکی تحریر سحر تخمیر سے ذرا تسلی ہوگی سپہر آرا حیران ہے کہ اُسکے جنون کا علاج کیا کرے - مگر ؎

بیماری عشق لا دوا ہے ۔ اِس باغ کی اور ہی ہوا ہے
مجنون ہو اگر تو فصد لیجے ۔ سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے
کچھ روگ جو دربے خلش ہو ۔ درمان کے لیے دوا دوش ہو
آخر یہ توجی سے اپنے ہے تنگ ۔ ایسا نہو لائے اور کچھ رنگ
یاد آئین جو ابروان خمدار ۔ رہتے نہ کہین گلے پہ تلوار

وہ سبزۂ خط جو یاد آئے	جھنجھلا کے کہیں سنز ہر کھائے
گر یاد کہیں چہ ذقن کو	کو دے نہ کنوین مین باولی ہو
دیوانے کی مطلق العنانی	ہی باعث مرگ ناگہانی

مرگ ناگہانی کا کلمہ سُنکر میان آزاد کی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور اشکون کا تار بندھ گیا۔ ہاے یہ اشک نہ تھے بلکہ ترجمان دل۔ جگر خون ہوکر آنکھون کی راہ نکلا۔ وا ے ستم۔

نازک بدن۔ اب آپ ہمارے یہان ٹھہرین اکثر علما اور باحمیت اہل اسلام آپ کی زیارت کے مشتاق ہین۔ ایک دن جلسۂ عام منعقد ہوگا اور آپکی خدمت مین باحمیت مسلمان اسپیچ دینگے۔ جہاز کا بندوبست کردیا جائیگا۔ مگر اسکا آپ نے یہ نہ پوچھا کہ ہم نے آپکو پہچانا کیونکر۔ پہلے سرا مین آدمی بھیجا تھا اور اُسنے آپ کو بغور دیکھا تھا۔ اُسوقت اُسنے مجھ سے آن کر کہا کہ وہی صاحب آرہے ہین مین آپکو آزماتی تھی کہ دیکھون کتنے ہین۔ بیاہ کا ذکر مین نے اِسی سبب سے چھیڑا تھا اگر آپ عشق ہی ظاہر کرتے جاتے تو مین حسن آرا کو لکھ بھیجتی کہ ع

نشاید ہوس باختن با گلے	کہ ہر بامدادش بود بلبلے

لیکن آپ نے میری صورت دیکھتے ہی کہا کہ ع۔ اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری۔

آزاد۔ پھر مین یہان ہی اُٹھ آؤن۔

نازک بدن۔ ضرور۔

آزاد۔ شاید آپ کے اعزہ مین سے کوئی بدظن ہوجائین۔

نازک بدن۔ آپ خوب جانتے ہین کہ ہندوستان کی کوئی نیک شریف زادی اسطرح بیدھڑک کسی غیر اور نامحرم کو اپنے ہان نہ بلوائے گی جسطرح مین نے آپکو بُلالیا لیکن مجھے ناموس و ننگ کا خیال نہین کیا مین نہین جانتی کہ میرے یہان غیر مرد کو اسے تکلفی کے ساتھ میرے قریب بیٹھے دیکھینگے تو آنکھون سے خون ٹپکنے لگے گا۔ مگر وہ تو خود اسوقت تمھاری تلاش مین نکلے ہین۔ حسن آرا نے تو خطون کی بھرمار کردی اور انکو قسمین دے دیکر لکھا ہو کہ آزاد کو ضرور ڈھونڈھ نکالو۔ آتے ہی ہونگے دیر سے گئے ہوے ہین۔ اب آپ تو جائین نہین میرے آدمی کو بھیجیے وہ اسباب لے آئے۔

آزاد۔ اچھا ذرا دوات کاغذ تو منگوائیے۔ مین اپنے ساتھی کے نام رقعہ لکھ بھیجون۔

ایک عورت نے قلم دوات کاغذ سامنے رکھدیا اور میان آزاد نے یہ لکھا

خواجہ صاحب بہادر۔ اسباب وسباب لیکر اس آدمی کے ساتھ چلے آئیے سرا مین رہنا ہمکو ہم دونون کو شاق گذرتا ہی۔ یہان حسن اتفاق سے حسن آرا کی بہن مل گئین۔ یارہین قسمت کے دھنی۔ ہم تم دونون بس اب آؤ اور یہان ہی بستر جماؤ۔ اور ایک مژدہ طرب انگیز یہی سُنا تاہون کہ افیم کی دوکان بھی یہان سے قریب ہی۔ وہ ہنسی آئی کہ باچھین کھل گئین اُستاد۔

خوجی کی حماقت

(آزاد خانہ برباد)

خوجی نے مارے وحشت کے دل مین ٹھان لی کہ جو آئیگا خوب غور سے دیکھونگا اور للکارونگا بھلا ابکی چکما چل جائے تو ٹانگ کی راہ نکلجاؤن دو دفعہ کیا جانے کیا اتفاق ہوا کہ وہ چکما دے گیا یہان اُڑتی چڑیا پکڑنے والے ہین ہم بھی اگر یہان رہتے ہوتے تو اُس مردود بہروپیے کو چچا ہی بنا چھوڑتے۔ وہ غچا دیتا کہ عمر بھر یاد ہی تو کرتا مگر خیر ع۔ پھر سمجھین گے اضطراب کیا ہی سامنے ایک گھسیارا گھانس کا گٹھا سر پر لادے پسینے مین عرق عرق آن کھڑا ہوا۔ میان خوجی کی کوٹھری کے قریب ایک ٹٹو سرا مین بندھا تھا وہ سمجھا کہ انھین کا یابو ہی تو انسے یہ گفتگو ہوئی۔

گھسیارا۔ ہجور گھانس تو نہین چاہیے۔

خوجی - (غور کر کے دیکھا) چل اپنا کام کر۔ یہین گھانس وانس کچھ نہین چاہیے گھانس کوئی اور کھاتے ہونگے۔ ہم اپنے غم مین آپ کاہیدہ ہین۔ گھسیارا دور تھا اُسنے اچھی طرح سنا نہین کہ میان خوجی نے کیا جواب دیا تو

پھر پوچھا کہ صاحب کچھ گھانس لوگے۔ خوجی سمجھے کہ بہروپیا ہی چل بے چل
ہم پہچان گئے ہم سے بہت چلبلے بازی نکر نا بچہ اگر کوئی حرکت سرزد ہوئی
تو پلیٹھن ہی نکال ڈالونگا۔ اب جاتا ہی یا آنکھین دکھاتا ہی تیرے بہروپیے
کی دم مین رسّا ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔ شامت اعمال سے گھسیارا
بہرا تھا وہ سمجھا بلاتے ہین اُنکی طرف آنے لگا۔ بس تب تو میان خوجی غصہ
ضبط نکر سکے اور چلا اُٹھے کہ او گیدی بس آگے نہ بڑھنا نہین تو سرتن سے جدا ہوگا
یہ کہکر حضرت لپکے اور گٹھا پکڑ کر چاہا کہ اُسکو چپت لگائین اُسنے جو زور کیا کہ
چھڑا کر بھاگ نکلے تو میان خوجی منہ کے بھل دھم سے زمین پر آ رہے اور
گٹھا جو گرا تو حضرت خواجہ صاحب تپ ہی گئے اور گٹھے کے بوجھ سے ایک لڑھکنی
کھائی بھٹیاریون نے دوڑ کر گٹھے کو پانون سے دبانا شروع کیا اور خوجی نے اُسکے
اندر سے غنغنانا شروع کیا ابے او گیدی اتنی قرولیان بھونکونگا کہ چھٹی کا
دودھ یاد آجائیگا۔ مردک نے ناکون دم کر دیا۔ خیر بعد خرابی بصرہ آپ گھانس کے
نیچے سے برآمد ہوے تو گرد مین لت پت۔ بھٹیاریون نے بڑی ہمدردی سے
گرد جھاڑی۔ گرد کیا جھاڑی یہ کہیے کہ گرد جھاڑنے کے حیلے خوب مرمت
کر دی ایک نے اِدھر سے گدا جمایا دوسری نے اُدھر سے چپتیایا اچھی گرد جھاڑی
خوجی بہت ہی جھلّائے منہ پھلائے بیٹھے تھے کہ میان آزاد نے جس آدمی کو
سرا بھیجا تھا وہ رقعہ لیے ہوے آیا اور لوگون سے پوچھکر اُنسے کہا کہ چلیے
آپ کو آزاد نے بلایا ہے۔

خوجی - کسنے کتنے ہو۔ ارے اُبکی نامہ بر بنکر آیا تب کی گھسیارا
بنا تھا۔ پہلے عورت کا بھیس بدلا پھر سپاہی بنے چل بھاگ مردود۔

نامہ بر - رقعہ تو پڑھ لیجیے۔

خوجی - مین جلتی بلتی لکڑی سے داغ دونگا۔ نامعقول! مجھے کوئی
لونڈا مقرر کیا ہو گیا ایسے ایسے بہروپیے یہان جیب مین پڑے رہتے ہین۔

نامہ بر چل دیا۔

میان آزاد خانہ برباد نے تو اپنے اچھے دوست میان خوجی کے پاس آدمی کو
بھیجا تھا کہ اُنکو مع بوریا بندھنے اور تنگ توبڑے کے لے آئے مگر وہ
بیرنگ واپس گیا خوجی نے اُسکو ایسا للکارا اور وہ ڈانٹ بتائی کہ اُسکے
حواس تیرا ہوے اور سرپٹ بھاگا تو گھر آن کر دم لیا۔ ہانپتے ہانپتے
ڈیوڑھی سے اُسنے پکارا کہ بوا زمین۔

زمین - اسباب وسباب لے آئے ہو نا۔

آدمی - کہان کا اسباب۔ وہ تو کاٹنے دوڑے۔ یہ دیکھو قرآن کی
قسم جو ذری اور بولون تا تو وہ جکت دے کہ کان ہی اُڑا لیجائے اور
مین کنکٹا ہی رہ جاؤن وہ تو کچھ الول جلول سا بکنے لگے کچھ سنک سی ہے

زمین - چل مسخرے۔ بہت ٹھٹھّی بازی نہین اچھی ہوتی ہاؤ بتاؤ بھلا یہ
دل لگی کا کون موقع ہے۔

آدمی - زمین کی کٹیلی آنکھون کی قسم وہ نہین آئے۔ دور ہی سے وہ
ڈانٹ بتائی کہ مین دُم دبا کر بھاگا پیچھے پھر کے دیکھتا تو وہ ہی پڑتے
قسم خدا کی وہ تو کوئی سودائی سا معلوم ہوتا ہی۔ سرا بھر مین کے سب
اُسکو بناتے اور اُنگلیون پر نچا رہے تھے۔

نازک بدن - رجب اسباب لے آیا؟

رجب - بیگم صاحب کچھ پوچھیے نا۔

آزاد - کیون کیون۔

رجب - حضور وہ تو کچھ جھنجھلائے سے معلوم ہوتے ہین۔ مین
لاکھ لاکھ کہا کیا اُنھون نے ایک تو سنی نہین۔ بس دور ہی دور سے
گیدڑ بھبکیان بتایا کیے کچھ عجب آدمی ہین۔

آزاد - خط کا جواب لائے۔

رجب - غریب پرور کہتا جاتا ہون کہ قریب پھٹکنے تو دیا نہین
جواب کسسے لاتا تو وہ تو کچھ جھلائے ہوے سے بیٹھے تھے اور ارد گرد لوگ
اُنکو بنا رہے تھے ٹھنگنے سے آدمی ڈبلے ڈبلے۔ افیم بہت پیتے ہین۔
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ نازک بدن کا شوہر آگیا۔ زمین نے صحن مین سے

پکار اکر بیگم صاحب لیجیے میرزا صاحب آگئے۔

بیگم - (وہی نازکبدن) کہو میان آزاد سے تو کہین مڈبھیڑ نہین ہوئی

میرزا صاحب - شہر بھر گھوم آیا۔ سیکڑون چکر لگائے مگر نہ ملے نہ ملے سرا مین گیا تو وہان خبر ملی کہ آئے ہین۔ ایک شخص بیٹھے ہوے تھے اُنسے پوچھا تو بڑی دل لگی ہوئی جیسے ہی مین قریب گیا اور وہ کلبلا کر اُٹھ کھڑے ہوے کون آپ کون۔ مینے کہا یہان میان آزاد نامے کوئی صاحب تشریف لائے ہین بولے کہ پھر آپ سے واسطہ مینے کہا صاحب آپ تو کاٹے کھاتے ہین آخر مینے کیا آپکو گالی دی تھی۔ تو بغور دیکھکر کہتے کیا ہین (ارے اِس بہروپیے نے تو ہماری ناک مین دم کر دیا۔ ہاری مانتا ہی نہ جیتی۔ تو پھر آیا۔ آج بھلے مانس کی صورت بنا کر آئے ہین کل گھسیارے بنے تھے۔ پرسون کیا جاگیا نے تھے عرض کلا ایسی ایسی اول جلول اور واہی تباہی تقریر اُنھون نے کی کہ تو بہ ہی بھلی مین کچھ نہ سمجھا ہون کہ یہ بک کیا رہا ہے آخر کار ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بڑی سودائی آدمی ہین اُنکے منہ نہ لگیے۔ اِنکو ایک بہروپیا کئی بار ستا چکا ہے ایکدفعہ عورت بنکر آیا تو حضرت کو شادی کرنے کا شوق چرّایا۔ اُسنے کو مین اُٹھایا اور چھپے لے بھاگا اور ساری بازار مین ہنڈایا۔ دوسری مرتبہ سپاہی بنکر آیا اور اُنکو جھانسا دے کر بزاز کی کان پر ٹہلا اور کئی روپیہ کا مال لیکر چلتا ہوا اور بزاز سے کہہ گیا کہ ہمارے سالے ہین انکو بھلائے جاتے ہین۔ اب انکی یہ کیفیت ہے کہ جو انکی کوٹھری کیطرف سے نکل جاتا ہے اُسکو ڈپٹتے ہین کہ تو بہروپیا ہے بھلا بے بھلا ہم نے پہچان لیا اِسوقت اگر انکا باپ بھی آئے تو اُسکو بہروپیا سمجھین۔ اسم مبارک حضرت کا خوجی ہے ایسی قطع بھی کسی کی کم ہو گی۔ اول تو بالشتیے۔ دوسرے افیمی۔

بیگم - ذرا اوپر تو آؤ۔ دیکھو ہم نے میان آزاد کو یہین بلوا لیا نہ کہو گے

میرزا صاحب کھٹ کھٹ کرتے ہوے کوٹھے پر آئے۔

آزاد - (کھڑے ہوکر) آئیے بغل

میرزا صاحب - (بغل گیر ہوکر) بسم اللہ حضرت آنکھین ترستی تھین آپ کی زیارت کو بارے الحمد للہ کہ سعادت زیارت نصیب ہوئی۔

وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

مین تو سرا بھی گیا تھا مگر وہ آپکے رفیق ڈانٹنے لگے سمجھے کہ یہ بھی بہروپیا ہے

آزاد - وہ ایک سودائی آدمی ہین لیکن یہ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ اُس بہروپیے نے پھر غچّا دیا۔

میرزا صاحب - اب آپ آرام سے بیٹھین۔ اچھی طرح تشریف رکھیے

بیگم - (اپنے شوہر میرزا صاحب سے) میان آزاد کو بڑا کھٹکا تھا کہ ایسا نہو تم آنکر ہم پر خفا ہو۔ اور نامحرم کو یہان دیکھ کر ہم سے بد دماغ ہو جاؤ (مسکرا کر) یہ کبھی مرہٹون کے ملک مین نہین رہے۔

میرزا صاحب - (آزاد سے) حضرت ہم عرصہ دراز تک دکھن مین رہے ہین پردے کا چندان خیال نہین اور پھر آپ سے حسن آرا نے آپکی سفارش کی ہے۔

آزاد - آپ کی نوازش۔

میرزا صاحب - خدا گواہ ہے اِسوقت آپکی ملاقات سے طبیعت بیحد محظوظ و مسرور ہوئی کہ - ع - دل من داند و من دانم و داند دل من۔ اب آپ آج آرام فرمائیے کل اکثر علما و فضلا آپسے ملاقات کرینگے از بس مشتاق زیارت ہین

آزاد - ضرور ملونگا۔

میرزا صاحب - جہاز کا بندوبست بھی خاکسار بعنوان مناسب کردیگا۔

آزاد - ہان ضرور۔ اب مین بیقرار ہون کہ اُڑ چلون۔

میرزا صاحب - انشاءاللہ ایک جلسۂ عام یہان منعقد ہونیوالا ہے جسمین علمائے بمبئی آپکو ایڈریس دینگے اور اہل اسلام شریک جلسہ ہوکر دعائے خیر دینگے خدا آپکو اس ارادے مین کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔

اودھر میان خوجی نے دلمین سوچے کہ غرت بھئی ڈوب ہی گئی مشیخت مین بٹا لگا۔ بڑی ہی کرکری ہوئی کوئی ایسا چکما بہروپیے سے کرنا چاہیے کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے کئی گھنٹے تک اسی مین غلطان پیچان رہے حتی کہ افیم کھانا تک بھول گئے کہ اتنے مین میرزا صاحب کا آدمی آیا اور میان آزاد کا خط دکھایا پہلے تو خوجی جھجکے کہ یہ بہروپیا ہے مگر بغور دیکھا تو لفافے پر میان آزاد کے دستخط پائے۔ لیا اور پڑھا

خواجہ صاحب مین نے سُنا کہ اُس بہروپیے نے جسکے ساتھ آپ نکاح کرنا چاہتے تھے آپکو خوب ہی جھانسے دیے اور آپ پھر اُسکے چکمے مین آگئے لاحول ولاقوة - خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا - اب اِس آدمی کے ہمراہ تشریف لایئے ورنہ پھر وہ آپکو دھوکا دیگا اور آپکو کرتے دھرتے کچھ بن نہ پڑیگی بھائی کہا مانو - آؤ اور جلد آؤ - اور ضرور آؤ مگر خرابی تو یہ ہے کہ تم نے آدمی کو دور سے دیکھا اور للکارنا شروع کیا کہ بھلا بے بہروپیے ہم پہچان گئے - خدا خیر کرے مین جانتا ہون کہ اب مجھی کو آنا پڑیگا - خیر - ہرچہ بادا باد - (آزاد)

خوجی نے یہ خط پڑھکر کل اسباب خدمتگار کے سپرد کر دیا اور کہا اُن سے کہدینا کہ ہم تھوڑی دیر مین آتے ہین آپ مطمئن رہین مگر ہم کو پتا تو بتا دو - خدمتگار نے ٹھیک ٹھیک پتا بتا یا -

میان خوجی کا جھانسا دینا

خوجی ایک شخص سے بہروپیے کے مکان کا پتا پوچھ چکے تھے - پوچھتے پوچھتے بہروپیے کے مکان پر داخل ہوے - اُسوقت حسن اتفاق سے بہروپیا گھر مین نہ تھا اور بہروپیے کی بیوی کو ضرورت تھی کہ اپنے جان پہچان کے پاس تیس روپیہ بھیجے وہ پارسل بناکر اور سی کر رکھ چکی تھی اور لونڈی کو سکھا دیا تھا کہ جو کوئی پڑھا لکھا ادھر سے نکلے تو اُس سے پارسل کا لفافہ لکھوا لینا - لونڈی کھڑی راہ دیکھ رہی تھی - میان خوجی تو اس تاک مین بیٹھے ہی تھے کہ ڈھب سے لونڈی ہم کلام ہو اور لونڈی اِس فکر مین کہ کوئی منشی یا مولوی ملین تو مزے سے لفافہ لکھوا لون خوجی سے اور اُس سے یون گفتگو ہوئی -

خوجی - (لونڈی سے) کیون جی ذری پانی نہین پلاتی ہو -

لونڈی یہ سنتے ہی پھول گئی لو منہ مانگی مراد پائی - جو دل مین آرزو تھی وہ بر آئی اور خوش ہو کر بولی کہ میان میٹھا پانی پیو - گلوری کھاؤ - حقہ گڑگڑاؤ مین ابھی لائی - دوڑتی دوڑتی گھر مین گئی اور ہنس کر بیوی سے کہا کہ لو اب کیا چاہتی ہو مین پانی لیے جاتی ہون آپ جیب سے ایک گلوری بنا رکھیے ایک منشی جی کو بڑی دور سے پھانس پھونس کر دم دھاگا دیکے گانس لائی ہون آپ پر راضی ہوے ہین - واہ ری لونڈی ایسی طرار لونڈی بھی کم دیکھی ہوگی کہنے لگی پھانس پھونس کے دم دھاگا دیکر گانس لائی ہون - اور طرّہ یہ کہ وہ گنڈے کی - تم بھی اینٹھی - لونڈی اسقدر گھبرائی ہوئی تھی کہ جس آفتابے مین پان بھیگ رہے تھے وہی جلدی سے اُٹھائے گئی - پانی کھاری اور کڑوا جیسے نیب - پانیچے ایک ہاتھ سے اُٹھائے دوسرے ہاتھ مین کٹورا لیے ہوے باہر پہونچی -

لونڈی - لیجیے میان پیجیے -

خوجی - (ہنس کر) لاؤ - تم بڑی نیکبخت ہو بوا -

لونڈی - ای واہ لوگ تو پوسالے بٹھاتے ہین مین نے اتنا سا پانی پلایا تو کیا احسان کیا -

خوجی نے کٹورے سے پانی پیا تو غل مچایا کہ ارے غضب کیا زہر پلا دیا ہے مار ہی ڈالا لاحول ولاقوة (اپنے دل مین) سچ ہے واللہ قاضی کے گھر کے چوہے بھی سیانے ہوتے ہین بہروپیے کی لونڈی نے تو اُسکے بھی کان کاٹے - خیر لونڈی جھٹ پٹ اندر گئی اور صراحی سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی لائی میان خوجی نے پیا تو جان مین جان آئی اتنے مین گلوری تو بیوی نے بنا ہی رکھی تھی لاکر میان خوجی کو دی چباتے ہی اُگل دی منہہ ہی کاٹ ڈالا - چونا ہی چونا لگا لائی ہو ارے توبہ - (دل مین) یہ اِس بہروپیے کی بیوی تو لونڈی کی بھی خالہ ہے بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ - دونون بس کی گانٹھ -

اتنے مین لونڈی اندر سے پارسل لائی اور کہا کہ میان اتنا ہم پہ احسان کرو کہ اِس پارسل کا لفافہ لکھدو -

خوجی - لفافہ! اچھا - کہان جائیگا کسکے نام ہے - کون بھیجتا ہے - کچھ معلوم بھی تو ہو یا اٹکل پچّو واہی تباہی جہان چاہون بھیجدون -

لونڈی - مین بیوی سے سب حال پوچھ لون تو بتاؤن - آپ بیٹھے رہیے گا - پارسل مجھے دیدیجیے - ابھی ابھی آئی (پردے کے پاس سے) میان جانا نہین مین صدقے - ایک گلوری لا کر کھلاؤنگی -

خوجی - اچھا اچھا جاؤ (دل مین سوچے کہ) کہ اُف او ہ کیا کائیان لونڈی ہی
پارسل چھپاک سے لے ہی بھاگی نہین تو اسوقت پارسل ہی اُڑا دیتا۔
لونڈی اندر سے جاکر پارسل لے آئی اور بیوی یعنی بہروپیے کی جورو نے
پہروپ کے پاس سے پتا بتایا۔ میان خوجی نے پتے اور نشان کی دم مین ریّا
باندھا اپنا نام اُسپر جلی قلم سے لکھ دیا۔

بعز اسمہ در بلدۂ بمبئی محلہ بھنڈی بازار بر دولتخانہ میرزا اسد بیگ صاحب
در جۂ خاص میان آزاد سیاح مادرزاد نزد جناب قبلہ و کعبہ میان خواجہ
بدیع صاحب مدظلہ مشرف باد۔

یہ لفافہ لکھ کر حضرت نے لونڈی کو دیا اور اپنی راہ لی۔ لونڈی نے
فوراً ڈاکخانہ مین پارسل دی اور رجسٹری کراکے چلتی ہوئی۔ واہ ری لونڈی!
میان خوجی کو پتا تو معلوم ہی تھا۔ پہونچے۔ تو وہان بڑی دل لگی ہوئی
دوسرے دن کوئی پہر دن چڑھے ڈاک کا ہرکارا لال لال پگیا سر پیا
جمائے چونگلا دبائے میرزا صاحب کے مکان پر آیا۔

ہرکارہ - (میرزا سے) آپ کے ہان کوئی کھوجی ٹکے ہین۔

میرزا - کون اکھوجی۔ اے یہان کھوجی کا کیا کام۔

خوجی - ہان ہان جی ہمارے نام پارسل آیا ہوگا (اُٹھ کر پارسل لیا دستخط
کیے اور ہرکارہ روانہ باشد)۔

اب آزاد متحیر ہین کہ یہ اس مردک کے پاس پارسل کہان سے آیا ہوگا۔ پڑھا
تو سخت متحیر ہوے کہ قبلہ و کعبہ لکھا ہی اور پتا ٹھیک ٹھیک۔ اُدھر بہروپیا جو گھر مین
گھسا تو بیوی نے کہا لو تم لفافہ نہین لکھتے تھے ہمنے لکھوا لیا اور جھٹ سے پارسل بھجوا دی۔

لونڈی - ایک ٹھگنے ٹھگنے دُبلے پتلے آدمی تھے افیم کی پینک مین اونگھتے
جاتے تھے اُنھون نے لکھ دیا۔

بہروپیا - (ہاتھ مل کر) ارے! افسوس اُٹ مار ڈالا رے گیا چھما۔
ہو نہو وہی سراوالا خوجی ہو بس غضب ہی ہوگیا۔

بیوی - خیر تو ہی۔

بہروپیا - کچھ نہ پوچھو۔

بیوی - یہ افسوس کیسا۔ جلد حال بتاؤ کلیجہ اُلٹا جاتا ہی۔

بہروپیا - تم سے کیا بتاؤن۔

بیوی - کیا ایسی بات ہی کہ مجھ سے کہنے کی نہین کیا کوئی جُل دے گیا
یا کسی عزیز کی سُنانی سُنکر آئے ہو۔

بہروپیا - بس چپ رہو۔ اللہ نہ کرے۔

بیوی - آخرش یہ ماجرا کیا ہی کسی سے لڑکے آئے ہو یہ گڑ بڑاتے کیا
ہو تم نے نہ لکھا ہم نے دو گلوری دیکر اَور سے لکھوا لیا۔

بہروپیا - غضب کیا۔

بیوی - کچھ کہو گے بھی۔ یا یہی کہے جاؤ گے کہ غضب ہوا غضب کیا
آخر معلوم تو ہو کہ کیا غضب ہوا اور کس نے غضب کیا۔

آہچھین!

ناطقہ زبان کے ساتھ۔ لے تان کے ساتھ مضراب ستار کے ساتھ ڈاب
تلوار کے ساتھ خون بدن کے ساتھ بہار چمن کے ساتھ نسیم سحر غنچۂ گل کے ساتھ
بادباران نشۂ مل کے ساتھ۔ ناز و ادا معشوق طناز کے ساتھ آب زلال
تشنگان حجاز کے ساتھ۔ وہ نہین کرا جو میان آزاد خانہ آباد والا نژاد
و فرخ نہاد نے اسلام کے ساتھ کیا مذہب کو اسپر ناز ہو تو بجا ہی محبت کو اس سے
اعزاز ہو تو روا ہی خاتون مہ لقا شیرین ادا ذی مروت باصفا حسن آرا کی سی نازک اندام
غنچہ دہن جانانہ سیم بدن جسپر سچیے وہ ٹرکی جانیکا خیال دلمین لائے اُسکو
حمیت اسلام کا شوق چڑائے بھلا کوئی بات بھی ہی مگر واہ رے آزاد کہ آبروے
ہمت مردانہ نے حسن اور عشق دونون کے خیال کو دور کر دیا۔ نکاح اور بیاہ کی
فکر کو کافور کر دیا ع - این کار از تو آید و مردان چنین کنند - اے شاباش

حماک اللہ عن شر النوائب		جزاک اللہ فی الدارین خیرا

غور کیجیے کہ کتنے مقامون پر گلعذار طرحدار باغ و بہار خاتونین اثر رکھتی ہین
مگر واہ رے آزاد - ذرا لغزش نہوئی - آفرین - زینت النسا کے حسن و جمال کو دیکھیے

اُس مستانہ چال ڈھال کو دیکھیے۔ اِس خط و خال کو دیکھیے اور سب پر طرہ اُس سن و سال کو دیکھیے نو عروس نوخیز و نوخاستہ۔ رشکِ ماہرویان آراستہ۔ آزاد کے گل رخسار پر ہزار جان سے عاشق۔ یہ عذرا تو وہ وامق مگر پیاری حسن آرا سے قول ہار تھے اُسکی تیلیوں کے مارے تھے اللہ رکھی کیا کچھ کم تھی۔ اُسکی شوخی اور جوانی بھی ستم تھی نے لاکھ اُنکو اُبھارا اور سیکڑوں تدبیروں سے تباہ کرنا چاہا مگر یہ کورے کے کورے ہی آئے۔ رنگیلے چھیل چھبیلے سیا ٹھٹھول عاشق تن تو ضرور تھے مگر پاکباز و پاک نظر۔ قدسی صفات و حیا پرور ہیں۔ بی بی ہیں اہل اسلام نے اُنکی بڑی ہی خاطر کی اور ایک دن مقرر ہوا کہ سب ملکر میاں آزاد کے آنے اور روم جانے کا جلسہ منعقد کرینگے۔ میاں آزاد اپنے دوست میرزا صاحب کے ساتھ جہاز کی فکر میں گئے۔

ادھر خوجی نے افیم کی چسکی لگائی اور پلنگ پر دراز۔ مگر چشم بد دور۔ زمین لونڈی جو باہر آئی تو حضرت کو پینک میں دیکھ کر خوب ہی کھلکھلائی اور اندر جاکر بیوی سے یون کہا

زمین - ای بیگم صاحب ذری پردے کے پاس آئیے تو لوٹ لوٹ جائیے میاں خوجی سودائی بڑی افیم کھاتا ہے۔ ہو ہو مجھ سے تو مارے ہنسی کے رہا نہ گیا ذری آئیے تو سہی

بیگم کم سن تو تھین ہی۔ پردے کے پاس سے جو جھانکا تو اُنکو ایک دل لگی سوجھی چپکے سے ایک بتی بنائی اور زمین سے کہا کہ چپکے سے اِنکی ناک میں بتی کر زمین ایک ہی شریر بس کی گانٹھ۔ وہ جاکے بتی میں تتیا مرچ لگا لائی اور خوجی کی کھٹیا کے نیچے گھس کر سرھانے کیطرف گئی اور ہاتھ بڑھا کر میاں خوجی کی ناک میں آدھی بتی داخل ہی تو کر دی اور جھپ سے کھینچ کی اُف واللہ اِسوقت مارے ہنسی کے لکھا نہیں جاتا خوجی جو کلبلا کر اُٹھے تو آچھین چھین چھین چھین آآآ چھین چھین۔ او گیدی آچھین۔ (او گیدی کہنے کو تھے کہ چھینک آ گئی تو اوگیدی کہکر رہ گئے) اوتا۔ آچھین (اونا معقول کہنے کو تھے مگر اونا کہا تھا کہ چھینک نے زبان بند کر دی اور معقول کا لفظ اُس نا معقول کی زبان تک نہ آنے پایا) آچھین اتفاق سے پڑوس میں ایک پرانے فیشن کے بزرگوار نوکری کی تلاش میں ایک حاکم کے پاس جانے والے تھے۔ وہ جیسے دہلیز کے قریب آئے ویسے ہی خوجی نے چھینکا اندر چلے گئے بیوی نے ایک گلوری دی چباتے ہوے چلے ہی تھے کہ پھر چھینک پڑی۔ لاحول ولا۔ پھر اندر گئے۔ ایک چکنی ڈلی کھائی۔ روانہ ہونے ہی کو تھے کہ ادھر آآآچھین کی آواز آئی اور۔ اُدھر بیوی نے لونڈی دوڑائی کہ اندر چلیے بیوی بلاتی ہیں۔ اندر جا کر اُنھوں نے جوتے کا پانوں بدلا اچھا ٹوٹکا ہو ای حضرت ٹوپی سے اول بدل کیجیے تو اور بھی موزون ہو۔ پانی بھی پیا اور رخصت ہوکے جیسے ہی باہر آنکر رکاب پر پانون رکھنے کو تھے کہ خوجی نے ناک کی دونالی بندوق سے ایک اور فیر داغ دی تب وہ بہت ہی جھلا گئے۔ ہات ترے چھینکنے والے کی ناک کاٹوں مردود کی اور پاؤں تو کان بھی صاف کتر لوں مردک نے مرچ بھری نکی ناس لی ہے کیا۔ ناک کیا نک چھکنی کی جھاڑی ہے۔ ہات تری ناک پر یہ حکت دو دن منحوس نے جانا دوبھر کر دیا۔ رکاب پر قدم رکھا اور چھین دہلیز تک آئے اور چھین خدا سمجھے بیوی اندر سے بولیں کہ ناک ہی کٹے موئے کی۔ جو ایسی بدشگونی کے لیے ایسی دل لگی بازی کرے۔ ذری زمین کو بلا کر پوچھو تو کہ یہ کس نکٹے مونڈی کاٹے کو بسایا ہے اللہ کرے گدھے کی سواری نصیب ہو۔

ادھر یہ میاں بیوی پانی پی پی کر بیچارے کو کوس رہے تھے اُدھر خوجی کا چھینکتے چھینکتے بیچ بچ ناک میں دم ہو ہو گیا۔ اور بیگم صاحب گھر کے اندر لوٹ رہی تھیں ہنسی کا ضبط کرنا محال تھا۔ مگر واہ ری زمین۔ وہ سوں کھینچی کہ سبحان اللہ چارپائی کے نیچے دبکی پڑی رہی تو سانس تک نہ لی۔ مگر مارے ہنسی کے بُرا حال تھا سمجھی کہ ہنسی اور قلعی کھلی۔ دم بخود ہم سے تو حضرت نہ رہا جاتا یہاں تو چاہے کوئی مار بھی ڈالتا مگر ہنسی حشر تک نہ ضبط ہو سکتی ہم تو مع خوجی اور مع چارپائی اُٹھ کھڑے ہوتے خوجی کبھی تک چھینک ہی رہے ہیں جب چھینکنے نے ذرا فرصت دی تو اُنھوں نے غل مچایا او گیدی بھلا بہروپیے نکالی نہ کسر تو نے۔

اچھا بچہ چچا ہی بنا کر چھوڑوں تو سہی۔

راوی بہت ہی خاصے۔ حضرت کے نزدیک بہروپیے نے ناک میں مرچیں جھونک دی تھیں اور یہ خبر ہی نہیں کہ بی زمین گربہ مسکین بنی ہوئی چارپائی کے نیچے ہنس رہی ہیں۔ خوجی بیچارے اُٹھے اور آفتابہ لیکر منہ دھویا اور ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے خوب تر ترے دیے کھوپڑی پر خوب پانی ڈالا تب ذرا کسی قدر تسلی ہوئی

اور بھیٹر کر بہروپیے کو کوسنا شروع کیا۔ خدا کرے سانپ کاٹے مردود کو مکان پھٹ پڑے دھنی اڑا اڑا کر کے گرے۔ سونا تک ملعون نے حرام کر دیا خدا جانے اُسکو میرے ساتھ کیا ضد پڑ گئی ہے۔ یہان آکے رہا یہ گھر بھی ڈھونڈھ نکالا۔ ٹھہر مردود کل تیرے چھپر پہ چنگاری ہی نہ رکھدی ہو تو خواجہ بدیع نہین۔ ہونے دے تڑکا۔ دن دھاڑے آگ لگاؤنگا۔

اس تقریر کو سنکر زمین کا برا حال تھا لوٹتی تھی مگر واہ ری زمین اُسوقت زمین کی قطع فوٹوگراف کھینچنے کے لائق تھی دبکی دبکائی سکڑی سکڑائی چارپائی کے نیچے زمین دوز۔ سانس تک لینا محال تھا۔

اتنے مین میان خوجی نے دروازے سب بند کر دیے جب دروازے بند ہو تو زمین چکرائین۔ کلیجہ دھک دھک کرنے لگا اور قریب تھا کہ چیخ کر نکل بھاگے مگر دیکھا کہ میان خوجی چارپائی پر دراز ہوے اور ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ زمین کی جان مین جان آئی اور چپکے سے کھسکتی ہوئی نکلی اور بھاگی دروازے تک پہونچی ہی تھی کہ خوب کھل کھلا کر ہنسی۔ ادھر بیگم صاحب قہقہے لگاتی تھین اُدھر بی زمین لوٹی جاتی تھین

بیگم ۔ جاؤ۔ ابکی پھر چپکے چپکے ناک مین تپی کرنا۔

زمین ۔ نا بیوی اب مین نہ جانے کی۔ سٹری سودائی آدمی اُسکے منھ کون لگے

بیگم ۔ ہان نہ جاؤگی۔ اچھا نہ جاؤ۔

زمین ۔ لو بیوی یہ زبردستی کی بات ہی اور ہے۔ وہ کیا مثل ہے کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے۔

اتنے مین زمین کا دیور دس برس کا چھوکرا مگر آفت کا پرکالا انتہا کا شریر شیطان کا چچا اور کانا۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیب چڑھا۔ رگ رگ مین شرارت اتنا سا لونڈا مگر بلا کا بدذات اُسنے کہا مین جاتا ہون اور دیکھے جائیے بیگم صاحب کیسا اُنگلیون پر اُس قیمچی کو نچاتا ہون مال نام (انعام) لونگا۔ بیگم صاحب بولین کہ اچھا ہمین ہنسا دے تو انعام دینگے۔ لونڈے نے جا کر جھانکا تو دیکھا حضرت کی خبر آگئی ہے دوڑا دوڑا آیا اور کہا وہ تو اسوقت خدا جانے کہان ہین بیچارے خوب آدمی تھے۔ کتا گھر مین بندھا تھا۔ جھٹ اُسکو زنجیر سے کھول زنجیر مین رسی باندھی اور باہر لیجا کر چارپائی کے پائے مین کتے کو باندھا اور میان خوجی کی ٹانگ مین بھی رسی باندھ دی اور جھپٹ کتے نے جو بھونکنا شروع کیا تو خوجی چونک اُٹھے مگر ہاتھ ابھی ناک ہی پر ہے۔ دیکھتے ہین تو ٹانگ مین رسی اور رسی مین کتا۔ اب ادھر خوجی چلاتے ہین۔ اُدھر شیر اچل پون مچاتے ہین لونڈا گھر سے دوڑا آیا۔ خیر تو ہے خیر تو ہے۔ کیا ہوا ارے! اور سنو کوئی کتے کو اُنکی ٹانگ مین باندھ گیا ہے اب دیر نہ کیجیے ورنہ کتا مفت مین ٹانگ لے گا۔

خوجی ۔ ہونہہ۔ پوچھتے ہین کون باندھ گیا ہے۔ کون کیا۔ یہ اُسی بہروپیے مردک کا کام ہے اور کسی کو کیا پڑی تھی۔

زمین ۔ اے کیا ہوا میان کیون غل غپاڑا مچایا ہے۔

لونڈا ۔ اجی میان کی ٹانگ مین کوئی بہروپیا کتا باندھ گیا ہے۔

زمین ۔ دیکھون۔ اوئی۔ کیا کیا لوگ ہین۔ لو ٹانگ مین کتا باندھ دیا۔

خوجی ۔ ٹانگ مین کتا باندھ گیا! یون نہین کہتین کہ دُم مین بندھا باندھ گیا۔

زمین ۔ (ہنسکر) ہان میان بھول گئی تھی سچ مچ دم مین موا نمدا ہی باندھ گیا مگر یہ آیا کدھر سے۔ کواڑے تو سب بند کے بند پڑے ہین۔

خوجی ۔ یہی تو مجھے بھی حیرت ہے۔ مگر ابکی مین نے بھی ناک پر اِس درسے ہاتھ رکھا کہ بہروپیا بھی میرا لوہا مان گیا ہوگا۔ اب یہ تو سوچو کہ آیا کس طرف سے۔ اچھی۔ دل لگی نکالی بھلا کتے اور بلی کی دل لگی کونسی نکالی ہے ابکی مین سمجھے بیٹھا ہی مردک کی ٹانگ سے باندھ آؤنگا۔ ٹھہر تو جاؤ چچا جان۔

زمین ۔ میان کتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اِس جگہ ایک خبیث رہتا ہے۔

خوجی ۔ خبیث! اجی نہین یہ اُس بہروپیے ہی کا کام ہے۔

لونڈا ۔ یہ یون مانینگے۔ جبتک خبیث انکی کھٹیا کو نہ اُلٹ دیگا تب تک مانینگے تھوڑا ہی۔

خوجی ۔ یہ بات تھی تو اتنیک ہم سے کیون نہ کہا بھلا۔ جان لوگی کسی کی دو دن کے لیے مہمان تمھارے ہان آیا اور خبیث کو پیچھے لگا دیا۔ اب رات کو جو یہان سوئے اُسپر تین حرف۔

زمین ۔ مین بھی کہون کہ یہ بند دروازہ اور کتا باندھ جانا کیا اچنبھے کی بات ہے

مگر اب معلوم ہوا نہ - مین تو پہلے ہی کہہ گئی تھی میرا ماتھا ٹھنکا تھا مداوی نہین
خوجی - واہ کیا دانائی اپنی بیان کر رہی ہو - آزاد آئین تو انکو آڑے ہاتھون
لون وہ خبیث بد ہیت چڑیل بھوت جن ایک کے قایل نہین سوئین تو معلوم ہو
کہ کبھی بلی میاؤن میاؤن کر رہی ہے کبھی کتا بھونک رہا ہے - ایک پائنتی
دو سرا سرہانے -

خوجی تو یہان خبیث کے پھیر مین تھے اور اُدھر میان آزاد علما و فضلا سے
مصافحہ و معانقہ کرتے پھرتے تھے جدھر نکل گئے انگلیان اُٹھنے لگین مسلمان
انکی زیارت کو جوق جوق اُمڈے چلے آتے تھے اور جو ملتا تھا وہ تعریف کے
پُل باندھ دیتا تھا کہ واہ آزاد سبحان اللہ ع - این کار از تو آید و مردان چنین کنند
آزاد دل ہی دل مین حسن آرا کا شکریہ ادا کرتے تھے کہ نہ اُس بت پندار سے
آنکھ لڑتی نہ تمام ہندوستان مین ہمارا نام مشہور ہوتا حسن آرا کو سیکڑون
دعائین دیتے تھے - جہاز کا بھی میرزا صاحب نے خوب بند و بست کر دیا -

میان آزاد اور اُنکے حبیب فرخ نہاد میرزا صاحب والا نژاد راہ راہ چلے
جاتے تھے ایک باغ کے قریب جو پہونچے تو دیکھا کہ سرنگ گھوڑے پر ایک
گلبدن میم لباس فاخرہ سے ملبوس ران ٹپری جمائے نازو دلربایانہ اور انداز
معشوقانہ سے چلی آتی ہے اور اُس غیرت قمر کے قریب ایک مشکی پر اُسکا شوہر
جوان رعنا سوار ہے دونون کم سن بیوی کا بیس میان کا کوئی پچیس برس کا سن
دونون حسین و نازنین دونون مہ وش مہ جبین اٹکھیلیان کرتے آتے - اور میٹھی میٹھی
باتین کر کے کھل کھلاتے ہین میان آزاد تو انگریزی مین برق تھے آہستہ آہستہ
پیچھے پیچھے جانے لگے ان دونون کو اُسوقت یہ خیال کجا کہ ع - دیوار گوش دارد
فہمیدہ و لب بجنبان + وہ اُمنگ اور ترنگ کا وقت تھا دو میان بیوی
دو سرا دن شب عروسی کا جوش دولہے کی انتہا نہین ہوائین کھاتے گھوڑے
چمکاتے گپین اُڑاتے رمنے کے مزے لوٹ رہے ہین - اب ذرا پیار کی
باتین درمیان بیوی کی عشق کی گھاتین اور لن ترانیان اور بہکا نیان ملاحظہ فرمایئے -
میان - کل ایک بڑی حسینہ جمیلہ لیڈی نظر سے گذری آنکھین وہ نرگس کہ
چشم بد دور رخ وہ زیبا کہ نور علی نور - اسٹیشن مین ویسی پریزاد دوسری نہین
بیوی - (ترچھی چتون سے نظر ڈالکر) کیا کہا - ذری پھر تو فرمایئے گا -
میان - مین نے کہا کہ - کہ - کہ -
بیوی - بس ہم سمجھ گئے مین اڈمبرا مین آتی ٹبری ہوئی ہون آپ مجھ سے
بہت آڑے نہ ہان صاحب کیا فرمایا - اسٹیشن بھر مین بس پری ہے تو
وہ ہے مگر وہ اپنے وقت کی کلیوپٹیرا ہو گی -
میان - (شرما کر) میرا یہ مطلب تھا کہ اس اسٹیشن مین وہ پریزاد ایسی ہے
جو اپنی آپ ہی نظیر ہے - مگر ایک اُس سے بھی بڑھکے پری رو ہے -
بیوی - (غصے مین) وہ کون -
میان - وہ جو میرے ساتھ گھوڑے پر اسوقت ہوا کھاتی ہین -
بیوی - (خوش ہوکر) بجا مین تو خوبصورتی کا دعوی کرتی ہی نہین
میان - باکمال کہین دعوی کیا کرتے ہین - تم نہ کرو ہم تو دعوی کرتے ہین
کہ بمبئی بھر مین ہماری چاہتی بیوی سے زیادہ کسی کا حسن پر آشوب نہین
ابرو خنجر آبدار ایک اشارے مین کلیجے کے پار - اور اس آن بان پر یہ تک
قربان - مجھ سے زیادہ خوش نصیب اسٹیشن بھر مین کوئی نہوگا -
بیوی - (باچھین کھل گئین) تم کیا کچھ کم ہو -
میان - اب ہم کوئی چار پانچ روز مین روانہ ہونگے -
بیوی - ہان ہمین راہ مین مصر کے منار ضرور دکھلانا بھلا جرمنی مین کتنے دن رہ گے
میان - جرمنی مین کیا ہے - فرانس مین البتہ قیام ہو گا -
بیوی - (مسکرا کر) کہان افرانس مین نہ (آنکھ کا اشارہ کر کے) ہان وہان
کیون نہ زیادہ قیام ہو گا - ہم اپنے پُرانے اسکول بھی تمکو لے چلینگے مس
لزی سے ملنا دیکھو کیسی نیک بی بی اور کیسی تربیت یافتہ ہین -
اتنے مین ایک ہوٹل ملا اور دونون میان بیوی گھوڑون سے اُتر کر
وہان گئے آزاد اپنے دل مین سوچے کہ واللہ کس مزے سے انکی زندگی
بسر ہوتی ہے چین ہی چین لکھتا ہے - اور کیا نوک جھونک ہوتی جاتی ہے -

مولانا محمد آزاد

عروس چاردہ سالہ آفت کی پرکالہ خاتون مہ لقا حسن آرا کے طفیل مین سالک مسلک سلاد میان آزاد نام شموس حشمتکیم الی یوم التناد کی حمیت مثل خورشید روشنی بخشی ہر مزد بوم ہوگئی چار دانگ ہند مین عموما اور متشرع اہل اسلام مین خصوصا دھوم ہوگئی جس گلی کوچے نکلجاتے تھے لوگ انگلیان اٹھاتے تھے اور حضرت جامے مین پھولے نہین سماتے تھے میرزا اسد بیگ صاحب کے ہمراہ بمبئی مین اکثر علما وکملا وقضات کی خدمت مین بار پایا۔ اور ان سب نے عزت بخشی تبہ بڑھایا گھر گئے تو دیکھا کہ خوجی ننگ دھڑنگ افیم کی ترنگ مین ایک لنگی باندھے ہوے دروازے کے باہر اکڑون بیٹھے اونگھ رہے ہین اور آہستہ آہستہ تسکر یار ٹوگ رہے ہین دیکھتے ہی دونون ہنس پڑے۔

میرزا صاحب - ان آپکے ساتھی کی بھی واللہ نرالی سج دھج ہے۔

آزاد - (خوجی کے کان مین زور سے) کیا پہونچ گئے۔

خوجی نے ہانک لگائی بہروپیا بہروپیا!! بہروپیا!! لے اب بہروپیا بہروپیا کہتے ہوے اس زور سے آزاد کا ہاتھ پکڑ لیا کہ گویا بے حساب چور گرفتار کیا تھا آنکھین تو حضرت کی بند ہین مگر بہروپیا بہروپیا غل مچاتے جاتے ہین اور دونون ہاتھ کھلاتے ہین کہ واللہ کیا فرمائشی جانگلو ہے۔ دیدہ شنیدہ میان آزاد تو خوجی کے رگ وریشے تک سے واقف تھے اور اپنے بچھڑے کے دانت سب ہی پہچانتے ہین انھون نے اس زور سے جھٹکا دیا کہ ہاتھ چھوٹ گیا اور خوجی پھٹ سے منھ کے بھل زمین پر آرہے اور آزاد تڑسے دس قدم پر ادھر خوجی نے لڑھکنی کھائی اور ادھر آنکھ کھول دی تو آزاد نے خوب غل مچایا کہ بھاگا بھاگا۔ وہ بھاگا وہ بہروپیا بھاگا جاتا ہے۔ خوجی بھی لینا لینا جانے نہ پائے کہتے ہوے فرضی بہروپیے کے پیچھے لپکے ماشاءاللہ زرا دور اسے تو آپکے پانؤن اور چلے ہین بہروپیے کو گرفتار کرنے واپس آئے تو ہانپتے جاتے ہین اور کوستے جاتے ہین نکل گیا نکل گیا

میرزا صاحب - جناب خواجہ صاحب کون نکل گیا۔

خوجی - اجی حضرت کالا چور نکل گیا بس ہاتھ سے نکل گیا مین نے تو گردن ناپی تھی مگر بدر رو بیچ مین آگئی اس سے بس چل سکا۔ اور مین ہانپ بھی گیا تھا ورنہ پکڑ ہی لیتا۔

راوی - بجا ارشاد ہوا مین بھی دیکھ رہا تھا کہ آپ بہروپیے کے کلے ہی تک پہونچ گئے تھے۔

آزاد اور میرزا صاحب جو اندر گئے تو دیکھا کہ گھر کا گھر ہنس رہا ہے اور بیگم صاحب کی زبان سے مارے ہنسی کے ایک لفظ بھی نہین نکلتا۔

آزاد - (دل مین) واہ ری کم سنی اس الڑھ پن کے صدقے ہا کیا شوخی ہے۔ بوٹی بوٹی اسوقت پھڑک رہی ہے اور ہنسی کو تو دیکھیے۔ رنگ رخسار کا متغیر ہونا اور بھی ستم ڈھاتا ہے اور پھر اپنی بیدھڑک ہنسی کے خیال سے چشم شرمگین کچھ اور ہی سُجھاتی ہے * دُر دندان کی جھلک و رب لعل شکر خا کی ومک بان حال سے کچھ اور ہی سناتی ہے نازک کلائی اور یہ دست حنائی خون رلاتا ہے۔ دل بیقرار ہوا جاتا ہے مگر جرأت نہین پڑتی کہ بیدھڑک آنکھ لڑاؤن اور اس بت پندار کا جوبن لوٹون۔ وہ ناظورۂ دلفریب سمجھ گئی کہ میان آزاد دیکھے۔ اب ناظرین حق بین خصوصاً حضرات رنگین مزاج خود ہی دل مین غور فرمائین کہ جب ایک کم سن پری پیکر شنگ شمس قمر کو یہ معلوم ہوجائے کہ فلان جوان خوش رو عنبرین مو کی ہم پر نظر پڑتی ہے تو حیا کیسی آنکھ پاکباز ہی و پاک نظر کیون نہو پھر اسوقت کچھ اور ہی عالم ہوگا۔ وہ چھپ چھپ کر کنکھیون سے دیکھنا اور اگر اس جوان نے بھی دیکھا تو لجا کر گوری گوری گردن پھیر لینا کبھی شوق خودنمائی سے جھک جانا کبھی پیاری پیاری ادا سے چھپ کھانا ستم ہے غضب ہے قیامت ہے سحر ہے جادو ہے۔ کرامت ہے۔ بیگم صاحب کا بھی یہی حال تھا اور پھر انکو یہ بھی خیال تھا کہ تھوڑے ہی زمانے مین حسن آرا انکی بیوی بنے گی سپہر آرا انکو دولھا بھائی کہینگی میان آزاد سے انکو دلی محبت ہوگئی اور کیون نہوتی پیاری بہن کے پیارے تھے کہ اتنے مین خدمتگار نے باہر سے آواز دی۔

خدمتگار - زمین۔ زمین۔ او زمین۔

زمین - ہان ہان۔ ادئی کچھ کہوگے بھی یا زمین ہی زمین کہے جاؤگے۔

خدمتگار - دو چار صاحب ملاقات کے لیے آئے ہین۔

میرزا صاحب باہر گئے اور اودھر اُس پیاری دلھن نے اپنے پیارے پیارے ہاتھون سے گلوری بنائی اور میان آزاد کو اپنے ہاتھ سے کھلائی - اہو ہو واہ رے آزاد واللہ بڑے خوش نصیب ہو - تمام عمر یون ہی مین بسر کی حضرت سچ تو یون ہے کہ حسد ہوتا ہے مگر خیر میرزا صاحب جو باہر گئے تو دیکھا کہ تین چار علما تشریف لائے ہین - مولانا محمد طاہر صاحب منطقی مفتی محمد عبد الحمید صاحب - قاضی عبد القدوس صاحب حکیم مولانا محمد عبد الرؤف صاحب -

قاضی صاحب - السلام علیکم (مصافحہ کر کے)

میرزا صاحب - وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

مفتی صاحب - مزاج معلی -

میرزا صاحب - الحمد للہ - آپکا مزاج مُقدس -

(سب مل کر) ولہ الشکر -

قاضی صاحب - فرع سماع ہوا کہ حضرت مولانا محمد آزاد صاحب قاصد و عازم سلطنت رفیعہ و دولت جلیلہ روم عمرہا اللہ الی یوم النشور ہین دفقہ لمرضاتہ اور محض بقصد ادخار مثوبات اخرویہ قاصد ہین -

میرزا صاحب نے میان آزاد کو اندر سے بلوایا اور آزاد کے آتے ہی سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوے - چارون سے مصافحہ ہوا -

قاضی صاحب - مدت مدید سے یہ عاصی مشتاق حصول لقا تھا للہ الحمد کہ آج یہ سعادت عظمی نصیب ہوئی اور فائز بمرام ہوا -

مفتی صاحب - قس علی ہذا -

حکیم صاحب - علی ہذا القیاس -

مولانا صاحب - الامر کذلک -

آزاد - السعی منی والاتمام من اللہ - مین اسوقت آپ بزرگان ملکوتی صفات کی زیارت سے ازبس محظوظ و مسرور ہوا -

قاضی صاحب - باری تعالی جل شانہ وعم نوالہ نے غزاے دینی مین تو اجر جمیل و اجر جزیل مقرر فرمایا ہے اور اس امر حسن پر تاکید شدید اور تخصیص اکید کی ہے اور ہر آئنہ فضیلت اسکی بآیات متکاثرہ و احادیث متواترہ ثابت ہے اور حضرت باری جل شانہ نے مجاہدین کے درجے کو قاعدین کے درجے پر تفضیل دی ہے اور بیّن ہے کہ افضل الاعمال احمزہا - اور یہ امر بھی بدرہ بدیہیات سے ہے کہ غازیان راہ خدا اگر سیل سیوف نہ کرتے تو حورِ قیامت تک بناے شرع متین و رواسی دین مبین قائم و ثابت نہوتی اور اگر مجاہدین فی سبیل اللہ بذل مہج نہ فرماتے تو سواد کفر و ظلمت ضلالت مبدل بنور ہدایت نہوتی اور شہدا رضوان اللہ علیہم کو اموات توہم کرنا نہ چاہیے بلکہ عند اللہ وہ احیا ہین کہ بالوان نعم جنان ملتذ و محظ و مرزوق ہوتے ہین اور ازانجا کہ ان ایام مین فئہ روسیہ قصد غصب ممالک مقبوضہ حضرت قدر قدرت خاقان بن خاقان سلطان روم عمر اللہ ملکہ کیا ہے ہر عبد مسلم پر بعد تحقیق شرائط قرین ہے کہ دفع شر مین انکے سعی مشکور و کوشش موفور کرے اور خلیفۂ وقت کی من ای طریق کان مدد و نصرت کرے اور محتمل کہ بنی اصفر سے جنکا خروج علائم قرب وقوع واقعہ یعنی حدوث قیامت ہے یہی مراد ہون -

آزاد - بجا ارشاد ہوا تو پھر قبلہ و کعبہ آپکے اِس ارشاد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب کی چڑھائی سے قیامت ہوا چاہتی ہے اور صور اسرافیل کی واز کان مین آئی اور آئی جب قیامت ہی آنے والی ہے تو پھر لڑنے سے مفت جان دینے کے سوا اور کیا فائدہ -

قاضی - قبلہ مین نے یہ نہین کہا کہ انکا خروج علل ظہور قیامت سے ہے بلکہ علائم قیامت سے ہے اور علائم و علل مین یون بعید ہے کما لا یخفی علی الفطن اللبیب و لو فرضنا ذلک کبری تمھارے قول کا ممنوع ہے پس یہ قیاس منتج صحیح نہوگا - وہو المقصود -

آزاد - بجا ارشاد ہوا - قبلہ مین سمجھ گیا -

خوجی - (دبی زبان سے) جھوٹے پر تین حرف - ہم تو خاک بھی نہ سمجھے اتنا سمجھے کہ پشتو مین بھیک مانگ رہا ہے کوئی - اِس مغلق سے خدا کی پناہ - تیسیری نیسیری بھر کے لغت ڈھلکا دیے سیل سیوف اور کما لا یخفی علی الفطن اللبیب اور خدا جانے کیا کیا الم غلم -

آزاد - قبلہ دعا کیجیے میرے حق مین -

مفتی صاحب نے کہا بار الہا مولانا محمد آزاد صاحب کو نیافی جبال اور حرب جدال در غزا و قتال مین بتفضل و عنایات اپنے مصئون و محفوظ رکھنا اور غب حصول فتح و فیروزی ہم لوگون سے ملاقی فرمانا (سب لالکر کہا) آمین

خوجی - آمین آمین ہم سمجھے وجھے نہین مگر بول اُٹھے آمین غب غب - آمین نیافی اور چواچی - آمین ثم آمین (قاضی صاحب کے قریب جاکر) حضرت قاضی القضات غپ غبات - فنہا الموات غب غب -

قاضی صاحب - (مسکرا کر) آم مبارک -

خوجی - جناب مفتی خواجہ بدیع صاحب علیہ الرحمۃ والغفران او حضور کا نام نامی

قاضی صاحب - محمد عبد القدوس -

خوجی - کیا؟ اُستوخدوس؟ (اسطوخودوس) یہ نئی گڑھت کا نام

آزاد - نہایت گستاخ آدمی ہو تم - بس چونچ سنبھالو ورنہ اسوقت مین حلال کر ڈالونگا -

اب ایک لطیفہ سنیے کہ میان خوجی نے جسقدر تقریر کی سب پینک کی حالت مین ہوش مین تو تھے مگر آنکھین کچھ کچھ بند جب آزاد نے ڈانٹ بتائی تو آپ نے آنکھین کھولدین دیکھا تو سب سے پہلے قاضی صاحب ہی پر نظر پڑی طویل القامت مُسن - شملہ بمقدار علم سر پر - قمیص در بر - بر دیانی بر دوش سفید پوش - صاحب تن و توش - نعلین بغدادی پانون مین - ماتھے پر گھٹّے - ریش مبارک یک مشت و دو انگشت - خوجی پینک سے جو چونکے تو اُنکو دیکھتے ہی آگ ہو گئے اور یون بکنے لگے -

خوجی - اور دیکھیے گا ذری - آج مولانا بنکر آئے ہین یعنی گرگٹ کے سے رنگ بدلتا ہے واللہ گرگٹ کے سے - اُسدن گھسیارے بنے تھے آج مولوی صاحب بنے ہین کبھی سپاہی کا روپ بدلتا ہے اسنے تو ناکو دم کر دیا

قاضی اور مفتی اور مولانا اور حکیم رخصت ہوے - ادھر میان آزاد نے انکو خوب ہی للکارا نا معقول بے دیکھے بھالے بے سمجھے بوجھے جو چاہتا ہے بک دیتا ہے کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو علما کی قدر بھی کرتے اجہل مطلق ہو تم بھلا کسی کی قدر کیا جانو لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل -

خوجی - جی ہان بس اب ایک آپ ہی تو بڑے لقمان ہین بڑے وہ بنے ہین ہمکو یہ سمجھتے ہین کہ کوئی گدھا ہے - اور یہان عربی چاٹے بیٹھے ہین - افعل افعلا افعلوا - ما فعلت - مافعلتا - مافعلن - مافعلت - مافعلتما - مافعلتم مافعلت مافعلتما - مافعلتم - مافعلت - اور سنیے غلم غلما غلو غلت غلتا

میرزا صاحب - یہ کون صیغہ ہے بھئی -

خوجی - جی یہ صیغہ اسم علم ہے - اچھا بتائیے استقرا کے کیا معنی کلُ کلُ (آگے آیت)

آزاد - استقرا یہ کہ مثلاً چند افراد پر قیاس کرکے کل کو ویسا ہی سمجھے بس اسی کا نام استقرا ہے مثلاً کل حیوان یحرک فکہ الاسفل عند المضغ یعنی جسقدر حیوان مطلق ہین وہ سب جبڑون کو کھاتے وقت ہلاتے ہین - مگر تمساح اس سے مستثنیٰ ہے - پس دلیل ضعیف ہوگئی -

میرزا صاحب اور میان آزاد باہر کرسیان بچھا کر بیٹھے تو خوجی نے شعر خوانی شروع کی -

خوجی ؎
دل گواہ است کہ در پردہ دل آرائے ہست
ہستی قطرہ دلیل ست کہ دریائے ہست

میرزا صاحب - سبحان اللہ - کیا خوب کلام دلکش ہے جی خوش ہوگیا واللہ پھڑک گیا - بارک اللہ واہ خواجہ بدیع صاحب -

آزاد ؎
صبح کہ ترک مست من شیشہ کشا دمی دہد
عقل نجاک میزند صبر بباد می دہد

خوجی ؎
ہم مژہ اش ستیزہ را دشنہ بدست میدہد
ہم نگہش زمانہ را عربدہ یاد میدہد

آزاد ؎
آہ کہ بر دماغ و دل میزند نسیم خوان
جرعۂ ساغرے کہ آن ترک نژاد می دہد

خوجی ؎
جرعۂ کاروان نیست نالۂ جرس
شوق تو راہ می برد در تو زاد میدہد

آزاد - فیضی نامرادمن از غم دہر غم مخور
زانکہ مراد اہل دل شاہ مراد مید ہد

میرزا صاحب - حضرت پھر اب تو چار پانچ روز یہان ہی بستر جمائیے جہاز کے جانے کو بس ایک اٹھوارا سمجھیے - مگر واسطے خدا کے خطوط ضرور بھیجا کیجیے گا - دیکھیے ایسا نہو کہ یہان ہمکو اور وہان حسن آرا کو تڑپائیے الانتظار اشد الموت حسن آرا کا خط بھی صبح شام آتا ہی ہوگا - ہائے یہ لگی بُری ہوتی ہے -

پیراک

جناب فضیلت انتساب مصباح مجالس سید مولانا محمد آزاد صاحب میرزا کے ساتھ تالاب کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے اور پری رخان مہوش کے حسن گلوسوز سے آنکھین سینک رہے تھے - تالاب کا پانی وہ صاف سیڑھیان وہ سڈول اور شفاف کہ بے اختیار نہانے کو جی چاہے طبیعت لہرائے کہ دھم سے غوطہ لگائیے درختون کے سایہ مین کھڑے ہوے میان آزاد پیراکون کے کرتب دیکھ رہے تھے ایک شخص لنگوٹا باندھکر پل پر سے کودا دھم - دوسرا درخت سے دھما تیسرا چبوترے سے آیا تڑ - کہین جالنک ہو رہی ہے کہین داؤ پیچ - کوئی ملاحی چیرتا ہے - کوئی کھڑی لگا رہا ہے - کوئی شیر کی پیرائی پیرتا ہے - کوئی مردے کی جنکو استادی کا دعوی ہے وہ اُبھر اُبھر کر کمر اور لنگوٹ دکھاتے ہین سمجھنے والے تعریف کے پل باندھتے جاتے ہین - ای سبحان اللہ واہ میر صاحب خدا گواہ کیا خوب ملکہ حاصل ہے حضرت خواجہ صاحب واللہ اب شہر مین آپکے ہوا کے خانصاحب واللہ یہ آپ ہی کا حصہ ہے - یون تو پیراک ایک سے ایک بڑھکر ہے مگر آپکے خم ودم ہی اور ہین واللہ پرانے اُستادون کے یادگار بس ایک تم ہو وہ پھولے نہین سماتے ہین کھلے جاتے ہین - نوسکھیے اپنے کنارے ہی پر ہاتھ پانون مارتے ہین اور جو پیرنا ویرنا خاک نہین جانتے وہ پہلی دوسری ہی سیڑھی پر بیٹھکر نہائے اور ملے ہوے ڈرپوک آدمی دور سے سیر تو دیکھ رہے ہین مگر پانی کے قریب جاتے ہوے زہرہ آب ہوا جاتا ہے - بدن تھرتھراتا ہے - یعنی احتیاط شرط ہے - پانی اور آگ سے زور نہین چلتا جس چیز کو انسان نہ جانے اسمین دخل در معقولات مقتضائے عقل و حکمت نہین میان آزاد اور میرزا صاحب دونون اُسوقت کی کیفیت پر لوٹ تھے - غنچۂ دل نسیم مسرت کے اہتزاز سے کھلا جاتا تھا - تالاب بھر مین سرون کے سوا اور کچھ نظر ہی آتا تھا جب کچھ عرصے تک یہ لطف اُٹھا چکے تو آزاد نے میرزا صاحب سے یون کہا -

آزاد - کہیے آپکو بھی پیرنے کا ذوق ہے یا نہین -

میرزا صاحب - جی مین کچھ دو ہی چار ہاتھ لگانے جانتا ہون - لیکن آپکا جی چاہتا ہو تو بسم اللہ -

آزاد - جل بانک ہوگی ہم سے آپ سے -

میرزا صاحب - بھلا مجھے کیا سلیقہ ہے -

آزاد - یہان سب سے بڑھکر کون اُستاد ہے اس فن کا -

میرزا صاحب - وہ - وہ جو نیلا لنگوٹ باندھے پورب کے زینون کیطرف کھڑا ہے

آزاد - وہ جنکا چھریرا بدن ہے؟ -

میرزا صاحب - جی ہان - پھر اگر شوق چرایا ہو تو بسم اللہ کنگی منگواؤن

اتنے مین یہ واقعۂ ناشنیدنی و سانحۂ نادیدنی ہوا کہ ایک لڑکا بلا کا حسین غضب کا مہ جبین از سرتا پا نور غیرت حور - تالاب مین نہا رہا تھا کمر تک پانی مین کھڑا غوطے لگا رہا تھا - سوچا کہ اچھی طرح غوطے لگانا محال ہے آؤ ذرا ایک زینہ اور اُترین اس شوق سے جیسے ہی اُسنے ایک پانون زینے سے بڑھایا اور بس دوسرا پانون بھی ساتھ ہی اُٹھ گیا اور اُٹھتے ہی چلا - اور غڑاپ پانی مین ایک غوطہ کھایا - پھر اُبھرا وہ تو ڈوب رہا ہے اور ارد گرد حوالی موالی پیراک تماشائی ابھی تک یہی سمجھتے ہین کہ وہ دل لگی کرتا ہے - آخر کار جب تیسری مرتبہ اُسنے غوطہ کھایا تو لوگون نے غل مچایا کہ ڈوبا - ارے دوڑ دوڑ ڈوبا - ہائے ڈوبا - ہائے ڈوبا اُسکا چھوٹا بھائی بھی ایک زینے پر قریب کھڑا تھا وہ بے اختیار ہو کر چلانے لگا اور سارا زمانہ غل مچانے لگا کہ غوطہ خورون کو بلاؤ - ملاحونکو پکڑ لاؤ مگر مدد کو کوئی نہین جاتا جان بھی کیا پیاری ہوتی ہے بڑے بڑے اُستاد تالاب پر موجود ہین مگر کندے تول تول کے رہجاتے ہین - قریب نہین آتے آخر کار میان آزاد جھپٹے

پل پر آگئے اور دھم سے کود پڑے اُبھرتے ہی غڑاپ غوطہ لگایا۔ دو غوطہ لگاتے ہی اُس لڑکے کا شانہ ہاتھ آیا۔ اُنھون نے اُسکو نکالا اور کنارے پر لائے تو دیکھا کہ جان باقی ہے۔ مگر کوئی دم کا مہمان ہے۔ پڑا سسکتا ہے لیکن آزاد کی تعریفین ہونے لگین۔ غلغلۂ بارک اللہ ہمت سے بلند ہوا۔ ہر نیوشہر خرم و خورسند ہوا میان آزاد کی دھوم ہو گئی۔ اب کوئی اُنکی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔ کوئی چومے لیتا ہے کوئی گرد پھر کر دعائین دیتا ہے۔ لوگون نے مل کر اُسکو اُلٹا لٹکایا جب پانی بالکل نکل گیا تو اُس لڑکے کو ذرا ذرا ہوش آیا اور اُسنے آنکھین کھول دین مگر ہیبت چھائی۔ بوٹی بوٹی تھرتھرائی چہرہ زرد ہاتھ پانون سرد بھیانک اور ڈراونی صورت تھی دیکھتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ بارے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ جب اُس لڑکے کو ہوش آیا تو اُسنے بصد حسرت و حرمان بیان کیا کہ۔

لڑکا۔ مین نے چاہا کہ غوطہ لگاؤن۔ کیونکہ جہان مین پہلے کھڑا تھا وہان پانی کمر کمر تک تھا۔ اچھی طرح سے غوطہ لگانا مشکل تھا۔ جب مین نے قدم بڑھایا تو مجھے خود معلوم ہو گیا کہ پانی یہان زیادہ ہے لیکن میرا دوسرا پانون خود بخود آگے بڑھ گیا اور مین نے لاکھ چاہا کہ بچون مگر بچنا سخت دشوار تھا بلکہ محال محض۔ جب دونون پانون اُکھڑ گئے تو بس غوطے کھانے لگا اور ڈوبا۔ اُسوقت میرے دل کی جو کیفیت تھی اُسکے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین (بیان کرتے ہوئے چہرہ زرد ہو گیا) پس جب پہلی مرتبہ غوطہ کھایا تو پانی منہ مین جانے لگا۔ مین نے ہاتھ سے منہ کو بند کیا تو ناک کی راہ پانی آنے لگا جب ناک کو بچایا تو پھر منہ مین پانی آنے لگا۔ اتنے مین لاش اُبھرنے لگی مگر پھر غوطہ کھایا تو تہ آب مین زرد زرد کوئی شے نظر آئی لیکن ہوش و حواس اب بالکل غائب ہو گئے تیسرے غوطے کا حال اچھی طرح نہین معلوم۔ اتنا جانتا ہون کہ پھر دل پر اسقدر رنج کا کبھی نہین ہوا تھا جسقدر اُسکی ہوا۔ اُف اُف اُف (کانپتے ہوئے) اسوقت تالاب کی صورت مجھے کاٹے کھاتی ہے۔ اور بے موت میری جان جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس غضب ہی ہو گیا تھا مگر مین چاہتا ہون کہ وہ صاحب میرے پاس آئین جنھون نے میری جان بچائی اُنکا مجھ پر تا دم مرگ احسان رہے گا

لوگون نے میان آزاد کو آواز دی اور کہا چلیے آپکو وہ لڑکا بلاتا ہے جسکو ابھی ابھی آپنے تالاب سے نکالا ہے۔ میان آزاد گئے تو اُسکی آنکھون سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ۔ روتے روتے وہ آزاد کے گلے لپٹا اور کہا کہ مین اس عنایت کا کیا معاوضہ کرون اس احسان کا بار کیونکر میرے سر سے اُترے گا۔ آپ نے مجھے رہین منت بیکران و مرہون عنایت بے پایان کر دیا۔ ع

چہ نامے کہ مولائے نام توام	درم ناخریدہ غلام توام

آزاد۔ (پیشانی چوم کر) احسان! احسان کیسا۔

لڑکا۔ اب مین آپکے ہمراہ چلونگا۔ اور ضرور چلونگا۔

آزاد۔ بھائی مین سیاح جہان گرد و رہ نورد بھلا میرے ساتھ تم کہان جاؤ گے

لڑکا۔ اگر ساتھ چھوڑ دون تو جو جی چاہے وہ کہیے گا۔ نام بدل ڈالون۔

میرزا۔ اچھا اسوقت تو ہمارے مکان پر جاتے ہین۔ وہان ہی سے آ کر ملنا

لڑکا۔ پتا۔

میرزا۔ بھنڈی بازار۔

لڑکا۔ نام۔

میرزا۔ میرزا اسد بیگ۔

لڑکا۔ اچھا پھر آپ جائیے مین حاضر ہونگا (آزاد کے قدمون پر ٹوپی رکھ کر)

چہ نامے کہ مولائے نام توام	درم ناخریدہ غلام توام

میان آزاد اور میرزا صاحب وہان سے چلے۔

پارسی کا مکان

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا	بادۂ گلرنگ پلا ساقیا
دیر ہوئی دور چلے ساقیا	اور چلے اور چلے ساقیا
قاضی و زاہد کی پگڑی گرے	ہاتھ مین رندونکے ہون دونون سرے
خیر پیالہ نہ پلا ساقیا	آنکھ تو یارون سے ملا ساقیا

میکدۂ وحشت کے بادہ خوار۔ نشۂ شراب جنون کے سرشار۔ عشق کے چشم و چراغ سرخوش و تردماغ وامق و فرہاد کے اُستاد مولانا محمد آزاد خانہ برباد میرزا صاحب کے مکان عشرت بنیان مین داخل ہوے اور میان خوجی کی ٹکڑی مین ترڑے شامل ہوے۔ رہ نوردی اور کوچہ گردی شورہ پشتی اور دنگا مشتی حُسن آرا کے حسن و جمال اور سپہر آرا کی مستانہ چال زینت النسا کی بھولی باتین اور اختر النسا کے عشق کی گھاتین اللہ رکھی کی شوخی اور بیقراری اور اُس بیچاری دلھن کی گریہ و زاری یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر آئے اور بصد حسرت و یاس یہ اشعار زبان پر لائے۔

آج مرا پیر مغان کیا ہوا	کل جو بندھا تھا وہ سمان کیا ہوا
ساقی و مطرب نظر آتے نہین	جا کے چھپے ہین کدھر آتے نہین
قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب	ناک مین آتی نہین بوے کباب
کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی	میکدہ اور ایک جہان بیکسی
کوئی نہین میکدہ سنسان ہے	گھر کو چلو ہو کا یہ میدان ہے
آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم	بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم
ایک اُداسی سی فقط چھائی ہے	خیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہے

تنور سینہ مین فراق کا داغ۔ اور خونابۂ دل در ایاغ۔ چہرے پر وحشت کے آثار بشرے سے جنون آشکار۔ سینہ بریان چشم خونچکان۔ باکل پیاری حسن آرا نے اپنے نازک دست حنائی سے خوشبودار پان کھلایا اور آج اُسکی یاد نے خون رُلایا۔ وہ سپہر آرا کا چاند سا مکھڑا اور یہ فراق کا دُکھڑا زینت النسا کا ہم پر مرنا اور عشق کی باتین کرنا۔ اختری کا رونا اور ٹھنڈی سانسین بھر کر سونا اللہ رکھی کا اصرار اور ہمارا انکار۔ لطف صحبت دیرینہ آنکھون کے سامنے پھر گیا۔

دلبرے برد از دلم صبر و قرار	کز رخش برقع بود صبح بہار
چشم جادو یش گہ تسخیر جان	ور نگہ سازد تبسم را عیان

راوی۔ دلبرے اور دلبر چہ معنی دارد۔ یون کہو کہ پریون کے غول کا غول ہم پر فریفتہ تھا۔ دنگل کا دنگل والہ و شیفتہ تھا۔ حسن آرا جادو نگاہ۔ سپہر آرا غیرت مہر و ماہ۔ زینت النسا نگار تندخو۔ اختر النسا آتشین رو۔ سب کا دل تمہارے حسن برشتہ کا کباب تھا۔ اور تمہارا گل رخسار چندے آفتاب چندے مہتاب تھا۔

آزاد۔ درد دل کی چمک ستم ڈھاتی ہے وہ نورانی صورت آنکھون مین پھر جاتی ہے۔

کیا حال ہو گیا ہے دل بیقرار کا	آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا

اب سُنیے کہ جس طفل غنچہ دہن سیمین بدن کو میان آزاد نے تالاب سے نکالا تھا وہ ایک پارسی کا نور چشم قرۃ العین تھا۔ راحت دل ماں اور باپ کا چین تھا اُسکو اُسکے والدین نے ناز و نعم سے پالا تھا جب اُسکے باپ نے کہ جاہ و دولت سے مالا مال سبز بخت مرفہ حال تھا اور اُسکا ظلمت کدۂ مراد صرف اسی شمع سعادت سے منور تھا اور نہال زندگی اسی ثمر نورس سے بار ور تھا۔ اُسنے جو اُس دُر جیحون عظمت و سروری و مہر سپہر حشمت و برتری کے تہ خاک ہونیکا حال تردد والی سُنا تو بے اختیار سر دھُننے لگا اور دیوانہ وار تنکے چننے لگا بحر محبت پدری جوش زن ہوا۔ دل صید رنج و محن ہوا۔

گریان شد و تلخ تلخ بگریست	بے گریۂ تلخ در جہان کیست
چندان ز غمش بہر نالید	کز نالۂ او سپہر نالید

اتنے مین ایک شخص نے آنکر کہا کہ گھی کے چراغ جلائیے اور غربا کو خیرات سے مالا مال فرمائیے صاحبزادے کو ڈوبتے ہوے دیکھ کر ایک شریف زادے نے دھم سے غوطہ لگایا اور ڈوبنے سے بچایا اب تنگ بیان مناؤ خوشی کے شادیانے بجاؤ بیٹے کے عوض چین کرو۔ یہ مژدۂ عشرت انگیز اور نوید بہجت خیز سنتے ہی پارسی کے دل کی کلی کھل گئی منھ مانگی مراد مل گئی اُسنے اُسیوقت فٹن تیار کرائی اور تالاب کی ہوا کھائی۔ لڑکا باپ سے چمٹ گیا۔ باپ بیٹے سے لپٹ گیا اب پارسی کو فکر ہوئی کہ میان آزاد کو کہین سے پائین۔ گدا ہو تو امیر بنائین تلاش کرتے کرتے اُنھون نے ڈھونڈھ ہی نکالا لوگون نے پتہ بتایا کہ میرزا اسد بیگ صاحب کے دولتخانۂ فیض کاشانہ پر مولانا محمد آزاد صاحب فروکش ہین پارسی کے دل سے لگی تھی کہ کسی طرح اس احسان عظیم سے سبکدوش ہون۔ فورًا

خدام باادب کو پتے پر بھیجا۔

میان آزاد یہان بیٹھے ہوے آہ سرد بھرتے اور لڑکھڑا کر قدم دھرتے تھے تو دیکھتے کیا ہین کہ دو آدمیون نے اُنکو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ رستم جی جمشید جی سی ایس آئی نے آپ کو بُلایا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر فرصت نہو تو مین خود حاضر ہون۔

میان آزاد حیران و ششدر کہ ع - یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؛ -

آزاد - یہ کون بزرگوار ہین -

آدمی - حضور جنکے لڑکے کو آپ نے ڈوبنے سے بچایا -

آزاد اندر گئے تو باچھین کھل گئین -

بیگم - اخّاہ - اِسوقت تو مزاج زعفران زار ہے - کیا پڑا پایا -

آزاد - جس لڑکے کو ہم نے بچایا تھا اُسکے باپ نے بلایا ہے -

بیگم صاحب سے یہ کہکر میان آزاد باہر آئے اور آدمیون سے خوش ہو کر کہا کہ ہم کل شب کو آئینگے - اسوقت تھکے ماندے ہین ہرگز نجائینگے -

دوسرے دن اودھر آفتاب لب بام ہوا اور دن قریب اختتام ہوا اودھر میان آزاد نے صاف ستھرے کپڑے ڈانٹے اور دُکڑی پر سوار ہو کر چلے - میان خوجی کوچ بکس پر بیٹھے اونگھ رہے تھے اودھر یہ گاڑی بھی کھڑکھڑاتی ہوئی چلی جاتی تھی ور اُدھر سامنے سے ایک بگھی بڑی تیزی کے ساتھ آتی تھی - دونون ٹکرگئین اور اس زور سے ٹکرائین کہ میان خوجی نے کوچ بکس پر سے زمین پر پٹخنی کھائی اب گرے تو اُٹھنا معلوم جس قطع سے گرے تھے اُسی قطع سے پڑے رہے اودھر بازار تماشائی کا ار دگرد ہجوم غُل غپاڑے کی دھوم - مگر حضرت لڑھکے سو لڑھکے گویا اپنے نزدیک فرش گل پر سوتے تھے اتنے مین میان آزاد اُتر آئے اور خواجہ بدیع صاحب کو زبردستی اُٹھالائے تو آپنے بکارنا شروع کیا -

خوجی - یہان اِتنے بڑے غدّار شہر مین کوئی کبھی گھی چلاتا تو جانتا نہین ہم پہلے ہی سمجھے کہ اب ٹکرائی - اور اب ٹکرائی - ماتھا ٹھنکا کہ اب ٹھوکر کھائی اور اب کھائی مگر قربان اپنے استاد کے واللہ اِس پھرتی سے کودا ہون واہ جی واہ میان آزاد ہوتے تو اسوقت دس بارہ میر ہلدی تھوپنی پڑتی - مگر واہ رے مین -

راوی - کیا زبان ہے - پینک مین تو حضرت غین تھے وہ تو کہیے کہ - ع رسیدہ بود بلائے وے بخیر گذشت؛ ورنہ گھوڑا ٹاپ رکھ دیتا تو چرمرہی ہوجاتے اور جو کہین پہیے کے نیچے آتے تو جواسیے پوچھے ہی غائب غلّہ ہوجاتے مگر بیٹھے بکارتے ہین اور غُل مچا مچا کر پکارتے ہین کہ قربان جاؤن اپنے اُستاد کے دھم سے کود ہی تو پڑا -

میان آزاد اُس رئیس باوقار اور تاجر ذی الاقتدار کے دولتخانہ فیض کاشانہ پر پہونچے تو عش عش کرنے لگے اور پھونک پھونک کر قدم دھرنے لگے مکان رشک جنان کوٹھی سپہر توامان - رئیس فرخ نہاد والاتبار اونچے ع کی تا درخانہ پیشوائی؛ -

میان آزاد نے دیکھا کہ رئیس آن بان کے آدمی ہین - بس

رئیس ذی ہمم فخر زمانہ | بہ شکل مہر عالم مین یگانہ
مسیحا کی طرح عالی مکان ہے | زمین فیض قدم سے آسمان ہے
یہ عالم جوش طوفان کرم کا | سدا زرد اُسکے آگے منہ درم کا

میان آزاد سے مصافحہ و معانقہ اور حضار دربار دُربار سے علیک سلیک صاحب سلامت ہوئی - چوطرفہ سے آزاد کی تعریفین ہونے لگین مگر آزاد سر جھکائے ہوے خاموش -

رئیس - (ٹوٹی پھوٹی اُردو مین) آپنے اپنے لڑکے کو ڈوبنے سے بچایا -

راوی - مطلب یہ کہ آپنے میرے لڑکے کو ڈوبنے سے بچایا مگر میرے کے عوض اپنا کہ گئے - اِسپر خوجی ہنس پڑے اور بے تکے تو تھے ہی کہتے کیا ہین -

خوجی - واہ ری قسمت کیا مفت مین لڑکا پایا لو بھئی تو چین کرو -

آزاد - (رئیس سے) بھلا اُسوقت مجھ سے دیکھا جاتا کہ ایک بیچارے بیگناہ لڑکے کی جان جائے اور مین بیٹھا دیکھا کرون -

خوجی - حق ہے واللہ حق ہے - ہم ایسے شیرون کے تم ایسے ہی شیر ہوتے ہین اور یہ دیکھو واللہ ہے جو مین ہوتا تو غڑاپ سے بن بھی کود ہی تو پڑتا مگر یاد رہے

دعا مانگنا پڑی کہ یہ موٹی توند والا بھی کسی دن غوطہ کھائے اُسکا بھی پانون پھسل جائے تو پھر پارون کے گھرے ہین۔ پو بارہ ہماری پانچون گھی مین اور بوا زعفران کا سر کڑھائی مین اور دا۔ دغہ کا دھڑا دھڑ اُدھر۔ یہ ڈوبین تو خدا کرے بچائین ہم ہی۔

راوی - بجا۔ ضرور۔ پانی کا نام لیتے ہوے تو آپکا بدن کانپ جاتا ہی عضو عضو تھرتھراتا ہی اور خم ودم یہ کہ ڈوبتے کو نکالین اور کسکو بھنیسے کو واللہ آپکے ڈنڈ مل رہے۔

آزاد - آپکی زیارت سے بڑی خوشی ہوئی۔

رئیس - اپنے کو بھی بڑا کھوسی (خوشی) کا بات چیت۔

خوجی - (آہستہ سے) کیا الکھوسی کا بات چیت ہین تو عجب جھالیا معلوم ہوتا ہی۔

رئیس - کال آپ آوین تو ہمارا لیڈی لوگ آپکو گانا سنائین۔

خوجی - اچھی بیوقت کی شہنائی بجائی۔ اجی کچھ افیم گھولو چسکی لگاؤ مٹھائی منگواؤ رئیس کی دُم بنے ہین۔

آزاد - کل مین ضرور حاضر ہونگا۔

رئیس - آپ تو اپنا کا باپ ہی۔

خوجی - بلکہ دادا۔ خوب پہچانا واہ بچھے۔

آزاد - (خوجی سے) خاموش ادب کن کہ مقام ادب ست۔

خوجی - کچھ سُنا تم کو تمھارے باپ کا باپ بنایا۔

آزاد - (رئیس سے) کل کس وقت حاضر ہون۔

رئیس - شام کو کال بہت لیڈی لوگ جمع ہوگا اور آپکو بہوت خوش کرگا۔

خوجی - لیڈی لوگ اہاہے واللہ لیڈی لوگ کی ایک ہی کہی

الغرض آزاد اور خوجی رخصت ہوے تو رئیس کے ایک بھائی نے آزاد سے چپکے سے کہا کہ آپکی نذر کے لیے ہزار روپیہ تجویز ہوا گیا ہی۔ کل بڑی دھوم سے ناچ رنگ ہوگا جنٹلمین اور لیڈیونکی دعوت ہوگی اور آپکو سب خوش کرینگے۔

خوجی بُرے پھنسے

نور کے تڑکے میان آزاد فرخ نہاد اور جناب حشمت مآب خواجہ بدیع صاحب خانہ برباد اور حضرت میرزا اسد بیگ صاحب بادل شاد ایک فراخ و وسیع باغیچہ دلکش و پر بہار رو کش گلزار فرخار مین گپین اُڑاتے تھے اور نسیم مشکبار کے جھونکے دماغ کو طبلۂ عطار بناتے تھے۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک کمسن چھجڑو کے پرے لہرا لہرا کر گاتی ہی ؎

مے گلرنگ سے جھلکی جو سرخی اُس کی گردن کی | گلوے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا

آزاد اُسکی خوش الحانی و بہار جوانی دیکھکر از بس محظوظ ہوے اور گردن ہلا کر فرمانے لگے کہ بھئی سچ کہنا کیا شعر ہی شعر تو ایک طرف اس تعلیم نے جانفزا واللہ تڑپا ہی دیا ہی

سرود مطرب من زندگی بخشد دلم باشد | ندارد فرق ہرگز با رگ جانم رگ سازش

خوجی - پھر آپکو کیا۔ آپ یہ باتین کیا جانین بھلا۔ آپ تو اُنھین کی گفتگو کے لائق ہین جو ــــ بلغ العلا بکمالہ + کشف الدجے بجمالہ + حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ + بس بلغ العلا سے گفتگو کرنیکے قابل حضور ہین۔ لفاظی اور جادو طرازی آپ کیا جانین بھلا۔ لاحول ولا ؎

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا | الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

محمد عبد القدوس یا مولانا اسطوخودوس آئین تو آپ باتین بنائین واللہ اُسدن تو آپنے پشتوین خوب بھیک مانگی تھی واللہ مجھے حیرت ہی کہ مولانا صاحب گھر مین کسطرح گفتگو کرتے ہونگے یا شاید وہ بھی ملا توشجی کی شرح تجرید پڑھی ہوئی ہین واللہ بڑی دل لگی ہوتی ہوگی ادھر سے یہ پسیری لغت لڑھکاتے ہونگے ادھر وہ تین تین من کے پتھر ڈھلکاتی ہونگی۔ میان کہتے ہونگے کہ تقبیل زوجہ ثواب صواب ہی۔ وہ فرماتی ہونگی کہ ثواب غب زوال آفتاب ہی مگر عذاب قبل طلوع ماہتاب ہی۔ لونڈیان باندیان مُنھ تاکتی ہونگی کہ دونون کی نصرت لینی چاہیے۔ چلیے ایک دفعہ مولانا بالعلم و الفضل ولنا حضرت قاضی محمد عبد القدوس نار اللہ برہانہ سے تو ملین۔

میرزا - اُسدن تو آپنے اُنکو بہروپیا بنایا تھا پھبک سے چوکتے ہی کہنے لگے

کہ بھلا بے بھلا مینے بخوبی پہچان لیا - آج مولانا بنکر آئے ہین کل گھسیارا بنا تھا - ہات ترے بہروپیے کی -

آزاد - واللہ اُسوقت ہنسی کا ضبط کرنا محال تھا بیٹھنا اجیرن ہوگیا - قاضی القضات نورانی طلعت مقدس آدمی آپ اُنکو ڈپٹ رہے ہین کہ گھسیارا ہے - واللہ اپنے دل مین بڑا بڑا ماتا ہوگا -

میرزا صاحب - نہ صاحب مینے جھک کر کان مین کہدیا تھا کہ خلل دماغ ہے - اجی ایکدن بڑی دل لگی ہوئی - مولانا محمد عبد الطاہر صاحب محدث کسی امیر سے کم علم آدمی سے گفتگو کرتے تھے اور کبھی موقع پر کسی کا ذکر آیا آپ فحش الفاظ زبان سے نکالا نہ چاہین کبھی فرمایا بنت الابلیس - وہ خاک سمجھا پھر فرمایا ام الصبیان وہ مُنھ تاکنے لگا - پھر فرمایا نسوان سواد الوجہ الدنیا وسواد القلب فی العقبی - اُسنے کہا ذرا ٹھہرے رہیے گا لپک کر کسی مولوی کو بلا لاؤن آخر کار ایک شخص نے اُسکے کان مین کہدیا کہ مولانا صاحب کا یہ منشا ہے تو جھلا کر کیا کہتا ہے کہ لاحول ولا قوۃ - ذرا سی بات کے لیے پہرون جھنجھٹ مین رکھا -

آزاد - جی ہان ایک دفعہ کسی شخص نے ایک مولانا صاحب سے آکر کہا کہ قبلہ میرے گھوڑون کے لیے اپنے اصطبل سے گھانس دلوا دیجیے فرمایا کہ (ہمارے متین مین اسقدر متین بھی نہین ہے کہ عصا فیراتیے مناقیر مین اخذ کرکے اپنا تقفص بنا وین) وہ آدمی تھا گنوار - بلکہ گنوار کا لٹھ سمجھا کہ مولانا اسوقت وظیفہ پڑھ رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد پھر کہا کہ گھانس دلوا دیجیے - تو آپنے چین بجبین ہو کر فرمایا کہ تکرار کلام داب اولوا الالباب نہین ہے - دست بستہ عرض کیا کہ قبلہ مین کچھ سمجھا ہی نہین تو حضرت کیا فرماتے ہین کہ تم سمجھو یا نہ سمجھو یہ عاصی اسی کیف سے متکیف ہے - ایک ٹھٹھول نے اُس سے کہدیا کہ ابے بھاگ جا - یہ اسوقت تازی پیے بیٹھے ہین کئی آدمیون کو مار چکے ہین وہ بگٹٹ بھاگا اور دل مین سوچا کہ اچھے سے گھانس مانگی یہ تو خود گھانس کھا گئے ہین -

اتنے مین ایک شخص نے آکر میان آزاد کو جھک کر سلام کیا اور رقعہ دیا -

میان آزاد نے کھولا اور پڑھا تو اُسمین یہ لکھا تھا -

منہل فضائل منبع فواضل ذی الطبع الوقاد مولانا محمد آزاد صاحب دام برکاتکم بعد ما یلیق لشانکم منی التماس میرود کہ آج غب ما قبل عشا ایک مجلس بلغا و کملائے بلدۂ بمبئی منعقد ہوگی اور حسب دستور اہل فرنگ کہ اصحاب فرہنگ ہین - ایک داسپاچ آپکی خدمت مین روبرو جملہ حضار والا تبار دیا جائے گا - رجا کہ آپ وقت متعینہ پر تشریف ارزانی فرما کر کلبۂ احزان کو منور فرمائین کہ ہر آئینہ مراسم اتحاد و یکجہتی مین جا دارد - اکثر فضلائے اجل و علمائے اکمل مشتاق زیارت بہجت افزا ہین - اُنکو محروم نفرمائیے - زیادہ اطناب کہ دوراز داب آداب ست

محررۂ عاصی قاضی محمد عبد القدوس عفا اللہ عنہ

لفافہ یا جامع المتفرقین - صراغت نامہ - در معمورۂ بمبئی بھنڈی بازار بنظر فیض اثر حضرت مولانا محمد آزاد صاحب سلمہ اللہ تعالی در آید - اہم بر خاتمہ

میان آزاد نے یہ خط پڑھکر میرزا صاحب کو سنایا اور کہا چلیے گا - اُنھون نے کہا ضرور بالضرور ہزار کام چھوڑ کر نہ چلنا کیا معنی - میان آزاد نے جواب نامۂ مولانا صاحب لکھا -

گرد راہ ول سخن بیہوش کرد از شوق پیغام	تکرم جان نثار قاصد و شرمندہ ام از وے

حضرت مولانا صاحب کی خدمت مین تسلیم - قبلہ مین تو مرد آزاد وحشت کا عاشق و دلدادہ کوچہ گرد ون اور رہ نوردون کا اُستاد - خانہ بدوش برباد ہون مگر بہر ر دون کا ادب آموز جیب و طن و و دلسوز ہون علما و کملا کی جماعت مین میری زبان نہ کھلیگی لیکن الامر فوق الادب - بندہ بسر و چشم حاضر جلسہ ہمایون ہوگا - الحمد للہ میری خاکساری نے میرا درجہ اسقدر بلند کر دیا کہ علما اجل میری ملاقات کو زیارت کملائے ملکوتی صفات سمجھنے لگے - سچ ہے - ؎

دانہ باخاک چو پیوست سر پیدا کرد	ہر کہ شد خاک نشین برگ و بر پیدا کرد

حباب کو دیکھیے سرکشی کی اور لہرون نے تھپیڑون سے فنا کر دیا غبار پر نظر ڈالیے اُسکی خاکساری نے اُسکو کہان سے کہان پہونچایا حق ہے ؎

چو خورشید جہان افروز بر افلاک نشینند	ز راہ خاکساری گر کسے بر خاک نشینند

اضعف العباد محمد آزاد

جب چار بجے تو میرزا صاحب نے کہا کہ حضرت لیس ہو رہیے۔ آزاد نے کہا کہ قبلہ غب مساقبل عشا بلا یا ہی۔ خیر۔ ادھر خورشید گیتی فروز نے پردۂ مشکین مین اپنی نورانی صورت چھپائی اور لیلی شب لاکھون پری چہرہ سہیلیونکو جلو مین لیکر آئی اُدھر مولانا محمد آزاد فرخ نہاد نے ترکی ٹوپی سر پر جمائی اور کوٹ پتلون ڈاٹ کر لیس ہوے میرزا صاحب بھی کپڑے وپڑے پہنکر ڈٹ گئے مگر خوجی ابھی سنگار ہی کر رہے ہین آئینہ سامنے رکھا ہی۔ ٹوپی دی ور چھینک پڑی الغرض چلے تو کس قطع سے کہ گلابی پگڑی سر پر۔ اور ایک ڈھیلی چکن پرانی فیشن کی در بر عقیق کا کنٹھا ہاتھہ مین لیے چست گھٹنا پہنے اور ایک بڑا موٹا ڈنڈا لیے۔

راہ مین کہین میان خوجی کو استنجے کی ضرورت ہوئی اور ایک گلی مین جاکر بیٹھے۔ اتفاق وقت اور شامت اعمال اُدھر سے ایک کانسٹبل بھی چلا آتا تھا جاگو۔ جاگو۔ رات کے سونے والو جاگو۔ اندھیری ہی۔ خوجی کو جو اُس نے دیکھا تو پہلے جھجکا۔ پھر للکارا۔

کانسٹبل۔ کو ہی رے۔ ارے تین کون ہنس۔

خوجی۔ ہون۔ ہون۔ ہونھہ۔

کانسٹبل۔ ابے یہ تو منھ ہی سے ناہین بولت ہی۔

خوجی۔ واللہ استنجے کے لئے بول کا لفظ اچھا ذو معنی ہی دکھڑے ہوکر ابے ہم شاشیدن کا صیغہ گردان رہے ہین اور تو ڈپٹتا ہی۔

کانسٹبل بسوارے کا گنوار۔ گردانے کا لفظ جو اُسنے سنا تو سمجھا کہ یہ کہتا ہی کہ گردنی دونگا۔ چھتری آدمی بس آگ ہی تو ہو گیا جیسے جلتے بلتے توے پر پانی چھڑک دیا۔ بڑھکر انکا ٹیٹوا لیا اور ایک ٹہنگی تبائی پھر کس کر ایک لات جو جماتا ہی تو خواجہ بدیع صاحب نے لڑھکنی کھائی۔ اور ایک نعرہ ہی غل مچایا کہ ہات ترے گبدی کی۔ لانا تو قرابنیچہ ٹھہر مین نکالتا ہون قرولی۔ مروک نے وہ جھٹکا دیا کہ پیٹ کا پانی تک ہل گیا۔ اُسنے اوپر سے ایک رول جمایا دن سے۔ کر دی لادت ہین سرد۔ نکال کر دی۔ نکال (ایک ور لات جمائی)

خوجی۔ او گیدی مین پہچان گیا۔ او بہروپیے۔ ذرا مجھے کر تو کس نے دے

آج سپاہی بنکر آیا۔ اُسدن مولوی صاحب بنے تھے۔

کانسٹبل نے اُنکا ہاتھہ پکڑا اور کہا چل چوکی پر۔ راہ مین اپنا باران کوٹ اور کمل اور بکری کے بیے گھانس اور بلی کے لیے چھیچھڑے سب انپر لادے جناب خواجہ بدیع صاحب کی روح پر صدمہ گذرا مگر خیر سے سمجھے ابھی تک بہروپیا ہی ہین۔ چوکی پر لیجا کر اُسنے کہا کہ

کانسٹبل۔ حولدار صاحب۔ ہجو ریو سار چور تین دن سے محلے مین ہلا مچائے ہی تھفن پران کر دہس۔ آج سنار کے موہارے گٹی مارے بیٹھا گلی تاکت رہے کہ موہن گلی پر پہونچیون جاے۔

حولدار۔ (خوجی سے) ابے تو کون ہی۔

خوجی۔ (پینک مین)

کانسٹبل۔ (چپت جماکر) بولت ناہین ہی سسر (ایک وزناٹے کا ہاتھہ جمایا)

خوجی۔ (چونک کر) ہات ترے بہروپیے کی۔ مردک نے ناکون دم کر دیا۔

حولدار۔ کہو کہان سیند دینے کی فکر تھی۔ کچھ یارون کا بھی حصہ ہی یا الگ ہی الگ یہ تنہا خوری اچھی نہین۔

خوجی (چونک کر) این! این گل ونگہ شگفت۔ آزاد۔ آزاد۔

کانسٹبل۔ جادو وا ناہین۔ حولدار صاحب کی بات کا جواب دے (رول لگاکر) تین دن سے تھفن بران کر دہس۔ پار سال بوسار کلوار کے گھر بیٹھا رہی ابکی سنار کا تاکس۔

حولدار۔ ہان آجکل اُسکے ہان مال بھی بننے کو آیا ہی۔

خوجی۔ یار اک ذری حقہ تو بھروا نا۔ لاؤ تو ڈانٹ کے ایک توا

کانسٹبل۔ (کان پکڑ کے) مسکھری (تمسخر) کرت ہی۔

خوجی۔ (اُچھل کر) لانا قرولی۔ آئین نکل پڑین گیدی کی۔ کہکر خوجی جو جھپٹے کہ بھاگ جاؤن تو ٹانگین تو ماشاء اللہ یون بون الجھی کی تھین ہی۔ کانسٹبل نے گردن ناپی خوجی ذرا اور جھپٹے کہ اتنے مین ایک حوض کے اندر۔ دونون کے دونون غڑاپ۔ خوجی انبھی آدمی۔ سردی کا وقت نشے خوب گھڑے ہے

پھر ورجے ہوے۔ پانی کے نام سے روح لرزجاتی تھی۔ حوض مین جو گرے تو بس ستم ہی ہوگیا۔ لیکن ع۔ خود تو ڈوبینگے مگر یار کو لے ڈوبینگے۔ کانسٹبل بہت ہی جھلایا کہ بے طور لڑھکے۔ اردی وردی سب لت پت

خوجی کی موزونی طبع

دکھا ساقی نے گلرنگ کے ناز
سنا پھر قلقل مینا کی آواز

بہ شکل خون دل ٹپکا وہن مین
کہ اُبلین مستیان میرے سخن مین

خدا کے واسطے اے جاگ ساقی
کہ خاطر کو ہوئی پھر لاگ ساقی

طبیعت صورت مے جوش مین ہے
تمنا غرم نوشا نوش مین ہے

ہجوم آرزو کہتا ہے لا جام
جُھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام

ابھی بھر دے کہ خاطر ہے بہت تنگ
دکھاؤن اور ساقی اک نیا رنگ

وفور جوش مین مضمون رقم ہو
فسانہ اسطرح زیب قلم ہو

ادھر خواجہ بدیع صاحب نے حوض مین لڑھکنی کھائی اُدھر کفن پھاڑ کر یون ہانک لگائی۔

پلا ساقیا مالوے کی افیم
کہ کرآؤن گلگشت باغ نعیم

پیاسا کئی دن کا ہون ساقیا
جھلک آب سود کی جھٹ پٹ دکھا

نرالا ہے محفل کا کچھ آج رنگ
نہ کیون زندگی سے طبیعت ہو تنگ

نہ مطرب نہ ساغر نہ مینا نہ چنگ
نہ چانڈو نہ افیون نہ گانجا نہ بھنگ

کرم کر فقیرون پہ مائی ڈیر
مین قربان جاؤن ذرا کم ہیر

دوائین تری یاد کرتا ہون مین
دم نزع ہے سانس بھرتا ہون مین

جلا دے دم واپسین اے کریم
سرہانے پہ کہہ قم باذن الافیم

خراب سیہ مست و تردامنم
بدہ۔ او یم۔ او یم۔ او یم

یہان خوف دوزخ ہے نے خوف مل
بتا دے مجھے او یم کا ٹل

نہ تاخیر کر ساقی مشک رنگ
پلا جام افیون ابھی بیدرنگ

دم پینک و عیش بے رنج و غم
پڑھون یہ کلام فصیح عجم

کریما ترحم بحال سقیم
کہ ہستم اسیر کمند افیم

نگہدار ما را از راہ خطا
ندارم غیر از تو فریاد رس
زبان تا بود در دہان جاگزین
تو ئی کافری زیک شاخ پوست
سن اے ساقی لاابالی ذری
جو آوے مرے منہ مین افیون تاب
نکل جاؤن پینک مین اک آدھ میل
پھرون خوب بازار مین بیدھڑک
چکاؤن کہین جا کے قند و شکر
کہے مجھ سے کنجڑن خدا کی قسم
کسی جا پہ چھلکے کہین پیالیان
کنون بشنو اے ساقی تو بیا
آدمی را آدمیت لازم ست
تواضع مروت محبت وفا

*

تواضع کند ہر کہ ہست آدمی
سخاوت مس عیب را کیمیاست
سخیان ز افیون برمے خورند
خدا کی قسم شکر کر شکر کر
ترا ہنچہ پاس ہوتا اگر
خدا کے لیے لا مری جان جلن
کدھر ہے تو آزاد فرخ نہاد
گرا کر مجھے حوض مین چل دیا
جو پینک مین ہوتا نہ مین بیخبر
اسی مین ہے بس خیر اے بدسگال

خطا درگذار و انیسم نما
بدہ جام افیون و باقی ہوس
سرائیم توصیف افیون چنین
ہزاران چو من مرد افیون دوست
نکل جائے گی سن سبے اب جان مری
تو کم ہو ذرا جوشش اضطراب
غضب ہے یہ حوض اور ستم ہے سبیل
وہ ٹھنڈی ہوائین وہ ٹھنڈی ٹھرک
کسی جا پہ کھا جاؤن حلوے تر
کتا را نہ دینے کے ڈبل سے کم
کسی جا پہ پونڈا کہین بھانڈیان
نہین آدمیت ہے تجھ مین ذرا
عود را گر بو نباشد آن بلاشک ہیزم ست
نہین چھو گئی تجھ مین گیدی ذرا
یہ سچ مچ ہے قول فصیح عجم
نہ زیبد بجز مرد مے
سخاوت ہمہ دردہا را دواست
سخیان نبات و شکر مے خورند
قرولی سے خالی ہے میری کمر
تو کچ کر کے مین بھونک دیتا تبر
افیم سیہ رو کش زعفران
پدر در پدر پاک و عالی نژاد
وہ گیدی وہ مردود بھر دیا
تو بھٹے کی صورت اُڑا دیتا سر
مجھے حوض سے آنکر نے نکال

بدیعا بس اب روک اپنی زبان
دم صبح ہوتا ہی پینک کا دھیان

راوی ف۱ ساقی نامہ کا رنگ ہی نرالا ہی۔ ابتدا ہی سے ماکو کی افیم کا بول بالا ہی۔

ف۲ - (کہ کر) عین فصاحت ہی۔ انگریزی مین اس صنعت کا نام ملٹرشن ہی خوجی کا شاعری مین بھی چشم بد دور نرالا فش ہی۔

ف۳ بھنگ بھری نہوئی نہ سہی - مت بھنگ تو ہی۔

ف۴ پشتو مین بھیک مانگنے لگے۔

ف۵ اس قم باذن الاقیم نے پھڑکا دیا۔ واہ اُستاد۔

ف۶ - اویم کی تکرار عین کمال شاعری ہی۔ اللّٰھم زد فزد۔

ف۷ - اوچھاجی - یہ نیا ہوٹل ایجاد کیا۔

ف۸ - شاباش اچھا حاشیہ چڑھایا۔

ف۹ - نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ کو بھی لگے ہاتھون اصلاح دے ہی دی۔

ف۱۰ - افوہ - بڑا دھاوا کیا بھئی - آدھ میل اُچھ کُھٹکا نا ہی۔ ہان رنگتے رنگتے پہونچ ہی جاؤگے۔

ف۱۱ اس شیرین بیانی کے صدقے۔ حلوائے تر کے لیے کیا جا بجا کس موقع پر لائے۔ عذوبت بیان ظاہر ہی۔

ف۱۲ - لانا ہاتھ۔ تصویر کھینچدی۔ ایسے موقع پر میر شیر چوکتا ہی نہین۔

ف۱۳ بمبئی کے پونڈے دور دور تک مشہور ہین۔

ف۱۴ این! ابھی تک تو ساقی کی خوشامدین ہوتی تھین۔ اب تو لگے گالیان دینے

ف۱۵ - کیا خوب بحر بھی ایک ہی ہی - واللہ مارے ہنسی کے لوٹن کبوتر بنگئے۔

ف۱۶ - یہ بات وہ بات - لا میرے ہاتھ - قند اور نبات ٹیس مسری ہا نہین۔

ف۱۷ - یاد آئی یاد آئی - میان خوجی کو قرولی یاد آئی۔

ف۱۸ - اس بے تکے پن پر قربان - قرولی جو پاس ہوتا تو تر بھونک دیتا اور جو اُسکے پاس پھاوڑا ہوتا تو وہ کدال نہ جھونک دیتا۔

ف۱۹ - بھلا اس شعر کا مطلب تو کوئی صاحب سمجھائین۔ کیا مجال زعفران بو از عفران حبش سے عبارت ہی جسنے سیاں کے وصوکین خوجی کا سر سہلایا تھا اور خوب دل کھولکر چیتیا پا تھا چونکہ وہ حبشن کالی کولیا تھی لہذا فرماتے ہین کہ ایسی افیم دے جو اُس سے بھی کالی ہو۔

ف۲۰ ہان اب اپنی اصلیت پر آئے ۔۔۔ مشعلچی والا ہی جانیگا۔ ابھی تک حضرت یہی سمجھے ہوے ہیں۔ بہر وپیے ہی کے ہتکھنڈے مین

ف۲۱ - جی منھ دھو رکھیے۔ اور اسی حوض کے پانی سے۔

ف۲۲ - دم صبح! اچھا اندھیر مچایا۔ صبح کیسی۔ اجی خواجہ صاحب ابھی تو رات بھی نہین بھیگی ہی۔

الغرض بعد خرابی بصرہ حوض سے نکلے۔ نیا شہر یہ دیس کا واسطہ راہ پوچھتے پوچھتے مکان پر پہونچے اور پڑ رہے۔ دوسرے روز ادھر مہر گیتی افروز نے جلباب خفا مین رخ انور چھپایا اور عروس عدن نے اپنے حسن گلوسوز کا جھمکڑا دکھایا اُدھر میان آزاد اور میرزا صاحب والا نژاد اُس پار کے یہان گئے۔

بزم طرب

ترے صدقے یہ مے کیسی تھی ساقی	اثر تک بھی نہین آنکھون مین تھی
نگاہ مہربانی اور ساقی	کہ پھر اپنا وہی ہی طور ساقی
شراب پاک دے تا جی ٹھہر جائے	طبیعت کیف بیہم سے اُبھر جائے
طبیعت چاہتی ہی جوش مستی	تمنا ہی کہ ہو بادہ پرستی
فسانے کا بیان آئے زبان پر	سخن دے لذت قند مکرر

دونون اُس رئیس کے دولتخانۂ فیض کاشانہ پر پہونچے دیکھا کہ بہت چکا چوند کا عالم ہی اور محفل عیش منزل دلکش گلزار ارم ہی۔ اندر کا اکھاڑا ہی۔ پریون کا دنگل ہی۔ ہر طرف وہ چہل پہل وہ دھوم۔ وہ حسینون کا ہجوم۔ وہ پری پیکرون کے جمگھٹے وہ معشوقون کے جھمکڑے کوئی سمن بر کوئی رشک قمر۔ کوئی ماہ سیما کوئی رنگین ادا۔ کوئی غیرت ماہ۔ کوئی جادو نگاہ۔ کوئی اٹھکھیلیان کرتی آتی ہی کوئی ناز و ادا سے قدم دھرتی جاتی ہی۔ کوئی ابر کیطرح جھومتی ہی۔ کوئی

فرط جوش مستی سے اپنی ہجولی کو چومتی ہے وہ دھانی پوشاکین - وہ آبی ساریان - وہ گلابی لباس - وہ بناسی دھوتیان سرخ لباس سے گل لالہ کھلا ہوا - یاقوت احمر دیکھے تو ہیرا کھائے - سبز سبز قیمتی کپڑون کے جوبن سے پکھراج شرمائے - جو ہے ایک نئی ترنگ مین - اور نئے ہی رنگ مین - ے

ہے لطف حسینون کی دورنگی کا آمد آفت
دو چار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

اتنے مین رئیس جمجاہ نے اپنی دختر شکرلب سیم غبغب غیرت لعبتان چینی گیسوے عنبر نازنینی طاؤس زیب ملائک نظر فریب یگانگر کا - وان ہوش - غمزہ زن عشوہ فروش موجد رسم دلربائی طراز آئین خود نمائی - تدرو رفتار باغ وبہار سے

سرا قدمش کرشمہ وناز — ہم سرکش عشق وہم سرانداز
انگندہ بدوش زلف چون شست — او بجیر ونظارہ گرمست
معجون لبش بدر فشانی — پرورده به آب زندگانی

کی میان آزاد سے ملاقات کرائی - وہ چاند سا مکھڑا دیکھتے ہی مہ پارہ و مہ جبین - برہمزن خانمان دینا پر ہمارے رنگیلے جوان کی طبیعت آئی جل جلالہ ے

کمان عشق ہر جا افگند تیر — سپر واری نباشد کار تدبیر

اور وہ آفت ہوش بصد جوش وخروش اُن سے باتین کرنے لگین - واہ رے آزاد - واللہ بلا تشبیہ اپنے وقت کے راجہ اندر تھے منظور نظر حسینان زرین کمر ادھر شوق جادۂ عشق اُدھر پیمانۂ دل لبریز بادۂ عشق - ادھر ورزیدہ نگاہ نظارہ بازی - اُدھر چشم بیمار کو تعلیم فسون پردازی - ادھر خیال سجادہ نشینی فرہاد ومجنون ادھر جوشش تلازم جنون - ادھر آہ جگر دوز اُدھر شوق خرد سوز - ادھر نقد عقل نثار جمال نگار - اُدھر تیر نگاہ غلط انداز جگر کے پار - اُس بت پندار شوخ وطرحدار کی طبع نازک تر دو آشنا تھی انیلے پن نے اور بھی ستم ڈھایا مگر اُنھون نے اپنے دل کو سمجھایا - اتفاق سے وہان

گوالیار کے چند قوال باربد نژاد بھی گئے تھے - رئیس ذی حشم نے اُنکو بلوایا اور محفل عیش منزل کو رشک جشن جمشید بنایا ے

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جاے — او وائرے والے گت چلی جاے

قوال نے لحن داؤدی مین وہ غزل چھیڑی کہ محفل بھر مست ہوگئی ے

کس ندارد چو تو گلبانگ اسیری بلبل — زندہ گشتیم ز سرود تو نمیری بلبل
نغمات آب حیات ست جوانی آرد — خضر خود شو چو رسد موسم پیری بلبل
سرخ شد گوش گل از زمزمۂ رنگینت — نشدی سیر باین تازہ صفیری بلبل
باغبان در چمن از بہر فریب آمدہ است — گر دہد گل بتو زنہار نگیری بلبل
بے زبانان چمن زمزمہ در دل دارند — منگر جانب ایشان بحقیرے بلبل

بسر گل کہ بخوان در چمن بزم سخن
غزل چند ز دلغراے نظیری بلبل

بسنت کی رت مین بھونرا کلیون کا رس چوس چوس کر اتنا مست نہوتا ہوگا جتنی وہ دلبر حور وش مست ہوگئی اس غزل کی لے اور قوال کی معجز بیانی اور خوش الحانی اور سامعین کی واہ واہ اور حاضرین کی سبحان اللہ نے محفل عشرت منزل مین وہ رنگ اثر جمایا کہ چھوٹے بڑے سب کو ایک قسم کا حال آگیا کسی کی آنکھون سے جوے اشک جاری کسی کا دل صید بیقراری - الٹا دیا - تڑپا دیا پھڑکا دیا رلا دیا - ہر فرد بشر مصروف آہ وفغان تھا اور یہی شعر ورد زبان تھا ے

کس ندارد چو تو گلبانگ اسیری بلبل — زندہ گشتیم ز سرود تو نمیری بلبل

میان آزاد کے ع سمند عشق پر اک اور تازیانہ ہوا اور خیال گلچینی بہار جمال جانانہ ہوا ے

بیا ساقی امشب بہ میخانہ بین — چراغان و مینا و پیمانہ بین
سپہر است این کاخ فرخندہ پی — بر او جش مرتب ز خمہاے مے
بود بادہ خورشید این آسمان — قدحہاے نورانیش اختران
چہ بادہ صفا بخش صحن چمن — طراوت فزوران ایاغ سمن
مغنی بیا سیر میخانہ کن — شراب سرودی بہ پیمانہ کن

آزاد ـ خوب سوجھی ـ

میرزا صاحب نے آدمی سے کہا کہ بڑا زینہ اندر سے لے آؤ مگر جلد لانا ایسا نہو کہ ہتھیڈ رہو ـ

خوجی ـ ہان میان اسی سال آنا میرا یار دیکھو ایسا نہو گیدی بھاگ نکلے

آدمی ـ (دروازے کے پاس سے) زمین ـ زمین ـ بوا زمین ـ

زمین ـ کچھ کہو گے بھی ـ یا زمین ہی زمین رٹتے جاؤ گے پہاڑی مینا کیطرح

آدمی ـ لو کوئی پکارے تو بولنا قسم ہے مگر تنگنا کوئی اس سے سیکھ لے ـ پردہ کرا دو میان ذری سیڑھی مانگتے ہین ـ

بیگم ـ یہ سیڑھی کیا ہو گی ـ

آدمی ـ حضور وہی جو سٹران ہین خفتان ـ وہی میان اُنپر کہین چیل نے بیٹ کر دی بس اب جھک باندھنا شروع کی کہ بہروپیے کا کام ہے سو اب سیڑھی لگا کر پیڑ پر چڑھینگے ذری پردہ کر دیجیے ـ

بیگم ہنسوڑ عورت اور کم سن خوب ہی کھل کھلائین اور فوراً مہتابی پر داخل ـ واہ ری کم سنی و اللہ شباب و الھڑپن کا کچھ رنگ ہی اور ہے امنگ ہی اور ہے ـ اب بیگم صاحب کھلی جاتی ہین اور زمین کو للکار رہی ہین کہ اُس سے کہو جلدی سیڑھی لیجائے مہتابی پر کھڑی سیر دیکھنے کی مشتاق ہین ـ آپی ڈوپٹہ کھسکا جاتا ہے ـ اللہ رے چلبلے پن جوڑا گھلا پڑتا ہے ـ ٹاٹ بافی وگی پاؤن سے نکلی پڑتی ہے ـ پازیب کی چھماچھم نے شور محشر بپا کیا ہے ـ اللہ اللہ آج تو مہتابی پر دن دہاڑے چاند نے مکھڑا دکھایا ہے ـ

چرخ نیلی ہے بہت اپنی تنقق پر نازان	لب بام آن کے تو بھی کفک پلو کھلا

مارے ہنسی اور جوش اشتیاق کے گورے گورے گال تمتمانے لگے ـ

اتنے مین زینہ لیکر خدمتگار جا پہونچا ـ میان خوجی نے مگر کسی افیم کی ڈبیا چھپر کھٹ پر رکھی مگر پھر سوچے کہ یہ لوگ ہین دل لگی باز ـ کہین دل لگی دل لگی مین ڈبیا اُڑا دین تو اپنا کام ہی تمام ہو جائے ـ پھر جیب مین رکھ لی اور کانپتے ہوئے زینے پر چڑھنے لگے قدم ڈگمگا رہے ہین جب آخری زینے پر پہونچکر درخت کی ٹہنی پر بیٹھے تو چیل کیطرف رخ کر کے کہا کہ گانس لیا گانس لیا پھانس لیا پھانس لیا ـ ہت ترے گیدی کی ـ ہم بھی کلے پر آن پہونچا ـ اجی تا کہان ہے ـ بچہ آج ہی تو پھنسے ہو روز جھانسے دے دیکر اُڑ نچھو ہو جایا کرتے تھے ہونہہ ! کیا ہم کو نرم چارہ سمجھے تھے اب سوچو تو جاؤ گے کدھر سے لے آیئے بس اب چوٹ کے سامنے مین نے بھی قرولی تیز کر رکھی ہے ـ اتنے مین پیچھے پھر کر جو دیکھتے ہین تو زینہ غائب ـ یا جل جلالہ لگے سر پیٹنے ـ ادھر چیل پھر سے اُڑ گئی ـ اے ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ـ بیگم صاحب نے جو یہ کیفیت دیکھی تو کھل کھلا کر ہنس پڑین ایسی خوش ہوئین کہ زور زور تالیان بجانے لگین ـ

خوجی ـ یہ میرزا صاحب کہان گئے ـ ذری چار آنکھین تو کیجیے ہم سے آخر ہمکو آسمان پر چڑھا کر غائب غلہ کہان ہو گئے تدبیر بتاتے ہی نہین ـ بڑے وہ بنکے آئے تھے وہان سے ـ ارے یارو کوئی سانس ڈکار ہی نہین لیتا (غل مچا کر) ارے میان آزاد ـ میرزا صاحب ـ ای زمین ـ ارے کوئی ہے یا سب مر گئے خدا سمجھے ان ملعونون سے اب آخر ہم کب تک یہان ٹنگے رہین ـ ارے یارو کچھ خوف خدا بھی ہے واہ بہروپیے کے دھوکے دھوکے مین اچھا ہمکو اُلو بنا دیا کہ چیل کو بہروپیا کر کے دکھایا آخر یہ سب کے سب بہرے ہو گئے ـ ارے میان آزاد جی میرزا جی کوئی بولتا ہی نہین ـ بی زمین ـ

بیگم ـ (مہتابی پر سے قہقہہ لگا کر) اللہ کرے پینک آئے ـ

خوجی ـ (چونک کر) یہ کون بولا (مہتابی کو دیکھکر) واہ حضور آپکو تو ایسی نہ چاہیے تھی بد دعا ـ

بیگم اور میان خوجی کی چار آنکھین جو ہوئین تو اُس لب ستین گل رخ غنچہ دہن نے ایسی زغند بھری کہ تڑ سے راوٹی کے اوٹ مین ہو رہی مگر پائنچے اُٹھائے بدن کو چُرائے ہوئے کہ نامحرم کی نظر نہ پڑے ـ

اب خوجی کی سُنیے کہ حضرت نے شعر خوانی شروع کر دی ـ

دیدم امروز پری چہرہ نگارے عجبے	گلعذارے عجبے بود وبہارے عجبے
کافرے غارت گر ایمان من	دلبر من جانِ من جانان من
آفت دین دشمن زہد و ورع	باز غا کا لشمس من مائی طلع

یک قبای تنگ و ریز زرفشان	چکمہ در پاؤ خودش دامن کشان
کاکل شکنش و در پیچ و تاب	نرگس شہلاش مست نیمخواب
زلف را گفتہ سمن سائی کند	قتل عامی از خود آرائی کند
عشوہ ہا را دلبرے آموختہ	چشم را جادوگرے آموختہ

میان آزاد سوچے کہ خوجی افیمی آدمی - ایسا نہو پانون ڈگمگا جائے یا پینک آئے تو مفت کا خون ہماری گردن پر ہو - بس اب دل لگی ہو چکی اور وہ سمجھ بھی گئے کہ یارون کا فقرہ ہی فقرہ تھا - پھرے دیدے کے ہکوٹر پر بھیجا چیل کو بہروپیا بنا دیا اور ہمین اُلو - ادھر ہکوٹر کی دُھن سمائی اُدھر حضرات نے سیڑھی کھسکائی - اب جائین تو کہان جہنم مین میرزا صاحب نے آدمی کو حکم دیا کہ زینہ لگاؤ - بیگم نے جو سُنا تو ہزارون قسمین مہتابی پر سے دین اور انتہا کی بیقرار ہوئین - تڑپ جانیے شباب و رشوخی اُسپر طرہ

بیگم - ہماری ہی بھتی کھائے جو زینہ لگائے - ہمین کو ہی کرے جو خوجی کو اُتارے - اللہ کرے آندھی آئے ٹہنی پھٹ پڑے -

میرزا - دیکھو چپ رہو راہ چلتے سب باتین سنتے ہین - تم مہتابی پر ہم یہان یہ غل مچانے کا کون موقع ہے بھلا -

بیگم - اللہ کرے زلزلہ آئے درخت جڑ سے ہل جائے -

خوجی - جی اور کیا - یہان ہڈیان چور ہو جائین - گرتے ہی عدم کی راہ لین - آپ کی ایک اونی سی ادا ہے -

بیگم - اسوقت تو بیل پر کا بھتنا معلوم ہوتا ہے -

خوجی - میان آزاد بس یہی باتین تو بُری معلوم ہوتی ہین -

آزاد - گھبراؤ نہین زینہ لینے گیا ہے -

خوجی - اجی یہان جان پر بن آئی ہے آپ کو گھبرانا سوجھتا ہے -

خیر آدمی زینہ لایا اور خوجی درخت پر سے اُترے -

تھانہ دار کی شرارت

باغچہ دلکش مین میان آزاد اور خوجی اور میرزا صاحب چہل قدمی کرنے لگے

خواجہ بدیع صاحب جھلا کر بہروپیے کو گالیان دے رہے تھے کہ اتنے مین ایک آدمی نے آن کر میرزا اسد بیگ کو سلام کیا -

میرزا - بندگی آج تو بعد مدت آئے سلاری - کہان رہے اتنے دن تک

سلاری - (ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے) -

میرزا - کیون کیون خیر باشد -

سلاری - کچھ نہ پوچھیے (رو کر) عزت و رتبت سب خاک مین مل گئی

میرزا - افسوس - مگر کچھ بتاؤ تو -

خوجی - افسوس کی ایک ہی کہی حال سُنا ہی نہین اور ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے اچھے اچھے بے تکے یہان جمع ہین -

سلاری - کیا بتاؤن کہتے ہوئے شرم آتی ہے -

خوجی - بس کہہ ڈالو میان یہان پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوے ہین

سلاری - حضور پرسون میرا داماد میری لڑکی کو لیے ہوے اپنے گانوٗن جاتا تھا جب تھانے کے قریب پہونچا تو تھانہ دار صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر کہین جاتے تھے اُنکو دیکھتے ہی باگ روک لی اور بات چیت ہونے لگی

تھانہ دار - تم کون ہو -

رحیم بخش - (اُسکے داماد کا نام تھا -) مین چٹھی رسا ہون -

تھانہ دار - کہان جاتا ہے -

رحیم بخش - اپنے گانوٗن -

تھانہ دار - یہ تیرے ساتھ کون ہے -

رحیم بخش - میری عورت -

تھانہ دار - تم نوکری کرو گے چھ روپیہ مہینا ہم تم کو دینگے -

رحیم بخش - حضور مین سات روپیہ پاتا ہون -

تھانہ دار - اچھا سات ہی روپیہ دینگے -

رحیم بخش - حضور مین نوکری نہ کرونگا -

تھانہ دار - بدمعاش - تم غریب آدمی ایسی مہ پارہ کہان سے پا گیا یہ حسین

عورت تمھاری بیوی نہین ہو سکتی سچ بولو یہ کون ہے اور تم اسکو کہان سے بھگا لائے ہو۔ بدمعاش

رحیم بخش۔ بدمعاش کوئی اور ہوگا۔ یہ بیشک میری جورو ہے۔ اب آپ مجھکو نہ روکین بس۔

تھانہ دار۔ (چابک اُٹھاکر) سور ہم تمھارا چالان کر دینگے تمھاری ایسی قسمت کہان کہ یہ جمیلہ تمکو ملے۔ اگر تم ہماری نوکری کر لو تو اچھا ورنہ ہم ابھی ابھی چالان کرتے ہین۔

رحیم بخش۔ اچھا اندھیر مچایا۔

تھانہ دار۔ (عورت سے) تم کون ہو بولو۔

رحیم بخش۔ صوبہ دار صاحب۔ آپ مجھ سے باتین کیجیے میری بیوی سے نہ بولیے

تھانہ دار۔ (عورت سے) ہم سے صاف صاف کہدو تم اسکی کون ہو

کانسٹبل (عورت سے للکار کر) بتادے بتادے صوبہ دار صاحب کیا پوچھتے ہین

وہ بیچاری مارے شرم کے گڑی جاتی تھی۔ گردن جھکاکر تھر تھر کانپتی تھی پسینو مین عرق عرق گو غریب کی جورو تھی غریب کی لڑکی تھی مگر حیادار اسوقت اسکا عجب حال تھا اور اپنے دلمین سوچتی تھی کہ اگر زمین مین گڑھا ہو جاتا تو مین دھنس جاتی۔ کانسٹبل الگ للکار رہا ہے۔ اور تھانہ دار الگ کلیجے پر سوار

تھانہ دار۔ یہ دونون بدمعاش ہین۔

رحیم بخش۔ میرے ساتھ کسی سپاہی کو میرے گانون تک بھیجیے معلوم ہو جائے کہ یہ میری بیاہتا جورو ہے یا نہین۔

تھانہ دار۔ چپ بدمعاش مجھ سے بہت باتین نہ بنانا مین بدمعاشونکی آنکھ پہچان جاتا ہون کہ یہ شخص بڑا مکر ہے۔ تم کہان کے ایسے خوش قسمت ہو کہ ایسی پری چہرہ تمھارے ہاتھ آئی۔ یہ سب بناوٹ کی باتین ہین۔

کانسٹبل۔ ہان صوبہ دار صاحب یہی بات ہے۔

تھانہ دار۔ (گھوڑے سے اُتر کر) الگ الگ انکا اظہار لیا جائے

رحیم بخش۔ یہ نہونے کا گانون کی کسی عورت کو بلوائیے اور اُس سے کہیے پوچھ لے۔

کانسٹبل۔ ہون یہ نہونے کا۔ ایسے بڑے تیس مار خان نکل آئے ہین

تھانہ دار عورت کو ایک درخت کی آڑ مین لیگئے اور کانسٹبل رحیم بخش کو تھوڑی دور پر۔ مگر آمنا سامنا تھا تاکہ رحیم بخش کو کسی قسم کا شک نہونے پائے

تھانہ دار۔ (عورت سے) آپ کون ہین بی صاحب۔

عورت۔ (گردن جھکاکر) انکی عورت۔

تھانہ دار۔ کن کی۔ اِسی چھٹے رسان کی۔؟

عورت۔ جی ہان۔

تھانہ دار۔ تو ذرا گردن تو اُٹھائیے چہرہ تو دکھائیے۔ بھلا تم اس چرکٹے کے قابل ہو۔ خدا نے چہرہ تو نورسا دیا ہے لیکن شوہر تو لنگور سا دیا ہے ایک صلاح دین مانوگی۔

عورت۔ (رو کر) مجھے وہ لنگور ہی پسند ہے۔

تھانہ دار۔ ذرا ادھر تو ایک نظر دیکھو تو۔ کیا پری چہرہ ہے خدا کی قسم ایک جھلک ایک ادا ایک ناز نے قتل کر ڈالا۔ غارت گر دین وایمان ہو کہا مانو اسکو چھوڑو اور ہماری ہنو۔

عورت۔ (جھنجھلاکر) خدا کرے مین مرجاؤن۔

تھانہ دار۔ دشمن دشمن تمھارے دشمن۔ اچھا اسوقت تم کیا چاہتی ہو

عورت۔ موت۔

تھانہ دار۔ خدا نکرے آخر اسقدر خفا کیون ہو۔ مین تو اوسکے ساتھ دور کھڑا ہون۔

عورت۔ ایسے او بے پر ٹکی پڑے۔ بس اب مجھے جانے دو۔

تھانہ دار۔ کیا مجال اب تو ہماری نظر پڑی جاناکیسا اور آناکیسا

ادھر تھانہ دار صاحب تو یہ اظہار لے رہے تھے اُدھر کانسٹبل کچھ اور ہی پٹی میان رحیم بخش کو پڑھا رہے تھے۔

کانسٹبل۔ بھئی سنو۔ صوبہ دار کے سامنے تو مین اُنکی سی کہہ رہا تھا اور

نہ کیسے کیسے کہون افسر ہین کہ باتین اور پھر افسر بھی کیسے کہ جلاد۔ ذراسی بات پر ناک بھون چڑھانے کو مستعد۔ سُنیئے انکی نیت خراب ہو اور یہ بڑے چھٹے ہوے گرگے ہین تمھاری بیوی بڑی خوبصورت ہین یہ اُنپر ریجھے ہوے ہین جب ہی تو کہتے تھے کہ نوکری کر لو بڑا بدمعاش ہے۔ خدا اس مردم آزاد سے سمجھے۔ ایسا ملعون تو دیکھا ہی نہین اب تم کسی تدبیر سے اپنی جورو کو لے کر چل دو۔

رحیم بخش۔ اور کچھ نہین بس مین سمجھ گیا کہ پھانسی ضرور پاؤنگا سولی پر چڑھایا جاؤنگا اور جا ہے جو ہو لیکن اُس تھانہ دار کو قتل کر لونگا تب مرونگا۔ اب تو جا ہے یہ مجھے جانے دے یا نہ جانے دے مین بے قتل کیے ہوے نہ رہونگا۔

کانسٹبل۔ ہان بھئ حمیت اور مردمی تو اسی مین ہے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے کام کرنا چاہیے۔

رحیم بخش۔ اب آخر بے غرتی مین باقی کیا رہ گیا۔

کانسٹبل۔ بیشک تمھارے تیور کہے دیتے ہین کہ تم ہی انکو ٹھیک بناؤگے اور یہ ہے اسی لائق۔

تھانہ دار۔ سپاہی۔ سپاہی۔

کانسٹبل۔ حضور آیا۔ حکم۔

تھانہ دار۔ یہ کہتی ہین کہ یہ شخص بھگا لایا ہے۔

عورت۔ جس نے کہا ہو اُسپر آسمان پھٹ پڑے۔

رحیم بخش۔ اب آپکی مرضی کیا ہے۔ جو ہو صاف صاف کہہ دیجیے تو مین معاملہ ہی بھگتا دون۔

تھانہ دار۔ ان دونون کو تھانے پر لے چلو۔

رحیم بخش اور اُسکی عورت اور تھانہ دار اور کانسٹبل تھانے پر پہونچے تو وہان کے سپاہیون نے آپسمین باتین کین کہ صوبہ دار صاحب کو کوئی شکار مل گیا ہے لائے پھانس کے کسی کو بڑا جھنڈے تلے کا شہدا ہے بھئی اوہو اتنا بڑا الجھا تو دیکھا نہ سُنا ذرا دیکھیے تو۔ باچھین تو کھلی جاتی ہین ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین چڑا گلخیرو۔

خیر تھانہ دار صاحب ایک کرسی پر ڈٹ گئے اور اُس عورت سے کہا کہ ہمارے سر کی قسم تم اُس سامنے والی کرسی پر بیٹھو۔ اب خیال کیجیے کہ گرہست عورت کنوین تک پانی بھرنے بھی جائے تو گھونگھٹ کا طلسم نہ ٹوٹنے پائے تھانے پر اتنے آدمیون کے سامنے بیوجہ بے سبب جانا کیسی بے آبروئی کی بات ہے اور جب کسی پاکباز کو معلوم ہو جائے کہ ایک شریر النفس کی نیت مین بدی ہے تو اُسکا کیا حال ہوگا۔ کانسٹبل جھک جھک کر دیکھ رہے تھے اور وہ بیچاری دم بخود گردن جھکائے ہوے بُت کیطرح کھڑی ہے۔

تھانہ دار۔ اس بدمعاش کو ہمارے پاس بلاؤ۔

رحیم۔ فرمائیے۔

تھانہ دار۔ تم دس برس کے لیے بھیجے جاؤگے پورے دس برس کے لیے۔

رحیم بخش۔ جب کوئی جرم ثابت ہو جائے۔

تھانہ دار۔ ہان آپ قانون دان بھی ہین خیر تو اب ہم ضابطہ کی کارروائی کرین۔

رحیم بخش۔ یہ کل کارروائی ضابطہ ہی کی تو ہے جو ہو رہی ہے اس سے بڑھکر ضابطہ اب اور کیا ہوگا بھلا خیر۔ اِسوقت تو آپ کے بس مین ہون جو چاہیے کیجیے مگر میرا خدا سب دیکھ رہا ہے۔

تھانہ دار۔ (قریب بلا کر) تم ہمارا کہا کیون نہین مان لیتے۔ ہم بس اتنا چاہتے ہین کہ تم نوکری کر لو اور اپنی جورو کو لے کر یہان ہی رہا کرو اسمین حرج کیا ہے آخر نوکری پیشہ تو ہو ہی۔

رحیم بخش۔ آپ سے مین اب بھی عاجزی سے پیش آتا ہون اور چاہتا ہون کہ آپ اِس خیال خام سے درگذر کیجیے ورنہ بات بڑھ جائیگی اور آپکی جان پر بن آئیگی بس اب ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے۔

اتنے مین کسی نے آن کر پیچھے سے رحیم بخش کی مشکین کس لین اور کمل ڈالکر لیچلے اُدھر تھانہ دار صاحب نے کانسٹبل کو اشارہ کیا اور وہ اُس مہ پارہ کو لیکر چلا۔

اب رات کا وقت ہے کوئی دس بج گئے ہین ایک کمرے مین تھانہ دار
اُس پری وش کے قدمون پر گر پڑا اُسنے ایک ٹھوکر دی اور جھپٹ کر اِس تیزی سے
بھاگی کہ تھانہ دار کے ہوش و حواس رفو چکر ہوے ہاتھ پانؤن کانپنے لگے کانسٹبل بھی
منھ ہی دیکھتے رہے - اُنھون نے عمداً چشم پوشی کی کہ بھاگ جائے تو اچھا اب
غور کیجیے کہ کمسن عورت زیور پہنے ہوے پردیس کا واسطہ راہ سے ناواقف
اندھیری رات - میان گم - ساتھی غائب تھانہ دار عاشق - کانسٹبل چور -
سوچی کہ یا الٰہی جاؤن تو کدھر جاؤن اور رکون تو کیا کرون عجب مصیبت مین
جان ہے - اگر بوڑھی کھپٹ ہوتی تو خیر جہان چاہتی چلی جاتی - بیدھڑک
گھوما کرتی مگر جوانی کا عالم اور پری جسم ستم پر ستم جسکی پناہ لے وہی دغا دے - جائے
ماندن نہ پائے رفتن کبھی میان کی مصیبت پر آٹھ آٹھ آنسو روتی کبھی اپنی حالت زار
پر کف افسوس ملتی خدا ایسا وقت کسی کو نہ دکھائے - خیز ان و خیزان ٹھوکرین
کھاتی زیور کو چور اور چہرے کو شہ زور سے چھپاتی گلیون گلیون جاتی تھی -
ایک مقام پر تلنگے نے جو پانؤن کی آہٹ پائی تو ایک ڈانٹ بتائی - کون
کون - کون جاتا ہے چھپا ہوا - اُف کیا برا وقت ہے الاماں - اب فرمایئے وہ نگوڑی کار
کمسن گلعذار اس شب تیرہ و تار مین چوکیدار کو کیا جواب دے - بدن تھر تھر
کانپنے لگا - ہاتھ پانؤن سرد - رنگ زرد - چوکیدار نے پھر للکارا - مگر صدا آے
بر نخاست تب تو اُسکا ماتھا ٹھنکا کہ بھئی وال مین کالا کالا ہے چور ہے کوئی قریب
آنکر پوچھا کہ کون ہو اُس شکر لب سیم غبغب نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ مین ایک عورت ہون
راستہ بھول گئی ادھر نکل آئی - اندھیری رات راہ اچھی طرح نظر نہ آئی -
کانسٹبل نے پوچھا کہ کہان جائیگی - ارے غضب اب فرمایئے کیا بتائے کسی
محلے کو کیا جانے گڑگڑانے لگی وہ کہتا ہے ہو بٹھ - ہم سے فقرہ بازی - راہ بھول
گئی - چل تھانہ پر - اُف ستم ستم - تھانے کا نام سنتے ہی روح فنا ہوئی کہ
جہان سے بچ کر نکل آئی اب پھر وہین کا اُسنے نام لیا کانسٹبل نے کہا اب سوچتی
کیا ہے چل یا کچھ دے - یہ کان مین کیا پہنے ہے کرن پھول ہے بس یہی نکال دے
اُسوقت کرن پھول عزت کے مقابل مین اسکو پیارا نہ تھا جھپ سے
کرن پھول کان سے نکالا دے اُسے حوالے کیا اُلٹے پانؤن اُس گلی سے بھاگی تو
چلتے چلتے ایک مقام پر کیا دیکھتی ہے کہ ایک مرد درخت کے پاس کھڑا کہہ
رہا ہے کہ کل صبح کو چھری تیز کرونگا - قریب جو گئی تو وہ اُسکے اور وہ اُسکے
گلے لپٹ گئے وہ مرد کون تھا وہ رحیم بخش تھا اُسکو کانسٹبلون نے دور لیجاکر
ایک مکان مین بند کر دیا تھا مگر کانسٹبل کی آنکھ ذرا چوکی اور وہ دیوار پھاندکر
دھم سے زمین پر کود پڑا اِس درخت کے پاس میان بیوی مین مٹھ بھیڑ ہوئی
بیوی نے اپنا سب حال سنایا اور میان نے اپنی بپتی بیان کی صبح کو
رحیم بخش نے اُس تھانہ دار کو راہ مین اتنی لکڑیان ماری کہ بیدم ہو گیا گھوڑے
پر سے اُسنے کھینچ لیا اور مارتے مارتے کچومر نکالا بیوی کو ایک بوڑھی گھوسن
اور ایک جان پہچان بنیے کے ساتھ روانہ کر ہی چکا تھا خود بھی بھاگا کانسٹبل
جبتک آئین آئین وہ نو دو گیارہ ہو گیا گانؤن والے تو اُسکے دشمن تھے ہی ایک نے بھی نہ بچایا بلکہ
جب دیکھا کہ وہ ادھ مرا ہو گیا تو دو چار لاتین بھی جمائین مگر پر سوار ہو رحیم بخش کو
سمجھایا کہ بھاگ جاؤ ورنہ دھرے جاؤ گے - اب وہ کہین یہان چھپا بیٹھا ہے -

خوجی - اجی ہم بتائین بھئی قسم ہے جنیا بیگم کی کہ یہ سارے ہتکھنڈے اُسی بہروپیے
کے ہین - یہ وہی مردک ہے جو وہ نہ نکلے تو ناک کٹا ڈالون ناک کیا ہے بدن -

آزاد - جی آپکی ناک تو واللہ شاخ حنا ہے - کاٹی اور بڑھی جسقدر زیادہ کاٹ
چھانٹ ہو اُسی قدر خوبصورت نظر آئے -

خوجی - واللہ قسم قرآن کی یہ بہروپیے ہی کی چال تھی - آخر اور کسکو پڑی تھی

سلاری - کون ؟ بہروپیا ؟ مین کچھ سمجھا و مجھا نہین -

میرزا - قبلہ یہ روایت طلب بات ہے -

سلاری - پھر اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے - کوئی معقول تدبیر بتایئے
ہم تو غریب مفلس ٹکے کے آدمی ہین - مگر آبرو دار ہین -

آزاد - بھئی تمھارے داماد تمھارے پاس آ ہی گئے ہین اور صاحبزادی کے
شیشۂ عصمت پر بھی فضل خدا سے سنگ بیغیرتی صادع نہین ہوا -
اگر کوئی بازپرس کرے تو آپ اُسوقت رائے لیجیے گا -

سلاری - بہت خوب اِسی سے تو مین آپکے پاس آیا کہ صلاح نیک دیجیے مین قانون کیا جانون -

خوجی - قانون سے کیا واسطہ - ارے بھئی یہ تو سارے ہتکھنڈے اُسی بہروپیے کے ہین - اُس گیدی ہی کے کانٹے بوئے ہوے ہین -

سلاری - بہروپیا کون ہے -

آزاد - اجی آپ اس سودائی کی باتون مین نہ جائیے -

مانجھی سے سوال وجواب

خوجی نے ایک دن کہا - ارے یارو کیا اندھیر ہے تم روم چلتے چلتے بہے بہے کہان پھرتے ہو کہین پارسی کے ہان پریون کے جوبن لوٹے کہین قلعی نقضات حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب غاست علمت فہو کیا اتنے دن تک نواب ہی کے ہان پڑے رہے اور پھر ایک ہو تو کہون دو ہون تو چپ رہون تین ہون تو گنون چار رہون تو شمار کرون جب ہر مقام پر ایک نئی چھیل چھبیلی پر ریجھے تو کہانتک گنون بھئی مین بکتے بکتے دیوانہ ہو گیا - ادھر مس درجینا پر دل آیا - اُدھر نظیر بیگم نے لبھایا یا الٰہی مگر افسوس ہے کہ تمکو اپنی بات کا ذرا پاس نہین کسی سے وعدہ کیا ہے پھر پورا کرنا چاہیے یا نہین اب آخر روم کب جاؤگے عاقبت مین بلا جھنجھٹ کرین اجی بس - اب اسپاچ بھی سُنا اور دعوتین بھی چکھین - اب کچھ سنبھالو اور چلو سیدھے اب جاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ہم ایک نہ مانینگے چلیے اُٹھیے - کوچ بولیے -

آزاد - میرزا صاحب اتنے دنون مین خوجی نے ایک یہی تو بات پکی کہی اب جہاز کا جلد انتظام کیجیے -

میرزا - اجی حضرت تیاری کیجیے - بس اب آپ چلیے -

خوجی - قبلہ پہلے یہ بتائیے کہ کتنے دن کا سفر ہے -

آزاد - اِس سے کیا واسطہ -

خوجی - اور سنیے - اس سے کچھ واسطہ ہی نہین -

آزاد - بھئی ہم کبھی جہاز پر سوار ہوے ہون تو بتائین -

خوجی - جہاز! ہاے غضب - کیا تری تری جانا ہوگا؟ -

آزاد - جی اور نہین تو کیا خشکی خشکی - آپ ابھی تک اسی بھروسے تھے بہت جلد چونکے -

خوجی - میری تو روح لرزنے لگی - بھیّا مین نہ جانے کا - بابا من نمیر فتم وہ لاحول - من نخواہم رفت -

آزاد - اجی وے برندش کا معاملہ ہو تو سہی - چلو وہان ترکی عورت کے ساتھ تمھارا بیاہ کرا دینگے -

خوجی - خشکی خشکی چلو تو بھائی مین چلونگا - سمندر مین جاتے پانون ڈگمگاتا ہے -

میرزا - جناب خواجہ صاحب آپکو شرم نہین آتی - اتنی دور تک ساتھ آئے اور اب ساتھ چھوڑے دیتے ہو - ڈوب مرنے کی بات ہے -

خوجی - کیا خوب - یون بھی ڈوبون اور دون بھی ڈوبون - تو یہ اسقدر ضد کیون کرتے ہین - خشکی ہی خشکی کیون نہین چلتے -

میرزا - آپ بھی واللہ نرے چونچ ہی رہے عجب آدمی ہو بھئی خشکی کی راہ سے کتنے دن مین پہونچوگے بھلا - کچھ ٹھکانا ہے - کجا بمبئی کجا قسطنطنیہ - آپ بھی طرفہ معجون ہین - پرسون جہاز پر سوار ہو دن سے روم داخل - خشکی کی ایک ہی کہی -

خوجی - اب آپ سے حجت کون کرے - آپ تو ہارتے ہی نہین جہاز کا کون اعتبار - اور جو ڈوب گیا - ذرا کسی سوراخ کی راہ سے پانی آیا اور بس پہونچے جہنم سیدھے

ع - چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی - ہنوز راہ ہوا تیر حلق در تجھم کے عوض پورب پہونچے -

آزاد - تو نہین چلوگے نہ - صاف صاف بتاؤ - ابھی سویرا ہے -

خوجی - چلین تو ہیچ کھیت اور ڈنکے کی چوٹ مگر پانی کا نام سُنا اور روح تحلیل ہو گئی - بھلا کیون صاحب یہ تو بتائیے کہ سمندر کا پاٹ گنگا کے پاٹ سے کوئی دونا ہوتا ہوگا یا کچھ کم و بیش -

میرزا - جی بس اور کیا چلیے آپکو سمندر دکھلائین نہ تھوڑے ہی فاصلے پر ہے

خوجی - لیس کیون صاحب شہید مردون سے بھی ال لگی - ہم کوے چلیے اور جھپ سے

چیر غٹو کرکے جہاز پر بٹھا دیجیے - ایک شرط سے چلتے ہین بیگم صاحب ضمانت کرین ہمارے سر کی قسم کھائین کہ زبردستی نکرینگے کہ خواہ مخواہ جہاز پر جاؤ ہی

آزاد - کیا خوب - آپ کیا اور آپکا سر کیا چلیے ہم بیگم صاحب سے کہوائے دیتے ہین آپ اور آپکے باپ دونون کے سر کی قسم کھالین تو سہی -

میرزا - اچھا چلیے وہ ضمانت کرینگی - آیئے اُٹھیے -

میرزا صاحب اور میان آزاد دونون مل کر گئے اور انسے کہا واسطے خدا کے اس بُری فہمی خبطی خوجی سے اتنا کہدینا کہ تو جہاز دیکھنے جا یہ لوگ زبردستی سوار نہ کرینگے بیگم صاحب نے جو ساری روایت سنی تو خوب کھل کھلائین اور تنگ کر بولین کہ ہم نہ کہینگے - آپ لوگون نے ذرا سی بات نہ مانی - اور سیڑھی ہٹا لی - اچھا خیر پردے کے پاس بلالو -

خوجی - (پردے کے پاس سے) آداب بجالاتا ہون حضور -

جواب کون دے بیگم صاحب تو مارے ہنسی کے لوٹی جاتی ہین - اور میان آزاد کے خیال سے اپنی بے تکلفی و رچلبلاہٹ پر کسی قدر شرماتی ہین مگر لجاتی بھی ہین اور کھل کھلاتی بھی ہین شرم اور ہنسی دونون نے مل کر رخسارونکو اور بھی سرخ کردیا - اسوقت تغیر رنگ نے عجب جوبن دے دیا - اتنے مین خوجی نے پھر ہانک لگائی کہ - آداب بجالاتا ہون حضور غلام کو کیون دفنایا ہے -

میرزا - وہ کہتی ہین کہ ہم ضمانت کیے لیتے ہین -

خوجی - آپ رہنے دیجیے اُنھین کو کہنے دیجیے -

بیگم - خواجہ صاحب بندگی - آپ کیا پوچھتے ہین -

خوجی - اے حضور مجھکو جہاز دکھانے لیے جاتے ہین - جاؤن یا نہ جاؤن - جو حکم ہو بجالاؤن -

بیگم - کبھی بھولے سے نجانا - نہین پھر کے نہ آؤگے اور جو کہین وہ موا بھروپیا مل گیا تو بس بن گئی بات -

خوجی - آپ انکی ضمانت کرتی ہین -

بیگم - مین کسی کی ضامن دامن نہین ہوتی - زرد یجیے ضامن نہو جیے -

یہ ڈبو ہی دینگے موئی قرولی رکھی ہی رہیگی -

خوجی - چلیے بس حد ہوگئی - اب ہم نجانے کے -

آزاد - بھائی تم ذرا ساتھ چل کر سیر تو دیکھ آؤ -

خوجی - واہ اچھی سیر ہے - کسی کی جان جائے آپکے نزدیک سیر ہے - اُس جانے والے پر تین حرف -

خیر تو تھمبو کرکے میرزا صاحب اور میان آزاد خوجی کو لیچلے چلتے چلتے جب ساحل بحر پر پہونچے تو خوجی نے نظر بھر کر سمندر کو دیکھا - دیکھتے ہی چار قدم پیچھے ہٹے اور چیخ پڑے - پھر دس پانچ قدم پیچھے کھسکے اور رونے لگے -

خوجی - اُف خداوندا بچائیو - یا خدا بچا - یہ ملک الموت ہے یا سمندر لہرین دیکھتے ہی کلیجے کو کسی نے مسوس لیا -

میرزا - کیا لطف ہے - خدا کی قسم جی چاہتا ہے پھاند ہی پڑون اور ہو ہو

خوجی - (میرزا کا ہاتھ پکڑ کر) کہین بھولے سے پھاندنے واندنے کا قصد بھی نکرنا - حیادار کے لیے ایک چلو کافی ہے -

آزاد - عجب مسخرہ ہے بھئی - ایک آنکھ سے روتا ہے ایک آنکھ سے ہنستا ہے

خوجی - آپ تو کہتے تھے کہ گنگا کے برابر پاٹ ہے - معاذ اللہ کچھ ٹھکانا ہے اور چھور ہی نہین - چلتے چلتے پانؤن کے پرخچے اُڑ گئے - وہان کہتے تھے کہ بس تھوڑا سا ہی فاصلہ تو ہے ان فقرہ بازون سے خدا سمجھے اور تیسرا اتنی دور سواری پر آئے ورنہ کیا جانے کیا ہوتا -

اتنے مین دو چار ملاح سامنے سے آئے خوجی نے جو اُنکو غور سے دیکھا تو سہمے جھجکے - میرزا صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہین بھئی اُنکی تو کچھ وضع ہی نرالی ہے انھون نے کہا یہ ملاح ہین دن رات سمندر ہی مین رہتے ہین جب دیکھیے جہاز پر

خوجی - بھلا یہ ہماری بولی سمجھ لیگا؟ اُردو جانتا ہے کہ نہین ہے -

میرزا صاحب - ہان ہان جانتا کیون نہین ہے ہزارون ہندوستانیون کو لے گیا ہے اُردو خوب سمجھتا ہے -

خوجی - (ایک بوڑھے ملاح سے) کیون میان مانجھی تمھارا باپ کہان مر گئے تھے

مانجھی - ساگر (سمندر) جہاز پر -

خوجی - ہون - اور دادا؟ -

مانجھی - وہ بھی جہاز پر -

خوجی - ہون - اور چچا وچا؟ -

مانجھی - وہ بھی سمندر مین -

خوجی - افسوس - بھلا تم کہان مروگے -

مانجھی - اب یہ کون جانے کسی کو اپنے مرنے کا حال کیا معلوم مگر مرینگے اسی سمندر مین ہم بھی -

خوجی - پھر بھلا جہان تمھارے کنبے کے اتنے مرے اور تم خود بھی وہین مرنے والے ہو تو اُس سے پرہیز کیون نہین کرتے اور کوئی پیشہ کرو -

مانجھی - آپ کے باپ کہان مرے تھے میان -؟

خوجی - ہمارے شہر مین اور کہان مرتے -

مانجھی - اور دادا تمھارا کہان مرا تھا -؟ -

خوجی - وہ بھی شہر مین مرے تھے - قبرستان مین اُنکی بھی لاش ہے -

مانجھی - اور چچا وچا سب کہان مرے -

خوجی - سب وہین مرے - کئی قبرین ابتک موجود ہین -

مانجھی - (گردن ہلاکر) پھر آپ اُس شہر کو چھوڑ کیون نہین دیتے - جہان آپکے باپ اور دادا اور چچا اور عزیز سب مرے -

خوجی - واہ - واہ - شہر کے چھوڑنے سے کیا مرنے سے بچ جائینگے ہم چاہے جہان رہین مرینگے ضرور مرنا برحق ہے چاہے یہان سے لندن جائین چاہے روم وشام جدھر جائین ملک الموت سے بھلا کوئی بچ سکا ہے ع - علاج موت نکردند ورسیاہ شدند -

مانجھی - پھر مین اپنا پیشہ کیون چھوڑنے لگا بھلا جب موت سے بچ ہی نہین سکتا کوئی تو مین پیشہ کیون چھوڑ دون -

خوجی - آپ منطق بھی پڑھے ہین معلوم ہوتا ہے - اچھی لیلین پیش کی -

مانجھی - کیا ہے مین سمجھا نہین -

خوجی - اجی تم خوب سمجھتے ہو - مگر شکل صورت سے تو ہم سمجھے تھے کہ جانگلو ہے لیکن تم تو خوب اُردو بولتے ہو -

مانجھی - مین جبل پور کا رہنے والا ہون - باپ دادا سے یہی پیشہ کیا -

آزاد - کیسے خواجہ صاحب چھیپے تو نہونگے آپ سچ کہتا کیا جواب ہے یا واہ رے مانجھی - کیسے اب تو تشفی ہوئی چلیے گا جہاز پر؟

خوجی - ہان ضرور - سو کام چھوڑ کر - نہ چلنا کیا - (مانجھی سے) کیون بھئی ہم کو پانوٴن پانوٴن تو نہ چلنا ہوگا کسی مقام پر -

مانجھی - ہونھ - کیا دھرتی پر چلنا ہے -

خوجی - بھلا افیم کھانے کی تو جہاز پر ممانعت نہین ہے -

مانجھی - نہین بہت سے آدمی افیم گھول کر پیا کرتے ہین جسکا جی چاہے کھائے -

خوجی - اے مین تیری زبان کے قربان - واہ میری جان جیتی رہو جنیا بیگم پاس ہون تو مزے ہین - بھلا کیون میان جہاز پر کوئی جگہ ایسی بھی ہے جہان سے سمندر نظر ہی نہ آئے اور ہم آرام سے بیٹھے رہین سچ بتانا استاد - اجی ہم پانی سے بہت ڈرتے ہین بھائی -

مانجھی - ہم آپکو ایسی جگہ بٹھادینگے جہان پانی آسمان کچھ سوجھے ہی نہین -

خوجی - صدقے - قربان - بڑے - دوست ہو ہمارے - ایک بات اور بتادو - گنے ملتے جائینگے راہ مین یا اُنکا کال ہے -

مانجھی - گنّے وہان کہان کیا کچھ منڈی ہے - اپنے ساتھ جتنے چاہیے لیتے چلیے -

خوجی - ہائے گنڈیریان تازی تازی کھانے مین مزہ آئیگا بھلا حلوائی کی دکان تو ہوتی ہوگی آخر یہ اتنے شوقین افیمی جو جاتے ہین تو کھاتے کیا ہین - سکھیا کھا جا - برفی - پیڑے - لڈو - یہ سب ملتا ہے یا نہ ارد -

مانجھی - اجی جو چاہو ساتھ رکھ لو -

خوجی - اور جو منھ ہاتھ دھونے کو پانی کی ضرورت ہو تو کہان سے آئے -

آزاد - پاگل ہے کون مسخرہ اتنا نہین سمجھتا کہ سمندر مین جاتا ہے اور پوچھتا ہے

کہ پانی کہان سے آئیگا - اور سب پانی پینگے ہم پیاسے مرینگے وقت کربلا ہی ہوگی

خوجی - تو آپ کیون اُلجھ پڑے آپ سے پوچھا کون گیدی ہی ملاح ہے
کیون جی بھلا ہم گئے یہان سے باندھ مچھلیین اور گنڈیریان بنائین اور
جہاز پر چوسین - مگر چھلکے پھینکینگے کہان - آخر ہم تو صبح و شام دو چار پونڈے
کھا جاتے ہین - پھینکین کہان -

آزاد - یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہی ہم بتاوینگے - آپ بد حواس نہون -

خوجی - اسکی تو ممانعت نہین ہی کہ کوئی پینک مین نہو -

مانجھی - (ہنس کر) نہ -

خوجی - اور جو قرولی باندھے ہو تو حرج تو نہین ہی کچھ یا مثلاً قرابیچہ ہو -

مانجھی - چاہے جو ہو توپ ہو اور تار پیڈو ہو تلوار ہو کٹار ہو چاہے
جو ہو مگر لایسنس ضرور ہونا چاہیے -

خوجی - ہون - دیکھیے ایک بات معلوم ہوئی نہ - اچھا یہ تو سب ہوا اب
دو دو باتین اور رہ جائین ایک تو یہ بات پوچھتی ہی کہ بہروپیے تو جہاز پر نہین چڑھنے پاتے

مانجھی - چاہے جو سوار ہو - دام دے سوار ہوے کسی کا دہ نہین - بل -

خوجی - اجی مل کوڑا لو بھاڑ مین ہمارے سوال کا جواب دو - کمہار تو نہین ہوتے

مانجھی - آج تلک کوئی کمہار گیا نہین - یاد نہین پڑتا -

خوجی - اے مین تیری زبان کے پھر قربان بڑی ڈھارس ہوئی خیر کمہار سے
تو بچے - باقی رہا بہروپیا - اُس گیدی کو سمجھ لونگا - اتنی قرولیان بھوکون
کہ یاد ہی تو کرے - آخر حوض مین گرا ہی دیا -

مانجھی - اتنی باتین تو کسی نے بھی نہ پوچھی تھین - اب کچھ اور پوچھوگے

خوجی - ہان بس ایک بات - اور وہ بھی وٹی یہ تو قید نہین ہی کہ صبح و
شام ہر شخص ضرور ہی نہائے - اگر یہ قید ہوئی تو جانے والے پر تین حرف
ہم کوئی جیلخانے مین تو ہونگے نہین -

مانجھی - آپ چاہے عمر بھر نہ نہائین -

خوجی - اے مین تیری زبان کے قربان -

مانجھی - افیم بہت کھاتے ہو معلوم دیتا ہی -

خوجی - (مسکرا کر) ہان خوب پہچان گئے - آپ قیافہ شناس بھی
ہین خیر سے یہ تم کیونکر بوجھ گئے بھائی - شوق ہو تو کھولون -

مانجھی - وُت بس الگ رہیو - ہم افیم کو چھوتے تک نہین -

خوجی - (بگڑ کر) او گیدی ٹکے کا آدمی تم اور چھکا مارتا ہی نکالون قرولی

آزاد - ہان ہان خواجہ صاحب دیکھیے دیکھیے جانے دیجیے گا ذری
قرولی میان ہی مین رہے -

میرزا - جناب خواجہ بدیع صاحب آپ اپنی طرف دیکھیے در گزر کیجیے بد تمیز ہی

خوجی - خیر آپ لوگونکی خاطر ہی ورنہ ادھیڑ کے دھر دیتا پاجی کو ذاکڑ کر
مجھے بھی کوئی اور سمجھا تھا یہان سیف اللہ کے اکھاڑے مین کشتی لڑا کیے ہین
دل لگی ہی کچھ کہنے لگا - دت - واہ اچھی دو دو بک ہی اسوقت آپ لوگ
بیچ مین نہ پڑتے تو پھر کس ہی نکال دیا ہوتا -

میرزا - ذری غور سے دیکھیے کہین بہروپیا تو نہین ہی ہم تو جانتے ہین کہ کیسی ہی
یہان سے گھر چلے تو راہ مین دیکھا کہ ایک درخت کے سایے مین دو گھوڑے
کھڑے ہین ایک پر نوجوان یورپین جنٹلمین دوسرے پر ایک نازک کمر پری تمکین
لیڈی - یہ دونون وہی ہین جو میان آزاد کو اُسدن ملے تھے - ناظرین کو
یاد ہوگا کہ جنٹلمین نے بیوی سے کہا تھا کہ کل مین نے ایک ایسی پری چہرہ دیکھی جو
اس اسٹیشن بھر مین فرد ہی اور جسکے مقابلے مین کل حسن لیڈیون کا گرد ہی اسپر
وہ تنکین کہ کیا کہا - اُنھون نے بات بنائی - بھانپ گئے کہ بیوی نے برا مانا کہا
کہ وہ اس اسٹیشن بھر مین اپنی آپ ہی نظیر ہی مگر تم سے دوم نمبر پر ہی وہی دونون
آج پھر ملے - میان آزاد سے اُس جنٹلمین نے انگریزی مین یون گفتگو کی -

جنٹلمین - اِس درخت کا کیا نام ہی آپ جانتے ہین کچھ -

آزاد - برگد - برگد کا درخت ہی -

جنٹلمین - وہ نہین - یہ یہ -

میان آزاد علوم و فنون شاعری نثاری وغیرہ مین تو برق تھے مگر

علم نباتات مین بالکل کورے بغلین جھانکنے لگے۔

آزاد - اسکا تو مجھے خود نہین معلوم - ہم لوگ ذرا ان باتون کیطرف کم توجہ کرتے ہین۔ یہان علم نباتات مین کسی کو عبور نہین۔

جنٹلمین - ولایت مین اسکا بڑا چرچا ہے۔ (اردو مین) ہم اپنے ملک کی گھاس پھوس پیڑ جڑ بوٹی پہچانتا ہے۔

خوجی - ولایت کا گھسیارا معلوم ہوتا ہے - یا مالی ہوگا۔

جنٹلمین - (اردو مین) چڑیا کا علم جانتا ہے آپ (انتھالوجی)

آزاد - جی نہین - یہ علوم یہان سکھائے نہین جاتے۔

جنٹلمین - چڑیا کا علم ہم خوب جانتا ہے۔

خوجی - چڑیمار ہے لندن کا بس قلعی کھل گئی

وہ دونون تو گھوڑون کو کڑکڑا کر ہوا ہو گئے - اُدھر آزاد اور میرزا صاحب کے پیٹ مین ہنستے ہنستے بل پڑ پڑ گئے۔

آزاد - آف فوہ - واللہ لٹا دیا - بڑی خرابی سے ہنسی ضبط ہو سکی چڑیمار اور گھسیارے کی ایک ہی کہی - انھین باتون سے تو ہندوستان تباہ ہے۔

میرزا - جی اور نہین تو کیا - علم نباتات پڑھے تو مالی و گھسیارا کہلائے علم الطیور کا شوق کرے تو چڑیمار کی پھبتی سنے - لاحول ولا قوۃ - جہان خوجی سے لوگ ہون وہان ترقی ہو چکی۔

نامۂ رنگین

سنبھل ساقی کہ وقت اب دور آیا | رہون بیہوش پھر وہ دور آیا
مزہ رکھتا نہین بے کیف جینا | تمنا ہے کہ برسے ابر مینا
ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے | مرے دامن سے مے چھن چھن کے ٹپکے
چل اُٹھ ساقی مے توبہ شکن دے | کہ لطف بیخودی میرا سخن دے
قدم لون اب وداع ہوش کے مین | تصدق جاؤن اپنے جوش کے مین
ہر اک مضمون سے لپٹون صورت مار | مزے لے لے کے بہکاؤن گنہگار

ادھر لیلی مشکین پرند شب نے طرۂ مشکبار زلف عنبر بیز سے دماغ عشاق تازہ کر روکش تاتار بنایا اُدھر صبحِ حور پیکر ناظرۂ سمن بر ساہ سیما شیرین ادا پیاری سی حسن آرا کو شوق چرایا کہ آزاد فرخ نہاد کے نام خط بھیجیں۔ ع

مانگا کاغذ دوات و خامہ | لکھا عاشق کے نام نامہ

حسن آرا کا نامۂ رنگین بنام آزاد حزین

میرے پیارے آزاد - خاتون جنت کی قسم تمھارا سا شیر دل شیر مرد مروت اور جرأت مین فرد دیکھا نہ سنا - دیکھا ہو تو تم کو نہ دیکھون سنا ہو تو پیاری سپہر آرا کی سنائی سنون۔ تمھاری ایک ایک ادا میرے دلمین کھپ گئی ہے وہ چھپ چھپ کے کنکھیون سے نظر ڈالنا - وہ بگڑی ہوئی بات کو سلیقہ سے ٹالنا - وہ مردانہ نکھار - وہ جوانانہ سنگھار - وہ رنگین ادائی - وہ خود نمائی وہ طرز غزلخوانی وہ شیرین بیانی کیا بھول سکتی ہون - واہ بھول چکی - بیگمات مخدرات اور محلات عصمت سمات لکھنؤ کی سی چٹاخ پٹاخ باتین تو مجکو آتی نہین ورنہ خط کو گلدستہ اور دستنبو بنا دیتی۔ اسوقت دل سے لگی ہے کہ تم میرے روبرو زانو بزانو بیٹھے میری نازک کلائی اور میرے دست حنائی کو پاک محبت سے چوم رہے ہو - تم خوب جانتے ہو کہ گو مین شاہد عاشقی کی غازہ طراز ہون لیکن پاک نظر اور پاکباز ہون ہان اسکی قسم نہین کھاتی کہ کسی پر دل نہین آیا کسی کی پیاری بیوی بننے کے خیال نے نہین گدگدایا - لیکن ہمارا معشوق کون ہے - یہ تم اپنے ہی دلمین سوچ لو جبتک تمھارے گل رخسار پر نظر نہین پڑی قسم لو جو کسی گل کی بلبل ہون جبتک تمھارا سرو قامت نہین دیکھا تھا خدا ہی سمجھے جو کسی شمشاد کی قمری ہوئی ہون تم سے دل ملا کر البتہ عشق کے صدمے سہے ورنہ۔ ع

نہ تھے ہم مبتلائے رنج آگاہ حال عشقبازی سے | نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے

ہم ہنسا کرتے تھے کہ دل کا آنا کیسا اور جانا کیسا مگر اب معلوم ہوا کہ دل تابو اور ہاتھ اختیار سے کیونکر جاتا رہتا ہے - پہلے معلوم کسکو تھا کہ دل ملانے کے خمیازے پیچھے اُٹھانے پڑینگے۔ ع

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا | کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بوے نافہ کاخر صبازان طرہ بکشاید | ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

ابتو تو یہ میری ہی زلف پریشان کیطرح برہم ہے۔ خوشی خیر باد کہکر سدھاری بس مین ہون اور غم ہے ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ہم بے دھڑک ململ کا صندلی دوپٹا یا پڑا اخے دار گوٹ کی باریک ولائی اوڑھے روشون مین بجا جا گھوما کرتے تھے اب برافگندہ نقاب پلینر سے باہر قدم رکھتے شرم آتی ہے بدن چرانا جانتی ہی نہ تھی کہ کہتے کسے ہین اب مجال کیا کہ کسی نامحرم کی ادھر ادھر نظر پڑے یہ سب حضور ہی کے کانٹے بوئے ہین پھر جو مین عاشقی کا گلچین ہونگا اسکے پانون مین کانٹے چبھینگے۔ یہ تو بنی بنائی بات ہے بس جسطرح امید کسیکے دل مین چھپی ہوتی ہے اسطرح مین بھی مارے حیا کے چھپتی پھرتی ہون جسطرح شوخی معشوقون کے مزاج مین نہان رہتی ہے اسطرح تمھاری حسن آرا بھی رخ کو گھونگھٹ مین چھپائے رکھتی ہے جسطرح جادو نگاہون کی نگاہ وٹ بار انکھڑیون مین تہرنے جگہ پائی۔ اسی طرح ہم نے بھی اغیار سے صورت چھپائی۔ جو صورت آزاد کو دکھائی وہ اب کسی اور کو کیا دکھائین۔ حیا مانع ہے۔ ابتو نگاہ اشارت آشنا ہو گئی ہے نہ۔ خدا تمکو سلامت رکھے پہلے تو الڑھ پن سے نظر پڑتی تھی یہ محبت خیز اشارے جانتا کون تھا مگر پاس ناموس و ننگ کو رخصت نہین کیا ہے ہان جبتک تمھارے رخسار کے جوبن آنکھ نہ لوٹے گی تب تک مایوسی کی کمر نہ ٹوٹیگی جبتک اپنے ہاتھ سے پھر اسطرح گلوری نہ کھلاؤن۔ جبتک تمھارے ساتھ بجرون پر سیر کو نجاؤن

راوی۔ اسقدر حسن آرا لکھ چکی تھی کہ سپہر آرا تڑ سے بول اٹھی۔

سپہر آرا۔ باجی خدارا یہ فقرہ کاٹ دو (کانپ کر) ہے ہے اسوقت جو وہ خیال آیا تو رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ اُف (تھرتھرا کر) جان ہلکان ہو گئی تھی وہ کہو خیر سے بزرگون کی دعا آڑے آئی اُس گاڑھے وقت مین پیارے آزاد بھائی نے جان بچائی نہین تو کیا جانے کیا کا کیا ہو گیا ہوتا۔ (بس (ارے) کرکے رہجاتے بجرون کا نام سنتے میری روح فنا ہو جاتی ہے

حسن آرا۔ (مسکرا کر) اچھا خط تو لکھنے دو۔

راوی۔ یہ کہکر حسن آرا نے خط لکھنا پھر شروع کر دیا۔

تب تک دل کو چین نہین طبیعت کو قرار نہین نظر مین کچھ اداسی رنگ پھر رہے ہین۔ تیرے صدقے آزاد۔ پیارے آزاد اتنا کہنا مان لو کہ خط کو نہ ترساؤ۔ آنکھین اشک بھر لاتی ہین مگر تمھاری پیاری سپہر آرا سمجھاتی ہین کہ باجی تم اپنا راز آپ افشا کرتی ہو۔ تم جو دن رات ٹپ ٹپ آنسو بہاؤگی تو لوگ کیا کہینگے۔ ناحق بن ناحق کسی کے طعنے سننا آس پڑوس کی عورتونکو اپنے سے بدظن کرنا محلے بھر مین ہنسوانا کونسی عقلمندی کی بات ہے اب مین اسکو کیا سمجھاؤن کہ جب عقل ٹھکانے کی ہو عقل کو تو حسن آرا رو چکی عقل سے کب کی ہاتھ دھو چکی ؎

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان | مانمی خواہیم ننگ و نام را

وہ سادہ مزاج کیا جانے کہ عاشقونکی طبیعت کہین تسکین آشنا ہوا کرتی ہے پختہ کار ہوتی تو سمجھتی کہ یہ خیال خام ہے گو مین بھی ابھی ناکردہ کار سہی مگر وہ تو مجھ سے بھی بڑھکر انیلی ہے۔ عشق کے صدمون کا حال کیا جانے پہلو کو قرار تو تب ہو جب دلارام پاس ہو۔ بادۂ عشق کے سرور کا وہ جوش ہے کہ آنکھین جھکی پڑتی ہین دردفراق سے جب بیہوش ہو جاتی ہون تو آپکی سپہر آرا کیوڑا چھڑکتی ہین۔ گلاب لاتی ہین لخلخہ سونگھاتی ہین مگر جبتک اُسکا دل کسی پر نہ آئے کسی خوشرو عنبرین مو جوان پاکباز سے آنکھ نہ لڑے کوئی البیلا شریف زادہ نظر نہ پڑے تب تک میرے درد دل کو وہ کیا سمجھے۔ مین اُسکو کیونکر سمجھاؤن کہ بیماری ہجر مین یہان ہر دم غش ہی رہتا ہے تم گلاب و کیوڑا اور لخلخہ کبتک سنگھاؤگی مسکن قلب دوا یہ کہان تک پلاؤگی مسکن قلب تو شربت دیدار ہے مزیل غشی عناب لب یار گلعذار ہے۔ میرا دامن کبھی اشک لالہ گون سے خالی پاؤ ہی گی نہین۔ حسرت کا ہجوم تو دیکھو دل و جگر اور طبیعت اور مزاج سب مین حسرت ہی حسرت بھری ہے۔ الٰہی حسرت ہی حسرت ہے ؎

چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد | کچھ نہین اور تو حسرت ہی سہی

ہائے اشتیاق۔ ہائے دردفراق۔ اپنے لیسپا اور تیمارن کہ دیوانو اسنے

جیب و دامن کو حسرت سے بھر دیا۔ اچھی طرح کھل کے رو بھی تو نہین سکتی اماں جان دیکھ پائین تو ہنسا متھہ مچائین۔ کہین چھوکری کچھ خیر تو ہے اوہ واہ بیٹھے بٹھائے اچھا تو تا پالا۔ کہین ننگ و ناموس مین بٹہ نہ لگانا۔ چلو منھ دھو۔ فرمائیے پھر کیا کہون۔ لجانے کے سوا اور کیا ہے اچھی طرح بشاش تو پھر نہین سکتی۔ ہ

خوف سے لیتے نہین نام کہ سن لے نہ کوئی | دل ہی دل مین تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین

اسوقت۔ ہ

ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہین | غضب کی بدلیان کچھ چھا رہی ہین
اُبلتی ہے طبیعت سوئے ساغر | ہوس پھر ڈھونڈھتی ہے بوئے ساغر
وہین ہے قطرۂ گلگون کا مشتاق | بس اب تاخیر اک دم کی بھی ہے شاق

مگر یاس کی گھنگھور گھٹائین چھائی ہوئی ہین۔ ناامیدی دور سے بھیانک صورت دکھاتی ہے۔ ہوا سے بوے حسرت آتی ہے۔ مصیبت پریشانی و دردِ حیرانی۔ غم و غصہ و رنج و حرمان سب ملاقی کو آئے ہین اور دل دکھاتے ہین مگر نہین آتا تو تمھارا خط ایک نامۂ رنگین ان سب کو چٹکی دور کر دے مگر جب خط آئے بھی جب مراد دلی صورت دکھائے بھی ایک تو خط نہین آتا دوسرے ہنسی نہین آتی۔ رنگ دن دن زرد ہے۔ دل سرد ہے۔ ہوش و حواس باختہ حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ۔ وہ جوبن وہ چلبلاپن وہ شوخی وہ اچپلاہٹ وہ سجاوٹ وہ بناوٹ سب منزلون دور ہین۔

ہائے خدا بھی میری نہین سنتا۔ دن رات سر دھنتی رہتی ہون مگر دعا بے اثر ہو گئی جسوقت طائران خوش نوا سحر نالۂ افزا اشجار سرابستان کی پرمیوہ شاخون پر چہکتے ہین اُسوقت ایک تیر سا کلیجے کے پار ہوتا ہے اور دل بے اختیار بھر آتا ہے جوشش تلاطم بیخودی مین کیا جانے کیا حال ہوتا ہے دیکھیے قطرہ دریاے فراق غرقۂ بحر اشتیاق کی خدا کب تک سنتا ہے پھر آرا کبھی سمجھاتی ہے۔ کبھی زلف کیطرح اُلجھ پڑتی ہے۔ فرط محبت سے میرا دیوانہ پن دیکھ کر لڑتی ہے۔ لیکن تم نے چلتے وقت منھ بھی نہ دکھایا ذرا آنکھین بھر کر دیکھ تو لیتی۔ ہائے ہائے کس سے کہون اور کیا کہون مین اب دیوانی سی ہو گئی۔

میری تو بری ہوئی تھی کچھ یون | تم نیک تھے بے ملے گئے کیون
تم جاؤ تو کیون نہ آئے افسوس | افسوس افسوس ہائے افسوس
تقدیر پھری پھرے نہین تم | امید گئی گئے نہین تم
ای کاش مین کچھ بھی سانس پاتی | جی کھول کے داغ دل دکھاتی
اب مجھ مین وہ دم ابھی کہان ہے | وہ دل وہ جگر وہ جی کہان ہے
مر جاؤن اگر طلب مین تیری | مین کیا کہ خبر نہ پہونچے میری
اب[12] مجھ مین وہ دم ابھی کہان ہے | وہ دل وہ جگر وہ جی کہان ہے

پیارے آزاد اب خط کے حرف مٹے جاتے ہین۔ آنسو اُمڈے چلے آتے ہین مجھے کیا کہتے ہو۔ ہاتھ کانپنے لگا۔ ہائے میرے اللہ یہ مجھے کیا ہوا بیٹھے بیٹھے تیر نظر کی گھائل ہو گئی اور تمھاری طرف مائل ہو گئی اب آؤ تو جا لو ورنہ اب دم ٹوٹا اور اب ٹوٹا۔ ہائے خدا جانے تم اسوقت کن جنگلون مین پھر رہے ہو گے کن پہاڑون پر میری یاد مین سر دھنتے ہو گے۔ کون جانے یہ خط تم کو ملے یا نہ ملے قلب اُلٹا جاتا ہے کہا مانو بس اب ٹرکی نجاؤ مین باز آئی اتنے میرے پیارے مجھے چاند سا مکھڑا دکھا مین اتنی کیا جانتی تھی کہ فرقت کا دھڑکا کیسا ہوتا ہے۔ ایک اور بات سنو وہ یہ ہے کہ۔

حسن آرا اسقدر لکھ چکی تھی کہ جنون نے جوش کیا۔ قلم ہاتھ سے گر پڑا دل دھک دھک کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ باقی کی سطور سپہر آرا نے لکھی ہین بھائی آزاد۔ پیارے بھائی آزاد۔ تمھاری حسن آرا اسقدر لکھ چکی تھین کہ دل قابو مین نہین۔ لکھا نہین جاتا۔ اُف میرے اللہ حسن آرا اسقدر لکھ کر پٹ سے گر پڑین اور غش آ گیا۔ ہم نے مل کر لخلخہ سنگھایا پنکھا دیا آنکھین پھیر دین اوپر کا دم بھرنے لگین اماں جان کو خبر ہوئی سر پیٹتی دوڑی آئین روئین چلائین۔ سہیلیون ہنسلائیون پر بہت جھلائین ہم پہ جھنجھلائین اپنی

[12] ہائے ری بدحواسی ۱۲

بوٹیان نوچ نوچ کھائین اور رو رو کر دیوانہ وار یہ شعر زبان پر لائین ؎

حسرت مین لگایا داغ تو نے ۔۔۔ لٹوائی بہار باغ تو نے

اتنے مین حسن آرا کو ذرا ہوش آیا۔ ہوش آتے ہی فرط جنون سے پہلے یہی لفظ زبان پر آیا کہ آزاد۔ آزاد۔ دیدہائے خوناب کوئی میرے آزاد کو لاؤ کوئی ذرا اسکا پیارا پیارا گورا گورا مکھڑا دکھاؤ۔ ارے مین مری۔ مرتے دم تو نظر بھر کر دیکھ لون مگر اب ذرا ذرا اچھی ہین۔ ڈاک کا وقت جاتا ہے۔ مینے امان جان کی چوری سے یہ سطرین لکھین خدارا ٹرکی ورکی کا دھیان نکرنا۔ آؤ اور حسن آرا کو جلاؤ۔ وہ ایک ایک منھ سے یہی کہہ رہی ہے کہ

جانا مرا بمن بسپارید ۔۔۔ این مردہ تنم باو سپارید
گر بوسہ زند برین لبانم ۔۔۔ تا زندہ شود عجب مدارید

آؤ تو خیر ورنہ حسن آرا کو بھی نہ پاؤ گے اور پھر پچھتاؤ گے گھبرا نجانا کئی دفعہ غش آچکا ہے۔ دیکھو اسوقت مارے بدحواسی کے خط کو کتنی جگہ کاٹا اور کتنے لفظ غلط لکھ گئی پاک پروردگار کے صدقے مین کہین تم کو یہ حسرت نامہ ملجائے اور تم واپس آؤ تو ہم گھی کے چراغ مسجدون مین جلائین۔ حزین وغمگین سپہر آرا

یہ خط لکھکر سپہر آرا نے آدمی کو دیا کہ جا ابھی ابھی ڈاک مین ڈال ابھی جا دوڑا ہوا۔

زن مرید

برستا ہے شباب عمر ساقی ۔۔۔ پلا تو بھی اگر ہو خم مین باقی
ہجوم شوق کی مستی ہے ہردم ۔۔۔ بہت کچھ آرزوئین ہین فراہم
ارادے چاہتے ہین مے پرستی ۔۔۔ کہ آئے گوش تک پھر شور مستی
دہن امید ساغر مین رہے باز ۔۔۔ سنے جی قلقل مینا کی آواز
لب مشتاق بھیگین تر زبان ہو ۔۔۔ اور اسطرح رسم داستان ہو

سرِشام دلارام نازک اندام یعنی میرزا صاحب کی زوجہ شوخ و گلفام نے پردے کے پاس آکر کہا آج اسوقت کچھ چہل پہل قہقہے نہین کیا ہوا خوجی دنیا سے سدھارا۔ میرزا صاحب نے خوجی سے کہا کہ حضرت کوئی ذکر چھیڑیے۔ دیکھیے بیگم صاحب کھڑی تقاضاے شدید کر رہی ہین۔

خوجی۔ واللہ وہ پھڑکتا ہوا لطیفہ سناؤن کہ لوٹ لوٹ جائیے جامے مین مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیے۔

بیگم۔ اچھا پھر سنائیے۔ یہ زبانی داخلہ بہت سنا ہے۔ جب منھ سے پھوٹیے کچھ

خوجی۔ پھر افیم بلوائیے گا۔

بیگم۔ ہان ہان کہو تو۔ مرو بھی تو پوست ہی کے کھیت مین دفنائے جاؤ کافور کی جگہ افیم ہی ہو تو سہی۔

خوجی۔ ایک شخص تھے خوشنویس۔ حروف انکے قلم جادو رقم سے ایسے نکلتے تھے جیسے سانچے کے ڈھلے ہوے۔ صاد چشم شاہان چگل کو شرمائے لام سے شمیم زلف مہوشان فرخار آئے۔ الف شان سرو قدان بلند بالائے جواہر رقم خان اور انکے بھائی جان یاقوت قلم خان دونون انکے مقابل مین گرد۔ حافظ نور اللہ اور ہادی علی تک کی گرم بازاری سر مگر بےعیب تو بس ایک خدا کی ذات ہے یا میان خوجی کی۔ باقی خدا کا نام اور قصہ تمام ان حضرت مین ایک سخت عیب یہ تھا کہ غلط نویس تھے

آزاد۔ اتنا بڑا جانگلو۔ دیکھا نہ سنا۔

خوجی۔ خدا ان لوگون سے بچائے بھئی میرا تو ناک مین دم آگیا۔ بات پوری سنی ہی نہین اور اعتراض جمانے کو موجود۔ خم ٹھونک کر لڑنے کو مستعد۔ بات کاٹنے پر ادھار کھائے ہوے۔ خوجی مردود کا یہ مطلب ہے کہ وہ غلط نویس نہ تھا مگر یہ عیب تھا کہ اپنی طرف سے کچھ ملا دیتے تھے ایک شخص کو قرآن شریف لکھوانے کی ضرورت ہوئی سوچے کہ انسے بڑھکر کوئی خوشنویس نہین۔ اگر دس پانچ روپیہ زیادہ بھی صرف ہونگے تو بلا سے مگر لکھوائینگے انھین سے۔ روپیہ کی ایسی تیسی۔

بیگم۔ ای واہ ری عقل۔ کوئی آپ ہی کے سے جانگلو ہونگے گلی گلی چھاپہ خانے ہین۔ کوئی چھپا ہوا قرآن کیون نہ مول لے لیا۔

خوجی۔ حضور وہ سیدھے سادھے مسلمان تھے منطق نہین پڑھے تھے خیر صاحب خوشنویس کے پاس پہونچے کہا کہ حضرت جو اجرت فرمائیے

دونگا مگر دست بستہ ایک عرض ہے کہیے کہوں کہیے نہ کہوں۔ اُنھوں نے کہا ضرور فرمائیے خدا اور خدا کا رسول آگاہ ہے کہ ایسا لکھوں کہ جو دیکھے پھڑک جائے وہ نسخہ ہو کہ کیمیا گر بھی وجد کرنے لگے۔ ہاں حضرت یہ تو صحیح ہے مگر ذرا اپنی طرف سے نہ بڑھا دیجیے گا اور چاہے خدائی بھر کے کلام کو اصلاح دیجیے لیکن اللہ میاں کی شان میں یہ گستاخی ناجائز ہے۔ خوشنویس نے کہا کیا مجال۔ یہ کلام مجید ہے ممکن کیا کہ اِس عاصی کے قلم سے ایک لفظ بھی بدلنے پائے۔ توبہ توبہ۔ آپ مطمئن رہیے ایسا نہو نے پائے گا خیر حضرت وہ تو گھر گئے اُدھر میاں خوشنویس لکھنے بیٹھے جب ختم کر چکے تو کتاب پاک لے کر چلے۔ کوئی ایک مہینے مین قرآن لکھ ڈالا۔ لیجیے حضور قرآن موجود ہے ملاحظہ فرمائیے۔ میری محنت پر نظر ڈالیے اور غور کیجیے کہ کیا دیدہ ریزی کا کام ہے۔ اُنھوں نے سر جھکایا اور تھوڑی دیر مین غور کر کے کہا کہ بس ایک بات صاف فرما دیجیے کہین کچھ اپنی طرف سے تو نہین ملا دیا ہے خوشنویس نے کہا نہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ بدلتے یا بڑھاتے ہوے ہاتھ کانپتے تھے۔ مگر اسمین جابجا شیطان اور ابلیس کا نام تھا مین سوچا کہ کتاب مقدس ور شیطان کا لفظ۔ اچھی بات نہین لہذا کہین آپکے باپ کا نام لکھدیا کہین شیطان کی جگہ اپنے پدر بزرگوار کا نام لکھدیا۔

بیگم۔ بس یہی لطیفہ۔ یہ تو پُرانا لطیفہ ہے۔

خوجی۔ اجی حضور اِس دھاندلی کی سند نہین۔ اب افیم پلانے کا وقت آیا تو دھاندلی کی لینے لگین۔

اتنے مین میرزا صاحب نے خوجی کو افیم کے عوض خالی پانی پلا دیا کہین بالکل خالی پانی ہی نہ سمجھ لیجیے گا۔ اسمین ذرا سا کتھا بھی ملا تھا۔ جسمین رنگ آجائے جھٹپٹا وقت۔ خوجی کو دن کو اونٹ کی گردن تو سوجھتی ہی نہ تھی بھلا شب کے وقت افیم اور کتھے کے رنگ مین کیا تمیز کرتے آپ نے غنیمت سمجھ کر پیالے کا پیالہ چڑھا لیا مگر واہ ری افیم اور واہ رے تیرے خیال پیتے ہی حضرت غین ہو گئے دین و دنیا دونوں سے بے فکر خبر ہی نہین

جب چاندنی نے سبزے مین کھیت کیا اور رات بھیگی تو میان آزاد نے اپنے بستر پر آرام فرمایا اور میرزا صاحب نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے کمرے کو رشک گلزار بنا دیا تو خوجی کلبلا کر اُٹھ بیٹھے۔

خوجی۔ این! چوطرفہ سناٹا۔ ہو کا عالم۔ آدمی کیا جانور تک نظر نہین آتے اور نشہ ہرن ہے۔ بھئی کچھ عجب بھوس افیم تھی کہ گویا پی ہی نہین مگر پیتے تو تڑاز ور کیا تھا مین غین ہی ہو گیا تھا۔

راوی۔ اور یہ خبر ہی نہین۔ کہ افیم کے عوض دو چار تولے کتھا گھول کر پی گئے باقی رہا نشہ اُسکی نہ کہیے۔ آپ تو بے پیے یون ہی غین رہا کرتے ہین

خیر اب ذرا میان خواجہ بدیع صاحب کی وحشت ملاحظہ فرمائیے چینا بیگم نے انگلیون پر نچایا۔ جمائیون کی ڈاک بیٹھ گئی۔ آنکھون سے پانی جاری ہو گیا۔ بدن سنسنا رہا ہے۔ کلیجہ بلیون اُچھلتا ہے۔ خون خشک۔ اپنی قضا کے خود نوحہ خوان نزع کی حالت مین سسکتے رہے۔ چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ڈبیا جیب سے نکالی کہ شاید کھرچن درچن ادھچن پوچھن پڑی پڑائی ہو تو اسدم جی جائین دیکھا تو صفاچٹ بس سن سے جان نکل گئی آدھی رات کا وقت۔ انسان کیا معنی مرغ و ماہی تک آرام مین۔ اب افیم آئے تو کہان سے سوچے کہ بھئی چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے جائینگے اور بیچ کھیت جائینگے۔ افیم کہین نہ کہین سے ڈھونڈھ ہی لائینگے۔ ہمت مردان مدد خدا وہان سے چل کھڑے ہوے۔ گلی مین کانسٹبل سے مڈبھیڑ ہوئی۔

کانسٹبل۔ کون۔

خوجی۔ ہم ہین خواجہ بدیع ملازم سرکار۔

کانسٹبل۔ کہان کام کرتے ہو۔ دفتر مین کام کرتے ہو نہ کیس دفتر مین

خوجی۔ پولیس کے دفتر مین۔ مانک جی بھائی جی کی جگہ پر آج سے کام کرتے ہین یار اسوقت کہین سے ذرا سی افیم لاؤ تو بڑا احسان ہو آخر اُستاد وہان ہمین سے پڑیگا۔ تمھارے ہی دفتر مین ہین۔ سیاہ و سفید کا ہمین کو اختیار ہے

کانسٹبل۔ ہان ہان ابھی اسی دم۔ اور مین تو خود افیم کھاتا ہون

افیم تو یہ ہی مگر اسوقت گھولوگے کس مین۔

خوجی - واہ - کانسٹبل ہو کہ باتین۔ گھر کی حکومت - سرکاری پیادے کو سب مانتے ہین۔

کانسٹبل - اچھا چلو پلا دین۔

خوجی - (خوش ہو کر مارے خوشامد کے) واہ صوبہ دار صاحب بڑے برے وقت کام آئے۔ ہم آپ جانیے افیمی آدمی شام کو افیم کھانا بھول گئے آدھی رات کو یاد آیا۔ ڈبیا کھولی تو سناٹا۔ کہین سے پانی و پیالی دلوائو تو جی اُٹھین ورنہ اینجانب کی خیر نہین بس اب کوئی دم کا مہمان ہے۔

الغرض کانسٹبل نے حضرت خواجہ صاحب کو خوب افیم پلوائی - اور خوجی نے مرغ کی طرح چسکی لگائی - گھر کو لوٹے تو راستہ بھول گئے جاتے کہین ہین پانون کہین پڑتا ہے - ایک بھلے مانس کے دروازے پر پہونچے تو پینک مین سوجھی کہ یہی میرزا صاحب کا مکان ہے - واہ ری پینک بھر کیا تھا وحشت کو خدا سلامت رکھے لگے زنجیر در کھڑکھڑانے اور غل مچانے کھولو - کھولو دروازہ کھولو کھولو کبھی اُف اتنے پانون ڈگمگاتے ہین کھڑا نہین رہا جاتا کھولو - دروازہ کھول دینا۔

اب سنیے کہ میاں خواجہ بدیع صاحب باہر کھڑے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے اور دروازہ دھم دھماتے ہین اندر اُس مکان مین ایک میاں ہتے تھے اُنیس صدی کی پیدائش - خوجی کے بھی چچا - کوئی ایک اوپر دس برس کا سن کھیلنے کھانے کے دن - دُبلے پتلے ہاتھ پانون - قد چشم بد دور تین کم سوا دو انچ کا سوا ہڈی و پوست کے گوشت اور چربی کا نام بھی نہین - اُنکی بیوی خاصی دیونی ہٹی کٹی مسٹنڈی بڑے ڈیل ڈول کی عورت بھچ بنی ہوئی لمبے چوڑے ہاتھ پانون اُٹھتی جوانی مگر ایک آنکھ کانی چال مستانہ بدن چاک بیبا کانہ ایک گھونسا تان کے لگائے تو شیدی للہ صور کا بھی بھُرکس نکل جائے - کوئی دو تین کم بیس برس کی عمر دونون میٹھی نیند سو رہے تھے کہ خوجی نے دھم دھما شروع کیا۔

میاں (چونک کر) ہین! خداوندا خیر۔ یہ اس اندھیرے مین کون آیا

بھئی اُف مارے ڈر کے روح کانپتی ہے کیسا اندھیر گھپ ہے اپنے حساب اُٹھنے والے کو کچھ کہتا ہون۔ مگر بیوی کو جگاؤن ورمردانہ کپڑے پہنا کر ساتھ لیجاؤن تو وہ بھی کاٹنے لگے کہ ہان بڑے وہ پہلوانون کا گھر ہے یہان بچ کر جانا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔

خوجی - کھولو - میٹھی نیند سونیوالو کھولو - یہان جاتے دیر نہین ہوئی اور کواڑے جھپ سے بند کر لیے کھٹیا و ٹیا سب غائب کر دی۔

میاں - (سرھانے جا کر) بیگم - بیگم - او بیگم - کیا سو گئین۔

وہان سنتا کون ہے - جوانی کی نیند دل لگی ہے - کوئی چارپائی الٹ دے تو کانون کان خبر نہو - سر پر چکی چلے تو آنکھ نہ کھلے میان کی روح فنا آنکھون کو مارے ڈر کے ایک ہاتھ سے بند کیے ہوئے بیوی کے سرھانے کھڑے ہین مگر تھر تھر کانپ رہے ہین - ایکبار جان پر کھیل کر کچ کچا کے خوب زور سے شانہ ہلایا او بیگم سنتی ہو کہ نہین جگی ہین مگر سوت کھینچے پڑی ہین۔

بیگم - (ہاتھ جھٹک کر) ای واہ لیکے شانہ اکھاڑ ڈالا - اللہ کرے یہ ہاتھ ٹوٹین ہماری میٹھی میٹھی نیند ہمارے پچھلون کے تلخ کر دی - واہ اللہ جانتا ہے مین تو سمجھی ہالا ڈولا آگیا - خدا خدا کرکے ذرا آنکھ لگی تو یہ ٹکی پڑی انکی جگایا تو تم جانوگے پھر اپنی دانون تو بیٹھ کے روتے ہین بغیرت چل دور ہو

میاں - لاحول ولا قوۃ - کیا پھر سو گئین - جیسے نیند کے ہاتھ کوئی بک جاتا ہے بیگم او بیگم (ڈرتے ڈرتے) اُٹھتی ہو کہ نہین۔

بیگم - ای ادئی کیا ہے کیا - کچھ منہ سے بولوگے بھی بیگم بیگم - اچھی رٹ لگائی ہے ڈر لگتا ہو تو منہ ڈھانپ کے سو رہو - ایک تو آپ نہ سوئین دوسرے ہماری نیند بھی حرام کرین -

خوجی - دھم دھُس - کھڑ کھڑ کھڑ - کھولو - مر گیا پکارتے پکارتے -

میاں - بھئی یہ کون ہمارا دشمن اسوقت آیا ہے - خدا ہی خیر کرے بیگم او بیگم - خدا کرے بہری ہو جائے - انکی نیند سے اپنی جان عذاب مین ہے دیکھو تو یہ کواڑ کون توڑے ڈالتا ہے - بندہ تو اس اندھیاری مین جانے والا نہین - ذری تم ہی دروازے تک جا کر دیکھ لو۔

بیگم - جی میری بیزار اُٹھتی ہو تمھاری تو وہی مثل ہو کہ روٹی کھائے بیس پارہ - تو وہ ہو پیسے ٹکا سارا کام کرنے کو ننھا بچارا - پہلے تو مین عورت ذات اور جو دوڑ گئی تو پھر کیسی ہو جانے کون موا آیا ہو - چور چکار ہے - بیوی کو بھڑواتے ہین - ای لعنت خدا پھٹے سے منھ مردوے تیرے ہین جروا سے کہتے ہین کہ باہر جاکر چور سے لڑو -

خوجی - اجی بیگم صاحب - خدا کی قسم افیم لانے گیا تھا - ذرا دروازہ کھلوا دیجے - یہ میرزا صاحب اور مولانا آزاد تو میری جان کے دشمن ہین

بیگم نے جو افیم کا نام سُنا تو آگ بھبوکا ہو گئین - اُٹھ کر میان کو ایک لات لگائی تو دھم سے لڑھکنی کھائی اور بیوی نے اوپر سے اور کوسنا شروع کیا اِس افیم کو آگ لگے پینے والون کا ستیاناس جائے ایک تو میرے مان باپ نے اس کھٹو کے کھونٹے مین باندھا - دوسرا اسکے مان باپ نے افیم اُسکی گھٹی مین ڈالدی - چلو بس ہو چکی زندگی اور تم نے جو قسم کھائی تھی کہ آج سے افیم نہ پیونگا - نہ تمھاری قسم کا اعتبار نہ زبان کا - قسم بھی کوئی مولی گاجر ہو کہ (کرکر) کر کے چبا گئے -

میان - (گرد جھاڑ پوچھ کر) کیون جی اور جو مین بھی یک لات کس کے جمانے کے لائق ہوتا تو پھر کیسی ٹھہرتی -

راوی - جو ہوتے نہ اِس لائق - ایسے ہوتے تو جورو کی جوتیان ہی کیون کھاتے مگر میان صاحب دل ہی دل مین اپنے مان باپ کو صلواتین سنا رہے ہین - واہ اچھے مان باپ تھے - یہان وھان پان آدمی - بیوی لا کے بٹھا دی دیو نی ہشت مشت یہان مرد سے بدتر - ہاتھ پانون ٹہری ہڈی گن لیجیے - وہ تو بیاہ کر کے چھٹی پا گئے - لاتین ہمین کھانا پڑتی ہین مین تو سمجھا کہ اپنا کام ہی تمام ہو گیا مگر تھا بچا کہ پھر دھول کا تیون موجود

بیگم - میرا تو قاعدہ ہو کہ پہلے تو باتون سے سمجھاتی ہون - اور کوئی نہ سمجھے تو لاتون سے خبر لیتی ہون - مین تو اِس فکر مین ہون کہ تم کو کھلا پلا کر خاصا ہٹا کٹا بناؤن ہمسائی طعنے تو نہ دین اور تم ہو افیم تو جی جلے یا نہ جلے

میان - تمھاری جان کی قسم کون مردود چنڈو کے قریب بھی گیا ہو آجتک یا کبھی افیم کی صورت بھی دیکھی ہو - اور یون خواہ مخواہ بدگمانی کا کونسا علاج ہو ذری چل کے دیکھو تو آخر ہو کون کوئی ہمارا دشمن ہو کہ آن کر میان بیوی کو لڑوا دیا تم کسی کی سنتی تو ہو نہین - آؤ دیکھا نہ تاؤ - کس کر ایک لات جما دی بس -

میان خواجہ بدیع صاحب اس اثنا مین اونگھ گئے - زنجیر پکڑے پھنگ مین کھڑے ہین - یہ میان بیوی چلے تو اس قطع سے کہ بیوی آگے آگے دست پناہ ہاتھ مین لیے ہوئے اور میان پیچھے پیچھے مارے ڈر کے آنکھین بند کیے ہوئے راہ مین جو بیوی کا ہاتھ ذرا چھوٹ جائے تو غل مچائین کہ ہائے مرا - ایسا نہو کوئی پکڑ لیجائے - دروازہ کھولا تو خوجی دھڑ سے گر سر کے بھل - اور میان مارے خوف کے کانپ کر خوجی پر ارارا کر کے آرہے اور بیوی نے دونون کو دبوچا - اچھی تگڈم ہوئی - مگر خواجہ صاحب اُس وقت پھرتی سے نکل کر بھاگے تو ناک کی سیدھ پر چلے نشہ تو ہرن ہو ہی گیا تھا - سیدھے میرزا صاحب کے مکان پر داخل وہان دیکھا کہ خدمتگار پڑا خراٹے لے رہا ہو - چپکے سے حضرت بھی اپنی کھٹیا پر دراز ہوئے مگر مارے ہنسی کے بُرا حال سوچے کہ ہم تو تھے ہی لیکن یہ میان صاحب ہمارے بھی چچا نکلے وہ تو کُل حال اُنکو معلوم نہ ہوا ورنہ صبح تک نہ ضبط ہو سکتی - بارے بخیر گذشت -

اخبار جنگ

پلا ساقی شراب ارغوانی ۔ کہ مہمان ہو بہار زندگانی
کھٹکتا ہو مجھے یہ ہوش باقی ۔ وہی پھر دے ترے قربان ساقی
طبیعت صورت مے جوش مین ہو ۔ تمنا عزم نوشا نوش مین ہو
ہجوم آرزو کہتا ہو دے جام ۔ تجھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام
لپٹ جا آگلے سے پھر سفر ہو ۔ نہین معلوم کیا ہو کیا خبر ہو
خبر واران الفاظ و معانی ۔ بیان کرتے ہین یون بے کہانی

کہ ادھر غنچہ صبح کھل کھلایا۔ اُدھر میان آزاد کو اُس شکرلب سیم غبغب بیگم کا جھمکڑا نظر آیا۔ ؎

نظر مین تیز یان تیغ اجل کی	لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل کیف لبریز	سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز

میان آزاد نظر بھر کر اُس جادو جمال زہرہ تمثال کو دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ میرزا صاحب بھی انگڑائیان لیتے ہوے پلنگ پر سے اُٹھے۔ بیگم صاحب بالکل برافگندہ نقاب بے تکلفی سے کھڑی میان آزاد کو کنکھیون سے دیکھ رہی تھین اپنے شوہر کی جو آہٹ پائی تو بدن کو چرا لیا۔ اور ایک طرار ابھر اتوزین کی اوٹ مین تھین +

میرزا۔ آداب عرض ہے۔

آزاد۔ کورنش کہئے حضرت آج تو کسی ایسے آدمی کے پاس چلیے جو پولٹیکل امور سے خوب واقف ہو۔ ہم سن بھی تو لین کہ روسیون کا قصد کیا ہے جنگ کی ٹھہری یا نہین ٹھہری۔ چھڑی یا ابھی کچھ دیر ہے۔ حضرت اب تو جی چاہے جو ہو بندہ درگاہ جائین اور بیچ کھیت جائین مگر اب روز روز ٹالنا عقل کے خلاف ہے ہم آپکی حسن آرا سے وعدہ کر چکے ہین وہ ہر دم میری نظرون کے سامنے رہتی ہے

بیگم۔ ہے تو ایسا ہی۔ قول مردان جان دارد۔ مگر نظر بیگم پر آپکا دل بے طور آیا تھا

آزاد۔ (شرماکر) واہ۔

اتنے مین میرزا صاحب کو کسی نے باہر بلایا۔ یہان میان آزاد نے میدان خالی پایا تو ایک گرما گرم فقرہ بیگم صاحب کو سنایا۔

آزاد۔ آپ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔

بیگم۔ جی بھول گئے ہونگے آپ۔ مین نے کہا تھا کہ اُس نظر بیگم پر آپکا دل بطور آیا تھا

آزاد۔ (دبے دانتون) اب اسکا انصاف تو ہم نے آپ ہی پر چھوڑا بس سمجھ جائیے

بیگم ؎ حیا چھپنے لگی آنکھون مین آکر	ندامت نے کیا چپ سر جھکا کر

آزاد۔ کچھ جواب نہ دیا حضور نے۔ مین جواب کا منتظر ہون مگر ٹکا سا جواب دیجیے گا

بیگم۔ مجھ سے اُڑیئے نہین بہت مین بھانپ گئی۔ آپ نے ایسا شافی جواب دیا کہ جی خوش ہوگیا۔

راوی۔ ناظرین تاڑ ہی گئے ہونگے کہ جواب شافی کیا تھا۔ ہان شاید بعض بزرگ منش آدمی ان باتون کو پیرانہ سالی کے سبب بھول گئے ہون تو ہم اُنکا اعادہ کرتے ہین تاکہ مطلب صاف صاف سمجھ مین آئے۔ یاد ہوگا کہ میان آزاد میلہ دیکھنے جاتے تھے تو ایک ایوان عالی شان کے رنگین و نزہت آگین کمرے مین ایک رنگا رنگ چہرہ نظر پڑی اور دونون مین باہم آنکھ لڑی۔ یہ تو عاشق مزاج تھے بس جم گئے وہ بھی چمین طبع نکلین جھلک دکھائی اور نظر سے اوجھل کبھی اُس دریچے سے چاند سا مکھڑا دکھایا کبھی اُس کھڑکی سے جھمکڑا دکھایا۔ اُنھون نے غل مچایا کہ ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی	بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

الغرض اوپر سے وصلیان آئین اور آزاد پکار اُٹھے کہ لو نقشہ جم گیا وصلی وصال کی خبر دیتی ہے۔ الغرض اُدھر نکھار اور سنگار۔ ادھر طبیعت بیقرار آخر کار اندر سے ایک عورت آئی اور میان آزاد کو لیگئی۔ اُس مشتری خصال کو معلوم تھا کہ میان آزاد یہی ہین اور اُسکی بہن حسن آرا کا دل اسی جوان پر آیا ہے۔ پیاری بہن کا پیارا اُنکا پیارا پہلے ہو چکا بیگم نے اُنکو خوب ٹٹولا اور لگاوٹ کی باتین کین کہ دیکھون اِنکو حسن آرا کا تہ دل سے پیار ہے یا فقط زبانی واخلہ آزاد نے جو بغور اُس بت پندار پر نظر ڈالی تو کہنا شروع کیا کہ ع۔ اے گل بتو خرسندم تو بوی کسے داری ؛ وجہ یہ کہ حسن آرا کی اور انکی شبیہ بہت ملتی تھی۔ وہی قد و قامت وہی چال ڈھال وہی خط و خال میان آزاد کی باتون سے اُنکو معلوم ہوگیا کہ یہ سچے اُسکے عاشق ہین۔ جب ہی تو میان آزاد نے کہا کہ خود ہی انصاف کیجیے۔

میرزا اسد بیگ صاحب جو باہر سے تشریف لائے تو میان آزاد سے اُنھون نے یون بات چیت کی۔

میرزا۔ کہیے آج کیا قصد ہین۔ کدھر کے دھاوے ہین۔

آزاد۔ اسوقت ہمکو کسی ایسے لائق آدمی کے پاس لے چلیے جو معاملات موجودہ ٹرکی سے خوب واقف ہو۔ ہمین وہان کا کچھ حال معلوم نہی ہین کہ ہو کیا رہا ہے وہان کوئی جنگ ہوئی یا ابھی روسی گندے ہی تول تول کے رہجاتے ہین

کچھ سن تو لین پھر وہان کے رنگ ڈھنگ تو معلوم ہون کسی انگریزی خوان
کے پاس لے چلیے۔ انگریزی اخبارات کہین سے ملجائین تو واہ جی واہ۔
ہم خود ہی سب حالات پڑھ لین۔ کاہے کو کسی سے پوچھنے کی حاجت رہے۔
میرزا۔ بہت خوب چلیے۔ میرے ایک دوست ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول ہین
بڑے طباع آدمی۔ انگریزی اخبارات کے کارسپانڈنٹ بھی ہین اور
خلیق مرد آدمی۔ یار باش۔ زندہ دل۔
آزاد۔ بس چلیے ایسے ہی لوگون سے تو یہ بات ممکن ہے۔ اُنسے ہم سے
خوب میزان پٹے گی بس اور کچھ چاہے نہ بتائین لیکن اخبارات
انگریزی ذری دکھا دین۔ مین کل حالات خود پڑھ لونگا۔
بیگم۔ اِی تو کچھ کھاتے تو جاؤ۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔
آزاد۔ جی نہین اب جانے ہی کی دھن ہے۔ جانے دیجیے۔ کوئی
دو گھنٹے مین آئے جاتے ہین۔
بیگم۔ اچھا تو پھر بے چاء پلائے تو ہم نہ جانے دینے کے۔ چاء پیتے
جاؤ گرما گرم پھر چاہے جب آؤ۔
آزاد۔ بہت خوب۔ آپکا حکم بسر و چشم منظور۔ لائیے چاء مگر اُسکے تیار
کرانے مین ذرا دیر لگے گی۔
زمین۔ اِی حضور تیار ہے۔ دیر کاہے کی۔ تیار ہے لائی۔
یہ کہکر زمین دودھیا چاء لائی اور آزاد و میرزا صاحب نے بڑے شوق سے پی
آزاد۔ ابتو جانے دیجیے گا۔
بیگم۔ واہ وا۔ آپ ہمین کوئی بے تمیز سمجھے ہین۔ یہ کہان کا سلیقہ ہے
کہ چاء پلائے اور گلوری نہ کھلائے۔
میرزا۔ پھر اب جھپ بنا دو دو چار گلوریان۔
بیگم۔ (تنک کر) تمھاری سی پھُرتی اور تیزی کوئی کہان سے لائے۔
آزاد۔ (اپنے دل ہی دل مین) ہو ہنہ شوخی اور تیزی کا تو کوئی تم سے
سبق سیکھے۔ پُتلی کی کل بھی اتنی پھرتی سے کام نہ کر سکے۔

غرض بیگم نے گلوریان بنائین مشکبو۔ زمین ایک خاصدان مین رکھ لائی
اور میان آزاد نے کھائین اور میرزا صاحب کو کھلائین۔
آزاد۔ اب اور تو کچھ نہین باقی رہا۔ سوچ لیجیے۔ ابھی سویرا ہے۔
بیگم۔ جی بس آپ پٹر گشت کو جائین دوپہر کو آؤ چاء تیسرے پہر کو۔
آزاد اور میرزا صاحب اور میان خواجہ بدیع مل کر ہیڈ ماسٹر کے
مکان پر گئے تھوڑی دور مکان تھا چلے اور کھٹ سے داخل۔
ہیڈ ماسٹر۔ (میرزا سے) اخاہ۔ آج یہ چھ دن کے بعد آپ کہان
بھول پڑے۔ حضور مزاج مقدس۔
میرزا۔ شکر ہے۔ آپ کا مزاج۔
ہیڈ ماسٹر۔ (آزاد کیطرف اشارہ کر کے) آپکی تعریف کیجیے۔
میرزا۔ آپ میرے بھائی عزیز اور دوست ہین۔ بڑے لائق فائق
بزرگوار۔ ٹرکی جانے کا قصد ہے۔
ہیڈ ماسٹر۔ ٹرکی! یہ کہیے۔ اخاہ۔ مولانا محمد آزاد صاحب؟ —
میرزا۔ جی ہان۔ آپ ہی ہین۔
ہیڈ ماسٹر۔ (آزاد سے) حضرت آئیے بغلگیر تو ہون (استادہ ہو کر)
آپ تو شہرۂ آفاق قابل زیارت ہین۔
آزاد۔ (بغلگیر ہو کر) حضرت یہ آپکی ذرہ نوازی ہے کہ آپ ایسا فرماتے
ہین ورنہ من آنم کہ من دانم۔ مین تو ایک گمنام فقیر آدمی ہون۔ گدائے بے نوا
ہیڈ ماسٹر۔ آپ کا دولت خانہ کہان ہے جناب۔
آزاد۔ ع۔ درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست + کیا پوچھتے ہو
خانہ بدوشون کا گھر کہان + قبلہ خاکسار خانہ برباد و خانہ بدوش ہے۔
لڑکپن سے اصنام دشت نوردی سے ہم آغوش ہے۔ جہان پڑ رہے وہین
گھر ہے۔ ابتو بالفعل ٹرکی جانے کی دھن ہے اور بس۔
ہیڈ ماسٹر۔ خدا سب کو ایسی ہی توفیق خیر دے آپنے بڑی ہمت
کی ہے۔ ع۔ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو

آزاد - خدا کی مدد اور عنایت مجھے درکار ہے۔

ہیڈ ماسٹر - بیشک۔

آزاد - حضرت تازہ حالات روم و روس کے کچھ بتائیے کہ وہان کیا ہو رہا ہے

ہیڈ ماسٹر - ٹرکی کی حالت قابل افسوس ہے۔ بڑی نازک حالت ہو گئی

اور دیکھ لیجئے گا کہ رفتہ رفتہ اُسکے اعضا و جوارح ہی اُسکے دشمن ہو جائینگے

گو اہل ترک اُنکو غنم اور بہائم سمجھتے ہین مگر اجتماع مخالفین ہادم بنیاد سلطنت ہے

خوجی - قبلہ و کعبہ میرے پیٹ مین غنم و بہائم کا لفظ سنکر چوہے چھوٹ گئے

انتین تک چاٹے جاتے ہین ذرا مہربانی کرکے جھٹ پٹ بتا دیجیے گا

کہ وہان توپ دغ رہی ہے یا نہین۔ ونادن کی آواز کان مین آتی ہے یا نہین

ہیڈ ماسٹر - حضرت ونادن کی آواز تو یہان تک آ چکی۔ آپکے کان شاید

کان سماعت ہون تو ہون بندہ نہین سُن سکتا مگر جنگ چھڑ گئی خوب ہو رہی ہے

خوجی - اُف میرے اللہ۔ روح بس تحلیل ہی تو ہو گئی۔

آزاد - خواجہ صاحب ہمت نہ ہارئیے - فتح ہے انشاء اللہ۔

خوجی - اجی ہمت گئی کھیلنے یہان تو توپون کی آواز کانون مین برابر

آ رہی ہے اور پانوُن ڈگمگا یا جاتا ہے -

ہیڈ ماسٹر - (خوجی کیطرف اشارہ کرکے) آپ کون بزرگ ہین

خوجی - مجھی سے نہ پوچھیے - جی بندے کو لوگ خواجہ بدیع صاحب

علیہ الرحمۃ والغفران کہتے ہین -

آزاد - عرف - ؟ -

خوجی - جی بس رہنے دیجیے - آپ بیچ مین ہانک نہ لگائیے -

آزاد - (ہیڈ ماسٹر سے) اب روس سے ہوتی ہے نہ -

ہیڈ ماسٹر - جی نہین رعایا سے - مگر سازش و سیہ ضرور ہے اس مین اصلا شک نہین

آزاد - تخت پر تو بالفعل حضرت مراد آفندی ہین نہ -

ہیڈ ماسٹر - جی ہان - مگر چون مہجباب اندر -

خوجی - یا چون خط بہ کتاب اندر - چون بو بگلاب اندر - چون افیم بہ ڈبیا

اندر - چون نشہ بہ پوست اندر -

ہیڈ ماسٹر - آپ بھی طرفہ معجون ہین -

آزاد - کیا خاص حضرت سلطان المعظم کی رعایا باغی ہے -

ہیڈ ماسٹر - جی ہان اکثر صوبے بگڑ گئے اور جنگ ہو رہی ہے -

میرزا - سرویہ والا بڑا شریر معلوم ہوتا ہے -

ہیڈ ماسٹر - جی ہان ایک تار برقی سے معلوم ہوا تھا کہ ٹرکی اور

سرویہ مین جنگ ہوا ہی چاہتی ہے -

شہزادہ ملن اُدھار کھائے بیٹھے ہین کہ ٹرکی سے لڑین -

میرزا - بھلا سرویہ ہے کہان -

آزاد - سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہے - سرویہ کی تو کیا اصل و حقیقت ہے کہ روم

کے منھ چڑھے مگر در پردہ روس منحوس کی سازش ہے یہ سب اُسی کے کانٹے بوئے ہوے ہین

ہیڈ ماسٹر - جی ہان - روسی سپہ سالار اُنکے کمانیر ہوے ہین - اب اس سے

بڑھکر اور کیا مدد ہو گی خیر - سرویہ تو ایک طرف ٹیلیگرام سے منکشف ہوا

کہ مانٹی نیگرو نے بھی اشتہار جنگ دیدیا -

آزاد - ہان! - لاحول ولا قوۃ - بُری ہوئی -

خوجی - بُری ہوئی تو بپھر جاتے کیون ہو - کیا تباہی آئی ہے جو چلے روم

روم - شامت اعمال!!! -

ہیڈ ماسٹر - سرویہ کی فوج سرحد سے گذر گئی - ترکون سے ایک جنگ بھی

ہوئی سنا کہ غنیم نے لشکر سلطانی سے زک فاش پائی - مگر سرویہ والے

کہتے ہین کہ سب غلط ہے - ہم ڈٹے ہوے ہین - زیت شہر اور اور مقامون

مین ترکون نے جو فتح پائی اُسکو اہل سرویہ مخفی رکھتے ہین - اُنکا قول

ہے کہ ہم نے ترکون کو سرحد بوسینا پر زک دی -

خوجی - واہ کہین دی نہو - مگر آپ نے تو ایسے ایسے شہر بتائے کہ میرے

ہوش اُڑ گئے - یہ زیت کس شہر کا نام ہے اور دصون کون مقام ہے - دیکھیے کل

ہم بھی جاتے ہین - قسم خدائے پاک کی اتنی قرولیان بھونکی ہون کہ پرے

کے پرے صاف ہوجائین - دل لگی ہو قبلہ کچھ -

آزاد - یہ روسی سپہ سالار جو سرویہ کی طرف سے لڑتے ہین تو سرکاری طور پر یا اپنی ہی خوشی سے -

ہیڈ ماسٹر - ہوس آف لارڈ مین لارڈ ڈربی صاحب نے بجواب سوال لارڈ کمبرڈون کے بیان کیا کہ یہ بات قرین قیاس نہین کہ روسی افسر جو سرویہ کی فوج مین مقرر ہوے وہ گورنمنٹ روس کی اجازت سے آئے ہون آج کی تار برقی بڑی تشویش ناک ہے -

خوجی - اللہم احفظنا من کل البلیات - مین تو یہ خبرین سُن سُن کر نیم جان ہو رہا ہون - منون خون خشک ہوا جاتا ہے -

ہیڈ ماسٹر - ، - جولائی کے ٹیلیگرام مرسلہ لندن سے منکشف ہوا کہ ترکون اور مانٹی نیگرو مین بڑی گرماگرمی سے جنگ ہوئی - دریائے سیوا اور درنیا جہان ملے ہین وہان ایک شہر ہے دلیتیا - اُسی جگہ جنگ ہوئی اور افسوس صد افسوس کہ نتیجۂ جنگ ہمارے حق مین مضر ہے مانٹی نیگرو والون نے قلعۂ میڈن فتح کر لیا - یہ قلعہ نہایت مستحکم ہے -

خوجی - بس تڑکا ہوگیا - ہم تو اپنے حساب ہندوستان چھوڑ دینے والے کو کچھ کہتے ہین -

آزاد - ہان صاحب اور کیا تار ہے - حضرت یہ خبر تو بُری سُنائی - الامان -

ہیڈ ماسٹر - دوسری خبر یہ ہے کہ سرویہ اور ترکون مین کچھ عرصے تک سخت جنگ ہوئی مگر فتح و شکست نہ انکو نہ اُنکو - اور افسوس یہ ہے کہ اہل سرویہ کی فوج کی کمان روسی افسر جنرل ٹرنچیف کے سپرد ہے - اب سرویے فوج صوفیہ کیطرف بڑھتی جاتی ہے - ایک خبر یہ ہے کہ ترکون نے سرویہ کی فوج کو مقام بلینا مین زک دی اور سرویہ کی فوج کے نو سو آدمی مقتول ہوے مگر وہ کچھ اور ہی کہتے ہین اُنکا قول ہے کہ ہم کو زک نہین ملی - ہمارے صرف دو سو آدمی مارے گئے اور ہماری فوج سرحد پھلانگ کے اُتر گئی - اور ترکون کو ہٹا کر ندی پار اُتر دیگا دیا -

خوجی - اجی اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے بس اتنا بتا دیجیے -

میرزا - خبر نہین -

آزاد - افسوس - کمال رنج ہوا - انتہا کا قلق -

خوجی - بھائی سنتے ہو - میان آزاد - یار واپس چلو - اجی خطر تو یہی ہے نہ کہ تمغے لٹکا کر آؤ - پھر یہ خبرین تمغے لٹکانے کی کہان ہین - ہے کہ نہین آپ واپس چلیے اور تمغہ مین ایک بنوا دونگا -

آزاد - ابھی تک یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ انجام جنگ کا کیا ہوگا جنگ دو سر دارد - طرفین سے بجوش و خروش لڑائی ہو رہی اور سامان بھی کم نہین دیکھین کون دب کے رہتا ہے -

ہیڈ ماسٹر - سرویہ کا تو کیا منہ ہے کہ ٹرکی کے منہ چڑھتا یہ سب اسی گرگ باران دیدہ کی سازش ہے اور اغوا کا انجام بد ہے - خدا خیر کرے بڑی مہیب جنگ ہوگی - اور ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اگر سرویے شکست پائی تو روس خود خم ٹھوک کے لڑنے پر آمادہ ہو جائیگا پھر البتہ لوہے سے لوہا لڑیگا مگر دیکھیے گا ترکی بھی کیسے لڑتے ہین - بلا کے جری ہین -

آزاد - جی اسمین کیا فرق ہے - اُنکی جرأت کے بھی آج جھنڈے گڑے ہوے ہین وہ بڑے لڑنے بھڑنے والے ہین روسیون سے کیا کچھ کم تھوڑا ہی ہین مگر سامان غدار د - ٹکا پاس نہین - جنرل ور افسر کم - اور بد نظمی بہت -

خوجی - یہ آپ نے کیا فرمایا کہ ٹکا پاس نہین - کیا افیم کا محصول نہین آتا -

الغرض میان آزاد اور میر صاحب - اور خوجی ہیڈ ماسٹر سے رخصت ہوے اور گھر پہنچے

ریل کے حادثے

میان آزاد زنان خانے مین بیٹھے گلبین اُڑا رہے تھے اور باہر میان خوجی زمین سے باتین بنا رہے تھے اتنے مین ایک قوال بلند آواز یہ مصرع گاتا ہوا راہ جانے لگا اور نغمۂ دلکش و ترانۂ روح افزا سے خلق اللہ کو لبھانے لگا ع - اِس لیے تصویر جانان ہم نے کھنچوائی نہین * بیگم آپ جانیے کم سن عورت اور حسین طبع رنگین مزاج مصرع سنتے ہی میان آزاد سے فرمایش کر بیٹھین کہ حضرت اسپر مصرع لگائیے میان آزاد ملیح الکلام شیرین مقال خوش فکر نازک خیال تھے ہی

ادھر بیگم صاحب نے فرمایش کی اُدھر میان آزاد تڑسے بول اُٹھے ؎

اشتیاق دید سے فرصت کبھی پائی نہین　　اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
غیر دیکھین اُنکی صورت اسکی تاب آئی نہین　　اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
محو نظارہ رہے ایسے کہ یاد آئی نہین　　اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین
اُسکی فرقت مین ہین اپنے کبھی آئی نہین　　اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بیگم ۔ کہیے آپکی خاطر سے اِسکی تعریف کر دین مگر سچ پوچھو تو مصرع ذرا پھیکے ہین

آزاد ۔ ہون! اچھا تو آپ کوئی چٹ پٹا مصرع کہیے ۔

بیگم ۔ ای ہم عورت ذات بھلا شعر شاعری کیا جانین اور جو آپکی یہی مرضی ہے تو بسم اللہ ؎

لوح دل ڈھونڈھا کیے پر ہاتھ آئی ہی نہین　　اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آزاد ۔ بارک اللہ آپ نے تو سلمان ساوجی کے بھی کان کاٹے ۔

خوجی ۔ اُنھون نے تو سلمان ساوجی کے بھی کان کاٹے اور میان حضرت بدیع کے موش فکر نے کمال خجند اور وطواط اور رودکی کے کان کتر لیے ۔ ذری سنیے گا کیا مصرع کہا کہ حافظ حلوائی کے بھی دانت کھٹے کر دیے مگر مجھ کمبخت کو قدر دان ہی نہین ملتا ۔ ؎

پینک افیون سے ملک فرصت کبھی پائی نہین　　اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

اِس مصرع کا سننا تھا کہ مرزا صاحب اور اُنکی ہمشیرہ بیگم اور میان آزاد ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے ۔

آزاد ۔ خوجہ صاحب آپکو دنیا نوس سے تلمذ تھا شاید کبھو ورکنٹ پڑھا نے سکے اب ٹکسالی ہر ہین اور (پینک افیون) اِس ترکیب نے تو واللہ ٹھیکر کالپی دیا ۔

اتنے مین بیگم صاحب یون زمزمہ سنج بیان ہوئین ۔

بیگم ۔ (آزاد سے) ایک بات کہین جو مانو تو کہین نہین بات بھی جائے ۔

آزاد ۔ جو فرمائیے منظور اور یون بدگمانی کی تو بات ہی اور ہے کہ خواہ مخواہ مجھے یہی گمان ہوا کہ بات جائیگی لیکن دیکھیے نہ ۔ سر جائے جان جائے مگر بات نجائے گی

بیگم ۔ ہان! تو کہی ڈالون ۔ یہان سے کوئی دو گھنٹے کی راہ پر ایک آخوند صاحب رہتے ہین ۔ علامۂ جلیل اور فاضل نبیل ۔ خدا ترس و خدا شناس مسیح نفس خدا رسیدہ آدمی ہین تو اسوقت ریل پر اُنکے پاس چلے جاؤ دعا سے خیر سے بیڑا پار ہو جائیگا اتنے بڑے سفر مین سیکڑون جھگڑے بکھیڑے جھیلنے ہوتے ہین جھنجھٹ ہی جھنجھٹ ہے ۔

آزاد ۔ (مسکرا کر) اچھا جانے کو کہیے چلا جاؤن مگر میرے خیالات کے خلاف ہے لوگ ہنسینگے ۔

بیگم ۔ (تنک کر) ای ہے تو کاہے کے لیے لوگ ہنسینگے خواہی نخواہی ہنسینگے

میرزا ۔ من ضحک ضحک ۔ یہ اچھی ہنسی ہے ۔ فقراے باکمال سے ملنا کچھ عیب تو ہے نہین ۔ پھر ہنسی کیسی ۔ ؎

روے مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند　　مظہرش بندگی حضرت درویشان است

بیگم ۔ آپ لاکھ باتین بنائیے ۔ مین بے بھیجے نہ چھوڑنے کی ۔

آزاد ۔ خیر تو یہان بھی عذر نہین ۔ ایسا بے عذر آدمی بھی کم دیکھا ہوگا ۔

بیگم ۔ تو پھر اسٹیشن پر جائیے یہی تو ریل کا وقت ہے ۔

آزاد نے کپڑے وپڑے ڈانٹے میان خوجی کو ساتھ لیا اور اسٹیشن پہونچے ٹکٹ خرید گاڑی مین داخل ہوے سیٹی ہوئی اور ریل چلی ۔ کوئی آدھ کوس ریل گئی ہوگی کہ ٹھہری ۔ اب سب کو حیرت ہے کہ آدھ کوس کے فاصلے پر ریل کا ٹھہرنا کیا معنی ۔ اسٹیشن نہ چوکی ۔

راوی ۔ حضرت ناظرین ۔ اب ایک اور روایت طلب بات ذرا غور سے سنیے تو مطلب سمجھ مین آئے ۔

روایت ۔ شوی مارک نامے ایک باشندۂ جرمنی ہندوستان مین آتے تھے کئی گرنٹ اُنھون نے یہان خرید لیے تھے اُنکی میم ایک خوبرو اور پری چہرہ فرانسیسی لیڈی تھین صاحب کو بڑی تمنا تھی کہ اُنکے گھر مین لڑکا پیدا ہو ۔ مگر لڑکیون نے اُنکا گھر پکڑ لیا تھا اور اُنکی آرزوے دلی کا خون کیا تھا جب دیکھو لڑکی ہی ہوتی تھی اور صاحب بیچارہ جھنجھلا جھنجھلا کر رہ جاتا تھا ایکمرتبہ جب

امید کے نخل سے دیا بار　　خورشید حمل ہوا نمودار

توصاحب ہر روز دعائین مانگتے تھے کہ خدا کرے انکی لڑکا ہی ہو مگر اُنکی دعا قبول نہوئی انکی پھر دختر نیک اختر ہی تشریف لائین صاحب نے جسوقت بچے کے رونے کی آواز سنی تو بد حواس ہوکر دایہ سے پوچھا کہ جلد بتاؤ لڑکی ہوا یا لڑکا ہوا - دایہ نے بصد حسرت کہا کہ حضور انکی باری پھر مس بابا ہی تشریف لائین - یہ سنتے ہی اُنکے ہوش اُڑ گئے اور فرط رنج و غم سے بصد حسرت باغ مین ٹہلنے لگے - اتنے مین صاحب کے ایجنٹ شیخ تصدق علی صاحب بھی تشریف لائے باغ مین جاکر صاحب کو جھک کر سلام کیا -

صاحب - ول ایجنٹ -

ایجنٹ - پیر و مرشد - خداوند - جو حکم -

صاحب - آپ نے کچھ سنا - آج بڑا برا خبر -

ایجنٹ - ہان حضور بہت بڑا برا خبر -

صاحب - آپ نے کیا سنا -

ایجنٹ - (اپنے دل مین) کیا بیڈھب سوال پوچھ بیٹھے ہین سنا کس بھکوے نے کچھ - مین تو فقط ہان مین ہان ملاتا تھا - اُنھون نے کہا برا خبر - مینے کہا کہ بہت بڑا برا خبر -

صاحب - (رو کر) ہمارا میم صاحب نے انکی پھر لڑکی دیا -

راوی - صاحب کے رونے پر ایجنٹ کو بڑی ہنسی آئی مگر آدمی تھا چالاک ور زمانہ ساز - سنتے ہی لگا دو ہتڑ پیٹنے اُسکی یہ کیفیت دیکھکر شوی مارکٹ بھی سر پیٹنا شروع کیا - ایجنٹ نے خانساماں اور بیرا اور دھوبی ور سقہ اور ڈوریے اور سب نوکرون چاکرون کو بلوایا اور کہا سب آؤ اور پیٹو - بھئی اُنمد اُسوقت کی بھی ول لگی قابل دید تھی - درجن بارہ آدمی مل کر سر پیٹ رہے ہین جیسے مینڈک کی کھوپڑی پر کسی نے نمک چھڑک دیا یہ ساری کیفیت دایہ نے میم صاحب سے جڑ دی اُنھون نے جھلا کر کہا کہ ہم صاحب کو بہت جلد پاگل خانے بھیجنے والا ہے -

صاحب - ول ایجنٹ ہمارا میم ہر سال لڑکی پر لڑکی چھوڑتا ہے اور ہمارا [illegible]

ایجنٹ - (رو کر) حضور دونون کو ایک ہی ٹاپے مین بند کر دیجیے -

صاحب - ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم اپنا منھ پیٹ ڈالے -

ایجنٹ - اور حضور میرا جی چاہتا ہے کہ اپنا اور آپکا دونون کا منھ پیٹ ڈالون آپکی اور میری دونون کی صورت منحوس ہے - دونون بدبخت دونون اس قابل کہ تلے اوپر گڑھیا مین ڈبو دے -

صاحب - ول شیخ صاحب آپ بہت ٹھیک ٹھیک بولتا ہے -

ایجنٹ - حضور آپکا اور اپنا دونون کا منھ جھلس دینے کو جی چاہتا ہے -

صاحب - ہان ٹھیک ٹھیک تم بولتا ہے -

راوی شیخ جی کو گالیان دینے کا اچھا موقع ہاتھ آیا - گالیان دیے جاتے ہین مگر صاحب سب کو ٹھیک ہی ٹھیک بتاتے ہین -

صاحب - ول شیخ اب آپ کچھ تدبیر سوچے کہ لڑکی نہونے پاوے -

ایجنٹ - تو حضور ایک کام کیجیے حضور تو بنگلے کے اُس طرف جاکر ٹہلین اور فدوی اس باغ مین چہل قدمی کرتا ہے دونون تدبیر سوچین کہ اب کیا کرنا چاہیے

یہ سنکر صاحب نے شیخ کو گلے سے لگایا اور خوب روئے رو دھو کر صاحب تو بنگلے کے اُس طرف گئے اور ادھر شیخ جی نے باغ کا جائزہ لینا شروع کیا اچھا آڑو گول مول پکے نیم سرخ و گرنیم سبز اُنھون نے موقع غنیمت جانکر آڑو چکھنے شروع کیے - باغبان نے تو دیکھا تھا کہ صاحب اپنے گلے مل مل کر رو رہے تھے مارے خوشی کے جھپاک سے چاقو اور پانی لے آیا دھو دھو کر اور چھیل چھیل کر آڑو کھلانا شروع کیے واہ بھئی شیخ جی کیون نہو صاحب کو اچھی پٹی پڑھائی اچھا ٹہلایا -

الغرض دوسرے سال صاحب کے مشکوے دولت مین فرزند ارجمند تولد ہوا جب لڑکا چھ برس کا ہوا تو صاحب اور میم صاحب - اسکو لیکر ریل پر سوار ہوئے کہ اپنے گورنمنٹ کو جاتے تھے - اسی ریل پر میان آزاد اور خوجی بھی سوار تھے خیر ریل جو ٹھہری تو ایک شخص نے کہا کہ کسی کا لڑکا ریل سے گر پڑا ہے ابھی ریل ٹھہری گئی - صاحب اور میم صاحب نے جو ادھر لڑکے کے گرنے کی خبر سنی اور ادھر اپنے پیارے لڑکے کو غائب پایا تو سن سے جان نکل گئی اور اُسی دم ریل بھی وہان سے روانہ ہوئی - فرط بیقراری سے میم صاحب نیچے کود پڑین اور صاحب نے

لڑکے اور میم دونون کو مردہ سمجھ کر رونا شروع کیا۔ قریب تھا کہ خود بھی کود پڑین کہ اتنے مین ریل ٹھہری۔

اب سنیے کہ انکا لڑکا انتہا کا شریر تھا کھیلتے کھیلتے بنچ کے نیچے جا کر سو رہا والدین کو اسکی خبر نہین۔ جب انھون نے لڑکے کے گرنے کا حال سنا اور اپنے لڑکے کو غائب پایا تو حق الیقین کا درجہ ہوا کہ وہی لڑھک گیا۔ مگر دوسری مرتبہ جو ریل ٹھہری تو میان صاحبزادے بنچ کے نیچے سے کھٹ سے موجود صاحب نے لڑکے کو دیکھا تو باچھین کھل گئین اور فرط ابتہاج سے آنسو نکل پڑے ادھر میم صاحب کا حال سنیے کہ چلتی ریل پر سے کود پڑنے کا انکے قلب پر صدمہ تو پہونچا مگر گھاس پر گری تھین ہاتھ پانون مین چوٹ نہ آنے پائی جسوقت لوگون نے میم صاحب کو گھانس پر سے اٹھایا تو سمجھے کہ چل بسین لیکن تھوڑی دیر مین انھون نے آنکھین کھول دین آنکھین کھولنا تھا کہ صاحب نے لڑکا انکی گود مین ڈالدیا۔ بس اب انکی خوشی و مسرت کا حال کچھ نہ پوچھیے۔ گلے سے لپٹایا۔ چھاتی سے لگایا بار بار منھ چوم لیا اور مارے خوشی کے آنسو نکا تار بندھ گیا مگر صدمہ اٹھایا تھا کلیجے پر زخم کھایا تھا۔ بولنے کی تاب نہ تھی بات کا کرنا محال تھا بیٹھنا تک اسوقت بال تھا لڑکا بھی دنگ۔ مگر صاحب کا چہرہ فرط طرب سے گلرنگ۔ بیوی کو سمجھاتے تھے تشفی دلاسا دیتے جاتے تھے کہ وہ شدنی امر تھا اب کیا ملال ہے اتنے تو ہمین تھے جنھون کا خیال ہے۔ خدا نے ہم تینون کو بلا سے بچایا بچھڑے ہوؤن کو ملایا۔ لو ذرا سی برانڈی پی لو اور گھر جاؤ لڑکے کو کھلاؤ۔ دل بہلاؤ۔ اللہ نے بڑی خیر کی ورنہ مین تو زندگی سے بیزار ہو جاتا۔ تیر غم کلیجے کے پار ہو جاتا۔ جب میم صاحب کو ذرا تسکین ہوئی تو آہستہ سے بولین کہ مین خواب دیکھ رہی ہون یا بیداری ہے۔ مگر ابھی تک نہایت بیقراری ہے ہاتھ پانون سنسنا رہے ہین غش پر غش آ رہے ہین۔ قلب الٹا جاتا ہے۔ دم بھر چین نہین آتا ہے یہ کہکر اپنے پیارے بیٹے کو خوب زور سے چھاتی سے لگایا اور رو رو کر فرمایا کہ لڑکے تو کیا جانے کہ تیری تمہاری اماں پر اسوقت کیا گذری مرمر کے بچی پیارا بابا کی صورت پر مردنی سی چھائی ہے۔ سرخی نے رخسارون پر آنے کی قسم کھائی ہے الغرض صاحب کے نزدیک میم اور میم کے نزدیک لڑکے نے گویا دوبارہ زندگی پائی۔

پہلے اسٹیشن پر جب ریل ٹھہری تو ایک لڑکا کوئی سات آٹھ برس کا بنچ پر کھڑا ہو کر تماشا دیکھنے لگا۔ میان آزاد نے اسکے باپ سے کہا کہ بھئی اس لڑکے کو بٹھا دو۔ وہ گھامڑ گنوار سنکر خاموش ہو رہا میان خوجی نے اس لڑکے کی مان سے کہا کہ او نیکبخت اپنے لڑکے کو سنبھال لے ریل چلا چاہتی ہے۔ ایسا نہو کہ لڑھک جائے تو پھر لینے کے دینے پڑین مفت مین۔ اسکے کان مین جون نہ رینگی اتنے مین ریل روانہ ہوئی۔ ریل کا چلنا ہی تھا کہ لڑکا تڑ سے لڑھکا۔ ارے! ہا تھ زخمی ہوا ٹانگ مین چوٹ آئی کان دب گیا وہ تو کہیے خیر گذری کہ گاڑی کے اندر ہی گرا ورنہ جو باہر گرتا تو بچنا محال تھا۔ جسوقت لڑکا گرا تو اسکی مان نے (ارے!) کر کے اٹھا لیا خوجی بڑے خفا اب (ارے!) کاہے کو کی خواجہ بد بخت تو پہلے ہی سمجھاتا جاتا تھا۔ تم سُن کے چپکی ہو رہین۔ اسکو کوئی کیا کرے آزاد۔ مین نے بھی سمجھا دیا تھا۔ مگر سنتا کون ہے چلو۔ ع۔ رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت۔ بچون کا قاعدہ ہے کہ جہان ریل ٹھہری وہ بس وہ بنچ پر کود کر کھڑے ہو گئے یا کھڑکی پاس کھڑے آدھا دھڑ باہر لٹکائے بے تکلف دیکھنے لگے تو وجہ کیا۔ لڑکون کو تمیز کہا کہ جب ریل چلیگی تو دھچکے سے قدم ڈگمگانے لگینگے اور اسکے روانہ ہوتے ہی گر پڑینگے۔ ذرا ریل ٹھہری وہ بس وہ سمجھے کہ اب جو چاہین وہ کرین۔ لڑکے تو خیر بچے ٹھہرے چھوٹ جائینگے مگر انکے والدین کی حماقت پر البتہ ہنسی آتی ہے کہ جان بوجھ کر روکتے نہین اور بعض احمق خود ہی واقف نہین وہ اپنے لڑکے کو کیا سمجھائین لاحول ولاقوۃ کئی بار ایسے سانحے میرے روبرو ہو چکے ہین۔ گورنمنٹ کو لازم ہے کہ اس قسم کے حادثات سے عوام کو اطلاع دیتی رہے۔ بلکہ ریل والے اسکو بھی اپنے فرائض مین تصور کرین تو خوب بات ہو۔

راوی ریل جسوقت ٹھہری کئی آدمی اتر اتر پڑے۔ ایک بانڑے جی بھی

بڑے پیاسے تھے - تھوڑی دیر تک پکارا کیے کہ مسری جی - مسری جی او پانی والا جب پانی والے نے سُنا تو اُنکے قریب آیا - یہ پانڈے برہمن آگومی پُرانے فیشن کے لوگ - ریل پر پانی پینا اشد یعنی ناپاک سمجھتے تھے کھٹ سے اُتر ہی تو پڑے اور پلیٹ فارم پر اوکھڑ لگا کر بیٹھ گئے مگر جوتا اُتار کر ایک حریف بھی ٹہل رہے تھے - بس سمجھ جائیے حضرت نے جیسے چاہا کہ پانی پئیں ویسے ہی جمعدار نے للکارا کہ اُدھر اُدھر گنوار کہین کا بیٹھ گئے بیچ راہ مین - جا نکلو - یہ بیچارے اُٹھے کہ اسطرف جا کر پانی پئین مگر جوتیان ندارد - ارے یارے چہ معنی دارد - حریف جوتیان اُڑا لیگیا - ادھر دیکھا اُدھر دیکھا جوتیان کہین نظر نہ آئین لگے جمعدار سے دھینگا مشتی کرنے - ادھر گھنٹی بجی سیٹی ہوئی اور ریل دن سے روانہ باشد لپکے ہی تھے کہ ریل پر جھپ سے سوار ہو جائین جمعدار گلے پر موجود - ہاتھ پکڑ لیا کہان چلے چچا جان - اب بیٹھو یہان - ہونہہ کیا جلد لپکے تھے - ریل کو بھی کوئی چھکڑا سمجھے تھے کبھی بابا رج سوار ہوے تھے

پانڈے جی - تو کیا ہم یہان ہی رہجاد ینگے -

جمعدار - رہجاؤگے یار رہ گئے - اب جا بھی سکتے ہو -

پانڈے جی - تم بڑے نٹ کھٹ آدمی ہو جی - ہم چڑھ جاتے تو تمھارا کیا ہرج تھا جی -

جمعدار - ٹکٹ دکھاؤ - بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بتاؤ -

پانڈے جی - لو جیسے ریل نکل گئی اور ہمکا چھانڑ دہین ہاگجب اب ہم کون اُپاے کری ہو -

جمعدار - او باوکر و اپنا مونڑ - او ٹکٹ دکھاؤ ہم کا -

پانڈے جی - اب ٹکٹ کہ کے گھر سے لائی ہو ٹکٹوا سار تو دہین گوا تماکو کا بٹوا - لحاف - توشک - بچھانے کی دری - پالک (ایک پونڈ) بھانگ کی جھولی - مدایو کو کہ نگری ہمرے پاس ہے بھئی - پو ٹری کھیر گجری - اب ہم جائی کہان -

جمعدار - کانجی ہوس -

راوی - جمعدار نے اسٹیشن ماسٹر سے کہا - اُنھونے فوراً تار دیا کہ ایک مسافر کا اسباب ریل پر ہے - اور وہ اسی اسٹیشن پر رہ گیا جلدی کے سبب سے ریل نکل گئی وہ تاپا ہی کیا - پانڈے جی مہراج سمجھے کہ اب پکڑے گئے مال کا مال گیا ریل کی ریل نکل گئی مصیبت کی مصیبت پڑی - آلو کے آلو بنے - اور سرکار سے جو کچھ جرمانہ ہو وہ مزید بران جمعدار نے جو اُنسے کہا کہ کانجی ہوس جاؤ تو سمجھے کہ اسطرف سرا کو کانجی ہوس کہتے ہونگے تبدیل کمنڈ کے آدمی لوگون سے کانجی ہوس کا راستہ پوچھنے لگے دل لگی آدمیون نے فقرے دینے شروع کیے کسی نے پچھم بتایا کسی نے پورب آخر کار ایک بھلے مانس نے کہدیا کہ کچھ بیوقوف ہوے ہو - کانجی ہوس جا کے کیا گدھا نس جاؤ گے پاگل اگدھے ہو یا بیل - یا بچھیا کے تاؤ - نرا احمق ہے رے - اپنا کام کر دو آدھ گھنٹے مین ریل آتی ہوگی - اُسی پر سوار ہو جانا - اب پھر اسٹیشن ماسٹر کے پاس پہونچے اور لطیفہ کیا وہ اور اُنکی میم کمرے مین بیٹھی ہوئی ہین - اور آپ نے پردہ اُٹھایا کھٹ سے دہم

اسٹیشن ماسٹر - تم کون ہے - سور سے پوچھے چلا آیا - کوئی ہم

پانڈے جی - ہجور ہماری نہی کو دُسے گوا - کا کہی -

اسٹیشن ماسٹر - چل جاؤ گدھا - ہم نہین جانتا پانی والی - اتنے مین جمعدار اور تین اور سپاہیون نے پانڈے جی کی گردن مین ہاتھ دیا اور باہر نکالکر سمجھایا کہ نادان اسوقت وہ کمرے مین بیٹھے کر رہے ہین اور میم صاحب بھی وہین ہین - تو کیون گھس گیا خبردار اب ایسی حرکت نکرنا اور لطیفہ سنیے جب ریل ٹھہری تو ایک صاحب نے وہین تک کا ٹکٹ لیا تھا غل مچانا شروع کیا کہ کھولو کھولو - خیر اُترے تو اب گھبراہٹ نے گھیر لیا - دروازے کے پاس گئے بابو نے ٹکٹ مانگا -

مسافر - باہر آؤ تو دیتے ہین -

بابو - ہم تمھارے لیے باہر جاؤ نگا - تم کون کہان کے گنڈیل ہے -

مسافر - ابی تو صریح دیکھ رہے ہو کہ دونون ہاتھ رکے ہوے ہین - مگر

ہاری مانتے ہو نہ جیتی - کہدیا کہ باہر آؤ سنتے ہی نہین -

بابو - تم تو بڑا ہجت (حجتی) آدمی ہوگا - تم ٹکٹ دکھا دے تو جانے پاوگا - نہین تو تمھارا پانون مین بیڑی پڑیگا -

مسافر - ہم صاحب سے بول دینگے کہ بابو ہم کو دھمکاتا ہے - مرد آدمی کہتے تو جانتے ہین کہ باہر آ تو ٹکٹ لے - کیا نامعتبر ہین ہم -

بابو - ہم کیا جانے کہ تم چور ہے یا کون بدماش (بدمعاش) ہے - تم کہان کا سیٹھ بنا ہے - اب تم ہمارے کو ٹکٹ نہ دیگا تو ہم نہ جانے مانگتا - بھائی تم شالا بڑا گول مال کرتا ہے -

مسافر - (اسباب پھینک کر) یہ لے اب ٹکٹ لے - بے ٹکٹ واپس نجا (مُکنگا)

راوی - حضرت بہت ہی بگڑے - مارے غصے کے چہرہ سرخ - بابو بیچارہ سپاہی کی آڑ مین کھڑا ہوگیا - حضرت نے گٹھری کھولی پندرہ منٹ مین گٹھری مین ایک بیگ تھا اُسکا قفل کھولا - کوئی تین منٹ مین بیگ سے ایک کپڑا نکالا ایک منٹ مین کپڑے سے ٹین کا چونگا لیا - دو منٹ مین چونگا کھولا - ایک منٹ مین چونگے سے ایک لال کپڑا نکالا - ایک منٹ مین وہ خوب لپٹا پٹا یا تھا اُسکو کھولا تین منٹ مین آئین سے ایک کاغذ نکالا اُس سے ٹکٹ نکالا - کوئی ستائیس منٹ مین نکل سکا - خدا کی پناہ اُن جانگلونی سے خدا بچائے - ستائیس منٹ کے بعد بابو کو ٹکٹ ملا - کچھ ٹھکانا ہے - اب اسٹیشن پر سناٹا - سب بھر کسی کو کتے نے تو کاٹا نہین تھا کہ ادھ گھنٹے تک ٹکٹ ہی نکالا کرتا - جب ہی حضرت بابو کو باہر بلاتے تھے کہ مزے سے گٹھری کھولین - اور ٹکٹ دین گھر ہی سے کیون نہ بھیجدیا -

ایک مسافر کی کیفیت سنیے جب اُنھون نے دیکھا کہ ریل چلنے کو ہے تو نارنگی والے کو بلایا - ایک آنہ دیا کہ نارنگیان دے - اُسنے پیسے تو تھما لیے اور دھتا بتایا ریل چل کھڑی ہوئی - جلدی سے دو نارنگیان پھینک گاڑی مین پھینکین -

آخوند صاحب کی ملاقات

الغرض میان آزاد کوئی ڈھائی گھنٹے مین داخل منزل مقصود ہوئے اور جناب اخوند صاحب کی ملاقات کو چلے - مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک مقدس اور مسن بزرگ بیٹھے تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین اور چار پانچ آدمی اردگرد بیٹھے ہوے ہین مگر سب خاموش ورادب سے ساتھ میان آزاد بھی ایک گوشے مین چپکے سے جا بیٹھے اور خواجہ بدیع صاحب جھک کر تین بار سلام کرکے اخوند صاحب کے قریب ہی ڈٹ گئے - جب تلاوت قرآن سے فراغت پائی تو جناب ممدوح نے قرآن کو چوم لیا - اور میان آزاد کیطرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین اور کیا خاص غرض ہے -

آزاد - بمبئی سے آتا ہون اور غرض خاص معرض بیان مین لاتا ہون - میرا عزم ہے کہ روم جاؤن اور ترکون کا ہاتھ بٹاؤن - وہان آجکل روسیہ نے حضرت سلطان المعظم سے جنگ کا قصد کیا ہے اور بدولت رفیعہ روم کے اعضا و جوارح ہی اُسکے دشمن ہوگئے ہین ایسے سفر دور دراز مین انواع واقسام کی مصیبتین پیش آتی ہین - آپ کی علمیت اور دعاے خیر کی برکت المشہور کالشمس فی نصف النہار ہے - اگر میرے حق مین دعاے خیر کیجیے تو چشم ماروشن دل ماشاد - خانۂ احسان آباد -

آخوند صاحب - (تفکر کرنے لگے) -

راوی - سچ ہے -

سخندان پروردہ پیر کہن	بیندیشد آنگہ بگوید سخن

اخوند صاحب - آپکی ہمدردی کا حال سُنکر روح مسرور ہوئی حمیت اسلام واقع مین اسی کی مقتضی تھی - خدا آپکو نیکنام اور فائز المرام کرے آپکی ہمت مردانہ ہی آپکے حق مین دعاے خیر کا فائدہ بخشے گی - اور آپکی حمیت آپکو شر آفات سے بچائے گی - باقی رہا میری دعا کی نسبت مین تو دعا دیچکا کہ خدا آپکو فائز المرام اور نیکنام کرے - اسقدر غور کر لیجیے کہ آپ تو صرف ہندوستان سے روم جاتے ہین - دانایان فرنگ تمام عالم کی سیر و سیاحت فرماتے ہین - مگر وہ کبھی دعا کے طالب ہوے اور بفضل خدا ہمیشہ سرخرو اور کامیاب ہی رہے ہین اگر دن بھر دعا مانگا کرونگا تو بھی یہ ممکن نہین کہ آندھی

آپ اور میری دعا کی وجہ سے آپکا جہاز بچ جائے یا اور سب ڈوبین اور آپ میری دعا کے باعث سے محفوظ رہین شاید ایسا ہی ہو مگر مین نے صدق دل سے اپنی راے عرض کر دی معاف فرمائیے گا۔

راوی - میان آزاد تو سمجھے تھے کہ یہ صاحب دعا خیر دینگے اور ایسی ایسی باتین کہینگے جو اُنکے خیالات کے بالکل خلاف ہون لیکن قضیہ بالعکس نظر آیا۔ اخوند صاحب نے اور ہی پٹی پڑھائی - میان خوجی کے نزدیک اُلٹی گنگا بہائی - آزاد مارے خوشی کے اُچھل پڑے بچھڑ گئے اور استادہ ہوکر جناب آخوند صاحب کے قدمون پر گر پڑے -

آزاد - قبلہ مین نے سنا تھا کہ آپ بڑے باکمال ہین دولت علم و فضل سے مالا مال ہین دیکھا تو اُس سے بھی وہ چند پایا - اور اتنی ہی دیر کی صحبت مین وہ لطف اُٹھایا کہ - ع دل من داند و من دانم و داند دل من اب صاف عرض کرتا ہون کہ میرے بھی بعینہ وہی خیالات ہین جو آپکے ہین لیکن ایک دوست کے اصرار سنے مجبور کیا کہ زیارت انور سے محروم نہ رہون گو آیا تو تھا او پر ہی کے دل سے مگر جاتا ہون خوش خوش بحمد اللہ کہ آپ جیسے ملکوتی صفات بزرگ نیک نہاد کے شرف ملازمت سے مستفید ہوا اور آپکے شمس ہدایت کی ضیا سے عیون باطن نے نور پایا ع - ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی :

جناب آخوند صاحب نے میان آزاد کو پند سودمند اور نصائح دل پسند سے درم ناخریدہ غلام کر لیا مگر خوجی کی نظرون مین اُنکا کلام ذرا بھی نہ جچا - الغرض میان آزاد خوجی کو لے کر وہان سے روانہ ہونے کو تھے کہ خواجہ بدیع صاحب نے ایک کاغذ جناب اخوند صاحب کی خدمت مین پیش کیا آزاد دنگ کہ یا آلہی یہ کاغذ اُسنے کیسا پیش کیا نے نکا تو ہی کہین کچھ سوال تو نہین کر بیٹھا - آخوند صاحب نے پڑھا اور مسکرا کر میان آزاد کو وہ کاغذ دیدیا اُنھون نے جو اُسپر نظر ڈالی تو ہنسی ضبط نہو سکی - اِسمین یہ لکھا تھا -

استفتا - چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین درین معنی کہ اگر کسی برجہاز افیون چین یا مالوا یا ہر انچہ دستیاب شود بفضل خدا عز و جل خود برجہاز در پینک ہم شود کہ ہر آئینہ لازمہ آنست چنانکہ سرور لازمہ شراب و مست بھنگ لازمہ بنگ نوشی و موت لازمہ چانڈو و بازی و چرس لازمہ حمق و گانجا لازمہ پاجی پن ست فلہذا اگر خورد کسی فیون برجہاز مضائقہ دارد از روے شرع یا غیر مضائقہ انچہ باشد صاف صاف بگویند کہ در شرع شرم روا نہ باشد و عند الحاجت بکار نہ آید - سوال از اخوند صاحب قبلہ است آزاد را چہ مجال کہ بخند و بر من و بر تحریر من بدیع کہ قطاع الطریق ست بینوا و توجروا -

آزاد - (مسکرا کر) سبحان اللہ - فارسی کی اچھی ٹانگ توڑی ہے بس گلا ہی ریت ڈالا - مگر سوال کتنا بیڈھب ہے -

خیر - اخوند صاحب قبلہ کی ملاقات سے میان آزاد از بس محظوظ و مسرور ہوکے شام کو ریل پر سوار ہوکر تڑکے داخل بمبئی - بگھی کرایہ کی میرزا صاحب کے مکان پر پہونچے -

زمین - (اندر جا کر) آگئے اور وہ سٹران بھی گرتے پڑتے آرہے ہین

بیگم - آگئے دیکھا ہم کہتے ہی تھے (میرزا صاحب سے) لے اب پانچ روپیہ دہنے ہاتھ سے دھر دیجیے - حاشا مین ایک تو ماننے کی نہین - اجی بس دھاندلی تہ کر رکھیے واہ وا - یہ کون بات ہے کہ کہ کے مکر جانا پانچ روپیہ کیواسطے ایمان دوگے تو اللہ جانتا ہے ہمین سخت رنج ہوگا لاؤ - بس لاؤ (دامن پکڑ کر) مین اُٹھنے تو دونگی نہین - بدا کیون تھا - بد مین آنکھی روگ ہین - مگر دیتے وقت کھلتا ہے - تم آئے دن ایسی ہی دھاندلی کیا کرتے ہو - خود جیتین تو چھین لین اور جو ہارین تو تبے تبائین - جی بس مین نے قسم کھائی جو بے لیے دامن چھوڑون اے واہ ! -

آزاد - کیا بات ہے - ہم بھی تو سنین -

میرزا - حضرت آپ کو ہم نے حکم بدا -

بیگم - جی یہان حکم وکم نہین جانتے - دہنے ہاتھ سے پانچ روپیہ رکھ دیجیے میر فیصلی ہم نہ مانئینگے (رونی صورت بنا کر) ہمارا روپیہ

حوالے کیجیے۔ بس اب رلاؤ نہین۔

راوی - واہ ری کم سنی۔ بس دنیا مین جو کچھ ہے شباب ہے۔ جوبن مذاق لطف سب کی عزت اسی کے دم سے ہے۔ سب کی رونق اسی کے فیض قدم سے۔ بیگم صاحب کی بھولی بھالی باتین تو دیکھیے کبھی گھرکنا کبھی جھڑکنا کبھی آنکھین دکھانا۔ کبھی مسکرانا کبھی رونی صورت بنانا کبھی چٹکیان لینا۔ ایک وضع پر قرار ہی نہین۔ اہو ہو ہو۔ بڈھے مین یہ باتین کہان آئی تو یہ جہان بیٹھے نقش قدم ہو گئے اٹھے تو چلنا دوبھر۔ چلے لٹھیا کے سہارے

آزاد - آخر آپ ہی آپ دونون لڑ رہے ہین کچھ ہم سے بھی تو کہیے۔

میرزا - حضرت ہم پانچ روپیہ ہارے۔ دیدینگے۔ جلدی کیا ہے کچھ منھ پر بل ہے

الغرض میرزا صاحب نے جھکا جھکا کر پانچ روپیہ بیگم کو دیے پہلے ایک روپیہ منگوایا۔ بیگم نے موری مین پھینک دیا۔ پھر دو دکھائے انھون نے جھلا کر چٹکی لے لی مگر چپکے سے جسمین میان آزاد نہ دیکھنے پائین۔ شوخی و حیا مزاج مین کوٹ کوٹ کر بھری تھی بھلا ممکن تھا کہ میرزا شرط ہار کر بیوی کو روپیہ نہ دیتے اور پھر بیوی بھی ایسی کہ جوان شوخ حسین حیادار طرار گلعذار مگر مزہ اسی مین ہے کہ دو گھڑی دل لگی دیکھین۔ مل ملا کے روپیہ دیے گھر کی سہی۔ جھڑکی سہی تیکھی چتون دیکھی قہر آلود نظر پر نظر ڈالی اس سے بڑھکر اور لطف کیا ہے۔ آخر کار جب خوب جھکا چکے تو پانچون حوالے کیے اور کہا کتنی سادی ہو بھلا مین پانچ روپیہ کے لیے تم سے آنکھ چراتا۔ انھون نے کہا بس بس بہت باتین نہ بنائیے۔ اسکے بعد آخوند صاحب کی باتین ہوئین۔

واہ رے طبیب

دوسرے دن میان آزاد کی طبیعت کچھ علیل تھی خوجی کو لیکر حکیم کے پاس گئے دیکھا کہ باہر کئی ڈولیان اور پینسین رکھی ہوئی ہین جا کر باادب بیٹھے کوئی قارورہ دکھا رہا ہے۔ کوئی اپنے عارضے کا کچا چٹھا سنا رہا ہے حکیم صاحب فرش مکلف پر متمکن ہین اور ایک مریض سے یون گفتگو کر رہے ہین

مریض - اُف ہائے۔

حکیم صاحب - (نبض پر ہاتھ رکھکر) تمھاری نبض رملی چلتی ہے زرا زاریانج پھانکو جا کر۔

آزاد - رملی کیا معنی جناب حکیم صاحب۔

حکیم صاحب - ایک قسم کی نبض ہے۔

آزاد - (اپنے دل مین) بس معلوم ہو گیا کہ حکیم صاحب بڑے گھامڑ کندۂ ناتراش ہین نملی نبض کی خرابی رملی ہے اور رازیانج کی خرابی زاریانج ہے کسی کتاب مین رازیانج پڑھا ہوگا چلیے وہ تو بھول گئے زاریانج کہنے لگے ؎

گر ہمین مکتب ست واین ملا	کار طفلان تمام خواہد شد

حکیم صاحب - اکثر ادویہ کے نام سے بھی وہ لوگ واقف نہین جو طب سے بے بہرہ ہین مثلاً دم الاخوین۔ یعنی دو بھائیون کا خون گرم دوا ہے۔ فالج مین دیجاتی ہے۔ حب الآس۔ امید کا بیج چوتھے درجہ کا گرم ہے

آزاد - ہان! اغلب ہے کہ مسہل قوی ہو اور جن لوگون کو قبض کی شکایت ہے انکو مفید ہو۔

حکیم صاحب - اسمین کیا شک ہے۔

آزاد - (اپنے دل مین) مار ہی ڈالا۔ حب الآس سرد دوا قابض اسکو حضرت مسہل قوی بتاتے ہین۔ بھلا تخم کاہو مقشر کی کیا خاصیت ہے حکیم صاحب سمجھے کہ کاہو سے مقشر پوچھتے ہین سوچے کہ کیا جواب دون یہ تو نام ہی نہین سنا آج تک فرمایا کہ ایک جانور ہوتا ہے بدخشان واقع روم مین رنگ آسمانی۔ لقوے مین اسکا خون نافع ہے۔

راوی - بہت ہی خاصے۔ واہ حکیم جی۔ جو یہ واقفیت ہے تو کاہے کو مریض جانبر ہوتا ہوگا۔ تخم کاہو مقشر انتہا کا سرد ہے تپ مین دیا جاتا ہے آپ لقوے مین استعمال کراتے ہین اور گرم بتاتے ہین۔

آزاد - کیون جناب یہ کونین اور پولٹس کی کیا خاصیت ہے۔

حکیم صاحب - کونین تپ کو بھڑکاتی ہے پولٹس مصفی پی کر پھوڑا بناتی ہے

میان آزاد دنگ کہ یا الٰہی یہ حکیم ہے یا ملک الموت کا چچا جان! الامان الامان

جو لکھا ہو اُٹھی سو ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل + اسی سے لکھنؤ لاکھ گیا گذرا ہے
تو کیا ہوا پھر غنیمت ہے حکیم مرزا محمد علی صاحب سرور کی لیاقت کے جھنڈے
گڑے ہوئے ہین چار دانگ ہند مین اس خسرو اقلیم حکمت نے سکہ بٹھایا۔
ہر دو نکو قم باذنی کہکر جلایا حکیم مرزا علی خانصاحب مخاطب بہ حکیم الملوک کی
توصیف مین زبان ناطقہ لال ہے حکیم مرزا علی حسن صاحب مخاطب بہ مسیح الدولہ
سبحان اللہ سبحان اللہ حکیم بناہ علیخانصاحب علاج اور تشخیص دونون مین
عدیم السہیم حکیم یعقوب صاحب جنکی گلی کو لوگ دار الشفا کہتے ہین اور جنکے
کمال کا ہندوستان بھر مین ڈنکا بج رہا ہے۔ اب حکیم مرزا محمد جعفر صاحب کیسے
مقدس اور خدا ترس اور لایق بزرگوار ہین حکیم میر باقر حسین صاحب حکیم سید
محمد خانصاحب ع ۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست + حکیم میرزا مظفر حسین خانصاحب
جنکے فیضان تعلیم سے صدہا ہزارہا طلبہ فائز بمرام ہین حکیم محمد اسمعیل صاحب
حکیم شیخ علی محمد صاحب ان اطبائے کامل فن فخر زمن کی جسقدر زیادہ تعریف
کیجیے کمی زیبد یہ نبض پر ہاتھ رکھا اور مریض نے کہا بس اب مین صحیح ہون
ہو الشافی نسخے مین لکھا اور بیمار نے کہا قبلہ بس ۔ اب تکلیف نہ کیجیے
بندہ چنگا ہو گیا اور یون کسی پنساری کا فائدہ کرانا منظور ہو تو بسم اللہ

خوجی ۔ بھلا افیم کی کیا خاصیت ہے۔

حکیم صاحب ۔ اول درجے مین مکھیان مارنا ۔ دوسرے درجے مین آنکھین مانگنا
تیسرے درجے مین غائب حواس و ہوش ۔ چوتھے درجے مین کفن پوش ۔
حاضرین سب پھڑک گئے اور میان آزاد بھی لوٹنے لگے کہ واللہ کیا کہی ہے
آزاد جہان دیدہ آدمی معًا بھانپ لیا کہ حکیم جی نام ہی کے حکیم بن بیٹھے ہین
پڑھے لکھے خاک نہین ہین لیاقت واجبی ہے ۔ مگر ہان علم مجلس مین
انکے بھی جھنڈے گڑے ہوے ہین ضلع جگت مین طاق آوازہ کسنے مین مشاق
سب گنون پورے انھین کون کہے لنڈورے ۔ آٹھون گانٹھ کمیت ہین

خوجی ۔ واہ حضور آپ بھی ہماری ہی جان کے خواہان ہوے ۔ (دلمین) اگر
اس شہر مین ایسے ہی ایسے طبیب ہین تو کئی قبرستان آباد ہو جائنگے ۔ چوطرفہ
مقبرے ہی مقبرے نظر آئینگے ۔ خدا ایسے نیم حکیم سے بچائے ۔ اللہ انکی صورت
نہ دکھائے جو میرا بس چلے تو کم سے کم دو ڈبل روز کی اسکو پلواؤن

آزاد ۔ حضرت اب رخصت ہوتا ہون ۔ کل انشاء اللہ تخلیے کے وقت
بشرط فرصت ضرور ملونگا ۔

حکیم صاحب ۔ (مسکرا کر) بشرط فرصت کے بعد ضرور کا لفظ کیا ضرور تھا ۔

آزاد ۔ غلطی ہوئی معاف فرمائیے گا ۔

حکیم صاحب ۔ غلطی بھی غلط ہے غلط مین (ی) بڑھانے کی کیا ضرورت ہے

راوی ۔ آزاد تو سمجھ گئے تھے کہ ان حضرت نے جو کچھ سیکھا ہے فقط صحبت کچھ
سے باقی خیر صلاح ۔ علمی کورے ہین اور تخم کا ہے مقشر کو سیاہ رنگ کا جانور بتائین اور
ہماری گفتگو مین غلطیان نکالین اے تیری قدرت ع ۔ مینڈکی را زکام پیدا شد

آزاد ۔ غلطی تراشیدۂ فارسی دانان ہندوستان ہے ۔ گو اہل عجم کے کلام مین نہو مگر
اردو مین جائز ہے ۔ اسکو بھی جانے دیجیے یہ غلط العام ہے کیونکہ اچھے اچھے
ثقات محسن کی زبان سے سنا ہے پس فصیح ہوا اور مطلوب اُسکی صحت کے ثبوت
مین ہم حضرت زیب النسا کے کلام کو پیش کرتے ہین جو بھی ذی لیاقت تھین
اور شاعری مین بھی نازک خیال و شیرین مقال سنیے ۔ ؎

واے بر شاعران نا دیدہ	غلطی را بجو د پسندیدہ
سرو را قد یار مے گویند	سرو چوبے ست نا تراشیدہ

اسکی صحت مین وہ وہ دلیلین پیش کر سکتے ہین جو قاطع اور مسکت
خصم ہین اب کسی کو نہ ٹوک بیٹھیے گا قبلہ ۔

حکیم صاحب ۔ آپ اجہل ہین ۔

خوجی ۔ (آزاد سے) اور نہ خریدہ وقرا نبیچہ ۔ اسوقت پاس ہوتا تو
اُچھل کے ٹیٹوا ریت دیتا ۔

آزاد ۔ (حکیم صاحب سے) آپکی خفگی سر آنکھون پر ۔ مگر ؎

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج	ما گذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

حکیم صاحب آپکو کیا یہ خبط دامنگیر ہوا ہے کہ ہیچمدان دیگرے نیست

کیا آپ اپنے کو ہم سے زیادہ ذی لیاقت تصور کرتے ہین -

خوجی - (نیم خیز ہوکر) اجی دو پیالیان منگوائیے تو لیاقت کا حال ابھی ابھی کھل جائے دیکھین ہم غین ہوتے ہین یا آپ ہین ہوتے ہین - یا دو قرولیان لائیے - دو دو ہاتھ ہم سے آپ سے ہو جائین - دیکھین کون سرخ رو ہوتا ہے اور کون گھائل ہوکے روتا ہے - کون موچھون پر تاؤ دیتا ہے کون قبر مین سوتا ہے - مگر شکایت تو میان آزاد سے ہے کہ آج تک قرولی نہ منگوا دی نہ منگوا دی -

آزاد - چلیے اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ آداب بجا لاتا ہون جناب حکیم صاحب

حکیم صاحب - خفا ہو کر نہ جائیے گا - بندہ تو بے نفس آدمی ہے دو لتحا آپ کا کہان ہے -

آزاد - حضرت ع - آزاد ہر کجا کہ شب آمد سرا او ست ؛

خوجی - مجھ سے پوچھتے تو مین کہتا کہ (بدوش) یعنی دو لتخانہ بدوش

آزاد - (استادہ ہوکر) تسلیم -

میرزا صاحب سے آزاد نے کہا کہ حضرت وہ حکیم تو نرے چوچ ہی نکلے واللہ جو الف کے نام بے بھی جانتا ہو -

میرزا - چلیے ہم آپکو اور ایک حکیم کے یہان لیچلین -

دوسرے نیم حکیم

سب مل کر چلے - سب مین خواجہ بدیع صاحب کو بھی شامل کر لیجیے گا پہونچے حکیم صاحب ایک کتاب کو بغور دیکھ رہے تھے یہ جا کر بیٹھے بھی مگر اُنھون نے گردن تک نہ اُٹھائی - خواجہ صاحب کو پینک جو آئی تو عدم کی راہ لی کھوپڑی یہ چلی وہ چلی میرزا صاحب نے آزاد کو اشارے سے دکھایا کہ خواجہ صاحب کی خبر آگئی موت اِنکا پتا پا گئی - آزاد نے چپکے سے چٹکی لی - تو چونکتے ہی وحشت مین آکر للکارا -

خوجی - بھلا بے گیدی - بات ترے کی - سمجھا تھا کہ پینک مین ہین اور یہان مراقبے مین تھے - لاتا تو میری قرولی -

حکیم صاحب - (سر اُٹھا کر) کیا قرولی! (آزاد سے) کیا خلل دماغ ہے اِنکو

آزاد - حضر

راوی - حضرت کا لفظ کہنے کو تھے کہ خوجی نے بات کاٹ دی -

خوجی - مجھ سے سنیے - ایک بہروپیے نے ناک مین دم کر دیا ہے آپکے ہان نسخہ وسخہ لکھوانے آئے نہ تو جمال گوٹہ لکھ دیجیے گا -

آزاد - اِنکی باتون مین نہ جائیے انکو قطرب ہے -

حکیم صاحب - وہ تو صورت دیکھتے ہی مین تاڑ گیا تھا -

خوجی - واہ رے تاڑنے والے - شاباش - اِس تشخیص کے قربان قصیدہ کہونگا آپکی تعریف مین -

حکیم صاحب - کیا آپ شاعر بھی ہین -

خوجی - قبلہ بس جیسے آپ حکیم ہین - ویسا ہی بندہ شاعر ہے -

حکیم صاحب - کوئی شعر فرمائیے پھر - کان کے پردے تک مشتاق ہین

خوجی - بہت خوب مگر داد دیجیے گا - چاہے آپ ہی ہاتھ پر پیٹیے کیون نہو سنیے - ؎

مُردونکو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندونکے قتل کو یہ مسیح الزمان ہے

مطب برخاست ہو چکا تھا مگر شاگرد البتہ دو چار دائین بائین بیٹھے کتے وہ تک مسکرا دیے حکیم جی نے چمڑے کے تکیے پر کہنیان ٹیکین اور پھر کتاب پڑھنے لگے اتنے مین ایک مریض آیا گو وقت مطب نہ تھا مگر حکیم صاحب مخاطب ہوے -

مریض - حکیم صاحب میرے دانتونکی جڑون مین کئی روز سے درد ہوتا ہے

حکیم - اجتلاب مواد بلغمیہ اسکا باعث ہے - کیا وجع مبرح ہے -

مریض - ؟ -

شاگرد - آپ استفسار فرماتے ہین کہ کیا کرب شدید ہے -

مریض - (گھبرا کر) ہان -

حکیم - اچھا نسخہ لو اور تمضمض کرو - مگر کل چلو دھا مقع ہے جیسا لازم ہے خوجی بھی بیٹھے بیٹھے سُن رہے تھے چپکے سے آزاد کے کان مین کہا کہ مولانا محمد عبد القدوس صاحب کے چھوٹے بھائی ہین لُغت کی سلونکی سلین اٹھ کا ہین

اب مریض نہ بچے گا نسخہ پیا اور چیپت - خدا ایسے اطبا سے بچائے
انکی صورت نہ دکھائے - آمین - آزاد نے اشارے سے کہا کہ چپکے رہو جی
یہ موقع کانا پھوسی کا نہین ہی گھر پر باتین کرینگے -

خوجی - جناب حکیم صاحب کچھ اِس عاصی بدیع کو بھی عرض کرنا ہی حکم ہو تو فرماؤن

حکیم صاحب - (فرماؤن کے لفظ پر حکیم صاحب مسکرا دیے)

خوجی - اِس حکیم کے قربان بات کرتے ہی کھیسین کاڑھ دین ابھی مرض سنا ہی نہین اور ریشہ خطمی ہو گئے - آدمی کیا گلقند آفتابی ہی یہ تو حلو کی رعایت تھی اب جامرض کا حال سنیے کہ شراب حموض ہی یا مہتابی ہی یا نبز شراب ہی

حکیم صاحب - (شاگردون سے) قطرب اِسی کو کہتے ہین -

شاگرد - بجا قبلہ -

خوجی - حضور مجھے اختلاف غواد غلقیسہ ہی اور دغغ مبرغ اور کرب عذید اتنے غین ہین - مینے سُنا حضور رمّال بھی ہین - اور لوگ کہتے ہین کہ جنر بیمارون کے گرد گفتال بھی ہین -

حکیم صاحب - (آزاد سے) انکو قطرب ہی مگر سخت - کل بعد غور نسخہ لکھونگا

خوجی - مگر واسطے خدا کے نسخے مین میٹھی دوائین ہون - نبات سفید اور گلقند اور شکر قند اور شربت نیلوفر - اور شربت جنازی - گروتی اپر علی کی سنوار ہان افیم مالوا - ۱۸ - تولہ - افیون چینی ۵ - تولہ - تخم بیخ پوست و سمن درخت پوست لکھ پیڑے کا لکھ پیڑ اٹینکچر آف اوپیم ۵۲ - اونس ۲۶ ڈرام بس پیتے ہی عالم بالا کی سیر کرنے لگون - اور آپ ہی کا دم بھرنے لگون

اتنے مین حکیم صاحب نے پکارا (ملاحت) شاگردون نے غل مچایا (صباحت) آزاد دنگ کہ یہ بے تکی ہانک کیسی لگائی - قطرب بتاتے خوجی کو تھے مگر خود خبطی سے معلوم ہوتے ہین - حکیم صاحب نے مکرر آواز دی (صباحت) شاگرد بولے (ملاحت) خوجی نے دیکھا مین ہی پھسڈی رہا جاتا ہون اُدھر حکیم صاحب ملاحت اور تلامذہ صباحت کہتے تھے اِدھر اُنھون نے للکار کر پکارا (وجاہت)

راوی حضرات ناظرین یہان ایک وجاہت طلب تاہو گئے ہاتھون سُبحان کہیے واجبتہ آید بکار - اگرچہ بود سر مار - کیون ہی نہ ہی - شاید کسی وقت کام آجائے حکیم صاحب نے دو لونڈیان رکھی تھین - ایک ملاحت - دوسری صباحت دونون طرار - دونون باغ و بہار - دونون گلعذار - دونون پرکار جو ذرا تمکین یا نمکین تھی اُسکو ملاحت کہتے تھے اور جو سرخ و سفید تھی اُسکا نام صباحت تھا - مان باپ نے خدا جانے کیا نام رکھا تھا - مگر حکیم آپ جانیے رسیا آدمی وہ چٹپٹے ہوئے نام رکھے کہ واہ جی واہ - خوجی نے چونچ کر وجاہت کو آواز دی تو دونون لونڈیان بجلی کیطرح لپک کر آئین مگر دونون کم سن پاک بیباک -

حکیم صاحب - ملاحت ذرا بہو بیگم سے کہدو کہ چار تیار کرا دین

خوجی - صباحت - ذری لاڈو خانم سے کہدو کہ میٹھے ٹکڑے پکا دین

صباحت - (بیڈھب تیور ڈال کر) ای کون لاڈو خانم - ؟ -

حکیم صاحب - تم جاؤ انکو خلل دماغ ہی -

ملاحت - (صباحت سے) ای چلو بھی موے سودائی کے مُنہ نہ لگو -

راوی - وہ دونون لونڈیان شوخ و چیپت نِک سُک سے درست چالاک وبیباک لاڈو خانم کا نام سُنکر خوب ہی ہنسین اور اغیار کو دیکھکر عمداً اور بھی کھل کھلائین اور ایک عجب ادائے دلربا سے چمک کر پردہ اُٹھایا اور پھرتی کے ساتھ قدم بڑھا کر اندر گئین وہان کا حال ملاحت جانین یا صباحت مگر اتنا معلوم ہی کہ اسی وقت اندر سے بھی قہقہے کی آواز آئی - دونون نے جا کر جڑ ہی تو دیا کہ موا اونا ٹما کہنے لگا کہ لاڈو خانم سے میٹھے ٹکڑے پکوالاؤ پھر آواز آئی کہ میٹھے ٹکڑے نہین انگارے سنکھیا یعنی میٹھے ٹکڑے کیسے انگارے کہے تو خیر کیا مضائقہ - مُنہ جھلسا دین لیکن حکیم صاحب اور اُنکے شاگرد ابھی تک قطرب ہی کے پھیر مین ہین - اور خواجہ بدیع صاحب کو کامل آزادی حاصل ہی کہ جو چاہین بکین جسکو جی چاہے گالیان دین جبکہ حکیم صاحب تو خود ہی تشخیص کر چکے کہ قطرب ہی بس اب انکار کون کر سکتا ہی اور شاگردون نے بھی اتفاق کر ہی لیا ہی -

اتنے مین آزاد نے کہا کہ پھر کل کسی وقت اِس بیچارے کو لے آؤنگا

آپ کی توجہ سے صحت ہوجائے تو کمال عنایت اور بندہ نوازی ہے۔

حکیم۔ انشاء اللہ۔

شاگرد۔ دو دن مین علاج کردین حکیم جی قبلہ کا دست شفا مشہور ہے۔

حکیم۔ آج تھوڑے سے پتے کتروا ڈالیے گا خصوصًا چندیا کے پاس سے

خوجی۔ مین نے سنا ہے کہ آپ نے بھی تو کچھ دن خط بنایا ہے پھر آپ ہی نہ اُلٹے استرے سے مونڈ ڈالیے۔

ملاحت۔ حضور چاہ تیار ہے۔

خوجی۔ اور میٹھے ٹکڑے۔

ملاحت۔ قند تو منگوا دیجیے۔

خوجی۔ سہ روہی تو گل لب تو قند ست ۔ گلقند علاج دردمند ست۔

حکیم۔ ملاحت۔ اب ہم تم کو شرارت کہا کرینگے۔ کہدیا کہ بھاگ جاؤ دیوانے کے مُنھ نہ لگو۔ اور کھڑی دل لگی بازی کر رہی ہو۔

خوجی۔ ڈبیا مین بند کر رکھو نہ۔ ذری دو گال ہنسنے بولنے دو میان۔ پھر پوچھا کہ کیون حضرت آپکے تو بہت شاگرد ہین بھلا ہم کسی سے سوال کرین۔ حکیم صاحب نے مسکرا کر کہا کہ سوال کی ضرورت ہی کیا ہے جب دماغ کا علاج ہوگا تو اُنکے کمال سے آپ خود ہی واقف ہوجائینگے۔

خوجی۔ (ایک شاگرد سے) جناب حکیم صاحب کا اسم مبارک۔

شاگرد۔ حضرت مولانا قاضی حکیم میرزا سعید الدین علی بیگ خانصاحب بمخاطب بمسیحائے ثانی۔

خوجی۔ اے ہے بس اتنا ہی سا نام ہے بندہ کا نام سنیے تو ہوش اُڑجائین سناؤن

شاگرد۔ بسم اللہ مگر ذرا دور ہی بیٹھے رہیے گا۔ آپسے خوف معلوم ہوتا ہے۔

خوجی۔ اِنکا نام تو ہے حضرت مولانا قاضی حکیم میرزا سعید الدین علی بیگ خانصاحب المخاطب بہ مسیحائے ثانی۔ اور بندہ درگاہ کا نام ہے جناب پینک آب دائم الخمر والبحر منبع ومجمع نور موفور حضرت مولانا و استادنا حکیم مفتی قاضی القضات شیخ میر سید خواجہ خواجگان خواجہ محمد بدیع الدولہ بہادر اورنگ جنگ المخاطب بہ افیونیون کے ثانی (اُف دم چڑھ گیا)۔

میان آزاد اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میرزا صاحب بھی ستادہ ہوے اور میان خواجہ بدیع الدولہ بہادر اورنگ جنگ بھی ساتھ چلے چلنے کے وقت پردے کے پاس آنکر ملاحت وصباحت نے کہ انتہا کی شریر اور شوخ طبع تھین چھینک دیا۔ خوجی تاڑ گئے کہ ہم کو چھیڑتی ہے۔ بس لوٹ گئے کہ بے مٹھائی کھائے اب نجانے کا۔ آزاد لاکھ سمجھاتے ہین میرزا صاحب ہاتھ پکڑکر اُٹھاتے ہین۔ مگر وہ ماش کے آٹے کیطرح اینٹھے ہی جاتے ہین بارے خدا خدا کرکے اُٹھے اور روانہ باشند۔

راہ مین آزاد نے کہا کہ حضرت واہ رے لکھنؤ۔ واللہ ہر فن کے باکمال اب بھی وہان موجود ہین۔ خدا آباد رکھے۔ وہان کا گلی کوچہ ہمکو تہ دل سے پسند ہے جو ہے دلبند ہے۔ اللہم زد فزد۔

جمبلنی سے بھی کوچ ہوا

میان آزاد اور میرزا صاحب اندر بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اتنے مین ایک شخص نے باہر سے آواز دی۔ میرزا صاحب نے زین سے کہا کہ جاؤ دیکھو تو کون ہے میان خلیفہ ہون تو کہنا اسوقت ہم خط نہ بنوائینگے تیسرے پہر کو آجائیے۔ زین آٹا گوندھ رہی تھی اچھا کہکر خاموش ہو رہی۔ پھر باہر سے آواز دی اور ساتھ ہی خدمتگار نے بھی پکارا تب تو زین کو مجبور ہوکر اُٹھنا ہی پڑا مگر ناک بھون چڑھاتی۔ بڑبڑاتی اور خدمتگار کو بے نقط سناتی ہوئی اُٹھی۔ بجلی پڑ جائے ایسی نوکری پر جو ہے میری ہی جان کا گاہک جسے دیکھو میرا ہی دشمن۔ واہ ایک کام چھوڑ دوسرے پر لپک۔ ابکی چاند ہو تو مین تنخواہ لیکے اپنے گھر بیٹھ رہون کیا نگوڑی نوکری کا بھی کچھ کال ہے زین کا قاعدہ تھا کہ کام سب کرتی تھی مگر بڑبڑا کر ہزارون باتین سنا کر بات بات پر تنک جانا تو گویا اُسکی گھٹی مین پڑا تھا۔ مگر ع۔ ناز بران کن کہ خریدار تست ؎ اپنے کام مین برق تھی اِسلیے اُسکی خاطر بھی ہوتی تھی۔ الغرض مُنھ پھلا کر اور آٹے کو ٹپک کر زین باہر گئین۔ پہلے تو جاتے ہی خدمتگار کی خوب لے دے کی۔ کیا گھر بھر مین مین ہی اکیلی ہون جب

پکارتا ہی مجھی کو پکارتا ہی موئے اُلّو کے منھہ مین نام پڑ گیا ہی خدمتگار کی جانی دشمن بات بات پر للکارا کرتی تھی خیر زیبنا اور خدمتگار مین بیچ بچاؤ کی اسکے بعد خدمتگار نے کہا کہ یہ آئے ہین۔ میان سے جاکر انکا پیغام کہدو مگر ذرا سمجھ بوجھکر کہنا۔ سب باتین سن لو اچھی طرح اور میان سے کہدو کہ جی چاہے تو باہر ہی آن کر سن لیجیے زیبن اندر آئین۔

میرزا صاحب۔ کون ہی۔ کون آیا کون ہی۔

زیبن۔ وہ آیا ہی۔ ملاح یا جانے کون۔

میرزا صاحب۔ کہتا کیا ہی۔

زیبن۔ حضور وہ کہتا ہی کہ آج جہاز روانہ ہوگا۔ ابھی دس گھنٹے کی دیر ہی تیار رہیے۔

بیگم نے جو جہاز کا لفظ سنا اور معلوم ہوا کہ آج ہی جہاز روانہ ہوگا تو بس دھک سے رہ گئین۔ چہرے کی سرخی خیرباد کہہ گئی زردی نے اپنا عمل کر دیا کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ آنکھون سے حسرت ٹپکتی تھی ضبط نہ کرتین تو آنسو جاری ہو جاتے مگر بہت ہی سنبھالا اور حسرت کے ساتھ میان آزاد کیطرف دیکھنے لگین۔ آزاد آپ جانیے جہانیان جہان گشت پرلے سرے کے تجربہ کار آدمی بیگم کے دل کی بات چتونون مین تاڑ لی مگر دم بخود۔

میرزا۔ (آزاد سے) لیجیے حضرت۔ اب کوچ کی تیاری کیجیے۔

آزاد بسم اللہ۔ تیار مستعد۔ یہان کچھ بڑا لمبا چوڑا سامان تو کرنا نہین خیمہ خرگاہ نہین۔ ایک بیگ ایک دری۔ ایک آفتابہ ایک لکڑی چلیے اللہ اللہ خیر صلاح جس وقت کہیے حجت سے موجود۔ میرا سامان سب لیس ہی۔ دقت پہر دن سے اُٹھ کھڑا ہونگا۔ آپ کچھ فکر نہ کیجیے۔

خوجی۔ (پردے کے پاس سے) یہان بھی مضمون واحد ہی ایک بیا ایک پیالی چانڈو پینے کی ایک نگالی ایک کتارا۔ ایک دونا مٹھائی کا ایک چاقو ایک قرولی۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ توپ بندوق کٹار تلوار وہان مول لے لینگے بندہ بھی کیل کانٹے سے درست ہی۔

اس تقریر پر میان آزاد اور میرزا اسد بیگ صاحب دونون ہنس پڑے خوب ہی کھل کھلائے۔ مگر بیگم صاحب کے لب پر ہنسی آئی بلکہ اُنھون نے ایسی صورت بنائی کہ اُنکے میان بھی سمجھ گئے اور ہنسی کو بہت ضبط کیا۔ میرزا صاحب خوب جانتے تھے کہ اُنکی بیوی پاکدامن ہین اور اس سے بھی واقف تھے کہ حسن آرا میان آزاد پر عاشق ہین پھر اُنسے کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنی بیوی کی بدچلن ہو جانے سمجھ گئے کہ اتنے دن تک میان آزاد یہان رہے ہین اب اُنکی جدائی شاق کیونکر نہ گذرے۔ خیر اشارے سے بیوی کو سمجھایا۔ لیکن اُسوقت تو قلب کا کچھ عجب ہی حال تھا اور اس بیقراری سے سچا عشق ظاہر ہوتا تھا جسکو میان آزاد اور میرزا صاحب دونون بھانپ گئے میرزا باہر گئے کہ اُس آدمی سے گفتگو کرین اور یہان میان آزاد اور بیگم صاحب اکیلے رہ گئے۔ کچھ دیر تک بیگم نے مارے رنج کے سر تک نہ اُٹھایا اور آزاد بھی سمجھے کہ اگر مین تشفی کا ایک کلمہ بھی کہونگا تو یہ بے اختیار رو ہی دینگی۔ لہذا اُنھون نے لب تک نہ ہلائے۔ مگر رنگ رخسار کے متغیر ہونے اور ٹھنڈی سانسین بھرنے سے اُنکے دل پر بڑا اثر ہوا تھوڑی دیر کے بعد بیگم نے سر اُٹھایا اور آزاد سے مخاطب ہوئین۔

بیگم۔ بس زبان بند ہو گئی۔

آزاد۔ آپ گھبرائیے نہین۔ مین جلد واپس آؤنگا۔

بیگم۔ (آہ سرد کھینچکر) ہاے اگر اتنی تشفی کر دو تو مین جی اُٹھون۔

آزاد۔ استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے۔ آپکو تو حسن آرا کیوجہ سے مجھ سے محبت ہو گئی ہی مجکو دیکھیے کہ تیر عشق کی خلش سے کیسے کیسے کرب سہہ رہا ہون مگر اُف تک نہ کیا حسن آرا ہی کی حالت پر نظر ڈالو۔ اُنکی جدائی پر میری جدائی نے کیسی بجلی گرائی کیا نوبت آئی لیکن مستقل مزاج ہی۔ انھین موقعون پر انسان کو استقلال کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ صبر صبر۔

بیگم۔ کہنا آسان کرنا مشکل ہی۔ اُف اندھیر سا چھا گیا کیا آج ہی جاؤ گے آف۔ آج ہی۔ا۔

آزاد۔ الٰہی مین کیونکر سمجھاؤن۔

بیگم۔ تمھارے جانیکے بعد میری کیا کیفیت ہوگی اور اب ہم تمھین دیکھینگے کیونکر

آزاد۔ انشاء اللہ۔ زندگی ہے تو ہنسی خوشی پھر ملینگے۔

بیگم۔ منزلون کا سفر کالے کوسون مجھے تو جیسے مایوسی سی ہے مین تو سب کچھ مان جاؤن پر جب دل بھی مانے۔ اس اندیشے کو کون سمجھائے۔ کوئی تدبیر بن ہی نہین پڑتی۔ اللہ مین کیا کرون۔

اتنے مین میرزا صاحب نے باہر سے آکر کہا کہ صبح کو گجر دم جہاز روانہ ہوگا خدا کرے بخیر و عافیت واپس آئے اور ہم بھی شریک تقریب سعید ہون۔

آزاد۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔

بیگم۔ یون جانے کو سب ہی جاتے ہین حج کو لاکھون مرد عورت ہو آئے مگر اتنی دور جانا اور لڑائی مین شریک ہونا بس یہی خیال تو مارے ڈالتا ہے

آزاد۔ یہ سچ ہے مگر سہ کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جان دیگرست

بیگم۔ واپس آنیکی تو بہت کم امید ہے نہ۔ جہان گولہ چلتا ہو وہان کسی کا بھی بس نہین چل سکتا۔ اتنی سی جان۔ گولے کو بھلا روک سکتی ہے کہان۔

آزاد۔ یہ لاکھون آدمی جو جنگ مین شریک ہوتے ہین اور مورچے پر جاتے ہین کیا سب کے سب مر ہی جاتے ہین ایسا نہین ہو سکتا اور پھر یہ بھی تو سوچیے کہ قضا کا وقت کوئی ٹال ہی نہین سکتا۔ پھر جیسے یہان ویسے وہان دونون مقام یکسان ہین۔ اب اسکا خیال نہ کیجیے اور خدا کی مرضی پر شاکر رہیے۔

بیگم۔ (آہ سرد کھینچکر) ہان۔

میرزا۔ بھئی میرا تو دل گواہی دیتا ہے کہ آپ سرخرو ہی ہوکر آئینگے آج تو آپ جاتے ہین مگر خدا وہ دن جلد دکھائیگا کہ پھر اسی مکان مین ہونگے انشاء اللہ۔ سہ

ہان مشو نومید چون واقف نۂ از سر غیب	باشد اندر پردہ بازیہائے پنہان غم مخور

انسان کو خدا کے معاملات مین ذرا بھی دخل نہین۔ انسان کرتا کچھ ہے نتیجہ کچھ اور ہی نکلتا ہے۔ سوچتا کچھ ہے ہوتا کچھ اور ہی ہے۔ سہ

من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال	کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال

اور موت کا تو حال ظاہر ہے کہ جن لوگون کی زیست سے ہاتھ دھو بیٹھے اور سمجھ گئے کہ اب انکا بچنا غیر ممکن ہے وہ دم کے دم مین تنے سے ٹھٹے کٹے نظر آئے اور جو اچھے بھلے چنگے تھے وہ بات کی بات مین چل بسے سپاہیون نے زخم کھائے گولے کھائے گولیان کھائین تلوارون سے بدن چھلنی ہو ہو گئے مگر بقید حیات موجود ہین اور ایسا بھی اکثر ہوا کہ ایک گولی قریب سے بھی نہین نکلی لیکن ٹھوکر کھائی اور مر گئے۔ جنگ پر جانے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ خواہ مخواہ مر ہی جائینگے فضول ہے۔ اور یون آبحیات تو کسی نے پیا ہی نہین کہ وہ عاقبت تک بوڑھے ٹھورے طفل مکتب تک جانتا ہے کہ ہر ذی روح کے لیے موت ہے اُس سے نہ کوئی بچا نہ کوئی بچے گا۔ اسوقت ان باتون کے تذکرے سے بجز اسکے کہ میان آزاد بیچارے کا دل چھوٹا پڑ جائے اور کوئی نتیجہ نہین۔ ہم پر فرض ہے کہ اپنے اس معزز مہمان کی روانگی کے وقت ہنسی خوشی انکو روانہ کرین اور خدا سے دعا مانگین کہ جس کار خیر کے لیے یہ جاتے ہین اُسکو یہ حسن لیاقت انجام دین تاکہ انکا ساری خدائی مین نام ہو اور حسن آرا پیاری انکے ساتھ چلین پھرین اب ہمارا رونے دھونے یا رنج کرنے اور ٹھنڈی سانسین بھرنے سے کیا ہو سکتا ہے کچھ بھی نہین۔ بھلا میان آزاد کو تم روم جانے سے باز رکھ سکتی ہو ممکن نہین پھر اپنے رنج و حسرت کے اظہار سے انکو ملول و مغموم کرنا فعل عبث ہے یا نہین

بیگم۔ مین کیا کرون یہ سب باتین تو مین بھی جانتی ہون مگر سمجھاؤن کیسے پھوٹ پھوٹ کے رونا آتا ہے ضبط کر رہی ہون۔

آزاد۔ آپ میرا کہا مانیے تو خوب رو لیجیے تاکہ بخار چھنٹ جائے رونے کا ضبط اچھا نہین۔ رونے کے ضبط کرنے مین قلب پر ایک قسم کی حرارت ہو جاتی ہے خفیف سا بخار آتا ہے اور انسان پریشان ہو جاتا ہے مگر دل کو خوب مضبوط رکھو اور سمجھاؤ کہ خوف کیا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے جنگ ہوا ہی کی ہے اور آدمی مورچون پر جایا ہی کیے ہین ایک مین ہی اکیلا تھوڑا ہی جاتا ہون جبتک آپ لکڑ دھار نہ دینگی دہلیز کے باہر قدم تو رکھنے کا نہین ایسا نہ کیجیے کہ مفت مین میری بدنامی ہو۔ اور مین روم جانے سے محروم رہون خدا نے چاہا تو بہت جلد واپس آنکر آپکی زیارت حاصل کرونگا۔ اب آپ یا تو خوب رو لیجیے یا ہنس دیجیے

میری تسلی ہی مین ممکن ہو - اب آپکو اختیار ہو - مین اصرار نہ کرونگا کہ مبادا طبع نازک پر گران گذرے پہلے ہی دن زمین مجھے للکار چلی ہین کہ بیوی نازک مزاج ہین زور زور گفتگو نہ کیجیے -

بیگم - زمین - زمین - پانی لاؤ منھ دھلاؤ -

میرزا - جی خوش ہو گیا - واللہ اسوقت جی خوش ہو گیا -

آزاد - ہان علی ہذا القیاس - بس اب منھ دھو کر گلوریان بنائیے خود بھی کھائیے اور میرزا صاحب کو بھی کھلائیے -

میرزا - زمین پانی لاؤ سنتی نہین یہی تو تم مین عیب ہو کہ صبح کا کام شام کو اور شام کا کام صبح کو کرتی ہو - لاؤ پانی جھٹ پٹ -

زمین - توبہ - اب آلو چھیلون یا پانی پلاؤن -

الغرض زمین حسب دستور دل ہی دل مین برا بھلا کہتی ہوئی اٹھین اور پانی لے گئین بیگم نے منھ دھویا اور گلوریان بنا کر میرزا صاحب اور میان آزاد کو دین اور آہستہ سے کہا کہ اب مین کوئی ایسا کلمہ زبان پر نہ لاؤنگی جس سے میان آزاد کو یا انکو رنج ہو - یا جس سے میرے رنج کا اظہار ہو بارے خوجی نے آگے بڑھ کر آواز دی

خوجی - مولانا محمد آزاد صاحب کہیے اب چلنے کا وقت قریب آیا - کچھ خواجہ بدیع کی بھی فکر ہو - وہ قرولی لیتے ہی لیتے رہ گئے - افیون کا کیا بندوبست کیا ہو بارے کہین ایسا نہو کہ افیون راہ مین نہ ملے اور ہم جیتے جی مر مٹین - ذری زمین کو بازار تک بھیجکر پونڈے کی پچاندی اور کوئی ساٹھ ستر کتارے تو نازک نازک سے منگوا دیجیے - میرا بھائی - نہین تو مین جیتا نہ بچونگا -

زمین - ہان زمین ہی تو گھر بھر مین فالتو ہو - لپک کر بازار سے لے کیون نہین آتے - کیا چوڑیان ٹوٹ جائینگی - یا پانون کی مہندی چھٹ جائیگی اور افیم لینے مین عورت ذات کہان جاؤنگی بھلا -

بیگم - (آزاد سے) راستے مین اس شران کے سبب سے خوب چہل پہل رہیگی اجی تو نہ گھبرائیے گا -

آزاد - ہان مگر دیکھیے کیا کیا حماقتین کرتے ہین - خدا ہی خیر کرے -

لیے جاتا ہون کہ شاید غم غلط ہو مگر خوف معلوم ہوتا ہو -

خوجی - اچھا پھر مورچے پر ہماری کیفیت دیکھیے گا - ابھی جو چاہے کہ لیجیے آپ سے سو قدم آگے ہی رہون تو سہی

میرزا - اسمین کیا شک ہو جناب خواجہ صاحب اور جو غنیم کیطرف کوئی بہروپیا ہوا تو پھر کیسی ٹھہر گئی -

خوجی - سچ کہتا ہون اتنی قرولیان بھونکی ہون کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا سمجھے ہین آپ - دگلے والی پلٹن مین رسالدار تھا بندے نے اودھ مین خدا جانے کتنی گڑھیان فتح کر لین -

بیگم - کیا گڑھیان فتح کر لین ؟ ای واہ (مسکرا کر) گڑھیان فتح کرنا خوب بات ہو - تم کو بھی اپنی زبان سے اپنا نہین ہو -

خوجی - حضور آپ تو میان آزاد کے کہنے مین جاتی ہین اور مجھکو خواہ مخواہ بناتی ہین - گڑھی سے مطلب تھا - اسکی جمع گڑھیان ہوئی یا نہین ہوئی فرمائیے پھر گڑھیان کیا معنی ہم بھی کسی زمانے مین رسالدار بہادر تھے اب پچھلے حالون ہین تو کیا ہوا -

بلبلو کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز ۔۔۔ ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

بیگم - ای رسالدار صاحب آپکی قرولی کیا ہوئی - مورچہ کھا گئی ہو تو ذرا صفا کر لیجیے - ایسا نہو مورچے پر میان ہی مین رہے -

زمین - کمیدان صاحب ہمارے لیے وہان سے کیا (سوغات) لائیےگا

خوجی - اجی جیتے آئین تو یہی بڑا تحفہ ہو - یہان تو بدن کانپ رہا ہے بلا کا سامنا ہو - اف خدا ہی بچائے -

بیگم - (آزاد سے) خط وط بھیجا کیجیےگا یا نہین یا ترسائیےگا -

آزاد - ضرور بھیجونگا - نہ بھیجنا کیا معنی -

الغرض چلنے کا وقت آ گیا اور میان آزاد نے اپنا اور خوجی کا اسباب باندھا گھبی تیار ہوئی سب سامان چوکس لیس بیگم صاحب نے پھرتی کیساتھ چار گرہ سبز اطلس لیکر اور ریب سیا اور اسمین ایک اشرفی رکھدی تہراہی

ضرب مرشدآباد امام ضامن کی اشرفی تو تیار ہوگئی جسوقت میان آزاد نے چلنے کے لیے لکڑی اُٹھائی اُسوقت بیگم بیچاری بے اختیار رو دی مگر دلکو تھام لیا اور پھر منھ دھو یا چلتے وقت میان آزاد نے کہا کہ دیکھیے بیگم صاحب اب اسوقت دلکو قابو مین رکھیے ورنہ راہ مین دو چار روز تک میرا بُرا حال ہوگا۔ اگر مجھ سے واقع مین دلی محبت ہے تو میرا کہا مان لیجیے غم کو اپنے قریب آنے ہی نہ دیجیے مین آج سے خط پر خط بھیجونگا خاطر جمع رکھیے۔ اور حسن آرا کے نام بھی خطوط کا تار باندھ دونگا۔ بیگم صاحب نے بڑھکر اپنے پیارے پیارے اور نازک ہاتھو سے امام ضامن کی اشرفی باندھ دی اور کہا کہ امام ضامن کی ضمانی جسطرح پیٹھ دکھاتے ہو اُسیطرح مُنھ بھی دکھاؤ اور اللہ کرے مُنھ مانگی مراد پاؤ۔

آزاد۔ خداحافظ۔

بیگم کی پریشانی ناگفتہ بہ۔ آنکھین لہو کی بوٹیان۔ روتے روتے سُرخ ہوگئین قلب کی عجب کیفیت تھی۔ حرکت سُست۔ دل دھڑک رہا تھا اور بیقراری ہر گھڑی ترقی پر تھی۔ مگر عورت تھی فہمیدہ یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہی

دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا	دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا

میان آزاد اور میرزا صاحب۔ اور خوجی جا کر بگھی پر بیٹھے بگھی روانہ ہونے کو تھی کہ میان آزاد نے کہا ارے لاحول ولاقوۃ۔ لکڑی بھول آیا آپ ٹھہرین مین اندر سے ابھی لیے آتا ہون۔ یہ کہکر میان آزاد بگھی سے اُترے اور جلدی جلدی اندر گئے واہ اُستاد۔ ہم سمجھ گئے ع۔ تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے۔ اندر جو حضرت پہونچے تو دیکھا کہ بیگم کے بال پریشان ہین اور وہ گھبرا رہی ہین مگر زبین سمجھاتی ہین کہ بیوی روؤ نہین۔ اللہ چاہے تو ایک دو ہی مہینے مین آجائین۔ آزاد کو جو دیکھا تو اُنکی باچھین کھل گئین۔

آزاد۔ دیکھیے بیگم صاحب۔ اسوقت آپکو یقین واثق ہوگیا تھا کہ اب جبتک مین روم سے واپس نہ آؤنگا۔ آپ میری صورت نہ دیکھینگی مگر خدا نے مجھکو اور آپکو پھر ملا دیا۔ بس اسی طرح خدا پر شاکر رہیے (قدمون پر گر کر) بیگم صاحب خدا کے لیے رنج نہ کرنا ہمارا ہی خون پیے جو غم کرے اب مجھے جبتک یقین نہ دلاؤگی مین زمین سے نہ اُٹھونگا۔

بیگم۔ (زمین سے اُٹھا کر) مین جسکی کہو قسم کھا لون کہ اب میرے دل کو بڑی ڈھارس ہوئی خدا تم کو واپس لائے اور خیر و عافیت سے تم پھر بمبئی مین آن کر ہمارے یہان رہو۔

آزاد۔ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ خداحافظ۔

بیگم۔ امام ضامن کے حوالے کیا۔ ؎

بہ سلامت روی و باز آئی	بہ سفر رفتنت مبارک باد

زبین نے کہا کہ وہی پچھلی خدمتگار کو دے کر کہدے کہ دروازے پر کھڑا رہے جسوقت میان آزاد دروازے کے باہر قدم رکھین سامنے کر دے اور دیکھتا رہے کہ کوئی عورت سامنے نہ آنے پائے۔

آزاد۔ لکڑی لے کر جھٹ پٹ باہر پہونچے اور بگھی پر سوار ہو کر ساحل بحر کی طرف چلے تو اثناے راہ مین میرزا صاحب سے انھون نے کہا کہ واسطے خدا کے اپنی بیوی کو خوب سمجھاتے رہیے گا آپ کا ذمہ ہے۔

خوجی نے بیڈھب بیڈھب سوال ابھی سے شروع کر دیے۔

خوجی۔ ہین کوئی نہانے کو کہے گا تو ہم قرولی ہی بھونک دینگے۔

میرزا۔ تو جب کوئی کہے نہ۔

خوجی۔ ہان بس اتنا یاد رکھیے گا ذری۔

میرزا۔ کچھ زبردستی تو ہے نہین۔ چاہے نہائیے چاہے نہ نہائیے کچھ کسی کا اجارہ ہے

خوجی۔ دیکھیے ہم پھر جتائے دیتے ہین کہ ہم گنا چوس چوس کر سمندر کے پاٹ مین پھینکینگے اور جو کوئی بولیگا تو ہم دبوچ بیٹھینگے۔ ہان ایسے ویسے نہین یہان

آزاد۔ اجی اب زیادہ فکر نہ کیجیے۔ مین نے سب بندوبست کر لیا ہے

خوجی۔ آپکے انتظام کو بس دور ہی سے سلام ہے۔

میرزا۔ اجی نہین گھبراتے کیون ہو۔

خوجی۔ خدا کرے افیم روز کی روز ملتی جائے۔

آزاد۔ افیم منون منون لیجیے۔ یہ کیا بات ہے۔

خوجی - اور قدر دلی -
آزاد - واہی ہو خاصے -
خوجی - واہ کیا شرافت ہے - آپکی - گالیان ہی دینے لگے واہ قبلہ
میرزا - اجی اب خدا کا نام لو - یہ اول جلول باتین نہ کرو -

حسن آرا کی بیقراری

از تپ و تاب فراق تو بلب آمدہ جان — شد زدل تاب و توان
برلبم از لب خود شربت عناب چکان — ای مسیحائے زمان

ہے ہے آج قلم خونین رقم ابتدا ہی سے ماتم کر رہا ہے - بائین آنکھ کا پھڑکنا اور بھی ستم ہے - الٰہی یہ کسکی بیقراری اور گریہ وزاری کا حال حسرت آلی زبان کلمک - گھر سلک سے نکل گیا کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت قابو ہی مین نہین کلیجہ بلیون اچھل رہا ہے - خدا ہی خیر کرے الامان - یہ آہ عالم سوز و جگر دوز بیوجہ نہین معلوم ہوتا ہے کسی چوٹ کھائے ہوے عاشق شیدا کے کانون سینہ مین نائرہ درد فراق مشتعل ہے - میان آزاد اور خوجی تو جہاز پر رنگ رلیان منا رہے ہونگے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھا رہے ہونگے مگر ایک غمزدہ ستم رسیدہ کا حال سننے کے قابل ہے - ایک نوعروس حرایۂ نازنینی - سوش لعبتان چینی ستم کوش - یغماگر کاروان ہوش - برہم زن خانمان دین - مہ جبین و نازنین کو سر شام سے اپنے معشوق گلفام کی یاد آئی اور اسکی پیاری پیاری صورت نظرون مین ایسی سمائی کہ عقل کو رو بیٹھی صبر و شکیب سے ہاتھ دھو بیٹھی نالہ سوزان نے بجلی گرائی - چشم گریان نے ساون بھادون کی سی جھڑی لگائی اور رو رو کر یہ شعر زبان پر لائی - ؎

آمد ز جدائیت بجان دل — گہ نالہ کند گہے فغان دل
چون با ہمہ صدق عشقبازی — گاہے نشد از تو کامران دل
بنشینم و گرد تو بگردم — افسانۂ عشق در نوردم

بی حسن آرا صاحب کی طبع نازک پر اگر گران نہ گذرے تو ہم اتنا ضرور عرض کرین کہ یہ سب زبانی داخلہ ہے افسانۂ عشق در نوردان کو کوئی دن لگیگا عشق نہوا کھیل ہوا کلیجے پر چوٹ کھائی ہے کہ باتین اور ابھی ابتدائے عشق ہے ع - آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا + ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا — کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

اسی بیقراری اور اختر شماری کی حالت مین حسن آرا اپنی نازک پلنگڑی پر جا کر سو رہین - خدا کرے رات کو آنکھ نہ کھلے - کلیان بھی چٹکین تو سانس دبے کے باد صبا بھی چلے تو دب کے حسن آرا خواب ناز مین ہے ؎

سرہانے میر کے آہستہ بولو — ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

اسوقت تو شبنم کا دوپٹہ بھی بار ہے - شمع کا جھلملانا بھی ناگوار ہے مگر شبہائے فراق مین یہی تو ایک مونس و غمخوار ہے - یہی ہمصفیر ہے یہی تسلی بخش دل بیقرار ہے ؎

فانوس مین نہین ہے یہ شعلہ شرار کا — پردے مین دل جلے ہے کسی بیقرار کا

خواب مین حسن آرا کیا دیکھتی ہے کہ ایک پیر مرد ملکوتی صفات برگزیدۂ کائنات ساکنان جنان کیطرح سبز پوش - شاہد زہد سے ہم آغوش - بردیانی دربر شال طوس کا عمامہ برسر اسکے قریب آنکر کھڑے ہو اور ایک کتاب لاجواب دیکر فرمایا کہ ای دخت تشکر لب تیری بیقراری اور عشق صادق تیری پارسائی اور باوفائی نے میرے دلمین جگہ کر لی تو یہ بے جھجک صاف صاف بتا دے کہ کون تیرا محبوب ہے اور تجھے کیا مرغوب ہے - حسن آرا نے کہا کہ ؎

داغ بر دل ز غم لالہ عذاری دارم — فارغ از بیم خزان باغ و بہاری دارم
من کجا خواب فراغت کہ بزیر بستر — شب ہمہ شب ز غم ہجر تو خارے دارم
ساقی از راہ عنایت قدحے درکارم — کہ لبریز از مے دوشینہ خمارے دارم
ہوس حور و قصور ہم ز قصور عقل است — من کہ صد ورجہ بہ از حور نگارے دارم

پیر مرد - دلکو تسکین دو اور یہ کتاب لو - اسمین فال دیکھو -
حسن آرا نے کتاب لی اور پہلے پڑھا ٹیٹل پیج یعنی لوح پر لکھا تھا دیوان حافظ سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم - ؎

قسم بشاخ نبات ست ترا ای حافظ — فال ما راست بگو تا شوم با تو یقین

بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کتاب کھولی تو یہ غزل نکلی - ؎

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند / واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
بیخود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند / بادہ از جام تجلی بصفاتم دادند
چہ مبارک سحری بود و چہ فرخندہ شبے / آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند
چون من از عشق رخش بیخود و حیران گشتم / خبر از واقعۂ لات و مناتم دادند
من اگر کام روا گشتم و خوشدل چہ عجب / مستحق بودم و اینہا بزکاتم دادند
بعد ازین روی من و آئینۂ حسن نگار / کہ دران جا خبر از جلوۂ ذاتم دادند
ہاتف آن روز بمن مژدۂ این دولت داد / کہ بازار غمت صبر و ثباتم دادند
اینہمہ قند و شکر کز سخنم می ریزد / اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند
کیمیائی ست عجب بندگی پیر مغان / خاک رہ گشتم و چندین درجاتم دادند
بحیات ابد آن روز رسانید مرا / خط آزادگی از حسن مماتم دادند
عاشق آن دم کہ بدام سر زلف تو فتاد / گفت گر بند غم و غصہ نجاتم دادند
شکر صد شکر شکرانہ بیفشان ای دل / کہ نگار خوش شیرین حرکاتم دادند
ہمت حافظ و انفاس سحر خیزان بود / کہ ز بند غم ایام نجاتم دادند

معاً آنکھ کھل گئی تو نہ پیر مرد تھے نہ مطالعہ کتاب تھا۔ وہ تو بس خواب ہی خواب تھا گو حسن آرا فال وال کی قائل نہ تھین مگر پھر بھی کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی تڑکے اُنھون نے سپہر آرا سے خواب کا حال بیان کیا۔

سپہر آرا۔ باجی تو فتح ہے۔ کہو تو ہم تعبیر بتا دین وہ بوڑھے میان خواجہ خضر تھے۔ ہے کہ نہین۔ آخر ش تمھین بتاؤ اور کسکو پڑی تھی کہ بیقراری کی حالت مین سربالین آنا اور دواے درد دل لانا کتاب تو بتاؤ اپنی بلا

حسن آرا۔ واہ رے آزاد ہمین اُسکی جوانمردی رہ رہ کے یاد آتی ہے۔ اپنی جان اپنی جوانی اپنی راحت اپنی زندگی کی فکر ہی نہ کی یہان ذرا سا کھٹکا گھنٹون خون رُلاتا ہے مگر اُس شیر مرد کی غربت پر اب افسوس آتا ہے مجھ سے ملے یا نہ ملے مگر خدا کرے زندہ بچے۔ ع

شہید عشق را نازم کہ چون پروانہ در مشہد / نہ فکر گور در خاطر نہ پرواے کفن دارد

اتنے مین ایک مغلانی نے سپہر آرا کو خط دیا۔

حسن آرا۔ (ہاتھ بڑھا کر) ہم پڑھینگے۔

سپہر آرا۔ واہ ہم پڑھینگے۔

حسن آرا۔ (پیار سے جھڑک کر) بس یہی باتین تو ہمین بھاتی نہین۔

سپہر آرا۔ (بانکی ادا سے تنک کر) نہ بھائین۔ وہ دھمکاتی کیا ہو۔

حسن آرا۔ (سپہر آرا کے گورے گورے گالون پر ہاتھ پھیر کر) میری اچھی پیاری بہن۔ دیکھو بڑی بہن کا اتنا کہنا مان جاؤ۔ مین صدقے مجھے خط دکھاؤ۔ لاؤ بس لاؤ خدا کے لیے۔

سپہر آرا۔ (بھولے پن سے) ہم تو نہ دینگے۔

حسن آرا۔ تم خواہی نخواہی ضد کرتی ہو۔ بچون کی طرح مچلی جاتی ہو۔

سپہر آرا۔ رہنے دیجیے۔ بس۔ واہ وا۔ ہم اپنے آزاد کا خط نہ پڑھین۔

حسن آرا۔ (مسکرا کر) آپ کے کون ہین۔

سپہر آرا۔ جی (ے کو خوب بڑھا کر) اور آپکے کون ہین۔

حسن آرا۔ (شرما کر) ہمارے۔ اب کیا بتاؤن۔

سپہر آرا۔ شرمائی نہ ہوگی۔

حسن آرا۔ لے اِسی بات پر خط ہمارے حوالے کر دو۔

سپہر آرا۔ ہون۔ کہین حوالے نہ کیا ہو۔

لونڈی (سپہر آرا سے) دیدیجیے۔ بڑی بہن ہین۔ کہنا کیجیے۔

سپہر آرا۔ (گھُڑکی دیکر) تو کون بیچ مین بولنے والی ہے۔ چل دور ہو۔ سُنیے آپ بھی وہ بڑی بنکے آئی ہین۔ بی ٹیک۔

راوی۔ تریا ہٹ کے صدقے۔ سپہر آرا نے خط نہ دیا نہ دیا۔ اور پڑھکر حُسن آرا کو خط یون سنایا۔

خط

اب تو جاتے ہین ہند سے آزاد / پھر ملینگے اگر خدا لایا

حسن آرا۔ آمین۔

سپہر آرا۔ کیا شعر ہے اہو ہو ہو۔ خیر آگے سنیے۔ جان آزاد سے

حسن تو ہمیشہ در فزون باد
رویت ہمہ سال لالہ گون باد

آج جہاز پر سوار ہوتا ہون۔ رخصت۔ خدا حافظ۔ کہو فی امان اللہ دو گھنٹے اور ہندوستان مین ہون اُسکے بعد سفر۔ سفر سفر سمندر اور ہم۔ سفر اور ہم۔ ذرا دعا تو دو اور اتنا کہو کہ۔ ؎

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

انشاء اللہ۔ ہمت مردان مدد خدا۔ بخت برسر یاری و طالع آمادہ مددگاری ہے تو کیا پروا۔ پیاری حسن آرا۔ اسوقت میرا دل بھر آیا مگر میرزا صاحب نے مجھکو خوب سمجھایا تمھاری بہن پیاری بہن۔ میری جدائی سے بڑی مغموم ہین جسوقت مین نے کہا کہ رخصت ہوتا ہون بس اُسوقت کا حال کچھ نہ پوچھیے گھڑی گھڑی مُنہ دھوتی تھین اور گھڑی گھڑی روتی تھین قدم اُٹھانا اُسوقت مشکل ہوگیا۔ ہاے صدمۂ ہجر بھی کیا بُری چیز ہے۔ خدا دشمن کو کسی پیارے کے ہجر کا صدمہ نہ دکھائے عدو بھی جدائی کا داغ نہ پائے۔ مین خوش و خرم ہون مگر سوز دل اور آہ آتشین نے خرمن صبر کو پھونک دیا میری پیاری حسن آرا مجھے کسی طرح اتنی تشفی دے دو کہ تم بیقراری کی حالت مین نہین ہو تو اِس غربت مین جی جاؤن۔ ابتو جو ہونا تھا وہ ہوا مگر دردِ ولا دوا نہین۔ مین کچھ اسوجہ سے تو دم جاتا نہین ہون کہ بہشت مین جگہ ملے بہشت کو دور ہی سے سلام وہان ایک حور ملی بھی تو کس مصرف کی مرزا غالب خوب کہہ گئے ہین کہ وہ نکبخت اجیرن ہوجائیگی ؎

زن تو کن اے دوست در نو بہار
کہ تقویم پارینہ نا ید بکار

مین تو اسلیے جاتا ہون کہ پیاری حسن آرا کا حکم بجالاؤن اور اپنے پیارے بھائی مسلمانون کا ہاتھ بٹاؤن۔ اس کوشش مین جان جائے آزاد ہی کیون نہ جائے مگر روم پر آنچ نہ آنے پائے اور مرنا تو برحق ہے اُسکا غم کیا ؎

زکوچ کاروان عمر غافل تا بکے باشی
دریں آمد و رفت نفس بانگ جرس دارد
مراد در صدمۂ ہجرش مکن با مدعی نسبت
کہ سوز سینہ پروانہ کے طبع مگس دارد

رخصت۔ آزاد خستہ جان۔

ہان پیاری سپہر آرا کو خوب سمجھانا۔ وہ بڑی رقیق القلب ہین اسوقت خوجی پانی کی صورت دیکھ کر مچل رہے ہین۔

حسن آرا۔ یہ موا خوجی ابھی جیتا ہی ہے۔

سپہر آرا۔ اُف پانی کا نام سُنکر جوڑی چڑھ آتی ہے۔

حسن آرا۔ غرضکہ بیچارے جہاز پر سوار ہوگئے۔ اب دیکھین قسطنطنیہ سے کب خط آتا ہے۔

سپہر آرا۔ کہیے اب تو فال پر ایمان لائین دیکھا مین کیا کہتی تھی کیون؟

حسن آرا۔ بجا۔

سپہر آرا ؎
دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند
واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند

رات کا وقت تھا کہ نہین تھا۔ صاف صاف تو خواجہ حافظ نے کہہ دیا تھا تم نہ مانو تو اسکو کوئی کیا کرے۔ اور آب حیات کے لفظ سے یہ تا رُکگئی کہ خواجہ خضر ہی تھے اب تو مانو۔ اور یون اپنی بات کی پچ کرنا تو بات ہی اور ہے ؎

چہ مبارک سحری بود و چہ فرخندہ شبی
آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

وہ تازہ برات کس سے مراد ہے۔ وہ یہی خط نامۂ آزاد ہے جو صبح کو آیا کہ نہین رات کو خواب دیکھا تھا کہ نہین۔ سحر فرخندہ شب اِسکو کہوگی یا نہ کہوگی اور مبارک سحر اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ اُس بیچارے کی خیر خبر ملی۔ ؎

اینہمہ قند و شکر کز سخنم مے ریزد
اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند

شاخ نبات پر حافظ عاشق تھے کہ نہین کہو ہان صبر کیا پھل پایا یا نہین کیا فال ہے۔ واہ حافظ شیرازی کیون نہو بالکل صاف صاف بتایا۔ ایک دفعہ کسی شخص نے بادشاہزادی کا زیور چرا لیا تھا انھون نے اُسی سے دیوان حافظ منگوا کر فال دیکھی وہ حسن اتفاق سے جس خواص نے زیور چرایا تھا وہی ہاتھ مین شمع لیے تھی۔ فال جو دیکھی تو یہ مصرع نکلا ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد + اسیطرح ایک شخص کا لڑکا باہر گیا تھا کوئی دو مہینے سے خط نہین آیا تھا اُسنے فال دیکھی تو یہ شعر نکلا ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور | کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

ذری یہان کوئی آنا۔

مغلانی۔ آئی بیوی۔ کہیے۔

سپہر آرا۔ پانچ روپیہ کی پنچ میل مٹھائی منگواؤ۔ ابھی لاؤ۔ ہم دیوان حافظ کو مٹھائی سے تولینگے۔

حسن آرا۔ اِس خبط کو دیکھیے۔

سپہر آرا۔ آپ کی بلا سے۔ ایک ڈلی تم بھی کھا لینا۔

حسن آرا۔ خوب جب خوش۔ پانچ روپیہ کی مٹھائی اور اُسمین ہمکو ایک ڈلی ملے۔ تو تلنے کے پہلے آدھی نہ چکھ گئی ہون تو جب ہی کہیے۔

سپہر آرا۔ واہ رے چکھنی۔ مین ایسی کچی نہین ہون۔

حسن آرا۔ بھلا کتاب سے آئندہ کا حال کیا معلوم ہوگا مجھے بڑی ہنسی آتی ہے جب کوئی فال دیکھتا ہو۔ آنکھین بند کیے ہوے تھوڑی دیر بڑبڑائے اور کتاب کھولی۔ اپنے اپنے طور پر معنی لگانے لگے وہی تماشا ہے بہن یہ سب ڈھکوسلا ہے۔ ہمکو بڑے صوفی نے سبق پڑھایا ہے۔

تھوڑی دیر مین سپاہی نے باہر سے آواز دی کہ ماما جی مٹھائی لیجاؤ سپہر آرا دوڑی جھپٹ دینا حسن آرا الگ پھرتی سے جھپٹی کہ ہین ہین۔ اب ماما بیچاری کسکو دے۔ ایک چنگیل دونگا ہے۔ اُسنے حسن آرا کو چنگیل دیدی۔

حسن آرا۔ اب بتائیے۔ جی چاہتا ہے کھانے کا لگا لگاؤ ن۔ برفی پر چاندی کے چمکتے ہوے ورق کتنی بہار دیتے ہین۔

سپہر آرا۔ ماما تم دوانی (دیوانی) ہوگئی ہو کچھ۔ روپیہ ہمنے دیے تھے یا اُنھون نے۔ پرایا مال کیا جھپ سے اُٹھا دیا۔ واہ واہ چلو میرے سامنے سے جاؤ۔ بس مٹھائی لیکے دیدی۔ ہان ہان کرتی جاتی ہون سنتی ہی نہین بیہودہ کہین کی۔

ماما۔ بیوی مین۔

سپہر آرا۔ چلو بس ہٹے دولی لی دیی۔ لو پرسے باتین بناتی ہین خیر اُنکو ترسانے دے حسن آرا۔ اچھا دیوان حافظ مین پھر فال دیکھو۔ دیکھین حافظ ابکی کیا حکم دیتے ہین۔

سپہر آرا۔ اچھا لاؤ ہم اپنے ہاتھ سے دیکھینگے۔

سپہر آرا نے صدق دل سے فال دیکھی۔ کتاب کھولی تو سرے پر ایک مصرع نکلا ع۔ گر شراب از کف آن ساقیٔ مہوش باشد٭

حسن آرا۔ اوپر کا مصرع پڑھو۔

سپہر آرا۔ ورق اُلٹ کر ع۔ دلق و سجادۂ حافظ ببر و بادہ فروش٭

حسن آرا۔ دلق سجادۂ حافظ ببرِ و بادہ فروش | گر شراب از کف آن ساقیٔ مہوش باشد

کیا جانے کیا سبب ہے کہ جہان حافظ کا شعر پڑھا اور مین بس جیسے مست ہوگئی ع

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بیغش باشد | اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

اسمین تو صاف صاف کچھ مطلب نہین نکلا۔ پھر فال دیکھو۔

سپہر آرا۔ فال بھی کیا کوئی لڑکون کا کھیل ہے۔

حسن آرا۔ (ہنس کر) اور نہین ہے کیا۔ اچھا اِسکے ساتوین صفحہ مین دیکھو۔

سپہر آرا۔ (سات صفحہ گن کر) ؎

عید و موسم گل و یاران در انتظار | ساقی بروئے شاہ ببین ماہ و مے بیار

خیر حسن آرا نے مٹھائی دیدی اور سپہر آرا نے اپنے ہاتھ سے تولی ایک طرف دیوان حافظ دوسرے پلڑے مین چنگیل۔ تول کر سب کو تقسیم کی اور خوش ہو ہو کر یہ شعر پڑھنے لگی ؎

دلق و سجادۂ حافظ ببر و بادہ فروش | گر شراب از کف آن ساقیٔ مہوش باشد

ماما بیوقوف کرسی کی رہنے والی ایک کر حسن آرا کی بوڑھی دادی کو بھی اُس شیرنی مین سے دس پانچ ڈلیان دے آئی۔

بوڑھی۔ یہ مٹھائی کیسی۔

ماما۔ حضور فال دیکھی تھی۔

بوڑھی۔ فال کیسی۔

ماما۔ جیسی آئی تھی کہین سے اُسی کے مدے دیکھی تھی۔

بوڑھی۔ چٹھی کیسی۔

ماما۔ بیوی وہی جو دہ ہین۔ دیکھیے کیا نام اُنکا اُنکی جدائی۔

بوڑھی۔ جدائی کیسی۔ مردار باتین بناتی ہو۔ لا میری جریب تو دے خدا ہی خیر کرے لکڑی بیٹو رہا نگی۔ بوڑھی عورت کمر جھکائے لٹھیا ٹیکتی ہوئی چلین۔ آئین تو دیکھا کہ دونون بہنین مٹھائی چکھ رہی ہین۔

حسن آرا۔ (دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر) ارے!۔

سپہر آرا۔ (ہکا بکا ہو کر) ارے!۔

بوڑھی صاحب۔ یہ مٹھائیان کیسی آئی ہین۔

سپہر آرا۔ امان جان آپکی صاحبزادی ہم سے شرط ہارین کہتی تھین ہمارے دیوان حافظ مین چار سو صفحے ہین۔ مین نے کہا تھین چار سو چالیس ہین۔

بوڑھی۔ (پیٹھ پھیر کر) ہان۔ توبہ۔ یہ موئی ماما تو سٹھیا گئی ہے کیا جانے کیا کیا بکتی ہے۔

سپہر آرا اور حسن آرا نے بھی ماما کو چپکے چپکے خوب للکارا کہ تجھ سے کہنے کہا کب تھا کہ امان جان کو مٹھائی دے۔

کی طالب ساغر شراب ست ۔۔۔ از لعل تو ہر کہ کامیاب ست
نا دیدہ بخواب دیدہ رویت ۔۔۔ پیوستہ در آرزوی خواب ست
جان نیست دریغ از تو دل چیست ۔۔۔ در بردن دل چہ اضطراب ست
مانند چراغ روز بے نور ۔۔۔ پیش رخ یار آفتاب ست
ہر دیدہ دم خنجرت گلویم ۔۔۔ لب تشنہ در آرزوی آب ست
داد از تو کہ قتل عشقبازان ۔۔۔ در کیش کرہ داخل ثواب ست
از زلف مسلسل تو جانم ۔۔۔ پیوستہ اسیر پیچ و تاب ست

حسن بھی عجب بلا ہے۔ یہ دیکھا اور دل ہاتھ سے جاتا رہا۔

من آن روز از حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم ۔۔۔ کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

یون تو خدا کی خدائی مین ایک سے ایک بڑھکر حسین و مہجبین ہے۔ لیکن حسن آرا پر عالم ہی اور ہے۔ خدا چشم بد سے بچائے۔ ایسی لگاوٹ باز نکھریان دیکھین نہ سنین۔ قد بوٹا سا۔ پری چہم۔ برق دم۔ وہ نور کہ نظر نہ ٹھہرے۔ وہ رخ کہ آنکھ جھپکنے لگے۔

گر دمی جلوہ کنان آن بت چین برخیزد ۔۔۔ زاہد گوشہ نشین از سر دین برخیزد
بر زمینے کہ خرامی چو مسیحا نفسے ۔۔۔ مردہ جان یابد و رقصان ز زمین برخیزد
آہ گرم و نفس سرد بود در عشقت ۔۔۔ انچہ از دشت من خاک نشین برخیزد

حسن آرا کو جس نے دیکھا پکار اٹھا کہ ہلال عید ہے۔ دیدہ ہو نہ شنیدہ ہو۔ مگر یہ حسن اس بیچاری کے لیے بلا ہو گیا۔

گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر ۔۔۔ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

حضرات ناظرین! اب ایک نیا گل کھلا چاہتا ہے۔ غضب ہوا چاہتا ہے۔ سنیے حسن آرا اور سپہر آرا دو چار مجولیون کو ساتھ لیے ہوئے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے مہتابی پر اٹھکھیلیان کر رہی تھین۔ ایک نے دوسری کے چٹکی لی۔ کسی نے کسی کو گدگدایا۔ ذرا خیال نہین کہ سہ منزلے پر کھڑی ہین خدا نہ کرے پاؤن ڈگمگائے تو غضب ہی ہو جائے۔ ہوا زناٹے سے چل رہی تھی۔ دائیہ بہار نکھرا چھل رہی تھی۔ نتھون کی ۔۔ از فلک چنبر بن تک جاتی تھی۔ ہر پری پوش مارے خوشی کے کھل کھلاتی تھی۔ بوٹی بوٹی پھڑکی جاتی تھی پازیب کی چھاچھم شور محشر بپا کرتی تھی۔

بلا بالاے من طرز خرامت ۔۔۔ ز بہی ساز و تجمل کبک دری را
خرام حیرت افزائے کہ آن سرو سہی دارد ۔۔۔ صبا را در گلستان از زمین بازمی دارد

جو تھی رنگین ادا نازک اندام۔ خوش خرام جوان طناز۔

نزاکت تو نسیم بہار شو قبہاست ۔۔۔ ز بار سایۂ گل کج شود کلاہ ترا

اتنے مین ایک پتنگ آ کر گرا۔ اور سپہر آرا نے لپک کر لوٹ لیا۔ اہا ہا ہا اسپر تو کسی خوشنویس نے کچھ لکھا ہے۔ ہای چال کا گنڈے والا پتنگ سفید جیسے بگلے کا پر۔ سب کی سب دوڑ پڑین دیکھین۔ حسن آرا اور سپہر آرا کے سوا اور کوئی پڑھی لکھی تو تھی ہی نہین۔ سپہر آرا نے پڑھکر اشعار سنائے۔

از عاشقان صادق تب ای دلستان منم ۔۔۔ اول کسے کہ بر تو فدا شد ز جان منم

وارم متاع نادرہ باخود ز دردیار — امروز میر قافلۂ عاشقان منم

آن کس کہ روز و شب بامید نظارہا — مانند در ستادہ بر آن آستان منم

آن کس کہ در جہان محبت زمین خود — آرد و لبسر پدر و غمت شادمان منم

آن کس کہ جان و دل بہ وجد نزد او — ساز د ہدف بناوک ناز تو آن منم

آن کس کہ پشت پا زدہ بر دو عالم — آوردہ رو بکوچۂ زلف بتان منم

آن کس کہ در ہوائے طلبگاری بتان — ہمچون رضا برآمدہ گرد جہان منم

حسن آرا کا ماتھا ٹھنکا کہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے پیشانی پر عرق آگیا تاڑ گئی کہ کوئی عاشق زار پیدا ہوے مجھ پر یا سپہر آرا پر شید ا ہو یہ معلوم نہین کہ سے

دم زد عقت لعل جانان میزنم — ساغرے از آب حیوان میزنم

حسن آرا دنگ تھی کہ یا الٰہی یہ کون ذات شریف ہین۔ کیسی شہ دی ہے کہ اسپر عاشق ہو۔ یا شاید مجھے حجاب کبھی با ہو کہ لیا مگر یہ ہے کون بیکار اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ دماغ پھر گیا ہے ہو گا کیا۔ سپہر آرا اپنے کھیل کو دین مصروف تھی جب سب بیویان اپنے اپنے گھر چلی گئین تو حسن آرا نے سپہر آرا سے کہا کہ تم کچھ سمجھین۔ یہ پتنگ پہ کیا لکھا تھا تم تو کھیل مین مشغول تھین مین اُسوقت سے یہی سوچتی ہون کہ یا اللہ یہ ماجرا کیا ہے۔ آزاد کے عشق کا راز سربستہ نہین کھل تو نہین گیا کہ اور لوگون کو بھی عشقبازی کا شوق چرایا۔

سپہر آرا۔ ہان بہن کچھ تو مین بھی سمجھی تھی مگر اسقدر نہین سمجھی تھی اب کسی سے کہو سنو نہین۔

حسن آرا — دل میرود ز دستم صاحب دلان خدا را — دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

سپہر آرا۔ اللہ کرے پردہ فاش نہونے پائے۔

حسن آرا۔ آثار برے ہین۔

راوی۔ بیڈھب ہوئی۔

حسن آرا۔ اِس پتنگ کو پھاڑ پھوڑ کر پھینکدو کوئی دیکھنے نہ پائے

سپہر آرا۔ آپ نے تو سب کے سامنے پڑھوایا۔

حسن آرا۔ (وہ) مگر وہ سمجھی کیا ہونگی۔

سپہر آرا۔ شاید کچھ تاڑ گئی ہون۔

حسن آرا۔ واہ تاڑ تین تو پھٹ سے مُنھ ہی پر کہدیتین اور انگلیون پر نچاتین

سپہر آرا۔ اب کسی سے پوچھو کہ یہ پتنگ اُڑاتا کون تھا آخر۔

حسن آرا۔ اچھا ماما سے پوچھو۔

سپہر آرا۔ واہ کس پگلی کا نام لیا۔ موئی خبطن۔

شطرنج

اتنے مین خدمتگار نے ماما کو آواز دی اور ماما باہر سے ایک لفافہ لے آئی

حسن آرا۔ کیا آزاد کا خط پھر آیا ہے کیا۔

سپہر آرا۔ اب ڈاک کا وقت کہان۔

حسن آرا نے جو لفافہ لیا تو مارے خوشبو کے دماغ معطر ہو گیا پھر ماتھا ٹھنکا یہ خوشبو کیسی اور لفافہ بھی ایسا عمدہ اور بیش بہا کہ واہ جی واہ۔

سپہر آرا۔ ماما پوچھو کس نے دیا ہے۔ ابھی کھولنا نہین۔

حسن آرا۔ ہان پوچھو تو۔

ماما۔ خانصاحب۔ پوچھتی ہین لفافہ کہان سے آیا ہے۔

خدمتگار۔ اجی ایک آدمی دے گیا ہے نام نہین بتایا۔ دیا اور چلا گیا

سپہر آرا۔ کھولو تو۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ اُف خدا ہی خیر کرے۔

حسن آرا۔ خیر کچا۔ نرا شرہی شر ہے۔

لفافہ کھولا تو ایک خط اور ایک اخبار نکلا خط مین یہ لکھا تھا

اے دادہ رخت بہ مہر پرتو — ابروے تو خوشتر از مہ نو

آپکی ذکاوت کی چاردانگ ہند مین دھوم ہے اور شمع رخسار آپ پروانہ وار عشاق زار کا ہجوم ہے۔ آج پنساری کی دوکان سے ایک جو منگوائی تو اس کاغذ مین بندھی تھی۔ کاغذ کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک اخبار ہے مگر اخبار کا نام پھٹ گیا ہے اُسمین ایک نقشہ شطرنج نظر آیا سنا ہے کہ آپ شطرنج خوب کھیلتی ہین۔ ذرا ہماری خاطر سے اُسکا حل تو بتایئے۔ خط بھی ملاحظہ

فرمائیے شطرنج کے تلازمے مین کیا خوب لکھا ہے اگر حکم ہو تو ایک روز حاضر ہون۔ آپکا خادم مرزا ہمایون فر۔

سپہر آرا۔ کون؟ میرزا ہمایون فر۔ کیا کوئی شہزادے ہین۔ نام تو شہزادون ہی کا سا ہے۔ خط سنو۔

بساط آرائے سخن گستری و کشادہ روئے نگنائے سہر پروری بحفظ نقاش ازل باشند۔ بعد عرض جوہر نیاز می طراز د کہ درین عرض ایام مضمون پرنقش و نگار نقشۂ شطرنج کہ در مطبع آن طباع زمان منطبع شدہ اندرین سراے سپنج بیطبع ارباب نکتہ سنج حکم وصول گنج بے رنج دادہ خیلے خوب بنظر درآمدہ آرے منصوبۂ بلندش عالی فطرتان یونانی مین البیت ترین پایہ نشاندہ و ہوش و حواس اشراقیان را ز دباند راس بنہادہ۔ پل خانہاے مربع ہشت در ہشت رو ہمہ رد کش غرفہاے بہشت و حریفش بحالت ضیق وغلبہ بازی مصروف کشت بگشت۔ بروش نمونہ سہو خزانست بر بہار و قائم داریش قائم مقام سیاب قائم النار سمانش بسلاح را صورت ممات تحتش ابواب فتح الباب حیات واسپ بازی در ترکتازی نفرش تازی چنان کج روی و تیز روی کردہ کہ مصداق این شعر استاد شعری شعار کہ اقلیم سخن و شعری روشن ست کماہی ہم نمودہ ؎

جستن جستن او سایہ در دست		چو زاغ آشیان گم کردہ می گشت

از عرق ریزی پیلش حریفان را زیادہ تر از فیل بان رخ گاہی رخ بر نتافتہ داد سرخروئی ہا دادہ و طرفہ تر اینکہ پیادہ کمترین ہم مراحل منازل چند رتبۂ صدارت وزارت بہم میکند کہ پیل بند ریشہ بگیرد آن نمیتواند گردید ع۔ درازدستی این کوتہ آستینان بین ع المختصر میکہ اندو دیدہ بندی وصف آرائی مہرہ بار بنیلیہ سنجر جنگ ردم را با فرنگ بباد مید ہد و عرصۂ فکر برموبدان دور و نزدیک ترک و تاجیک نیک تنگ میکند و جنیکہ از راستی چپ طالعی با تقدیرے پیر برمیگردد از تدبیر شاہ و وزیر نقش چست و درست برکرسی نمی نشیند برائے تصدیق

این حال نقل نقشہ بطور معما بنا بر ضیافت طبع شائقین لف ست تا ناظرین در حل مشکلاتش لطفے بردارند و منفکرت را بجولان گاہ عقدہ کشائی و اسپ تیز گام تدبیر را بمیدان گاہ طبع آزمائی جولانی دہند بو کہ از جوابش اطلاعی رود نشود کہ عرق ریزی راقم از بے اتفاتی شائقین و کم توجہی شاعرین رائگان گردد تیل کہ شطرنج پر نقش و نگار افلاک پیش نظر ناظرین کرۂ خاک ست چشم کسی بر شطرنجی روزگار در طول و عرض جہان از محاوی مطاوی شطرنج خالی مباد بفضل رب العباد و بحق النون و الصاد۔

راقم نیاز
از مقام کانپور
اسپ انگن

نقشہ بطور معما

ہمہ	خوش	د	جہان	وفا	ے	مدہ	جہان
بدہ	شاہ	بے	جہان	را	را	ست	باید
است	این	کہ	ولا	حیات	را	بکار	پیل
باد	رخ	ولیکن	حیات	آید	راہم	اگر	فنا
شاہا	و	د	مدہ	طلب	چہ	د	باید
اسپ	دست	دو	کارہ	کن	تو	کن	حیای
جہان	ست	جہان	مات	جہان	آخر	شاہ	پیادہ
ز	گشت	آید	فنا	جہانے	پیش	نباشد	کہ

خاتون معظمہ پیاری حسن آرا تلازمۂ شطرنج کا خط رنگین اور ان کے فقرات نمکین اور محاورات شیرین اور تلمیحات دلنشین پڑھکر پھڑک اُٹھی اور رشک طرار غیرت خوبان فرخار شیرین ادا سپہر آرا یون چمک اٹھی۔

سپہر آرا۔ باجی سچ کہنا یہ تو کسی بڑے زبردست منشی عطارد رقم کا لکھا ہوا ہے ہم تو ان فقرون پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ ابتدا سے انتہا تک ایک ہی طرز ہے۔

حسن آرا۔ نقشہ غور کرنے کے قابل ہے نقشہ کیا معما ہے چیستان ہے حضرت اسپ انگن تو کوئی بڑے اُستاد معلوم ہوتے ہین۔

سپہر آرا - باجی سچ کہتے ہین جو ذری غور کرو تو چٹکیون مین نقشہ نکال لو یہ مو ادر اسا نقشہ بھی کوئی بڑی چیز ہو - اللہ کے فضل سے ذکی ہو تم تو بڑے بڑے نقشے نکال لیتی ہو بھلا اسکی کیا اصل و حقیقت ہو بس اب اس نقشے کو نکال ہی کے اُٹھیے گا - دو گھڑی دل بھی بہلے گا -

حسن آرا - بہن یہ وہ نقشے نہین ہین - اسکو پڑھو تو اچھی طرح - اسپ افگن اگر اسوقت سامنے آئے تو ہم بے جھجک اُنکو منھ دکھاتے -

راوی - زہے نصیب زہے نصیب - اب آج سے اِنجناب بھی سو کام چھوڑ کر شطرنج کھیلا کرینگے - شاید ہماری قسمت کا ستارہ بھی چمک جائے شاید اسی بہانے کوئی مہوش چاند سا مکھڑا دکھائے اب کوئی کامل فن شاطر نوکر رکھنا پڑا - بغیر اِسکے چین ہی نہین سچ ہو - ؎

سکتے ہین مہ رخون کیلیے ہم مصوری | تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

حضرت اسپ افگن کو اپنے طالع فرخندہ پر جسقدر ناز ہو بجا ہو - اپنی خوش قسمتی پر جتنا اترائین روا ہو - مگر ہمے رقابت ہو گئی تو وہ کیا - حسد پیدا ہوا خدا کرے میان آزاد کے کان مین بھنک نہ پڑے ورنہ مفت مین گتھم گتھا ہو جائیگی - وہ بھی اپنے دلمین کہینگے کہ اچھے آئے ڈنٹ کی چوٹ رعایت کرتے ہین - ؎

تو نے لیتے نہین نام کہ سن لے نہ کوئی | دل ہی دلمین اُنھین ہمسا ہم یاد کیا کرتے ہین

سپہر آرا - اچھا اب اور کسی وقت غور کیجیے گا -

حسن آرا - مگر بہن اتنا تو سوچو کہ یہ خط اور یہ نقشہ بھیجا کس نے ہو -

سپہر آرا - باجی ہمایون فر تو کسی شہزادے ہی کا نام ہوگا اور میرزا بھی لکھا ہو خاندان نیشاپوری سے کوئی ہونگے - ماما کو بلاؤ اور کہو سپاہی سے پوچھے کہ کون لایا تھا کدھر گیا - کیا کہتا تھا ذری آدمی کا پتہ ملجائے تو بس بھیجنے والے کا پتہ بھی بات کی بات مین ملا دا خل ہو -

حسن آرا - ماماجی -

راوی - اخاہ اسوقت تو بڑی تعظیم سے پکارا (ماماجی)

حسن آرا - اجی ماماجی -

راوی - اللہ اللہ - (اجی ماماجی) ہو ہو جو کہین سن پائین تو عجب ادا سے فرمائین کہ (اوئی یہ کون منھ چڑھا رہا ہو) ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خارا

معقول - بہت ہی خاصہ - آپ ہی پھبتی کہیے - آپ ہی جواب دیجیے حضرت اسوقت خامۂ جادو نگار بلون پر ہو اور کیون نہ شاہد سخن سے ہم آغوش ہین کہ باتین -

حسن آرا - اجی ماماجی کیا سو رہین -

ماما - (آنکھین ملتی ہوئی) حضور ذری آنکھ جھپک گئی تھی - کہیے

سپہر آرا - ای یہ کیا نحوست پھیلائی ہو - بھلا سونے کا یہ کون وقت نکالا

حسن آرا - ماماجی - خانصاحب سے ذری پوچھو تو کہ یہ لفافہ کون لایا تھا مگر چپکے سے اماں جان تک بات نہ پہونچے - سمجھین - ہان ذری اتنا خیال رہے

ماما - نہین بیوی - کیا مجال - کل تو کیا جانے مجھے کیا ہو گیا کہ بھرے سے مٹھائی اُنکو دے آئی - مین خانصاحب کے کان مین کہونگی جو بڑی بیگم سن لیتا تو ناک کٹوا ڈالون - بیوی مین میردن ہی مین کی ہون ایسی کوئی دیوانی ہون - واہ - باہر جاکر اشارے سے خان صاحب کو بلانے لگی -

خانصاحب - کہو کہو - کیا کہتی ہو -

ماما - (چپکے سے) ذری ادھر تو آ -

خانصاحب - وہان کونے مین کیا کرون آن کے تم اسوقت یہان کونے مین وہان ہوتے ہوے باتین کرتے دیکھیگا تو کیا کہیگا - ڈیوڑھی سے نکلوا دوگی کیا

ماما - (جھلا کر) ای چچے دور چھوکرے - کل کا لونڈا باتین کیسی چکنی چپڑی کرتا ہو بدگمان کہین کا (قریب جاکر) چھوٹی بیگم پوچھتی ہین کہ یہ لفافہ کون لایا - کہان سے لایا - کچھ معلوم ہو -

خانصاحب - وہ تو بس لایا دیا اور چمپت ہوا مگر مجھے معلوم ہو وہ سامنے والے باغ مین ایک شہزادے آن کے ٹکے ہین اُنھین کا چوبدار تھا -

ماما - (اندر جاکر) بیوی وہ کہتا ہے کہ -

سپہر آرا - ہان ہان ہم نے سن لیا پردے کے پاس سے ہم سن رہے تھے

ماما - (آہستہ سے) کوئی شہزادے سامنے -

سپہر آرا - ہان ہان - سُنا سُنا -

ماما - اُنھین کا چوبدار -

سپہر آرا - سٹرن کہین کی کہتی ہون سُنا سُنا - اور بکتی جاتی ہے -

حُسن آرا - (ماما سے) اچھا ماما جی - تم جاؤ سو رہو - اب کچھ کام نہین ہے (سپہر آرا سے) میرزا ہمایون فر جانتے کون ہین -

سپہر آرا - دیکھا مین تو نام ہی سے پہچان گئی تھی کہ شہزادہ ہے کوئی -

حسن آرا - مگر بد تمیز -

سپہر آرا - یہ کاہے سے -

حسن آرا - اول تو کسی کنواری شریف زادی کے نام خط بھیجنا کیا معنی دوسرے تنگ گرایا - اُسپر بھی عشقیہ شعر - اور خط بھی عطر و عنبر مین بسا ہوا - اور صاف صاف عشق کا اظہار - اور پیام تو دیکھیے کہ حکم ہو تو ایک روز حاضر ہون

سپہر آرا - باجی یہ تو بدگمانی ہے کہ خط کو عطر سے بسایا - شہزادے ہین عطر کیا خیر ہو ہاتھ کے عطر کی خوشبو خط مین بھی آ گئی مگر انکے تمیز اور سلیقے کو تو دیکھو ادب کے ساتھ لکھا ہے - کوئی بد تمیزی ہمارے ذہن مین نہین آتی - یا ہو -

حسن آرا - بہن تم بھی کتنی سادی ہو مجھے تو یہی حیرت ہے کہ انکو خط بھیجنے کی جرأت کیونکہ ہوئی - وہ تو خیر گذری کہ ہمارے ہی پاس خط آ گیا نہین تو جو کہین اماجان کے پاس جاتا تو بڑا غضب ہی ہو جاتا - چار آنکھین ہیں تو یہ کیجا تین صاف صاف تو یون ہے - اور بہن اب خط آئے تو نہ لینا خبردار - خبردار - وہ شہزادے ہم غریب آدمی کی لڑکیان گو اللہ کا دیا سب کچھ ہے مگر ہمارا انکا مقابلہ کیا اور پھر رسوائی کا خوف - وہ آئینگے بھی تو ٹھاٹ سے - ہم یون تو ملینگے نہین کہ یہ دوپٹے اوڑھا اوڑھ کر سامنے جائین ملین تو نباؤ چناؤ سے - مگر آجتک بھلے مانسون کی بہو بیٹیان کہین ایرے غیرون سے یون ملا کی ہین - توبہ توبہ - لوگ حرف رکھینگے -

سپہر آرا - اب سوچیے نقشہ نہ نکالا تو بڑی ہنسی ہوگی -

حسن آرا نے کوئی بیس منٹ تک غور کیا سپہر آرا کئی مرتبہ بیچ بیچ مین بول اُٹھی مگر حسن آرا تو محو تھین جواب تک نہ دیا - بیس منٹ کے بعد ہنسکر بولین کہ یو حل کر دیا نہ کہو گی اللہ جانتا ہے بڑی ٹیڑھی کھیر ہے - لاؤ پھر اب جواب تو لکھ بھیجین مگر ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہین پہونچا دیتے ہی ہاتھ نہ پکڑ لے جانے بھی دو اب چھیڑ چھاڑ اچھی نہین - مفت کی بدنامی اُٹھانا بھلا کونسی دانائی ہے -

سپہر آرا - نہین نہین پیاری بہن - مین صدقے - ضرور لکھ بھیجو - پھر جانے کچھ نہ

حسن آرا - اچھا لاؤ لکھین - جو ہونا ہوگا سو ہوگا -

سپہر آرا - ہم بتائین - آؤ ایک کام کرین خط وط تو لکھو نہین - مگر اِس نقشے کے حل کو پیارے روزمرے اور بول چال مین خوشخط لکھ کر ڈاک پر بھیج دو کیون - بس ہمین نہ رسوائی ہے نہ کچھ کسی کا ڈر -

حسن آرا - اہو ہو ہو - اچھی کہی - خوب سوجھی - آخر کار ہماری ہی بہن ہو

راوی - کیون نہین چشم بد دور - تم فتنہ دوران تو وہ بلا بیدیان چندے آفتاب چندے مہتاب -

حسن آرا جواب لکھنے بیٹھین کشمیر کا نازک قلمدان - واسطی قلم سرخ رنگ چاندی کی پیاری پیاری دوات - زرافشان کاغذ اُسپر طرح طرح کے گل بوٹے بنے ہوے روشنائی اودی خوشنویسی گردش قلم پر جان دیتی تھی ذکاوت جودت طبع کی بلائین لیتی تھی - سپہر آرا کہتی جاتی تھی کہ ہان بہن جیسی رنگین ادا ہو ویسی ہی عبارت بھی رنگین ہو -

راوی - ضرور - اور شوخی بھی تو ہو - وہ تو گھٹی ہی مین پڑی تھی اور شوخی بھی بلا انگیز - سیماب کو بھی بیقراری کا سبق دے -

حسن آرا نے یون جواب لکھا -

جواب - نقل ہے کہ تاجدار جم جاہ حضرت شاہ جہان بادشاہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ ایک خسرو ذی حشم خاقان خدم مہر سپہر برتری و بہی

مہرسروری سے شطرنج کھیل رہے تھے مگر بدبرکے اور بازی دہ بخت کلاہان
بعض مورخ راوی ہین کہ شاہجہان فردوس آرامگاہ ثریاجاہ اپنے وزیر
اعظم اور دستور المعظم سے کھیلتے تھے مگر شرط یہ تھی کہ جو ہارے وہ جورو حوالے
کرے۔ بڑی کڑی شرط تھی۔ وزیر کی بیوی بڑی حسین نازنین گلبدن
اور غنچہ دہن تھی۔ بادشاہ کی جو اُسپر آنکھ پڑی تو سن سے جان نکل گئی بس دیکھتے ہی
عاشق زار ہوگئے سوچے کہ اگر جیتے تو اُس پری پیکر کو پائینگے زہے قسمت
اور ہارے تو خیر جو تو ہی ہی۔ اور وزیر سمجھا کہ اگر بازی جیتا تو بادشاہزادی
ملی اور ہار آ تو قسمت کھیلتے کھیلتے بازی کی یہ صورت ہوگئی۔

رخ سبز		.				سبز پیادہ	
				پیادہ سرخ		پیادہ سرخ	
رخ سبز	سبز پیادہ						
						اسپ سرخ	رخ سرخ
	سبز پیادہ	سبز پیادہ	سبز پیادہ				پیل سرخ
ل		شاہ سرخ					رخ سرخ

سرخ بازی شاہجہان کی تھی وزیر کی بازی کا اسقدر غلبہ ہوا کہ شاہجہان
کو ایک چال مین مات ہوتی تھی۔ اور بادشاہ کو ایک چال بھی نہین سوجھتی تھی
حیران و ششدر۔ پریشان و مضطر کہ اب کرون تو کیا کرون۔ بازی جاے تو غم نہین
مگر یہان تو بیوی ہاتھ سے جاتی ہے۔ بس ایک چال مین مات ہے (رخ سبز
بخانہ اش کشت) عرصہ دراز تک شاہ ثریا جاہ سرنگون متفکر رہے مگر ایک
چال بھی نہ سوجھی ورنہ بیرزور کارگر نہوئی۔ شاہجہان کے چار محل تھے سمجھ
بیٹھا کہ چارون مین ایک سے ضرور جدائی نصیب ہوگی۔ لیکن چارون
پیاری اور چہیتی ہین جدا کرین تو کسے۔ ایک سے ایک بڑھکے پری چہرہ برق وش تھیں
اسی فکر مین غلطان پیچان تھا کہ کرون تو کیا کرون۔ یہ چارون محل مہ لقا

شیرین ادا جدائی از بس شاق گذرے گی۔ سوچے کہ چلون چارون سے
تو پوچھو۔ دیکھین شاید مفارقت اور جدائی کے خیال سے کچھ سوجھ جائے
تین بیگمون نے یکے بعد دیگرے یون جواب دیا۔

جہان آرا بیگم۔ المتخلص بہ جہان۔ ؎

تو بادشاہ جہانی جہان ز دست مدہ
کہ بادشاہ جہان را جہان بکار آید

حیات النسا بیگم۔ المتخلص بہ حیات۔ ؎

جہان خوش ست ولیکن حیات میباید
اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید

زینت النسا بیگم۔ المتخلص بہ فنا۔ ؎

جہان و حیات اینہمہ بیوفاست
فنا را طلب کن کہ آخر فناست

جہان آرا بیگم نے خوب ہی شعر موزون فرمایا تھا مگر حیات النسا بیگم نے
اسکا جواب بھی دندان شکن دیا۔ اور زینت النسا بیگم نے دونون سے
گوے سبقت لیا انکا سب سے چڑھ بڑھ کر رہا۔ ؎

جہان و حیات اینہمہ بیوفاست
فنا را طلب کن کہ آخر فناست

خوب کہی۔ جب چوتھے محل کی نوبت آئی تو اُنھون نے وہ بات بتائی
کہ بادشاہ پھڑک گئے۔ چوتھی بیگم کو شاہجہان دلارام کہتے تھے وہ انتہا کی
زیرک اور خوش فکر تھین دلارام نے کہا کہ ذری وہ بازی ہم بھی تو دیکھ لین ایک
نظر۔ یہ خود بھی شطرنج خوب کھیلتی تھین جب نقشہ اِنکے روبرو رکھا گیا تو
پہلے کسی قدر ملول ہوگئین کہ بازی بیڈھب ہے مگر تھوڑی دیر تک خوب غور
کیا کین اور غور کرکے فکر عمیق سے وہ بات پیدا کی کہ واہ جی واہ مات کا
مات بچایا اور حریف کو اُلٹا مات کیا۔ سوچ سمجھ کر فرمایا کہ۔ ؎

شاہا دو رخ بدہ و دلارام را مدہ
پیل و پیادہ پیش کن و اسپ کشت مات

چلیے پانچ چال مین سبز بازی کو مات ہے اور سرخ بازی سرخ رو نقشے
کی چال رخ پر ہوگی۔

سُرخ کی چال۔	سبز کی چال۔
۱۔ رخ بخانہ رو ۸ کشت	۱۔ شاہ سبز نے رخ کو بخانہ رو ۸ ہٹا لیا

۲۔ پیل بخانۂ پ دہ کشت رخ کی	۲۔ شاہ بخانۂ ر و ۸ کشت بچی
۳۔ رخ بخانۂ ر و ۸ کشت	۳۔ شاہ نے اس رخ کو رو ۸ خانہ مین پٹیا
۴۔ پیادہ بخانۂ او کشت	۴۔ شاہ رو ۸ خانے مین آگیا
۵۔ اسپ بخانۂ رو کشت	۵۔ (مات) کشت بچنے کو کوئی گھر نہین بچا

اصل مین یہ معما چونسٹھ خانون مین مہرۂ اسپ دوڑانے کا ہے۔ جو چار شعر شاہجہان بادشاہ کی چارون بیگمون نے موزون کیے تھے وہ چارون اسمین درج ہین مگر ہر ایک شخص کی سمجھ مین آسانی سے نہین آسکتے حل نقشہ درج ذیل ہے۔ گھوڑا دوڑایا جاے تو چارون شعر صاف نکل آئین۔

سمہ ۳۵	خوش ۱۸	و ۵۱	جہان ۱۲	وفا ۳۷	ہے ۲۲	دہ ۵۵	جہان ۱۴
دہ ۵۰	شاہ ۱۱	ہے ۳۶	جہان ۷	را ۵۴	را ۱۲	ست ۳۸	باید ۴۳
است ۱۹	این ۳۴	کہ ۹	ولا ۵۲	حیات ۲۱	را ۴۰	بکار ۱۵	پیل ۵۶
باد ۱۰	رخ ۴۵	ولیکن ۲۰	حیات ۳۳	آید ۱۶	رام ۵۲	اگر ۴	فنا ۲۹
شاہا ۴۷	و ۳۳	و ۶۱	دہ ۸	طلب ۴۱	چہ ۲۸	و ۵۷	باد ۴
اسپ ۶۱	دست	دو ۴۸	کار ۱۹	کن ۶۰	تو ۱	کن ۴۴	حیات ۱۵
جہان ۳۱	ست ۴۶	جہان ۵	مات ۶۴	جہان ۲۷	آخر ۲۴	شاہ ۳	پیادہ ۵۸
ز ۶	کشت ۶۳	آید ۳۰	فنا ۴۵	جہانے ۴	پیش ۵۹	نباشد ۴۶	کہ ۴۳

۳　اب اِس حساب سے لکھتے جاتے تو یون ہوگا۔

۱۔ تو بادشاہ جہانی جہان زدست مدہ	کہ بادشاہ جہان را جہان بکار آید
۲۔ جہان خوش ست ولیکن حیات می باید	اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید
۳۔ جہان و حیات انیمہ بیوفاست	فنا را طلب کن کہ آخر فناست
۴۔ شاہا و رخ بدہ و دلارام راندہ	پیل و پیادہ پیش کن اسپ کشت مات

یعنی چونسٹھ خانون مین گھوڑا دوڑایا گیا۔ اور چارون شعر موجود۔

حسن آرا نے بکمال فصاحت و بلاغت لکھا اور خط کے آخر مین اپنا نام یہ لکھا۔

عشق کا حال بیسوا جانین	ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

پردہ نشین پاکباز

خط کو بند کیا اور لفافہ لکھا۔ ع

لیے جاتا ہے نامۂ بیکس
بال بیکا نہ ہو کبوتر کا

بملاحظہ حضور رحم جاہ میرزا ہمایون فر عالی پایگاہ بوقت احسن در آید یوم الثلاثہ مرسلہ پردہ نشین حیا پرور عصمت کوش و پاک نظر ماماجی کو پھر بلایا اور سمجھایا کہ کسی معتبر آدمی کو چپکے سے دو اور سمجھا کے کہو کہ ڈاک کا جو بمبا سامنے ہے اسمین یہ خط ڈالدے اور اگر کوئی دیکھے تو ٹال دے خبردار کسی غیر کے ہاتھ مین نہ جائے کسی اور کی اسپر نظر نہ پڑنے پائے سپہر آرا بولین کہ باجی اسمین عطر فتنہ لگا دو جسمین وہ سمجھ جائین کہ اب زیادہ خط کتابت مین شر ہے۔ حسن آرا نے کہا واہ عطر فتنہ سے دستاویز اُنکے ہاتھ آئیگی طبیعت اور بھی للچائیگی عطر فتنہ اِس بات کا گواہ ہوگا کہ در پردہ ہم مکتوب الیہ کو سناتے ہین کہ ہم دونون بہنین۔ ع۔ آج فتنہ ہین کوئی دن مین قیامت ہونگی۔ خدمتگار خط کو بمبے مین ڈال آیا اور کہا کہ کسی کو کانون کان خبر نہونے پائی۔

شہزادہ ہمایون فر

شہر سے کوئی دو کوس کے فاصلے پر ایک مقام پر بہار اور مرغزار غیرت فرخار مین ایک ایوان سپہر توامان ہے گولی بھر کے ٹپے پر ایک باغ فرح بخش و دلکشا ہے اُس گلزار رشک نگار مین ایک عمارت عالیشان و ندرت انتہا ہے اُس عمارت مین ایک شہزادہ بلند ارادہ صاحب جاہ و مال غرۂ ناصیہ عزت و اجلال۔ افشان جبین صورت و اقبال ٹکا ہے۔ ایک روز دن قریب اختتام تھا اور شہزادہ مغربی لب زیب بام تھا شفق کا رنگ عشاق خستہ جان کے چہرے کیطرح زرد با وصبا بجھے ہوے دل کے مانند سر و شام مثل قلب تیرہ درونان بدباطن سیاہ۔ نہ اشعۂ زرنگار خورشید نہ جلوہ جمال ماہ۔ چوطرفہ سنسان بیابان اور لق و دق میدان ہو بالکل سناٹا تھا۔ مگر تھوڑی دیر مین موذن نے مسجد سے تکبیر کی آواز دی اور مسلمانان

پرہیزگار نے خانۂ خدا کی راہ لی۔ ادھر مندر دن سے ناقوس برہمن نے شور مچایا۔ غافلون کو خواب خرگوش سے جگایا۔ اور خداترس ہندوون نے شوالے کیطرف قدم بڑھایا۔ گھوسی گوون کو چراتے برہا گاتے آنے لگے مویشی چراگاہ سے آہستہ آہستہ جانے لگے۔ گھوسنین دودہ دہی ٹھاجکر شہر سے آرہی تھین اور باہم دل لگی اور چہل کرکے پھرتی اور تیزی کے ساتھ قدم بڑھارہی تھین۔ پھر گانون مین اسکے سوا اور سے کیا۔ چھپرون اور جھونپڑون سے دھوان بلند تھا کوئی گوارن لال لال مانگ لگائے دھمک دکھاتی ہوئی ہنڈیان چڑھارہی تھی کوئی ماتھے پر ٹکلی جمائے بہتی پکار رہی تھی۔ کنوین پر پانی بھرنے کے لیے دس پانچ کا غول۔ لنگے فوق البٹھر کپڑ پہن انمول کوئی گھونگھٹ کاڑھکر گھڑا لیے آتی ہے۔ کسی کی کمر ہزار جگہ سے بل کھاتی ہے پانی کے بوجھ سے لچکی جاتی ہے ٹھٹھول آدمی شرارت کی راہ ننھی ننھی کنکریان پھینکتے ہین حیرت زدہ تکی طرح تاک جھانک کرکے دیکھتے ہین مگر انکی پاکدامنی کے صدقے کہ سر تک نہین اٹھاتین۔ حروف شکایت زبان پر نہین لاتین۔ اپنے کام سے کام ہے گھونگھٹ تو بس بڑا نام ہے اگر شکایت کی بھی تو عورتون سے ٹھٹھول در بگڑے دل آدمیون کی ان بہنون نے (دیکھو بہو جی تمھارے پوت ہمکا چھیڑت ہین۔ راہ ڈگر مان الٹی کا بلوا ئیت ہین انکا تنک سمجھا دیو چاہے کوئی گنوار دن اور گنوار نونکو نظر حقارت ہی سے کیون نہ دیکھیے لیکن واللہ حیا اور پاکدامنی کا گنوار نون کو شہر کی عورتون سے کچھ کم خیال نہین ہے۔ الغرض شہزادۂ ہمایون فرلب بام چہل قدمی مین مصروف تھے مگر بیقرار اور دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ الٰہی خیر شام بھی ہوگئی مگر خط نہ جواب کہین ہماری تحریر گران تو نہین گذری افسوس کہ مین نے جلدی کی تعجیل کار شیطان لعین ہے لعنت بکار شیطان۔ اپنے خط اور اسکی عبارت اور طرز تحریر کو سوچنے لگے کہ مبادا جوش مین کوئی کلمہ خلاف ادب زبان سے نکل گیا ہو تو ستم ہی ہو جائے۔ ان سیمین بدن و غنچہ دہن معشوقون کے آئینہ دل پر گرد و غبار ملال جم جائے عین حالت بیقراری مین یہ اشعار حسرت کے ساتھ پڑھ پڑھ کر ٹہلتے جاتے تھے ؎

ساقیا جرعہ بجامم کن — گردش چرخ رابکامم کن
نوبت در دو غم بنامم زن — کشور بیغمی بنامم کن
تابر آرم بکام دل نفسے — از زلال لبت بکامم کن
زلف شبگون ز چہرہ یکسو نہ — مطلع صبح عیش شامم کن
کردم آوازہ تا بکے چو رضا — از سر زلف خود بدامم کن

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص سانڈنی پر سوار دور سے نمودار ہوا سمجھے کہ قاصد یار ہے اور یہ خیال تسلی بخش دل بیقرار ہوا خدمتگارونکو باواز بلند پکارا اور حکم دیا کہ دیکھو یہ سانڈنی سوار ہے یا قاصد یار ہے۔ جواب خط لایا ہے یا خالی ہاتھ آیا ہے شاید کوئی پیغام خاطر خواہ سنائے دوا درد دل لائے داغ سینۂ بریان کا مرہم اسکے پاس ہو۔ آتش زن کا لا احرمان یاس ہو۔ خدام باادب تعمیل حکم کے لیے دوڑے ہی تھے کہ سانڈنی سوار ہوا ہو گیا اور حسرت و مایوسی نے انکو تڑپا دیا بجز کف افسوس ملنے کے کیا چارہ ہے معشوقون سے زبردستی پیام اور جواب خط طلب کرنے کا عاشق کو کب یارا ہے کبھی رو رو کر بصد یاس یہ اشعار حسرت بار زبان پر لائے ؎

چند روے بر سر بیداد کین — رسم نکویان نبود این چنین
فرش رہت دیدہ و دل کردہ ام — خیز و قدم رنجہ کن اے نازنین
در صفت خوبان قیامت نشان — کس نبود جز تو مقدم نشین
انچہ بعشقت طلبم از خدا — جان حزین باشد و چشم نمین

تھوڑی دیر مین ایک چپراسی نظر آیا سمجھے کہ بس بکی اس ترکان زرین کمر نے ضرور بلوایا۔ چپراسی نے دربان کو خط دیا اور منتظر جواب ٹھہرا رہا شہزادہ بلند اختر حضرت میرزا ہمایون فر کی باچھین کھل گئین دل نے گواہی دی کہ ساری مرادین مل گئین۔ نگار تندخو بر سر کرم ہے۔ بس اب ہمین کیا غم ہے خط کو کھولا تو چپراسی بولا کہ حضور مین آداب بجالاتا ہون اور جاتا ہون ان سیمین نے لکھا تھا میرزا ہمایون فر بہادر۔ آج شام کو ۸ بجے کیوقت با بوایفاش خیدہ کرچی

ایم اے جو بڑے لائق فائق آدمی ہین سنبر کوٹھی مین متصل کچہری جج لکچر دینے والے ہین۔ اگر تکلیف نہو تو آپ بھی اُسوقت قدم رنجہ فرمایئے اور جلسے کی رونق بڑھایئے۔ آپکا خادم جان سوفرٹن کلکٹر۔

این! اپنی ناکامی کے صدقے جو کام ہوا پورا ہوا سمجھے تھے کہ نگار تندخو کا جواب باصواب اور ملاقات کا پیغام ہے۔ یہ معلوم بھی نہ تھا کہ کلکٹر صاحب کا نامۂ محبت فرجام ہے۔ خیر اب وصل جانان سے ہاتھ دھو یا خط بھیجکر اپنا وقار بھی کھویا دو مرتبہ دھوکا ہوا۔ اب باور نہین کہ خط کا جواب آئے اور بخت برگشتہ مدد فرمائے۔ قاصد صنم عربدہ جو کا پیام لائے اور مژدۂ طرب انگیز سنائے۔ ؎

غرق در خون دل دیده ام از دوری او — چند نگویند زنم آه ز مهجوری او
چکنم باغ که بے تازه گلست در نظرم — خس و خاشاک نماید سمن سوری او
گر ندیدی سحر و شام بهم جلوه نما — خط مشکین بنگر بر رخ کافوری او
دل بود طرفه بنا عالم آب و گل را — تا بود دست رست کوش بمعموری او
یار بگذاشته جنت طلبد مرد نماز — حیف بر حوصلۂ زاهد و مزدوری او
از عقاقیر مسیحی نرود درد رضا — وصل معشوق بود چارۂ رنجوری او

یہ شعر شہزادۂ بلند ارادہ پڑہ ہی رہے تھے کہ ڈاک کا ہرکارہ تنجر فی بگیا جائے دھاقی وگلا پھر کاٹے۔ اہبر طوطے کی صورت بنائے آن موجود ہوا۔ آداب بجالایا خط دیا محصول لیا اور روانہ ہوا۔ فرط ابتہاج سے خط کا کھولنا بھی دشوار تھا۔ مارے خوشی کے چہرہ گلنار تھا۔ ؎

آن پیک نامور که رسید از دیار دوست — آورد حرز جان ز خط مشکبار دوست
خوش میدهد نشان جلال و جمال یار — خوش میکند حکایت عز و وقار دوست
جان دادمش به مژده و خجلت همی برم — زین نقد کم عیار که کردم نثار دوست
سیر سپهر و دور قمر را چه اختیار — در گردش اند انهمه بر اختیار دوست
شکر خدا که از مدد بخت کارساز — بر حسب مدعاست همه کار و بار دوست
گر باد فتنه هر دو جهان را بهم زند — با و چراغ چشم و ره انتظار دوست

محل بجواهر بمن آرائے نسیم دوست — زان خاک نکہت که شد ره گذار دوست
مائیم و آستانۂ عشق و سر نیاز — تا خواب خوش کرا برد اندر کنار دوست

پیک نامور حضرت جبرئیلؑ سے عبارت ہے۔ مگر میرزا ہمایون فر نے اپنے طور پر اسکا مطلب کیا ہے اور پیک نامور ہرکارہ سے مراد لی خط مشکبار وہی حسن آرا کا نامۂ رنگین مرہم زخم عشاق زار ہے۔ حسن آرا کی ذکاوت اور جودت صاف ظاہر ہے ایک ایک حرف اُسکے حسن لیاقت پر دال ہے اور یہی یار کا جمال و جلال ہے۔ خط کا آنا نیک فال ہے اور یہ شعر بالکل حسب حال ہے۔ ؎

مائیم و آستانۂ عشق و سر نیاز — تا خواب خوش کرا برد اندر کنار دوست

خط کھولا تو پاس آنکھین بند اور عقدہ وا ہو گیا۔ پڑھتے ہی شہزادۂ فرخ بخت ہزار جان سے شیدا ہو گیا۔ ؎

خیر مقدم مرحبا ای طائر میمون قدم — شادمان کردی مرا نازم ترا تا قدم
میکنم در هجر تو انجام آغاز نیاز — زانکه شرح آرزومندی نیاید در قلم
صحبت عشاق بدنامت کند زاهد بترس — خوش نگه کن باده در جام و مجلس مبهم

عبارت پڑھی تو پھڑک گئے۔ ہائے کیا پیارا روزمرہ ہے کیا ہی اچھا ل ہے زبان اور بیان مین بھی نگاہ کیطرح جادو کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ اس ہاتھ نازک کے صدقے جسنے یہ سطرین لکھی ہین۔ ہم ہے لکھتے وقت کلائی لچکی جاتی ہوگی سستاتی ہوگی اور پھر قلم اٹھاتی ہوگی۔ شوخی ایک ایک نقطہ سے نمایان ہے رنگینی ایک ایک حرف سے عیان ہے۔ عبارت سلیس فقرے نفیس اس بیساختہ پن کے قربان اور نقشہ تو ایسا حل کیا کہ قلم توڑ دیے۔ بڑا خوش نصیب وہ شوہر ہے جسکی ایسی بیوی ہو۔ انشاء اللہ ؏ بیدل نیم ہنوز ببینم چہ میشود ؎

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من
از لب جانان من زنده شود جان من — زنده شود جان من از لب جانان من
روضۂ رضوان من خاک سر کوی دوست — خاک سر کوی دوست روضۂ رضوان من
این دل حیران من واله و شیدای تست — واله و شیدای تست این دل حیران من
یوسف کنعان من مصر ملاحت تراست — مصر ملاحت تراست یوسف کنعان من

سرو گلستان من قامت دلجوی تست ۔۔ قامت دلجوی تست سرو گلستان من

آخر مین پڑھا ۔ ع

عشق کا حال بیسوا جانین ۔۔ ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

جی درست ہم سے نہ بہت اُڑیے ۔ اسکے بعد پھر کئی بار یہی شعر پڑھا ع

عشق کا حال بیسوا جانین ۔۔ ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

ننگ کیون! وجہ؟ اگر عشق صادق ہے تو مضائقہ کیا ہے ۔ ع

عشق تا خام ست باشد بستۂ ناموس و ننگ ۔۔ پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

الغرض خود ہی شعر پڑھتے تھے اور خود ہی جواب دیتے جاتے تھے اور وجد مین آتے تھے جب آخر مین پردہ نشین کا لفظ پڑھا تو بول اُٹھے کہ ع

بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے ۔۔ سب بزم ہے مشتاق نکل پردۂ دل سے

خدا پردہ نشینی کی آبرو رکھے ۔ آمین ۔

اتنے مین شہزادہ جم جاہ کے ایک دوست تشریف لائے اور یون ہمکلام ہوے

دوست ۔ کہیے قبلہ جواب آیا یا دھتا بتا دیا ۔

شہزادہ ۔ واہ دھتا تم ایسون کو بتاتی ہونگی ۔ لو یہ جواب ہے سچ کہنا حروف مین بھی کس درجہ آب و تاب ہے ہر دائرہ فروزان تر از آفتاب ہے

دوست ۔ لفافہ پڑھکر ۔ اخاہ بڑے ادب سے خط لکھا ہے ۔ حضور جم جاہ شہزادہ مرزا جاہون فرعالی پائگاہ ۔ اللہ اللہ ۔ یہ تعظیم ۔ یہ تکریم ۔

شہزادہ قبلہ وہ ادب شناس ہین مزاج دان ہین ۔ کچھ بازاری عورتین تھوڑی ہی ہین ۔ تحریر سے شرافت برستی ہے ۔

دوست ۔ پھر اب پوچھتے کیا ہو گھرے ہین ۔ ہمین نہ بھولیے گا ۔

شہزادہ ۔ اچھا بھئی یہ تو پتا لگاؤ کہ یہ تحریر اور عبارت بڑی بہن کی ہے یا چھوٹی بہن کی ۔

دوست ۔ (مسکرا کر) اب یہ فکر پیدا ہوئی ۔ اجی وہ دونون کلان ہین ۔ اس دلیری کے قربان ۔ واللہ آخر مین غضب ڈھایا ہے اور قیامت کا شعر زبان قلم پر آیا ہے ۔ ع

عشق کا حال بیسوا جانین ۔۔ ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

(پردہ نشین)

شہزادہ ۔ جواب لکھونگا ۔

دوست ۔ ضرور ۔ ع ۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؛
اب یہ تو فرمائیے کہ منظور کیا ہے ۔

شہزادہ ۔ نکاح ۔

دوست ۔ واہ! ۔

شہزادہ ۔ کیون ۔ ؟ ۔

دوست ۔ ہونہہ ۔ کہنے لگے ۔ نکاح ۔ گستاخی معاف منھ دھو رکھیے آزاد کا نام بھی سنا ہے ۔ انھین پر اُنکا دل آیا ہے ۔

شہزادہ ۔ (آہ سرد بھر کر) دونون ؟ ہمین سارا قصہ معلوم ہے مگر دل تو صرف ایک کا آزاد پر آیا ہے نہ ۔

دوست ۔ حضرت اُنسے نکاح کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہے ۔ وہ پہلے امتحان لیتی ہین پھر آنے دیتی ہین ۔

شہزادہ ۔ امتحان کیسا ؟ آپکی بھی کیا باتین ہین ۔

دوست ۔ باتون واتون کے بھروسے نہ رہیے گا ۔ وہان گزار مشکل ہے تب کہین سارٹیفکٹ دیا جائے گا ۔

شہزادہ ۔ آخر کچھ بتاؤ تو یہ امتحان کی پخ کیسی ہے ۔

دوست ۔ اے حضرت وہ تربیت یافتہ خاتونین ہین بلا کی جودت پائی ہے نور کی طبیعت پائی ہے ۔ حسین مہ جبین سیم تن غنچہ دہن دونون برق ۔

شہزادہ ۔ تو پھر امتحان مین یہان کب بند ہین شعر اپنے سامنے کہوا لین لکھوا لین جو چاہین پوچھین ۔ بندہ بھی چھپے اچھے استادون کی آنکھین دیکھے ہوے ہے ۔ مرد میدان ہین ہم ۔ ایسے ویسے نہ سمجھیے گا ۔

دوست ۔ بھئی وہ اب سات پردون مین رہتی ہین ملنا ذری محال ہے

شہزادہ ۔ اور ہمنے تو اُڑتی سی خبر پائی ہے کہ بجرون پر سوار ہو کر ہوا

کھاتی ہین - اور سیر دریا کو جاتی ہین - طبیعت تو تب ہی لہرائی کہ چل کر جمال مبین تو دیکھ لین ایک دن دیکھا کہ مہتابی پر دونون کی دونون ٹہل رہی ہین وہ جھمکڑا کہ اہو ہو ہو - نور کا عالم برق دم وہ جوبن کہ انسان برسون گھورا کرے - یوسف مصری تک دیکھے تو اُنھین کا دم بھرے از پا تا فرق زرق برق دریائے نزاکت مین غرق ہر بن مو سے صداے انا البرق آتی تھی مہین دوپٹے کے بار سے کمر نازک لچکی جاتی تھی دیکھتے ہی عاشق ہو گیا سن سے جان نکل گئی -

دوست - پھر اب تو چین ہی چین لکھتا ہے لیجیے فتح ہے مبارک ہو مٹھائی کھلوائیے

شہزادہ - اجی حضرت اندھا تب پتیائے - جب آنکھین پائے -

دوست - لیکن دیکھیے آپ میرے دوست ہین - اتنا یاد رہے کہ اپنے وقار اور وقعت اور عظمت کو ہاتھ سے نہ دیجیے گا یہ کوچہ از بس نازک ہے ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

شہزادہ - مین بد وضع آدمی تو ہون نہین کہ کوئی حرکت نا ملائم مجھ سے سرزد ہو گو عشق کا دم بھرتا ہون مگر پھونک پھونک کے قدم دھرتا ہون آپ میری طرف سے مطمئن رہین -

دوست - یہ سچ مگر قبلہ یہ کوچہ بُرا ہے -

شہزادہ - بھائی تم مطمئن رہو - اب فقط یہ صلاح دو کہ جواب بھیجون یا نہ بھیجون اور جواب مین لکھون تو کیا لکھون بس فقط اسقدر مجھکو ہدایت کرنا ہے

دوست - مین غور کر کے جواب دونگا - اسمین تو شک ہی نہین کہ وہ دونون بہنین شہزادون ہی کے قابل ہین - مگر یہ نامہ و پیام کا طریقہ ہندوستان کی رسوم کے خلاف ہے -

شہزادہ - ہان بیشک -

دوست - کل بعد غور عرض کرونگا تسلیم -

عاشق النسا بیگم کا مجمل دیگر حسن آرا و سپہر آرا سے گلے ملنا

شہزادہ بلند اقبال حضرت ہمایون فر نے محبوب مطلوب کا خط نگین و

مکتوب الفت اسلوب جو پایا تو پڑھ کے کئی بار چوما - آنکھون سے لگایا - جامے مین پھولے نہین سماتے تھے - مارے خوشی کے اترائے جاتے تھے - سوچے کہ دور سے دیکھا ہے - ایک پرستان کی پری ہے دوسری مہر سپہر دلبری ہے بوٹا سا قد - چہرہ حور کا - لیکن ع - کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہرہ دور کا - کسی طرح ملاقات کی ٹھہرے - بنے یا بگڑے خدا کرے اس گھونگھٹ کا طلسم ٹوٹے عاشق جوبن کے مزے لوٹے - دو بدو گفتگو ہو تو دل کی کلی کھلے جا تن مردہ مین از سر نو روح آئے ؎

وہ جوبن پر جو آئین لطف اُٹھے زندگانی کا	ابھی گھونگھٹ مین چہرہ ہے عروس نوجوانی کا
ہلال عید دونون ہین کی تصویر کھنچا کے	وہ صورت ہے لڑکپن کی یہ نقشہ ہے جوانی کا
بہار آئی ہے گل پھولے ہین سبزہ لہلہاتا ہے	پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

الٰہی یہ فصل گل ہے - مگر صراحی ہے نہ مل ہے - یہ عالم جوانی ہے لیکن بادۂ گلگون ہے نہ شراب ارغوانی ہے - نہ ایام نشاط و طرب - اور ہم مشتاق وصل بنت العنب بحر عشق کا یہ جوش ہے کہ دین و دنیا فراموش ہے - خدا نکرے کہ کوئی بھلا مانس کسی پردہ نشین پر مفتون ہو اور لاکھون تمناؤن کا خون ہو اللہ اللہ سادگی مین اسدرجہ بھپن تھا کہ ماہ دو ہفتہ سے بڑھ چڑھ کر جوبن تھا - اگر نکھار کرین تو سبحان اللہ اعلی النجم اُنکے جمال پر نثار کرین - اور بڑے بڑے ملائک نورانی پیار کرین سچ ہے ع - زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لیے ؎

اُمنگ پہ آکے عروس زینت کبھی جو وہ گلعذار ہوگا
پسین گے منہدی یہ دل گلون کے چمن مین خون بہار ہوگا
دم فنا بھی یہی جو دل کو تصور زلف یار ہوگا
ہوا سے پھر کو بکو پریشان یقین ہے میرا غبار ہوگا
یہی ہین چالین اگر تمھاری تو دیکھنا مر مٹینگے ہم بھی
جہان پڑے گا قدم تمھارا وہین ہمارا مزار ہوگا
یہ رات بھر کے ہین سارے جلسے جہان ہوئی صبح پھر تو صفحہ
نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

ادھر شاہزادہ ہمایون فر اشعار حسرت بار پڑھ پڑھ کر دلکو سمجھاتے تھے اُدھر خانصاحب دہلیز پر کھڑے ہوکر پردے کے پاس سے ماماجی کو بلاتے تھے۔

خانصاحب۔ ماماجی۔ ماماجی۔ اجی ماماجی ہائین سنتی ہی نہین ماماجی

ماماجی۔ آئی آئی۔ توبہ الٰہی کیا مینھ برس رہا ہی ذرا باہر جاکر کہو۔

خانصاحب۔ یہ مہری آئی ہین پیغام سُن لو۔

مہری۔ میرزا ہمایون فر بہادر کی بہن نے مجھے حسن آرا بیگم کے پاس بھیجا ہی

ماماجی۔ آؤ آؤ پھر آؤ کیا عورتون سے بھی پردہ ہی کچھ۔

مہری اور ماماجی اندر داخل ہوئین حسن آرا اور سپہر آرا نے دیکھا کہ سرمئی اطلس کا لہنگا اور ہاتھ بھر کی چوڑی پڑاقے دار گوٹ۔ دوپٹا گلشن لپیٹ کا دھانی رنگا ہوا۔ سنہرا لچکا ٹکا ہوا۔ زرنگار موباف چونڈے مین پڑا ہوا پاؤن مین چھڑے اور کڑے۔ بانکی مہری آداب بجالائی اور یہ پیغام زبانی کہا

مہری۔ حسن آرا بیگم کے پاس مجھے میرزا ہمایون فر بہادر کی بڑی بہن عاشق النسا بیگم نے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ دیوار بہ دیوار ملی ہی مگر آپکو ہمنے آجتک دیکھا ہی نہین۔ اگر کچھ ہرج نہو تو ہم تھوڑی دیر مین آئین۔

سپہر آرا اور حسن آرا نے اشارون مین باہم باتین کین۔

حسن آرا۔ ہان ہان ضرور۔

سپہر آرا۔ کہیے بسم اللہ آئیے۔

مہری جھک کر آداب بجالائی اور چلی گئی۔

حسن آرا۔ بہن اب ذری بن ٹھن کے بیٹھنا چاہیے۔

سپہر آرا۔ اے باجی اللہ کی سون تمھین بناؤ چناؤ کی حاجت ہی کیا ہی۔

راوی۔ صاد ہی۔ ؎

جلوہ رازیور نباید چون بآئین میرود	عار دارد از حنا پائے کہ رنگین میرود

حسن آرا اور سپہر آرا نے حسن وان منگوایا گیسو سنوارے مسی دیپیرو والا بیلے کا تیل بالون مین ڈالا۔ زرق برق پوشاک سے جوبن دوبالا کیا۔ اُسوقت تو زاہد صد سالہ کی بھی نظر پڑتی تو تیر نگاہ سے گھائل ہوجاتا۔ زہد کو ریا اور تقوی کو ڈھکوسلا سمجھ کر ان بتون کی پرستش کا مائل ہوجاتا بڑے بڑے صوفیان صافی طینت اور گوشہ نشینان خمول نورانی طلعت پکار اٹھتے کہ ؎

نیچہ ز عشقت لباس پارسائی پارہ شد	طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد

مشروع و کمخواب کے پائجامے فوق البھڑک۔ بنت اور گوکھرو کی جھالر ٹنک ڈوپٹے گلابی رنگے ہوے جامدانی کے۔ اور اُنپر بیل بوٹے کامدانی کے گرنٹ کی سبز گوٹ۔ سبز اور گلابی کی چوٹ۔ بانکڑی ٹکی ہوئی لیس لگی ہوئی چھپکا زیب سر۔ زلف چلیپا تا کمر۔ جگنو کی وہ چمک کہ آفتاب بلند اختر کی نگاہ دیکھ نہ سکے رخ انور کا وہ نور موفور کہ بدر لاکھ کاہش کرے بے نظر جھپکے ہوے آنکھین سینک نہ سکے۔ پازیب زیب پا چھما چھم کی آواز سے شور محشر بپا وہ نور افشان جبین وہ جمال مبین کہ فرہاد بھی دیکھ پاتا تو اُسکا دل اُنھین کے چاہ زنخدان کی چاہ مین ڈانوان ڈول ہوجاتا۔ مجنون دشت نوردی چھوڑتا لیلی کے عشق سے مُنھ موڑتا۔ پیارے پیارے ہاتھ اور نازک نازک کلائی اور اُنمین چوڑیان کچھ سیاہ کچھ طلائی۔ وہ پور پور چھلے اور دست حنائی سبحان اللہ۔ اِس شان کے صدقے۔ اس آن بان کے صدقے۔ اِس دلربائی کے قربان۔ اِس کج ادائی کے قربان۔ چشم فسون پرداز نے اور بھی ستم ڈھایا۔ اچھے اچھے آہو چشمون کو نخچیر تیر نظر بنایا الٰہی بروہی یا تیغ یا شمشیر اصفہان۔ وہ گورے گورے گال اور عنبرین خال ؎

خال عارض کسے پیارا نہوا	کِسکی آنکھون کا وہ تارا نہوا
ہاے وہ خال رخ ماہ جبین	میری قسمت کا ستارا نہوا

سلک دندان غیرت در عدن۔ لب لعل شکر خا رشک عقیق یمن۔ زلف عنبر فام رشک خطا و ختن۔ رخسار گل۔ دہن غنچہ گیسو سنبل سراپا چمن۔ وہ ناز معشوقانہ۔ وہ جلوہ مستانہ کہ بس کچھ نہ پوچھیے۔ ؎

انداز نرالا ہی تری جلوہ گری کا	ہی چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا
اُٹھا ہی یہ کسکے رخ پر نور سے پردہ	خورشید مین عالم ہی چراغ سحری کا
ہر جنبش مژگان سے ہی مقتول زمانہ	کیا تیز ہی خنجر تری بیدادگری کا

لائیگی نہ بو جامۂ محبوب کی جبتک
دامن میں نہ چھوڑونگا نسیم سحری کا

دونون بہنین سولہ سنگار کرکے فرش مکلف پر تمکن ہوئین اصیلون مغلانیون نے جوڑے بدلے۔ مکان صاف ۔ کمرے شفاف جھاڑ کنول لمپ روشن ۔ اللہ اللہ۔ یہ تو کچھ (شب عروسی) کے سے ٹھاٹھ ہو رہے ہین۔ اف ری تیاریان۔ اللہ ری دھوم۔ سہ

یہ شب بزم جانان مین تھی دولہا کی صورت
جلا صبح تک شمع محفل کی صورت
جو دیکھا مرقع حسینون کا صفدر
نظر آگئی اُسکی محفل کی صورت

منتظر تھین کہ عاشق النسا بیگم آئین قدم رنجہ فرمائین۔ دیکھین کیا پیام لاتی ہین۔ کیا سناتی ہین۔

سپہر آرا۔ اللہ کرے اُنکو پتنگ وتنگ کا حال نہ معلوم ہو۔

حسن آرا۔ واہ (الف کو خوب بڑھا کر) واہ۔

سپہر آرا۔ یہ واہ کاہے کی۔ کیا کچھ فرض ہی کہ بہنون سے بھی عشق کا حال کہہ دیوے اُنکے آگے بھی عشق کا دکھڑا رو دے۔

حسن آرا۔ خدا خدا کرو۔ وہ ٹوہ لینے آتی ہین۔ عاشق النسا بیگم نام تو خوب ہی کیا کوئی عورت مرغوب ہی۔ عاشق النسا۔

سپہر آرا۔ امان جان کو تو اطلاع کر دیجیے ایسا نہو جب ٹپکتی ہوئی آئین اور اُنکے سامنے صلواتین سنائین تو کرکری ہو۔

حسن آرا۔ اچھا مین جاتی ہون تم بیٹھو مین ابھی آتی ہون۔ (بڑی بیگم کے پاس جاکر) امان جان بی ہمسائی آج آنیوالی ہین۔ کوئی شہزادی ہین دو گھڑی دل بہلے گا۔

بڑی بیگم۔ آئین آئین قرینے سے بٹھانا تمیز سے باتین کرنا۔ باورچیون کو بلواؤ اور خود حکم دو اور کھانا پکواؤ۔ کوئی بھاری سا جوڑا دونون بہنین پہن لو۔ سمجھین۔

حسن آرا۔ امان جان کپڑے تو بدل لیے ہین۔

بڑی بیگم۔ (عینک کو کپڑے سے صاف کرکے) دیکھون یہ کیا سفید دوپٹا ہی

حسن آرا۔ نہین امان جان گلابی ہی۔ وہی جامدانی کا دوپٹا جسپر کامدانی کی آڑی بیل ہی۔

بڑی بیگم۔ بیٹا اب آنکھون نے جواب دیا۔ رات کو گلابی ور آبی کیا سوجھے

راوی۔ یہ سچ مگر جو کاٹھی آپ نے پائی ہی یہ دونون بیبیان ایک کی تو نہین

بڑی بیگم۔ بیٹا کوئی اور بھاری جوڑا نکالو۔

حسن آرا۔ (بھولے پن کے ساتھ) امان جان ہمین تو یہی پسند ہی۔

بڑی بیگم۔ (کان مین جھک کر) سنو شہزادیون ہزادیون کے پھیر مین نہ پڑنا (پیشانی پر بوسہ دیکر) ابھی ناکردہ کار ہو۔

راوی۔ واہ ری بڑی بیگم۔ زمانہ دیکھا ہی کہ باتین کس محبت سے کان مین جھک کر فرماتی ہین کہ شہزادیون و ہزادیون کے پھیر مین نہ پڑنا۔ ہاری بدگمانی ابھی ناکردہ کار ہین گھبرایئے نہین۔ انشاء اللہ پختہ کار ہوجائینگی۔ سہ

خدا ترا بت ناداں پر از رسن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

حسن آرا نے شرما کر گردن جھکالی بڑی بیگم کے فرشتے خان کو بھی خبر تھی کہ یہان پتنگ آئے اور شطرنج کے نقشے آئے اور عشق کا اظہار کامل طور پر ہوگیا

حسن آرا۔ ہم امان جان کو سمجھا آئے کہتی تھین کہ وہ بھاری جوڑا پہنو

سپہر آرا۔ تو بُرا نہین مانا۔

حسن آرا۔ نہین (مسکرا کر کہنے لگین۔ دیکھو شہزادیون ہزادیون کے پھیر مین نہ پڑنا۔

سپہر آرا۔ (قہقہہ لگاکر) ہان!۔

اتنے مین عاشق النسا بیگم کی فنس ایوان سپہر توامان کے پھاٹک مین داخل ہوئی فنس زرنگار چھٹکا بیش بہا پُربہار سولہ کہار وردیان پہنے مچھلیان لٹکائے جنگی دہنے بولتا بائین ٹھوکر بچائے کہتے ہوئے آئے۔ سبتہا جو جوڑ روشن۔ اور وہی بانکی مہری فنس کا کونا دبائے تیز تیز تو کرے مرک ہم جو ساتھ ساتھ چلی آتی ہے۔ دربان نے آواز دی۔ جاگے جاتے تھے تو کیدی نے الا اللہ کہہ کر فنس رکھی۔ ماماچ۔ چنی چلتے چلتے تبا ہی دمی ب اوندھے

عاشق النسا بیگم اُتَرین بسم اللہ -
عاشق النسا بیگم - (اندر جاکر) آداب بجالاتی ہون -
حسن آرا بیگم - تسلیم آئیے -
عاشق النسا بیگم - آؤ بہن گلے تو ملین -
حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیگم بے جھجک عاشق النسا بیگم سے گلے ملین

سپہر آرا ؎ آمد ہمارے گھر مین کسی مہ لقا کی ہے
یہ شان کردگار یہ قدرت خدا کی ہے

حسن آرا - (عاشق النسا بیگم کے جوڑے مین گلاب کا پھول دیکر) ؎

یہ کون آیا ہے رکھ کر پھول جعد عنبر افشان مین
صبا اترائی پھرتی ہے جوان روز دن گلستان مین

راوی ؎ الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابیِ دل مین
چلے آئین کلیجہ تھام کر وہ میری محفل مین

عاشق النسا بیگم
صفدر زبان سے راز محبت عیان نہو
دل آشنا سے درد ہو لب پر فغان نہو

سپہر آرا - آپ نے آج غریبون پر کرم کیا زہے نصیب -
عاشق النسا بیگم - بہن ہماری تو کئی دن سے خواہش تھی کہ آپ سے ملین مگر پھر ہم سوچے کہ شاید آپکو ناگوار ہو - ہم تو غریب ہین - امیرون سے ملتے ہوے زرا وہ معلوم ہوتا ہے -
حسن آرا - بجا ہے - آپ خدا کے فضل سے شہزادی ہین ہم تو رعایا ہین آپکی
عاشق النسا بیگم - آپ دونو بہنین ایک دن کوٹھے پر ٹہل رہی تھین تو ہمایون فر نے مجھکو بلایا کہ بہن ذرا یہانتک آؤ - جب گئی تو مجھکو اشارے سے
جلوہ
حسن آرا اور ... لڑکیان کنواری ہین مگر سنا پڑھی لکھی ہین -
... ائی صاحب کا بیاہ ہو گیا ہے -
بیلے کا تیل بالون مین ڈالا
سوال کیا ہے - حسن آرا نے چٹکی لی کہ یہ کیا
اُسوقت تو زاہد صد سالہ کی بھی نظر

عاشق النسا بیگم - (سپہر آرا سے) جی نہین ابھی تو شادی وادی نہین ہوئی مگر آپکی عنایت درکار ہے -
سپہر آرا نے تو لجا کر سر جھکا لیا - مگر حسن آرا نے ایک بانکی دا سے کہا کہ ہم لڑکیان یہ باتین کیا جانین - بڑی دیر تک محبت اور الفت کی باتین رہین یہانتک کہ حسن آرا نے گلوری بنا کر دی اور عاشق النسا بیگم نے اُنھین کے ہاتھ سے کھائی - کتھا کیوڑے مین بسا ہوا - چاندی سونے کا ورق لگا ہوا چکنی ڈلی اور الایچی - غرضکہ بڑی تکلف کی گلوریان تھین - تھوڑی دیر کے بعد اغذیۂ لطیف و لذیذ دسترخوان پر چنی گئین اور تینون نے مل کر کھانا کھایا - کھانا کھا کر عاشق النسا بیگم نے فرط محبت و غایت بے تکلفی سے حسن آرا کے زانو پر سر رکھدیا اور لیٹ رہین - سپہر آرا نے اُٹھکر کشمیر کا ایک بیش بہا دوشالہ اُڑھادیا اور اُنکے قریب جا بیٹھین -
عاشق النسا بیگم - بہن اللہ جانتا ہے تم دونون بہنین چندے آفتاب و چندے مہتاب ہو -
حسن آرا - اور آپ -

سپہر آرا ؎ در تماشاے تو افتادہ کلاہ ار سر چرخ
خبر از خویش نداری چہ قدر رعنائی

شہزادہ بہادر کو آپکے تشریف لانے کا یہان حال معلوم ہے یا نہین
حسن آرا - شہزادہ بہادر کی مرضی سے تو یہ آئی ہی ہین -
عاشق النسا بیگم - ہمایون فر کیون نہین کہتی ہو جو شہزادہ بہادر کہتی ہو

راوی ؎ نواب بہادر وہ ہمین کہتے ہین صفدر
پورا نہین لیتے ہین کبھی نام ہمارا

عاشق النسا بیگم ؎ اب چین نہین سینے مین دلکو کسی پہلو
وزدیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا

یہ کہکر عاشق النسا بیگم اُٹھ بیٹھین اور فرمایا کہ بہن ہم رخصت ہونگے زندگی ہے تو پھر ملینگے -

سپہر آراے
بیچین کر رہا ہی کیا کیا دل و جگر کو
ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گھر کو

الغرض مکالمہ محبت انگیز و اشارات الفت خیز کے بعد عاشق النسا بیگم تشریف لیگئین۔ اور جاتے وقت باصرار کہہ گئین کہ ایکدن آپکو ہمارے ہان آنا پڑیگا۔ خدا حافظ اور فی امان اللہ کہکر مہمان میزبان اور میزبان مہمان سے رخصت ہوے۔ فنس پر سوار ہوکر عاشق النسا بیگم نے ماما اور مغلانیون اور اصیلون اور دربانون کو دو دو اشرفیان انعام کی دین اور چپکے سے ماما کو ایک تصویر دیکر کہا کہ یہ دیدینا۔ کہارون نے پھر بسم اللہ کہکر فنس اُٹھائی مشعلچیون نے دستی آگے بڑھائی اور فنس تزک و احتشام سے چلی ماما نے اندر جاکر تصویر دی۔ حسن آرا نے دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔

حسن آرا۔ بہن غضب ہو گیا۔ اُف۔ ہی ہی ستم ہو گیا۔

سپہر آرا۔ ہی ہی کیا ہوا۔ کیا۔ بولو تو۔

حسن آرا۔ (تصویر دے کر ٹپ ٹپ آنسو بہانے لگی)۔

سپہر آرا نے تصویر لی تو دانتون کے تلے اُنگلی دبائی۔

سپہر آرا۔ ارے غضب ہو گیا۔ جل دی۔ اُف۔

اس تصویر پر یہ لکھا تھا (تصویر خاکسار عاشق زار میرزا ہمایون فر)

نیم موسی نقاب از چہرہ بردار   نمی آید خوشم این لن ترانی

پیاری مین عاشق النسا بیگم نہین ہون مین شہزادہ ہمایون فر ہون اب اگر تم نے سرد مہری کی تو خدا گواہ ہی کہ زہر کھا لونگا جان دونگا۔

حسن آرا۔ (ہیرے کی کیل ناک سے نکال کر) بہن مین تو یہ کھا کر سو رہتی ہون

سپہر آرا۔ (کیل چھین کر) اُف۔ (رو رو کر) دل کو ذرا سنبھالو

حسن آرا۔ سنبھالون کیا خاک۔ ہاے گلے مل چکی (دانت کے تلے انگلی دباکر) قیامت کا سامنا ہی۔ زانو پر سر رکھکر سویا۔ اُف۔ اُف۔ اُف۔

سپہر آرا۔ مگر باجی اتنا تو سوچو کہ بہن کہہ کہہ کر بات کرتے تھے۔ بہن بنا گئے ہین

حسن آرا۔ یہ سب باتین ہین کسکی بہن اور کیسا بھائی ہمارے مقدر مین یہی لکھا۔ ے

وہ یون مجھے دیکھ کر گیا ہی   کھال اُسکی جو کھینچیے سزا ہی

اللہ کرے یہ اخبار والے نہ سُن پائین کہ پھر او خدا کا اُڑائین۔

راوی۔ حضور یہان پہلے ہی خبر پہونچ گئی۔ ہم نے ماماؤن اور مغلانیون سب کو گانٹھ لیا ہی کہ روز روز کا کچا چٹھا کہہ سنائین۔

سپہر آرا۔ واہ کسی کی مجال پڑی ہی پرائی بہوبیٹی کو تہمت لگانا کچھ ہنسی ٹھٹھا ہی

راوی۔ کیا مجال ایک نگاہ قہر آلود کافی ہی۔

سپہر آرا نے فرط بیقراری مین فال دیکھی تو یہ غزل نکلی۔ ے

سحر بلبل حکایت باصبا کرد   کہ عشق گل بما دیدی چہا کرد
غلام ہمت آن نازنینم   کہ کار خیر بے روے و ریا کرد
من از بیگانگان ہرگز ننالم   کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

سپہر آرا۔ فال تو اچھی ہی۔ خصوصًا یہ شعر قابل تعریف ہی۔ ے

من از بیگانگان ہرگز ننالم   کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

میان آزاد کا جہاز پر سوار ہونا اور حسن آرا کا محبت نامہ پڑھکر رونا

میان آزاد جسوقت ساحل بحر کے قریب گئے تو خوجی سے کہا کہو کیسے حضرت آپ تو کچھ ڈھیلے ڈھالے سے معلوم ہوتے ہین۔ اسوقت خوجی نے جو غور سے پانی کی صورت دیکھی اور گول گول دیدے پھاڑ کر لہرون اور اُنکے تھپیڑون پر نظر ڈالی تو کفن پھاڑ کر چیخ اُٹھے اور کوئی پچاس قدم اُلٹے پاؤن بھاگے وہان پر خدا جانے کس مصلحت سے کسی کی ایک میخ گاڑی تھی۔ ٹھوکر جو کھائی تو اراراد ھون۔ لڑھکتے ہی حضرت نے غل مچایا کہ بھلا بے گیدی۔ یہان بھی ہماری جان کا گاہک آن ہی موجود ہوا اچھا بچہ۔ ٹھہر تو جاؤ۔ اتنا چھپایا ہو کہ عمر بھر یاد ہی تو کرے مرد کہ ہم جو پیٹھ کی طرف مُنھ اور مُنھ کے رخ دُم کیے بھاگے جاتے تھے تو گیدی نے اچھی گھات پائی۔ ایک ٹھنی چلتے چلتے تباہی دی لی با اوندھے

پڑے بہروپیے کو للکار رہے ہین مگر اُٹھنے کی قسم کھائی ہو۔ اتنے مین میرزا صاحب اور میان آزاد بھی کلے پر جا پہونچے۔

آزاد۔ بس اُٹھیے اُٹھیے۔ بڑی دیر تک سویا کیے۔

خوجی۔ (جھاڑ پونچھ کر) پہلوان کبھی چت تو گرے ہی گا نہین۔ جب گر یگا پٹ۔ گرا اور زمین پکڑ لی۔

آزاد۔ اب سفر کی تیاری ہونہ۔

خوجی۔ توبہ کر بندے بھائی خشکی چلو تو بندہ ساتھ ہو ورنہ سلام پانی کی صورت دیکھی اور زہرہ آب ہوگیا۔ مین تو راستے ہی مین ٹھٹھر ٹھٹھر کر کھنگڑ بن جاؤنگا۔ روم تک جا کون سکیگا۔

یہ کہکر میان خوجی بگٹٹ بھاگے۔ آزاد اور میرزا صاحب بھی ساتھ ہی جھپٹے۔ لینا۔ لینا۔ جانے نہ پائے چور چور ادھوڑی استر کا چور ہو۔ راہ مین ایک شخص نے میان خوجی کا ٹیٹوا لیا پہلے تو بہت ہی جھلائے اور لگے گاؤزوری بیان کرنے مگر آزاد اور میرزا بھی آن ہی موجود ہوے چھوڑ دو چھوڑ دو لو بھئی ہم آگئے۔

میرزا۔ (آزاد کے کان مین) حضرت یہ یون نہین جانے کے انکو خوب افیم پلوائیے اور اُلو بنائیے۔ جب یہ نشے مین غین ہون تو لاد لود کر جہاز پر بٹھا دیجیے۔

آزاد۔ اچھی ترکیب ہو (خوجی سے) ارے میان خوجی۔

خوجی۔ خواجہ صاحب نہین کہتے۔ خوجی کی ایسی تیسی۔ خواجہ بدیع خاصہ نام ہو خوجی کیا معنی۔

آزاد۔ خواجہ صاحب قبلہ۔ آپ نے آج افیم تو پی ہی نہین۔

خوجی۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا آپ کو۔

میرزا۔ آنکھون سے جمائیون سے۔

آزاد۔ کیون صاحب آپ نے افیم پیتے دیکھا تھا انھین۔

میرزا۔ جی نہین۔ مین تو خود ٹوکنے کو تھا۔

خوجی۔ ہان حضرت کچھ نشہ تو ہم کو بھی ہلکا معلوم ہوتا ہو (جمائی آئی) بیشک افیم نہ پی ہو گی۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ تو اپنے ہوش کا حال ہو۔

آزاد۔ اسوقت جمائی بھی آئی آپکو۔ وہ لیجیے دوسری آئی۔ خدا ہی خیر کرے

میرزا۔ تیسری آئی۔ واللہ اسوقت تو جمائیون کی ڈاک بٹھ گئی۔

خوجی۔ بھائی بندہ بے پیے اب بات تو کرنے کا نہین۔

میان خواجہ بدیع صاحب نے پیالیان نکالین افیم گھولی اور چسکی لگائی آزاد ہشاش بشاش کہ تہ پر تہ جمائی۔ میرزا خوش کہ ہماری تدبیر کارگر ہوئی خوجی نے افیم جو پی تو مارے ہوس کے ذرا زیادہ پی گئے پیتے ہی غین آنکھین بیربہوٹی۔ آزاد نے ایک چھپر کھٹ پر لاد کر حضرت کو کشتی پر سوار کیا اور وہان سے جہاز پر خوجی کو سر و پا ہی کی خبر نہین ورنہ وہ رولا لاتے کہ الامان آزاد سوار ہونے ہی کو تھے کہ میرزا صاحب کا دوسرا خدمتگار بے تحاشے دوڑتا ہوا گھر سے آیا۔

آزاد۔ خیر تو ہی۔ خیر تو ہو۔

میرزا۔ اُف خداوندا خیر کیجیو۔

خدمتگار (ہانپتے ہوے آزاد سے) حضور بیگم صاحب۔

آزاد۔ ہان ہان کیا ہوا بتا تو۔

میرزا۔ ارے غضب۔ ارے کمبخت بول تو کیا ہوا۔

خدمتگار۔ (رو رو کر) ہجور۔

میرزا۔ ہائے غضب۔ اُف ستم۔ ستم۔ یہ پیاری بیگم دھوکا دے گئین

آزاد۔ (خدمتگار کو چپت لگا کر) ابے کچھ کہے گا بھی مردک۔

خدمتگار۔ ہجور بیگم صاحب نے ہمکو یہ کھت (خط) دیا اور کہا آپکا نام صاحب تمھارے جو ہے لیا اور کہا کہ جیسے اُنکی وہ کوئی دیکھو بہن ہین باہر۔

آزاد۔ (چونک کر) ہان ہان کیا ہوا۔

خدمتگار۔ انھین بہن نے آپکو خط بھیجا ہو۔ سو لیجیے۔

آزاد۔ ابے تو پھر روتا کیا تھا نابکار۔

خدمتگار۔ حضور۔ ایک آدمی نے وہان پر دو گدّے لگائے۔

آزاد۔ دُت نامعقول۔

میر تما۔ چل دور ہو پاجی گدّے نالائق۔

آزاد نے خط لیا اور جہاز پر سوار ہوے۔ میرزا صاحب سے کہا رخصت ہماری طرف سے بیگم صاحب کو تسلی دیجیے گا اور اُنکی تشفی کیجیے گا۔ میرزا نے کہا بہت خوب۔ آپ مطمئن رہین فی امان اللہ۔ جہاز چلا اور جبتک نظر آیا میرزا اسد بیگ صاحب فرط محبت سے آزاد کھڑے دیکھا کیے۔ آزاد نے حسن آرا کا خط کھولا اور پڑھا اور پڑھ کر بہت روئے۔

حسن آرا کا رنج و غم اور سپہر آرا کو نامحرم سے گلے ملنے کا الم

سپہر آرا۔ میرزا ہمایون فر ہمین جل دے گئے۔

حسن آرا۔ کیسا کچھ۔

سپہر آرا۔ اُف اللہ جانتا ہی جب وہ باتین یاد آتی ہین تو کانپ جاتی ہون

حسن آرا۔ ہی ہی کیے۔

سپہر آرا۔ (بہن کے مُنھ پر ہاتھ رکھکر) باجی خدارا اب اسکا نام نہ لو

حسن آرا۔ آتے ہی کہا کہ آؤ بہن گلے تو ملین۔ ہا ہم عاشق النسا بیگم کے دھوکے مین رہے وہ میرزا ہمایون فر نکلے۔

سپہر آرا۔ اب خاموش ہی رہیے کلیجہ پاش پاش ہو گیا ہو۔

حسن آرا۔ خبردار اب نامہ و پیغام سے واسطہ نہ رکھنا ع المقطع ہکہ قلم کی دوستداری ہے آدمیون کو تاکید کر دو کہ کسی کا خط بے سمجھے بوجھے لین ہی نہین ورنہ موقوف کر دیے جائینگے۔

سپہر آرا۔ ذری سوچ لو۔ آدمی اپنے دل مین کیا سمجھین گے کہ ابھی تو اس گرما گرمی سے ملین اور ابھی یہ نادری حکم۔

حسن آرا۔ ہان سچ تو ہی ابھی تک تو ہم ہی تم جانتے ہین۔

سپہر آرا۔ اور خدا نہ کرے کہ وہ کسی سے ذکر کرین۔

حسن آرا۔ اس سے اطمینان رکھو۔ یہ ممکن ہی نہین۔ وہ لُقے تو ہین نہین کہ

سپہر آرا۔ واہ لُقے نہین تو اور ہین کون۔ لُقو کے سر پر کیا دو سینگ ہوتے ہین

حسن آرا۔ اب آج سے مہتابی پر نہ چڑھنا۔

سپہر آرا۔ واہ بہن سچ کہیت چڑھین دن دہاڑے چڑھین اتنا تو سمجھو کہ یہان کا آدمی میرزا ہمایون فر کے مکان مین سے کیونکر آئیگا بھلا۔ یہ سب بنے بناتے تھے وہ اور پھر نظر آئے بھی تو ہمارا خدا ہی جانتا ہی کہ ہم کو کسی شریر کے گھورنے سے ذرا سروکار نہین۔ اپنا دل صاف رہنا چاہیے کہ نہین۔

حسن آرا۔ ہی تو یون ہی مگر بہن عاشق النسا بیگم سے گلے مل چکی ہو۔ ہائے غضب تو یہ ہی۔ اب چار آنکھین اُنسے کیونکر ہو سکینگی۔

سپہر آرا۔ ای خدا نہ کرے کہ ایسون سے چار آنکھین ہون۔

حسن آرا۔ دل اُسوقت سے قابو مین نہین رہا۔

سپہر آرا۔ آؤ فال دیکھین۔

حسن آرا۔ دیکھو دو گھڑی غم ہی غلط ہو گا۔

سپہر آرا نے دیوان حافظ منگوایا اور صدق دل سے فال دیکھی تو یہ غزل نکلی۔ ؎

صبا بہ تہنیت پیر می فروش آمد — کہ موسم طرب و عیش ناز و نوش آمد

ہوا مسیح نفس گشت و باد نافہ کشا — درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

تنور لالہ چنان بر فروخت باد بہار — کہ غنچہ غرق عرق گشت و گل بجوش آمد

بگوش ہوش زمن بشنو و بعشرت کوش — کہ این سخن سحر از ہاتفم بگوش آمد

ز فکر تفرقہ باز آے تا شوی مجموع — بحکم آنکہ چو شد اہرمن سروش آمد

چہ جاے صحبت نامحرم ست مجلس انس — سر پیالہ بپوشان کہ خرقہ پوش آمد

بگومیت سخن خوش بیار بادہ بنوش — کہ زاہد از بر یار رفت و بادہ نوش آمد

ز خانقاہ بہ میخانہ میرود حافظ — مگر ز مستی زہد و ریا بہوش آمد

سپہر آرا جھوم جھوم کر اشعار پڑھتی جاتی تھی اور روح وجد مین آتی تھی اتنے مین حسن آرا نے کہا کہ اس شعر کو پھر تو پڑھنا کچھ مطلب بھی

غور کرتی ہو یا پڑھتی ہی چلی جاتی ہو۔

سپہر آرا نے شعر پھر پڑھا۔ ؎

زنکر تفرقہ باز آے تا شوی مجموع | بحکم آنکہ چو شد اہرمن سروش آمد

حسن آرا۔ (مسکرا کر) تا شوی مجموع سمجھین۔ اس سے تو صاف صاف مطلب یہی ہے کہ تمہارا انکے ساتھ نکاح ہو جائے گا۔

سپہر آرا۔ (تنک کر) چلیے بس اب چھیڑ خانی رہنے دیجیے۔

حسن آرا۔ ای واہ دلہین تو خوش ہوئی ہو گی چاہے زبان سے نہ کہو

سپہر آرا۔ اسکے کہنے مین کونسی برائی تھی بھلا۔

حسن آرا۔ آخر برا کیا ہے شہزادے ہین کہ نہین ہین اور صورت تو تم دیکھ ہی چکی ہو چاند کا ٹکڑا ہے۔

سپہر آرا۔ (ہنس کر) خواہی نخواہی چھیڑتی جاتی ہو۔

سپہر آرا نے غزل پڑھنی شروع کی تو ایک مصرع کو چبا گئی

حسن آرا۔ کیا کیا۔ یہ چبا چبا کے پڑھنا کیا معنی مصرع پھر تو فرمایے

سپہر آرا۔ چہ جاے صحبت نامحرم ست مجلس انس۔

حسن آرا۔ لو اب آج کے دوسرے ہی مہینے تنہائی در دآز پر جچتی ہو گی

سپہر آرا۔ ہم اٹھ کے چلے جائینگے ہان۔ یہ ہنسی ہمکو گوارا نہین۔

حسن آرا۔ اچھا اس فال سے تم نے کیا مطلب نکالا۔ اگر اسکے خلاف کوئی اور معنی پیدا کرو تو دو سیر مٹھائی ہارتے ہین۔ بتایئے۔

سپہر آرا۔ خدا کے لیے مٹھائی ڈھائی کا نام تو نہ لیجیے گا ذری کہین آج اگلی پچھلی ماما امان جان کو رخصت جتانے کے لیے جا کے دے آئے تو یہ راز بھی کھل جائے۔ ہے ہے غضب ہو وہ تو بڑی خفا ہو جائین یہ کیا ہوا

حسن آرا۔ اللہ نہ کرے۔ واہ کیسی باتین کرتی ہو۔ ہمین ہمارا کیا قصور عاشق النسا بیگم کے دھوکے مین کوئی جل دیجائے تو ہمارا کیا قصور بھلا مین کہتی ہون اسکا کلیجہ بھی نہ لرزا کہ وہ کنواری شریف زادیون مین عاشق النسا بیگم بن کر آیا اور۔

سپہر آرا۔ بس بس ع۔ دیوار گوش دارد فہمیدہ لب بجنبان ؛ یہ بڑا نازک معاملہ ہے۔ سوچیے تو ذری۔ اُف کیسا غضب ہو گیا۔

حسن آرا۔ اب مین خدا کی قسم دل لگی سے نہین کہتی کہ آخر اُس بیچارے مین کیا برائی ہے۔

سپہر آرا۔ ای خدا خدا کرو۔

حسن آرا۔ حسین شہزادہ مالدار۔ وضعدار۔ خوش تقریر۔ خوش پوش۔ خوبرو۔ عنبر بو۔ کم سن طناز۔

سپہر آرا۔ بس اور دس پانچ باتین کہیے نہ۔

سپہر آرا کے دل پر ان باتون کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انسان کی طبیعت بھی کیا جلد پلٹا کھاتی ہے۔ اور کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ ابھی تو میرزا ہمایون فر کو برا بھلا کہہ رہی تھین اب ٹھری ہین سمجھاتی ہین کہ آخر اگر نکاح ہو تو قباحت ہی کیا ہے۔ حسین ہے۔ وضعدار ہے۔ خوش تقریر تربیت یافتہ شہزادہ مالدار ہے۔ اور سپہر آرا بیگم دل ہی دل مین کہہ جاتی ہین کہ ہان ہے تو سچ۔ اُسکے حسن مین تو شک ہو ہی نہین سکتا کسی طرح کا۔ معقول۔ اب بی سپہر آرا کو شوق چرایا کہ نکاح ہو لیکن ابھی حسن آرا تک سے چھپاتی ہین۔ زبان پر حرف عشق نہین لاتین۔ مگر دل مین سوچتی جاتی ہین کہ ہے تو خوب بات۔ ہم بھی رئیس زادیان ہین۔ آخر ایسی ویسی تو ہین نہین کچھ اور انکے شہزادے ہونے مین تو شک ہی نہین۔

مہری کا پیغام

آج ناطورۂ ملائک نظر فریب حسن آرا بیگم اپنی ہمشیرہ سیزدہ سالہ آفت کا پرکالہ پیاری سپہر آرا کو بزرگانہ نصیحتین کر رہی ہین اور وہ بھی اپنی فہم و جودت و ذی لیاقت بہن کے تقدس کا دم بھر رہی ہین۔ یہ باتین اس لائق ہین کہ انکو حرز جان کرے اور انکے فقرے فقرے کو دستور العمل سمجھے۔ انسے شرافت و نجابت پاکدامنی اور حیا پروری کا سبق سیکھے۔ ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران | گفتہ آید در حدیث دیگران

اب مکالمۂ موعظت انگیز و نصیحت آمیز سنیے۔

حسن آرا۔ سپہر آرا بہن ہماری پاکدامنی ہم ہی خوب جانتے ہیں اور ہمارا خدا

سپہر آرا۔ اور یا پیارے آزاد۔

راوی۔ اور یا ہم جو روز روز کا کچا چٹھا پاتے ہیں۔ اور اس فسانے میں طرز نوی سے درج کرتے ہیں۔

ناظرین۔ اور یا ہم لوگ جو حسن آرا کے دل کی بات تک جانتے ہیں اور سپہر آرا کے تقدس کو دل سے مانتے ہیں۔

حسن آرا۔ دنیا میں رہنا سہنا کچھ ہنسی ٹھٹھا تو ہے نہیں مگر ہمارا ہی دل خوب جانتا ہے کہ ہمارا دامن لوث بدی سے کس درجہ پاک ہے چاہے سارا زمانہ یہی کیوں نہ سمجھے کہ ایک بہت شوخ دوسری بیباک ہے نیت ذرا ڈانواڈول ہو کیا مجال۔ ارادہ فسخ ہو جائے یہ ممکن نہیں۔ اللہ کی بندہ نوازی کے قربان جاؤں۔ نور کے عوض نور حیا آنکھوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے نظر بھی پڑتی ہے تو صدق و صفا کے ساتھ پاؤں بھی پڑتا ہے تو ادب و حیا کے ساتھ بہن اللہ گواہ ہے کہ اس ملک کی شریف زادیوں میں بس یہی عیب ہے کہ بجز کھانے پینے لڑکے کھلانے اور سینے کے کچھ جانتی ہی نہیں حرف تک۔ تو پہچانتی ہی نہیں۔ مرد تو خیر پڑھے لکھے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن عورتیں تو بس گورے چہرے اور زرق برق لباس ہی کو بڑی شرافت سمجھتی ہیں۔ سو بہن اگر گورے چہرے ہی پر شرافت ہے تو یہ گھوسن جو روز دودھ دے جاتی ہے اس سے زیادہ شریف اس شہر میں تو شاید ہی کوئی اور ہو باقی رہی پوشاک۔ بھلا کہیں کمخواب سنجاف اور بیش بہا موباف سے بھلمنسی آیا کی ہے۔ بعض عورتیں دن بھر بیٹھی رہتی ہیں جب دیکھو حسن ان سامنے بیٹھی نکھر رہی ہیں۔ مشاطہ سے فرمائشیں ہو رہی ہیں کہ عطر سے بساؤ جس طرح سے فنس نکل جائے لوگوں کا دماغ طبلۂ عطار کو شرمائے سمجھیں کہ جونپور اور قنوج سے گلاب اور کیوڑے کے دریا بہہ آئے فنس کو دور سے دیکھتے ہی لوگوں کی انگلیاں اٹھیں کہ وہ آئی وہ آئی شہر میں مشہور ہو کہ فلاں بیگم نام خدا بڑی شوقین ہیں غضب کی مہ جبین ہیں فنس کا چھڑکا بھی مہک رہا ہو۔ تو حسن جھلک رہا ہو۔ مہری کو حکم ہو کہ ہے تو بھی عطر مل لے۔ وہ (میں قربان) کہ کر آدھی شیشی ہاتھ پر لڑھکائے اور گیسو کے عوض چہرے پر لگائے تا کہ شعاع آفتاب جو رخ پر پڑے تو چہرہ چمک جائے اور عطر ترخ ترخ نور برسائے (ماشاء اللہ) دوپٹا ایسا باریک ہو کہ کوئی زیور چھپا نہ رہے۔ دوپٹے میں سے جوبن چھن چھن کر نکلے بہن اگر ذرا غور کرو تو معلوم ہو جائے کہ جوبنے ٹھٹنے ہی میں شرافت ہے تو موئی بیسواؤں سے (بہت آہستہ سے) بڑھ کر کوئی شریف زادی نہیں۔ بناؤ چناؤ سب کچھ کرو مگر قرینے کے ساتھ کچھ تو بوے شائستگی آئے۔ اور ٹھیٹھ ہندنیاں تو بہن ایسے بھی گئی گذری ہیں۔ ہاں نیک اندر بد۔ بد اندر نیک کیا سب کی سب بے شعور تھوڑا ہی ہیں۔ مگر تربیت یافتہ دو۔ تو غیر تربیت یافتہ چار سو۔ ہم نے ہندوستان بھر سے انوکھی وضع رکھی۔ اور ابتک تو خدا کے فضل سے نبھتی چلی آتی ہے۔ آیندہ کا حال کون جانے۔

سپہر آرا۔ اللہ چاہے تو عمر بھر اسی وضع کے ساتھ بسر ہو۔

حسن آرا۔ انشاء اللہ۔

سپہر آرا۔ سنو باجی۔ اگر یہ باتیں مشہور ہوئیں تو لوگ ہم کو کیا جانے کیا سمجھیں لیکن سمجھا کریں ہم اپنے صدق و صفا کو نہ چھوڑنے کے رفتہ رفتہ خود ہی کھل جائیگا کہ دونوں بہنیں کیسی پاکباز ہیں۔ ہندوستان کی عورتیں سنیں تو دانتوں کے تلے انگلیاں دبائیں لیکن انہیں بتاؤ کہ ہم نے آج تک کیا کیا ہنود کے ہاں مشہور ہے کہ سیتا جی سے راجچندر جی ذرا بدگمان ہو گئے کوئی نگوڑا دھوبی اپنی بیہودہ جورو سے کہ رہا تھا کہ مجھکو بھی کیا راجچندر سمجھی ہے۔ بس انھوں نے انکو گھر میں کوئی ایسی بات کہی کہ سیتا جی نے جو یکبار انھیں دعا مانگی کہ زمین شق ہو جائے اور اگر میں عصمت مآب ہوں تو زمین کے اندر دھنس جاؤں۔ انکی پاکی و تقدس میں کوئی شک تو تھا ہی نہیں زمین دعا مانگتے ہی شق ہو گئی اور وہ دھنس گئیں بس پھر تو سارا زمانہ کہنے لگا کہ

بڑی حیا پرور اور پاک نظر تھین - اپنے ہی ہان نہ دیکھو کہ حضرت مریم کے والدین نے بدرگاہ حق جل و علا نذر مانی تھی کہ اگر ہمکو لڑکا یا لڑکی عطا فرماوے تو ہم اُسکو بیت المقدس کی جاروب کشی کے لیے مامور کر دینگے - چنانچہ بفضل ایزدی حضرت مریم اُنکے یہان پیدا ہوئین - اُنکے والدین نے حسب عدہ اُنکو ایک گوشۂ بیت المقدس مین بٹھا دیا - اور کبھی کبھی اُنکے دیکھنے کو آیا کرتے تھے خدا کی شان کہ حضرت مریم حاملہ ہوئین اور وضع حمل بعد انقضاے مدت فرمایا اعزا اور والدین جو دیکھنے کو آئے تو یہ قدرت خدا دیکھی متحیر ہوا ور حضرت مریم کیطرف سے بدگمان ہوکر پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا خاندان کا نام ڈبویا اپنے کو رسوا خلق کیا - تب حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ اسی لڑکے سے پوچھو - لوگ حیرت زدہ اُس لڑکے کیطرف مخاطب ہوے - حضرت عیسیٰ گویا ہوے اور اپنی عفیفہ و مقدس ماں کی عفت کی سند اپنی گویائی سے پیش کی حکم خدا سے گویا ہوے تھے کہ یا تین لیکن عیسی روح اللہ آپکا لقب ہی جب ذرا سے لڑکے اور فرزند نوزائیدہ کو لوگون نے گویا پایا تو شک دور اور اتہام بیجا کا فور ہوا اور حضرت مریم کی عصمت و عفت اور اُنکے تقدس کا نقش سبکے لوح دل پر منقوش ہو گیا - باجی اللہ جانتا ہی جو ہمکو ذرا بھی خیال ایسا ہو ہمین کوئی لاکھ بُرا کہے تو کیا اپنا دل صاف ہونا چاہیے

اتفاقاً مہری کھڑی پردے کے پاس سے سن رہی تھی کون مہری وہی جو مصنوعی عاشق النسا بیگم کے ساتھ آئی تھی - وہی جو زبانی پیغام لائی تھی وہی جو میرزا ہمایون فر کی ہمدم و ہمساز تھی - وہی جو محرم راز تھی پردے کے پاس سے ساری رام کہانی سنکر جھمکتی ہوئی اندر گئی - اُف ستم ہو گیا - غضب بپا ہوا حسن آرا نے جو اُسپر نظر ڈالی تو وہ جھک کر تسلیم بجالائی (تسلیم) کا لفظ سنتے ہی سپہر آرا نے گردن پھیر کر دیکھا تو دنگ ہو گئی رنگ فق آنکھون سے غیظ و غضب ٹپکتا تھا -

حسن آرا - کون ہو -

مہری - حضور مین ہون اچھے صاحب -

حسن آرا - کہان سے آئی ہو -

مہری - آپ مجھے اتنی جلد بھول گئین - بیگم صاحب نے بھیجا ہی

حسن آرا - بیگم صاحب کون -

مہری - جی عاشق النسا بیگم -

حسن آرا - کہو کیا پیغام بھیجا ہی -

مہری - (مسکراکر) حضور کو ذرا وہان تک تکلیف دی ہی -

مہری کا اسوقت مسکرانا دونون بہنون کو نہایت شاق سا گذرا جیسے تیر سا چھاتی مین لگا - مگر چپ - بولین - للکارین تو راز سربستہ افشا ہو جائے - ہاے کیا بیڈھب موقع ہی - توبہ توبہ - مہری تو محرم راز تھی نہ - کیا مزے سے مسکرائی اب اگر کوئی اور موقع ہوتا تو حسن آرا اُسکو سمجھاتی اور سپہر آرا اگبڑ جاتی کہ خام پارہ ہمارے منھ پر چڑھتی ہی - مگر دونون دوراندیش اور دانا تھین - دم بخود ہوئین -

مہری - حضور بیگم صاحب نے فرمایا ہی کہ اگر کچھ حرج نہو تو آج ہمارے ہی ہان آئیے -

سپہر آرا - کہ دینا ہمین فرصت نہین ہی معاف کیجیے -

مہری - بہت اچھا - مگر فرمایا ہی کہ آپکو فرصت نہو تو مین خود ہی چلی آؤن

سپہر آرا - جی کچھ ضرورت نہین ہی - بس اب دور ہی سے سلام ہی اور اب آج سے تم نہ آنا یہان سنا کہ نہین -

مہری - (ادب کے ساتھ) بہت اچھا لونڈی حکم بجا لائیگی مگر حضور رحم کیجیے کہ لونڈی کا قصور نہین - بیگم صاحب کی جیسی نوکر ویسی حضور کی

سپہر آرا - چلو بس بہت باتین نہ بتاؤ - بیگم صاحب ہمین دیوانہ بناتی ہین ہڈیان چلچلاتی ہین - بس کہدینا خیر اسی مین ہی کہ اب نامہ پیغام نہ آئے شہزادے ہین اس سے چھوڑ دیا - کوئی دوسرا ہوتا تو خون ہو جاتا اتنے بڑے شہزادے - بادشاہ کی اولاد اور غریب کنواری شریف زادیون پر نظر ڈالتے ہین بس چلے تو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین - واہ اچھا جال پھیلایا ہی انکے کان کھول دینا کہ ہم کوئی ایسے ویسے نہین ہین - ذرہی بہت چل نہ نکلیے

حسن آرا۔ (بہن سے) اب خاموش بھی رہو۔ کوئی سن لیگا۔ بس اب کچھ کہو نہ سنو۔ (مہری سے) چلو سامنے سے ہٹو۔

مہری۔ (قدموں پر گرکر) حضور میری جان بخشی ہو تو عرض کروں۔

حسن آرا۔ اب تم جاؤ ہم نے کئی دفعہ کہدیا نہیں پیچھے پچھتاؤگی۔

مہری روانہ ہوئی ع۔ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ؛ جب احاطے کے باہر نکل گئی تب کہیں جان میں جان آئی۔ قسم کھائی کہ اب نہ جانیکی۔ ادھر سپہر آرا کا چہرہ مارے غصے کے لال بھبھوکا ہوگیا۔ پاکدامنی کے خیال نے مجبور کیا کہ مہری کو للکارے پہلے تو بی مہری صاحب بات بات پر مسکراتی تھیں فقرے فقرے پر کھلی جاتی تھیں۔ مگر جب سپہر آرا نے ڈانٹ بتائی تو دنگ ہوگئی سپہر آرا کے چہرے کا اُسوقت غصے نے اور بھی جوبن دوبالا کر دیا تھا سرخی اور سفیدی کا متغیر ہوجانا اور گورے گورے رخسار رنگین کا تمتمانا غضب ڈھاتا تھا۔ معشوقوں اور سیم بدنوں کے غصے میں بھی وہ آن ہے کہ سبحان اللہ۔ انکھڑیاں قہر آلود تھیں۔ مگر اس قہر کے صدقے کہ عالم ہی اور تھا۔ چتون وہ تیکھی کہ اچھے اچھے بانکے دیکھیں تو آنکھیں جھکالیں۔ حسن آرا بیگم سمجھاتی جاتی تھیں کہ بہن اب اور باتوں کا خیال کرو۔ کبھی بہن سے گلے لپٹنا۔ کبھی ہاتھ میں ہاتھ دینا کبھی فرط محبت سے بوسے لینا دو معشوقوں کی یکجائی اور اپنے اپنے طور پر دلربائی۔ ایک کا بل کھانا اور جھلا جھلا کے رہجانا۔ دوسری کا سمجھانا اور اونچ نیچ دکھانا اِس سے عجب کیفیت نظر آتی تھی اور شان کبریائی جلوہ دکھاتی تھی۔ دیر تک دونوں سکوت میں رہیں۔ ؎

چشم جادو نگہت گرچہ خموش آمدہ است
انہ اشارات داوا نکتہ فروش آمدہ است

سپہر آرا۔ اچھی عاشقی ہے بس معلوم ہوا کوئی بوالہوس ہے۔ ؎

نہ رسد عاشقی بہ بوالہوسان — عاشقی دیگر و ہوس دگر است

اگر عشق صادق ہے تو حیا و شرم کے ساتھ ظاہر کرنا چاہیے یا اس بے تکے پن سے۔

راوی۔ اتنا بے بوسے نہیں رہا جاتا۔ سپہر آرا بیگم فرماتی ہیں کہ حیا و شرم کے ساتھ اظہار عشق ہونا چاہیے۔ یہ سچ لیکن۔ ؎

گرچہ در پردہ عاشقی ہنر است — چکنم آہ و نالہ بر دو در است
چون نسوزد بہ عشق گل بلبل — آتشے متصل بہ مشت پر است

میرزا ہمایون فر کے رود بار عشق کی روانی و بحر جنون کی طغیانی

ادھر تو عتاب تھا۔ اب ادھر شہزادہ ہمایون فر کا حال سنیے کہ مہری کو بھیجکر لب بام وقت شام ٹہلنے لگے مگر سوچتے جاتے تھے کہ کہیں دونوں پری پیکر بہنیں خفا نہ ہوگئی ہوں تو پھر بڑی بیڈھب ٹھہرے بات کی بات جائے اور شاید جان کے بھی لالے پڑجائیں۔ اور اُنکی قہر آلود آنکھیں غضب ڈھائیں دل پہ بجلی گرائیں۔ دیکھیں مہری کیا پیغام لاتی ہے کیسی خبر سناتی ہے۔ خدا کرے مہری کو ساتھ لیکر مہتابی پر چلی آئیں اور ہمکو جھمکڑا دکھائیں اور ہم یہ اشعار لکھکر تنگ ڈھائیں۔ ؎

دمیکہ جلوہ نمائی باین قد و قامت — ہزار حشر بپا گردد از در و بامست
نشد گمے کہ شود چشم مست تو ہشیار — کہ بود ساقی و این می کہ ریختی در جامست
باعتقاد دل و جانم از سروش پیامست — بمن کسی کہ رساند نوید پیغامست

مگر خدا نہ تبانی کہ روز و شب نگرم
چو کعبہ سجدہ گہ عاشقان در و بامست

اگر اسوقت چار آنکھیں ہوں اور تیر نظر کلیجے پر لگے تو خلش وہ مزہ دے کہ از سر نو جان آجائے۔ اور روح تک ذائقہ خلش پائے۔ ؎

از کرشمہ جانانم تیر زد و ثمر گانم — چون نہ مرحبا خوانم وقت مرحبا است

اتنے میں مہری آئی۔ شہزادہ میرزا ہمایون فر تاڑ گئے کہ ٹکا سا جواب دیا بڑی خبر لائی۔ چین بجبین ہے خداوندا خیر کیجیو۔ مہری قریب آن کر منہ پھلا کے کھڑی ہوگئی۔ مگر خاموش۔

ہمایون فر۔ پھر اب کہو نہ صاف صاف۔

مہری - حضور کیا عرض کرون -

ہمایون فر - وہ تو ہم تمھاری چال ہی سے سمجھ گئے تھے کہ بیڈھب ہوئی کہ چلو بس -

مہری - حضور اب لونڈی وہان نہ جائے گی -

ہمایون فر - جانا آنا سمجھا جائے گا پہلے مطلب کی بات تو بتاؤ کہ ہوا کیا -

مہری - مین نے جا کر پردے کے پاس سے سنا کہ آپ ہی کی باتین چپکے چپکے کر رہی ہین - ایک بولین کہ اونھ جی کچھ ہوگا بھی - جُل تو دے گئے مگر ہمارا دل تو صاف ہے - دوسری بہن بولی کہ اب خبردار خط وط نہ لینا پھر کیا جانے کیا باتین کیا کین - مین جو گئی تو بڑی بہن نے رکھائی کے ساتھ باتین کین - اور چھوٹی بہن تو بس برس ہی پڑین - اُف بس کچھ نہ پوچھیے اللہ دے اور بندہ لے مین کھڑی کانپ رہی تھی کہ کس مصیبت مین پڑی جھڑکی بہت تیز ہو کے بولین کہ اب نہ آنا اور آؤ گی تو تم جانو گی - اور اُنسے بھی کان کھول کے کہدینا کہ بہت چل نہ نکلین - اتنے بڑے شہزادے ہو کے اور شریفون کی بہو بیٹیون سے یہ باتین - ہم کوئی ایسے ویسے نہین ہین - شہزادے ہین اِس سے چھوڑ دیا - بہت ہی بگڑین حضور مین چور کی طرح چپکے چپکے سنتی رہی - لیکن وہ جھلایا ہی کین - مین نے قدمون پر سر رکھدیا اور -

ہمایون فر - خوب کیا مگر تم پردے کے پاس تھوڑی دیر اور کیون باتین سنا کین -

مہری - حضور وہ موئی ماما بولی حیران غڑاپ سے نکل آئی اور لونڈی نے جھپ سے پانْون کھجلانا شروع کیا - پوچھا کیا ہوا - مین نے کہا کچھ نہین کنکڑی پانْون مین چُبھ گئی -

رادی - سب جھوٹ -

ہمایون فر - افسوس - تو بہت ہی بگڑین -

مہری - قربان جاؤن حضور بس کچھ عرض نہین کر سکتی - اپنے آپے ہی مین نہین تھین -

ہمایون فر - ہم نے بڑی غلطی کی - اُن دونون شریف زادیون کی یہ حیا پروری بس دلمین کھپ گئی - آفرین ہم سے یہ ایک حرکت بڑی ہی لغو سرزد ہوئی - اول تو ہمین جانا نہ تھا اور گئے تو پہچنوانا نہ تھا - مگر ان دونون کو بھی عصمت کا کس درجہ خیال ہے - واہ واہ - اے سبحان اللہ اللہ اللہ اسقدر آزادی در مطلق العنانی سے رہین اور باینہمہ عفت کو اتنا عزیز رکھین - آفرین آفرین - خدا ہی خوب جانتا ہے کہ ہم نے بدی کا کبھی خیال ہی نہین کیا - ہان اگر اُنکو منظور ہوتا تو نکاح ہو جاتا پھر اسمین عیب کیا ہے - نکاح کچھ گناہ ہے -

مہری - حضور ذری سوچین تو - جان بخشی ہو تو عرض کرون -

ہمایون فر - بخشی - کہو -

مہری - آجتک اسطرح کسی نے بیاہ کیا ہے بھلا - اور حضور نے جا کر یہ بن ناحق کو کہا کہ آؤ بہن گلے ملین -

ہمایون فر - ہان کہتی تو سچ ہو - یہ بڑی غلطی ہوئی -

مہری - اب جانے وانے کا قصد نہ کیجیے گا -

ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہین
وان لڑی آنکھ جہان اپنا گذارہ ہی نہین

شہزادہ بلند ارادہ - افشان جبین تاجداری - گیسوے عذار شہریاری یوسف جمال رشک قمر - میرزا ہمایون فر ضاعف قدرہ کا پردہ نشین نازنین پر دل کیا آیا کہ دنیا کے عیش و عشرت لطف و مسرت سے ہاتھ اُٹھایا ترانۂ عشق نوک زبان تھا - غم کدۂ دل کلبۂ احزان تھا - آنکھین خونچکان گویا بحر قلزم نے فوارہ چھوڑا - راحت منزلون دور آرام نے مُنھ موڑا - وہ پردہ نشین ناکردہ کار - یہ جگر پر چوٹ کھائے ہوے عاشق زار اُنکو ننگ و ناموس کا خیال - اِنکو شادی کی دُھن اور شوق وصال - آنکھ بھی لڑی تو پردہ نشین پر - دل بھی آیا تو پاک نظر حسین پر -

دل تو کہان وہ مہوش نامہربان کہان	نادان ہے زمین کہان آسمان کہان

بت پندار کا روٹھنا۔ اچھے صاحب کو للکارنا۔ شہزادے کو بے نقط سنانا اور مہری کا باتین بنانا۔ جب ان امور کا خیال آتا تھا تو شہزادے کا رنگ فق ہوا جاتا تھا۔ ایک پری پیکر پرینزاد۔ دوسری کافر ستم ایجاد ایک چھیل چھبیلی۔ دوسری کامنی۔ مگر واہ ری پاکبازی اللہ رے پاکدامنی۔ غمزۂ خوبان نے دل توڑا دیوانہ پن سے ناتا جوڑا۔ کبھی یاد گل رخسار نے نئے نئے گل کھلائے۔ کبھی وہ خم وچم وہ ناز و انداز یاد آئے۔ عہد جنون کی بہار۔ دل پہلو مین بیقرار۔ ہجر کا خار چشم در راہ انتظار۔ مزاج نسیم نوبہار کی طرح آوارہ نظروں کے سامنے غمزۂ خاطر شکن محبوب مہ پارہ۔ ؎

قسمت اُلٹ گئی کہ دل تلخ کام کو
مشتاق بوسۂ لب شیرین دہن کیا

رفیق۔ کوٹھے پر آئیے۔

ہمایون فر۔ اچھا۔

اتنے مین ہمایون فر عین حالت بیقراری مین لب بام آئے تو عروس مراد نے جلوہ دکھایا۔ شور و شیون کا اثر ہوا۔ نظارۂ جمال مہر پیکر ہوا۔ ادھر مہتابی پر دلبر طناز۔ اُدھر لب بام ہمایون فر شہید خرام ناز۔ حسن آرا بیگم بڑے ٹھسے سے مہتابی پر چڑھی ہین مگر دو شربت کیے اور نقاب زرین رخ انور پر ڈالے کھڑی ہین۔ ؎

مشتاق بیقرار ہین دیدار کے ترے
گھونگھٹ تو اپنے مکھڑے سے ظالم ذرا اُٹھا

یہ لیجیے وہ سپہر آرا بھی بناؤ چناؤ کر کے مہتابی پر تشریف لائین اور آتے ہی شہزادے سے بیخبری مین آنکھین لڑائین۔ آنکھین لڑتے ہی شوخی کے ساتھ اُچک کر دو ہو رہین۔ اور دم کے دم مین حسن آرا بھی نظر سے اوجھل ہوئین۔ حضرت ہمایون فر محبت آمیز اشارے کر رہے تھے اور لب زخم جگر چنگاریان بھر ہی رہے تھے کہ حسن آرا چمک کر کوٹھے پر اور سپہر آرا ٹھکیلیاں کرتی ہوئی زینے پر۔ ارے! ہائے اِس بیداد بت پندار نے اُس سوختہ جان کے دل پر اور بھی بجلی گرائی۔ اِس بیرحمی کے صدقے کہ دکھاتے ہی صورت چھپائی۔ نظر بھر کر دیکھنے بھی نہ پایا۔ الٰہی یہ سحر ہے یا چھلاوا۔ جب اُن بتان شعلہ رو کو نظر سے غائب پایا تو بدن سے چنگاریان اُڑنے لگین اور سینے مین شعلے بھڑک اُٹھے۔ ہے ہے ایسی ہی حیا پھٹ پڑی تھی تو کوٹھے پر کیون آئین۔ اور آئین تو ستوالی آنکھڑیان کیون لڑائین۔ ؎

ہمسے لڑا کے آنکھ چراتے ہو کیا نگاہ
پیار نہ آئے فرق ترے بانکپن مین آج

طرۂ تابدار اور گیسوے عنبر بار کی یاد سے چھاتی پر سانپ لہرانے لگے غش پر غش آنے لگے۔ ؎

ترے لعل لب کے خیال مین غم زندگی جو بھلائے دل
تو مذاق لطف سے عشق یہ ہو کہ زہر جانکے اُٹھائے دل
مجھے تلخ ہستی دہر ہے غم زیست جان پہ قہر ہے
مجھے آب خضر بھی زہر ہے کہ بلاے جان ہے فنا دل

اب اودھر کی کیفیت سنیے۔ حسن آرا کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ حضرت میرزا ہمایون فر سوقت لب بام مصروف خرام ہین۔ اور نا طور نہ مہ پارہ کی دید سے قائم مرام ہین۔ جب سپہر آرا مہتابی پر آئی اور شہزادے کے بخت بیدار کی رسائی سے اُنسے بیخبری مین آنکھ لڑائی تو چپکے سے کہا کہ بہن بہین بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔ وہ تاک جھانک سے باز نہین آتے ہین اب اچھے صاحب کو ٹکا سا جواب دیا تو دور ہی سے کھڑے آنکھین لڑاتے ہین۔ حسن آرا نے نظارہ بھرا تو تڑسے کوٹھے پر اور سپہر آرا جھرتی سے جھپٹی تو کھٹ سے نیچے۔ واہ رے شباب۔ واہ ری کمسنی واہ واہ رے الھڑپن۔ وہاں دونون بہنون مین باتین ہونے لگین

حسن آرا۔ ٹپکی پڑے۔ اے واہ۔ اچھا گھر پر کھد لیا ہے۔

سپہر آرا۔ میرا بس چلے تو اسکا گھر اُجڑوا دون۔

حسن آرا۔ اے ہے گھر آباد کیجیے یا اُجڑوا دیجیے۔ ستم کرتی ہو۔ کعبۂ دل کو ڈھاتی ہو۔

سپہر آرا - باجی - اللہ خیر کرے - یہ توموا نیچے جھاڑ کے پیچھے پڑا ہی جب دیکھو کوٹھے پر کھڑا ہی -

حسن آرا - ای توتم کاہے کو اپنی زبان خراب کرتی ہو -

سپہر آرا - میرے تو ہاتھون کے طوطے اڑ گئے جیسے -

حسن آرا - پھر آدمی ہی تو ہین وہ بھی - دل ہی تو ہی - آدمی کا آدمی ہی پر دل آتا ہی - یا بیل بکری پر -

سپہر آرا - باجی آدمی آدمی انتر - کوئی ہیرا کوئی کنکر کیا پانچون انگلیان برابر ہوتی ہین -

حسن آرا - اُس موئی نگوڑی کو تو دیکھو کیسی ہر ڈنکا بگنی ہی چپاخ چپاخ ہماری ماما بولی حیران عقل کے پیچھے دست پناہ لیے گھومتی ہی -

سپہر آرا - اُف بجلی ہی بجلی - وہ تو سوار کو گھوڑے پر سے اُتارے ہم سے یارانہ پیدا کرنا چاہتی تھی - خام پارہ -

حسن آرا - اب جانے وہ کیا کیا نہ کر گذرین - کہین رات کو نہ پہاندین ہم لڑکیان بھلا دھینگا مشتی کیا جانین -

سپہر آرا - توبہ توبہ - اللہ جانتا ہی جو ادھر کا رخ بھی اب کرے - کیا غضب شعلہ ہی - ایک بال تو موے کی کھوپڑی پر نظر آئے نہین -

حسن آرا - تو ایسے کلمے کیون زبان سے نکالتی ہو - بہن لاکھ گیا گذرا ہی پھر شاہزادہ ہی -

سپہر آرا - کیا کرون نگوڑے دل سے کچھ بس نہین چلتا جینے سے بیزار ہو گئی

حسن آرا - (بہن کو چھاتی سے لگا کر) یہ کیون - یہ کیون - (بوسے لے کر) دل کو تسکین دو پیاری - ہمارتی بر و اللہ کے ہاتھ ہی - ونیا کے بھی کارخانے ہین اپنا دل صاف ہونا چاہیے سو ہی -

سپہر آرا - جون جون غور کرتی ہون کلیجہ بلیتون اُچھلتا ہی - کیا جھپ سے بہن بنا گیا - عاشق النسا بیگم کے بھیس مین صورت دکھا گیا - باجی تم چاہے مانو - یہ موا بھروپیا ہی کوئی - کیا روپ بھرا تھا - ہائین!

حسن آرا - اور ہین بھی نازک آدمی -

سپہر آرا - ای علی کی سنوار ایسی نزاکت پر - ایڑی چوٹی پر قربان کر دون تمھارا وہ ملمڑا ہی بہن سچ کہتی ہون گلاب کے پھول کی رنگت پھیکی پڑ جاے - وہ کون ایسے بڑے سو گھڑ ہین -

اتنے مین ایک مغلانی آئی -

مغلانی - لیجیے بڑی بیگم صاحب نے یہ مٹھائی دی ہی اور فرمایا ہی کہ آج شب کو عید گاہ تو نہ چلیے گا -

حسن آرا - (تشتری لے کر) یہ مٹھائی کہان سے آئی ہی -

مغلانی - ای حضور - وہ جو اُسدن آئی نئی تھین (آئی نہین تھین) بیگم صاحب - اُنھون نے بڑی بیگم صاحب کے لیے دو خوان بھیجے ہین لوزیات کے سو بڑی بیگم صاحب نے یہ تشتری آپکے لیے دی ہی -

پیاری - (مغلانی کی لڑکی) ذلاسی (ذراسی) مٹھائی اسمین سے ہمین دیجیے -

راوی - توتلے پن سے (ر) کی جگہ (ل) بولتی ہی -

سپہر آرا - ای واہ - پیر شہید کٹون کا چھاپا - اِنکو دیکھیے یہ بڑی وہ بنکے آئی ہی - اچھا اتنا بتادے کہ کب بیاہ کریگی -

پیاری - پھل (پھر) مٹھائی لونگی -

سپہر آرا - ہان ہان بتا تو سہی - جان کیون نکلی جاتی ہی -

پیاری - پہلے مٹھائی دیجیے تو بتاؤن -

سپہر آرا - تو مل چکی - گڑھیا مین منھ دھو آ -

پیاری - مین ! بیوی - مین ایک (خسم) کلونگی (کرونگی) پہلے اول پھل (پھر) چھوڑ کے دوسلا (دوسرا) اور پھل تیسلا (تیسرا) پھل جو تھا اُن سب کو لاتین یا ل ما ل (مار مار) کے نکال دونگی - اب دیجیے - اب دیجیے -

سپہر آرا - (تشتری اونچی کر کے) جاؤ اب نہ دینگے -

پیاری - (منھ بنا کر) اون - دیجیے - مٹھائی دیجیے - اماں دیکھو

بتاتی

مغلانی۔ تو مجھ سے کیا کہتی ہی۔ کچھ مین نے ٹھیکا لیا تھا۔ اے ہان۔

حسن آرا۔ دے رو۔ دے رو۔ رو رہی ہی۔

سپہر آرا۔ اچھا لے مگر پانی نہ پینے دونگی۔

پیاری۔ ہان نہ پیونگی۔ لاؤ تو جھکا جھکا کے ذرا (ذرا) سی مٹھائی دی

اسپر قہقہہ پڑا۔ ذرا سی لڑکی وہ کیسی باتین بناتی ہی کچھ ٹھکانا ہی جب مٹھائی کھا چکی تو آبخورہ اُٹھانے لگی کہ پانی پیے۔ سپہر آرا نے روک لیا۔

سپہر آرا۔ اقرار کیا تھا؟

پیاری۔ اچھا مین اب جاتی ہون۔

سپہر آرا۔ (ہاتھ پکڑکر) جاؤ۔ جاتی ہون۔ ایسی بڑی جانیوالی ہین جاؤ اب جاؤ۔ مٹھائی کھانا کیا ہنسی ٹھٹھا ہی۔ کیا مزے سے بولین کہ اچھا اب مین جاتی ہون۔ مٹھائی کے دام دیے جاؤ پہلے۔

حسن آرا۔ پی لینے دو۔

مغلانی۔ بڑی بیگم صاحب آتی ہین۔

حسن آرا۔ کہان کہان۔ اے کہان آتی ہین۔

مغلانی۔ وہ کیا آئین۔

سپہر آرا۔ دیکھون۔

بڑی بیگم۔ (زینے کے پاس سے) بیٹا ذری ادھر جھانکنا۔

سپہر آرا۔ (دوپٹا سنبھال کر) حاضر ہوئی ارشاد۔

حسن آرا۔ کہیے امان جان۔ حاضر ہین۔ اسوقت ہوا مین آپ کیون نکلین؟

بڑی بیگم۔ مین اوپر ہی آتی ہون۔

حسن آرا اور سپہر آرا تیزی کے ساتھ نیچے ہی دوڑ گئین۔

حسن آرا۔ امان جان اوپر جاکے کیا کیجیے گا۔

سپہر آرا۔ چڑھنے اُترنے مین اور تکلیف ہی ہوگی۔ ہم تو آپ ہی ہان موجود ہین۔

بڑی بیگم۔ آج بڑوس سے دو خوان آئے ہین مٹھائی کے وہی تمھاری گوئیان (دہشکر) جو اسدن آئی تھین۔ اُنھین کے ہان سے ہم نے دو روپیہ دلوا دیے وہ جو عورت ساتھ تھی اُسنے کہا کہ بیگم صاحب نے حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیگم کو کل بلوایا ہی۔ سو کل کسی وقت سواری پر چلی جانا اور حسینی خانم اور نصیبن اور فرخندہ کو ساتھ لیتی جانا۔ دو چار گھڑی دل بہلانا۔ پھر چلی آنا۔

راوی۔ ارے غضب اب بُری ہوئی۔ بڑی بیگم کو کچھ معلوم تو تھا ہی نہین اب انسے کہے کون بھلا۔ جریب ہاتھ مین ہی۔ چھوتے ہی جمائین سپہر آرا اور حسن آرا اب ہان کہین تو کیونکر اور نہین کہین تو بڑی بیگم وجہ پوچھین۔ ہندی کی چندی نکالین۔ اُف ستم ستم۔

حسن آرا۔ کل کی کل کے ہاتھ ہی امان جان۔

سپہر آرا۔ سمجھا جائے گا۔ نیت شب حرام۔

راوی۔ یہ رکھائی۔

حسن آرا۔ (سپہر آرا کے کان مین) ہی ہی اللہ بچائے ہم دونو کی آبرو

سپہر آرا۔ ذری میرے قلب پر ہاتھ رکھنا۔

حسن آرا۔ (ہاتھ رکھکر) اُف۔ ذری میرے دل پر ہاتھ رکھنا

سپہر آرا۔ ارے۔

بڑی بیگم۔ کیا چوری چھپے باتین کر رہی ہو۔ مین تو اسی مارے تمھارے ادھر آتی نہین کہ اپنے لڑکیان لڑکیان کیا جانین کیا باتین کرتی ہین مین بوڑھی اُنمین کیا بیٹھون۔ تمھارا جی چاہے تو روح افزا کو بھی بلوا لو اُسکو بھی کل ساتھ لیتی جانا۔

راوی۔ جی بس اُنھین کی کسر ہی اور تو سب مصالحہ موجود ہی۔

بڑی بیگم تو چلدین چلو خیر ہوئی۔ لونڈیان باندیان ساتھ ادھر حسن آرا اور سپہر آرا باتین کرنے لگین۔

حسن آرا۔ اب بڑی ٹیڑھی کھیر ہی۔

سپہر آرا۔ پھر علاج۔

حسن آرا۔ پھر ہیرے کی کیل ناک سے نکال کر یہ۔

سپہر آرا۔ (چھین کر) یہ کیا حرکت ہی بھلا۔ سوچیے سوچیے۔ کوئی تدبیر نکل ہی آئے گی۔

حسن آرا۔ کیا خاک نکلیگی۔

سپہر آرا۔ ایک کام کرین۔ اب بے خوشامد کے کام نہ نکلے گا

حسن آرا۔ ہان پھر اتنو ہوئی سو ہوئی۔ مگر بہن بڑی بُری ہوئی

سپہر آرا۔ یہان بناوٹ سجاوٹ سے منزلون بھاگتے ہین۔ لگاوٹ کا نام ہی نہین جانتے۔ سرمہ کاجل مسی افشان سے واسطہ ہی نہین رکھا مگر پھر بھی بلا سے نہ بچے۔

راوی۔

گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

سینے بی سپہر آرا صاحب۔ ماما کہ کاجل کنگھی چوٹی افشان حسن وان سے واسطہ نہ رکھا مگر اس ادا اور بانکپن اور اس جوبن کو کہان چھپاؤ گی اتنا تو سوچو ذرا۔ یہ مکھڑا تو زاہد کو کافر بنائے جو یہ جاب دیکھے۔ اُسکی جان جائے۔ ع

تری آنکھ اے بت نازنین مے بیخودی سے بھری ہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑے اِسی تاک مین پری ہی

رگ رگ مین شوخی بھری ہی۔ عورت کیا پرستان کی پری ہو بلکہ پریون سے بھی زیادہ شان دلبری ہی۔ ع

پری نے حور نے انسان نے کب یہ شکل پائی ہی
خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہی

سپہر آرا۔ اب اُنکے نام ایک خط لکھیے اور صاف صاف مطلب سمجھا دیجیے اور ذرا ملامت سے لکھیے گا کہ اُنکو بھی رقت آنے لگے نہین تو آخرش کل کیا کرو گی۔ موذی کے پنجے مین پھنس کر چھٹکارا معلوم۔ اچھے اچھے لٹکے یاد ہین۔ جب ادھر دال نہ گلی تو امان جان سے سر کا لگایا اور وہ بھی کتنی بھولی ہین۔

حسن آرا۔ بس بالکل عقل سے بے بہرہ۔

راوی۔ بڑی بیگم بیچاری پر یہ ناحق کا عتاب ہی۔ اب ے انھین کیا معلوم کہ یہان ایک اور گل کھلا۔

مان کرے نندلال

اتنے مین دروازے پر ایک نیا گل کھلا اور دس بارہ آدمیون نے مل کر علین درمحل پر بآواز بلند ولحن داؤدی گانا شروع کیا۔ ع

مان کرے نندلال۔ سہاگن بچا مان کرے نندلال
دودھ پوت اور ان دھن نچھی گو دکھلائے نندلال
مان کرے نندلال سہاگن بچا

دس پانچ آدمی لہرا لہرا کر گاتے ہین۔ دو چار تال دیتے جاتے ہین دو ایک مجیرا بجاتے ہین۔ ایک حضرت ڈھولکی تھپتھپاتے ہین اور شادیانے کی دھن مین گاتے ہین کہ۔

سہاگن بچا مان کرے نندلال
ہمیشہ دلبرے سجان مبارک باشد

اب گھر بھر مین کھلبلی مچی ہوئی ہو کہ یہ ماجرا کیا ہی۔ لڑکا کیسکے ہوا بڑی بیگم بیوہ۔ اور پھر مسن۔ حسن آرا کنواری۔ سپہر آرا دوشیزہ یہ کیا اندھیر ہی بھئی۔

ماما۔ ارے تم کون لوگ ہو۔

چند لوگ۔ ای حضور۔ خدا سلامت رکھے بھانڈ ہین۔

ایک آدمی۔ قربان جاؤن مین تو شیر خورہ ہون۔

ایک صاحب ہنہنا کر بولے۔ میرے بچھڑے کی کچھ نہ پوچھو۔ یہ مان کے پیٹ ہی سے ہنہناتا اور کلیلین کرتا نکلا تھا دوسرے صاحب نے اُچک کر فرمایا ہین۔ ہین ہین۔ دو با گے ہین۔ دو با گے ہین۔ اور ادھر تالیان بج رہی ہین اور گاتے جاتے ہین۔ مان کرے نندلال۔ گو دکھلائے نندلال خدا ہی خیر کرے۔ حسن آرا اور سپہر آرا کی عزت اور عفت خدا ہی کے

ہاتھ ہی آخر اِس گھر مین اور کوئی نوجوان عورت بھی نہین ہے پھر یہ لڑکا کس کے ہان ہوا۔

کہیے حضرات ناظرین! - آخر کچھ سمجھے بھی ہر فرد بشر دنگ ہے کہ بھئی یہ تو کچھ اور ہی رنگ ہے - بھانڈون کا آنا اور شاہانے کی دھن مین (مان کرے نندلال) گانا - کسی کا گھوڑا بنکے ہنہنانا کسی کا طبلہ مجیرا بجانا مقام استعجاب ہے - بھئی آخر جچا اِس گھر مین کون ہوئی - لڑکا کون جنی ٹھہریے ذرا غور تو کرین ایک بڑی بیگم - اُنکا ایک سو ایک برس کا سن مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت بیس برس کا عرصہ ہوا کہ شوہر نے گلزار جنان کی راہ لی - دوسری حسن آرا بیگم - ہے ہی یہ تو کنواری ہی میان (جچا) بنا کیسا - تیسری سپہر آرا وہ بھی بشرح صدر - پھر ع - ہمہ عالم گواہ عصمت اوست ؛ اب تو اِنکے گھر بھر مین کوئی باقی ہی نہین رہا - ہان لونڈیان باندیان - سو ماماجی ساٹھ سے متجاوز سٹھیا گئین - دو مغلانیان وہ بھی مسن - ایک مغلانی کی چھوکری (پیاری) وہ آٹھ نو برس کی اور ابھی تک بھانڈ برابر وہی گا رہے ہین کہ

مان کرے نندلال - سہاگن جچا مان کرے نندلال
دودھو پوت اور ان دھن لچھمی کو دکھلائے نندلال
سہاگن جچا مان کرے نندلال

بڑی بیگم غل مچا رہی ہین - ماما اصیلین جھلا رہی ہین مگر حسن آرا اور سپہر آرا کھل کھلا رہی ہین الٰہی یہ کیا اسرار ہے - ماما اصیل مغلانی مہری - لونڈی - بیچانی - پیش خدمت سب کا رنگ فق - اور بڑی بیگم کا کلیجہ شق

بڑی بیگم - اے لوگو یہ ہو کیا (چھاتی پیٹ کر) آے یہ دن دہاڑے کیا اندھیر ہوا

مغلانی - حضور بھانڈ آئے ہین - جانے انسے کس نے کیا کہدیا ہے -

بڑی بیگم - اچھا حسن آرا اور سپہر آرا کو اِسی دم میرے سامنے لاؤ تو تسکین ہو

راوی - اللہ ری بدگمانی -

مغلانی - چلیے حضور بڑی بیگم صاحب نے یاد کیا ہے - جلدی قدم اُٹھائیے -

حسن آرا - ای یہ ہے کیا - گود کھلائے نندلال کیا معنی -

مغلانی - اب لونڈی کیا ارض (عرض) کرے یہ تو تب کہتے ہین جب لڑکا پیدا ہوتا ہے -

سپہر آرا - (دانتون کے تلے اُنگلی دباکر) ارے! ہان سچ تو ہے گود کھلائے نندلال - گود کسے کھلائے - لڑکے کو -

حسن آرا - آخرش کوئی اِن نگوڑے بھانڈون سے پوچھو تو یہ آئے کسکے ہان ہین

پیاری - (دوڑتی ہوئی آئی) چلیے اُٹھیے بیگم صاحب ابھی بلاتی ہین -

حسن آرا - (سپہر آرا کے کان مین) اِس طلبی کے معنی سمجھین کچھ

سپہر آرا - خوب سمجھی اُنکا ماتھا ٹھنکا ہوگا کہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے

اتنے مین دربان نے للکارا -

دربان - چُپ رہو - چپ رہو - ذری خاموش تو رہو -

بھانڈ - واہ رے دربان - ذری آگے نہ بڑھنا - ورنہ ہمین لکڑ ال جانا پڑیگا

دوسرا بھانڈ - واہ شیر ایکون نہو - کیا دم ہلا کے بھونکے ہو - ایک آدھ کی ٹانگ لے اُچک کے -

دربان - اور سنو ہمین پر پھبتیان ہونے لگین -

مغلانی - ارے آخر تم لوگون سے کس نے کیا کہا - یہ جچا کیسی - کچھ کھانس تو نہین کھا گئے ہو -

بھانڈ - آئیے آئیے - بڑی بی تو بڑی بی - چھوٹی بی سبحان اللہ -

مغلانی - (قریب جاکر) ارے یہ کیا غضب ہے -

بھانڈ - غضب پڑے بڑے کی جان پر اور آنکھ ادھر سہم سے لڑے

مغلانی - ای دُور موے -

بھانڈ

رفتم تماشائے کنار جوے ۔ دیدم بلب آب زنے ہندوے
گفتم صنما بہائے موبت چہ بود ۔ فریاد برآورد کہ دُر دُر موے

اُدھر حسن آرا اودی گرنٹ کا پایجامہ اور ململ کا دوپٹہ پہنے چمکتی ہوئی

بڑی بیگم کے پاس گئی اور جاتے ہی گلے ملی - دم کے دم مین سپہر آرا بھی خاصی شوخی سے قدم رکھتی آگے بڑھی -

سپہر آرا - امان جان کاہے کے لیے یاد کیا ہے فرمائیے -

بڑی بیگم - (پیشانی پر بوسہ دیکر) بیٹھو - بابا بیٹھو -

حسن آرا - اے پیاری پیاری امان - آخر باہر جا کر ان موے بھانڈون کا منھ تو جھلسو - گھانس کھا گئے ہین نگوڑے کیا -

سپہر آرا - ہان ہان جاؤ ذری - خانصاحب سے کہو کہ نکالا باہر کرین جلدی سے

ادھر بھانڈ (پیشانی دلبرے سجان مبارک باشد) گا رہے ہین -

اُدھر گھر مین چھوٹے بڑے جتنی بوٹے سب جھلا رہے ہین -

آخر کار سپاہی نے بھانڈون کو سمجھا دیا -

سپاہی - میان قسم کھا کر کہتے ہین گے کہ یہان لڑکا کا ٹُکڑا نہین ہوا - تم جانتے ہی نہین ہو گئے تو کوئی اُسکو کیا کرے -

بھانڈ - واہ جوان کیون نہو - کھڑی موچھین اور چڑھی داڑھی ہیبے کیسو اللہ

سپاہی - (آہستہ سے) بھلا لڑکا ہو گا کیسے - دو لڑکیان وہ کنواری بیٹھی ہین ایک بڑی بیگم وہ بوڑھی کھوسٹ اور تو کوئی عورت ہی نہین تم یہ بک کیا رہے ہو -

مغلانی - ناحق بن ناحق کو موے ہماری بیگم صاحب کو رُلواتے ہین -

بھانڈ - (آپسمین) یہ اچھی دل لگی ہے بھئی - پھر اُس مرد کے کہا کیون تھا جی

مغلانی - یہ کانٹے کسکے بوئے ہوے ہین -

بھانڈ - ارے صاحب بس کچھ نہ پوچھیے - بڑا چکما ہو گیا -

دربان - لے اب مجیرا و جیرا اُٹھاؤ نہین تو یہان ٹھیک کیے جاؤ گے

بھانڈ - اہو ہو ہو - واللہ کیا خیر خواہ آدمی ہین اور خیر گذرا سے ابھی کتنے ہین کہو

دوسرا بھانڈ - ہان گذرا کیون نہون یہ شیدی فولاد کے تو ہین کہ باتین

الغرض بھانڈ وہان سے چل دیے - بڑی بیگم صاحب نے منت مانی تھی کہ یہ بلا خیر و عافیت سے ٹل جائے تو گھی کے چراغ جلائین - بارے بخیر گذشت اب گھی کے چراغ مسجدون مین جلائینگی - اور نذر و نیاز دلائینگی کہ شیشہ ناموس سنگ بے آبروئی سے محفوظ رہا -

حسن آرا اور سپہر آرا یون باتین کرنے لگین -

سپہر آرا - یہ سب اُنھین ذات شریف کی عنایت ہے بس -

حسن آرا - کن کی؟ نہین - توبہ - توبہ -

سپہر آرا - آپ چاہے نہ مانین - ہم تو یہی کہینگے - پھر اور ایسا کون ہے

حسن آرا - بہن وہ شہزادہ ہے - صحبت یافتہ ہے - یہ اُسکی حرکت نہین - وہ تو اور پردہ پوشی کرینگے - یا مطعون - بھلا کوئی بات بھی ہے -

سپہر آرا - اچھا پھر یہ بھانڈ کیون آئے - جبتک کسی نے بھکا کر بھیجا نہین بھلا وہ کیون آنے لگے تھے -

حسن آرا - ہان کہتی تو سچ ہو - مگر اللہ جانتا ہے - چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ہمایون فر سے ایسی حرکت نہ ہونے کی نہ ہونے کی -

سپہر آرا - بھلا خط تو لکھو -

حسن آرا - اچھا اونچ نیچ دیکھ لو - میری عقل تو اسوقت ٹھکانے نہین

سپہر آرا - گود کھلائے نند لال - جب مین یاد کرتی ہون تو ہنسی آتی ہے کوئی نگوڑون سے پوچھے کہ گود کون کھلائے -

حسن آرا - قلم دوات کاغذ لاؤ - تو ہمین خط لکھین چپکے چپکے -

سپہر آرا - پیاری پیاری - او پیاری - بہری کہین کی سنتی ہی نہین ذری قلمدان تو لے آنا -

پیاری - اچھا مٹھائی دیجیے گا -

سپہر آرا - مر مٹھائی کھا کھا کر - کام کرنے سے جی چراتی ہے مگر مٹھائی مٹھائی کرتی جاتی ہے - پیاری چھوکری قلمدان لے گئی - حسن آرا بتانے لگی اور سپہر آرا نے لکھنا شروع کیا -

حسن آرا کا نامہ شکایت ختامہ

جو ستائے مجھکو کوئی ذرا وہ عذاب مین رہے مبتلا

نہین سہل کچھ مجھے چھیڑنا اثر سرشک یتیم ہون

مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مری خوشی کی ہے انتہا۔
جو جلون تو نار جحیم ہون جو ہنسون تو باغ نعیم ہون
نہین اس جہان پہ نظر مجھے کہ مآل سے ہے خبر مجھے
نہ ہوائے لعل وگہر مجھے نہ مین طالب زر و سیم ہون

ارے ظالم۔ کچھ خوف خدا بھی ہے۔ میان آخر حشر مین کیا منھ دکھاؤ گے یہ گورک دھندا پھیلا رکھا ہے۔ اپنے آپے مین ہو کر گذر گئے۔ کیون جی شریفون کی یہی حرکتین ہوتی ہین کہ عاشق النسا بیگم بنکر بھلے مانسونکی بہو بیٹیون مین آنے کو ٹھے پر تاک جھانک لگائے شرم نہین آتی بہن بنا گئے ہو اور اب اپنے گھر بلاتے ہو۔ منھ دھو رکھیے تمھاری شہزادگی کا خیال آتا ہے ورنہ خاتون جنت کی قسم جہان ہو وہین پہونچ جاتی۔ اب نے ری چل نہ نکلے پیٹ سے پاؤن نکالے ہین۔ میرے دل پر جو تمھاری طرف سے غبار ہے وہ حشر تک نہ جائیگا۔ حشر کے دن خدا کے سامنے بخار نکالونگی۔ بہت منھ نہ چڑھیے ذرا جھیپو۔ کچھ تو شرماؤ۔ میان یہ مردون کے ہتھکنڈے نہین ہین۔ شریف زادیون کو دق کرنا کونسی بھلمنسی ہے۔ اے لعنت خدا اگر ایکی آدمی بھیجا تو خدا سمجھے تم سے۔ اور ہم تو ہیرے کی کیل ناک سے نکال کر رکھے بیٹھے ہین۔ ذرا اونچ نیچ ہوئی اور کھا کر سو رہے۔ خون تمھاری گردن پر جتا دیا ہے اور تمھارے نامۂ اعمال مین تو نکیرین نے لکھ ہی لیا ہے۔ ؎

حیا سے منھ نہ موڑینگے سنا جسکا جی چاہے
کبھی اِنند گوہر آبرو صفدر نہ جائیگی
وفاداری مین ہم کو آزما جسکا جی چاہے
بظاہر خاک مین مجھکو ملا جسکا جی چاہے

اسوقت بدن مین آگ لگی ہے شعلے نکل رہے ہین۔ خیر اسی مین ہے کہ اب اس حرکت سے باز آؤ ورنہ تم جانوگے مجھے لفاظی و لسانی تو آتی ہی نہین مگر سچ کہتی ہون اب اگر ایسی بات ہوئی تو کنوین مین پھاند پڑونگی۔ تم ایسے بیحیاؤن کو خط لکھنا ناگوار ہے مگر کرون کیا مجبور ہون۔ خیر ہماری عصمت کا اللہ مالک ہے۔ ہماری عفت کا خدا حافظ و ناصر۔ اب تمھارے ظلم سہنے کی تاب نہین ہے۔ خبردار جتا دیا۔ مانو اچھا نہ مانو تو خیر ایسے رسوا ہو کے

خدا کی بھر مین لوگ تم سے نفرت کرنے لگین اپنے دلمین تم سمجھے کیا ہو میان یاد رکھو جو یہی ہتھکنڈے رہے تو ایکدن اپنی ہی مجلس اکبر طرف سے دیکھ لینا کہ آگے پیچھے ہم دونون کا تابوت نکلا ہے تم اپنے دلمین سمجھے کیا ہو مگر یاد رکھو ہمارا خدا ہماری پاکدامنی کا گواہ ہے بس تم ناحق سر دھنتے ہو۔ اگر نکاح کا شوق چرایا ہے تو امان جان کی خدمت مین عرض کرو پیغام بھیجو۔ ہم لڑکیان کیا جانین ان باتون مین بھلا ہم کو دخل کیا ہے بہت اندھیر مچا ہے ان فضول باتون سے باز آؤ ورنہ تم جانوگے اور تو ہمارا کیا بس ہے۔ زیادہ باتین بنانا عبث ہے مگر اپنی جان پر تو دسترس ہے یاد رکھیے اگر ایسی ہی چھیڑ چھاڑ رہی تو ہماری جان مفت مین جائیگی۔ ہان تم پر البتہ آنچ نہ آنے پائیگی۔ اگر آپکا گلا آب دم خنجر کا مشتاق ہے تو کسی سفاک بت بے پیر سے دل ملائیے کوے قاتل مین جائیے ہم گھرگرہست شریف زادیان ان باتون سے ہمین کیا واسطہ دل لینا جانین دل دینا دل آنا اور دل جانا ان سب کو ہم ڈھکوسلا سمجھتے ہین اب اِدھر کا رخ نہ کیجیے گا۔ مہری کو جھپ سے نہ بھیجیے گا۔

راقمہ

کانٹون مین نہ الجھا اگر الجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

یہ خط ایک معتبر آدمی کو دیکر روانہ کیا۔

مرزا ہمایون فر خانہ باغ مین گلگشت کر رہے تھے آدمی نے تسلیمات عرض کرکے خط دیا اور چمپت ہوا۔ خط پڑھنے کے قبل فرط طرب سے یہ غزل جھوم جھوم کر پڑھی ؎

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

راوی۔ جی بجا ہے۔ ذری خط تو پڑھ لیجیے۔ ؎

وہ اٹھکیلی کی چال چلنے لگے ہین
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

راوی۔ اب انکا مہتابی پر چڑھنا بھی موقوف کروائیے گا۔

بہت تیز ہے آج کل تیر مژگان
کوئی دل نشانا ہوا چاہتا ہے
وہ رخسار پر ملنے والے ہین غازہ
یہ قرآن مطلا ہوا چاہتا ہے
مرے قتل کرنے کو آتا ہے قاتل
تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہے

خط کو کھولا اور پڑھنے لگے۔ اس وقت کی کیفیت نہ پوچھیے۔ کبھی خط کو چوم لیا کبھی آنکھوں سے لگایا۔ کبھی خدا کا سجدۂ شکر بجا لائے کسی فقرے نے رُلا دیا کسی نے ہنسا دیا۔ مگر جب کُل خط پڑھ چکے تو خوشی بھی ہوئی۔ رنج بھی۔ رنج اس وجہ سے کہ تابوت اور جان دینے کی بُری سنائی۔ دل ہی دل میں کہنے لگے کہ ہائے اُس بت پندار و طرار کو کیا معلوم کہ یہ کیسا ناز پرورده ہی گو دیوانہ ہو گیا مگر اب بھی نازک طبیعت ہوں۔ (کلیجہ تھام کر ایک نعرہ بلند کیا) یہ مکتوب لفت اسلوب بھی اسی امر پر دال ہی کہ لگاوٹ اور وصال کا محبوب مطلوب کو ضرور خیال ہی۔ ؎

بناوٹ کے ہیں طور سارے تمھارے ۔۔۔ بگڑ جائیگی اب ہمارے تمھارے
حسینو ہوا ہم کو افشاں سے روشن ۔۔۔ کہ چمکے ہوئے ہیں ستارے تمھارے
نہ ہی عشق ایسا نہ ہی حسن ایسا ۔۔۔ جہاں میں ہیں شہرے ہمارے تمھارے

غفلت کے پردے ایسے پڑے کہ عقل ہی سے ہم لڑ پڑے دل صید رنج و الم ہی۔ محفل عشرت اب مجلس ماتم ہی۔ ؎

داغ الفت لگا دیا کس نے ۔۔۔ نقش ہستی مٹا دیا کس نے
گل سے شبنم بنا دیا کس نے ۔۔۔ ہنس رہا تھا رُلا دیا کس نے
ایک عالم ہی آج کیوں بیہوش ۔۔۔ رخ سے پردہ اُٹھا دیا کس نے
زلف تیری اگر نہیں لیلے ۔۔۔ مجھکو مجنوں بنا دیا کس نے
دل جو چھالے کی طرح پھوٹ گیا ۔۔۔ کس نے چھیڑا دُکھا دیا کس نے

حسن آرا کو تو وہ فقی کہ یہ کن ذات شریف نے دل کا نجار نکالا ہی۔ سپہر آرا سوچتی تھیں کہ کوئی تجھ جالیا ہی۔ ادھر محلہ والوں نے دانتوں تلے اُنگلیاں دبائیں۔ طرح طرح کی باتیں بنائیں۔ گھر گھر یہی ذکر چھوٹے بڑے سب کو یہی فکر کہ اللہ کا کس کے گھر پیدا ہوا حسن آرا اور سپہر آرا پر کون شیدا ہو۔ بھلے مانس کہتے تھے کہ ان کنواری شریف زادیوں کی عفت خدا بچائے انکی پاکدامنی پر آنچ نہ آنے پائے شہدے اپنے ڈھائی چاول گلاتے تھے۔ ایک دوسرے کو سمجھاتے تھے۔ افسوس صد افسوس۔ عور تو نکے یہ خبر سن سُن کر ہوش اُڑتے تھے کہ نوج ایسی لڑکی کسی بھلے مانس کی ہو ہی حیرت میں داغ لگایا۔ نیا گل کھلایا۔ مگر ٹائیں ٹائیں فش۔ وہاں کچھ بھی نہیں۔

جیجون فصاحت دُرِ خوش آب یعنی بابو ابجضانش چندر صاحب کا لکچر لاجواب

شہزادۂ بلند اختر حضرت میرزا ہمایوں فر حسب معمول وقت شام لب بام نظارۂ قدرت کاملۂ ایزدی فرماتے تھے اور نوعروس چمن کا جوبن دیکھ دیکھ کر جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے طیور ذی شعور کا اشجار پُر بہار کی شاخوں پر جھولنا اور کلیوں کا چٹ چٹ کرکے پھولنا عجب لطف بہار دکھاتا تھا۔ میرزا ہمایوں فر کا غنچۂ دل ہبوب باد طرب سے کھلا جاتا تھا۔ زمین پر گل خنداں آسمان پر طلوع ماہ تاباں۔ ادھر بھی سماں اُدھر بھی سماں۔ اتنے میں میرزا ہمایوں فر بہادر کی نظر جو سامنے والی مہتابی پر پڑی تو آنکھ ایسی لڑی کہ عقل سے ہاتھ دھویا۔ مزرع دل میں تخم غم بویا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ گیند اُچھالے جاتے ہیں۔ تڑ اتڑ کرتے ہیں۔ اور پھر مہتابی کی خبر لاتے ہیں۔ اہو ہو ہو۔ کوئی معشوق کوٹھے پر گیند کھیل رہا ہی۔ جب ہی بیچارہ شہزادہ مصیبت تازہ جھیل رہا ہی کوٹھے کی دیواریں بلند۔ رفعت میں منار مصر سے بھی دو چند۔ جوش دل سے یہ شعر کئی بار زبان پر آیا۔ اور بہ آواز بلند لہراتے ہوئے گایا۔ ؎

گل پھینکے ہی اوروں کیطرف بلکہ ثمر بھی ۔۔۔ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

ہائے بلبل کے دل سے اسوقت پوچھیے کہ گل کے اُچھالنے سے اسپر کیا گذرتی ہوگی۔ مہتابی پر اگر دہ ماہرو اسوقت آئیں تو میرزا ہمایوں فر خوب موقع پائیں اور درد دل اشاروں سے صاف صاف سمجھائیں مگر ممکن کہاں۔ ابتو مہتابی کے دروازے میں موٹا سا قفل دیا ہوا ہی۔ دروازہ میاں خوجی کی آنکھوں کیطرح بند پڑا ہوا ہی۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چپراسی دن سے پھاٹک میں موجود اور غڑاپ کوٹھے پر

چپراسی - (آداب کے ساتھ سلام کرکے) حضور صاحب نے یہ چٹھی دی ہے -

ہمایون فر - (چٹھی کھولکر) میرزا ہمایون فر بہادر - آج آٹھ بجے پھر لکچر ہوگا - بابو ابھناش چند رکرجی ایک بہت عمدہ لکچر دینے والے ہین - چونکہ آپ میرے معزز دوست ہین اور چونکہ آپ انگریزی مین اچھی لیاقت رکھتے ہین لہذا میری خواہش ہے کہ آپ از راہ عنایت آج بشرط فرصت ضرور تشریف لائین لکچر سننے کے قابل ہوگا - مینے سنا ہے کہ آپنے ولیر گھوڑے کی ایک عمدہ جوڑی دو ہزار دو سو روپیہ کو خریدی ہے کسی روز مجھے دکھائیے گا - اگر یہ وہی جوڑی ہے جو کرنل میکفرسن خریدنے والے تھے تو مین کہہ سکتا ہون کہ دو سو روپیہ آپ نے زیادہ دیے مگر جوڑی عمدہ ہے - اور گھوڑیان جاندار اور ابھی پنچ ہین - آپکا دوست -

جیمس اسفرین -

چپراسی - غریب پرور - مین جاؤن اب ہے حکم -

ہمایون فر - ہان جاؤ -

میرزا ہمایون فر نے ساڑھے سات بجے کے وقت حکم دیا کہ فٹن تیار کرو اور وہی گھوڑیان جو توجو کل خریدی تھین فٹن فوراً تیار ہوئی اور وہی گھوڑیان جوتی گئین - چوبدار نے آداب بجا لاکر عرض کیا کہ (حضور فٹن تیار ہے) سات بار سلام کیا اور پیچھے ہٹ گیا - میرزا ہمایون فر نے کپڑے پہنے اور فٹن پر سوار ہوے تو خدام باادب نے باواز بلند مل کر کہا - (بسم اللہ) فٹن چلی دو سائیس فٹن کے پیچھے کھڑے ہین کپڑے صاف ستھرے پہنے ہوے - کوچبین چمکتی دمکتی مندیل سر پہ رکھے ہے اور چوبدار بھی اُسکے قریب بیٹھا ہے گھوڑیان صرصر تک بیٹھے اور کھٹ سے بارہ دری مین داخل دو بابو صاحب آئے اور جُھک کر آداب بجا لائے - جسوقت میرزا ہمایون فر بہادر لکچر کے کمرے مین گئے تو سب حاضرین جلسہ نے سر و قد تعظیم کی (اُسوقت اگر سپہر آرا بیگم انکو دیکھ پاتین تو پھر (موے) کا لفظ اُنکی شان مین حشر تک زبان پر نہ لاتین) ور بہت بڑھ بڑھکر باتین نہ بناتین - صاحب کلکٹر بہادر نے ہاتھ ملایا - تپاک کے ساتھ بٹھایا لکچر صاحب تشریف لائے - تخت کا ایک چوکا بچھا تھا اور اُسپر سفید چاندنی ور اُسپر ایک کرسی رکھی تھی اور ایک میز - میز پر شیشے کا گلاس ور اُسمین ٹھنڈا پانی بغل بغل دو کرسیان اور تین لیمپ بکثرت روشن تھے - کمرا بھر جھک جھک کر رہا تھا - کوئی سات آٹھ سو ہندوستانی اور حکام جنٹلمین اور لیڈیان اور طلبہ اُسوقت لکچر سننے کے لیے موجود تھے - صاحب لکچرر نے کچھ دیر حاضرین جلسہ کو دیکھا اور ذرا سا پانی پی کر یون فرمایا -

لیڈیو اور جنٹلمینو - آج مینے آپ سب صاحبون کو اس غرض سے یہان قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دی ہے کہ آپ سب صاحب میرا لکچر سنین مین ایک قلیل البضاعت اور ناقص الصناعت آدمی ہون لیکن جو کچھ مین عرض کرون گا وہ اس لائق ہے کہ آپ اُسپر غور و توجہ فرمائین -

ہم دیکھتے ہین کہ انسان اُن نعمتون کا جو جناب باری عز اسمہ نے عطا کی ہین اور اُن بیشمار مہربانیون کا جو خدا تعالی نے ہم پر کی ہین کما حقہ شکر یہ ادا نہین کرتا گو خدا کی نعمتون کا شکریہ کما حقہ ادا کرنا محال ہے تاہم ہر نبی نوع انسان پر عین فرض اور قرض عین ہے - اور سچ پوچھو تو یہی ذریعہ حصول سعادت دارین ہے کہ جو نعمتین ہمکو خدا نے عطا کی ہین اُن کے شکریہ مین رطب اللسان ہون - یہ باتین تو درکنار اکثر آدمیونکا قاعدہ ہے کہ اُن افعال ناباییستہ اور حرکات ناشایستہ کے مرتکب ہوتے ہین جو ننگ شرافت ہین اور جنکے نام سے شرافت کو عار ہے - وہ باتین کیا ہین - اسکو ہر شخص اپنے دل مین خود سوچ سکتا ہے -

اکثر آدمیون کا یہ غلط اور بے سر و پا خیال ہے کہ اگر وہ خدا سے دعا مانگینگے تو اُنکے گناہ چاہے کیسے ہی کبیرہ کیون نہون یک قلم معاف کر دیے جائینگے اور نیک آدمیون کے ساتھ اُنکا حشر ہوگا - توبہ توبہ - اسی غلطی سے اُنکو جرأت ہوتی ہے کہ وہ گناہ کرتے جائین مگر وہ اپنے مذہب کے خاص اصول کو نہین سمجھتے اور اپنے طرز پر اُسکے معنی پیدا کرکے دل خوش کر لیتے ہین - بعض آدمی - ؎

شنیدم کہ در روز امید و بیم	بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

کھکر بدی کی طرف مائل ہوجاتے ہین - اِن باتونکا جس درجہ زیادہ افسوس کرین کم ہی - بعض کا قول ہی کہ اگر خدا سے انسان دعا مانگے تو ممکن نہین کہ قبول نہو - ؎

جو چاہے سو مانگ لے تُو درگاہ اٰلہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

یہ سچ - مگر - ع - ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد -

اب سنیے کہ بعض آدمی اِسطرح کی دعا مانگتے ہین جسکے سننے سے انسان کو ہنسی آتی ہی - چند مثالین مین دیتا ہون سامعین خود ہی سمجھ جائینگے -

۱ - ایک لڑکا جسکا سن کوئی چودہ برس کا تھا ایک مرتبہ مندر مین کھڑا یہ دعا مانگ رہا تھا (ہے پرمیشر اگر تجھ مین ست ہی تو کچھ ایسا کر کہ میرے مولوی صاحب کل صبح کو مرجائین) ہم نے جب یہ دعا سُنی تو بڑی ہنسی آئی لڑکے سے تھوڑی دیر مین پوچھا کہ کیون میان صاحبزادے تم مولوی صاحب کے مرنے کی دعا کیون مانگ رہے تھے پہلے تو بہت ہی جھلّائے کہ آپ کون آپ سے واسطہ - مین نے دیکھا کہ یہ یون بتانے کے نہین - مین نے کہا پھر مین جاکر تمھارے مولوی صاحب سے کہہ دون تب تو ہاتھ جوڑنے لگا اور کہا بات یہ ہی کہ سکندر نامہ کا سبق مجھکو اچھی طرح سے یاد نہین رہتا مولوی صاحب روز قمچیان مارتے ہین - یہ نادان اپنے دل مین سمجھا تھا کہ خدا اُسکی دعا قبول کرے گا - لاحول ولاقوۃ -

۲ - ایک نوجوان آدمی جسکا کوئی پچیس چھبیس برس کا سن ہوگا مسجد مین کوئی گیارہ بجے رات کے وقت دعا مانگ رہا تھا کہ یاخدا میری شادی کسی ایسی پری پیکر رشک قمر کے ساتھ ہو جسکی ایک ایک رگ مین خون کے عوض بس شوخی ہی شوخی ہو یا خدا اگر ایسی پریزاد کے ساتھ بیاہ ہو تو مین تیرا بڑا مشکور ہونگا -

۳ - ایک عورت دعا مانگ رہی تھی کہ یا خدا فلان عورت ابھی ابھی پھانسی پائے اور اس بیچاری کا قصور صرف اسقدر تھا کہ اُسکے لڑکے نے اِس عورت کے لڑکے کو گالی دی تھی -

۴ - ایک تربیت یافتہ آدمی دست بہ دعا تھے کہ فلان جہاز جسپر فلان شخص سوار ہی غرقاب ہوجائے - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اُس جہاز پر ایک سوداگر تھے اُنکے یہ حضرت مقروض تھے کوئی ستر روپیہ اُنکے ذمے تھے لہذا دعا مانگی کہ وہ جہاز ڈوب جائے جسپر وہ شخص سوار ہی لاحول ولاقوۃ ستر روپیہ کی طمع سے ایک جہاز کے جہاز کو غرق کردینا اور صدہا بندگان خدا کی جان جانیکے خواہان ہونا عجب دعا ہی - مرد آدمی اگر روپیہ ہی بچانے کی خواہش تھی تو یہی دعا کیون نہ مانگی کہ یا خدا مجھے روپیہ دے - یا یہی دعا مانگتے کہ وہ قرض خواہ ڈوب جائے - تمام جہاز کو کیون ڈبوئے دیتے ہو - آخر اسپر جو سیکڑون آدمی بیٹھے ہین اُنھون نے تمھارا کیا بگاڑا - افسوس - بہت بڑی شکایت یہ ہی کہ عورتونکی ہم لوگ کماحقہ عزت نہین کرتے جو پاس ناموس و ننگ اور خیال عفت و عصمت عورات ہندوستان کو ہی وہ مردون کو نہین - اگر کوئی شخص اِس جلسے مین ایسا ہو جسنے کبھی نظر بد سے عورت کو نہ دیکھا ہو تو وہ کھڑا ہوجائے کیونکہ مین اُسکی عزت کرونگا اور خدا سے دعا مانگونگا کہ سب بندے ایسے ہی نیک ہوجائین - کیا اس اتنے بڑے جلسے مین جہان اسوقت ہزار آدمیون کے قریب ہونگے ایک بھی ایسا نہین جو جرأت کے ساتھ اور ایمانداری کے ساتھ کھڑا ہوجائے اور کہے کہ وہ ہر عورت کو (باستثناء زوجہ) مثل اپنی بہن کے سمجھتا ہی - مین چند مثالین ایسی دیتا ہون جس سے عورتون کی نیکی اور پاکدامنی صاف ظاہر ہوجائے گی -

۱ - ایک مرتبہ کسی گانون مین کنوین کے پاس مین کھڑا تھا - ایک کمسن برہمنی جو حسن و جمال مین اپنی آپ ہی نظیر تھی کنوین پر کلسا لیکر آئی بے نقاب گھونگھٹ بھی نہ تھا جھٹپٹا وقت - وہ وقت جبکہ بہار بنگالے مین دلہن کو دکھاتے ہین اور جسوقت شفق کے رنگ سے دلھنون کے چہرہ زیبا کی رنگت عجب نور دکھاتی ہی وہ کمسن برہمنی کپڑے بھی گانون کی اور عورتون سے فوق البھڑک زیب تن کیے ہوتھی اور زیور سے بھی آراستہ تھی ایک مرد مسافر

جو شکل وصورت سے شریف زادہ معلوم ہوتا تھا اُسکے پیچھے چلا اور اُس نیکبخت سے اُس مزور نے کہا (بہو جی تنک پانی پلا جاؤ) وہ نیکبخت کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر مین کلسا کنوین پر رکھکر اپنے گھر گئی اور وہان سے ایک بڑا سا کلھڑ لائی اور اُس کلھڑ مین پانی اُنڈیل کر اُس مزور کے پاس لے گئی اور دیا حضرت نے پانی پیا مگر پیتے پیتے اُسکی صورت پر کنکھیون سے نظر ڈالتے گئے اور بڑی دیر مین پانی پی چکے۔ وہ بیچاری تاڑ گئی کہ یہ بد آدمی ہے۔ اُسوقت چہرے سے جو ملال و رنج اور غم و غصہ ظاہر ہوتا تھا اُسکا بیان کرنا محال ہے۔ ہم کو اُس نیکبخت بہن سے ایک قسم کی محبت ہو گئی اور ہمنے دعا مانگی کہ خداوندا ہر ایک عورت کو ایسی ہی حمیت اور توفیق نیک عطا کر اور ذکور کو نور عقل دے تاکہ وہ نیکبخت عورتونکو اپنی بہن سمجھین۔ انسان کو ہر روز ایسی ایسی کا ہشین رہتی ہین کہ وہ اپنے حالات پر کامل غور نہین کرتا حالانکہ اگر وہ کامل غور کرے تو وہ کاہشین بھی کسی قدر رفع ہو جائین اور سچی خوشی صورت دکھائے سب سے زیادہ خدشہ انسان کے نفس کو اغواے شیطان سے یہ رہتا ہے کہ وہ اچھی اچھی صورتین دیکھکر از خود رفتہ اور دیوانہ بنجاتا ہے اور اسی دیوانگی اور از خود رفتگی کی حالت مین نفس مطمئنہ خیرباد کہکر سدھارتا ہے اور نفس لوامہ کا کہنا دل نہین مانتا ہے نفس امارہ غالب آجاتا ہے انسان کو مرتکب دائرہ گناہ کبیرہ بناتا ہے حسن کو بھی عجب تاثیر بخشی گئی ہے۔ جادو ہے تو یہ ہے اور سحر ہے تو یہ ہے اور ٹونا ہے تو یہ ہے اور چھلاوا ہے تو یہ ہے حسین پر نظر پڑی اور نیت ڈانواں ڈول ہو گئی طبیعت نے معصیت مین راہ پائی نفوس قدسیہ نے ہو تبائی دل مین فسق و فجور کی دھن سمائی حسن عجب بلاے بیدرمان ہے اسنے ہزارون ہندوون کو مسلمان اور مسلمانون کو کرسٹان اور کرسٹان کو کافر اور زاہدون کو بے ایمان بنایا مسلمان رام ہو ہند و بدنام ہوے۔ تاجدارون نے تخت و تاج سے ہاتھ دھویا۔ فرمان روایان سمو المکان نے حکمرانی اور خسروی کو کھویا مگر ذرا سوچیے تو معلوم ہو جائے کہ یہ حسن خدا کا عطیہ عظمی اور موہبت کبری ہے۔ حسن اس لائق ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان کے دل پر جناب باری عز اسمہ کی قدرت کاملہ و صنعت بالغہ کا نقش منقوش اور اُسکی عظمت اور خدائی کا عکس مرتسم ہو۔ لیکن نفس امارہ سے خدا سمجھے کہ اسکو ذریعہ ادبار بنا دیا یون تو خوشنما پھول دیکھکر انسان گھنٹون عش عش کرتا ہے۔ پیارے پیارے گل بوٹے پھڑکن وجد مین لاتے ہین خوبصورت اور خوش اندام گھوڑا بھلا معلوم ہوتا ہے فرح بخش عمارات بھاتی ہین حتی کہ اگر انٹیین تک قرینے سے ایک مقام پر چنی ہون تو آنکھین ایک قسم کا نور پاتی ہین لیکن حسین عورت بس قیامت ہے مگر کن کے لیے اُنھین کے لیے جو نفس امارہ کے ہاتھ بک گئے ہین ورنہ خدا ترس اور خدا شناس آدمی ایسی باتون سے منزلون دور رہین اور ہر شے پر نیکی اور پاکی کے ساتھ نظر ڈالتے ہین۔ ممکن کیا کہ ذرا لغزش ہو جائے یا طبیعت مین بدی کا خیال آئے کیا مجال۔

ایکمرتبہ آدھی رات کے وقت ایک شخص لب دریا چلا جاتا تھا ہوا اُسوقت اس زناٹے کی چل رہی تھی کہ کلیجہ تک ٹھٹھر جاتا تھا۔ روح لرزتی تھی۔ پانوں دقت سے اُٹھتے تھے۔ دانت مارے سردی کے بج رہے تھے اور وہ آدمی صرف ایک سفید کوٹ پتلون پہنے ہوے برہنہ لب آب تنہا جا رہا تھا۔ اول تو یون ہی انگلستان مین سردی کی شدت ہے اسپر طرہ یہ ہوا کہ عین موسم زمستان اور ہوا کی تندی و تیزی انتہا کا ستم ڈھاتی تھی یہ چہرے پر چرکا لگا۔ اور ان سب باتون سے بڑھکر مصیبت تازہ یہ ہوئی کہ دریا کا کنارہ اور کمل نہ لوئی نہ کوٹ نہ شال۔ یا آلہی سوقت بیان کرنے سے روح کانپ رہی ہے۔ اور سامعین با تمکین بھی اُس شخص کی حالت پر افسوس کرتے ہونگے۔ تھر درویش بجان درویش۔ بیچارہ اسی کیفیت افسوسناک سے چلا جاتا تھا لیکن سمجھ گیا تھا کہ اب نہ بچونگا چہرہ پر مردنی چھائی تھی بدن کے رونگٹے رونگٹے کھڑے تھے چلتے چلتے جب بستی مین پہونچا تو ایک مکان کے شیشون سے روشنی نمودار ہوئی

اب کمرے مین روشن تھا اِس مصیبت زدہ ستم رسیدہ نے پکارا کہ مین اب مرتا ہون اگر کوئی رحم دل مجھکو بچائے تو بجان منت ورنہ دروازے پر ہی ایڑیان رگڑ رگڑ کر اور ٹھٹھر ٹھٹھر کر جان دونگا اور دم توڑونگا اور زندگی سے اِسی دم منھ موڑونگا۔ اسوقت اِس مصیبت زدہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آواز بلند سے بولے۔ مگر اِس نالۂ روح فرسا نے رنگ اثر دکھایا اور ایک کھڑکی کھلی۔ کھڑکی کھلنے کی آواز نے اِسکے ساتھ وہ کیا جو بوئے پیرہن یوسف نے حضرت یعقوبؑ کے ساتھ کیا تھا۔ یا جو صحت مریض جان بلب کے ساتھ کرتی ہے۔ نظر اُٹھا کر اسنے اوپر دیکھا آواز آئی کہ اے مرد تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ کہان سے آتا ہے اور کہان جاتا ہے درد دل کیا ہے ع درمان ہے کہ درد لا دوا ہے۔ اسوقت اُسکی جان مین جان آئی اور اسنے جی کڑا کر کے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ دم نزع ہے۔ بس اب مرتا ہون پھر اوپر سے کوئی آواز نہ آئی - اور یہ تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرا کر آگے بڑھا۔ اُس مکان مین ایک عورت رہتی تھی اُسنے یہ سمجھ کر کہ اسوقت مجھے نیچے جانا پڑیگا کھڑکی بند کر دی اور سوچی کہ مرجائے گا تو میری گرہ سے کیا جائیگا۔ یہ کہکر وہ سو رہی۔ یہ بیچارا مصیبت کا مارا دو قدم آگے بڑھا تو گر پڑا اور ایک دفعہ ہی نعرۂ افسوسناک اِسنے بلند کیا اور زمین پر لوٹ گیا۔ ہاے کی جگر دوز آواز سُنکر ایک دروازہ کسی نے کھولا اور اُسکے قریب آن کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی شرابی ہے بہت پی گیا اور یہان آکر پھٹ سے گر پڑا پھر معلوم ہوا کہ مر گیا۔ مگر بغور دیکھا تو سانس چل رہی تھی آہستہ سے کان کے قریب جاکر دریافت کیا کہ کیا حال ہے۔ اِس بیچارے نے آنکھین ذرا کھولدین اور پھر بند کر لین۔ دروازہ جسنے کھولا وہ ایک لیڈی تھی کوئی اُنیس برس کا سن۔ اُسی روز اُس نیک بی بی کی شادی ہوئی تھی اور وہ شب شب عروسی تھی۔ وہم کی صدا اور ہاے کی جگر دوز ندا سُنکر وہ بیقرار ہو گئی اور رگ حمیت ایسی جوش زن ہوئی کہ اوپر سے اُتر آئی اور اس مرد کو اُٹھوا کر لے گئی اور ایک کمرے مین اُسکو نہایت بیش بہا پلنگ پر لٹایا اور گرم کپڑے اُڑھا دیے۔ مگر اُسکے شوہر کو اُسکی حالت دردانگیز پر رحم نہ آیا اور اپنی بیوی کو سمجھایا کہ بعد مدت دلی آرزو بر آئی ہے اور تم کو اِسکے علاج کی دھن سمائی ہے بارہ بج گئے ہین۔ خدمتگار کمرے کو دُلھن کیطرح سج گئے ہین۔ ہزارون تمناؤن کا خون ہوگا۔ مگر اُس نیک بیوی نے اپنے شوہر کیطرف ایسی تیکھی چتون سے دیکھا کہ اُسکا شوہر کمرے مین چلا گیا۔ جب اِس مرد مصیبت زدہ کے ہاتھ پانون گرمائے تو ہوش آیا۔ اُس نیک بیوی نے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ کیا ہوا تھا۔ اُسنے کہا کہ میری بیوی کے آج اسوقت لڑکی پیدا ہوئی ہے لیکن پیدا ہونے کے وقت سے بیوی کی طبیعت ازبس ناساز ہے۔ مین مارے بدحواسی کے اپنے ایک دوست ڈاکٹر کو بلانے جاتا تھا اور اسیطرح گرمی کے کپڑے پہنے ہوے لپٹ رہا آتا تھا سردی نے مجھے ایسا دبوچا کہ کچھ بس نہ رہا تم نے مجھ پر اسوقت بڑا احسان کیا کہ جان بچائی اسکے بعد اُس نیک بی بی نے ایک گلاس برانڈی کا پلایا تب حضرت ذرا اور بھی گرمائے۔ اب سنیے کہ اِس بخت بد نصیب بد وضع مردود نے کیا لغو حرکت کی۔ جب خوب گرمائے تو اُس نیک بی بی پر نظر بد ڈالی۔ وہ سرہانے کرسی پر بیٹھی تھی۔ اول تو وہ ایسی مہ پارہ پری چہرہ تھی کہ شاید شہر مین ویسی خوبرو قوس پر دو وہی چار ہونگی۔ دوسرے شباب پھٹا پڑتا تھا تیسرے شب عروسی۔ وہ جوبن کہ انسان پرستش کرنے لگے وہ نور کہ واہ جی واہ - از سرتا پا برق۔ عالم نور از پا تا فرق۔ اگر ایک نظر غلط انداز سے دیکھے تو ہزارون کا خون ہو جائے زلف چلیپا کالی ناگن کیطرح لہرا رہی تھی۔ غازہ اور گلگونہ نے اُس قدرتی جمال رخسار زیبا کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا تھا اور عطر و عنبر کی مہک نے دماغ کو طبلۂ عطار بنا دیا تھا حضرت نے اُس ترک زرین کمر رشک شمس و قمر کو سرہانے پایا تو یون فرمایا کہ (اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو ایک کونے مین دبک رہیے) ع شوقہا افزاید از پہلوے تو + اے لعنت خدا۔ علی کی سنوار

شیطان کی پھٹکار۔ خدا کی مار۔ ہات تیرے احسان فراموش مردک کی ایسی تیسی خدا سمجھے۔ لاحول ولاقوۃ۔ وہ وقت بھول گیا جبکہ ہاتھ پاؤن کا ہلانا تک مشکل تھا۔ بات تک لب پر نہین آسکتی تھی چلنا دوبھر تھا سردی سے روح پر صدمہ تھا کلیجہ لرزا جاتا تھا۔ ع۔ وہ آپ اپنی قضا کا نوحہ خوان تھا۔ اِس نیک بی بی نے اسقدر احسان کیا کہ اِسکی حقیقی مان اور سگی بہن تک اسقدر احسان نہ کرتی۔ وہ نیک بی بی اُسوقت سرہانے سے ہٹ گئی اور حضرت نے اُٹھ کر کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون۔ گھر کی ایک خادمہ نے کہا کہ ہان جائیے مگر وہ بانات اوڑھتے جائیے حضرت نے بانات کو بغل مین دبایا اور چلتے وقت خادمہ سے پوچھا کہ اِس مکان پر نمبر کیا ہے اور روانہ باشد۔ حضرات سامعین مقام غور ہے کہ نفس امارہ کیسی بُری چیز ہے اور نفس مطمئنہ کس درجہ بہر دل عزیز ہے۔ نفس مطمئنہ نے اُس مرد کی جان بچائی اور نفس امارہ نے اُس بدبخت کو یہ پٹی پڑھائی شب عروسی اور سردی کے دن اور اسدرجہ رحم کرنا اِسی نیک بی بی کا کام تھا۔ اور احسان کا یہ بدلا دینا اس بدبخت مرد ہی کا حصہ تھا۔ مجھے شک کی جگہ کلی الیقین ہے اور یہی ایمان و دین ہے کہ حضرات سامعین بلند مکان اور حاضرین ذی شان اسوقت اُس بد باطن بدوضع بدکردار بدمعاش بدبخت آدمی سے ناراض ہونگے اگر وہ بالفرض محال سامنے آئے تو بے اختیار یہی جی چاہے کہ چورنگ کیجیے اور ایسی سزا دیجیے کہ عمر بھر یاد ہی تو کرے لیکن اس سے ہمکو یہ نتیجہ مستخرج کرنا چاہیے کہ جب ہم اوروں کی ایسی غلطیون اور حماقتون اور برائیون کو سُن سُن کر اسقدر ملول و مغموم ہوتے ہین اور غیظ و غضب کا بحر ناپیدا کنار جوش زن ہوجاتا ہے پھر اگر ہمارے افعال بھی ایسے ہون تو اور لوگ ہم کو کیا کہینگے۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جسوقت کسی نوجوان نوخیز نوعمر کے انتقال پُرملال کی وحشت اثر خبر سنتا ہے تو کمال افسوس کرتا ہے اور کوئی پندرہ بیس منٹ تک دنیا کی بے ثباتی کا خیال کرکے سوچتا ہے کہ آج سے عناد اور فساد اور لڑائی جھگڑا تعصب بددیانتی بے ایمانی

سب کو طلاق دینگے۔ سلامت روی کی چال چلینگے لیکن دو گھڑی کے بعد پھر وہی جوتی پیزار وہی گلنچپ وہی تکرار۔ وہی بُرے بُرے خیال کسی سے رنج کسی سے ذرا سی بات پر ملال۔ اور کسی کو مین کیا کہون خود اپنا ہی حال معرض بیان مین لاتا ہون اور اپنی بیتی سناتا ہون ایک دن مین کلکتہ مین جا رہا تھا۔ جب چورنگی اسٹریٹ مین پہونچا تو دیکھا کہ ٹکٹی پر ایک لاش آرہی ہے۔ صدہا آدمی ساتھ ساتھ ماتم کرتے جاتے ہین۔ روتے ہین اور اُس مرحوم کا نام لے لے کر چلاتے ہین رام رام ست ہے ست بولو گت ہے۔ ہر کا نام ست ہے ست بولو گت ہے۔ دو تین پنڈتون نے لہرا لہرا کر کہ (شن تو یومین پرادھا شوا شوا شمبھو شری مہادیو۔ شمبھو) اس آواز اور رام رام کی ست کی صدا نے مجھے افسردہ و پژمردہ کر دیا۔ اور ایک ہیبت سی میرے چہرے پر چھا گئی۔ اور جب مین نے سُنا کہ ایک پیر مرد کا لڑکا جسکی عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی اور جسکی شادی کو ابھی دو ہی مہینے ہوے تھے جسکی بیوی ابھی پوری بارہ برس کی بھی نہین جسکی قوم مین بیوہ کا نکاح ناجائز ہے اور جو اپنے والدین کا ایک ہی لڑکا تھا جسکی مان پچپن برس کی ہے اور ساٹھ برس کا باپ جو انٹرنس کے امتحان مین اول آیا تھا جس نے فرسٹ آرٹس کے امتحان مین تمغہ پایا تھا اس ٹکٹی پر مرگھٹ جا رہا ہے اور تھوڑی دیر مین اُسکا جسم آگ کے شعلے مین جل رہا ہوگا اور اُسکی ہڈیان مچھلی و نہنگ کی غذا ہونگی۔ اُسکی بیوی تمام عمر رنڈاپے مین بسر کرے گی۔ باپ نیم جان اور زندہ درگور ہو جائیگا۔ مان کی قوت باصرہ جواب دے گی۔ خسر جیتے جی مر مٹے گا۔ اور ساس اپنی پیاری بیٹی کو بیوہ دیکھ کر سر پھوڑے گی اور اسکے تمام خاندان کا عیش رنج و غم سے مبدل ہوگا تو دل بھر آیا اور مین کئی قدم تک جنازے کے ساتھ گیا۔ اس وقت دل کا عجب حال تھا لیکن کوئی پچاس قدم ساتھ گیا ہونگا کہ ایک پرانی سامنے سے چلا آتا تھا اُسکی لکڑی جسکو وہ گھما رہا تھا ہاتھ سے چھوٹ کر میرے سر پر پڑی اور مین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سر سے

گالی دے بیٹھا۔ افسوس۔

حضرات سامعین دیکھیے کہان وہ رنج و غم تھا۔ کہان یہ فعل ناشائستہ مجھ سے سرزد ہوا۔ عین حالت خیال بے ثباتی دنیا کے دون مین مین نے وہ حرکت کی جو ایک بچے سے بھی نہوتی۔ مین خوب جانتا تھا کہ مجھ سے اور اُس ایرانی سے دشمنی نہیں۔ وہ مجھکو جانتا تھا نہ مین اُسکو مگر با اینہمہ مین ایسے فعل ناشایستہ کے قریب ہوا اور یہ بھی مین خوب جانتا تھا کہ اُسنے عمداً اور قصداً اور ارادۃً دیدہ و دانستہ ایسا نہیں کیا۔ اتفاق سے لکڑی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور سر پر پڑی۔ علاوہ برین کچھ ایسی چوٹ بھی نہیں لگی تھی کہ مرہی جاتا۔ افسوس ہے کہ ایک ہی منٹ مین مین وہ سب باتین بھول گیا اور بلا وجہ ایک شریف کو گالی دے بیٹھا۔ وہ ایرانی خوب سمجھا کہ مین نے اُسکو گالی دی مگر خاموش رہا۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

وہ انسان کیا جو کسی کو دُکھ پہونچائے۔ وہ آدمی کیا جو بنی نوع انسان کو اپنا بھائی نہ سمجھے۔ مگر آدمی سب ہین اور پھر بھی آدمی شاذ ہی نظر آتے ہین۔ ع۔ نیست جز انسان درین عالم کہ بسیار ست و نیست۔ یہ دنیا آدمی کی کھان ہے مگر آدمی عنقا۔ کھرا آدمی کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کھوٹے خس و خاشاک سے زیادہ ہین۔ مین اپنے معزز سامعین سے اور کچھ نہیں چاہتا اگر چاہتا ہون تو صرف اسقدر کہ جو کچھ مین نے مزخرف لکچر مین کہا ہے اُسپر غور کرین بہت ضروری بات جس سے ہمکو بچنا لازم ہے۔ یہ ہے کہ حسین کو دیکھکر ایسے پھسل نہ جائین کہ دین و دنیا دونون سے جائین ع۔ نہ خدا ہی ملے نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہین نہ اُدھر کے رہین + خصوصاً حسین اور کم سن عورت۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ مردمی اور مردمی اسمین نہیں ہے کہ بدوضعی کو جوہر سمجھے مگر مردمی اسمین ہے کہ نفس امارہ کو مغلوب کرے۔

بہت سے شہزادے امیرزادے رئیس زادے آج کل بس اسی چکر مین پڑے ہین کہ بدوضعی کو اعلی درجے تک برتین۔ جدھر نکلجائین لوگ اُنگلیان اُٹھاتے ہین کہ وہ جاتے ہین۔ ؎

تا کہ مشہور ہون ہزارون مین — ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

ہاے افسوس اگر وہ اسقدر سمجھین کہ اُنکے دل کی تو دلی خواہش اس امر کے حاصل کرنے کی ہے جو ننگ شرافت اور خلاف وضع اہل آبرو ہے تو غالباً اپنے اس خیال فاسد پر کف افسوس ملین۔ مگر اُنکی عقل کی آنکھون پر شیطان نے پٹی باندھکر ایسی پٹی پڑھا دی ہے کہ خدا کی پناہ ہان اس معزز طبقے مین بھی ایسے لوگ موجود ہین جو منہیات و معصیات سے اجتناب کامل و پرہیز کلی کرتے ہین۔ اور جو بہت پھونک پھونک کر قدم دھرتے ہین جنکے دلمین کبھی بدی نہیں آتی جنکے مزاج مین گنہگاری بار نہیں پاتی۔ ایسے شریف زادون کے نقش قدم پر چلنا ضرور ہے جنکے دل سے بدوضعی اور اوباشی منزلون دور ہے لیکن کچھ ایسی ہوا بندھی ہے کہ حیا پروری کا چراغ ہی گل ہوگیا۔ اور پاس نام و ننگ کا قتل ہوگیا۔ اب اکثر رئیسونکو ہم دیکھتے ہین کہ ان باتون کو فخریہ بیان کرتے ہین اور جب کبھی کسی نے کہا کہ حضرت اس کوچے کی راہین تو کچھ آپ ہی کو خوب معلوم ہین تو کھل جاتے ہین۔ اور اکثر کہا فرماتے ہین کہ میان تمام عمر کیا کیا کیے آخر اب بھی کوئی ہم سے گوے سبقت لیجاے تو حیرت ہو یا نہو مصاحب بولے اے حضور آپ نقاد ہین خوشامد کرنیوالے تڑپ کے کہہ اُٹھے کہ خداوند آپ اس فن کے مبصر ہین نیم چوٹ ہاتھ جوڑکر کھڑے ہوگئے پیرومرشد خدا گواہ ہے کہ بس آپ ہی آپ ہین اور اصل مین اگر دیکھیے تو آپ کیا اور آپکے باپ کیا۔ تمام عمر بجز اسکے کچھ کیا ہی نہیں کہ طبلے پر تھاپ ہوا اور گلچھرے اُڑ رہے ہون۔ لاحول ولا کسی کار خیر مین شریک نہوے۔ نیکی کا کوئی کام کیا ہی نہیں آجتک ہزار پائے تو دس ہزار اُڑائے ٹکا پاس نہیں۔ اُن حضرات کی حالت بیشک قابل افسوس ہے جو بیخبر ان باتون کے اور کسی امر کو اچھا سمجھتے ہی نہیں۔ اب میری دلی خواہش ہے کہ آپ سب صاحبون سے جن احباب کا جی

چاہیے ان امور کی نسبت اپنی راے اور اپنے خیالات ظاہر کرین۔ لکچر ختم ہو گیا اور حاضرین جلسے نے اس زور سے تالیان بجائین کہ تمام عمارت گونجنے لگی۔ اسکے بعد صاحب لکچرر اپنی کرسی پر بیٹھے مگر کسی شخص کو اسقدر جرأت نہو ئی کہ استادہ ہو کر کچھ کہے۔ انھون نے پھر کہا کہ اگر کسی صاحب کا جی چاہے تو کچھ فرمائین۔ مین بڑی مسرت سے سنونگا اور خوش ہونگا۔ ایک صاحب استادہ ہوے اور ادھر اُدھر دیکھکر یون فرمایا۔

مین نے اس لکچر کو جسکا ایک ایک حرف قابل داد اور ایک ایک لفظ لائق صاد ہو دل کے کانون سے سُنا اور اسکے ایک ایک فقرے سے مجھے اتفاق ہو۔ حسن کی نسبت جو کچھ عالم و فاضل لکچرر نے فرمایا سب صحیح بلکہ اصح ہو۔ حسن واقع مین خدا کی دین ہو۔ حسین آدمی کو جناب باری عز اسمہ کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہونا چاہیے کہ وہ جوہر عطا کیے اور وہ صورت زیبا دی کہ اور بنی نوع انسان گھنٹون حیرت کے ساتھ گھورا کرتے ہین لیکن ساتھ ہی اسکے حسین مرد ہون یا عورت۔ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اگر حسن ظاہری کے ساتھ حسن باطنی نہین تو دو کوڑی کا۔ اُس حسین سے جسکے دل مین بدی ہو وہ کریہ منظر اچھا جو مسلک خیر و نیکی کا سالک ہو دیکھو نیم کیسی کڑوی چیز ہو لیکن صدہا عوارض کا اس سے علاج ہوتا ہو۔ دروز شراب کیسی شیرین ہو لیکن ایک قطرہ اگر برہمن یا چھتری یا مسلمان پی لے تو اُسکے ہمقوم اُسکو ذات سے خارج کر دین۔ بہت سے پھول دنیا مین ایسے ہین جو دیکھنے مین نہایت خوشنما ہین لیکن بو باس نہین کسی مرض کی دوا نہین۔ برعکس اسکے بہت سے پھول ایسے بھی ہین جو دیکھنے مین خوشنما نہین مگر امراض کے لیے اُنکا استعمال اکسیر کی خاصیت رکھتا ہو اور جو کوئی پھول رنگین اور خوشنما بھی ہو اور ساتھ ہی اسکے اطبا کے نسخون مین بھی اُسنے جگہ پائی ہو اور بو باس سے بھی دماغ کو رشک تاتار بنا دیا ہو تو صل و جل پھر کیا پوچھنا ہو۔ الغرض حسین آدمی کو خدا کا ممنون ہو کر صورت زیبا کے ساتھ سیرت بھی ملائکہ نورانی کی سی بہم پہونچانا چاہیے۔ دنیچ جلسہ برخاست ہوا۔ اور دو چار صاحبون نے حضرت میرزا ہمایون فر بہادر اور صاحب لکچرر سے ملاقات کرائی تھوڑی دیر تپاک کے ساتھ باتین ہوئین اور رخصت۔ میرزا ہمایون فر فٹن پر سوار ہوے اور کوچمین نے گھوڑیون کو کڑکڑایا تو ہوا سے باتین کرنے لگین ایک مقام پر گھوڑیان فرّاٹے بھرکین اور کچی سڑک پر فٹن کو گرا لیگئین۔ قریب تھا کہ میرزا ہمایون فر کوچمین کو گالیان دین کہ ویسے ہی انکو لکچر کی باتین یاد آئین اور خاموش ہو رہے۔

اِس لکچر نے میرزا ہمایون فر بہادر کے دل پر اثر کیا۔ لکچر کے مطالب انکے فی الذہن تھے۔ راہ بھر وہی باتین سوچتے آتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ کل باتین ہمارے حسب حال ہین مگر پھر دلکو سمجھاتے تھے کہ ہم نے تو کوئی فعل ایسا نہین کیا جس سے ہماری وضعداری یا شہزادگی یا امارت یا شرافت مین بٹا لگے اُسی وقت اُنکو یاد آیا کہ عاشق النسا بیگم نے حسن آرا اور سپہر آرا کو گلے لگایا اور اُن شریف زادیون کو بلانے کا پیغام بھیجا۔ جُل دیکر انہین پاس بلانے کی فکر کی پس مارے خفت کے اِنکی پیشانی پر پسینا آگیا۔ اور اسدرجہ پیچ ہوئے کہ بیان باہر سمجھے کہ ہمنے بہت ہی بُرا کیا۔ اب نامہ و پیغام کو دور ہی سے سلام ہو۔

ہرکہ از تقصیر خود شد منفعل	آب رحمت از جبین خویش یافت

اغلب ہو کہ اب راہ راست پر آئین۔ اب لب بام پری نیت سے نجائین۔ اب ادھر اُدھر آنکھین نہ لڑائین اور آہ جگردوز لب پر نہ لائین نامہ و پیغام بھیجنے کا خیال دل سے بھلائین۔

خواب

ای خوش آن صبح کہ عاشق ز شکر خواب وصال	دست در گردن معشوق حمائل برخاست

کنج باغ ہو۔ بلکہ راغ ہو۔ ادھر لب دریا جھاڑ اور کنول کا نور ہو۔ ادھر صنم غیرت حور ہو عشرت بار در و دیوار ہو۔ گلزار سراپا بہار ہو اور عاشق زار اور معشوق رو کش فرخار ہو۔ ایک سمت بادۂ گلگون کیمیاے فتوح روح کی گلابیان۔ دوسری جانب جام مروق اور گزک کی پیالیان غم ہو نہ فکر ہو محبت و گرمجوشی کا ذکر ہو معشوق بھی ہو تو آگ بھبھوکا ترپ روسیکھ لگے لوکا۔ پرند تک پر نہ مارنے پائے۔ ہوا تک آنے نہ پائے۔ سبحان اللہ

سبحان اللہ۔ معشوق فرط طرب سے یہ شعر زبان پر لائے۔ ؎

آن شب قدر کہ گویند اہل خلوت امشب است
یارب این تاثیر دولت از کدامین کوکب است

اور عاشق پاکباز کی روح حافظ شیراز کی اس بیت سے وجد میں آئی۔ ؎

لشکر چاہ زنخدان تو ام کز ہر طرف
صد ہزارش گردن جان زیر طوق غبغب است

آنکہ ناوک بر دلم از زیر چشمی میزند
قوت جان عاشقش در خندۂ زیر لب است

یہ سب ہوا اور عاشق کو معشوق کی تلاش ہو تو سینہ پاش پاش ہو۔ گلزار خار نظر آئے۔ باغ کو وحشت زار کی صورت دکھلائے اور عاشق زار کی زبان پر یہ کلام آئے۔ ؎

چمن تک بھی جو آئی ہے بہار روح افزا بھی تو کیا
ابھی تو دیکھی جائیں جنھیں ہم یاد کرتے ہیں

اب سنیے کہ مجسم ناز سراپا انداز پیاری حسن آرا بیگم اور آنکھ کے پیارے جوان طناز میاں آزاد والا ہم بالا اعزاز ایک فرح بخش کوٹھی میں ہمکلام ہیں۔ چھت گیری گلابی چھائی گئی۔ قالیچے اور سفید چاندنیوں کا وہ مکلف فرش کہ صفائی آنکھوں میں کھب جائے اور چاندنی آسمان سے صدقے ہو جائے۔ صدر میں ایک سنہری سرخ چھپر کھٹ اودھر اُدھر کا چوبی کام۔ اور بیچ میں سورج مکھی کا ایک پھول نا بیچ تکیہ جواہر نگار۔ نیر بار جھاڑ اور کنول روشن ہیں کافوری شمعیں۔ تشتریوں میں پیلے کے پان۔ بو باس میں رشک ختن عطر آگیں شمامہ شکن۔ مسہری کے آس پاس عطر و عنبر اور مشک و ذفر کی خوشبو آتی ہے۔ آنکھوں میں ہو افزا سے کیفیت شامہ اترتی ہے۔ آزاد اور ان دونوں حسن آرا بیگم آپس میں بغل بغل مسند لگائے بیٹھے ہیں۔ حسن آرا کی زلف پریشان مگر چہرہ خنداں۔ آزاد مست و غزلخوان۔ حسن آرا کی آنکھوں سے مسرت اور محبت ٹپکتی ہے۔ جدائی اور مفارقت کرکے باہر کھڑی ترستی ہے۔ حسن آرا نے میاں آزاد فرخ نژاد سے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو بتاؤ جو حکم دیں بجا لاؤ۔ بعد مدت کے دل کی آرزو بر آئی اور خدا نے وصال کی گھڑی دکھائی۔ آزاد نے دست بستہ عرض کیا۔ ؎

دل سرا پردۂ محبت اوست
دیدہ آئینہ دار طلعت اوست

منکہ سر ورنیاورم بدو کون
گردنم زیر بار منت اوست

دور مجنون گذشت و نوبت ماست
ہر کرا پنج روزہ نوبت اوست

من کہ باشم دران حرم کہ صبا
پردہ دار حریم حرمت اوست

گر من آلودہ دامنم چہ عجب
ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

ہر گل تو کہ شد چمن آرائے
اثر رنگ و بوئے صحبت اوست

اتنے میں اس زناٹے کی ہوا چلی کہ جہاز تہ و بالا ہونے لگا اور خوبی نے غل مچانا شروع کیا اور گھوڑیوں کا دن۔ اکھاڑے میں پہلوان جمع۔ پٹھوں کو کشتی سکھاتے ہیں۔ ہیں ہیں تال ٹھونک کے ایک موٹا تازہ ہٹا کٹا پٹھا کھڑا ہوا۔ جوڑ جیتی۔ علی کے نام کے گیارہ ڈنڈ طاق کے قریب پیلے اور پینترے بدل بدل کر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آنت ذری کچھے کا وہ لال لنگوٹ والا کیسے کڑوے تیور ڈال رہا ہے۔ سننے والے کی شامت آئی۔ بس کھنچتے جائیے وہ چنی کھائی۔ ارے رے رے رے۔ خوب سنبھلا۔ واہ پٹھے وہ دستی کی اور پیٹھ پر آیا۔ اب لال لنگوٹ والا ذرا اکڑا۔ اگیا۔ سفتے گٹھے ہی چاہتے ہیں وہ اٹھی ادی اور واہ استاد۔ اے شکنگ کے لکھاڑے کا ہے کہ باتیں۔ جھٹ گئے۔ اہا ہا کیا جھپٹ ہوا۔ سبحان اللہ وہ گتھ گئے مگر اکی سننے والے کی گردن بری پھنسی ہے لیکن وہ بھی ہاتھ باندھے ہوئے ہیں سمجھے تو دیکھا نہیں حریف کو شاباش ہے۔ وہ گردن چھڑا لی مانتا ہوں اللہ۔ گردن چھڑاتے ہی حلقوم کس لیا۔ ایں! پھر دونوں کے دونوں الگ تھلگ یہ بھی ملی ہوئی کشتی لڑتے ہیں۔ یہ کچھ بات نہیں۔ دروازے پر فقیر جیکار لیے ہوئے موجود لہرا لہرا کر گا رہا ہے کہ جینا کا جانا چھوڑا گنگا کا نہانا چھوڑا مسکی لگا چھوڑا اور ما بولی رنے بندر والے ذرا ادھر آنا۔ ناچ کھلاڑی دھنک دھنا۔ ڈگڈگی بج رہی ہے۔ انیٹھا سنگھ نے اخفش پر سوار بندر والے کے ارد گرد ایڑ لگاتے جا رہے ہیں ٹوپی سر پر رکھتے ہی کسی نے چھینک دیا اور ٹوپی تڑسے پھینکی وہ گری۔ پھر ٹوپی رکھی پھر چھینک پٹ سے ٹیڑھی اور لال لال ٹوپی دیکھنے کی کسر تھی راوی) گھوڑے پر جا گری۔

مینھ جھما جھم برس رہا ہے۔ آزاد نے حسن آرا بیگم سے کہا کہ خیر تو ہے بھیگی جاتی ہو۔ اور ذری پلنگڑی نہین اُٹھاتی ہو۔ یہان کمرے مین اُٹھا لاؤ مین صدقے آزاد جو اُٹھے تو بجرا دہ پہونچا۔ دھوپ سے کھوپڑی پھٹی جاتی تھی۔ ماما چھتری لگاتی تھی۔ اور ہمایون فر جو سر بام آئے تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے۔ تامدان پر اچھے صاحب سوار اور حسن آرا کنگھی اُٹھائے ہوے جاتی ہے اور کمر بل کھاتی ہے یہ دیکھتے ہی مرزا ہمایون فر کے بدن سے شعلے نکلنے لگے اور جھلا اور طیش کھا کر دھم سے کودے تو سپہر آرا بولین باجی آج کیسی طبیعت ہی بولتی ہو تم چالتی ہو۔ بات کو ناحق بن ناحق ٹالتی ہو۔ آخرش کسی نے کچھ کہا ہو سنا ہو۔ تو بتاؤ۔ حسن آرا مفت مین ہلکان ہوا کیا معنی۔ پھول چننے کے بیچ مین شمشاد بر بنہ ہا ہے۔ سر وتنے ہین۔ ؎

از تاب آتش می برگرد عارضش خوی	چون قطره ہای شبنم بر برگ گل چکیده
یاقوت جانفزایش از آب لطف زاده	شمشاد خوش خرامش از ناز پروریده
آن لعل دلکشش بین وان خندۂ پر آشوب	مشتری ہمچو زہره شد رقاص
جا ساقی کفاره کیا ہی سیم می پرستی ہین	بال بیکا ہو کبوتر کا ۔

ڈاکٹر نے کہا کہ آپ گھبرائین کہ گڑ و باتین۔ بڑی بیگم صاحب اچھی ہو جائینگی انکے پیٹ مین چونے کا ہنڈا چلا گیا۔ تشخیص مین آیا ہے کہ پانی کے ساتھ چونے کا ہنڈا پی گئی ہین۔ یہین کل کوئلے کی دھنک کو پانی کو خشک کر کے بیچ وھارا بہاؤنگا سمجھی ہین کہ یہ مردار شی ہے۔ مرزا ہمایون فر اور میان آزاد فرح بہار و حسن آرا بیگم اور ایک بنیاری۔ بوڑھا پنساری جسکے ہان سے نانک چندی ڈلی آتی تھی وہ سب مل کر ایک سترخوان پکھانے لگے۔ پس تھوڑی دیر مین گولیون کی آواز آئی اور آزاد نے کرسی ہمایون فر نے تھر کلہ لیا۔ اور حسن آرا آپ سے کر دوڑی مگر فنس پر سوار اور ہاتھ مین توپ۔ میدان جنگ مین جو گئی ایک لاش بولی۔ ؎

از کجا می آئی ای سرمست خوبی ہو ناز	عطر آگین تا بدامن عنبر افشان تا کمر

حسن آرا نے کہا۔ ؎

پیام دوست شنیدن سعادت ست سلامت	فدای خاک در دوست باد جان گرامی

ہوا جو چلی تو حسن آرا کی زلف پریشان ہونے لگی میان آزاد نے اُسوقت برجستہ کہا۔ ؎

ای باد نسیم یار داری	زان نفحۂ مشکبار داری
زنہار مکن دراز دستی	با طرۂ او چہ کار داری
ای گل تو کجا و روی خوبش	او مشک و تو خار داری
نرگس تو کجا و چشم مستش	او سرخوش و تو خمار داری
ای سرو تو با قد بلندش	در باغ چہ اعتبار داری
ای عقل تو با وجود عشقش	در دست چہ اختیار داری

بڑی بیگم۔ آج میٹھے ٹکڑے پکے ہین۔ کھاؤ گی بھیجون۔
حسن آرا۔ اماجان اسوقت تو جی نہین چاہتا دو پیازہ پکا کھاؤ تو کچھ بھیجو
سپہر آرا۔ ہان مگر دھنیا ضرور پڑا ہو۔ یہ موئی ماما دھنیا ڈالنے کی دشمن ہے باورچی سے پکوائیے اسکی تو جیسے روز مرہ ز عقل دیمک جانے جاتی ہے۔
بڑی بیگم۔ کاہے کی گوٹ۔ کچھ بتاؤ گی بھی۔ پیسے کی دو والی ہون
سپہر آرا۔ ایک آنے کی نارنگیان یہان بھیج دیجیے تو احسان ہو۔ مگر لال لال ہون ذری۔
ہمایون فر۔ اوہو۔ ہان تو آپکی ماما ایسا لگا لائی کہ جو نامی کچھ نہ تھا
آزاد۔ پھینک دیجیے۔
ہمایون فر۔ اجی اب تو چبا چکے۔ مگر منھ کے پرخچے پرخچے اڑ گئے
آزاد۔ کہیے بی حسن آرا صاحب۔ مزاج تو اچھے رہے۔ آپکی بہت ملاقات ہوئی کیسے اچھی تو ہین۔ آنکھین ترس رہی ہین ذرا ایک دفعہ تو نظارہ بازی ہو جائے۔
حسن آرا۔ ای واہ ماشاء اللہ بڑے فصیح بنے ہین بلبل کو مذکر کہتے ہین
ماما۔ پھر بعض کیا ملا دیا دونون طرح جائز ہے۔ دونون کی مثالین موجود

ہین مذکر بھی مؤنث بھی۔ سُنیے ؎

بلبلو کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز — ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

اسمین مؤنث ہی۔ ہر کہ نہین ہی بولیے۔ اب مذکر کی مثال سُنو ؎

بلبل ہون بوستان جناب امیر کا — روح القدس ہی نام مرے ہمصفیر کا

ہمایون فر۔ ہان مگر جبشی اور تکوے مین فرق ہی۔ تکو نا سنبوسہ جبشی حلوا سوہن۔ کیون —

ماما۔ ہان ہان میان ہان۔ اسمین مین سکھ کیا ہی۔

دائرے والے نے گت چھیڑی اور ارباب نشاط نے یہ غزل گائی ؎

زلف کرتی ہی پریشان ترے سودائی کو — آنکھ یان دیتی ہی چشمک ترے رسوائی کو

رشک ہی پان و مسی پر کہ کس وقت سے ہمین — چوم لیتے ہین دہن کی تیرے زیبائی کو

تیرہ بختی کا لگا یا ہی جبین پر ٹیکا — آج تشہیر کیا ہی ترے سودائی کو

جلوۂ یار نے آنکھون کے پر بچھانے مین — عالم نور کیا شعلۂ بینائی کو

جب ترے در دکش عشق کو سونپا تہ خاک — گنبد گور کیا گنبد مینائی کو

ڈور گری اور سپہر آرا نے لوٹ لی۔ مگر بڑی بیگم نے کنکوا نہ چھوڑا۔ تب حسن آرا بان ہائے پر جھلائی۔ مواروز ٹھگ لیجاتا ہی زمانے بھر مین بکے آنے ڈھولی یہ دین آٹھ آنے ڈھولی مُنھ ہی کالا ہو موے کا اتنے مین گھر کی مہری نے کتاب اُٹھائی اور پڑھا۔

قصیدہ مع تاریخ جلوس نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان بہادر وزیر اعظم شاہ اودھ بہ صنعت پنج ہزار و نہ صد و شش مادہ تاریخ طریق استخراج مادہ اینست کہ ہر مصرع تاریخ و منقوط شعر تاریخ و غیر منقوط ہم تاریخ و منقوط یک مصرع و غیر منقوط دیگر ہم تاریخ و غیر منقوط اول مصرع و منقوط دوم ہم تاریخ و ہمین طریق مصرع اولی۔

آزاد نے حسن آرا کو گلوری دی۔ اور حسن آرا نے ہمایون فر کو گلوری دی۔ اور ہمایون فر نے بڑی بیگم کو گلوری دی اور بڑی بیگم نے اپنے شوہر کو گلوری دی اور بڑی بیگم کے شوہر نے سپہر آرا کو گلوری دی اور حسن آرا نے اچھے صاحب کو گلوری دی اور اچھے صاحب نے آزاد کو گلوری دی اور سب نے مل جل کر کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو آزاد نے کہا کہ تم کو میان آزاد نے یاد کیا ہی اور کہا ہی کہ (اب کب تک ترسائے رکھیو جی) کہا کہ برسون سے ہم نے نہین دیکھا۔ پیاری حسن آرا اب تو ذرا جھمکڑا دکھا دو۔ آخر اسمین ہرج ہی کیا ہی۔ اسکے بعد حسن آرا کو جگایا۔ حسن آرا نے اُٹھ کر کہا کہ صاحب آپ تو شہزادے ہین اور ہماری اور خو بو ہی۔ ایک لڑکا کوئی آٹھ نو برس کا ہوگا ایک جنگل کے کالے بھورے ریچھ پر سوار صحن مین آیا اور بندر نے اُس لڑکے کو چھاتی سے لگایا اور سپہر آرا بولی کہ باجی ٹڈی زری کاٹ دینا ہم سے اسوقت نہین کٹتی تکلیف تو ہوگی مگر خیر۔ بہن ہو بڑی اور کیا کہون۔

حسن آرا۔ چاندنی چوک تو دلی مین ہی اور حضرت گنج لکھنؤ مین۔

ہمایون فر۔ واہ دلی چاندنی چوک مین اور لکھنؤ حضرت گنج مین اور دلی مین حضرت گنج۔

راوی۔ اہی سبحان اللہ۔

آزاد۔ یہ بھی غلط۔ چاندنی چوک مین لکھنؤ۔ اور لکھنؤ مین دلی اور دلی مین حضرت گنج۔

سپہر آرا۔ جی کہین ہو نہ۔ حضرت گنج مین دلی اور دلی مین لکھنؤ اور لکھنؤ مین چاندنی چوک اور پھر چاندنی چوک مین حضرت گنج اور بس اسیطرح۔

ماما۔ حضور میان آزاد آئے ہین۔

حسن آرا۔ آزاد آئے۔ آزاد آئے۔ آزاد آئے۔

سپہر آرا۔ کہان۔ کہان۔ ہان ہان سچ کہا وہی تو ہین اونٹ پر سوار ہین معلوم ہوتا ہی کہ۔

راوی۔ خوب سوجھی۔ دن کو اونٹ خوب سوجھا ہی واللہ۔

حسن آرا باغ مین ٹہل ٹہل کر دیوان حافظ شیراز ہی پڑھتی تھی اور جھومتی جاتی تھی اور بار بار گردن ہلاتی تھی اور کھلی جاتی تھی۔ اور سپہر آرا ہنسی اونٹ پر سوا کھاتی تھی۔ ؎

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست | ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

آزاد اور حسن آرا پری زاد ہاتھ مین ہاتھ دیے باغ مین صبح تک ٹہل رہے ہین اور سپہر آرا ونٹ کو سیر را ہمایون فر کی مہتابی پر جھکاتی ہے اور اچھے صاحب کی مہری اترائی جاتی ہے کہ میرے پاجامے مین لیس ٹکی ہے

حسن آرا - مہری کتنی بے تکی ہو تم -

مہری - اے واہ -

حسن آرا - ہم باغ مین ٹہل رہے ہین اور تم یہان آتی ہو - جو میان آزاد کا خط اسوقت آجائے تو ہم پانچ روپیہ انعام کے دین

آزاد - ہان ہم بھی دین -

مہری - آپ کیا دین -

آزاد - جو آزاد کا خط آئے - تو ہم دس روپیہ دین - پورے دس

مہری - اللہ کرے آئے - خدا کرے آئے - دس اور پانچ کتنے ہوے دس اور پانچ پندرہ -

ہمایون فر اور آزاد ملکر ادریون مین جھولا جھولے اور جھولے پر جو نانرے تھے انہین پھول بھوے - اور کرونندے کے سایہ مین جاکر حسن آرا ناچنے لگی اور سپہر آرا گاتی تھی ز کرونندے کی چھیان چھیان اسکے بعد روح افزا اور سپہر آرا نے بجرون پر اچکنا شروع کیا -

حسن آرا - آزاد آزاد - پیارے آزاد - اسوقت ہمارا دل ایسا بشاش ہے کہ عمر بھر کبھی نہ تھا - ہاے ایک ہی بجرے پر ہم اور تم سیر کر رہے ہین

آزاد - واہ جھوٹ سب جھوٹ -

حسن آرا - حسین کی قسم سچ کہتے ہین -

آزاد - بھلا بڑی بیگم کے سر پہ ہاتھ رکھو -

حسن آرا - (بڑی بیگم کے سر پہ ہاتھ رکھکر) لو بس -

آزاد - ہان اب تشفی ہوئی -

سپہر آرا - اور جو اماں جان اسوقت ہوتین تو پھر کیسی ٹھہرتی -

بڑی بیگم - جب ہوتین تو -

سپہر آرا - شاید آجائین -

آزاد - جی ہان یہان آچکین -

جب ڈنگا بجی تو لوگون نے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے بھئی معلوم ہوا کہ پڑوس کا مکان جسمین شیخ نور الحسن رہتے تھے اُسکی قرقی ہوئی مال و اسباب سب بکتا جاتا ہے اور نیلام ہو رہا ہے -

دو کرسیان - سرکاری بولی ایک روپیہ - آٹھ آنے بارہ آنے - ایک روپیہ دو روپیہ - ڈھائی روپیہ - پونے تین - پونے تین - پونے تین ایک پونے تین - دو پونے تین - تین - لیجیے دام نقد لائیے - لو -

دو پاجامے - سبز اطلس کے - سرکاری بولی سو روپیہ - دس روپیہ دس دس بارہ روپیہ - بیس روپیہ - بیس روپیہ - پچیس روپیہ پچیس روپیہ ایک پچیس روپیہ دو پچیس روپیہ تین -

شربتی کا دوپٹا - کامدانی کا کام کیا ہوا - پانچ روپیہ - چھ روپیہ سات روپیہ - پندرہ روپیہ واہ رے شوقین - سات سے پندرہ تک اکدم سے - تیس روپیہ - تیس روپیہ ایک تیس روپیہ دو تیس روپیہ تین

حسن آرا میان آزاد کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے جھرو کے سے دیکھ رہی تھین اتنے مین حسن آرا مہتابی پر سے گر پڑی لیکن ابھی زمین تک نہ آنے پائی کہ مضمون غت ربود ہوگیا -

ایک چور نے شاہ جی سے نسخہ لیا اور نک چھکنی نے ناک مین دم کر دیا

حضرات ناظرین - کچھ سمجھے بھی ہرگز نہین - ہمکو دعوی ہے کہ ہزار مین شاید دو ایک بزرگوار سمجھے ہون تو سمجھے ہون - ناظرین آپکے دل مین طرح طرح کے خیالات جاگزین ہین کسی کی راے ہو گی کہ اڈیٹر صاحب بھنگ کی ترنگ مین تھے - کوئی صاحب فرماوینگے کہ بہکے ہین تو کیا ہوا معلوم ہوتا ہے بڑھئی پیے تھے (خدا نکرے توبہ) کوئی بزرگوار غلبۂ ذکاوت سے کہینگے کہ جھلا دماغ

ہوگیا۔ ایک ساعت کا قطرب تھا کوئی کہے گا کہ لکھتے لکھتے عقل ٹھکانے نہین رہی۔ اول جلول واہی تباہی بکنے لگے۔ افسوس کل تک بیچارے بلبل ہزار داستان کیطرح چہک رہے تھے آج تنکے چننے لگے ہمارے جسقدر ناظرین ہین سب اپنے اپنے خیالات کے مطابق راے زنی کرینگے۔ اور اسمین تو شک ہی نہین کہ خطون پر خط ٹوٹ پڑینگے اور اکثر اصحاب شکایت کرینگے کہ یا حضرت خیر تو ہے فصد کھلوائیے۔ کسی حکیم حاذق سے رجوع لائیے۔ یہ آپ نے کیا بکا ہے از سرتا پا خرافات جو کچھ بھی سمجھ مین آتا ہو۔ معقول قبلہ سمجھنا کیا دل لگی ہے۔

اور سنیے۔ حضرت کاتب لکھتے لکھتے چونک پڑے۔ این یہ پنڈت صاحب کو سوجھی کیا ہے بھئی۔ یہ مضمون ہے یا غت ربود کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا نہ رہا گیا چھپے کا رومال اوڑھے میرزا منش بنے ہوے تشریف لائے۔ آداب حضرت آج کی ظرافت کو ذرا مکرر ملاحظہ فرما لیجیے کیون وجہ۔ آج تو کچھ مطلب ہی خبط ہے گستاخی معاف۔ اور سنیے گا۔ حضرت آپ اپنا کام کیجیے۔ اس جھنجھٹ مین نہ پڑیے۔ بہت خوب۔ تھوڑی دیر مین ایک مصحح صاحب برآمد ہوے۔ تسلیم آج کی ظرافت ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے گا عرض کیا کہ حضرت یہان سلسلہ وضع کے پابند ہین مکرر دیکھنے کی قسم کھائی ہے دو تین دن ہمارے شفیق بالتحقیق ڈاکٹر جناب ن صاحب ڈاکٹر درجہ اول پاگلخانہ ادھر کا نمیقہ انیقہ آیا۔ اجی حضرت آپ تو ہم کو پاگل بناتے تھے مگر اب فرمائیے کون پاگل ہے۔ ہم یا حضور۔ کیون یہ کل میان آزاد کی داستان مین کیا بے پر کی اڑائی ہے خدا ہی خیر کرے اگر یہی حال ہے تو حضرت آپ بھی ہماری ہی جان کھائیے گا۔ ہم تو خیر بھلا پاگلون مین رہتے ہین۔ آپ تو ایک مخزن علم اور معدن علم مطبع مین رہتے ہین یہ آپکو نصیب اعدا کیا ہوا الگی اسیطرح اور دو چار آدمیون نے بھی فرمایا کہ حضرت ہم کو گنجایش شکوہ سنجی ہے خیر اب ہم کس سے کہین کہ یار وہم نیچر کے مصور ہین۔ ہاے اگر ناول مین نیچر نہین تو کچھ بھی نہین۔ خاک لطف ہی نہین۔ مزا ہی کرکرا ہو جائے سنیے

اور دل کے کانون سے سنیے کہ یہ حسن آرا بیگم نے خواب کیا تھا ہاتھ لائیے ذرا کیون نہ کہیے گا واسطے خدا کے ذرا تو اس سوجھ بوجھ کی داد دیجیے کہین داد تو درکنار میان ٹھوینہ بتائیے گا۔ حضرت یہ خواب تھا بھلا پوچھیے تو یہ خواب کون دیکھ رہا تھا۔ حسن آرا بیگم پھر آپ جانیے خواب تو تھا ہی کبھی لندن مین بیٹھے دندناتے ہین۔ کبھی ولسن کے ہوٹل مین ٹمن جا بیٹھے اڑاتے ہین۔ کبھی پہاڑ کی چوٹی پر ہو رہے کبھی درخت کی پھنگی پر اور ایک بندر نے چوکیٹر بھبکی بتائی تو لٹک گئے اور گرے۔ گرتے ہی آنکھ کھل گئی تو خواب بندر کیطرح اچک کر کھجور کے پیڑ پر تھا یہی خواب مین ہوتا ہے یا کچھ اور مسلسل خواب تو شاذونادر ہی کوئی دیکھتا ہو گا۔ ورنہ عموماً یہی باتین دیکھنے مین آتی ہین کہ مردون سے باتین ہو رہی ہین اور وہ کہ رہے ہین کہ کیون بھئی اگر ہم زندہ ہوتے تو کیسی ٹھہرتی یا کسی ایسے دوست سے ملاقات ہوئی جو منزلون کی راہ پر ہے اور وہ کہ رہا ہے کہ خدا کرے ہم سے تم سے کسی دن ملاقات ہو۔ معقول سامنے تو بیٹھے ہین مگر ابھی تک ملاقات نہین ہوئی گویا۔ اس خواب پریشان مین حسن آرا نے خدا جانے کیا کیا دیکھا مگر سلسلہ درست نہین۔ خیال تو کیجیے کہ کتنے مقامات پر بے جوڑ ہے۔ اول تو میان آزاد اپنی پیاری حسن آرا کے پاس پہنچے کہان سے وہ جہاز پر سوار ہو کر (روانہ باشد) ہوے۔

غرضکہ یہ مضمون بھی ساری خدائی کے مضمونون سے نرالا تھا۔ ابتدا ہی سے انتہا کا بے تکا پن۔ خاتون مہ لقا حسن آرا اور میان آزاد فرخ نہاد ایک ہی کمرے مین متمکن ہین۔ این یا وحشت!!! حسن آرا بیگم کہان آزاد بیچارے کہان وہ جہاز پر۔ یہ وہان سے منزلون دور۔ اور حضرت فرماتے ہین کہ ایک ہی فرح بخش کوٹھی مین دونون بیٹھے ہین۔ چھت گیری گلابی چھا لٹری الغرض مہتابی پر سے حسن آرا بیچاری نصیب اعدا گری اور گرنے کا دھچکا اٹھا کر فوراً آنکھ کھل گئی۔ خواب کا قاعدہ ہے کہ ادھر صدمہ پہونچنے کا حال دیکھا ادھر معاً آنکھ کھل گئی۔ جب ہی تو ہم نے کہا ہے کہ (لیکن ابھی تک زمین

نہین آنے پائی تھین کہ مضمون غت ربود ہو گیا سمجھنے والے اس سے
سمجھ گئے ہونگے کہ مضمون کے آخر مین جو غت ربود لکھا ہے یہ وجہ تھا -
الغرض حسن آرا کی آنکھ کھل گئی - دیکھا کہ آدھی رات کے قریب ہے
کمرے کا لمپ گل ہے چوطرفہ اندھیرا چھایا ہوا -

اب ایک اور بات سننے کے قابل ہے - ناظرین کو یاد ہوگا کہ جسدن
اسٹیشن پر اُس دلھن کے شوہر کو ایک سفاک نے قتل کیا تھا اُسدن
میان آزاد اور خوجی کو ایک فقیر ملے تھے - ٹیکرے پر میان خوجی نے
اُنسے کہا کہ آپ باکمال اور رسیدہ ہین اُنھون نے کہا کہ حضرت مین
آجتک رسیدہ کے معنی بھی نہین سمجھا -

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ پیرو مرشد حضور کی دعا مین بڑی تاثیر ہے
اُنھون نے کہا بھائی مین آجتک دعا کا قائل ہی نہین ہوا - دعا صرف
تسلی قلب کے لیے ہے - ورنہ دعا سے کیا ہوسکتا ہے - میان آزاد نے جو
اُنکو اپنے نشن کا پایا - تو جی خوش ہو گیا خیر - وہی فقیر بیخوا ہے - ؎

درویش روان رہے تو بہتر	آب دریا بہے تو بہتر

اُس شہر مینو سواد مین پہونچے جہان حسن آرا رہتی تھین لوگون
نے وہان اُنکو گھیرنا شروع کیا -

ایک ذات شریف ایسے بھی نازل ہوے جنھون نے شاہ جی کا ناک مین
دم کر دیا - یہ حضرت بڑے نامی گرامی چور تھے - شاہ جی سے کوئی بچاس
بار درخواست کی کہ حضور واسطے خدا کے کوئی ایسی ترکیب بتائیے کہ جس
کسی کے ہان چوری کرنے جاؤن اُسکو نظر نہ آؤن - شاہ جی نے سمجھایا
کہ میان ہمارے پاس ایسا نسخہ ہی نہین - ہم تم کو کیا دین - اُسنے ایک
نہ مانی - خیر - شاہ صاحب نے جب دیکھا کہ ہاری مانتا ہے نہ جیتی - تو کہا
اچھا - جس روز کسی کے گھر پھاندو ہم سے شام کو مل لینا ہم ایک بوٹی
دینگے - چور انتہا کا خوش کہ مار لیا بس اب کیا پوچھنا ہے حسن آرا کا مکان
تاکا اور مالدار سمجھ کر دل مین ٹھان لی کہ آج شب کو اُنھین کے ہان چلنا

چاہیے رقم کثیر ملیگی - پو بارہ ہین - شام کو شاہ جی کے پاس گئے اور
کہا کہ حضرت آج ایک گھر پھاندنے کی نیت ہے لائیے پھر کچھ بوٹی ووٹی
دلوائیے شاہ جی نے ایک ڈبیا دی اور کہا کہ اِسمین بوٹی ہے مگر خبردار جبتک
مال کے کوٹھے مین نہ پہونچ لو ہرگز قصد نکرنا کہ اسکو کھولو - جسوقت وہان
داخل ہو جاؤ - ڈبیا کو کھول کر بوٹی کو نکالو اور خوب زور سے سونگھ لو مگر
چاہے تکلیف ہی کیون نہو - چار پانچ مرتبہ خوب زور سے سونگھنا
سمجھے ؟ ہان اسکے خلاف نکرنا - چور نے ڈبیا جیب مین رکھی اور کوئی
گیارہ بجے کیوقت کنڈا لاکر کمٹ سے کوٹھے پر پہونچا - خیر - ایک گھنٹے تک
تو کوٹھے پر جاکر دبکا بیٹھا رہا اسکے بعد جب سب سو گئے تو حضرت دبے پاؤن
اُترے - چپ چاپ اور اتفاق سے اِسی کمرے مین گئے جہان حسن آرا
اور سپہر آرا سو رہی تھین جاکر سب کے پہلے تو لمپ کو گل کر دیا - بعد ازان
کوٹھری کا قفل توڑا - وہ دونون غافل سوتی تھین - پھر آپ جانیے اُٹھتی
جوانی کی نیند - قفل توڑکر حضرت دن سے کوٹھری مین داخل ہوگئے - بسم اللہ
وہان ڈبیا نکالی اور اُسمین سے بوٹی لی اور لیکر خوب زور سے سونگھی -

حضرات ناظرین ذرا ہنسی کو ضبط کیجیے کا کچھ سمجھے بھی وہ بوٹی کیا تھی
نکچھکنی ارے اُف غضب کیا واحد - ہا چھین آچھین چھین چھین
ادھر حسن آرا خواب پریشان سے بیدار ہوئین ادھر لمپ گل اور کوٹھری سے
چھینک کی آوازین آرہی ہین حیران کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے جو گھبرا کر
کوٹھری سے نکلا تب تو حسن آرا بیچاری کانپنے لگی کہ خدا ہی بچائے چور کو
اُسوقت اپنی ہی ناک کی پڑی تھی اگر ممکن ہوتا تو ناک کاٹ کر پھینک دیتا اتنے
مین حسن آرا پلنگ پر سے اُٹھ کھڑی ہوئین اور غل مچانے لگین کہ چور چور
چور کانپتی جاتی تھین اور غل مچاتی تھین - سپہر آرا بھی ہائین ہائین خیر تو ہے کہتی
ہوئی اُٹھ بیٹھین اور گھر بھر مین جاگ ہوگئی - لینا لینا - چور - چور - چور -
آپ جانیے ایک ہی استاد پیک کردہ ہو رہا - دروازہ کھولا اور تڑاک کر بھاگا کہ
باہر - چوکیدار اور خان صاحب اور دربان سب پیچھے پیچھے جاتے ہین مگر اسکے

سایہ کو بھی نہیں پاتے لیکن دس قدم بڑھا اور آچھین۔ وہ جاتا ہے وہ جاتا ہے۔ چور بے تحاشا بگٹٹ بھاگا جاتا تھا مگر چھینک آئی اور لوگون نے غل مچایا کہ وہ ہے وہ ہا ہے پھر نظر سے غائب۔ تھوڑی دور تک جھپٹ کے نکل گیا اور پھر چھینکا۔ وہ گیا۔ وہ گیا۔ لینا لینا۔ آخر کار ایک مقام پر اس چھینک نے دھر واہی دیا۔ پکڑے گئے حضرت لوگ گرفتار کرکے تھانے پر لیے جاتے تھے کہ اتنے مین کانسٹبل ملا اور چوکی پر لیچلا۔

چور اپنے دل مین سوچتا جاتا تھا کہ بھئی واہ اچھے شاہ صاحب ہین ماشاءاللہ کیا بوٹی دی ہے۔ ناک نے اسوقت ناک مین دم کر دیا۔

کہانی زبانی بی مغلانی

شام سے باورچیون نے بڑے اہتمام بلیغ سے طعام لذیذ پکایا اور نو بجے کے وقت حسن آرا اور سپہر آرا اور بڑی بیگم صاحب نے بڑے شوق سے نوش جان فرمایا جب کھانے سے فراغت پائی۔ تو حسن آرا اپنے کمرے مین آئی اور سپہر آرا نے مغلانی کو بلایا۔

سپہر آرا - اچھی دل بہار ایک کہانی نہین کہتین اسوقت۔

مغلانی - مین صدقے ایک نہین دس۔

حسن آرا - مگر شیطان کی آنت نہو کہ سویرے تک تمام ہی نہونے نہ پائے۔

مغلانی - ای نہین یہ کیا بات۔ یون تمام ہو یون (چٹکی بجا کر)

پیاری (چھوکری) بھوت اول (دادر) دیو نہ کہنا کہ مین کانپ جاؤن اچھا۔

سپہر آرا - تم ایسی کہو جسمین بھوت ہی بھوت ہون۔

پیاری - نہ بیوی کہنے دیجیے جیسے دیکھو چالا (ہمارا) ہی دشمن ہے۔

سپہر آرا - (ہنس کر) تیرا دشمن تیرا پیٹ ہے۔

کہانی زبانی بی مغلانی

سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار۔

ماما - واہ سوتا سنسار۔ ابھی بجے کے ہین جو سب کو سلائے دیتی ہو ابھی بہت بجے ہون دس بجے ہون۔ اور۔

مغلانی - تم کہانی کو کاٹ نہ دیا کرو یہ عیب ہے۔ بوڑھی ہونے آئین اور عمر بھر امیرون رئیسون ہی کے ہیان نوکری کی مگر مجاز (مزاج) ٹھکانے نہین لیکے بات کاٹ دی۔

سپہر آرا - بوڑھی ہونے آئین کیا معنی - کیا بوڑھی ہونے مین کچھ شک بھی ہے۔

مغلانی - جی یہ ابھی تک اپنے تئین دس ہی برس کی سمجھتی ہین -

ماما - ای ہان سوتا سنسار۔ کون سوتا کون ہے یہان ابھی سارا دھندا پڑا ہے۔ انکے حساب سب سو گئے۔

کہانی زبانی بی مغلانی

سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار۔ ہمارا بھی خدا تمھارا بھی خدا کانون کی دیکھی

پیاری - (ہنس کر) کانون کی دیکھی۔ کانون سے دیکھتا ہے کوئی۔

مغلانی - اوہو اب ہم نہ کہینگے بس۔

حسن آرا - نہین نہین۔ کہو کہو بیچ کے ٹوکنے کا کوئی بُرا مانتا ہے۔

کہانی زبانی بی مغلانی

سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار۔ ہمارا بھی خدا تمھارا بھی خدا کانون کی سُنی کہتے ہین آنکھون کی دیکھی کہتے نہین۔

ایک جنگل بیابان مین بہت سے جانور پاڑھے اور صاحب تمھارا بھلا کرے ہاتھی اور چیتے اور شیر اور بندر اور صاحب تمھارا بھلا کرے لنگورا اور بارہ سنگھے اور اونٹ اور لومڑی اور جانے کون کون رہتے تھے غرضکہ صاحب تمھارا بھلا کرے بہت سے رہتے تھے انمین ایک اونٹ بھی تھا اور ایک لومڑی بھی تھی - تو اُس جنگل مین ایک ندی تھی - دو ہاتھی ڈباؤ پانی اور ندی کے اسطرف کو بھی کا باغ تھا بڑا سا باغ جیسا میرزا ہمایون فر کا ہے بلکہ اس سے بھی بڑا۔ تو اونٹ روز روز اُس باغ مین ندی تیر کرکے جاتا تھا اور پیٹ بھر کے میوے کھا کھا کرکے واپس آتا تھا۔ لومڑی نے جو دیکھا کہ صاحب تمھارے اونٹ موٹا ہوا جاتا ہے تو ٹوہ لگائی کہ دیکھون کیا کھاتا ہے۔ ایکدن آڑ مین بیٹھی رہی۔ اونٹ ندی مین پیٹھا اور باغ مین جا کر اُسنے خوب پھل

پھلیری کھائے لوکھری بڑی چالاک اور دغاباز ہوتی ہی جیسے پیاری (پیاری کے سر پر دھپ لگاکر) جیسے یہ موئی لونڈیا دغاباز ہی۔ اُسنے اونٹ سے دوستی پیدا کر لی۔ ایک روز اونٹ سے کہا کہ بھائی انٹو نا ہم سے دوستی نہین کرتے اونٹ لمبا تو بیوقوف ہوتا ہی ہی دم مین صاحب تمھارا بھلا کرے آگیا۔ اور دوسرے دن سویرے مُنھ اندھیرے لوکھری کے ساتھ گھومنے لگا۔ لوکھری نے مطلب کی یاری اُسنے پوچھا کہ تم کس باغ مین جاتے ہو وہان ہمکو بھی لےچلو جو جی چاہے تو پھر دوستی کس کام آئیگی۔ کیا عاقبت مین بخشاؤگے ہم کو بھی دکھالاؤ اونٹ راضی ہوگیا بولا اچھا جو حکم ہو۔ چلتے چلتے چلتے چلتے جب صاحب تمھارا بھلا کرے ندی پاس پہونچے تو اونٹ کی پیٹھ پر لوکھری چڑھ گئی اور اونٹ تیر کرکے اُس پار نکل گیا۔ لوکھری بڑی خوش ہوئی اور اُسنے صاحب تمھارا بھلا کرے خوب پھل پُھل کھائے جب کھا چکی خوب پیٹ بھر کے تو اُسنے ندی پر آکے پانی پیا خوب سا اور اونٹ سے کہا کہ میرے گلے مین چُل ہوئی ہی کہ اِسوقت آواز لگاؤن۔ اونٹ کے ہوش اُڑ گئے کہ خدا ہی خیر کرے کہا کہ مین اتنا بڑا جانور جتنی دیر مین تیرے سے دو جانور کھائین اتنی دیر مین ہمارا ایک کونا پیٹ کا بھی نہ بھرے مین تو ابھی بھوکا ہی ہون خبردار خبردار بولیو دبولیو نہین۔ سنا کہ نہین۔ بولی اور مین صاحب تمھارا بھلا کرے پٹا لوکھری نے کہا اب پھر جاہے جو کچھ ہو مین بولتی ہون۔ اونٹ نے پھر ہاتھ جوڑے کہ ایسا غضب نہ کیجیو دیکھوا نیچ نیچ دیکھ کر کام کرنا نہین مین ٹھونگا تو بس۔ لوکھری نے ایک نہ مانی اور اونٹ سے تھوڑے فاصلے پر جاکر آواز لگائی۔ کیون کیون کیون۔ آواز کے ساتھ سنتے ہی باغبان دوڑ پڑے۔ لیو۔ لیو جانے نہ پائے جانے نہ پائے۔ لوکھری تو ذرا سی دھر اُدھر جھاڑی مین چھپ رہی مگر اونٹ اتنا بڑا جانور جائے تو کہان جائے۔ دھر لیے گئے۔ اب وہ لاکھ چھپتا ہی مگر اونٹ نا کی چوری نہوڑے نہوڑے۔ کہانتک قد کو

چھوٹا کرے جھاڑی کی آڑ مین ذرا چھپ کے بھاگا اور پھر سیدھا ہوا تو باغبانون نے غل مچایا کہ وہ نکلا۔ وہ نکلا دوڑ پڑے وہ پھر چھپے مگر اُنھون نے گردن دیکھ پائی وہ جاتا ہی۔ وہ بھاگا جاتا ہی ناک مین دم آگیا اب بھاگ کے جائے تو کہان جائے اور لوکھری مزے سے جھاڑی مین دبکی دبکائی بیٹھی رہی اسکو کوئی پوچھتا بھی نہین کہ کہان ہی کہان نہین ہی آخرکار دس پانچ آدمیون نے اونٹ کو گھیر لیا۔ اُنھون نے لاکھ نخرے غمزے کیے مگر ڈنڈے پڑنے لگے تب تو یہ خوب سا بلبلائے مگر اُن لوگون نے مارتے مارتے بولا دیا۔ جب خوب بھرکس نکل گیا تو یہ بھاگے لوگون نے پھر گھیرا اور پھر لٹھ پڑنے شرو (شروع) ہوے بس صاحب تمھارا بھلا کرے یہ خوب سا ٹٹا اور پٹ پٹا کے مار کھاے کے رسیان تڑا کر بھاگا۔ تھوڑی دیر مین چاہا کہ ندی پار کرکے جنگل مین جائے اتنے مین

پیاری ۔ دیو دیو کی بات نہو۔

سپہر آرا ۔ اب آگے دیو کا تو ذکر ہی ہی۔

پیاری ۔ ہون نہین مانتین ۔

مغلانی ۔ نہین نہین بیٹا دیو کا ذکر ہی نہ بھوت کا سنتی جاؤ چپ چاپ بس اونٹ جو ندی مین جانے لگا تو لوکھری بھی پھُدک کے موجود۔

لوکھری ۔ کیا ہمین یہین پر چھوڑ کر چل دوگے ۔

اونٹ ۔ نہین چھوڑینگے کیا۔ آؤ۔

اونٹ بیٹھ گیا اور لوکھری اُسکی پیٹھ پر چڑھ گئی اور اونٹ ندی مین چلا۔

سپہر آرا ۔ ارے سچ کہتے ہین لمبا آدمی بیوقوف ہوتا ہی۔

حسن آرا ۔ کیا اونٹ بھی آدمی ہی۔

مغلانی ۔ بس بیوی جیسے ہی بیچ دھار مین پہونچا ویسے ہی صاحب تمھارے اونٹ نے کہا کہ دوست اب تو ہمارے بدن مین چل ہوئی ذری ہلنے کو جی چاہتا ہی۔ لوکھری بولی۔ ہائین ہائین! ایسا غضب بھی نہ کرنا بیٹھنا کہین مین گر پڑونگی۔

اونٹ۔ اب تو بے ہلے رہا ہی نہین جاتا۔

لوکھری۔ اور مین۔

اونٹ۔ اُسوقت تمھارے مُنہ مین چُل ہوئی تھی اب اِسوقت مجھے ہلنے کی چل ہوئی۔

سپہر آرا۔ (ہنس کر) ہان دیکھا بات نکلی نہ ایک۔ ہم سمجھے ہی تھے۔

مغلانی۔ لوکھری بہت روئی پیٹی چلائی۔ بہت غل غپاڑا مچایا بہت اُچھلی کودی پھاندی۔ مگر اونٹ نے ایک نہ مانی جلا ہوا تو تھا ہی اس زور سے بدن کو ہلایا کہ لوکھری تڑ سے پانی مین آرہی بہت سنبھلی مگر کچھ کارگر نہوئی بات جیسا کیا ویسا پایا۔ جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا۔ نیکی کا ثمرہ نیک ہے جو بدی دیویگا وہ بدی پاویگا بھی ہے کہ نہین۔ بس صاحب تمھارا بھلا کرے اونٹ نے پیچھے پھر کے بھی نہین دیکھا اور لوکھری بہنے جو لگی تو بہتے بہتے بہتے بہتے جا کے کہین پہونچی جہان دھوبی کپڑے دھو رہے تھے۔ اُنھون نے جو دیکھا کہ لوکھری بہی چلی آتی ہے تو پوچھا کہ لوکھری لوکھری کیا ہوا۔ لوکھری نے کہا کیا بتاؤن کچھ کہا نہین جاتا۔ پھر دھوبیون نے پوچھا لوکھری لوکھری کیون ڈوبی۔ لوکھری نے کہا کہ ایک مین ہی نہین ڈوبی ساری دنیا سارا زمانہ ڈوبا ہوا آتا ہے مجھے نکالو تو بتاؤن۔ نہین تو تم لوگ بھی ڈوب جاؤگے۔

دھوبیون نے مارے ڈر کے ایک دوسرے کیطرف دیکھا کہ آؤ پنچایت کرو کہ اسکو نکالین یا نہ نکالین لوکھری نے کہا کہ ارے تمھارا ناس ہوجائے جبتک پنچایت کروگے تب تک تو مین کوس بھر بہ ہونگی اسپر دھوبی کپڑے وپڑے اُتار کر کے صاحب تمھارا بھلا کرے چلے اور لوکھری کو لے آئے۔ پوچھا اب بتاؤ۔ وہ بولی کہ اے ری مستاؤن تو بولون بھیگ گئی تھی بہت۔ کچھ دیر تک دھوپ مین کھڑی رہی جب گرمائی اور ذرا تھکاوٹ مٹی تو چوکڑی بھر کے پاؤ کوس پر ہو رہی اور بولی کہ مین ڈوبی تھی تو میرے حساب جگ ڈوبا تھا۔ جسطرح اُسکا بھلا کیا خدا سب کا بھلا کرے۔

(کہانی ختم ہوئی) اتنے قہقہے پڑے کہ محلے بھر مین آواز پہونچی سوتون کو جگایا اتنے مین گھڑیالی نے منگری اُٹھائی اور جھائین جھائین بارہ کا گجر بجایا

حسن آرا۔ ارے!۔

سپہر آرا۔ ارے کاہے کی۔

حسن آرا۔ آدھی رات آگئی۔

سپہر آرا۔ اور کیا۔

مغلانی۔ پھر وسکے عمل مین تو آپ کھانا ہی کھا رہی تھین۔

حسن آرا۔ اے تو کیا دو گھنٹے مین کہانی ہوئی۔

سپہر آرا۔ اور نہین تو کیا۔

مغلانی۔ بہت بکی آج۔

حسن آرا۔ کوئی مسا کر کے گھنٹا بھر کہی ہوگی۔

مغلانی۔ اب سو رہیے۔

حسن آرا۔ اور نہین تو کیا رت جگا ہے کچھ۔

سپہر آرا۔ اے لو یہ پیاری بہین کہانی سُنتے سُنتے سوگئی۔

حسن آرا۔ اب جگاؤ نہین گدگدا تو فرش ہے۔ ذری کچھ اُڑھا دو اوپر سے۔

الغرض مغلانی گئی۔ حسن آرا اور سپہر آرا ایک ہی پلنگ پر سوئین اور باتین ہونے لگین۔

سپہر آرا۔ باجی اسوقت عاشق النسا بیگم یاد آتی ہین۔

راوی۔ جی۔ آداب۔

حسن آرا۔ بس اب اُنکا ذکر نہ کرو۔ اب سونے کا خیال کرو۔

سپہر آرا۔ (حسن آرا کو گُدگُدا کر) اب سوئیے۔

حسن آرا۔ (مارے گُدگُدی کے تڑپ کر) اف فوہ کچھ خیر تو ہے۔

سپہر آرا۔ اب آج سے قسم کھائی۔ دن کو نہ سوئینگے ہرگز نہ سوئینگے۔

حسن آرا۔ سوؤ یا نہ سوؤ مگر واسطے خدا کے اور تو کسی کی نیند نہ حرام

کر دبس اب آپ اپنے پلنگ پر جا کر سو رہیے۔

سپہر آرا کو اسوقت نیند نہ آئی مگر حسن آرا نے جو تکیے پر سر رکھا تو خواب ناز مین تھی سپہر آرا کے دل مین طرح طرح کے خیالات جاتے تھے تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی ایک غزل گانے لگا۔ ؎

منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمے بحال غریب دیار خود پر داز

بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند
بشرط آنکہ ز کارم نظر نگیری باز

بر آستین خیال تو مید ہم بوسہ
بر آستان وصال تو نیست دست نیاز

نہ این زمان من شوریدہ دل تہادم رو
بر آستان تو کاندر ازل نہادم باز

حدیث در دمن ای مدعی امروز ست
کہ حافظا ز ازل رند بود و شاہد باز

اس غزل کو اُس شخص نے کوئی آٹھ دس بار گایا۔ پھیری دیتا جاتا تھا اور غزل گاتا جاتا تھا جسطرح رمضان شریف مین اکثر آدمی شب کو پھرتے ہین طرز غزلخوانی سے ایک قسم کی حسرت ٹپکتی تھی۔ اور جسوقت یہ شعر اُسکی زبان سے نکلتا تھا۔ ؎

بر آستین خیال تو مید ہم بوسہ
بر آستان وصال تو نیست دست نیاز

تو آواز سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ چوٹ کھایا ہوا ہے جسوقت آٹھوین مرتبہ اُسنے پانچوان شعر پڑھا تو مصرع اولی سنتے ہی (دلا منال زشامی کہ صبح در پے اوست) سپہر آرا کے مُنھ سے بے اختیار آمین کا لفظ نکل گیا اسوقت اُسکے دل نے گواہی دی کہ یہ کوئی عاشق زار ہے فوراً بیتاب ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور جھروکے سے دیکھنے لگی بھلا اسوقت ایک بجے کیا معلوم ہوتا۔ پھر چپکے سے آن کر لیٹ رہی۔

اسکے بعد اُسنے دو شعر اور پڑھے۔ ؎

ای خونبہاے نافۂ چین خاک راہ تو
خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو

نرگس کرشمہ میبرد از حد برون خرام
ای جان فدائے شیوۂ چشم سیاہ تو

سپہر آرا کو یقین واثق ہو گیا کہ میرزا ہمایون فر کی طرح کوئی عاشق اور پیدا ہوے۔ پھر آواز آئی۔ ؎

یاران ہمنشین ہمہ از من جدا شدند
مائیم و آستانۂ دولت پناہ تو

تب تو سپہر آرا کو شک کی جگہ یقین واثق ہو گیا کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔ خیر تھوڑی دیر مین وہ آدمی چلا گیا اور چلتے چلتے یہ شعر پڑھا۔ ؎

جنگجوی کج کلہان صلح و صفا نیز کنند
غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند

ادھر سپہر آرا کو بھی نیند آئی۔

دو پری پیکر مہمانون کا آنا اور حسن آرا اور سپہر آرا کو خواب ناز سے جگانا

چار بجے کے وقت دربان نے آواز دی۔

دربان۔ ماماجی دروازہ کھولو۔ ماماجی پیاری کی مان (دھم دھم دھم دھم) دروازہ کھولدو۔

ماما۔ دل بہار دیکھو کون پکارتا ہے۔

دل بہار۔ ای واہ پھر کھول کیون نہین دیتین۔

ماما۔ میری اُٹھتی ہے جوتی۔ مین دن بھر کی تھکی ماندی ہون۔

دل بہار۔ اور یہان کون چندن چوکی پر بیٹھا ہے۔

دربان۔ اجی لڑ لینا پیچھے پہلے کنواڑے کھول جاؤ۔

مغلانی۔ ارے کوئی دروازہ کھول دو اُٹھ کے۔

دل بہار۔ ہونھ کیا حکومتین جتا رہی ہین۔

ماما۔ ہان جانو بیوی یہی ہین۔ گھر کی مالکن۔ آپ نہین اُٹھتین۔

دربان۔ اجی کھولو تو سواریان آئی ہین۔

حسن آرا۔ (چونک کر) کہان سے کیا۔

دربان۔ جی حضور سواریان آئی ہین۔

حسن آرا۔ ماما۔ مغلانی۔ دل بہار پیاری کی مان۔ ارے کیا سب کی سب مر گئین۔ اب آپ جائین دروازہ کھولنے ہم۔

اتنے مین حسن آرا کی آواز سُنکر ماما۔ اصیل۔ مغلانی۔ دل بہار۔ پٹھانی۔ سب کی سب ایک دم سے اُٹھ کھڑی ہوئین اور دروازہ کھولنے

لپکین اور سپہر آرا بھی جاگ اُٹھی۔

سپہر آرا- کون ہی باجی۔

حسن آرا- کیا جانے دستی روشن ہی- اور دو تین خاص بردار ساتھ ہین اور دو فنس ہین جانے کون آیا ہی۔

سپہر آرا- فنس پر پردہ پڑا ہی یا مردانی سواریان ہین۔

حسن آرا- نہین بہن مردانی نہین ہین۔

حسن آرا اور سپہر آرا نے باسی ہی پانی سے منہ دھویا اور ماما نے پردہ کرا کے سواریان اُتروائین۔

سپہر آرا- اخاہ روح افزا بہن ہین اور بہار النسا بیگم بھی آئی ہین حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا اور بہار النسا بیگم باہم خوب گلے ملین

بہار النسا- بہن اچھی تو رہین۔

سپہر آرا- دعا کرتے ہین۔

حسن آرا- دو برس کے بعد آپ دونون کو دیکھا۔

روح افزا- ہان اور کیا۔

بہار النسا- امان جان کہان ہین۔

سپہر آرا- آج طبیعت کچھ سُست ہی۔

روح افزا- ہان تو اب سویرے ملینگے- آؤ حسن آرا دو ہم ایک پلنگ پر اور بہار النسا بہن اور سپہر آرا ایک پر سو رہین- اسوقت آنکھین جھپکی پڑتی ہین۔

حسن آرا بیگم صاحب حسب معمول سویرے مُنھ اندھیرے اُٹھین سپہر آرا کو جگایا- دونون بہنون نے مُنھ ہاتھ دھویا اور وضو کر کے امام باڑے مین نماز صبح ادا کی- اِسکے بعد حسن آرا بہ لحن داؤدی مناجات نظامی گنجوی پڑھنے لگین- اور ادھر سپہر آرا بیگم نے وظیفہ شروع کر دیا- سہانا سمان در و دیوار نور افشان سپیدۂ طلعت نشان صبح نمودار باد صبا طرب انگیز و فرحت بار اشجار پر بہار نسیم غالیہ بار جھونکے کھاتے ہین شاخون پر مرغان خوش الحان چہچہاتے ہین اور طیور ذی شعور ترانۂ حق گاتے ہین کلیونکا چٹکنا پھولونکا مہکنا بلبلونکا چہکنا قدرت حق دکھاتا تھا اور غنچۂ دل کھلا جاتا تھا حقانی آدمی یاد معبود حقیقی مین مصروف و مشغول تھے اشعار حمد باری در زبان گوشہ نشینان خجول تھے گلہائے معنبر کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی حسن آرا مست ہوئی جاتی تھی

جب حسن آرا نے مناجات اور سپہر آرا نے وظیفے سے فراغت پائی- تو چھوٹی بہن بڑی بہن کے پاس آئی حسن آرا نے بوسہ لیا اور سپہر آرا نے جواب بوسہ دیا دونون بہنین بڑی بیگم کے پاس آئین اور بصد ادب آداب بجالائین-

سپہر آرا- امان جان بندگی۔

بڑی بیگم- اللہ زندگی دے- اچھے گھر جاؤ۔

حسن آرا- امان جان تسلیمات عرض کرتی ہون۔

بڑی بیگم- جیتی رہو۔

ماما- دودھون نہائین پوتون پھلین۔

بڑی بیگم- خدا اِنکو تندرستی دے میرے تو دل کی چین کلیجے کی ٹھنڈک آنکھون کی ٹھنڈک ہین۔

ماما- بیگم صاحب ان دونون کا سبھاؤ اچھا ہی- واہ کیا مجاز پایا ہی ہنس مکھ اور آنکھون مین سیل۔

سپہر آرا- چلیے بس اب تعریفین رہنے دیجیے زیادہ مٹھاس مین کیڑے پڑ جاتے ہین۔

حسن آرا- امان جان ہان دیکھیے خوب یاد آیا- رات بہار النسا بہن اور روح افزا بیگم آئی ہین۔

بڑی بیگم- ہان شکر ہے دیکھا میری بائین آنکھ پھڑکتی تھی کل مین کہتی تھی کہون کہ اللہ کیا خوشخبری سنونگی کہان ہین کہان بلاؤ بٹیا یہ کیا ابھی تک یہان آنے کی نوبت ہی نہ آئی۔

سپہر آرا- ابھی سو رہی ہین رات کو کتنی تھکین آنکھین جھپکی پڑتی ہین

سفر مین نیند اُچاٹ ہوگئی تھی۔

بڑی بیگم۔ اے تو جگا دو بیٹا۔

حسن آرا۔ امان جان ذرا اور سونے دیجیے۔

بڑی بیگم۔ بہار النسا اچھی تو ہین۔

سپہر آرا۔ جی ہان فضل الٰہی ہے۔

بڑی بیگم۔ روح افزا سنا تھا کچھ ماندی تھی۔ دُبلی ہوگئی ہوگی۔

سپہر آرا۔ ہان امان جان اُنکی اِس موے ڈنگو کی بیماری نے بالکل ادھ مری کر دی اُٹھا دی ہے۔

اتنے مین حسن آرا اور سپہر آرا اپنے کمرے مین گئین تو دیکھا کہ دونون غافل سو رہی ہین۔ روح افزا کی زلف چلیپا کالی ناگن کیطرح بل کھا کے تکیے پر سے پلنگ کے نیچے لہرا رہی ہے۔ اور گوری گوری گردن پر سانپ کے من کا دھوکا ہوتا ہے۔ بہار النسا کا ڈوپٹا کہین ہے دولائی کہین ہے دست حنائی سینے پر رکھے ہوے آہستہ آہستہ خراٹے لے رہی ہین زلف نے پریشان ہوکر عجب رنگ دکھایا تھا۔ گورے گورے مکھڑے پر کالے کالے گیسو عجب جوبن دیتے تھے سچ ہے۔ ؎

چھٹنا ضرور رخ پہ ہے زلف سیاہ کا
روشن بغیر شام نہو چہرہ ماہ کا

اتنے مین روح افزا نے عجب ناز سے کروٹ بدلی اور انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی۔

سپہر آرا۔ بندگی۔

روح افزا۔ (آنکھین ملتی ہوئی) بندگی بہن۔

سپہر آرا۔ خوب میٹھی نیند سوئین۔

روح افزا۔ ابتک نیند کا خمار باقی ہے۔

سپہر آرا۔ امان جان بلاتی ہین۔

روح افزا۔ نماز پڑھ لین تو چلین۔

حسن آرا۔ (بہار النسا کا ہاتھ ہلا کر) اے بہن اب اُٹھو۔

بہار النسا (چشم نیم باز) اللہ اتنا دن چڑھ آیا۔ سارے مین دھوپ پھیل گئی۔

حسن آرا۔ اُٹھیے چلیے امان جان بلا رہی ہین۔

بہار النسا۔ (اُٹھ کر) نماز پڑھ لین تو چلین۔

سپہر آرا۔ وہ تو جان کھائے جاتی ہین کہ بہین مُنھ دکھا لین پھر چلی جائین

بہار النسا۔ اچھا روح افزا کو جگاؤ۔

سپہر آرا۔ (ہنسکر) اے وہ کیا بیٹھی ہین سامنے۔

بہار النسا اور روح افزا نے مُنھ دھویا اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئین

روح افزا۔ (سپہر آرا سے) قبلہ کا رخ کس طرف ہے۔

حسن آرا۔ ادھر۔

دونون نے نماز صبح پڑھی اور تھوڑی دیر وظیفہ پڑھکر سپہر آرا اور حسن آرا کے ساتھ چلین بڑی بیگم کے پاس۔ جاتے ہی روح افزا پھرتی سے بڑی بیگم سے چمٹ گئی (امان جان بندگی عرض) بہار النسا بھی بڑی بیگم سے گلے ملین اور ادب کے ساتھ فرش پر بیٹھین۔

بڑی بیگم۔ (روح افزا سے) ابتو اُس بیماری نے پیچھا چھوڑا کیا کہتے ہین توبہ۔ مجھے تو اُسکا نام بھی نہین آتا۔

سپہر آرا۔ (مسکرا کر) ڈنگو بخار۔ آپ تو روز روز بھول جاتی ہین۔

بڑی بیگم۔ ہان وہی ڈنگو۔

سپہر آرا۔ (قہقہہ لگا کر) ڈنگو نہین ڈنگو۔

روح افزا۔ اب ایک مہینے سے پیچھا چھوڑا ہے کہین میری تو جان پر بن آئی تھی

بڑی بیگم۔ چہرہ کیسا زرد پڑ گیا ہے۔ اے ہے تو تھی سا مُنھ نکل آیا۔

بہار النسا۔ ابتو آپ بھین اچھی دیکھتی ہین۔ یہ تو گُھل کے کانٹا ہوگئی تھین

بڑی بیگم۔ حکیم محمد حسین نے علاج کیا تھا نہ وہان۔

روح افزا۔ جی نہین۔ وہ تو خود بیچارے اسی ڈنگو نگوڑے مین مبتلا تھے۔ دولھا بھائی ایک ڈاکٹر کو لائے تھے۔

بڑی بیگم - ای ہے بھوتنے سے علاج نہ کرنا ۔ انگریز انگلٹر کا ۔ انکی دوا لگے تو تیر نہین تکا۔

روح افزا - نگوڑے ڈاکٹر کو لائے تھے - مین تو اُسکی بولی ہی نہ سمجھون کہے زبان دکھاؤ - اب جب مُنھ دکھائین تب تو زبان بھی دکھائین - دولہا بھائی نے کہا دکھا دو زبان حرج کیا ہی ہم نے کہا یہ تو حشر تک نہونے کا - پھر نبض دیکھی تو ہاتھ کو پردے سے نکال لیا اور کہا چوڑیان اُتار ڈالو مین نے طلائی چوڑیان اُتار ڈالین مگر شیشے کی ایک چوڑی پہنے رہی اب نبض دیکھی تو اور راگ نکالا - کہے باتین کرو ہم سے تب تو مین نے دولہا بھائی کو بلایا اور کہا واہ صاحب آپ تو اچھے ڈاکٹر کو لائے ہین - پہلے کہا مُنھ دکھاؤ ہم تو ایڑی بھی نہ دکھائین پھر ہاتھ باہر کھینچ لیا پھر حکم ہوا کہ چوڑیان اُتارو - اب کہتا ہی کہ ہمسے باتین کرو یہان نگوڑی گٹ پٹ کسے آتی ہی - بس مین در گذری ایسے علاج سے آپ انھین سنبھالیے ای بس گھڑی جیب سے نکالی اور کہا کہ گنتی گنو - سینے جیسے اپنے حساب لڑکیون کے مدرسے مین امتحان لے رہے تھے - دولہا بھائی تو آپ جانتی ہی ہین بالکل انگریز ہی بن بیٹھے ہین وہ مجھ سے کہین کہ خدا کے لیے بہن میری عزت رکھو تو تم گنتی زور زور گن دو - مین نے کہا ایک دو پانچ بیس گیارہ آٹھ اللہ جانتا ہی جو کچھ بھی سمجھا ہو - دوائیان وہ دین جو کڑوی جیسے گلو - نگوڑے نے بھی کتر دی اور جب آئے ایک اشرفی لیجائے - جو دولہا بھائی وہان نہوتے تو ہم اتبک خدا گنج پہونچے ہوتے -

بڑی بیگم - چلو یہ باتین نہ مُنھ سے نکالو - اللہ کو بُری معلوم ہوتی ہین -

حسن آرا - (بہار النسا بیگم سے) کیون بہن - کیا دولہا بھائی کے مزاج مین انگریزیت بہت ہے -

بہار النسا - (مسکرا کر گردن نیوڑھا لی) -

راوی - روح افزا اپنے بہنوئی بہار النسا بیگم کے شوہر کو دولہا بھائی کہتی تھین جب ہی تو بہار النسا نے شرما کر مسکرا دیا - روح افزا اور بہار النسا دونون بہنین اور بڑی بیگم کی نواسیان تھین -

بڑی بیگم - بہار النسا - یہ تم مہینون خط کیون نہین بھیجتی ہو یہان سے خطون پر خط جاتے ہین - مگر جواب ہی نہین آتا -

بہار النسا - امان جان - خطون کا تو مین تار باندھ دون مگر جب کوئی لکھنے والا بھی ہو -

روح افزا - یہ تو گرستی کے دھندے مین ایسی پڑ گئین کہ پڑھا لکھا سیکھا سکھایا سب چوپٹ کر دیا -

حسن آرا - اور دولہا بھائی نے تو خط لکھنے کی قسم کھائی ہی -

سپہر آرا - ہان اُنکو جیسے چڑھ سی معلوم ہوتی ہی -

روح افزا - دن بھر بیٹھے شعر کہا کرتے ہین - بس اور کچھ نہین ذرا سا لفافہ لکھنا پہاڑ معلوم ہوتا ہی -

بڑی بیگم - (بہار النسا سے) کہو تمھاری ساس تو اچھی ہین -

بہار النسا - ہان نہ مجھے موت آتی ہی نہ اُنھین -

بڑی بیگم - بڑی کلہ دراز عورت ہی -

روح افزا - اُٹھتے جوتا بیٹھتے لات - یہ بات وہ بات لا میرے ہاتھ کل پرسون تک دولہا بھائی یہان آئینگے تو مین اُنکو خوب جھاڑونگی -

حسن آرا - وہ بیچارے کیا کرین مان سے کچھ بس چلتا ہی -

بڑی بیگم - دیکھو سچی بات یہ ہی کہ تمھاری بہن بھی ذرا تیز مزاج ہین ہان - صاحبزادی بھی ذرا سی بات پر ناک بھون چڑھاتی ہین -

سپہر آرا - جو ایک گرم ہوا اور ایک نرم ہو تو بات بنے اور جو دونون تیز ہوئین تو کیسے بنے -

بہار النسا - اب تم اپنی ساس سے نہ لڑنا - تم نرم ہی رہنا میرے تو ناک مین دم آگیا - اللہ نہ کرے ایسی ساس کسی کو ملے -

بڑی بیگم - خورشید مرزا یہان آئین تو مین انکی سمجھا دون -

بہار النسا - واہ امان جان مجھ سے اُن سے حشر تک نہ بنے گی

جو کوئی لونڈی باندی مجھ سے اچھی طرح باتین کرے تو جل مرتی ہین اور مین جان بوجھ کر اور جلاتی ہون -

بڑی بیگم - (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش برخوردار -

حسن آرا - مل جُل کے رہو بہن -

بہار النسا - اب جب تم سسرال جاؤگی ور ایسی ہی ساس پاؤگی اور پھر مل جُل کے رہوگی تو سات بار سلام کرونگی -

راوی - واہ کر چکین سلام - وہان بس ہی نہین - میان آزاد انپر عاشق ہے میان آزاد پر -

حسن آرا - آخر یہ جھگڑا ہی کاہے کا -

بہار النسا - کہدونگی -

روح افزا - جھگڑا سارا یہ ہے کہ دولہا بھائی اُنکی خاطر بہت کرتے ہین بس اُنکی ساس جلی مرتی ہین کہ جورو کی خاطر کیون کی اسنے -

سپہر آرا - کیا مان کی خاطر نہین کرتے ہین -

روح افزا - مان کے سامنے مارے ڈر کے اُنسے اچھی طرح باتین تو کی نہین جاتین تم خاطر کرنا لیے پھرتی ہو -

بہار النسا - مین تو اللہ جانتا ہے ہزارون دفعہ طرح دیجاتی ہون مگر جب نہین رہا جاتا تو مین بھی بکنے لگتی ہون مجھے تو اُنھون نے بیحیا کر دیا بس اب وہ ایک کہتی ہین تو مین دس سناتی ہون -

بڑی بیگم - (پھر پیٹھ ٹھونک کر) شاباش -

حسن آرا - میری طرف سے بھی پیٹھ ٹھونک دیجیے گا -

بہار النسا - اچھا حسن آرا جو کسی تیکھی ور تیز ساس سے پالا پڑا تو دکھاؤنگی -

حسن آرا - واہ -

سپہر آرا - ہم تو اسطرح رہین کہ ساس اپنی لڑکیون سے زیادہ پیار کرے -

بہار النسا - جب آدمی ہو نہ -

سپہر آرا - بہن ہم تو چٹکیون مین آدمی بنالین -

بہار النسا - ابھی ناتجربہ کار ہو نہ - ہم کو تو ایسا دق کر رکھا ہے کہ اللہ کرے مرجائے وہ یا ہم -

بڑی بیگم - پھر وہی باتین کرنے لگین -

روح افزا - اے ہان یہ کیا گھڑی گھڑی بدشگونی نکالتی ہو مُنھ سے وہ مرین چاہے چولھے مین پڑین - تم اپنے تئین تونہ کوسو -

حسن آرا اور سپہر آرا ور روح افزا اور بہار النسا بڑی بیگم کے پاس سے اُٹھکر کمرے مین گئین ور چارون وہان جاکر نکھرنے لگین - بس اتنا کہ بس سامنا ہے چارون نوخیز - چارون تیز - چارون شوخ اور تینین چارون عفیفہ اور حسین - دو ادھر نکھار کر رہی ہین دو اُدھر سنگار کر رہی ہین ؎

طلب ہوتا ہے شانہ آئنہ کو یاد کرتے ہین	خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو

سبحان اللہ کیا شعر ہے ہزار بار لکھین مگر پھر بھی جی چاہے کہ لکھتے ہی جائین حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا تو بن ٹھن کے موجود ہو گئین مگر بہار النسا بیگم کے ابھی گیسوہی سنورتے ہین - آئینہ روبرو ہے - صورت پسند نہین آتی مانگ ٹیڑھی ہو گئی موباف کا جوبن ہی نہین ظاہر ہوتا چھپکا بے موقع ہے یا آئی

روح افزا - انھین جب دیکھیو ناک چوٹی مین گرفتار رہتی ہین -

بہار النسا - تم آئے دن یہی طعنے دیا کرتی ہو -

حسن آرا - اب آخر بہن کب تک سنگار ہو گا -

روح افزا - ایسی تو صورت بھی نہین اللہ نے بنائی ہے -

راوی - جی بجا ہے -

بہار النسا - چلیے آپ تو بڑی قبول صورت ہین نہ - ہمارے تلوے کو بھی نہین پہونچتین -

راوی - اُف رے غرور اللہ رے دعوی حسن - چارون طنازہ چارون کے چار انداز - ایک آئینہ سیما - دوسری خود آرا - تیسری شوخ چشم چوتھی افشان جبین حیا و شرم حسن آرا کا آبی - سپہر آرا کا گلابی - روح افزا کا آسمانی اور بہار النسا کا زعفرانی ڈوپٹا نیرنگی قدرت حق کا تماشا دکھاتا تھا -

ہو لطف حسینوں کی دو رنگی کا اماںت		دو چار گلابی ہوں تو دو چار بسنتی

گو بہار النسا سب سے زیادہ بنی ٹھنی تھی مگر حسن آرا کی خوبصورتی
اُس سادگی مین بھی چوگنی تھی۔
بہار النسا نے کوئی دو گھنٹے مین کنگھی چوٹی سے فراغت پائی مگر اُسوقت
واقع مین بھلی معلوم ہوتی تھین اور ع۔ دیکھ آئینے مین کہتی تھین کہ
اللہ رے مین۔ روح افزا گو ڈنگو کی بدولت دُبلی ہو گئین تھین اور چہرے مین
وہ سرخی اور رعنائی بھی نہ تھی مگر پھر کم سن تھین حسین تھین سپہر آرا کی
شوخی اور کج ادائی سب سے فوق لیگئی۔ مگر حسن آرا کے بھولے پن اور اُسی کے
ساتھ بانکی وانے اُسکے جوبن کو دوبالا کر دیا تھا۔ چار ون نکھر کر اُس
وسیع و فراخ پر بہار وہوادار کمرے مین فرش مکلف پر جھروکے پاس بیٹھی
باتین کرنے لگین سپہر آرا ڈلی کترتی تھین حسن آرا نزاکت کے ساتھ گلوریان
بناتی تھین۔ روح افزا ایک ترکی جنرل کی تصویر کو جو دیوار مین لگی ہوئی
تھی غور سے دیکھتی تھی مگر بہار النسا بیگم کی نظر آئینہ ہی پر تھی۔ ہا ستم۔
سپہر آرا۔ اے تو یہ تو اب آئینہ دیکھ چکین۔ بالکھون صورت ہی
دیکھا کیجیے گا۔
حسن آرا۔ یہ شوق خود آرائی۔
بہار النسا۔ تم کہتی جاؤ۔ ہم جواب ہی نہ دینگے۔
سپہر آرا۔ پھر دیکھا۔
روح افزا۔ کون اللہ جانتا ہے انھین مرض ہے یہ بھی تو ایک عارضہ ہے
بہار النسا۔ واہ خواہی نخواہی عارضہ ہے۔
سپہر آرا۔ ہئی۔
بہار النسا۔ تم سب بہنین ایک ہو گئین اسوقت بکتی جاؤ اپنی ہی
زبان تھکاؤ گی۔
حسن آرا۔ روح افزا بہن تم اُٹھ کر آئینہ پر کپڑا گرا دو۔
روح افزا۔ دلّی والیان کہتی ہین (گیرود)

حسن آرا۔ ہان بتاؤ تو یہ بات کیا ہے۔ ساس سے بنتی کیون نہین تم سے
بہار النسا۔ تم نے بھی کسکا نام لیا۔
سپہر آرا۔ اللہ۔ اتنی بیزار ہو گئین۔
بہار النسا۔ ایسی ساس کو تو بس چپکے سے زہر دیدے۔ کچھ کم ستر کی
ہونے آئی ابھی تک خاصی ہاتھی کٹھوتا سی بنی ہے میرا تو ہاتھ پکڑے تو
چھڑانا مشکل ہو جائے۔ موئی دیو فی ہے۔
روح افزا۔ بجنج کی بجنج ہی ہے۔
حسن آرا۔ (ہنس کر) یہ بھی عیب ہے۔ کوس کوس کے کھاجاؤ نہ
بہار النسا۔ تمھین کہان کی ایسی محبت پھٹ پڑی ہے اُنکی۔
حسن آرا۔ بہن مل جُل کے رہنا اچھا۔
بہار النسا۔ ایک دن کا ذکر سنو۔ کسی کے ہان سے مہری آئی کچھ
میوہ لائی تھی۔ وہ اُسوقت جھوٹ موٹ قرآن شریف پڑھ رہی تھین
مہری نے آکر مجھکو سلام کیا اور میوے کی تشتری سامنے رکھدی
بس دن بھر مُنھ پھُلائے رہین۔
حسن آرا۔ ہے تو بڑی بدعورت۔
روح افزا۔ مگر دیکھنے مین میٹھی۔
سپہر آرا۔ باتین بھی چکنی چُپڑی کرتی ہین۔
بہار النسا۔ اور سنو ابھی سنو تو سنتی جاؤ ایک روز اُنکو کسی نے دو
چکوترے دیے۔ اُنھون نے اپنی مان کو دیدیے۔ اُنھون نے کہا تو مین
نہ کھاؤنگی۔ خیر آئی گئی بات ہو گئی۔ اُنھون نے ایک چکوترا مجھکو بھیجا
اور ایک میری نند کو۔ وہ اُنسے بڑھکر بس کی گانٹھ۔ بس جل مری اور
جاکے مان سے جڑ دیا کہ بھائی نے ہمکو آدھا سڑا ہوا چکوترا دیا اور
بھابھی کو بڑا سا چکوترا بھیجا۔ اِس جھوٹ کو تو دیکھو۔ اُنھون نے
صبح سے شام تک چرخا کاتنا شروع کیا۔ یا میرے اللہ لگانے
بجھانے مین تو وہ برق ہے۔

حسن آرا

حسن آرا - مین ایک بات پوچھون -

بہار النسا - پوچھو -

حسن آرا - سچ سچ کہنا -

بہار النسا - اے ہے تم تو نکاح کی سی شرطین کرتی ہو پوچھتی وچھتی کچھ بھی نہین ہو -

حسن آرا - دولھا بھائی تو پیار کرتے ہین -

بہار النسا - یہی تو خیر ہے -

حسن آرا - دل سے -

بہار النسا - دل اور جان سے -

حسن آرا - بھلا مان سے بنتی ہے -

بہار النسا - وہ خود جانتے ہین کہ چڑچڑی بدمزاج لڑاکا عورت ہی

حسن آرا - بہن وہ تو جو ہین ہین ہی - مگر تم بھی تیزی کے سبب سے انکو اور بھی جلاتی ہو - جو مل کے چلو تو وہ تمہارا پانی بھرنے لگین -

بہار النسا - اچھا تم ہی بتاؤ کیا مل کے چلون -

حسن آرا - سنو روح افزا بہن تم سب مل کر انصاف کرو ہم انکو یہ صلاح دیتے ہین کہ اگر جب جائین تو انکو ادب کے ساتھ جیسا بہو بیٹیون کا دستور ہے جھک کے سلام کرین -

روح افزا - کن کو - کن کو -

حسن آرا - ساس کو اپنی اور کسکو - دیوارون کو -

روح افزا - واہ -

حسن آرا - واہ کاہے کی -

سپہر آرا - اے تم تو بھولی جاتی ہو کہ یہ انکی جان کی دشمن وہ نصیب اعدا انکے خون کی پیاسی - بات چیت تک تو ہوتی نہین اور جو ہوئی بھی تو وہی طعنہ بازیان

حسن آرا - واہ اتبک جو ہوا سو ہوا اب یہ سلام ضرور کرین مگر جھک کے

بہار النسا - مر جاؤن مگر سلام نکرون مردار کو -

حسن آرا - بس یہی تو بڑی بات ہے -

بہار النسا - رہنے دیجیے بس - واہ وہ تو ہم کو دیکھ کے جل مرین ہمارے ماں باپ کو پانی پی پی کے کوسین - ہماری بہنون کو برا بھلا کہین اور ہم انکو جھک کے سلام کرین - ایک دن ماما کو خوب للکارا کہ ہمارا اپنا نزلی دیکھ اسکو کیون دے آئی میرے منہ سے بس اتنی سی بات نکل گئی کہ یہ میری ساس کا ہے کو ہین تو میری سوت ہین بس پھر وہ دن تک کوسا کین اور گلا کے اتنا سخت و سست کہا کہ توبہ ہی بھلی - مین تو بس چپکی ہو رہی

راوی - واہ بی بہار النسا بیگم صاحب - کیا خوب بات حضور نے فرمائی کہ آپکی ساس واقع مین بڑی کلہ دراز ہین - ایکدن چپکے سے گلا گھونٹ ڈالیے روز روز کا جھگڑا مٹے - یہ جھنجھٹ تو جائے کہین - کس مزے سے فرماتی ہین کہ بس میرے منہ سے اتنی سی بات نکل گئی کہ یہ میری ساس کاہے کو ہین یہ تو خاصی سوت ہین - ارے توبہ - توبہ - خدائی بھر مین کوئی عورت بھلی بنی ہو گی ایسا سخت اور جگر خراش فقرہ سنکے چپ ہو رہے گی - اور تس پر اپنے نزدیک بیگم صاحب نے کچھ بھی نہین کہا فرماتی ہین کہ (بس اتنی سی بات میرے منہ سے نکلی) سبحان اللہ انکے نزدیک یہ اتنی ہی سی بات تھی ساس کو سوت بنایا اور اسکو (اتنی ہی سی) بات فرماتی ہین - جب لڑکوری ہونگی اور ساس بنینگی اور بہو انکو سوت بنائیگی تب دیکھیے گا کیسا کودتی اچھلتی ہین -

حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا نے جو یہ سنا تو دنگ ہو گئین

حسن آرا - (دانتون کے تلے انگلی دبا کر خاموش) -

سپہر آرا - (چہرے سے حیرت برستی تھی) -

روح افزا - (مارے غصے کے چہرہ لال ہو گیا) -

اس کیفیت کے بعد ان سب کو ہنسی آئی اور تینون کھل کھلا کر ہنسنے لگین تو کوئی آدھ گھنٹے تک ہنسی ضبط نہ ہو سکی -

حسن آرا - اف بڑی بڑی بات کہی -

روح افزا - بڑی سی بڑی -

سپہر آرا - اب بن چکی بس۔

بہار النسا - تم سب کو ہماری ساس نے کچھ جھوٹ - وہ تو بہ رعونت
غرورسی ہی جب کہتی ہوا نھین کی سی۔

روح افزا - تمھاری سی کیا کہین بھلا۔

سپہر آرا - ہماری بہن اور ایسی منھ پھٹ ساس کو سوت بنائین

حسن آرا - اور پھر شرمائین نہ شرمانے دین۔

بہار النسا - اب بتائیے تو - ہان پہلے جھک کے سلام کرون خوب
[illegible] ہو کے اور پھر۔

حسن آرا - ای ہی میرے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین کہ تم سے
یہ کہا کیونکر گیا۔

بہار النسا - بتاؤ - بتاؤ - ہماری قسم سچ بتاؤ۔

حسن آرا - تم ہنسو گی اور ہمین ہوگا رنج۔

بہار النسا - نہین ہنسینگے نہین بولو۔

حسن آرا - جا کے سلام کرو۔

بہار النسا - اور جو وہ جواب نہ دین تو اپنا سا منھ لے کے رہ جاؤن

سپہر آرا - واہ ایسا نہین ہو سکتا - جواب دین اور پھر دین۔

روح افزا - اور وہ نہ بھی دین تو پھر بڑی ہین۔

حسن آرا - نہ جواب دین تو قدمون پر گر پڑو۔

بہار النسا - میری پیزار گرتی ہی قدمون پر۔

حسن آرا - چلیے اب کوئی اور ذکر چھیڑیے۔

روح افزا - وہ بھی کچھ انسے کم نہین ہین - وہ تنک مزاج تیز مزاج

بہار النسا - وہ جیسا میرے ساتھ کرتی ہین ویسا انکے آنکھون گھٹنون
کے آگے آئے۔

حسن آرا - خرچ تو اچھا ہی یا کنجوس ہین۔

بہار النسا - تین سو تیتے کے ہین ڈھائی سو گانون سے آتے ہین وہ تو
خود لیتی ہین اور نقد کوئی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہی زیادہ ہوگا - اور
جواہرات مکان باغ دکانین یہ الگ اور چچا کے حصہ مین سے دو سو تمھارے
بہنوئی مہینے کے پاتے ہین اور وکالت مین کوئی چھ سات سو روپیہ مہینا ملتا ہی

روح افزا - مگر خرچنے مین آندھی ہین۔

بہار النسا - بگھیان فٹن گھوڑے سب ہی کچھ ہی - آدمی نوکر چاکر یہ وہ

حسن آرا - تم کو کیا دیتے ہین۔

بہار النسا - اُس مردار کھپٹ بڑھیا سے چرا کر میرے اوپر کے خرچ
کے لیے سو روپیہ مقرر ہی اُسمین کپڑے کھانے عطر پان ڈلی سے واسطہ
نہین - وہ سب اُنھین کے خرچ مین ہوتا ہی۔

سپہر آرا - روح افزا بہن تمھارے میان کی بھی تو اب ترقی ہوئی ہی

روح افزا - ہان۔

حسن آرا - اب کیا تنخواہ پاتے ہین۔

روح افزا اب اول درجے کے منصف ہوے چار سو کے۔

حسن آرا - کچھ زمین بھی تو ہی پاس۔

روح افزا - کوئی نو سو کی سالانہ آمدنی ہی۔

حسن آرا - اور اُنکے بڑے بھائی کہان نوکر ہین۔

روح افزا - وہ نیل کی سوداگری کرتے ہین - اُنکی بڑی آمدنی ہی
کوئی سترہ اٹھارہ سو ماہواری خرچ کے بعد بچ رہتے ہین۔

حسن آرا - تمھاری ساس خوب ہین۔

سپہر آرا - لڑین نہ جھگڑین بیچاری۔

روح افزا - مگر اُنکی صاحبزادی تو بس - کچھ نہ پوچھو - اُسنے
میری ناک مین دم کر دیا جب آتی ہی روز ان کو پھیرا کرتی ہی۔

سپہر آرا - جو بہار النسا بہن وہان ہوتین تو ان سا سے بھی
نہ بنتی۔

بہار النسا - ہان - بڑی وہ بنکے آئی ہین آپ - ہونھ۔

میرزا ہمایون فر اور اصنام رشک قمر

اتنے مین بہار النسا نے کہا کہ اسوقت کالی کالی گھٹا چھائی ہے جی چاہتا ہے مہتابی پر سے دریا کی موج زنی دیکھین۔ روح افزا بھی جھپ سے راضی ہوگئی۔ سپہر آرا بھی خوش خوش اُٹھ کھڑی ہوئین۔ ہان ہان چلے چلیے مگر حسن آرا کو یاد آگئی کہ مرزا ہمایون فر ضرور خبر پائینگے اور ضرور کوٹھے پر آئینگے اور ضرور ستائینگے لیکن مجبور تھی چارون پھرتی کے ساتھ زینے پر چڑھنے لگین ہاے اسوقت کی شوخی بس غضب تھی سپہر آرا کہتی ہین کہ سب سے پہلے مین ہی مہتابی پر پہونچون۔ بہار النسا کی نزاکت اور تیزی اور ہی جوبن دکھاتی ہے روح افزا ہنس ہنس کر سپہر آرا کے شانے سے شانہ لڑاتی ہے۔ مگر حسن آرا پھر آپ جانیے نستعلیق نازو انداز سے خرامان خرامان زینون پر قدم رکھتی ہین چارون غارت گر دین و ایمان مہتابی پر داخل ہوئین۔ اللہ اللہ آج سوسیے چاچار نظر آئے مکھڑون کی وہ چمک دمک کہ پانے نگاہ ٹک پھسل جائے۔ ہرن کیطرح وہ آہو چشم چوکڑیان بھرنے لگین ہوا اِس زور سے چلتی تھی کہ دوپٹہ کھسکا جاتا تھا گورا گورا بدن صاف نظر آتا تھا کسی ہمراز نے میرزا ہمایون فر سے جاکر کہدیا کہ پیرو مرشد اسوقت تو سامنے والا کوٹھا پرستان ہے۔ اندر کا اکھاڑا ہو رہا ہے ایک ایک غنچہ کھلا ہوا ہے سامنے۔ انکو تاب کہان تڑسے کوٹھے پر آئے تو۔ ے

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

سپہر آرا چپیٹ کے کمرے مین ہو رہی۔ روح افزا تڑسے وہین بیٹھ گئی حسن آرا نے ذقن بھری تو راوٹی مین مگر بہار النسا بیگم نے بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑائین۔ میرزا ہمایون فر نے بہت جھک کر دور ہی سے آداب عرض کیا۔

بہار النسا۔ آنکھین ہی پھوٹین جو ادھر دیکھے۔

ہمایون فر۔ ہاتھ کے اشارے سے (اپنا گلا انکے آگے ڈالونگا)۔

بہار النسا۔ بسم اللہ۔

اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور چارون پری پیکر بانکپن کے ساتھ نیچے چلدین۔ میرزا ہمایون فر منھ تاکتے رہ گئے۔

حسن آرا۔ (بہار النسا سے) آپ تو خوب ڈٹ کے کھڑی ہوگئین۔

بہار النسا کیون کیا کوئی گھول کے پی جائے گا۔

روح افزا۔ یہ شہزادے ہین ہمایون فر۔

سپہر آرا۔ تم کیونکر جانتی ہو بہن۔

روح افزا۔ اے واہ اور سنئے گا۔ جانو ہم یہان کبھی آئے ہی نہین۔ یہ بہت دن تک کلکتہ مین رہے۔ لڑکپن مین ہم کھیلا کیے ہین انکے ساتھ

بہار النسا۔ اے بہن چپتین لگایا کیے ہین انکو۔ لڑکپن مین بڑے خبصورت (خوبصورت) تھے۔

روح افزا۔ اور کیا اب نہین ہین۔

بہار النسا۔ دور سے کچھ دکھائی نہین دیا۔ ہے ہے انکی مان اور دادی سے جھونٹم جھونٹا ہوا کرتا تھا۔ ساس بہو دن مین پل بھر تو بنتی نہین تھی۔ جب دیکھو کھٹ پٹ۔

روح افزا۔ تم تو خوش ہوتی ہو گی۔

سپہر آرا۔ آئیے شطرنج کھیلین۔

بہار النسا۔ یہان آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی ہین تم شطرنج کے منصوبے مین ہو۔ اتنے مین بڑی بیگم نے پانچ سیب ایک انار کچھ انگور اور چلغوزے بھیجے۔

ماما۔ لیجیے یہ میوہ بڑی بیگم صاحب نے دیا ہے۔

سپہر آرا۔ دیکھون۔ یہ چلغوزے تو لیتی جاؤ۔

پیاری۔ ہم کو دیجیے۔

سپہر آرا۔ انکو دیجیے۔ پیر نہ شہید نکٹون کو چھاپا سب سے پہلے انکو دیجیے آپ کون ہین۔ بڑی وہ بنکے آئی ہین۔

حسن آرا۔ (چلغوزے اُٹھا کر) اچھا پہلے سلام کرکے۔

سپہر آرا - سلام - اب لائیے -

چارون بہنون نے میوہ مزے مزے چکھا چہل ہوتی جاتی تھی ایک دوسرے کے ہاتھ سے چھین چھین کے کھاتی تھی قہقہے پڑتے تھے شانے سے شانے لڑتے تھے - جوانی کی امنگ شباب کی ترنگ -

اب سُنیے کہ میرزا ہمایون فر ٹکٹکی باندھے کھڑے تاک رہے ہین ؎

نہ ٹھہرا کبھی بید رد قاتل نے دیکھا ۔۔۔ تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

جب بڑی دیر تک مہتابی کو سونا پایا تو بیچارہ یہ شعر زبان پر لایا ؎

کل بد آموز نے کیا تجکو سکھایا ہے کہ ہا ۔۔۔ آج وہ آنکھ وہ چشمک وہ اشارہ ہی نہین

شہزادہ بلند اختر میرزا ہمایون فر نے جب اُن غیرت لعبتان چینی سر لوح بیاض نازنینی کو نظر سے اوجھل پایا تو اُنکی آنکھون مین اندھیرا سا چھایا دم گھبرایا - بہار النسا کا آنکھین لڑانا یاد آیا حسن آرا کی تیزی اور شوخی کے خیال نے تڑپایا - جگر مین خار غم ہجر کی خلش سینہ مین نائرہ رنج جدائی کی طپش - دل مین دھڑکا جی مین کھٹکا - گل سا چہرہ خندان مرجھا گیا غنچۂ دل کمہلا گیا ؎

دل سے شعلے اُٹھتے ہین جسوقت آجاتا ہے یاد ۔۔۔ وہ بھبوکا سا بدن نوخیز گدرایا ہوا

حیرت تھی کہ اُس شوخ بیباک نے آنکھ کیون ملائی - اور ملائی تو پھر اسقدر کیون شرمائی پھر سوچے کہ شاید دھوکا ہوا ہو - کسی اور سے دل ملا ہوا ہے ہو کسی اور طرف چشمک نہ نی تھی مگر یہان تیر نگاہ ایسا کاری پڑا کہ کیفیت جان کنی تھی ؎

ہمسے لڑی نگاہ تو چشمک دھر اُدھر ۔۔۔ پیدا یہ چشم شوخ نے کیا بانکپن کیا

الٰہی یہ کس خوش نصیب سے اشارے بازی کرتی تھی کسکی ہر وقت عشق کا دم بھرتی تھی ؎

زلفون سے کافری کا پریشان کیا دماغ ۔۔۔ آنکھین دکھا کے نشۂ آہو ہرن کیا

بی حسن آرا بیگم کی لفاظی و جادو طرازی

اب ادھر کا ذکر سنیے - آج وہان اور چرچے ہین -

بھلی بیوی خداداد تو حسن آرا کی سی - یون تو ہندوستان مین ایک سے ایک بڑھکر حسین و حیا پرور نازنین پاک نظر ہے لیکن حسن آرا کی ادا ہی اور ہے ؎

شاہد آن نیست کہ موئے و میانی دارد ۔۔۔ بندۂ طلعت آنیم کہ آنے دارد

یہ دہن شیرین - یہ حسن شرمگین - یہ لب لعل شکر خا - یہ ناز و ادا یہ معشوق پن یہ بھبن - دید کی آنکھ نے دیکھا ہو تو دکھائے اور شنید کے کانون نے سُنا ہو تو بتائے - فرد ہے - لاجواب ہے ہزارون لاکھون مین انتخاب ہے ؎

وہ غمزہ اُس چشم شرمگین کا کہ خون ہو دل غزال چین کا
وہ جلوہ افشان جبین جبین کا کہ ماند ہو چاند چودھوین کا
نزاکت اُس سیمبر کی پنہان رہے جو منظور چشم حیران
سفیدی چشم منتظر یان بنی ہے گلبرگ یاسمین کا
اگر وہ ملبوس مین زری کے دکھائے انداز دلبری کے
تو اُڑ چلے بھیس مین پری کے کرشمہ اُس شوخ نازنین کا

اور اِس حسن خداداد پہ وہ سر کو جھکائے ہوئے رہنا اور یہی ستم تھا خیالات فاخرہ ایسے کہ اُنکی رزانت کی قسم کھائے - فکر عمیق ایسی کہ اُسکی متانت کے صدقہ ہو جائے ؎

جو مرغان چمن رنگین ادا سے نازک آواز سے
سراپا عشوۂ عالم فریبے شوخ طنازے
ملیحے خوش کلامے دور اندیشی خوش اندامے
فصیحے نکتہ پردازے زسرتا پا ہمہ نازے
چو گل بند قبا بازے چو شبنم پاکدامانے

ایکدن حسن آرا کو وہ بات سوجھی جو آجتک کسی کو نہ سوجھی ہوگی سوچی کہ آؤ اپنی ایک لکچر دون اور ہاتھون ہاتھ قدر دانون سے داد سخن لون -

حسن آرا - آؤ ایک لکچر دین -

بہار النسا - کیا - کیا دین -

سپہر آرا - انگریزی زبان کی ٹانگ توڑی ہے -

روح افزا - لکچر کیا شے ہی -

حسن آرا - دولھا بھائی جلسۂ تہذیب مین جاکے آئے دن کیا پڑھا کرتے ہین

روح افزا - ہان اُنسے (بہار النسا کیطرف اشارہ کرکے) اُنسے پوچھو -

بہار النسا - اوئی ہم کیا تمھارے دولھا بھائی کے ساتھ ساتھ گھوما کرتے ہین جانے کہان جاتے ہین - کیا پڑھ پڑھ کے سناتے ہین اتنا ہم کو معلوم ہی کہ شعر بہت کہتے ہین ایکدن ہمسے کہنے لگے کہ چلو تم کو رمنے کی سیر کرا لائین فٹن پر بیٹھو لو - ٹپ گرا دینگے - رات کا وقت ہی - تم دوشالے سے خوب مُنھ اور جسم کو چُرا لینا - چلو ہوا کھلا لائین - مین نے کانون پر ہاتھ دھرے کہ نہ صاحب بندی ایسی سیر سے درگذری - رمنے مین وہان صاحب لوگ ہونگے اور جانے کون کون ہو ہم نجانے کے -

حسن آرا - واہ وجہ - نجانے کی وجہ -

سپہر آرا - ابکی آئین تو اُنکے ساتھ ہم ضرور جائین -

بہار النسا - چلو بیٹھو - چھوٹی نوعمر لڑکیان بہنوئیون کے ساتھ یون نہین جایا کرتی ہین -

سپہر آرا - (تنک کر) کیا فرمایا - ذری پھر تو کہیے گا -

روح افزا - کہتی ہین نوعمر سالیان جوان بہنوئیون کے ساتھ یون نہین جایا کرتی ہین -

سپہر آرا - جی ہان مین نے سُنا سُنا - بہری نہین ہون - اچھی صورت اللہ نے نہین دی مگر کان بڑے بڑے بنائے ہین -

راوی - این ایکون صاحب یہ ناشکری - ؎

تجھکو اے بت جو سر انجمن آرائی ہو ... کافرستان ہر اک چشم تماشائی ہو

جسنے ایک نظر بھر کر بھی دیکھ لیا اُسکو بس یہی شوق ہوتا ہی کہ ٹکٹکی باندھ کے دیکھا ہی کرے - ؎

برق تجلی کہ زتابش گداخت طور ... از پرتو جمال تو بر کوہ جستہ است

روح افزا - ایک نام کرو - دس پانچ لڑکیان اور بھی نوجوان کرکے ہمرہ کیا تم ٹٹرون ٹون -

حسن آرا - اچھا ٹھہریے بلواتے ہین -

سپہر آرا - شیخ جی کے ہان تو ماما کو بھیجو اور تقی خان کے گھر دربان بہار کو بھیجو اور کہو کہ دونون صاحبزادیون کو اسیوقت بلایا ہی - ہماری بہین باہر سے آئی ہین اور ماما سے کہدو کہ پلٹتے ہوے مبارک علیخان بھائی کے ہان جاکے لاڈو خانم کو ساتھ ہی لے آئے - پالکی اُنکے ہان ہی ہی اور ہم نظیر کو بلوائے لیتے ہین -

حسن آرا - اے نظیر کو نہ بلواؤ - اُنکے ساتھ جانی بیگم بھی آئینگی - وہ بات بات مین شاخین نکالتی ہین - اُنھین خبط ہی کہ ہم سے بڑھکر کوئی حسین ہی نہین ہی شکل چڑیلون کی نازپریون کا - دن رات ناک چوٹی مین گرفتار رہتی ہین -

سپہر آرا - پھر اچھا تو ہی - بہار النسا بہن بھی بھڑوا دینا -

روح افزا - پھر اب جھٹ پٹ بلواؤ -

ماماجی اور دربان اور خانصاحب اور دل بہار ان چارون کو حکم ہوا کہ جاؤ وہ ادب کے ساتھ حکم بجا لائے تھوڑی دیر مین ڈولیون پر ڈولیان اور فنسون پر فنسین اور بگھیون پر بگھیان آنے لگین حسن آرا اور سپہر آرا کا وسیع و عالیشان فراخ و فلک توامان کمرا ہمیشہ سجا سجایا رہتا تھا آج اُنھون نے اسقدر تکلف کیا کہ بیش بہا غالیچے ادھر اُدھر بچھا دیے - کمرے کی رونق دوبالا ہوئی دربان بار بار آواز دیتا تھا کہ سواریان آئی ہین اصیلین مغلانیان باہر سے جا جا کر سواریون پر سے اُتروا تی تھین اور وہ ناز و انداز کے ساتھ چمک چمک کر اندر آتی تھین - سلام بندگی کے بعد بغلگیر ہوتی جاتی تھین جب سب آچکین تو دربان نے پھر آواز دی کہ ماماجی پردہ کر لیجیے زنانی سواریان آئی ہین سب کے بعد پالکی گاڑی سے دو نوجوان اُترین ایک کا کوئی بیس برس کا سن دوسری کے اٹھارہ برس کے دن - ایک شوخ و طرار دوسری بھولی اور ناکردہ کار - اندر گئین سپہر آرا اور حسن آرا اور بہار النسا اور روح افزا سے گلے ملین اور سب کی سب بیٹھین شوخ و طرار کا نام جانی بیگم تھا بھولی ورناکردہ کار کا نام نظیر بیگم تھا - جانی بیگم

چٹاخ پٹاخ بوٹی بوٹی سیماب کیطرح بیقرار باغ و بہار نظیر بیگم کو کوئی تیرھوان سال تھا - چہرے مہرے نک سک سے ایسی درست کہ لاکھون مین ایک خوش وضع خوش قطع - پارسا اور نیک مگر نگاہ اشارت آشنا نہین انکھڑیون مین لگاوٹ بازی کا پتا نہین - ؎

اپنے جوبن سے نہین یار خبردار ہنوز　　ناز و انداز سے واقف نہین زنہار ہنوز

کسطرح اُس سے وفا شرط وفاداری ہے　　جو سمجھتا ہی نہین آپ کو دلدار ہنوز

ابھی انداز سخن مین نہین انداز فریب　　بے تکلف ہین جو گویا لب گفتار ہنوز

چال مین ڈھنگ وہی ناز سے ٹھکھیلی کا　　فتنہ پرداز نہین شوخی رفتار ہنوز

ہے لڑکپن کا ہر اک ناز و ادا مین انداز　　دلبری سے نہین زنہار خبردار ہنوز

حسن آرا نے سب کو مخاطب کر کے کہا -

میری پیاری بہنو - میری پیاری ہجولیو - مین کچھ ایسی لقمان کی دوسری تو ہون نہین کہ کھڑی ہو کر تڑ تڑ اور فر فر کہتی چلی جاؤن میری تو زبان لڑکھڑانے لگے گی - مگر مین کہونگی ضرور - ایک بات ہے ایسا ہو کہ تم سب ٹچکیون پر اُڑاؤ اور مفت مین نکو بناؤ -

جانی بیگم - اے ہے تو کاہے کے واسطے نکو بنائین - خدا واسطے کا ور نکو تو وہ بنائے جو اپنی ناک جڑ سے کاٹ کے پھینک دے -

حسن آرا - اچھا تو پھر ہم جو کہین وہ سنیے -

جانی بیگم - اچھا تو ذری حقہ تو بھرواؤ کیا رمضان شریف ہے یہان نہ گلوری ہے حقہ نہ گڑگڑی -

سپہر آرا - ماما جی -

ماما جی - حکم -

سپہر آرا - (اُٹھکر کان مین) وہ چاندی کی گڑگڑی تو بھر لانا

ماما جی - (تھوڑی دیر مین) لیجیے دو سیر پھروایا ہے -

سپہر آرا - (جانی بیگم کیطرف اشارہ کر کے) انھین دو -

جانی بیگم تسلیم (حسن آرا سے) ہان ہان کہو چپ بیٹھ کار و نہ رکھا ہی کیا

حسن آرا - ہم نے کچھ لکھا ہے اور آپ سب کو ہم ضرور سنائینگے اسپر تین چار ہم صفیر ہو کر بولین کہ کہیے کہیے - خدا کی قسم آپ باتین کیا کرتی ہین جیسے بلبل چہک رہا ہے -

جانی بیگم - ہزار داستان ہو ہزار داستان - بہاڑی مینا کی حقیقت کیا ہے

حسن آرا نے لکچر پڑھنا شروع کیا اور سب کی سب چُپ چاپ سننے لگین -

تقریر دلپذیر و سحر تخمیر

آب گوہر ہنر پروری چشمک زن سحر سامری - ریختہ خامۂ فصاحت ختامہ شاعرہ خوش فکر و نازک خیال - ملیح الکلام شیرین مقال - خورشید مشرقستان نکتہ رانی - بدر منیر فلک خوش بیانی - افشان جبین حسن و صفا گیسوے عذار شرم و حیا - خال زیبائے رخ عصمت مہر سپہر عفت رابعہ منزلت - بلقیس مرتبت - شیرین حرکات رنگین ادا حسن آرا بیگم صاحب المتخلص بہ حسین -

وہو ہذا

میری پیاری بہنو - ساس بہوون کے جھگڑے نند بھاوجون کے بکھیڑے - میان بیوی کی جوتی پیزار - بات بات پہ گھپ - بات بات پر تکرار - ہر دم عناد - آئے دن فساد - آپس کی شورہ پشتی - سمدھنون سمدھنون کی دھینگا مشتی سے خدا کی پناہ - معاذ اللہ معاذ اللہ ان بُری باتون سے خدا بچائے - بھلے مانسون کی بہو بیٹیون کے مزاج مین ایسی بات دخل نہ پائے اِس پھوٹ کی تمھارے ہندوستان ہی مین اسقدر گرم بازاری ہے کہ ساس کی زبان پر کوسنا جاری ہے اور بہو مصروف گریہ و زاری ہے اور میان کی عقل عاری ہے - نند بھاوج سے برسر پیکار - بھاوج نند کی صورت سے بیزار - بہو ہچکیان لیکر روتی ہے ساس زہر کھا کر سوتی ہے اور جو ساس ور بھی میدان غضب کی یکہ تاز ہوئی اور بہو زبان دراز ہوئی تو مار پیٹ کو کہین لیے نہین جانا ہے اپنا کیا آگے آتا ہے میان اگر بیوی کی سی کہین تو ماں کی گھُرکیان سہین - اگر امّان کا

جنبہ کرین تو بیوی کی باتین سُنین - مان اُدھر بیوی دھڑکا بھرتی ہی وہ اِنکے اور یہ اُنکے نام سے کانون پر ہاتھ دھرتی ہی -

مگر تالی ایک ہاتھ سے نہین بجتی - کوئی بجاکے دکھادے ساس حلیم ہو تو بہو کو منالے اور بہو سلیقہ والی ہو تو ساس کو آدمی بنالے - ورنہ ہے

اگر در ہر دو جانب جاہلانند	وگر زنجیر باشد بگسلانند

ایک شریف زادی نے اپنی ماما سے کہا کہ ہماری ساس تو ہماری سوت ہین خاصی (دانتون کے تلے اُنگلی دباکر) ہے ہے آسمان نہین پھٹ پڑتا ایسے زمانے پر حشر نہین بپا ہوتا ایسی باتین بنانے پر ہامت دعوی ہی کہ اگر وہ شریف زادی ہماری رائے پر چلین اور جو ہم کہین وہ کرین - تو اُنکی ساس راہ راست پر آجائین اور اُنھین اپنے سر پر بٹھائین وہ سیدھی جاکر ساس کے قدمون پر گر پڑین اور آج سے ہرگز اُنسے نہ لڑین کیا اُنکی ساس کا سر پھر گیا ہی یا باؤلے کتے نے کاٹا ہی ساس کی اگر بہو خدمت کرے - ساس کی محبت کا اُسکی لڑکیون کیطرح دم بھرے تو خدائی بھر کی ساسون مین کوئی ایسی نہ ملے جو چھیڑ کر بہو سے لڑے - یا بیوجہ بات بات پر بگڑ پڑے - اور جو ساس بہوین دونون تیز اور تیکھی اور بلاے بیدرمان ہوئین تو بس ستم ہی غضب ہی قیامت ہی آفت ہی ۔ اب سوچو تو ذرا دل مین کہ اِس تکرار اور جوتی پیزار کا انجام کیا ہی اور اسکا نتیجہ کیسا بُرا ہی - گھر مین پھوٹ - ایک دوسرے کی دشمن جانی صورت سے بیزار - لونڈیون باندیون مین ذلیل و خوار - ساری دنیا مین رسوا اور روسیاہ - گھر تباہ - ایک چپ سو بلا ٹالتی ہی - ہزار بلا کو ٹالتی ہی - بیچ اور فساد کو دم مین جہنم مین ڈالتی ہی - مگر جب کوئی خاموش رہے بھی جب کوئی اتنی سی مصیبت سے بھی - اور جو یہ خیال ہو کہ ساس ایک کہے تو دس سنائین - اور وہ دو باتین کہے تو بیس مرتبہ اُسکو اُلٹو سنائین تو بس میل ہو چکا - ساس نہوئی پھوٹی مانگ ہوئی - خدا اُسکا بھی کوئی درجہ ہی یا نہین - یا بس سسرال مین جاتے ہی مالکن بن بیٹھے ساس کو طاق پر رکھدے اور میان پر حکومتین چلانے لگے -

انگریزون کی ولایت مین یہ اچھا قاعدہ ہی کہ ادھر شادی ہوئی اُدھر باپ الگ بیٹا الگ - محبت الفت پیار سب وہی رہتا ہی مگر الگ تھلگ اور پھر مِل جُل کے - خدا جانے وہان بھی ساس بہو دن مین لڑائی جھگڑا ہوا کرتا ہی یا نہین مگر اتنا تو نہوتا ہوگا یہان تو گھر گھر ساس بہو مین جوتی چلتی ہی کھُلم کھُلا - اور جو جوتی نہ چلی تو دلون مین کدورت رہتی ہی - انگریزون کی ولایت مین اچھا قاعدہ ہی مگر یہان اگر کوئی لڑکا اپنی جورو کو لیکر الگ رہے اور باپ مان سے جدا ہوے تو لوگ اُسکو نام رکھین اور ہنسین کہ واہ اچھے سپوت پیدا ہوئے جورو آئی ہی باپ کی دم مین رسا باندھا اور مان کو طاقچے پر بٹھا دیا - ہی ہی گھر گھر رسوا ہوجائے تو یہان بہو کو ذرا بہت سوچ سمجھ کے چلنا چاہیے -

تم مین سے بعض ابھی کنواری ہو مگر ایک نہ ایک دن سسرال جانا ہی اور کسی ساس کی بہو بننا ہی بعض کی شادی ہو بھی گئی ہی جنکو بہو بننا ہی وہ میری اِن باتون کو خوب یاد رکھین اور جو ساس والی بہوین ہین وہ میری باتون کے موافق چلین تو پھر دیکھین کتنا فائدہ ہوتا ہی -

اب مین تم سے اتنا چاہتی ہون کہ سچ سچ اپنی اپنی ساس کا حال بیان کردو - یہان کوئی غیر تو ہی نہین -

اسپر سب کی سب جنکی شادی ہوگئی تھی بلبل ہزار داستان کیطرح چہکنے لگین

ایک - اللہ کرے ہماری ساس کو آج رات ہی کو ہیضہ ہو -

دوسری - اللہ کرے ابتک ہماری ساس کو ہیضہ ہوگیا ہو -

تیسری - اللہ کرے ایسی جگہ ہماری کمبخت ساس مرجائے جہان ایک قطرہ پانی نہ ملے

بہار النسا - باخدا میری ساس مردار کے پاؤن مین باؤلا کتا کاٹے اور وہ بھونک بھونک کے مرے -

چوتھی - ہم تو اپنی ساس کو پہلے ہی چٹ کر گئے بہن - تھی بڑی چڑ چڑی

پانچوین - ساس تو ساس ہماری نند نے ناک مین دم کر دیا ہے

جانی بیگم - میری ساس تو میرے آگے چون نہین کر سکتی بولی اور مین نے گلا گھونٹ ڈالا - اُف واہ پھڑکا دیا -

چہل

واہ حسن آرا بیگم - کیون نہو - سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کشا ہی وہ لکچر دیا ہی کہ قلم توڑ دیے - ہاے ایسی شریف زادیان پیدا کہان ہوتی ہین - میان آزاد خدا کی قسم ہو بڑے خوش قسمت - ایسی بیوی پائی کہ دید نہ شنید مکھڑا رشک ہلال عید - اور سیرت تو ایسی خدا نے عطا کی ہی کہ سجدہ کرنے کو جی چاہتا ہی ای کاش ایسی نیک بیویان اس ملک مین اور بھی ہون تو واہ واہ - اِس لکچر نے سب لڑکیون پر اثر کیا - خصوصًا نظیر بیگم پر تو ایسا اثر ہوا کہ سبحان اللہ یہ سیزدہ سالہ ہونہار نوعمر انتہا کی سادہ مزاج تھی - گلبدن کا پاجامہ مگر سفید ٹکلے کے پیر کا سادوپٹا اور آسمین سے جد کے موباف گلگون وزرین کی جھلک غضب ڈھاتی تھی - اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ ناگن لہرا رہی ہی چلتے وقت نظیر بیگم نے حسن آرا کے کان مین کہا کہ ہم پھر آپ سے ملینگے بہن ہمین کچھ سکھاؤ - کل سے ہم آیا کرین - کچھ پڑھایا کرو گی -

حسن آرا - (پیار کر کے) ہان بہن آیا کرو - ضرور آیا کرو -

نظیر بیگم - ضرور آؤنگی ہمین بھی پڑھایا کرو -

حسن آرا - ضرور -

جانی بیگم - اے واہ یہ کیا پڑھائینگی بھلا - ہمارے پاس آؤ تو ہم روز پڑھایا کرین -

راوی - بس آپ معاف ہی کیجیے -

نظیر بیگم - آپ کے تو بڑو س ہی رہتے ہین ہم - مگر بہن تم ٹھرونگا سکھاتی ہو اور تمھین کچھ آتا ہی نہ جاتا ہی -

سپہر آرا - (مسکرا کر) کہتی تو سچ ہو -

جانی بیگم - جی ہان بجا ہی - تم تو اتفاق کر ہی لوگی -

حسن آرا - کھیل کود بھی ہو - ہنسی مذاق بھی ہو - مگر دو گھڑی اچھی باتون کی طرف بھی مائل ہوا کرو -

جانی بیگم - واہ اچھی باتین نگوڑی کونسی ہین - ہم بھی تو سنین

حسن آرا - جو ہم نے آج کہین -

سپہر آرا - یہ تو تصویرین دیکھ رہی تھین -

جانی بیگم - واہ -

نظیر بیگم - انکا ایسی باتون مین جی ہی نہین لگتا یہ اپنے ایسی ویسی باتون کیطرف رہتی ہین - دن بھر کوٹھون پر گھوڑے کی طرح دوڑا کرتی ہین اوپر سے نیچے نیچے سے اوپر - یا میرے اللہ -

جانی بیگم - (نظیر بیگم کا ہاتھ پکڑ کر) مروڑ ڈالون ہاتھ -

نظیر بیگم - دیکھا دیکھا بس کبھی ہاتھ مروڑا کبھی ڈھکیل دیا -

جانی بیگم - (نظیر بیگم کا گال کاٹ کر) اب خوش ہوئین -

سپہر آرا - اے واہ لے کے گال کاٹ لیا -

جانی بیگم - پھر عورت ہین یا مرد ہین کوئی - ہونھ - واہ واہ -

نظیر بیگم - اب آپ اپنی محبت رہنے دین -

جانی بیگم - (چٹکی لے کر) کیا کہا -

جب رخصت ہوئین تو سپہر آرا نے آواز دی کہ چلیے امان جان بلاتی ہین روح افزا اور بہار النسا اور حسن آرا ملکر گئین - اور بڑی بیگم صاحب کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھایا - کھاتے وقت یون گفتگو ہوئی -

بہار النسا - اب حسن آرا کی شادی کہین تجویز ی -

بڑی بیگم - ہان فکر مین تو ہون -

بہار النسا - فکر نہین - امان جان - اب دن دن چڑھتا ہی -

روح افزا - اللہ کے فضل سے اب یہ سیانی ہوئی ہین -

بہار النسا - پھر اب کب تجویز یے گا -

بڑی بیگم - جلد -

بہار النسا - جلد کیا کوئی دو چار برس مین -

روح افزا - اللہ اللہ کرو -

بہار النسا - (از راہ مذاق) بیچاری سپہر آرا بھی منتظر ہین کہ ہم اُنکا بھی ذکر خیر چھیڑین -

سپہر آرا - دیکھیے یہ چھیڑ خانی اچھی نہین - ہان -

بڑی بیگم - (مسکرا کر) تم جانو یہ جانین -

بہار النسا - ابھی کل ہی شام کو تو تم نے کہا کہ امان جان سے ہمارے بیاہ کی سفارش کرو اور آج مکرتی ہو بھلا کھاؤ تو قسم کہ تم نے نہین کہا -

سپہر آرا - واہ ذرا ذرا سی بات پر کوئی قسم کھایا کرتا ہے -

روح افزا - پانی مرتا ہے کچھ -

سپہر آرا - جی ہان آپ بھی بولین -

روح افزا - اچھا قسم کھا جاؤ نہ -

سپہر آرا - کاہے کو کھائین -

بڑی بیگم - اے تو چڑھتی کیون ہو بیٹیا -

سپہر آرا - امان جان جھوٹ موٹ لگاتی ہین - چڑھین نہین - واہ -

روح افزا - کیا ! جھوٹ موٹ -

سپہر آرا - اور نہین تو کیا -

روح افزا - اچھا ہمارے سر کی قسم کھا جاؤ -

سپہر آرا - اللہ کرے مین مر جاؤن -

بہار النسا - ہائین -

روح افزا - چلو بس اب رو دین - اب کچھ نہ کہو -

بہار النسا - امان جان ایک رئیس ہین اُنکا لڑکا کوئی اُنیس برس کا ہوگا خدا جانتا ہے بڑا حسین ہے اور پڑھا لکھا ہے سکندر نامہ آجکل پڑھتا ہے اُسکی مان بھی بڑی نیک ہے بیچاری نے ہمسے کہا تھا کہ تم اپنی بہنون کے بارے مین بیگم صاحب سے کہو اچھا گھر ہے -

روح افزا - وزیر زادے ہین وہ -

بڑی بیگم - ہان کھانے پینے سے خوش ہین -

روح افزا - خوش - آٹھ تو گھوڑے ہین اُن کے ہان -

ماما مین سمجھی - مین اُنکے یہان کوئی ڈیڑھ برس نوکری کر آئی ہون -

بڑی بیگم - پھر چھوڑی کیون -

ماما - چھوڑ دی اب کیا بتاؤن -

بہار النسا - امان جان - وہ حسن آرا کے لائق ہے لڑکا - سچ کہتے ہین -

بڑی بیگم - اُنکا کچھ اور حال بتاؤ اچھی طرح - کے لڑکے ہین اُنکے -

روح افزا - دو -

بہار النسا - اور دونون لئیق خوبصورت ہوشیار نیک چلن -

روح افزا - ایک لڑکا بہن - وہ چھوٹا سا جو ہمارے مکان کیطرف سے مشکی ٹٹو پر روز نکلا کرتا ہے بڑا پیارا ہے - دولھا بھائی سے اور اُسکے بڑے بھائی سے بڑی ملاقات ہے -

بہار النسا - ہمارے ہان تو دوسرے تیسرے وہ آتے ہین سچ کہتے ہین - بس حسن آرا ہی کے لائق ہین -

روح افزا - ضرور منظور کیجیے -

بڑی بیگم - اچھا اچھا - سوچ لون -

راوی - حسن آرا کے اِسوقت ہوش اُڑ گئے - رنگ فق کلیجہ شق جان عذاب مین تھی - چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین - ہائے غضب -

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا	دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

سپہر آرا - بھی چتونون سے تاڑ گئی کہ یہ کیا ماجرا ہے - خدا ہی خیر کرے بہار النسا اور روح افزا تو بڑی بیگم کو پکا کر رہی ہین ایسا نہو کہ وہ منظور کر لین تو ستم ہی ہو جائے - قیامت نازل ہو - کوہ ظلم ٹوٹ پڑے بجلی خرمن عیش پر گرے - یہ آزاد جہاز پر گئے ہین وہ مصیبتین سہتے ہین اور یہان یہ جشن منائین اور بیاہ رچائین - کیا مجال

غم کا ترانہ اور میان آزاد کا فسانہ افشاے راز اور ذکر خیر عاشق جانباز

مہمانونکی بھیڑ بھاڑ اور شادی کی چھیڑ چھاڑ سے حسن آرا بیگم کو خاصہ تناول کرنے کی اچھی طرح نوبت نہ آئی جب صحبت طعام سے فراغت پائی تو مغلانی کو حکم دیا کہ کمرے مین لمپ جلا مسہری بچھا۔ اسوقت سر مین دھمک ہی درد دل کی چمک ہی۔ اُسنے چٹ چٹ بلائین لے کر او دعائین دیکر کہا کہ سر مین درد ہو یا دل سرد ہو تو اِسکے لیے صندل لگائیے اُسکے واسطے حکیم کو بلائیے۔ پھر ماتھے اور نبض پر ہاتھ رکھکر بولی کہ نہ بیوی۔ قربان جاؤن اللہ کے فضل سے آرام ہی۔ درد سر کا خیال خام ہی دو گھڑی بیٹھیے گلوری کھائیے۔ ابھی تو چراغ مین بتی پڑی ہی بہنون سے باتین کیجیے ہمین ایک خط لکھ دیجیے حسن آرا تیکھی ہو کر بولی بس بہت باتین نہ بناؤ جو حکم دین بجالاؤ ہمین اسوقت کچی گھڑی بھر بیٹھنے کی بھی گون نہین۔ خوف ہی کہ میلا درد بڑھ نجائے کہین مغلانی لمپ جلوایا۔ کنول روشن کرایا۔ پلنگ بچھوایا۔ حسن آرا چپکے سے جا کر پلنگ پہ سو رہی۔ اور منھ ڈھانپ کر خوب روئی ؎

برہم مزاج غمزۂ خاطر شکن کیا	بیتابیون نے دلکی قیامت ہی آج کی

صید سنج و محن۔ خون موج زن۔ ؎

آگیے کس سے ہمین کیا یاد آیا	ہو سے بیخود غم تنہائی سے

اب سُنیے کہ روح افزا اور بہار النسا نے بھی عشق آزاد و حسن آرا کی اُڑتی سی خبر پائی تھی ایک مہری نے ساری داستان مو بمو کہہ سنائی تھی لہذا جب خاصہ چنا گیا تو دونون نے بڑی بیگم کے سامنے چھیڑا۔ دونون چھوٹون سے تاڑ گئین کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی۔ جب ہی تو شادی بیاہ کے نام سے طبیعت نفور ہی۔ لہذا جان بوجھ کر شادی کی خبر سنائی اور حسن آرا کی سٹی پٹی بھلائی ؎

کچھ بد خبر عاشق بیمار اُٹھا کر	راز دل محبوب کیا چاہیے معلوم

روح افزا اور بہار النسا اور سپہر آرا جو ادا و انداز سے کمرے مین آئین تو حسن آرا کو خواب ناز مین دیکھ کر چلائین۔

روح افزا۔ (چادر ہٹا کر) کیا ابھی سر شام ہی سو رہین۔

بہار النسا۔ مکر کرتی ہونگی۔ سو گئی کیا ابھی۔

سپہر آرا۔ نہین بہن یہ تکیے پر سر رکھتے ہی سو جاتی ہین۔

بہار النسا۔ جی ہان سُنا ہوا ہی ایک تمکو تکیے پر سر رکھتے ہی نیند آجاتی ہی دوسرے اِنکو پلک جھپکانے کی دیر ہوئی اور سو گئین۔ بس واہ۔ا

روح افزا۔ (گدگدا کر) اُٹھو بہن۔ ہماری ہی بھتی کھائے جو نہ اُٹھے ہماری بہن نہین۔ اُٹھ بیٹھو۔ شاباش۔

بہار النسا۔ اے ہی ماش کے آٹے کی طرح اینٹھی جاتی ہو بل پر بل کھاتی ہو۔

سپہر آرا۔ سونے دیجیے۔ انکھڑیان مارے نیند کے متوالی ہو رہی ہین جب ہی تو سو رہی ہین

بہار النسا۔ سیلی متوالیون نے جادو ڈالا۔ ہمارے وہان پڑوس مین روز تعلیم ہوتی ہی صبح کے وقت بڑی بہار معلوم ہوتی ہی۔ مگر ہمارے میان کو اِسکی بڑی چڑھ ہی کہ عورتین ناچ دیکھین یا گا نا سنین ہم کئی بار نواب صادق علی بیگ کے ہان سن سُن آئے اور ناچ بھی دیکھا۔ یہ مردون کی بھی کیا ارواح ہی۔ گھر کی جورو سے بات نہ کرین باہر شیر اللہ جانتا ہی ہم تو اُن سب موئی بد قطع بیسواؤن کو ایڑی چوٹی پر قربان کر دین ایک نے مسی کی دھڑی جمائی تھی جیسے بطخ نے کیچڑ کھائی تھی

روح افزا۔ (حسن آرا کو چوم کر) اُٹھو بہن۔

حسن آرا۔ (آنکھین کھول کر) اِسوقت سر مین درد سا ہی۔

بہار النسا۔ صندلی رنگون سے ماتا دل ملا	درد سر کی کس کے ماتھے جائیگی

حسن آرا۔ یہان اپنی چار دیواری سے آج تک قدم ہی باہر نہین رکھا۔ جب سے ہوش سنبھالا دہلیز کے باہر قدم رکھا ہو تو قسم لیجیے۔ ہمین شوق شادی ہی نہ خیال خانہ آبادی ہی آپ نے تو آج اچھی سنائی۔ دل ملانے کی ایک ہی فرمائی۔

بہار النسا- درست-

روح افزا- جی ہو جنھون سے آنکھ لڑائی ہو- یہ جو آج معمول کے خلاف نیند آئی ہو تو اُسکا باعث رنج تنہائی ہو- اچھا اب سچ سچ کہدو لگی لپٹی کی سند نہین کِس سے دل ملا ہو- کِسکا عشق چرایا ہو- کوئی حسین جوان بھایا ہو- یا خدا ناکردہ کسی ایسے ویسے پر دل آیا ہو- ہ

ہی مضحکہ جہان مین جو ہو عشق بیجل
دل دیجیے تو یار طرح دار دیکھکر

سپہر آرا- اور کیا- ع- معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے-

حسن آرا- ہ کسی سے ملنے کا اب حوصلہ نہین ایجان
بہت اُٹھائے مزے اُنسے آشنا ہوکر

حسن و عشق کے جھگڑے مین بندی نہ پڑیگی- اور اگر پڑیگی بھی تو کسی طرحدار سے آنکھ لڑیگی- اور اِس لائق ہو کون- توبہ- ہ

بیتاب ہوکے روح زلیخا نے آہ کی
سنسان حسن و عشق کا بازار دیکھکر

روح افزا- بس باتین نہ بنائیے ہمسے نہ چھپائیے- ہم سب سُن چکے بھلا کسی پر دل نہین آیا تو آنکھون سے آنسو کیونکر نکلے- ذری آئینہ مین صورت تو دیکھیے رنگ فق ہوگیا ہو یا نہین- ہوائیان اُڑی ہوئی ہین- شادی کا حرف زبان پر آیا اور تمھارے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین-

سپہر آرا- ای بہن یہ دھان پان آدمی- ذری سر مین درد ہوا لیٹ رہین-

بہار النسا- لڑکی باتین بناتی ہو- ہمکو چٹکیون پر اُڑاتی ہو-

حسن آرا- اب آپ جو چاہین کہین- یہان کوئی معشوق مرغوب ہو نہ کوئی محبوب مطلوب-

سپہر آرا- الٰہی خیر ہو- ان دونون بہنون سے جانے کس نے کہدیا جھوٹ موٹ-

روح افزا- گریبان مین مُنھہ ڈالو- کہہ چلون سب-

حسن آرا- بسم اللہ فرمائیے- سو کام چھوڑکے- آپکو خدا کی قسم

روح افزا- اچھا اسوقت دل کیون بھر آیا-

حسن آرا- ہ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

بہار النسا- (تالیان بجاکر) کُھل گئی نہ بات-

روح افزا- ع- جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے ؂

حسن افزا- واہ- ہونھہ-

سپہر آرا- تو جادوگرنی کہین اور رہتی ہونگی-

بہار النسا- (ہنسکر) کیا دونون بہنین پہاڑی مینا کیطرح چہک رہی ہین

سپہر آرا- (مسکراکر) تم دونون بہنین نہین ہزار داستان کیطرح چہک رہی ہو

روح افزا- ہم تو اِسوقت کلیلون پر ہین-

راوی- یہ شوخی- اللہ اللہ یہ شوخی- حضور اسوقت کلیلون پر ہین چشم بد دور

کند جلوۂ ناز تو جذبۂ وارد
کز آسمان بزمین آورد مسیحا را

بہار النسا- اچھا بھلا بڑی سچی ہو تو ایک بات کرو- بس امتحان ہو جائیگا ہم ایک ہاتھ مین کوئی چیز لین اور دوسرا ہاتھ خالی رکھین مٹھی باندھ کے آئین اور تم ایک ہاتھ پر ہاتھ مارو جو خالی ہاتھ پر پڑے تو تم جھوٹی ہم سچے اور جو دوسرے ہاتھ پر پڑے تو ہم جھوٹے تم سچی-

حسن آرا- ای واہ چھوکریون کا کھیل-

روح افزا- اہاہ- اور آپ ہین کیا-

بہار النسا- یہ چھوکری نہین- یہ بڑی بوڑھی ہین-

سپہر آرا- اچھا آپ آئیے- کوئی چیز ہاتھ مین لائیے مگر جو خالی ہاتھ پر پڑے تو تم جیتین اور جو دوسرے ہاتھ پر پڑے تو ہم جیت گئے- یہی نہ-

بہار النسا- ہان اچھا آؤ پھر-

سپہر آرا- ہان ہان آؤ- مگر ہم دونون ہاتھ دیکھ لینگے-

روح افزا- اللہ ری بدگمانی-

اتنے مین بہار النسا دوسرے کمرے مین گئین اور ایک چھوٹی سی شیشے کی گولی دائین ہاتھ مین رکھی- اور بایان ہاتھ خالی خوب زور سے دونون مٹھیان بند کرلین اور باہر نکل آئین-

بہار النسا۔ آئیے۔
روح افزا۔ اللہ کرے ہاتھ خالی پر پڑے۔
سپہر آرا۔ واہ اللہ نہ کرے۔
بہار النسا۔ اچھا اب ہاتھ پر ہاتھ تو مارو۔
حسن آرا۔ یہ واہیات باتین ہین۔
روح افزا۔ تو کاہنی کیون جاتی ہو۔
سپہر آرا۔ اچھا دونون مٹھیان سامنے لاؤ۔ باجی بولو کس ہاتھ مین ہے
حسن آرا۔ اُدھر والے مین (دائین۔)
سپہر آرا۔ نہین باجی دھوکا کھاتی ہو۔ اللہ جانتا ہے دھوکا کھاتی ہو
ہم تو بائین ہاتھ پر ہاتھ مارین گے (تڑ)
بہار النسا۔ (بائین ہاتھ کو کھول کر) سلام۔
سپہر آرا۔ ارے! وہ ہاتھ تو دکھاؤ۔
بہار النسا۔ (ہاتھ کھول کر) لو۔ ہے شیشے کی گولی کہ نہین۔
سپہر آرا۔ ہے۔ بیچ کھیت ہے۔
حسن آرا۔ دیکھا کہا تھا کہ اس ہاتھ مین ہے۔ اسی ہاتھ مین ہے کہا نہ مانا
سپہر آرا۔ جی ہان آپ علم غیب ہی تو پڑھی ہین۔
روح افزا۔ کیسے اب تو سچ ہے۔
سپہر آرا۔ (شرما کر) کہین ہو نہ سچ۔
حسن آرا۔ ان ڈھکو سلون سے ہوتا کیا ہے۔
بہار النسا۔ اچھی بہن ہماری بہن اب تنا بتا دو کہ میان آزاد کون ہین
حسن آرا۔ رنگ فق۔
سپہر آرا۔ آنکھ نیچی۔
روح افزا۔ لجاتی کیون ہو بھلا۔
سپہر آرا۔ کیا جانے کیا واہی تباہی باتین کرتی ہو۔
بہار النسا۔ واہی تباہی؟ ذری ادھر تو دیکھو۔

روح افزا۔ واہی تباہی؟ چہ خوش۔
حسن آرا۔ یہ میان آزاد کون ہین۔
روح افزا۔ ہماری پیاری بہن کے پیارے۔
سپہر آرا۔ بجا ہے۔
بہار النسا۔ وہ ہجرون کی روانی۔
روح افزا۔ وہ دریا کی طغیانی۔
بہار النسا۔ وہ روٹھنا وہ منانا۔
روح افزا۔ وہ روم روانہ ہونا۔
بہار النسا۔ وہ گرمجوشی۔
روح افزا۔ اور وہ عشرت کوشی۔
بہار النسا۔ وہ راز و نیاز کی باتین۔
روح افزا۔ وہ عشق کی گھاتین۔
بہار النسا۔ وہ چپکے سے گلوریان کھانا۔
روح افزا۔ وہ محل مین گلچھرے اُڑانا۔
بہار النسا۔ وہ مزے مزے کی حکایتین۔
روح افزا۔ اور وہ مزے مزے کی شکایتین۔
بہار النسا۔ وہ امتحان لینا۔
روح افزا۔ اور وہ قول دینا۔
بہار النسا۔ اور وہ نکاح کا ذکر۔
روح افزا۔ اور وہ شادی کی فکر۔
بہار النسا۔ وہ صبح کا سہانا سمان۔ وہ بہار۔
روح افزا۔ وہ ترشح وہ پھوہار۔
بہار النسا۔ وہ ڈوبتا۔ وہ نکالنا۔ وہ ڈوبتون کو بچانا۔
روح افزا۔ اور وہ کسی کا قدمون پر گرنا۔
بہار النسا ع۔ کیا کہتی ہون مین ادھر تو دیکھو؛

روح افزا۔ع۔ میری طرف اک نظر تو دیکھو۔

بہار النسا۔ سنا کہ میان آزاد پہلوان ہین۔

روح افزا۔ اور سنا کہ حسین جوان ہین۔

بہار النسا۔ طرحدار ہین طرار ہین۔

روح افزا۔ اور باغ و بہار ہین۔

بہار النسا۔ ع ہنوزش گرد گل نا رستہ شمشاد+ز خوبی سرو او چون سرو آزاد

روح افزا۔ع	وہ رخ کہ نہ ٹھہرے آنکھ جسپر وہ نور کہ صدقے ماہ انور

بہار النسا۔ پھر حرج کیا ہے۔ شریف ہین عالیخاندان ہین۔

روح افزا۔ ہان ہان بھلے مانس ہین معالی و دودمان ہین۔

بہار النسا۔ اب چھپانے سے کیا ہوتا ہے بھلا۔ صاف صاف بیان کرو۔

روح افزا۔ سن تو چکے ہی ہین ہم۔ اب مخفی رکھنا یعنی چہ۔

بہار النسا۔ (حسن آرا سے گلے مل کر) اب بتاؤ بس۔

حسن آرا۔ (تنگ کر) بتائین کیا۔ جب کچھ اصلیت بھی ہو۔

سپہر آرا۔ ان دونون بہنون نے خواب دیکھا تھا کل معلوم ہوتا ہے۔

حسن آرا۔ ہان سچ کہا۔ خواب دیکھا ہوگا۔

روح افزا۔ ہان بہنے تو آزاد کو خواب مین بھی نہین دیکھا مگر جہان آرا کہتی تھین کہ وہ حسن و جمال ہین کرورون مین ایک ہین۔ خوش فکر تیز طبیعت۔ شریف اور نیک ہین۔

حسن آرا۔ جہان آرا بہن کیا کہتی تھین۔

روح افزا۔ اللہ گواہ ہے بڑی تعریف کرتی تھین کہتی تھین کہ ایسا خوبرو آدمی آنکھون دیکھا نہ کانون سُنا۔

بہار النسا۔ مگر ایک عیب بھی بتاتی تھین۔

سپہر آرا۔ عیب؟ وہ کیا۔

بہار النسا۔ سُنا شراب بہت پیتے ہین۔

حسن آرا۔ ارے! توبہ! کہین شراب مردار کا نام بھی نہ لینا۔ع

یہ دختر رز حرامزادی مردار بینا بازار کی ہے رہنے والی

بہار النسا۔ ہونہہ۔ ہم سے اُڑتی ہو۔ شان خدا۔ بھلا شراب نہین پیتی تو بہکے کیون۔ مہری کیطرف کیون جھکے۔

حسن آرا۔ (دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر) چُپ چُپ۔

روح افزا۔ آخر یہ سوجھی کیا۔ اللہ ہم کیونکر میان آزاد کو دیکھین اب کی جو خط بھیجو گی تو لکھ دینا کہ تمھاری سالی بہت مشتاق ہین۔ جلد آؤ۔

سپہر آرا۔ بڑے ہنسوڑ خوش مزاج آدمی ہین۔ اور برق جیسے بجلی اُف۔ ایسا چالاک اور ہوشیار اور طرحدار جوان تو اجتک دیکھا ہی نہین۔

روح افزا۔ ڈیل ڈول کیسا ہے۔

سپہر آرا۔ چھریرا بدن ہے۔ کشیدہ قامت۔ نک سک سے درست چہرے مہرے سے ٹھیک۔ دیکھو تو گھنٹون گھورا کرو۔

بہار النسا۔ جب دیکھین بھی۔

حسن آرا۔ انشاءاللہ۔

بہار النسا۔ ہمایون فر تمھارے پڑوس مین رہتے ہین۔ سپہر آرا کا اُنکے ساتھ نکاح ہو جائے تو ہم سمجھین کہ یہ بڑی خوش نصیب ہین۔

سپہر آرا۔ میرے تو تلوؤن کو بھی نہ پہونچین۔

حسن آرا۔ ہونہہ۔ چہ خوش۔ چاند کو گہن لگانا چاہتی ہو۔ طوطی کو کوے سے جوڑا لگانا۔ واہ اچھی بہن ہو۔

بہار النسا۔ این! وہ نور شہزادگی چہرے سے برستا ہے کہ واہ واہ اماں جان سے آج ہی تو کہون گی مین۔

حسن آرا۔ تو اچھا جو تمھین ایسے ہی پسند ہین تو اماں جان سے ذکر کرو

بہار النسا۔ کرین ہی گے۔

سپہر آرا۔ اور ایجاب و قبول کوئی چیز ہی نہین۔

روح افزا - انکار کروگی تو تم سے بدقسمت ہم کسی کو نہ سمجھین گے -

سپہر آرا - دیکھا جائیگا -

روح افزا - الخموشی نیم رضا -

ایک ور مہمان کا آنا اور فرط مسرت سے چارون بہنون کا کھل کھلانا

سویرے منہ اندھیرے چارون عفیفہ و پاکباز خوبرویان طناز وضو کرکے امام باڑے مین جانماز بچھا کر نماز صبح پڑھ رہی تھین - پہلے تو حسن آرا اور بہار النسا مین بحث ہوئی -

بہار النسا - الگ الگ مصلی بچھاؤ -

حسن آرا - یہ کیون ایک جگہ نماز پڑھنا کیا کچھ گناہ ہے -

بہار النسا - اے اتنا نہین جانتین کہ جماعت سے عورتین نماز نہین پڑھ سکتین

حسن آرا - تو بہن امام عورتون مین نہین جائز ہے یا ایک ساتھ پڑھنا

بہار النسا - اچھا چلو -

چارون نے نماز ادا کی - سپہر آرا وظیفہ اور روح افزا مناجات پڑھ رہی تھین - حسن آرا نے عندلیب شاخسار جادو طرازی حضرت لسان الغیب حافظ شیرازی جعل اللہ مقامہ فی الجنان کا دیوان معرفت تو امان اٹھا لیا اور بہار النسا بیگم نے حسن دان منگوا کر نکھرنا شروع کیا - اپنے اپنے مذاق کے موافق سب کی سب مصروف ہوئین -

حسن آرا - بس صبح تو نکھار - شام تو سنگار - یا میرے اللہ حسن دان سنگاردان - آئینہ کنگھی چوٹی تیل پھلیل مسی - عطر اسکے سوا تمھین اور کسی شی سے واسطہ ہی نہین -

بہار النسا - اب آخر ش کنگھی وے - بالون مین تیل ڈالے یا کوئی تمھارے لیے یونہی حیران جھنڈ منڈ بنی رہے -

حسن آرا - روح افزا بہن سچ کہتی ہین کہ تمھین عارضہ ہے اسکا -

بہار النسا - چلو پھر کسی کو کیا - روح افزا اور ون پر بہت حرف رکھنا جانتی ہین مگر اپنے داؤن بھول جاتی ہین -

حسن آرا - اے تو بہن سنو تو -

بہار النسا - بس اب باتین نکرو - مانگ ٹیڑھی ہوگئی تمھاری باتون مین خیال بٹ گیا -

حسن آرا - (ہنس کر) ہی ہی غضب ہوگیا - یہان تو دولھا بھائی بھی نہین ہین آخر یہ نکھار دکھاؤ گی کسے -

بہار النسا - ہم اُٹھ کے یہان سے چلے جائینگے - تم چھیڑتی جاتی ہو ایک تو موا چھپکا سیدھا نہین رہتا -

حسن آرا - (قہقہہ لگا کر) اے ہے - ابتک مانگ کا خیال تھا اب چھپکے کا خیال ہے -

بہار النسا - اچھا ایک دن ہم تمھاری مشاطہ بنین - اللہ گواہ ہے وہ جوبن آجائے کہ جسکا حق ہے -

حسن آرا - پھر اب صاف صاف کہلواتی ہو بہن اِس سر کی قسم یاد رکھو تم لاکھ بنو ٹھنو ہمارا جوبن تو خداداد ہے - ہمین بناؤ چناؤ کی حاجت ہی کیا ہے بھلا -

راوی - حق ہے - ؎

حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنین نہین | زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لیے

بہار النسا - اپنے منھ میان مٹھو بن لو -

حسن آرا - ہان یہ دعوی -

بہار النسا - کیون - کیا کچھ جھوٹ ہے -

حسن آرا - اور نہین سچ بھی ہے -

بہار النسا - اچھا یہ پڑھ لین تو پوچھین جو یہ دونون کہین وہ ٹھیک ہے -

حسن آرا - منظور - مگر کچھ کچھ بد لیجیے -

بہار النسا - یہان بد کے پاس نہین کھڑے ہوتے -

روح افزا - کیا حجت ہو رہی ہے -

سپہر آرا - کیا سوتی تھین ابھی تک -

بہار النسا - بی حسن آرا کچھ فرماتی ہین -
سپہر آرا - ہمسے راے لیجیے تو ہم بتائین -
حسن آرا - (سپہر آرا سے) بہار النسا اپنے کو پرستان کی پری جنت کی حور سمجھتی ہین اور ہم اُنکے نزدیک کچھ ہئین نہین بس اب تم اور بہن روح افزا دونون انصاف سے کہدو -
سپہر آرا - جسطرح بہار النسا بہن نکھرتی ہین سنورتی ہین اُسطرح اگر تم بھی نکھرو تو چاند کا ٹکڑا بنجاؤ تمھارے چہرے پر سرخی اور سفیدی اور رعنائی کے علاوہ نمکینی بھی بہت ہے مگر وہ گوری چٹی ہین بس نمک نہین مگر ہان حسین ضرور ہین - بھلی معلوم ہوتی ہین -
روح افزا - دونون حسین ہین - مگر حسن آرا بڑھ چڑھ کر - یہ تو ہم نہ کہینگے کہ بہار النسا بہن مین نمکینی نہین ہے مگر ہان حسن آرا سے کم ہے
بہار النسا - چلو خیر -
حسن آرا - اب آپ چاہے برا مانیے -
اتنے مین ایک فٹن کھڑکھڑاتی ہوئی آئی مشکی جوڑی جتی ہوئی کوچبین سرخ وردی پہنے ہوے جو بدارون کی سی پگڑی جمائے بیٹھا ہے پیچھے دو سائیس کالی وردیان ڈانٹے کھڑے ہین - فٹن ایوان سپہر توامان کے برآمدے مین ٹھہری اور ایک جوان رعنا بلند بالا گلعذار وضعدار ہنس مکھ باغ و بہار اُترا -
دربان - جھک کر - بندگی حضور -
خانصاحب - (زمین دوز ہوکر) سلام غریب پرور -
ماما - (مسکراکر) اچھے رہے حضور؟ آج بہت دن پیچھے دیکھا -
حسن آرا - یہ گاڑی کسکی آئی -
روح افزا - ہان کوئی آیا تو ہے -
بہار النسا - پوچھو پوچھو کسی سے - مردانی سواریان ہین یا زنانی -
سپہر آرا - (جھانک کر) جانے کون ہے مگر جوڑی تو اچھی ہے -
بہار النسا - رنگت کیا ہے -
سپہر آرا - کالی - وہ مشکی مشکی -
روح افزا - پالکی گاڑی ہے یا فٹن ہے؟ -
سپہر آرا - نہین کوئی چھ سات سو روپیہ کی فٹن ہے -
بہار النسا - مین کہتی ہی تھی کہ آتے ہونگے -
سپہر آرا - کیا دولھا بھائی آئے -
روح افزا - (تالیان بجاکر) چلو آگئے اب باتین ہونگی -
ماما - (پردے کے پاس سے) نوابصاحب ابھی ابھی فٹن سے اُترے -
بہار النسا - چل جھوٹی -
ماما - اللہ کی قسم ابھی ابھی گاڑی پر سے اُترے ہین - ابھی ابھی تو آئے
روح افزا - واہ کہین آئے نہون -
ماما - مجھے لڑکے کی قسم اینے -
سپہر آرا - فٹن آتی تو کھڑکھڑاہٹ کی آواز نہ سُنتے - کوئی بات بھی ہے
ماما - ہاے اللہ مین کسکے سامنے سر پھوڑون اپنا - اور جو آئے ہون
حسن آرا - آئے کیونکر ہون وہی بے تکی ہانکے جائے گی -
ماما - اوئی نہ سہی -
حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا اور بہار النسا اس ماما کی بیوقوفی اور چرچرے پن اور قسمین کھانے پر بہت ہی ہنسین - ماما نے برا مانا کہ مین لاکھ قسمون پر قسمین کھاتی جاتی ہون انکو یقین ہی نہین آتا -
خیر نواب خورشید علی خان صاحب فٹن پر سے اُترے تو ایک مغلانی نے بڑی بیگم سے جاکر کہا کہ آپکے داماد آئے ہین بہار النسا بیگم کے دولھا ادھر نواب صاحب داخل ہوے -
نواب - (بڑی بیگم سے) آداب بجا لاتا ہون -
بڑی بیگم - (متانت سے) آؤ برخوردار میری بائین آنکھ جب پھڑکتی ہے کوئی نہ کوئی آتا ضرور ہے اُسدن آنکھ پھڑکی تو لڑکیان آئین یہ روح افزا کی

کیا حالت ہو گئی ہے بھائی - وہ صورت ہی نہین ہی گل کے کانٹا ہو گئی ہے
نواب - ابتو بہت اچھی ہین - مگر پرہیز نہین کرتین تیتا مرچ نہو تو کھانا نہ کھائین - پھر بھلا اچھی کیونکر ہون - آپ ذری تاکید رکھیے گا -
بڑی بیگم - واہ میری تاکید - تم برابر والے ہو - جب تمھارا کہنا نہین کرتین تو پھر کسکا کہنا مانینگی تم اپنے طور پر سمجھاؤ - بہار النسا سمجھائے کہوا ابتو سُنا تمھاری وکالت خوب چمکی ہے -
نواب - جی ہان آپ بزرگون کی دعا سے - صاحب تو مجھکو چار سو کی منصفی دلواتے تھے مگر مین نے منظور نہ کی مجھے بہت کچھ خدا کے فضل سے یون ہی مل رہتا ہے -
بڑی بیگم - مان تو تمھاری اچھی ہین -
نواب - جی ہان بخیریت ہین -
بڑی بیگم - خفا تو نہین ہوئین کہ سسرال کیون جاتے ہو ایسا نہو کہ ساس بھُسلا لے
نواب - (مسکرا کر) جی نہین - واہ -
بڑی بیگم - بیٹا - زمانہ بہت نازک جاتا ہے - جہان رہو اللہ کرے خوش رہو - بس ہماری تو یہی دعا ہے - زندگی تندرستی کھانے بھر کو رزق چاہیے یہی ہزار نعمت ہے -
نواب - بجا ہے -

تھوڑی دیر تک باتین کرکے نواب ممدوح سے بڑی بیگم نے کہا کہ وہ کمرا ہے سامنے - وہان فرش بچھا ہوا ہے بیٹھو آرام کرو - نواب صاحب سلام کرکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے کیطرف چلے جب کمرے کے قریب پہونچے تو ٹھٹک گئے اُسوقت حسن آرا اور روح افزا الہڑ الکر آہستہ آہستہ پڑھ رہی تھین -

شراب تند دے ایسی ہی ساقی | کہ جس سے غم رہے مطلق نہ باقی
گلابی لاکے رکھدے وہ مرے پاس | کہ ہو دولھن بنے کی جسمین بو باس
چمک جاوے جو میرا جوہر عقل | تو مین تجھ سے حکایت اک کرون نقل
سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ | کہ فی الواقع یہی تیرا ہی حصہ

نواب ایک رسیا آدمی بڑی دیر تک وہ لحن داؤدی اور نغمۂ روح افزا سنا کیے اسکے بعد کہا کہ اللہ اللہ آج تو گانا ہو رہا ہے -
حسن آرا - (دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر) ارے ! ہم تو بھاگتے ہین -
بہار النسا - ای بٹیھوبی - کیا کچھ چوری پڑی ہے -
روح افزا - آئیے آئیے آئیے - آئیے نہ -
نواب - خلل انداز تو نہونگا -
روح افزا - جی بجا ہے - آپ کی بیوی مثنوی پڑھ رہی ہین - آپ جانین وہ جانین -

اتنے مین نواب صاحب اندر تشریف لائے - وضع سُنیے - جرّاب خاکی رنگ کا - گھوٹنا چُست صوفیانہ رنگ - کرتہ سفید فلالین کا اُسپر سیاہ بیش بہا بانات کا دگلا - اور سبز گرنٹ کی گوٹ - دس روپیہ کی سلائی گھڑی اور زنجیر طلائی سیاہ گرنٹ کی تو کی ہوئی بانکی نکلے دار ٹوپی اور ایک سفید دلائی اوڑھے ہوے - پاؤن مین تین روپیہ کا سیاہ وارنش کا بوٹ عطر سے از سر تا پا بسے ہوے - سرخ وسفید مشین آدمی حسن آرا اور سپہر آرا نے نیچی گردن کرکے بندگی کی - روح افزا نے کہا کہ آپ بے اطلاع کیے ہمارے کمرے مین کیون چلے آئے صاحب
نواب - حکم ہو تو اُلٹے پاؤن واپس جاؤن -
بہار النسا - بسم اللہ - بن بلائے کوئی نہین آنے پاتا -
نواب - حسن آرا بیگم کو ہمنے کوئی پورے سوا برس کے بعد دیکھا -
حسن آرا - (گردن نیچی کرکے آہستہ سے) نہین دولھا بھائی آپکو یاد نہین ہے - ساون مین آپ ایک مقدمے کی پیروی کے لیے آئے تھے -
سپہر آرا - جی ہان دو دن آپ رہے تھے یہان -
نواب - ہان سچ کہا خوب یاد آیا -
بہار النسا - آپ کی سالی سپہر آرا بیگم کو بڑا اشتیاق ہے کہ آپ کے ساتھ کبھی ہوا کھانے جائین -

سپہر آرا - واہ کیا جھوٹ موٹ لگاتی ہو - بھلا مین نے کب کہا تھا

روح افزا - ہم گواہ ہین -

نواب - اچھا پھر اسمین عیب ہی کیا ہے جنے تو انسے (بہار النسا کیطرف اشارہ کرکے) کہا تھا کہ دو گھڑی چلا کر دو ہوا کھانے -

بہار النسا - اپنی عنایت تہ کر رکھیے -

روح افزا - اسوقت تو دولھا بھائی انسے دور قرآن درمیان بالکل نواب نادر حسین معلوم ہوتے ہین -

حسن آرا - اے ہان خوب یاد آیا - جہان آرا بہن کہہ گئی تھین کہ جب خورشید دولھا آئین تو ہمکو ضرور بلا لینا - بھیجدو ن رقعہ -

نواب - ضرور بلواؤ آنکھین انکو ڈھونڈھتی ہین -

سپہر آرا - وہ آپکی بڑی شکایت کرتی تھین کہ خورشید دولھا آئے اور ہمسے نہ ملے -

نواب - ہان سچ کہتی ہین -

اتنے مین روح افزا ایک شیشے کی تشتری مین چکنی ڈالیان رکھکر لائین اور نوابصاحب کے سامنے لے گئین - نوابصاحب نے دو اٹھالین اور کھالین - چباتے ہی آخ تھو - آخ تھو -

نواب - پانی منگواؤ واسطے خدا کے -

حضرات ناظرین سمجھے بھی - کیا سمجھے ؟ سالی نے بہنوئی سے اچھی دل لگی کی بہنوئی اور سالی مین چہل ہوئی - آپ کوئی قاضی ہین - وہ چکنی ڈالیان لکھنؤ کے چابک دست کامل فن کمہار دن کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھین (مٹی کی) نوابصاحب خاک نہ سمجھے جھٹ سے منھ مین رکھ ہی تو لین چباتے ہی مزہ کرکرا ہو گیا اور ادھر ان پریزادون نے قہقہہ لگانا شروع کیا اور حضرت بہت ہی جھینپے تھوڑی دیر کے بعد جب منھ دھو چکے تو سپہر آرا نے گلوری دی -

نواب - (گلوری کھول کر) اب بے دیکھے کھانیوالے کی ایسی تیسی کہین اسمین مرچین نہ جھونک دین ہون (پان کھاکر) اسوقت آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی ہین -

حسن آرا - باسی کھیر کھائیے تو لاؤن -

نواب - نیکی اور پوچھ پوچھ -

حسن آرا جاکر ایک تھالی اٹھا لائی - نوابصاحب نے بڑی خوشی سے لی مگر کھولتے ہین تو مینڈکی اچک کر وہ ہو رہی -

نواب - معقول یہ روح افزا سے بھی بڑھکر نکلین - بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ - یک نشد دو شد - انھون نے مٹی کی سپیاری کھلائی - انھون نے مینڈکی کی کھیر بنائی ع - مینڈکی را زکام پیدا شد

حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا اور بہار النسا ہنستے ہنستے لوٹ رہی تھین

بہار النسا کا پرائٹن صاحب بہادر کو طعنے دینا اور ان کی تینون بہنون کا کچا چٹھا سن لینا

شب کو نوابصاحب اور بہار النسا بیگم اور روح افزا اور حسن آرا اور سپہر آرا نے باہم خوب مزے مزے کی باتین کین اور خوب چہچے ہوئے خوب قہقہے اڑے چہل پہل رہی - حسن آرا اور سپہر آرا ایک ہی کمرے مین سو رہین مگر بہار النسا غائب - خیر سمجھ جائیے -

بہار النسا - کہو تمہاری اماجان تو جیتی ہین یا ڈھلک گئین -

نواب - لاحول ولا قوۃ - کیا بے تکی اڑاتی ہو اور دل دکھاتی ہو مانا کہ وہ چیرچری ہین مگر پھر ماں ہین -

بہار النسا - ہان انکی تو محبت پھٹ پڑی ہے تمکو - آخر نو مہینے پیٹ مین رکھا ہے کہ باتین - بتیس دھار دودھ پلایا ہے کہ نہین -

نواب - تم تو ہمارے عیش کو منغص کر دیتی ہو -

بہار النسا - تم کو میری پرواہی کیا ہے بھلا کیا جگہ کہ نگوڑا اجڑ گیا ہے ہا بار از مین کسنے جلتا بلتا سوختہ لگا دیا -

نواب - اچھا اب اسوقت تو خدا کے لیے یہ باتین نکرو - کوئی چھدن

کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔

بہار النسا۔ جی ہان ایسا ہی تو ہمارا پیار ہے نہ بہت۔

نواب۔ خدا گواہ ہے کہ۔

بہار النسا۔ بس چلیے خدا کا واسطہ نہ دیجیے چپکے ہو رہیے۔

نواب۔ یہان سے چلا جاؤن۔

بہار النسا۔ ہان کسی سے قول ہارے ہو تو جاؤ تمھین اُس مردار بوڑھی مان ہی کی قسم ہے (دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے جو نہ جاؤ) واہ کیا دھمکا لیا ہے یہان کچھ پروا بھی نہین ہے ایسی۔ جا تو ہم انھین پر ٹوٹے ہوے ہین۔ جیسے ہمارا ٹھور ٹھکانا ہی نہین ہے کہین (دوپٹا پھینک کر) یہ موا دوپٹا تو اور بھی چبھتا ہے۔

راوی۔ دوپٹہ کا پھینکنا تھا کہ گوری گوری گردن اور پیارے پیارے ساعد سیمین اور دست رنگین اور آڑی ہیکل اور طوق اور جگنو کی چمک دمک جو نوابصاحب کی نظر سے گذری تو بس ستم ہو گیا۔ یا تو پہلے بہت ہی جھلائے تھے یا اب ریشہ خطمی ہو گئے۔ بہار النسا بیگم کی بناوٹ سجاوٹ سے ع۔ سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔

نواب۔ (مسکرا کر) کل ہم ہلکی سی اوڑھنی بنوا دینگے۔

بہار النسا۔ (بانکپن سے) اپنی اوڑھنی رہنے دین آپ یا شاہ چھڑے کی گلی مین کسی پاس بھیجدیجیے۔ ع

تمکو تو دھیان ہی آٹھ پہر ہو کہ مجھے	نت نیا روز ہر اک شاہ فروز ملے

وہی چال چلینگے کہ برابر والیان ہمجولیان ہمکو ہنسین اور نام رکھین اور ہم کٹ کٹ جائین۔

نواب۔ اونھ۔ اونھ۔ اونھ۔ اونھ۔

بہار النسا (شوخی کے ساتھ دانت پیس کر) بس اب اونھ اونھ کروگے تو کاٹ کھاؤنگی لیک کے اب میرا مغز نہ کھائیے پڑکے سو رہیے

نواب۔ کیا؟ یہ نئی بات سُنی آج۔

بہار النسا۔ (مسکرا کر) اور نہین تو۔

نواب۔ تمھین ہماری ذرا محبت نہین۔

بہار النسا۔ جو نہو تو ہم پر ازغیبی تباہی آئے مگر تم جب اپنے ہتھکنڈے چھوڑو بھی۔ یہ بارہ بارہ ایک ایک بجے تک غائب غلہ رہنا چہ معنی دارد

نواب۔ طوفان نہ باندھیے۔

بہار النسا۔ واہ آپکی امان اور آپکی بہینا ہی کا حصہ ہے۔

نواب۔ یا الٰہی۔ تم تو جیسے لڑنے پر تیار ہو کر آئی ہو۔

بہار النسا۔ آئے ہی ہین۔ کیا کچھ شک بھی ہے۔ یہان کچی گولیان نہین کھیلی ہین۔ مجھے تمھاری سب خبر ہے۔

نواب۔ (ہکا بکا ہو کر) کیا۔؟

بہار النسا۔ کیون صاحب۔ یہ پراٹن صاحب بن بن کر راتونکو جانا جاکٹ پتلون پہن کے دھمکانا مجھ سے اُڑتے ہو۔

نواب۔ ع۔ دکاٹو تو لہو نہین بدن مین۔)

راوی۔ حضرات ناظرین۔ یہ روایت طلب بات ہے۔ نوابصاحب بڑے مالدار اور امیر والاتبار۔ وکیل خوش تقریر۔ لائق و تحریر۔ خوش وضع خوش قطع جوان تھے مگر کسی قدر رنگین مزاج۔ بہار النسا بیگم تھین تو انتہا کی طرار اور طرحدار مگر دن رات ناک چوٹی مین گرفتار۔ مگر حیا پرور اور پاک نظر۔ انکو میان کا ادھر اُدھر جانا اور بدمعاشی مین ہزارون لٹانا شاق گذرتا تھا۔ اِسی سبب سے کبھی کبھی بیوی میان مین چخ چل جاتی تھی خیر ع۔ درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت + مگر ایکی مرتبہ بہار النسا نے ایسی بات سنی تھی کہ انکی چشم فسون پرداز سے خون برسنے لگا۔ سنیے ایک روز نواب صاحب جاکٹ پتلون ڈانٹ کر کہین گئے۔ چُرٹ منھ مین دبا تھا۔ بھک بھک بھک دھوان اُڑاتے جاتے تھے جب سڑک سے گلی اور گلی سے ایک اور گلی اور پھر ایک نالی سے ہو کر ایک ٹیکڑے پر گئے اور چڑھائی اُتر کر ایک تنگ اور تیرہ و تار گلی مین داخل ہوے تو دروازہ

(دھم دھمایا) اور للکار کر غل مچایا کہ (اوپن دی ڈور) یعنی دروازہ کھولو۔ اندر سے آدمی آیا۔ آداب بجا لایا اور کانپتے ہوے پوچھا کہ حضور کہاں سے تشریف لاتے ہین۔ کسکی تلاش مین آئے ہین۔ حضرت نے ڈانٹ کر کہا ول بیگم صاحب کو بلاؤ۔ کہو یہان آؤ۔ مسٹر براٹن صاحب آیا ہی۔ کچھ پیگام (پیغام) لایا ہی۔ آدمی اندر گیا اور باہر آن کر اُسنے ڈرتے ڈرتے کہا کہ حضور کل تشریف لائین۔ آٹھ بجے قدم رنجہ فرمائین مگر ضرور آئیے گا۔ سرفراز فرمائیے گا۔ اسوقت پڑوس کی عورتین آگئی ہین۔ اب سنیے کہ حسن اتفاق سے ایک کنجڑن جو پڑوس مین رہتی تھی ان حضرت کو پہچان گئی اور گھر مین جا کر بہار النسا بیگم سے اُسنے کچا چٹھا کہہ سنایا سنتے ہی آگ بھبھوکا ہوگئین اور سوچین کہ آج آنے تو دو۔ دیکھو تو کیسا آڑے ہاتھون لیتی ہون کہ براٹن صاحب کہنا بھول جائین۔ مگر بہار النسا اودھر ننہال چلی آئین اور بات جون کی تون رہگئی۔ اب انکو موقع ملا کہ تخلیے مین میان کو سمجھائین اور شرمائین۔ نوابنے جو یہ تپے کی سُنی تو سناٹے مین ہو گئے۔ یا الٰہی یہ کسنے آن کر انسے کہدیا۔ ہم سمجھے تھے کہ انکے فرشتے خان کو بھی کانون کان خبر نہو گی مگر غضب ہو گیا۔

بہار النسا ۔ (شانہ ہلاکر) فرمائیے حضرت مسٹر براٹن صاحب۔

نواب کچھ خیر ہی۔

بہار النسا ۔ چہ خوش۔ یہ بھی کوئی خیر کی باتین ہین۔

نواب ۔ تو کچھ کہو تو۔ میری سمجھ ہی مین نہین آتا کچھ۔

بہار النسا (مسکرا کر) ہان ہان آپ کیا سمجھین گے۔ ہم ہندوستانی آپ خاص ولایت کے براٹن صاحب۔ ہماری بولی آپ کیا سمجھین گے بھلا۔ گٹ پٹ ہمین آتی نہین۔ براٹن صاحب! دھر دیکھیے صاحب بہادر ذری ادھر دیکھیے براٹن صاحب بہادر۔

نواب ۔ (گردن نیچی کر کے) کہین بھنگ تو نہین پی گئی ہو۔

بہار النسا ۔ سبزی نہ پی ہوتی تو براٹن صاحب کون بنتا۔

نواب ۔ خدا گواہ ہی جو کچھ سمجھ مین بھی آیا ہو کہ تم کہتی کیا ہو۔

بہار النسا ۔ گریبان مین مُنھ ڈالو۔ بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ۔ اب بھی تم نہین شرماتے بڑے حیادار ہو اور تو کیا کہون۔

نواب ۔ کیا خوب ابھی کچھ کہنا باقی بھی ہی شاید۔

بہار النسا ۔ ہئی۔

نواب ۔ اچھی کہانی چھیڑ دی۔

بہار النسا ۔ جلائے جاؤ۔ اور پھر کہو دھوان نہ نکلنے پائے۔

نواب ۔ (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) تمھارے دشمن۔

بہار النسا ۔ اللہ جانتا ہی۔ ہمین حسد ہوتا ہی۔ پھر ہمین کیون بیاہ کے لائے تھے۔ یاد ہی نکاح کے وقت کیا کیا لمبے چوڑے اقرار کیے تھے اب ایسے غافل ہو گئے براٹن صاحب بن گئے۔ براٹن صاحب۔ ہونھہ

اور ایک لطیفہ سنیے کہ ادھر تو میان بیوی مین یہ شکوہ و شکایت کی باتین ہوتی تھین۔ اور اُدھر حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا بیگم دروازے کے پاس کھڑی چپکے چپکے جھانکتی اور چوری چوری ساری داستان سُن رہی تھین۔ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ جب ضبط نکر سکین تو برآمدے پر جاکر خوب ہنسین۔ اور پھر آنکر کھڑی ہو گئین۔ روح افزا اور حسن آرا تو آہستہ آہستہ قدم رکھتی تھین تاکہ آہٹ نہ معلوم ہو لیکن سپہر آرا کی شوخی کب اسکی مقتضی تھی کہ دبے پاؤن جاتین حسن آرا اور روح افزا نے سمجھایا کہ دیکھو کہین راز کھل نجائے تو پھر بھاگنا پڑے تھوڑی دیر تک تینون بہنین کھڑی سنا کین۔ ایکمرتبہ بہار النسا نے زور سے نواب کا ہاتھ جھٹک کر کہا کہ آپ تو براٹن صاحب ہین اور مین ایک ہندوستانی عورت ہون آپ تشریف لیجائین ہم براٹن صاحب کو گھر مین گھسنے نہ دینگے۔

اسپر نواب صاحب نے کہا کہ ع۔ دیوار گوش دارد نہمیدہ لب بجنبان اتنا کہنا تھا کہ سپہر آرا کھل کھلا کر ہنس پڑی اور اُنکے ہنستے ہی حسن آرا اور روح افزا بھی بیساختہ ہنس پڑین۔ اور ہنسی کی آواز سنتے ہی

بہار النسا دھک سے رہگئین اور نواب بھی ہکا بکا ہوگئے۔

نواب - تمھاری بہنین بڑی شوخ ہین۔

بہار النسا - یہ کہان کی دل لگی نکالی ہے۔

روح افزا - بہن سلام۔

سپہر آرا - دولھا بھائی بندگی عرض ہے۔

حسن آرا - مین بھی پراٹن صاحب کو آداب عرض کرتی ہون

راوی - پراٹن صاحب کے لفظ پر ادھر بہار النسا بیگم اور نواب صاحب اور اُدھر روح افزا اور حسن آرا اور سپہر آرا نے وہ فرمایشی قہقہہ لگایا کہ فلک چہارم تک آواز پہونچی۔

بہار النسا بیگم اور اُنکے شوہر نواب صاحب بہادر پر جو آوازے کسے گئے تو دونون سخت جھینپے - نواب صاحب نے دانتون کے تلے اُنگلی دبائی اور بہار النسا بیگم کا رخ رنگین عرق آلودہ ہوگیا۔

بہار النسا - (آہستہ سے) ارے ا۔

نواب - اُف! لاحول ولا قوۃ - سمجھا دو یہ بُری بات ہے۔

سپہر آرا - لاحول! کیا شیطان کو بھگاتے ہو پراٹن صاحب

بہار النسا - (کمرے سے نکلکر) اے نواب بھاگی کہان جاتی ہو۔

روح افزا - بس اب جائیے - پراٹن صاحب سے باتین کیجیے

بہار النسا - آؤ - آؤ تمھین حسنین کی قسم۔

سپہر آرا - آئین کیا - کسکے پاس آئین - کوئی بھائی بند اپنا ہوتو آئین بھلا پراٹن صاحب کو کیا مُنھہ دکھائین۔

نواب - لاحول ولا قوۃ - اس پراٹن کے نام نے ہمین خوب جھنڈے پر چڑھایا لاحول ولا قوۃ کیسے رسوا ہوے ہین۔

بہار النسا - پھر اپنے کرتوتون۔

نواب - اب واسطے خدا کے کہین جہان آرا سے نہ کہنا۔

حسن آرا - خدا کی قسم ضرور کہینگے ہم کہ تمھارا خورشید دولھا پراٹن صاحب بنگئے

نواب - خدا ہی خیر کرے۔

بہار النسا - خیر کیا۔

سپہر آرا - ابتو قلعی کھُل گئی۔

حسن آرا - کیسی کچھ۔

روح افزا - دولھا بھائی۔

حسن آرا - ہائین پراٹن صاحب نہین کہتی ہو۔

روح افزا - ہان بھول گئی۔

بہار النسا - اب ہم بھی میم بنجائینگے۔

نواب - بسم اللہ۔

بہار النسا - شرمائے تو نہ ہوگے۔

روح افزا - شرما چکے۔

بہار النسا - جاؤ بہن اب سو رہو۔

الغرض تینون بہنین قہقہے لگا کر سو رہین اور بہار النسا بیگم نے مصنوعی پراٹن صاحب کا قصور معاف کر دیا - سچ ہے ؎

دلون مین کہنے سُننے سے عداوت آہی جاتی ہے
جب آنکھین چار ہوتی ہین محبت آہی جاتی ہے

نوابی دربار اور خوشامدیون کی گرمی بازار - بی اللہ رکھی کا جوگن ہونا اور عیش و عشرت سے ہاتھ دھونا

حضرات ناظرین بالفعل ادھر کا ذکر تو تہ کر رکھیے اب دوسرا تذکرہ سُنیے کہ ایک برق وش تدرو رفتار مقرر لسان و نغز گفتار حسینہ و جمیلہ جسکا جوبن اور شباب پھٹا پڑتا تھا ایک سفید ساری لائی اوڑھے چمکتی ہوئی جاتی تھی اور چھڑون کی جھنکار اور کڑون کی کھنکار ستم ڈھاتی تھی فرمائیے یہ کون آفت کا پرکالہ ہے - نہ حسن آرا نہ سپہر آرا نہ روح افزا نہ بہار النسا وہ تو سو رہی ہین - یہ بی اللہ رکھی ہین وہ شوخ و شنگ و چلبلی عورت جو میان آزاد پر ریجھی تھین اور جنکو شوق چرایا تھا کہ میان آزاد کی جاتی

بیوی نین سر بازار بال کھولے ہوے چھم چھم کرتی جاتی تھین۔

حسن اتفاق سے بی اللہ رکھی کا ایک ایسے مقام پر گذر ہوا جہان ارباب بذلہ سنج کا جمگھٹا تھا اور سب بلبل ہزار داستان کیطرح چہک رہے تھے۔ اتنے مین یہ جو ادھر سے چھما چھم کرتی ہوئی نکلین تو اکثر بگڑے دلون نے سیٹی بجائی۔ سیٹی کی آواز سنتے ہی پلٹ پڑین۔ یار لوگ سمجھے کہ گھرے ہین۔ مگر واہ ری اللہ رکھی پاکدامن ہی آئی۔ اُس ٹکری کیطرف گئی تو دیکھا کہ ایک باغچہ فرح بخش کے وسط مین ایک مربع چبوترا ہے۔ اور اسپر فرش مکلف بچھا ہے۔ اور صدر مین ایک بیش بہا مسند پر ایک رئیس والا تبار بصد کر و فر متمکن ہین ارد گرد مصاحب اور رفقا بیٹھے حقے گڑگڑاتے ہین دھوان دھار۔ بی اللہ رکھی بھی جا کر ایک ٹھسے کے ساتھ مسند کا کونا دبا کر بیٹھین۔

نواب - یون آئیے بی صاحب۔

اللہ رکھی - (ٹھسک کر) بہت خوب۔

مصاحب - (دوسرے مصاحب کے کان مین) کیا زمانہ ہے واہ۔ ہاے افسوس۔ ہم شریف اور شریف کے لڑکے اور یہ وقعت کہ جوتیون پر بیٹھے ہین اور کوئی ٹکے کو نہین پوچھتا۔

دوسرے مصاحب - (پہلے مصاحب سے) یا۔ یا کیسے والد مرحوم چکلہ دار تھے۔ جسکا چاہا جھٹا سا سر اُڑا دیا۔ ڈنکا سامنے بجتا تھا۔ کڑم دھم کڑم دھم آتی ہے سواری شیران شیر کی۔ کڑم دھم کڑم دھم۔ انھین آنکھون وہ بھی دیکھا کہ دو رویہ آدمی فرشی سلام کرتے تھے اور انھین آنکھون اب یہ بھی دیکھ رہے ہین کہ بیسوا آن کر مسند کا کونا دبا کر بیٹھ گئی اور نواب بولے کہ یون آئیے یون آئیے۔ واہ ری قسمت (پیشانی پر دھول لگا کر) پھوٹ گئی قسمت

نواب - آپکا اسم شریف بی صاحب۔

اللہ رکھی - حضور مجھے اللہ رکھی کہتے ہین۔

نواب - کیا پیارا نام ہے۔

مصاحب - واہ حضور نام کیا بتایا دل مسوس لیا۔

نواب - کیا۔

مصاحب - کچھ نہین حضور۔ بس اب کیا کہون۔

اللہ رکھی - حضور کس ملک سے آئے ہین۔

رفیق - پیر و مرشد۔ اسوقت دل کا عجب حال ہے۔ زندگی وبال ہے۔ چاہے آپ بُرا مانین چاہے بھلا ہم تو سیج کھیت کہینگے کہ آپ غریب پرور اور شریف پرور نہین ہین آپ پاجی پرست ہین بس غضب خدا کا یہ ٹکے کی بازاری عورت مسند پر آن کے بیدھڑک بیٹھ جائے اور آپ اُسکے ساتھ اِس تعظیم کے ساتھ پیش آئین اور پاس بٹھائین اور ہم شریف وضعدار عالیخاندان لوگ ٹھوکرین کھائین۔ آسمان نہین پھٹ پڑتا۔ خداوندا یہ کیسے کیسے گوکھے رئیس جمع ہین یہان۔ دنیا مین۔

اتنا کہنا تھا کہ ایک دُبلے پتلے مصاحب بگڑ کھڑے ہوے اور لپک کر رفیق کے منھ پر ایک لپڑ جمایا۔ وہ آدمی تھے کرارے لپڑ کھاتے ہی آگ ہو گئے جھپٹ کے اُس کمزور مار کھانے کی نشانی کے ہفتے کا ٹھو لیے اُسپر کل مصاحب اور رفقا اور حوالی موالی اُٹھ کھڑے ہوے۔

ایک - ہائین ہائین ہائین ہائین۔

دوسرا - ارے او نامعقول۔

تیسرا - (کمر کس کر) چھوڑ دے۔

چوتھا - اتنی لاتین لگائی ہونگی کہ کچومر نکل جائے گا مردک کا۔

پانچوان - مردک جسکا نمک کھاتا ہے اُسی کو گالیان سُناتا ہے۔

نواب - ارے اِس بدبخت کو نکالو۔

مصاحب - پیر و مرشد یہ گردن مارنے کے قابل ہے۔

دوسرا رفیق - دیکھیے تو نمک حرام کی باتین۔ آپکے منھ پر حضور آپکو اور آپکے مرے ہوے نامی گرامی باپ کو بے نقط سنائین۔

نواب - آج سے دربار مین نہ آنے پائے۔

حاضرین - بہت خوب حضور -

نواب - اجی اب بیچ بچاؤ تو کردو -

الغرض تین چار آدمیون نے اِس دبلے پتلے مصاحب کو رفیق کے زور سے بچایا - دربار بھر مین ہلڑ - اللہ رکھی کھڑے کھڑے تھرتھراتی تھی اور نواب صاحب اُسکو تشفی دیتے جاتے تھے -

نواب - نہین نہین - گھبراؤ نہین - کانپتی کیون ہو -

ایک مصاحب - (اللہ رکھی سے) اجی حضور آپ نہ گھبرائین -

دوسرا مصاحب - واللہ بی صاحب جو ذرا بھی آپ پر آنچ آنے پائے -

تیسرا مصاحب - کیا مجال -

نواب - تم تو میری پناہ مین ہو جی -

اللہ رکھی - جی ہان مگر خوف سا معلوم ہوتا ہے -

نواب - نہ ابھی اِس موذی کو یہان سے نکلوائے دیتا ہون -

خدمتگار - حضور وہ باہر کھڑے سب کو گالیان دے رہے ہین -

اب سنیے کہ سب نے مل کر رفیق کو باہر تو نکلوا دیا مگر وہ ایک ہی شورہ پشت آدمی تھا - باہر جا کر بے نقط سنانا شروع کین -

رفیق - ایسے رئیس پر آسمان پھٹ پڑے جوان مالزادیون ٹکے ٹکے کی عورتون کو شریفون پر ترجیح دے - کسی زمانے مین ہم بھی فیل نشین تھے ہمارے ہان بھی چودہ چودہ ہاتھی مفرق ڈیوڑھی پر جھومتے تھے آج اِس تازہ دولت نے ہمکو پائین فرش بٹھایا اور اُس کمبخت عورت کو مسند پر جگہ دی - بازاری عورت کو - خدا اِس مردک سے سمجھے - لاحول ولا -

نواب - یہ کون غل مچا رہا ہے -

مصاحب - وہی ہے حضور -

حاضرین - نہین حضور وہ کہان - وہ بھاگا پٹا توڑ - یہ کوئی فقیر بھوکون مرتا ہے - نواب صاحب سے سوال کر رہا ہے -

نواب - کچھ دلوا دو بھئی -

مصاحب - بہت خوب اجی داروغہ جی -

داروغہ - ہوت -

مصاحب - اِس سید کو دس روپیہ دیدو - سادات ہے بیچارہ -

داروغہ - بہت اچھا -

راوی - اے سبحان اللہ کیا کہی ہے واللہ - دس روپیہ نلوہ اُڑائے اور سادات کی ایک ہی کہی -

اِسکے بعد اِس رفیق نے ڈیوڑھی پر پھر غل مچایا اور خوب ہی چلایا تو نواب صاحب چونکے -

نواب - کوئی ہے -

خدمتگار - حاضر حضور -

نواب - ادھر آؤ -

خدمتگار - حاضر حاضر -

نواب - اب یہ کون چلا رہا ہے -

خدمتگار - حضور -

نواب - جلد بتاؤ -

خدمتگار - حضور جا کر دیکھین تو معلوم ہو -

نواب - ابھی جاؤ -

خدمتگار - بہت خوب -

راوی - خدمتگارون نے جو باہر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی رفیق نواب صاحب کو گالیان دے رہا ہے کہ اُس عورت کو جو بازاری ہے اِس عنایت کے ساتھ مسند پر بٹھایا اور ہم شریف زادون کی خبر بھی نہ لی - داروغہ اور مصاحبون نے اُسکو راہ ہی مین روکا اور سمجھایا کہ اگر تم نے ٹھیک ٹھیک کہدیا تو ہم تمکو فیج ہی کر ڈالینگے - خبردار یہ نہ کہنا کہ وہی رفیق گالیان دے رہا ہے بلکہ یون بیان کرنا کہ وہ سید تو دس روپیہ انعام پا چکا مگر جو وقت اُسکو انعام دیا گیا اُسوقت اور لوگ وہان موجود تھے - وہ سید تو حضور کو دعائین دے رہا ہے - اور اور فقیر اور سادات اور درویش اُس امر

کے طالب ہین کہ حضور کے دربار دُربار عظمت آثار سے کچھ انعام پائین

راوی ۔ سبحان اللہ ۔ واہ رے خدمتگارو ۔ اور واہ رے رفیقو کیا خوب تُلی ہو خدا کی قسم روح وجد کرنے لگی ۔ کیا خوب بات بنائی کہ سید تو انعام پاکر دعائین دے رہا ہو اور جسوقت اُسکو انعام دیا گیا اُسوقت اور فقرا دیکھتے تھے وہ غُل مچا رہے ہین کہ حضور اِس دربار سے ہم کو بھی کچھ ملے نواب نامدار تو ایک بھولے بھالے سادہ مزاج آدمی تھے فوراً تسلیم کر لیا کہ سب ٹھیک کہہ رہے ہین فرمایا کہ اسی دم سب فقیرون اور درویشون کو انعام ملے تو ڑون کے مُنھ معاً کھولے جائین کوئی اِس دربار سے محروم نہ جائے ورنہ اِسوقت بڑی ہیٹی ہو گی اور مین زہر کھا کر مر جاؤنگا ۔ والد مبرور کو خدا بخشے کرورون درویش اور فقیر اُنکی وجہ سے پرورش پاتے تھے اور مروے جی جاتے تھے ۔ یہ تھوڑے سے آدمی بھلا کیا حقیقت رکھتے ہین ۔ ابھی اِن سب کو روپیہ دیا جائے ۔

مصاحب ۔ داروغہ ۔ داروغہ جی ۔

داروغہ ۔ کہو کہو ۔

مصاحب ۔ اِن فقیرون کو چالیس روپیہ دے دو ۔

نواب ۔ کیا ! چالیس ۔ لاحول ۔ اجی سو روپیہ تقسیم کر دو ۔

مصاحب ۔ ای خدا سلامت رکھے ۔

رفقا ۔ واہ واہ میرے مخیر نواب کیون نہو ۔

داروغہ ۔ (مصاحبون سے) کیا راسے ہو ۔

مصاحب ۔ کچھ سٹری ہوے ہو ۔

رفقا ۔ راسے کیا خوردم بُردم ۔

داروغہ ۔ لاؤ ہاتھ ۔

[مص]احب ۔ ارے میان ایسے گوکھے رئیس کہان ملینگے ۔

رفقا ۔ بیشک

مصاحب ۔ کیا پاگل ہو واللہ ۔

رفقا ۔ گوکھا ۔ بیوقوف ۔

داروغہ ۔ پھر ۔

مصاحب ۔ کہدو کہ حضور دے آئے ۔

داروغہ ۔ اور جو وہ پھر غُل مچائے ۔

رفقا ۔ اجی اُسکو نکال باہر کرو مردود کو ۔

داروغہ ۔ اچھا ۔

حاجب ۔ دو دھکا ۔

داروغہ ۔ ابھی ۔

داروغہ نے تین گران ڈیل کرارے آدمیون کو بھیجا کہ جو غل مچا رہا ہو ۔ اُسکو ابھی نکال دو گردن مین ہاتھ دو اور رگیدتے ہوے کوسون لیجاؤ ۔ اور کہدو کہ اگر ایکی غل مچایا تو تمکو ذبح کر کے پھینکدینگے

خدمتگار ۔ بہت خوب جو حکم ہو ۔

داروغہ ۔ بس حکم یہی ہو کہ وہ اب غل نہ مچانے پائین نکال دو ۔

خدمتگار ۔ اِسی دم ۔

یہ کہکر خدمتگار گئے اور اُس رفیق کی گردن ناپی ۔ وہ بیچارہ گالیان دیتا اور کوستا ہوا وہان سے چلا ۔ مگر چلتے چلاتے اُسنے اللہ رکھی کو کرورون صلواتین سنائین اور اللہ رکھی نے سب باتین سنین ۔ نواب تو اُسوقت افیم کی پینک مین غین تھے اُنکی بلا سنتی کہ کیا کہہ رہا تھا مگر اللہ رکھی بیچاری کی روح پر صدمہ تھا کہ ایک شخص خدا واسطے کو اُسکو بے نقط سُنا رہا ہو ۔

اللہ رکھی ۔ (نواب سے) ہمین اُسنے بہت گالیان دین ۔

نواب ۔ کیا مجال ۔

اللہ رکھی ۔ واہ ۔

نواب ۔ کیا طاقت اُسکی ۔

اللہ رکھی ۔ حضور قسم خدا کی ۔

نواب ۔ وہ تواب بھاگ گیا ۔

راوی ۔ بجا ۔

اللہ رکھی ۔ وہ موا گالیان دے رہا ہے ۔

نواب ۔ تمھین وہم ہے ۔

نواب نامدار والا تبار نے لاکھون قسمین دین اور ہزارون جتن کیے کہ بی اللہ رکھی کھانا کھائین اور اگر جی چاہے تو انھین کے باغ فرح بخش و دلکشا شاداب و نزہت انتما مین کچھ روز بفراغت تمام آرام فرمائین مگر بی اللہ رکھی نے ایک نہ مانی ۔ اور دل مین یہ بات ٹھانی کہ اگر نواب سونے کا بھی بنکر آئے اور قارون ہی کا سا مالدار ہو جائے تو بھی اُسکے ہان دم بھر ٹھہرنا ناگوار ہے ۔ ایسی ذلت اُٹھانے سے جی بیزار ہے ۔

اُس سُتھے بھٹ رفیق کا بار بار طعنے دینا اور اللہ رکھی کا نام لینا ۔ اور اُس بیچاری کوٹھے کی عورت بیسوا کہنا اور اُسکا ضبط کرنا مصیبت سہنا ان سب باتون سے اللہ رکھی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے تو نواب صاحب بہت ہی شرمائے کہ اللہ ری ہماری شومی طالع ۔ یہ ہنس مکھ خندہ پیشانی جان جانی ہنستی کھل کھلاتی آئے ۔ اور ہماری صحبت مین ٹسوے ٹھٹھول تک کو رُلائے ہماری صحبت باعث بدنامی ہے ۔ جو ہے صید ناکامی ہے ؎

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را | افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

نواب نے قسمین دے دیکر یون پوچھا ۔ سچ کہیے بی اللہ رکھی صاحب آخر مین کس قصور پر مورد عتاب ہوا ۔ مجھ سے کونسا کردار ناصواب ہوا اگر لاعلمی مین کوئی خطا ہوئی ہو معاف کرو ۔ آئینہ دل کے کدورت کو صاف کرو

اللہ رکھی ۔ یہ کیا باتین ہین جانین ہمین اسوقت کیا یاد آیا کسکے خیال نے رُلایا کس سبب سے آنسو آیا ۔

نواب ۔ اچھا بندہ تو بے قصور ہے یا اسمین کچھ فتور ہے ۔

اللہ رکھی ۔ حضور یہ سب قسمت کے کھیل ہین ۔ ہماری سی بیچاری زندگی نگوڑی کسی کی نہو ۔ یہ سب اپنے کرتوتون ہوا ۔ مان باپ اندھے کنوین مین ڈھکیل دیا ایک بوڑھے کھوسٹ کے ساتھ بیاہ دیا ۔ آپ تو چین اُڑا گئے ہمین بھاڑ مین جھونک گئے ۔ بوڑھے میان شادی کرتے ہی بھاگ کے دوسرے شہر ہو رہے ہم شام سے رو پیٹ کے سو رہتے تھے ۔ دن کو بیقراری رات کو اختر شماری اور ہر دم گریہ وزاری ۔ ہمارا چودہ پندرہ برس کا سن اُنکے حلوا کھانے کے دن ۔ آج موئے کل دوسرا روز ایک ہڈی بدن کی گن لیجیے مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت ۔ اُنکی صورت سے مجھے نفرت تھی مگر ایک ہی دفعہ عمر بھر مین موئے کو دیکھا تھا بس پھر دیکھا ہو تو آنکھین ہی پھوٹ جائین ۔ ایکدفعہ ہم نے خط بھیجا تو اُسکے جواب مین بہت کچھ للو پتو تتو تھمبو آؤ بھگت کی مگر سب زبانی داخلہ ۔ بارے انتقال ہوا تو ہماری مان نے بڑا جشن کیا ہم نے کہا امان اب ہمین کسی جوان اور بھلے مانس کے ساتھ بیاہ دو ۔ وہ تو راضی ہوگئین ہمارے پڑوس مین ایک مولوی صاحب رہتے تھے کوئی اسی روپیہ مہینے کا وثیقہ ہے ۔ اور اُنکا لڑکا مین جانو کوئی بیس برس کا ہوگا اسکول مین ماسٹر ہے سو مہینہ ملتا ہے ۔ اور پڑھا لکھا آدمی ۔ چال چلن اچھا خندہ پیشانی نک سک سے درست لسّان خوش تقریر ۔ مکان کوئی دس بارہ ہزار کا اور اُس پر بھی گھر بھی خوب سجا سجایا تھا آدمی خوش سلیقہ ہے بڑے باتمیز ۔ اُنکے باپ مولوی آدمی ہین دور دور سے اُنکے پاس پڑھنے کے لیے آدمی آتے جاتے ہین ۔ عورت سب سلیقہ والیان اور ملنسار تین چار دفعہ مجھ سے اور اُس سے آنکھ لڑی تھی ایکدفعہ اُسنے اپنی مہری بھیجی اور کہلا بھیجا کہ ہم اپنے والد سے کہین جو تم راضی ہو مین سوچی کہ غضب ہو جائیگا جو کہین کھُل گیا کہ نکاح کے پہلے ہی سے بات چیت تھی اور پیغام آتے جاتے تھے اور مہریون کی زبانی معاملے بھگتتے تھے تو لوگ طوفان باندھینگے ۔ اسی مین چپکی ہو رہی مگر امان سے کسی نے کہدیا کہ خبردار لڑکی کو اب نہ بیاہنا بیوہ کا نکاح بھلے مانس نہین کیا کرتے [illegible] ہوا کرتا کہا رون مین جولاہون مین دھوبیون مین ہوتا ہو تو ہو تمھین شرم نہ آئیگی کہ

ایک کے ساتھ پہلے بیاہا اب دوسرے سے نکاح ہو۔ واہ خاندان مین بٹا لگاؤگی جسمین ہفتادپشت تک کا نام بد ہو۔ کہین ایسا بھی ہوا ہے بھلا آجتک کسی بھلے مانس کی بیوہ کی شادی ہوئی ہے خدائی بھر مین پیسۂ وہ چٹ سے بدل گئین اب کوئی سوچو تو کہ ہم تو دن رات جلین بھکین پیٹین مرین کھپین۔ جوانی مفت مین برباد ہو جائے اور وہ کہین کہ بھلمنسی کا خیال ہے یا نہین۔ واہ اچھی بھلمنسی ہے ٹکی پڑے ایسی بھلمنسی نگوڑی پر ہم درگذرے۔ اسی بس مین تو ایک رات کو گھر سے نکل بھاگی لیکن اُسدن سے آجتک جیسی پاک پیدا ہوئی تھی ویسی ہی ہون۔ آج اُس آدمی نے جو ہزارون باتین سنائین اور کہا کہ یہ ٹکے کی عورت ہے یہ بیسوا ہے یہ ایسی اور یہ ایسی اور کیا جانے کیا کیا کہا تو میرا دل بھر آیا۔ عمر بھر مین ایک تو اُس مولوی صاحب کے لڑکے سے آنکھ لڑائی تھی دوسرا ایک ور تھے میان آزاد اُنسے شادی کرنے کا۔

نواب۔ کون کون۔ کِسکا نام تم نے لیا۔

مصاحب۔ حضور وہی کہا۔

رفیق۔ اچھا پتا لگا۔ خدا کی قسم خوب ہی ملے۔ ہان بی صاحب فرمائیے

نواب۔ بعد مدت آج اُنکا نام سُننے مین آیا ہے بڑے دوست ہین۔

مصاحب۔ نواب صاحب کے وہ دوست ہین صاحب۔

رفیق۔ ہان حضور روٹھ کے چلے گئے تھے۔

راوی۔ اللہ رکھی نے جو میان آزاد کا نام لیا تو نواب مدار اور اُنکے مصاحبین سلیقہ شعار چونکتا ہوا ایک دوسرے کیطرف نظر حیرت سے دیکھنے لگے۔ اللہ رکھی سمجھی کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے ورنہ وجہ کیا کہ اسقدر باصرار بلیغ پوچھا لوگ ایک ہی کائیان۔ پرلے سرے کے خرانٹ۔ وہ تاڑگئے کہ اللہ رکھی کو کچھ شک ہوا ہے۔ فوراً بگڑی ہوئی بات بنائی کہ میان آزاد نوابصاحب کے دوست ہین روٹھ کے چلے گئے تھے۔ تاکہ بی اللہ رکھی صاف صاف اُنکا حال بتا دین۔

نواب۔ ہم کو اُنکی خبر ملے تو ہم فوراً بلوا لین۔

اللہ رکھی۔ وہ تو باہر کہین گئے ہین۔

نواب۔ باہر! باہر کہان؟۔

اللہ رکھی۔ کسی اور ملک کو گئے ہین۔ نام اُسکا مجھے معلوم ہی نہین

راوی۔ حضرات ناظرین۔ آپ لوگ کچھ سمجھے بھی یہ نوابصاحب کون ہین بھلا بوجھیے تو سہی سُنیے یہ وہ نوابصاحب ہین جنکا بٹیر صف شکن علی بخش تھا وہی حقانی بٹیر جسکو میان آزاد نے چھپا دیا تھا اور جسکے منانے کے لیے میان آزاد بھیجے گئے تھے اور اونٹنی پر سوار ہو کر لکھنؤ مین داخل ہوئے اور یہان اللہ رکھی سے ملاقات ہوئی تھی۔

اللہ رکھی نے کل باتین صاف صاف بیان کردین اور یون کہا

اللہ رکھی۔ وہ ہمارے ہان اُترے تھے سرا مین آدمی خوبصورت اور جوان بچے ہین ایک اونٹنی پر آئے تھے بہت دن تک رہے کہتے تھے کہ ہمکو ایک بھولے بھالے نواب مل گئے ہین جس راہ ہم اُنکو چلاتے ہین اُس راہ وہ چلتے ہین اور جو ناچ ہم اُنکو نچاتے ہین وہ ناچتے ہین عجب نواب ہے کوئی۔ اُنھون نے ایک بٹیر پالا تھا اُسکو میان آزاد نے کابک سے نکال کر چھپا لیا اور نوابصاحب سے مصاحبون نے کہا کہ حضور کیا بٹیر تھا۔ ایک بولا کہ ہنڈ ٹیے سے ٹکر لڑتا تھا۔ دوسرے نے کہا کہ سجدہ کرتا تھا تیسرا موا خوشامد خور ابولا کہ پیر و مرشد وہ رمضان شریف مین روزے رکھتا تھا۔ اسی بس کے سب ملکر نواب کو اُلّو بنا لیا۔ اور وہ ہان مین ہان ملاتے گئے۔ میان آزاد کو اونٹنی دیگئی اور وہ یہان گل چھرّے اُڑا یا کیے اور رنگ رلیان منایا کیے۔ بس اُنسے تو شادی کرنے کو البتہ جی چاہا۔

اس تقریر کو سُنکر مصاحبون اور رفیقون اور حوالی موالی کل حاضرین دربار کے ہوش اُڑ گئے جیسے دیکھیے شرمایا ہوا۔ دل مین آزاد اور اللہ رکھی دونون کو صلواتین سنا رہا ہے۔ نواب اُسوقت مارے شرم کے گڑے جاتے تھے عمر بھر مین آج ہی تو انکو خیال آیا کہ ایسے مصاحبون سے نفرت کرنا لازم ہے جسوقت اُنھون نے

اللہ رکھی کی زبانی سُنا کہ نواب کو اُلّو بنایا - نواب بھولے بھالے آدمی تھے - بٹیر کو حقانی سمجھتے تھے جسنے جو کچھ کہدیا نواب نے فوراً مان لیا اُسوقت کٹ کٹ جاتے تھے مصاحبون نے اشارون سے باہم گفتگو کی اور لاکھ لاکھ چاہا کہ رنگ جمائین مگر جو فقرہ کہا اوچھا - تیر بہدف نہین نواب اور بھی بد دماغ ہوگئے اور جھڑکنے لگے -

نواب - ہم آپکے بڑے مشکور ہین -

اللہ رکھی - واہ ہم کیا ہین بھلا -

نواب - آپ نے اسوقت ہماری عقل کی آنکھین کھولدین ورنہ بالکل اندھے ہی تھے -

اللہ رکھی - آپ کے دشمن -

نواب - ہمارے دشمن یہ سامنے بیٹھے ہین (مصاحبونکی طرف اشارہ کر کے)

مصاحب - غریب پرور - اللہ جانتا ہی کہ ہم کیسے جان نثار ہین -

نواب - بس ہم سمجھ گئے -

مصاحب - حضور توپ دم کر دیجیے جو ذرا خطا ہو - نمک حلال کٹ مرنے والے جان دینے والے آدمی ہین -

نواب - بس اب زیادہ بڑھاؤ نہین - بک بک سے فائدہ کیا - اب قلعی کھل گئی - اُف برسون کے بعد چونکے ہم -

مصاحب - اللہ جانتا ہی خداوند کہ -

نواب - کچھ اب قسمین کھانے کی ضرورت نہین جو ہوا وہ ہوا آیندہ سمجھا جائیگا

اللہ رکھی - کیا - ہم تو کچھ سمجھے ہی نہین کہ تم سب یہ کیا باتین کر رہے ہو -

نواب - وہ جس نواب کمبخت بدنصیب کا تم نے ذکر کیا وہ مین ہی ہون -

اللہ رکھی - (دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر) ہاے افسوس -

نواب - افسوس کرتی ہو یا تمکو خوش ہونا چاہیے کہ ایک رئیس ان موذیون کے پنجے سے چھوٹا -

اللہ رکھی - اللہ جانتا ہی جو ہم کو معلوم ہوتا تو حشر تک یہ ذکر نہ کرتے -

نواب - خدا کی قسم تمنے مجھپر اور میرے باپ دونون پر اِسوقت احسان کیا جو تم نہ اطلاع دیتین تو مجھے اِنسے چھٹکارا بھی نہ ملتا - خدا نے بچایا خیر اتنے دن تک جو کچھ ہوا سو ہوا اب ہم بھی سرہو گئے تم نے تو اِسوقت ہمین جلا لیا نہین ہمارا تو کہین ٹھکانا ہی نہ تھا -

اللہ رکھی - ہان ہی تو ایسا ہی -

مصاحب - حضور جسنے جو کہدیا - حضور نے مان لیا بس یہی خرابی ہی جو حضور ذرا ہماری جانفشانی پر نظر ڈالین تو ہمکو موتیون تولین خدا کی قسم موتیون مین تولین -

نواب - میرا بس چلے تو تم سب کے منھ مین خاک بھر دون اور آنکھون مین دھوان جھونکون -

مصاحب - خطا -

نواب - اور اوپر سے باتین بناتے ہو ٹبر بھی کہین روزہ رکھا کیے ہین -

مصاحب - خداوند - خدا کی خدائی سے کیا کچھ بعید ہی یہ -

نواب - چلو بس خدائی مین نہ دخل دو - معلوم ہی بڑے خداپرست اور خداشناس ہو بس چلے تو دریا مین ڈبو دون تمکو ایسی جگہ قتل کرون جہان پانی تک نہ ملے -

ایک مصاحب - اگر کوئی قصور ثابت ہو تو قتل کر ڈالیے -

نواب - بجا جسمین ایک اور مقدمہ دائر ہو اور پھانسی بھی پا جاؤن -

دوسرا مصاحب - اللہ نہ کرے - اللہ نہ کرے - خدا نہ کرے - خدا نہ کرے حضور کی خواجہ خضر کے برابر زندگی ہو -

نواب - آپ اپنی خیر منائیے - اب ہمکو بہت نہ ستائیے -

تیسرا مصاحب - کیا طاقت کیا مجال -

چوتھا مصاحب - اے حضور قربان جاؤن ہم تو غلام ہین حضور کو ستانا کیا معنی -

نواب - کلیجہ پیپ کر دیا سب نے -

مصاحب - خداوند وہ آزاد ایک ہی گرگا ہی - بڑا نیاریا - اڑتی مار -

اللہ رکھی - بس بس اُنکو نہ کچھ کہیے گا - اُنکا سا آدمی کوئی ہو تو لے -

نواب - کیا شک ہی - یہ لوگ تو اِس فکر مین تھے کہ نواب کو اُلو بنا کر اُنکا گھر تباہ کرین خیر ہوا جو ہوا - اب بھی سویرا ہی سمجھتے جو اپنے حساب -

اللہ رکھی - چھوٹے تو ستے - اے ہان یہ کہان کی نمک حلالی تھی بھلا کہ

ٹبیر کو روزہ دار اور نماز گذار کہدیا اور رئیس کو مخنت مخنت مین ہنسوایا جوتے گا کیا کہے گا یہ نمک حلالی ہے بھلا -

مصاحب - کیا ہمارے نمک حلال ہونے مین شک بھی ہے کوئی -

اللہ رکھی - گھر کی ٹکی باسی ساگ -

نواب - نمک حلال کے بچے بنے ہین -

مصاحب - خداوند - جو چاہے کہ لیجیے - ہم لوگ حجت و تکرار تھوڑا ہی کر سکتے ہین بھلا

نواب - اجی تم تو زہر دیدو سنکھیا کھلا دو - تم وہ لوگ ہو بس کی گانٹھ

اللہ رکھی - اللہ بچائے ایسے آدمیون سے - خدا بچائے ایسے بے ایمانون سے

مصاحب - ہان مسند پر بیٹھ کر جو چاہے کہ لو - بازار مین جھونٹم جھوٹا کرتی پھرتی ہو اور یہان آن کے باتین بناتی ہو -

نواب - بس بس بہت زبان درازی اچھی نہین ہوتی ہے جی میرا اون کھٹا ہو گیا - اور تم سب کی صورت سے نفرت ہو گئی -

مصاحب - جو ہم خطاوار ہون تو خدا ہی ہمارا ہم سے سمجھے مرتضی علی کی قسم جو ذرا کسی بات مین نمکحرامی کی ہو پیر و مرشد ہم پر آسمان ہی پھٹ پڑے جو ہم نمکحرام ہون حضور چاہے نہ مانین مگر ایک عالم کہتا ہے جیسے مصاحب انکو ملے ہین ... کو وہ ... کو ملتے ہین اور جو ملتے بھی ہین تو بڑے خوش قسمتونکو -

نواب - واہ یہ ... کہو کہ جسکی قسمت پھوٹ جاتی ہے اُس بدبخت کو تم ایسے گرگے مصاحب ملتے ہین - زمانے بھر کے چھٹے ہو آپ سب بہر طرف راور یا بدھنا اُٹھائیے اور چلتے پھرتے نظر آئیے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے بس اب رخصت ہو جیے قبلہ -

مصاحب - حضور مرتے دم تک ساتھ نہ چھوڑینگے - نہ چھوڑینگے -

رفیق - حضور کا سایۂ دامن کافی ہے -

نواب - دامن ہی نہین سایہ کہان سے آوے -

رفیق - یہ آستانہ چھوڑکر کہان جائین -

مصاحب - کہین ٹھکانا بھی ہے -

دوسرے - ٹھکانا تو سب کچھ ہو جائیگا مگر چھوڑ کر جانے کو بھی جب جی چاہے جس کے اتنے دن تک نمک کھایا اُس سے بھلا مفارقت کیونکر گوارا ہو - مار ڈالیے مگر ہم تو اِس بوڑھے پر سے بچانے کے بچانے نیکے - چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے یہ در اور یہ سر مر بھی جائینگے تو حضور ہی کی چوکھٹ پر اور جنازہ بھی نکلے تو اِسی دروازے سے

اللہ رکھی - نواب صاحب کیا آپکا مکان یہی ہے -

نواب - نہین یہان تو ہم شکار کے لیے آئے تھے صرف آج ہی چلے جائینگے

اللہ رکھی - اور یہ سب صاحب؟ -

نواب - جہان سینگ سمائے -

اللہ رکھی - ہان اور کیا -

مصاحب - اجی ہم حضور کے ہمراہ رکاب ہین جہان حضور کا پسینا گرے وہان خون بھی ہمارا ضرور گریگا -

نواب - اسمین کیا شک ہے - مین خوب جانتا ہون شاباش شاباش

مصاحب - خدا سلامت رکھے -

نواب - مگر سلامت رکھے تو آپ سے کبھی جدا رکھے -

مصاحب - خدا نہ کرے - خدا نہ کرے -

العرض نوابصاحب ہاتھی پر سوار ہو کر چلے گئے اور خدمتگارون کو حکم دیا کہ خبردار کسی مصاحب کو ہمارے ہان نہ آنے دینا - اُسدن سے نواب نامدار نے مولویون اور شاعرون اور بذلہ سنجون اور مہذب آدمیون کو بلایا اور خوشامد خورون لیموچٹرون بدمعاشون اوباشون کو دھتا بتایا سستے چھوٹے اب بی اللہ رکھی صاحب کا حال سنیے کہ اُنکو جو اُس رفیق نے بار بار ٹکے کی عورت اور بازاری عورت اور بیسوا کہکر مخاطب کیا تو اُنکے دل پر چوٹ لگی اور کل زیور اور اسباب وغیرہ کے کوڑے کرکے ایک ٹیلے پر بستی سے باہر فقیرون اور درویشون کیطرح رہنا شروع کیا قسم کھالی کہ جبتک میان آزاد روم سے واپس نہ آئینگے تب تک اسی قطع سے بسر کرونگی -

نواب صاحب نے اِنکو لاکھ لاکھ سمجھایا مگر اللہ رکھی نے کہا مین

ایک نہ مانونگی۔ اللہ رکھی کی ایک ہمجولی نے بھی سمجھایا مگر بے سود۔

ہمجولی۔ یہ نہ کرو بہن۔

اللہ رکھی۔ بس جوگن ہو جائینگے ہم۔ دنیا کو چھوڑا۔

ہمجولی۔ یہ کیون۔

جوگن۔ دل ہی تو ہے۔ بس اب دنیا کو ترک ہی کر دیا۔ آزاد ہاے آزاد۔

ناٹک ڈراما

دیباچۂ راز نکتہ سازان ست این — فہرست خیال جان گدازان ست این
تعویذ دل سخن طرازان ست این — طومار جنون عشقبازان ست این

پہلا سین یعنی تماشا

ایک پربہار اور جواہر نگار پردہ پڑا۔ اور پردے کے اندر سے ایک ترک زرین کمر۔ پری پیکر۔ رشک قمر۔ مہ وش سمن بر نے بہ لحن داؤدی اونچے سرون مین یون گانا شروع کیا۔ ؎

جہدے کن و با مردم دانا بنشین — آموز ہنر
یا با صنمے لطیف و رعنا بنشین — ای اہل خبر
زین ہر دو اگر ترا میسر نشوند — از قسمت خویش
اوقات مکن ضائع و تنہا بنشین — با دیدۂ تر

الٰہی یہ مطرب خوش نوا و یوسف لقا ہے یا پری۔ یہ نغمہ روح افزا ہے یا سحر سامری۔ یہ بلبل ہزار داستان ہے یا طوطی شکرفشان ہے چست و طرار و مردم آزار۔ چرخ کجرفتار کیطرح جفا جو اور ستمکار مگر۔ ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

جسطرح بسنت کی رت مین بھونرا کلیون کا رس چوس چوس کے مستی مین آنکر جھومنے لگتا ہے اُسیطرح سامعین اِس نغمۂ دلکش سے مستانہ وار وجد کرنے لگے اور اس پریزاد بار بُد نژاد کے لحن جانبخش کا دم بھرنے لگے۔ ؎

زنا خن بازی مطرب چہا در ساز می آید — کہ مشت ناخنی بر دل نہ بر آواز می آید

پردہ گرا۔

پردہ اُٹھا تو چکا چوند کا عالم ہوا

جادو ہے کہ غمزہ ہے کسی رشک پری کا — شوخی مین اثر برق کی ہے جلوہ گری کا
اُس چشم فسون ساز سے لڑتی ہین نگاہین — دھڑکا ہے مگر دل کی مجھے بے جگری کا
اک برق سی چمکی نگہ شعلہ فشان مین — دیکھا جو بھبھوکا بدن اُس رشک پری کا

جسنے دیکھا پھڑک گیا اور سجدۂ شکر بجا لایا۔ ؎

یان خوبرو بہلا دل و جان سے کم نہین — ہندوستان کا خطہ پرستان سے کم نہین
چوری کی ہر نگاہ مین ہین لطف بیان — غمزے مین رمز خندۂ پنہان سے کم نہین

اُس بت پندار خوش کلام و طرار نے ایک جھلک دکھائی اور چشم زدن مین صورت چھپائی۔ پردہ گرا۔

دوسرا سین یعنی تماشا

پردہ اُٹھا اور حاضرین نے پھر ٹکٹکی باندھی تو ؎

نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو بیست سالہ یہ قہر و آفت غضب خدا کا

اس جوان رعنا بلند بالا نے یہ رباعی حسب حال سنائی ؎

گاہے بخود از اوج چون سرو دیدی — اگشتہ [illegible] شاد۔
گہ چو یوسف فتادہ در چہ دیدی — کردی فریاد۔
میداوند ت چنانکہ میخواہندت — افسوس مکن
کار تو بجہد نیست صد رہ دیدی — می باش آزاد

پردہ گرا۔

تیسرا سین یعنی تماشا

پھر پردہ اُٹھا۔ اور ایک چلبلی چنچل کم سن عورت سفید ولائی اوڑھے اور فالسئی پائجامہ پہنے چھم چھم کرتی ہوئی اسٹیج تماشہ کے تخت پر آئی اور چمک ومک کر یون گانے لگی۔ ؎

یک چند پے زینت و زیور گشتیم — در عہد شباب
یک چند پے دانش و دفتر گشتیم — کردیم حساب

چون واقف ازین جہان ابتر گشتیم　　نقشے ست برآب
دست ازہمہ شستیم وقلندر گشتیم　　اینک و رباب

یہ گاکر اُس چھیل چھبیلی نے دُلائی پھینکی - کپڑے اُتارے اور جوگن کے بھیس مین بانسری بجائی اور بانسری ہی مین یون گاتی ہوئی چلی ؎

مین تو سیان کو ڈھونڈھن چلیان　　مین تو سیان کو ڈھونڈھن چلیان
انگ بھبھوت جوگن بن ملیان　　مین تو سیان کو ڈھونڈھن چلیان

پردہ گرا -

چوتھا سین یعنی تماشا

پردہ اُٹھا - اور ایک تصویر سراپا تنویر نظر آئی - اور حاضرین جلسے نے یہ شعر پڑھا ؎

عجب ہی کھینچی مصور نے کسطرح تصویر　　کہ شوخیون سے تو اک ٹک پر رہی کیونکر

معلوم ہوتا تھا کہ زبان کھولا ہی چاہتی ہے گویا بولا ہی چاہتی ہے مصور چابکدست مسلم الثبوت اُستاد رشک مانی رو کش بہزاد کے ہاتھ کو قریب سے اور اِس جادو جمال مشتری خصال کی ادا کو دور سے چومنے کو جی چاہتا تھا دل ہاتھ سے جاتا تھا - انکھڑیان لگاوٹ باز ایک ایک ادا مین لاکھ لاکھ انداز - ؎

قد و قامت آفت کا ٹکڑا اتمام　　قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

اُس بت بے پیرو رنگ شوخ و شنگ نے یہ رباعی سنائی تو محفل پھر وجد مین آئی - ؎

تا با تو فتاد آشنائی مارا　　آزاد میان -
در دیدہ تو ئی چو روشنائی مارا　　تحقیق بدان
روزان و شبانہ این عاسیخواہیم　　من از دل وجان
یا رب ندہی داغ جدائی مارا　　در ہر دو جہان

پردہ گرا - اور رونے کی آواز آئی -

پانچوان سین یعنے تماشا

پردہ مین سے رباعی مندرجۂ بالا کا جواب کسی محبوب یوسف لقا نے

چمن طبع رنگین ادا نے پیارے پیارے سُرون مین یون دیا ؎

گر طالب صادقی ز نایاب منال　　پیدا گردد -
آن عقدہ کہ در انگشت وہم ست خیال　　ہم وا گردد
گر آبلہ افتا و بپائے طلبت　　زنہار مایست
شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر و بال　　عنقا گردد

پھر پردہ گرا -

چھٹا سین یعنے تماشا

پردہ اُٹھا - اور ایک بونا امیرون کا کھلونا سامنے آیا اور اُسنے غتنغنا غتنغنا کر اہل محفل کو خوب ہنسایا - سوا اسکے حضرت کا قد دُبلے پتلے ننھے ننھے ہاتھ پانون مگر قرابینچہ ہاتھ مین اور قرولی کمر سے لگی ہوئی آنکھین بند لیکن اکڑے کھڑے ہین - انھون نے یون ہانک لگائی اور ساری محفل کِھل کِھلائی -

پلا ساقیا مالوے کی افیم　　کہ ہے شوق گلگشت باغ نعیم
پیا سا کئی دن کا ہون ساقیا　　چھلک آب اسود کی مجھکو دکھا
نہ کر دیر اے ساقی مشک رنگ　　بدہ جام افیون مرا بیدرنگ
کرم کر فقیرون پہ مائی ڈیر　　مین قربان جاؤن ذرا لم ہیر
کدھر ہے تو اے ساقی مہربان　　بدہ او پیم روکش زعفران

اتنے مین لوگون نے جو زور سے تالیان بجائین تو حضرت پینک سے چونک پڑے اور قریب تھا کہ قرولی لیکر دوڑین کہ اتنے مین پردہ گرا - پھر

اک نظرا دھر بھی

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

حضرات ناظرین! - آداب اور کورنش اور تسلیمات کا گلدستہ پیشکش کرتا ہون کیون سچ کہیے گا - گلہائے نو دمیدہ خوش بیانی نکتہ پردازی سے دماغ کو طبلۂ عطار بنا دیا یا نہین -

اِس ڈراما کا مطلب سمجھنے کے قابل ہے - ہم تو بس اتنا ہی لکھکر ختم کرتے مگر خوف ہے کہ سیادا یار لوگ آڑے ہی ترچھے لین - جلی کٹی سنائین

حضرات سنیے۔ سانپ کا کاٹا رسی ڈرتا ہے خواب کا جو ایک مضمون ظریفانہ ہم نے لکھا تو تلے اوپر کوئی درجن بھر خطوط ناد ن گرنے لگے۔

ہمارے ایک نامہ نگار تھے کسی شفیق با تحقیق نے انسے کہا کہ یہ مضمون بالکل غت ربود ہے۔ اور غلبۂ ذکاوت سے وجہ اسکی یہ بتائی کہ اکثر اڈیٹر شراب پینے کے عادی ہوتے ہین تاکہ سر درین قلم نوجوان کے مزاج کیطرح بل کھانے لگے اور عرائس مضمون سے ہم آغوش ہون سبحان اللہ بہت دور کی سوجھی مانا کہ اڈیٹر بادہ گسار ہوتے ہین مگر کون اڈیٹر بعض یوروپین اڈیٹر ہم تو ہندو ہین۔ اور ہندو بھی کون - برہمن - اور برہمن بھی کون (پنڈت جی مہاراج) پھر شراب مردار کا ذکر یعنی چہ - ہمارے خیالات جو کچھ اس دخت رز کی نسبت ہین وہ ہمارے مضمونون سے ظاہر ہین جسقدر ہجو اس بنت العنب کی ہم نے کی کسی اور نے کی ہو تو بتا دے -

خیر اب سنیے کہ اس ڈرامہ مین کل داستان کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور پہلی جلد کا یہی خاتمہ ہے شکر ہے کہ ایک جلد کے خاتمے کی نوبت آئی - اس جلد مین رسوم مذموم ہندوستان و دقیانوسی خیالون کی ہجو ہے مگر مذاق کے ساتھ دل لگی کی دل لگی اور لطف کا لطف مذاق کا مذاق اور مطلب کا مطلب - یہی تو ظرافت کے معنے ہین - وہ ظرافت ہی کیا جسکا ماحصل پھکڑ پن اور گالی گلوج ہو - میان آزاد کا ہر شہر و دیار مین جانا اور وہان بری بری رسمون پر چھلانا - ناول کا عمدہ پلاٹ ہے اور چونکہ مزاح کے پیرایہ مین لکھا ہے لہذا امید ہے کہ ناظرین حق مین کے حق مین کسیقدر مفید ضرور ہو اب اپنے ڈراما کا مطلب صاف صاف سن لیجیے۔

پہلے تماشے مین جو مہ وش سمن بر پری پیکر رشک قمر آئی تھین وہ کون ہین عقل کل - اور جو رباعی انھون نے سنائی اس سے کیا مطلب ہے سنیے ؎

چند سے کن و با مردم دانا بنشین	یا با صنمی لطیف و رعنا بنشین

یہ صنم لطیف و رعنا کس سے مراد ہے - کتاب سے -

پھر دوسرے تماشے مین ایک جوان رعنا بلند بالا کا بیان ہے - یہ کون ہین میان آزاد فرخ نہاد - اب اس رباعی کا مطلب سنیے ؎

گاہے خود را بر اوج چون مہ دیدی	گشتی دلشاد
گہ چو یوسف فتادہ در چہ دیدی	کردی فریاد -
میدار نظر چنانکہ میخواہند ت	افسوس مکن
کار تو بجہت نیست صد رہ دیدی	می باش آزاد -

پہلے مصرعے سے یہ مراد ہے کہ کبھی تو لائق فائق عالم فاضل متقی متشرع بنے) اور دوسرے مصرعہ سے یہ مطلب ہے کہ کبھی چاہ ادبار مین غوطے کھانے لگے - شراب ناب لنڈھانے لگے) نتیجہ یہ کہ آزاد اور شاکر رہو مگر وضع کا پاس و لحاظ رہے -

تیسرے تماشے مین ایک چنچل چپیل چھبیلا جوگن کے بھیس مین آئی وہ بی اللہ رکھی ہین - رباعی ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ جوانی کے عالم مین جوش شباب نے ایسا چوندھیا دیا کہ گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑی ہوئین مگر وہ خود مقر ہین کہ ؎

چون واقف ازین جہان ابتر گشتیم	وست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم

اور ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ بی اللہ رکھی نے عیش و عشرت اور نکھار اور سنگار سب سے کنارہ کیا -

چوتھے تماشے مین یہ تصویر پیاری حسن آرا کی تھی - آخر کا مصرعہ رباعی ع - (یارب نہ دہی داغ جدائی ما را) حسرت سے بھرا ہوا ہے -

پھر پانچوین تماشے مین اسکا جواب سپہر آرا بیگم نے دیا کہ ع - (شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر و بال) عنقا گردد -

چھٹے تماشے مین میان خوجی خود ہی بول رہے ہین - وہی قرولی وہی قرابنچہ - وہی افیم وہی تکیا پن -

اسکے بعد پردہ گرا اور فسانۂ آزاد کی جلد اول تمام ہوئی -

تمت